قرآن کریم اور عقیدہ ختم نبوت

علامہ مفتی محمد عبد السلام قادری

عقیدہ ختم نبوت:

شیخ الاسلام والمسلمین امام الفقہاء والمحدثین اعلیٰ حضرت امام اہل سنت محدث کبیر مجدد اعظم امام احمد رضا قادری حنفی محدث بریلوی نور اللہ مرقدہ' عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں نہ تو آپ کے زمانہ میں اور نہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہوسکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف خاتم النبیین کے یہی معنیٰ ضروریات دینیہ سے ہیں کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ اس معنیٰ کو نا سمجھ لوگوں کا خیال بتانا یا حضور ﷺ کے زمانہ میں یا حضور ﷺ کے بعد کسی اور کو نبوت ملنی واقع یا جائز کہنا کفر ہے۔ (عقائد حقہ اہلسنت وجماعت ص۹ مطبوعہ جمعیت اشاعت اہلسنت کراچی)

فائدہ۔ قرآن کریم کی متعدد آیات طیبات میں اس عقیدہ کی صراحت موجود ہے جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت پر قرآنی دلائل:

پہلی آیت مبارکہ:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (الاحزاب ۴۰)	محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے (ترجمہ کنز الایمان از محدث بریلوی)

توضیح وتشریح۔ اس آیت طیبہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر آپ ﷺ کے منصب خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یعنی آخری نبی ہونے کا اعلان فرمادیا ہے۔

خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کا معنیٰ ومفہوم:

جملہ علماء لغت اور آئمہ مفسرین کا اس پر اجماع ہے کہ اس آیت میں خاتم النبیین کا معنیٰ آخری نبی کے ہیں چنانچہ علامہ راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ مفردات القرآن میں لکھتے ہیں! (وخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ) لا نه ختم النبوة ای تممها بمجیه (المفردات ص۱۴۹)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اس لئے کہ آپ نے سلسلہ نبوت کو اپنے تشریف لانے کے ساتھ تمام وکمل

کر دیا۔

۲۔عربی لغت کے امام علامہ ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ لسان العرب میں لکھتے ہیں و الخاتمُ و الخاتم من اسماء النبی ﷺ و فی التنزیل العزیز ولکن رسول اللّٰہ و خَاتَمَ النَّبِیّنَ ای آخرھم۔ (لسان العرب جلد ۴ صفحہ ۲۵)

یعنی خاتم اور خاتم (تا پر زیر ہو یا زبر) دونوں نبی کریم ﷺ کے اسماء میں سے ہیں اور قرآن مجید میں ہے بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خَاتَمَ النَّبِیّنَ یعنی تمام انبیاء میں آخری ہیں۔

آگے مزید لکھتے ہیں کہ ومن اسمائه العاقب ایضاً ومعناہ آخر الانبیاء یعنی آپ کے اسماء مبارکہ میں سے عاقب بھی ہے جس کا معنی ہے نبیوں کا آخر (پیچھے آنے والا) ایضاً۔

علمائے لغت کی طرح جملہ علماء وآئمہ مفسرین متقدمین ومتاخرین کے نزدیک بھی اس آیت کریمہ میں خَاتَمَ النَّبِیّنَ کا معنی آخری نبی کے ہیں بطور اختصار صرف چند ایک مستند تفاسیر سے حضرات مفسرین کرام کی تصریحات ذکر کی جاتی ہیں۔

۱۔تفسیر المقیاس عن تفسیر ابن عباس:

ختم اللّٰہ به لنبین قبله فلایکون نبی بعدہ۔

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر پہلے انبیاء کرام کا سلسلہ ختم فرمایا پس کوئی نبی آپ کے بعد نہیں آئے گا۔

۲۔تفسیر طبری از علامہ ابن جریر طبری متوفی (۳۱۰ھ)

وخاتم النبین الذی ختم النبوہ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الیٰ قیام الساعة۔

ترجمہ۔اور خَاتَمَ النَّبِیّنَ وہ جنہوں نے سلسلہ نبوت ختم فرمادیا اور اس پر مہر ثبت کردی پس قیامت تک آپ ﷺ کے بعد کسی کے لئے نہیں کھولی جائے گی۔

۳۔تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی متوفی (۶۰۶ھ)

(وخَاتَمَ النَّبِیّنَ) وذالک لان النبی الذی یکون بعدہ نبی ان ترک شیأ من النصیحة والبیان یستدرکه من یاتی بعدہ وامامن لا نبی بعدہ یکون اشفق علیٰ امته واھدیٰ لھم واجدیٰ اذھو کوالد لولدہ الذی لیس له غیرہ من احد (تفسیر کبیر جلد ۱۳ صفحہ ۲۱۵ دار الفکر بیروت)

اور آپ ﷺ تمام نبیوں کے خاتم ہیں یہ اس لئے کہ ایسا نبی جس کے بعد اور کوئی نبی ہو اگر پہلا نبی نصیحت اور بیان سے کچھ چھوڑ جائے تو اسکے بعد آنے والا نبی اسکی تلافی فرمادے گا مگر ایسا کہ جسکے بعد کوئی آنے والا نبی نہ ہو تو وہ اپنی امت پر زیادہ شفیق اور زیادہ رہنمائی فرمانے والا ہوتا ہے اس لئے کہ وہ ایسے والد کی طرح ہوتا ہے جس کے بیٹے کا

اس کے سوا اور کوئی سرپرستی کرنے والا نہ ہو اور اللہ کا فرمان وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا یعنی اللہ کو ہر شے کا علم ہے اس میں یہ بھی شامل ہے کہ مصطفی ﷺ کے بعد اور کوئی نبی نہیں۔

۴۔تفسیر قرطبی امام ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری متوفی (۶۶۸ھ)

(خَاتَمَ النَّبِيِّنَ) قال ابن عطية هذه الالفاظ عند جماعة علماء الامة سلفا و خلفا متلقاة على العموم مقتضية نصاً انه لا نبي بعده ﷺ وقرا ابن مسعود من رجالكم ولكن نبيا ختم النبيين (تفسیر قرطبی جلد ۱۴ صفحہ ۱۹۶)

ابن عطیہ کا فرمانا ہے کہ سلفاً وخلفاً یعنی ہر دور کے علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ الفاظ علی العموم اس کا تقاضا کرتے ہیں کہ از روئے نص حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حضرت ابن مسعود کی قرات میں ہے۔ من رجالکم ولکن نبیا ختم النبیین بلکہ وہ ایسے نبی ہیں جنہوں نے سلسلہ نبوت ختم کر دیا ہے۔

۵۔تفسیر البیضاوی علامہ عبداللہ بن عمر بیضاوی متوفی (۶۸۵ھ)

وخَاتَمَ النَّبِيِّنَ و آخرهم الذى ختمهم او ختموا به و لا يقدح فيه نزول عيسىٰ بعده اذا نزل علىٰ دينه (انوار التنزیل واسرار التاویل جلد ۲ ص ۱۸۲)

خَاتَمَ النَّبِيِّنَ یعنی آپ ﷺ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں جنہوں نے حضرات انبیاء کے سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا اور سلسلہ نبوت پر مہر لگا دی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آپ ﷺ کے بعد نازل ہونا آپ کے آخری نبی ہونے میں قادح نہیں اس لئے کہ وہ آپ ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے منصب نبوت پر فائز ہوئے اب جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ﷺ کی شریعت اور دین کے تابع ہوں گے۔

۶۔تفسیر مدارک علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد نسفی متوفی (۷۱۰ھ)

وخَاتَمَ النَّبِيِّنَ اى آخرهم يعنى لا ينبا احد بعده وعيسىٰ ممن نبى قبله وحين ينزل ينزل عاملاً علىٰ شريعة محمد كانه بعض امته (مدارک التنزیل جلد ۲ ص ۳۴۷ قدیمی کتب خانہ)

خَاتَمَ النَّبِيِّنَ کا معنی ہے کہ حضور ﷺ انبیاء میں آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا اور جہاں تک عیسیٰ علیہ السلام ہیں تو وہ آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کرام میں سے ہیں اور جب ان کا دوبارہ نزول ہوگا تو وہ شریعت محمدی پر عمل پیرا ہوں گے گویا کہ وہ امت محمدی کے ایک فرد کی طرح ہوں گے۔

۷۔تفسیر خازن از علامہ علی بن محمد خازن بغدادی شافعی متوفی (۷۲۵ھ)

ختم الله به النبوة فلا نبوة بعده اى و لا معه ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نبوت ختم فرما دی اب آپ کے بعد نہ تو کوئی نبوت ہے اور نہ آپ یک نبوت کے

ساتھ کسی طرح کی نبوت میں شرکت وحصہ داری۔

(وکان اللّٰہ بکل شئی علیما) ای دخل فی علمہ انہ لا نبی بعدہ کہ اللہ تعالیٰ کو خوب علم ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی نہ ہوگا۔

فائدہ۔ گویا مرزا قادیانی کے بالترتیب ظلی بروزی غیر تشریعی اور تشریعی ہر طرح کے نبی ہونے کے باطل دعووں کی نفی وبطلان ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد کسی طرح نہ تو کوئی نبی ہے اور نہ ہی حضور ﷺ کی نبوت میں شرکت۔

۸۔ تفسیر ابن کثیر از امام اسماعیل بن عمر بن کثیر الدمشقی متوفی (۷۷۴ھ)

فھذہ الآیۃ نص فی انہ لا نبی بعدہ واذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولیٰ والاخری لان مقام الرسالۃ اخص من مقام النبوۃ۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۵۱۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یہ آیت کریمہ اس بارے میں نص ہے کہ حضور سرورکائنات ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب نبی نہیں آئے گا تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں آئے گا کیونکہ مقام رسالت منصب نبوت سے خاص ہے کہ ہر رسول نبی ہوتا ہے جبکہ ہر نبی رسول نہیں۔

علامہ ابن کثیر اس کے بعد حضور ﷺ کی ختم نبوت پر بہت سی احادیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ فقد اخبر اللّٰہ فی کتابہ ورسولہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فی السنۃ المتواترۃ عنہ انہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعیٰ ھذا المقام بعدہ فھو کذاب افاک دجال ضال مضل یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت متواترہ میں بتا دیا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد اس مقام ومنصب یعنی نبوت کا جو شخص بھی دعویٰ کریگا وہ کذاب وجھوٹا ہے دجال وگمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

۹۔ تفسیر جلالین امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ)

(وکان اللّٰہ بکل شئی علیما) بان لا نبی بعدہ واذا نزل السید عیسیٰ یحکم بشریعتہ۔

ترجمہ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے اور یہ کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے اتریں گے تو آپ ﷺ کی شریعت کی پیروی کریں گے۔ (تفسیر جلالین ص ۳۵۵)

۱۰۔ تفسیر ابوسعود علامہ ابوالسعود محمد بن محمد حنفی متوفی (۹۸۲ھ)

وخَاتَمَ النَّبِیّنَ ای کان اخرھم الذی ختموا بہ یعنی آپ ﷺ آخر الانبیاء ہیں جن پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا۔

۱۱۔ التفسیرات الاحمدیہ از علامہ ملا احمد جیون جونپوری متوفی (۱۱۳۰ھ)

ھذہ الایۃ فی القرآن تدل علیٰ ختم النبوۃ صریحاً وخاتم النبین ای لم یبعث بعدہ نبی قط ویختم

به ابواب النبوة ويغلق الیٰ يوم القيمة(ملخصاً) ۔

یہ آیت قرآن حضور ﷺ کی ختم نبوت پر صراحۃً دلالت کرتی ہے اور خَـاتَـمَ النَّبِیّٖنَ کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی قیامت تک نبوت کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے ہیں۔(التفسیرات الاحمدیہ صفحہ ۶۲۲ مکتبہ الحرم لاہور)

۱۲۔تفسیر روح البیان از علامہ اسمٰعیل حقی قدس سرہ العزیز متوفی (۱۱۳۷ھ)

قال اهل السنته والجماعة لا نبي بعد نبينا لقوله تعالىٰ ولكن رسول الله وخاتم النبين وقوله عليه السلام لا نبي بعدى و من قال بعد نبينانبي يكفر لانه انكر النص و كذالك اوشك فيه لان الحجة تبين الحق من الباطل و من ادعى النبوة بعد محمد لا يكون دعواه الا باطلاً۔(تفسیر روح البیان جلد ۷ ص ۱۸۸ الریاض)

ترجمہ۔اہل سنت وجماعت کا متفقہ قول وعقیدہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا اس لئے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔وَلٰـكِـنْ رَّسُـوْ لَ اللّٰـهِ وَخَاتَمَ النَّبِـيّٖنَ بلکہ وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اب جو شخص کہے کہ ہمارے نبی کے بعد بھی کوئی نبی ہے تو اسے کافر قرار دیا جائے گا کیونکہ اس نے نص کا انکار کیا اسی طرح جو اس میں شک کرے وہ بھی کافر ہے کیونکہ دلیل نے حق کو باطل سے الگ کردیا ہے اور جس نے بھی حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کا دعویٰ یقیناً باطل ہوگا۔

۱۳۔تفسیر مظہری از علامہ قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ متوفی (۱۲۲۵ھ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہیں۔

عاصم نے لفظ خاتم کو اسم ہونے کی بنا پر تا مفتوحہ کے ساتھ پڑھا ہے اس کا معنی آخر ہے اور باقیوں نے فاعل کرنے کے وزن پر تا کو مکسور پڑھا ہے اس کا معنی ہے ختم کرنے والا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔(تفسیر مظہری جلد ۷ صفحہ ۴۹۶)

۱۴۔تفسیر روح المعانی از علامہ سید محمود احمد آلوسی بغدادی متوفی (۱۲۷۰ھ)

والمراد بالنبي هو اعم من الرسول فيلزم من كونه صلى الله عليه وسلم خاتم النبين كونه خاتم المرسلين والمراد بكونه عليه السلام خاتمهم انقطاع حدوث وصف النبوة فى احد من الثقلين بعد تحليه عليه الصلوٰة والسلام۔

یعنی لفظ نبی بنسبت رسول کے عام ہے پس آپ ﷺ کے خاتم النبین ہونے سے خاتم المرسلین ہونا بھی لازم ہوجاتا ہے کہ آپ خاتم المرسلین بھی ہیں اور آپ ﷺ کے خاتم النبین والمرسلین ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ کے اس

منصب پر فائز ہونے کے بعد جن وانس میں سے ہر کسی کیلئے وصف نبوت ورسالت پر فائز ہونا منقطع ہوگیا ہے مزید فرماتے ہیں کہ **وکونه خاتم النبین مما نطق به الکتاب و صدقت به السنة واجمعت علیه الامة فیکفر مدعی خلافه ویقتل ان اصر ۔**

یعنی حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا ان حقائق میں سے ہے جسکی وضاحت قرآن نے کردی ہے اور جس پر حدیث نے صاف صاف اور واضح تصریح کی اور امت کا اس پر اجماع ہے اس لئے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر قرار دیا جائے گا اور اگر توبہ نہ کی تو قتل کردیا جائے گا۔

فائدہ۔ ان عبارات میں سے جہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی وضاحت ہوگئی وہاں منکرین ختم نبوت کے بارے میں شرعی حکم بھی واضح ہوا چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن وسنت اور اجماع امت کے خلاف دعویٰ نبوت کیا جیسا کہ اسکی کتابوں میں جابجا موجود ہے اور مرزائیوں نے اسکے اس باطل دعویٰ کی تصدیق کی جسکی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج وہ مرتد قرار پائے اور مرتد کی سزا اسلام میں اسکا واجب القتل ہونا ہے۔

۱۵۔ تفسیر خزائن العرفان از صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی متوفی (۱۳۶۷)

زیر آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے تحت رقم طراز ہیں کہ یعنی آخر الانبیاء کہ نبوت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے حضور کا آخری الانبیاء ہونا قطعی ہے نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حد تواتر تک پہنچتی ہیں ان سب سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

۱۶۔ تفسیر نور العرفان از مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی (۱۳۹۱ھ)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا جو ب کسی نبی کا آنا یا اس کا امکان مانے تو وہ مرتد ہے جیسے لا اله الا اللّٰہ سے معلوم ہوا کہ خدا کے بعد کوئی معبود نہیں ہوسکتا ایسے ہی لا نبی بعدی سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا یہ دونوں ایک درجہ کے محال ہیں اسی طرح حضور کے زمانے میں کوئی نبی نہ تھا نہ ہوسکتا تھا کیونکہ خاتم النبین وہ جو سب نبیوں سے پیچھے ہو (تفسیر نور العرفان صفحہ ۶۷۵)

دوسری آیت مبارکہ:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ O (سورۃ ال عمران:۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور بر ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اسکی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار
کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی فاسق ہیں۔(کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن)

اس آیت کریمہ کے لفظ میثاق النبیین سے معلوم ہوا کہ جس عہد و پیان کا ذکر اس جگہ کیا جا رہا ہے وہ ان تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے تھا جنہوں نے کتاب وحکمۃ لیکر نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل مبعوث ہونا تھا اور ان سب کے بعد خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم نے تشریف لانا تھا کہ آیت کریمہ میں ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ میں لفظ ثم تراخی اور بعدیت پر دلالت کرتا ہے اور جس رسول ﷺ کے سب کے بعد آنے کا ذکر کیا گیا ہے ان سے مراد باتفاق مفسرین حضور ﷺ کی ذات گرامی ہے تفسیر ابن کثیر میں اسی آیت کے تحت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے عہد لیا کہ اس کی زندگی میں اگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجے تو اس پر فرض ہے کہ وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی امداد کرے اور اپنی امت کو بھی وہ یہی تلقین کرے کہ وہ بھی حضور ﷺ پر ایمان لائے اور آپ کی مدد کرے۔

معلوم ہوا کہ آیت کریمہ میں رسول ﷺ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنہوں نے تمام انبیاء کے بعد تشریف لانا ہے جنکی ایک شان اور صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ کہ اے گروہ انبیاء وہ

تمہارے کتابوں و نبوتوں کی تصدیق فرمائے گا۔ گویا ان انبیاء کرام سے جس پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور انکی مدد کرنے کا عہد لیا گیا وہ ان سب کی نبوتوں، رسالتوں اور انکی کتابوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے مصدق ہوگا اور یہ بات ظاہر ہے کہ مصدق وہی ہوسکتا ہے جو سب کے بعد تشریف لائے اور جنکی انہوں نے تصدیق کرنی ہے وہ ان سے پہلے تشریف لاچکے ہوں۔

گویا یہ آیت کریمہ کئی اعتبارات سے حضور ﷺ کی ختم نبوت پر مبین دلیل ہے تفسیر نور العرفان میں اسی آیت کے تحت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ یہ عہد صرف حضور ﷺ کیلئے لیا گیا کیونکہ تمام کتب اور انبیاء کی تصدیق سب سے آخری نبی ہی کرسکتا ہے وہ حضور ﷺ ہی ہیں دوسرے یہ کہ حضور ﷺ بعد کوئی نبی کوئی کتاب نہیں آسکتی کیونکہ حضور ﷺ مصدق ہیں کسی نبی کے مبشر نہیں تصدیق پچھلوں کی ہوئی ہے اور بشارت اگلوں کی (تفسیر نور العرفان صفحہ ۹۴)

تیسری آیت مبارکہ:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ	اور آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ	کامل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی
الْاِسْلَامَ	اور
دِيْنًا (المائدہ ۳)	تمہارے لئے اسلام کو دین پسند
	کیا (کنز الایمان)

تکمیل دین سے مراد قیامت تک اس دین و شریعت کا باقی رہنا ہے چنانچہ تفسیر خازن میں اس آیت کے تحت درج ہے کہ!

قیل اکمال الدین لهذه الامة انه لا یزول ولاینسخ وان شریعتهم باقیة الیٰ یوم القیمة۔

یعنی کہا گیا ہے کہ اس امت کیلئے دین کی تکمیل سے مراد یہ ہے کہ یہ دین نہ مٹے گا اور نہ ہی منسوخ ہوگا اور انکی شریعت قیامت تک باقی رہے گی۔

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا یہ سب سے عظیم انعام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ان کا دین مکمل کردیا۔

فلا یحتاجون الیٰ دین غیره ولا الیٰ نبی غیر نبیهم صلوات اللّٰه وسلامه علیه ولهذا

جعله اللّٰه تعالیٰ خاتم الانبياء و بعثه الیٰ الانس و الجن۔

کہ اب وہ کسی دوسرے دین کے محتاج نہیں اور نہ ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی دوسرے نبی کے محتاج ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا خاتمہ بنایا اور انہیں جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا۔

فائدہ۔ تکمیل دین اور شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام کا قیامت تک کیلئے باقی رہنا اور کسی جدید دین وشریعت سے منسوخ نہ ہونا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی اور دین اسلام کے کامل وآخری دین ہونے پر یہ آیت کریمہ بین دلیل ہے اور یہ بھی کہ آپ ﷺ کے بعد کسی جدید نبی اور نئی شریعت کا آنا ناممکن ومحال ہے۔

اگر کوئی حضور علیہ السلام کے بعد کسی دوسرے کو نبی کہے یا خود دعویٰ نبوت اور اپنے پر نزول وحی کا دعویٰ کرے تو وہ تکمیل دین کا منکر اور جدید نبی کی ضرورت کے قائل ہو کر اس نص قطعی کا انکار کرنے کی بنا پر مرتد اور خارج از اسلام قرار پائے گا چنانچہ تفسیر نور العرفان میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا کیونکہ دین کامل ہو چکا سورج نکل آنے پر چراغ کی ضرورت نہیں لہذا قادیانی بے دین ہیں (نور العرفان صفحہ ۱۷۵)

چوتھی آیت مبارکہ:

قُلْ يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (اعرف ۱۵۸)	تم فرماؤ اے لوگوں میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں (کنز الایمان)

وضاحت:

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ تمام انسانیت کی طرف اللہ کے رسول بنکر تشریف لائے اور یہ کہ آپ ﷺ کی رسالت سے مخلوقات کا کوئی فرد خارج نہیں چنانچہ امام فخر الدین رازی اس آیت کے تحت رقمطراز ہیں کہ!

هذه الآية تدل علیٰ ان محمداً عليه الصلوٰة والسلام مبعوث الیٰ جميع الخلق۔	یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضور ﷺ تمام مخلوق کی طرف رسول بن کر مبعوث ہوئے (تفسیر کبیر جلد ۱۵ صفحہ ۲۶)

بخاری شریف میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا ارسلت الی الخلق کآفۃ ۔یعنی میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو تمام انبیاء کرام اور ملائکہ عظام سے افضل کیا حاضرین نے انبیاء پر وجہ تفضیل پوچھی فرمایا! اللہ تعالیٰ نے اور رسولوں کے لئے فرمایا۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ ۔یعنی ہم نے نہ بھیجا کوئی رسول مگر ساتھ زبان اس قوم کے اور محمد ﷺ سے فرمایا ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رسول سب لوگوں کیلئے تو حضور کو تمام جن وانس کا رسول بنایا (جامع الاحادیث)

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ علماء فرماتے ہیں رسالت والا کا تمام جن وانس کو شامل ہونا اجماعی ہے اور محققین کے نزدیک ملائکہ کو بھی شامل بلکہ تحقیق یہ ہے کہ حجر وشجر، ارض وسماء جبال و بحار تمام ماسوئی اللہ اس کے احاطہ عامہ ودائرہ تامہ میں داخل اور خود قرآن عظیم میں لفظ عالمین اور روایت صحیح مسلم میں لفظ خلق وہ بھی موکد بکلمہ کآفۃ اس مطلب پر احسن الدلائل (تجلی الیقین)

فائدہ۔ مذکورہ آیت کریمہ اور اسکی تفسیر میں احادیث مبارکہ واقوال علماء سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی رسالت قیامت تک کے لئے تمام مخلوقات کو عام ہے جو آپ کے خاتم النبیین ہونے پر واضح وبین دلیل ہے۔

پانچویں آیت مبارکہ:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔ (سورہ سبا:۲۸)	اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا (کنز الایمان)

معلوم ہوا آپ ﷺ تمام لوگوں کیلئے رسول بشیر اور نذیر بنا کر بھیجے گئے ہیں اگر آپ ﷺ کے بعد کسی رسول کا آنا واقع یا ممکن سمجھا جائے تو پھر آپ سب کے لئے رسول نہیں رہیں گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی ارشاد فرمایا انا رسول ادرک حیاً ومن یولد بعدی (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۱)

یعنی میں ہر اس آدمی کی طرف رسول بن کر آیا ہوں جو زندہ ہے اور جو میرے بعد پیدا ہوگا ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا بعثت الیٰ الاحمر والا سود مجھے سرخ وسیاہ تمام کے لئے مبعوث کیا گیا ہے (کتاب الشفا جلد ۱ صفحہ ۲۵)

چھٹی آیت مبارکہ:

تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ	بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اتارا
عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ	قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہاں کو
نَذِیْرًا (الفرقان:۱)	ڈر سنانے والا ہو۔ (کنز الایمان)

وضاحت۔ جب آپ ﷺ کو تمام جہانوں کو ڈر سنانے والا بنا کر بھیج دیا گیا تو اب کسی جدید نبی اور نذیر کی ضرورت نہ رہی کہ اسکی نبوت کو تسلیم کیا جائے چاہے مرزا قادیانی ہو یا کوئی اور ورگرنہ ان آیات قرآنیہ کی تکذیب لازم اور حضور ﷺ کے بعد کسی بھی شخص کو نبی ماننے والا مرتد اور اسکے لئے کفر ثابت بلکہ ممکن جاننے والے کیلئے بھی یہ حکم نافذ ہوگا۔

ساتویں آیت مبارکہ:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً	اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت
لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء آیت ۱۰۷)	سارے جہانوں کیلئے (کنز الایمان)

وضاحت:

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الفاتحہ آیت) فرما کر جملہ عالمین کیلئے اپنے رب ہونے کا اعلان فرما دیا کہ اب اگر کوئی اللہ کی ربوبیت کو زمان ومکان کے ساتھ مقید ماننے یا اسکی ربوبیت کے ساتھ کسی اور کو رب مانے یا اسکی ربوبیت علی العلمین کا انکار کرے تو وہ کافر ودائرہ اسلام سے خارج ہے اور قرآن کریم کو اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ (التکویر ۲۷) کہہ کر جملہ عالمین کیلئے اسے نصیحت و بھلائی قرار دیا جسکا انکار آیت قرآنیہ کا انکار ہے اور کعبہ اللہ کو مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ (آل عمران ۹۶) کہہ کر تمام عالمین کیلئے مرکز رشد وہدایت اور مرجع العالمین قرار دیا اس طرح آپ ﷺ کو بھی جملہ عالمین کیلئے رحمت قرار دیکر مبعوث فرمادیا جو آپ ﷺ کی نبوت کے عالمگیر ہونے پر واضح دلیل ہے اب اگر کوئی آپ ﷺ کے رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے مناصب عالیہ پر فائز ہونے کے بعد کسی دیگر شخص کو نبی رسول تسلیم کرے یا ان مناصب میں آپ کے ساتھ کسی دوسرے کو حصہ دار وشریک ٹھہرائے تو وہ کافر اور مشرک فی الرسالت کی بنا پر دائرہ اسلام سے خارج ہے جیسا کہ مرزائی کہ مرزا قادیانی کی نبوت کے دعویدار ہو کر کافر ہوئے۔

آٹھویں آیت مبارکہ:

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ	اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے

اِلَیۡکَ وَمَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے وَبِالۡاٰخِرَۃِ ھُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ (البقرہ:۴)۔ (کنز الایمان)۔

وضاحت۔ یہاں اور اس مفہوم کی دیگر کئی ایک آیات طیبات میں وحی کی دو قسموں کا ذکر ہے۔

نمبر ا۔ وحی کی وہ قسم جس کا نزول آپ ﷺ پر ہوا۔

نمبر ۲۔ اور وہ وحی جس کا نزول آپ ﷺ سے پہلے ہوا اور فلاح یافتہ لوگوں کی یہ صفت بیان فرمائی گئی کہ وہ وحی کی ان دونوں قسموں پر ایمان لاتے ہیں اس پر بھی جو حضور ﷺ پر نازل ہوئی اور اس پر بھی جس کا نزول حضور ﷺ سے قبل انبیاء کرام پر ہوا انہیں پر ایمان لانے والا مومن ہے جبکہ آپ کے بعد کسی طرح کی وحی کے نزول کا ذکر نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ تو کسی نبی نے آنا ہے اور نہ ہی اس پر وحی کا نزول ہونا ہے اگر ایسا ہوتا ہوتا تو بعد میں آنے والی وحی پر بھی ایمان لانے کا ذکر کر دیا جاتا یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ من اعتقد وحیا بعد محمد ﷺ کفر باجماع المسلمین یعنی جو کوئی حضور ﷺ کے بعد وحی کا اعتقاد رکھے وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔ (خاتم المرسلین بحوالہ فتاویٰ ابن حجر مکی)

اس مفہوم کی چند دیگر آیات کریمہ۔ وَلَقَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ وَاِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ (سورہ زمر ۶۵) اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف۔

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ وَالۡکِتٰبِ الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ وَالۡکِتٰبِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ (سورۃ النسا ۱۳۶)

اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے اس رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اتاری۔

کَذٰلِکَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡکَ وَاِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ (شوریٰ آیت ۳)

یوں ہی وحی فرماتا ہے تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف اللہ عزت و حکمت والا ہے۔

لٰکِنِ الرّٰسِخُوۡنَ فِی الۡعِلۡمِ مِنۡھُمۡ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ وَمَاۤ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِکَ (سورۃ النسا:۱۶۲)

ہاں جو ان میں علم میں پکے اور ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا۔

فائدہ۔ نہ تو آپ ﷺ کے بعد کسی نبی نے آنا ہے اور نہ ہی اس پر وحی کا نزول ہونا ہے کہ جس پر ایمان لانا واجب ہو اگر ایسا ہونا ہوتا تو عبد کی وحی پر ایمان لانے کا ذکر کر دیا جاتا جبکہ اس قرآنی عقیدہ کے برعکس مرزائیوں نے مرزا قادیانی پر نزول وحی کا اعتقاد کر کے اور اس پر ایمان نہ لانے والے جملہ مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیکر اپنے لئے راہ جہنم اختیار کر لی ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ!

۱) خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک وہ شخص کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ رسالہ الذکر الحکیم نمبر ۴ صفحہ ۲۴ و اخبار الفضل مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۵ء) بحوالہ قادیانی مذہب)۔

میاں محمود احمد خلیفہ قادیانی لکھتا ہے کہ!

۲) کُل جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی (مرزا قادیانی) بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ وہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینہ صداقت ص ۳۵ مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیانی)

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے کہ!

۳) ہر ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے کارج ہے۔ (کلمۃ الفصل مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی بحوالہ (قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص ۲۷۰)

نویں آیت مبارکہ:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران: ۱۴۴)

اور محمد تو ایک رسول ہیں اس سے پہلے اور رسول ہو چکے۔ (کنز الایمان)

قرآن کریم کی یہ اور دیگر بہت سی آیات کریمہ ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ اور آپ سے پہلے انبیاء کرام کا ذکر فرمایا ہے جبکہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا ذکر نہیں کیا گیا۔ مثلاً

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ (الانبیاء: ۲۵)۔ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا۔

وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ (الفرقان: ۲۰) اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ (الحج: ۵۲) ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے۔

وَاسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رُّسُلِنَا (زخرف:۴۵) ان سے پوچھو جو ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے۔
اس مفہوم کی بہت سی آیات مبارکہ قرآن مجید میں موجود ہیں جنمیں حضور ﷺ کی رسالت کے ذکر کیساتھ پہلے رسولوں کا ذکر اشارۃً بھی حضور ﷺ کے بعد آنے والے کسی رسول و نبی کا ذکر ہو کہ جس پر ایمان لانا لازم اور انکار موجب کفر ہو گویا قرآن مجید کا یہ اسلوب حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر زبردست دلیل ہے۔

دسویں آیت مبارکہ:

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ	تو کاہے کے انتظار میں مگر قیامت کے
تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ	کہ ان پر اچانک آئے۔(کنز
اَشْرَاطُهَا (محمد:۱۸)	الایمان)

وضاحت: تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ!

فبعثة رسول الله من اشراط	رسول اللہ ﷺ کا مبعوث ہونا علامات
الساعة لانه خاتم الرسل الذى	قیامت میں سے ہے اسلیے کہ آپ
اکمل الله به الدين واقام به	خاتم الرسل ہیں جنکے ذریعے حجت قائم
الحجة على العلمين.	فرمادی۔

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا!
بعثت انا والساعة کهاتين (صحیح بخاری ج۲ ص۹۶۳ کتاب الرقاق) یعنی میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ یعنی جسطرح دو انگلیاں (انگشت شہادت اور درمیانی انگلی) آپس میں ملی ہیں جنکے درمیان تیسری کوئی چیز اور فاصلہ نہیں اسی طرح میرے بعد بغیر کسی نئے نبی اور اُمت کے متصل قیامت قائم ہو جائے گی معلوم ہوا حضور سرورکائنات ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی جدید نبی نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی اُمت۔
نوٹ: تلک عشرة کاملة قرآن مجید کی اسکے علاوہ بھی بہت سی آیات کریمہ ہیں جن سے رسول اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

آیات ختم نبوت

ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی

رسول اکرم ﷺ کی رسالت ونبوت کو تسلیم کرنا ایمان کیلئے اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔ایمان تب مکمل ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو محض نبی یا رسول ہی مانا جائے بلکہ آپ کو خاتم النبیین بھی تسلیم کیا جائے۔خالق کائنات جل جلالہ نے انسانیت کی ہدایت کیلئے نبوت ورسالت کا جو سلسلہ شروع کیا تھا اُس کے آخر میں ہمارے آقا اور تمام رسولوں کے قائد حضرت محمد مصطفی ﷺ کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر بھیجا۔آپ پر نبوت کا سلسلہ بند ہو گیا۔آپ کے بعد کسی لحاظ سے کوئی شخص بھی نبی نہیں ہو سکتا جو بھی ایسا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہو گا کذاب ہو گا اور اُمت مسلمہ پر اُس کا انکار لازم ہے اور اُمت مسلمہ کا اُس کیخلاف جہاد کرنا ضروری ہے۔

ختم نبوت اُمت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے اور اس معنی کے لحاظ سے اجماعی عقیدہ ہے کہ ختم نبوت کا معنی ہی یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی آمد کے بعد زمانہ کے لحاظ سے کسی معنی میں بھی کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔نہ کوئی ظلی نہ کوئی بروزی اور نہ کسی اور حیثیت میں وہ نبی بن سکتا ہے۔رسول اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔خاتم النبیین کے معنی میں وقت کے لحاظ سے آخری ہونا ایک اہم جزو ہے۔اسکے لحاظ سے آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کسی نبی کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔اُمت نے ہمیشہ ان لوگوں کے خلاف جہاد کیا اور اُن سے صفحۂ ہستی کو پاک کیا جنہوں نے ختم نبوت کے اس معنی کو تسلیم کرنے سے انکار کیا۔

خالق کائنات جل جلالہ نے قرآن مجید کے متعدد مقامات پر اس حقیقت کو بیان کیا تو جو ختم نبوت کا منکر ہے وہ پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور ہمارے ہاں اس فتنے کا نام قادیانیت ہے۔اُن کو احمدی بھی کہتے ہیں، مرزائی بھی کہتے ہیں اور بعض اُنکو غلامیہ بھی کہتے ہیں۔اُن لوگوں کا جو جھوٹا مدعی نبوت ہے اُس کے سمیت سب لوگوں کا حکم کفر کا ہے ہر لحاظ سے ان سے اجتناب ضروری ہے انکی تکفیر کا عقیدہ رکھنا ایمان کیلئے لازمی ہے۔قرآن مجید میں خالق کائنات جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب ۴۰)

محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ ہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین۔

Muhammad is not the father of any of your men,yes he is the messenger of Allah and the last one among all the prophets.

And Allah knowns all things.

خالق کائنات جل جلالہ نے اس مقام پر بڑے خوبصورت انداز میں ختم نبوت کا مسئلہ بیان کیا ہے۔ہم اسکے نکات کے لحاظ سے گھنٹوں بحث کرتے رہتے ہیں لیکن آج کی گفتگو کا انداز کچھ اور ہے۔محاسبہ قادیانیت کے لحاظ سے قرآن مجید کی آیات آج پیش کروں گا اور اُن پر مختصر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی گفتگو کو آگے بڑھاؤں گا۔اس بات کو واضح کیا جائے گا کہ ختم نبوت محض ایک آیت کا ہی سبق نہیں بلکہ قرآن مجید کی متعدد آیات اس حقیقت کو واضح کرتی ہیں اور قرآن مجید کی درجنوں آیات قادیانیت کے رد میں موجود ہیں بلکہ بندہ ناچیز تو یہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کے ہر لفظ سے قادیانیت کا رد کیا جاسکتا ہے اور ختم نبوت کا اثبات کیا جاسکتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا معنی بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی حسین بات لکھی!

گفتہ معنی خاتم النبیین آں است کہ رب العزت نبوت ہمہ انبیاء جمع کرد ودل مصطفیٰ ﷺ رامعدن آن کرد ومہر برآں نہاد تا ہیچ دشمن بموضع نبوت راہ نیافت نہ ہوائے نفس نہ وسوسہ شیطان۔	خاتم النبیین کا معنی محققین نے یہ بیان کیا ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کو جمع کر کے رسول اکرم ﷺ کے مبارک دل میں رکھ دی اور آپ کے دل کو اُس نبوت کیلیے معدن قرار دے دیا۔نبوت کو دل میں رکھنے کے بعد مہر لگا دی تا کہ کسی دشمن کو نبوت کی چوری کی توفیق نہ ہو سکے اور نبوت کی چوری کی طرف اُس کو راستہ نہ مل سکے۔نہ شیطان کے وسوسے کو راستہ ملے اور نہ ہی نفس کی خواہش کو راستہ ملے۔

رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو عمومی طور پر بیان کیا جاتا ہے یعنی ختم رسالت کی جگہ ختم نبوت بولا جاتا ہے۔اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس خصوصی مقام پر خاتم النبیین کا لفظ بولا اور خاتم المرسلین کا لفظ نہیں بولا۔مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰـكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔

اللہ تعالٰی نے ذکر تو دونوں منصبوں کا کیا یعنی نبوت کا بھی ذکر کیا اور رسالت کا بھی ذکر کیا لیکن ختم کے لحاظ سے یہ فرمایا کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔ اس واسطے عرف عام میں لفظ ختم نبوت بولا جاتا ہے۔ اگرچہ حضور اکرم ﷺ کے بعد نبی بھی کوئی نہیں ہو سکتا۔ رسول بھی کوئی نہیں ہو سکتا۔ لیکن عمومی طور پر ختم نبوت اس آیت کی وجہ سے بولا جاتا ہے۔ آیت کریمہ میں اس کے بولنے کی حکمت یہ ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ کمال طریقے سے رسول اکرم ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی گنجائش کی نفی کرنا چاہتا تھا اُس نے مبالغہ اور تاکید کیساتھ اس مطلب کو بیان کر دیا ہے۔ اس واسطے ہمارے ہاں منطق میں ایک قانون ہے کہ عام کی نفی سے خاص کی نفی ہو جاتی ہے لیکن خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی۔ ایک ہے نبی کا ہونا اور ایک ہے رسول کا ہونا۔ نبوت عام ہے اور رسالت خاص ہے۔ نبی بڑھتا ہے تو رسول بن جاتا ہے۔ اسطرح کہ جو بھی رسول ہوتا ہے وہ نبی ضرور ہوتا ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ جو بھی نبی ہو وہ رسول بھی ہو کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ اسکی مثال اس طرح سمجھی جا سکتی ہے۔ ایک ہے سندھی اور ایک ہے پاکستانی ہونا۔ پاکستانی ہونا عام ہے اور سندھی ہونا خاص ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ فلاں شخص سندھی نہیں تو اُس کے پاکستانی ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ ہم کہتے ہیں کہ وہ سندھی نہیں ہو سکتا وہ پنجابی ہو وہ بلوچی ہو۔ لیکن جس وقت ہم یہ کہیں گے کہ وہ پاکستانی نہیں تو اس سے سب کی نفی ہو جائے گی کہ وہ بلوچی بھی نہیں، پنجابی بھی نہیں، سندھی بھی نہیں تو اس کو اس طرح سے سمجھنا ہے عام کی نفی سے خاص کی نفی ہو جاتی ہے لیکن خاص کی نفی سے عام کی نفی نہیں ہوتی۔

اگر رسول اکرم ﷺ کی شان کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ رسول اکرم ﷺ تم میں سے کسی کے باپ نہیں۔ وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور وہ خاتم المرسلین ہیں تو یہ وہم پڑ سکتا تھا کہ آپ کے بعد کوئی رسول تو نہیں ہو سکتا۔ شاید کوئی نبی ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالٰی نے اس انداز میں بیان کیا کہ آپ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو جب نبوت کی نفی ہو گی تو رسالت کی بطریق اولٰی نفی ہو جائے گی جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو وہ رسول کس طرح ہو سکتا ہے تو اس انداز میں مبالغے کیساتھ اللہ تعالٰی نے نفی کرنے کے لیے یہ سلسلہ شروع کیا اور عام کی نفی فرما دی تا کہ اسکے ذریعے سے خاص کی نفی ہو جائے۔ خاص کی نفی کی جاتی ہے تو پھر عام کی گنجائش باقی رہتی لیکن اللہ تعالٰی نے ابتداء ہی عام کی نفی فرما دی اور اللہ تعالٰی نے فرما دیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہی نہیں ہو سکتا تو اب طریق اول واضح ہو گیا جب نبی کی گنجائش نہیں تو رسول کی گنجائش کس طرح پیدا ہو سکتی ہے۔ تو خالق کائنات جل جلالہ نے کمال طریقے سے اس ختم نبوت کے مضمون کو واضح کیا ہے۔ قرآن مجید میں آیات کے لحاظ سے جس وقت ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں درجنوں آیات ایسی نظر آتی ہیں جو رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کو واضح کرتی ہیں۔ آج میں آپ کے سامنے ختم نبوت

کے متعلق ۴۰ آیات پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس میں اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کو بیان فرمایا۔

پہلی آیت:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا O۔ (الاحزاب ۴۰) (سورۃ الاحزاب آیت ۴۰)

دوسری آیت:

قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸)

اے میرے نبی ﷺ آپ یہ ارشاد فرمادیں ۔اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔

الناس کے ساتھ جو خطاب ہے یہ اُس وقت کے لوگوں کیلیے بھی تھا جو دوصدیاں بعد میں پیدا ہونے والے تھے۔اُنکے لیے بھی تھا جو قیامت تک آنے والے ہیں سب کو الناس میں بیان کر دیا گیا اور رسول اکرم ﷺ کو حکم دے دیا گیا کہ آپ قیامت تک کے آنے والے لوگوں کیلیے اور جمیع انسانیت کیلیے اعلان کردیں کہ مجھے میرے خدا نے ایک دوصدیوں کا ہی رسول نہیں بنایا مجھے میرے خدا نے ساری انسانیت کا رسول بنایا ہے تو اس آیت نے بھی بعد میں کسی نبی کے آنے کی گنجائش بالکل ختم کردی۔رسول اکرم ﷺ کو جمیع انسانیت کیلیے رسول بنا کر بھیج دیا گیا ہے۔

تیسری آیت:

تَبَارَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا (سورۃ الفرقان آیت ۱)

وہ رب بڑی برکت والا ہے جس نے قرآن کو اپنے عبد خاص پہ نازل کیا۔

کس لیے؟ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا

تا کہ آپ سارے جہانوں کے نذیر بن جائیں۔سارے جہانوں کو ڈرائیں سارے جہانوں کیلیے منذر بن جائیں اور سارے جہانوں کیلیے تو حید و رسالت کے سارے پیغام کو عام کریں تو رسول اکرم ﷺ کی حیثیت کو واضح کر دیا گیا کہ آپ ایک جہان کیلیے نہیں بلکہ بعد میں جتنے زمانے آئیں گے سب کیلیے آپ کو نبی بنادیا ہے۔

چوتھی آیت:

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا (سورۃ السباء آیت ۲۸)

ہم نے آپ کو جمیع انسانیت کیلیے بشیر ونذیر بنا کے بھیجا ہے۔تمام انسانوں جو قیامت تک آنے والے ہیں آپ انکو بشارت دیں کہ اگر تم مجھے اور میرے رب کو مان جاؤ گے تو تمہیں جنت ملے گی اگر نہیں مانو گے تو تمہیں جہنم

میں پھینکا جائے گا تو آپ کو تمام انسانیت کیلئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا گیا یہ آپ کی ختم نبوت کی بین دلیل ہے۔

پانچویں آیت:

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷)

ہم نے آپکو تمام جہانوں کی رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ایسا نہیں کہ ایک دو صدی تو آپ کے سپرد ہو اور اُنکی حل مشکلات اور اُنکی ہدایت کا ذمہ آپ کیلئے ہو اور بعد میں کسی اور کی ڈیوٹی لگی ہو۔ خالق کائنات جل جلالہ فرماتا ہے! انہیں نہیں ہم نے آپکو ہمیشہ کیلئے اور تمام جہانوں کیلئے رحمت بنایا ہے۔ پہلے عالمین جو گزر چکے تھے اُن میں بھی رحمت آپ ہی کی تھی لیکن اُس وقت آپ کا ظہور نہیں ہوا تھا تو نبوت پہلے انبیاء علیہم السلام کو ملتی رہی جب آپ کا ظہور ہو گیا تو آپ کائنات میں جلوہ گر ہو گئے اور اب جتنے جہاں بعد میں آنے والے ہیں۔ اُن سب کو آپ کی رحمت نے لپیٹ میں رکھا ہے لہذا اب آگے کسی اور کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

چھٹی آیت:

فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيۡدًا (سورۃ النساء آیت ۴۱)

قیامت کا دن ہو گا ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ لیں گے جو اُن کے نبی ہونگے وہ اُنکے گواہ ہوں گے۔

وَجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيۡدًا

اور ہم آپ کو ساری امتوں پر گواہ بنا دیں گے۔

اول سے آخر تک جتنے پیغمبر گزر گئے اُنکی اُمتوں کیلئے بھی اور آپ کی اپنی اُمت کیلئے بھی آپ کو گواہ بنا دیں گے۔ جب رسول اکرم ﷺ اتنے بڑے مشاہدے کے ساتھ جلوہ گر ہو گئے اور آپ کو ایسی بڑی گواہی کا منصب دے دیا گیا۔ اب آپ کے بعد کسی کی گنجائش باقی نہیں رہتی جبکہ رسول اکرم ﷺ کو هٰٓؤُلَاۤءِ شَهِيۡدًا کہہ کر جمیع انسانیت کیلئے اپنے دربار کا گواہ بنا کر آپ کی عظمت اور منصب کو واضح فرما دیا ہے۔

ساتویں آیت:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ٮِٕنْ مَّاتَ اَوۡ قُتِلَ انْقَلَبۡتُمۡ عَلٰٓى اَعۡقَابِكُمۡ (سورۃ آل عمران آیت ۱۴۴)

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ محض رسول ہیں یعنی خالق نہیں، اللہ نہیں، معبود نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندے ہیں۔ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِ الرُّسُلُ

آپ سے پہلے بھی رسول آتے رہے اور پھر جاتے رہے آپ کی آمد ایک منفرد انداز میں ہے چونکہ اُن کے بعد نئے رسول پھر آتے رہے اور آپ کے بعد کوئی نیا رسول یا نبی نہیں آئے گا۔خالق کائنات نے اس انداز میں جھنجھوڑا انسانیت کو۔

اَفَاِئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ

اگر اُنکا وصال ہو جائے یا شہادت ہو جائے تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ جاؤ گے۔نہیں، نہیں یہ ہمیشہ کی نبوت لے کر آئیں ہیں۔اگر وصال ہو بھی جائے گا پھر بھی کسی کیلئے نہیں ہے کہ وہ ان کے لائے ہوئے پیغام کو چھوڑ دے اور اُس سے پیچھے ہٹ کر مرتد ہو جائے اور دین کا باغی ہو جائے۔انکو ہم نے ہمیشہ کی نبوت کا تاج پہنا کر بھیجا ہے۔لہذا اگر وصال ہو جائے گا تو پھر بھی انکی نبوت کا جھنڈا لہراتا رہے گا۔

آٹھویں آیت:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا (سورۃ النسا آیت ۷۹)

ہم نے آپکو سارے لوگوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا ہے اور تمہارے رسول ہونے پر میری گواہی کافی ہے تو یہاں پر بھی رسول اکرم ﷺ کو جمیع انسانیت کیلئے رسول بنانے کا اعلان کردیا گیا ہے۔

نویں آیت:

یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ (سورۃ النسا آیت ۱۷۰)

اے سارے لوگو! قیامت تک آنے والی انسانیت تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول آگئے ہیں جو کہ حق لے کر آئے ہیں۔وہ حق ایسا ہے جو قیامت کی ضرورتوں کو پورا کرے گا اور مزید کسی رہنمائی کی ضرورت نہیں آئے گی۔تو اس مقام پر بھی جمیع انسانیت سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی نبوت کی جو جامعیت ہے اور عالمگیریت ہے اُسکو بیان فرمادیا ہے۔

دسویں آیت:

الٓرٰ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (سورۃ ابراہیم آیت ۱)

اے میرے نبی ﷺ! ہم نے آپ پر کتاب کو نازل کیا کیوں؟ تا کہ آپ لوگوں کو (الناس کو) یعنی ساری انسانیت کو قیامت تک آنے والے لوگوں کو اندھیرے سے نکال کے نور کی طرف لے آئیں۔

آپ دیکھیے اسی سورہ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا تو وہاں الناس کا لفظ نہیں بلکہ لفظ قوم

ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَااَنْ اَخْرِجْ قَوْمَکَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی آیات دے کر بھیجا تا کہ تم اپنی قوم کو ظلمت سے نور کی طرف نکالو۔

وہاں قوم تک دائرہ محدود تھا لیکن یہاں چونکہ ختم نبوت کا جھنڈا لہرا رہا ہے تو خالق کائنات جل جلالہ نے فرمایا!

لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

تا کہ آپ جمیع لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف نکالیں اُنکو پیغام دیں۔تو اس میں بھی رسول اکرم ﷺ کی نبوت کا واضح ذکر ہو گیا کہ آپ لوگوں کے ہادی ہیں آپ ہی لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف نکالیں گے۔کیونکہ قیامت تک آپ کی تعلیمات موجود رہیں گی۔اللہ تعالیٰ کے اذن سے تصرف موجود رہے گا تو پھر کسی اور کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ آئے اور آکر یہ کام کرے جبکہ آپ بطریق احسن وہ کام سرانجام دے رہے ہیں۔راستے روشن ہیں اُجالے بٹ رہے ہیں اور صحبیں آباد ہو رہی ہیں تو خالق کائنات جل جلالہ نے فرمادیا کہ قیامت تک ظلمت سے نور کی طرف نکالنا یہ منصب ہم نے آپ کو دے دیا ہے۔آپ کے بعد اس منصب کے لحاظ سے کسی کے آنے کی گنجائش باقی نہیں رہی کسی معنی میں بھی نبوت و رسالت کے لحاظ سے کوئی بھی نہیں آسکے گا۔

گیارھویں آیت:

وَلَقَدِاسْتُھْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ (سورۃ الانبیاء آیت ۴۱)

یہاں استدلال کا انداز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی حوصلہ افزائی کیلئے بہت سی آیات نازل کیں۔آپ کو جو تکلیفیں آرہی ہیں آپ سے پہلے نبیوں کو بھی آتی رہی ہیں۔اگرچہ نبی اکرم ﷺ کی جرآت و استقامت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ہر لحہ مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی چاہت ہے کہ ہر لحہ اپنے محبوب علیہ السلام کی حوصلہ افزائی بھی فرمانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

وَلَقَدِاسْتُھْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِکَ

کچھ احمق لوگ مذاق کرتے ہیں تو آپ نہ گھبرائیں۔آپ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ ایسا ہوتا رہا ہے۔اگر آپ کے بعد کسی کے آنے کی گنجائش ہوتی اور اُس نے حق پیغام نبوت کا دینا ہوتا تو خالق کائنات ضرور اس انداز میں بیان کرتا کہ آپ سے پہلے بھی یہ معاملہ چلتا رہا ہے اور آپ کے بعد بھی ایسا ہوتا رہے گا جو پہلے نبی آئے تھے

اُنکو بھی مشکلات کا سامنا تھا اور ابھی جو آپکے بعد آئیں گے اُنکو بھی سامنا ہوگا۔ جبکہ خالق کائنات جل جلالہ نے کہیں بھی بعد والا احتمال نہیں چھوڑا اور اس انداز میں بیان کیا کہ آپ سے پہلے رسولوں کیساتھ ایسا ہوتا رہا ہے آپ تو پھر جامعیت لیکر آگئے ہیں۔ سب سے بڑا پیغام آپ کا ہے تو اس لحاظ سے مصیبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں گی۔ خالق کائنات نے اس اسلوب میں ختم نبوت کو بیان فرمادیا ہے۔

بارھویں آیت:

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا (سورۃ الانعام آیت ۳۴)

آپ سے پہلے لوگوں کو جھٹلایا گیا اور انہوں نے اس پر صبر کیا اُن کے منہ پر لوگ کہتے تھے تم اللہ کے رسول نہیں ہوتو وہ صبر کرتے رہے۔ یہ جو آپ کے زمانے کے بھگوڑے مشرک ہیں۔ یہ اگر ایسی باتیں کرتے ہیں تو اس سے سینہ تنگ نہیں ہونا چاہیے میرے نبی طبیعت ہشاش بشاش رہے۔ یہ ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حوصلہ افزائی ہو رہی ہے تو یہاں پر بھی رسول کی بات کی گئی کہ آپ سے پہلے بھی رسولوں کی تکذیب ہوتی رہی۔ اگر بعد میں کسی نے آنا ہوتا تو اس کی بھی بات کی جاتی۔ ومن بعدک ہرگز اللہ تعالیٰ نے ایسا اسلوب اختیار نہیں کیا تو اس میں ختم نبوت کا واضح سبق موجود ہے۔

تیرھویں آیت:

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (سورۃ الاحقاف آیت ۳۵)

اے میرے محبوب ﷺ آپ ایسے ہی صبر کریں جیسے آپ سے پہلے اولوالعزم رسول صبر کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے ماضی میں صبر کیا ہے اور آپ بھی صبر برقرار رکھیں۔ یہ نہیں کہ کہیں کوئی بے صبری ہوگئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے چاہا ہو کہ اب صبر کی تلقین کی جائے۔ ہرگز ایسا مسئلہ نہیں تھا بلکہ مسئلہ یہ تھا کہ جو آپ صبر کر رہے ہیں اس صبر کو آپ آئندہ بھی قائم رکھیں۔

رسول اکرم ﷺ کی اللہ تعالیٰ حوصلہ افزائی فرما رہا ہے اور یہاں جو لفظ بولے ہیں وہ بھی یہ ہیں کہ آپ سے پہلے رسول صبر کر گئے۔ انبیاء کرام علیہم السلام صبر کرتے رہے۔ اگر آپ کے بعد کسی نبی کی گنجائش ہوتی تو یقیناً وہ بھی اللہ کا سچا نبی ہوتا اور وہ بھی صابر ہوتا اور اُس کا بھی حوالہ دیا جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ گنجائش ہی نہیں چھوڑی اس واسطے بعد والا تذکرہ کسی مقام پر بھی نہیں فرمایا۔

چودھویں آیت:

مِنْ كِتَابٍ وَّ حِكْمَةٍ (سورۃ آل عمران آیت ۸۱)

اللہ تعالیٰ نے سارے انبیاء علیہم السلام کو اکٹھا کر لیا اور عالم ارواح میں اُن سے عہد لیا جارہا تھا کہ جب باری باری میں تمہیں بھیجوں گا تم اپنی اپنی نبوت کا اعلان کرو گے اور تم نبی قرار پاؤ گے میں تمہیں کتاب بھی دوں گا تمہیں حکمت بھی دوں گا۔

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

جب تم سب اپنی باری مکمل کر بیٹھو گے تم سب کی نبوت کا زمانہ گزر جائے گا پھر تمہارے پاس ایک رسول آئیں گے اُنکی شان کیا ہوگی؟

مُصَدِّقٌ لِّمَامَعَكُمْ

وہ اُس سب کی تصدیق کریں گے تم جو کچھ لے کے گئے ہو گے اُن کا قرآن جو کچھ پہلے آچکا ہے سب کی تصدیق کرنے والا ہوگا۔ اے انبیاء علیہم السلام:

لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

تم نے اُن پر ضرور ایمان بھی لانا ہے اور ضرور اُنکے ساتھ تعاون بھی کرنا ہے۔ اس مقام پر لفظ ثــم نے واضح کر دیا کہ اس میٹنگ میں کوئی بعد والے پیغمبر کی گنجائش ہوتی تو اُسکو بھی ضرور شامل کیا جاتا۔ چونکہ تمام انبیاء سے عہد لیا جارہا تھا اور یہ کہا جارہا تھا کہ تم سب سے پہلے جاؤ گے اور تمہارے بعد میرے محبوب علیہ السلام جائیں گے۔

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ

تم اپنی نبوت کا زمانہ مکمل کر چکو گے۔ اسکے بعد میرے محبوب علیہ السلام آجائیں گے اور وہ اپنی نبوت کا اعلان کریں گے تو یہاں پر واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے اس بات کو بیان کر دیا کہ جس کو بھی میں نے نبی بنانا ہے اُس کو اپنے محبوب سے پہلے بھیجوں گا اور پھر انکو مصدق بنا کے بھیجوں گا۔

یہ بعد میں تصدیق کرنے جائیں گے۔ کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی آہی نہیں سکتا۔ پھر اُس کی تصدیق ہو نہیں سکتی۔ آپ سے پہلے پہلے جس نے پہنچنا ہے وہ پہنچے گا اور آپ آئیں گے۔ ثم کے لفظ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے احتمال ہی ختم کر دیا کہ جب آپ جلوہ گر ہو جائیں گے اُس وقت تو پہلوں کی تصدیق کا معاملہ ہوگا۔ پھر کسی کے آنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہے گی تو رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت دوٹوک الفاظ میں بیان کرتے ہوئے اللہ نے یہ بھی بیان کر دیا!

رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَامَعَكُمْ

وہ ایسے ہوں گے جوتم سب رسولوں کی کتابوں کی تصدیق کریں گے۔تم سب کے صحیفوں کی تصدیق کریں گے جوتم سب کی نبوت کی تصدیق کریں گے۔جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ سے ملا ہے وہ نبی اُسکی تصدیق کریں گےتو اب یہ وقت سرکار کی طرف سے تصدیق کاوقت کا ہے۔اللہ نے اُنکوتو نور دیا ہوا ہی ہےلیکن ادھر رجسٹریشن ہورہی ہے اور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے تصدیق ہورہی ہے اگر کوئی نبوت بعد والی بھی ہوتی تو پھر آپ کاوصف یہ ہونا چاہیے تھا اللہ تعالیٰ پھر یہ فرماتا!

رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَامَعَكُمْ وَلِمَابَعْدَكُمْ

کہ ایسے رسول آئیں گے جوکچھ تمہارے پاس ہےاس کی بھی تصدیق کریں گےاور جوبعد میں آئے گا اُسکی بھی تصدیق کریں گےتو اللہ تعالیٰ نے ڈبل تاکید کے ساتھ ختم نبوت کوواضح فرمادیا۔وہ آئیں گے اُس سے پہلے جس نے آنا ہوگا وہ آچکا ہوگا اور وہ اللہ نے ازل سے انتخاب کررکھا ہے۔اُن خوش بخت ذاتوں کا جن کورسول اکرم ﷺ کے سمیت نبوت دینی تھی۔ازل سے اُنکونبوت دینے کا اعلان فرمارکھا تھا۔رسول اکرم ﷺ کی نبوت کواللہ تعالیٰ نے حتمی طور پر واضح لفظوں میں بیان کردیا۔

پندرھویں آیت:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورۃ المائدہ آیت ۳)

آج میں نے تمہارے لیے دین کومکمل کردیا اور آج میں نے تم پراپنی نعمت کی انتہاء کردی اور میں نے تمہارے لیے اسلام کودین پسند کرلیا۔

اب دیکھو! یہ سلسلہ کب سے جاری تھا،اُمتوں کو اللہ تعالیٰ نصاب دیتا تھا اُن کے چھوٹے چھوٹے نصاب تھے،پہلے پہلے تو یہ عمل اُن کیلئے مشکل تھا اور اُن پر بوجھ کہ جب لوگوں سے ملاقات کرنی ہوتی تو کپڑے پہن کے آنے چاہئیں اُس سیولائزیشن کی طرف لوگوں کولایا جارہا تھا تو یہ بعد والے اسباق جوتقوی وطہارت اورتزکیہ نفس کے ہیں ۔یہ سبق تو بعد کے ہیں شروع میں تو یہ سبق بھی پڑھانے لازم تھے کہ یہ انسانیت ہے کہ تم میں اور حیوانوں میں فرق یہ ہے کہ تم نے اپنی شرمگاہ کوڈھانپنا ہوتا ہے تمہارے لیے یہ لباس ہیں۔اس طرح انبیاء علیہم السلام اپنی اُمت کو یہ سبق پڑھارہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آہستہ آہستہ تدریجاً لوگوں کے شعور کو بیدار کیا جارہا تھا۔جب رسول اکرم

ﷺ کا عہد زریں آیا اور اس اُمت کی ذہانت سامنے آگئی تو خالق کائنات جل جلالہ نے یہ اعلان کر دیا!

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُم

وہ جو کئی صدیوں سے میری ہدایت کا سلسلہ جاری تھا اور چھوٹے چھوٹے نصاب مَیں دے رہا تھا آج میں نے جامع نصاب کو مکمل کر دیا ہے۔میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا اور میں نے نعمت کی انتہا کر دی۔پہلی اُمتوں کو میں نے اتنا نہیں دیا جتنا تمہیں دیا ہے۔ان سب کو جو دیا تھا اُس سے ایک جامع نصاب میں نے اس اُمت کو دے دیا ہے۔یہاں تک کہ بچے کی ولادت سے کئی ماہ پہلے سے لے کر وفات کے بعد تک جتنے درمیان میں معاملات ہیں۔وہ سب کے سب بیان کر دیئے ہیں۔یہاں تک رسول اکرم ﷺ ارشاد فرمانے لگے۔

اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ

میں تو تمہارے لیے باپ کی مانند ہوں۔

عین باپ نہیں کہا بلکہ آپ نے فرمایا! میں باپ کی طرح ہوں کس انداز میں فرمایا شفقت اتنی کرتا ہوں کہ باپ بھی بالآخر ایسی شفقت نہیں کر سکے گا۔میں ایک طرف تو تمہیں بتوں کی غلامی سے نجات دے کر اللہ تعالیٰ کے دربار تک پہنچا رہا ہوں اور دوسری طرف چھوٹی چھوٹی باتیں بھی بیان کرتا ہوں کہ جب قضائے حاجت کے لیے بیٹھنا ہو تو کیا طریقہ ہونا چاہیے؟ منہ کس طرف ہونا چاہیے، کتنے ڈھیلے استعمال کرنے چاہئیں ،فرمایا! میری نبوت کا بلند منصب دیکھو میری باتوں کا بیان دیکھو یہ میری تمہارے ساتھ شفقت ہے کہ میں نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی کہ کل تمہیں ضرورت پڑے اور میں نے وہ بیان نہ کی ہو، میں سب کچھ بیان کرنے کیلئے آگیا ہوں۔

﴿تکمیل ایمان سے ختم نبوت کا بیان﴾

سولھویں آیت:

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ (سورۃ البقرۃ آیت ۴)

متقی وہ لوگ ہیں جو نماز پڑھتے ہیں،زکوۃ دیتے ہیں اور متقی وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اُس چیز پر جو اے محبوب علیہ السلام آپ کی طرف نازل کی گئی اور اُس پر ایمان لاتے ہیں جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔

بندہ مومن تب بنے گا جب پہلی کتب پر بھی ایمان لے آئے گا اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے !وہ لوگ کامیابی والے ہیں اور وہ لوگ ہدایت والے ہیں اور وہ لوگ ہیں تقوی والے کہ جن کو یہ ایمانی حیثیت حاصل ہے کہ اے نبی اکرم ﷺ جو کچھ تجھ پہ قرآن اترا ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور جو آپ سے پہلے ہدایت کی کتابیں اتاری گئی ہیں

اُن پر بھی ایمان لانے والے ہیں۔اب اگر بعد میں بھی کسی کی گنجائش باقی ہوتی تو لازم کر دیا جاتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآاُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآاُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ وَمَآاُنْزِلَ مِنْ بَعْدِکَ ۔جو آپ پر اتری ہوئی کتاب پر ایمان لائے اور جو پہلے اتر چکی ہیں اُن پر بھی ایمان لائیں اور جو بعد میں اتریں گیں اُن پر بھی ایمان لائیں ۔اللہ تعالیٰ نے ہرگز اس انداز میں بیان نہیں کیا اور واضح کر دیا کہ بعد میں اب کوئی نبوت ہی نہیں ہوگی تو اُس کی کتاب کہاں آئے گی؟ سب کچھ پہلے آچکا ہے اور یہ نبوت پہلی نبوتوں اور کتابوں کی تصدیق کر رہی ہے اور اپنے اُمتیوں پر اُسکو لازم قرار دے رہی ہے۔

سترھویں آیت:

لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ مِنْھُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآاُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآاُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ (سورۃ النساء آیت ۱۶۲)

اس میں بھی اللہ تعالیٰ وہی بیان کر رہا ہے جو اس سے پہلی آیت میں بیان کیا۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآاُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَآاُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ

ایمان کیلیے جس چیز کو لازم قرار دے دیا گیا۔فرمایا!جو آپ پر اتری ہے اس کتاب اس پر بھی ایمان لے آئیں اور جو آپ سے پہلے کتابیں اتاری گئی ہیں اُن پر بھی ایمان لائیں۔

اٹھارویں آیت:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَالْکِتٰبِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ (سورۃ النساء آیت ۱۳۶)

اے ایمان والو!ایمان لے آؤ اللہ پر اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ پر اور اُس کتاب پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام پر نازل کی اور اُن کتابوں پر جو اللہ تعالیٰ نے ان سے پہلے نازل کیں تو یہاں پر بھی پہلے کا ذکر موجود ہے۔

اُنیسویں آیت:

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ (سورۃ الزمر آیت ۶۵)

آپکی طرف اس پیغام کی وحی کی گئی اور اس توحید کی وحی آپ سے پہلے پیغمبروں کی طرف کی گئی تو یہاں پہلے پیغمبر توحید والا پیغام عام کرتے رہے اور فکر آخرت والا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے۔یہ سب کا مشترکہ پیغام

ہے۔نبوت کا پیغام اللہ تعالیٰ کی توحید کا پیغام ہے اور فکر آخرت کا پیغام دیتے ہیں۔رب ذوالجلال نے فرمایا! ''یہ آپ کی طرف بھی آیا اور آپ سے پہلوں کی طرف بھی آیا ہے''۔گنجائش ہوتی تو بعد کا تذکرہ ضرور ہوتا چونکہ یہ اہم مقام ہے۔جہاں پر نبوت کی حیثیت کو واضح کیا جارہا ہے خالق کائنات جل جلالہ نے بعد والے تمام احتمالات ختم فرمادیئے ہیں۔

بیسویں آیت:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ آمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (سورۃ النساء آیت ۶۰)

یہاں پر اُسکو بیان کیا گیا جو آپ پر نازل کیا گیا اور آپ سے پہلے جو نازل کیا گیا بعد والا احتمال ختم کردیا گیا۔

اکیسویں آیت:

كَذٰلِكَ يُوْحِيْ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ (سورۃ الشوریٰ آیت ۳)

ایسے ہی اللہ نے آپ کی طرف وحی کی اور اُن لوگوں کی طرف سے آپ پہلے آچکے ہیں۔بعد والا احتمال ختم کردیا گیا۔بہت سی آیات میں اُمت کو اس انداز میں بیان کیا گیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی اور اُمت کی اب گنجائش باقی نہیں رہی جب اور اُمت ہی نہیں ہوگی تو نبی کہاں سے آئے گا۔

بائیسویں آیت:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (سورۃ آل عمران آیت ۱۱۰)

تم کو ساری اُمتوں کا سردار بنایا گیا، جب سردار اُمت آجائے تو پھر کوئی اُمت کی ضرورت کیا ہے۔یہ جب آگئی تو سارے منصوبے اس کے پاس سارے کام انکے پاس ساری عظمتیں انکے پاس ہر ہر بندگی کی توفیق انکے پاس ہر ہر علم کا کمال انکے پاس پہلی ساری اُمتیں یکجا ہو کر وہ کام نہ کر سکیں جو اس تنہا اُمت نے کیا۔وہ اُمتیں اپنے نبی پر نازل ہونے والی کتاب کو محفوظ نہ رکھ سکیں۔انہوں نے رسول اکرم ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب کو تو محفوظ رکھا ہی انہوں نے اُنکی ہر ہر حدیث کو بھی محفوظ رکھا اور اس انداز میں محفوظ رکھا کہ صرف حدیث کی حفاظت کیلئے پینسٹھ علوم ایجاد کرڈالے اور پھر حدیث کو سمجھنے کیلئے اصول حدیث کو بناڈالا۔قرآن کو سمجھنے کیلئے اصول تفسیر کو بناڈالا۔احکام کو سمجھنے کیلئے اصول فقہ کو بناڈالا۔پہلی اُمتوں میں اس طرح کا کوئی تصور ہی موجود نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ خیر اُمت آگئی

ہے۔ سردار اُمت آگئی ہے یہ تمام اُمتوں میں سے آخری اُمت ہے۔ اسکے بعد جب اُمت کا تصور نہیں تو نبی کا تصور کیسے ہوسکتا ہے۔

تئیسویں آیت:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (سورة البقرة آیت ۱۴۳)

ہم نے تجھے افضل اُمت بنایا ہے تا کہ تم باقی سارے لوگوں پر گواہ بن جاؤ اللہ تعالیٰ کے دربار میں گواہ بننا یہ منصب صرف پیغمبروں کا تھا۔ لیکن رسول اکرم ﷺ کی نسبت سے اس اُمت کو بھی یہ گواہی کا منصب مل گیا ہے۔ اب وہ اُمت ظاہر ہوگئی جس کو من وجہ وہ سیٹ دے دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ گواہی دے سکیں گے۔ اب فضیلت والی اُمت کے بعد کسی ادنیٰ اُمت کا تصور باقی نہیں رہتا۔ جب اللہ تعالیٰ اس کو افضل ترین اُمت کہہ رہا ہے تو یہ آخری اُمت ہے اور جنکی کتاب سب سے افضل ہے اور جنکا پیغام سب سے افضل ہے۔ لہٰذا انکے بعد نہ کوئی پیغام ہے نہ دعوت ہے، نہ کوئی کتاب ہے، نہ کوئی نبی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کی عظمت کیساتھ ختم نبوت کی عظمت کو ثابت فرمادیا ہے۔

چوبیسویں آیت:

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ط (سورة الصف)

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہہ رہے تھے اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا نبی بن کر آیا ہوں اور میں اُسکی تصدیق کر رہا ہوں جو مجھ سے پہلے تورات کی شکل میں آچکی ہے اور میں اس رسول کی بشارت دے رہا ہوں جو میرے بعد آئیں گے اُنکا نام احمد ہوگا۔

اب یہاں پر اس اسلوب کو واضح کر دیا کہ اگر نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی اور کے آنے کی گنجائش باقی رہتی تو آپ کا یہ انداز ہوتا کہ لوگو! میں رسول بن کے آگیا ہوں اور جتنی پہلی کتابیں ہیں اُنکی تصدیق کر رہا ہوں اور جو بعد میں آئے گا اُسکا میں اعلان کر رہا ہوں اور اُنکے بعد جو آئے گا اُسکا اعلان کر رہا ہوں جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے نفی تو بار بار کی ہے۔ ڈیڑھ سو احادیث میں نفی موجود ہے اور ختم نبوت کا بیان موجود ہے لیکن ایک جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ میرے آنے کے بعد کسی کے آنے کی گنجائش باقی ہے۔

محبوب علیہ السلام سے پہلے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ اسلوب دے رہے تھے اور پہلوں کی تصدیق کر

رہے تھے اور بعد میں آنے والے کی بشارت دے رہے تھے۔ آگے رسول اکرم ﷺ کو بھی ایسا کرنا چاہیے تھا، اگر بعد میں کوئی نبی ہونا ایسی آیت بھی آپ پر نازل ہونی چاہئے تھی اور ایسا خطاب آپکا اُمت کے سامنے ہونا چاہیے تھا لیکن کسی مقام پر ایسا لفظ موجود نہیں ہے۔تو اس آیت کا اسلوب ختم نبوت کی گواہی کو ثابت کر رہا ہے۔

پچیسویں آیت:

قَالُوْ يٰقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ (سورۃ الاحقاف آیت ۲۹)

یہ ایک آیت نہیں اس آیت کے مضمون کی بہت سی آیات ہیں جس میں ہے

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ

یہ پیغمبر پہلی کتابوں کی تصدیق کر رہے ہیں۔ اگر بعد میں کوئی اللہ تعالیٰ کا پیغام آنا ہوتا تو تصدیق کیلئے اُسکو بھی شامل کیا جاتا۔ ان تمام کے اندر جو درجنوں ہیں۔ خالق کائنات جل جلالہ نے اس احتمال کو ختم کر کے ختم نبوت کے مضمون کو واضح کیا ہے۔

چھبیسویں آیت:

اس میں انداز یہ ہے کہ خالق کائنات جل جلالہ قرآن مجید کا تعارف ایسا کروا رہا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ جس کے بعد کوئی کتاب نہیں آسکتی۔ صاحب قرآن کے بعد پھر کسی کی بحیثیت نبی آنے کی مجال کیا ہو سکتی ہے؟ رب ذوالجلال فرماتا ہے!

وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ م بَلَغَ ط (سورۃ الانعام آیت ۱۹)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی۔ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ تا کہ میں تمہیں اسکے ساتھ ڈراؤں جو صحابہ سامنے موجود تھے فرمایا! اس تک محدود نہیں رہوں گا وَمَنْ بَلَغَ جہاں تک یہ قرآن قیامت تک پہنچے گا جو پڑھ کے ڈریں گے وہ میرے ڈرانے سے ڈر رہے ہوں گے۔ یہ ایک دو صدیوں کیلئے نہیں بلکہ ہمیشہ ڈراتا رہے گا، ہمیشہ کے لیے ڈرانے کیلئے قرآن آیا ہے۔ قرآن مجید کا تعارف بحیثیت کتاب ختم نبوت کو واضح کر رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو جب کتاب ختم نبوت والی دے دی ہے اس کتاب کے بعد اور کتاب کی گنجائش باقی نہیں رہی تو اس سینے کے بعد کوئی اور حامل وحی سینہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تمام گنجائشیں ختم کر ڈالی ہیں۔

ستائیسویں آیت:

وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ (سورۃ البقرۃ آیت ۲۳)

اگر تم کو اُس پر شک ہے جو علم اپنے خاص پہ نازل کیا کہ یہ اللہ کا کلام ہے یا اپنی طرف سے پڑھ رہے ہیں ۔اگر اے کافرو تمہیں اس کتاب میں شک ہے تو پھر اس قرآن جیسی ایک سورت ہی بنا کے لے آؤ اور صرف تم ہی نہیں بلکہ اپنے حمایتی بھی ساتھ ملا لو۔اگر تم اُس دعوے میں سچے ہو کہ یہ اللہ کا کلام نہیں انہوں نے خود گھڑا ہے تو پھر ایسی ایک صورت ہی بنا کے لے آؤ۔ یہ سورت تم نہیں بنا سکتے۔یہ چیلنج جس طرح اُس وقت تھا جب یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ایسے ہی آج بھی یہ چیلنج موجود ہے اور قرآن مجید وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا اس سے اس بات کو آج بھی بحیثیت چیلنج بیان کر رہا ہے۔تو یہ قرآن رسول اکرم ﷺ کا معجزہ ہے۔تو معجزہ ہوتا ہے نبوت کا۔معجزے کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ایک معجزہ حسی ہوتا ہے اور دوسرا معجزہ عقلی ہوتا ہے۔حسی معجزہ وہ ہے جس کو آنکھوں سے دیکھا جائے جس طرح حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پہاڑ سے نکلی تھی وہ معجزہ حسی تھا لیکن قرآن معجزہ عقلی ہے۔حسی معجزہ جب تک جس کے سامنے ہے تو معجزہ ہے غیب ہوا تو ختم ہو گیا پھر باقی خبر رہ گئی۔لیکن معجزہ عقلی وہ ہوتا ہے جب تک عقل سلامت ہے معجزہ بھی سلامت ہے تو حضرت صالح علیہ السلام کا معجزہ اونٹنی والا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ عصا والا محدود وقت کے لیے تھا۔اس واسطے اُنکی نبوتیں محدود وقت کیلئے تھیں اور پھر زمانہ نبوت کا ختم ہو جاتا تھا۔لیکن نبی علیہ السلام کو معجزہ دائمی دے کر اعلان کر دیا ہے کہ جن کا معجزہ ہمیشہ کا ہے اُن کی نبوت بھی ہمیشہ کی ہے۔اس انداز سے اللہ تعالیٰ نے ختم نبوت کی حقیقت کو واضح کیا۔

اٹھائیسویں آیت:

اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (سورۃ التکویر آیت ۲۶)

قرآن مجید کا تعارف کروایا جا رہا ہے کہ یہ قرآن سارے جہانوں کے لیے نصیحت ہے۔اس سے جامعیت بیان کر دی گئی۔قیامت تک ہمیشہ کیلئے یہی نصیحت ہے اسکے بعد اور کسی کتاب کی ضرورت نہیں،کوئی نبی نہیں آ سکتا ۔قرآن کی اس جامعیت نے قیامت تک کیلئے جب یہ بات واضح کر دی ہے کہ یہی نصیحت ہے اور یہی ہدایت ہے تو اس کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے مضمون کو بھی واضح فرما دیا ہے۔

اُنتیسویں آیت:

هُدًى لِّلنَّاسِ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۵)

ہم نے اس کو جمیع انسانیت کیلئے ہدایت بنایا۔خواہ وہ پہلی صدی کے ہوں خواہ وہ چودھویں صدی کے ہوں خواہ بیسویں کے ہوں خواہ قیامت تک کے لوگ ہوں۔اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے" یہ ہدایت ہے اب اس کے بعد کسی کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ بھی ختم نبوت کا بیان ہے۔

تیسویں آیت:

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ (سورۃ ابراہیم آیت ۵۲)

یہ قرآن جمیع انسانیت کے لیے تبلیغ ہے۔یہ بلاغ للناس ہے یہ سب تک رب تعالیٰ کا پیغام پہنچا رہا ہے تو اس لحاظ سے بھی قرآن مجید کی جو عالمگیریت اور آفاقیت ہے اس نے بھی واضح کر دیا کہ اس قرآن نے گنجائش نہیں چھوڑی کہ اب کوئی صحیفہ اترے یا کوئی نبی ہو اُس پر وحی اترے اور لوگوں کی ضرورت پڑے نہیں،نہیں۔یہ کافی ہے اور قیامت تک کیلئے بلاغ الناس ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان آیات کے اندر رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کی تمام جہات کو بیان فرما دیا ہے۔قرآن مجید کا ہر لفظ ختم نبوت کو ثابت کرتا ہے۔اس واسطے کہ ہر لفظ میرے نبی علیہ السلام کا معجزہ ہے ہر لفظ معجزہ ہے اور یہ معجزہ عقلی ہے جسکا ہر لفظ یہ دلالت کر رہا ہے کہ محبوب علیہ السلام پر قرآن نازل ہوا اور اسکی مثل نہیں بن سکتی۔اس کے لفظ جیسا لفظ نہیں بن سکتا۔اسکی آیت جیسی آیت نہیں بن سکتی۔اسکا ہر لفظ بول رہا ہے کہ جس کی نبوت ہوتی ہے معجزہ اُسی کا ہوتا ہے اور جس کا معجزہ بول رہا ہو اُسکی نبوت بھی بول رہی ہوتی ہے۔جس کا معجزہ چمک رہا ہو اُسکی نبوت بھی چمک رہی ہوتی ہے۔جس کا معجزہ موجود ہو اُسکی نبوت کا زمانہ بھی موجود ہوتا ہے اور جس کا معجزہ بالکل شاداب ہرا بھرا اور تازہ ہو اُسکی نبوت کا اسلوب بھی تازہ ہوتا ہے۔

تو قرآن مجید کا ہر لفظ آج بھی اعجاز کیساتھ موجود ہے اُسکا اعجاز باسی نہیں ہوا ماند نہیں پڑا تو ہر لفظ ہی اپنے قرآن ہونے کے لحاظ سے نبی علیہ السلام کی ختم نبوت کا بیان کر رہا ہے۔

ان آیات کیساتھ صرف ایک تمہید تھی اسکے علاوہ بہت سی آیات ہیں ایسے ہی ڈیڑھ سو احادیث براہ راست ختم نبوت کو ثابت کرتی ہیں۔میں اپنی گفتگو کو سمیٹتے ہوئے یہ بات بھی واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کوئی محدث کہے یا اس کو کوئی مجدد کہے یا تو کوئی مہدی یا کوئی مسیح یا کوئی اسکو جھوٹا نبی کہے یہ سارے معاملات تو بعد میں ہیں۔کوئی نبی تب بنتا ہے جب اُسکا ایمان صحیح ہوتا ہے۔یہ تو ایسا انسان ہے کہ اس کا اپنا ایمان ہی صحیح نہیں جو اپنے ایمان کے لحاظ سے پہلے ہی کافر تھا۔کیا کافروں میں سے کوئی مہدی ہوتا ہے؟یا کافر بھی کوئی مجدد ہوتا ہے؟ کیا کافر بھی کو مسیح ہوتا ہے؟ کیا کافر بھی کوئی نبی ہوتا ہے۔یہ شخص قطع نظر اسکے کہ دیگر دلائل کو دیکھا جائے بذات خود اپنے عقیدے

میں نبوت کے اعلان سے پہلے بھی اپنی حیثیت کے لحاظ سے جو بیان کر رہا تھا اسکا خود ایمان ہی نہیں تھا ایمان ہوتا تو پھر اگر گنجائش ہوتی تو کچھ بن سکتا۔ یہاں تو گنجائش ہی نہیں ہے ایمان کے لحاظ سے اُسکی صورتحال کیا تھی؟ اس میں اُس نے اپنے آپ کو خدا بنا کے پیش کیا ہے۔ یعنی عمومی طور پر تو ہم اُس کو جھوٹا مدعی نبوت کہتے ہیں۔ وہ تو خدا بننے کے در پے تھا اس نے واضح طور پر لکھ دیا کہتا ہے!

> کشف میں میں نے دیکھا کہ خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ اس حالت میں یہ کہہ رہا تھا ہم ایک نیا نظام ایک نیا آسمان ایک نئی زمین چاہتے ہیں سو میں نے زمین و آسمان کو اجمالی صورت میں پیدا کر دیا''۔(البریۃ صفحہ نمبر ۷۹)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین متین کی سر بلندی کیلیے متحرک ہو کر اپنا کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

عقیدہ ختم نبوت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)

اختر حسین نقشبندی

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے اُن بنیادی واساسی عقائد میں سے ایک نہایت ہی اہم ترین عقیدہ ہے جس پر پوری اُمت مسلمہ کا حتمی وقطعی اجماع ہے۔ یہ عقیدہ نص قرآنی واحادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔ جس طرح کلمہ اسلام یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لانا فرض ہے اسی طرح آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر بھی ایمان لانا فرض ہے۔ جس کلمہ کا انکار کفر ہے اسی طرح عقیدہ ختم نبوت کا انکار بھی صریح کفر ہے۔ ختم نبوت کا منکر یا ختم نبوت میں کسی قسم کی تاویل وتشریح کرنے والا دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہو جاتا ہے جس طرح کلمہ سے انکار کرنے والا ایمان واسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے کہ!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ	نہیں محمد (ﷺ) کسی کے باپ تمہارے
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط	مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ	رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر
عَلِيْمًا (الاحزاب:۴۰)	چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

آیت مبارکہ میں خصوصاً حضور ﷺ کی دو عظیم صفات کا ذکر ہے ایک رسالت عامہ کا اور دوسرا آپ ﷺ کی ختم نبوت کا۔ اگرچہ بدنصیبی سے اُمت مسلمہ میں کئی فرقے بن چکے ہیں اس کے ساتھ ساتھ باہم منافرت وتعصب بھی موجود ہے لیکن اس کے باوجود بھی سب کے سب فرقے اور جماعتیں اس بات پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں آقائے نامدار ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے قصر نبوت مکمل ہو گیا ہے سلسلہ نبوت اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہے۔

بایں وجہ گذشتہ صدیوں میں جب بھی کسی نے نبی بننے کا شوق بے ذوق ظاہر کیا تو فوراً اُمت نے اُس کے خلاف اعلان مخالفت کرتے ہوئے علم جہاد بلند کیا اور اُسے کیفر کردار تک پہنچائے بغیر نہ چھوڑا۔ جھوٹے مدعی نبوت کی بے معنی عظمت کو خاک ذلت میں غلطاں کر کے چھوڑا۔ حضور ﷺ کی ختم نبوت سے متعلق کثیر احادیث شریفہ بطور دلیل کے موجود ہیں حسب ذیل چند احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں۔

نمبر ۱)

قال النبی ﷺ ان مثلی و مثل الانبیآء من قبلی کمثل رجل بنی بیتــــــــــأ	حضور ﷺ نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے
فاحسنه و اجمله الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به و یعجبون له و یقولون هل لا وضعت هذه اللبنة فانا خاتم النبیین ۔(بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین)	ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے ہیں اور اُس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی تو وہ اینٹ مَیں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

اس حدیث مبارکہ کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ قصر نبوت مکمل ہو چکی ہے اُس میں اب مزید کسی اضافے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے جب ایک عمارت اپنی تمام ترتعمیری مراحل سے گزر کر حسن و جمال کو پہنچ جائے ۔ مکمل واکمل ہو جائے تو اُس ایک اینٹ کا بھی اضافہ ماہر سے ماہر مستری یا میسن وغیرہ بھی نہیں کر سکتا۔ ہاں اسکی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ پہلے سے لگی ہوئی ایک اینٹ نکال کر اُس کی جگہ دوسری نئی اینٹ فٹ کر دی جائے اسکے سوا کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ اب جبکہ حضور نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری ہو چکی تو پھر اس تکمیل پا جانے والے قصر نبوت میں کسی اور نبی کی قطعی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔ بجز اسکے کہ سابقہ انبیاء میں سے کسی نبی کو کہاں سے ٹرانسفر کر کے مرزا غلام احمد قادیانی علیہ اللعنت کے لیے کوئی ویکنسی تیار کرائی جائے۔ اس کو عقل سلیم قطعاً گوارا نہیں کرتی۔

نوٹ: اس حدیث کو بخاری کے علاوہ مسلم نے کتاب الفضائل باب خاتم النبیین میں امام ترمذی نے کتاب المناقب میں مختلف اسناد سے نقل کیا ہے۔

نمبر ۲)

ان رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبیآء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً وّ طھوراً وارسلت الی الخلق کافۃ و ختم بی النبیون۔(مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)	رسول کریم ﷺ نے فرمایا! مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا یعنی الفاظ مختصر اور معانی کا ذخیرہ۔رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی۔میرے لیے مال غنیمت کوحلال کیا گیا۔میرے لیے ساری زمین کومسجد بنادیا گیا اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی مجھے تمام مخلوق کے لیے رسول بنایا گیا۔اور میری ذات سے انبیاءکا سلسلہ ختم کردیا گیا۔

اس حدیث پاک میں دیگرفضائل کیساتھ ہی سب سے اہم ترین فضیلت ختم نبوت کاواضح ذکرموجود ہے۔

نمبر۳)

قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لم یبعث نبیاً الا حذر اُمتہ الدجال وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وھو خارج فیکم لا محالۃ۔(ابن ماجہ)	حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی اُمت کودجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔

اس حدیث میں حضور ﷺ کا آخری نبی ثابت ہونے کیساتھ ساتھ آپکی اُمت کا آخری اُمت ہونا بھی ثابت ہے۔نیز ختم نبوت کا بین ثبوت مل رہا ہے۔

نمبر۴)

قال النبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب ۔(ترمذی کتاب المناقب)

اگر میرے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے۔

نمبر ۵)

قال رسول اللہ ﷺ لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کیساتھ ہارون کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

یہ ارشاد پاک غزوہ تبوک کے موقع پر ارشاد فرمایا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دل جوئی اور ختم نبوت کا اعلان موجود ہے۔

نمبر ۶)

عن ثوبان قال رسول اللہ ﷺ ...وانہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبین لا نبی بعدی ۔(ابو داؤد کتاب الفتن)

حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اُمت میں تیس کذاب ہونگے جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ان متذکرہ بالا احادیث سے عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت ہوگئی کہ جو ان دلائل کی موجودگی کے باوجود عقیدہ ختم نبوت پر ذرہ برابر بھی شک وشبہ ظاہر کرتا ہے وہ صریح کافر ہے۔

ان دلائل باہرہ وظاہرہ میں ساری اُمت کا اس عقیدہ ختم نبوت پر اجماع ہے۔ چنانچہ علامہ ابن کثیر نے فرمایا کہ جو شخص حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہے جھوٹا ہے دجال ہے گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی نے فرمایا کہ !عقیدہ ختم نبوت ایسا عقیدہ ہے جس کی تصریح قرآن وسنت نے کی ہے ۔جس پر اُمت کا اجماع ہے ۔پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہو جائے گا ۔اور دعویٰ پر مصر رہا تو اُسے قتل کیا جائے گا۔

علامہ ابن حیان اندلسی فرماتے ہیں کہ جس شخص کا یہ نظریہ ہو کہ نبوت کا سلسلہ ختم نہیں ہوا اسے اب بھی حاصل کر سکتے ہیں یا جس کا عقیدہ ہو کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے وہ زندیق ہے اور واجب القتل ہے ۔آج تک دنیا میں جتنے بھی جھوٹے مدعی نبوت ہو گزرے ہیں اُنھیں مسلمانوں نے قتل کر دیا ۔کیونکہ اجماعی فیصلہ کے مطابق گستاخ رسول ،مدعی نبوت کھلا کافر ہے ۔واجب القتل ہے پس یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ ختم نبوت پر ایمان لانا ضروریات دین میں سے ہے بلکہ عین دین ہے۔

احادیث ختم نبوت

علامہ مفتی حافظ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خالق کائنات نے ہمارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفی ﷺ کو خاتم النبیین بنایا ہے اور یہ روح ایمان ہے کہ کلمہ اسلام کی روشنی میں اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد مصطفی ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ختم نبوت ایمان کا اساسی حصہ ہے۔ختم نبوت پر پورے دین کا ڈھانچہ قائم ہے ختم نبوت دین متین کے گرد ایک قلعہ ہے۔پورے دین کی تعلیمات کو محفوظ کرنے والا عقیدہ ختم نبوت کہلاتا ہے۔سید عالم ﷺ کی جلوہ گری کے بعد اب کائنات میں کوئی شخص بھی بحیثیت نبی نہیں آسکتا۔اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے گا کسی لحاظ سے بھی خواہ وہ یہ کہے کہ میں ظلی ہوں بروزی ہوں میں غیر تشریعی ہوں جو بھی کہے جب وہ نبوت کا مدعی بنے گا تو جھوٹا ہوگا کذاب ہوگا دجال ہوگا۔اس سے برآت لازم ہے۔اور اسکا رد کرنا ہر مسلمان پر فرض ہو جاتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا یہ قطعی عقیدہ جس میں خاتم النبیین کا معنی زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی ہونا ہے اسکو جہاں قرآن مجید برہان رشید میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے وہاں رسول اکرم ﷺ کے فرامین میں بھی بکثرت احادیث اس بارے میں موجود ہیں۔تقریباً ڈیڑھ سو احادیث ختم نبوت کے موضوع کو بیان کرتی ہیں اور بالمعنی ہزاروں ایسی احادیث ہیں جن سے اس عقیدہ کو ثابت کیا جاسکتا ہے۔میں یہاں پر چند احادیث مختصر تبصرہ کیساتھ صرف متن حدیث اور اسکا ترجمہ پیش کروں گا اور تھوڑی سی تشریح بھی بیان کروں گا۔

﴿احادیث ختم نبوت﴾

ہم اس وقت تیس احادیث سے مسئلہ ختم نبوت کو ثابت کریں گے۔

پہلی حدیث:

﴿پہلی نبوتیں اور ختم نبوت﴾

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ یقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین (بخاری شریف ج۲/۳۵۳۵،مسلم:رقم:۲۲۸۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً

میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال یوں ہے جیسے کسی نے کوئی گھر بنایا ہو۔

فاحسنہ واجملہ

اس نے اپنا گھر نہایت ہی خوبصورت بنایا اس میں حسن بھی ہو جمال بھی ہو۔

فاحسنہ واجملہ

کسی نے کوٹھی تیار کی اور نہایت ہی خوبصورت انداز سے اس کو تیار کیا۔

الا موضع لبنۃ من زاویۃ

سوائے ایک اینٹ کی جگہ کے جو ایک کونے میں ہے۔

فجعل الناس یطوفون بہ و یعجبون لہ

دیکھنے والے اس مکان کو دیکھتے ہیں تو تعجب کرتے ہیں کہ کتنا خوبصورت محل ہے۔

یعنی لوگ اس محل کا چکر لگاتے ہیں چاروں طرف سے دیکھتے ہیں اس پہ نگاہ دوڑاتے ہیں اسکو دیکھتے ہیں تو بڑا تعجب کرتے ہیں اسکی ہر طرف کو دیکھ کر ہر پہلو کو دیکھ کر ہر سمت اور ہر زاویے کو دیکھ کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوتا ہے اور اسکو پسند کرتے ہیں لیکن جب اس کونے پہ آتے ہیں جہاں ابھی خالی جگہ ہے کہتے ہیں!

ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ

یہاں اینٹ کیوں نہیں لگائی؟ کاش اس اینٹ کی جگہ بھی پوری ہوتی۔ اور پھر اس محل پر کسی کو کوئی انگلی اٹھانے کی کوئی گنجائش نہ ہوتی۔ محل تو بڑا خوبصورت ہے اس میں حسن بھی ہے جمال بھی ہے اس میں رعب و دبدبہ، وقار اور کمال ہے، بڑا جوبن اور نکھار ہے مگر اس جگہ آکے لوگ رک جاتے ہیں کہ یہاں اس جگہ کو اتنا خوبصورت محل بنا کے خالی کیوں رکھ دیا گیا۔ یہاں بھی اینٹ لگا دی جاتی تو اسکا حسن مکمل ہو جاتا تو سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں!

فانا اللبنۃ

وہ چیز جو اس جگہ کو مکمل کرنے والی ہے وہ میں ہوں۔

وانا خاتم النبیین

اور میں خاتم النبیین ہوں کہ میں نے نبوت کے خوبصورت محل کو مکمل فرما دیا ہے۔

اب اس سے یہ بات بھی بڑی واضح ہو گئی اگرچہ ہر نبی نبوت میں مستقل ہے اور انکا صرف زمانہ نبوت گزرا

پھر دوسرا نبی آ گیا لیکن صفت انکی اب بھی برقرار ہے۔یعنی اب یہ نہیں ہے کہ وہ نبی کالعدم ہو چکے ہوں کہ انکو نبی نہ کہا جائے۔وہ نبی ہیں مگر انکی نبوت کا زمانہ گزر چکا ہے اور اب ہمیشہ کے لیے جو نبوت کا زمانہ ہے وہ ہمارے نبی ﷺ کا ہے۔یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس وقت آئیں گے وہ ہمارے محبوب ﷺ کی نبوت کا پرچار کرنے کے لیے تشریف لائیں گے۔

اب یہاں پر وہ سارا بنگلہ اور کاشانہ بنا ہوا ہے حسن اس میں بہت ہے مگر پھر بھی ایک جگہ پہ لوگ آ کے رک جاتے ہیں اور جب ہمارے محبوب ﷺ کی جلوہ گری ہوگئی ہے وہ جگہ بھی بھر گئی ہے تو پتہ چلا آپ نے اپنی نبوت کے لحاظ سے ایک کام مکمل ہی نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ کی نبوت وہ نبوت ہے جس نے پہلی ساری نبوتوں کے حسن میں اضافہ بھی کیا ہے اور وہ کوٹھی اور بنگلہ اور کاشانہ جس میں ہر نبی نبوت میں مستقل ہے ان میں سے کوئی نبی بھی نبوت کے لحاظ سے غیر مستقل نہیں ہے۔انکی نبوت اپنی ہے مگر انکی نبوت کو بھی ایک رنگ،ایک جمال مزید جو عطا فرمایا ہے وہ ہمارے محبوب ﷺ کی نبوت نے عطا فرمایا ہے۔

دوسری حدیث:

﴿انبیاء علیہ السلام پر فضیلت اور ختم نبوت﴾

عن ابی هريرة رضى الله عنه ان رسول الله قال فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم و نصرت بالرعب واحلت لى المغانم و جعلت لى الارض مسجداً و طهوراً وارسلت الى الخلق كافة و ختم بى النبيون (مسلم شریف ۱/۱۱۹)

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں!

فضلت على الانبياء بست

چھ چیزوں کی بنیاد پر مجھے تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی۔

مطلب کیا کہ وہ چھ صرف مجھ میں ہیں میرے سوا کسی پیغمبر میں نہیں۔قرآن مجید میں ہے!

تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض

سارے رسول رسالت میں برابر ہیں مگر درجات میں فرق ضرور ہے تو اس بنیاد پر ہمارے محبوب ﷺ فرمانے لگے کہ میرے رب نے مجھے چھ چیزیں ایسی دی ہیں اور یہ چھ آخری حد نہیں بلکہ اور بھی ایسے فضائل ہیں جو ہمارے محبوب ﷺ میں ہیں کسی نبی میں نہیں۔تو چھ کا ذکر کرتے ہوئے محبوب ﷺ نے فرمایا!

۱)أعطیت جوامع الکلم

مجھے جامع کلمات دیئے گئے۔

مجھے میرے رب نے گفتگو کا جو انداز دیا ہے وہ بھی تمام انبیاء سے مختلف ہے۔یعنی سب سے فضیلت والا ہے حالانکہ ہر نبی کی نبوت کی امتیازی شان خطابت ہے کہ انبیاء اپنے وقت کے سب سے بہترین خطیب بھی ہوتے تھے۔چونکہ انہوں نے مجمع کو سمجھانا ہوتا تھا لوگوں تک بات کو پہنچانا ہوتا تھا۔اگر زبان صحیح نہ چلتی ہو اور مافی ضمیر صحیح بیان نہ ہو سکتا ہو تو پھر نبوت کی ڈیوٹی پوری نہیں ہو سکتی۔اس واسطے تمام انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے تکلم اور نطق کی بہترین صلاحیتیں عطا فرما رکھی تھیں۔لیکن ان سب میں سے جس کو نرالی خطابت عطا فرمائی ہے وہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے لعل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا!

مجھے میرے رب نے منفرد انداز گفتگو دیا ہے کہ میں جامع کلمات بولتا ہوں۔میں بولوں تو لفظ تھوڑے سے ہوتے ہیں مگر انکے معانی کا سمندر طلاطم میں ہوتا ہے۔اور دور دور تک انکے معانی کا سلسلہ پھیل جاتا ہے۔میرے رب نے مجھے تھوڑے وقت میں زیادہ فائدہ پہنچانے والی گفتگو کا طریقہ عطا فرمایا ہے۔

۲)نصرت بالرعب

میری رعب سے مدد کی گئی ہے۔

میری دوسری خصوصیت جو میرے رب نے صرف مجھے عطا کی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ نے میری مدد رعب سے کی ہے۔مجھے جا کے اپنے دشمنوں کا مار کے منوانا نہیں پڑتا کہ میری تلوار ان کی گردن تک پہنچے تو پھر میرا ڈر آئے۔فرمایا میرا ڈر اتنا ہے۔

مسیرۃ شھر

ایک مہینہ دور بیٹھا ہوا میرا دشمن یوں کانپتا ہے جیسے میری تلوار کے نیچے آ چکا ہو۔رب ذوالجلال نے مجھے منفرد رعب دیا ہے کہ میرے رعب کی دھاک بیٹھ گئی ہے، دور دور تک میرا رعب چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے میری مدد رعب سے فرما دی ہے۔

۳)أحلت لی المغانم

میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے میرے لیے غنیمتیں حلال کر دیں۔پہلی اُمتوں کے لیے مال غنیمت حلال نہیں ہوتا تھا اس کو اکٹھا کرتے

تھے آگ آتی تھی جلا جاتی تھی۔یہ اسکا مصرف تھا۔فرمایا!

میری اُمت کیلیے غنیمت حلال ہے۔کافروں سے لڑیں گے جو مال آئے گا اسکو تقسیم کیا جائے گا۔اسکے با قاعدہ حصے بنا دیئے۔اتنا بیت المال کا ہے،اتنا فلاں کا ہے۔فرمایا!

رب نے مجھے یہ شان دی ہے۔میرے رب نے غنیمتوں کو حلال فرما دیا ہے۔

۴)جعلت لی الارض مسجدًا و طهورًا

میرے لیے زمین کو مسجد اور طہور بنا دیا گیا۔

یعنی میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا۔جہاں بھی میرے اُمتی کا جی چاہے گا یہ نہیں ہوگا کہ اس پر پابندی ہو کہ تم ہزار میل کا سفر کر کے مسجد میں پہنچو تو پھر تمہارا سجدہ قبول ہوگا۔نہیں۔یعنی ہم نے جب سے قدم رکھا ہے ساری زمین مسجد بن گئی ہے پاک ہوگئی ہے اور طہور ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ زمین صرف پاک ہی نہیں بلکہ پاک کرنے والی بھی ہے۔اگر تمہیں پانی نہ ملے اور وضو یا غسل کی حاجت ہو فرمایا!

تم اس پر ہاتھ مار کر چہرے پہ مل لو گے تو یہ تمہارے بدن کو پاکی بھی عطا کر دے گی۔میرے لیے زمین کو پاک کر دیا گیا ہے۔

۵)ارسلت الی الخلق کافةً

مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کے بھیجا گیا ہے۔

میں سب کا نبی ہوں۔باقی پیغمبر ایک ہی قوم کے لیے ہوتے تھے اور میں صرف انسانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ جمیع خلق کا اور مخلوق کا نبی بنا کے بھیجا گیا ہوں۔

۶)و ختم بی النبیون

مجھے نبیوں کا خاتم بنایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مجھے ختم نبوت کا تاج پہنایا ہے۔مجھ پہ نبوت کا سلسلہ آ کے بند ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خاتم النبیین بنایا ہے۔

تیسری حدیث:

﴿میدان حشر اور ختم نبوت﴾

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنه فی قصة العرض علی اللہ تعالیٰ یوم القیامة

وفزع الناس الی الانبیاء علیہم السلام قال علیہ السلام انا سید ولد آدم فیقول عیسیٰ علیہ السلام اذہبوا الی غیری اذہبوا الی محمد ﷺ فیاتون محمدًا ﷺ فیقولون یامحمد ﷺ انت رسول اللہ و خاتم الانبیاء (بخاری شریف ج ۲ ۷۱۲، مسلم شریف ۱/ ۱۹۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں۔ اس حدیث میں قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیش ہونے کا منظر پیش کیا جارہا ہے کہ جس وقت لوگ مختلف انبیاء علیہم السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے ہماری سفارش کرو اس وقت مشکلات بڑی ہیں حشر کی گرمی بڑی ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ سے کوئی سہولت لے کر دو ہماری اللہ کے دربار میں کوئی سفارش کرو۔ سارے انبیاء علیہم السلام کا جواب یہ ہوگا۔

اذہبو الی غیری

کسی اور کے پاس جاؤ۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں انکے پاس جاؤ وہ تمہاری سفارش کریں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہیں گے نہیں نہیں میں نہیں کر سکتا۔ وہ اور دروازہ دکھائیں گے۔ یہ صورتحال جس وقت رسول اکرم ﷺ نے اپنی حدیث شریف میں بیان کی فرمایا سارے لوگ بڑے گھبرا چکے ہوں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک انکو ہر دروازے سے واپس موڑا جا چکا ہوگا ایسے میں جب انکو کوئی سہارا نظر نہیں آئے گا تو سارے اکٹھے میرے دربار میں پہنچ جائیں گے۔ سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں!

انا سید ولد آدم

میں حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کا سردار ہوں

فیقول عیسیٰ علیہ السلام

جب لوگ چلتے چلتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے تو کہیں گے!

اذہبوا الی غیری اذہبوا الی محمد ﷺ

تم کسی اور کی طرف چلے جاؤ تم حضرت محمد ﷺ کے پاس چلے جاؤ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اے لوگو! اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری مدد کر دی جائے تو پھر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس چلے جاؤ۔ وہ جو کہیں گے اللہ انکی بات کو مان لے گا۔ رسول اکرم ﷺ خود فرماتے ہیں!

فیاتون محمدًا ﷺ

وہ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئیں گے۔

اور کیا کہیں گے؟

يقولون يا محمد ﷺ

وہ کہیں گے یا محمد ﷺ

انت رسول الله و خاتم الانبياء

اب محبوب ﷺ آپ اللہ کے رسول بھی ہیں اور آخری نبی بھی ہیں۔

سارے ہمیں اور کے دروازے پہ بھیجتے رہے۔اب آپ کے بعد تو کوئی اور ہے ہی نہیں۔ہم آپ کے پاس آ گئے ہیں۔آپ ﷺ آخری ہیں۔ساری اُمتوں کے لوگ اکٹھے ہو کے اس بات کو پہچانے ہوئے ہیں کہ یہ آخری سہارا ہیں۔آخری در ہے اور یہاں کی بات ضرور مانی جائے گی۔

اب یہ عقیدہ ختم نبوت وہ عقیدہ ہے کہ اس میں دنیا کے اندر ہی نہیں برزخ اور حشر میں بھی جب کسی کا کوئی سہارا نہیں بن رہا ہو گا۔اس وقت ختم نبوت کا عقیدہ سہارا بنے گا۔اور جس وقت رسول اکرم ﷺ کو آواز دیں گے، ندا دیں گے، پکاریں گے تو وہ خاتم الانبیاء کہہ کر پکاریں گے تو سرکار ﷺ فرمائیں گے!

انا لها

میں شفاعت کے لیے ہوں

انا لها کہہ کے عاصیوں کو لیں گے آغوش مرحمت میں
عزیز اکلوتا جیسے ماں کو ، نبی کو اپنا غلام ہوگا
ادھر وہ گرتوں کو تھام لیں گے ادھر پیاسوں کو جام دیں
گے
صراط و میزان حوض کوثر یہی وہ عالی مقام ہو گا
گنہگاروں کا روز محشر شفیع خیر الانام ہوگا
دلہن شفاعت بنے گی دولہا نبی علیہ السلام ہو گا

چوتھی حدیث:

مبشرات اور ختم نبوت

عن انس بن مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی قال فشق ذالك علی الناس قال و لكن المبشرات قالو یا رسول الله ﷺ وما المبشرات قال رویا الرجل المسلم وهی جزء من اجزاء النبوة (ترمذی شریف ح۲۲۷۲)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ اس حدیث کے راوی ہیں فرمانے لگے!

قال رسول الله ﷺ

رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا!

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت

بے شک رسالت و نبوت ختم ہو گئی ہے۔

یعنی میرے بعد نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول آئے گا۔ دونوں چیزیں ختم ہو گئیں ہیں مجھ پر دروازہ بند ہو گیا ہے۔ نبوت و رسالت کے خاتمے کا جس وقت آپ ﷺ نے اعلان کیا تو ساتھ یہ الفاظ بولے۔

فلا رسول بعدی و لا نبی

نہ میرے بعد کوئی رسول ہوگا اور نہ ہی نبی ہوگا۔

نبوت کا دروازہ بھی بند رسالت کا دروازہ بھی بند اور واضح لفظوں میں ان قادیانی شریروں کے لیے یہ الفاظ قابل غور ہیں جو گنجائش نکالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ خاتم النبیین کہا جاتا ہے خاتم المرسلین نہیں کہا جاتا۔ کوئی نبی نہیں ہو سکتا تو کوئی رسول ہو سکتا ہے؟۔ اللہ نے خاتم النبیین کہہ کر اس کے سارے احتمالات کو ختم کر دیا کیونکہ جو رسول ہوتا ہے وہ نبی ضرور ہوتا ہے تو جب ان کے بعد نبی نہیں ہو سکتا تو رسول کیسے ہو سکتا ہے۔ اور رسول اکرم ﷺ نے واضح طور پر الفاظ میں بھی کہہ دیا فرمایا اللہ نے دروازہ بند کر دیا ہے۔

فلا رسول بعدی و لا نبی

میرے بعد کوئی رسول بھی نہیں ہو سکتا اور میرے بعد کوئی نبی بھی نہیں ہو سکتا۔

ولكن المبشرات

نبوت کا دروازہ تو بند ہو گیا ہے مگر مبشرات کا دروازہ کھلا ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ!

وما المبشرات

مبشرات کیا چیز ہے؟

آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ نبوت تو بند ہے لیکن مبشرات سے تمہیں فیض پہنچتا رہے گا۔ تو میرے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا!

رویا الرجل المسلم

ایک مسلمان کا خواب۔ یہ سلسلہ بعد میں بھی برقرار رہے گا۔

وھی جزمن اجزاء النبوۃ

سچا خواب نبوت کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔

نبوت کے اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے الہامات کا سلسلہ اولیاء کے لیے ہوسکتا ہے اور ایک سلسلہ عامۃ المومنین کے لیے بھی باقی رہے گا مبشرات کی شکل میں۔

خواب کو بحیثیت شرح حجت تو نہیں بنایا جاسکتا لیکن جس بندے کو آتا ہے اس لحاظ سے اس میں کئی بہتریاں اور اشارات ایسے ہوسکتے ہیں جس سے اس کے کئی مسائل حل ہو جائیں۔ تو میرے محبوب ﷺ نے اس حدیث میں واضح طور پر فرمادیا کہ نبوت ورسالت بالکل منقطع ہو چکی ہے اور میرے بعد نہ کوئی نبی ہوسکتا ہے اور نہ کوئی رسول ہوسکتا ہے۔

پانچویں حدیث:

﴿انبیاء علیہم السلام کی سیاست اور ختم نبوت﴾

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لا نبی بعدی (بخاری شریف ح ۳۴۵۵، مسلم شریف ۱۸۴۲)

اس حدیث کے راوی حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء

بنی اسرائیل کی سیاست انکے انبیاء کرتے تھے۔

یہ لفظ سیاست عربی زبان کا ہے اور آپ کی حدیث سے اخذ ہے۔

ساس یسوس سیاسۃ

فرمایا بنی اسرائیل کی سیاست انکے پیغمبر کرتے تھے۔اب اسکو دیکھو کہ کتنا مقدس لفظ تھا جس کو آج معاذ اللہ بگڑے ہوئے مفہوم میں لیا جاتا ہے۔آج کہا جاتا ہے کہ یہ بندہ سیاسی نہیں یہ مذہبی ہے۔یعنی سیاست کے لفظ کو ایک گالی بنا دیا گیا۔اور مذہب سے اسکو جدا کر دیا گیا حالانکہ سیاست تو پیغمبرانہ شعبہ تھا اور پیغمبرانہ شان تھی۔میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں!

بنی اسرائیل کے انبیاء انکی سیاست کرتے تھے۔

سیاست کا مطلب کیا ہے کہ انکے امور کی دیکھ بھال کرنا، انکی رہنمائی کرنا، انکے مسائل حل کرنا، انکے دکھ سکھ میں شریک ہونا۔یہ سیاست پیغمبروں کا شعبہ تھی۔بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام یہی کام کرتے تھے یعنی وہ نبی بھی ہوتے تھے اور ساتھ اپنی اُمتوں کے لیے سیاست بھی کرتے تھے۔یعنی یہ مقدس فریضہ ہے سیاست کا جس کے اگر اصل ماخذ کو دیکھا جائے تو وہ عرش سے لگائی ہوئی وہ ڈیوٹی ہے کہ جس کے لیے بندے بندوں کے لیے مفید بن جاتے ہیں۔

کلما ھلك نبی خلفه

جب بھی ایک نبی دنیا سے تشریف لے جاتے تھے تو انکی جگہ دوسرے نبی آجاتے تھے۔اس طرح یہ سلسلہ جاری رہا۔یہ رشد و ہدایت بھی ہے اور دنیا کی نگرانی بھی ہے اور لوگوں کے امور کی تدبیر بھی ہے۔سب کچھ ہے کوئی سلسلہ منقطع نہیں ہوا، ختم نہیں ہوا کہ ایک نبی چلے گئے ہوں اور بڑا گیپ پڑ گیا ہو۔اللہ تعالیٰ مسلسل نبی علیہ السلام کو یوں بھیجتا رہا۔پہلے گئے ہیں، نئے آگئے ہیں۔انہوں نے آکے ڈیوٹی سنبھال لی ہے۔کسی کوئی شریعت دے دی۔کوئی پہلی شریعت کو لوگوں کے اندر رائج کرتے رہے اور انکے مسائل کو واضح کرتے رہے۔لیکن آپ ﷺ نے فرمایا پہلے تو یہ سلسلہ جاری رہا کہ جب ایک نبی جاتے تو انکی جگہ دوسرا آجاتا تھا۔

وانه لا نبی بعدی

اور یاد رکھنا میرے بعد کوئی نبی نہیں آسکے گا۔

پہلے سارا دور جتنا بھی ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک اس دور میں ایک بات جائز رہی کہ جب ایک نبی گئے تو دوسرے آگئے۔بلکہ بیک وقت زمین پہ کئی نبی موجود رہے۔کوئی کسی بستی کا اور کوئی کسی ڈویژن کا۔کوئی کسی صوبے کا یوں بھی کام چلتا رہا لیکن فرمایا جب سے میں آگیا ہوں میرے بعد اب کسی کے آنے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ایک اور مقام پر فرمایا!

سیکون خلفآء

ہاں میرے پیچھے خلفاء ہوں گے۔

خلیفے ہو سکتے ہیں مگر نبی کوئی نہیں ہو سکتا تو اس سے بھی رسول اکرم ﷺ پہ جو آخری جملہ ہیاس سے ہم اہلسنت کا جو مؤقف ہے کہ نبوت کے بعد خلافت ہے امامت نہیں ہے۔وہ بات بھی آپ ﷺ نے واضح فرمادی کہ میں نبی ہوں ۔میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا مگر میرے بعد خلفاء ہوں گے۔ایک تو خلافت راشدہ ہے،وہ ایک خاص خلافت ہے۔لیکن رسول اکرم ﷺ جب دعا فرمارہے تھے!

اللھم ارحم خلفائی

اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما۔

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا!

من خلفاء ك یا رسول اللہ ﷺ

یا رسول اللہ ﷺ آپ کے خلفاء کون ہوں گے۔

فرمایا!

الذین یأتون من بعدی یرون احادیثی و یعلمونھا الناس (جواہر العقدین فی فضل الشرفین ص ۱۰۲ بحوالہ طبرانی اوسط)

جو میرے بعد آئیں گے میری حدیث روایت کریں گے اور لوگوں کو حدیث پڑھائیں گے وہ میرے خلفاء ہوں گے۔

میرا دین پہنچائیں گے،میرے دین کو زندہ رکھیں گے،میرے دین کو پڑھیں گے اور پڑھائیں گے،وہ میرے خلفاء ہوں گے۔اب اس سے تصور کرو کہ جس بچے کو تم علم دین کے لیے بھیجو گے اور وہ پورا پڑھ جائے گا تو اس کو سیٹ کونسی ملے گی۔سید عالم ﷺ نے فرمادیا۔قیامت تک اگر وہ کسی مزدور فقیر کا بیٹا ہو جب وہ دین کا ماہر بن جائے گا تو اس کو نبی ﷺ کی خلافت میسر آجائے گی۔

تو اس حدیث کے اندر آپ ﷺ نے فرمادیا کہ بنی اسرائیل میں یہ سلسلہ چلتا رہا مگر میں آگیا ہوں۔مطلب کیا ہے کہ اب میری نبوت میری سیاست ہے۔میری مدنی سیاست ہے اور ہمیشہ برقرار رہے گی۔اب اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔یہ میرے خلفاء ہیں جو میری نبوت کا فیض بھی اور میری خلافت کا فیض بھی آگے جاری کریں گے۔یہ

خلافت راشدہ کا دور دنیا کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ کس طرح رسول اکرم ﷺ کی شریعت نے نظام مصطفی ﷺ کی شکل میں دنیا کو امن و آشتی کے پھول عطا فرمائے ہیں۔

چھٹی حدیث:

﴿پہلی نبوت اور ختم نبوت﴾

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال قال النبی ﷺ اول المرسلین آدم و آخرهم محمد ﷺ (جامع الاحادیث ۳/۳۱۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قال النبی ﷺ اول المرسلین آدم وآخرهم محمد ﷺ

ہمارے نبی ﷺ نے فرمایا!

کہ سارے رسولوں سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور تمام رسولوں سے آخری رسول حضرت محمد ﷺ ہیں۔

اس میں بھی واضح طور پر ختم نبوت کی حتمی حیثیت کو بیان کر دیا گیا کہ آپ ﷺ کی جلوہ گری کے بعد کوئی بھی کسی معنی میں نبی اور رسول نہیں ہو سکتا۔

ساتویں حدیث:

﴿اسماء خمسہ اور ختم نبوت﴾

عن محمد بن جبیر بن مطعم رضی الله عنه عن ابیه قال قال رسول الله ﷺ لی خمسة اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو الله بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب (بخاری شریف/۵۰۰)

محمد بن جبیر بن مطعم اپنے باپ جبیر بن مطعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

لی خمسة اسماء

میرے پانچ نام ہیں۔

انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو الله بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب

میں محمد ﷺ، احمد ﷺ ہوں اور میں ماحی ﷺ ہوں کہ جس کو بھیج کر اللہ نے کفر کو مٹا دیا ہے اور میں حاشر ﷺ ہوں کہ سارے لوگ میرے قدموں پہ اُٹھیں گے۔ یعنی سب سے پہلے میں اپنے روضے سے باہر آؤں گا اور پھر لوگ اپنی قبروں سے باہر نکل سکیں گے۔ سب کا حشر میرے قدموں پر ہوگا۔ یہ قیامت کے دن اعزاز ہے جہاں محبوب ﷺ کے قدم ہوں گے وہاں اوروں کے سر ہوں گے۔ سب میرے قدم پر یعنی میرے پیچھے، میرے بعد اپنی قبروں سے باہر نکل سکیں گے۔

وانا العاقب

یعنی جس کے بعد کوئی نبی نہ آسکے۔ لہذا یہ نام ختم نبوت والا نام ہے۔

آٹھویں حدیث:

﴿انداز خطابت و ختم نبوت﴾

عن جابر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ ﷺ اذا خطب احمرت عیناہ وعلا صوتہ واشتد غضبہ حتیٰ کانہ منذر جیش یقول صبحکم ومساکم ویقول بعثت انا والساعۃ کھاتین ویقرن بین اصابعہ السبابۃ والوسطی (مسلم شریف ۲۸۴/۱، مشکوۃ شریف ۱۲۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تھے تو!

احمرت عیناہ

آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں۔

تو یہ خطبے کا ایک جلال ہے۔ محبوب ﷺ کی کبھی تو نرم شبنمی گفتگو ہوتی تھی۔ لیکن کبھی آنکھیں خطبہ دیتے دیتے سرخ ہو جاتی تھیں۔

وعلا صوتہ

اور آپ ﷺ کی آواز اونچی ہو جاتی تھی۔

یعنی عمومی طور پر تو دھیمی ہوتی تھی لیکن کبھی گرجدار لہجے میں اور اس سے کہیں افضل انداز میں محبوب ﷺ خطبہ دیتے تھے۔ اور تقریر فرماتے تھے۔ تو یہ کہتے ہیں!

واشتد غضبہ

اور آپ ﷺ کا غصہ اس میں بہت سخت ہو جاتا۔

تو یہ ہر تقریر میں اپنے موضوع کے لحاظ سے غصہ بھی ہے، جلال بھی ہے، اس کے لحاظ سے انداز بھی ہے۔ کہتے ہیں جب محبوب ﷺ یوں تقریر کرتے تھے!

حتی کانہ منذر جیش

لگتا تھا کہ مجمع کو کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں کہ کوئی لشکر حملہ کرنے آ گیا ہے اور لوگ غفلت سے بیٹھے ہیں لوگ سو رہے ہیں انکو پتہ نہیں کہ دشمن سر پہ چڑھ آئے ہیں اب ضرورت ہے کہ غصے سے بات کی جائے اور ضرورت ہے کہ بلند آواز سے بات کی جائے۔

تو محبوب ﷺ کی خطابت کا یہ انداز ایک منفرد حیثیت رکھتا ہے اور ہمارے خطباء کے لیے اس میں سبق ہے کہ جس طرح کا موضوع ہو انداز اسی طرح کا ہونا چاہیے۔ اب فرماتے ہیں!

کانہ منذر جیش

گویا لشکر سے کسی کو ڈرا رہے ہوں۔

کہ لوگو تمہیں نظر نہیں آ رہا۔ میں دیکھ آیا ہوں پہاڑ کے پیچھے لشکر پہنچ گیا ہے۔ جلدی اٹھو اور بچنے کی کوشش کرو۔ اب جو اٹھے گا وہ بچ جائے گا اور جو یہ کہے کہ انہیں رہا بلکہ ویسے ہی کہہ رہے ہیں۔ فرمایا! وہ بیٹھا رہے گا تو وہ مارا جائے گا یا قیدی بن جائے گا تو اس سے مطلب کیا ہے کہ میں نے پوری دنیا میں جو اسلام کے احکام بتائیں ہیں یہ تمہیں یوں بچاتے ہیں جس طرح کہ ڈرانے والا لشکر سے بچاتا ہے۔ اگر اس پر یقین آ جائے تو کچھ لوگ ہٹ جاتے ہیں اور بچ جاتے ہیں اور جن کو یقین نہیں آتا وہ کہتے ہیں کہ یہ ڈراتے ہی رہتے ہیں۔ وہ بیٹھے رہتے ہیں اور مارے جاتے ہیں۔ فرمایا! تمہارے پیچھے جہنم لگا ہوا ہے اور میں تمہیں بچانے آ گیا ہوں۔ جو میری بات مان لے گا اس کو جہنم پکڑ نہیں سکے گا۔ اور جو یہ کہے گا کہ یہ باتیں ایسی ہی ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن بن جائے گا۔

میرے محبوب ﷺ منذر جیش کی حیثیت میں خطاب فرماتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایسے ہی ایک دن تقریر ہو رہی تھی۔ اتنے غصے میں تھے کہ آپ ﷺ نے اسی حالت میں ختم نبوت کا موضوع بیان کر دیا اور فرمایا!

بعثت انا والساعة کھاتین و یقرن بین اصابعه السبابة والوسطی

مجھے اور قیامت کو یوں ملا کے بھیجا گیا ہے اور آپ ﷺ نے شہادت والی انگلی اور درمیان والی انگلی کو ملایا۔ میں اور

قیامت آپس میں یوں ملے ہوئے ہیں جس طرح ان دوانگلیوں میں کوئی فرق نہیں ۔ایسے ہی مجھ میں اور قیامت میں کوئی فرق نہیں یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی حائل ہو جائے اور درمیان میں اس کی نبوت کا زمانہ آجائے ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ میں اور قیامت آپس میں ملے ہوئے ہیں ۔میری نبوت کے بعد کسی کی نبوت نہیں آسکتی ۔میں اور قیامت جس طرح کہ یہ دوانگلیاں ملی ہوئی ہیں اس طرح میرے رب نے دنیا کے خاتمے کا جو وقت ہے اسکو اور مجھے ملا دیا ہے ۔دنیا کے خاتمے کا جب وقت ہوگا اس وقت بھی میری نبوت کا جھنڈا لہرا رہا ہوگا ۔اور ہمیشہ کے لیے اب میری نبوت ہوگی ۔تو سید عالم ﷺ یوں ملا کے قیامت کا قرب بھی بیان کر دیا اور ختم نبوت کو بھی بیان کر دیا اور ہم نے دیکھا کہ کند ذہن لوگ جو مفکر بنے ہوئے تھے اور تفہیم نام کی کتابیں لکھ رہے تھے ۔اس مقام پر اعتراض کر ڈالا کہتے ہیں! کہ نبی ﷺ فرماتے تھے کہ قیامت قریب آگئی ہے اور اتنی صدیاں گزر گئی ہیں لیکن قیامت آئی نہیں تو معاذ اللہ بات غلط ثابت ہوگئی ۔دیکھو سرکار ﷺ کی غلطیاں نکالیں اور پھر وہ دین کے مصلح ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔میرے محبوب ﷺ نے جو قرب قیامت بیان کیا تھا وہ واضح ہے وہ قرب آپ ﷺ نے اضافی طور پر بیان کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے دیکھو تو پھر محبوب ﷺ کا زمانہ قیامت کے کتنا قریب ہے ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے پیغمبروں کے مقابلے میں ہمارے نبی ﷺ کا زمانہ سب سے اقرب ہے اور کسی پیغمبر کا زمانہ درمیان میں ہے ہی نہیں ۔لہذا اگر کوئی بیان کرنا چاہے گا تو یہی بیان کرے گا کہ نبوت جس کی قیامت کے سب سے قریب ہے وہ یقیناً ہمارے نبی ﷺ کی نبوت ہے۔

نویں حدیث :

﴿لوح محفوظ اور ختم نبوت﴾

انی عند اللہ فی ام الکتاب خاتم النبیین (کنز العمال: ح:۳۲۱۴۱

میں لوح محفوظ پر اللہ کے پاس بھی خاتم النبیین ہوں۔

ام الکتاب کے اندر میں خاتم النبیین ہوں اور میری ختم نبوت ازل سے طے شدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک میری ختم نبوت ثابت ہے۔

دسویں حدیث :

﴿اول امر اور ختم نبوت﴾

عن العرباض بن ساریة رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ ﷺ انہ قال انی عند اللہ

مکتوب خاتم النبیین (مشکوۃ شریف: ح:۵۷۵۹)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین

میں اللہ کے پاس آخری نبی لکھا ہوا ہوں۔

اللہ کے پاس میرا نام آخری نبی لکھا گیا ہے۔کس انداز میں مَیں خاتم النبیین ہوں فرمایا!

ان آدم لمنجدل فی طینتہ

حضرت آدم علیہ السلام کا گارا بھی تیار نہیں ہوا تھا۔اللہ نے میری ختم نبوت کا بورڈ لگا دیا۔

میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں!

میں اس وقت بھی نبی ہی نہیں ،خاتم النبیین تھا۔اللہ نے میرا اس وقت نام لکھا ہوا تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام تخلیق کے مراحل سے گزر رہے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اس وقت مجھے اپنے پاس خاتم النبیین قرار دے دیا تھا۔

ساخبرکم باول امری

میں تمہیں بتاؤں کہ میرا اول امر کیا ہے؟ آپ ﷺ فرماتے ہیں!

انا دعوۃ ابراہیم

میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔

و بشارۃ عیسیٰ

اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

و رویاء امی التی رأت حین و ضعتنی

اور میں اپنی امی جان کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے وقت ولادت دیکھا تھا۔دوسرا رویا کا معنی یہ ہوگا کہ میں اپنی والدہ کی آنکھوں کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں جاگتے ہوئے دیکھا۔کب؟ جب انکے ہاں میرا میلاد ہو رہا تھا۔جب میں اپنی والدہ کے ہاں جنم لے رہا تھا اس وقت کائنات میں جو انکے لیے دیدار تھا میں وہ دیدار ہوں آگے فرماتے ہیں!

وقد خرج لھا نور

میری امی جی سے ایک نور کا ظہور ہوا۔

اپنے بدن کو رسول اکرم ﷺ نے نور سے تعبیر کیا کہ میری امی کی گود میں نور ظاہر ہوا۔وہ نور کیسا تھا؟

ادا لھا منہ قصور الشام

اس نور کی وجہ سے میری امی جی کو شام کے محلات نظر آنے لگے،

وہ مکہ شریف میں تھیں مگر شام کے محلات انکو نظر آئے۔ فرمایا میں وہ نور ہوں۔

گیارھوں حدیث:

﴿تخلیق وبعثت اور ختم نبوت﴾

کنت اول الناس فی الخلق و آخرھم فی البعث (کنزالعمال: ح:۳۱۹۱۲)

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

کنت اول الناس فی الخلق واخرھم فی البعث

میں تخلیق نور کے لحاظ سے سب سے پہلے ہوں اور دنیا میں ظہور کے لحاظ سے سب سے آخر میں ہوں۔ تمام لوگوں میں سے پہلے میں ہوں تخلیق کے لحاظ سے میرا نور سب سے پہلے بنایا گیا۔

واخرھم فی البعث

اور اللہ نے مجھے سب سے آخر میں بھیجا ہے۔

اس کا مطلب یہ بنا کہ اول بھی میرا ہے اور آخر بھی میرا ہے۔ جو شان اول و آخر کے لحاظ سے اللہ کی ہے وہ محبوب ﷺ کو باطنی عطا کی گئی ہے کہ آپ ﷺ خلوق میں سب سے پہلے فرد ہیں اور آپ ﷺ کے نور نے باقی چیزوں کو نور تقسیم کیا ہے۔ اور آپ کو آخر میں بھیجا گیا، اس لحاظ سے آپ کی ختم نبوت کا ذکر بھی ہو گیا۔

بارھویں حدیث:

کنت اول النبیین فی الخلق واخرھم فی البعث (کنزالعمال:ح:۳۲۱۲۶)

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں!

تمام انبیاء کرام علیہ السلام سے نور کی تخلیق کے لحاظ سے پہلا میں ہوں اور تمام سے آخر میں ہوں بھیجے جانے کے لحاظ سے۔ یعنی پہلے اس لحاظ سے کہ میرا نور سب سے پہلے پیدا کیا گیا اور آخر کس لحاظ سے کہ نبوت کی ڈیوٹی دینے کے لحاظ سے میں سب سے آخر میں آیا ہوں۔ مجھے رب ذوالجلال نے اولیت بھی عطا کی ہے اور مجھے آخریت بھی عطا کی ہے۔

تیرھویں حدیث:

انا نبی ولا نبی بعدی (السنۃ لابن ابی عاصم ۱/ ۱۸۷)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

انا نبی و لا نبی بعدی

میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ان مختصر سے الفاظ میں ختم نبوت کی تفصیل فرمادی۔

چودھویں حدیث:

﴿فاتح اور خاتم﴾

الحمد لله الذی جعلنی فاتحا و خاتماً (ابن کثیر ۳/۲۰ (جزو خامس)

سید عالم ﷺ کا فرمان ہے جو بالخصوص معراج کی رات آپ ﷺ نے مسجد اقصی میں انبیاء کے سامنے تقریر کی تھی اس میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا!

الحمد لله الذی جعلنی فاتحا و خاتماً

تمام تعریفیں اس رب کی ہیں جس نے مجھے فاتح بھی بنایا ہے۔ خاتم بھی بنایا ہے۔ فاتح کا معنی ہے کھولنے والا اور خاتم کا معنی ہے بند کرنے والا۔

بظاہر یہ متضاد صفتیں ہیں۔ کھولنا اور ہے بند کرنا اور ہے۔ مطلب یہ ہے!

میں کھولنے والا ہوں جنت کے دروازے کو اور بند کرنے والا ہوں نبوت کے دروازے کو۔ مجھے میرے رب نے فاتح بھی بنایا ہے اور خاتم بھی بنایا ہے۔

تو یہ شانیں نرالی ہیں ہمارے محبوب ﷺ کی۔ جو دروازہ کسی سے کھل نہیں پائے گا وہ دروازہ آپ ﷺ کھولیں گے اور جو صدیوں سے کھلا آرہا تھا آپ ﷺ کے آنے سے اسکو بند کردیا گیا۔ لہذا آپ ﷺ فاتح بھی ہیں اور خاتم بھی ہیں۔

پندرھویں حدیث:

﴿حشر کے شافع اور ختم نبوت﴾

عن جابر رضی اللہ عنه ان النبی ﷺ قال انا قائد المرسلین و لا فخر و انا خاتم النبیین و لا فخر و انا اول شافع و مشفع و لا فخر (الدارمی: مشکوۃ: ج: ۵۷۶۴)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

انا قائد المرسلین و لا فخر

سارے رسولوں کا لیڈر میں ہوں اور فخر کوئی نہیں۔ سارے رسولوں کا قائد میں ہوں اور میں فخر نہیں کرتا۔

وانا خاتم النبيين ولا فخر

اور میں نبوت کے دروازے کو بند کرنے والا ہوں، میں نبیوں کو خاتم ہوں، یہ شان بڑی ہے مگر میں فخر نہیں کرتا۔

چونکہ جن کے بعد اور نبی بھیجے گئے تو یہ باقی رہا کہ انہوں نے ڈیوٹی مکمل کی ہے مگر کام ابھی باقی ہے وہ نئے آ کے کریں گے۔ جب میرے محبوب ﷺ آ گئے ہیں تو اللہ نے کسی کو نہ بھیج کے اور اعلان کر کے کہ اب کوئی آ ہی نہیں سکتا اس بات کی گواہی دی ہے کہ یہ سارا کام کر کے جا رہے ہیں۔ اس واسطے یہ شان نرالی تھی۔ فرمایا! رب ذوالجلال نے مجھے خاتم النبیین بنایا ہے اور اس پر کوئی فخر نہیں۔

وانا اول شافع و مشفع

اور میں سب سے پہلا شفاعت کرنے والا ہوں قیامت کے دن سب سے پہلے رب جن کی بات مانے گا وہ میں ہوں۔

ولا فخر

میں فخر نہیں کرتا۔

چونکہ اس دن اللہ کے جلال کے سامنے جب کوئی نہیں بولے گا تو پہلا دروازہ شفاعت کا کھلوانا مشکل ہے پھر تو چھوٹے شفیع بھی ہوں گے یہاں تک کہ نا تمام بچہ جو کسی ماں کے ہاں پیدا ہوا تھا پورے اعضاء بھی نہیں بنے ہوئے تھے وہ اپنے نانے کیساتھ اپنی امی کو باندھے گا اور جنت میں لے جائے گا۔ وہاں تک شفاعت پہنچ جائے گی لیکن پہلا دروازہ کھولنا اتنا مشکل ہے کہ خلیل علیہ السلام بھی ڈرتے ہیں کلیم علیہ السلام بھی ڈرتے ہیں اللہ سے بولنے کے لیے کسی کی ہمت نہیں پڑ رہی۔ اس وقت جو سب سے پہلے سفارش کریں گے۔ سرکار ﷺ فرماتے ہیں! وہ سیٹ بھی میری ہے لیکن میں فخر نہیں کرتا۔ سب سے پہلے سفارش کرنے کے لحاظ سے بھی میری سیٹ ہے اور سب سے پہلے جس کی بات مانی جائے گی وہ سیٹ بھی میری ہے میں مشفع ہوں اللہ میری سفارش کو قبول فرمائے گا۔

سولھویں حدیث:

عن اسماعيل بن ابى خالد قال قلت لعبد الله ابن ابى اوفى ارايت ابراہيم ابن رسول الله ﷺ؟ قال مات و هو صغير و لو قضى ان يكون بعد محمد ﷺ نبى لعاش

ابنه و لكن لا نبي بعده (ابن ماجہ شریف: ح:۱۵۱۰)

حضرت اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو نے رسول اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہنے لگے ہاں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حالت صغر میں وصال فرما گئے، اگر حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہوتا تو وہ ضرور زندہ رہتے لیکن رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اس لیے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ زندہ نہیں رہے۔

سترھویں حدیث:

عن ابن عباس قال لما مات ابراہیم ابن رسول الله ﷺ وقال ان له مرضعاً في الجنة ولو عاش لكان صديقاً نبياً ولو عاش لعتقت اخواله القبط وما استرق قبطي (ابن ماجہ شریف: ح:۱۵۱۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہما فوت ہوئے اور رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اس کے لیے جنت میں دودھ پلانے والی ہے اور اگر زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے اور اگر زندہ رہتے تو انکے قبطی ماموں آزاد کردیے جاتے اور کبھی کسی قبطی کو غلام نہ بنایا جا سکتا۔

اٹھارویں حدیث:

عن عمر ابن الخطاب رضی الله عنه قال اتيت النبي ﷺ و معي كتاب اصبته من بعض اهل الكتاب فقال والذي نفسي بيده لو ان موسى كان حيا اليوم ما وسعه الا ان يتبعني (اخرجہ ابونعیم: خصائص الکبریٰ: ۲/ ۱۸۷)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میرے پاس کتاب تھی جس کو میں نے بعض اہل کتاب سے پایا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام آج زندہ ہوتے تو ان کے لیے بھی میری اتباع ضروری ہوتی۔

انیسویں حدیث:

عن الحسن قال قال رسول الله ﷺ انا رسول من ادركت حيا ومن يولد

بعدی (اخرجہ ابن سعد: خصائص الکبریٰ: ۲/۱۸۸)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اسکا رسول ہوں جس کو میں نے زندہ پایا اور اسکا بھی، جو میرے بعد پیدا ہوگا۔

بیسویں حدیث:

عن النعمان بن بشیر قال بینما زید بن خارجة یمشی فی بعض طرق المدینة اذ خر میتا بین الظہر والعصر فنقل الی اہلہ وسجی بین بردتین و کساء فلماکان بین المغرب والعشاء اجتمع نسوة من الانصار یصرخن حولہ اذ سمعوا صوتا من تحت الکساء یقول انصتوا ایہا الناس مرتین فحسروا عن وجہہ و صدرہ فقال محمد رسول اللہ ﷺ النبی الامی خاتم النبیین کان ذالک فی الکتاب الاول (المعجم الکبیر: ۵/۲۱۹)

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی کا نام ہے یہ ختم نبوت کی شان ہے کہ جب زندہ ہیں تو پھر بھی ختم نبوت کا نعرہ لگاتے ہیں اور اگر فوت ہونے کے بعد کسی نے کلام کیا ہے تو اس نے بھی ختم نبوت کا نعرہ لگایا ہے۔ حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے!

یمشی فی بعض طرق المدینة

مدینہ شریف کی کسی گلی میں جا رہے تھے۔

اِذْ خَرَّ میتاً

چلتے چلتے دورہ پڑا تو وہ فوت ہوگئے۔

جب فوت ہوئے انکو اٹھا کے گھر پہنچایا گیا اوپر چادریں دے دیں گئیں۔ وہ ظہر کے وقت فوت ہوئے تھے۔ جب مغرب اور عشاء کا ٹائم ہوا۔

اجتمع نسوة من الانصار یصرخن حولہ

انصار کی عورتیں اکٹھی ہوگئیں اور وہ چیخ چلا رہی تھیں۔

کہ اچانک فوت ہوگئے ہیں۔ جس وقت وہ چیخنے لگیں تو حضرت زید بن خارجہ بولنے لگے جو ظہر کے وقت فوت ہوئے تھے وہ بولنے لگے!

سمعوا صوتا من تحت الکساء

جتنے بھی وہاں جمع تھے سب کو چادر کے نیچے سے آواز آئی کہ زید بن خارجہ رضی اللہ بول رہے تھے۔ آواز یہ تھی!

انصتوا

خاموش ہو جاؤ، چپ ہو جاؤ۔ دو مرتبہ انہوں نے کہا۔

فحسروا عن وجهه

تو حضرت زید کے چہرے سے چادر کو ہٹا دیا گیا۔

تو دیکھا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ گفتگو کر رہے ہیں۔ جس وقت بولے تو کیا ان کا بول تھا۔ فوت ہونے کے بعد جو بولے۔

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوۃ والسلام

کہتے ہیں!

محمد رسول الله ﷺ النبی الامی خاتم النبیین

حضرت محمد مصطفی ﷺ اللہ کے رسول ہیں نبی امی ہیں وہ خاتم النبیین ہیں۔

کان ذالك فی الکتاب الاول

یہ پہلی کتاب میں بھی لکھا ہوا ہے۔

اب جب فوت ہونے کے بعد بھی اگر کسی نے گفتگو کی ہے اور لوگوں نے سنی ہے تو اس گفتگو کے اندر بھی ختم نبوت کے نعرے لگائے جا رہے تھے۔

اکیسویں حدیث:

عن ابی امامة الباهلی یقول سمعت رسول الله ﷺ یقول یا ایها الناس انه لا نبی بعدی ولا امة بعدکم الا فاعبدوا ربکم و صلوا خمسکم و صوموا شهرکم و ادوا زکوة اموالکم طیبة بها انفسکم واطیعوا ولاة امرکم تدخلوا جنة ربکم (رواہ احمد ۵/۲۵۱،۲۶۲،الترمذی:۱۲۱۱،ابن حبان:۷۹۵،الحاکم:۱/۱۳۸۹،المعجم الکبیر:۵/۱۱۵)

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں!

ایھا الناس انه لا نبی بعدی

اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

و لا امۃ بعدکم

اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں ہے۔ خبردار اپنے رب کی عبادت کرو۔ پانچ وقت کی نماز پڑھو۔ رمضان کے مہینے کے روزے رکھو۔ خوشی سے اپنے مالوں کی زکوۃ دو۔ اپنے اماموں کی اطاعت کرو۔ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

لفظ کتنے حسین ہیں۔ فرمایا!

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں ہے۔ لہذا میں جو تمہیں دے رہا ہوں اس پر قائم رہو اور دین پر پوری طرح تم پختہ رہو۔ نماز پڑھتے رہو۔ روزے رکھتے رہو۔ میں نے تمہیں جامع دین دے دیا ہے۔ اب کسی نئے نبی کے آنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی کیونکہ اللہ نے مجھے آخری نبی بنایا ہے اور تمہیں آخری اُمت بنایا ہے۔

بائیسویں حدیث :

عن جبیر بن مطعم قال خرجت تاجراً الی الشام فی الجاہلیۃ فلما کنت بادنی الشام لقینی رجل من اھل الکتاب فقال ھل عندکم رجل تنبئا قلت نعم قال ھل تعرف صورتہ اذا رایتھا قلت نعم فادخلنی بیتاً فیہ صور فلم ار صورۃ النبی ﷺ فبینا انا کذالک اذا دخل رجل منھم علینا فقال فیم انتم فاخبرناہ فذھب بنا الی منزلہ فساعۃ ما دخلت نظرت الی صورۃ النبی ﷺ واذا رجل آخذ بعقب النبی ﷺ قلت من ھذا الرجل القائم علی عقبہ قال انہ لم یکن نبی الا کان بعدہ نبی الا ھذا فانہ لا نبی بعدہ وھذا الخلیفۃ بعدہ وانا صفۃ ابی بکر رضی اللہ عنہ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے۔ میں تاجر تھا شام گیا تو میں نے وہاں ایک جگہ پر پڑاؤ ڈالا مجھے وہاں ایک شخص ملا جو آسمانی کتابوں کا ماہر تھا اس نے مجھ سے پوچھا کہ جس نبی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے کیا تم اسکی صورت کو پہچانتے ہو؟ یہ کہتے ہیں۔ میں نے کہا! پہچانتا ہوں۔

فادخلنی بیتاً فیہ صور

اسنے مجھے گھر میں داخل کیا جس میں کئی تصویریں تھیں۔ اس میں مجھے رسول اللہ ﷺ کی تصویر نظر نہیں آئی تو پھر ایک بندہ مجھے وہاں لے گیا جہاں مجھے رسول اللہ ﷺ کی صورت نظر آئی۔

واذا رجل أحذ بعقب النبی ﷺ

باقی کسی نبی کی ایڑی کے پیچھے کوئی اُمتی نہیں کھڑا ہوا۔ ہر ایک کے پیچھے ایک نبی کھڑا ہے۔ اور ہمارے نبی ﷺ کی جہاں تصویر تھی تو وہاں آپ ﷺ کے پیچھے ایک اُمتی کھڑا ہے۔ میں نے کہا یہ انداز کیا باقی سب سے جدا ہے؟ تو انہوں نے کہا! باقی سب کے بعد نبی آئے اور انکے پیچھے نبیوں کی تصویر ہے۔ اور انکے پیچھے نبی نہیں آئیں گے۔ انکے پیچھے جو کھڑے ہیں یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ انکے بعد خلافت ہوگی نبوت نہیں ہوگی۔ تو یہ ختم نبوت کا انداز ان کتابوں کے اندر بھی موجود تھا۔

تیئسویں حدیث:

عن ابن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ایها الناس لیس من شئی ء یقربکم الی الجنة ویبا عدکم من النار الا قد امرتکم به

ہر وہ چیز جو بندے کو جنت میں اٹھا کے لے جائے اور جہنم سے بچائے میں نے اسکا حکم دے دیا ہے کوئی ایسی چیز نہیں جس کو میں نے بیان نہ کیا ہو۔ اگر جنت میں لے جانے والی ایک لاکھ باتیں ہیں تو سرکار ﷺ فرماتے ہیں یہ نہ سمجھنا کہ! ایک لاکھ میں سے ایک بیان نہیں کی، میں نے پوری لاکھ بیان کی ہیں۔

احسان دیکھو۔ فرمایا! میں نے کوئی کمی نہیں کی۔ میں نے کوئی کمی نہیں کی۔ میں نے جو کچھ تمہیں چاہیے تھا وہ سب کچھ بیان کیا ہے۔ جتنی چیزیں جنت میں لے جانے والی تھیں اور جہنم سے بچانے والی تھیں۔

الا قد امرتکم به

میں نے تمہیں حکم دیا ہے اب عمل کرنا تمہارا کام ہے۔

ولیس شیء یقربکم من النار و یباعدکم من الجنة الا وقد نهیتکم عنه

جن کاموں سے بندہ جہنمی بن سکتا ہے اور جنت سے دور ہو سکتا ہے ان ساری باتوں سے میں نے منع کر دیا ہے۔ کوئی پیچھے منع کرنے والا نہیں رہا۔ لہذا جس وقت بندے کے سارے کام اور تعلیمات مکمل ہو گئیں ہیں اب اگر کوئی آئیگا تو اسکے آنے کا کیا تک بنتا ہے۔ میرے محبوب ﷺ نے سارے سلسلے بیان کر دیئے۔ اگر کروڑوں ہدایات کی ضرورت تھی تو ساری مکمل کر دی ہیں۔ اس واسطے بریلی کے تاجدار کا عشق بولا:

نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا

پہلے پھول کھلے اور کھلتے رہے صحن چمن میں جو کھلتا تھا وہ اعلان کرتا تھا کہ ابھی وہ آ رہے ہیں، وہ آ رہے

ہیں۔اور جب سرکار ﷺ کھلے ہیں تو اب چمن کے صحن میں کسی کے کھلنے کی جگہ باقی نہیں رہی۔لہذا اس انداز سے عقلی طور پر بھی اس حدیث شریف میں محبوب ﷺ نے سارے شعبہ جات کو بیان کرتے ہوئے باوفا اُمتی کو احسان جتلایا کہ میں نے تمہارے لیے کتنا کچھ کیا ہے اور تمہارے ساتھ کتنا پیار ہے۔اب دیکھو باپ بیٹوں کے لیے بڑا شفیق ہو۔وہ اپنے بیٹوں کو نصیحتیں کر رہا ہے۔زیادہ سے زیادہ دس کرے گا، پچاس کرلے گا، سو کرلے گا آگے جا کے سلسلہ ختم ہو گا کیونکہ اسکو آنے والی مشکل کا پتہ ہی نہیں۔مشکل کا پتہ ہو تو پھر نصیحت کرے۔اسکو دس مشکلوں کا پتہ ہے، پندرہ کا پتہ ہے وہ جو اسکے مرنے کے بعد آنے والی ہیں اس کا اس کو خواب وخیال بھی نہیں۔مگر یہ وہ پیغمبر ہیں۔قیامت تک جن حالات نے جنم لینا ہے وہ انکی آنکھوں کے سامنے ہیں۔اس واسطے آپ ﷺ نے اس انداز میں ہر مشکل کا حل بیان کیا ہے۔قیامت تک کبھی اُمتی یہ نہیں کہہ سکیگا کہ پیغمبر چلے گئے اور ہمیں بتا کے نہیں گئے اور مشکل ہمارے سامنے آگئی۔سرکار ﷺ نے فرمایا! ہم نے ساری مشکلیں پہلے حل فرما دیں ہیں۔

چوبیسویں حدیث:

قال حمید بن عبد الرحمن سمعت معاویة خطیبًا یقول سمعت رسول الله ﷺ یقول من یرد الله به خیرًا یفقهه فی الدین وانما انا قاسم والله یعطی ولن تزال هذه الامة قائمة علی امر الله لا یضرهم من خالفهم حتیٰ یاتی امر الله (بخاری شریف:۱/۱۶)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا ہے۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

من یرد الله به خیرًا یفقهه فی الدین

اللہ جس بندے سے بہتری کا ارادہ کرے اسکو دین کی سمجھ دیتا ہے۔

یعنی دین کی سمجھ اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے اور وہ خاص بندوں کو دیتا ہے۔دین سمجھانا اسکے لیے بیٹھنا اسکے لیے آنا یہ کوئی معمولی سا انتخاب نہیں۔اللہ کا انتخاب ہے اور اللہ جس کو نوازنا چاہے اسکو دین کے لیے چن لیتا ہے۔دین کی سمجھ بڑی چیز ہے مگر ملے گی کہاں سے فرمایا!

انما انا قاسم والله یعطی

عطا رب کرتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔

وہ طبقہ جو یہ کہے کہ ہمیں نبی کے دروازے کی ضرورت نہیں ہم ڈائریکٹ لیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے۔ہم سب کچھ نبی کے ہاتھ سے تقسیم کروائیں گے۔اب ایسے منکرین کے پاس لفظ ہوں گے معنی کی حکمت نہیں ہوگی وہاں علم

اندھیرہ بن جائے گا علم سے پردے آجائیں گے ان سے تو جاہل اچھا ہوگا کیونکہ جتنا بڑا عالم ہوگا اتنا بڑا گستاخ بن جائے گا۔ چونکہ یہ علم سرکار ﷺ کی دہلیز سے بٹتا ہے اور جن کے نزدیک یہ وسیلہ شرک بن جائے گا انکو ملے گا کیسے؟ تو میرے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا

انما انا قاسم والله یعطی

مطلقاً فرمایا علم ہو یا رزق ہو یا بیٹے ہوں، دیتا اللہ ہے تقسیم میں کرتا ہوں۔

پھر فرمایا!

ولن تزال هذه الامة قائمة على امر الله

قیامت آجائے گی لیکن میری اُمت کی بڑی جماعت حق کے راستے سے ڈول نہیں سکے گی۔ ہمیشہ یہ اُمت اللہ کے امر پر قائم رہے گی۔

لایضرهم من خالفهم

انکی مخالفت کرنے والے انکا بال بھی بیکا نہیں کر سکیں گے۔

اس نقصان کا مطلب کیا ہے کہ وہ حوصلہ ہار کے گھر بیٹھ جائیں یہ نہیں ہوگا۔ ایسے شہادتیں بھی ہو جائیں گی ،نقصان اس لحاظ سے تو ہوگا۔ مال لٹ سکتا ہے، جان جا سکتی ہے مگر انکو نقصان کی کوئی پروا نہیں ہوگی۔ یعنی میری اُمت کا وہ طبقہ حق پر ہے انکے خلاف باطل پرست جو بھی کر لیں میری اُمت ڈرپوک بن کر گھر نہیں بیٹھے گی۔ وہ پھر بھی میرے دین کا جھنڈا اٹھا کے نکلے گی۔

زخم پہ زخم کھا کے جی، خون جگر کے گھونٹ پی — آہ نہ کر لبوں کو سی، عشق ہے یہ دل لگی نہیں

میرے محبوب ﷺ کا مطلب یہ ہے کہ یہ ہمت نہیں ہاریں گے۔ حوصلے انکے بلند رہیں گے۔ ایک ایک جلسے میں اگر انکو ستر ستر شہادتوں کے گلدستے پیش کرنے پڑیں تو پھر بھی یہ پیش کر کے میلاد کی بزم ضرور سجائیں گے۔ سید عالم ﷺ نے فرمایا! انکی مخالفت کرنے والے انکے حوصلوں کو فتح نہیں کر سکیں گے۔ انکو کسی طرح کا وہ نقصان نہیں دے سکتے۔ کب تلک؟

حتی یاتی امر الله

یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

اب اس حدیث شریف میں اپنی اُمت کے بعد کسی بھگوڑے کی اُمت کا تصور ہی ختم کر دیا واضح فرما دیا

!میرے غلاموں کی قیامت تک کی دنیا ہے، میرے غلاموں کی قیامت تک کی تاریخ ہے، میرے غلاموں کا قیامت تک دور ہے، میرے غلاموں کا قیامت تک کا زمانہ ہے۔ ختم نبوت والے قیامت تک باقی رہیں گے۔ لہذا اگر کسی دور میں کسی نبی کا کوئی تصور ہوتا تو نبی کی پھر اُمت بھی ہوتی ہے تو میرے نبی ﷺ نے اُمت کی نفی کر کے قیامت تک کے لیے یہ واضح کر دیا کہ! میں آخری نبی ہوں، میری اُمت آخری اُمت ہے۔

پچیسویں حدیث:

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ انہ سمع رسول اللہ ﷺ یقول نحن الاخرون السابقون (بخاری شریف:/۲۱۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

نحن الاخرون السابقون

ہم یعنی میں اور میری اُمت ہم سب سے آخر میں آئے ہیں، سب سے آگے نکل گئے ہیں۔

ہم ایڈوانس ہیں دیگر کے پاس کوئی ترقی نہیں۔ ہمارے محبوب ﷺ نے فرمایا!

نحن الاخرون السابقون

صدیوں سے لوگ روزہ رکھ رہے تھے مگر جب سے ہم نے روزہ رکھا تو پہلا نمبر روزے میں ہمارا ہے۔ مدت ہوگئی تھی قومیں، اُمتیں نماز پڑھتی تھیں لیکن جب ہماری اُمت آگئی تو پہلا نمبر ہمارا ہے۔ لوگ جہاد کرتے تھے مگر جب اس اُمت نے کیا تو وہ پیچھے رہ گئے اور سابقون کا سب سے بڑا مطلب یہ ہے کہ جنت میں داخل ہو جائے گی۔

آخرون السابقون

ہم آخری اُمت ہیں اور سبقت کرنے والے ہیں۔

آخر میں ختم نبوت کو بھی بیان کر دیا اور ختم نبوت کی عظمت کو بھی بیان کر دیا۔

چھبیسویں حدیث:

ان اللہ بعثنی لا تمم مکارم الاخلاق (مشکوۃ شریف:ج:۵۷۷۰)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

میرے رب نے مجھے تمام اخلاق کی خوبیوں کو مکمل کرنے کے لیے بھیجا ہے۔ میں اخلاق کے سبق مکمل کرنے آیا ہوں۔

یہ پہلے کسی نبی نے نہیں کہا۔ چونکہ وہ مکمل کرنے نہیں آئے تھے وہ ڈیوٹی دینے آئے تھے۔ وہ انہوں نے پوری کی، کمی نہیں کی۔ لیکن انسانیت کو جو کچھ چاہیے تھا وہ روزانہ کی ضرورتیں جو بڑھتی چلی جارہی تھیں یہ ضرورت جامع دین کے اندر پوری ہوسکتی تھیں تو میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں! میں آیا ہی اس لیے ہوں کہ سب کچھ مکمل کر کے جانے والا ہوں۔ لہٰذا جب آپ ﷺ نے اخلاق حمیدہ سیرت و کردار۔ نظام زندگی اور بندگی کا ہر مسئلہ بیان کر دیا ہے اور مکمل کر دیا ہے تو کسی کے آنے کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ فرمایا! قیامت تک کے لیے کارِ نبوت کو مکمل کر دیا ہے۔

ستائیسویں حدیث:

اخرج ابو نعیم عن کعب قال ان ابی کان من اعلم الناس بما انزل الله علی موسی و کان لم یدخر عنی شیئًا مما کان یعلم فلما حضره الموت دعانی فقال لی یا بُنَیَّ انك قد علمت انی لم ادخر عنك شیئًا مما کنت اعلمه الا انی قد حبست عنك ورقتین فیهمانبی یبعث اظل زمانه فکرهت ان اخبرك بذالك فلا اٰمن علیك ان یخرج بعض هؤلاء الکذابین فتطیعه وقد جعلتها فی هذه الکوة التی ترای و طینت علیها فلا تعرضن لهما و لا تنظرن فیهما حینك هذافان الله ان یردبك خیرًا و یخرج ذالك النبی تتبعه ثم انه مات فدفناهٗ فلم یکن شیءٌ احب الی من ان انظر فی الورقتین ففتحت الکوة ثم استخرجت الورقتین فاذًا فیهما محمد رسول الله خاتم النبیین لا نبی بعده مولدهٗ بمکة و مهاجرهٗ بطیبة لا فظ و لا غلیظ و لا صخاب فی الاسواق و یجزی بالسیئة الحسنة و یعفو و یصفح امته الحمادون الذین یحمدون الله علی کل حال تذلل السنتهم بالتکبیر و ینصر نبیهم علی کل من ناداه یغسلون فروجهم و یأ تزرون علی اوساطهم انا جیلهم فی صدورهم و تراحمهم بینهم تراحم بنی الام وهم اول من یدخل الجنة یوم القیامة من الامم (الدرالمنثور:۳/۵۷۷)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے اباجی اپنے زمانے کے لوگوں میں سے سب سے بڑے عالم تھے جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا میرے اباجی کو اسوقت کے لوگوں کی نسبت سے زیادہ آتا تھا۔

وکان لم یدخر عنی شیئًا مما کان یعلم

انکا انداز یہ تھا کہ انہیں جو کچھ آتا تھا انہوں نے مجھ سے چھپا کر نہیں رکھا، مجھے پڑھایا ہے۔

فلما حضره الموت

جس وقت وصال کا ٹائم آیا تو

دعانی

میرے والد نے مجھے بلایا اور فرمایا!

یا بنی انك قد علمت انی لم ادخر عنك شیئاً مما کنت اعلمه

اے بیٹے میں نے ہر چیز تجھے بتائی ہے تجھ سے چھپائی نہیں جو کچھ میں جانتا تھا میں نے تمہیں پڑھا دیا۔

الا انی قد حبست عنك ورقتین فیهما

مگر میرے پاس دو ورق ایسے ہیں میں نے آج تک انکا علم نہیں دیا اور ان کا علم دنیا بھی نہیں جانتی۔ اور انکے بارے میں تجھ سے عہد لینا چاہتا ہوں، میں وہ خط سیل کر رہا ہوں۔ میرے ہوتے تم نے وہ پڑھنا نہیں، کھولنا نہیں کہ اس میں لکھا ہوا کیا ہے۔ تو انہوں نے کہا!

نبی یبعث قد اظل زمانه

اس میں ایک نبی کا ذکر ہے جن کا زمانہ بالکل قریب آگیا ہے۔ وہ ظہور پذیر ہوں گے

فکرهت ان اخبرك بذالك فلا آمن علیك

میں نے ناپسند کیا کہ تجھے بتادوں کیونکہ تمہارے بارے میں خطرہ ہے کہ ایسی خبر تم سے لیک ہو جائے گی اور الٰہ کی حکمت کے تقاضوں میں پھر مداخلت ہو جائے گی۔ اس واسطے میں نے یہ خط بند کر دیا اور فلاں دیوار کے اندر اسکو رکھ دیا۔

طینت علیها

میں نے اس کے اوپر مٹی لگا دی ہے اور لیپ کر دیا ہے۔ یہ اسی طرح ہی باقی رہے گی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جس وقت میرے باجی کا وصال ہو گیا تو مجھے سب سے زیادہ جس چیز کا انتظار تھا وہ خط کھولنے کا تھا کہ خط کھولوں تو سہی اس میں لکھا ہوا کیا ہے۔ کہتے ہیں جب میں نے خط کھولا!

فتحت الکوة

میں نے محراب کو توڑا۔

ثم استخرجت ورقتین

پھر دونوں ورقے نکال لیے اور انکو پڑھنا شروع کردیا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں لکھا ہوا ہے۔

محمد رسول الله ﷺ خاتم النبيين لا نبي بعده

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ انکے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا انکا تعارف کیا ہے؟

مولده بمكة

انکی ولادت مکہ شریف میں ہوگی۔

ومهاجره بطيبة

وہ ہجرت کر کے طیبہ میں جائیں گے۔

لافظ ولا غليظ

انکا مزاج سخت نہیں ہوگا اور تند خو نہیں ہوں گے۔

ولا صخاب في الاسواق

بازاروں میں اونچی اونچی آوازوں سے بولنے والے نہیں ہوں گے۔ اور ان کی حالت کیا ہے!

ويجزي بالسيئة الحسنة

اگر ان سے کوئی برا سلوک بھی کرے گا تو وہ ان سے اچھا سلوک فرمائیں گے۔

انکی سیرت کیا ہوگی؟۔

يعفو و يصفح

لوگوں کو معاف کر دیا کریں گے۔

امته الحمادون

انکی اُمت کو حمادون کہا جاتا ہے۔

کیا مطلب ہے کہ جیسے بھی حالات ہوں گے وہ رب سے شکوے نہیں کریں گے۔ خوشی ہوگی پھر بھی تعریف کریں گے اور غمی ہوگی پھر بھی رب کی تعریف کریں گے۔ اور پھر اس خط میں لکھا تھا!

تنذلل السنتهم بالتكبير

انکی زبانیں ہر وقت تسبیح وتہلیل میں مصروف رہیں گی اور وہ نبی ایسے ہیں وہ جس کو پناہ دیں گے اللہ انکی مدد فرمائے گا۔ اور پناہ کے معاملے پورے ہوجائیں گے۔

یغسلون فروجھم

وہ اُمت ایسی ہوگی کہ وہ استنجاء کرنے والی ہوگی اور پاک اُمت ہوگی۔

یأ تزرون علی اوساطھم

اپنی کمر پر وہ تہبند یا شلوار باندھیں گے۔نہ اوپر نہ نیچے بلکہ سنٹر میں باندھیں گے۔

انا جیلھم فی صدورھم

انکے قرآن انکے سینوں میں ہوں گے۔

وترا حمھم بینھم تراحم بنی الام

وہ اگرچہ مشرق ومغرب کروڑوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہوں گے مگر وہ آپس میں یوں ہوں گے جیسے ایک ماں کے بیٹے ہوتے ہیں۔

وھم اول من یدخل الجنۃ یوم القیامۃ من الامم

یہ وہ ہیں کہ جو قیامت کے دن سب سے پہلے دیگر اُمتوں سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

اب دیکھو کس شان سے رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت کا اور آپ کی اُمت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اٹھائیسویں حدیث:

الحمد للہ الذی جعل امتی ھم الاولین والآخرین (ابن کثیر:۲۰/۳ (جز خامس)

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

الحمد للہ الذی

تمام تعریفیں اس خدا کی ہیں۔

جعل امتی ھم الاولین والآخرین

جس نے میری اُمت کو اول بنایا ہے اور آخر بھی بنایا ہے۔

میری اُمت اول بھی ہے اور میری اُمت آخر بھی ہے۔اول کس لحاظ سے ہے اور آخر کس لحاظ سے ہے۔آخر ہے دنیا کے لحاظ سے اور اول ہے جنت میں جانے کے لحاظ سے۔اس حدیث شریف میں بھی رسول اکرم ﷺ نے ختم نبوت کو بیان فرما دیا کہ میں آخری نبی ہوں اور میری اُمت تمام اُمتوں سے آخری اُمت ہے۔اس اُمت کے بعد کوئی اور اُمت نہیں ہے تو میرے بعد کوئی نبی بھی نہیں ہے۔

انتیسویں حدیث:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کانت یہود خیبر تقابل غطفان فلما التقوا ھزمت یہود خیبر فعادت الیہود بھذا الدعاء فقالت اللھم انا نسألك بحق محمد النبی الامی الذی وعدتنا ان تخرجہ لنا فی آخر الزمان الا نصرتنا علیھم قال و کانوا اذا التقوا دعوا بھذا الدعآء فھزموا غطفان (دلائل النبوۃ للبیہقی: ۳۲۵/۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے یہودی اہل غطفان سے لڑائی ہوئی تو خیبر کے یہود بھاگ گئے پھر یہودی اس دعا کے ساتھ واپس آئے، پھر یہود نے کہا! اے اللہ ہم تجھ سے نبی امی محمد ﷺ کے واسطے سے دعا کرتے ہیں جن کا تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ تو انکو آخری زمانہ میں ہمارے لیے بھیجے گا اور ہم تجھ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتے مگر یہ کہ تو ان پر ہماری مدد کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہودی حملہ کرتے تھے یہ دعا مانگتے تھے جس پر انہوں نے غطفان کو شکست دے دی۔

تیسویں حدیث:

حضرت زید بن حارثہ کے والد چچا اور بھائی جب حضرت زید کو رسول اکرم ﷺ سے واپس لے جانے کیلیے آئے تو حضرت زید نے واپس جانے سے انکار کر دیا اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ان حضرات کو دعوت اسلام یوں دی۔ اسالکم ان تشھدوا ان لا الہ الا اللہ وانی خاتم انبیائہ ورسولہ وارسلہ معکم (مستدرک للحاکم ۴/۲۲۵)

میں تم سے کہتا ہوں کہ تم گواہی دو اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں اللہ تعالی کے نبیوں اور رسولوں میں سے سب سے آخری ہوں تو میں زید کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا۔ اور اللہ تعالی نے مجھے خاتم النبیین بنایا ہے میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

ان تمام احادیث کی روشنی میں پتہ چلا کہ رسول اکرم ﷺ صرف رسول ہی نہیں بلکہ اللہ تعالی نے آپ کو ختم نبوت کا تاج بھی پہنایا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں اس موضوع کو سمجھ کر آگے پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

عقیدہ ختم نبوت

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

علامہ مفتی حافظ محمد عبدالحلیم نقشبندی

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم خاتم الانبیاء والمرسلین وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

نبی کریم ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اس پر نصوص قرآنیہ اور احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں۔اور اُمت کا اس پر اجماع ہے کثرت احادیث کی وجہ سے سب کو یکجا کرنا مشکل ہے، یہاں صرف وہ احادیث مبارکہ بیان کروں گا جو صحاح ستہ میں موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں ان احادیث مبارکہ کی برکتوں سے اس عظیم فتنے اور شر سے محفوظ فرمائے۔

قرآن وحدیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی اور خاتم الانبیاء ہیں قرآن الفاظ اور معنی کے مجموعے کا نام ہے ایک ہی لفظ کئی طرح پڑھا جا سکتا ہے۔قرآنی الفاظ کے پڑھنے کا معیار زبان رسالت سے اس لفظ کو کس انداز سے پڑھا جاتا ہے سنا جاتا ہے، سنا گیا ہے اسی فن کا نام علم قرآت ہے۔جو صحابہ کرام کے سبب سے ہم تک پہنچا ہے۔لفظ خاتم کو نبی کریم ﷺ نے دو طرح پڑھا۔

۱)خاتم یعنی تا کے فتح کے ساتھ ۲)خاتم تا کے کسرہ کے ساتھ

خاتم تا کے فتح کے ساتھ صرف دو قاریوں کی روایت ہے اور ان کے علاوہ تمام قاریوں نے خاتم بکسر تا پڑھا ہے اور اسی کو مختار کہا ہے۔(ابن جریر ج ۲۲ صفحہ ۱۱)

ثابت ہوا کہ اس وقت ایک لفظ کو ایک سے زائد طریقوں سے پڑھنے کی اجازت دی جاتی ہے جبکہ معنی ایک ہو، اسی طرح ایک لفظ کا بھی یہی معاملہ ہے۔آپ اس کو خاتَم پڑھیں یا خاتِم معنی ایک ہی ہے اس لیے اس طرح معنی یہی بنتا ہے یعنی آخری نبی۔

ختم نبوت:

ختم نبوت سے کچھ احادیث وارد ہیں جو کہ پیش خدمت ہیں۔

۱)جناب جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

"میری مثال اور تمام انبیاء کی مثال اس شخص کی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اسے کامل بنایا اور حسین بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ رہ گئی۔تو لوگ اس میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے اور کہتے کہ لولا موضع البنۃ صاحب مسلم فرماتے

ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء میں ایک اینٹ کی جگہ ہوں میں آیا اور میں نے انبیاء کو ختم کیا" (مسلم شریف ج۲ ص ۲۴۸)

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

"میری اور ان انبیاء کی مثال جو مجھ سے قبل تھے اس شخص کی ہے جس نے گھر بنائے اور خوبصورت اور کامل بنائے مگر ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ آ کر اس گھر کا پھیرا لگاتے اور ان کو یہ عمارت بہت پسند آتی اور کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ رکھی کہ تمہاری بنیاد پوری ہو جاتی محمد ﷺ نے فرمایا کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں" (مسلم شریف ج۲ ص ۲۴۸)

بخاری شریف میں آتا ہے اس طرح کے الفاظ مذکور ہیں "فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین" "میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں (بخاری شریف ص ۵۰۱)

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شفاعت میں منقول ہے کہ!

جب لوگ تمام انبیاء کے پاس سے ٹھوکریں کھاتے آپ کے پاس پریشان حال میں آئیں گے تو یہ کہیں گے "انت رسول اللّٰہ وخاتم الانبیاء وقد غفر اللّٰہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر (بخاری شریف ج۲ ص ۶۸۵) آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام ذنوب کو معاف کر دیا چنانچہ ہم سب انبیاء کے پاس سے ہو کر آئے ہیں ہماری شنوائی کہیں بھی نہیں ہوئی"۔

اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

خلیل و نجیح سبھی سے کہی کہیں نہ بنی　　بے خبری خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لیے

یا رسول اللہ آپ اللہ کے آخری نبی ہیں اگر یہاں بھی دستگیری نہ ہوئی تو پھر ہم کہاں جائیں گے۔

جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے اور انبیاء پر چھ فضیلتیں دی گئی ہیں۔

(۱) مجھے جوامع کلم دیئے گئے ۲) میری مدد رعب سے کی گئی ۳) میرے لیے غنیمت حلال کی گئی
۴) ساری زمین میرے لیے مسجد بنا دی گئی ۵) ساری مخلوق کی طرف مجھے رسول بنایا گیا ۶) اور ختم نبی

النبیون مجھ سے انبیاء کو ختم کیا گیا (مسلم شریف ج اص ۱۹۹، ترمذی شریف ص ۲۴۳ باب ما جاء فی الغنیمۃ)

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں اور بے شک آدم ابھی مٹی میں (زمین پر) پڑے تھے۔ (مشکوۃ شریف ص ۵۱۳)

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میں قائد مرسلین ہوں اور فخر نہیں میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں (دارمی ج اص ۳۱ مطبوعہ مصر مشکوۃ ۵۱۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان خاتم نبوت تھی۔ وھو خاتم النبین اور خود آپ خاتم النبیین تھے (شمائل ص ۵۶۷)

ختم نبوت کے لیے اور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کے لیے اور آپ کے بعد اس سلسلے کو ختم کرنے کے لیے بہت سے صحابہ سے لفظ "لا نبی بعدی" آیا ہے لا کا لفظ عربی زبان میں جنس کی نفی کے لیے آتا ہے یعنی آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں نہ ظلی نہ بروزی نہ بالذات نہ بالتبع نہ بالاصل اور نہ بالفرع۔ غرض نبوت کے انقطاع محض اور بالکل ختم کرنے پر لفظ دلالت کرتا ہے یہ لفظ وہی ہے جو لا الہ الا اللہ میں ہے اور جس نے الوہیت اور معبودیت کی تمام انواع و اقسام و اصناف کو ختم کر دیا جس طرح اللہ کے سوا کسی قسم کی کسی کے لیے الوہیت ماننا شرک ہے۔ ختمی مرتبت کے بعد اسی طرح کسی کے لیے نبوت ماننا کفر و ضلالت اور ارتداد محض ہے احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں۔

صاحب بخاری و مسلم فرماتے ہیں کہ جناب ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس پانچ سال رہا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست کا کام انبیاء کرتے جب کوئی نبی وفات پاتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہوتا انہ لا نبی بعدی اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور کثرت سے خلفاء ہوں گے۔ الی اخرہ (بخاری شریف ج اص ۴۹۱، مسلم شریف ج ۲ ص ۱۲۶)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی کو مدینہ ہی میں چھوڑ دیا تھا۔ حضرت علی نے عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ صاحب مسلم و ترمذی نے ایک روایت میں اس طرح بھی آیا ہے لا نبوۃ بعدی میرے بعد کوئی نبوت نہیں (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۷۸، ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۳۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "ان الرسالۃ والنبوۃ انقطعت" رسالت اور نبوت ختم ہو

گئی اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی (ترمذی شریف ص ۲۳۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے الا انه لا نبی بعدی (ترمذی شریف ۵۳۵)

ختم نبوت کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے روز روشن کی طرح واضح فرمادیا کہ لوگ میرے بعد دعوائے نبوت و رسالت کریں گے مگر سب جھوٹے ہوں گے۔

حضرت ثوبان کی حدیث میں فرمایا!

کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی یہ سب جھوٹ کہیں گے کہ وہ نبی ہیں میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ۳۰ کے لفظ کی بھی قید نہیں۔" ان بین یدی الساعة کذابین فاحذروهم "قیامت کے قبل بہت سے جھوٹے ہوں گے ان سے بچنا (مسلم شریف ج ۲ ص ۱۲۰، ۳۹۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "لا تقوم الساعة حتیٰ یبعث دجالون کذبون قریبا من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول اللّٰه "(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۰۹، مسلم شریف ص ۱۵۴ ترمذی شریف ۳۹۷)

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ تیس کی تعداد پوری ہوگئی لہذا ہمارے حضور ﷺ اس میں داخل نہیں لیکن اگر یہ تعداد اس معنی پر جو نبی کریم ﷺ نے مراد لیے ہیں پوری ہوگئی تو اب جو بھی دعوائے نبوت کرے اسے جھوٹا نہیں کہا جا سکتا ،حالانکہ کوئی عاقل بھی ایسی بات نہیں کر سکتا مقصد یہ تھا کہ بڑے بڑے دجال تیس کے قریب ہوں گے جن کے فتنوں سے لوگوں پر بہت برا اثر پڑے گا۔ہر مدعی نبوت اور کذاب کے بارے میں اس حدیث ثلاثون میں ذکر نہیں ان کا ذکر حدیث سمرہ میں ہے کہ بہت سے کذاب ہوں گے سب سے بچتے رہنا۔ختم نبوت کے معنی ہیں آخری نبی ،اس معنی کی تصریح خود حدیث شریف میں مذکور ہے۔جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد سے ایک ہزار نمازوں سے بہتر ہے مگر مسجد حرام ۔اس لیے کہ نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور نبی پاک کی مسجد آخری مسجد ہے۔دوسری روایت میں یوں آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخری مسجد ہے یعنی اب نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ کوئی نئی مسجد نبوی بن سکتی ہے۔

خواب اور ختم نبوت: جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا!

لم یبق من النبوۃ الا المبشرات	نہیں باقی نبوت سے مگر بشارتیں تو لوگوں
قالو وما مبشرات قال الرویۃ	نے کہا مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا
الصالحۃ	اچھے خواب (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۳۵)

اور دوسری جگہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ انس بن مالک فرماتے ہیں!

الرویا الحسنۃ من الرجل الصالح جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ (بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۳۴، ۱۰۳۶، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۲)

صاحب بخاری و مسلم فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے "و رویا المومن جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ و کان من النبوۃ فانہ لا یکذب "مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور جو نبوت سے ہے وہ جھوٹ نہیں ہو سکتا (بخاری شریف ص ۱۰۳۹، مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۲، ترمذی شریف ۳۳۱)

حضرت ابن عمر نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا "جزء من سبعین جزء من النبوۃ "نبوت کا سترواں جز ہے (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۲)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "رویا من المومن جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ "مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں جز ہے (ترمذی شریف ص ۳۳۱)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے پردہ کھولا تو لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھے ہوئے تھے پھر فرمایا!

"ایھا الناس انہ لم یبق من المبشرات النبوۃ الا الرویاء الصالحۃ یراھا المسلم اوتری لہ" ترجمہ: لوگو! نبوت کی بشارتوں سے صرف سچے خواب رہ گئے ہیں جسے مسلمان دیکھے یا مسلمان کے لیے دیکھا جائے۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۱)

ختم نبوت پر مذکورہ بالا تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں اس باب میں ابوہریرہ، ابن عمر، عبداللہ بن عمرو، عوف بن مالک اور ابو سعید سے احادیث روایت کی ہیں۔ مولا تعالیٰ اس عمل کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

اختم المرسلین وخاتم النبیین

حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم خاتم الانبیاء والمرسلین

والہ واصحابہ وبارک وسلم

اللہ تعالیٰ کے نبی آخرالزماں سید دوعالم جناب محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے پر امت کا اجماع ہے۔نصوص قرآنیہ اوراحادیث کریمہ اس پر دلالت کرتی ہے۔حدیثیں اتنی ہیں کہ ان سب کو ایک جگہ جمع کرنا بہت مشکل ہے۔میں صرف صحاح کی حدیثیں یہاں پیش کروں گا۔اوران حدیثوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کواس عظیم فتنے سے اوراس کے شر سے بچائے گا۔یہ حدیثیں مختلف پہلو سے اس بات پر روشنی ڈالتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جناب سیدنا محمد ﷺ کو آخری نبی بنایا۔

لفظ ختم نبوت سے چند حدیثیں وارد ہیں:

۱:حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث شفاعت میں منقول ہے کہ!جب لوگ تمام انبیاء سے ٹھوکریں کھانے پر پریشان حال آپ کے پاس آئیں گے کہ ۔۔۔۔انت رسول اللہ وخاتم الانبیاء وقدغفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر الخ۔ آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء اور اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام ذنوب کو معاف کردیا ہے۔(بخاری شریف ص۵۷۵،ج۲،ترمذی شریف ص۳۵۱)یعنی ہم تمام انبیاء کے پاس ہوکر آگئے ہیں کہیں ہماری سنوائی نہیں ہوئی۔اورآپ سب سے آخری نبی ہیں اگر یہاں بھی دستگیری نہ ہوتو پھر کہاں ہوگی؟۔

۲:حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے اورانبیاء پر چھ فضیلتیں دی گئی ہیں۔

۱۔مجھے جوامع الکلام دیئے گئے ۲۔میری مدد رعب سے کی گئی،۳۔میرے لیے غنیمت حلال کی گئی،۴۔ساری زمین میرے لیے مسجد بنادی گئی،۵۔ساری مخلوق کی طرف مجھے رسول بنا یا گیا،۶۔اور"ختم بی النبیون "مجھ سے انبیاء کو ختم کیا گیا(مسلم ج۱،ص۱۹۹،ترمذی شریف ص۲۳۳،باب ماجآء فی الغنیمۃ)

۳:عرباض بن سارر ضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں اوربیشک آدم ابھی اپنی مٹی میں(زمین پر)پڑے تھے(مشکوۃ شریف ص۵۱۳)

۴:جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم نے ارشاد فرمایا۔میں قائد مرسلین ہوں اورفخر نہیں میں خاتم النبیین ہوں اورفخر نہیں۔(دارمی ج۱ص۲۱مطبوعہ مصر،مشکوۃ ص۵۱۴)

۵: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان خاتم نبوت بھی وھو خاتم النبین ،اور خود آپ خاتم النبیین تھے۔ (شمائل ص ۵۶۷)

ختم نبوت کے الفاظ کے ساتھ ایسی حدیثیں وارد ہیں جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے انبیاء کرام کو ایک عمارت سے تشبیہ دی اور خود کو اینٹ سے تشبیہ دی اور عمارت کی تکمیل اپنی ذات سے بتائی۔

۱: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری مثال اور تمام انبیاء کی مثال اس شخص کی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اسے کامل بنایا، اور حسین بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ تو لوگ اس میں داخل ہوتے اور تعجب کرتے کہ لولا موضع اللبنۃ (بخاری ص ۵۰۱)

مسلم شریف میں اس کے بعد یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ۔۔۔۔۔ فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء میں اینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا اور میں نے انبیاء کو ختم کیا۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۲۴۸)

۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری اور انبیاء کی مثال جو مجھ سے قبل تھے اس شخص کی ہے جس نے گھر بنائے اور اچھے اور خوبصورت اور کامل گھر بنائے مگر ایک کوشے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ گھر میں آ کر پھیرا لگاتے اور ان کو یہ عمارت پسند آتی اور کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ رکھی کہ تمہاری بنیاد پوری ہو جاتی، محمد ﷺ نے فرمایا کہ میں وہی اینٹ ہوں۔ (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۸، بخاری ص ۵۰۱)

بخاری شریف کے الفاظ یہ ہیں ۔۔۔۔۔ فانا اللبنۃ و انا خاتم النبیین میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں اور یہی الفاظ مسلم میں بروایت یحیی بن ایوب قتیبہ، داؤد بن حجر بھی واقع ہوئے ہیں۔

ختم نبوت کے لیے اور حضور کے اخری نبی ہونے کے لیے اور آپ کے بعد اس سلسلے کو ختم کرنے کے لیے بہت سے صحابہ سے لفظ لا نبی بعدی آیا ہے لا کا لفظ عربی زبان میں جنس کی نفی کے لیے آتا ہے۔ یعنی آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔ نہ ظلی نہ بروزی نہ بالذات نہ بالاصل نہ بالفرع بعرض کہ نبوت کے انقطاع محض اور بالکل ختم کرنے پر یہ لفظ دلالت کرتا ہے۔ اور یہ ہی وہ لفظ ہے جو لا الہ الا اللہ میں ہے اور جس نے الوہیت و معبودیت کی تمام انواع و اقسام و اصناف کو ختم کر دیا جس طرح اللہ کے سوا کسی کے لیے کسی قسم کو الوہیت ماننا شرک ہے اس طرح ختمی مرتبت کے بعد کسی قسم کی نبوت ماننا کفر و ضلالت اور ارتداد محض ہے۔ اب وہ حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱) ابو حازم کہتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس پانچ سال رہا میں نے آپ سے سنا فرماتے ہیں۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی سیاحت کا کام انبیاء کرتے جب کوئی نبی وفات پاتا تھا تو دوسرا نبی اس

کا خلیفہ ہوتا۔

انہ لا نبی بعدی۔۔۔۔اور میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے الخ۔(بخاری ج ۱ص ۴۹۱) مسلم شریف جلد دوم ۱۲۶)

۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے منزلہ ہارون علیہ السلام کے ہو موسیٰ علیہ السلام سے مگر یہ کہ لا نبی بعدی۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ مسلم اور ترمذی کی ایک روایت میں یوں آتا ہے!

کہ لانبوۃ بعدی۔ میرے بعد کوئی نبوت نہیں۔(مسلم ج ۲، ص ۲۷۸، ترمذی شریف ۵۴۴) بخاری شریف میں یوں آتا ہے لیس نبی بعدی۔(بخاری شریف ج ۲، ص ۶۲۲)

۳: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم مجھ سے منزلہ ہارون علیہ السلام کے ہو، موسیٰ علیہ السلام سے۔ الا انہ لا نبی بعدی (ترمذی شریف ص ۵۲۵)

۴: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ! ان الرسالۃ والنبوۃ انقطعت۔ رسالت اور نبوت ختم ہو گئی۔ لہذا اب نہ کوئی رسول نہ کوئی نبی۔ ختم نبوت کے سلسلے میں نبی ﷺ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ لوگ میرے بعد دعوائے نبوت و رسالت کریں گے لیکن وہ سب جھوٹے ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا!

حدیث نمبر ۱۔ لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ (بخاری شریف ج ۱ ص ۵۰۹، ۱۰۵۲، مسلم ص ۹۷، ترمذی ۲۲۳)

حدیث نمبر ۲۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تیس کے لفظ کی بھی قید نہیں رسول ﷺ نے فرمایا! ان بین یدی الساعۃ کذابین فاحذروھم۔ قیامت کے قبل بہت سے جھوٹے ہوں گے ان سے بچنا۔(مسلم ص ۱۲۰، ۲۹۶، ج ۲)

حدیث نمبر ۳۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں انہیں کذابین کے بیان کے بعد فرمائی کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی یہ سب جھوٹ بکیں گے کہ وہ نبی ہیں۔ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ تیس کی تعداد پوری ہو گئی۔ لہذا ہمارے حضرت اس میں داخل نہیں لیکن اگر یہ تعداد

اس معنی پر جو حضور نے مراد لیے تھے پوری ہو گئی جو بھی دعوائے نبوت کرے اسے جھوٹا نہیں کہا جا سکتا حالانکہ کوئی بھی عاقل ایسی بات نہیں کر سکتا۔ مقصد یہ تھا کہ بڑے بڑے دجال تیس کے قریب ہوں گے۔ جن کے فتنوں سے لوگوں پر بہت بڑا اثر پڑے گا، رہا ہر مدعی نبوت اور کذاب کے بارے میں اس حدیث ثلاثوں میں ذکر نہیں ان کا ذکر حدیث شمرہ میں ہے کہ بہت سے کذاب ہوں گے سب سے بچتے رہنا۔ ختم نبوت کے معنی آخری نبی کے ہیں اس معنی کی تصریح خود حدیث شریف میں ہے!

ا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نماز میں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ۔۔۔۔۔ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما مبشرات قال الرویا الصالحۃ۔ نہیں باقی نبوت ہے مگر بشارتیں لوگوں سے، کہا مبشرات کیا ہیں آپ نے فرمایا اچھے خواب۔ (بخاری ج ۲، ۱۰۲۵)

ا۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ورویا المومن جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ من النبوۃ فانہ لا یکذب۔ مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور جو نبوت سے ہے وہ جھوٹ نہیں ہو سکتا۔

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پردہ کھولا اور لوگ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صف باندھے ہوئے تھے پھر فرمایا کہ ۔۔۔۔۔ یا ایھا الناس لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہ۔ لوگوں نبوت کی بشارتوں میں سے صرف سچے خواب رہ گئے ہیں جسے مسلمان دیکھے یا مسلمان کے لیے دیکھا جائے۔ (مسلم شریف ج ۱ص ۱۹۱)

۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ جزء من سبعین جزء من النبوۃ۔ نبوت کا سترواں جز ہے۔ (مسلم شریف ج ۲۴۲)

۴۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رؤیا من المؤمن جزء ستۃ واربعین جزء من النبوت۔ نبوت خواب کا چھیالیسوں جز ہے۔ (ترمذی شریف۔ ص ۳۳۱)

اور امام ترمذی نے فرمایا کہ اس باب میں ابو ہریرہ اور ابی اور ابو سعید اور عبد اللہ بن عمرو اور عوف بن مالک اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حدیثیں مروی ہیں۔

یہ تمام حدیثیں ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں لیکن تعجب ان لوگوں پر ہے جو ان حدیثوں سے ہی نبوت کے جاری ہونے پر استدلال کرتے ہیں کہ خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ یا سترواں حصہ ہے اس لیے نبوت جاری ہے اس لیے کہ اس کا ایک حصہ جاری ہے استغفر اللہ یہ کتنی بے عقلی کی بات ہے یہ بالکل اس احمق کی بات ہے جو اپنی ماں کے پاس آکر

کہنے لگا ماں جان مجھے راستے میں ایک نعل مل گئی تو اب گھوڑا مل گیا ہے۔صرف تین نعل اور ایک گھوڑے کی فکر ہے۔جس طرح ایک نعل گھوڑا نہیں اسی طرح ایک جزء نبوت نہیں۔نبوت نام ہے چھیالیس اجزاء کے مکمل ہونے کا جس طرح اگر کسی شخص کے پاس صرف دروازہ یا اینٹ یا چند بوریاں سیمنٹ کی یا کچھ لوہا ہو تو وہ مکان کا دعوی نہیں کرسکتا۔ایسے ہی سچے خواب تو ہر مسلمان کو نظر آسکتے ہیں تو کیا ہر مسلمان نبی ہے۔؟اور اگر اس کا دعوی بھی کردے تو پھر اس کے اپنے گرو گھنٹال کے علاوہ کروڑوں انبیاء زمین پر چلتے پھرتے نظر آئیں گے۔(استغفر اللہ)

نبی ﷺ کے آخری نبی ہونے کے لیے حدیثوں میں دو لفظوں میں بیان کیا گیا ہے۔ایک لفظ عاقب ہے جس کے معنی سب کے پیچھے آنے والا،سب سے آخر میں آنے والا اور یہی معنی ختم نبوت کے ہیں۔حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پانچ نام ہیں آخر میں فرمایا **وانا العاقب** اور میں سب سے پیچھے آنے والا ہوں۔(بخاری ا ص ۵۰۱ شمائل ترمذی ص ۵۹)

مخالف حضرات اجزاء نبوت کے لیے چند ایسی حدیثیں پیش کرتے ہیں جو نہ تو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں اور نہ ان کی تصحیح ہوتی ہے اور وہ حدیثیں خود قرآن وحدیث کے خلاف ہیں اور اگر کوئی حدیث ضعیف یا قول صحابی صحیح بھی ہو اور وہ حضور اقدس ﷺ کے خلاف ہو تو ضرور لائق استدلال نہیں ہوسکتا اور وہ صحابی بھی اس حدیث کا یہ مفہوم نہیں لیتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد واقعی کوئی نیا نبی آسکتا ہے۔بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ پرانے نبی کے آنے پر نص کریں اور یہ بتائیں کہ وہ لوگ اگر حضور ﷺ کے زمانے میں تشریف لائیں تو ان کے آنے سے ختم نبوت کا دروازہ نہیں کھل سکتا۔مثلاً حضرت اُم المومنین کا یہ کہنا کہ۔۔**قولو خاتم النبین ولا تقولو الانبی بعدہ** ۔ (درمنشور ص ۲۰۴)

اولاً تو یہ روایت صحیح نہیں اور اگر یہ روایت حدیث صحیح کے خلاف ہے اور اس کا مطلب صرف وہ ہے جو اس حدیث کے متصل تفسیر (درمنشور ۵ ص ۲۰۴ میں ہے۔**قال رجل عند المغیرۃ بن شعبۃ صلی اللہ علی محمد خاتم النبین لا نبی بعدہ فقال المغیرۃ حسبک اذا قلت خاتم الانبیاء فاغا کنا محدث ان عیسیٰ علیہ السلام خارج فان ھو قد خرج فقد کان قبلہ وبعدہ**۔ترجمہ۔ایک شخص نے مغیرہ بن شعبہ کے پاس کہا کہ اللہ صلاۃ بھیجے محمد ﷺ پر جو خاتم النبیین ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہیں تو مغیرہ نے کہا کہ خاتم الانبیاء کہنا کافی ہے اس لیے کہ ہم بیان کئے جاتے ہیں کہ عیسی علیہ السلام نکلنے والے ہیں اگر وہ نکلے تو حضور ﷺ کے قبل اور حضور ﷺ کے بعد ہوئے۔

مقصد یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا تشریف لانا ختم نبوت کے منافی نہیں اس لیے کہ وہ پہلے بھی نبی رہ چکے ہیں۔ہا

ں اگر کوئی نبی آتا تو نہ ختم نبوت کے منافی ہوتا۔ یہ گویا حضرت مغیرہ کا خیال تھا اور اگر لفظ خاتم النبیین کہہ دیا جائے تو لا نبی بعدہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن یہ خیال خود احادیث صحیحہ کے خلاف ہے جن کو ہم نے پہلے حضور اقدس ﷺ سے روایت کیا ہے اور جو قول بھی رسول ﷺ کے قول کے برابر ہو گا وہ فضول ہے۔ اور پھر بھی ان حضرات کا یہ مطلب نہ تھا کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت جدید جاری ہے۔ بلکہ سابق انبیاء کے آنے کی اطلاع انہوں نے دی اور بس۔ اس کے آگے جو کچھ مرزائی اضافہ کرتے ہیں اس کا اس حدیث میں ثبوت نہیں اور اگر بالفرض یہ تفسیر ان کی صحیح بھی ہو ان احادیث صحیحہ کے بالکل خلاف ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ لا نبی بعدی لیس بعدی نبی دور کیوں جایئے اس حدیث کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ وختم النبین ختم به النبین قبله۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کو ختم کر دیا۔ لہذا فلا یکو ن نبی بعده۔ (ص ۳۵۰ تفسیر ابن عباس پر حاشیہ تفسیر در منثور)

ایک حدیث جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ لما ابراھیم ابن النبی صلی الله علیه وسلم وصلی علیه وقال ان له مرضعاً فی الجنة ولو عاش لکا ن صدیقا نبیا۔ جب ابراہیم ابن النبی ﷺ کا وصال ہوا تو حضور نے ان کی نماز پڑھائی اور فرمایا کہ ان کی دودھ پلانے والی جنت میں ہے اور اگر وہ زندہ رہتے تو نبی صدیق ہوتے۔

اس حدیث سے مرزائی اجزائے نبوت پر استدلال کرتے ہیں لیکن یہ استدلال باطل محض ہے۔ اس لیے کہ اس حدیث میں یہ نہیں کہ ان کا زندہ رہنا ممکن اور مقصود تھا۔ بلکہ ان کا زندہ رہنا محال تھا۔ اور ان کا زندہ رہنا اس لیے محال تھا کہ اگر وہ زندہ رہتے تو کذب باری تعالیٰ لازم آتا۔ خدائے تعالیٰ کا مکار جھوٹا ہونا محال بالذات ہے اور ایک محال کسی دوسرے محال کو مستلزم ہو سکتا ہے جیسے لو کان زید حمارا کا ن ناھقا ۔۔۔۔ اگر زید گدھا ہوتا تو ہنکنے والا ہوتا ۔۔۔۔ زید کا گدھا ہونا محال ہے، لہذا اس کا ہنکنے والا ہونا محال ہے اسی طرح قرآن مجید میں فرمایا گیا ۔۔۔ لو کا ن للرحمن ولد فا نا اول العابدین۔

اگر خدا کا بیٹا ہوتا تو میں اس کا پوجنے والا ہوتا۔ اور یہ ظاہر بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹا ہونا محال لہذا اس کی عبادت نبی ﷺ کریں یہ بھی ناممکن اسی لیے دوسری حدیث میں اس بات کو بالکل واضح کر دیا گیا۔ حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ۔۔۔۔ لو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ بنی لعاش ابنه ولکن لا نبی بعده۔ اگر اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کیا ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی ہوتا تو آپ ﷺ کے بیٹے زندہ رہتے، لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۹۱۴، ابن ماجہ ص ۱۰۸)

اب آپ دونوں حدیثوں کو ملالیں تو پتہ چلے گا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی آ ہی نہیں سکتا۔اللہ تعالیٰ نے اس کا فیصلہ ہی نہیں فرمایا۔اور جب یہ فیصلہ ہو چکا تو اب کسی نئے نبی کے آنے کا تصور محال ہے۔یہ عقیدہ ختم نبوت اور انقطاع وحی ایسا ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابہ اور تابعین سب نے اس معاملے میں قطعی فیصلہ کیا بلکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کذابین سے جنگ کی اور اسلام کا نقطۂ نظر واضح کر دیا۔حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے جب یہ بیان کیا------ ان الوحی قد انقطع من السماء وحی آسمان سے آنی منقطع ہو چکی (مسلم ص۲۹۱) تو دونوں حضرات نے آپ کی تصدیق کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں------ ان الوحی قد انقطع۔اب وحی منقطع ہو گئی۔

تفسیر طبری میں ہے------ ولکنه رسول الله وخاتم النبین الذی ختم النبوة فطبع علیها فلا تفتح لاحد بعده الی قیام الساعة۔لیکن آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں آپ نے نبوت ختم کر کے اس پر مہر لگا دی لہذا آپ کے بعد قیامت تک کسی کے لیے نبوت کھولی نہیں جائے گی۔طبری ج ۲۲،۱۱)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت

حضرت علامہ مفتی ابوداؤد محمد صادق رضوی

خدا یکتا الوہیت میں تو یکتا رسالت میں
کسی کو اب نبی ہونے کا دعویٰ ہو نہیں سکتا

محبوب خدا حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے پر قرآن کی آیات کثیرہ اور بیشمار احادیث نبویہ شاہد ہیں۔ خصوصاً آیہ کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کی نص قطعی ہے جس میں انکار وشک اور احتمال وتوہم کی بالکل گنجائش نہیں خداوند قدوس نے قرآن پاک میں جہاں دیگر انبیاء علیہم اسلام کے بعد نبوت جاری رہنے کی خبر دی جیسا کہ کئی آیات سے ظاہر ہے وہاں اپنے لاڈلے حبیب کے متعلق وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرما کر حضور پر باب نبوت مسدود فرمادیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس امت میں بڑی بڑی عظیم المرتبت ہستیاں گزریں مگر کوئی بھی منصب نبوت پر فائز نہ ہوسکا اور ہوتا بھی کیسے جب کہ خود نبی آخرالزماں علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کے متعلق فرمایا! لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (مشکوۃ) اگر میرے بعد نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتا تو حضرت عمر نبی نہیں ہوئے کیونکہ حضور کے بعد نبی ہوسکتا ہی نہیں بلکہ مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو سرورعالم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا! انت منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی (متفق علیہ) یعنی اے علی تو میری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسی کے لیے ہارون مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں تو مولا علی باوجود کہ حضور کے بھائی اور نائب ہیں لیکن حضور نے اپنے بعد نبوت کی نفی فرما کر اس وہم کو دور کردیا جو کہ حضرت علی کے بحولہ ہارون ہونے سے پیدا ہوسکتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!"اور مقدر ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتو حضور کے صاحبزادہ زندہ رہتے مگر حضور کے بعد کوئی نبی نہیں" (بخاری شریف جلد ثانی) ۔اہل ایمان غور فرمائیں کہ جب سیدنا فاروق اعظم وسیدنا ابراہیم نبی نہیں ہوئے اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ تابعین اور ان کے بعد والے اکابرین امت مثلاً حضرت امام اعظم وحضرت غوث اعظم وغیرہما رضی اللہ عنہم مقام نبوت تک نہیں پہنچ سکے تو بھلا مرزائے قادیانی جو کہ اپنی زبانی کرم خاکی اور بشر کی جائے نفرت ہے اور اپنے آدم زادہ ہونے کا انکار کرتا ہے اور کبھی حائضہ وحاملہ ہونا بیان کرتا ہے غرضیکہ جسے سوسو دفع پیشاب آئے دن رات پیشاب کرنے میں گزارے جس کی کوئی بات بھی ٹھکانے کی نہ ہو اور اس سے نہ صرف منصب نبوت بلکہ خلاف انسانیت حرکات سرزد ہوں وہ نبوت کا اہل کیسے ہو سکتا ہے قرآن واحادیث کی روشنی میں امت کا اجماعی اور اتفاقی مسئلہ ہے کہ سرورعالم علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد مدعی

نبوت دجال، کذاب مرتد خارج از اسلام ہے وہ اور اس کے ماننے والے جہنم کے ایندھن ہیں بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنا تو الگ رہا حضور کی نبوت کے بعد نبوت کی تمنا کرنا بھی کفر ہے آئمہ دین کے صریح ارشادات اس بارے میں موجود ہیں چنانچہ اعلام بقواطع الاسلام میں ہے قال الحلیمی لو تمنی فی زمن نبینا او بعدہ ان لو کا ن نبی فیکفر فی جمیع ذالک وا لظا ھر انه لا فر ق بین تمنی ذالک با للسا ن او القلب اہ مختصرا ۔امام حلیمی نے فرمایا نبی کریم ﷺ کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی شخص کا تمنا کرنا کہ کسی طرح سے نبی ہو جاتا ان صورتوں میں کافر ہو جائے گا ۔اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں کوئی فرق نہیں ۔وہ تمنا زبان میں ہو یا دل میں ۔سبحان اللہ جب مجرد تمنا پر کافر ہو جاتا ہے تو ادعائے نبوت کس درجہ کفر خبیث ہوگا والعیا ذ باللہ ر ب العالمین (جزاء اللہ عدوہ) اور پھر مدعی نبوت پر ایمان لانا تو علیحدہ رہا حضور کے بعد مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرنا بھی کفر ہے اسی اعلام بقواطع الاسلام میں ہے ۔و اضح تکفیر مدعی النبو ۃ و یظھر کفر من طلب منه معجزۃ لا نه بطلبه لھا منه مجو ر لصدقه مع استحالته المعلومة من الدین با لضرورۃ ۔مدعی نبوت کی تکفیر تو خود روشن ہے اور جو اس سے معجزہ مانگے اس کا بھی کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اس مدعی کا صدق محتمل مان رہا ہے حالانکہ دین متین سے بالضرورت معلوم ہے کہ نبی ﷺ کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں (جزاء اللہ عدوہ) اب خود ہی خیال فرمایئے کہ مسئلہ ختم نبوت کس قدر نازک ہے اور مرزا قادیان کے متعلق یاد رکھئے کہ وہ صرف ختم نبوت کے انکار ہی کی وجہ سے مرتد نہیں بلکہ اس ڈبل کفر کے علاوہ بھی اس کے اور بیسیوں کفریات ہیں ۔لہذا مرزا قادیانی یا اور کسی مدعی نبوت کو نبی ماننا مجدد ماننا امام و پیشوا جاننا تو درکنار ایسوں کو ادنیٰ مومن سمجھنا اور ان کے کفر میں شک کرنا بھی اسلام سے خارج کر دیتا ہے

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

خصوصا آج کل کے انبیاء سے

ختم نبوت

ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: محمد رسول اللہ ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور سلسلہ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی ہر مشیت کا جاننے والا ہے۔

(یہ آیت ۵ ہجری میں نازل ہوئی ہے۔ جیسا کہ روح المعانی وتاریخ الخمیس صفحہ ۵۶۴ ج ۱ میں ہے)

عقیدہ:

چونکہ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ انسان کو فوز وفلاح کا بہترین طریقہ نجات، زندگی کا ارفع و اعلیٰ نصب العین اور روحانی مدارج طے کرنے کا یقینی ذریعہ عطا کر دیا جائے۔ لہذا بحوائے نص قرآنی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی شکل میں انسان کو کامل ہدایت عطا فرمادی اور جس مقصد کے لیے انبیاء کا سلسلہ جاری کیا گیا تھا وہ لامحالہ ختم ہو گیا اور منطق کا مسلمہ اصول ہے اذا فات الشرط فات المشروط (یعنی جب شرط فوت ہو جائے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے) چونکہ آنحضرت ﷺ کے ذریعے سے وہ کامل ہدایت عطا فرمائی جا چکی ہے اس لیے آپ منطقی طور پر اس سلسلہ کے خاتم ہیں بنا بریں ساڑھے تیرہ سو سال سے جمہور مسلمانوں حتقدمین کا یہ عقیدہ ہے اور جمیع علماء ربانی وفضلاء حقانی اسلام کا اس مسئلہ اجماع رہا ہے کہ آنحضرت سرور کائنات فخر موجودات مختار شش جہات رحمۃ للعالمین خاتم النبیین محبوب خدا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات قدسی صفات پر سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے اور قرآن حکیم واحادیث نبی کریم علیہ التحیات والتسلیم کی تصریحات وتعلیمات کی جامعیت و ماعیت اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ مولا کریم جل مجدہ نے انسان کو اس کی علمی اور عملی قوتوں میں صلاحیت وقابلیت کی تکمیل کر کے ایسا کامل ومکمل دستور حیات بخش دیا ہے جس کی ہدایت نامہ کی روشنی میں آئندہ ہر زمانے کا انسان دینی ودنیوی کامیابیاں اور ظاہری وباطنی کامرانیاں حاصل کر سکتا ہے۔ لہذا نہ اب کسی نبی خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی کے آنے کی ضرورت ہے اور نہ کسی پیغمبر ظلی وبروزی کے ظہور کی حاجت اور یہی اسلام کا وہ بنیادی اصول ہے جس پر مسلمانوں نے ہر زمانہ میں یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اگر توحید الٰہی کا عقیدہ اسلام میں بمنزلہ بنیاد ہے تو ختم نبوت کا عقیدہ بمنزلہ عمارت ہے اور ظاہر ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد بھی انبیاء کا سلسلہ جاری رہنا تسلیم کر لیا جاتا تو پھر اسلام کا قصر رفیع کبھی کا منہدم ہو گیا ہوتا۔

اگر مسلمانوں نے ہمیشہ اس امر پر زور دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ آئندہ آنے والے انبیاء سے مسلمانوں کی کوئی عداوت ہے بلکہ وہ اس لیے اس عقیدہ پر مُصر ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد بھی کسی نبی کی ضرورت باقی ہے تو حضور ﷺ کی وہ خصوصیت جو آپ کو جمیع انبیاء سے ممتاز کرتی ہے نعوذ باللہ باطل ہو جائے گی اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے گا وہ یکسر دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور اس کو اسلام سے قطعاً کوئی علاقہ نہ رہے گا کیونکہ یہی ایک عقیدہ نوع انسانی کی ثقاہت کی تاریخ میں سب سے پہلا اور سب سے پاک ترین عقیدہ ہے۔

چونکہ حضور علیہ السلام کے بعد اس عقیدے کے خلاف مدعیان کاذب کے ظہور کا امکان تھا اس لیے مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام نے پہلے ہی پیش گوئی فرمادی کہ میرے بعد میری اُمت میں تیس جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوں گے جو سب کے سب اپنے دعووں میں کاذب ہوں گے کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

چنانچہ اس پیش گوئی کے ماتحت آنحضرت ﷺ کے بعد مختلف ممالک اور مختلف زمانوں میں کئی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، سجاح بنت حارث، مختار ثقفی، میمون قداح، طلحہ بن خویلد، ابن مقنع سلیمان قرمطی، بابک خرمی اور عیسیٰ بن مہرویہ مشہور دجال و کذاب گزرے ہیں جنہوں نے عرب و ایران میں کافی بربادی پھیلائی اور ہزارہا بندگان خدا کا خون گرایا۔ ان کے بعد قریباً ایک ہزار سال تک اسلامی دنیا میں کامل امن و امان رہ کر پنجاب میں (تشریح آئندہ صفحات میں نظر آئے گی) اگرچہ اس مدعی پنجابی نے بہت سی ارتقائی منازل طے کرنے کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا جو اس کی بطالت کی بجائے خود ایک بین دلیل ہے تاہم ان منازل کے تذکرے کی وجہ سے اس کے دعوے کی نوعیت میں کوئی فرق نہیں آیا۔

لفظ نبوت کی تحقیق:

(نبی۔نبو۔نبا) یہ تین لفظ ہیں جن سے نبوت کا لفظ ماخوذ ہے۔ از روئے لغت نبی بروزن فعیل کا مفہوم ہے۔ اطلاع دینے والا یا پہنچانے والا۔ پس اطلاع دینا بھی نبوت اور اطلاع پہنچانا بھی نبوت ہی ہوگا۔ جس پر قرآن کریم کے الفاظ شاہد ہیں۔ پہلے پارہ میں پروردگار کی طرف سے ایک مکالمہ کا اشارہ ہے جس میں سوال کیا گیا ہے۔ انبؤنی (مجھے بتاؤ) ذلک من انباء الغیب (آل عمران) یہ غیبی اطلاعات ہیں من انباک ھذا تمہیں یہ بات کس نے بتائی۔ گویا کوئی عظیم الشان بات بتلا دینا یا پہنچا دینا اس کا نام لغت میں نبوت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علمائے کرام نے تسلیم کیا ہے کہ لفظ نبوت شرعاً منقول ہے (ش رمواقف ص ۶۶۳) لغوی معنوں میں جو وسعت ہے وہ شرعی

معنوں میں نہیں۔

ہر ذی علم کو پتہ ہے کہ سود لغت میں فائدے کو کہتے ہیں فلاں بات سودمند ہے فلاں چیز سے سود حاصل کرو فلاں کام میں سود نہیں۔لیکن شرع میں یہی لفظ سود اپنے مخصوص معنوں میں مستعمل ہے۔ایسے ہی لفظ نبوت میں بھی لغتہً کو وسعت ہے لیکن شرعاً یہ وسعت محدود ہو جائے گی۔صلوٰۃ لغتہً اظہار نیازمندی کو کہتے ہیں اور کائنات کا ہر ذرہ اور ہر شے اپنے اپنے رنگ مین بزبان حال نیازمند ہے لیکن یہی لفظ جب **یقیمون الصلوٰۃ ،اقیمو الصلوٰۃ** میں آئے گا تو اسکے معنوں میں وسعت نہیں رہے گی جو لغت میں ہے بلکہ یہ محدود ہو جائے گی اور اسکے معنی محض اظہار نیاز مندی کے نہ ہوں گے بلکہ یہاں مخصوص طریق عبادت مقصود ہوگا۔یعنی لغوی وسعت بسااوقات شریعت میں قائم نہیں رہتی بلکہ محدود ہو جاتی ہے اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص نبوت کے لغوی معنوں کی وسعت کو سامنے رکھ کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نبی ہوں تو ہر اطلاع دینے والا خواہ کوئی ہو اور ہر اطلاع پہنچانے والا خواہ کیسا ہی ہو اس درجہ کا مستحق ہوگا اور وہ دعوائے نبوت کر سکے گا۔پھر اس وسعت لغت کے ماتحت زید ہی کے دعویٰ کی تخصیص کیا ہو گی؟ لہذا یہ ماننا پڑے گا کہ شریعت اسلامیہ میں اس لفظ نبوت کے معنی محدود اور مخصوص ہیں۔غیر محدود اور غیر مخصوص سمجھنے میں وہ استحالہ پیش آئے گا جس کا کوئی جواب نہ ہوگا مثلاً

۱۔اگر نبوت کا معیار لغوی معنی کو قرار دیا جائے تو پھر اطلاع دہندگی اور اطلاع یابندگی کے لحاظ سے ہر شخص نبی قرار پائے گا اور یہ شدید غلطی ہے۔

۲۔اگر لغوی معنوں میں یہ تخصیص کی جائے کہ اطلاع یابندگی من جانب اللہ ہو تو نبوت ہوگی تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس صورت میں ہر مسلمان نبی ہو اس لیے ایک نے دوسرے سے کہا کہ قرآن حکیم میں حکم آیا ہے نماز پڑھو تو اس مفروضہ کی بناء پر زید اور بکر دونوں نبی ہیں۔اس نے نماز کی اطلاع اللہ کی طرف سے دی اور دوسرے نے پائی۔

۳۔اگر رویائے صادقہ کو نبوت کا معیار قرار دیا جائے تو یہ بھی اس دعویٰ میں صحیح نہ ہوگا کیونکہ سچے خواب کفار کو بھی آسکتے ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کے قیدی ساتھیوں نے جیل میں سچا خواب دیکھا تھا اور اسی زمانہ میں غیر مسلم بادشاہ شاہ مصر نے سچا خواب دیکھا جس کی تعبیر خود حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمائی تو خواب یا عالم کشف میں یا عالم مثال میں کسی بات کسی کے لیے دیکھ لینا اور اسکا سچا ہو جانا نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتا اور یہ سب انسانی اصطلاحات ہیں۔

۴۔بعض اہل علم کا خیال ہے کہ نبی وہ ہے جس کی پاکیزگی اور طہارت کا اعلان خداوند عالم کی طرف سے ہو جائے۔لیکن یہ معیار بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں حضرت مریم علیہ السلام کی پاکیزگی بیان

فرمائی ہے حالانکہ وہ نبیہ نہ تھیں اور وہ کیا دنیا بھر میں کوئی عورت اس درجہ پر فائز نہیں ہوئی۔

۵۔ اگر صرف مکالمہ و مخاطبہ کو معیار نبوت مانا جائے تو اس سے بھی انکار کرنا پڑے گا کیونکہ مکالمہ ابلیس سے بھی ہوا مخاطب فرعون کو بھی کیا گیا۔ خطاب یافتہ زمین و آسمان اور کائنات کا ذرہ ذرہ بھی ہے۔ آسمان کا پانی روکنے اور زمین کو پانی چوسنے کا حکم اس پر گواہ ہے لیکن زمانہ جانتا ہے کہ یہ سب محض مکالمہ و مخاطبہ کی بدولت نبی نہیں بن گئے۔

۶۔ اگر یہ کہا جائے کہ نبوت الہام و وحی کے نزول کا نام ہے تو کیا نبوت کا مدار الہام و وحی پر ہوسکتا ہے؟ قرآن ارشاد فرماتا ہے کہ یہ بھی غلط ہے اگر یہ صحیح مان لیا جائے تو اس مفروضہ کی بناء پر شہد کی مکھی کیڑے مکوڑے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سب حواری نبی سمجھے جانے کے مستحق ہوں گے۔ بلکہ ہر شخص کیونکہ **فالھمھا فجور ھا تقوھا** رب العزت کا ارشاد محکم موجود ہے۔

۷۔ اگر تبلیغ آیات اللہ کو دلیل نبوت مانا جائے تو بھی کام نہیں چلے گا کیونکہ اس صورت میں **بلغوا عنی ولو ایۃ** کے مطابق ہر مبلغ نبی ہو جائے گا اور بہت سے تبلیغی مشنوں کا کام کرنے والے افراد اس ذیل میں آجائے گے۔

معلوم ہوا کہ یہ جس قدر معیار نبوت لوگوں نے اپنے دعاوئی مقرر کیے ہیں اور جن پر وہ اپنی نبوت کی بنیادیں استوار کرتے ہیں سب کے سب لغو اور غلط ہیں۔ آئیے اب دیکھیں کہ قرآن مجید نے نبوت کا معیار کس چیز کو قرار دیا ہے۔

معیار نبوت و رسالت:

قرآن کریم میں تفکر و تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی وہ شخص ہے جو نجات انسانی کے لیے خدا تعالیٰ کے تجویز فرمودہ نصب العین یا پروگرام سے براہ راست مطلع ہو کر اس کو نسل انسانی کے سامنے کتاب کی شکل میں پیش کرے اور خود اس پر عمل کر کے لوگوں کو دکھائے تاکہ ان میں بھی اس پر عامل ہونے کی ترغیب پیدا ہو۔ اس نصب العین کو عرف عام میں کتاب یا شریعت یا ہدایت کہتے ہیں۔ ہر نبی اپنے ساتھ ہدایت لاتا ہے کیونکہ یہ بات عقلاً محال ہے کہ نبی (پیغمبر) آئے اور کوئی پیغام نہ لائے۔

گویا خداوند عالم نے ضروریات زندگی میں انسان کی رہنمائی کے لیے پہلے اس کو وجدان کی ہدایت سے نوازا جس کی رہنمائی ایک محدود دائرے تک تھی۔ پھر عقل کی رہنمائی کا دور شروع ہوا جو ایک خاص حد تک پہنچ کر ختم ہو گیا۔ پھر ہدایت نبوت کی ضرورت سمجھی گئی۔ یعنی نسل انسانی کی نجات اور فلاح و سعادت دارین جس خدائی نصب العین کی پابندی پر موقوف ہے اس کا کسی ایسے انسان کے ذریعہ سے پیش کرنا جس کی امانت اور دیانت پر نامزدگی سے

قبل عوام الناس کو پورا پورا اعتماد ہو۔ گویا ہدایت نبوت ایسے شخص کی وساطت سے نسل انسانی کے سامنے ایک ایسے پروگرام کے ماتحت رکھ دینے کا نام ہے جس پر نسل انسانی کی نجات کا دارومدار ہو اس لیے یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ نبوت تنہا مکالمہ ومخاطبہ، تنہا وحی اور الہام، رویائے صادقہ کا نام نہیں بلکہ نسل انسانی کی سعادت وفلاح جس نصب العین پر موقوف ہے وہی مرتبہ ومقام نبوت ہے۔ جس کے نزول کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا سلسلہ قائم کیا۔ اور اس کا عطا فرمانا کمال احسان اور مہربانی سے اپنے آپ پر لازم قرار دے لیا۔ حالانکہ کوئی طاقت خدا کو کسی کام کرنے کے لیے مجبور نہیں کر سکتی اور وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی مرضی اور اختیار سے ظہور فرماتا ہے۔ اور **لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم** میں اسی کمال احسان کی جانب اشارہ ہے اور جہاں سے نبوت کا ذہبی ہونا بھی مترشح ہوتا ہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ قانون ارتقاء کے ماتحت نصب العین کے اس حصہ میں جس کو شریعت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اختلاف ہوتا رہا ہے لیکن اصلاً حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں ہوا۔ جو نبی خداوند عالم کی طرف سے دنیا میں تشریف لائے سب نے ایک ہی حقیقت کو پیش فرمایا۔ **اعبدوا اللہ ربی و ربکم ولا تشرکوا باللہ شیئاً** یعنی احکام شریعت میں ہر ماحول کے مطابق تبدیلی ہوتی رہی۔ لیکن نصب العین ہر زمانہ میں ایک ہی رہا۔

محقق ہوا کہ نبوت (ایک نصب العین، ایک کتاب، ایک دستور العمل، عقائد واعمال کے مجموعہ جس کے حسن وقبح میں تمیز کرنے سے انسانی عقل عاجز ہے) کا نام ہے۔ اسکو آپ زبور کہیں، کتاب کہیں، آیات بینات کہیں، نور کہیں، شفاء کہیں فرقان کہیں قرآن کہیں، ذکر کہیں، رسول کہیں، بہر حال یہ سب کچھ اسی نصب العین الٰہی کی (جس کے تجویز کرنے میں کسی انسان یا کسی فرشتے کا ذرہ برابر مشورہ شامل نہیں) تعبیر ہیں اور علیم بذات الصدور ہی کا صرف اپنا تجویز فرمودہ نصب العین ہے۔

ضرورت بقاء نصب العین:

چونکہ ضرورت تھی بقائے سنت ایزدی کی ضرورت تھی تحفظ دین کی اس لیے خداوند عالم الغیب نے جس کا علم ماضی کی طرح مستقبل پر بھی مکمل طور پر حاوی ہے اس سلسلے کو ختم کرنے کے لیے تا کہ کسی شخص کے دعوائے نبوت کے بعد اس کی تصدیق کی ضرورت کا امکان ہی نہ رہے اور آئندہ کے لیے لوگوں کو اس امر کا انتظار ہی نہ رہے کہ دنیا میں کوئی اور بھی نصب العین پیش ہونے والا ہے۔ تحدی کے ساتھ فرما دیا کہ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** اب کوئی یوم کو خواہ متعارف معنوں میں لے یا غیر متعارف معنوں میں بہر

حال خدا کا یوم القرآن ہے۔نبی کا یوم یوم نبوت ہے اور نزول قرآن کا سارا وقت یوم ہے۔جس میں یہ نور ہدایت سرکار دو جہاں ﷺ کی وساطت سے پیش ہوتا رہا۔

یہاں یہ بیان کر دینا بعید از فہم نہ ہوگا کہ ہر چیز جو شروع ہوتی ہے اسکی تکمیل اور اختتام بھی ضروری ہے۔جس کے بعد اس کی غرض میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔مثلاً ایک وقت ہوتا ہے جب طالبعلم کی تعلیم کی ابتداء ہوتی ہے پھر وہ وقت بھی آتا ہے جب اسکی انتہا ہو جاتی ہے اور وہ تعلیم کی تکمیل کے بعد کسی مزید تعلیم کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔اسی طرح بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا لباس بہت چھوٹا اور قمیض معمولی بالشت بھر کا ہوتا ہے لیکن اس جسمانی نشو ارتقاء کے ماتحت ہر لحظہ اس کا ناپ اور سائز بدلتا رہتا ہے مگر ایک وقت ایسا بھی آجاتا ہے جس میں اس کے جسم کا بڑھاؤ ختم ہو جاتا ہے اور وہ،وہ لباس پہن لیتا ہے جس کے بعد اس کے لباس میں کوئی بڑھاؤ قطعاً متصور نہیں ہوتا۔

ایسے ہی یہ مسئلہ نصب العین ہدایت انسانی کا ہے جو آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر مسیح علیہ السلام تک مختلف احکام شرع کیساتھ بدلتا چلا آیا اور بعد کو اس کی ایسی تکمیل کو لازم سمجھا گیا کہ جس کے ذریعہ ہدایت اخروی اور نجات ابدی کا مکمل نظام انسان کو عطا کر کے اس نعمت عظمٰی کو تمام کر دیا جائے۔

پس آیت الیوم اکملت لکم دینکم اس ضرورت پر قطعی الدلالت ہے۔جس کے لحاظ سے قرآن کریم خاتم الکتب اور حضور ﷺ خاتم النبیین یعنی نبیوں کے آخری نبی یا نبوت کے ختم کرنے والے نبی ہیں اور آپ پر ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔اب کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔کیونکہ جب مکمل اور بہترین نصب العین پیش ہو چکا اور وہ کسی وقت کے لیے موقت بھی نہ ہو(کیونکہ اگر موقت ہوتا تو اس کی ہمیشگی پر حفاظت کے دعوے نہ کیے جاتے) پھر اسکی موجودگی میں کسی دوسرے نصب العین کی ضرورت بھی نہ ہو تو دوسرا کوئی نبی کسی کام کے لیے آئے گا۔فافہم

خاتم النبیین کا معنی اور ایک مرزائی کی رٹ:

فقیر نے گزشتہ بحث میں یہ عرض کر دیا ہے کہ تمام متقدمین و متاخرین اہل اسلام اس عقیدہ میں کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین (نبیوں کو ختم کرنے والے نبی ہیں) متفق ہیں سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اپنی نفس پرستیوں اور خود غرضیوں کے ماتحت اس عقیدہ سے منکر ہو کر میدان نبوت میں رینگنے کی جرأت کی ہے یا ان کے بعض حواریوں نے ان کی تائید میں بے جا سمند قلم کو چلانے کی سعی سے کام لیا ہے اور ان لوگوں میں سے ایک پنجابی مدعی نبوت کے خادم کوئی خادم صاحب بی اے بھی ہیں جنہوں نے لفظ خاتم النبیین کے صحیح مفہوم بتانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر اپنی علمی قابلیت کا ثبوت دیا ہے کہ ایک ان پڑھ انسان بھی ان کی اس شوخی کی تردید کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔طرز

بیان وہ ہے جس کے انداز سے جہالت یوں ظاہر ہوتی ہے جیسے ان کے دوورقی ٹریکٹ کا عنوان۔ چنانچہ ان خادم مرزا صاحب نے خاتم النبیین کا مفہوم سمجھانے میں جو دو اصول قائم کیے ہیں اور مرزا صاحب کو نبی بنانے میں جن الفاظ پر پسینہ پسینہ ہوئے ہیں وہ انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہیں۔ قارئین کرام خود پڑھ لیں اور ان کی منکرانہ سعی کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں کہتے ہیں!

"ہر عقلمند انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ خاتم النبیین کا خطاب جو ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد عربی ﷺ کو دربار خداوندی سے عطا ہوا وہ قرآن مجید میں مذکور ہے اور ظاہر ہے کہ یہ ترکیب اردو، فارسی یا پنجابی کی نہیں بلکہ عربی زبان کی ہے۔ اس لیے اس کے معنی اہل عرب کے محاورہ اور اسلوب بیان کے مطابق کرنے ہوں گے نہ کہ پنجابی اردو فارسی لحاظ سے۔ اگر خاتم النبیین پنجابی اردو فارسی کی ترکیب ہوتی تو ہمیں اسکا ترجمہ نبیوں کا بند کرنے والا ماننے میں کوئی عذر نہ ہوتا۔ لیکن ہمارا دعویٰ ہے کہ عربی زبان میں لفظ خاتم جمع کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں ہرگز ہرگز آخری کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ افضل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ہماری طرف سے بارہا چیلنج دیا جا چکا ہے کہ کوئی مولوی خواہ مرتضیٰ احمد خاں ہو یا کوئی اور ہمیں قرآن و حدیث یا محاورات اور اسلوب بیان اہل عرب سے ایک ہی مثال اس امر کی پیش کر دیں کہ لفظ خاتم تا کی فتح کے ساتھ کسی صیغہ جمع مثلاً شارع، فقہاء، علماء، اولیاء، محدثین یا مجددین وغیرہ کی طرف مضاف مستعمل ہوا ہو۔ اور اس کے معنی آخری یا بند کرنے والے کے ہوں۔ یعنی کبھی کسی موقع پر خاتم الانبیاء یا خاتم المحدثین آیا ہو اور اس جگہ اس سے مراد یہ ہو کہ موصوف اولیا محدثین کو بند کرنے والا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی ولی یا محدث پیدا نہ ہوگا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قیامت تک اس قسم کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔ اگر صاحب تاج العروس، قاموس، لسان العرب، منتہی الادب وغیرہ نے اپنی کتابوں میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی یا نبیوں کو ختم کرنے والا لکھے ہیں تو انہوں نے محض اپنے عقیدہ کا اظہار کیا ہے جو حجت نہیں۔ عربی زبان میں ان معنوں کی تائید میں ایک بھی دلیل نہیں۔"

یہ ہے خادم مرزا صاحب کا تمام تر زور بیان اور یہ ہے ایمان والوں کو کھلا چیلنج جس میں قیامت تک کیلئے شرط لگائی گئی ہے اور یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ نہ ہم سے زیادہ کوئی عالم دنیا میں موجود ہے اور نہ ہی کوئی جواب دے سکے گا۔ خادم صاحب کے مقام انسانیت کی بھی حد ہو گئی لیکن مزہ جب تھا کہ مومنین کو چیلنج کرنے سے پہلے اپنی چارپائی کے نیچے ڈنگوری پھیر لیتے کہ کہیں گھر سے ہی تردید نہ ہو جائے اور بمصداق "ایں گناہیست کہ آں مرزا شما نیز کند" میں ہی نہ رگڑے جائیں۔ یہ تو صحیح ہے کہ لفظ خاتم النبیین کلام عربی کا لفظ ہے اردو یا پنجابی نہیں اور اس کے معنی بھی عربی زبان

سے ہی بجھنے چاہئیں مگر خود تو آپ نے عربیت چھوڑ پنجابیت اور اردویت سے بھی علیحدگی اختیار کر کے محض انگریزیت اور بے ایت سے کام لیا ہے۔ اور جو آپ کا دعوٰی ہے کہ لفظ خاتم جمع کی طرف مضاف ہونے سے ہرگز ہرگز (آخری) کے معنوں میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ افضل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے ہم سچائی سے بالکل دور پاتے ہیں۔ اس لیے کہ آپ کے مرزا جی اس لفظ خاتم کو جمع کی طرف مضاف ہونے کی صورت میں آخری اور ختم کرنے کے معنی میں استعمال کر رہے ہیں۔ جبھی تو کہا ہے کہ پہلے اپنی ہی تعلیم کا عبور کر کے پھر معترض بنتے۔ ذرا ملاحظہ ہو اپنے مرزا جی کی تریاق القلوب ص ۱۵۲ لکھتے ہیں!

> ”جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جسکا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ سے باہر نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں خاتم الاولاد تھا“

اس عبارت میں لفظ خاتم جمع اولاد کی طرف مضاف ہے اور پھر بھی ”آخر“ کے معنوں میں ہے نہ افضل کے معنوں میں اس لیے کہ پہلا جملہ میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا بالکلیہ افضل کے معنوں کی تکذیب کرتا ہے اور اس پر مزید برآں کہ میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔ آپ کے خود ساختہ دعوٰی کی مٹی ہی خراب کر گیا ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پہلے خاتم النبیین کے مفہوم میں مرزا جی کے ہی اقوال سے استدلال کر لیا جائے تا کہ معترض صاحب جھنجلاہٹ کی بجائے دوسرے دلائل کو ٹھنڈے دماغ سے سوچ سکیں اور ان کو پتہ لگ جائے کہ متقدمین نے جو معنی خاتم النبیین کے آخری نبی یا نبیوں کو ختم کرنے والا کیے ہیں وہ محض اپنے عقیدہ کے لحاظ سے نہیں بلکہ اس کے معنی ہو ہی یہی سکتے ہیں اور اگر انہوں نے عقیدہ کے ماتحت یہ معنی کیے ہیں تو آپ مرزا صاحب نے کس عقیدہ کا اظہار کیا ہے جن کے لیے آپ یوں بلا وجہ ایمان کی لٹیا ڈبو رہے ہیں اور مسئلہ ختم نبوت سے منکر ہوئے جاتے ہیں۔ آیئے ذرا لگے ہاتھوں اور حوالہ جات بھی مرزا صاحب کی تحریرات سے ملاحظہ کر لیجئے تا کہ کسی دوسرے پر خوش عقیدگی کا شبہ ہی نہ رہے۔

۱۔ اور ہمارے رسول ﷺ کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے۔ درآنحالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالٰی نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرما دیا۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۳۴)

۲۔ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟ (انجام آتھم ص ۲۸)

۳۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ نبی کریم خاتم الانبیاء ہوں اور پھر کوئی دوسرا نبی آجائے؟ (ایام الصلح ص ۴۷)

۴ ہست او خیر الرسل خیر الانام ہر نبوت را برو شد اختتام

۵۔ مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۷۹)

(اس اقتباس سے یہ بات بھی مرزا صاحب کی زبانی ثابت ہوگئی کہ جو مسلمان حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے)

۶۔ کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے یہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد نبی اور رسول ہوں۔ (انجام آتھم ص ۲۷)

۷۔ اور قرآن شریف جس کا لفظ قطعی ہے اپنی آیت ولکن رسول اللہ و خاتم النبین سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ (کتاب البریہ ص ۱۴۸ حاشیہ)

اس عبارت میں خاتم النبیین کی تفسیر اس جملہ سے کی جاتی ہے (نبوت ختم ہو چکی) ذرا غور کیجئے کہ یہ لغویوں کی غلطی تھی اور خوش عقیدتی یا آپ کے پیر و مرشد بھی ان کی طرح اسی بات کے مستحق ہوں گے)

۸۔ قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ (ازالۃ الاوہام ص ۷۶۱)

۹۔ اللہ کی شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہ ہی شایاں کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو۔ (آئینہ کمالات ص ۳۱)

۱۰۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔ (ترجمہ آئینہ کمالات ص ۳۱)

۱۱۔ کما کان سید المصطفیٰ علی مقام الختم من النبوۃ و انہ خاتم الانبیاء۔

ترجمہ: مرزا جی خود اس کا ترجمہ لکھتے ہیں! آنحضرت ﷺ نبوت کے سلسلہ کو ختم کرنے والے تھے اور وہ خاتم الانبیاء ہیں۔ (خطبہ الہامیہ ص ۳۵)

اس عبارت میں مرزا جی خاتم الانبیاء کا ترجمہ خود نبوت اور نبیوں کو ختم کرنے والے کر رہے ہیں فضل وغیرہ کا دخل نہیں۔

۱۲۔ وتعین ان ھذا الوقت ھو وقت اٰخر اخلفاء لامۃ نبینا خیر الوریٰ۔

ترجمہ: اور مقرر ہو گیا کہ یہ وقت ہی وقت ہے جس میں خاتم الخلفاء کا مبعوث ہونا ضروری تھا۔ (خطبہ الہامیہ ص ۴۲)

قارئین کرام نے مندرجہ بالا حوالے مرزا صاحب کی اپنی تصانیف سے پڑھ لیے ہیں جن کے خادم کا خود ساختہ

قاعدہ (کہ خاتم کا ترجمہ جمع کی طرف مضاف ہونے سے آخری اور بند کرنے والا نہیں آتا) ان کے پیشواہی کی تحریروں سے باطل ہوگیا اور ضرورت ہی نہیں رہی کہ اس بے سروپا اعتراض پر کلام عرب سے کچھ پیش کیا جائے۔ اور اگر یہ مرزا صاحب کے اقوال معترض کے نزدیک سچے ہیں تو پھر معترض جھوٹا ہے۔ اور اگر معترض اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو مرزا صاحب کے متعلق وہ خود ہی حکم شریعت صادر کرے۔ ہم کہیں گے تو برائی ہوگی۔ ہم نے تو معترض کے چیلنج کا جواب بوضاحت دے دیا ہے تاکہ ان کو قیامت کا انتظار نہ رہے۔

سمجھ کر قدم رکھنا میکدہ میں خادم مرزا یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

یہ تو تھی خادم مرزا کی کہانی ان کے اپنے پیشوائے قادیانی کی زبانی اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ حقہ حضرات اہل سنت والجماعت متقدمین و متاخرین کے وہ دلائل پیش کر دیئے جائیں جن کی بناء پر وہ آنحضرت سرور کائنات فخر موجودات مختار شش جہات محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں اور یہ بحث چار عنوانات پر ہوگی تاکہ قارئین کتاب ہذا پوری طرح اشان نبوت تامہ کو سمجھ سکیں۔

ا۔قرآن کریم ۲۔حدیث شریف ۳۔اجماع اُمت ۴۔عقل سلیم

وماتوفیقی الاباللہ

اگرچہ قرآن کریم میں ختم نبوت پر متعدد نصوص موجود ہیں لیکن اس مختصر مضمون میں صرف مندرجہ بالا تین نصوص پر ہی اکتفا کر کے اب احادیث صحیحہ پیش کی جاتی ہیں جن سے مسئلہ ختم نبوت اور واضح ہو جائے۔

حدیث نمبر ا:

"لا تقوم الساعة حتیٰ یبعث دجالون کذابون کلھم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی"۔ (ابوداؤد، ترمذی)

"قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک بہت سے دجال اور کذاب نہ اُٹھائے جائیں جن میں سے ہر ایک یہ گمان کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں ہی خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"۔

اس حدیث میں خود آنحضرت ﷺ نے ایک فیصلہ کن بات فرما دی ہے جس کے بعد کوئی مسلمان جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا خاتم النبیین کے حقیقی اور صحیح مفہوم میں شک نہیں کر سکتا حضور علیہ السلام نے اس کے معنی خود کر دیئے ہیں کہ میں سلسلہ انبیاء کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ ہوگیا ہے چنانچہ خود مرزا قادیانی نے بھی ایام الصلح کے ص ۱۴۶ پر لکھا ہے کہ لانبی بعدی میں لائے نافیہ جنس

کی نفی کرتا ہے یعنی کسی قسم کا بھی نبی خواہ نیا ہو یا پرانا آنحضرت ﷺ کے بعد دنیا میں نہیں آسکتا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے بعد کون سی وحی ایسی نازل ہوگئی تھی جس کی رو سے لانبی بعدی میں وہی لائے نافیہ جنس کی نفی نہیں کرتا۔

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

حدیث نمبر ۲:

''ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل نبی بیتاً واجمله الا موضع لبنة من زاویة فعجل الناس یطوفون و یعجبون له ویقولون هلاً وضعت هذا اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبین''۔(بخاری ومسلم وغیرہ)

''میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا ہو اور اسکو آراستہ پیراستہ کیا ہو مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔ لوگ اس کے پاس چکر لگاتے ہوں اور خوش ہوتے ہوں اور کہتے ہوں کہ یہ ایک انیٹ بھی کیوں نہ رکھ دی گئی (کہ عمارت مکمل ہو جاتی) فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی خاتم النبیین ہوں۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء کے ہیں اور یہ قصر نبوت مکمل ہو چکا ہے اب کسی اینٹ کی گنجائش نہیں۔ قربان جایئے آنحضرت ﷺ کے آپ نے کیسی خوبصورتی کیساتھ اس حقیقت کا اعلان فرما دیا ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ سلسلہ بعثت انبیاء کو ایک عمارت تصور کرلو۔ عمارت اینٹوں سے پایہ تکمیل کو پہنچتی ہے۔

معمار ایک عرصہ تک اس عمارت کو اینٹوں سے بناتا رہا یہاں تک کہ وہ عمارت پایہ تکمیل کو پہنچ گئی اور صرف ایک اینٹ کی کسر باقی رہ گئی۔ آخر ایک دن وہ آخری اینٹ بھی لگا دی گئی۔ کیا اب کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی بڑا کاریگر کیوں نہ ہو اس عمارت میں کسی اینٹ کا اضافہ کرسکتا ہے؟۔ اسی طرح اس قصر نبوت کی تکمیل کے بعد نہ تشریعی نبوت کی اینٹ کی گنجائش ہے نہ غیر تشریعی یا ظلی و بروزی یا لغوی مجازی کی۔ ہاں خلق خدا کو گمراہ کرنے کا ٹھیکیدار بن جانا ایک دوسری بات ہے نبوت تو درکنار لوگوں نے خدائی کے دعوؤں تک سے دریغ نہیں کیا۔

حدیث نمبر ۳:

''وختم النبیون'' فرمایا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کسی قسم کے نبی کا استثناء موجود نہیں۔

حدیث نمبر ۴:

بروایت ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال۔ "انا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم" یعنی میں سب نبیوں کے آخر میں آنے والا ہوں اورتم سب اُمتوں کے آخر میں آنے والی اُمت ہو۔ گویا آپ کے بعد کوئی شخص اس اُمت کے لیے نبی بنا کر نہیں بھیجا جائے گا۔ ان احادیث صحیحہ کی موجودگی میں نہ کوئی مسلمان نبوت کا دعویٰ خود کرسکتا ہے نہ کسی مدعی کاذب کے دعویٰ پر ایمان لاسکتا ہے مگر داد دیجیے ان بھٹکے ہوؤں کے ایمان کی جو اپنا ایمان کسی کاذب مدعی نبوت کے سپرد کر کے عوام کے لیے بھی بہکاوے کی صد ہا راہیں نکالتے رہتے ہیں اور ایک مدعی کی بطالت کو ثابت کرنے کے لیے ہزاروں جھوٹ بولتے اور لاکھوں تاویلات کو کام میں لاتے ہیں ایمان رہے یا نہ رہے ان احادیث کو بھی پڑھ کر بھی کوشش جاری رہتی ہے کہ کوئی ضعیف حدیث یا کوئی گرا ہوا حتقدمین کا قول ہی مل جائے جو ہم بھی اپنے دعویٰ میں پیش کرسکیں۔

چنانچہ مسئلہ ختم نبوت کے مخالف ایک حدیث صحیح پیش کیا کرتے ہیں جس کا مفہوم حقیقی تو وہی ہے جو جمیع اہل اسلام نے خاتم النبیین کا سمجھا ہے مگر وہ ہیں کہ اگر مگر قیاس آرائی کرتے ہوئے اپنے راہنما کے لیے پورا ایڑی چوٹی کا زور لگا کر یہ ثابت کرنے کی سعی کرتے ہیں کہ اس حدیث کے اگر سے کچھ نفع اُٹھانے کی صورت پیدا کرلیں۔ مگر وائے آرزو کہ خاک شدہ۔ ہزاروں ٹکریں مارتے ہیں مگر کامیابی نہیں ہوتی فقیر یہاں وہ حدیث شریف نقل کر کے مخالفین کے لیے مفصل بحث کردیتا ہے تا کہ وہ اگر مگر کی بھول بھلیوں سے نکل کر ابدی صراط مستقیم پا سکیں۔ وباللہ التوفیق

حدیث شریف یوں ہے کہ "**لو عاش ابراهيم لكان صديقاً نبياً**" (ابن ماجہ جلد ۱ ص ۲۳۷ مطبوعہ مصر)

یہ حدیث اپنی صحت کے لحاظ شہادت شہاب علی البیضاوی جلد ۷ صفحہ ۱۷۵ میں یوں بیان کی گئی ہے کہ **امـا صـحـة الـحـديـث فلا شبهة فيها لانه رواه** ابن ماجہ وغیرہ کما ذکرہ ابن حجر یعنی اس حدیث کی صحت میں کوئی شبہ نہیں جیسا کہ ابن حجر نے ذکر کیا ہے اور اس حدیث کو ابن ماجہ کے علاوہ اور محدثین نے بھی ذکر کیا ہے۔

اس کی تشریح یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ۸ ہجری المقدس میں پیدا ہوئے اور ربیع الاول ۱۰ھ کو بروز منگل وفات پا گئے۔ ان کی وفات پر حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر ابراہیم زندہ رہتے تو ضرور صدیق نبی ہوتے مرزائی اس اگر میں مرزائے قادیانی کی نبوت کو ثابت کرنے کے لیے یہ استدلال کرتے ہیں کہ دیکھو آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کا آنا ممکن اور ثابت ہو گیا۔ یعنی "اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے" اس سے معلوم ہوا کہ اجرائے نبوت ممکن ہے چونکہ ابراہیم فوت ہو گئے اس لیے نبی نہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ اس کا نبی ہونا اس کی موت کا سبب تھا ورنہ نبوت جاری ہے اور حضور ﷺ نے آیت خاتم النبیین سے نبوت کو بکلی مسدود نہیں سمجھا اور اسی طرح کی ایک اور حدیث بھی جس کے الفاظ یہ ہیں پیش کیا کرتے ہیں "**لو كان بعدی نبيا لكان**

عمر "یعنی اگر میرے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہوتا تو بلاشبہ حضرت عمر نبی ہوتے۔ یہاں بھی وہی اگر نظر آرہا ہے جس کے معنی نہ سمجھتے ہوئے خواہ مخواہ کھینچ کر مرزا صاحب کی نبوت نکالنے اور منوانے کی سعی کی جارہی ہے ان ولدادگان پیشوا سے یہ پوچھا جائے کہ جہاں حرف اگر آئے گا اس مطلب کا آئندہ اجراہی مقصود ہوگا یا یہ "اگر" کسی اور مطلب کے لیے بھی آتا ہے یہاں تو بات سیدھی اور صاف تھی کہ چونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت ختم تھی لہذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نبی ہوسکنا محال ہوا اور صاحبزادہ حضرت ابراہیم کی وفات اس لیے ہوئی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آنا تھا اگر زندہ رہتے تو نبی ہوتے اور نبوت بھی ختم لہذا فوت کر لیے گئے کیونکہ اگر زندہ رہ کر نبی نہ ہوتے تو یہ حضور خاتم النبیین علیہ السلام کی کسر شان تھی کہ باقی انبیاء کی اولاد زندہ رہ کر نبوت پائے اور حضور ﷺ کی اولاد محروم النبوت ہو۔ چنانچہ اسی مفہوم کی تائید میں بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ موجود ہیں کہ حضرت ابراہیم اسی لیے زندہ نہ رہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں (ولکن لا نبی بعدہ) ایسے ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ولو بقی لکان نبیًا اگر حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ ولکن لم یکن یبقی (لیکن یہ ممکن نہیں تھا کہ زندہ رہیں) لا نبیکم اخر الانبیاء۔ اس لیے کہ تمہارے نبی علیہ السلام آخری نبی ہیں یعنی آخری نبی کے بعد اور نبی نہیں آسکتا۔ کیا صحابہ کرام کی تشریح سے بھی یہ مطلب اس کا مفہوم یہی فرض کرلیا جائے جو مرزا صاحب کے مرید کہتے ہیں تو کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نبوت تو ختم نہیں ہوئی انہوں نے تو تمہارے اس غلط استدلال کے ماتحت نبوت کا دعویٰ یوں نہ کیا؟ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ختم نبوت کے صحیح مفہوم کو خوب سمجھتے تھے اور اگر حرف لَو آپ کے نزدیک انہی مطالب کا حامل ہے تو ذرا دو مثالوں پر غور فرمانے کے بعد جاری رہنے کے معنوں کی ہٹ دھرمی نہ کیجئے۔

ا۔ قرآن مجید وحدت خدا کے اثبات پر دلیل پیش کرتا ہے۔ لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ یعنی اگر کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خدا بھی ہوتا تو نظام عالم بگڑ جاتا اور اس میں فساد آجاتا کیا یہاں دوسرے خدا کا ہونا صرف لَو کے ماتحت ممکن ہے جس طرح اس سے پہلے استدلال کیا جاچکا ہے یا یہاں پر لَو اس حقیقت کا ترجمان ہوگا کہ اللہ کے سوا کسی اور خدا کا ہونا محال ہے اور اگر یہاں بھی اسی جدت علمی سے کام لیا جائے گا تو علم ظاہر کرنے سے پہلے ایمان کی فکر کرنی پڑے گی ورنہ یہ ماننا پڑے گا کہ لو عاش ابراھیم میں بھی انکا زندہ رہنا محال تھا اب کہیں یہ نہ کہہ دیں کہ دوسرے خدا کے لیے گنجائش تو ہے مگر یہ ایک الگ بات ہے کہ اتفاق سے دوسرا خدا نہیں اور اگر سوچا جائے تو آیت میں حرف لَو موجود ہے لہذا دوسرا خدا ہو تو سکتا ہے (نعوذ باللہ)

۲۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں لو کان موسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی۔ یعنی اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے

تو انہیں لامحالہ میری اطاعت کرنی پڑتی ۔کیا یہاں سے موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا اجراء ثابت ہوگا۔ کو وہ حضور علیہ السلام سے ملاقات نہیں فرما سکتے مختصر بات یہ ہے کہ جیسے لَوْ دوخداؤں کی نفی فرماتا ہے ویسے ہی حیات موسیٰ کی نفی کرتا ہے اور ایسے ہی آنحضرت ﷺ کے صغیر سن بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی نبوت کی نفی پر دال ہے لـو عـاش کا صحیح ترجمہ وہی ہو سکتا ہے جو احادیث کے مطابق اور تشریح صحابہ کرام موافق ہو۔

۳۔ابن ماجہ میں ایک حدیث ہے کہ انا اٰخر الانبیاء یعنی میں آخری نبی ہوں۔گویا بتا دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۴۔صحیح مسلم میں ہے فانی اخر الانبیاء۔اس میں قطعاً شبہ نہیں کہ تحقیق میں آخری نبی ہوں اس سے صاف طور پر واضح فرما دیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۵۔کنزالعمال میں ہے انا خاتم الانبیاء یعنی میں تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

۶۔مسلم و بخاری میں ہے لـم یـبـقـی من النبوة الا المبشرات الصالحات ۔یعنی نبوت کا کوئی جز و باقی نہیں رہا مگر مبشرات الصالحات باقی ہیں۔صحابہ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟فرمایا الـرویـا الـصـالـحـه سچی خوابیں مطلب یہ کہ نبوت ختم ہوگئی ہے۔

۷۔ترمذی شریف میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا!یا اباذر اول الانبیاء ادم واٰخرهم محمد واول نبی من انبیاء بنی اسرائیل موسیٰ واٰخرهم عیسیٰ ۔یعنی اے ابوذر! سب سے پہلے نبی آدم ہیں اور سب سے آخری نبی محمد ہیں اور بنی اسرائیل کے سب سے پہلے نبی موسیٰ ہیں اور آخری نبی عیسیٰ ہیں۔

کیا مسلمان کے لیے یہ وضاحت ناکافی ہے؟اگر بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آیا تو آنحضور علیہ السلام کے بعد اس اُمت میں اس حدیث کے ماتحت کیونکر کوئی نبی آسکتا ہے۔

۸۔مسند امام احمد بن حنبل میں ہے!عن عائشه ان النبی ﷺ قال لا یبقی بعدی من النبوة شی ءالا المبشرات قالوا یارسول اللہ ﷺ وما المبشرات قال الرویاء الصالحه۔حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز سوائے مبشرات کے باقی نہیں رہی ۔اس پر صحابہ کی طرف سے گزارش کی گئی کہ مبشرات کیا ہیں تو حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ نیک اور سچی خوابیں۔

کیا صاف الفاظ ہیں کہ نبوت میں سے بجز سچی خوابوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا۔لہذا کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا ہاں کسی کو سچے خواب ضرور آسکتے ہیں۔کیونکہ مبشرات کا دروازہ بند نہیں ہوا۔یہ تو تھی حدیث شریف کی روشنی میں تشریح ختم نبوت ۔اب مفسرین و متقدمین کے اقوال و اعتقادات بھی سن لیجیے۔

۱۔ابوجعفرابن جریرطبری تفسیر میں حضرت قتادہ سے خاتم النبیین کے معنی یوں بیان فرماتے ہیں!

"عن قتادہ رضی اللہ عنہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین الیٰ اخرھم۔کہ آنحضرت ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین ہیں۔

۲۔امام سیوطی نے درمنثور میں بحوالہ عبداللہ بن حمید حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے نقل کیا!

"عن الحسن فی قولہ وخاتم النبیین قال ختم اللہ النبیین بمحمد ﷺ وکان اخر من بعث۔کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو آنحضرت ﷺ پر ختم کردیا اور آپ ان تمام رسولوں میں سے جو اللہ کریم نے مبعوث فرمائے آخری نبی ہیں۔

۳۔علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف میں جو کچھ لکھا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا نبوت آپ کی ذات پر ختم ہوگئی ہے۔(کشاف ج دوئم ص ۲۱۵)

۴۔امام رازی نے بھی یہی معنی کیے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔(تفسیر کبیر ج ۶ ص ۶۱۷)

۵۔علامہ آلوسی بغدادی اپنی تفسیر روح المعانی میں کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں اس لیے حضور خاتم المر سلین بھی ہیں آپ کے بعد قیامت تک اب وصف نبوت ورسالت کسی جن وانس میں پیدا نہیں ہوسکتا۔ختم نبوت کی تصریح قرآن کریم میں موجود ہے اور اس پر ایمان رکھنا از بس ضروری ہے اور اسکا منکر کافر ہے۔(روح المعانی ج ۷ ص ۶۰)

۶۔علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج ۵ ص ۲۶۷ میں بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ سب انبیاء ورسل کے ختم کرنے والے ہیں۔

مقام غور ہے کہ دنیائے اسلام کے بزرگ ترین مفسرین نے خاتم النبیین کے معنی یہی کیے ہیں کہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔پھر کس قدر جائے تعجب ہے کہ اس قدر تصریحات کے باوجود نہایت بیبا کی کیساتھ نبوت کا دعویٰ کرنا اور اپنے نہ ماننے والوں کو کافر گردانا،پھر اپنی خودساختہ تفسیر وتقسیم کے دامن ظل بروز میں پناہ لینا حقیقت سے دوری نہیں تو اور کیا ہے۔کیا آنحضرت ﷺ کی حیات ہی کے زمانہ میں اور بعد کو مسیلمہ کذاب کا اتنا ہی قصور نہ تھا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا حالانکہ وہ آپ کی رسالت اور قرآن کا منکر نہ تھا اور صحابہ کرام نے اس سے وہی سلوک کیا جو کفار کیساتھ کیا جاتا تھا۔دیکھو تاریخ طبری ج ۳ ص ۲۴۴ میں مرقوم ہے کہ مسیلمہ آنحضرت ﷺ کی نبوت قرآن مجید اور جمیع اسلامی احکام پر ایمان رکھتا تھا۔لیکن ختم نبوت کے بدیہی مسئلہ کے انکار پر اور مدعی نبوت ہونے کی

وجہ سے تمام صحابہ اور عامۃ المسلمین نے اس کو کافر سمجھا اور کسی ایک نے بھی یہ نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، کلمہ گو ہیں نماز پڑھتے ہیں ان کو کافر نہ کہنا چاہیے۔ جس طرح چودھویں صدی کا مسلمان ہر منکر کی طرف داری کیے گزرتا اور الحاح و زاری کرتا رہتا ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ نبوت کی شان اور حقیقت سے واقف نہیں رہا۔ نبی ﷺ کی توہین وتنقیص ہوتی ہے تو ہو مگر اپنے تعلقات بھائی بندی اور خطاب روشن خیالی میں فرق نہ آنے پائے۔ حضور کی اہانت گوارا ہے مگر ایک بے راہرو بھٹکے ہوئے دوست کی ناراضگی گوارا نہیں۔ اس تعلق سفلی نے ان کے دلوں پر بے جا محبت دنیا و اہل دنیا کی مہر کردی ہے۔ جو چند احباب کی خوشنودی کے لیے حق سے ہٹ کر گزارہ کرتے ہیں ایسے لوگ اگر بہت زیادہ تحقیق علمی نہیں رکھتے تھے تو ان کو اپنے مایہ ناز شاعر علامہ اقبال ہی سے پوچھنا چاہیے تھا کہ ختم نبوت کے مسئلہ کو تو نے کیا سمجھا ہے۔ چونکہ انگریزی خواں طبقہ اقبال مرحوم سے ایک خاص عقیدت رکھتا ہے اور قادیانیوں کی تبلیغ کا شکار بھی یہی زیادہ ہوا ہے۔ لہذا علامہ اقبال مرحوم کے عقیدہ ختم نبوت کے متعلق جو خیالات ان کی اپنی تصنیف "رموز بے خودی" میں بیان ہوئے ہیں ان سے مسلمانوں کو روشناس کرا دینا غیر مفید نہ ہوگا، دیکھئے رموز بے خودی ص ۱۱۸ پر علامہ مرحوم یوں اظہار عقیدت فرماتے ہیں

پس خدا برما شریعت ختم کرد بر رسول ، رسالت ختم کرد

رونق از ماطفل ایام را او رسل راختم ، ما اقوام را

خدمت ساقی گری باما گزاشت داد مارا آخریں جائے کہ داشت

لانبی بعدی زاحسان خدا است بندۂ ناموس دین مصطفٰی است

قوم را سرمایۂ قوت ازو حفظ سرّ وحدت ملت ازو

حق تعالٰی نقش ہر دعوی شکست تا ابد اسلام را شیرازہ بست

ل ز غیراللہ مسلمان برکند نعرہ لا قوم بعدی می زند

ترجمہ: اللہ تعالٰی جل جلالہ نے ہم مسلمانوں پر اپنی پسندیدہ شریعت اور ہمارے رسول مکرم ﷺ پر نبوت و رسالت کو ختم کر دیا۔ دنیا کی رونق قیامت تک اب ہمارے ہی دم سے وابستہ ہے۔ حضور علیہ السلام رسولوں کے ختم کرنے والے ہیں اور ہم قوموں کے۔ مالک الملک نے (ساقی گری) توحید کا جام اہل جہاں کو پلانے کا کام ہمارے سپرد کر دیا اور یہ آخری جام (قرآن پاک) بھی ہمیں ہی عنایت فرما دیا اور یہ ختم نبوت بہت بڑا احسان الٰہی ہے اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ہی آپ کے مذہب کے لیے باعث امتیاز ہے۔ یعنی آپ کے آخرالانبیاء ہونے ہی کے سبب سے ملت

اسلامیہ کو قوت و طاقت حاصل ہوئی اور ہوتی رہے گی، کیونکہ اسی نکتہ میں ملت کی وحدت کا راز مضمر ہے۔ نہ اب کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی جداگانہ نئی اُمت پیدا ہو سکتی ہے۔ گویا آپ کے بعد کسی شخص کو نبی تسلیم کرنا آپ کی صریح توہین و تحقیر ہی نہیں بلکہ اسلام سے خارج ہو جانا بھی ہے۔

نتیجہ:

پیغمبری کی حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد یہ ماننا پڑے گا کہ پیغمبر روز روز پیدا نہیں ہوتے اور نہ آتے ہیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر قوم کے لیے ہر وقت ایک پیغمبر موجود ہو۔ پیغمبر کی زندگی دراصل اسکی تعلیم و ہدایت کی زندگی ہے۔ یعنی جب تک اسکی تعلیم اور ہدایت زندہ ہے اس وقت تک گویا وہ خود زندہ ہے۔ پچھلے پیغمبر اس لیے مر گئے ہوئے اعتقاد کیے گئے کہ جو کچھ تعلیم انہوں نے فرمائی تھی اہل دنیا نے اسے بدل ڈالا اور جو کتابیں ان پر نازل ہوئیں یا بالفاظ دیگر وہ لائے ان میں سے ایک بھی آج اپنی اصلی صورت میں موجود نہیں اور نہ ہی ان کے پیرو یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ ہمارے پاس ہمارے رسول کی لائی ہوئی کتاب اصلی حالت میں موجود ہے۔ بلکہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی سیرتوں کو بھی بھلا دیا، یہ الزام نہیں امر واقعی ہے کہ سابقہ پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر کے بھی صحیح حالات زندگی آج نہیں ملتے اور سوانح حیات کا ملنا تو درکنار اتنا بھی پتہ نہیں چلتا کہ وہ کہاں اور کس زمانہ میں پیدا ہوئے اور انہوں نے کیا کام کیے یا کیسے زندگی گزاری اور یہی ان کی امم کی معنوی موت ہے مگر سید الکونین، تاجدار کائنات، مختار شش جہات محمد رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں اور حیات النبی ہوتے ہوئے اس طرح بھی زندہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کی تعلیم زندہ ہے اور جو کتاب انہوں نے زمانہ کے سامنے پیش کی تھی وہ اپنے مکمل متن اور پورے الفاظ کیساتھ موجود ہے۔ جس میں ایک حرف، ایک لفظ، ایک زبر، ایک زیر، ایک ضمہ کا فرق نہیں۔ آپ کی پاکیزہ زندگی کے حالات آپ کے ارشادات اور آپ کے اعمال و افعال سب کے سب بلا کم و کاست محفوظ اور موجود ہیں اور آج ایک مدت گزر جانے کے بعد بھی تاریخ میں ان کا نقشہ ایسا صاف نظر آتا ہے کہ گویا ہم خود سرکار دو عالم ﷺ کو بہ رائی العین دیکھ رہے ہیں۔ دنیا میں آنے والے اشخاص و افراد میں سے کسی شخص و فرد کی زندگی اتنی محفوظ نہیں جتنی تاریخ میں حضور علیہ السلام کی حیات طیبہ محفوظ ہے۔ دور نہ جائیں آج بھی جو لوگ بہ ارادہ زیارت مدینہ طیبہ حاضر ہوتے ہیں وہ دیکھ سکتے ہیں کہ مسجد قباء کے صحن کے عین وسط میں ایک برآمدہ چبوترہ بنا ہوا ہے بظاہر جس کی کوئی حقیقت معلوم نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کا ہونا مسجد کی ضرورت کا حامل نظر آتا ہے مگر دریافت کرنے پر معلوم ہو جائے گا کہ یہ وہ مقام ہے جہاں ہجرت کے موقع پر سرکار دو عالم ﷺ کی اونٹنی خود بخود مامور من اللہ ہونے کی حیثیت میں بیٹھی تھی اور حضور ﷺ اس مقام پر اتر پڑے تھے سبحان

اللہ جس اولوالعزم رسول علیہ السلام کی اونٹنی کے پاؤں کا نشان چودہ سو سال تک اس کی اُمت نے گم اور آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیا اسکی باقی حیات مقدسہ کیونکر غیر محفوظ چھوڑی جا سکتی ہے۔ یوں سمجھئے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر معاملہ میں ہر وقت آنحضرت ﷺ کی زندگی سے ایسا سبق لے سکتے ہیں جس کی ہم کو ضرورت پڑے۔ یہی اس امر کی پختہ دلیل ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ زندہ ہیں اور آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد بھی کسی دوسرے نبی کی ضرورت نہیں۔

محققین نے لکھا ہے کہ ایک پیغمبر کے بعد دوسرا پیغمبر آنے کی صرف تین وجوہات ہو سکتیں ہیں

۱۔ یا تو پہلے نبی کی تعلیم و ہدایت نابود ہو چکی اور مر گئی ہو اور اسکو پھر زندہ کرنے کی ضرورت ہو۔

۲۔ یا پہلے نبی کی تعلیم مکمل نہ ہو اور اس میں ترمیم و اضافے کی ضرورت ہو۔

۳۔ یا پہلا نبی کسی خاص قوم یا طبقہ کے لیے آیا ہو اور اب ایک دوسری قوم کے لیے دوسرے نبی کی ضرورت ہو۔

یہ تینوں وجوہات ہی اب باقی نہیں ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام کی تعلیم و ہدایت زندہ ہے جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ لہذا پہلی وجہ دور ہو گئی کیونکہ نبی کی تعلیم و ہدایت کا زندہ ہونا گویا خود نبی کا زندہ ہونا ہوتا ہے اور جب ایک نبی اپنے عہدہ اور منصب پر موجود ہو تو دوسرا نبی کیسے آسکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے واسطہ سے دنیا کو اسلام کی مکمل تعلیم دی جا چکی ہے اب نہ اس میں کسی کمی بیشی کی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی ایسا نقص باقی رہ گیا ہے جس کی تکمیل کے لیے کسی نئے نبی کے آنے کی حاجت ہو۔ لہذا دوسری وجہ بھی دور ہو گئی۔ سرکار دو عالم ﷺ چونکہ کسی خاص قوم کے لیے نہیں بلکہ ساری کائنات کے لیے رسول مبعوث ہوئے ہیں اور تمام اہل جہاں کے لیے آپ کی تعلیم و ہدایت کافی ہے اس لیے اب کسی بھی قوم کے لیے نبی آنے کی ضرورت نہیں۔ اس سے تیسری وجہ بھی جاتی رہی اور اسی بناء پر قرآن کریم حضور علیہ السلام کو خاتم النبیین فرماتا ہے یعنی سلسلہ نبوت ختم کر دینے والے۔ اس لیے اب دنیا کو کسی نبی و رسول کی حاجت باقی نہیں بلکہ صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر خود چلیں اور آپ کی تعلیمات کو سمجھ کر خود عمل کریں اور اہل دنیا سے کرائیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

ختم نبوت

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

مرزائیوں نے مرزا صاحب کی نبوت غیر تشریعی ثابت کرنے کے لیے بعض اکابر صوفیائے کرام مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات سے استدلال کیا ہے۔ تحقیق مقام کے لیے ہمیں سب سے پہلے مرزا صاحب کے دعاویٔ نبوت پر ایک نظر ڈالنے کی ضرورت ہے اس سلسلہ میں مرزا صاحب کے عجیب متضاد بیانات ہیں۔ کہیں تو مرزا صاحب اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ!

> ''جس جس جگہ میں نے نبوت اور رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اسی کا نام پا کر اسی کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ ان ہی معنوں سے خدا نے مجھے رسول اور نبی کہہ کر پکارا ہے سو اب بھی میں انہی معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا''۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۴)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے صاف لفظوں میں غیر تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اب اس کے خلاف نبوت تشریعی کا دعویٰ ملاحظہ فرمایئے!

> ''اگر کہو کہ صاحب الشریعت افترا کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی۔ ماسوائے اسکے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی اُمت کیلیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعۃ ہو گیا۔ پس اس تعریف کی روح سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی''۔ (ص ۶ ۷ اربعین ۴)

اس عبارت میں مرزا صاحب نے کھلے لفظوں میں اپنے آپ کو صاحب الشریعۃ کہا ہے کہیں سرے سے مکر جاتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنی نبوت کا صفایا کر دیتے ہیں فرماتے ہیں! "نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو کہ بحکم خدا کیا گیا"۔(ازالہ اوہام طبع دوم ص ۱۱۴)

لاہوری مرزائی عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے مرزا صاحب کی وہ عبارتیں پیش کر دیتے ہیں جن میں نبوت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔اور قادیانی عوام کو بہکانے کے لیے غیر تشریعی نبوت والی عبارتیں دکھا دیتے ہیں۔مرزائی اگر مرزا صاحب کو سچا سمجھتے ہیں تو قطعی طور پر انہیں صاحب شریعۃ ماننے ہوں گے کیونکہ اربعین کی عبارت منقولہ بالا میں مرزا صاحب نے غیر مبہم طور پر اپنے آپ کو صاحب شریعت قرار دیا ہے۔لیکن ختم نبوت کے دلائل سے تنگ آ کر قادیانی مرزائی اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ مرزا صاحب غیر تشریعی نبی ہیں صرف تشریعی نبوت ختم ہوئی ہے غیر تشریعی جاری ہے۔

نبوت کی دو قسمیں ہیں تشریعی و غیر تشریعی جن معنی میں مرزائیوں نے بیان کی ہیں وہ قرآن وحدیث اور دلائل شرعیہ کے بالکل خلاف ہیں کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو صاحب الشریعت نہ ہو مرزائیوں کو نبوت کی اس تقسیم کے دعویٰ کی دلیل میں نہ کوئی قرآن کی آیت ہاتھ آئی نہ کوئی حدیث البتہ حضرات صوفیائے کرام مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض عبارات سے انھوں نے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی اول تو مرزائیوں کو شرم وحیا سے کام لینا چاہیے کہ جن صوفیاء کرام کو مرزا صاحب نے ملحد اور زندیق قرار دیا ہے ان ہی کے اقوال وعبارات کو مرزا صاحب کی نبوت کی دلیل میں پیش کر رہے ہیں۔ملاحظہ ہو رسالہ "تحریر اور خط" مرزا صاحب نے ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کو وحدت الوجود کا حامی بتایا اور وحدت الوجود کے قائلین کو ملحد اور زندیق کہا۔

قبل اسکے کہ ہم ان حضرات صوفیاء کی عبارات پیش کر کے اس مسئلہ کو واضح کریں اور مرزائیوں کی افترا پردازی کا جواب لکھیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر صوفیاء کے مسلک اور انکے مقصد کو باوضاحت بیان کر دیں۔حقیقت یہ ہے کہ صوفیائے کرام کی مقدس جماعت کا کام صرف یہ ہے کہ وہ تزکیہ باطن وصفائی قلب کے بعد اپنے دل ودماغ اور روح کو انوار معرفت سے منور کریں اور فیوض وبرکات سے مستفیض ہو کر خدائے تعالیٰ کی معرفت اور اسکا قرب حاصل کریں ظاہر ہے کہ یہ فیوض وبرکات اور انوار وکمالات آفتاب نبوت ہی کی شعاعیں ہیں اور حضور سید عالم ﷺ کی نبوت اور رسالت ہی کا فیض ہے اگر بارگاہ نبوت سے کسی کو فیض نہ پہنچے۔اور آفتاب نبوت کی شعاعیں

کسی کے دل کو نہ چمکائیں تو اس کو ہرگز کوئی فضل وکمال حاصل نہیں ہوسکتا نہ اسکے دل میں کوئی نور پیدا ہوسکتا ہے ہر فضل وکمال کا سرچشمہ صرف نبوت اور رسالت ہے۔

اس مقام پر یہ شبہ پیدا ہوسکتا تھا کہ جب نبوت حضور ﷺ پر ختم ہوگئی اور آپ نے باب نبوت کو مسدود فرما دیا تو شاید وہ تمام فیوض وبرکات بھی بند ہوگئے جو بارگاہ نبوت سے وابستہ تھے اور نبوت کا دروازہ بند ہوجانے کی وجہ سے کسی کو مقام نبوت سے کسی قسم کا کوئی فیض نہیں پہنچ سکتا۔ اگر یہ صحیح ہو اور ختم نبوت کا یہی مفہوم لیا جائے کہ نبوت کا دروازہ بند ہوجانے سے مقام نبوت کے تمام فیوض وبرکات بند ہوگئے۔ تو صوفیائے کرام کا ریاضت ومجاہدہ کرنا اور صفائی باطن اور تزکیہ نفس کر کے مقام نبوت کے فیوض وبرکات اور آفتاب رسالت کے انوار سے مستفیض ومستنیر ہونے کی امید رکھنا بھی لغو بے معنی ہوگا اور اس طرح صوفیائے کرام کا تمام سلسلہ تصوف اور جدوجہد سب بیکار اور لغو ہوجائے گی اس شبہ کو دور کرنے اور مقصد تصوف کو کامیاب بنانے کے لیے صوفیائے کرام کا فرض تھا کہ وہ یہ بتائیں کہ ختم نبوت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مقام نبوت اس طرح ختم ہوگیا کہ اب کسی کو کوئی فضل وکمال ونبوت کے دروازہ سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ یہ شبہ وسوسہ شیطانی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ فیضان نبوت جاری ہے اور ہر صاحب فضل وکمال کو اسکی استعداد کے موافق جو کمال ملا ہے یا ملیگا۔ اسکا سرچشمہ مقام نبوت ہی ہے۔ اور ختم نبوت کے معنی صرف یہ ہیں کہ کسی کو امر ونہی کے ساتھ مخاطب نہیں کیا جائے گا اور شریعت نہیں دی جائے گی اس کو امر ونہی کے ساتھ مخاطب کرنا ہی تشریع ہے عام اس سے کہ وہ امر ونہی قدیم ہو یا جدید شریعت ونبوت میں کچھ فرق نہیں۔ نبوت شریعت ہے اور شریعت نبوت۔ کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے کسی امر ونہی سے مخاطب نہ فرمایا ہو قرآن مجید میں ارشاد فرمایا!

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيِّيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ۔	ہر نبی تبشیر اور انذار پر مامور ہوتا ہے۔ (البقرۃ آیت ۲۱۰)

اور یہی شریعت ہے رسول اللہ ﷺ کے بعد نبی نہ ہونے کا یہ مطلب بھی نہیں کہ مقام نبوت کے فیوض و برکات بند ہوگئے لیکن فیوض وبرکات نبوت کے جاری ہونے کا یہ مطلب بھی لینا بالکل غلط اور باطل ہے کہ فیضان نبوت سے کوئی نبی بن سکتا ہے دیکھیے تمام عالم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اسکی رحمتوں سے مستفید ہورہا ہے اور بارگاہ الوہیت سے ہر قسم کے فیوض وبرکات بندوں کو حاصل ہورہے ہیں لیکن اسکا یہ مطلب نہیں کہ بندے فیضان الوہیت سے الوہیت کا درجہ بھی پاسکتے ہیں۔ حضرات صوفیائے کرام نے اپنی عبارات میں غیر مبہم طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ فیضان نبوت جاری ہونے سے ہماری مراد یہ نہیں کہ نبوت اور شریعت جاری ہے بلکہ امر ونہی کا دروازہ

قطعاً مسدود ہو چکا ہے۔اور جو شخص رسول اللہ ﷺ کے بعد اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی بات کا امر فرمایا ہے یا کسی نہی سے مخاطب کیا ہے تو ایسا شخص مدعی نبوت و شریعت ہے اگر وہ احکام شرع کا مکلّف ہے تو ہم ایسے شخص کی گردن ماردیں گے ملاحظہ ہو (الیواقیت والجواہر جلد دوم ص ۳۸)

فَاِنْ قَالَ اِنَّ اللّٰـهَ اَمَرَنِیْ بِفِعْلِ الْمُبَاحِ قُلْنَا لَهٗ لَا يَخْلُو اَنْ يَّرْجِعَ ذَالِكَ الْمُبَاحُ وَاجِبًا فِیْ حَقِّكَ اَوْ مَنْدُوْبًا وَذَالِكَ عَيْنُ نَسْخِ الشَّرْعِ الَّذِیْ اَنْتَ عَلَيْهِ حَيْثُ صَيَّرْتَ بِالْوَحْيِ الَّذِیْ زَعَمْتَهٗ الْمُبَاحَ الَّذِیْ قَرَّرَهُ الشَّارِعُ مُبَاحًا مَامُوْرًا بِهٖ يَعْصِی الْعَبْدُ بِتَرْكِهٖ وَاِنْ اَبْقَاهُ مُبَاحًا كَمَا كَانَ فِی الشَّرِيْعَةِ فَاَیُّ فَائِدَةٍ لِهٰذَا الْاَمْرِ الَّذِیْ جَاءَ بِهٖ مَلَكُ وَحْيِ هٰذَا الْمُدَّعِی الخ۔۔۔

اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مباح کام کا امر فرمایا ہے تو ہم اس سے کہیں گے کہ یہ امر دو حال سے خالی نہیں۔یا یہ کہ جس مباح کام کا اللہ تعالیٰ نے تجھے امر فرمایا ہے وہ تیرے حق میں واجب ہو گا یا مندوب یہ دونوں صورتیں اس شریعت کے حق میں ناسخ قرار پائیں گی۔جس پر تو قائم ہے اس لیے کہ جس کام کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مباح رکھا تھا تو نے اسے اپنی وحی مزعوم کیساتھ مامور بہ یعنی ضروری اور واجب (یا مستحب) قرار دے لیا جس کے ترک سے بندہ گنہگار یا تارک افضل ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس امر مباح کو تیرے حق میں مباح ہی رکھا جیسا کہ وہ شرعاً پہلے سے مباح تھا تو تیری اس وحی اور امر سے کیا فائدہ ہوا؟۔

اسکے بعد امام شعرانی فتوحات مکیہ سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل فرماتے ہیں!

وَقَالَ الشَّيْخُ اَيْضاً فِي الْبَابِ الْحَادِيْ وَالْعِشْرِيْنَ مِنَ الْفُتُوْحَاتِ مَنْ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ اَمَرَهٗ بِشَیْءٍ فَلَيْسَ ذَالِكَ بِصَحِيْحٍ اِنَّمَا ذَالِكَ تَلْبِيْس لِاَنَّ الْاَمْرَ مِنْ قِسْمِ الْكَلَامِ وَ صِفَتِهٖ وَ ذَالِكَ بَابٌ مَسْدُوْدٌ دُوْنَ النَّاسِ الخ۔

فَقَدْ بَانَ لَكَ اَنَّ اَبْوَابَ الْاَوَامِرِ الْاِلٰهِيَّةِ وَالنَّوَاهِيْ قَدْ سُدَّتْ وَكُلُّ مَنِ ادَّعَاهَا بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَهُوَ مُدَّعٍ شَرِيْعَةٍ اُوْحِیَ لَهَا اِلَيْهِ سَوَاء وَافَقَ شَرْعِنَا اَوْ خَالَفَ فَاِنْ كَانَ مُكَلَّفًا ضَرَبْنَا عُنُقَهٗ وَاِلَّا ضَرَبْنَا عَنْهُ صَفْحًا۔

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحات مکیہ کی اکیسویں باب میں فرماتے ہیں جو شخص اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی امر فرمایا ہے تو یہ ہر گز صحیح نہیں یہ تلبیس ابلیس ہے۔ اس لیے کہ امر کلام کی قسم سے اور یہ دروازہ لوگوں پر بند ہے۔ (اسکے بعد فرماتے ہیں)

یہ بات تم پر بخوبی واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کے امر و نواہی کا دروازہ بند ہو چکا ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے امر و نہی پہنچا ہے وہ مدعی شریعت ہے عام اس سے

کہ جن اوامر و نواہی کا وہ مدعی ہے ہماری شرع کے موافق ہو یا مخالف وہ بہر کیف مدعی شریعت ہی قرار پائے گا اگر وہ عاقل و بالغ ہے تو ہم اس کی گردن ماردیں گے ورنہ اس سے پہلو تہی کریں گے۔ (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۴ طبع مصر)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتوحات مکیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی ان تصریحات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہوگئی کہ جو شخص اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امر و نہی کیساتھ مخاطب فرمایا ہے وہ

مدعی شریعت ہے نیز یہ کہ حضرات صوفیاء کرام کے نزدیک شریعت کے معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر و نہی ہونے کے سوا کچھ نہیں۔اب مرزا صاحب کی تصریحات سامنے رکھ کر دیکھ لیجئے کہ وہ من جانب اللہ امر و نہی پانے کے مدعی ہیں یا نہیں۔

> "اربعین ۴ص ۱۰۷ کی یہ عبارت ہم تفصیل سے نقل کر چکے ہیں کہ مرزا صاحب نے فرمایا یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی اُمت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعۃ ہو گیا پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی"۔

مرزا صاحب کی اس عبارت سے دو باتیں بالکل واضح ہو گئیں ایک یہ کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت کے جو معنی بیان فرمائے ہیں مرزا صاحب نے ان پر مہر تصدیق ثبت فرما دی۔دوسری یہ کہ مرزا صاحب حضرات صوفیاء کرام اور خود اپنی تصریح کے مطابق مدعی شریعت ہیں۔

اب میں ان مرزائی دوستوں سے دریافت کرتا ہوں جنہوں نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ ان حضرات کے نزدیک نبوت تشریعی ختم ہو گئی غیر تشریعی جاری ہے۔لہذا مرزا صاحب کا غیر تشریعی نبی ہونا درست ہو گیا کس حد تک ان عبارات سے آپ کو فائدہ پہنچا۔صوفیا تو آپ کے لیے اغیار کا حکم رکھتے ہیں۔خود مرزا صاحب جو آپ کے غم خوار ہیں اور جن کی نبوت غیر تشریعی کی خاطر آپ نے اس قدر پاپڑ بیلے انہوں نے بھی آپ کا ساتھ نہ دیا اور بول اُٹھے کہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی اور اس طرح میں صاحب شریعۃ ہوں۔مدعی سست گواہ چست والا معاملہ ہوا۔

ناظرین کرام نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ نبوت تشریعی کا مفہوم صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر و نہی پانا۔چونکہ وحی من جانب اللہ تعالیٰ امر و نہی کیساتھ مخاطب ہونا ہے اس لیے ہر نبی تشریعی ہوتا ہے اب اسکے بالمقابل نبوت غیر تشریعی کے معنی اس کے سوا اور کچھ نہیں رہتے کہ من جانب اللہ تعالیٰ امر و نہی کا خطاب پانے کے علاوہ جس قدر فضائل و کمالات ہیں۔مثلاً ولایت قطبیت غوثیت عرفان قرب الٰہی مدارج سلوک وغیرہ انوار و برکات نبوت غیر تشریعی ہیں کیوں کہ ان سب کا سرچشمہ مقام نبوت ہی ہے۔اس لیے اگر صوفیاء نے یہ کہہ دیا کہ نبوت غیر تشریعی جاری ہے یعنی نبوت کے فیوض و برکات بند نہیں ہوئے اُمت مسلمہ انوار و برکات نبوت سے فیضیاب ہو رہی ہے تو یہ قول

اپنے مرادی معنی کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے۔مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم مرزا صاحب کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں مسلمانوں کو دھوکا اور فریب دینا ہے۔مرزا صاحب نے اپنے دعوے کے منکرین کو جہنمی، نامسلمان اور غیر ناجی کافر قرار دیا ہے۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔وہ مسلمان نہیں ہے"۔(مکتوبات مرزا بنام ڈاکٹر عبدالحکیم درحقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)"جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا رسول کو بھی نہیں مانتا"۔(ایضاً)

"(اے مرزا) جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"۔(رسالہ معیار الاخیار ص ۸)

"خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لیے اس (میری وحی) کو مدار نجات ٹھہرایا"۔(حاشیہ اربعین ص ۷)

ان عبارات سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے منکرین کو کافر جہنمی قرار دیا۔اب مرزا صاحب کی اس عبارت کو بھی پڑھ لیجئے نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والوں کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث گذرے ہیں کہ وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں انکے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا"۔(تریاق القلوب حاشیہ ص ۳۲۵ طبع دوم)

مرزا صاحب اپنے منکرین کو کافر بھی کہہ رہے ہیں اور یہ بھی فرمارہے ہیں کہ صرف اس نبی کا منکر کافر ہوتا ہے جو شریعت اور احکام جدیدہ لائے۔اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب احکام جدیدہ اور شریعت کے مدعی ہیں۔

ناظرین کرام ازراہ انصاف بتائیں کہ مرزا صاحب کی نبوت تشریعی کے دعوے میں اب بھی کچھ کلام کی گنجائش ہے۔پھر مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مرزا صاحب غیر تشریعی نبوت کے مدعی ہیں سراسر دجل وفریب نہیں تو کیا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار ط

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

ختم نبوت

علامہ مولانا غلام رسول سعیدی

بسم اللہ الرحمن الرحیمO

پاکستان کی تاریخ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا دن انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس دن پاکستان کی قومی اسمبلی نے پوری قوم کی نمائندگی کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا اور اب وہ آئینی طور پر مسلمانوں سے ایک الگ قوم شمار کئے جاتے ہیں۔ بہت سے ناواقف لوگ قادیانیت کو سمجھے بغیر اس سے وابستہ ہو گئے تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن کریم کی خانہ ساز تفسیر اور نبوت کی خود ساختہ اقسام بیان کر کے سادہ لوح لوگوں کو یہ باور کرایا کہ ان کا دعویٰ نبوت ختم نبوت کے عقیدے سے متصادم نہیں ہے۔ اس وجہ سے بہت سے ایسے لوگ جو دین کے اصول اور قواعد سے نا آشنا تھے مرزا کی نبوت سے متفق ہو گئے۔ لیکن اب جبکہ ملت اسلامیہ نے قادیانیوں کو کافر قرار دیا ہے اور پاکستان میں اس کی سرکاری حیثیت بھی منوالی ہے تو اب ان حضرات کو یہ سوچنے کا موقع ملے گا کہ چند لاکھ قادیانیوں کے مقابلے میں کروڑوں مسلمان جھوٹے نہیں ہو سکتے۔

قرآن کریم نے مسلمانوں کے اجماعی مسلک کی مخالفت کو گمراہی قرار دیا ہے پھر تمام مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ ہدایت کیسے ہو سکتا ہے ممکن ہے اس موڑ پر آ کر اُن کا ذہن رُخ بدلے اور غور وفکر کرے اور اگر وہ نہیں سوچتے تو ہم انہیں غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں اور اس موقعہ پر یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کے سامنے از سر نو اسلام پیش کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ حضور تاجدار مدنی محمد رسول اللہ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کو ختم کر دیا ہے۔ جس آخری اینٹ سے قصر نبوت کا مکمل ہونا تھا وہ لگ چکی ہے اور آپ کے بعد اب کسی بھی شخص کے نبی بننے کا جواز ہی نہیں رہتا اور جو دعویٰ نبوت کرے گا کافر ہو گا۔

اس بحث سے پہلے ہم نبی کی تعریف اسکی شرائط اور صفات بیان کریں گے پھر ختم نبوت کا مفہوم واضح کریں گے اسکے بعد شبہات کا ازالہ کریں گے اور آخر میں انہیں حق وصداقت کے نام پر اسلام کی دعوت دیں گے۔ اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ نبوت کا مسئلہ عقیدے سے متعلق ہے لہذا اس کا اثبات صرف قرآن کریم کی آیات صریحہ اور احادیث متواترہ سے ہی ہو سکتا ہے۔ اخبار آحاد بھی عقائد کے اثبات کے لیے کافی نہیں ہیں اور نہ ہی فلاسفہ کے مبہم اقوال اس بحث میں کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔

حقیقت نبوت:

نبی اس انسان کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے شریعت کی تبلیغ پر مامور کیا ہو خواہ وہ شریعت سابقہ ہو یا جدید ہ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے!

فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ۔

اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو بھیجا جو مومنوں کو بشارت دیتے تھے اور کفار کو عذاب دے ڈراتے تھے اور ان پر کتاب نازل کی (یعنی مجموعہ احکام خواہ بصورت صحیفہ ہو یا بشکل وحی) تا کہ وہ اس کے مطابق لوگوں کا فیصلہ کریں۔(البقرۃ ۲۱۳)

نبوت کا تحقق وحی الٰہی سے ہوتا ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے!

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ

اور ہم نے آپ سے پہلے جو پیغمبر بھیجے وہ مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی کرتے تھے (النحل ۴۳)

نیز فرمایا!

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّنَ مِنْ بَعْدِهٖ

جس طرح ہم نے آپ کی طرف وحی نازل کی ہے۔اسی طرح ہم نے نوح اور دیگر انبیاء (علیہم السلام) کی طرف وحی نازل کی تھی۔(النساء ۱۶۳)

نبی کی شرائط میں سے یہ ہے کہ وہ معجزہ پیش کرے۔کیونکہ بغیر معجزہ کے نبوت صادق اور نبوت کاذبہ میں امتیاز نہیں ہوسکتا۔نیز صحیح بخاری میں ہے کہ انبیاء میں سے کوئی نبی نہ تھا مگر اسے ایسی نشانیاں دی گئیں ہیں جو ایک بشر کے ایمان لانے کے لیے کافی تھیں۔نبی کے لیے یہ بھی شرط ہے کہ وہ جس قوم کی طرف مبعوث ہو اس کی زبان جاننے والا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ۔ — ہم نے کسی قوم کی طرف رسول نہیں بھیجا مگر اسی قوم کی زبان میں (ابراہیم ۴)

اور یہ تو بالکل بدیہی بات ہے کہ نبی پر جو وحی ہوتی ہے وہ اسکا مفہوم اور مطلب پوچھنے میں دوسروں کا محتاج نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ انبیاء کے حق میں فرماتا ہے!

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤی اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ○ — اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم حضرت نوح آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں پر فضیلت عطا کی ہے (آل عمران ۳۳)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام تمام مخلوق میں سب سے زیادہ پسندیدہ صفات کے حامل ہوتے ہیں اور فضائل وکمالات کے لحاظ سے دنیا میں کوئی انکا ہمسر نہیں ہوتا۔ اس آیت کے بموجب نبی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے زمانے کے تمام لوگوں میں جسمانیت اور عقل کے لحاظ سے کامل ہو۔ علم وفضل میں تمام لوگوں سے بڑھ کر ہو۔ قابل نفرت صفات سے منزہ ہو۔ اس کی سیرت پاکیزہ اور اخلاق حمیدہ ہوں حوصلہ مند اور جری ہو کفار سے مرعوب نہ ہو اور آواز حق سنانے کے لیے بڑے سے بڑے فرعون کو بھی خاطر میں نہ لاتا ہو۔ نبی اللہ تعالیٰ کا نائب ہوتا ہے اسکی خوشنودی اللہ کی مرضی اور اسکا حکم اللہ کا فرمان ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج۔ (النساء ۸۰) جس نے رسول کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

ظلی اور بروزی نبوت:

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کو ثابت کرنے اور وَلٰـکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ سے تعارض اٹھانے کیلیے غیر مستقل نبوت کا سہارا لیا ہے اور اس لحاظ سے وہ اپنے آپ کو کبھی اُمتی نبی کبھی غیر تشریعی نبی اور کبھی ظلی اور بروزی نبی کہتا ہے لیکن تمام اصطلاحات غیر اسلامی ہیں۔ قرآن کریم اور احادیث متواترہ سے انکا کوئی ثبوت نہیں ملتا نبی کی حقیقت اسکے سوا کچھ نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے وحی حاصل کر کے لوگوں کو پہنچائے خواہ اسے شریعت سابقہ کی وحی کی جائے یا جدیدہ کی اور جس شخص کو اللہ نے یہ منصب دے دیا وہ حقیقی، مستقل اور تشریعی نبی ہے۔ ظل، بروز اور اُمتی نبی کا اسلام میں کوئی تصور نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے فرمان! "اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ (النساء ۱۶۳) اور وَمَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْۤ اِلَیْهِمْ (النحل ۴۳) سے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ نبی وہ ہوتا ہے کہ جس کی طرف اللہ وحی فرمائے اور فَبَعَثَ

اللّٰہُ النَّبِیّنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ وَاَنْزَلَ مَعَھُمُ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِیَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ۔ (البقرۃ ۲۱۳) فرما کر یہ بتلا دیا کہ نبی کے ذمہ وحی سے حاصل شدہ احکام کو بیان کرنا ہے۔ پس جو شخص وحی کا دعویٰ کرتا ہے وہ حقیقت میں نبوت مستقلہ کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیونکہ نہ نبوت کا اسکے سوا کوئی اور مفہوم ہے اور نہ ہی نبوت غیر مستقل ہوتی ہے۔ جس طرح اللہ واجب اور مستحق عبادت ہے اسکے سوا الوہیت کا اور کوئی مفہوم نہیں ہے۔ اسی طرح وحی اور اسکی تبلیغ کے سوا نبوت کا کوئی مفہوم نہیں اور جس طرح کوئی شخص ظلی اور بروزی خدا نہیں ہوسکتا اسی طرح کوئی شخص ظلی اور بروزی نبی بھی نہیں بن سکتا۔

ختم نبوت:

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جس قدر چیزیں پیدا فرمائی ہیں انکو تدریجاً اپنے کمال طبعی تک پہنچایا ہے۔ جب تک کوئی شے اپنے کمال طبعی تک نہیں پہنچتی اسوقت تک اس میں ارتقائی تغیرات آتے رہتے ہیں اور جب وہ ارتقائی منازل طے کرتی ہوئی اپنے منتہائے کمال تک پہنچ جاتی ہے تو آخر عمر تک وہ اسی مرتبے پر رہتی ہے اور اس میں کوئی اضافہ اور ترقی نہیں ہوتی۔ اسی نہج پر اللہ تعالیٰ نے نظام شریعت قائم کیا۔ شرائع اور احکام کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر ارتقائی منازل طے کرتا ہوا حضور سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچ کر اپنے منتہائے کمال تک آپہنچا۔ اس طرح رسالت نبوت اور شریعت کی جس قدر اصطلاحیں تھیں وہ سب آپ پر ختم ہو گئیں اور آپ کے بعد ان میں کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا۔ انبیاء سابقین علیہم السلام جن شریعتوں اور اسوہ ہائے زندگی کو لے کر آتے رہے وہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط نہ تھے۔ مثلاً عیسیٰ علیہ السلام نے تجرد کی زندگی گزاری اور ازدواجی سیرت کے لیے انکی زندگی میں کوئی نمونہ نہ تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شاہی زندگی گزاری ہے اور فقر کے لیے انکی زندگی میں کوئی اسوہ نہیں۔ اس طرح سابقہ شریعتوں میں سیاست اور عبادت کا الگ الگ نظام تھا یہ سب جزوی شریعتیں تھیں اسلیے ایک جامع اور کامل نبی کی ضرورت تھی جس کی سیرت میں انسان کی زندگی کے ہر شعبہ کے لیے ہدایت ہو قیامت تک پیش آنے والے حالات اور مسائل میں کوئی مسئلہ نہ ہو مگر اس نبی کی شریعت میں اسکے لیے رہنمائی موجود ہو اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ ۳) حضور سید عالم ﷺ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس شریعت کو کامل اور مکمل کر دیا اور کامل اور مکمل ہونے کے یہی معنی ہیں کہ انسانی ضروریات کیلیے وحی کے ذریعہ جتنی ہدایات دی جاسکتی تھیں وہ سب دی جاچکی ہیں اسکے بعد بھی اگر وحی کا دروازہ کھلا چھوڑ دیا جائے تو اسکا مطلب یہ ہے کہ دین ابھی کامل اور مکمل نہیں ہوا۔

پہلے زمانے میں جب انبیاء کے آنے کا سلسلہ جاری تھا ایک نبی آتا اور بعض امور کیلیے ہدایت جاری کر دیتا اور کچھ امور رہ جاتے اور پھر دوسرا نبی آتا اور بعض احکام جاری کرتا لیکن ضابطہ اخلاق و عادات ادھورا ہی رہ جاتا۔اس لیے ایک ایسے نبی کی ضرورت تھی جس کے وجود سے ادھورے اخلاق پورے ہو جائیں اور نا تمام نظام مکمل ہو جائے حتیٰ کہ حضور ﷺ آئے اور دین و دنیا کا ایک ایسا کامل نظام پیش کیا جس میں ایک عالم سے لے کر عابد تک سپاہی سے لیکر سپہ سالار تک اور تاجر سے لیکر قاضی تک سب کے لیے ہدایت ہے۔اگر تخت سلطنت پر بیٹھنے والا حاکم یہ فخر کرتا ہے کہ میں حضور ﷺ کی سیرت کا تابع ہوں تو ایک کلہاڑا چلانے والا مزدور بھی سینہ تان کر کہہ سکتا ہے کہ میں بھی حضور ﷺ کی سنت کا پیروکار ہوں۔انسانی اخلاق کے وہ تمام شعبے جو آپ کے آنے سے پہلے نا تمام تھے آپ کے آنے سے تمام اور کامل ہو گئے۔اسی لیے آپ نے فرمایا! [[**بعثت لاتمم مکارم الاخلاق**]] میں اس لیے آیا ہوں کہ مکارم اخلاق کو پورا کردوں۔پہلے نبیوں کی زندگی اور سیرت میں حیات انسانی کا کوئی حصہ رہ جاتا تھا جسے پورا کرنے کے لیے دوسرے نبی آتے تھے۔اگر آپ کی زندگی میں بھی کوئی خلا ہوتا تو اسے بھی پورا کرنے کے لیے بعد میں کوئی نبی آتا۔لیکن آپ نے ایسی جامع اور کامل زندگی گزاری ہے کہ اس میں بعد میں آنے والے کے لیے کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اور اب اگر آپ کے بعد کوئی شخص کسی کی نبوت کو تجویز کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کی سیرت کے تمام اور کامل ہونے پر ایمان نہیں رکھتا۔

بعض انبیاء بعض قوموں کے لیے مخصوص ہوتے تھے کس قوم کے لیے وہ شریعت لے کر آتے اسکے سوا کوئی اور قوم اس ہدایت سے مستفید نہیں ہو سکتی تھی۔لیکن رحمت خداوندی کا سیلاب تمام انسانوں کو اپنی آغوش میں لینا چاہتا تھا اللہ کی ہدایت کا امڈتا ہوا دریا یہ چاہتا تھا کہ ایک ایسا نبی بھیجے جسکی شریعت میں رنگ و نسل، خاندان اور قبیلہ اور زبان و بیان کی کوئی قید نہ ہو۔جس کی تبلیغ کی تند و تیز موجوں کی راہ میں زمانہ اور زمانیات رُکاوٹ نہ بن سکیں جسکا پیغام زمانہ بعثت سے لیکر قیامت تک پیدا ہونے والے ہر انسان کے لیے ہدایت ہو۔پس اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بھیجا اور فرمایا قیامت تک کی نسلوں کو مخاطب کر کے کہہ دیجیے! "**قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا**" (الاعراف ۱۵۸) میں تم تمام لوگوں کے لیے رسول بن آیا ہوں۔اب حضور کے بعد اگر کوئی فرد کسی شخص کی نبوت کو جائز رکھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمام انسانوں کے لیے حضور کی رسالت کو کافی نہیں سمجھتا اور **وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ** پر ایمان نہیں رکھتا۔

اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں پہلے بھیجیں ان میں سے کسی کی حفاظت کا انتظام نہیں فرمایا۔کیونکہ ان میں

مذکورہدایت کی قیامت تک کے لیے ضرورت نہ تھی لیکن قرآن چونکہ وقوع ساعت تک لیے ہدایت تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا اور فرمایا! "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ o "(الحجر ۹) اسی لیے حضور سے فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے "وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ط "(الانعام ۱۹) مجھ پر یہ قرآن اسی لیے وحی کیا گیا ہے تا کہ میں تمہیں اور قیامت تک جن کو اسکا پیغام پہنچے انہیں عذاب آخرت سے ڈراؤں ۔پس معلوم ہوا کہ وحی قرآن قیامت تک کے لیے کافی ہے اور جو شخص اسکے بعد کسی اور وحی کا قائل ہے وہ وقوع ساعت تک قرآن کے عموم اور شمول پر ایمان نہیں رکھتا ۔

حضور ﷺ سے پہلے جو نبی آئے تھے وہ کسی خاص علاقہ کیلئے نبی ہوتے تھے جو نبی جس علاقہ کے لیے ہوتا اسی علاقہ کے لوگ اس سے استفادہ کر سکتے تھے اللہ تعالیٰ چاہا کہ ایک ایسا نبی بھیجے جسکی تبلیغ میں علاقہ کی حد بندیاں حائل نہ ہوں پس اس نے حضور ﷺ کو بھیجا اور فرمایا! "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ o "(الانبیاء ۱۰۷) نیز فرمایا! "تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا o "(الفرقان ۱) حضور علیہ السلام کی رحمت اور آپ کی ہدایت تمام جہانوں کے لیے ہے ۔لہذا جس چیز پر بھی عالم رنگ و بو کا اطلاق ہوگا اسکے لیے حضور کی ہدایت کافی ہے اب اگر حضور کے بعد کسی علاقہ کے لوگ ایک نیا نبی تجویز کر لیں تو اسکا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ تمام علاقوں کے لیے حضور کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے ۔

پہلے زمانے میں ایک شریعت آتی پھر منسوخ ہو جاتی پھر ایک اور شریعت آتی وہ بھی منسوخ ہو جاتی ۔ایک زمانہ میں کئی کئی شریعتیں چلتی رہتیں ۔پھر اللہ تعالیٰ نے چاہا ایک ایسی شریعت بھیجے جو تمام شریعتوں پر غالب ہو جسے بعد میں کوئی منسوخ نہ کر سکے ۔پس فرمایا! "هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ "(الصف ۹) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین کامل دے کر بھیجا تا کہ اُسے تمام ادیان پر غالب کر دے پس حضور کی شریعت اور آپکا دین تمام ادیان پر غالب ہے اور حضور کے بعد جو شخص وحی کے ذریعے اللہ سے احکام پانے کا دعویٰ کرتا ہے وہ حضور کے لائے ہوئے دین کے غالب ہونے کا ایمان نہیں رکھتا قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مختلف اسالیب سے حضور ﷺ کی ختم نبوت کو بیان فرمایا ہے لیکن بالآخر گفتگو کو ختم کرنے کیلئے فرمادیا!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کو ختم کرنے والے (الاحزاب ۴۰)

خاتم کا صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ بعثت انبیاء کا سلسلہ حضور ﷺ پر ختم ہوگیا ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خاتم کا معنی مہر ہے اور مطلب یہ ہے کہ حضور کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کی مہر بنایا ہے جس شخص پر حضور اپنی مہر لگا دیتے ہیں وہ نبی بن جاتا ہے۔ چنانچہ میں بھی حضور کی مہر سے نبی بن گیا ہوں۔ اسکے جواب میں گزارش ہے کہ نبی بنانا اللہ کا کام ہے۔ حضور کا منصب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ط (الانعام ۱۲۵) اللہ خوب جانتا ہے وہ کسے رسول بنائے گا۔ معلوم ہوا کہ رسالت کا جاعل اور خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ حضور نہیں ہیں۔ جس شئے کو بند کرنے کے بعد اس پر سیل اور مہر لگا دیتے ہیں اسکو عربی میں ختم سے تعبیر کرتے ہیں جیسے فرمایا خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کفار کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔ یعنی اب ان میں ہدایت نہیں آسکتی۔ اسی طرح ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ سلسلہ نبوت پر حضور کے ذریعہ مہر اور سیل لگا دی گئی ہے۔ اب حضور کے بعد اس میں کسی کی مزید نبوت کا اضافہ نہیں ہو سکتا۔

ایک شبہ کا ازالہ

یوں تو مرزا صاحب کے پیروؤں کے متعدد شبہات ہیں لیکن ان سب پر گفتگو اس مختصر مضمون میں ممکن نہیں ہے اس موضوع پر انکی جو معرکہ آرا دلیل ہے اور جس کو وہ بڑے طمطراق سے پیش کرتے ہیں ہم اسے پیش کیے دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء ۶۹) اس آیت کا صاف اور صریح ترجمہ تو یہی ہے کہ جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرے وہ (آخرت میں) ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام کیا جو انبیاء، شہداء اور صالحین ہیں انکی رفاقت بہت اچھی ہے۔ مع کا معنی لغت عربی میں ساتھ ہونا آتا ہے اور اس معنی کو حسن اولئک رفیقا میں رفاقت کے مفہوم نے اور بھی موکد کر دیا ہے لیکن مرزا صاحب کے پیروکار کہتے ہیں کہ مع کا معنی بننا ہے اور آیت کا مطلب ہے اللہ اور اسکی اطاعت سے لوگ نبی بن جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب اطاعت الٰہی و رسول سے صدیق، شہید اور صالح بن سکتے ہیں تو نبی کیوں نہیں بن سکتے!؟ اسکے جواب میں اولاً گذارش ہے کہ اگر مع کا معنی بننا تسلیم کر لیا جائے تو ان اللہ مع الصابرین کا مطلب ہوگا صبر

کرنے والے خدا بن جاتے ہیں اور ان اللہ مع الذین اتقوا کا مطلب ہوگا کہ متقی لوگ خدا بن جاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ بداہۃً باطل ہے ثانیاً اگر اللہ اور اسکی اطاعت سے لوگ نبی بن جاتے ہیں تو کیا چودہ سو سال کے عرصہ میں اللہ اور رسول کا اطاعت گزار کوئی نہ تھا۔ یہ سبب ہے کہ اس عرصہ میں صدیق شہید اور صالحین تو آتے رہے نبی کوئی نہیں آیا۔ ثالثاً اگر اطاعت رسول سے نبوت ملتی ہو تو ان لوگوں کو نبی ہونا چاہیے تھا جو اطاعت میں سب سے کامل تھے جنہوں نے نگاہ رسالت سے تربیت پائی جن کے سامنے قرآن اُترا جن کو اپنی زندگی میں رضی اللہ عنہم ورضوانہ کے ذریعہ اعمال کی مقبولیت کی سند مل گئی اور جب ایسے کامل حضرات اطاعت سے نبی نہ بن سکے تو وہ شخص کیسے نبی بن سکتا ہے جس کے نہ ایمان کی ضمانت ہے نہ اعمال کی گارنٹی۔

عبارات صوفیاء

محی الدین ابن عربی اور بعض دیگر صوفیا کی عبارات میں اولیاء اللہ کے لیے انبیاء الاولیاء کا لفظ ملتا ہے۔ مرزائی حجرات اس قسم کی عبارتوں سے یہ مطلب ثابت کرتے ہیں کہ صوفیاء کرام اولیاء اللہ کے لیے ظلی اور اُمتی نبوت کے قائل تھے۔ اس بات کا سب سے پہلا اور آخری جواب یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی صریح عبارات کے بعد ہمیں ان مبہم اقوال میں الجھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ اقوال ضروریات دین میں سے نہیں ہیں ان میں سے جو چیز کتاب وسنت کے مطابق ہے وہ مقبول ہے اور جو چیز کتاب وسنت کے مطابق نہیں اسکے بارے میں حسن ظن یہی ہے کہ یہ بعد کے لوگوں کا الحاق ہے انکی اصلی عبارت نہیں ہے۔ جس طرح زنادقہ نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں اپنی طرف سے گھڑ کر کلام ملا دیا۔ اسی طرح ملاحدہ نے اکابر صوفیا اور علماء کی عبارات میں مختلف باتیں وضع کر کے شامل کر دیں۔ چنانچہ ملا علی قاری لکھتے ہیں!

"واما ما حکی عن ابن العربی من خلاف ذالك فحسن الظن به انه من المفتریات علیه المنسوبات الیه" (شرح فقہ اکبر ص ۱۴۲) ہر مومن پر ولی کے اطلاق کی جو حکایت ابن عربی سے کی جاتی ہے وہ ان جملہ افترآت میں سے ہے جو انکی طرف منسوب ہیں۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن عربی کی طرف بہت سی غلط باتیں منسوب کر دی گئیں ہیں۔ اس طرح حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف ایک پوری کتاب غنیۃ الطالبین کے نام سے منسوب کر دی گئی حالانکہ محققین نے تصریح کی ہے کہ وہ انکی تصنیف نہیں ہے اور دیکھیے امام عبدالوہاب شعرانی کی زندگی میں انکی تصنیف البحر المورود میں تحریف کر دی گئی جس کا شکوہ انہوں نے المیزان الکبریٰ میں کیا ہے۔ پس صوفیاء کرام کی ایسی عبارات

منقول ہیں جو صریح قرآن و حدیث کے خلاف ہیں انکا اسکے سوا کوئی اور محمل نہیں کہ وہ محض جعلی، وضعی اور الحاقی عبارات ہیں۔انہیں کسی طور پر بھی حجت نہیں مانا جاسکتا۔

قرآن کی آیات صریحہ سے جب ظاہر ہو گیا کہ حضور ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے تو آپ کے بعد جو شخص بھی وحی اور نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ باطل ہوگا۔اس شخص کو کافر اور مرتد قرار دیا جائے گا۔اس لیے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ وحی اور نبوت کے بطلان کے لیے اتنا کافی تھا۔لیکن ہم عمومی دلائل پر اکتفاء کرنے کے بجائے بالخصوص مرزا صاحب کی نبوت پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں تا کہ متلاشیان حق پر حق تمام پہلوؤں سے آشکارا ہو جائے۔

مرزا صاحب کی نبوت

مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار انہیں غیر تشریعی اور ظلی نبی مانتے ہیں اور لاہوری حضرات سرے سے نبی ہی نہیں مانتے بلکہ مجدد کہتے ہیں۔لیکن یہ دونوں باتیں ہیں۔غیر تشریعی اور ظلی نبی کوئی نہیں ہوتا وحی اور تبلیغ وحی ہی نبوت اور تشریع کی حقیقت ہے اور جو شخص وحی پانے اور اسکی تبلیغ کا دعویٰ کرتا ہے وہ مستقل نبوت کا مدعی ہے اور مرزا صاحب نے جب وحی اور اسکی تبلیغ کا دعویٰ کیا تو یہ تجدید کا نہیں نبوت مستقلہ اور تشریع کا دعویٰ تھا اور اگر قادیانی حضرات نہ مانیں تو ہم مرزا صاحب کے کلام سے یہ بات منوائے دیتے ہیں۔مرزا صاحب لکھتے ہیں!

> ''یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی اُمت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔**ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ** یعنی یہ قرآنی تعلیم توراۃ میں بھی موجود ہے۔(اربعین نمبر ۴ ص ۷/۸۳)

اس عبارت کے تیور بتا رہے ہیں کہ صاحب عبارت اپنے آپ کو کس پائے کا اولوالعزم نبی سمجھتا ہے جس پر وحی اترتی ہے جو صاحب شریعت ہے اور جو اپنے لیے ایک مستقل اور متوازی اُمت کا دعویٰ رکھتا ہے۔آیئے اب ہم مرزا صاحب کی نبوت کا سراپا انکے کلام کی روشنی میں پیش کرتے ہیں جس سے انکی نبوت کی حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے گی۔

مرزا صاحب کی وحی

مرزا صاحب لکھتے ہیں!

"اور یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اسکو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔(چشمہ معرفت ص ۲۰۹)

پھر یہ بھی انہوں نے ہی لکھا ہے کہ!

"زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں ہے جیسے انگریزی سنسکرت یا عبرانی وغیرہ"(نزول المسیح ص ۱۵۷)

ایک مکتوب میں شکوہ کرتے ہیں!

"چونکہ اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ہندو لڑکے سے دریافت کیے مگر قابل اطمینان نہیں"(مکتوبات احمدیہ ج ا ص ۶۸

کیا مرزا صاحب کی ان عبارات سے یہ ظاہر نہیں ہو جاتا کہ جس کلام کو انہوں نے وحی کے نام سے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ انکے اپنے قول کے مطابق غیر معقول اور بے ہودہ باتوں کے سوا کچھ نہیں۔غور فرمائے کہ کیا نبی کے کلام کی یہی شان ہوتی ہے۔

مرزا صاحب کا کلام

مرزا صاحب نے حق اور باطل کا ایک معیار پیش کیا ہے وہ ہے تناقض۔چنانچہ لکھتے ہیں!

"جھوٹے نبی کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے"(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص ۱۱۲)

اب غور کیجیے کہ مرزا صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں کہ!

"پہلے زمانہ میں جو کوئی نبی ہوتا تھا وہ کسی گزشتہ نبی کی اُمت نہیں کہلاتا تھا گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا"(چشمہ معرفت ضمیمہ ۹)

دوسری جگہ لکھتے ہیں!

"اس طرح تو ماننا پڑے گا کہ نعوذ باللہ آنحضرت کی قوت قدسی کچھ بھی نہ تھی اور آپ حضرت موسیٰ سے بھی گرے ہوئے، بلکہ انکے بعد انکی اُمت میں سے سینکڑوں نبی آئے"۔

پہلے کلام میں ہے کہ گزشتہ نبیوں میں کوئی اُمتی نہ تھا۔ دوسرے میں ہے سینکڑوں اُمتی نبی تھے اور یہ کھلا ہوا تناقص ہے اور مرزا صاحب کی تحریر کے مطابق یہ صرف جھوٹے شخص کا ہی حصہ ہے۔ ایک اور تناقص ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں!

"اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اسکو پکارا جائے۔ اگر اسکا نام محدث رکھنا چاہتے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کا معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ مگر نبوت کا معنی اظہار غیب ہے (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷)

اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ محدث پر اظہار غیب نہیں ہوتا۔ اب دوسرا قول ملاحظہ فرمائیے!

"اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اسکے لیے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جاتے ہیں" (توضیح المرام ص ۱۸)

مرزا صاحب کا کلام متناقص ہے اور خود انکی تصریح کے مطابق تناقص جھوٹے کلام میں ہوتا ہے۔ پس سوچنا چاہیے کہ ایک جھوٹا شخص دعویٰ نبوت میں کس طرح سچا ہو سکتا ہے۔

کذب صریح

انبیاء علیہم السلام صادق اور صدیق ہوتے ہیں۔ نبوت سے قبل اور بعد انکے کلام میں کذب راہ نہیں پا سکتا۔ قرآن کریم میں انکے صدق کو متعدد آیات سے بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اختصار کے پیش نظر مرزا صاحب کی صرف ایک مثال پیش خدمت ہے لکھتے ہیں!

بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لیے آواز آئے گی کہ **ھذا خلیفة اللہ المھدی** اب سوچو کہ یہ حدیث کس پائے اور مرتبہ کی ہے جو اس کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد از کتاب اللہ ہے" (شہادت القرآن ص ۴۱)

حالانکہ بخاری میں ایسی کوئی حدیث نہیں)

مرزا صاحب کی جرآت اور حوصلہ

نبی کی صفت یہ ہوتی ہے کہ پیغام حق سنانے میں وہ کسی سے نہیں ڈرتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود جیسے جابر بادشاہ کو للکارنا، حضرت موسیٰ کا فرعون کے دربار میں گرجتے ہوئے کلمہ حق سنانا اس حقیقت کے واضح شواہد ہیں۔ اسکے خلاف مرزا صاحب کی جرآت اور حوصلہ ملاحظہ فرمائیے۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک نے اگست ۱۸۹۷ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا کہ وہ ایسے الہامات شائع کرتے ہیں جن سے لوگوں کی عزت پر حرف آتا ہے اور انکی تذلیل ہوتی ہے۔ چنانچہ گورداسپور کے ایک عیسائی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ایسے الہامات شائع نہ کریں لہذا انہوں نے عدالت کے روبرو یہ اقرار کیا کہ!

"میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور خداوند تعالیٰ اقرار صالح کرتا ہوں کہ آئندہ میں ایسی پیشن گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کیے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا" (تریاق القلوب ص ۱۳۰)

غور فرمائیے کیا نبی ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ ایک کافر کے خوف سے اپنے الہام اور وحی کا دروازہ بند کر لے۔ یاد رکھیے نبی کی شان ہے **فاصدع بما تومر** (الحجر ۹۴)

یعنی جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اسکا پوری قوت سے اعلان کیجیے جو شخص کفار کے خوف سے اپنی مزعوم وحی کو چھپاتا پھرے وہ نبی نہیں ہو سکتا۔

معاونت کفار

کفار کی معاونت کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اگرچہ نبی کا کفار کی معاونت کرنا امر محال ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے بر سبیل فرض جگہ جگہ فرمایا ہے کہ اگر نبی نے کفار کی موافقت یا معاونت کی تو اس کا شمار بھی ظالموں میں سے ہو گا۔ چنانچہ ارشاد ہوا!

"وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ مِّنْ	(اے سننے والے کسے باشد) اگر تو انکی
م بَعْدِ مَاجَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ	خواہشوں پر چلا بعد اس کے کہ تجھے علم مل
اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ	چکا تو اس وقت تو ضرور ستمگار ہوگا۔

ط O" (البقرۃ ۱۴۵)

لیکن مرزا صاحب نے انگریز کی تائید اور حمایت میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ خود انکے قول کے مطابق ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں!

"انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے ایک برکت اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے" (تبلیغ رسالت ج۱۰ص۱۲۳، ازالہ اوہام ص۵۰۹) نیز لکھتے ہیں!

"میں سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ فرض اور جہاد حرام ہے" (اشتہار مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء)

یہ عبارات کسی تبصرہ کی محتاج نہیں ہیں۔ جس انداز سے ان عبارات میں کفار کی چاپلوسی اور خوشامد کی گئی ہے نبی کا تو خیر ذکر ہی کیا کسی باغیرت مسلمان سے بھی اس کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

مرزا صاحب کی پیشگوئیاں

انبیاء علیہم السلام نے جس قدر اپنی قوم کو پیشگوئیاں بیان کیں وہ سب پوری ہوئیں اور دنیا پر ان کی نبوت کا صدق ظاہر ہو گیا۔ مرزا صاحب نے بھی پیشگوئی کے صدق کو نبوت کی دلیل مانا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں!

"میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد کی موت) کی تقدیر مبرم ہے۔ اسکا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہو گی اور میری موت آجائے گی" (انجام آتھم ص ۳۱)

مرزا صاحب نے محمدی بیگم سے نکاح کی پیشگوئی کی لیکن اسکا نکاح مرزا سلطان محمد سے ہو گیا۔ پھر مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ مرزا سلطان محمد شادی کے ڈھائی سال بعد مر جائے گا اور محمدی بیگم انکے نکاح میں آجائے گی لیکن مرزا صاحب فوت ہو گئے اور سلطان محمد انکی موت کے بعد دیر تک بفضلہ تعالیٰ زندہ رہا۔ اسی طرح انہوں نے عیسائی پادری آتھم کی موت کے بارے میں پیشگوئی کی کہ وہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کے دن مر جائے گا لیکن وہ زندہ رہا اور عیسائیوں نے بڑی شان و شوکت سے اسکا جلوس نکالا چنانچہ مرزا صاحب کے ایک مرید نے مضمون میں لکھا!

"میں نے امرتسر جا کر عبداللہ آتھم کو خود دیکھا عیسائی اسے گاڑی میں بیٹھائے ہوئے بڑی دھوم دھام سے بازاروں میں لیے پھرتے تھے لیکن اسے دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ واقعہ میں یہ مر گیا ہے اور یہ صرف اسکا جنازہ ہے جسے لیے پھرتے ہیں۔ آج نہیں تو کل مر جائے گا" (مضمون رحیم بخش قادیانی مندرجہ الحکم ج۲۵ص۳۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۲۳ء)

جو پیشگوئیاں پوری نہ ہو سکیں انکا سلسلہ بہت طویل ہے اب ہم صرف ایک پیش گوئی نقل کرتے ہیں جو مرزا صاحب نے اپنی موت کے بارے میں کی ہے۔ لکھتے ہیں!

پس خدا مارا ہشتاد سال عمر داد یا شاید ازیں زیادہ	اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی (۸۰) سال کی عمر دی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔(مواہب الرحمٰن ص ۲۱)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں!

''اور پھر آخر میں اُردو میں فرمایا کہ میں تیری عمر بڑھا دوں گا۔یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء میں ۱۴ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا'' (اشتہار مؤلفہ مرزا صاحب بنام تبصرہ ۱۹۰۷ء)

پہلی بشارت کے بموجب مرزا صاحب کی عمر ۸۰ سال سے زیادہ ہونی چاہیے۔اور دوسری کے مطابق مرزا صاحب کو تمبر ۱۹۰۸ء کے بعد زندہ رہنا چاہیے تھا لیکن دونوں پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔اور مرزا صاحب مئی ۱۹۰۸ء میں ۶۸ سال زندگی گزار کر راہی ملک عدم ہوئے۔جن پیشگوئیوں کا یہاں ذکر کیا گیا ہے ان میں سے ہر ایک پیشگوئی مرزا صاحب نے بڑے طمطراق سے پیش کی لیکن وہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی اور مرزا صاحب خود اپنے قول کے مطابق جھوٹے قرار پائے۔ہم قادیانی حضرات سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر آپ واقعی مرزا صاحب کو مانتے ہیں تو خدا را سوچیے اور سمجھیے اور مان لیجیے کہ انکا دعویٰ نبوت جھوٹا تھا انہوں نے جن پیشگوئیوں کے پورے نہ ہونے پر اپنے جھوٹ کو معلق کیا تھا وہ پوری نہ ہوئیں اور مرزا صاحب کے دعویٰ نبوت کا جھوٹ اور بطلان آشکارا ہو گیا۔

قادیانیوں کو دعوت اسلام

کسی شخص کے مسلمان ہونے کیلیے جس قدر باتوں کو ماننا ضروری ہے وہ سب امور قرآن کریم نے بیان کر دیئے ہیں۔اگر حضور ﷺ کے بعد کسی اور نبی کی بعثت بھی ہوتی تو قرآن میں اسکا بھی ذکر ہوتا اور جب قرآن کریم میں حضور کے بعد کسی نبی کی بعثت کا ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔آخر جن چیزوں کے ماننے سے صحابہ کرام اور خیر القرون کے اخیار مومن ہو گئے ان چیزوں کا ماننا آج کیسے ناکافی ہو گیا کیا انکا اسلام اور تھا اور اب کوئی اور اسلام ہے؟ اگر ہم قرآن کو ناقص اور اسلام کو نا تمام دین نہیں مانتے تو ہمیں ماننا ہو گا کہ قرآن کریم نے جن چیزوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے انکے سوا کسی اور پر ایمان لانا جائز نہیں ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت چونکہ قرآن کا مامور نہیں ہے اس لیے انکو نبی ماننا قرآن، ایمان اور اسلام سب کے خلاف ہے۔یاد رکھیے نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے۔اگر مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہوتا تو صحابہ کرام سے افضل ہوتا کیونکہ وہ نبی نہ تھے

اور قرآن بتلاتا ہے کہ صحابہ کرام کے بعد آنے والے لوگ ان سے افضل تو کجا انکے برابر بھی نہیں ہو سکتے چنانچہ فرمایا!

"لَا يَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً" (الحدید ۱۰)	تم میں سے جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے صدقہ دیا اور قتال کیا تم لوگ انکے برابر نہیں ہو سکتے انکے درجات بہت بلند ہیں۔

عموماً نبی کی اولاد نبی ہوتی ہے۔ اگر حضور ﷺ کے صاحبزادگان زندہ رہتے تو وہ بھی نبی ہوتے لیکن چونکہ آپ پر نبوت کو ختم کرنا تھا اس لیے انہیں زندگی نہیں دی گئی اور بچپن میں فوت کر دیا۔ حضور ﷺ کو انکی وفات پر صدمہ ہوا۔ کفار نے آپ کو لا ولد اور ابتر کے طعنے دیئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر کر دیا کہ یہ سب کچھ برداشت کیا جا سکتا ہے لیکن ختم نبوت میں رخنہ گوارا نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ کی اولاد اور آپ سے براہ راست فیض لینے والے صحابہ جب نبی نہیں ہو سکتے تو وہ شخص کیسے نبی ہو سکتا ہے جو آپ سے چودہ سو سال دور کی نسبت رکھتا ہے جس کے نہ ایمان کی ضمانت ہے نہ اخلاق کی گارنٹی اگر قادیانی حضرات نے واقعی ایک نئی اور الگ ملت کی طرح نہیں ڈالی ہے تو انہیں چاہیے کہ وہ اسی دین اور ملت کی طرف لوٹ جائیں جسے حضور ﷺ لیکر آئے ہیں جس دین میں حضور ﷺ کے بعد اور کسی نبی کی بعثت کا تصور نہیں ہے۔ ایک ایسے شخص کی خاطر جس کا کلام متناقض اور متضاد، جس کی ہر پیشگوئی غلط اور جھوٹی جس کی زندگی کفار کی چاپلوسی بزدلی اور جھوٹ کا مرقع اور جس کی موت عذاب الٰہی کی بھیانک صورت ہے اس نبی کو نہ چھوڑیں جس کی باتیں جوامع الکلم اور پیشگوئی حق وصداقت، جس کی زندگی افتخار رسل اور جس کا وصال اللہ کے اشتیاق سے عبارت ہے۔

ہم انتہائی درد کیساتھ قادیانی حضرات سے گذارش کرتے ہیں کہ ایمان ایک قیمتی دولت ہے اس دولت کو اس شخص پر لٹا کر ضائع نہ کریں جس کی نبوت تو کجا ایمان بھی ثابت نہیں ہے۔ آؤ جعلی اور وضعی نبوت کو چھوڑ کر صرف اسکی نبوت پر قناعت کر لو جس کی نبوت ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا دلائل سے مبرہن اور آئندہ بعثت کے ختم ہونے کی علامت ہے۔ وہ نبی جو کوثر کا مالک، لواءِ حمد کا حامل اور انبیاء کا خاتم ہے اسے چھوڑ کر کسی مفتری اور کفر رسیدہ شخص کو نبی مان لینا ہرگز نجات کا راستہ نہیں ہے۔ پس اے راہ نوردان شوق اگر تم واقعی حق کی تلاش رکھتے ہو تو آؤ اور قادیان کو چھوڑ کر طیبہ کی طرف لوٹ آؤ۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

دورہ ختم نبوت

علامہ مفتی محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب: مفتی محمد اکرام المحسن فیضی

بمقام: دارالعلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی ونسلّم علیٰ رسولہٖ الکریم وعلیٰ اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین

۲۷ راکتوبر بروز اتوار ۲۰۰۲ء

آیت:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم الخ قال رسول الله ﷺ انا خاتم النبین لانبی بعدی رواہ الشیخان وابوداؤد۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت زید کو منہ بولا بیٹا بنایا سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو نکاح کے لئے فرمایا کہ حضرت زید سے نکاح کرے آپ کے بھائیوں نے انکار کیا کہ ہاشمیہ قریشیہ کا نکاح غلام سے ہو تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ما کان لمومن ولامؤمنة الخ

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا پھر سرکار ﷺ نے فرمایا ایک وقت آئے گا زید زینب کو طلاق دے گا میں اس زینب سے نکاح کروں گا پھر سرکار ﷺ نے نکاح فرمایا کفار نے اعتراض کیا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کیا ہے، اپنی بہو سے نکاح کیا ہے۔

(دیوبندی مولوی نے بلغۃ الحیر ان میں لکھا ہے کہ عدت کے دوران نکاح فرمایا لیکن مسلم شریف میں ہے کہ عدت کے بعد نکاح فرمایا)

اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم الخ

نبی کریم ﷺ تم میں سے کسی کے باپ نہیں اس میں حضرت زید بھی آگئے رجل کا معنی بلوغ والے کو کہتے ہیں آپ کا کوئی صاحبزادہ بھی بلوغ تک نہ پہنچا تھا۔ حقیقی باپ نہیں روحانی باپ ہیں۔

(روحانی اب حقیقی اب سے زیادہ شفیق ہوتا ہے چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا: حق المعلم اعظم من حق الوالدین استاذ کا حق والدین کے حق سے زیادہ ہے۔(احیاء العلوم) حضور ﷺ ساری دنیا کے مربی ہیں۔

وما ارسلنك الا رحمة للعالمين

آپ عالمین کے ذرّے ذرّے پر رحم فرمانے والے ہیں۔تطبیق یہ ہے کہ عالمین کے لئے راحم ہیں۔مومنین کے لئے رحیم ہیں راحم اسم فاعل وقفہ وقفہ سے رحم فرماتے ہیں۔رحیم صفت مشبہ ہروقت رحم فرمانے والے ہیں۔حقیقی والد ہر وقت اپنی اولاد پر شفقت نہیں کرتے رسول اللہ ﷺ ہروقت مومنین کے لئے رحیم ہیں۔آپ خاتم النبیین ہیں۔

ختم يختم ختماً وختامة

انگوٹھی مہر کو بھی "ختم" کہتے ہیں۔خَاتَمْ و خَاتِمْ ہم معنی ہیں۔آخری اختتام انگوٹھی لغت کے اعتبار سے ہے۔اگر کوئی لغوی معنی کرکے شرعی معنی چھوڑ دے وہ ایمان سے فارغ ہے۔

شرعی معنی:

انا خاتم النبين لانبي بعدی

القرآن اسم اللفظ والمعنى جميعاً

قرآن صرف الفاظ کا نام نہیں بلکہ معنی بھی ساتھ ہے۔یہ معنی شرعی ہے میں خاتم النبیین ہوں آخر الانبیاء ہوں۔نبی نکرہ ہے لائےنفی ہے یہ عموم ہے۔

اعتراض:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو تشریف لے آئیں گے تو سرکار خاتم نہ ہوئے۔

جواب:

وہ پہلے نبی ہیں وفات کے بعد بھی نبوت باقی ہوتی ہے۔صلاۃ کا لغوی معنی کرے ارکان مخصوصہ نہ کرے تو ایمان سے فارغ۔

زکوۃ کا لغوی معنی کرے اصطلاحی معنی نہ کرے تو بھی ایمان سے فارغ۔صوم کا لغوی معنی کرے اصطلاحی معنی نہ کرے تو بھی ایمان سے فارغ۔خاتم کا معنی لغوی کرے اور شرعی معنی نہ کرے وہ بھی ایمان سے فارغ۔

دوسری آیت:

الم ذالك الكتاب وما انزل من قبل

من قبل سے پہلے مراد ہیں **من بعد** نہیں فرمایا۔

مرزائی، قادیانی خاتم کا لغوی معنی کرتے ہیں، شرعی معنی نہیں کرتے۔

بروز پیر ۲۸ اکتوبر ۲۰۰۲ء

رجال رجل کی جمع اصحاب لغت **رجل** بالغ مرد کے لئے بولتے ہیں۔

امام رازی فرماتے ہیں:

لغت عربیہ اور مفہوم کے اعتبار سے سرور دو جہاں ﷺ کے لئے کوئی کبیر بالغ بیٹا نہ تھا جس کے لئے لفظ رجل استعمال ہو۔ اگر بالغ بچے کو بھی اس میں شامل کریں تو نزول آیت کے وقت آپ ﷺ کا کوئی صاحبزادہ نہیں تھا کیونکہ آیت خاتم النبیین مدینہ منورہ میں 5 ھ کو نازل ہوئی آپ کے صاحبزادے مکہ مکرمہ میں پیدا ہو کر فوت ہو چکے تھے اور آپ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم 5 ھ میں پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ 8 ھ میں پیدا ہوئے تو **رجال** سے آپ کے "اب" ہونے کی نفی ہر صورت برحق ثابت ہے رجل کا لفظ بالغ مرد کے لئے استعمال ہوتا ہے قاموس اور زمخشری کے علاوہ نص قطعی قرآن ثابت ہے **والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان** باقی رہا یہ شبہ کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما آپ کے بالغ بیٹے ہیں جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے "ہٰذانِ ابنایا" یہ دونوں بلاواسطہ بیٹے نہیں بلکہ بالواسطہ ملکۂ جنت رضی اللہ عنہا آپ کے بیٹے ہیں۔ (تفسیر روح المعانی)

امام مبرد کے نزدیک جو تفسیر و لغت کے بادشاہ ہیں خاتم کو ماضی کا صیغہ بنایا اور النبیین کو اس کا مفعول تو مطلب یہ ہوا ختم کیا آپ نے نبیوں کو یعنی اختتام ہو گیا نبیوں کا آپ نے سلسلہ نبوت و وحی کو ختم فرمایا اور مفسرین نے فرمایا "خاتم" بکسر التاء کی قرات بھی ہے اسم فاعل کے معنی میں یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے والمراد بہ آخرہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ آخر الانبیاء ہیں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت میں ہے **ولکن نبیا ختم النبیین** یعنی آپ نبی ہیں جنہوں نے سلسلہ نبوت کو ختم کیا (تفسیر روح المعانی)

ائمہ لغت نے اور علماء عرب نے تصریح کی ہے کہ لفظ خاتم جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہوگا تو اس کا معنی فقط آخر اور ختم کرنے والے کے ہونگے مہر بھی آخر کو مستلزم ہے جیسا کہ متنبی کے شعر سے واضح ہے۔

وقد ختمت علی افوادی بحبك ان یحل به سواك

میں چاہتا ہوں اے میرے محبوب آپ نے میرے دل پر مہر لگادی اپنی محبت کی

اس مہر لگنے کے بعد آپ کے سوا اوروں کے لئے داخلہ بند ہو گیا۔

امام قاضی عیاض شفا شریف ج ۲، ص ۲۴۶، مطبوعہ مصر میں خاتم النبیین کا معنی بالاجماع آخر الانبیاء کر رہے ہیں ملاحظہ ہو:

كذلك (يكفر) من ادعى نبوة احد مع نبينا صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اوبعده (الى قوله) فهؤلا كلهم كفار مكذبون للنبي ﷺ لانه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم اخبرانه خاتم النبيين ولانبي بعده واخبر عن الله تعالىٰ انه خاتم النبيين وانه ارسل كافة للناس واجمعت الامة على حمل انه هذا الكلام على ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاويل ولا تخصيص فلاشك في كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعا اجماعا وسمعا۔

(ترجمہ) جو ہمارے نبی ﷺ کے زمانہ میں خاص حضور کے بعد کسی کی نبوت کا ادعا کرے وہ کافر ہے اور نبی ﷺ کی تکذیب کرنے والا ہے کہ نبی ﷺ نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور انکی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت میں اجماع کیا یہ آیات و احادیث اپنے ظاہر پر ہے جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا اور رسول کی مراد ہے نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت و بحکم قرآن وحدیث یقیناً کافر ہیں ۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی کتاب الاقتصاد طبع مصر ص ۱۱۴ میں فرماتے ہیں:

ان الامة فهمت من هذا اللفظ (خاتم النبين) انه افهم عدم نبي بعده ابدا وعدم رسول بعده ابداوانه ليس فيه تاويل ولاتخصيص من اوله بتخصيص فكلامه من انواع الهذيان و لا يمنع الحكم بتكفيره لانه مكذب لهذا النص الذى اجمعت الامة على انه غير مؤول ولامخصوص۔

یعنی تمام امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے کہ وہ لفظ خاتم النبیین بتاتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا حضور اقدس ﷺ کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت میں یہی معنی ہے۔

کہ اس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں جو شخص لفظ خاتم النبیین میں النبیین کو اپنے عموم اور استغراق نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اسکی بات مجنون کی بک بک ہے اسے کافر کہنے میں ممانعت نہیں کیونکہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا ہے جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص ۔(فتاویٰ رضویہ جلد

۱۴، صفحہ ۳۳۲ طبع جدید)

عارف باللہ سیدی امام عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی شرح الفوائد میں فرماتے ہیں:

تجویز نبی مع نبینا ﷺ او بعدہ یستلزم تکذیب القرآن خاتم النبین وآخر المرسلین وفی السنۃ انا العاقب لانبی بعدی واجمعت الامۃ علی ابقاء ھذا الکلام علی ظاھرہ وھذہ احدی المسائل المشھورۃ التی کفرنا بھا الفلاسفۃ لعنھم اللہ تعالیٰ۔

یعنی ہمارے نبی کے ساتھ یا بعد کسی کو نبوت ملنی جائز ماننا تکذیب قرآن کو مستلزم ہے کہ قرآن عظیم تصریح فرما چکا ہے کہ حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین وآخر المرسلین ہیں، اور حدیث میں فرمایا: میں پچھلا نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے یعنی عموم واستغراق بلا تاویل وتخصیص اور یہ ان مشہور مسئلوں سے ہے جن کے سبب ہم اہلِ اسلام نے کافر کہا فلاسفہ کو، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۴، صفحہ ۳۳۵ طبع جدید)

خود مرزا محمد علی لاہوری مرزائی نے اپنی تفسیر میں اس امر کا صاف اعتراف کیا کہ ختم نبوت کے بارے میں جو احادیث آئی ہیں وہ آیت خاتم النبیین کی تفسیر ہیں اور کسی قوم کے خاتم اور خاتم سے مراد ان میں آخر ہوتا ہے۔

ختام القوم وخاتَمہ وخاتِمہ آخرہ

خود مرزا قادیانی مدعی نبوت نے خاتم النبیین کا معنی آخر الانبیاء کیا ہے۔

ہمارے نبی علیہ السلام خاتم النبیین ہیں اور ہمارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۲۶، ۶۸، ۲۹)

مرزا قادیانی نے اپنی حمامۃ البشریٰ کے ص ۹۶ میں لکھا ہے:

وماکان فی عن ادی النبوت واخرج من الاسلام والحق الکافرون

مجھ مرزا کے لئے نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور کافروں سے مل جاؤں۔

نومبر ۱۹۰۱ء سے بیشتر کی ہے اس کے بعد اگر کوئی دعویٰ کرے کہ مرزا کی پچھلی کتابیں منسوخ ہوگئیں اس لئے کہ نسخ احکام میں چلتا ہے عقائد اخبار میں نہیں۔

مسلمانوں کے عرف میں جب خاتم القوم، خاتم الحفاظ وغیرہ میں استعمال ہوتے ہیں اس کے قائل نے اس میں آخر

قرار دیا ہے اگر اس کا علم مستقبل کو محیط نہ ہو اور کلام الٰہی آنے والے وقت کو محیط ہے۔

وکان اللہ بکل شی علیما یعنی میں بے علمی کی بناء پر خاتم النبیین نہیں کہہ رہا۔

(2) والذین یومنون بما انزل الخ

(3) الیوم اکملت لکم دینکم

آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔

ولا یحتاجون دین الی غیر ولا الی نبی الیٰ غیر ولھذا جعل اللہ خاتم الانبیاء
۔(تفسیر ابن کثیر ج ۳، ص ۲۷۹)

یعنی مسلمانوں کا دین مکمل ہو چکا اب نہ کسی دین کی ضرورت ہے نہ کسی نبی کی ضرورت اس لئے آپ کو خاتم الانبیاء بنایا ہے۔

یہ آیت **الیوم اکملت** الخ ۱۰ھ میں نازل ہوئی اور آپ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: **ایھا الناس انا آخر الانبیاء** اے لوگو! میں آخری نبی ہوں۔(مسند احمد ص ۳۹۱)

(4) واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الخ

اللہ تعالیٰ نے دو جلسے منعقد کئے ایک اپنے منوانے کے لئے اور دوسرا رسول کو منوانے کے لئے۔ جلسہ توحید میں مومنین کفار و مشرکین کی روحیں شامل تھیں مگر جلسۂ آخر الانبیاء میں نفوس قدسیہ کی روحیں تھیں۔

اپنے منوانے کے لئے پوچھا:

الست بربکم قالوا بلیٰ

ایک سوالیہ فقرے جلسہ توحید ختم۔ جب حبیب کی باری آئی تو اس جلسہ کو طول دے کے بیان فرمایا:

واذ اخذ اللہ

اذ ظرف یہ مفعول فیہ اس سے پہلے فعل ہے **اذکر** یعنی اے حبیب یاد کرو

النبیین الف لام استغراق

ثم جاء کم

رسول نکرہ ہے کیوں تنوین تنکیر تعظیم کے لئے ہے۔

(5) ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شی علیم

ھو ضمیر کا مرجع اللہ تعالیٰ بھی ہے اور رسول اللہ ﷺ بھی ہیں۔ تخلیق میں اول الست کے جواب میں اول

اول الساجدین اول المؤمنین

شفاعت کی درخواست دینے میں اول بعثت میں آخر۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بقول اعلیٰ حضرت برکۃ رسول اللہ فی الھند اسی آیت کی یہی تفسیر کرتے ہیں۔(

مدارج النبوۃ، ج ۱ص ۲، جواہر البحار، ج ۳، شیخ اکبر ابن عربی فتوحات مکیہ، باب ۱۰، ج ۱۰ ص ۱۷۴)

جواہر البحار ج ۱ ص ۱۱۳ میں یہی موجود ہے شفاء شریف، ج ۱ ص ۲۰۰، میں بھی یہی ہے، نسیم الریاض امام خفاجی، ج ۲، ص ۲۲۶، ۲۲۰ میں بھی یہی موجود ہے۔

امام ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری نے شرح شفاء میں یہی لکھا ہے۔

شیخ فریدالدین عطار علیہ رحمۃ الغفار جنہوں نے بے سرنامہ لکھی اپنی کتاب منطق الطیر میں یہی نقل کیا ہے اور اسی طرح مفسر جمل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی نقل فرمایا ہے۔

۲۹ اکتوبر ۲۰۰۲ء بروز منگل

ختم نبوت احادیث کی روشنی میں:

طبرانی معجم کبیر اور حاکم اور بیہقی دلائل النبوۃ میں امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لغزش واقع ہوئی۔ عرض کی الٰہی! میں تجھے محمد (ﷺ) کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما ارشاد ہوا اے آدم (علیہ السلام) تو نے محمد (ﷺ) کو کیونکر پہچانا حالانکہ میں نے ابھی اسے پیدا نہ کیا (یعنی جسم کو) عرض کی الٰہی جب تو نے مجھے اپنی قدرت سے بنایا اور مجھ میں روح پھونکی میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایہ پر لکھا پایا **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ﷺ تو میں نے جانا تو نے اسی کا نام اپنے نام پاک کے ساتھ ملایا ہوگا جو تجھے تمام جہاں سے زیادہ پیارا ہے فرمایا **صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الی** اے آدم تو نے سچ کہا بے شک وہ تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے اور جب تو نے مجھے اس کا واسطہ دیکر سوال کیا تو میں نے تیرے لئے مغفرت فرمائی کہ محمد (ﷺ) نہ ہوتا تو میں تجھے نہ بناتا۔ امام طبرانی نے یہ اضافہ روایت کیا ہے وہ تیری اولاد میں سب سے آخری نبی ہیں (ﷺ) مستدرک حاکم کتاب التاریخ استغفار آدم بحق محمد ﷺ مطبوعہ دار الفکر بیروت ج ۲ ص ۶۱۰، دلائل النبوۃ للبیہقی مطبوعہ بیروت ج ۵ ص ۴۸۹، المعجم الاوسط للطبرانی ص

۶۴۹۸،مطبوعہ ریاض ج ۷،ص ۲۰۹۔

ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

جب موسیٰ (علیہ الصلوۃ والسلام پر تورات اتری اسے پڑھا تو اس میں اس امت کا ذکر پایا عرض کی اے میرے رب میں ان ارواح میں ایک امت پاتا ہوں کہ وہ زمانے میں سب سے پچھلی اور مرتبے میں سب سے اگلی تو کیا یہ میری امت ہے فرمایا یہ امت احمد (ﷺ) کی ہے اس میں موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی گئی کہ آخری امت ہے اس لئے کہ آخر الانبیاء کے کلمہ پڑھنے والے ہیں۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم مطبوعہ بیروت، ج ۱،ص ۴۱)

ابن عساکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا انہیں ان کے بیٹوں پر مطلع فرمایا وہ ان میں ایک کی دوسرے پر فضیلتیں دکھائے گئے تو ان سب کے آخر میں بلند اور روشن نور دیکھا عرض کی الٰہی یہ کون ہیں ؟فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد (ﷺ) ہے یہی اول ہے یہی آخر ہے اور یہی سب سے پہلا شفیع اور یہی سب سے پہلا مشفع بنایا گیا۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم طبع بیروت ج ۱ص ۱۴)

نیز ابن عساکر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے راوی فرمایا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی دونوں شانوں کے وسط میں کلام قدرت سے لکھا ہوا ہے محمد رسول اللہ خاتم النبیین (مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر مطبوعہ بیروت ج ۲،ص ۱۳۷)

ابن ابی شیبہ مصنف میں حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ سے راوی کہ سب سے پہلے جو دروازۂ جنت کی زنجیر پر ہاتھ رکھے گا اس کے لئے دروازہ کھولا جائے گا وہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر تورات مقدس کی آیت پڑھی۔

نحن آخرون الاولون یعنی مرتبہ میں امت محمد ﷺ اول ہے اور زمانے میں میں آخر ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ مطبوعہ کراچی ادارۃ القرآن ج ۱۱،ص ۴۳۴)

ور ابن سعد عامر شعبی سے راوی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں ارشاد ہوا بے شک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہونگے یہاں تک کہ نبی امی خاتم الانبیا جلوہ فرما ہونگے۔ (طبقات کبریٰ لابن سعد طبع بیروت ج ۱،ص ۱۶۳)

ابن عساکر محمد بن قرظی سے راوی اللہ عزوجل نے یعقوب علیہ السلام کو وحی بھیجی میں تیری اولاد سے سلاطین وانبیاء بھیجتا رہوں گا یہاں تک کہ بھیجونگا اس حرم محترم والے نبی کو جسکی امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی اور وہ آخر الانبیاء ہونگے اور ان کا نام احمد ہوگا۔ (طبقات کبریٰ لابن سعد ج ۱ص ۱۶۳)

ابن ابی حاکم وھب بن منبہ سے راوی اللہ عزوجل نے اشعیاء علیہ السلام پر وحی بھیجی میں نبی امی کو بھیجنے والا

ہوں اسکے سبب بہرے کان اور غافل دل اور اندھی آنکھیں کھول دونگا اور اس کی پیدائش مکہ میں ہے اور ہجرت مدینہ میں اور تخت گاہ شام میں اس کی امت کو سب امتوں میں سے جو لوگوں کے لئے ظاہر کی گئی انکو افضل کرونگا اور انکی کتاب پر کتابوں کو ختم کرونگا اور انکی شریعت پر شریعتوں کو اور دین کو سب دینوں پر ختم کرونگا۔ (بحوالہ ابی نعیم خصائص کبریٰ للسیوطی ج ۱،ص ۳۳،۳۴)

ابن عساکر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگلی کتابوں میں میرے یہ نام تھے۔

احمد (اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والے)

محمد (زیادہ سے زیادہ تعریف کیا ہوا)

ماحی (کفر و شرک کو مٹانے والا)

مقفی (سب سے پیچھے آنے والا)

نبی الملاحم (جہادوں کے پیغمبر)

حمطایا (حرم الٰہی کے حامی)

فارقلیطا (حق کو باطل سے جدا کرنے والا)

ماذماذ (ستھرے، پاکیزہ)

(خصائص کبریٰ للسیوطی بحوالہ ابی نعیم عن ابن عساکر مطبوعہ مصر ج ۱،ص ۱۴۲)

ابن عساکر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے راوی جبریل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر حضور اقدس سے عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے بے شک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا۔ کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ یاد نہ کیئے جاؤ بے شک میں نے دنیا اور اہل دنیا سب کو اس لئے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین اور جو کچھ اس میں ہے اصلاً نہ بناتا۔ (مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر طبع بیروت، ص ۱۳۷،۱۳۶)

خطیب بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ **لما اسری بی الی السماء قربنی حتی کان بینی وبینہ قاب قوسین اوادنی۔**

شب اسریٰ مجھے میرے رب نے اپنے قریب کیا یہاں تک کہ مجھ میں اور اس میں ایک کمان کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم کا فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا اے محمد (ﷺ) کیا تجھے اس کا غم ہے کہ میں نے تجھے سب انبیاء کے آخر میں بھیجا

میں نے عرض کی بنیفرمایا کیا تیری امت کواس کارنج ہے کہ میں نے انکو تمام امتوں کے آخر میں بھیجا عرض کی بنیفرمایا اپنی امت کو خبر دے دے میں نے انکو سب سے پیچھے اس لئے کیا کہ اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انکو رسوائی سے محفوظ رکھوں۔(فتاوی رضویہ ج۱۵ص ۶۳۷)

ابن جریر اور ابن حازم اور بزار ابو یعلی اور امام بیہقی اپنی سند کیساتھ حضرت ابو ہریرہ سے حدیث طویل اسراء میں راوی پھر حضرت اقدس ﷺ ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملے پیغمبروں نے اپنے رب عزوجل کی حمد کی ابراہیم پھر موسیٰ پھر داؤد پھر سلیمان، پھر عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ بہ ترتیب حمد الٰہی بجالائے اس کے ضمن میں اپنے خصائص ومحامد بیان فرمائے۔

سب کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب جل جلالہٗ کی ثنا کی اور فرمایا تم سب اپنے رب کی تعریف کر چکے اور اب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں سب خوبیاں اللہ کو جس نے مجھے سارے جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام آدمیوں کی طرف بشارت دیتا اور ڈر سناتا مبعوث کیا اور مجھ پر قرآن اتارا جس میں ہر شئی کا روشن بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر فضیلت دی اور انہیں عدل وعدالت واعتدال والی اُمّت کیا اور انہیں کو اوّل اور انہیں کو آخر رکھا اور میرے واسطے میرا ذکر بلند فرمایا اور مجھے فاتحۂ دیوان نبوت وخاتمہ دفتر رسالت بنایا، ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ان وجوہ سے محمد ﷺ تم سے افضل ہوئے۔ پھر حضور ﷺ سدرہ تک پہنچے، اس وقت رب العزت جل جلالہ نے ان سے کلام کیا اور فرمایا میں نے تجھے اپنا خالص پیارا بنایا اور تیرا نام توریت میں حبیب الرحمٰن لکھا ہے، میں نے تیرے لئے تیرا ذکر اونچا کیا کہ میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ تیری یاد نہ آئے اور میں نے تیری امت کو یہ فضل دیا کہ وہی سب سے اگلے اور وہی سب سے پچھلے اور میں نے تجھے سب پیغمبروں سے پہلے پیدا کیا اور سب کے بعد بھیجا اور تجھے فاتح وخاتم کیا ﷺ۔

جعلتك الاول النبين خلقا وآخرهم بعثا وناظرا وخاتما (تفسیر ابن جریر طبری طبع مصر ج ۱۵، ص ۷تا۹)

امام ابو داؤد طیالسی مطولاً اور ابن ماجہ مختصراً اور ابو یعلی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی رسول اللہ ﷺ حدیث طویل شفاعت کبریٰ فرماتے ہیں:

یعنی جب لوگ اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حضور سے مایوس ہو کر پھریں گے تو سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے، مسیح فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے آج اپنی ہی فکر ہے مگر ہے یہ کہ جو چیز کسی سربمہر برتن میں رکھی ہو کیا بے مہر اٹھائے اُسے پاسکتے ہیں، لوگ

کہیں گے نہ فرمائیں گے تو محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں اور یہاں تشریف فرما ہیں۔لوگ میرے حضور حاضر ہو کر شفاعت چاہیں گے میں فرماؤں گا میں ہوں شفاعت کے لئے پھر جب اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی امت ﷺ تو ہمیں پچھلے ہیں اور ہمیں اگلی سب اُمتوں سے پچھلے آئے اور سب پہلے ہمارا حساب ہوگا اور سب اُمتیں عرصاتِ محشر میں ہمارے لئے راستہ دیں گی ۔(مسند ابو یعلی حدیث ۲۳۲۴ عبداللہ ابن عباس، موسسۃ علوم القرآن بیروت ۶/۳)

احمد و بخاری و مسلم و ترمذی حدیث طویل شفاعت میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اولین و آخرین: حضور خاتم النبیین افضل المرسلین ﷺ کے حضور آ کر عرض کرینگے حضور اللہ تعالی کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں ہماری شفاعت فرمائیں ۔(صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورۂ بنی اسرائیل، قدیمی کتب خانہ کراچی، ۶۸۵/۲)

ابو نعیم حلیۃ الاولیاء اور ابن عساکر دونوں بطریق عطاء حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

جب آدم علیہ الصلوۃ والسلام بہشت سے ہند میں اُترے تو گھبرائے، جبریل امین علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اُتر کر اذان دی، جب نامِ پاک آیا آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے پوچھا: محمد کون ہیں، کہا: آپ کی اولاد میں سب سے پچھلے نبی (ﷺ)(حلیۃ الاولیاء، ترجمہ عمرو بن قیس الملائی دارالکتاب العربی بیروت ۱۰۷/۵)

ابو نعیم دلائل میں یونس بن میسرہ بن حلبس سے مرسلاً اور داری و ابن عساکر بطریق یونس ہذا عن ابی ادریس الخولانی عبدالرحمن بن غنم اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے موصولاً راوی وھذا اللفظ المرسل رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: فرشتہ سونے کا طشت لے کر آیا اور میرا شکم مبارک چیر کر دل مقدس نکالا اور اُسے دھو کر کچھ اس پر چھڑک دیا، پھر کہا:

حضور محمد رسول اللہ ہیں سب انبیاء کے بعد تشریف لانے والے تمام عالم کو حشر دینے والے ﷺ (الخصائص الکبری بحوالہ ابی نعیم عن یونس باب ماجاء فی قلبہ الشریف دارالکتب الحدیثۃ ۱۶۲/۱)

حدیث متصل میں یوں ہے: جبریل اُتر کر حضور ﷺ کا شکم چاک کیا، پھر کہا:

مضبوط و محکم دل ہے اس میں دو کان ہیں شنوا اور دو آنکھیں ہیں بینا، محمد اللہ کے رسول ہیں انبیاء کے خاتم اور خلائق کو حشر دینے والے ﷺ (الخصائص الکبری باب ماجاء فی قلبہ الشریف ﷺ دارالحدیثۃ شارع الجمہوریۃ

بجابدین ۱/۱۶۲)

ابونعیم بطریق شہر بن حوشب اور ابن عساکر بطریق مسیّب بن رافع وغیرہ حضرت کعب احبار سے راوی انہوں نے فرمایا: میرے باپ اعلم علمائے توراۃ تھے، اللہ عزوجل نے جو کچھ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتارا اس کا علم اُن کے برابر کسی کو نہ تھا، وہ اپنے علم سے کوئی شے مجھ سے نہ چھپاتے، جب مرنے لگے مجھے بلا کر کہا: اے میرے بیٹے! تجھے معلوم ہے کہ میں نے اپنے علم سے کوئی چیز تجھ سے نہ چھپائی مگر ہاں دو ورق رکھے ہیں ان میں ایک نبی کا بیان ہے جس کی بعثت کا زمانہ قریب آپہنچا میں نے اس اندیشے سے تجھے ان دو ورقوں کی خبر نہ دی کہ شاید کوئی جھوٹا مدعی نکل کھڑا ہو اتو اس کی پیروی کر لے یہ طاق تیرے سامنے ہے میں نے اس میں وہ اوراق رکھ کر اوپر سے مٹی لگادی ہے ابھی ان سے تعرض نہ کرنا، نہ انہیں دیکھا جب وہ نبی جلوہ فرما ہو اگر اللہ تعالیٰ تیرا بھلا چاہے گا تو تو آپ ہی اس کا پیرو ہو جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ مر گئے ہم ان کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے ان دونوں ورقوں کے دیکھنے کا شوق ہر چیز سے زیادہ تھا، میں نے طاق کھولا ورق نکالے تو کیا دیکھتا ہوں کہ ان میں لکھا ہے:

محمد اللہ کے رسول ہیں، سب انبیاء کے خاتم، ان کے بعد کوئی نبی نہیں، ان کی پیدائش مکے میں اور ہجرت مدینے کو۔ ﷺ (الخصائص الکبریٰ باب ماجاء فی قلبہ الشریف ﷺ دارالحدیث شارع الجمہوریۃ بجابدین ۱/۱۶۲)

بیہقی وطبرانی وابونعیم اور خرائطی کتاب الہواتف میں خلیفہ بن عبدہ سے راوی، میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا جاہلیت میں کہ ابھی اسلام نہ آیا تھا تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیونکر رکھا، کہا میں نے اپنے باپ سے اس کا سبب پوچھا، جواب دیا کہ بنی تمیم سے ہم چار آدمی سفر کو گئے تھے ایک میں اور سفیان بن مجاشع بن دارم اور عمر بن ربیعہ اور اُسامہ بن مالک، جب ملک شام پہنچے ایک تالاب پر اُترے جس کے کنارے پیڑ تھے، ایک راہب نے اپنے دیر سے ہمیں جھانکا اور کہا تم کون ہو؟ ہم نے کہا اولادِ مضر سے کچھ لوگ ہیں۔ کہا:

سُنتے ہو عنقریب بہت جلد تم میں سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے تم اس کی طرف دوڑنا اور اس کی خدمت واطاعت سے بہرہ یاب ہونا کہ وہ سب میں پچھلا نبی ہے۔

ہم نے کہا اس کا نام پاک کیا ہوگا؟ کہا محمد ﷺ۔ جب ہم اپنے گھروں کو واپس آئے سب کے ایک ایک لڑکا ہوا اس کا نام محمد رکھا، انتہی، واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (الخصائص الکبریٰ بحوالہ البیہقی والطبرانی والخرائطی باب اخبار الاحبار الخ دالکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بجابدین ۱/۵۸۔۵۷)

زید بن عمرو بن نفیل کہ احد العشرۃ المبشرۃ سیدنا سعید بن زید کے والد ماجد ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنہ

مواحدان دوموتان عہد جاہلیت سے تھے طلوع آفتاب عالمتاب اسلام سے پہلے انتقال کیا مگر اُسی زمانے میں توحید الٰہی ورسالت حضرت ختم پناہی ﷺ کی شہادت دیتے، ابن سعد وابو نعیم حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، میں زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا مکہ معظمہ سے کوہِ حرا کو جاتے تھے، انہوں نے قریش کی مخالفت اوران کے معبودانِ باطل سے جُدائی کی تھی، اس پر آج اُن سے قریش سے کُچھ لڑائی رنجش ہو چکی تھی، مجھے دیکھ کر بولے، اے عامر! میں اپنی قوم کا مخالف اور ملتِ ابراہیم کا پیرو ہوا اُسی کو معبود مانتا ہوں جسے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پوجتے تھے، میں ایک نبی کا منتظر ہوں جو بنی اسمٰعیل اور اولادِ عبدالمطلب سے ہوں گے ان کا نام پاک احمد ہے میرے خیال میں میں ان کا زمانہ پاؤں گا میں ابھی ان پر ایمان لاتا اور اُن کی تصدیق کرتا اُن کی نبوت کی گواہی دیتا ہوں، تمھیں اگر اتنی عمر ملے کہ انہیں پاؤ تو میرا اسلام انہیں پہنچانا، اے عامر! میں تم سے ان کی نعت وصفت بیان کئے دیتا ہوں کہ تم خوب پہچان لو، درمیانہ قد ہیں، سر کے بال کثرت وقلت میں معتدل، اُن کی آنکھوں میں ہمیشہ سُرخ ڈورے رہیں گے، اُن کے شانوں کے بیچ مہر نبوت ہے، ان کا نام احمد، اور یہ شہر اُن کا مولد ہے، یہیں ان کی رسالت ظاہر ہوگی، اُن کی قوم انہیں مکے میں نہ رہنے دے گی کہ ان کا دین اسے ناگوار ہوگا وہ ہجرت فرما کر مدینے جائیں گے، وہاں سے اُن کا دین ظاہر وغالب ہوگا، دیکھو تم کسی دھوکے فریب میں آکر اُن کی اطاعت سے محروم نہ رہنا۔

کہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں شہروں شہروں پھرا یہود ونصاریٰ، مجوس جس سے پوچھا سب نے یہی جواب دیا کہ یہ دین تمہارے پیچھے آتا ہے اور اس نبی کی وہی صفت بیان کی جو میں تم سے کہہ چکا اور سب کہتے تھے کہ اُن کے سوا کوئی نبی باقی نہ رہا۔

عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت ظاہر ہوئی میں نے زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ باتیں حضور سے عرض کیں، حضور نے ان کے حق میں دعائے رحمت فرمائی اور ارشاد کیا:

قد رأيته في الجنة يسحب ذيله

میں نے اُسے جنت میں دامن کشاں دیکھا (الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن سعد وابی نعیم عن عامر بن ربیعہ)(باب اخبار الاحبار الخ، دارالکتب الحدیثہ شارع الجمہوریۃ بعابدین ۶۲/۱-۶۱)

امام واقدی وابو نعیم حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث طویل ملاقات مقوقس بادشاہِ مصر میں راوی، جب ہم نے اس نصرانی بادشاہ سے حضور اقدس ﷺ کی مدح وتصدیق سنی اس کے پاس وہ کلام سُن کر اُٹھے جس نے ہمیں محمد ﷺ کے لئے ذلیل وخاضع کردیا ہم نے کہا سلاطینِ عجم اُن کی تصدیق کرتے اور ان سے ڈرتے ہیں

حالانکہ اُن سے کچھ رشتہ علاقہ نہیں اور ہم تو ان کے رشتہ دار اُن کے ہمسائے ہیں وہ ہمارے گھر ہمیں دین کی طرف بلانے آئے اور ہم ابھی ان کے پیرو نہ ہوئے، پھر میں اسکندریہ میں ٹھہرا کوئی گرجا کوئی پادری قبطی خواہ رومی نہ چھوڑا جہاں جا کر محمد ﷺ کی صفت جو وہ اپنی کتاب میں پاتے ہیں نہ پوچھی ہو۔ان میں ایک پادری قبطی سب سے بڑا مجتہد تھا اُس سے پوچھا،

هل بقى احد من الانبياء

آیا پیغمبروں میں سے کوئی باقی رہا؟ وہ بولا:

ہاں ایک نبی باقی ہیں وہ سب انبیاء سے پچھلے ہیں ان کے اور عیسیٰ کے بیچ میں کوئی نبی نہیں، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُن کی پیروی کا حکم ہوا ہے، وہ نبی اُمی عربی ہیں ان کا نام پاک احمد ہے ﷺ ۔ پھر اس نے حلیہ شریفہ و دیگر فضائل لطیفہ ذکر کیے، مغیرہ نے فرمایا: اور بیان کر۔اس نے اور بتائے، از انجملہ کہا: انہیں وہ خصائص عطا ہوں گے جو کسی نبی کو نہ ملے ہر نبی اپنی قوم کی طرف بھیجا جاتا وہ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ مغیرہ فرماتے ہیں میں نے یہ سب باتیں خوب یاد رکھیں اور وہاں سے واپس آکر اسلام لایا۔(دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الخامس، عالم الکتب بیروت، ص ۲۱ و ۲۲)

۳۱ اکتوبر ۲۰۰۲ء بروز جمعرات

امام ابو نعیم حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ میں سات برس کا تھا کہ مدینہ منورہ کے ایک ٹیلے سے یہودی رات کے پچھلے حصے میں احمد کریم کا تارا طلوع ہوا اب انبیاء میں سے کوئی باقی نہ رہا سوائے احمد (ﷺ) کے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم ص ۱۷)

تورات کے قاری یہودی علماء اپنی کتب کے حوالہ سے یہ ذکر کرتے تھے کہ مکہ مکرمہ میں ایک نبی پیدا ہونگے جن کا نام احمد (ﷺ) ہوگا اب ان کے سوا کوئی نبی باقی نہیں۔(خصائص کبریٰ ج ا ص ۶۴)

(۲۴) بنی قریظہ اور بنی نضیر کے یہودی علماء آپ ﷺ کی صفت بیان کرتے رہتے تھے جب سرخ رنگ کا تارا طلوع ہوا ان یہودی علماء نے کہا نبی آخر الزماں پیدا ہو گئے اب ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔(خصائص کبریٰ ج ا ص ۶۶)

(۲۵) اعلان ہوا اے اہل مدینہ محمد ﷺ کی ولادت کا تارا طلوع ہوا وہ آخر الانبیاء ہیں مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے۔

(خصائص کبریٰ ج۱،ص ۶۸)

(۲۶) یوشع یہودی عالم نے کہا آخری نبی احمد کی ولادت کا تارا طلوع ہو چکا اور یہ مدینہ انکی ہجرت کی جگہ ہے ۔(خصائص کبریٰ ج۱،ص۶۵،۶۶)

(۲۷) ابن سعد حاکم بیہقی ابونعیم ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی کہ مکہ مکرمہ میں ایک یہودی پادری عالم رہتا تھا۔جس رات آپ ﷺ کی ولادت ہوئی وہ قریش کی مجلس میں جا کر پوچھنے لگا کہ آج رات تم میں کوئی لڑکا پیدا ہوا قریش نے جواب دیا ہمیں پتہ نہیں وہ بولا اے قریش مکہ خوب یاد کرو جوبات میں تم سے کہتا ہوں آج رات مکہ مکرمہ میں اس آخری امت کا نبی پیدا ہوا۔جس کے دو کاندھوں کے درمیان علامت ہے ۔(خصائص کبریٰ ج۱،ص ۱۲۳)

(۲۸) امام بخاری امام مسلم امام ترمذی امام نسائی امام مالک امام احمد امام ابوداؤد طیالسی امام ابن سعد امام طبرانی امام حاکم امام بیہقی امام ابونعیم (رحمۃ اللہ علیہم)وغیرہم حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میرے متعدد نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری وجہ سے کفر کو محو کرتا ہے اور میں حاشر ہوں کہ لوگوں کا حشر میرے قدموں پہ ہوگا اور میں آخر ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں ..... ﷺ (صحیح مسلم ج۲،ص ۲۶۱)

الاالطبرانی کی روایت میں اسم خاتم روایت ہے۔

(۲۹) میں مقفی اور حاشر ہوں۔(رواہ احمد و مسلم والطبرانی فی الکبیر عن ابن موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ)(صحیح مسلم ج ۲،ص ۲۶۱)

(۳۰) نوٹ !اسمائے طیبہ خاتم آخر مقفی تو معنی نبوت میں نص صریح ہے۔

علماء فرماتے ہیں اسم پاک حاشر سے بھی ختم نبوت ثابت ہے نووی شرح مسلم حاشر کے معنی میں امام نووی کے حاشر سے ختم نبوت ثابت ہے۔(مسلم نووی ج ۲،ص ۲۶۱)

حاشر کا معنی لیس بعدہ نبی (تیسیر شرح جامع صغیر ج۱،ص ۳۲۵)

حاشر کا معنی لیس بعدی نبی (جمع الوسائل فی شرح الشمائل لعلی قاری علیہ الرحمۃ الباری ج دوم،ص ۱۸۲)

(۳۱) ابن مردویہ تفسیر میں ابی نعیم دلائل میں اور ابن عدی اور ابن عساکر و دیلمی روایت کرتے ہیں حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب کے ہاں میرے دس نام ہیں ۔محمد ،احمد ،فاتح ،خاتم ،ابوالقاسم ،حاشر ،آخرالانبیاء ،ماحیٗ

کفر لیتین بطہٗ (صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ اجمعین)(ابن عدی فی الکامل ج ۳،ص ۱۲۷۳)

(۳۲) میں حاشر ہوں میں عاقب ہوں میں خاتم الانبیاء ہوں میں مقفی ہوں (ﷺ)(کامل ج ۷ص ۲۵۱۷)

(۳۳) میں حاشر ہوں میں عاقب ہوں ﷺ (رواہ الحاکم فی المستدرک وصححہ ج ۳،ص ۴۱۵)

(۳۴) میں مقفی ہوں اور حاشر ہوں (ﷺ)(طبقات ابن سعد ج ۱ص ۱۰۵)

(۳۵) ہم زمانے میں آخر ہیں اور قیامت میں سابق ہیں۔(صحیح بخاری ج ۱ص ۱۲۰، مسلم ج ۱ص ۲۸۲)

(۳۶) ہم دنیا میں آخر ہیں اور قیامت میں اول ہیں۔(صحیح مسلم ج ۱ص ۳۸۲)

(۳۷) ہم آخر ہیں اور قیامت میں سابق ہیں۔(داری شریف کنز العمال ج ۱۱ص ۴۴۲)

(۳۸) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی سے فرمایا تم زمانے میں پہلے ہو اور ہم آخر ہیں مگر قیامت کے دن ہم سب سے پہلے ہونگے (رواہ اسحاق ابن ابی شیبہ ج ۱۱ص ۵۱۱، مصنف ابن ابی شیبہ)

(۳۹) آپ فرماتے ہیں کہ میں فاتح وخاتم بنا کے بھیجا گیا۔(بیہقی شعب الایمان طبع بیروت ج ۲،ص ۳۵۸)

(۴۰) ابن ابی حاتم بغوی ثعلبی تفاسیر میں ابو اسحاق تاریخ میں ابی نعیم دلائل میں متعدد روایتوں سے حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ابن سعد طبقات ابن لال عفالے میں حضرت قتادہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کریمہ **واذ اخذنا من النبیین ----- ومنك ومن نوح الآیہ**

اس آیت کی تفسیر میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

انا اولھم خلقاً وآخرھم بعثا

یعنی تخلیق میں اول میں ہوا ور ظہور میں آخر میں ہوں (**رواہ ابو نعیم فی الدلائل**)۔

خصائص کبریٰ ج ۱ص ۳، جواہر البحار ج ۱ص ۱۲، ناقلاً عن الشفاء

نسیم الریاض للخفاجی ج ۲،ص ۴۴۴

شرح شفاء لعلی قاری ج ۲ص ۴۴۴

مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۵،ص ۳۶۶

شفاء ج ۱ص ۲۰۱، زرقانی شرح مواھب ج ۵،ص ۲۴۲

شفاء ج ۱ص ۳۷، نسیم الریاض

شرح شفاء للقاری، ج ۱ص ۲۵۰

جواھر البحار ازابی نعیم ج ا،ص ۶۸

جواھر البحار ج ا،ص ۲۸۲،تفسیر مظہری ج ۷،ص ۳۱۰

حدیقہ ندیہ لامام عبد الغنی نابلسی ج ا،ص ۳۰

تفسیر خازن ج ۳،ص ۴۵۳

تفسیر معالم التنزیل للبغوی ج ۵،ص ۱۹۲

تفسیر ابن کثیر ج ۳،ص ۴۶۹

امام سیوطی نے درمنشور میں ج ۵،ص ۱۸۳ انو احادیث اس آیت کی تفسیر میں نقل فرمائی۔

مطالع المسرات ج ص ،

تفسیر روح البیان ج ۵،ص ۶۶۱

(مزید تفصیل کے لئے شیخ الحدیث والتفسیر بیہقی وقت حضرت علامہ مفتی محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکۃ الآراء تصنیف لطیف مقام رسول ﷺ ص ۲۰۶ سے ۲۱۲ تک کا مطالعہ کریں)

(۴۱) امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے بلیٰ فرمایا اس لئے آپ کو انبیاء پر تقدم ہوا اور وہ آخر میں مبعوث کئے گئے۔

(خصائص کبریٰ ج ا،ص ۹)

(۴۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کے وصل کے بعد آپ سے عرض کیا آپ آخر الانبیاء ہیں۔

(المواھب اللدنیہ لامام قسطلانی ج ص ۵۵۵)

(۴۳) حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ سے عرض کی **لسماك اول لانك اول الانبياء وخلقاتم بآخر لانك اخر الانبياء في اخاتم الانبياء وخاتم الامم**

آپ اب محمود ہے آپ محمد ہیں ﷺ

آپ اب اول آخر ظاہر باطن ہیں

آپ ہی اول آخر ظاہر باطن ہیں

آپ نے فرمایا **الحمد لله الذى فضلنى على جميع النبين**

حتی کہ میرے نام میں ہی اور وصف میں ہی علی قاری شرح شفاء میں فرمایا اس حدیث کو طلمسانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا (شرح شفاء ج ۲، ص ۴۲۵)

(۴۴) آپ فرماتے ہیں مجھ سے انبیاء ختم کئے گئے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۹)

(۴۵) میں خاتم النبیین ہوں یہ بات فخراً نہیں کہہ رہا ہوں۔ (دارمی ج ۱ ص ۳۱، بسند صحیح بخاری (تاریخ) طبرانی اوسط میں بیہقی سنن میں ابونعیم دلائل میں اسی حدیث کے مخرج ہیں)

(۴۶) میں اللہ کے ہاں لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہوں کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ (رواہ احمد وصحہ الحاکم فی المستدرک ج ۲، ص ۶۰۰)

(۴۷) اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھا **ان محمداً ﷺ خاتم النبین**۔ (صحیح مسلم مواہب اللدنیہ مطالع المسرات طبع مصر ص ۹۸) (زرقانی ج ۱ ص ۳۱، شرح مواہب ج ۱ ص ۵۷)

(۴۸) متمم قصر نبوت ﷺ نے فرمایا میں ہی نبوت کی آخری اینٹ ہوں جس سے نبوت کا محل مکمل ہو گیا رسولوں کا مجھ سے اختتام ہوا۔ میں ہی آخری نبی ہوں۔

رواہ احمد والبخاری ومسلم وترمذی عن جابر رضی اللہ عنہ رواہ احمد والترمذی، رواہ احمد والشیخان عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ عن ابی کعب رضی اللہ عنہ، عن ابی هریره رضی اللہ عنہ

صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۱، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۸، مشکوۃ شریف ص ۵۱۱)

(۴۹) نوادر میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اول الرسل آدم وآخرهم محمد صلى الله عليه وعلىٰ نبينا وسلم

(۵۰) طبرانی اوسط میں اور صغیر میں ابن عدی کامل میں حاکم کتاب المعجزات بیہقی اور ابونعیم دلائل میں ابن عساکر تاریخ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی آپ ﷺ اصحاب کے مجمع میں تشریف فرما تھے قبیلہ بنی عالم امکان کے بادشاہ نے فرمایا:

من تعبد

قال اس ذات کی عبادت کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۲ ص ۱۴۴

اسی حدیث کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں نقل کیا۔

۲ نومبر ۲۰۰۲ء بروز ہفتہ

امام ترمذی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا حضور ﷺ کے دو شانوں کے بیچ میں مہر نبوت اور حضور خاتم النبیین ہیں۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۵)

طبرانی اور ابو نعیم حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے درود شریف کا ایک صیغہ بلیغہ راوی فرمائے الخاتم لما سبق انبیاء سابقین کے ختم کرنے والے۔ (معجم اوسط ۹۰۸۵، ج ۱۰، ص ۳۶)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں انبیاء بنی اسرائیل سیاست فرماتے ہیں جب ایک نبی تشریف لے جاتا دوسرا اس کے بعد آتا میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۹۱)

احمد ترمذی حاکم بسند صحیح مع اقرار ذھبی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ رسالت اور نبوت ختم ہوگئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔ (ترمذی ج ۲ ص ۵۱)

امام بخاری حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے راوی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں نبوت سے کچھ باقی نہ رہا صرف بشارتیں باقی ہیں اچھے خواب۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۵)

طبرانی کبیر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح راوی کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں نبوت گئی۔ میرے بعد نبوت نہیں مگر بشارتیں ہیں اچھا خواب کہ انسان آپ دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔

(طبرانی کبیر ۳۰۵۱، ج ۳، ص ۱۷۹)

احمد اور ابن ماجہ وابن خزیمہ وابن حبان **کل مافی احمد فھو مقبول** (اصول حدیث)

صحیح امام الائمہ ابن خزیمہ اور ابن حبان میں ہر حدیث صحیح ہے بیامقرظ سے راوی خاتم النبیین ﷺ فرماتے ہیں نبوت ختم ہوگئی اور بشارتیں باقی ہیں۔ (سنن ابن ماجہ ص ۲۸۶)

حضور ﷺ نے فرمایا اے لوگو نبوت کی بشارتوں سے کچھ باقی نہ رہا سوائے اچھے خوابوں کے جو مسلمان خود دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے۔ (سنن ابن ماجہ ص ۲۸۶، ۲۸۷)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **لو کان بعدی نبی لکان عمر**

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا عمر ہوتے (احمد، ترمذی، حاکم طبرانی وقیانی ابو یعلی حضرت ابن عساکر خطیب لمن حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما) طبرانی حضرت ابو سعید خدری سے مذکورہ حدیث راوی (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۵۲)

اسماعیل بن ابی خالد سے ہے میں نے حضرت عبداللہ بن ابی عوفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ نے ابراہیم صاحبزادہ رسول ﷺ کو دیکھا تھا فرمایا ان کا بچپن میں انتقال ہوا اور اگر مقدر ہوتا نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتو حضور کے صاحبزادے حضرت ابراہیم زندہ رہتے مگر حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔(رواہ البخاری ج۲ص ۹۱۴)

امام احمد کی روایت میں انہی سے ہے فرمایا

لو كان بعد النبي ﷺ نبي مامات ابنه ابراهيم (مسند احمد ج۴،ص ۳۵۳)

ابن عبداللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی انہوں نے فرمایا حضرت ابراہیم بن محمد ﷺ اتنے ہو گئے تھے کہ ان کا جسم مبارک گہوارے کو بھر دیتا اگر زندہ رہتے نبی ہوتے مگر زندہ نہ رہ سکے تھے کہ تمہارے نبی آخر الانبیاء ہیں ۔(شرح زرقانی علی المواھب ج ۳،ص ۲۱۵،۲۱۶)

اسکی اصل احادیث مرفوعہ سے ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : **لو عاش ابراهيم لكان صديقا نبيا ۔**

(کنز العمال ج ۱۱،ص ۴۶۹)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس امت میں تیس کے قریب دجال کذاب نکلیں گے ہر ایک دعوٰی کرے گا کہ یہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(رواہ البخاری عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ واحمد و مسلم ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ عن ثوبان رضی اللہ عنہ)(بخاری ج ۲ص ۱۰۵۶)

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ میری امت دعوت میں 27 کذاب دجال ہونگے ان میں چار عورتیں ہونگی حالانکہ میں خاتم الانبیاء ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(رواہ احمد والطبرانی والضیاء عن حذیفہ رضی اللہ عنہ)۔(مسند احمد ج ۵ص ۳۹۶)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تیس دجال کذاب مدعی نبوت نکلیں گے۔(تاریخ ابن عساکر، ج ۳،ص ۴۴۳)

خاتم النبیین ﷺ فرماتے ہیں۔

قیامت نہ آئے گی جب تک تیس کذاب نہ نکلیں ان میں مسیلمہ اور اسود عنسی اور مختار ثقفی ہے۔(رواہ ابو یعلی فی المسند بسند حسن عن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما)(مسند ابو یعلی ج ۶،ص ۱۹۹)

حضرت امیر المؤمنین مولی علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے بارے میں متواتر حدیثیں ہیں کہ نبوت ختم ہوگئی نبوت میں

حضرت علی کا کچھ حصہ نہیں۔

آخر الانبیا ﷺ نے فرمایا اے علی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے یہاں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ السلام جب اپنے رب سے کلام کے لئے حاضر ہوئے تو ہارون علیہ السلام کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے حالانکہ فرق ہے ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا دوسرے کے لئے نبوت نہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں اے علی تو نبی نہیں۔

امام احمد مسند میں بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، ابن جریر تھذیب الآثار میں کئی سندوں سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے راوی امام حاکم بسند صحیح اسناد مستدرک میں طبرانی کبیر و اوسط میں ابو بکر فوائد میں بزار حسن بن سعد مولیٰ علی سے ابن عساکر عقیل عن علی رضی اللہ عنہ، امام احمد حاکم طبرانی عقیلی، عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، امام احمد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے، احمد بزار ابو بکر مطیر ی ابو سعید حسن ابو ترمذی جابر سے اور حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے طبرانی کبیر میں خطیب کتاب المتفق میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ابو نعیم فضائل صحابہ میں طبرانی کبیر نے حضرت براء بن عازب زید بن ارقم جابر بن ثمرہ مالک بن زہیر سیدہ ام سلمہ زوجہ مولیٰ علی حضرت اسماء رضی اللہ عنہم اجمعین سے راوی ہیں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین مسند احمد مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

حضرت اسماء کی حدیث میں ہے

جبریل امین نے خاتم النبین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی **ان ربك يقرئك السلام** فرمایا ہے علی تجھ سے بمنزلہ ہارون کے بہ نسبت موسیٰ ہیں **ولكن لانبي بعدي** (طبرانی ج ۲۴ ص ۱۴۶)

فضائل صحابہ میں امام احمد راوی کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے ایک مرتبہ پوچھا امیر نے فرمایا مولیٰ علی سے پوچھو وہ اعلم ہے صاحب نے کہا اے امیر مجھے آپ کا جواب ان کے جواب سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت امیر نے فرمایا تو نے سخت بری بات کہی ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبی عزت ﷺ فرماتے تھے۔

بے شک حضور ﷺ نے ان سے کہا تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اے سائل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب کسی بات میں شبہ پڑتا تو اس کا حل حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کراتے ۔(فضائل صحابہ لاحمد بن حنبل ج ۲ ص ۶۷۵)

ابو نعیم حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے راوی افضل الانبیا ﷺ نے فرمایا اے علی میں مناصب جلیلہ اور مناقب وفضائل

کثیرہ میں تجھ پر غالب ہوں میرے بعد نبوت اصلاً نہیں ،(حلیہ ج ۱ص ۶۵)

آخرالانبیاء ﷺ نے فرمایا اے علی میں نے اللہ عزوجل سے جو کچھ اپنے لئے مانگا اسی کی مانند تیرے لئے مانگا میں نے جو کچھ چاہا مجھے عطا ہوا مگر فرمایا گیا کہ تمہارے بعد کوئی نبی نہیں ۔(ابن جریر طبرانی اوسط میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی ۔کنز العمال ج ۱۳،ص ۱۷۰)

منکرین ختم نبوت پر باجماع امت فتاویٰ کتب:

نمبرا : امام شھاب الدین معتمد فی المعتقد میں فرماتے ہیں آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہ ہوگا جو اس میں شک کرے اور وہ کہے آپ کے بعد کوئی نبی تھا یا ہے یا ہوگا یا ممکن ہے وہ کافر ہے۔

ایمان کی سلامتی اسی میں ہے آپ آخرالانبیاء ہیں ۔

نمبر ۲،۳ : امام ابن حجر مکی اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما امام اعظم کے زمانے میں ایک مدعی نبوت نے کہا مجھے مہلت دو کوئی نشانی دکھاؤں امام اعظم نے فرمایا جو اس سے نشانی مانگے گا کافر ہو جائے گا نشانی مانگنے سے آقا کے ارشاد قطعی مبارک ضروریت دین کی تکذیب کرتا ہے آقا نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔(الخیرات الاحسان ص ۱۱۹)

فتاویٰ ھندیہ فتاویٰ اصول امادیہ جوامع الفصود ۔۔۔وغیرھا میں ہے اب کسی مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرنا کافر ہو جانا ہے ۔(فتاویٰ عالمگیری ج ۲،ص ۲۶۳)

(۸) مدعی نبوت کی تکفیر خود ہی روشن ہے اس لئے معجزہ مانگنے والا بھی کافر ہے ہمارے نبی ﷺ کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں ۔(اعلام لقواطع الاسلام فتاویٰ عالمگیری ج ۲،ص ۲۶۳)

(۹،۱۰) اگر کسی نے یہ تمنا کی کہ کاش ہمارے نبی کے زمانے میں یا آپ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو ایسی تمنا کرنے والا کافر ہے ۔(الاعلام ص ۳۵۲)

(۱۱،۱۲،۱۳،۱۴) جو شخص آپ ﷺ کو آخرالانبیاء نہ مانے وہ پکا کافر ہے کیونکہ ضروریات دین میں سے ضروری بنیاد مسند کا منکر ہے۔

۔۔۔۔۔۔الاشباہ والنظائر میں ہے ۔(اشباہ والنظائر ج ۱،ص ۲۹۶)(عالمگیری ج ۲،ص ۳۲۳)

(۱۵) اگر کسی نے کہا میں نبی ہوں یہ مقولہ بالاجماع کفر ہے ۔(تا تارخانیہ عالمگیری ج ۴،ص ۲۶۶)

(۱۶) امام قاضی عیاض شفاء میں امام خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں ۔

آپ کے زمانے میں اور آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا وہ پکا کافر ہے کیونکہ آپ کا آخرالانبیاء ہونا

قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس کا منکر اللہ ورسول کی تکذیب کرتا ہے۔(کتاب الشفاء ج ۲،ص ۲۷۶)(نسیم الریاض ج ۴،ص ۵۰۶ سے ۵۰۹ تک)

مجمع الانہر میں ہے جو شخص اس بات پر ایمان لائے کہ حضور ﷺ اللہ کے برحق رسول ہیں اور آخر الانبیاء نہیں وہ شخص مومن نہیں۔(مجمع الانہر ج ۱،ص ۶۹۱)

علامہ یوسف فرماتے ہیں جو آپ کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہے

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الاقتصار طبع مصر ص ۱۱۴ میں فرماتے ہیں۔

ساری امت کا اس بات پر اجماع ہے اور سب نے بالاتفاق خاتم النبیین کا مفہوم یہی سمجھا اور یہی بیان کیا کہ آپ آخر الانبیاء ہیں جو شخص آپ کے بعد کسی نبی کا آنا جائز قرار دے وہ کافر ہے عیسیٰ علیہ السلام آپ کے بعد نبی نہیں ہونگے وہ پہلے سے نبی ہیں لہٰذا ان کا نازل ہونا آخر الانبیاء کے منافی نہیں۔(تحفہ شرح منہاج اور معتقد ص ۱۲۸،۱۲۷)

شرح فرائد میں امام نابلسی فرماتے ہیں کہ حضور کے بعد مدعی نبوت کافر ہے۔اس لئے کہ لفظ قرآن خاتم النبیین کا منکر ہے اور احادیث نبویہ لانبی بعدی وانی عاقب کا مکذب ہو کر کافر ہوا اس پر امت کا اجماع ہے۔(المعتقد المنتقد ص ۱۱۴،۱۱۵)

جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اب نبوت حاصل کی جاسکتی ہے وہ زندیق بے دین ہے۔(مواہب اللدنیہ ج ۳،ص ۱۸۳)

علامہ زرقانی نے اس کے کفر کی یہ دلیل دی ہے کہ وہ خاتم النبیین لفظ قرآنی کی تکذیب کر کے کافر ہوا۔

(روح البیان ج ۷،ص ۱۷۷)

جو شخص ہمارے نبی کے بعد کسی اور نبی کا پیدا ہونا مانے وہ کافر ہے اس لئے کہ اس نے قرآن اور نبی کے فرمان کا انکار کیا۔عقیدہ کی مرکزی کتاب تمہید ابو شکور میں ہے۔

آپ کے بعد نبوت کا مؤید کافر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین فرمایا اس جھوٹے مدعی سے دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہو جائے گا۔التمہید ص ۱۱۳،۱۱۴)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت اور نبوت کے بعد صدیق کی افضلیت یقیناً ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے۔(شرح مسلم بحر العلوم ملک العلماء ص ۲۶۰)

امام مسلم کا عقیدہ:

اس بات کی ذکر کے بعد آپ خاتم النبیین ہے۔(مسلم ج ۲،ص ۲۴۸)

امام بخاری کا عقیدہ:

جب احادیث کے بعد بیان کی مدعی نبوت کذاب دجال ہے۔(بخاری ج ۱ ص ۲۵۲)

امام ابوداؤد نے بھی ج ۲ ص ۲۳۳، پر مدعی نبوت کو کذاب اور دجال ثابت کیا ہے۔

امام ترمذی نے جامع میں ج ۲ ص ۵۱، باب باندھا، نبوت ختم ہوگئی

امام بیہقی نے بھی سنن ج ۹ ص ۱۸۱، پر حضورﷺ کے بعد نبوت کے مدعی کو دجال اور کذاب ثابت کیا ہے۔

صاحب کنزالعمال نے بھی فرمایا

ان الرسالة والنبوة قد انقطعت

ابوابی نعیم نے دلائل کے ص ۱۰۹ پر یہ حدیث نقل فرمائی کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے حضور خاتم النبیین مقرر ہو چکے تھے۔

امام ابن عبدالبر نے اپنی کتاب الاستیعاب کے ج ا ص ۲۱ پر آپ کے ختم نبوت کے دلائل احادیث صحیحہ سے بیان فرماتے ہے۔

حافظ عسقلانی فرماتے ہیں کہ آپ پر رسولوں کا اختتام ہوا۔(فتح الباری شرح بخاری، ج ۵۴، ص ۳۱۴)

امام قسطلانی شارح بخاری فرماتے ہیں:

حضور عاقب ہیں اور عاقب وہ ہوتا ہے جو سب کے بعد آئے جسکے بعد کوئی نبی نہ ہو۔(ج ۶، ص ۲۱)

علامہ زرقانی کا عقیدہ ہے کہ حضور پر نورﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں نبوت ورسالت ختم ہو چکی اب آپ کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول۔(زرقانی ج ۵ ص ۲۶۸، تفسیر ابن جریر جز ۲۲ ص ۱۱، تفسیر کبیر ج ۶ ص ۷۸۶، تفسیر مدارک ج ۳ ص ۲۴۴، تفسیر خازن ج ۵ ص ۲۱۸، تفسیر کشاف ج ۳ ص ۲۳۹، تفسیر معالم التنزیل لامام بغوی صاحب مصابیح ج ۵ ص ۲۱۸، تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما ص ۲۶۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت ختم کی اب آپکے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔(تفسیر جلالین ص ۲۶۶، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۳)

لفظ خاتم النبیین اس آیت میں اس بات پر نص ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔خاتم الانبیاء کا اجماعی ترجمہ آخر الانبیاء ہے۔

۳ نومبر ۲۰۰۲ء بروز اتوار

قاسم نانوتوی نے لکھا ہے (بانی مدرسہ دیوبند)

"بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے"۔(تحذیر الناس ص ۳ مطبوعہ دیوبند)

پھر نانوتوی نے لکھا اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔(تحذیر الناس ص ۲۸ طبع دیوبند)

اسی مضمون کی ایک اور عبارت بھی تحذیر الناس میں موجود ہے اور نانوتوی نے اسی اپنی کتاب تحذیر الناس میں یہ لکھا ہے کہ قرآن لفظ خاتم النبیین کا یہ میرا ترجمہ میں نے گھڑا ہے مجھ سے پہلے کسی مفسر اور مترجم نے یہ ترجمہ نہیں کیا۔اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ نے ان تینوں عبارات پر کفر قطعی کا فیصلہ (فتوی) دیا من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔یعنی جو ان عبارات میں کفر کا شک کرے وہ خود کافر ہوجائے گا اور اسی فتوئی پر علماء حرمین اور مصر وشام کے علماء کی تصدیقات حسام الحرمین میں ہیں۔

علماء حرمین نے پانچ افراد پر (غلام احمد قادیانی، قاسم نانوتوی، رشید گنگوہی، خلیل انبیٹھوی، اشرف علی تھانوی پر) انکی کفریہ عبارات کی وجہ سے کفر قطعی کا فتوی دیا اور ائمہ اسلام نے علماء عقائد کے حوالہ سے یہ لکھا جو ان کے کفر میں شک کرے تو وہ بھی کافر ہے دیوبندی تحذیر الناس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ امام احمد رضا نے تحذیر الناس کی تین عبارات کو ایک کرکے علماء حرمین کو سامنے پیش کیا۔جواباً عرض ہے کہ تینوں عبارات ملانے سے کفر نہیں بلکہ ہر عبارت مستقل کفر ہے۔

دیوبندیوں کا دوسرا اعتراض کہ اگر اور بالفرض کے لفظوں کو دیکھو تو اس سے کفر کیسے ثابت ہوگا جواباً عرض ہے۔

نانوتوی نے آپ کے زمانہ کے بعد نبی کا پیدا ہونا لکھا ہے۔جب وہ فی الواقع نبی کا پیدا ہونا مان رہا ہے تو خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آجائے گا۔

ہاں دجال اور کذاب کے آنے سے آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آسکتا مزید وضاحت کے لئے اس عبارت کا فوٹو اسٹیٹ حاضر ہے۔

اگر بالفرض نانوتوی اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے تو نانوتوی کے نکاح میں کچھ فرق نہ آئے گا اگر تین طلاقیں دینا نکاح میں فرق لاتا ہے تو نبی کریم ﷺ کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے سے آپ کی خاتمیت میں فرق آجائے گا۔

لفظ خاتم النبین کا اجماعی معنی آخر الانبیا تحریر ہو چکا ہے مزید گھر کی چھری اور اپنی ناک۔

دیوبندی حضرات کے مفتی اعظم شفیع (کراچی والے) اپنی کتاب ختم النبوت فی الآثار ص ۸ مطبوعہ دیوبند

"آپ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کہ کفر میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

جو اس کا انکار کریں یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے"۔

قاسم نانوتوی پر ان کے اپنے گھر سے۔ ہماری دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتا ہے۔

"خلاصہ کلام یہ خاتم النبین کے معنی آخر النبین ہی کے ہیں جس نبی پر یہ آیت اتری اس نے آیت کے یہی معنی سمجھے اور یہی سمجھائے اور جن صحابہ نے اس نبی سے قرآن اور اسکی تفسیر پڑھی انہوں نے بھی یہی معنی سمجھے **فمن بناء فليومن ومن نشاء يكفر** "۔مسک الختام فی ختم نبوت ص ۲۶)

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
چاہ کرنا چاہ در پیش

عربی مقولہ

من حفر بئراً فقد وقع فيها

معلوم ہوا دیوبندی بشاط اپنی تحریروں سے کافر۔

حضور پرنور رحمۃ للعالمین خاتم النبین ﷺ کے بعد کذاب دجال مدعیان نبوت کے چند اسماء:

فاتح رفض وخروج وقادیان غوث زمان قبلہ سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی معرکۃ الآراء تصنیف لطیف سیف چشتیائی کہ ص ۱۹۷ و ص ۹۸ میں رقمطراز ہیں۔

مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور حمدان بن قرمط اور محمد بن عبدالوہاب (نجدی) کے بعد یہی قادیانی صاحب

ہیں جنہوں نے اپنے کو نبی سمجھا اور ازالۂ اوہام کے ص ۶۷۳ میں آیہ مبشراً برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد کے تحت لکھا کہ آنے والے کا نام جو احمد کہا گیا ہے وہی اسی کی نظیر کی طرف اشارہ ہے۔

یطلع قرن الشیطٰن

۱۔ طلوع شرق سے ہوتا ہے نجد سعودیہ عربیہ میں شرق کی طرف ہے۔

۲۔ **ھٰھُنا** سے سرکار ﷺ نے ہاتھ مبارک سے اشارہ کیا۔

۳۔ امام بخاری نے فرمایا عراق والوں کا میقات نجد والوں کا میقات قرن ہے۔

دنیائے اسلام کی معروف شخصیت مفتی حرم مکۃ المکرمہ امام احمد بن زینی دحلان علیہ الرحمۃ والرضوان اپنی شہرۂ آفاق کتاب الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ ص ۴۲ طبع عرب مصر و ترکی میں فرماتے ہیں: **والظاھر من حال محمد بن عبدالوھاب انه یدعی النبوۃ اھ**

ابن عبدالوہاب نجدی کے حال سے ظاہر ہے کہ وہ نبوت کا دعویدار تھا۔

غیر مقلدین اور دیوبندیوں کے متفق علیہ اور مستند اور معتمد پیشوا اسماعیل قتیل دہلوی نے لکھا:

اس شہنشاہ (اللہ تعالیٰ) کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی ولی جن فرشتہ جبریل اور محمد پیدا کر ڈالے (تقویۃ الایمان ص ۴۱ مطبوعہ دہلی)

السنۃ الجلیہ لاشرف علی تھانوی (دعوئ نبوت) الامداد تھانوی طبع تھانہ بھون ص ۳۵ ماہ صفر ۱۳۳۶ء

کلمہ دیوبندی: **لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ**

دیوبندی درود: **اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی**

غیر مقلدین کا کلمہ: **لا الٰہ الا اللہ عبدالجبار امام اللہ**

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے مسلک اہلحدیث غیر مقلدین کے امام عبدالجبار اور ان کے معتقدین کے متعلق لکھا ہے:

ہمارے ملک میں ایک نئی تثلیث قائم ہوئی ہے۔ جو عیسائیوں کی تثلیث سے زیادہ مضبوط ہے وہ کسی طرح نہیں چاہتے کہ کسی قوم سے ملکر کام کریں۔

بقول ڈپٹی محمد شریف صاحب امرتسری:

جو شخص یہ نہ مانے کہ لا الٰہ الا اللہ عبدالجبار امام اللہ اس سے ملنا جائز نہیں۔ (اخبار اہلحدیث امرتسر ص ۱۱، کالم

تین،۱۵اپریل۱۹۱۲ء)

گنگوہی اور مرزائی قادیانی:

دیوبندی مکتبہ فکر کے رشید گنگوہی نے بھی مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ نہ لگایا اور اس کے رد میں کوئی کتاب نہ لکھی جبکہ گنگوہی ۱۹۰۵ء میں فوت ہوا اور مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں مرا اور مرزا قادیانی نے ۱۹۰۰ء میں نبوت کا دعویٰ کیا گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ میں مرزا قادیانی کے خلاف ایک فتویٰ بھی نہیں بلکہ رشید گنگوہی نے مرزا قادیانی کو مرد صالح قرار دیا۔گنگوہی نے مرزا کے تردید کرنے والوں کی تردید کی اور قادیانی کو مرد صالح قرار دیا۔بحوالہ (فتاویٰ قادریہ ص ۴،۳)

مرزا پر وارد ہونے والی آیات:

یحمدك الله یمشی الیك

اے مرزا قادیانی اللہ تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلتا ہے۔(براہین احمدیہ ص ۵۵۷،۵۹۶)وہابیہ اہلحدیث غیر مقلدین نے مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کی تائید کی تصدیق کی تنظیم شوان اہلحدیث والوں نے لکھا ہے۔

براہین احمدیہ عظمت قرآن اور رسالت محمدیہ کو ثابت کرنے کی غرض سے لکھی گئی (سنت ج ۷،ص ۶ بحوالہ نجد سے قادیان براستہ دیوبند)

۳نومبر۲۰۰۲ء بروز پیر

فوائد فریدیہ میں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے احمدیہ قادیانی کو جہنمی قرار دیا۔

مقابین المجالس ملفوظات خواجہ فرید علیہ الرحمۃ جس کا مصنف مرزا نواز خواجہ صاحب کے ساتھ کچھ عرصہ رہا اس نے مرزا کو اچھا کہا۔

سوال کیا یہ عقیدہ اجماعیہ اہل اسلام کو دربارہ مرفوع ہونے یعنی اٹھائے جانے مسیح ابن مریم کے آسمان پر

جواب کافہ اہل اسلام مسیح بن مریم کو مرفوع الی السماء بجسدہ العصری مانتے ہیں الا بعض اہل تحقیق نے جسم برزخی کے قائل ہیں مگر نزول مسیح پر سب ہی اتفاق رکھتے ہیں۔

سوال **ان من اهل الكتب الآيه**

کوئی اہل کتاب نہیں بچے گا یہودی وغیرہ سارے کے سارے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائیں گے ان کو موت

نہیں آئے گی وہ یہودی ایمان لائیں گے۔

۱) لما اراد اللہ (تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر نسائی شریف)

امام مجاہد فرماتے ہیں۔

(تفاسیر) تفسیر ابن کثیر، تفسیر در منثور، تفسیر ابن جریر

(احادیث) کنز العمال، مسند امام احمد، جامع کبیر

حضرت ابو ہریرہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عثمان بن حضرت ابوامامہ، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت حذیفہ، حضرت جابر، حضرت ثمرہ بن جندب، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(۳) وانہ لاعلم لساعۃ

نزول عیسیٰ بن مریم علامات قیامت کے ایک علامت حضرت ابن عباس حضرت ابو ہریرہ، امام مجاہد، حضرت حسن بصری، ابولعاریہ ابو مالک عکرمہ قتادہ ضحاک تفسیر ابن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم منتقد و مافیہ شمس الھدایہ فی اثبات المسیح لسید پیر مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ عنہ،

۵ نومبر ۲۰۰۲ء بروز منگل

آیت **انا بشر مثلکم الخ** یہ آیت متشابہات میں ہے

بقول شیخ محقق رضی اللہ عنہ (مدارج النبوت)

(۱) امابرفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی رفعہ ببدنہ حیا وان اختلفوا اھل مات قبل ان یرفع اونام اھ

حافظ الدنیا حافظ ابن حجر عسقلانی قدس سرہ النورانی اپنی تلخیص الحدیث ص ۳۱۹ میں لکھا ہے۔

(۲) تفسیر البحر المحیط ص ۴۷۳ ج ۲ پر ہے۔

اجمعت الامۃ علی ما تضمنتہ حدیث المتواتر من ان عیسیٰ فی السماء حی وانہ ینزل فی آخر الزمان۔

ساری امت کا اجماع ہے اور حدیث متواتر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور آخر زمانہ میں اتریں گے۔

(۳) تفسیر النھر الماد ص ۴۷۳ ج ۲ پر ہے۔

واجمعت الامة علی ان عیسی حی فی السماء وینزل الی الارض

یعنی امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں زندہ موجود ہیں آپ قیامت میں انہیں پر اتریں گے۔

(۴) تفسیر مجمع البیان ص ۵۲ پر

والاجماع علی انه حی فی السماء وینزل الدجال ویوید الدنیا ویقتل

اسی طرح تفسیر

(۵) علم عقائد کے امام امام ابوالحسن الاشعری کتاب العبارہ عن اصول الدیانہ ص ۴۶ پر فرماتے ہیں۔

قال تعالیٰ یاعیسیٰ انی متوفیك وراکبك الی وقال الله تعالیٰ وماقتلواه یقینا بل رفع الله ای واجمعت الامة علی ان الله عزوجل رفع عیسیٰ الی السماء

(۶) شیخ اکبر ابن العربی سید المکاشفین امام الاولیاء الکاملین فتوحات مکیہ باب نمبر ۷۳

انه ینزل فی آخر الزمان

یعنی سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام آخر زمانہ میں اتریں گے۔

(۷) علامہ سفارینی شرح عقیدہ سفاریہ ص ۹۰ ج ۲ پر فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا نزول من السماء کتاب اور سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے دلیل کے لئے علامہ موصوف نے ان من اھل الکتاب والی آیت اور حدیث ابوھریرہ رضی اللہ عنہ

الذی رواه الشیخان سے اثبات اور استشہاد کرنے کے بعد فرمایا۔

فقد اجتمعت الامة علی نزوله ولم یخالفه فیه احد من اهل الشریعة سوائے فلاسفه مالاحده کے من ان لایعتد بخلافه

یہ بے دین ایسے لوگ ہیں ان کا خلاف معتدین ہے۔

وقد انعقد اجماع الامة ولیس ینزل بشریعة مستقلة من السماء وان کانت النبوة قائمة به وهو متفق بها

یعنی امت کا اس بات پر اجماع ہے اہل شریعت محمدیہ کا کوئی فرد اس کا مخالف نہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم سے قرب قیامت میں زمین کی طرف آئیں گے اپنی شریعت کا اجراء نہیں کریں گے وہ شریعت محمدی کے تابع ہونگے اگر چہ وہ اس وقت بھی نبوت سے متصف اور موصوف ہونگے۔

علامہ محقق امام زرقانی مالکی شرح مواہب الدنیہ ج ۵ ص ۳۴۷ پر فرماتے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام رسول بھی ہیں اور آقا کے صحابی بھی ہیں۔

۶ نومبر ۲۰۰۲ء بروز بدھ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو مثیل مسیح اور مہدی اور ابن مریم ہونے کا بار بار اعلان کیا ان ۔۔۔ عبارات کے علاوہ اس کے کفریات کثیرہ سے دس کفریات فی الحال لکھوائے جاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہل سنت مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے ایک رسالہ "السوء والعقاب علی المسیح الکذاب" میں لکھا ہے مرزا کی تحریروں میں صاف صاف انکار ضروریات دین اور باوجوہ کثیرہ کفر وارتداد مبین فقیر ان میں سے بعض کی اجمالی تفصیل کرے گا۔

کفر اول: مرزے کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ایک غلطی کا ازالہ ہے اس کے صفحہ ۶۷۳ پر لکھتا ہے۔

میں احمد ہوں جو آیت **مبشراً برسول یا تی من بعدی اسمه احمد** میں مراد ہے۔ آیۂ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ عزوجل

نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے تورات کی تصدیق کرتا اور اس رسول کی خوشخبری سناتا جو بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام پاک احمد ہے۔

ازالہ کے قول ملعون مذکور میں صراحتاً ادعا ہوا کہ رسول پاک جنکی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے معاذ اللہ مرزا قادیانی ہے مزید حوالہ توضیح المرام مطبوعہ ریاض الھند امرتسر ص ۱۶ کفر دوم: توضیح المرام طبع ثانی ص ۱۹ ایک اور طبع میں ص ۱۶ پر قادیانی لکھتا ہے کہ میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔

امام احمد رضا رضی الہ عنہ نے لکھا لا الہ الا اللہ لقد کذب روح اللہ یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں دشمن خدا نے جھوٹ بولا اے مسلمانوں سید المحدثین امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں کہ انہوں نے ان کے واسطے سے حدیث محدثین آئی انہی کے صدقے میں ہم نے اس پر اطلاع پائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے یعنی فراست صادقہ والہام حق والے اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور عمر بن خطاب ہے رضی اللہ عنہ اسے احمد اور بخاری نے روایت کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

بخاری ج ا ص ۵۲۱

مناقب عمر رضی اللہ عنہ

اور اسی حدیث کو احمد، مسلم، ترمذی اور نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا۔ (ترمذی ج ۲، ص ۲۱۰)

فاروق اعظم نے نبوت کے کوئی معنی نہ پائے ارشاد فرمایا:

لوكان بعدى نبى لكان عمر بن الخطاب رضى الله عنه

اسے احمد ترمذی اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے اور طبرانی نے کبیر میں اسماء بنت مالک سے روایت کیا۔ (بخاری ج ا ص ۵۲۰، مستدرک ج ۳، ص ۸۵، جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹)

مگر پنجاب کا محدث (حادث) یہ حقیقتاً نہ محدّث ہے نہ محدَّث ہے یہ ضرور ایک معنی پر نبی ہو گیا۔

الا لعنة الله على الكذبين والعياذ بالله رب العلمين

کفر سوم: قادیانی اپنی کتاب دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند ص ۹ پر لکھتا ہے۔ نیز مطبوعہ قادیانی ص ۲۶

هوالذى ارسل رسوله بقاديان

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا

کفر چہارم: براہین احمدیہ میں قادیانی نے لکھا اس عاجز کا نام اللہ تعالیٰ نے امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی۔

ان اقوال خبیثہ میں اولاً کلام الٰہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ آیہ کریمہ میں بے شک قادیانی مراد ہے نہ کہ حضور ﷺ ثانیاً نبی اللہ و رسول اللہ وکلمۃ اللہ عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر افتراء کیا کہ وہ اسکی بشارت دینے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔

ثالثاً اللہ عزوجل پر افتراء کیا کہ اس نے عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو ایک شخص قادیان کی بشارت دینے کے لئے بھیجا اور اللہ عزوجل فرماتا ہے **ان الذين يفترون على الله الكذب لايفلحون** ۔

بے شک جو لوگ اللہ عزوجل پر جھوٹ بہتان اٹھاتے ہیں فلاح نہ پائیں گے اور فرماتا ہے:

انما يفترى الكذب الذين لايؤمنون افتراء

وہی باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں۔

رابعاً اپنی گھڑی ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدا تعالیٰ نے براہین رحمیہ میں یوں فرمایا ہے اور

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

فویل اللذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ لیشترو ابہ ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم ...

ان سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحتاً اپنے لئے نبوت ورسالت کا ادعائے کبیرہ ہے اور وہ باجماع قطعی کو صریح ہے فقیر نے رسالہ جزاءاللہ عدوہ بابا ءہ ختم النبوۃ مصنفہ ۱۳۱۷ھ خاص اسی مسئلے میں لکھا اور اس میں آیت قرآن اور ایک حدیث اور تین نصوص کو جلوہ دیا۔اور ثابت کیا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال اور باطل جاننا فرض اجل جز ءایقان ہے۔خاتم النبیین آیہ نص قطعی قرآن ہے اس کا منکر نہ منکر بلکہ شر کرنے والا نہ شارادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توھم خطاب رکھنے والا اجالاً کافر معلون مخالفی النیران ہے نہ ایسا کہ وہ کافر ہو بلکہ جو اسکے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر ہے۔

الکفر جمیع الکفران ہے۔

قول دوم وسوم شاید وہ یا اس کے اذناب آج کل کے بعض شیاطین سے سیکھ کر تاویل کی آڑ میں یہاں نبی ورسول سے معنی لغوی مراد ہے یعنی خبر دار یا خبر دھندہ رافرستادہ مگر یہ محض عبث ہے ۔اولاً صریح لفظ میں تاویل نہیں کی جاتی فتاویٰ خلاصہ حصول ۔۔۔۔جامع الفصو۔۔۔فتاویٰ ھندیہ میں ہے۔

واللفظ ... ھو قال انا رسول اللہ اوقال بالفارسیہ من پیغمبرم یریدبہ من پیغام می برم یکفر

(فتاویٰ عالمگیری طبع پشاوری ج ۲ص ۲۶۳)

امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ اوام

کتاب الشفاء میں فرماتے ہیں۔

قال احمد بن ابی سلیمان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ فی ۔۔۔جل قیل لہ لا۔۔۔۔۔۔فقال (شفاج اص ۲۰۹)

یعنی امام احمد بن ابی سلیمان تلمیذ رفیق امام رحمۃ اللہ تعالیٰ سے ایک مرد کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اس سے کہا گیا تھا کہ رسول کے حق کی قسم اس نے کہا اللہ رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور اس پر کلام ذکر کیا کہا گیا کہ دشمن خدا تو رسول اللہ کے بارے میں کیا بکتا ہے تو اس سے بھی سخت تر لفظ لگا پھر بولا میں نے اس رسول اللہ سے ۔۔۔مراد لیا تھا امام احمد سے حنفی نے فرمایا تو تم اسے سے گواہ ہو جاؤ اور اسے سزائے موت دلانے اور اس پر ثواب ملے گا تو میں اس کا

شریک ہوں تو حاکم شرح کے حضور اس پر شہادت دو میں ثابت کرونگا ہم تم اس کو سزائے موت دلانے کا ثواب پائیں

امام جیب نے فرمایا کہ اس۔۔۔میں تاویل کا دعویٰ مسموع نہیں ہوتا۔

امام علی قاری علیہ رحمۃ الباری اسکی شرح میں فرماتے ہیں یعنی وہ جو اس مردک نے کہا کہ میں نے بچھو مراد لیا اس نے رسالت عرضی کو معنی لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پہ مسلط کیا ہے ایسی تاویل قواعد شرع کے نزدیک مردود ہے۔(خفاجی ج ۴ص ۳۴۱)

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں لغوی معنی جس کی طرف اس نے ڈھالا ضرور بلا شک حقیقی معنی

ہے بایں ہم قائل کا دعویٰ مقبول نہیں کہ اس نے معنی لغوی مرکہ لئے تھے اس لئے کہ یہ تاویل دور از کار ہے لفظ کا اس کے معنی ظاہری سے پھر جانا مسموع نہیں جسے کوئی اپنی عورت تو طالق ہے میں نے مراد لے لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے کہ بندھی ہوگی نہیں ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور اسے حزیاں سمجھا جائے گا۔(نسیم الریاض ج ۴ص ۳۴۳)

ثانیاً وہ۔۔۔اس الفاض مدح وفضل جانتا ہے ایسی بات

تمام دانت منہ میں ہیں تیری آنکھیں ابرو کے نیچے ہیں کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان پر بھنگی چمار بلکہ پر جانور پر کافر مرتد میں موجود ہو محل مدح میں ذکر نہ کرے گا نہ اس کے فضل وشر۔۔جانے گا بھلا کہیں براہین غلامیہ

میں یہ بھی لکھا ہے سچا خدا وہی ہے جس نے مرزے کی ناک میں دو نتھنے رکھے مرزے کے کان میں دو گھونگے بنائے یا خدا نے براھین احمدیہ میں لکھا ہے اس عاجز قادیانی کے ناک ہونٹوں سے اوپر ہے کیا ایسی بات لکھنے والا پورا مجنون پکا پاگل نہ کہلایا جائے گا شک نہیں وہ معنی لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دینا یا بھیجنا ہوا ہونا کی مثالوں سے بھی زیادہ عام ہے جانروں کے ناک۔۔۔اصلا نہیں ہوگی مگر خدا نے انہیں علم سے۔۔۔۔مرد کی پیٹھ سے مادہ کے پیٹ سے دنیا میں میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے بچھو کو رسول بھی لغوی بنایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فارسلنا علیھم الطوفان الخ

ہم نے فرعونیوں پر بھیجے طوفان ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈکیں اور خون کیا مرزا ایسی یہی رسالت پر فخر رکھتا ہے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

ضربِ خاتم

پیر سائیں علامہ مفتی غلام رسول قاسمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصر، گلیل، القدس، فلسطین، بابل اور فاران بھی مدنی
تیری خاطر بنا چاہیں دنیا کے سلطان بھی مدنی
حضرت عیسیٰ شرف زیارت حاصل کرنا چاہتے ہیں
آخر اک دن ہو جائیں گے رب کے وہ مہمان بھی مدنی
تیرے پیچھے جبرائیل بھی منزل منزل جاتے ہیں
تو مکی قرآن بھی مکی، تو مدنی قرآن بھی مدنی

(۱):۔اگرچہ میں اس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے قابل بھی نہیں ہوں۔مگر خدا نے میری عاجزانہ دعا قبول کر لی ہے کہ میں اس سے مل سکوں (انجیل برنباس باب ۹۷: آیت ۱)۔عیسیٰ میرے روضے پر آئیں گے مجھے سلام کہیں گے میں جواب دوں گا (مستدرکِ حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۹۷)۔عیسیٰ میرے ساتھ میرے روضے میں دفن ہوں گے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۴)۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

اما بعد

ختمِ نبوت پر قرآنی آیات

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا

یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ بھی نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے (احزاب: ۴۰)۔

حضرت زید بن حارث ﷺ کو نبی کریم ﷺ کا منہ بولا بیٹا سمجھ کر زید بن محمد کہا جاتا تھا۔اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے منہ بولا بیٹا بنانے سے منع فرما دیا۔چنانچہ قرآن شریف میں اس کی تصریح موجود ہے کہ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآئَكُمْ اَبْنَآئَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ یعنی اللہ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے فرزند نہیں بنایا، یہ صرف تمہارے

مُنہ کی باتیں ہیں۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ یعنی انہیں ان کے اپنے باپوں کے نام سے پکارا کرو(احزاب: ۴،۵)۔

جب حضرت زید ﷺ نے اپنی زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دی تو اس مسئلے کی وضاحت کیلئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ حضرت زینب سے نکاح فرمائیں۔اس نکاح کا ذکر زَوَّجْنٰكَهَا (احزاب:۳۷) میں موجود ہے۔جب آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو لوگوں نے کہنا شروع کردیا کہ محمد نے اپنی بہو سے نکاح کرلیا ہے۔اس موقع پر یہ آیت ختم نبوت نازل ہوئی۔

اس آیت کے چار حصے ہیں۔(۱) محمد تمہارے مَردوں میں سے کسی ایک کے باپ بھی نہیں ہیں۔(۲)۔لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں۔(۳)۔وہ آخری نبی ہیں۔(۴)۔اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

پہلے حصے میں حضرت زید والے مسئلے کی وضاحت کردی گئی ہے۔سابقہ انبیاء علیہم السلام میں اکثر ایسا ہوتا رہا ہے کہ باپ کے بعد اس کا بیٹا نبی ہوا کرتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے کسی بیٹے کو جوانی تک نہیں پہنچایا تا کہ آپ ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کے وہم کی بھی نفی ہوجائے اور مُنہ بولے بیٹے سے بھی اجرائے نبوت کی غلط فہمی جنم نہ لے سکے۔حدیث شریف میں یہاں تک وضاحت موجود ہے کہ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لَوْ قُضِيَ اَنْ يَّكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيٌّ عَاشَ اِبْنُهٗ وَلٰكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ یعنی اگر محمد کریم ﷺ کے بعد نبی آنا ہوتا تو آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۱۴)۔

لٰكِنْ کا لفظ سابقہ کلام سے پیدا ہونے والی غلط فہمی کا ازالہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔کسی مرد کا باپ نہ ہونے سے یہ غلط فہمی پیدا ہوسکتی تھی کہ شاید آپ کسی کے روحانی باپ بھی نہیں ہیں۔دوسرے حصے میں لٰكِنْ کے ذریعے اس وہم کا ازالہ کردیا گیا ہے اور رسول اللہ کہہ کر روحانی باپ ہونے کی وضاحت کردی گئی ہے۔

آپ ﷺ کے بعد چونکہ کسی نبی نے نہیں آنا جو آکر ان مسائل کی وضاحت کرے گا یا عملی نمونہ پیش کرے گا لہٰذا تیسرے حصے میں آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی تصریح کردی گئی ہے۔گویا آخری نبی ہونے کے ناطے آپ ﷺ کی ذمہ داری ہے کہ اُمت کی راہنمائی کے لیے زندگی کا کوئی گوشہ تشنہ تعمیل نہ چھوڑا جائے اور ہر خدائی حکم پر عمل کرکے دکھادیا جائے۔

چوتھے حصے میں نکاح کے مذکورہ بالا مسئلے کی حکمت اور مصلحت کی طرف اشارہ کردیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ باخبر ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی وجہ سے عملی نمونہ پیش کرنا ضروری تھا۔نیز اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ آخری نبی بنائے جانے کے لائق کون سی ہستی ہے۔تقریباً یہ ساری بحث تفسیر کبیر جلد ۹ صفحہ ۱۷۱ پر بھی

موجود ہے اور دوسرے بہت سے مفسرین نے بھی مختصراً یہی بات بیان فرمائی ہے۔

خاتَم (ت کے زبر کے ساتھ) اور خاتِم (ت کے زیر کے ساتھ) دونوں قرأتیں منقول ہیں (بغوی جلد ۳ صفحہ ۵۳۳)۔ قاعدہ یہ ہے کہ مختلف قرأتوں کی صورت میں مفہوم ایک ہی رہنا چاہیے۔ خاتَم (ت کی زبر کے ساتھ) کے کئی لغوی معنی ہیں۔ مثلاً آخری، مُہر، انگوٹھی، گھوڑے کے پاؤں کی سفیدی وغیرہ۔ ان میں سے "آخری" والا معنی خاتِم (ت کی زیر کے ساتھ) سے مطابقت رکھتا ہے۔ گویا دوسری قرأت نے خاتم کا معنی باندھ کر دکھا دیا اور فضول ہیرا پھیری کے تمام راستے بند کر دیے۔

ختمِ نبوت پر مزید قرآنی آیات

نبی کریم ﷺ کی رسالت پوری کائنات کیلئے ہے۔ کوئی علاقہ اور کوئی قوم رحمۃ للعٰلمین ﷺ کی پہنچ سے باہر نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا کہ فرما دیں اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں (الاعراف: ۱۵۸)۔

آپ ﷺ کی تعلیمات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ علم و ہنر اور رشد و ہدایت کا کوئی گوشہ اس معلمِ کتاب و حکمت ﷺ کے فیض سے محروم نہیں۔ سیاست و معیشت، اخلاق و معاشرت، سائنس و طب، تعلیم و اصلاح وغیرہ کے تمام پہلوؤں میں آپ ﷺ نے مکمل راہنمائی فراہم کر دی ہے۔

آپ ﷺ کے تشریف لانے کے ساتھ ہی کاغذ کی ایجاد، ڈاک سسٹم کی ترویج اور آہستہ آہستہ مواصلاتی نظام کی بے پناہ ترقی سے پوری دُنیا باہم مربوط ہو چکی ہے۔ جس سے ایک ہی پیغام کو عالمی سطح پر مشتہر کرنا بالکل آسان ہو چکا ہے۔ عالمگیر نبوت کا پیغام عالمی سطح تک پھیلانے کا یہ خُدائی بندوبست ہے۔ سائنس کی یہ ترقی ختمِ نبوت کے ساتھ بڑا گہرا تعلق رکھتی ہے۔ پھر بھی جدید پیش آنے والے مسائل کو حل کرنے کے لیے قرآن و سُنّت کی روشنی میں اجتہاد و استنباط کا مکمل سسٹم جاری کر دیا گیا ہے۔ اس منصوبے کی قیامت تک کے لیے حتمی حیثیت کے پیشِ نظر اللہ کریم نے اعلان فرما دیا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ ۳:) یعنی آج میں نے تمہاری خاطر تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا۔

گویا اجتہاد کا قیامت تک کیلئے جاری ہو جانا بھی ختمِ نبوت کی بڑی واضح دلیل ہے۔ اسکے علاوہ کفار کے خلاف حتمی کارروائی کے طور پر جہاد کا حکم بھی ختمِ نبوت سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں نبی کریم

ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کے بعد کسی دوسری آسمانی تعلیم کا ذکر نہیں کیا گیا، بلکہ اس کے بعد قیامت کا ذکر کیا گیا ہے۔فرمایا وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (البقرۃ:۴)یعنی متقی وہ ہیں جو آپ ﷺ پر نازل ہونے والے اور آپ ﷺ سے پہلے نازل ہونے والے پر ایمان رکھتے ہیں۔اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت میں آپ ﷺ سے پہلے نازل ہونے والی آسمانی وحی کا بھی ذکر ہے اور خود آپ ﷺ پر نازل ہونے والی آسمانی وحی کا بھی ذکر ہے۔لیکن آپ ﷺ کے بعد میں نازل ہونے والے آسمانی احکام کی بجائے فرمایا وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ یعنی وہ آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں۔پورا قرآن پڑھ کر دیکھ لیجیے آخرت اور یوم آخرت کے الفاظ قیامت کے معنی میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔مراد یہ ہے کہ اب قیامت تک کے لیے نبوت اور وحیِ نبوت کا دروازہ بند کردیا گیا ہے۔

ختم نبوت پر احادیث

یہ گزارش اچھی طرح یاد رکھیے کہ قرآن کے معانی و مفاہیم نبی کریم ﷺ کی احادیث کی روشنی میں ہی معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ہر زبان میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی معانی ہوا کرتے ہیں۔عربی زبان میں یہ احتمال اور بھی زیادہ موجود ہے۔خصوصاً قرآن میں تو زبردست احتمالات ہُوا کرتے ہیں۔مثلاً: صلوٰۃ، زکوٰۃ، صوم اور حج وغیرہ کے لفظی معنی بالترتیب رحمت، پاکیزگی، رُکنا اور غلبہ ہیں۔اب یہ الفاظ بول کر اللہ تعالیٰ نے کیا کہنا چاہا ہے؟ اس بات کا فیصلہ لُغت (Dictionary) نہیں دے سکتی۔یہ فیصلہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات سے ہی ہوسکتا ہے۔اس لیے کہ آپ ﷺ اس کتاب کے مُعلّم ہیں۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (النحل:۴۴) یعنی ہم نے یہ قرآن آپ ﷺ پر اس لیے نازل کیا ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو اس کی وضاحت کریں جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے۔

یہ ایمان اور نصیب کا ایسا موڑ ہے کہ اگر سوچ کا سٹیرنگ حدیث کو چھوڑ کر صرف لُغت کی طرف مُڑ گیا تو وہ زمانہ در زمانہ اور علاقہ در علاقہ بدلتی رہنے والی لُغت کے سنگلاخ جنگلوں میں بھٹک گیا اور اگر کسی کی سوچ کا رُخ حدیث رسول ﷺ کی طرف ہوگیا تو اُسے ایک فیصلہ کن چیز (یعنی حکمت) ہاتھ آگئی اور وہ قرآن کے حقیقی معنی اور منشائے خداوندی سے آگاہ ہوگیا۔اس اِنتباہ کے بعد مندرجہ ذیل احادیث کا مطالعہ کیجیے:

﴿حدیث نمبر 1﴾۔كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهٗ نَبِيٌّ وَاِنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

وَسَیَکُونُ خُلَفَآءُ فَیَکثُرُونَ قَالُوا فَمَا ذَا تَأمُرُنَا یَا رَسُولَ اللّٰہِ قَالَ فُوا بِبَیعَةِ الاَوَّلِ فَالاَوَّلِ اَعطُوا حَقَّھُم فَاِنَّ اللّٰہَ سَآئِلُھُم عَمَّا استَرعَاھُم (بخاری جلد ا صفحہ ۴۹۱، مسلم جلد ا صفحہ ۱۲۶، مشکوۃ صفحہ ۳۲۰، المستند صفحہ ۶)۔

ترجمہ:۔بنی اسرائیل میں لوگوں کی اصلاح کا کام انبیاء کے ذمے تھا۔ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آجاتا تھا۔لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔بلکہ اب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے۔فرمایا پہلے کی بیعت نبھاؤ۔بس پہلے کی بیعت نبھاؤ۔تم ان کا حق ادا کرتے رہو۔اللہ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا۔

اس حدیث میں ختم نبوت کی وضاحت چار طرح سے کر دی گئی ہے۔

(ا) بنی اسرائیل کے پے در پے آنے والے انبیاء علیہم السلام کی بجائے لَا نَبِیَّ بَعدِی کے الفاظ فرمائے گئے۔اس سے ظل اور بروز وغیرہ کی جڑ کٹ گئی۔

(ب) کثرت سے خلفاء کا ہونا بھی اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ خلفاء سے مراد انبیاء نہیں ہیں۔ورنہ چودہ سو سال میں کثرت سے انبیاء آ چکے ہوتے۔

(ج) ''پہلے خلیفہ کی بیعت نبھانے'' کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ ایک ہی شخص کئی خلفاء کا زمانہ پائے گا۔خلفاء کا یہ تسلسل بھی ختم نبوت میں کسی ظلی اور بروزی رخنہ اندازی کی اجازت نہیں دیتا۔

(د) ''تم اُن کا حق ادا کرتے رہو۔اللہ اُن سے اُن کی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا''۔اِن الفاظ سے معلوم ہوا کہ ان خلفاء سے خطا کے سرزد ہونے کا امکان ہوگا اور وہ معصوم نہیں ہوں گے اور جو معصوم نہ ہو وہ نبی نہیں ہوتا۔

﴿حدیث نمبر 2﴾۔اِنَّ مَثَلِی وَمَثَلَ الاَنبِیَآءِ مِن قَبلِی کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنیٰ بَیتاً فَاَحسَنَہٗ وَاَجمَلَہٗ اِلَّا مَوضِعَ لَبِنَةٍ مِن زَاوِیَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوفُونَ بِہٖ وَیَتَعَجَّبُونَ لَہٗ وَ یَقُولُونَ ھَلَّا وُضِعَت ھٰذِہِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّینَ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۰۱، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۸، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۴، المستند صفحہ ۷)۔

ترجمہ:۔میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے حسین و جمیل محل بنایا ہو مگر کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔لوگ آکر اس محل میں گھوم پھر کر دیکھتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی ہے۔بس میں وہ آخری اینٹ ہوں۔اور میں خاتم النبیین ہوں۔

﴿حدیث نمبر 3﴾۔سَیَکُونُ فِی اُمَّتِی کَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ کُلُّھُم یَزعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّینَ لَا نَبِیَّ بَعدِی (بخاری جلد ا صفحہ ۵۰۹، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)۔

ترجمہ:۔میری اُمت میں تیس جھوٹے شخص ہوں گے،ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔حالانکہ میں آخری نبی ہوں۔میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

﴿حدیث نمبر 4﴾۔اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَ لَا نَبِیَّ (ترمذی جلد۲ صفحہ۵۳،المستند صفحہ۷)۔

ترجمہ:۔بلاشبہ رسالت اور نبوت دونوں منقطع ہو چکی ہیں۔اب میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔

﴿حدیث نمبر 5﴾۔بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ (بخاری جلد۲ صفحہ۹۶۳،مسلم جلد۲ صفحہ۴۰۶،المستند صفحہ۷)۔

ترجمہ:۔میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں (یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں)۔

﴿حدیث نمبر 6﴾۔اَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَیْسَ بَعْدَہٗ اَحَدٌ (مسلم جلد۲ صفحہ۲۶۱،المستند صفحہ۷)۔

ترجمہ:۔میں عاقب ہوں،اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو،ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد ایک بھی نہ ہو۔

﴿حدیث نمبر 7﴾۔اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (بخاری جلد ۱ صفحہ۵۲۶،مسلم جلد۲ صفحہ۲۷۸،مشکوٰۃ صفحہ۵۶۳،المستند صفحہ۲۹)۔

ترجمہ:۔اے علی! کیا آپ خوش نہیں کہ آپ میرے وہی کچھ لگتے ہیں جو موسیٰ کے ہارون لگتے تھے۔فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

﴿حدیث نمبر 8﴾۔لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (ترمذی جلد۲ صفحہ۲۰۹،مشکوٰۃ صفحہ۵۵۸،المستند صفحہ۲۸)۔

ترجمہ:۔اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔

ان احادیث میں نبی کریم ﷺ نے مثالیں دے دے کر اور الفاظ پھیر پھیر کر ختم نبوت کی وضاحت کی حد کر دی ہے۔آپ ان احادیث کا دوبارہ مطالعہ کر لیجیے۔آخر اس سے بڑھ کر کون سے الفاظ کا استعمال کیا جاتا،جس سے منکرینِ ختم نبوت کی تشفی ہوتی؟ نبی کریم ﷺ نے کہیں فرمایا "پے در پے انبیاء کی بجائے اب خلفاء ہوں گے"۔کہیں فرمایا:"انبیاء کے محل کی آخری اینٹ میں ہوں" کہیں فرمایا "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" کہیں فرمایا "نبوت ختم ہوگئی"۔کہیں فرمایا "میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں" کہیں فرمایا "میں عاقب ہوں اور عاقب وہ

ہوتا ہے جس کے بعد ایک نبی بھی نہ ہو" کہیں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ماتحت اور ظلی و بروزی نبوت کی نفی کر دی۔ کہیں یہاں تک وضاحت کر دی کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔

ان تمام احادیث میں لفظ "خاتم" کی ایسی زبردست وضاحت کر دی گئی ہے کہ ایک بد دماغ شخص کا دماغ بھی ٹھکانے پر آ جائے۔ اس سے پہلے آپ خاتم کی دو قراتوں کی بحث بھی پڑھ چکے ہیں۔

دنیا بھر کے مفسرین نے اس آیت کے تحت نبی کریم ﷺ کو آخری نبی تسلیم کیا ہے اور اس مسئلے پر پوری اُمت کا اجماع اور اتفاق چلا آ رہا ہے۔ ہمارے عقائد کی مشہور درسی کتاب شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ ثَبَتَ اَنَّہٗ آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ یعنی ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۳۸)۔ خاتم النبیین کی وضاحت کرتے ہوئے قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اِجْتَمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلٰی حَمْلِ ھٰذَا الْکَلَامِ عَلٰی ظَاھِرِہٖ وَاَنَّ مَفْھُوْمَہُ الْمُرَادُ بِہٖ دُوْنَ تَاوِیْلٍ وَّلَا تَخْصِیْصٍ یعنی پوری اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کے الفاظ اپنے ظاہر پر محمول ہیں اور ان میں کسی قسم کی تاویل اور تخصیص جائز نہیں (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۴۷)۔ مُلّا علی قاری علیہ الرحمۃ پوری اُمت کی کتابوں کا جائزہ لینے کے بعد فیصلہ لکھتے ہیں کہ دَعْوَی النُّبُوَّۃِ بَعْدَ نَبِیِّنَا ﷺ کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ یعنی ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا کفر ہے اور اس پر پوری اُمت کا اجماع و اتفاق ہے (شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۶۴)۔

جس قوم کے پاس ختم نبوت پر دلائل کا اس قدر ذخیرہ موجود ہو وہ یقیناً اس عقیدے کو اختیار کرنے میں حق بجانب ہے۔ اور وہ اس موضوع پر اللہ کی بارگاہ میں سُرخرو ہے۔

مرزا قادیانی کا اپنا بیان:۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں "میں نبوت کا مدعی نہیں، بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں" (آسمانی فیصلہ: صفحہ ۳)۔

حیاتِ مسیح علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم سمیت آسمان پر اٹھائے جانا اور قیامت کی نشانی کے طور پر آسمان سے نازل ہونا قطعی دلائل سے ثابت ہے۔ ختم نبوت کی وضاحت کرتے ہوئے تمام مفسرین نے بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں۔ مدارک، خازن، بیضاوی، تفسیراتِ احمدیہ اور مظہری وغیرہ میں اس مسئلے کو تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ مثلاً تفسیر مدارک کے الفاظ یہ ہیں: لَا یُنَبَّأُ اَحَدٌ بَعْدَہٗ وَعِیْسٰی مِمَّنْ نُبِّیَٔ قَبْلَہٗ یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی بنایا نہیں جائے گا جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُن میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنا

دیے گئے ہیں۔

تفسیر بیضاوی کے الفاظ یہ ہیں: وَلَا یَقْدَحُ فِیْہِ نُزُوْلُ عِیْسٰی بَعْدَہٗ لِاَنَّہٗ اِذَا نَزَلَ کَانَ عَلٰی دِیْنِہٖ، مَعَ اَنَّ الْمُرَادَ مِنْہُ اَنَّہٗ اٰخِرُ مَنْ نُبِّیَ یعنی نزول عیسیٰ ختم نبوت کے خلاف نہیں اسلئے کہ جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل کریں گے، اسکے علاوہ آخری نبی ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ سب سے آخر میں نبی بنائے گئے ہیں (بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۲۲۸)۔

تفسیر مظہری کے الفاظ یہ ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ اسلئے کہ جب وہ نازل ہوں گے تو نبی کریم ﷺ کی شریعت پر چلیں گے۔ اسکے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ انکو نبی کریم ﷺ سے پہلے نبوت مل چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانی خبروں کا سلسلہ نبی کریم ﷺ پر ختم کر دیا ہے۔ لیکن کسی سابق نبی کا باقی رہنا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے (مظہری جلد ۷ صفحہ ۳۵۱)۔

ہاں البتہ جس طرح مرزا قادیانی کی ایک نئی شخصیت نے کھڑے ہو کر نبوت اور مسیحیت کا دعویٰ کر دیا ہے، یہ ضرور ختم نبوت کے تمام اعلانات کے منافی ہے۔ اب آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قیامت کی نشانی کے طور پر جسم سمیت واپس آنے کا ختم نبوت کے ساتھ ایک گہرا رشتہ ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا اس آیت سے ثابت ہے: وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ وَکَانَ اللّٰہُ عَزِیْزًا حَکِیْمًا وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا (النسآء: ۱۵۷۔۱۵۹)۔

ترجمہ: اسے یہودیوں نے یقیناً قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔ تمام اہل کتاب اس کی موت سے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہو گا۔

یہاں قادیانی ایک سوال اٹھایا کرتے ہیں کہ اس آیت میں آسمان کا لفظ کہیں موجود نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ "اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا" سے مراد آسمان پر اٹھانا ہی ہے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن اسکی سلطنت کا ظہور کامل آسمانوں میں ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خود کا آسمانوں میں ہونا بیان فرماتا ہے (تفسیر جامع البیان میں ہے: لِاَنَّ السَّمَآءَ مَحَلُّ ظُھُوْرِ سُلْطَانِہٖ: صفحہ ۵۲)۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کو معراج کے لیے آسمان پر لے جایا گیا، ورنہ اللہ تعالیٰ تو زمین پر بھی موجود تھا۔ قرآن پڑھیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِکُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا ھِیَ تَمُوْرُ (ملک: ۱۶)۔ اس آیت کا ترجمہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا

بشیر الدین نے اس طرح کیا ہے:

کیا آسمان میں رہنے والی ہستی سے تم اس بات سے امن میں آگئے ہو کہ وہ تم کو دنیا میں ذلیل کرے (ترجمہ مرزا بشیر الدین)۔

یہاں مرزا بشیر الدین نے اللہ تعالیٰ کو صاف طور پر آسمان میں رہنے والی ہستی قرار دیا ہے۔ اس سے اگلی آیت میں بھی ءَاَمِنْتُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ کے الفاظ موجود ہیں۔ اور مرزا بشیر الدین نے وہاں بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔

حدیث شریف میں بھی یہی ہے کہ جو زمین پر ہیں تم ان پر رحم کرو اور جو آسمان پر ہے وہ تم پر رحم کرے گا (ابو داؤد، ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۳)۔

مرزا قادیانی خود بھی لکھتے ہیں کہ رَافِعُكَ اِلَیَّ کے یہ معنی ہیں کہ جب عیسیٰ فوت ہوئے تو ان کی روح آسمان پر اٹھائی گئی (ازالہ اوہام صفحہ ۲۲)۔

اب بتائیے کہ مرزا قادیانی نے آسمان کا لفظ کہاں سے نکالا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو آسمان پر کیسے پہنچا دیا۔ جو آپ کا جواب ہوگا وہی ہمارا جواب ہے۔

صحیح اور سیدھا طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر کرتے وقت اس قسم کی ہیرا پھیری کی بجائے نبی کریم ﷺ کی ان احادیث کی طرف رجوع کیا جائے جو خالص اسی موضوع پر وارد ہوئی ہیں۔

اس آیت کی تشریح احادیث میں اس طرح بیان ہوئی ہے۔

(۱)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ عِيْسٰى لَمْ يَمُتْ وَاِنَّهٗ رَاجِعٌ اِلَيْكُمْ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ یعنی عیسیٰ نہیں مرے بلکہ وہ قیامت سے پہلے پہلے تمہاری طرف واپس آنے والے ہیں (درِ منثور جلد ۲ صفحہ ۳۶)۔

(۲)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ: جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام اپنے گھر کے چشمے پر نہا کر گھر سے نکلے۔ آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ باہر بارہ حواری موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون چاہتا ہے کہ میری جگہ قتل کیا جائے اور درجہ میں میرے ساتھ رہے۔ اس پر ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور خود کو اس کام کے لیے پیش کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بیٹھ جا اور پھر عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ وہی فرمایا۔ پھر وہی نوجوان کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ میں حاضر ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر تو ہی وہ شخص ہے۔ اس کے فوراً بعد اس پر عیسیٰ علیہ السلام کی صورت ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشندان سے آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ یہودی

عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لیے گھر میں داخل ہوئے اور اس حواری کو عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور قتل کر کے صلیب پر لٹکا دیا۔ ابنِ کثیر فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور بہت سے سلف سے اسی طرح مروی ہے (تفسیر ابنِ کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۲۸)۔

(۳)۔ "اللہ کی قسم تم میں عیسیٰ ابنِ مریم ضرور نازل ہوگا۔ حکومت کرے گا عدل کرے گا، صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا (یعنی صلیب پرستی اور خنزیر خوری ختم ہو جائے گی) جنگ بند کرے گا (یعنی امنِ عامہ کی وجہ سے جنگ کی ضرورت ہی نہ رہے گی)، دولت اس قدر بہائے گا کہ اسے کوئی بھی قبول نہ کرے گا۔ نوبت یہاں تک آ جائے گی کہ لوگ ایک سجدہ کرنا دُنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر سمجھیں گے" پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا کہ تمام اہلِ کتاب اس کی موت سے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا (بخاری جلد ا صفحہ ۴۹۰، مسلم جلد ا صفحہ ۸۷، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۷، ابنِ ماجہ صفحہ ۲۹۹۔ واللفظ للبخاری، المستند صفحہ ۷۵)۔

(۳)۔ اللہ تعالیٰ مسیح ابنِ مریم کو بھیجے گا۔ وہ دمشق کے شرقی سفید مینار کے پاس نازل ہوگا۔ اس نے دو زرد چادریں اوڑھی ہوں گی۔ دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوں گے۔ جب اپنے سر کو جھکائے گا تو اس میں سے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائے گا تو جواہرات جیسے موتی گریں گے۔ اس کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی وہ مر جائے گا۔ وہ دجال کو لُد کے دروازے کے پاس پکڑ کر قتل کر دے گا (مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۱۔ ۴۰۳، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۹، ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۷، ابن ماجہ صفحہ ۲۹۷)۔ واضح رہے کہ لُد آجکل اسرائیل کی ایک ائرپورٹ کا نام ہے۔

(۴)۔ يَنْزِلُ اَخِيْ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَآءِ یعنی میرا بھائی ابنِ مریم آسمان سے نازل ہوگا (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۸، مجمع الزوائد جلد ۷ صفحہ ۳۴۹، المستند صفحہ ۷۵)۔

(۵)۔ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت سعد بن ابی وقاص قادسیہ کے حاکم تھے۔ انہوں نے حضرت نضلہ بن معاویہ انصاری کو تین سو سوار دے کر حلوان عراق کی طرف مالِ غنیمت لوٹنے کیلئے بھیجا۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو کر واپس آ رہے تھے کہ راستے میں عصر کی نماز کیلئے اذان دی۔ جب وہ اذان کہنے لگے تو اچانک حلوان کے پہاڑوں میں سے اذان کا جواب سنائی دینے لگا۔ جب نضلہ اذان سے فارغ ہوئے تو سب لوگ کھڑے ہو کر کہنے لگے کہ اللہ تجھ پر رحم کرے، تو جو کوئی بھی ہے ہمارے سامنے آ کر اپنی صورت دکھا۔ کیونکہ یہ لشکر رسول اللہ ﷺ اور عمر ابنِ خطاب کا بھیجا ہوا ہے۔ اس پر ایک شخص کا سر پہاڑ کے شگاف سے

ظاہر ہوا۔ اسکے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے اور اس نے اون کے دو پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس نے سامنے آ کر سلام کہا اور لوگوں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ لوگوں نے پوچھا تو کون ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میرا نام زریت بن برتملا ہے۔ میں اللہ کے نیک بندے عیسیٰ ابنِ مریم کا وصی ہوں۔ انہوں نے مجھے اس پہاڑ میں ٹھہرایا ہے اور میرے لیے آسمان سے نازل ہونے کے وقت تک زندہ رہنے کی دعا فرمائی ہے۔ میری طرف سے عمر کو سلام کہنا اور اسے میری طرف سے بتا دینا کہ قیامت قریب ہے۔ اس کے بعد وہ غائب ہو گیا اور لوگ اسے نہ دیکھ سکے۔ پھر نضلہ نے یہ سارا واقعہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی طرف لکھا اور انہوں نے حضرت فاروقِ اعظم کی طرف لکھا۔ حضرت فاروقِ اعظم نے اس کے جواب میں حضرت سعد کو لکھا کہ آپ بھی مہاجرین وانصار کی ایک جماعت لے کر اس پہاڑ پر جائیں اور اگر زریت بن برتملا سے ملاقات ہو جائے تو میری طرف سے انہیں سلام کہیں۔ چنانچہ حضرت سعد چار ہزار مہاجرین وانصار کو لے کر اس پہاڑ پر گئے اور چالیس دن تک ہر نماز کے لیے اذان پڑھتے رہے مگر انہیں کوئی جواب یا آواز سنائی نہ دی (فتوحاتِ مکیہ جلد ا، ازالۃ الخفا جلد ۲ صفحہ ۱۶۷۔۱۶۸)۔ شیخ اکبر قدس سرہٗ اپنے کشف کے ذریعے فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

ردِّ عیسائیت اور حیاتِ مسیح علیہ السلام

عیسائیوں نے جب بھی اسلامی تعلیمات پر کوئی اعتراض کیا تو اہلِ اسلام نے ہمیشہ اس کا منہ توڑ جواب دیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے سامنے کسی عیسائی نے یہ سوال رکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر موجود ہیں جبکہ آپ کے نبی زمین میں دفن ہیں۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے نبی سے افضل ہوئے۔ آپؒ نے فرمایا اگر اس طرح اوپر جانے سے افضلیت ثابت ہوتی ہو تو پھر پانی کا بلبلا موتیوں سے افضل ہونا چاہیے۔ کیونکہ بلبلا پانی کے اوپر رہتا ہے جبکہ موتی پانی کی تہ میں بیٹھا ہوتا ہے۔ عیسائی نے یہ سوال ایک شعر کی صورت میں کیا تھا۔ اور شاہ صاحب نے اس کا جواب بھی شعر میں ہی دیا تھا۔ دونوں شعر ملاحظہ کیجیے:

﴿سوال﴾

کسے بگفت کہ عیسیٰ زِ مصطفیٰ اعلیٰ
است
کہ ایں بزیرِ زمیں دفن وآں باوجِ سما
است

﴿جواب﴾

بگفتمت کہ نہ ایں حجت قوی باشد
حباب بر سر آب و گوہر تہِ دریا است

مرزا قادیانی کو بھی شروع شروع میں عیسائیت کے رد کا بہت شوق تھا۔لیکن ایسے کاموں کیلئے لیاقت اور مستقل مزاجی کی ضرورت ہوتی ہے۔مرزا قادیانی سے جب عیسائیوں کے اس قسم کے اعتراضات کے جواب نہ بن سکے تو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ وقت کے علماء اور مشائخ کی طرف رجوع کرتے اور ان سے رہنمائی لیتے۔لیکن مرزا قادیانی نے اس کے برعکس یہ ترکیب نکالی کہ حیاتِ مسیح علیہ السلام کا سرے سے انکار ہی کر دیا جائے۔نہ بچے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔چنانچہ وہ خود اپنی کتاب کشتیِ نوح میں یوں لکھتے ہیں خوب یاد رکھو کہ بجز موتِ مسیح،صلیبی عقیدہ(عیسائیت)پر موت نہیں آسکتی(کشتیِ نوح صفحہ ۲۵)۔

لیکن مرزا قادیانی ان حقائق کو بھول گئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باپ کے بغیر پیدا ہوئے تھے(سورۂ مریم وغیرہ)اور اللہ نے انکا نام روح اللہ اور کلمۃ اللہ رکھا ہے(آلِ عمران)۔وہ اپنے ہاتھ سے مٹی کے پرندے بنا کر ان میں پھونک مارتے تھے تو وہ اصلی پرندہ بن جاتا تھا۔وہ بیماروں کو شفا دیتے اور مردوں کو زندہ کر دیتے تھے(آلِ عمران)۔کیا یہ سب باتیں عیسائیت کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدائی کو تقویت نہیں دے رہیں؟ کیا آپ ان تمام حقائق کا انکار محض اس لیے کر دیں گے کہ ان سے عیسائیت کو تقویت مل رہی ہے؟ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے خاندان کے حوالے سے پوری پوری سورتیں موجود ہیں(آلِ عمران،مائدہ اور مریم)۔کیا ان سب کو بھی عیسائی دشمنی میں آکر قرآن سے نکال باہر کریں گے؟

ایک سوال یہ بھی ہے کہ کیا مرزا قادیانی نے وفاتِ مسیح کا شوشا چھوڑ کر عیسائیوں کو مطمئن کر دیا ہے؟ کیا واقعی صلیبی عقیدے پر موت طاری کر دی گئی ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی عیسائی لوگ قادیانیت کو قبول کرنے کی بجائے دھڑا دھڑ اسلام کو قبول کرتے جا رہے ہیں۔اور مسلمانوں کا حیاتِ مسیح علیہ السلام کا عقیدہ اس کام میں رکاوٹ نہیں ڈال رہا۔بلکہ زبردست مددگار ثابت ہو رہا ہے۔جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے قائل ہیں اور اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عزت و آبرو موجود ہے تو ان کا دل اسلام کے لیے خود بخود نرم ہو جاتا ہے۔اور خدا گواہ ہے کہ ہم یہ بات محض ہوائی اور بے بنیاد نہیں کر رہے بلکہ ہم نے خود عیسائیوں سے گفتگو کی ہے اور اپنے ذاتی تجربے کی بنیاد پر یہ بات عرض کر رہے ہیں۔

آج تک عیسائیوں نے حیاتِ مسیح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مسلمانوں کو کبھی نقصان نہیں پہنچایا۔ یہ شوشا محض قادیانیوں نے خود چھوڑ رکھا ہے اور عیسائیوں کی مخالفت کا ڈھونگ رچائے بیٹھے ہیں۔ کسی عیسائی نے جو شعر فارسی زبان میں کہا تھا، قادیانی وہی بات اردو کے اس شعر میں کہتے ہیں:

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر مدفون ہو زمیں میں شاہِ جہاں ہمارا

اس شعر کے لکھنے والوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ وہ اس شعر سے عیسائیت کی تردید کر رہے ہیں یا تائید ؟۔ قادیانیوں کے اس عیسائی نما شعر کا ہم یوں جواب دیتے ہیں:

افضل ہے آسماں سے وہ سرزمین طیبہ مدفون ہے جہاں پر شاہِ جہاں ہمارا

یہ شعر بھی میں نے پوری ذمہ داری سے لکھا ہے۔ اس امر پر پوری امت کا اجماع ہے کہ آج جس جگہ سے ہمارے نبی کریم ﷺ کا جسمِ اطہر چھو رہا ہے وہ جگہ عرشِ عظیم سے بھی افضل ہے۔ کاش مرزا قادیانی عیسائیت کی تردید کے لیے گھر سے نکلنے سے پہلے وسیع مطالعہ اور مکمل تیاری کر لیتے۔

عیسائیوں کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے پھانسی پر لٹکا دیا اور ان کی موت واقع ہوگئی۔ یہ پورا واقعہ انجیل میں درج ہے۔ دوسری طرف یہودی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر لٹکا کر انہیں موت کے گھاٹ اتار دینے کے دعویدار ہیں۔

یہاں قادیانی بھی یہودیوں اور عیسائیوں کے ہم نوا ہیں۔ قادیانی بھی کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی پر لٹکایا گیا مگر ہُوا یہ کہ ان کی موت واقع نہیں ہوئی، بلکہ وہ مُردے کی طرح ہو گئے۔ بعد میں جب ہوش میں آ چکے تو چپکے سے کشمیر کی طرف بھاگ آئے۔ یہاں سری نگر میں ان کی وفات ہوئی اور وہ سری نگر کے محلہ خان یار میں دفن ہیں۔ قادیانیوں نے یہ سارا ڈھکوسلا عیسائیوں کی کتب اور آثارِ قدیمہ سے اخذ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے برعکس قرآن کہتا ہے: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ (النساء:۱۵۷) یعنی یہود نے عیسیٰ کو نہ تو قتل کیا اور نہ ہی پھانسی دیا۔

واضح رہے کہ اس آیت میں قرآن نے قتل اور پھانسی دونوں کی نفی کی ہے۔ قتل کی واردات میں موت کا واقع ہو جانا ضروری ہوتا ہے جب کہ پھانسی کی واردات میں موت کا واقع ہو جانا ضروری نہیں ہوتا۔ آج کل کے ہوشیار وکیلوں نے جب پھانسی (hang) کے لفظ میں پائی جانے والی اس گنجائش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجرموں کو تختۂ دار سے زندہ نیچے اتروانا شروع کر دیا تو قانون دانوں کو مجبوراً صرف پھانسی کی بجائے موت تک پھانسی (hang till death) کے الفاظ کا اضافہ کرنا پڑا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ پھانسی میں موت کا مفہوم شامل نہ

تھا۔اسی وجہ سے قرآن نے بھی قتل کا لفظ الگ اور پھانسی کا لفظ الگ استعمال کیا ہے۔یہاں سے صلیب پرستی کی جڑ کٹ جاتی ہے۔جب حضرت مسیح علیہ السلام صلیب کے قریب بھی نہیں گئے تو تم کس غلط فہمی میں صلیب کی پوجا کرتے ہو؟اسی عقیدہِ مصلوبیت نے صلیب پرستی کو بنیاد فراہم کی تھی اور قادیانیوں نے صلیب توڑنے کی بجائے صلیب پرستی میں عیسائیوں کا ہاتھ بٹایا۔آج اگر کوئی شخص صلیب کو توڑ کر دکھانا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ قرآنی الفاظ مَاصَلَبُوْہُ کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مطلق صلیب پر چڑھنے کی نفی کرے تاکہ صلیب کو متبرک سمجھ کر اسکی پوجا کرنے کی بنیاد ختم ہو جائے اور صلیب پرستی کا صفایا ہو جائے۔

چلیے سب کچھ چھوڑیے۔آپ عیسائیوں کو نیچا دکھانا چاہتے ہیں؟ذرا انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا ملاحظہ کر لیجیے۔جس میں وہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی خواہش فرما رہے ہیں۔آپ کا ردِ عیسائیت کا شوق بھی پورا ہو جائے گا اور حیاتِ مسیح علیہ السلام کا عقیدہ بھی درست معلوم ہونے لگے گا۔انصاف شرط ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا

انجیل برنباس کے الفاظ پڑھیے:

UNWORTHY THOUGH I AM TO UNTIE HIS HOSEN I HAVE RECEIVED GRACE AND MERCY FROM GOD TO SEE HIM (BARNABAS:97-1)

ترجمہ:۔اگرچہ میں اس کے جوتے کا تسمہ کھولنے کے قابل بھی نہیں ہوں،میں نے اللہ سے اس بات کی عاجزانہ دُعا کی جو اس نے قبول کر لی کہ میں اس سے مل سکوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوئی۔یہی وجہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی سنت اور قرآن کے مطابق فیصلے کریں گے(مسلم جلد ا صفحہ ۸۷)۔

وہ حج یا عمرہ کریں گے اور مکہ شریف سے مدینہ طیبہ تک سفر کریں گے(مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۸)۔مستدرکِ حاکم میں یہ الفاظ موجود ہیں کہ لَيَهْبِطَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَماً عَدْلاً وَ إِمَاماً مُقْسِطاً وَلَيَسْلُكَنَّ فَجّاً حَاجّاً أَوْ مُعْتَمِراً أَوْ بِنِيَّتِهِمَا وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِي حَتَّى يُسَلِّمَ عَلَيَّ وَلَأَرُدَّنَّ عَلَيْهِ۔یعنی عیسیٰ ابن مریم ضرور بر ضرور نیچے اترے گا، حکومت کرے گا،عدل کرے گا،اور منصفانہ امامت کرے گا،اور حج یا عمرہ کے لیے ضرور سفر کرے گا،اور ضرور بر ضرور

میری قبر پر آئے گا حتیٰ کہ مجھے سلام کہے گا اور میں ضرور بضرور جواب دوں گا۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے میرے بھائی جب تم حضرت عیسیٰ ابنِ مریم علیہ السلام کو دیکھو تو عرض کرنا کہ ابوہریرہ آپ کو سلام پیش کرتا تھا۔ حاکم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے (مستدرکِ حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۹۷، المستند صفحہ ۷۶)۔

واضح رہے کہ مرزا قادیانی نے زندگی بھر نہ حج کیا اور نہ عمرہ۔

پیر مہر علی شاہ گولڑوی اپنی کتاب سیفِ چشتیائی میں یہی حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں!

''ہم پیشن گوئی کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً میں حاضر ہو کر سلام عرض کرنا اور جوابِ سلام سے مشرف ہونا، یہ نعمت قادیانی کو کبھی نصیب نہ ہوگی'' (سیفِ چشتیائی صفحہ ۱۰۸)۔

حضرت پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس پیشن گوئی کے بعد مرزا قادیانی چھ سال زندہ رہے مگر پیر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس پیشن گوئی کو غلط ثابت نہ کر سکے۔ اور حج و عمرہ کی سعادت سے بے نصیب رہے۔ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدینہ شریف میں نبی کریم ﷺ کے روضۂ اقدس میں دفن ہوں گے۔ اور قیامت کے روز نبی کریم ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں ایک ہی روضے میں سے سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بیچ میں سے اٹھیں گے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۴)۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو سابق یہودی عالم تھے) فرماتے ہیں کہ تورات میں نبی کریم ﷺ اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا ایک جگہ دفن ہونا لکھا ہوا ہے۔ ابو مودود فرماتے ہیں کہ آج بھی روضۂ اقدس میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے (ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۵۱۵، المستند صفحہ ۷۶)۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت عیسیٰ ابنِ مریم نازل ہوں گے تو مسلمانوں کا امیر انہیں نماز پڑھانے کی دعوت دے گا مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ نہیں، اس اُمت کے اپنے لوگ ہی اس اُمت کی امامت کا حق رکھتے ہیں، اللہ نے اس اُمت کو یہ اعزاز بخشا ہے (مسلم جلد ۱ صفحہ ۸۷ عن جابر رضی اللہ عنہ)۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ اے میری اُمت! تمہاری شان اس وقت کیا ہوگی جب عیسیٰ ابن مریم تم میں نازل ہوگا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا (بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۹۰، مسلم جلد ۱ صفحہ ۸۷ عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ، المستند

صفحہ ۷۶)۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ مِنَ السَّمَآءِ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ یعنی تمہاری شان اُس وقت کیا ہوگی جب عیسیٰ ابنِ مریم تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا (بیہقی کتاب الاسماء والصفات صفحہ ۳۰۱، المستند صفحہ ۷۶)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لے جانے اور نبی کریم ﷺ کے اُمتی ہونے کا شرف حاصل کرنے کے لیے دوبارہ تشریف لانے میں نبی کریم ﷺ کی جو شان پوشیدہ ہے وہ ان تمام دلائل سے اچھی طرح واضح ہورہی ہے اور اس میں اُمتِ مسلمہ کے لیے جو اعزاز پنہاں ہے اس پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

اللہ کریم جل شانہٗ کا ارشاد ہے وَاِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ یعنی عیسیٰ قیامت کی نشانی ہے

(الزخرف: ۶۱)۔ اس آیت کی ایک قرأت عَلَمٌ (ع اور ل کے زبر کے ساتھ) بھی ہے اور یہ قرأت حضرت ابنِ عباس، حضرت ابوہریرہ اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے (بغوی جلد ۴ صفحہ ۱۴۳)۔ جس سے اس آیت کا مفہوم نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔ اور حدیث شریف میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ اس آیت میں قیامت کی نشانی سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے مراد حضرت عیسیٰ ابنِ مریم کی قیامت سے پہلے تشریف آوری ہے (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۳۱۳)۔

ظہورِ مہدی:

حدیث شریف میں ہے کہ یہ اُمت کس طرح ہلاک ہوسکتی ہے۔ جس کے شروع میں مَیں ہوں، درمیان میں مہدی اور آخر میں عیسیٰ ہے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۸۳، المستند صفحہ ۷۰)۔

اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی ؓ دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ خود ہی عیسیٰ بھی ہیں اور وہی مہدی بھی ہیں۔ دوسرے یہ معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری اس اُمت کے لیے اعزاز ہی اعزاز ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مہدی میری عترت سے ہوگا۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوگا (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۲، ابنِ ماجہ صفحہ ۳۰۰، مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۰، المستند صفحہ ۶۹)۔

اس حدیث میں حضرت امام مہدی ؓ کا رسول اللہ ﷺ کی آل میں سے ہونا صراحتہً مذکور ہے۔ اور "حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد" کے الفاظ تمام تاویلاتِ بعیدہ کا دروازہ بند کر رہے ہیں۔ اور مرزا قادیانی کے مُغل (مرزا)

ہونے کی وجہ سے ان کی مہدویت کو پاش پاش کر رہے ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے حسن کو نبی کریم ﷺ نے سید قرار دیا ہے۔ اس کی پشت میں سے ایک آدمی پیدا ہوگا جو نبی کریم ﷺ کا ہمنام اور ہم اخلاق ہوگا مگر صورت مختلف ہوگی۔ وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا (ابو داؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۱)۔

قادیانی حضرات اپنے مرزا قادیانی کی مہدویت کو ثابت کرنے کیلئے حدیث کا ایک ٹکڑا "لَا مَهْدِيَّ اِلَّا عِيْسٰى" پڑھ دیا کرتے ہیں۔ یعنی عیسیٰ کے سوا کوئی مہدی نہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ پوری حدیث اس طرح ہے: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ وَلَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ یعنی قیامت شریر ترین لوگوں پر قائم ہوگی اور اس وقت عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی ہدایت پر نہ ہوگا۔

اس مکمل حدیث کو پڑھنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس حدیث میں مہدی کا لفظ عربی زبان کے لفظ کے طور پر اپنے لفظی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اور یہاں مہدی سے مراد امام مہدی نہیں ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ صفت کا حصر ذات میں جائز ہے جیسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور ذات کا حصر صفت میں بھی جائز ہے جیسے مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ مگر ذات کا حصر ذات میں یا صفت کا حصر صفت میں نہیں ہوا کرتا۔ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ہے اور وہ مسیحیت اور مہدویت کی صفات سے متصف ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ اگر مسیحیت اور مہدویت دونوں ان کی صفات ہوں تو لَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسٰى میں صفت کا حصر صفت میں لازم آئے گا اور یہ باطل ہے۔

شناخت:

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح ابن مریم اور عیسیٰ ابن مریم کی تصریح کے ساتھ آیا ہے۔ قیامت کے نزدیک نازل ہونے والے مسیح کو بھی احادیث میں وہی عیسیٰ ابن مریم یعنی "مریم کا بیٹا عیسیٰ" کے صاف الفاظ سے متعارف کرایا گیا ہے۔ مرزا قادیانی اپنے دعوے سے مسیح تو بن بیٹھے لیکن مریم کا بیٹا بن کے دکھانا مشکل ہو گیا۔ مرزا قادیانی اپنی اس مشکل کو حل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "استعارے کے رنگ میں مجھے مریم بنایا گیا، پھر مجھے حمل ہوا، پھر مجھ سے عیسیٰ پیدا ہوا، وہ پیدا ہونے والا عیسیٰ بھی میں خود ہی تھا، اس طرح میں عیسیٰ ابن مریم ٹھہرا" (دیکھیے: کشتی نوح صفحہ ۶۸ تا ۶۹)۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق میں بتایا گیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ دمشق سے مراد قادیان ہے۔ جو دمشق سے مشابہت رکھتا ہے (دیکھیے: حاشیہ ازالہ اوہام صفحہ ۶۳ تا ۷۳)۔

احادیث کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول سفید مینار کے پاس ہوگا۔ان صاحب نے اس طرح کا مینار خود آکر قادیان میں تعمیر کرالیا،اور خانہ پُری مکمل کرلی۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ حدیث شریف کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجّال کو لُد کے دروازے پر قتل کریں گے تو ان صاحب نے جواب دیا کہ لُد سے مراد لُدھیانہ ہے اور دجّال کو قتل کرنے سے مراد مخالفین کو علمی طور پر شکست دینا ہے(دیکھیے:الہدیٰ صفحہ۹۱)۔

اور جب ان سے پوچھا گیا کہ قرآن شریف کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیماروں کو شفا دینا اور مُردوں کو زندہ کرنا ثابت ہے آپ بھی یہ سارے کام کر کے اپنی مسیحیت کو ثابت کریں،تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سب مسمیرزم(ایک قسم کا جادو) تھا۔اگر میں ان چیزوں کو جائز سمجھتا تو کسی طرح عیسیٰ ابنِ مریم سے کم نہ رہتا(ازالۂ اوہام صفحہ۱۲۸)۔

فردِ واحد کے مختلف دعوے:

قادیان میں جن صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ وہی محمد رسول اللہ ہیں(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ۴)۔

اور وہی مسیح ابن مریم ہیں(حقیقت الوحی وازالۂ اوہام وغیرہ)۔

اور وہی امام مہدی ہیں(سیرت المہدی وغیرہ)۔

ان کی کتابوں میں کہیں صرف مجدد ہونے کا دعویٰ موجود ہے،کہیں باقاعدہ نبوت کا اعلان پایا جاتا ہے(ازالۂ اوہام اور ایک غلطی کا ازالہ وغیرہ)۔

اور کہیں مرزا قادیانی لکھتے ہیں"میں نبوت کا مدعی نہیں،بلکہ ایسے مدعی کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"(آسمانی فیصلہ صفحہ۳)۔

کوئی دوسرا ان کے متضاد بیانات کو کیا سمجھے گا۔خود ان کے ماننے والے ابھی اس چکر کو نہ سمجھ سکے اور وہ دو فرقوں میں تقسیم ہوگئے۔ایک فرقہ صرف مجددیت کا قائل ہے جسے لاہوری گروپ کہا جاتا ہے۔اور دوسرا فرقہ نبوت و مسیحیت کا قائل ہے جسے قادیانی گروپ کہا جاتا ہے۔دونوں ایک دوسرے کو احمدیت سے خارج سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف لٹریچر شائع کرتے ہیں۔یہ مسئلہ اچھا خاصا اُلجھا ہوا ہے اور ان کے مذہب میں داخل ہونے والے ایسے نئے لوگوں کے لیے سخت پریشانی کا باعث ہے،جو ذرا سی بھی سُوجھ بُوجھ رکھتے ہیں۔بلکہ اب تو ان کے اپنے نوجوانوں میں بھی ہیجان

اور چہ میگوئیاں شروع ہو چکی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ مرزا قادیانی کا اپنا لٹریچر اپنے نوجوان طبقے سے چھپا کر رکھتے ہیں۔اور انہیں صرف بعد کا لکھا ہوا تاویلی لٹریچر پڑھاتے ہیں۔

بعض قادیانیوں نے مرزا قادیانی کی ان تضاد بیانیوں سے جان چھڑانے کے لیے ان میں تطبیق دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ہم نے ان کی باتوں کا بغور جائزہ لیا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ ایسی تمام کاوشیں محض وفاداری کا ثبوت تو کہلا سکتی ہیں مگر صحیح تطبیق نہیں کہلا سکتیں۔قادیانیوں کے لاہوری گروپ کا وجود میں آجانا اس مسئلے کے ناقابلِ حل ہونے کا واضح ثبوت ہے۔اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

☆------☆------☆------☆------☆

ضَبْطُ الْکَلَامِ فِیْ رَدِّ الْغُلَامِ:

ذیل کی سطور میں ہم نے قادیانیت کے موضوع پر باقاعدہ علمِ کلام کی بنیاد رکھ دی ہے۔عین ممکن ہے کہ عوام الناس بعض باتوں کو سمجھنے سے قاصر رہیں۔لیکن دینی مدارس کے طلباء کو بطور نصاب اس کا پڑھایا جانا ازحد مفید ہو سکتا ہے۔اس غرض سے اگر کوئی عالمِ دین اس "ضبط الکلام" کو الگ چھاپنا چاہیں، یا اس کی شرح لکھنا چاہیں تو فقیر کی طرف سے اس کی اجازت ہے۔بشرطیکہ اس موضوع پر ان کا مطالعہ وسیع ہو۔

(۱)۔ حدیث شریف کی موجودگی میں قرآن کا مفہوم لُغت سے متعین کرنا باطل ہے۔مثلاً صلوۃ، زکوۃ، صوم، حج، خاتم اور رفع وغیرہ میں حدیث کو چھوڑ کر محض لُغت کی روشنی میں منشاءِ خداوندی تک نہیں پہنچا جا سکتا۔نبی کریم ﷺ پر قرآن نازل ہی اس لیے ہوا ہے کہ وہ اس قرآن کی وضاحت فرمائیں (النحل: ۴۴)۔حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حدیث کو جاننے والے قرآن کی دوسروں سے زیادہ سمجھ رکھتے ہیں۔جو لوگ تم سے قرآن کے ذریعے بحث کرتے ہیں تم انہیں حدیث کے ذریعے پکڑا کرو (الشفا جلد ۲ صفحہ ۱۱)۔

(۲)۔ دلیلِ قطعی، عبارت النص اور محکم کے مقابلے پر اشارے، اٹکل یا متشابہ کے ذریعے کھینچا تانی کرنا اور محکم کو متشابہ کی طرف لوٹانا غلط ہے۔جیسے: بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے مقابلے پر قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وغیرہ سے استدلال یا آیت ختمِ نبوت کے مقابلے پر درودِ ابراہیمی سے استدلال۔یہ آیات اور احادیث اس موضوع پر وارد ہی نہیں ہوئیں جس موضوع پر انہیں زبردستی چسپاں کیا جا رہا ہے۔یہ محض "چونکہ اس لیے" کا چکر ہے۔جو اس پوائنٹ کو سمجھ گیا سو سمجھ گیا اور جو پھسل گیا سو پھسل گیا۔

(۳)۔ ہم بائبل کو مُحرَّف (تبدیل شدہ) سمجھ کر اس میں نبی کریم ﷺ کی بشارات کا کھوج جس طریقے سے لگاتے ہیں

وہی طریقہ قادیانیوں نے قرآن کے معاملے میں بھی شروع کر رکھا ہے۔حالانکہ قرآن جیسی محفوظ کتاب میں سے عقیدہ ثابت کرنے کیلئے تصریح اور عبارت کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۴)۔ دلیل کا دعویٰ کے مطابق ہونا ضروری ہے۔قادیانی غیر مستقل نبوت کے قائل ہیں۔جبکہ ان کی ہر دلیل سے مستقل نبوت کا دروازہ بھی کھل جاتا ہے۔

(۵)۔ سیاق وسباق کو چھوڑ کر آیت یا حدیث کا مفہوم متعین کرنا درست نہیں۔جیسے سنن ابن ماجہ کی حدیث: وَلَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسٰى کا پہلا جملہ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ چھوڑ دینا۔یا صحیح بخاری میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان کرتے وقت حدیث بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ کا پہلا جملہ لَا وَاللّٰهِ مَا قَالَ النَّبِيُّ بِعِيْسٰى اَحْمَرَ وَلٰكِنْ قَالَ کھا جانا۔یا سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول مُمِيْتُكَ پیش کرتے وقت ان کے مشہور الفاظ مُقَدَّماً وَ مُؤَخَّراً ہضم کر جانا۔اور ظاہر ہے کہ یہ ایک صریح بددیانتی ہے۔یہاں پر سمجھدار قادیانیوں کے دماغ اٹک جانے چاہئیں اور انہیں مرزا قادیانی پر سخت گرفت کرنی چاہیے۔

(۶)۔ معجزہ اور کرامت (یا خوارق عادت) مشکل ضرور ہوا کرتے ہیں مگر ناممکن نہیں ہوا کرتے۔جیسے شق قمر، معراج جسمی، نزول آدم علیہ السلام، رفع ونزول مسیح علیہ السلام اور آکسیجن یا غذا کے بغیر عرصہ دراز تک زندہ رہنا وغیرہ۔یہ خوارق بھی سنت اللہ ہی میں داخل ہیں۔اسی لیے ان سے قرآن لبریز ہے۔مخالفین اسلام کے اعتراضات سے گھبرا کر ان حقائق کا انکار نہیں کرنا چاہیے۔خصوصاً آج کے سائنسی دور نے تو ان تمام باتوں کی تصدیق بھی کرنا شروع کر دی ہے۔اور یہ قادیانیت کے پس ماندہ (Backward) ہونے کا کھلا ثبوت ہے۔

(۷)۔ حقیقت متعذر نہ ہو تو مجاز کو اختیار کرنا درست نہیں۔جیسے تَوَفِّيْ، رَفْعٌ، نُزُوْل، خَاتَم اور خَلْوٌ میں حقیقت متعذر نہیں۔نکتے کی بات یہ ہے کہ انکارِ ختم نبوت کی پوری عمارت انہی چند الفاظ میں مجاز کی بنیادوں پر کھڑی کی گئی ہے۔

تَوَفِّيْ کے بارے میں مرزا قادیانی کے مشہور چیلنج کا جواب یہ ہے کہ اول تو مرزا قادیانی قرآنی لفظ کے معنی معلوم کرنے میں حدیث پر عقل کو ترجیح دے رہے ہیں اور تصریح کے مقابلے پر اٹکل چلا رہے ہیں اور ہم اس سے پہلے عرض کر چکے ہیں کہ انکارِ حدیث ہی فساد کی جڑ ھے۔ثانیاً قرآن میں بے شمار الفاظ ایسے موجود ہیں جو صرف ایک مقام پر الگ تھلگ مفہوم دے رہے ہیں۔مثلاً قرآن میں ہر جگہ مصباح کا معنی ستارہ ہے۔مگر سورۃ نور میں مصباح سے مراد چراغ ہے۔قرآن میں ہر جگہ بعل سے مراد بت ہے۔مگر سورۃ یوسف میں بعل سے مراد شوہر ہے۔قرآن

میں ہر جگہ یقین سے مراد یقین ہی ہے۔ مگر حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ میں یقین سے مراد موت ہے۔ ثالثاً توفی بمعنی نیند اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ میں اور ھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ میں استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بحالت نیند اٹھائے جانا تسلیم کیا جانا چاہیے۔ یہی بات تفسیر ابن کثیر، صاوی، جمل، جلالین، قرطبی، مظہری، کبیر، درمنثور، کشاف، خازن، بیضاوی، جامع البیان، معالم التنزیل، ابن جریر، بحر محیط اور النہر الماد وغیرہ میں لکھی ہے۔ بلکہ جامع البیان صفحہ ۵۲ اور ابن کثیر جلد ا صفحہ ۳۶۶ پر لکھا ہے کہ اکثریت کا یہی قول ہے۔ رابعاً ایک حدیث شریف کے الفاظ ہیں اِذَا رَمَی الْجِمَارَ لَا یَدْرِیْ اَحَدٌ مَا لَہٗ حَتّٰی یَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (الترغیب والترہیب للمنذری کتاب الحج جلد ۲ صفحہ ۲۰۷)۔ اس حدیث میں اللہ فاعل ہے، بندہ مفعول ہے اور توفی از باب تفعل استعمال ہوا ہے۔ یہاں ذرا توفی کا ترجمہ موت کر کے دکھایئے۔ بالآخر وہی کہنا پڑے گا جو تمام اہل لغت و مفسرین نے لکھا ہے کہ اَلتَّوَفِّیْ ھُوَ اَخْذُ الشَّیْءِ وَافِیًا یعنی توفی کسی چیز کو پورا پورا لے لینے کو کہتے ہیں۔

آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ میں یہود سے بچا لینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ میں اس وعدے کا ایفاء مذکور ہے۔ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کا لفظ مَا دُمْتُ فِیْھِمْ کے مقابلے پر استعمال ہوا ہے اور محض عدم موجودگی بیان کی گئی ہے خواہ اس کی صورت کچھ بھی ہوئی ہو۔ حدیث اَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ کُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ میں بھی یہی عدم موجودگی مراد ہے اور یہی وجہ اشتراک ہے۔

واضح رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات لفظ توفی سے ثابت نہیں بلکہ توفی کا لفظ رفع کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات لفظ رفع سے ثابت ہے۔ جو اس آیت میں استعمال ہوا ہے۔ مَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ یعنی یقیناً اسے یہودیوں نے قتل نہ کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا (النسآء: ۱۵۷۔۱۵۸)۔

اس آیت میں رفع کا لفظ قتل کے مقابلے پر استعمال ہوا ہے اور ان دونوں لفظوں کے درمیان بل موجود ہے۔ یہ بل اضرابیہ ابطالیہ کہلاتا ہے اور اس کے ماقبل و مابعد میں تضاد اور مکمل تنافی کا پایا جانا ضروری ہے۔ جیسے اس آیت میں ہے اَمْ یَقُوْلُوْنَ بِہٖ جِنَّۃٌ بَلْ جَآءَھُمْ بِالْحَقِّ۔ یا اس آیت میں ہے وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَہٗ بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ۔ اور مفہوم یہ ہے کہ قتل نہ ہوا "بلکہ" اس کا رفع ہوا۔ اللہ کی راہ میں قتل ہونا بذاتِ خود درجات کی بلندی کو ظاہر کرتا ہے۔ اگر رفع سے مراد رفعِ درجات لی جائے تو معنی یہ ہوگا کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید نہ ہوا بلکہ اس کے درجات بلند ہوئے۔ حالانکہ شہید ہونا اور درجات کا بلند ہونا ایک ہی چیز ہے۔ پھر شہادت کی نفی اور درجات کا اثبات کیا معنی

رکھتا ہے؟

یہاں قادیانی کہتے ہیں کہ تورات کی یہ تعلیم تھی کہ مقتول لعنتی ہوتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تورات کی تعلیم کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے قتل کی نفی یعنی لعنتی موت کی نفی کی ہے اور اس کے مقابلے پر رفع کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تورات کی یہ تعلیم ہرگز نہیں تھی کہ ہر مقتول لعنتی ہوتا ہے بلکہ تعلیم یہ تھی کہ گناہ گار مقتول لعنتی ہوتا ہے (دیکھو تورات کتاب استثنا باب ۲۱ آیت ۲۲۔۲۳)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ بے گناہ تھے لہٰذا اگر بالفرض صلیب پر قتل بھی ہو جاتے تو لعنتی نہ بنتے۔ لہٰذا اس قتل سے مراد شہادت کی موت ہی ہے اور اسی موت کی نفی کے مقابلے پر جسمانی رفع کا اثبات کیا گیا ہے۔

یہاں پھر قادیانی کہتے ہیں کہ چونکہ یہودیوں کے خیال میں ہر مقتول لعنتی ہوتا تھا لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے عقیدہ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل سے بچایا اور یہود کی نظروں میں لعنتی ہونے کی بجائے درجات کی بلندی کا اعلان کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قادیانیوں کی یہ بات بے دلیل اور بے حوالہ ہے۔ یہودیوں کا عقیدہ تو وہی تھا جسے ہم نے یہودیوں کی کتاب تورات سے با حوالہ نقل کر دیا ہے یعنی گناہ گار مقتول لعنتی ہوتا ہے، ہر مقتول لعنتی نہیں ہوتا۔ اور اگر ہر مقتول لعنتی ہی ہوتا ہے تو پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت زکریا علیہ السلام (جو دونوں کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے) معاذ اللہ قادیانیوں کے اس فتوے کی زد میں آ جائیں گے۔ بلکہ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنی یہودی بے شمار انبیا کو بے گناہ قتل کر دیتے تھے۔ اور اگر یہودی کسی نبی کو معاذ اللہ لعنتی سمجھتے بھی رہیں تو اس سے حقیقت کی صحت پر کیا اثر پڑتا ہے۔ وہ تو آج بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لعنتی ہی سمجھتے ہیں اور اپنی دانست میں انہیں پھانسی پر لٹکا چکے ہیں اور قادیانی خود بھی اس مسئلے میں یہود کے ہمنوا ہیں۔

یہی وہ مرکزی آیت ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمی کی صریح دلیل ہے۔ اور اسی آیت سے اپنی گردن چھڑانے کے لیے قادیانی علماء عیسائی دشمنی کے لاکھ دعووں کے باوجود موجودہ مسخ شدہ تورات کا سہارا لے رہے ہیں۔ تعجب ہے کہ جو لوگ نبی کریم ﷺ کی متواتر احادیث کو پرکھنے کے لیے اپنے خودساختہ ترازو اٹھائے پھرتے ہیں انہوں نے کئی ہزار سالہ پرانی تورات پر کس طرح اعتبار کر لیا جس کے تبدیل شدہ ہونے کا فیصلہ قرآن نے يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ کے الفاظ سے دے دیا ہے۔ ہم قرآن سے بات کرتے ہیں اور یہ بائیبل کو پیش کرتے ہیں۔ پھر بھی انہیں دعویٰ ہے کہ انہوں نے عیسائیت کو شکست دی۔ شاید تو راتی یہودیوں کی ہم نوائی کا نام انکے ہاں کسرِ صلیب ہے۔

پھر یہ کہ مرزا قادیانی نے ایک مکمل کتاب "مسیح ہندوستان میں" اس موضوع پر لکھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعہِ صلیب کے بعد یہود کے ہاتھوں سے بچ کر ہندوستان آ گئے اور تقریباً ۹۰ سال یہاں گزارنے کے بعد وفات پائی۔

مگر اس آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں رفع (اسے اٹھالیا) کا ماضی چیخ چیخ کر کہتا رہا ہے کہ رفع کا تحقق عین اسی وقت ہو رہا تھا جب ابھی قتل کی سازش یا کوشش کی جا رہی تھی۔ رفع کی ماضویت قتل کی بہ نسبت ہے۔ قرآن کہے "قتل نہیں بلکہ رفع ہوا"۔ اور مرزا قادیانی کہیں کہ اس قتل اور رفع میں ۹۰ سال کا فاصلہ ہے تو یہ تمام قادیانیوں کے لیے ٹھہر جانے اور اٹک جانے کا مقام ہے۔ تدبر، انصاف اور دیانت شرط ہے۔ ایک نہایت اہم بات یہ ہے کہ قرآن ہمیشہ یہود و نصاریٰ کے غلط دعووں کی تردید اور صحیح دعووں کی تائید کرتا ہے۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کے تین دعوے تھے

(ا)۔ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل ہوئے" جبکہ قرآن نے کہا مَاقَتَلُوْهُ اسے قتل نہ کیا گیا۔

(ب)۔ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب دیے گئے"۔ جبکہ قرآن نے کہا مَاصَلَبُوْهُ وہ صلیب نہ دیا گیا۔

(ج)۔ "حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے"۔ مگر یہاں قرآن نے کہا رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا۔

اب فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ نے قتل اور صلیب کے دعووں کی نفی تو دوٹوک الفاظ میں کر دی۔ لیکن ان کے آسمان پر جانے کے عقیدے کی نفی بالکل اسی انداز سے دوٹوک الفاظ میں کیوں نہ کی؟ بلکہ اُلٹا اپنی طرف اٹھا لینے کا اعلان فرما کر عیسائیوں کے عقیدہ کی تائید کر دی۔ اگر آپ اسے تائید نہیں مانتے تو کم از کم اتنا تو ضرور مانیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک صریح گنجائش عیسائیوں کے عقیدہ کے صحیح ہونے کی چھوڑ دی۔ یہ حسنِ تردید کے سراسر منافی ہے۔ ایسی اشد ضرورت کے وقت بھی آسمانی رفع کی دوٹوک نفی نہ کرنا بلکہ اپنی طرف اُٹھا لینے کا اعلان کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسمانی رفع کی کھلی دلیل ہے۔

(۸)۔ نبی معصوم ہوتے ہیں جبکہ مرزا قادیانی زعمِ نبوت سے پہلے حیاتِ مسیح علیہ السلام کے قائل تھے (براہینِ احمدیہ صفحہ ۴۹۸)۔ اور بعد میں اس عقیدے کو خود ہی گمراہی اور گناہ کہنے لگ گئے (ازالۂ اوہام وغیرہ)۔ اس پر جب اہلِ اسلام نے دو غلے پن کا اعتراض کیا تو یہ توجیہ پیش کر دی کہ مجھے اگر اپنی مسیحیت کے منصوبے کا خیال ہوتا تو میں براہینِ احمدیہ میں یہ کیوں لکھتا کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے دوبارہ آئے گا (کشتیِ نوح صفحہ ۶۸)۔ میں نے مسلمانوں کا

رسمی عقیدہ براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا۔تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو۔وہ لکھنا جو الہامی نہ تھا۔محض رسمی تھا (کشتی نوح صفحہ ۶۹)۔

اس عبارت میں "تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر گواہ ہو" کے الفاظ پر غور کیجیے۔گویا یہ سادگی کے اظہار کے لیے مرزا قادیانی کی منصوبہ بندی تھی۔بہر حال ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی عرصہ دراز تک گمراہی میں مبتلا رہے اور بعد میں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

(۹)۔ الہام اگر قرآن وسنت واجماع کے خلاف ہو تو یہ شیطانی الہام ہے (اِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ الایۃ) یہیں سے اکثر متنبی پھسلے ہیں۔مثلاً شیطان کسی سے کہہ دیتا ہے کہ تو مسیح ہے۔پھر اس پر کچھ بے تکے دلائل بھی فراہم کر دیتا ہے۔یہ دلائل کچھ لوگوں کو اپیل بھی کر جاتے ہیں اور یوں شیطان کا مشن پورا ہو جاتا ہے۔حضرت شیخ اکبر ابن عربی قدس سرہ فتوحاتِ مکیہ کے باب ۸۱ میں فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کو یہ الہام ہوا تھا کہ تم مسیح ہو۔لیکن انہوں نے اس الہام کو شریعت کی روشنی میں پرکھ لیا اور شیطان کے فریب سے بچ گئے۔

(۱۰)۔ مرزا قادیانی بعض ایسی چیزوں کو اپنی نبوت کی دلیل بناتے ہیں جو نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کے ثبوت کے طور پر پیش فرمائی ہیں۔حالانکہ نبی کریم ﷺ نے اپنی نبوت کے یہ ثبوت یکایک پیش فرما دیے تھے۔آپ ﷺ سے پہلے ان باتوں کو نبوت کی دلیل کبھی نہ بنایا گیا تھا۔اب اگر مرزا قادیانی انہی دلائل کا سہارا لیں تو یقیناً یہ ان کی منصوبہ بندی پر محمول ہوگا۔مرزا قادیانی نے فصاحت وبلاغت کو اپنی نبوت کی دلیل بنایا اور ایک کتاب اعجازِ احمدی ثبوت کے طور پر لکھ ڈالی۔مرزا قادیانی سے پہلے بھی نبوت کے جھوٹے دعویداروں میں بڑے بڑے فنکار اور نکتہ آفرین گزرے ہیں۔ان کے قلم میں اتنا زور تھا کہ پڑھنے والا انہیں سلطان القلم کہہ دے اور ان کی تحریر میں اتنی فصاحت تھی کہ انہوں نے اپنے کلام کو قرآن کی طرح بطورِ چیلنج پیش کر دیا تھا۔

ابو طیب متنبی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس نے اپنا شاعرانہ دیوان اپنی نبوت کے ثبوت کے طور پر پیش کر دیا۔ابو طیب بعد میں اپنی اس حرکت سے تائب ہو گیا۔لیکن اس کا یہ دیوان آج بھی مسلمانوں کے درسِ نظامی میں نصاب کے طور پر پڑھایا جاتا ہے اور یہ دیوانِ متنبی کے نام سے مشہور ہے۔مرزا قادیانی نے بھی وہی طریقہ چرانے کی کوشش کی ہے۔

جھوٹے دعویداروں نے ہمیشہ قرآن وحدیث سے ہی اپنی نبوت پر استدلال کیا ہے۔البتہ ان کے طریقۂ واردات میں اُنیس بیس کا فرق ضرور رہا ہے۔

(۱۱)۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ مرزا قادیانی نے آیت قَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُراً سے اپنی نبوت پر استدلال کیا ہے۔ حالانکہ یہ آیت ہمارے نبی کریم ﷺ کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ اور فرق یہ ہے کہ ہمارے نبی ﷺ اعلان نبوت سے پہلے ایک معروف شخصیت تھے اور لوگ آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ جبکہ مرزا قادیانی زعم نبوت سے پہلے ایک غیر معروف اور گمنام شخصیت تھے۔ چنانچہ وہ اپنے الہام کے بارے میں خود لکھتے ہیں کہ اس بات کو عرصہ قریباً بیس برس کا گزر چکا ہے کہ اس زمانہ میں جب کہ مجھ کو بجز قادیان کے چند آدمیوں کے کوئی نہیں جانتا تھا، الہام ہوا (تریاق القلوب صفحہ ۱۲۸ از مرزا قادیانی)۔

اور اگر اس آیت سے مرزا قادیانی کی نبوت پر استدلال درست ہے تو پھر وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ (یٰس: ۶۹) سے استدلال کرتے ہوئے ہم بھی مرزا قادیانی کو ان کی شاعری کی وجہ سے جھوٹا کہہ سکتے ہیں۔

(۱۲)۔ قادیانیوں کا وطیرہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی خامیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے مرزا قادیانی کی ہر خامی گزشتہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نہ کسی میں ثابت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور مرزا قادیانی نے اگر کسی کو گالیاں بھی دی ہیں تو گالیاں دینے کا جواز قرآن سے پیش کرنے لگتے ہیں۔ ہم حیران ہیں کہ اس وقت ان لوگوں کی غیرت کہاں چلی جاتی ہے جنھوں نے کہا تھا کہ "غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسمان پر"۔ صرف ایک خطا کار شخص کو بچانے کے لیے تمام انبیاء علیہم السلام کو خطا کار قرار دینا اور قرآن کی آیات کو گالیوں سے تعبیر کر دینا کہاں کی غیرت مندی ہے۔

(۱۳)۔ یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ مرزا قادیانی کی ایک آنکھ میں واضح نقص تھا۔ آج بھی ان کی تصویر دیکھ کر ان کی وجاہت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ بلا شبہ حسن وقباحت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اس معاملے میں کسی پر چوٹ کرتے وقت اللہ سے ڈرنا ضروری ہے لیکن اظہارِ حقیقت کے طور پر عرض ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کا معیارِ حسن یہ بیان فرمایا ہے کہ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيّاً إِلَّا حَسَنَ الْوَجْهِ یعنی اللہ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس کا چہرہ خوبصورت نہ ہو (شمائل ترمذی صفحہ ۲۲)۔ گویا مرزا قادیانی کا حلیہ انبیاء علیہم السلام کے حلیہ کے بالکل برعکس ہے اور یہ بات بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ مرزا قادیانی کا حلیہ دجال کے حلیہ کے موافق ہے۔ چنانچہ احادیث میں اس بات کی تصریح موجود ہے کہ دجال "کانا" ہوگا (بخاری، مسلم، مشکوۃ صفحہ ۴۷۳)۔

(۱۴)۔ ایک فن کی اصطلاح کو دوسرے فن سے جوڑ کر نیا مفہوم پیدا کر لینا ایمان اور دیانت کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ مرزا قادیانی صوفیاء کی اصطلاحات کو شرعی اصطلاحات کے مفہوم میں ڈھال لیتے ہیں اور لغوی معنی کو اصطلاحی معنی میں

گڈمڈ کر دیتے ہیں۔ مثلاً قرآن شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی طرف وحی کا آنا اور شہد کی مکھی کی طرف اللہ تعالیٰ کا وحی فرمانا بیان ہوا ہے۔ یہاں وحی سے مراد نبوت کی وحی نہیں بلکہ الہام مراد ہے۔ یہیں سے صوفیاء کرام علیہم الرضوان نے بھی اپنی خاص اصطلاح میں الہام کے لیے وحی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اب مرزا قادیانی اس طرح کرتے ہیں کہ صوفیاء کی اصطلاح کو شریعت کی اصطلاح کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں اور صوفیاء کرام کے الہام کو وحی نبوت ظاہر کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

(۱۵)۔ فنائیت کی بنا پر کیا جانے والا دعویٰ بذاتِ خود دوئی اور عدم فنا پر دلالت کرتا ہے۔ مغائیرت ہی کی وجہ سے دعویٰ کی ضرورت محسوس کی گئی۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب عملاً اس راستے سے نہیں گذرے۔

(۱۶)۔ یہ کہنا کہ عیسیٰ بن مریم سے مُراد اُن کا مثیل ہے، دمشق سے مراد قادیان ہے، لُد سے مراد لدھیانہ ہے، دجّال سے مراد فلاں پادری ہے، اور دجال کے قتل سے مراد علمی شکست ہے، احادیث کی تصریحات کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ یہ اتنی باریک تاویلات ہیں کہ ایسی تاویلات کی مدد سے سیاہ کو سفید ثابت کیا جا سکتا ہے۔ پھر اگر اصل احادیث کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ ان رکیک تاویلات کی متحمل بھی نہیں ہیں۔ تدبر شرط ہے۔

(۱۷)۔ مرزا قادیانی کے اخلاق کا یہ عالم ہے کہ وہ سخت فحش گو اور گالی نواز تھے۔ ان کی تہذیب اور شائستگی کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں:

(ا)۔ ہمارے مخالف جنگلوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں (نجم الہدیٰ صفحہ ۱۵)۔

(ب)۔ جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں (انوار الاسلام صفحہ ۳۳)۔

(ج)۔ لئیم، فاسق، شیطان، لعنتی، پاگلوں کا نطفہ، خبیث، بدکارہ کا بچہ (حقیقت الوحی صفحہ ۱۴۔۱۵)۔

(د)۔ اپنی کتاب نور الحق میں کسی بے چارے پر باقاعدہ نمبر لگا کر ایک سے لے کر ہزار تک "لعنت" لکھی ہے۔ "لعنتوں" کا یہ سلسلہ اس کتاب کے صفحہ ۱۱۸ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۲۲ تک جاری رہتا ہے (ملاحظہ ہو نور الحق صفحہ ۱۱۸ تا ۱۲۲ از مرزا قادیانی)۔

یہاں سے مرزا قادیانی کی نہ صرف فحش گوئی بلکہ دماغی حالت کا بھی اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

(۱۸)۔ مرزا قادیانی جہاد کو حرام قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
(دُرِّ ثمین از مرزا قادیانی)

نیز لکھتے ہیں: میری عمر کا اکثر حصہ سلطنتِ انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے مخالفتِ جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کیے ہیں کہ وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں (تریاق القلوب صفحہ ۱۲۵ از مرزا قادیانی)۔

اُدھر حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی صاف موجود ہے کہ مشرق سے ایک ایسا گروہ اٹھے گا جو جہاد کا انکار کرے گا۔ وہ گروہ جہنم کا ایندھن ہے (کنز العمال حدیث نمبر ۱۰۷۴۲)۔

بلاشبہ قادیان مدینہ شریف سے سیدھا مشرق میں واقع ہے اور مرزا قادیانی نے جہاد کا انکار بھی صاف صاف کردیا ہے۔ اس حدیث کی پیش گوئی صادق آجانے کے بعد اب اس کے انکار یا اسے ضعیف کہنے کا کوئی تک باقی نہیں رہتا۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے یہ معیار مقرر کیا ہے کہ "اگر کوئی ایسی حدیث جو کسی پیش گوئی پر مشتمل ہے مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے اور تمہارے زمانے میں یا اس سے پہلے اس حدیث کی پیش گوئی سچی نکلی ہے تو اس حدیث کو سچی سمجھو اور ایسے مُحدِّثوں اور راویوں کو مخطی اور کاذب خیال کرو جنہوں نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہو" (کشتی نوح صفحہ ۸۴ از مرزا قادیانی)۔

لہٰذا ہماری پیش کردہ جہاد والی حدیث خواہ صحیح ہو یا ضعیف ہو یا موضوع ہو، بہر حال ان کے لیے حرفِ آخر ہونی چاہیے۔ انصاف شرط ہے۔

(۱۹)۔ نزولِ مسیح علیہ السلام کا اجرائے نبوت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں: "مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہماری ایمانیات کی جز و یا ہمارے دین کے رُکنوں میں سے کوئی رُکن ہو بلکہ صد ہا پیش گوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کا حقیقتِ اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانے تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانے تک اسلام کچھ ناقص نہ تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا (ازالۂ اوہام صفحہ ۱۴۲)۔

نیز مرزا قادیانی اسی کتاب "ازالۂ اوہام" میں بار بار لکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار مثیلِ مسیح بھی آجائیں۔

معلوم ہوا کہ یہ صاحب اپنے ہی قول کے مطابق ایک غیر ضروری شخصیت ہیں اور انہیں نہ ماننے سے کوئی شخص کافر تو کیا گنا ہگار بھی نہیں ہوسکتا۔اور انہوں نے اپنی مسیحیت کی مدعائی محض پانی میں ڈال رکھی ہے۔

(۲۰)۔ یہ لوگ ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں جبکہ ہم انہیں کافر سمجھتے ہیں وَالْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَآءُلہٰذا تفصیلی دلائل کسی کی سمجھ میں نہ بھی آئیں تو احتیاط ترکِ قادیانیت میں ہی خیر یت ہے۔

قادیانیت کے رَدّ میں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمت اللہ کی کتاب "شمس الھدایہ" اور دوسری کتاب "سیفِ چشتیائی" اس موضوع پر حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہیں۔فقیر راقم الحروف نے بھی حیاتِ مسیح علیہ السلام کے موضوع پر "الجواب الصحیح فی حیات المسیح " نامی رسالہ تحریر کیا ہےاور یہ کتاب ضربِ خاتم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث اور
آثار صحابہ وتابعین کی روشنی میں

محمد احمد رازی

اسلام ایک ایسا دین ہے جس کی بنیاد زبان، قوم اور رنگ ونسل پر نہیں ہے۔ بلکہ دین اسلام کی بنیاد جن بنیادی ارکان پر قائم ہے وہ توحید باری تعالی، رسالت وختم نبوت حضرت محمد مصطفی ﷺ اور عقیدہ معاد ہیں۔ ان عقائد کے حاملین آپس میں فروعی اختلافات کے باوجود ایک جسم کی مانند ہیں۔ اور اسی وجہ سے امت مسلمہ کا وجود بھی قائم ہے کیونکہ یہ امت اسلام کے ان بنیادی عقائد ونظریات کی حامل اور محافظ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی فرد یا جماعت ان عقائد ونظریات میں سے کسی ایک کا انکار یا مخالفت کرتا ہے۔ تو دین اسلام سے اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔ اور ایسا فرد یا جماعت اسلام سے خارج قرار دیا جاتا ہے۔

نبوت و رسالت انسان کی سب سے اہم بنیادی اور فطری ضرورت ہے۔ جو ابتداء تخلیق انساں سے چھٹی عیسوی تک قومی، علاقائی، اور دیگر بنیادوں پر قائم ہونے والے انسانی معاشرے کی اصلاح اور فلاح کیلئے الگ الگ انبیاء و رسل کی بعثت کی شکل میں ہوتی رہی۔ پھر جب حکمت الٰہی کے تحت اور مسلسل عمل کے نتیجے میں دنیا کے جغرافیائی، تمدنی، مواصلاتی اور ذہنی احوال ایسی صورت اختیار کر گئے کہ پوری دنیا کو ایک ہی مرکز ہدایت سے وابستہ کرنا ممکن ہو گیا اور قیامت تک کیلئے دین اور دین کے سرچشموں "کتاب وسنت" کی حفاظت کے اسباب پیدا ہو گئے تو حضرت محمد مصطفی ﷺ کو رب العالمین نے "خاتم النبیین" بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور گویا یہ طے کر دیا گیا کہ قیامت تک کے آنے والے زمانہ اور پورے کرہ ارض میں بسنے والے جنات اور انسانوں کیلئے صرف یہی ذات اقدس ﷺ وہ سرچشمہ ہدایت ہے جس کی پیروی ہی میں ان کیلئے ایسی ہدایت موجود ہے۔ جو دنیا و آخرت دونوں کیلئے کافی ہے۔

دین اسلام میں جس طرح توحید باری تعالی، رسالت اور قیامت کے بنیادی، قطعی اور اصولی عقائد پر ایمان لانا لازمی ہے۔ بالکل اسی طرح حضرت محمد مصطفی ﷺ جو کہ اللہ تعالی کے آخری پیغمبر ہیں اور اب آپ کی بعثت کے بعد یوم قیامت تک کوئی دوسرا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی کسی دوسرے شخص کیلئے اب یہ باب نبوت کھولا جائے گا۔ اس لیئے اب جو شخص بھی ختم نبوت کے اس معنی کا انکار کرے یا تاویل وتحریف کرے وہ بلا اتفاق امت دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں تمام مسلمان بالاتفاق اس امر پر متفق رہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کائنات

میں اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔اور آپ کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی اور کوئی رسول مبعوث نہیں ہونے والا ہے۔ختم نبوت سے متعلق قرآن مجید میں موجود آیات کی تصریح کا بھی یہی مطلب صحابہ کرام نے سمجھا۔اور اس پر ہی عمل کرتے ہوئے انہوں نے ہر اس شخص سے جنگ کی جس نے آنحضرت ﷺ کے بعد دعوائے نبوت کیا۔صحابہ کرام کے بعد یہی مطلب بعد کے ہر دور میں تمام مسلمان سمجھتے رہے۔اور اسی وجہ سے مسلمانوں نے اپنے درمیان کسی بھی ایسے شخص کو برداشت نہیں کیا جس نے نبوت کو دعویٰ کیا ہو۔

امت مسلمہ کے اس متفقہ عقیدے کے خلاف قادیانیوں نے اسلام کی تاریخ میں پہلی مرتبہ "خاتم النبیین" کی نرالی اور نئی تفسیر کی کہ نبی اکرم ﷺ "نبیوں کی مہر" ہیں۔اور اس کا مطلب یہ بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد اب جو بھی نبی آئے گا اس کی نبوت آپ کی مہر تصدیق لگ کر مصدق ہوگی۔یہی وہ نئی نرالی اور انوکھی تفسیر وتعبیر تھی جو قادیانیوں نے امت مسلمہ کی متفق علیہ تفسیر سے ہٹ کر اختیار کی۔تفسیر کا یہ اختلاف صرف ایک لفظ کی تاویل وتفسیر تک محدود نہیں رہا بلکہ قادیانیوں نے آگے بڑھ کر صاف صاف اعلان کر دیا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد ایک نہیں ہزاروں نبی آسکتے ہیں۔ختم نبوت کا یہ نیا مفہوم اور ہزاروں نئے نبی آنے کے امکان اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں سو سے زیادہ آیات قرآنی، دو سو سے زائد احادیث مبارکہ سینکڑوں اقوال صحابہؓ وتابعین وآئمہ دین اور اجماع امت کے خلاف تھا۔اور اس ختم نبوت کے نئے مفہوم اور ہزاروں نئے نبی آنے کے امکان نے انہیں امت سے مسلمہ سے جدا کر دیا۔(واضح رہے کہ کوئی بھی اسلامی عقیدہ قرآن مجید کی نص قطعی اور احادیث متواترہ کی روشنی میں ترتیب پاتا ہے۔عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید اور احادیث متواترہ سے واضح اور قطعی طور پر ثابت ہے۔چودہ سو سال سے امت مسلمہ نے عقیدہ ختم نبوت کے وہی معنی ومفہوم لیئے جو کہ قرآن مجید اور احادیث متواترہ میں بیان کئے گئے۔ختم نبوت کے ان معنی ومفہوم کو سمجھنے میں امت مسلمہ میں کبھی بھی، کبھی بھی کوئی ذرہ برابر اختلاف نہیں رہا۔عقیدہ ختم نبوت پر اجماع امت سے مراد یہ نہیں ہے کہ امت مسلمہ نے عقیدہ ختم نبوت پر اتفاق رائے اور اجماع کر کے اس عقیدے کو جنم دیا ہے۔بلکہ یہاں عقیدہ ختم نبوت پر اجماع امت سے مراد یہ ہے کہ امت مسلمہ کا اس عقیدے کو سمجھنے میں ہمیشہ اتفاق رہا ہے۔)

اس طرح ختم نبوت کی نئی تفسیر سے کھلنے والے دروازے کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔اور قادیانی گروہ نے مرزا کے اس دعوے کو حقیقی معنوں میں تسلیم کیا۔"پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس معنی سے حضرت صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) ہرگز مجازی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں"

(حقیقۃ النبوت۔مرزا بشیر الدین محمود قادیانی ص 174)

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوئے نبوت کا لازمی نتیجہ یہی نکلتا تھا کہ جو بھی شخص مرزا کی نبوت پر ایمان نہ لائے وہ کافر قرار دیا جائے۔چنانچہ قادیانیوں نے بھی یہی کیا اور انہوں نے ان تمام مسلمانوں کو اپنی تحریر و تقریر میں اعلانیہ کافر قرار دیا جنہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانا۔قادیانیوں کا مسلمانوں سے اختلاف صرف مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے معاملے میں ہی نہیں تھا بلکہ خود قادیانیوں نے اپنا خدا، اپنا اسلام، اپنا قرآن، اپنی نماز، اپنا روزہ، غرض کہ اپنی ہر چیز مسلمانوں سے الگ قرار دی۔جس کا منطقی نتیجہ ظاہر ان کے غیر مسلم اقلیت ہونے کی شکل میں نکلا اور امت مسلمہ نے ان سے اپنے تمام تعلقات منقطع کر لیے۔

قرآن مجید تعلیمات اسلامیہ کا ماخذ اوّل ہے۔جس انسانیت کیلئے زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں مکمل رہنمائی موجود ہے۔عقیدہ ختم نبوت اسلام کی بنیاد اور ایسی اساس ہے جس نے امت مسلمہ کو وحدت اور استحکام کی دوڑی میں باندھ رکھا ہے۔ختم نبوت کے عقیدے پر تمام فرزندان اسلام کا مجتمع ہونا رسول اکرم ﷺ کا معجزہ اور اللہ تعالٰی کی سب سے بڑی رحمت ہے۔قرآن مجید میں اس عقیدے کے حوالے سے کم وبیش ایک سو سے زائد آیات مبارکہ موجود ہیں۔ذیل میں ہم آغاز گفتگو کے طور پر عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے چند آیات واحادیث اور آثار صحابہ وتابعین کا مختصر اجائزہ لے رہے ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید کی روشنی میں

سورہ احزاب میں اللہ تعالٰی ارشاد فرماتا ہے۔

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ" اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْماً۔" (احزاب ۳۳۔۴۵)

"محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔بلکہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالٰی نے حضور اکرم ﷺ کو خاتم النبیین کہہ کر یہ اعلان فرمادیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں۔چنانچہ آپ ﷺ کی اس جہاں میں تشریف آوری کے ساتھ سلسلہ نبوت و رسالت ختم ہو چکا ہے۔اب قیامت تک کسی کو نہ تو منصب نبوت پر فائز کیا جائے گا اور نہ ہی منصب رسالت پر۔

خود آنحضرت ﷺ نے متعدد احادیث متواترہ میں خاتم النبیین کے یہی معنی متعین فرمائے۔جس کے بعد اب خاتم النبیین کے معنی و مفہوم میں کسی قسم کا نہ تو کوئی ابہام باقی رہتا ہے اور نہ ہی اب مزید کسی لغوی تحقیق کی گنجائش یا

ضرورت باقی رہتی ہے۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ اسی تصور کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "یہ جان لینا چاہیے کہ جب نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کی جانب سے قرآن اور سنت کے الفاظ کی تشریح وتوضیح معلوم ہو جائے تو پھر ایسی صورت میں ماہرین لغت یا ان کے علاوہ دوسروں کے اقوال کی ضرورت نہیں رہتی۔" (الایمان 271)

آئمہ لغت کے نزدیک خاتم کے معنی

امام راغب اصفہانی، امام اسماعیل بن حماد الجوہری، علامہ ابن منظور، اور علامہ الزبیدی سمیت تمام آئمہ لغت نے خاتم کے معنی آخری نبی اور انبیاء کے آخری فرد کے لیئے۔ امام راغب اصفہانی المفردات میں خاتم کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"و خاتم النبیین لانه ختم النبوه ای تممها بمجیه"

"حضور ﷺ کو خاتم النبیین اس لیئے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو ختم فرمادیا۔ یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبوت تمام ہو چکی ہے۔"

علامہ ابن منظور کے نزدیک خاتم کے معنی یہ ہیں "و ختام القوم و خاتمهم و خاتمهم آخرهم و محمد ﷺ خاتم الانبیاء علیه و علیهم الصلوة و السلام۔" "ختام القوم، خاتم القوم (بکسر التاء) اور خاتم القوم (فتح التاء) ان سب کا معنی ہے قوم کا آخری فرد۔ اسی نسبت سے حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ بھی با اعتبار بعثت گروہ انبیاء کے آخری فرد ہیں"۔

آئمہ تفسیر کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی

اسی طرح جملہ آئمہ تفاسیر ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس، امام المفسرین علامہ ابن جریر طبری، علامہ زمخشری، علامہ ابن جوزی، امام فخر الدین رازی، علامہ بیضاوی، علامہ ابن کثیر، امام جلال الدین سیوطی، علامہ اسماعیل حقی، علامہ شوکانی، علامہ سید محمود آلوسی اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بھی آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی اور سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے کے لیئے ہیں۔

ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباس تفسیر ابن عباس میں فرماتے ہیں۔ "ختم الله به النبیین قبله فلا یکون نبی بعده" "خاتم کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ انبیاء حضور ﷺ کی ذات اقدس پر ختم فرمادیا ہے۔ پس آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا"

امام المفسرین علامہ ابن جریر طبری تفسیر طبری میں لکھتے ہیں۔ "ولکن رسول الله و خاتم

النبین الذی ختم النبوہ فطع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعہ (تفسیر طبری جلد ۱۰ جزو ۲۲ ص ۱۲)

"لیکن آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبین یعنی وہ ہستی جس نے (مبعوث ہوکر) سلسلہ نبوت ختم فرمادیا ہے اور اس پر مہر ثبت کردی ہے۔ اور قیامت تک یہ کسی کیلئے نہیں کھلے گی" علامہ ابن جریر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اگر خاتم النبین بکسر التاء پڑھا جائے تو اس کا معنی ہے۔ انہ الذی ختم الانبیاء "وہ ذات جس نے سلسلہ انبیاء ختم فرمادیا" دوسری صورت میں اگر خاتم النبین بفتح التاء پڑھا جائے تو اس کا معنی ہوگا "انہ آخر النبیین" بے شک آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔"

اکابرین امت کے نزدیک خاتم النبیین کے معنی

آئمہ لغت اور آئمہ تفسیر کی طرح اکابرین فقہاو محدثین نے بھی خاتم النبین کے وہی معنی ومفہوم مراد لیئے جو اس سے قبل آئمہ لغت اور آئمہ تفسیر نے لیئے تھے۔ اور ان کا موقف بھی یہی تھا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ نے تشریف لاکر بعثت الانبیاء کا سلسلہ ختم فرمادیا۔ اور اب آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ یہ امت کا وہ اجماعی فیصلہ ہے جس کے بعد دعویٰ نبوت کفر وارتداد اور کذب وافترا ہے۔ اسی وجہ سے امام اعظم اما ابوحنیفہ حضرت نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے نزدیک تو جھوٹے مدعی نبوت سے دلیل کا طلب کرنا بھی کفر ہے۔

امام ابوجعفر طحاوی کے مطابق "حضور اکرم ﷺ کے بعد ہر قسم کا دعویٰ نبوت بغاوت وگمراہی اور خواہش نفس کی پیروی ہے۔"

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح عقائد نسفیہ میں لکھتے ہیں۔ "نبی کریم ﷺ کا کلام (حدیث مبارکہ) اور کلام الٰہی جو آپ پر نازل ہوا (یعنی قرآن مجید) اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ آپ نے سلسلہ نبوت کو ختم کردیا ہے۔ اور آپ کائنات انسانی بلکہ تمام جن وانس کی طرف (رسول بن کر) مبعوث ہوئے ہیں۔ (قرآن وحدیث) سے ثابت ہوا کہ آپ آخری نبی ہیں۔"

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں "نبی کریم ﷺ تمام نبیوں پر فضیلت رکھتے ہیں اور اللہ نے آپ پر بعثت رسل ختم کردیا ہے۔ اور آپ کے ذریعے شریعت کی تکمیل کردی۔" (کتاب المناقب باب خاتم النبین)

امام قسطلانی کے مطابق "خاتم النبین کا معنی ہے کہ آپ ﷺ سب سے آخر میں تشریف لائیں۔ آپ نے سلسلہ نبوت کو ختم فرمادیا اور اس پر مہر لگادی۔"

امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق "حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء ومرسلین بلا تاویل وبلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے۔ جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک وشبہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۵۷)

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک جتنے بھی اکابرین امت گزرے۔ ان سب کی تصریحات، تشریحات اور دلائل واقوال سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد قیامت تک نبوت ورسالت کا سلسلہ بند ہے۔ اس لیئے حضور اکرم و کے بعد جو بھی شخص نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے اور پھر اس دعوے کے بارے میں کتنی ہی تاویلیں کیوں نہ کرے، اپنی نبوت کو ظلی، بروزی، لغوی ثابت کرنے کیلئے لاکھ جتن کرے مگر اسے کافر، مرتد اور زندیق ہی قرار دیا جائے گا۔

بعثت مصطفی ﷺ اکمال نعمت اور تکمیل دین ہے

قرآن مجید کی سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔" (سورہ مائدہ ۵۔۳))

"آج میں نے تمہارے لیئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت (نبوت ورسالت محمدی ﷺ کی صورت میں) تمام کردی۔ اور تمہارے لیئے اسلام کی بطور دین (دائمی نظام حیات) منتخب کرلیا۔"

اس آیت مبارکہ میں اکمل دین سے مراد دین اسلام ہے۔ جبکہ اتمام حجت سے مراد حضور ﷺ کی ختم نبوت ہے۔ یعنی اے ایمان والو! تم پر نعمت نبوت ختم ہو چکی۔ اب اس کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں اور دین اسلام مکمل شکل میں تمہارے پاس آگیا۔ اب قیامت تک یہی دین چلے گا۔ کسی نئے نبی دین کی ضرورت نہیں۔

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔ "اللہ تعالیٰ کا اس امت پر سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ ان کیلئے ان کا دین مکمل کردیا۔ اب وہ کسی دوسرے دین کے محتاج نہیں اور نہ اپنے نبی ﷺ کے سوا کسی دوسرے نبی کے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تمام نبیوں کے آخر میں جن وانس کی طرف بھیجا۔ پس جس چیز کو آپ ﷺ نے حلال قرار دیا ہے۔ وہی حلال ہے۔ اور جس چیز کو آپ نے حرام قرار دیا اس کے علاوہ کوئی حرام نہیں۔ اور جس دین کو آپ لائے اس کے علاوہ (قیامت تک) کوئی دین نہیں اور ہر وہ چیز جس کے متعلق آپ نے خبر دی وہ سچی ہے۔ اس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہیں اور نہ ہی وہ خلاف واقع ہے۔"

علامہ شوکانی لکھتے ہیں کہ "ابن جریر اور ابن منذر بیان کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے نبی ﷺ اور ایمان والوں کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان (یعنی دین) کو مکمل کر دیا۔ پس اب کبھی بھی اس میں اضافہ کی ضرورت نہیں اور نعمت کو تمام کر دیا جو کبھی بھی کم نہ ہوگی اور اسلام پر راضی ہو گیا۔ پس اب کبھی بھی ناراض نہ ہوگا۔"

نیابت محمدی ﷺ کا نظام قیامت تک چلے گا

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی رشد وہدایت کیلئے اور اپنے مقدس پیغام کو کائنات انسانی تک پہنچانے کیلئے وحی کا سلسلہ شروع فرمایا اور اپنے انبیاء کو مختلف وقتوں میں مبعوث فرما کر ان پر اپنی وحی نازل کی۔ ان میں سے بعض پر صحیفے اور بعض پر کتابیں اتاریں۔ اور بعض سے اپنی شان کے مطابق ہمکلام ہوا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کا پیغام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے ذریعے نسل انسانی تک مختلف وقتوں میں پہنچتا رہا۔ تا آنکہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کا وقت آ گیا۔ جب حضور اکرم ﷺ مبعوث ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد نبیوں کی بعثت کے نظام کو ختم کر دیا اور خلافت ونیابت محمدی ﷺ کا نظام قائم کر دیا۔ اب قیامت تک یہی نظام چلے چنانچہ کتب صحاح اور حدیث وتفسیر کی دیگر کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

"کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلک نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی و سیکون خلفاء فیکفرون۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء)

(پہلے زمانے میں) بنی اسرائیل کی قیادت ان کے انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی وصال فرما جاتا تو اللہ پاک دوسرا نبی مبعوث فرما دیتے (پھر میری بعثت ہوگئی) میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ (چونکہ میں آخری نبی ہوں لہٰذا میرے بعد) اب (میرے) خلفاء ہوں گے۔ جو بکثرت ہوں گے"

اس حدیث پاک سے واضح ہو گیا کہ پہلے زمانے میں لوگوں کی قیادت کیلئے اللہ پاک نے اجراء نبوت کا نظام جو بنی اسرائیل میں جاری فرمایا تھا وہ نبی آخر الزماں حضور ﷺ کی بعثت کے بعد اختتام کو پہنچ گیا۔ البتہ اب امت مسلمہ میں لوگوں کی قیادت کیلئے قیامت تک خلافت ونیابت محمدی ﷺ کا نظام چلے گا۔ حضور ﷺ کی امت کے خلفاء و پیروکار اور علماء اب خلیفہ اور نائب ہونگے۔ جبکہ حقیقی قیادت وخلافت جو کہ خلافت الٰہیہ سے موسوم ہے۔ وہ حضور ﷺ ہی کی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو لوگوں نے آپ کو خلیفہ اللہ پکارا جس کے جواب میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ " لست خلیفه الله و لکنی خلیفه رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" (مقدمہ ابن خلدون فصل نمبر ۲۶)

"میں خدا کا خلیفہ نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں"

طبرانی حاکم، ابن عساکر اور دیگر کتب حدیث وسیر میں بالاتفاق مذکور ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہمیشہ خود کو خلیفہ رسول اللہ ﷺ کہتے اور دیگر تمام صحابہ اور مسلمین بھی آپ کو اسی لقب سے یاد کرتے ہیں۔علامہ ابن خلدون اسی تصور کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "منصب خلافت وامامت دینی اور دنیوی امور کی خلافت میں صاحب شریعت یعنی نبی کی نیابت کو کہتے ہیں"

یہاں یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے دین مکمل کردیا اور اجزائے نبوت کا نظام کو ختم کر کے اس کی جگہ نبوت مصطفوی ﷺ کی خلافت ونیابت کا نظام جاری فرمادیا تو اب کسی نئے نبی کی بعثت کی ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ نبی کا کام اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا پیغام لوگوں تک پہنچانا ہے۔لہذا جو بھی نبوت ورسالت کا دعویٰ کرکے اس کے پاس پیغام الٰہی کا ہونا بھی ضروری ہے۔اگر اس کے پاس پیغام ہی نہ ہو تو پھر وہ پیغامبر کیسا۔حضور ﷺ کی آمد سے دین مکمل ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں تمام کردیں۔گویا آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی قیامت تک کیلئے اللہ تعالیٰ کا ساری انسانیت کیلئے پیغام بھی مکمل ہوگیا۔اسلئے ایسی صورت میں کسی نئے نبی کی ضرورت باقی ہی نہیں رہتی ہے۔لہذا اب جو بھی شخص کسی بھی معنی میں حضور اکرم ﷺ کی نبوت اور قرآن کو ناقص سمجھے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

حضور ﷺ کی نبوت و رسالت قیامت تک کے انسانوں کیلئے ہے۔

قرآن مجید کی سورہ الاعراف میں اللہ تعالیٰ ارشاد ہے۔

"قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا" (الاعراف ۷، ۱۵۸)

"آپ فرمادیجئے کہ اے کائنات انسانی! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا (بھیجا ہوا) رسول ہوں"

مذکورہ آیت حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کی دلیل دیتے ہوئے بیان کرتی ہے کہ اس کائنات میں جب تک نسل انسانی کا ایک بھی فرد باقی رہے گا۔خواہ اس کا تعلق کسی بھی رنگ، نسل، قوم، علاقہ اور زبان سے ہو۔حضور ﷺ بلا شرکت غیرے اس کے نبی اور رسول ہوں گے۔اور کائنات انسانی کے سارے فرمان ومکان نبوت ورسالت محمدی ﷺ میں داخل ہیں۔اسی تصور کو واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سورہ النساء میں ارشاد فرمایا۔

"وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا"۔(النساء ۴، ۷۹)

"اور (اے پیارے محبوب ﷺ) ہم نے تو آپ کو تمام کائنات انسانی کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور (آپ کی رسالت کی عمومیت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے"

سورہ سبا میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا" (سورہ سبا ۳۴، ۲۸)

"اور (اے رسول) ہم نے آپ کو ساری انسانیت کیلئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے"

اور اللہ تعالیٰ امت محمدی ﷺ کے بارے میں فرماتا ہے۔

"کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ" (آل عمران ۳، ۱۱۰)

"(اے امت محمدی ﷺ) تم بہترین امت ہو، جو نسل انسانی (کی رہنمائی) کیلئے پیدا کی گئی ہے"

جس طرح حضور اکرم ﷺ کی نبوت و رسالت قیامت تک کے انسانوں کیلئے ہے بالکل اسی طرح اب قیامت تک کیلئے صرف آپ ہی کی امت ہوگی۔ یعنی جس طرح آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بالکل اسی طرح امت محمدی ﷺ کے بعد کوئی امت نہیں ہوگی۔ اسی وجہ سے حضور علیہ السلام نے فرمایا

"لا نبی بعدی و لا امه بعد امتی" (دلائل نبوت جلد ۷۔ ۳۸)

"نہ میرے بعد کوئی نبی اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت" دوسری جگہ آپ نے فرمایا کہ

"آخر الانبیاء و انتم آخر الامم" (سنن ابن ماجہ ابواب الفتن باب فتنۃ الدجال)

"میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت"

ان مندرجہ بالا آیات وحدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت و رسالت قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے ہر فرد کیلئے ہے اور اب قیامت تک صرف آپ ﷺ ہی کی امت ہوگی۔ جس طرح آپ ﷺ آخری نبی ہیں اسی طرح امت مسلمہ آخری امت ہے۔

تفصیل کیلئے اس عنوان پر تفصیل کیلئے بے شمار کتابیں دستیاب ہیں۔ ہم نے صرف نے چند آیات مبارکہ آغاز گفتگو کے طور پر منتخب کی ہیں۔ ذیل میں چند منتخب احادیث مبارکہ درج کر رہے ہیں۔

ختم نبوت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

واضح رہے کہ عقیدہ ختم نبوت حدیث متواترہ سے ثابت ہے۔ اور حدیث متواترہ وہ حدیث ہے جس کے روایت کرنے والے آنحضرت ﷺ کے عہد سے لے کر آج تک اس کثرت سے ہوں کہ ان کا کسی خلاف واقعہ بات

پر اتفاق کر کے جھوٹ بولنا محال ہو۔ اسی لیئے تمام امت کا اجماعی فیصلہ ہے کہ اس پر ایمان لانا قرآن کی طرح فرض اور اس کا انکار کفر صریح ہے۔ کیونکہ وہ در حقیقت ایک حدیث کا انکار نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا انکار اور عیاذ باللہ آپ کے صدق ودیانت پر حملہ ہے۔

ذیل میں ہم حضور اکرم ﷺ کی سنن واحادیث کی روشنی میں خاتم النبیین کے معنی ومفہوم کا جائزہ لیں گے۔ تا کہ ہم جان سکیں کہ آپ ﷺ نے اس کا کیا معنی بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ

ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه و اجمله الا موضع لبنه من زاویه فجعل الناس یطوفون به و یتعجبون له و یقولون هلا و ضعت هذه اللبنه فانا اللبنه و انا خاتم النبیین ۔(بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین جلد ا ص ۵۰۱)

"میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایک ایسے شخص کی طرح ہے جس نے ایک حسین و جمیل گھر بنایا مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر کے گرد چکر لگاتے اور (اس کی خوبصورتی اور عمدگی پر) اظہار تعجب کرتے اور کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔ (کاش یہ بھی لگ جاتی تا کہ گھر مکمل ہو جاتا۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا) میں ہی وہ اینٹ ہوں اور خاتم النبیین ہوں"

اس حدیث مبارکہ سے معلوم کہ قصر نبوت جس کی خشت اول حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ اور خشت آخر حضور علیہ السلام ہیں وہ اپنی تکمیل کو پہنچ چکا، اب اس کے بعد کسی اینٹ کی گنجائش نہیں جو قصر نبوت میں لگ سکے۔ دوسری بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ سیدنا عیسٰی علیہ السلام جو قرب قیامت دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے وہ" من قبلی" میں شامل ہیں یعنی وہ ان انبیاء میں سے ہیں جنہیں آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے منصب نبوت عطا کیا گیا۔ اس حدیث نے نبوت کو حسی محل کے ساتھ تشبیہ دے کر (ملحد قادیان کے) ان تمام ذہنی اعتبارات اور خود تراشیدہ حیثیات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ اور مسئلہ ختم نبوت کو ذہن سے نکال کر محسوسات کے دائرے میں داخل کر دیا ہے۔ جس میں ذہنی حیثیات واعتبارات کا احتمال ہی نہیں۔ (بلکہ ہر شخص سر کی آنکھوں سے مشاہدہ کر کے یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ قصر نبوت کی تکمیل ہو چکی۔ اب اس پر مزید اضافے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں)

اور جب مالک عمارت، عمارت کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر اسے ختم کر دے تو مزدوروں کو یہ حق حاصل نہیں کہ منا

فتنہ کریں کہ تعمیر کو ختم کر دینا نقص ہے (پس جبکہ مالک مختار نے قصر نبوت کی تکمیل کا اعلان کر دیا تو کس کی ہمت ہے کہ اس کی تعمیر جاری رکھنے کا اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کرے)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا

"کانت بنو اسرائیل تسوسھم الا نبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی و انه لا نبی بعدی و سیکون خلفا ء فیکثرون۔ (بخاری ج ۱ کتاب الانبیاء ص ۴۹۱)

"پہلے زمانے میں بنی اسرائیل کی قیادت ان کے نبی کیا کرتے تھے۔ جب ایک نبی وصال فرماجاتا تو اللہ پاک نبی دوسرا مبعوث فرمادیتے۔ میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہ ہوگا۔ (اس لیئے اب) خلفاء ہوں گے جو بکثرت ہوں گے۔"

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا!

"ان الرسالہ و النبوہ قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی (ترمذی ج ۲۔ ص ۵۱)

"بے شک رسالت و نبوت (میری بعثت کے بعد) منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد اب کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا!

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔" (ترمذی کتاب المناقب)

"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے"

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلته ھارون من موسی الا انه لانبی بعدی حین خلفه فی غزوۃ تبوک۔" (مسلم کتاب فضائل الصحابہ۔ بخاری کتاب فضائل الصحابہ)

"رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑتے وقت فرمایا میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو ہارون کو موسیٰ کے ساتھ تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

"قال نبی صلی اللہ علیہ وسلم انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحیٰ بی الکفر وانا الحاشر الناس علیٰ عقبی وانا العاقب و العاقب الذی لیس

بعدہ نبی۔" (بخاری، مسلم ترمذی، المستدرک)

"نبی اکرم ﷺ نے فرمایا میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ کفر کو محو کیا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد حشر برپا ہوگا۔ اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔"

"لی النبوہ و لکم الخلافه ۔ (کنزالاعمال ج ۱۱۔ص ۷۰۶)

"میرے لیے نبوت ہے اور تمہارے لیے خلافت"

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا!

"انا رسول من ادرکت حیا و من یعلد یعدی (کنزالاعمال ج ۱۱۔ص ۴۰۴)

"میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جسے اپنی زندگی میں پالوں (یعنی جو میری ظاہری حیات میں پیدا ہو) اور اس شخص کا بھی جو میرے بعد (قیامت تک) پیدا ہو"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواہ کوئی آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں پیدا ہو یا بعد از وصال قیامت تک پیدا ہو۔ آپ ﷺ سب کیلئے نبی و رسول ہیں۔ چنانچہ ان مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اب کوئی شخص خلیفہ الرسول تو ہوسکتا ہے لیکن نبی نہیں ہوسکتا۔

عقیدہ ختم نبوت اور آثار صحابہ و تابعین

ذیل میں ہم چند صحابہ اکرام تابعین اور اکابرین امت کے اقوال ختم نبوت کے حوالے سے درج کررہے ہیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "اب وحی منقطع ہو چکی اور دین الٰہی تمام ہو چکا کیا میری زندگی ہی میں اس کا نقصان شروع ہو جائے گا" (تاریخ الخلفاء)

آپ ﷺ کے وصال ظاہری کے وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "آج ہم وحی کو اور خدا کی جانب سے کلام کو گم کر چکے ہیں" (کنزالعمال)

اسی مضمون کا کلام صحیح بخاری میں حضرت فاروق اعظم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا چلو اُم ایمن رضی اللہ عنھا کی زیارت کر آئیں۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ بھی ان کی زیارت کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ ہم تینوں وہاں گئے۔ اُم ایمن رضی اللہ عنھا ہمیں دیکھ کر رونے لگیں۔ ان دونوں حضرات نے فرمایا دیکھو اُم ایمن رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کیلئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک آپ کے واسطے مقدر ہے۔انہوں نے کہا "یہ تو میں بھی جانتی ہوں کہ آپ ﷺ کیلئے وہی بہتر ہے جو اللہ کے نزدیک ہے۔لیکن میں اس پر روتی ہوں کہ آسمانی خبریں ہم سے منقطع ہوگئیں۔دونوں حضرات بھی یہ سن کران کے ساتھ رونے لگے۔"(کذافی الکنز)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان کے مہر نبوت ہے اور آپ ﷺ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں"(رواہ ترمذی فی الشمائل)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ اور بیہقی نے یہ الفاظ روایت کئے ہیں۔"اے اللہ اپنے درود اور برکتیں رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور انبیاء کے ختم کرنے والے پر نازل فرما"(شرح شفاء)

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ جو کتب سابقہ کے مشہور عالم ہیں فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے امت محمدیہ ﷺ کی نسبت ایک طویل کلام میں ارشاد فرمایا "میں انہی پر وہ خیر ختم کروں گا جس سے میں نے اوّل شروع کیا ہے"

عقیدہ ختم نبوت اور علمائے امت

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں "اور یقیناً وحی کا سلسلہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ محمد ﷺ نہیں ہیں تم میں سے کسی کے باپ مگر وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم ہیں نبیوں کے"(المحلی ج ا ص ۲۶)

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں "امت نے اس لفظ (لا نبی بعدی) سے بالاجماع یہ سمجھا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بتادیا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول۔اور یہ کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے جو شخص اس کی تاویل کرکے اسے خاص معنی کے ساتھ مخصوص کرے اس کا کلام مجنونانہ بکواس کی قسم سے ہے۔اور یہ تاویل اس پر کفر کا حکم لگانے میں مانع نہیں ہے۔کیونکہ وہ اس نص کو جھٹلا رہا ہے جس کے متعلق تمام امت کا اجماع ہے کہ اس کی تاویل و تخصیص نہیں کی جاسکتی"(الاقتصاد فی الاعتقاد ص ۱۱۳)

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں "ہر وہ شخص جو نبی اکرم ﷺ کے بعد اس مقام (نبوت) کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا مفتری، دجال گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے"

ملا علی قاری فرماتے ہیں "اور ہمارے نبی اکرم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کفر ہے بالاجماع امت" علامہ محمود

آلوسی فرماتے ہیں "اور نبی اکرم ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ان باتوں میں سے ہے جن کی کتاب اللہ نے تصریح کی اور سنت نے واشگاف بیان کیا اور امت نے اس پر اجماع کیا۔ لہذا اس کے خلاف دعویٰ کرنے والے کی تکفیر کی جائے گی اور اگر اصرار کرے گا تو قتل کیا جائے گا۔" (روح المعانی ج۲۲۔ص۳۹)

علامہ ابن حجر مکی فرماتے ہیں "جو شخص محمد ﷺ کے بعد کسی وحی کا اعتقاد رکھے باجماع مسلمین کافر ہو گیا"

حضرت شاہ عبدالعزیز میزان العقائد میں تحریر فرماتے ہیں "محمد ﷺ رسول ہیں اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں"

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ "جب کوئی آدمی عقیدہ نہ رکھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔ اور اگر کہے کہ میں رسول اللہ ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ ہو کہ میں پیغام پہنچاتا ہوں تب بھی کافر ہو جاتا ہے"

عقیدہ ختم نبوت قرآن و سنت کی روشنی میں

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیمO

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیمO

پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضورﷺ آخری نبی ہیں اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

مَاكَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ	محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں
وَلٰـكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰـهِ وَخَاتَمَ	ہاں اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب نبیوں
النَّبِيِّنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَئٍ ءٍ	کے پچھلے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا
عَلِيْمًاO	ہے۔(الاحزاب ۴۰)

اس آیت مبارکہ سے یہ ثابت ہے کہ حضورﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی اور نبوت کے سلسلے کے ختم ہونے پر مہر ہیں۔صحابی رسول حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی قرآت میں خاتم النبیین ہے۔اس قرآت سے صاف واضح ہے کہ عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید سے ثابت ہے اور قادیانیوں کے اعتراض کا رفع بھی ہے۔اور خاتم (ت کے زبر کیساتھ) قرآت سے بھی حضورﷺ پر نبوت کا ختم ہونا ثابت ہے۔جہاں تک سیاق سباق کا تعلق ہے وہ پوری طرح اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں خاتم النبیین کے معنی سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے ہی کے لیے جائیں اور یہی سمجھا جائے کہ حضورﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔لغت بھی اسی معنی پر دلالت کرتی ہے۔عربی لغت اور محاورے کی رو سے "ختم" کے معنی بند کرنے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔مثلاً "ختم العمل" کے معنی ہیں "فراغ العمل" کام پورا کر کے فارغ ہو جانا۔ختم الکتاب کے معنی ہیں کتاب بند کر کے اس پر مہر لگادی تا کہ کتاب محفوظ ہو جائے۔اسی طرح خاتم النبیین کے معنی ہیں "جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگادی۔اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لیے نہیں کھلے گا۔(تفسیر ابن جریر ج ۲۲ ص ۱۲)

حضورﷺ کا خاتم النبیین ہونا احادیث کی روشنی میں:

حدیث نمبر ۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک حضورﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمام انبیاء علیہم السلام پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ایک تو یہ کہ مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں،دوسرے یہ کہ رعب دیا گیا ہے،تیسرے یہ کہ

میرے لیے مال غنیمت حلال کردیا گیا اور زمین میرے لیے پاک اور سجدہ گاہ بنائی گئی اور میں تمام مخلوقات کیلیے رسول بنا کر بھیجا گیا اور ختم کی گئی مجھ پر نبوت۔(بحوالہ مسلم شریف)

حدیث نمبر ۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل پر انبیاء علیہم السلام حکمرانی کرتے تھے جب ایک نبی وصال فرما جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی آجاتا تھا اور تحقیق میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عنقریب خلفاء ہوں گے جو بہت کثرت سے ہوں گے۔(بحوالہ بخاری شریف)

اس طرح کی احادیث بکثرت صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضورﷺ سے روایت کی ہیں اور بکثرت محدثین نے انکو بہت سی مضبوط سندوں سے نقل کیا ہے۔انکے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضورﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے مختلف الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔الغرض کہ آپﷺ کے بعد سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے اور اس کے ختم نبوت پر مہر لگ چکی ہے۔حضورﷺ کے بعد اگر کوئی دعویٰ نبوت کرے تو وہ دجال وکذاب ہے۔

حدیث نمبر ۳

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورﷺ نے فرمایا اور یہ کہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(بحوالہ ابو داؤد شریف)

حضورﷺ کی ختم نبوت پر صحابہ کرام کا اجماع:

قرآن وحدیث کے بعد شریعت اسلامی میں تیسرا اہم درجہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع ہے۔یہ بات معتبر دلیلوں اور تاریخی ثبوت سے ثابت ہے کہ حضورﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد دجالوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے انکے جھوٹے دعووں کو تسلیم کیا ان سب کے خلاف صحابہ کرام علیہم الرضوان نے علم جہاد بلند کیا۔اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ مردود اعظم مسیلمہ کذاب کا معاملہ قابل ذکر ہے۔مسیلمہ کذاب صرف حضورﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا منکر نہ تھا بلکہ اسکا دعویٰ کچھ اس طرح تھا کہ اس نے حضورﷺ کے وصال سے پہلے جو خط آپﷺ کو لکھا اس کے الفاظ کچھ اس طرح تھے!

”مسیلمہ (معاذ اللہ) رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف آپ پر سلام
ہو۔ آپ ﷺ کو معلوم ہو کہ میں آپ ﷺ کیساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا
ہوں۔ (معاذ اللہ) بحوالہ طبری ج ۲ ص ۳۹۹ مطبوعہ مصر)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

خاتم النبیین ﷺ

م۔ا۔ی

قادیانی جماعت نے دور حاضر میں ایک فتنہ کھڑا کیا ہے کہ لفظ خاتم النبیین کے معانی نبیوں کے آخری اور سلسلہ انبیاء کو ختم کرنے والے نہیں بلکہ مراد "نبیوں کی مہر" ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد جو بھی نبی آئے گا (نعوذ باللہ) وہ حضور ﷺ کی مہر لگنے سے نبی بنے گا۔ اور ایسے نبی کے لیے اُمتی ہونا لازمی ہے۔ اور ظلی نبوت جسکے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی۔(۱) اس جماعت کے کذاب لیڈر نے کہا ہے کہ ! "آنخضرت ﷺ کا افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لیے یہ مرتبہ بخشا ہے کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا اس لیے کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے اُمتی اور میری نبوت آنخضرت ﷺ کی ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت اس وجہ سے حدیث اور میرے الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے ایسے ہی میرا نام اُمتی بھی رکھا ہے تا کہ معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنخضرت ﷺ کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے۔(۲)

اسی جماعت نے ایک دوسری تاویل کی ہے کہ خاتم النبیین کا معنی سب نبیوں سے افضل یعنی ختم نبوت کا یہ معنی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام سب نبیوں سے افضل ہے۔(۳) یعنی نبوت کا دروازہ تو کھلا ہے البتہ کمالات نبوت حضور ﷺ پر ختم ہو گئے ہیں۔ یہ بات بھی محض باطل اور جھوٹی تشریح ہے۔ درحقیقت خاتم النبیین کا مطلب سب نبیوں سے آخری نبی اور نبیوں کے سلسلہ نبوت کے ختم کرنے والے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی شخص نیا نبی بن کر آنے والا نہیں کسی قسم کا سلسلہ نبوت۔ یعنی ظلی نبوت، بروزی نبوت تشریعی نبوت یا غیر تشریعی نبوت محال ہے۔ اس لیے خود رب العالمین نے اپنے محبوب رحمۃ للعالمین ﷺ کو خاتم النبیین یعنی سب نبیوں سے آخری فرمایا ہے۔(۴)

ختم کے معنی:

عربی لغت اور محاورے کی رو سے ختم کے معانی بند کرنے کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے آخر تک پہنچ جانے اور مہر لگانے کے ہوتے ہیں۔ علامہ حماد بن اسماعیل الجوہری "الصحاح" میں لکھتے ہیں! "**ختم الله له بخير**" "اللہ اسکا خاتمہ بالخیر فرمائے۔" **وختمت القرآن بلغت آخره** " یعنی میں نے قرآن مجید آخر تک پڑھ کے ختم کر لیا۔ علامہ ابن منظور لسان العرب میں لکھتے ہیں! "**ختام الوادی اقصاة و ختام القوم و خاتمهم و خاتممهم وآخر هم محمد ﷺ خاتم الانبياء عليه و عليهم**

الصلوٰۃ والسلام "وادی کے آخری کونے کو ختام الوادی کہتے ہیں قوم کے آخری آدمی کو ختام خاتَم اور خاتِم کہا جاتا ہے۔اس مناسبت سے حضور ﷺ کو خاتم الانبیا فرمایا گیا ہے۔

حضرت شیخ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں!

"عاصم نے لفظ خاتَم ت کے زبر کیساتھ پڑھا ہے یعنی خاتَم جسکا معنی ہے آلہ ختم جس سے مہر کی جاتی ہے جیسے طابع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے ٹھپا لگایا جائے جسکے معانی ہیں نبی کریم ﷺ سب سے آخر ہیں جن کے ذریعے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگا دی گئی۔فارسی میں اسے مہر پیغمبراں کہیں گے یعنی آپ ﷺ سے نبوت کا دروازہ سربمہر کر دیا گیا اور پیغمبروں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔باقی قاریوں نے خاتم کے ت کو زیر کیساتھ پڑھا ہے جیسے خاتِم یعنی آپ مہر کرنے والے تھے۔فارسی میں اس کو مہر کنندہ پیغمبراں کہیں گے۔اس طرح یہ لفظ بھی خاتم کہ ہم معنی ہی ہے۔(تفسیر روح البیان جلد ۷ جز ۲۲ ص ۱۸۷)

علامہ شوکانی لکھتے ہیں!

"جمہور نے لفظ (خاتِم) ت کے زیر کیساتھ پڑھا ہے خاتِم اور عاصم نے زبر کیساتھ پڑھا ہے (خاتَم) پہلی قرآۃ کے معانی یہ ہیں کہ آپ ﷺ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کو ختم کیا یعنی آپ ﷺ سب سے آخر میں آئے اور دوسری قرآت کے معانی یہ ہیں کہ آپ ﷺ ان کے لیے مہر کی طرح ہوگئے۔جس کے ذریعے سے ان کا سلسلہ سربمہر ہو گیا اور جن کے شامل ہونے سے ان کا گروہ مزین ہو گیا۔(فتح القدیر ج ۴ ص ۲۷۵)

حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں!

"عاصم نے خاتم کو ت کے زبر سے پڑھا جسکا معنی ہے آخر اور باقیوں نے ت کے زیر سے پڑھا بروزن فاعل یعنی وہ ذات جو نبیوں کے ختم کرنے والی ہے آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کے بعد کوئی (نیا) نبی نہ آئے گا۔(تفسیر مظہر ج ۷ ص ۳۵۰، ابن جریر جز ۲۲ ص ۱۱)

لسان العرب میں التہذیب کے حوالہ سے لکھا ہے!

"**والخاتم والخاتم من اسمائه النبی ﷺ و فی التنزیل العزیز ولکن رسول الله وخاتم النبین ای اخرهم ومن اسمائه العاقب ایضا ومعناه آخر الانبیاء** "یعنی خاتَم اور خاتِم نبی ﷺ کے اسماء گرامی میں سے ہیں۔قرآن مجید میں ہے **ولکن رسول الله وخاتم النبین** یعنی سب نبیوں سے پیچھے آنے والے اور حضور ﷺ کے اسماء میں سے العاقب بھی ہے اس کا معنی

آخر الانبیاء ہے۔ خاتَم خاتِم خِتَام خاتَام سب کا ایک معنی ہے اور کسی چیز کے آخر کو خاتمۃ الشئی کہتے ہیں و محمد ﷺ خاتم الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام اور حضرت محمد ﷺ تمام نبیوں سے آخر میں تشریف لائے ہیں۔ ختم اور طبع کا لغت میں ایک ہی معنی ہے اور وہ یہ کہ کسی چیز کو اس طرح ڈھانپ دینا اور مضبوطی سے باندھ دینا کہ اس میں باہر سے کسی چیز کے داخلے کا امکان نہ ہو۔

قرآن کریم کے الفاظ کا مفہوم سمجھنے میں عربی زبان کی لغات سے بھی بڑی مدد ملتی ہے لیکن اس سلسلے میں بھی قول فیصل اور حرف آخر خود قرآن مجید اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان کردہ تشریح ہے۔ اہل لغت کی تصریحات سے یہ نتیجہ حاصل ہوتا ہے کہ خاتم کے ت پر زبر ہو یا زیر اسکا معنی آخری ہے اسکی تائید میں قرآن مجید کی دوسری آیت ہے و ختامہ مسك (المطففین:۲۶) ای آخرہ مسك یعنی اہل جنت کو جو شروب پلایا جائے گا (وہ پیک ہو گا) اور اسکے آخر میں انہیں کستوری کی خوشبو آئے گی۔ قرآن مجید کے بعد احادیث نبویہ ﷺ سب سے اہم اور بڑا ذریعہ ہیں۔ جن کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خود حضور سرورکون ومکاں خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاتم النبیین کے کلمات کا کیا مفہوم اور معنی بیان کیا ہے۔ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں! "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (۵) رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔

۲۔ حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کہتے سنا ایک دن رسول کریم ﷺ اپنے آستانہ مقدس سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف لائے۔ آپ ﷺ کا تشریف لانا ایسا تھا جیسے آپ ﷺ ہم سے الوداع ہو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا! انا محمد النبی الامی ولانبی بعدی میں محمد نبی امی ﷺ ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مسند احمد جلد ۲ ص ۱۷۲۔۲۱۱ ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۲۱)

۳۔ حضرت محمد بن جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے! "انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحی بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی عقبی وان العاقب الذی لیس بعدہ نبی"۔ (۶) میں محمد ہوں، احمد ہوں، میں ماحی ہوں ﷺ وہ جس کے ذریعے کفر کو مٹایا جائے گا اور میں حاشر ہوں وہ

کہ جس کے بعد لوگ حشر میں جمع کیے جائیں گے (یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نیا نبی کوئی نئی شریعت اور کوئی نئی اُمت حائل نہیں) (میرے بعد اب بس قیامت آئے گی) اور میں عاقب ہوں ﷺ اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

۴۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ''**اللہ لم یبعث نبیا الاحذر امته الدجال وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وھو خارج منکم لا محاله** '' اللہ تبارک تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی اُمت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو۔ (مگر ان کے دور نبوت میں وہ نہ آیا) اور اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو اب لامحالہ اس کو تمہارے اندر ہی نکلنا ہے۔ (ابن ماجہ ص ۳۰۷، مستدرک حاکم جلد ۴ ص ۵۸۰)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! **فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب واحلت لی الغنائم و جعلت لی الارض مسجدا وطھورا وارسلت الی الخلق کافة و ختم بی النبیون** '' (۷) مجھے چھ باتوں میں انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے ۱۔ مجھے جامع کلامی کا اعزاز عطا فرمایا گیا ہے (یعنی بات مختصر اور معانی وسیع) ۲۔ مجھے رعب کے ذریعے مدد بخشی گئی ہے ۳۔ میرے لیے اموال غنیمت حلال قرار دیئے گئے ہیں ۴۔ میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ ۵۔ مجھے ساری مخلوق کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے ۶۔ اور مجھ پر انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

۶۔ حضرت امام ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں ۵ برس تک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا رہا۔ میں نے ان سے نبی کریم ﷺ کی حدیث شریف سنی کہ **کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی و سیکون خلفاء** ۔ (۸) بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء علیہم السلام کرتے تھے جب کوئی نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا نبی علیہ السلام ان کا جانشین ہوتا میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے۔

۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! ''**ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فاحسنه واجمله الا موضع لبنةمن زاویه فجعل الناس یطوفون له ویتعجبون له و یقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنته قال انا**

اللبنة وانا خاتم النبین و فی بعض الفاظ فکنت انا سددت موضع اللبنته و ختم بی النبیون "(۹) میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے ایک مکان بنایا اور اسے نہایت خوبصورت اور حسین وجمیل (مضبوط اور مزین بنایا) مگر اس کے ایک گوشہ میں دیوار کی ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اسکی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ (قصر نبوت کی) وہ آخری اینٹ میں ہوں اور میں نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں اور بعض الفاظ حدیث میں ہے اس جگہ کو پُر کر کے قصر نبوت کو مکمل کر دیا گیا ہے۔

۸۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا! "**انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی** "(۱۰) اے علی تو میرے لیے بمنزل حضرت ہارون کے ہے جیسے حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے (نزدیک تھے) مگر اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت ہارون علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی تھے تم نبی نہیں ہو۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں)۔

۹۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! "**لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب**" (۱۱) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر نبی ہوتے۔

۱۰۔ حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! "**لا نبوة بعدی المبشرات قیل وما المبشرات یا رسول الله ؟قال الرؤیا الحسنة اوقال الرؤیا الصالحة** " (مسند احمد جلد ۵ ص ۴۵۴، مجمع الزوائد جلد ۷ ص ۱۷۳) میرے بعد کوئی نبوت نہیں صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں؟ فرمایا اچھا خواب یا صالحہ خواب۔ (یعنی وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اسکا اب کوئی امکان نہیں زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے کوئی اشارہ ملے گا تو بس اچھے خواب کے ذریعے مل سکے گا)۔

۱۱۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! "**وانه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم بزعم انه نبی وانا خاتم النبین لا نبی بعدی** "(۱۲) اور یہ کہ عنقریب میری اُمت میں تیس جھوٹے شخص ہوں گے ان میں سے ہر ایک شخص گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے اور جب کہ میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

۱۲۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا! "**ایھا الناس انہ لا نبی بعدی ولاامۃ بعدکم الا فاعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شھرکم واطیعوا ولاۃ امرکم تدخلوا جنۃ ربکم**"۔(۱۳) اے لوگو! یقین جان لو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور نماز پنجگانہ کو ادا کرو اور ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھو اپنے حکمرانوں کے حکم کی اطاعت کرو تمہارا رب تمہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔

۱۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! "**فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد**" (۱۴) بے شک میری مسجد آخری مسجد ہے۔

ف۔ آخری مسجد سے مراد یہ ہے جو نبی ﷺ نے خود بتائی۔ مسلم شریف کے جس باب میں اس حدیث شریف کا ذکر آیا وہاں اس طرح کی اور روایات بھی ہیں جن کے راوی حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ ان میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں صرف تین مساجد ایسی ہیں جن کو عام مساجد پر فضیلت حاصل ہے۔ وہ مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور میری آخری مسجد مسجد نبوی شریف ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد کا منشا یہ ہے اب چونکہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اس لیے میری اس مسجد کے بعد دنیا میں کوئی چوتھی مسجد ایسی بننے والی نہیں ہے جن میں نماز پڑھنے کا دوسری مسجدوں سے زیادہ ثواب ہو۔

اجماع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مسیلمہ کذاب:

مسیلمہ کذاب اولین دجالوں میں سے ہے جو نبوت مصطفیٰ کریم ﷺ کا منکر تو نہ تھا مگر وہ شریک نبوت کا دعویدار تھا اس نے حضور ﷺ کے وصال سے قبل آپ ﷺ کو ایک خط لکھا جس میں اس کذاب دجال نے اپنے آپ کو رسول لکھا اس خط کے الفاظ یہ تھے۔ "**من مسیلمہ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ سلام علیك فانی اشرکت فی الامر معك**" (۲۳) (طبری جلد ۲ ص ۱۹۹) مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے حضرت محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف آپ (ﷺ) پر سلام ہو آپ کو معلوم ہو کہ میں آپ کیساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں۔

علاوہ ازیں مورخ طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مسیلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں **اشھد ان محمد رسول اللہ** کے الفاظ بھی کہے جاتے تھے۔ ایک طرف وہ صریح اقرار رسالت محمد مصطفیٰ

ﷺ کرتا تھا دوسری طرف شریک رسول کا جھوٹا دعوٰی رکھتا تھا۔ اس لیے اسے کافر اور خارج از اسلام قرار دیا گیا اور اس کیساتھ خلیفۃ الرسول خلیفہ بلافصل اول یار غار مصطفٰی فنافی الرسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے وہ جنگ کی جو کفار سے کی جاتی ہے جیسا کہ غزوہ بدر اور اُحد وغیرہ۔ بنو حنفیہ قبیلے کے لوگوں کو مسیلمہ کذاب نے گمراہ کردیا تھا وہ مسیلمہ کو شریک رسول سمجھتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں تحفظ ناموس ختم رسالت کے لیے مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کے لیے ایک لشکر روانہ کیا جس نے مسیلمہ اور اس کے پیروکاروں کو واصل جہنم کیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے گا اور جب وہ لوگ اسیر ہوئے تو واقعی انہیں غلام اور لونڈیاں بنایا گیا۔ انہی میں سے ایک لونڈی حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کو ملی جسکے بطن سے تاریخ اسلام کی مشہور و معروف شخصیت محمد بن حنفیہ نے جنم لیا۔ (حنفیہ سے مراد بنو حنفیہ کی عورت ہے) مسیلمہ کذاب کے خلاف کاروائی صحابہ کرام کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی۔ ختم نبوت کے عقیدے کے خلاف جھوٹے مدعیان نبوت کے مقابلے میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم کا اجماع تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعوٰی کرنے والا کافر دجال مرتد اور کذاب ہے۔

علمائے اسلام کا عقیدہ:

علمائے اسلام اور فقہائے شریعت اسلامیہ بھی اس عقیدے پر متفق ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کے منصب کا دعوٰی کرنے والا اور دعوٰی کرنے والے کو سچا ماننے والا بھی ملت اسلامیہ سے خارج مرتد کافر دجال اور کذاب ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعوٰی کیا اور اعلان پیش کیا مجھے موقع دو تا کہ میں اپنی نبوت کی علامت پیش کردوں اس پر امام الائمہ کاشف الغمہ سراج الامہ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص اس سے نبوت کی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے لا نبی بعدی (مناقب الامام اعظم ابی حنیفہ لابن احمد المکی جلد ۱ ص ۱۶۱)

مفسرین خاتم النبیین کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

۱۔ تفسیر کشاف جلد ۳ ص ۲۶۵ علامہ زمخشری لکھتے ہیں!

"اگر تم کہو کہ نبی ﷺ آخری نبی کیسے ہوئے جب کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آخر میں نازل ہوں گے تو میں

کہوں گا کہ آپ ﷺ کو آخری نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام وہ نبی ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنا کر بھیجے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ کے پیرو اور آپ ﷺ کے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپ ﷺ ہی کی اُمت کے ایک فرد ہیں"۔

۲۔ تفسیر کبیر جز ۲۵ ص ۲۱۴ علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

"اس سلسلہ بیان میں خاتم النبیین اس لیے فرمایا کہ جس نبی علیہ السلام کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو وہ اگر نصیحت اور احکام کی وضاحت میں کوئی کسر چھوڑ جائے تو اسکے بعد آنے والا نبی علیہ السلام اسے پورا کر سکتا ہے۔ مگر جسکے بعد کوئی اور نبی نہ آنے والا ہو تو وہ اپنی اُمت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے۔ اور اسکو زیادہ واضح رہنمائی دیتا ہے۔ کیونکہ اسکی مثال اس باپ کی طرح ہوتی ہے جو جانتا ہے کہ اسکے بیٹے کا کوئی ولی و سرپرست اسکے بعد نہیں ہے"۔

۳۔ تفسیر انوار التنزیل جلد ۲ ص ۱۶۴ علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں!

"آپ ﷺ انبیاء علیہم السلام میں سب سے آخری نبی ہیں جس نے ان (یعنی انبیاء علیہم السلام) کا سلسلہ ختم کر دیا جس سے انبیاء علیہم السلام کے سلسلے پر مہر کر دی گئی اور حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آپ ﷺ کے بعد نازل ہونا اس ختم نبوت میں قادح نہیں ہے کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ﷺ ہی کے دین پر ہوں گے"۔

۴۔ تفسیر مدارک التنزیل جلد ۲ جز ۳ ص ۳۰۶ علامہ حافظ الدین النسفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں!

"اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں یعنی نبیوں علیہم السلام میں سب سے آخری آپ ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو وہ ان انبیاء علیہم السلام میں سے ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدی ﷺ پر عمل کرنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے گویا کہ وہ آپ ﷺ کی اُمت کے افراد میں سے ہیں"۔

۵۔ تفسیر خازن جلد ۳ جز ۵ ص ۲۶۵ علامہ علاؤالدین بغدادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں!

"وخاتم النبیین یعنی اللہ جل جلالہ نے آپ ﷺ پر نبوت ختم کر دی نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبوت ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کیساتھ اسمیں کوئی شریک ہے۔۔۔۔ اور یہ بات اللہ تبارک تعالیٰ کے علم میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں"۔

۶۔ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۴۲۱ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں!

"پس یہ آیت اس باب میں نص صریح ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور جب آپ ﷺ کے بعد

کوئی نبی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں کیونکہ رسالت کا منصب خاص ہے اور نبوت کا منصب عام ہے۔ ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے بعد جو شخص بھی اس مقام کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا مفتری گمراہ، گمراہ کرنے والا ہے وہ کیسے ہی خرق عادت، شعبدے جادو اور طلسم اور کرشمے بنا کر آئے۔۔۔ یہی حیثیت ہر اس شخص کی ہے جو قیامت تک اس منصب کا مدعی ہو"۔

۷۔ تفسیر روح البیان جلد ۷ جز ۲۲ ص ۱۸۷ حضرت شیخ اسماعیل علیہ الرحمہ لکھتے ہیں!

"اب آپ ﷺ کی اُمت کے علماء آپ ﷺ سے صرف ولایت ہی کی میراث پائیں گے نبوت کی میراث آپ ﷺ کی ختمیت کے باعث ختم ہوچکی۔ اور حضرت عیسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آپ ﷺ کے بعد نازل ہونا قادح نہیں ہے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں کیونکہ خاتم النبیین کے معانی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا۔۔۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنائے جاچکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدی ﷺ کے پیروکار کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ آپ ﷺ کے قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھیں گے اور آپ ﷺ کی اُمت کے ایک فرد کی حیثیت سے ہوں گے نہ انکی طرف وحی آئے گی اور نہ وہ نئے احکام دیں گے۔ بلکہ وہ رسول اور نبی ﷺ کے خلیفہ ہوں گے اور اہل سنت وجماعت اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لا نبی بعدی اب جو بھی کہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہے تو اسکو کافر کہہ دیا جائے گا کیونکہ اس نے نص کا انکار کیا ہے اور اسی طرح اس شخص کی بھی تکفیر کی جائے گی جو اس میں شک کرے گا کیونکہ حجت نے حق کو باطل سے ممیز کردیا ہے اور جو شخص حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے اسکا دعویٰ باطل کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا"۔

۸۔ تفسیر روح المعانی جز ۲۲ ص ۳۱ تا ۳۹ علامہ آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

"نبی کا لفظ رسول کی بہ نسبت عام ہے لہذا رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے خودبخود لازم آتا ہے کہ آپ خاتم النبیین بھی ہوں اور آپ ﷺ کے خاتم الانبیاء ورسل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں وصف نبوی سے آپ کے متصف ہونے کے بعد اب جن وانس میں سے ہر ایک سے نبوت کا وصف منقطع ہوگیا ہے۔ (جز ۲۲ ص ۳۲) جو شخص وحی نبوت کا مدعی ہوا ہے کافر قرار دیا جائے گا اس امر میں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں۔۔۔ رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی بات ہے جسے کتاب اللہ نے صاف صاف بیان کیا ہے۔ سنت نے واضح طور پر اسکی تصریح کی اور اُمت نے اس پر اجماع کیا لہذا جو اسکے خلاف کوئی دعویٰ کرے اسے کافر قرار دیا جائے گا"۔

۹۔تفسیر بحرالحیط زیر آیت علامہ ابن حیان اندلسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں!

"جس شخص کا یہ نظریہ ہو کہ نبوت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور اسے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے یا جس کا عقیدہ ہو کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے وہ زندیق ہے اور واجب القتل ہے آج تک جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا۔ ہمارے زمانے میں ایک شخص نے شہر مالکہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اسکو اندلس کے بادشاہ سلطان بن الاحمر نے غرناطہ کے شہر میں قتل کر دیا اور اسکی لاش سولی پر چڑھا دی اور وہ اسی حالت میں لٹکا رہا یہاں تک کہ اسکا گوشت گل کر گر پڑا"۔

۱۰۔تفسیر مظہری جلد ۷ ص ۳۵۱۔۳۵۰ حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں!

"آخری نبی ﷺ جن کے بعد کوئی نبی نہ آئے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے! مراد یہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فیصلہ دیا ہے کہ اگر میں سلسلہ انبیاء علیہم السلام کو ختم نہ کر دیتا تو انکے بعد انکے بیٹے کو نبی بنا دیتا حضرت عطاء نے ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو نبی بنانا ہی نہیں تو حضور ﷺ کو کوئی لڑکا مرد (اولاد) عنایت نہیں فرمایا۔ ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا! اگر وہ زندہ ہوتے تو نبی ہوتے۔۔۔ نزول عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبیین ہونے میں حائل نہیں کہ وہ پہلے کے آئے ہوئے نبی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔حقیقۃ الوحی ص ۲۸ مرزا قادیانی

۲۔ایضاً ص ۱۵۰ حاشیہ مرزا قادیانی

۳۔تفسیر صغیر از مرزا بشیر الدین محمود زیر آیت وخاتم النبیین حاشیہ نمبر ۱ ص ۵۵۱

۴۔سورۃ الاحزاب: ۴۰

۵۔ترمذی جلد ۲ ص ۳۲، مسند احمد ج ۳ ص ۲۶۷، مستدرک حاکم ج ۴ ص ۳۳۳، درمنثور ج ۳ ص ۳۲۱ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۲۱، کنز العمال حدیث نمبر ۳۲۰۷

۶۔شرح السنۃ ج ۷ ص ۱۵، بخاری ج ۲ ص ۲۷، مسلم ج ۲ ص ۲۶۱

۷۔مسلم ج ۱ ص ۱۹۹، مسند احمد ج ۲ ص ۴۱۲، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۳۳، ج ۹ ص ۵، مجمع الزوائد

ج۸ص۲۶۹، در منثور ج ۳ص۲۰۲،شرح السنۃ ج۱۳ص۱۹۸طبع قدیم ج ۷ ص۶طبع جدید دلائل النبوۃ ج۵ص۲۷۲،مشکل الآثار ج۱ص۲۵۱،ابن کثیر ج ۳ص۴۳۱

۸۔بخاری ج۱ص۴۹۱باب ماذکر عن بنی اسرائیل ،مسند احمد ج ۲ص۳۱۵،قرطبی ج۷جز۱۴ص۱۵۱،مشکوۃ حدیث نمبر ۳۶۸۵

۹۔شرح السنۃ ج۷ص۱۷،ابن کثیر ج ۳ص۴۳۱،بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین ج۱ص۵۰۱ مسلم ج۲ص۲۴۸ کتاب الفضائل باب ذکرکون خاتم النبیین

۱۰۔مسلم ج۲ص۲۷۸،ترمذی ج۲ص۲۱۴،ابن ماجہ ص۱۲،مسند احمد ج۱ص۱۷۹،جلد ۳ ص۳۲ جلد۶ص ۴۳۸۔۳۶۹،مجمع الزوائد ج۹ص۱۱۱۔۱۰۹،مشکوۃ حدیث نمبر ۶۰۷۸،قرطبی ج۱جز۱ص۲۶۶،المعجم الصغیر للطبرانی

ج۲ص۵۴۔۲۲،المعجم الکبیر للطبرانی ج۱ص۱۱۰۔۱۰۸،جلد۲ص۲۷۵،جلد۴ص۲۲۰،جلد۱۱ص۱۷۴،البدایہ والنہایہ ج۷ص۳۴۲۔۳۴۰،جلد۸ص۷۷

۱۱۔ترمذی ج۲ص۲۰۹،مستدرک حاکم ج۷ص۴۸۹،مجمع الزوائد ج۹ص۶۸، کنزالعمال حدیث نمبر ۳۲۷۴۵

۱۲۔مسلم ابو داؤد ج۲ ص۲۳۵۔۲۳۴،ترمذی حدیث نمبر ۲۱۷۴۶،مسند احمد ج۴ص۱۲۳،جلد ۵ ص۲۸۴۔۲۷۸،السنن الکبریٰ للبیہقی ج۹ص ۱۱۸ مجمع الزوائد ج۷ص۲۲۱،در منثور ج ۳ص۱۹،مشکوۃ حدیث نمبر ۱۲۵۷۵

۱۳۔المعجم الکبیر للطبرانی ج۸ص۱۱۵۔۱۳۶،جلد۸ص۱۳۸،مسند احمد ج۵ ص۲۶۲۔۲۵۱،مستدرک حاکم ج۱ ص۵۴۷۔۵۲،ترمذی حدیث نمبر ۶۱۱،مجمع الزوائد ج۸ص۲۶۳، کنزالعمال حدیث نمبر ۱۲۹۲۲

۱۴۔مسلم ج۱ص۴۴۳

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نوٹ:یہ مضمون ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور ستمبر ۲۰۰۴ء سے لیا گیا ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں

عقیدہ ختم نبوت

ابواسامہ ظفر القادری بکھروی

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین اما بعد

حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔اس میں کسی ایمان والے کو کوئی شک نہیں۔اور جو کوئی شک کرے اس کے بے ایمان ہونے میں شک نہیں۔عقیدہ ختم نبوت کے مفہوم کے قطعی اور حضور ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کے کلی انقطاع پر اکابرین اس حد تک ایمان ویقین سے سرشار اور اس میں رخنہ اندازی سے بےزار ہیں۔کہ انھوں نے برملا اعلان کر دیا۔کہ اگر کوئی شخص کسی مدعی نبوت سے اس کے دعویٰ پر دلیل یا نبوت کا معجزہ طلب کرتا ہے تو اسکا یہ فعل بھی اسے ایمان سے محروم کرنے اور کفر کا مرتکب ثابت کرنے کیلیے کافی ہے۔اور یہ اس لیے کہ دلیل یا معجزہ طلب کر کے اس نے اس امکان کو تسلیم کر ہی لیا۔کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی بن سکتا ہے۔لہذا کسی ایمان والے سے یہ توقع نہیں ہے۔مگر یہ تحریر اس لیے ہے کہ گمراہ لوگوں خصوصاً ہمارے ملک پاکستان میں قادیانیوں کی طرف سے گمراہ کن لٹریچر شائع ہوتا رہتا ہے۔بلکہ سکولوں میں ٹیچر ہیں۔اور اپنے شاگردوں کو وسوسوں میں مبتلا کرتے ہیں۔یہ تحریر انھی وسوسوں کو دور کرنے کے لیے ہے۔پہلے قرآن کریم سے حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا ملاحظہ فرمائیے۔

""قرآن کریم اور خاتم النبین""

آیت نمبر ا۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین O

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں۔اور خاتم النبیین۔(پارہ۲۲ احزاب آیت ۴۰ع ۲)

خاتم کے معنی:علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں!

(وخاتم النبیین) لانه ختم النبوة ای تمها بمجیه۔

آپ خاتم النبیین اس لیے ہیں کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا۔(المفردات ص ۱۴۳ مطبوعہ ایران)

۲)علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں!

وختام القوم و خاتمهمو آخر هم عن اللحيانی محمد ﷺ خاتم الانبياء عليه و عليهم الصلاة والسلام۔التهذيب والخاتم والخاتم من اسماء النبی ﷺ و فی التنزيل العزيز۔ما كان محمد ابا احد من رجالكم و لكن رسول الله و خاتم النبيين۔ای آخرهم وقد قرئ وخاتم انما جله علی القراة المشهورة نكسر من اسماء العاقب ايضا و مضاه آخر الانبياء ۔ختام القوم،خاتم القوم،اور خاتم القوم کا معنی ہے۔آخر القوم۔لحیانی سے منقول ہے کہ محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔تھذیب میں خاتَم اور خاتِم دونوں نبی ﷺ کے اسماء ہیں ۔قرآن مجید میں ہے۔ما كان محمد ابا احد من رجالكم و لكن رسول الله وخاتم النبيين ۔خاتم اور خاتَم قرآن مجید کی دو قرأتیں ہیں ۔اور خاتَم کی قرأت خاتم پر محمول ہے۔دونوں کا معنی ہے آخر النبیین آپ کے اسماء میں سے عاقب بھی ہے۔اور اسکا معنی ہے آخر الانبیاء۔(لسان العرب ج ۲ ص ۱۰ مطبوعہ ایران)

۳)علامہ سید زبیدی لکھتے ہیں:

والخاتم من كل شئی عاقبة وآخرة كخاتمته والخاتم آخر القوم كالخاتم و منه قوله تعالیٰ وخاتم النبيين ای آخرهم۔

ہر چیز کا خاتم اس کے بعد آنے والا اور اسکا آخر ہے جیسا کہ خاتمہ اخیر میں ہوتا ہے۔اور خاتِم خاتَم کی طرح قوم کے آخری شخص کو کہتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ کا قول خاتم النبیین اس معنی میں ہے۔(تاج العروس ج ۸ ص ۲۶۷ مطبوعہ مصر)

۴)مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے!

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین ۔(الاحزاب ۴۱)یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے ۔مگر وہ رسول اللہ ہے ۔اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا ۔یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا ۔(نوٹ ۔اصل کتاب میں آیت ۴۱ ہی لکھا ہے)(ازالہ اوہام ص ۳۳۱، روحانی خزائن نمبر ۳ ص ۴۳۱ مرزا قادیانی)

دوسری جگہ مرزا لکھتا ہے !

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول الله و خاتم النبیین ۔یعنی محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ۔ہاں وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کو ختم کرنے والے ہیں ۔کیا تو نہیں جانتا ۔کہ فضل اور رحم کرنے والے رب نے ہمارے نبی ﷺ کا نام بغیر کسی استثناء خاتم رکھا اور آنحضرت ﷺ نے لا نبی بعدی سے طالبوں کے لیے بیان واضح سے اسکی تفسیر کی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔اور اگر ہم آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے ظہور کو جائز قرار دیں تو ہم وحی نبوت کے دروازہ کے بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے ۔جو بالبداہت باطل ہے ۔جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں ۔اور ہمارے رسولؐ کے بعد کوئی نبی آ کیسے سکتا ہے ۔جبکہ آپکی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی ہے ۔اور اللہ نے آپؐ کے ذریعہ نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا ۔(حمامۃ البشریٰ ص ۸۱ تا ۸۲ طبعۃ الاولی ۱۳۱۱ھ مندرجہ روحانی خزائن نمبر ۷ ص ۲۰۰ تا ۲۰۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

آیت نمبر ۲:

وما ارسلناك الا رحمة للعالمین O　　اور ہم نے آپ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ۔(پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷)

اس آیت میں بھی واضح ہے کہ حضور ﷺ سارے جہانوں کیلیے رحمت ہیں ۔لہذا اگر کوئی اور نبی بن کر آنے کا

امکان ہوتا تو وہ اپنی امت یا قوم کیلئے رحمت ہوتا۔مگر اس آیت مقدسہ نے ان سارے احتمالوں کو ختم کر دیا لہذا آپ ﷺ اللہ تعالٰی کے آخری نبی ہیں۔

آیت نمبر ۳:

تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیراo

بہت برکت والا ہے۔جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ خاص پر تا کہ تمام جہانوں کو ڈر سنانے والا ہو۔(پارہ ۱۸سورۃ الفرقان آیت ا ع ۱۴)

اس آیت نے بھی ہمیں بتایا کہ آپ کے بعد کوئی ڈر سنانے والا نہیں آئے گا ورنہ آپ کو سارے جہانوں کا ڈر سنانے والا بنانے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔لہذا آپ ہی آخری نبی یعنی ڈر سنانے والے اللہ تعالٰی کی طرف سے ہیں۔

آیت نمبر ۴:

لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل ط اولٰئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من م بعد و قاتلوا ط

تم میں سے وہ شخص جس نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی برابر نہیں۔یہ لوگ بڑے ہیں درجوں میں ان لوگوں سے جنھوں نے اس کے بعد خرچ کیا اور لڑائی کی۔(پارہ ۲۷سورۃ الحدید آیت ۱۰ ع ۱۷)

غیر نبی کسی نبی سے درجے میں بڑا نہیں ہوتا۔اگر کوئی نبی آنا ہوتا تو فتح مکہ سے پہلے صحابہ کرام جو غیر نبی ہیں اللہ تعالٰی انکا درجہ بڑا نہ کرتا۔یہ آیت بھی بتاتی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بلکہ آپ ہی آخری نبی ہیں۔

آیت نمبر ۵:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناO	آج میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔(پارہ ۶ سورۃ مائدہ آیت ۳ ع ۵)

دین اسلام کا کامل ہونا اور نعمت الٰہی کا پورا ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ اب نبیوں کے آنے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔کیونکہ اگر نزول قرآن کے مکمل ہونے کے بعد بھی نبوت جاری رہے اور وحی نازل ہوتی رہے تو پھر نعمت الٰہی کا سلسلہ جاری رہے گا اور یہ آیت اس کے خلاف ہے۔لہذا حضور ﷺ ہی آخری نبی ہیں۔

آیت نمبر ۶:

والذین یؤ منون بما انزل الیک وما انزل من قبلك و بالاخرة هم یو قنون Oاولٰئِك علیٰ هدی من ربهم و او لٰئِك هم المفلحون O	جو لوگ اس (وحی) پر ایمان لاتے ہیں۔جو آپ پر نازل کی گئی۔اور جو آپ سے پہلے نازل کی گئی۔اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔(پارہ ۱ سورۃ البقرۃ آیت ۵،۴)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ صرف انبیاء سابقین اور نبی ﷺ کی طرف نازل ہونے والی وحی پر ایمان لانا ضروری ہے۔اور اسی پر اخروی فلاح ہے۔اگر نبی ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی ہوتا تو اللہ رب العزت اس پر ایمان لانے کا اور وحی نازل کرنے کا ذکر فرماتا۔لہذا حضور ﷺ ہی آخری نبی ہیں۔

آیت نمبر ۷:

یٰاایها الذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰه واطیعوا الرسول و اولی الامر منکمO	اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔اور انکی جو امر والے ہوں۔(پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۵۹ ع ۵)

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے بعد اولی الامر (یعنی صاحبان امر۔علماء یا حکام) کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو اولی الامر سے پہلے اس نبی کی پیروی کا حکم دیا جاتا۔لہذا اور کوئی نبی نہیں آئے گا۔

آیت نمبر ۸:

و من یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی و یتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ و نصلہ جھنم ط و ساءت مصیراO	اور جو شخص سیدھا راستہ روشن ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے۔اور مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلے تو وہ جس طرف پھرے۔ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے۔اور اس کو جہنم میں پہنچائیں گے۔اور کیا ہی برا ٹھکانہ ہے۔(پارہ ۵ سورۃ النساء آیت ۱۱۵ ع ۱۴)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے بعد سبیل المومنین (اجماع امت) کی پیروی کا حکم دیا۔اور اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو اجماع امت سے پہلے اس کی پیروی کا حکم ہوتا۔لہذا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

آیت نمبر ۹:

قل یاایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ط	آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔(پارہ ۹ سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸ ع ۱۰)

اس آیت سے بھی وجہ استدلال یہی ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا جائز ہوتو پھر آپ لوگوں کے رسول نہ ہوئے کیونکہ بعض لوگوں کا رسول کوئی اور ہے۔اور یہ آیت اس کے خلاف ہے۔لہذا نبی کریم ﷺ ہی آخری نبی ہیں۔اور بہت آیات پیش کی جاسکتی ہیں ادنیٰ سی سمجھ والا آدمی بھی ان آیات کے ہوتے کسی اور نبی کے آنے کا تصور نہیں کرسکتا۔

اب احادیث مقدسہ سے حضور ﷺ کا آخری نبی ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱:

امام بخاری علیہ الرحمہ روایت فرماتے ہیں کہ!

''حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ بنی اسرائیل کے انبیاء ان کا سیاسی نظام چلاتے تھے۔ جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اسکا خلیفہ ہوجاتا۔ اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔ (بخاری شریف ج۱ ص ۴۹۱ مطبوعہ کراچی) (مسلم شریف ج۲ ص ۱۲۶) (مسند احمد ۲/ ۲۹۷)

حدیث نمبر ۲:

''حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا۔ حضرت علی نے کہا۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کیلیے ہارون تھے۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔ (صحیح مسلم ۲/ ۲۷۸ صحیح بخاری ۲/ ۶۳۳ جامع ترمذی ص ۵۳۴، ۵۳۵ طبع کراچی ابن ماجہ ص ۱۲ مسند احمد ج۱ ص ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۷۷)

حدیث نمبر ۳:

امام بخاری علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ!

''اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن ابی اوفی سے پوچھا۔ کیا آپ نے نبی ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا۔ انھوں نے کہا۔ وہ بچپن میں فوت ہو گئے۔ اگر آپکے بعد کسی نبی کا مقدر ہوتا تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے۔ لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا''۔ (صحیح بخاری ج۲ ص ۹۱۴ مطبوعہ کراچی)

حدیث نمبر ۴:

امام مسلم علیہ الرحمہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ!

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مثال اور انبیاء (سابقین) کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ایک گھر بنایا۔ اور اس کو مکمل اور کامل کیا۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ رہ گئی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور اس گھر کو دیکھ کر خوش ہوتے۔ اور کہتے کہ ایک اینٹ کیوں نہ رکھی دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس اینٹ کی جگہ آیا ہوں۔ اور میں نے انبیاء (کی آمد) کو ختم کر دیا۔ (ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ اور اسی طرح ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے''۔ (صحیح مسلم باب نبی ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا بیان رقم الحدیث ۵۸۴۶، ۵۸۴۵، ۵۸۴۴ مطبوعہ لاھور)

حدیث نمبر ۵:

''امام ترمذی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ! حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے بعد رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے۔ پس میرے بعد کوئی رسول مبعوث ہوگا نہ نبی''۔ (جامع ترمذی ص ۳۳۱ طبع کراچی مسند احمد ج ۳ ص ۲۶۸ رقم الحدیث ۱۳۸۶۰، صحہ الحاکم ۴/۳۹۱ وقال الترمذی حسن وقال البانی صحیح الاسناد۔ الترمذی ۲۲۷۲، مستدرک حاکم ۴/۳۹۱، المصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۱ ص ۵۳ مطبوعہ کراچی)

حدیث نمبر ۶:

علامہ ہیثمی بیان کرتے ہیں کہ!

''حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد نبوت نہیں ہے البتہ سچے خواب دکھائے جائیں گے۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام طبرانی نے روایت کیا۔ اور اسکے راوی ثقہ ہیں''۔ (مجمع الزوائد ج ۷ ص ۱۷۳)

حدیث نمبر ۷:

حضرت حذیفہ بن سید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! نبوت رخصت ہوگئی۔ اب میرے بعد نبوت نہیں ہے۔ البتہ سچے خواب ہیں (اس حدیث کو امام
طبرانی اور امام بزاز نے روایت کیا ہے اور امام طبرانی کے راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۷۳، صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۱۱۶ مطبوعہ بیروت)

حدیث نمبر ۸:

امام ترمذی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ!

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک میری امت کے قبائل مشرکین کے ساتھ لاحق نہ ہوں۔ اور جب تک بتوں کی عبادت نہ کی جائے۔ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی۔ اور عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (یہ حدیث صحیح ہے۔) جامع ترمذی ص ۳۲۳ طبع کراچی، ابوداؤد ۲/ ۲۲۸ طبع لاہور، مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۸ رقم الحدیث ۲۲۷۵۶ مطبوعہ بیروت، دلائل النبوت ج ۶ ص ۴۸۰ طبع بیروت۔

حدیث نمبر ۹:

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ الوداع ہونے والے شخص کی طرح تشریف لائے۔ اور آپ نے تین بار فرمایا۔ میں محمد نبی امی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۱۲، ۱۷۲، رقم الحدیث ۶۹۸۱، ۶۶۰۷ طبع بیروت)

حدیث نمبر ۱۰:

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں!

جب مجھے آسمان کی سیر کرائی گئی۔تو مجھے میرے رب نے اپنے قرب سے نوازا حتیٰ کہ میرے اوران (اللہ تعالیٰ) کے مابین دو کمانوں یا اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا۔اس وقت آقا (اللہ تعالیٰ) مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا،یا حبیبی! یا محمد! اے میرے محبوب محمد۔میں نے جواب دیا۔لبیك یا رب۔میرے آقا حاضر ہوں۔آپ کے حضور،قال ۔هل غمك ان جعلتك آخر النبیین؟ اس بات نے آپکو غمزدہ تو نہیں کیا کہ آپ ﷺ کو آخری نبی بنادیا گیا۔قلت۔یا رب لا ۔میں نے عرض کیا۔میرے رب اس فیصلے نے مجھے پریشان نہیں کیا۔قال احبیبی هل غمك امتك ان جعلتهم آخر الامم؟ فرمایا! کیا آپکی امت کو اس بات نے مبتلائے غم تو نہیں کیا۔کہ میں نے انہیں آخری امت بنایا ہے۔(کنز العمال علی حاشی مسند احمد ص ۳۹۱ بحوالہ ثبوت حاضر ہیں)

الحمدللہ ہم نے قرآن وسنت کی روشنی میں دلائل سے ثابت کیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہی آخری نبی ہیں ۔آخر میں منکرین ختم نبوت کے دلائل جو وہ اپنے زعم میں قرآن وسنت سے پیش کرتے ہیں ۔انکا رد ملاحظہ فرمائیے۔تا کہ ذہنوں میں شک وشبہ نہ رہے۔پہلے قرآنی استدلال۔

قرآن سے منکرین ختم نبوت کے استدلال کا جواب:

آیت نمبر ۱:

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے! "ولکل قوم هاد "ہر قوم کا ایک ہدایت والا ہے۔(سورۃ رعد آیت ۷)اس آیت کی روح سے ہندوستان کی قوم کے لیے بھی ایک ھادی ہونا چاہیے۔اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

جواب: سب سے پہلے قومیت کی بنیاد علاقہ،زبان نہیں ہے اور پھر اس آیت میں ھادی عام ہے۔کہ وہ رسول یا نبی ہو یا عالم دین۔اور اسکے بعد یہ کہاں سے لازم آگیا کہ اگر ہندوستان کے لیے کوئی ھادی ہو تو وہ مرزا قادیانی ہی ہے۔اور صحیح جواب یہ ہے کہ یہ استدلال ہی غلط اور قرآنی مفہوم کے خلاف ہے۔پوری آیت پڑھیے اور ان کا استدلال دیکھیے۔آیت اس طرح ہے۔و یقول الذین کفروا لو لاانزل علیه ایة من ربه ط انما انت منذر ولکل قوم هاد۔ترجمہ:اور کافر کہتے ہیں کہ ان (نبی ﷺ) پر انکے رب کی طرف سے کوئی آیت کیوں نہ نازل

ہوئی۔(یہ آپکا کام نہیں آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔اور ہر قوم کو ہدایت دینے والے ہیں۔(سورۃ رعد آیت ۷ پارہ ۱۳ع ۷)پوری آیت سے معلوم ہوا کہ قادیانیوں کا استدلال سوائے دھوکہ کے اور کچھ نہیں۔

آیت نمبر۲:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

ولقد جاء کم یوسف من قبل بالبینٰت فما زلتم فی شك مما جاء کم به طحتی اذا هلك قلتم لن یبعث الله من بعده رسولا ط ترجمہ: بے شک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف کھلی نشانیاں لے کر آئے۔اور جو وہ تمھارے پاس لے کر آئے۔تم اس میں ہمیشہ شک کرتے رہے۔یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے۔تو تم نے کہا۔اب اس کے بعد اللہ تعالیٰ ہر گز کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔(سورۃ مومن آیت ۳۴)منکرین ختم نبوت کہتے ہیں۔کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول کے نہ آنے اور ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا ہے۔لہذا یہ عقیدہ درست نہیں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد نبی آتے رہے۔اسی طرح اب بھی نبی آئیں گے۔

جواب:یہ استدلال درست نہیں اسلیے کہ کفار کا عقیدہ بلا دلیل تھا۔اور ہمارا عقیدہ قرآن اور فرمان رسول ﷺ کی وجہ سے ہے جو آپ نے پہلے ملاحظہ فرمایا۔

آیت نمبر۳:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

اللّٰه یصطفیٰ من الملائکة رسلا ومن الناس۔ترجمہ:اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے۔(سورۃ حج آیت ۷۵)منکرین ختم نبوت کہتے ہیں۔کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت جاریہ ہے۔کہ وہ رسول بھیجتا رہتا ہے۔لہذا قیامت تک رسول آتے رہیں گے۔

جواب:اس کا جواب یہ ہے کہ کسی عبارت سے ایک عام قاعدہ ذکر کیا جاتا ہے۔اور پھر دوسری دلیل سے اسکی تخصیص بیان کر دی جاتی ہے۔مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسان کی خلقت کا قاعدہ بیان کیا۔"خلق الانسان من نطفة" (سورۃ نحل آیت ۴)انسان کو نطفہ سے پیدا کیا گیا۔لیکن دوسری دلیل سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخصیص فرمادی۔کہ انکو مٹی سے پیدا کیا گیا۔حضرت حوا کی تخصیص کی انکو حضرت آدم علیہ السلام کے نفس(جسم) سے پیدا کیا۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بغیر باپ کے پیدا کیا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کی سنت جاریہ ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبی ﷺ تک نبی اور رسول بھیجے۔پھر ختم نبوت کی آیت بھیج کر اس سلسلہ کو منقطع کر دیا۔خلاصہ یہ کہ اس عام عبارت کی ختم

نبوت کی آیت نے تخصیص کردی۔

آیت نمبر۴:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

ومن یطع اللّٰہ والرسول فاولٓئک مع الذین انعم اللّٰہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین و حسن اولٓئک رفیقاً ○ ترجمہ: جولوگ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریں گے۔وہ اللہ کے انعام یافتہ لوگوں کے ساتھ ہونگے۔جو انبیاء،صدیقین شھداء اور صالحین ہیں۔اور یہ کیا ہی اچھے رفیق ہیں۔(سورۃ النساء آیت ۶۹)

منکرین کہتے ہیں۔کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت سے صالح،شہید،صدیق اور نبی بن جاتے ہیں۔لہذا جس طرح قیامت تک صالح،شہید،صدیق بنتے رہیں گے۔اسی طرح نبی بھی بنتے رہیں گے۔

جواب: اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا معنی بنتا ہو۔اس آیت میں لفظ ''مع'' ہے۔اسکا معنی معیت اور ساتھ ہونا ہے۔اور پھر آخر میں ''حسن اولٓئک رفیقا'' مذکور ہے۔جو اس معنی کو اور واضح کردیتا ہے۔حالانکہ اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے جو لوگ دنیا میں اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کریں گے آخرت میں انکی جزا یہ ہوگی کہ وہ نبیوں،صدیقوں،شہیدوں،اور صالحین کے ساتھ اور رفاقت میں ہونگے۔نہ کہ وہ نبی بن جائیں گے۔

احادیث سے دلائل کے جوابات

حدیث نمبر۱:

ختم نبوت کے منکرین مسلم شریف کی ایک روایت پیش کرتے ہیں۔کہ امام مسلم روایت کرتے ہیں!

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے۔(صحیح مسلم ج۱ص۴۴۶مطبوعہ کراچی)

اگر حضور ﷺ کی مسجد آخر المساجد ہونے کے باوجود دوسری مساجد بن سکتی ہیں۔کہ آپکے آخر الانبیاء ہونے کے باوجود دوسرے نبی کے آنے میں کیا حرج ہے؟۔

جواب: اسکا جواب یہ ہے کہ آپکی مسجد آخری مسجد نبوی ہے۔اس مسجد کے بعد اور مساجد تو بنیں گی مگر مسجد نبوی کوئی نہیں ہوگی۔نہ آپکے بعد کوئی نبی بن کر آئے گا۔اور نہ اسکی طرف منسوب مسجد نبوی ہوگی۔اس کی تائید اس

حدیث سے ہوتی ہے۔امام بزاز اپنی سند سے لکھتے ہیں!

عن عائشة قالت ۔قال رسول اللہ ﷺ انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم المساجد۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! میں خاتم الانبیاء ہوں ۔اور میری مسجد خاتم المساجد ہے۔(کشف الاستار عن زوائد البزار ج۲ص۵۶ مطبوعہ بیروت)

حدیث نمبر۲:

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ!''حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم حضور ﷺ کے صاحبزادے فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے انکی نماز جنازہ پڑھی ۔اور فرمایا انکے لیے جنت میں دودھ پلانے والی ہے ۔اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے''۔(سنن ابن ماجہ ص۱۰۸ مطبوعہ کراچی)

منکرین ختم نبوت اس سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ کا یہ ارشاد فرمانا کہ ''اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے'' یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپکے بعد نبی کا آنا ممکن ہے۔جیسے کوئی کہے کہ فلاں کا بیٹا زندہ ہوتا تو ڈاکٹر بن جاتا۔

جواب:منکرین کا یہ استدلال درست نہیں ۔اس لیے کہ مثال کے طور پر کوئی یہ کہے کہ فلاں اگر اللہ کا بیٹا ہوتا تو اسکا عبادت گزار ہوتا ۔یعنی اگر اللہ کے بیٹا ہوگا تو اسکو لازم ہے کہ سب سے پہلے عبادت کرے۔لیکن چونکہ وہ اسکا پہلا عبادت گزار نہیں ہے۔لہذا اللہ کا بیٹا بھی ممکن نہیں ۔اسی قیاس پر ابراہیم کا زندہ رہنا انکے سچے نبی ہونے کو مستلزم ہے۔لیکن چونکہ آپکے بعد سچا نبی ہونا محال ہے اس لیے ابراہیم کو زندہ نہیں رکھا گیا۔لہذا کوئی دوسرا سچا نبی کیسے ہوسکتا ہے۔

حدیث نمبر۳:

امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ!

''حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔قریب ہے تم میں ابن مریم کا نزول ہو گا۔درآں حالاں کہ وہ نیک حاکم ہونگے۔صلیب توڑیں گے۔اور خنزیر کو قتل کریں گے۔اور اسقدر مال بہائیں گے کہ اس کو کوئی شخص قبول نہیں کرے گا۔(بخاری ۱/۴۹۰ طبع کراچی)

منکرین ختم نبوت یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو نبی ہیں انکا

نزول کیسے ہوگا؟۔

جواب: اسکا جواب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی اور نیا نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ یا پیدا نہیں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور بعثت پہلے ہوچکی ہے۔ انکا صرف نزول گا۔ اور وہ نبی کی حیثیت سے نہیں بلکہ حضور ﷺ کے امتی کی حیثیت سے ہوگا۔

اب آخر میں مرزا غلام احمد قادیانی کا امتی اور ظلی نبی کی اختراع کا جواب یہ ہے کہ قرآن وسنت میں اسکا کوئی جواز نہیں۔ یہ صرف قادیانی تقسیم ہے۔ قرآن وسنت میں اسکی کوئی تقسیم نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے گمراہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وماتوفیقی الاباللہ العلی العظیم۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

الاحادیث الاربعین بان نبینا خاتم النبیین

چہل احادیث ختم نبوت

علامہ مفتی محمد عبد السلام قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس باب میں حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے بارے میں ایسی احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن میں خود رسول اکرم ﷺ نے اپنے آخری نبی ہونے کے علاوہ اپنے بعد قیامت تک کے لیے کسی جدید نبی کے پیدا نہ ہونے کی صراحۃ وضاحت فرمادی ہے اس عنوان پر کثیر تعداد میں احادیث موجود ہیں جو حد تواتر کو پہنچتی ہیں ان میں سے چند یہاں درج کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

فضیلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب وا حلت لی الغنائم و جعلت لی الارض طھوراً و مسجداً وارسلت الی الخلق کآ فۃً و ختم النبیون۔

ترجمہ: مجھے تمام انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے۔ رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی۔ میرے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئیں۔ میرے لیے روئے زمین پاک کرنے والی اور مسجد قرار دی گئی۔ اور میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا۔ مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۹، سنن ابن ماجہ باب ماجآئی التیمم، مسند احمد ج ۲ ص ۴۱۲، مشکوۃ المصابیح ص ۵۱۲ باب فضائل سید المرسلین۔ سنن الکبری للامام بیہقی ج ۵ ص ۴۷۲)

حدیث نمبر ۲

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا!

انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع ولا فخر۔ (سنن الدارمی ج ۱ ص ۴۰، مشکوۃ المصابیح ص ۵۱۴)

ترجمہ: میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور یہ بطور فخر یہ نہیں کہتا اور میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں اور یہ بات بطور فخر نہیں کہتا اور میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور میں یہ

بطور فخر نہیں کہتا۔

حدیث نمبر ۳

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

ان مثلی و مثل الانبیآء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتاً فاحسنه و اجمله الا موضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به و يعجبون له و يقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبين۔ (بخاری باب خاتم النبیین ج ۱ص ۵۰۱، مسلم باب ذکر کونہ خاتم النبیین ج ۲ص ۲۴۸)

ترجمہ: میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک خوبصورت اور خوشنما مکان بنایا مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس عمارت کے اردگرد گھومتے اور اسکی خوبصورتی پر اظہار تعجب کرتے اور کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تو میں اس اینٹ کی جگہ ہوا میں خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہوں۔

فائدہ: اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے مثال دیکر اپنے خاتم النبیین ہونے کی وضاحت فرمادی جسطرح کسی عمارت کے مکمل ہونے کے بعد اس میں کوئی جگہ نہیں رہتی کہ جہاں کوئی اینٹ نصب کی جائے جب تک کہ پہلی نصب شدہ کسی اینٹ کو نہ نکالا جائے ایسے ہی آپ ﷺ کے تشریف لانے سے اللہ تعالیٰ نے قصر نبوت کو مکمل فرما دیا اب اس محل میں کسی طرح کے خود ساختہ نبی کی گنجائش نہیں اور نہ ہی پہلے کسی نبی علیہ السلام کا نکالا جانا ممکن ہے کہ قادیانی حبشی مرزا یا کسی اور کے لیے جگہ بنائی جا سکے حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں! خیال رہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین پر تشریف لائیں گے مگر وہ پہلے کے نبی ہیں بعد کے نہیں یہ اینٹ پہلے کی لگی ہوئی ہے نیز وہ اب نبوت کی شان سے نہیں آئیں گے بلکہ حضور کے اُمتی ہوکر۔ (مراۃ شرح مشکوۃ ج ۸ص ۷)

اسمائے مبارکہ اور عقیدہ ختم نبوت:

حدیث نمبر ۴

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو الله بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علیٰ قدمی وانا العاقب الذی لیس بعده نبی (بخاری ج ۱ص ۵۰۱، مسلم ج ۲

ص ۲۶۱، ترمذی ج ۲ ص ۱۰۷ باب ماجاءَ فی اسماء النبی ﷺ، موطا امام مالک ص ۷۳۶، مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۱۵ باب اسماء النبی، مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۸۰)

ترجمہ: بے شک میرے بہت سے نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں، کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

فائدہ: اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے اپنے چند ناموں کا ذکر کیا ہے جن میں سے ایک عاقب ہے **فمعناه الاتی عقب الانبیاء فلا نبی بعده لان العاقب هو الاخر** یعنی عاقب کا معنی ہے تمام انبیاء کے بعد آنے والا جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوسکے اسلیئے کہ عاقب سے مراد آخری ہوتا ہے۔ (مطالع المسرات ص ۸۸)

۲۔الحاشر: حدیث کے الفاظ **انا الهاشر الذی یحشر الناس علی قدمی** کی وضاحت میں شارح صحیح مسلم امام نووی فرماتے ہیں!

[[قال العلماء معنا هاای معنی روایتی قلمی بالثنية والافراد یحشرون علی اثری و زمانی ،نبوتی و رسالتی ولیس بعدی نبی ۔علماء کرام فرماتے ہیں کہ قدمی مفرد پڑھو یا تثنیہ دونوں صورتوں میں مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے بعد فوراً تمہارا حشر ہوگا میرے زمانہ نبوت ورسالت کے بعد ہی قیامت قائم ہوجائے گی ولیس بعدی نبی اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا]]۔

امام قاضی عیاض مالکی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں!

[[ای علی زمانی و عهدی ای لیس بعدی نبی۔میرے زمانہ نبوت کے ساتھ ہی متصل قیامت قائم ہو جائے گی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (کتاب الشفاء ج ۱ ص ۱۲۶)

حدیث نمبر ۵

عن حذیفه رضی الله عنه قال لقیت النبی ﷺ فی بعض طریق المدینة فقال انا محمد وانا احمد وانا نبی الرحمة و نبی التوبة وانا المقفی وانا الحاشر و نبی الملاحم ۔(شمائل ترمذی ص ۲۶ باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ، مسند امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۴۰۵، جامع الاحادیث ج ۵ ص ۲۶۲)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میری ملاقات حضور ﷺ سے مدینہ کے بعض راستوں پر ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں محمد ہوں میں احمد ہوں میں نبی رحمت ہوں میں تمام انبیاء کے آخر میں آنے والا ہوں اور میں حشر دینے والا ہوں اور میں جہادوں کا نبی ہوں۔

وضاحت: اس حدیث مبارکہ میں حضور خاتم النبیین ﷺ نے اپنا ایک نام مقفی ذکر فرمایا ہے جو تقفیۃ سے ہے جس کے معنی پیچھے لگانا اور قفو ' اور قفو" پیچھے رہنا اور آخری ہونا ہیں۔ یعنی تمام انبیاء کے آخر میں آنے والا گویا حضور ﷺ سلسلہ نبوت کے آخری نبی ہیں جن کے بعد کوئی اور نیا نبی آنے والا نہیں ہے۔

حدیث نمبر ۶

عن ابی الطفیل رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لی عشرۃ اسماء عند ربی انا محمد و احمد والفاتح والخاتم وابو القاسم والھاشر والعاقب والماحی ویٰسین و طٰہٰ ۔(کتاب الشفاءج اص ۱۴۶، مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص ۸۹، جامع الاحادیث ج ۵ ص ۲۶۴)

ترجمہ: حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے رب کے ہاں میرے دس نام ہیں۔ محمد واحمد و فاتح عالم ایجاد، خاتم نبوت، وابو القاسم، وحاشر و آخر الانبیاء وماحی کفر و یٰسین وطٰہٰ ﷺ۔

وضاحت: حدیث میں مذکورہ تینوں اسماء الخاتم، الحاشر، اور العاقب حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر واضح ہیں۔ حاشر اور عاقب کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے اور اسم مبارک خاتم کے بارے میں قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ قال ثعلب فالخاتم الذی ختم الانبیاء یعنی ثعلب کا کہنا ہے کہ خاتم وہ کہ جنہوں نے سلسلہ انبیاء کو ختم فرما دیا یعنی آخری نبی۔

نبوت ورسالت حضور ﷺ پر ختم ہوگئی:

حدیث نمبر ۷

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال :قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی ج ۲ ص ۵۱ ابواب الرؤیا، مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۲۶۱)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک رسالت اور نبوت ختم ہو گئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔

وضاحت: اس حدیث مبارکہ میں لفظ رسول اور نبی لا نافیہ کے بعد بطور نکرہ واقع ہوئے ہیں اور نکرہ تحت النفی عموم کا

فائدہ دیتا ہے گویا حضور ﷺ کے بعد ہر قسم کے نبی کی نفی ہوگئی اب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی کسی حیثیت سے نہیں آسکتا نہ ظلی نہ بروزی نہ تشریعی اس قسم کے مرزا قادیانی کے تمام دعاوی باطل اور کذب صریح پر مبنی ہیں۔

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی:

حدیث نمبر ۸

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی (مسلم ج ۲ ص ۱۲۶، مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۲۹۸، السنن الکبریٰ للامام بیہقی ج ۸ ص ۱۴۴)

ترجمہ: بنی اسرائیل کے انبیاء انکے سیاسی نظام بھی چلایا کرتے تھے جب ایک نبی تشریف لے جاتا تو اس کے بعد دوسرا آجاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر ۹

حضرت مصعب بن سعید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ نے غزوہ تبوک کو تشریف لے جاتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں چھوڑا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جارہے ہیں ارشاد فرمایا! **الا ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسىٰ الا انه ليس نبی بعدی** یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ السلام جب اپنے رب سے کلام کیلئے حاضر ہوئے تو ہارون علیہ السلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ضرور ہے کہ ہارون نبی تھے مگر میں جب سے نبی ہوا ہوں دوسرے کے لیے نبوت نہیں۔ (بخاری ج ۲ ص ۶۳۳ باب غزوہ تبوک، مسلم ج ۲ ص ۲۷۸ باب فضائل علی بن ابی طالب، ترمذی ج ۲ ص ۲۱۴ مناقب علی بن ابی طالب، ابن ماجہ ص ۱۲ باب فضل علی بن ابی طالب، مسند احمد ج ۱ ص ۱۷۴، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ص ۴۰)

حدیث نمبر ۱۰

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے گویا ہمیں الوداع فرمارہے ہوں پھر ارشاد فرمایا! **انا محمد النبی الامی** میں محمد نبی اُمی ہوں یہ کلمہ تین بار ارشاد فرمایا **و لا نبی بعدی** اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۲ ص ۱۷۳ طبع بیروت الاذکار ص ۲۷۴)

حدیث نمبر ۱۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

انہ سیکون فی اُمتی دجالون کذابون قریبا من ثلثین کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبین لا نبی بعدی ۔ بے شک عنقریب میری اُمت میں تیس کے قریب دجال کذاب نکلیں گے ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر ۱۲

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ انہ سیکون فی اُمتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبین لا نبی بعدی (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۳۴ کتاب الفتن، ترمذی ج ۲ ص ۴۵ ابواب الفتن، ابن ماجہ ص ۲۹۲ ابواب الفتن، مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۷۹)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا عنقریب میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر ۱۳

عن حذیفۃ بسند جید سیکون فی امتی کذابون دجالون سبعۃ و عشرون منھم اربعۃ نسوۃ وانی خاتم النبین لا نبی بعدی ۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۵۸۵ بحوالہ احمد، مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۹۷)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے سند جید کے ساتھ مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا! عنقریب میری اُمت میں ستائیس کے قریب دجال کذاب نکلیں گے جن میں سے چار عورتیں ہوں گی بے شک میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر ۱۴

عن عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعۃ حتیٰ یخرج ثلثون کذابون منھم مسلمۃ والعنسی والمختار (جزاء اللہ عدوہ باباہٗ ختم النبوۃ ص ۴۵ بحوالہ مسند ابو یعلیٰ، کنز العمال)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! قیامت نہ آئے گی جب تک

کہ تیس کذاب نکلیں ان میں سے مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور مختار ثقفی ہے۔

فائدہ: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! الحمد للہ بفضلہ تعالیٰ یہ تینوں خبیث کتے شیران اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے اسود مردود خود زمانہ اقدس میں اور مسیلمہ کذاب ملعون خلافت صدیقی میں اور مختار خبیث حضرت عبداللہ بن زبیر کے زمانہ خلافت میں۔(جزاء اللہ عدوہ ص ۴۵)

حدیث نمبر ۱۵

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات قال الرویاء الصالحۃ۔(بخاری ج ۲ ص ۱۰۳ کتاب التعبیر باب مبشرات)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اب نبوت باقی نہیں رہی سوائے مبشرات کے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مبشرات کیا ہیں ارشاد فرمایا! اچھی خوابیں۔

حدیث نمبر ۱۶

عن اُم کرز الکعبیۃ قالت سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ذھبت النبوۃ و بقیت المبشرات۔

ترجمہ: حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نبوت ختم ہوگئی اور بشارتیں باقی ہیں۔(ابن ماجہ ص ۲۸۶ باب تعبیر الرویاء، سنن دارمی ج ۲ ص ۱۲۶ کتاب الرویا)

حدیث نمبر ۱۷

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

یا یھا الناس انہ لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرؤیا الصالحۃ یراھا المسلم او تری لہ۔

ترجمہ: اے لوگوں نبوت کی بشارتوں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے اچھے خوابوں کے کہ مسلمان دیکھے یا اس کے لیے دوسرے کو دکھایا جائے۔(مسلم ج ۱ ص ۱۹۱ کتاب الصلوۃ، کنز العمال ج ۱۵ ص ۳۷۰)

حدیث نمبر ۱۸

اسماعیل بن ابی خالد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا کہ وہ بچپن میں فوت ہوگئے

تھے اور اگر انکے لیے رسول اللہ ﷺ کے بعد زندہ رہنا مقدر ہوتا تو وہ نبی ہوتے ولکن لا نبی بعدہ لیکن آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔(بخاری ج ۲ ص ۹۱۴)

وضاحت: اس حدیث کے تحت امام قسطلانی شارح بخاری لکھتے ہیں کہ! لو قدر اللہ ان یکون بعدہ نبیا العاش ولکنہ خاتم النبیین یعنی اگر اللہ تعالیٰ کو حضور ﷺ کے بعد کسی اور کا نبی بنانا مقصود ہوتا تو حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم علیہ السلام زندہ رہتے لیکن حضور ﷺ خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں۔(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۱۵ ص ۳۱۸ دارالحدیث ملتان)

حدیث نمبر ۱۹

عن عقبۃ ابن عامر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لو کان نبی بعدی لکان عمر بن خطاب ۔(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹، مشکوۃ، مسند احمد ج ۴ ص ۱۵۵)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو جناب عمر بن خطاب ہوتے۔

وضاحت: معلوم ہوا کہ سلسلہ اجرائے نبوت بعد از خاتم النبیین ﷺ منقطع ہو چکا ہے جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسی فضائل وکمالات کی حامل شخصیت تک کے لیے یہ منصب بند ہے تو مرزا قادیانی جیسے بد طینت ودغا باز شخص کا ادعائے نبوت کرنا کس قدر مضحکہ خیز و باطل محض ہے۔

حدیث نمبر ۲۰

عن العرباض بن ساریۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ انی مکتوب عند اللہ فی ام الکتاب لخاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینتہ۔

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک بالیقین میں اللہ

کے حضور لوح محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں تھے۔(مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۲۷، جامع الاحادیث ج ۵ ص ۴۶۸)

مشکوۃ شریف میں ہے کہ! انی عند اللہ مکتوب خاتم النبیین وان ادم لمنجدل فی طینتہ بے شک میرا نام اللہ کے ہاں خاتم النبیین مرقوم تھا جبکہ حضرت آدم ابھی آب وگل کی حالت میں تھے۔(مشکوۃ المصابیح ص ۵۱۳)

حضورعلیہ السلام آخرالانبیاء اور مسجد نبوی آخرالمساجد:

حدیث نمبر ۲۱

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! فانی اخر الانبیاء وان مسجدی اخر المساجد۔ بیشک میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد (نبوی) آخری مسجد ہے (مسلم شریف ج ۱ ص ۴۴۶ کتاب الحج)

وضاحت: یعنی انبیاء کی تعمیر کردہ مساجد میں میری تعمیر کردہ مسجد نبوی آخری مسجد ہے اسلئے کہ میں آخری نبی ہوں اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اسکی تائید درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! انا خاتم الانبیاء و مسجدی خاتم مساجد الانبیاء میں خاتم النبیین ہوں اور میری مسجد مساجد انبیاء کی خاتم ہے۔ (کنزالعمال ج ۱۲ ص ۲۷۰ بروایت اُم المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا)

حضرت آدم علیہ السلام پہلے اور حضور ﷺ آخری رسول ہیں:

حدیث نمبر ۲۲

عن ابی زر الغفاری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ اول الرسل آدم و آخرھم محمد۔

ترجمہ: حضرت ابوزرغفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا رسولوں میں اول آدم علیہ السلام اور آخری حضرت محمد ﷺ ہیں (کنزالعمال)

فتح باب نبوت پہ بے حد درود ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام:

حدیث نمبر ۲۳

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ کنت اول النبین فی الخلق واخرھم فی البعث۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تخلیق میں سب نبیوں سے پہلا اور بعثت میں سب کا آخری ہوں۔ (کنزالعمال، الدرالمنثور ج ۵ ص ۱۸۴، جامع الاحادیث ج ۵ ص ۴۶۷، کتاب التفاعج ۱ ص ۲۸ عن قتادہ)

حدیث نمبر ۲۴

عن ابی قلابۃ رضی اللہ عنہ مرسلاً قال: قال رسول اللہ ﷺ انما بعثت فاتحًا و خاتماً۔

ترجمہ: حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا! میں بھیجا گیا دریائے رحمت کھولتا اور سلسلہ نبوت و رسالت کو ختم کرتا ہوا۔ (جزاء اللہ عدوہ از محدث بریلوی علیہ الرحمہ ص ۳۴ بحوالہ جمع الجوامع لسیوطی)

حدیث نمبر ۲۵

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ نحن الأخرون السابقون يوم القيمة۔ (بخاری ج ۱ ص ۱۲۰ کتاب الجمعہ، مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۱۹ باب الجمعہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم زمانہ میں سب سے پچھلے اور قیامت میں سب سے اگلے ہیں۔

وضاحت: عاشق رسول امام نبہانی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ! قوله نحن الأخرون السابقون ای الآخرون زماناً السابقون بالمناقب و الفضائل یعنی حضور ﷺ کے اس فرمان سے مراد یہ ہے کہ ہم زمانہ کے اعتبار سے آخری ہیں اور فضائل و مناقب اور مقام و مرتبہ کے اعتبار سے سب سے سبقت لیے ہوئے ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۴)

حدیث نمبر ۲۶

عن حذيفة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ نحن الأخرون من اهل الدنيا والاولون يوم القيمة المقضى لهم قبل الخلائق ۔ (سنن نسائی کتاب الجمعہ ص ۱۵۴، سنن ابن ماجہ باب فرض الجمعہ بروایت ابوھریرہ، مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۱۹ باب الجمعہ)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم دنیا میں سب کے بعد اور آخرت میں سب سے اول ہیں تمام جہان سے پہلے ہمارے لیے حکم ہوگا۔

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا ۔۔۔ نور اول کا جلوہ ہمارا نبی (حدائق بخشش)

حدیث نمبر ۲۷

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں! جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا!

السلام علیک یا ظاہر السلام علیک یا باطن

میں نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عزوجل کی ہیں کہ اسی کو لائق ہیں مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہوسکتی ہیں جبریل نے عرض کی اللہ تبارک تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء ومرسلین پر ان سے خصوصیت بخشی اپنے نام ووصف سے حضور کے نام ووصف مشتق فرمائے!

وسماک بالاول لانک اول الانبیاء خلقاً وسماک بالاٰخر لانک آخر الانبیاء التی اٰخرالامم حضور کا اول نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرنیش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانے میں موخر خاتم الانبیاء ونبی اُمت آخرین ہیں۔ باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کیساتھ حضور کا نام نامی سنہرے نور سے ساق عرش پر آفرنیش آدم علیہ السلام سے دوہزار برس پہلے اب تک لکھا پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا میں نے حضور پر ہزار سال درود بھیجا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج جو رکو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور وغلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سماوات وارض پر ظاہر وآشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجا ہو اللہ حضور پر درود بھیجے۔

فربک محمود وانت و ربک الاول ولاخر والظاهر والباطن وانت الاول ولأخر والظاهر والباطن۔

پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد کا رب اول وآخر ظاہر وباطن ہے اور حضور اول وآخر وظاہر وباطن ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا! **الحمد لله الذي فضلني على جميع النبين حتى في اسمي و صفتي** سب خوبیاں اللہ عزوجل کو جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام وصفت میں (جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ از مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی بحوالہ تلمسانی شرح شفاء)

توضیح وتشریح از شیخ محقق الشیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف مدارج النبوۃ کے مقدمہ میں زیر آیت **هو الاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شئ قلير** لکھتے ہیں کہ یہ کلمات اعجاز اللہ تعالیٰ سبحانہ کی حمد وثنا پر بھی مشتمل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مجید میں اپنی کبریائی کا خطبہ ان کلمات میں ارشاد فرمایا اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کی نعت اور وصف کا مضمون اس میں شامل ہے کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے اسماء وصفات سے انکی توصیف فرمائی اور یہ اسماء اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ میں سے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے وحی متلو (قرآن مجید) وغیر متلو (جس کی تلاوت نہ کی

جائے مثلاً القاء خواب کلام الٰہی بلا واسطہ وغیرہ) میں اپنے حبیب ﷺ کو ان ناموں سے موسوم فرما کر آپ کے حلیہ مبارک جمال وحسن اور آپ ﷺ کے کمال وخصائل کو ظاہر فرما دیا باوجود اس امر کے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنہ سے متخلق و متصف ہیں ان میں سے بعض تو خصوصیت کیساتھ نامزد و مشہور ہو چکے ہیں مثلاً نور، حق، علیم، حکیم، مومن، مہیمن، ولی، ہادی، رؤف، رحیم اور یہ چاروں اسم اول و آخر ظاہر و باطن بھی اسی قبیل سے ہیں۔

آپ ﷺ اول اسلئے ہیں کہ عالم وجود میں سب سے پہلی تخلیق میں آپ ﷺ ہیں (کہ حدیث میں آیا ہے) اول ما خلق الله نوری (اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا) آپ ﷺ نبوت میں بھی سب سے اول ہیں (کیونکہ حدیث میں ہے) کنت نبیا وان ادم لمنجدل فی طینة (میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم اپنے خمیر میں تھے) اور آپ ﷺ اس لیے بھی اول ہیں کہ روز میثاق میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے سوال الست بربکم کا جواب آپ نے قالو بلیٰ کہہ کر دیا تھا آپ اول اس لیے بھی ہیں کہ سب سے پہلے ایمان لانے والے آپ ﷺ ہیں کیونکہ فرمایا گیا ہے آیت: واول من امن بالله وبذالک امرت وانا اول المسلمین اور آپ کی اولیت اس لیے ہے کہ لوگوں کے نکلنے کو جب زمین شق ہوگی تو سب سے پہلے میں باہر نکلوں گا اور (قیامت کے روز) سب سے پہلے سجدہ کرنے کی مجھے اجازت ہوگی اور شفاعت کا دروازہ سب سے پہلے مجھ پر کھلے گا اور سب سے پہلے میں ہی جنت میں داخل ہوں گا

شان آخر:

باوجود سبقت واولیت آپ آخر بھی ہیں بعثت ورسالت میں

(قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے) ولکن رسول الله و خاتم النبین (لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور انکی کتاب (قرآن) آخری کتاب ہے اور ان کا دین تمام دینوں میں آخری ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے نحن الاخرون السابقون (باوجود سب سبقتوں کے ہم آخری ہیں) اور حقیقت میں بعثت کے لحاظ سے آخریت وخاتمیت فضیلت میں اولیت وسابقیت ہے۔ کیونکہ تمام کتب اور ادیان کے آپ ﷺ ناسخ اور ماحی ہیں اور سب پر غالب اور قوی ہیں۔ آپ ﷺ کے انوار نے تمام عالم کو گھیرا ہوا ہے اور تمام عالم کو روشن کیا ہے اور آپ ﷺ کے ظہور کی مثل کسی کا ظہور نہیں اور آپ کے نور کی مثل کسی کوئی نور نہیں اور آپ ﷺ کے اسرار باطن ہیں کسی شخص کو آپ کے حال کی حقیقت کا ادراک نہیں دوروز دیک کی ہر شے حضور علیہ السلام کے کمال اور جمال کے نظارہ میں حیران ومتحیر ہے۔ وھو بکل

شئی علیم (اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے) اور حضور ﷺ تمام شیونات الہی احکام، صفات حق تمام اسماء وافعال اور آثار اور جملہ علوم ظاہر و باطن اول و آخر جانتے ہیں اور ان پر محیط ہیں جو اس کے مصداق ہے۔ فوق کل ذی علم علیم ہر علم کے اوپر علم والا ہے علیہ من الصلوٰۃ افضلھا و من التحیات اتمھا و اکملھا (مقدمہ مدارج النبوت ج اص ۱،۲)

حدیث نمبر ۲۸

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ عم نبی ﷺ حضور اقدس ﷺ کی بارگاہ میں (مکہ معظمہ) سے عرضی حاضر کی کہ مجھے اذن عطا ہو تو ہجرت کر کے (مدینہ طیبہ) حاضر ہوں اس کے جواب میں حضور پر نور ﷺ نے یہ فرمان نافذ فرمایا!

یاعم اقم مکانک الذی انت فیہ فان اللہ یختم بک الھجرۃ کما ختم بی النبوۃ اے چچا اطمینان سے رہو کہ تم ہجرت میں خاتم المہاجرین ہونے والے ہو جس طرح میں نبوت میں خاتم النبیین ہوں ﷺ (جزاء اللہ عدوہ بابایہ ختم النبوۃ ص ۶۹ بحوالہ ابو یعلی طبرانی وشاشی ابو نعیم و ابن عساکر و ابن النجار)

وضاحت: اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس کو خاتم المہاجرین فرمایا اسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت عباس نے مکہ سے سب کے آخر میں ہجرت کی تھی اسکے بعد مکہ دارالسلام بن گیا تھا سو اس حدیث میں بھی خاتم بہ معنی آخر ہے۔ (تبیان القرآن ج ۹ ص ۴۸۸)

حضور اکرم ﷺ آخری نبی اور آپ کی اُمت آخری اُمت:

حدیث نمبر ۲۹

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم یعنی میں تمام نبیوں کا آخری نبی ہوں اور تم تمام اُمتوں سے آخری اُمت ہو۔ (سنن ابن ماجہ ص ۳۰۷ باب فتنہ دجال، حجۃ اللہ علی العالمین)

حدیث نمبر ۳۰

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! انکم وفیتم سبعین امۃ وانتم اخرھا و اکرمھا علی اللہ۔

ترجمہ: تم ستر اُمتوں کو پورا کرو گے تم ان میں سب سے آخری اور اللہ کی بارگاہ میں تم سب سے بہتر اُمت ہو۔ (سنن ابن ماجہ ص ۳۲۷ باب صفۃ اُمت محمد)

حدیث نمبر ۳۱

عن ابن عباس ان النبی ﷺ قال نحن اخر الامم و اول من یحاسب یقال این الامة الامیة ونبیها و نحن الاخرون الاولون (سنن ابن ماجہ ص ۳۲۷)

حدیث نمبر ۳۲

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! شب اسریٰ مجھے میرے رب نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اور اس میں دو کمان بلکہ کم کا فاصلہ رہ گیا ارشاد فرمایا!

یا حبیبی یا محمد قلت لبیک یا رب اے میرے محبوب اے محمد میں نے عرض کیا لبیک یا رب قال غمک ان جعلتک اخر النبین فرمایا قال حبیبی غم امتک ان جعلتھم کیا تجھے اس بات کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں کے پیچھے بھیجا۔ قلت یارب لا میں نے عرض کیا نہیں میرے رب۔ قال حبیبی غم امتک ان جعلتھم اخر الامم۔ ارشاد فرمایا میرے محبوب کیا تیری اُمت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے انہیں سب اُمتوں سے پیچھے رکھا قلت یارب لا میں نے عرض کی نہیں اے میرے رب۔ قال ابلغ امتک عنی السلام واخبرھم انی جعلتھم اخر الامم لافضح الامم عندھم و لا افضحھم عند الامم اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اپنی اُمت کو خبر دے کہ میں نے انہیں پیچھے اس لیے رکھا کہ اور اُمتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں اور کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں۔ (کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۴۹ رقم الحدیث ۳۲۱۱۱، الدر المنثور ج ۴ ص ۱۵۸، تجلی یقین ص ۴۵)

فائدہ: شب معراج قرب خاص میں اللہ عزوجل کا اپنے محبوب سے فرمانا کہ جعلتک اخر النبین کہ میں نے تمہیں سب انبیاء سے متاخر کیا اور تیری اُمت کو سب اُمتوں سے پیچھے کیا آپ ﷺ کے خاتم النبیین اور اُمت محمدی کے آخری اُمت ہونے پر واضح دلیل ہے کہ نہ تو حضور کے بعد قیامت تک کسی نئے نبی نے آنا ہے اور نہ ہی کسی اور اُمت نے۔

خطبہ حجۃ الوداع میں اعلان ختم نبوت:

حدیث ۳۳

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرور عالم ﷺ حجۃ الوداع کے دن خطبہ میں ارشاد فرمایا! ایھا الناس انہ لانبی بعدی ولا اُمۃ بعدکم الا فاعبدوا ربکم و صلوا خمسکم و صوموا شھرکم

وادوا ذکوٰۃ اموالکم طیبۃً بھا انفسکم واطیعوا ولاۃ امرکم تدخلوا جنۃ ربکم ۔اے لوگوں بے شک میرے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ تمہارے بعد کوئی اُمت پس تم اپنے رب کی عبادت کرو پانچ نمازیں ادا کرو ماہ رمضان کے روزے رکھو اپنے اموال کی زکوۃ بخوشی ادا کرو اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرو تو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہوجاؤ گے ۔(کنز العمال ج ۵ ص ۲۹۵)

شب معراج سیاح لامکاں ﷺ کا حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے سامنے خطاب اور اپنے آخری نبی ہونے کا آفاقی اعلان:

حدیث نمبر ۳۴

حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شب معراج حضرات انبیاء علیہم السلام کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا!

الحمد للہ الذی ارسلنی رحمۃ للعلمین و کافۃ للناس بشیراً و نذیراً وانزل علی الفرقان فیہ بیان لکل شئی و جعل امتی خیر اُمۃ اخرجت للناس و جعل امتی امۃ وسطاً و جعل امتی ھم الاولین والاخرین و شرح لی صدری ووضع عنی وزری ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحاً وخاتما ۔تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنایا ۔مجھ پر قرآن نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری اُمت کو خیر اُمت بنایا جو لوگوں کے نفع کے لیے بنائی گئی ہے اور میری اُمت کو معتدل اُمت بنایا اور میری اُمت کو اول اور آخر کیا اور اس نے میرا سینہ کھول دیا میرا بوجھ اتار دیا اور میرے لیے میرا ذکر بلند کیا اور مجھ کو افتتاح کرنے والا اور (نبیوں) کو ختم کرنے والا بنایا ۔(المواھب اللدنیہ ج ۲ ص ۳۶۲، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۶۶ دار الکتب العلمیہ)

جانوروں کا اعلان کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں:

حدیث نمبر ۳۵

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ بنی سلیم کا ایک بدو ضب (گوہ) شکار کر کے لایا اور کہا لات وعزی کی قسم میں آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جبتک کہ یہ گوہ آپ پر ایمان نہ لائے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ضب (گوہ) تو اس نے فصیح عربی زبان میں جسے تمام حاضرین سمجھ رہے تھے جواب دیا لبیک و سعدیک یا رسول رب العالمین فرمایا من تعبد تو کس کی

عبادت کرتی ہے؟ تو اس نے کہا! الذی فی السماء عرشه و فی الارض سلطانه و فی البحر سبیله و فی الجنة رحمته و فی النار عذابه میں اس ذات کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمان میں سلطنت وحکومت زمین میں جس کا راستہ سمندر میں جسکی رحمت جنت اور عذاب جہنم میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! فمن انا بھلا یہ تو بتا کہ میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا! آپ رب العالمین کے رسول اور انبیاء کے خاتم ہیں جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب ہوگیا اور جس نے تکذیب کی وہ نقصان وگھاٹے میں رہا پس یہ سن کر وہ بدو ایمان لے آیا۔ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۳۵۵، حجۃ اللہ علی العلمین)

حدیث نمبر ۳۶

ابن منظور سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح فرمایا تو سیاہ رنگ کا ایک گدھا آپ ﷺ کے ہاتھ آیا رسول اللہ ﷺ نے اس گدھے سے کلام فرمایا اس گدھے نے بھی جواباً کلام کیا نبی کریم ﷺ نے اس سے نام پوچھا تو اس نے کہا یزید بن شہاب اللہ تعالیٰ نے میرے جد کی نسل سے ستر گدھے پیدا کیے جن پر کسی نہ کسی نبی نے ہی سواری فرمائی اور میں بھی اُمید رکھتا ہوں کہ آپ ﷺ مجھ پر سواری فرمائیں گے کہ اب ہماری نسل میں سوائے میرے اور کوئی نہیں ولا من الانبیاء غیرک اور نہ ہی آپ کے سوا کوئی نبیوں میں باقی رہا آپ سے پہلے میں ایک یہودی کی ملکیت تھا جسے میں جان بوجھ کر گرا دیا کرتا تھا وہ مجھے بھوکا رکھتا اور میری پیٹھ پر مارتا تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا! انت یعفور کہ اب تیرا نام یعفور ہے۔ رسول اللہ ﷺ اسے کسی آدمی کو بلانے کے لیے بھیجتے تو وہ اس شخص کے دروازے پر اپنا سر ٹکراتا جب صاحب خانہ باہر نکلتا تو وہ گدھا اسے اشارے سے بتاتا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو پھر جب نبی کریم ﷺ کا وصال ہوگیا تو وہ ابی الهیثم بن التیهان کے کنویں پر آیا اور اسی غم میں اپنے آپ کو کنویں میں گرا دیا۔ (حجۃ اللہ علی العلمین از علامہ نبھانی ص ۳۳۰ بحوالہ ابن عساکر)

بروز قیامت شان خاتم النبیین:

حدیث نمبر ۳۷

بخاری شریف میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ جس میں تفصیلاً واقعہ شفاعت کا ذکر ہے کہ الفاظ ہیں کہ فیاتون محمداً ﷺ فیقولون یا محمد انت رسول الله و خاتم الانبیاء وقد غفر الله لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر اشفع لنا الی ربک الا تری الی ما نحن فیه تو لوگ حضرت محمد ﷺ کے حضور حاضر ہو کر عرض گزار ہوں گے محمد ﷺ آپ انبیاء کرام میں سب سے آخری نبی ہیں اور

اس کے رسول آپ کے لیے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے گئے تھے لہذا اپنے رب کے حضور ہماری شفاعت فرمائیے کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ ہم کس حال کو پہنچ گئے ہیں پس میں اس کام کے لیے چل پڑوں گا اور عرش اعظم کے نیچے آکر اپنے رب عزوجل کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے اپنی ایسی حمدیں اور حسن ثنا ظاہر فرمائے گا جو مجھ سے پہلے کسی پر ظاہر نہیں فرمائی ہوگی پھر مجھ سے فرمایا جائے گا یا محمد ارفع رأسک سل تعط واشفع تشفع اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھاؤ مانگو کہ تمہیں دیا جائے گا شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی فارفع رأسی فاقول پس میں سر اٹھا کر عرض کروں گا!

امتی یارب امتی یارب امتی یارب

اے میرے رب میری اُمت میری اُمت میری اُمت

پھر فرمایا جائے گا! یا محمد ادخل من اُمتک من لا حساب علیھم من الباب الایمن من ابواب الجنة وھم شرکاء الناس فیما سواء ذالک من الابواب۔ اے محمد اپنی اُمت کے ان لوگوں کو جنکا ہمیں حساب نہیں لینا باب ایمن سے داخل کرو جو جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اور وہ دوسرے لوگوں کیساتھ جنت میں دوسرے دروازوں سے بھی جاسکتے ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے بے شک جنت کے ہر دروازے کی چوڑائی اتنی ہے جتنا مکہ مکرمہ اور حمیر کے درمیان فاصلہ ہے یا مکہ معظمہ سے بصری جتنی دور ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۶۸۲ باب تفسیر سورہ بنی اسرائیل)

وضاحت: بروز قیامت بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں تمام لوگوں کا حاضر ہو کر یا محمد انت رسول الله و خاتم النبیین کہہ کر طالب شفاعت ہونا آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر واضح دلیل ہے کہ آپ آخری نبی ہیں اور حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر ۳۸

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ یہ آیت پڑھتے واذ اخذنا من النبین میثاقھم ومنک ومن نوح (الاحزاب) تو آپ فرمایا کرتے کہ مجھ سے خیر کی ابتدا کی گئی ہے اور میں بعثت میں سب نبیوں میں آخر ہوں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۳۱۷۵۳)

حدیث نمبر ۳۹

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

اذا صلیتم علی فاحسنوا الصلوٰۃ فانکم لا تدرون لعل ذالک یعرض علی کہ جب تم مجھ پر درود پڑھو تو اچھی طرح پڑھو تم کو معلوم نہیں کہ یہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے (پھر درود شریف کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اسطرح پڑھو!

اللھم اجعل صلواتک ورحمتک و برکاتک علی سید المرسلین و امام المتقین وخاتم النبین عبدک و رسولک امام الخیر و قائد الخیر و رسول الرحمۃ اللھم ابعثہ المقام المحمود لیغبطہ بہ الاولون والاخرون ۔(القول البدیع ص ۱۲۶، سعادۃ الدارین ص ۷۹)

فائدہ: اس جگہ آپ ﷺ نے اپنے خاتم النبیین ہونے کی وضاحت فرمائی جو آپ کے آخری نبی ہونے پر واضح ہے۔

حدیث نمبر ۴۰

حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اکرم ﷺ کا حلیہ مبارک بیان فرماتے تو طویل حدیث بیان فرماتے وقال بین کتفیہ خاتم النبوۃ وھو خاتم النبین۔

ترجمہ: اور فرمایا رسول اللہ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ ﷺ تمام انبیاء کو ختم کرنے والے تھے

فتنہء انکار ختم نبوت

حافظ ابوابراہیم محمد نصر اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا	اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر
اَوْقَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ	بہتان لگائے یا کہے کہ میری طرف وحی کی
وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ	گئی ہے حالانکہ اس کی طرف بالکل وحی
	نہیں کی گئی اور جو یہ کہے کہ میں عنقریب
	ایسی چیز نازل کروں گا جیسی اللہ نے نازل
	کی۔سورۃ الانعام آیت نمبر ۹۳

یہ آیت مسیلمہ کذاب کے متعلق اتری جونجد کے قبیلہ بنی حنیفہ میں پیدا ہوا نبوت کا جھوٹا دعوی حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا۔اس سے معلوم ہوا کہ تمام جھوٹوں سے بڑا جھوٹا وہ ہے جو نبوت کا جھوٹا دعوی کرے اس لئے قانونِ قدرت ہے کہ دنیا ہی میں اس کا جھوٹ ظاہر ہو جائے جیسے مرزا قادیانی کا ہوا کہ وہ محمدی بیگم سے نکاح نہ کر سکا۔

ختم نبوت کے دلائل قرآن مجید سے

آیت نمبر ا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا

﴿محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے﴾ سورہ الاحزاب آیت(۴۰) پارہ (۲۲)رکوع (۲)

شیخ القرآن والحدیث مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی صاحب اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

نبوت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نازل ہونگے تو اگر چہ نبوت پہلے پاچکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعتِ محمدیہ پر عامل ہونگے اور اسی شریعت پر حکم کرینگے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے حضور ﷺ کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حد تواتر تک پہنچتی ہیں ان سب سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن مانے وہ ختم نبوت کا منکر کافر اور خارج از اسلام ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان ص ۶۱۳)

خاتم کا معنی:

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں!

﴿وخاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تمھا بمجیئہ﴾ آپ خاتم النبیین ﷺ اس لئے ہیں کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا یعنی آپ نے آکر نبوت کو تمام اور مکمل کر دیا۔ (المفردات ص ۱۴۳)

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں!

خاتِم اور خاتَم قرآن مجید کی دو قراءتیں ہیں اور خاتَم کی قراءت خاتِم پر محمول ہے دونوں کا معنی ہے آخر النبیین آپ کے اسماء میں سے عاقب بھی ہے اور اُس کا معنی ہے آخر الانبیاء۔ (لسان العرب ج ۲ ص ۱۰)

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں!

حدیث میں ہے آمین اللہ تعالیٰ کی اپنے مومن بندوں پر خاتم ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنی اللہ تعالیٰ کی مہر اور ایسی علامت ہے جو ان سے بیماریوں اور آفتوں کو دور کرتی ہے کیونکہ جب مکتوب پر مہر لگا دی جاتی ہے تو وہ مکتوب کو کسی اور چیز کے دخول سے محفوظ رکھتی ہے اور لوگوں کو اس مکتوب کے دیکھنے سے منع کرتی ہے۔ نہایہ ج ۲ ص (۱۰)

علامہ سید زبیدی لکھتے ہیں!

ہر چیز کا خاتم اُس کے بعد آنے والا اور اُس کا آخر ہے جیسا کہ خاتمہ اخیر میں ہوتا ہے اور خاتَم خاتِم کی طرح قوم کے آخری شخص کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا قول خاتم النبیین اسی معنی میں ہے۔ تاج العروس ج ۸ ص (۲۶۷)

قادیانی کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نبوت کی مہر ہیں۔ جس شخص پر آپ کی مہر لگ جاتی ہے وہ نبی بن جاتا ہے اور اس آیت کا یہی مطلب ہے سو ان کے نزدیک غلام احمد قادیانی پر بھی آپ کی مہر لگی اور وہ نبی بن گیا، العیاذ باللہ!

ختم نبوت کا یہ معنی قرآن مجید کی خالص تحریف ہے، ہم نے مستند لغات کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ خاتم کا معنی آخر ہے نیز قرآن مجید کی دو قرائتیں ہیں خَاتَم اور خَاتِم اگر خاتم کا معنی مہر مذکور کیا جائے تو ان دونوں قراءتوں میں کھلا تعارض ہوگا اہل لغت نے تصریح کی ہے کہ خَاتَم اور خَاتِم دونوں کا معنی عاقب اور آخر ہے اگر خاتم کا معنی مہر بھی ہو تو اس مہر کا معنی وہ نہیں ہے جو قادیانیوں نے سمجھا ہے بلکہ مہر کا معنی یہ ہے کہ جس چیز پر مہر لگادی جائے وہ چیز ختم ہو جاتی ہے اس میں دوسری شئے داخل ہو سکتی ہے نہ اس کو کوئی شخص دیکھ سکتا ہے۔

نیز قرآن مجید کی آیات کے معنی کی تعیین میں اصل حجت رسول اللہ ﷺ کی احادیث ہیں اور پھر آثار صحابہ ہیں لغت تو تیسرے درجہ کی چیز ہے اور بکثرت احادیث سے واضح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی اور کوئی رسول مبعوث نہیں ہو سکتا جیسا کہ ہم ان شاءاللہ عنقریب متعدد حوالوں سے بیان کریں گے

جب ختم مہر کے معنی میں ہوتا ہے تو اُس کے بعد علیٰ ضرور ہوتا ہے خواہ ظاہر ہو یا پوشیدہ جیسے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ اور جب ختم آخر یا تمام کرنا کے معنی میں ہو تو علیٰ کی ضرورت نہیں خاتم النبیین میں علیٰ نہ ظاہر ہے نہ پوشیدہ لہذا یہاں آخری نبی مراد ہیں۔

نوٹ ضروری:

خاتم النبیین کے معنی آخری نبی خود حضور ﷺ نے فرمائے ہیں اور اس پر امت کا اجماع رہا اب آخری زمانہ میں محمد قاسم دیوبندی اور مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کے نئے معنی ایجاد کئے۔ یعنی اصلی نبی، افضل نبی اور ان اجماعی معنی کا انکار کیا۔ اس لئے ان دونوں پر عرب وعجم کے علماء نے فتوی کفر دیا اور جیسے قرآن مجید کے الفاظ کا انکار کفر ہے ویسے ہی ان اجماعی معنی کا انکار بھی کفر ہے اگر کوئی کہے کہ اقیموا الصلاۃ واتوا الزکوۃ پر میرا ایمان ہے یہ لفظ اللہ تعالی کے ہیں مگر "صلوۃ" کے معنی نماز نہیں بلکہ اس کے معنی دعا ہیں ہاں نماز بھی اس معنی میں داخل ہے۔ اور زکوۃ کے معنی صدقہ واجبہ نہیں بلکہ اس کے معنی پاکی ہے ہاں صدقہ خیرات بھی اس میں داخل ہے تو وہ کافر ہے کیونکہ وہ اگرچہ وہ قرآن کے لفظوں کا انکار نہیں کرتا مگر متواتر معنی کا انکار کرتا ہے۔ اس صورت میں خواہ نماز کو فرض ہی مانے مگر جب قرآن میں الصلوۃ کے معنی نماز نہیں کرتا تو وہ کافر ہے۔

نیز نبی کریم ﷺ کے سارے صفات کو ماننا ایمان کے لئے ضروری ہے جیسے حضور نبی ہیں، رسول ہیں شفیع المذنبین ہیں اور رحمۃ اللعالمین ہیں ﷺ ایسے ہی آپ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہیں جیسے حضور ﷺ کی نبوت ماننا ضروری ہے اور نبوت کے وہی معنی ہیں جو مسلمان مانتے ہیں ایسے ہی آپ کو خاتم النبیین اسی معنی میں سے ماننا

ضروری ہے جو مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔نیز جیسے لاالہ الا اللہ میں "الہ" نکرہ ہے۔نفی کے بعد تو معنی یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی طرح کا کوئی معبود نہیں۔نہ اصلی نہ ظلی نہ بروزی نہ مراتی نہ ذاتی۔ ایسے ہی لانبی بعدی میں "نبی" نکرہ نفی کے بعد ہے۔جس کے معنی ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کسی طرح کا نبی اصلی، نقلی، بروزی وغیرہ آنا ایسا ہی ناممکن ہے جیسا دوسرا "الہ" ہونا جو کوئی حضور ﷺ کے بعد نبوت کا امکان بھی مانے وہ بھی کافر ہے۔علم القرآن مفتی احمد یار خاں ص۹۰-۹۴)

آیت(۲)

ارشاد خداوندی ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

﴿آج میں نے تمہارے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا﴾ سورہ المائدہ آیت(۳) پارہ (۶)

دین اسلام کا کامل ہونا اور نعمت الٰہی کا پورا ہونا اس بات کو معلوم ہے کہ اب نبیوں کے آنے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے کیونکہ اگر نزول قرآن کے مکمل ہونے کے بعد بھی نبوت جاری رہے اور وحی نازل ہوتی رہے تو پھر نعمت الٰہی کا سلسلہ بھی جاری رہے گا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

آیت(۳)

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

﴿اور اے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کو گھیرنے والی ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے﴾ سورہ سبا آیت (۲۸) پارہ (۲۲) رکوع (۹)

اگر نبی ﷺ کے بعد کسی اور نبی یا رسول کا آنا ممکن ہو تو جن لوگوں کے لئے وہ نبی یا رسول ہوگا اُن کے لئے آپ نبی یا رسول نہیں ہونگے۔اس سے یہ لازم آئے گا کہ آپ تمام لوگوں کے لئے رسول نہ ہوں کیونکہ بعض لوگوں کے لئے کوئی اور نبی یا رسول ہے اور یہ مفروض اس آیت کریمہ کے خلاف ہے۔

آیت(۴)

قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

﴿تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اُسی کی ہے﴾ سورہ

الاعراف آیت(۱۵۸) پارہ (۹) رکوع (۱۰)

اس آیت سے بھی وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا جائز ہوتو پھر آپ سب لوگوں کے رسول نہ ہوئے، کیونکہ بعض لوگوں کا رسول کوئی اور ہے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

آیت(۵)

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

﴿بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو﴾ سورہ الفرقان آیت(۱) پارہ (۱۸) رکوع (۱۶)

اس آیت سے بھی یہی وجہ استدلال یہ ہے کہ اگر آپ کے بعد نبی کا آنا ممکن ہوتو پھر آپ تمام جہانوں کے لئے نذیر نہ رہے کیونکہ بعض لوگوں کا نذیر کوئی اور ہے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

آیت(۶)

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

﴿اور بے شک ہم آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا﴾ سورہ الانبیاء آیت (۱۰۷) پارہ (۱۷) رکوع (۷)

اس آیت سے بھی اس طرح استدلال ہے کہ اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی آیا تو اپنی امت کے لئے وہ رحمت ہوگا پھر آپ سارے جہانوں کے لئے رحمت نہ ہوئے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

آیت(۷)

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ

﴿وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ اُن پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے﴾

﴿اور اُن میں سے اوروں کو پاک کرتے ہیں اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے﴾ سورہ الجمعہ آیت ۲-۳ پارہ (۲۸) رکوع (۱۱)

اس آیت سے واضح ہوگیا کہ نبی ﷺ بعد کے لوگوں کو بھی تعلیم دیتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں اگر آپ

کے بعد کوئی اور نبی آیا تو پھر بعد کے لوگوں کو وہ تعلیم دے گا اور وہ تزکیہ کریگا اور آپ بعد کے تمام لوگوں کو علم دینے والے نہیں رہیں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

آیت (۸)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ

﴿اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں (علماء یا حکام)﴾ سورۃ النساء آیت (۵۹) پارہ (۵) رکوع (۵)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی اطاعت کے بعد اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے اگر آپ کے کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو اولی الامر سے پہلے اس نبی کی پیروی کا حکم دیا جاتا۔

آیت (۹)

وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

﴿اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اُس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کر دینگے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی﴾ سورۃ النساء آیت (۱۱۵) پارہ (۵) رکوع (۱۴)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے بعد سبیل المؤمنین (اجماع امت) کی پیروی کو واجب قرار دیا ہے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو سبیل المؤمنین سے پہلے اس کی اتباع کا حکم دیا جاتا۔

آیت (۱۰)

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

﴿وہ کہ ایمان لائیں اُس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اُترا اور جو تم سے پہلے اُترا اور آخرت پر یقین رکھیں ☆ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے﴾ سورۃ بقرۃ آیت ۴-۵

ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ صرف انبیاء سابقین اور نبی ﷺ کی طرف نازل ہونے والی وحی پر ایمان لانا ضروری ہے اور اسی پر اخروی فلاح موقوف ہے، اگر نبی ﷺ کے بعد کسی اور نبی کا آنا بھی ممکن ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس پر

ایمان لانے کا ذکر بھی کرتا۔

آیت (۱۱)

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا

﴿تم میں برابر نہیں جنھوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ کیا اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں اُن سے بڑے ہیں جنھوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا﴾ سورہ حدید آیت (۱۰) پارہ (۲۷) رکوع (۱۷)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ قیامت تک کوئی مسلمان فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والوں اور جہاد کرنے والوں سے درجہ میں بڑھ نہیں سکتا اور نبی غیر نبی سے درجہ میں بڑا ہوتا ہے سو اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہوتا تو وہ فتح مکہ سے پہلے جہاد کرنے والوں سے درجہ میں بڑا ہوتا اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

آیت (۱۲)

حضور ﷺ نے پہلے انبیاء کی تصدیق کی لیکن کسی نبی کی بشارت نہیں دی

ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ

﴿پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اُس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اُس کی مدد کرنا﴾

نبی کریم ﷺ تمام نبیوں کی تصدیق کرتے ہیں کسی نبی کی بشارت یا خوشخبری نہیں دیتے۔ اور پچھلے نبی کی تصدیق ہوتی ہے آئندہ کی بشارت اگر آپ کے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو آپ اُس کی بشارت دیتے۔

آیت (۱۳)

سارے نبی آپ سے پہلے گذر چکے کوئی باقی نہ رہا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (سورہ آل عمران آیت (۸۱) پارہ تین رکوع سترہ (۱۷)

﴿اور محمد تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے﴾ سورہ آل عمران آیت (۱۴۴) پارہ (۴) رکوع (۶)

آیت (۱۴)

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا

﴿تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں﴾

سورہ النساء آیت (۴۱) پارہ (۵) رکوع (۳)

آپ ﷺ سارے پیغمبروں اور اُن کی امتوں کے گواہ ہیں۔لیکن کوئی نبی حضور ﷺ کا گواہ یا حضور کی امت کا گواہ نہیں جس سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

قرآن مجید کی اور بھی آیات ہیں جن میں نبی ﷺ کی ختم نبوت پر استدلال کیا جاتا ہے لیکن اختصار کی وجہ سے ہم نے چند آیات کے ذکر پر اکتفاء کی ہے اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے لئے استقامت اور طمانیت اور منکرین کے لئے ہدایت کا سبب بنائے آمین(شرح مسلم سعیدی ج ۶ ص ۷۲۲)

ختم نبوت کے دلائل حدیث شریف سے

حدیث(۱)

عن ابی ھُرَیْرَۃَ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْاَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیْتًا فَاَحْسَنَہٗ وَاَجْمَلَہٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَۃٍ مِنْ زَاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِہٖ وَیَعْجَبُوْنَ لَہٗ وَیَقُوْلُوْنَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی نے گھر بنایا اُس کے سجانے اور سنوارنے میں کوئی کمی نہ چھوڑی مگر کسی کوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی لوگ اس کے گرد پھرتے اور تعجب سے کہتے بھلا یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں اور نبیوں میں آخری نبی ہوں۔(بخاری حدیث-۳۵۳۵ کتاب المناقب باب خاتم النبیین ﷺ، مسلم-۲۲۸۶ کتاب الفضائل، مشکوۃ-۵۷۴۵ کتاب الفضائل)

سبحان اللہ کیسی پیاری مثال ہے نبوت گویا نورانی محل ہے حضرات انبیاء کرام گویا اس کی نورانی اینٹیں حضور ﷺ گویا اس محل کی آخری اینٹ ہیں جس پر عمارت کی تکمیل ہوئی اس سے معلوم ہوا کہ حضور آخری نبی ہیں آپ کے زمانہ یا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد درود ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

جیسے اس آخری اینٹ سے وہ محل مکمل ہو جائے گا اور اس کے بعد اُس میں کسی اینٹ کی جگہ نہ رہے گی یوں ہی مجھ سے نبوت کا محل مکمل ہو گیا اب کسی نبی کی گنجائش نہ رہی خیال رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قریب قیامت زمین

پر تشریف لائینگے مگر وہ پہلے کے نبی ہیں بعد کے نبی نہیں یہ اینٹ پہلے کی لگی ہوئی ہے نیز وہ اب نبوت کی شان سے نہ آئینگے بلکہ حضور ﷺ کے امتی ہو کر دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت خضر علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے تو نبوت کی شان سے نہ گئے ورنہ خضر علیہ السلام آپ کی اطاعت کرتے بلکہ اطاعت کی شان سے گئے حالانکہ اُس وقت نبوت موسوی منسوخ نہیں ہوئی تھی تو اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کی نبوت منسوخ ہو چکی ہے حضور ﷺ کے امتی بن کر آئیں تو کیونکر انکار ہے۔(مراۃ از مفتی احمدیار خاں صاحب ج ۸ ص ۷)

فاضل شہیر مولنا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں!

[[خاتم النبیین حقیقی مفہوم یہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث اور اس جیسی کتنی ہی احادیث مطہرہ میں بیان فرمایا ہے کہ آپ قصر نبوت کی آخری اینٹ ہیں یہ ختم نبوت کی بہترین مثال ہے جو آپ نے سمجھانے کے لئے خود بیان فرمادی اور ذہن نشین کروادیا کہ آپ حضرات انبیاء کرام کی لڑی میں سب سے آخری نبی ہیں۔نہ آپ کے زمانہ میں کوئی نبی تھا اور نہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی ہوگا تیرہ سو سال تک مسلمان اسی عقیدے پر قائم رہے لیکن متحدہ ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت ہوئی تو انہوں نے اس کے خلاف سید احمد بریلوی (المتوفی ۱۸۳۱ء) سے اس کے خلاف فتنہ کھڑا کروایا جس کو صرف بعض اہل علم ہی محسوس کر سکے اور منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے جلد ہی یہ فتنہ بالاکوٹ کی سرزمین میں دفن ہو کر رہ گیا۔پھر اسی فتنہ کو زندہ کروانے اور نبوت کا دعویٰ کرنے کے لئے دارالعلوم دیوبند کے محمد قاسم نانوتوی صاحب (المتوفی ۱۸۷۹ء) کو تیار کیا جنہوں نے حصول مقصد کے لئے (۱۸۷۲ء) میں تحذیر الناس نامی کتاب لکھی اور کہا کہ ختم نبوت کا جو مفہوم مسلمان لئے پھرتے ہیں یہ تو جاہلوں اور بے وقوف لوگوں کا خیال ہے جبکہ اہل فہم کے نزدیک بلحاظ زمانہ آخری نبی ہونے میں فضیلت ہی کوئی نہیں۔اور کہا اہل فہم یعنی برٹش گورنمنٹ کے بیچاریوں کے نزدیک صورت حال یہ ہے کہ حضور بالذات نبی ہیں اور دیگر انبیاء کرام بالعرض نبی ہیں اُن سب کی نبوت آپ کا فیض ہے جیسے سورج سے چاند تاروں میں روشنی پہنچتی ہے لہذا آپ کے زمانے میں بھی اور انبیاء کا ہونا ختم نبوت کے منافی نہیں اور آپ کے بعد بھی خواہ ہزاروں نبی پیدا ہو جائیں اُن سے ختم نبوت کے عقیدے کی صحت پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑے گا۔نانوتوی صاحب کا یہ عقیدہ سراسر غیر اسلامی ہے لیکن اس کے باوجود علمائے دیوبند لفاظی اور ہاتھ کی صفائی سے مسلمانوں کو یہی باور کروانے میں کوشاں ہیں کہ یہ عقیدہ نہ کفر ہے اور نہ پوری کتاب کا کوئی بھی جملہ عقیدۂ ختم نبوت کے ذرا بھی خلاف ہے بلکہ تحذیر الناس تو ایسی کتاب ہے کہ ختم نبوت کی تائید میں ایسی پُر مغز کتاب اور کوئی کم از کم اُردو لٹریچر میں تو ہے نہیں۔پاک و ہند کے اندر بسنے والے اور سنی حنفی کہلانے والے قریباً سوا سو سال سے آپس

میں تکرار رہے ہیں لیکن اس فتنہ کو مٹانے اور حقیقت کو تسلیم کرنے کی بجائے علمائے دیوبند اسے دھونس، دھاندلی اور طاقت کے ذریعے اُسے درست منوانے میں کوشاں ہیں۔ نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس پر پورے ملک میں شور برپا تھا جس نے سنا وہی حیران تھا کہ یہ کیا قیامت آرہی ہے اکثر علماء اس کی مخالفت کر رہے تھے جبکہ اُس کی کھل کر کھلی تائید کرنے والا پورے ملک میں ایک عالم بھی نہیں تھا۔ نانوتوی صاحب اس انتظار میں تھے کہ موافقین کی کچھ تعداد ہو جائے تو نبوت کا دعویٰ کر دیں جس کے لئے یہ چور دروازہ بنایا تھا لیکن حمایت کا انتظار کرتے ہوئے (۱۲۹۷ھ) میں ملکِ عدم کی طرف سدھار گئے اور گورنمنٹ برطانیہ کا مقصد پورا نہ ہو سکا اور اس کام کے لئے تیسرے صاحبِ ہمت کی تلاش شروع کر دی۔ جوئندہ یابندہ، جلد ہی مرزا غلام احمد قادیانی اور تین مزید مولوی مل گئے۔ حالات نے بتایا کہ ان تینوں مولویوں کی نسبت جہنم میں چھلانگ لگاتے وقت مرزا صاحب سبقت لے گئے انہوں نے دعویٰ نبوت کے لئے وہی چور دروازہ استعمال کیا جو نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس کے ذریعے بنایا تھا لیکن دروازے کے نام اور کام میں لفظی تبدیلی کر دی۔ انہوں نے کہا حضور بالذات نبی ہیں اور دوسرے انبیاء بالعرض جن کی آمد کے باعث عقیدۂ ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ انہوں نے کہا حضور تشریعی نبی ہیں اور دیگر آنے والے غیر تشریعی ہوں گے لہذا ان کی آمد کے باعث عقیدۂ ختم نبوت کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ نانوتوی صاحب نے کہا کہ نئے آنے والے نبی چونکہ حضور سے اکتسابِ فیض کر کے نبی بنیں گے لہذا ان کے سبب حضور کی خاتمیت کو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہیں ہو سکتا۔ مرزا صاحب نے کہا کہ آنے والے نبی چونکہ حضور کی مہر سے نبی بنیں گے لہذا ان کے آنے سے حضور کی خاتمیت کو کسی قسم کا خطرہ لاحق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضور کی مہر کے باعث آپ کے بعد آنے والے جملہ نبی ظلی اور بروزی ہونگے ----- یہ تھی عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف برٹش گورنمنٹ کی شرارت جو سید احمد بریلوی، شیخ قاسم نانوتوی اور مرزا غلام احمد کے ذریعے پروان چڑھائی ختم نبوت کے بارے میں سیدھا سادا اسلامی عقیدہ یہی ہے کہ نبی کریم ﷺ قصرِ نبوت کی آخری اینٹ ہیں۔ آپ سب سے آخری نبی ہیں آپ کی آمد کے بعد اللہ تعالیٰ نے کوئی اور نبی پیدا نہیں کیا اور نہ قیامت تک کسی اور نبی کو پیدا کرے گا۔ (بخاری مترجم ج ۲ص ۳۵۳)

حدیث (۲)

حَدَّثَنَا محمد بن عبد الله بن نمير حَدَّثَنَا محمد بن بشر حَدَّثَنَا اسماعيلُ بن ابى خالد قُلْتُ لِابْنِ اَبِى اَوْفَى رَاَيْتَ اِبراهيمَ ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ صَغِيْرًا وَلَوْقُضِيَ اَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلٰكِنْ لَانَبِيَّ بَعْدَهٗ

اسماعیل بن ابی خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے نبی ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا ہاں وہ بچپن میں فوت ہو گئے اگر آپ کے بعد کسی نبی کا آنا مقدر ہوتا تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

[ا] بخاری حدیث:۶۱۹۴ كتاب الأدب باب من سمى باسماء الأنبياء (ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۵۱۰)

حضور ﷺ کے بیٹے حضرت ابراہیم اگر زندہ رہتے تو دو صورتیں ہوتیں نبی ہوتے یا نہ ہوتے اگر نبی نہ بنتے تو شانِ نبوت میں فرق پڑتا کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے بعض کے بیٹے بھی نبی تھے لیکن اگر نبی بنتے تو ختم نبوت میں فرق پڑتا اس لئے رب تعالیٰ نے بچپن میں ہی انہیں اٹھالیا تا کہ نہ شانِ نبوت میں فرق پڑے اور نہ ختم نبوت میں تا کہ حضور ﷺ تمام نبیوں میں بے مثل اور مثال رہیں۔

فاضل شہیر مولنا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یہ مسئلہ ضروریاتِ دین سے ہے کہ رسول اللہ ﷺ بلحاظ زمانہ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی اور نبی پیدا نہیں ہوگا اسی لئے نبی کریم ﷺ کے تینوں صاحبزادے قاسم، عبداللہ اور ابراہیم بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے محبوبِ خدا کے صاحبزادے اگر لمبی عمر پاتے اور شرفِ نبوت سے سرفراز نہ فرمائے جاتے تو یہ اُن کے لئے باعثِ عار ہوتا اور نبی کریم ﷺ کے بعد خدا نے کسی کو نبی بنانا ہی نہیں تھا لہذا آپ کے صاحبزادوں کو قسامِ ازل نے لمبی عمر ہی عطا نہیں فرمائی کہ نبوت دینے یا نہ دینے کا مسئلہ درپیش ہو اسی لئے انہیں بچپن ہی میں اپنے پاس بلا لیا تھا۔

سرورِ کون و مکاں ﷺ قصرِ نبوت کی آخری اینٹ اور بلحاظِ زمانہ آخری نبی ہیں یہی وہ عقیدہ ہے جو خاتمیّت کے بارے میں اللہ اور رسول نے بتایا اور اُمتِ محمدیہ اسی پر تیرہ سو سال تک بغیر کسی اختلاف کے قائم رہی لیکن تیرھویں صدی کے آخر ۱۲۹۰ھ میں ہمارے اس متحدہ ہندوستان کے اندر دارالعلوم دیو بند کے بانی محمد قاسم نانوتوی (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء) نے اس مسلمہ عقیدے کے خلاف "تحذیر الناس" کتاب لکھ کر نبوت کا دعوی کرنے کے لئے راستہ بنایا اُس کتاب کی تین سراسر غیر اسلامی عبارتیں ملاحظہ ہوں۔

(۱) عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔

(۲) غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا

ہے۔

(۴) بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔(تحذیر الناس ص: ۳۴)

ختم نبوت کے بارے میں نانوتوی صاحب کے یہ وہ نظریات ہیں جو امت محمدیہ نے تیرہ صدیاں گذر جانے پر پہلی دفعہ سنے۔ مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ تھا اور آج بھی ہے کہ سیدنا محمد ﷺ بلحاظِ زمانہ تمام انبیاء ومرسلین سے آخری ہیں۔ نہ آپ کے زمانہ میں کوئی دوسرا نبی تھا اور نہ آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا ہوگا۔ نانوتوی صاحب نے اس کے برخلاف بتایا کہ حضور کو زمانے کے لحاظ سے آخری نبی ماننے والے ایسے عوام ہیں جنھیں فہم وفراست حاصل نہیں جبکہ اہل فہم کے نزدیک پچھلے یا پہلے نبی ہونے میں بالذات کوئی فضیلت نہیں۔ دوسری اور تیسری عبارت میں انہوں نے بتادیا کہ حضور ﷺ کے زمانے میں کسی نبی کا ہونا یا حضور کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا عقیدۂ خاتمیت کے خلاف نہیں بلکہ ایسا ہو جانے پر بھی حضور کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

خاتمیت کے بارے میں یہ نظریات سراسر غیر اسلامی اور کفریہ ہیں۔ مرزائے قادیان بھی اسی چور دروازے سے قصرِ نبوت میں داخل ہوگیا اور تیس دجالوں میں شامل ہونے کا وبال سمیٹ لیا۔ اگر نانوتوی صاحب سے ہٹ کر بات کی جائے تو دیوبندی حضرات خاتمیت کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں جو اہل حق کا ہمیشہ سے عقیدۂ رہا ہے مثلاً ان حضرات کے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب (کراچی) نے لکھا ہے ﴿ان اللغة العربية حاكمة بأن معنى خاتم النبيين في الاية هو آخر النبيين لا غير﴾ بے شک عربی لغت اس کا حکم کرتی ہے کہ آیت کے لفظ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے نہ کہ کچھ اور آگے چل کر اس عقیدے پر تفسیر روح المعانی کے حوالے سے یوں اجماع امت بتاتے ہیں:-

﴿واجمعت عليه الامة فيكفر مدعي خلافه ويقتل ان اصر﴾ امت کا اس معنی پر اجماع ہے اس کے خلاف دعویٰ کرنے والا کافر ہے اور اصرار کرے تو قتل کیا جائے ایک طرف دیوبندی حضرات اپنے نانوتوی صاحب کے خاتمیت کے بارے میں قطعی کفریہ نظریات کو اسلامی کہتے ہیں اور دوسری جانب منظم ہو کر عقیدۂ خاتمیت کی خاطر اہل حق سے بھی بڑھ کر کام کر رہے ہیں۔ مرزائے قادیان کے لئے راستہ نانوتوی صاحب نے بنایا اور ان کی معنوی ذریت ہی سب سے زیادہ اُن سے برسرِ پیکار ہے۔ دیوبندی حضرات کا اس بارے میں کفر اور اسلام دونوں سے محبت

رکھنے کا مظاہرہ کرنا اہلِ نظر کے لئے تعجب خیز ہے۔(بخاری مترجم ج ۳ ص (۴۴۰)

دورنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

اسی علامہ اقبال فرماتے ہیں

باطل دوئی پسند ہے حق لاشریک ہے شرکت میانِ حق و باطل نہ کر قبول

بانی مدرسہ دیوبند کی یہ وہ باتیں ہیں جو ہمارے باپ دادا نے نہ سنی تھیں اور لفظ خاتم النبیین کا مفہوم اُن کے خواب وخیال میں بھی نہیں تھا جو نانوتوی صاحب نے پیش کیا اسی لئے حضور ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ہمیں ان فتنوں سے خبردار کرتے ہوئے ان دجالوں سے دور رہنے کا حکم فرمایا۔

حدیث (۳)

عن ابی ھُرَیْرَۃَ رضی اللّٰہ عنہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکُوْنُ فِی آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَآبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَایُضِلُّوْنَکُمْ وَلَایَفْتِنُوْنَکُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخر زمانہ میں دجال اور کذاب ہونگے جو تمہارے پاس ایسی احادیث لائیں گے جن کو تم نے سنا ہوگا نہ تمہارے باپ دادا نے تم اُن سے دور رہنا وہ تم سے دور رہیں کہیں وہ تم کو گمراہ نہ کردیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔(مسلم حدیث ۸ مقدمہ)

حدیث (۴)

عن ابی ھُرَیْرَۃَ رضی اللّٰہ عنہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ تَسُوْسُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ کُلَّمَا ھَلَکَ نَبِیٌّ خَلَفَہُ نَبِیٌّ وَاِنَّہُ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ وَسَیَکُوْنُ خُلَفَاءُ فَیَکْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا تَامُرُنَا قَالَ فُوْا بِبَیْعَۃِ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْھُمْ حَقَّھُمْ فَاِنَّ اللّٰہَ سَائِلُھُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاھُمْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کا سیاسی انتظام انبیاء کرام کرتے تھے جب ایک نبی انتقال فرماتے تو دوسرے نبی اُن کے پیچھے تشریف لاتے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں اور عنقریب میرے بعد بکثرت خلفاء ہونگے صحابہ نے عرض کیا ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے ہاتھ پر پہلے بیعت کرلو، اس بیعت کو پورا کرو، اور حکام کا حق ادا کرو، اور جو ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے حکام کے سپرد کی ہے اُس کے متعلق وہ خود اُن سے سوال کرے گا۔بخاری حدیث (۳۴۵۵) مسلم (۱۸۴۲) احمد ۲ص ۲۹۷ مشکوۃ

۳۶۷۵- کتاب الامارۃ

حدیث(۵)

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنہ قَالَ خَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیَّ بْنَ اَبِی طَالِبٍ فِی غَزْوَۃِ تَبُوْکَ فَقَالَ یَارَسُولَ اللّٰہِ تُخَلِّفُنِیْ فِی النِّسَاءِ وَالصِّبْیَانِ فَقَالَ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّی بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اَنَّہٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ تبوک میں حضرت علی کو مدینہ میں چھوڑ دیا حضرت علی نے کہا یارسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جارہے ہیں آپ نے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون تھے البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ مسلم حدیث(۲۴۰۴) بخاری-۳۴۱۶ مشکوۃ -۶۰۸۷ کتاب المناقب ترمذی ابن ماجہ احمد ابن حبان)

جب حضور ﷺ غزوہ تبوک میں جانے لگے تو حضرت علی کو اہل مدینہ کی حفاظت پر اور حضرت عبداللہ بن مکتوم کو نماز کی جماعت کے لئے مقرر فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جہاد میں ساتھ جانے کی خواہش کی تو ارشاد ہوا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون تھے البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا یعنی تم میں اور جناب ہارون میں فرق یہ ہے کہ وہ حضرت موسی علیہ السلام کے خلیفہ بھی تھے اور نبی بھی تم میرے خلیفہ تو ہو مگر نبی نہیں کیونکہ مجھ پر نبوت ختم ہو چکی اب نہ تو میرے زمانہ میں کوئی نبی ہو نہ میرے بعد۔(مراۃ ج۸ص-۴۱۳)

حکیم الامت علامہ اقبال اور ختم نبوت

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد — بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را — او رُسل را ختم کرد ما اقوام را
خدمت ساقی گری باما گزاشت — داد مارا آخریں جامے داشت
لانبی بعدی زاحسانِ خدا است — پردۂ ناموسِ دینِ مصطفےٰ ست
قوم را سرمایۂ قوت ازو — حفظِ سرِّ وحدتِ ملت ازو

ترجمہ :

خدا نے ہم پر شریعت ختم کی اور ہمارے رسول پر رسالت ختم کی۔

ہمارے دم قدم سے جہاں میں رونق ہے آپ ﷺ نے رسولوں کو ختم کیا اور ہم نے قوموں کو۔
ساقی گری کی خدمت ہمارے سپرد کی اور آخری جام جو تھا وہ ہمیں دے دیا۔
میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا (حدیث) خدا کے احسانوں میں سے ایک احسان ہے۔ اور اس سے دینِ مصطفیٰ ﷺ کی عزت کا بھرم قائم ہے۔
اسی سے قوم کو قوت کی دولت ملی، اور ملت کی یگانت کا بھی یہی راز ہے۔

حدیث (۶)

عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال کان رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَیْنَاہُ وَعَلَا صَوْتُہٗ وَاشْتَدَّ غَضَبُہٗ حَتّٰی کَاَنَّہٗ مُنْذِرُ جَیْشٍ یَقُوْلُ صَبَّحَکُمْ وَمَسَّاکُمْ وَیَقُوْلُ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْنِ وَیَقْرُنُ بَیْنَ اِصْبَعَیْہِ السَّبَّابَۃِ وَالْوُسْطٰی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ دیتے کہ آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں، آواز بلند ہوتی اور جوش زیادہ ہوتا اور یوں لگتا جیسے آپ کسی ایسے لشکر سے ڈرا رہے ہوں جو صبح وشام میں حملہ کرنے والا ہو اور فرماتے: میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ساتھ ساتھ بھیجے گئے ہیں پھر آپ انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی کو ملاتے۔ (مسلم حدیث ۱۴۳۵ بخاری ۶۵۰۵ مشکوۃ)
جیسے ان دو انگلیوں کے درمیان کوئی انگلی نہیں ایسے ہی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں میرا دین تا قیامت ہے یا ہم قیامت سے بہت قریب ہیں مراۃ ج ۲ ص (۳۴۴) ج ۷ ص (۳۴۲)

حدیث (۷)

عن انس بن مالك رضی اللّٰہ عنہ قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرِّسَالَۃَ وَالنُّبُوَّۃَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی ہے پس میرے بعد کوئی رسول مبعوث ہوگا نہ نبی۔ احمد حدیث ۱۳۳۲۲ ترمذی حدیث ۲۲۷۲

حدیث (۸)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللّٰہ عنہ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا کَالْمُوَدِّعِ فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ قَالَہٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ الوداع ہونے والے شخص کی طرح تشریف لائے اور آپ نے تین بار فرمایا میں محمد نبی امّی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔(احمد حدیث ۶۳۱۸)

حدیث(۹)

عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: ہم آخر میں ہیں اور قیامت کے دن سابق ہوں گے

بخاری رقم الحدیث ۸۷۶ مسلم ۱۴۵۵ نسائی ۱۳۶۷

حدیث(۱۰)

عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنِّی آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاِنَّ مَسْجِدِیْ آخِرُ الْمَسَاجِدِ

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے(یعنی آخر مساجد الانبیاء ہے)مسلم ۱۳۹۴ کتاب الحج

حدیث(۱۱)

عن عرباض بن ساریۃ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّی عِنْدَ اللّٰہِ لَخَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِہٖ

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: بے شک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور بے شک (اس وقت) آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔(مسند احمد حدیث ۱۶۵۲۵)

حدیث(۱۲)

عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا فَیَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَخَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰی رَبِّکَ

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا: کہ (سیدنا)

محمد ﷺ کے پاس آ کر کہیں گے یا محمد آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے بہ ظاہر خلاف اولیٰ سب کاموں کی مغفرت کردی ہے آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے۔(بخاری ۴۷۱۲ مسلم ۱۹۴ ترمذی ۲۴۳۴ ابن ماجہ ۳۰۷)

حدیث (۱۳)

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انا قَائِدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَلَا فَخْرَ وانا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَلَا فَخْرَ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔(دارمی حدیث ۴۹)

حدیث (۱۴)

عن علی رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: بَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتَمُ النُّبُوَّۃِ وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں آپ ﷺ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین ہیں۔ترمذی حدیث ۳۶۳۸

حدیث (۱۵)

عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَبْعَثْ نَبِیًّا اِلَّا حَذَّرَ اُمَّتَہُ الدَّجَّالَ وَاَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ وَھُوَ خَارِجٌ فِیْکُمْ لَا مَحَالَۃَ فَاِنِّیْ سَاصِفُہُ لَکُمْ صِفَۃً لَمْ یَصِفْھَا اِیَّاہُ نَبِیٌّ قَبْلِیْ اِنَّہُ یَبْدَأُ فَیَقُوْلُ اَنَا نَبِیٌّ وَلَا نَبِیَّ بَعْدِیْ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا رَبُّکُمْ وَلَا تَرَوْنَ رَبَّکُمْ حَتّٰی تَمُوْتُوا

حضرت ابو امامۃ الباہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی ایسا مبعوث نہیں فرمایا جس نے اپنی امت کو دجال کے فتنہ سے نہ ڈرایا ہو میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو دجال تم میں لامحالہ خروج کرے گا میں عنقریب تم سے اُس کی صفات بیان کرونگا مجھ سے پہلے کسی نبی نے اُس کی یہ صفات بیان نہیں کیں۔وہ ابتداء میں کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔پھر کہے میں تمہارا رب ہوں اور (حضور ﷺ نے فرمایا) تم اپنے رب کو مرنے سے پہلے نہیں دیکھ سکتے۔(ابن ماجہ حدیث ۴۰۷۷)

حدیث (۱۶)

عن عقبہ بن عامر رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے۔(ترمذی ۳۶۸۶)

حدیث(۱۷)

عن جبیر بن مطعم رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِی اَسْمَاءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِی الَّذِیْ یَمْحُوا اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلَی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے کئی اسماء ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) اللہ تعالی میرے سبب کفر مٹا دے گا، اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (آخر میں مبعوث ہونے والا) ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔(مسلم ۲۳۵۴ بخاری ۳۵۳۲)

حدیث(۱۸)

عن ابی ہریرۃ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وما الْمُبَشِّرَاتُ؟ قال :الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے بعد نبوت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا سوائے بشارتوں کے عرض کیا گیا بشارتیں کیا ہیں؟ فرمایا: اچھے خواب۔

حدیث(۱۹)

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاۃِ الْغَدَاۃِ یَقُوْلُ ھَلْ رَاٰی اَحَدٌ مِنْکُمُ اللَّیْلَۃَ رُؤْیَا وَیَقُوْلُ اِنَّہٗ لَیْسَ یَبْقَی بَعْدِیْ مِنَ النُّبُوَّۃِ اِلَّا الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر فرماتے تھے کیا تم میں سے کسی نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر فرمایا میرے بعد نبوت میں سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں۔(ابو داؤد حدیث ۵۰۱۷

حدیث (۲۰)

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فُضِّلْتُ عَلَی الانْبِیَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِیْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِیَ الارضُ طَھُوْراً وَّمَسْجِدًا وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً وَخُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے چھ وجوہ سے اور انبیاء کرام پر فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جامع الفاظ عطا کئے گئے میرا رعب طاری کر کے مدد کی گئی میرے لئے غنیموں کو حلال کر دیا گیا۔ میرے لئے تمام روئے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ بنا دی گئی۔ مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی۔ (مسلم ۵۲۳ ترمذی ۱۵۵۳ ابن ماجہ ۵۶۷)

حدیث (۲۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ معراج کی ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں اس میں مذکور ہے کہ مسجد اقصیٰ میں نبیوں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا ھذا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں

اسی روایت میں مذکور ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نبیوں کے خطبات کے بعد حسب ذیل خطبہ پڑھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَرْسَلَنِیْ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ وَکَافَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَنَذِیْرًا وَاَنْزَلَ عَلَیَّ الْفُرْقَانَ فِیْہِ تِبْیَانُ کُلِّ شَیْءٍ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَجَعَلَ اُمَّتِیْ وَسَطًا وَجَعَلَ اُمَّتِیْ ھم الْاَوَّلُوْنَ وَالآخِرُوْنَ وَشَرَحَ لِیْ صَدْرِیْ وَجَعَلَنِیْ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا

تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور لوگوں کے لئے ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور مجھ پر قرآن نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں میں بہتر اور کامل بنایا جس کو لوگوں کے سامنے بھیجا گیا اور میری امت کو (قیامت میں) اول اور (دنیا میں) آخر بنایا اور میرے سینہ کو کھول دیا اور مجھے نبوت کی ابتدا کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا۔

اس حدیث کے آخر میں ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا قَدِ اتَّخَذْتُکَ خَلِیْلًا وَھُوَ مَکْتُوْبٌ فِی التَّوْرَاۃِ مُحَمَّدٌ حَبِیْبُ الرَّحْمٰنِ وَاَرْسَلْتُکَ اِلَی النَّاسِ کَافَّۃً وَجَعَلْتُ اُمَّتَکَ ھُمُ الْاَوَّلُوْنَ وَھُمْ

الآخِرُوْنَ وَجَعَلْتُ اُمَّتَكَ لَاتَجُوْزُ لَهُمْ خُطْبَةٌ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنَّكَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ وَجَعَلْتُكَ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ خَلْقًا وَآخِرَهُمْ بَعْثًا(الی قوله) وَجَعَلْتُكَ فَاتِحًا وَّخَاتِمًا

میں نے تمہیں خلیل بنایا اور تورات میں لکھا ہوا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمان کے حبیب ہیں اور میں نے تمہیں تمام لوگوں کے لئے رسول بنایا اور تمہاری امت کو اول آخر بنایا اور جب تک تمہاری امت یہ گواہی نہ دے اَنَّكَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ ان کا خطبہ جائز نہیں ہوگا اور میں نے تمہیں پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے بنایا اور دنیا میں سب سے آخر میں بھیجا اور تمہیں نبوت کی ابتداء کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا۔ مسند البزار رقم الحدیث ۵۵ مجمع الزوائد ۱-۷۱ تفسیر ابن کثیر سورۃ بنی اسرائیل

حدیث (۲۲)

عن ابی هريرة رضی اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبٌ مِنْ ثَلَاثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دجالوں اور کذابوں کو بھیج نہ دیا جائے جو تیس کے قریب ہونگے ان میں سے ہر ایک کا یہ زعم ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔
صحیح البخاری ۱۲۱-۷

حدیث (۲۳)

عن حذيفة رضی اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی اُمَّتِیْ كَذَّابُوْنَ وَدَجَّالُوْنَ سَبْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ مِنْهُمْ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَاِنِّیْ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ستائیس دجال اور کذاب ہوں گے ان میں سے چار عورتیں ہوں گی اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ مسند احمد حدیث ۲۲۲۶۹

حدیث (۲۴)

عن ثوبان رضی اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ زَوٰی لِیَ الارض فَرَاَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا (الی قوله) وَاِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ

النَّبِيِّيْنَ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میرے لئے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا (الی قولہ) عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے ہونگے وہ سب گمان کریگے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ابوداود ۴۲۵۲ مسلم رقم الحدیث ۲۸۸۹ ترمذی ۲۲۰۲ ابن ماجہ ۳۹۵۲)

یہ تیس جھوٹے نبی وہ ہیں جنھیں لوگوں نے نبی مان لیا اور اُن کا فساد پھیل گیا دوسرے قسم کے مدعی نبوت جنھیں نے کسی نے نہ مانا وہ یکواس کر کے مر گئے وہ تو بہت ہیں دیکھو ہمارے ملک میں مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کا فتنہ بہت پھیلا اس کے علاوہ ہم نے بہت سے مدعی نبوت دیکھے جن کی طرف کسی نے توجہ نہ دی اپنے کو نبی کہتے کہتے مر گئے لہذا حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ اب تک جھوٹے مدعی نبوت سو سے زیادہ ہو چکے۔ مراۃ ج ۷ ص (۲۱۹)

مدعیان نبوت کی تعداد:

آج تک تقریباً ۲۳ آدمی ایسے گزرے ہیں جنھوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کچھ لوگ ان کے پیروکار ہو گئے اور ان کا فتنہ کافی عرصہ تک قائم رہا ان کے نام یہ ہیں۔

۱-مسیلمہ کذاب یمامہ-۲-اسود عنسی-۳-حارث دمشقی-۴-مغیرہ بن سعید-۵-بیان بن سمعان-۶-صالح بن طریف-۷-اسحاق اخرس-۸-استادسیس خراسانی-۹-علی بن محمد خارجی-۱۰-مختار بن ابوعبیدہ ثقفی-۱۱-حمدان بن اشعث-۱۲-علی بن فضل یمنی-۱۳-حامیم بن من اللہ-۱۴-عبدالعزیز باسندی-۱۵-ابوالقاسم احمد بن قسی-۱۶-عبدالحق مرسی-۱۷-بایزید روشن جالندھری-۱۸-میر محمد حسن مشہدی-۱۹-یوسف علی-۲۰-مرزا قادیانی-۲۱-طلیحہ اسدی-۲۲-ابوطیب احمد بن حسین متنبی-۲۳-سجاح بنت حارث۔ان میں سے آخری تین توبہ کر کے مسلمان ہو گئے تھے۔

حدیث (۲۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گوہ سے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں۔ المعجم الکبیر رقم الحدیث ۹۴۸ مجمع الزوائد رقم الحدیث ۱۴۰۸۶

حدیث (۲۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام کو

ہند میں اتارا گیا تو وہ گھبرائے پس جبریل علیہ السلام نے نازل ہوکر اذان دی اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اشھد ان لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ اشھد ان لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا محمد کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا وہ آپ کی اولاد میں سے آخر الانبیاء ہیں۔(تاریخ دمشق الکبیر ج ۷ص ۳۰۹ رقم الحدیث۱۹۷۹)

حدیث(۲۷)

عن بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نُکْمِلُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ سَبْعِیْنَ اُمَّۃً نَحْنُ آخِرُھَا وَخَیْرُھَا

حضرت بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ اپنے باپ حکیم اور وہ اپنے باپ معاویہ بن حیدہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم قیامت کے دن ستر امتوں کو مکمل کرینگے ہم ان میں سب سے آخری اور سب سے بہتر امت ہیں۔ابن ماجہ حدیث ۴۲۸۷ داری

حدیث(۲۸)

عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَحْسِنُوا الصَّلَاۃَ عَلَیْہِ فَاِنَّکُمْ لاَ تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذَلِکَ یُعْرَضُ عَلَیْہِ فَقَالُوْا لَہُ فَعَلِّمْنَا قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلَی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھو تو اچھی پڑھو تم کو علم نہیں شاید یہ درود آپ پر پیش کیا جائے گا لوگوں نے کہا آپ ہمیں تعلیم دیجئے انہوں نے فرمایا تم اس طرح درود پڑھو اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلَی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَۃِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا یَغْبِطُ بِہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلَی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلَی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلَی مُحَمَّدٍ وَعَلَی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلَی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلَی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ(ابن ماجہ حدیث ۹۰۶)

حدیث(۲۹)

عن عبد اللہ بن عباس رضی اللّٰہُ عَنْھما قَالَ: قَدِمَ مُسَیْلَمَۃُ الْکَذَّابُ عَلَی عھد رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّم فَجَعَلَ يَقُوْلُ إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِي يَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قِطْعَةُ جَرِيدٍ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا رَأَيْتُ فَأَخْبَرَنِي أَبُوهُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا فَأُوْحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ صَاحِبَ الْيَمَامَةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں مسیلمہ کذاب مدینہ منورہ میں آیا اور کہنے لگا کہ اگر محمد ﷺ اپنے بعد خلافت مجھے سونپ دیں تو میں اُن کی پیروی کرلوں گا، وہ اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کے ساتھ آیا تھا، نبی ﷺ اُس کے پاس تشریف لے گئے آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے اور نبی ﷺ کے ہاتھ میں شاخ کا ایک ٹکڑا تھا، آپ ﷺ آ کر مسیلمہ اور اُس کے ساتھیوں کے پاس ٹھہر گئے آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو مجھ سے لکڑی کا یہ ٹکڑا بھی مانگے تو میں تجھ کو نہیں دوں گا اور میں تیرے متعلق اللہ تعالی کے حکم سے ہرگز تجاوز نہیں کرونگا اور اگر تو نے (میری اطاعت سے) منہ موڑلیا تو اللہ تعالی تجھے قتل کردے گا اور میں تجھے وہی سمجھتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے اور یہاں ثابت موجود ہیں جو میری طرف سے تجھے جواب دیں گے، پھر آپ واپس تشریف لے گئے حضرت ابن عباس نے کہا میں نے نبی ﷺ کے اس قول کا مطلب معلوم کیا، کہ میں تجھے وہی گمان کرتا ہوں جو مجھے خواب میں دکھائی دیا گیا ہے، تب مجھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں سورہا تھا میں نے خواب میں اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے، مجھے وہ بُرے معلوم ہوئے، خواب ہی میں مجھ پر وحی کی گئی کہ میں ان کو پھونک مارکر اڑادوں سو میں نے پھونک ماری تو وہ اُڑ گئے میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ میرے بعد دو جھوٹے شخصوں کا ظہور ہوگا ایک ان میں صنعاء کا رہنے والا عنسی ہے دوسرا یمامہ کا رہنے والا مسیلمہ ہے ۔(بخاری حدیث۳۳۵۱، مسلم ۲۲۱۸)

یہ دونوں مدعی نبوت بڑے جھوٹے اور مردود تھے جیسے آج کل مرزا قادیانی اُن میں سے ایک اسود عنسی جو یمن کے شہر صنعاء میں رہتا تھا، جسے حضور ﷺ کے مرض وفات ہی میں فیروز دیلمی نے قتل کیا اور حضور کو خبر دی حضور ﷺ نے فیروز کو دعا دی دوسرا مسیلمہ کذاب علاقہ نجد کے شہر یمامہ میں رہتا تھا جسے خلافت صدیقی میں حضرت وحشی

بن حرب نے نقل کیا۔اس خواب اوراس کی تعبیر سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ایک یہ کہ مسیلمہ اور عنسی کی نبوتیں دنیا طلبی کے لئے تھیں کہ حضورﷺ نے انہیں سونے کے کنگنوں کی شکل میں دیکھا۔دوسرے یہ کہ وہ اوران کے ایجاد کردہ دین عنقریب فنا ہونے والے تھے تیسرے یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق ہے اور آپ کے فتوحات حضور کے کرم سے ہیں، کیونکہ مسیلمہ کذاب حضرت صدیق اکبر کی خلافت میں مارا گیا، آپ نے اُس پر جہاد کیا، جسے حضور انورﷺ نے اپنی پھونک سے اڑتا دیکھا،صدیق اکبر کا جہاد حضورﷺ کی پھونک تھی ۔(مراۃ ج ۶ ص (۲۹۶)

ہم نے مستند کتب حدیث سے ایسی احادیث پیش کر دی ہیں جن میں یہ تصریح کردی گئی ہے کہ نبیﷺ کے بعد کوئی رسول مبعوث ہوگا نہ کوئی نبی اور یہ احادیث اس قدر زیادہ طرق اور اسانید سے مروی ہیں کہ یہ حکماً متواتر ہیں ورنہ ان کے تواتر معنوی ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور ان احادیث کو پڑھنے کے بعد ایک انصاف پسند شخص کے لئے ختم نبوت اور آپ کے بعد سلسلہ نبوت کے منقطع ہونے کے سلسلے میں کسی قسم کے تر ددکی گنجائش نہیں ہے اور یہ کہ کسی شخص کے دل ودماغ پر گمراہی کی مہر لگی ہوئی ہو تو اُس کے لئے ہدایت کی کوئی سبیل نہیں ہے۔اس سلسلہ میں مزید گیارہ احادیث ذکر کی جائیں گی تاکہ چالیس کا عدد پورا ہو جائے۔ انشاءاللہ

مجاھد ختم نبوت کو آگ نہ جلا سکی :

اہل یمن میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت ذوہیب بن کلیب بن ربیعہ خولانی رضی اللہ عنہ ہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھا۔ان کی انتہائی حیرت ناک کرامت یہ ہے۔کہ اسود عنسی نے جب یمن میں دعوئی نبوت کیا اور لوگوں کو اپنا کلمہ پڑھانے پر مجبور کرنے لگا تو حضرت ذوہیب نے بڑی سختی کے ساتھ اس کی جھوٹی نبوت کا انکار کرتے ہوئے لوگوں کو اس کی اطاعت سے روکنا شروع کردیا۔اس سے جل بھن کر اسود عنسی ظالم نے آپ کو گرفتار کر کے جلتی ہوئی آگ کے شعلوں میں ڈال دیا۔مگر آگ سے بدن تو کیا ان کے جسم کے کپڑے بھی نہ جلے۔یہاں تک کہ پوری آگ جل کر بجھ گئی اور یہ زندہ سلامت رہے۔جب یہ خبر مدینہ منورہ پہنچی تو حضور ﷺ نے اس نادرالوجود کرامت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ! یہ شخص میری اُمت میں حضرت خلیل علیہ السلام کی طرح آگ کے شعلوں میں جلنے سے محفوظ رہا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔الحمدللہ! اللہ نے اس اُمت میں ایسے شخص کو پیدا فرمایا جو حضرت خلیل علیہ السلام کی طرح آگ کے شعلوں میں جلنے سے محفوظ رہا۔(خصائص کبریٰ (عربی) باب الایۃ فی النار جلد ۲ ص ۱۳۳، حجۃ اللہ ج ۲ ص ۸۷۴) اسد الغابہ جلد ۲ ص ۱۴۸)، کرامات صحابہ علامہ اعظمی ص

۱۴۴)

علامہ اقبال فرماتے ہیں!

ہو اگر آج بھی ابراہیم کا ایماں پیدا آگ کرسکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

یہ دور اپنے ابراہیم کی تلاش میں ہے صنم کدہ ہے جہاں لاالہ الا اللہ

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں

مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

حضرت شرحبیل بن مسلم الخولانی بیان کرتے ہیں کہ! اسود بن قیس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ابو مسلم خولانی کو بلایا۔ اور کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ فرمایا: میں نہیں سنتا۔ اس نے کہا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہیں۔ فرمایا: ہاں۔ تو اس نے ایک بہت بڑی آگ جلانے کا حکم دیا۔ پھر ان کو اس میں ڈال دیا۔ تو آگ نے آپ کو نقصان نہ پہنچایا۔ اسود کو کہا گیا کہ اگر تو نے ان کو یہاں سے نہ نکالا تو یہ تیرے پیروکاروں کو خراب کر دیں گے۔ تو اسود نے ان کو یمن سے نکال دیا تو یہ مدینے چلے آئے نبی پاک ﷺ انتقال فرما چکے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ الحمد للہ الذی لم یمتنی حتی ارانی فی امۃ محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم من صنع بہ کما صنع بابراھیم الخلیل علیہ السلام الحمدللہ! جس نے مجھے مرنے سے پہلے امت محمد میں سے ایسے شخص کو دکھا دیا جو حضرت خلیل علیہ السلام کی طرح آگ کے شعلوں میں جلنے سے محفوظ رہا۔ خولانی عنسیوں سے کہتے تھے تمہارا نبی جھوٹا ہے جس نے ہمارے ساتھی کو آگ میں ڈال دیا لیکن آگ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ خصائص کبریٰ (عربی) باب الایۃ فی النار جلد ۲ ص ۱۳۳

امتی اور ظلی نبی کی اختراع کا جواب

مرزا غلام احمد قادیانی نے ان احادیث میں یہ تاویل کی ہے کہ ان احادیث میں آپ کے بعد مستقل اور تشریعی نبی کی نفی ہے، امتی اور ظلی نبی کی نفی نہیں ہے اور وہ چونکہ بزعم فاسد امتی اور ظلی نبی ہے اس لئے یہ احادیث ان کے خلاف نہیں ہیں۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ نبوت کی یہ تقسیم صرف مرزائیوں کی اختراع ہے قرآن اور حدیث میں نبوت کی یہ تقسیم نہیں ہے قرآن اور حدیث کے مطابق نبی اُس انسان کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ وحی نازل فرمائے اور اس کو تبلیغی احکام پر مامور کرے اور معجزہ سے اُس کی تائید کرے قرآن مجید میں ہے!

﴿ تو اے محبوب اگر وہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں تو تم سے اگلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے جو صاف نشانیاں اور صحیفے اور چمکتی کتاب لیکر آئے تھے﴾ سورہ آل عمران آیت (۱۸۴)

﴿ بے شک اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اُس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی﴾ سورہ نساء آیت (۱۶۳)

﴿اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب مرد ہی تھے جنہیں ہم وحی کرتے اور سب شہر کے ساکن تھے﴾ سورہ یوسف آیت (۱۰۹)

﴿رسول خوشخبری دیتے اور ڈر سناتے کہ رسولوں کے بعد اللہ کے یہاں لوگوں کو کوئی عذر نہ رہے﴾ سورہ نساء آیت (۱۶۵)

ان آیات سے معلوم ہو گیا کہ نبوت اور رسالت کا اس کے سوا اور کوئی تصور نہیں ہے کہ وہ مرد ہو اس پر وحی کی جائے وہ تبلیغی احکام پر معمور ہو (خواہ اُس کے پاس کتاب ہو یا نہ ہو) اور معجزات سے اُس کی تائید کی جائے اور امتی اور ظلی نبی کا قرآن وحدیث میں کوئی تصور نہیں ہے، اگر یہ شبہ کہ بعض صوفیاء کی عبارات میں غیر تشریعی نبوت کا ذکر ملتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی واضح نصوص کے مقابلہ میں ان غیر معصوم لوگوں کی عبارات کا کوئی اعتبار نہیں ہے، ہمارے نزدیک یہ عبارات الحاقی ہیں یا پھر مردود ہیں عقائد کا ثبوت قرآن اور حدیث کی واضح نصوص سے ہوتا ہے غیر معصوم صوفیاء کی عبارات سے نہیں ہوتا۔

دوسرا جواب یہ ہے یہ بھی صرف دفع الوقتی کی بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی غیر تشریعی نبوت کا قائل تھا، اس نے اپنی عبارات میں مستقل شارع ہونے اور تشریعی نبوت کی تصریح کی ہے اس لئے نبوت کی یہ تقسیم مرزائیوں کو مفید نہیں ہے۔

مرزا لکھتا ہے!

> [[یہ بھی تو سمجھو شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے]]۔(اربعین نمبر ۴ ص ۸۳/ ۷)

قرآن مجید سے اجراء نبوت پر دلائل کے جوابات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے! اَللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ﴿اللہ چن لیتا ہے فرشتوں میں سے رسولوں کو اور انسانوں میں سے﴾ سورہ حج آیت (۷۵)

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت جاریہ ہے کہ وہ رسول بھیجتا رہتا ہے لہذا قیامت تک رسول آتے رہیں گے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی عبارت سے ایک عام قاعدہ ذکر کیا جاتا ہے اور پھر دوسری دلیل سے اس کی تخصیص بیان کر دی جاتی ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے انسان کی خلقت کا قاعدہ بیان کیا ہے ﴿خَلَقَ الانسانَ مِنْ نُّطْفَةٍ﴾ (نحل ۴) ,,انسان کو نطفہ سے پیدا کیا گیا،،

لیکن دوسری دلیل سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخصیص کر دی کہ ان کو مٹی سے پیدا کیا گیا، حضرت حوا علیہا السلام کی تخصیص کی ان کو حضرت آدم علیہ السلام کے نفس سے پیدا کیا گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بغیر نطفہ کے پیدا کیا۔ اسی طرح اللہ کی سنت جاریہ ہے کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبی ﷺ تک نبی اور رسول بھیجے پھر ختم نبوت کی آیت نازل فرما کر اس سلسلہ کو منقطع کر دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس عام عبارت کی ختم نبوت کی آیت نے تخصیص کر دی۔

﴿محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے﴾ سورہ الاحزاب آیت (۴۰)

دوسرا اعتراض

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿اور اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں﴾ (سورہ النساء آیت (۶۹)

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت سے، صدیق، شہید، صالح اور نبی بن جاتے ہیں لہذا جس طرح قیامت تک صدیق، شہید اور صالح بنتے رہیں گے، اسی طرح نبی بھی بنتے رہیں گے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ آیت میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس کا معنی بننا ہو، اس آیت میں لفظ (مَعَ) ہے اس کا معنی معیت اور ساتھ ہونا ہے اور پھر اُس کے بعد ,,حسن اولئك رفيقا،، مذکور ہے جو اس معنی کو اور مؤکد

کر دیتا ہے، اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ دنیا میں اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کریں گے آخرت میں ان کی جزا یہ ہو گی کہ وہ نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اور اُن کی رفاقت میں ہوں گے۔

تیسرا اعتراض

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بالبينات فمازلتم في شك مما جاء كم به حتى إذا هلك قلتم لن يبعث الله من بعده رسولا ﴿اور بے شک اس سے پہلے تمہارے پاس یوسف روشن نشانیاں لے کر آئے تو تم اُن کے لائے ہوئے سے شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب انہوں نے انتقال فرمایا تو تم بولے ہرگز اب اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا﴾ سورہ مومن آیت (۳۴) پارہ ۲۴: رکوع:۹

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ رسول نہ آنے اور ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان کفار کا عقیدہ بلا دلیل ہے اور ہمارا عقیدہ ختم نبوت اللہ اور اُس کے رسول کے فرمان کی وجہ سے ہے۔

چوتھا اعتراض

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ہر قوم کا ایک ہدایت دینے والا ہے ﴾ سورہ رعد آیت: ۷

منکرین کہتے ہیں کہ اس آیت کی رو سے ہندوستان کی قوم کے لئے بھی ایک ہادی ہونا چاہئے، اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو قومیت کی بنیاد علاقہ اور زبان پر نہیں ہے، ثانیاً ہادی عام ہے کہ وہ رسول یا نبی ہو یا عالم دین، ثالثاً یہ کہاں سے لازم آ گیا کہ اگر ہندوستان والوں کے لئے کوئی ہادی ہونا چاہئے تو وہ غلام احمد قادیانی ہو، رابعاً یہ استدلال سراسر قرآن مجید میں تحریف پر مبنی ہے اور سیاق وسباق سے الگ کر کے یہ معنی کیا گیا ہے، پوری آیت اس طرح ہے ﴿ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ اور کافر کہتے ہیں ان پر ان کے رب کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اُتری تم تو ڈر سنانے والے ہو اور ہر قوم کے ہادی ﴾ (سورہ رعد آیت: ۷ پارہ: ۱۳ رکوع: ۱)

پوری آیت پڑھنے سے معلوم ہو گیا کہ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ الگ منفصل جملہ نہیں ہے بلکہ اَنْتَ کی خبر ثانی ہے۔

احادیث سے اجراء نبوت پر دلائل کے جوابات

مرزائیوں نے ختم نبوت پر جو اہم شبہات وارد کئے ہیں ان میں سے ایک شبہ یہ ہے کہ علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

پہلا شبہ

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد نبی نہیں۔(درمنثور ج۵ ص ۲۰۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے بعد نبی آ سکتا ہے جبھی تو حضرت عائشہ نے لانبی بعدہ کہنے سے منع فرمایا۔

اس کا حدیث جواب یہ ہے کہ مصنف ابن ابی شیبہ علامہ سیوطی کے زمانہ میں نہیں چھپی تھی ۱۴۰۶ھ میں پہلی مصنف ابن ابی شیبہ چھپی ہے اور اس میں یہ حدیث نہیں ہے اس لئے اس حوالے پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور اب مطبوعہ مصنف ابن ابی شیبہ میں اس کے برخلاف لانبی بعدی والی حدیث متعدد جگہ مذکور ہے امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ بنی اسرائیل کا نظام حکومت ان کے انبیاء چلاتے تھے جب بھی ایک نبی رخصت ہوتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا اور بے شک میرے بعد تم میں کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج:۱۵ ص :۵۸ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

اگر ایسی حدیث مل بھی جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا منشاء یہ ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان سے نازل ہونا ہے اس لئے یوں نہ کہو کہ آپ کے بعد نبی نہیں آئیگا بلکہ یوں کہو کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا کیونکہ جب مطلقاً یہ کہا جائے کہ کوئی نبی نہیں آئے گا تو اس کا متبادر معنی یہ ہے کہ کوئی نیا نبی آئے گا نہ پرانا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ان حدیث کے خلاف نہیں جن میں تصریح ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مبشرات کے سوا میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہی گی صحابہ نے پوچھا اور مبشرات کیا ہیں فرمایا سچے خواب جن کو کوئی شخص دیکھتا ہے یا کوئی شخص اس کے لئے دیکھتا ہے۔ (مسند احمد)

علاوہ ازیں ہم بیان کر چکے ہیں کہ تواتر معنوی سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا اس لئے یہ حوالہ ترک کر دیا جائے گا۔

دوسرا شبہ یہ ہے کہ امام بخاری و مسلم روایت کرتے ہیں!

حضرت ابو ہریرہ و بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں ابن مریم حاکم عادل ہو کر اتریں وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ کو ختم فرمائیں

گے اور اس قدر مال بہائیں گے کہ اس کو کوئی شخص قبول نہیں کرے گا۔ (بخاری حدیث ۳۴۴۸ مسلم: ۱۵۵ مشکوۃ: ۵۵۰۵ کتاب الفتن) مرزائی کہتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول کیسے ہوگا؟

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا یا پیدا نہیں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پہلے ہو چکی ہے ان کا صرف نزول ہوگا۔

آخری نبی کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے زمانہ یا آپ کے بعد کوئی نبی باقی نہ رہے۔ آخری اولاد کے معنی یہ ہیں کہ پھر کوئی بچہ پیدا نہ ہو۔ نہ یہ کہ پچھلے سب مر جائیں نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا اب نبوت کی حیثیت سے نہ ہوگا بلکہ حضور ﷺ کے امتی کی حیثیت سے یعنی وہ اپنے وقت کے نبی ہیں اور اس وقت کے امتی۔ جیسے کوئی جج دوسرے جج کی کچہری میں گواہی دینے کے لئے جائے تو وہ اگر چہ اپنے علاقہ میں جج ہے مگر اس علاقہ میں گواہ عیسیٰ علیہ السلام محمد ﷺ کے علاقہ میں ان کے دین کی نصرت اور مدد کرنے تشریف لائیں گے۔ (علم القرآن ص: ۹۲)

تیسرا شبہ یہ ہے کہ امام مسلم روایت کرتے ہیں!

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے۔ (مسلم حدیث: ۱۳۹۴)

مرزائی کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کی مسجد آخر المساجد ہونے کے باوجود دوسری مساجد بن سکتی ہیں تو آپ کے آخر الانبیاء ہونے کے باوجود دوسرے نبی کے آنے میں کیا حرج ہے؟

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ آپ کی مسجد آخر مسجد نبوی ہے، اس مسجد کے بعد اور مساجد تو بنیں گی لیکن مسجد نبوی کوئی نہیں ہوگی، آپ کے بعد کوئی نبی آئے گا نہ کوئی مسجد اس کی طرف منسوب ہوگی۔

اس جواب کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ امام بزار نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے

حدیث (۳۰)

عن عائشۃ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ انا خَاتَمُ الأنبیاءِ ومَسْجِدِیْ خَاتَمُ الْمَسَاجِدِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم مساجد الانبیاء ہے۔ (کشف الاستار ج ۲ ص: ۵۶)

چوتھا شبہ یہ ہے کہ حافظ الہیثمی نے ذکر کیا ہے کہ!

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا: اے چچا! آپ جس جگہ ہیں وہیں ٹھہریں! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مجھ پر نبوت ختم کی ہے اس طرح آپ پر ہجرت ختم کرے گا۔ (رواہ ابو یعلیٰ، مجمع الزوائدج۹ص:۲۶۹)

مرزائی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بیان فرمایا کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ پر ہجرت ختم ہے حالانکہ دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ ہجرت قیامت تک ہے تو جس طرح حضرت عباس کے خاتم المہاجرین ہونے کے باوجود ہجرت جاری رہ سکتی ہے تو اسی طرح نبی ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کے بعد نبوت کیوں جاری نہیں ہوسکتی؟

اس حدیث کا جواب یہ ہے کہ حضرت عباس مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے والے آخری صحابی تھے اس کے بعد مکہ دارالاسلام بن گیا اور اب مکہ سے مدینہ آنا ہجرت نہیں ہے اور یہ خاص ہجرت حضرت عباس پر ختم ہوگئی اگرچہ مطلقاً ہجرت اب تک مشروع ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تم کو جہاد کے لئے نکالا جائے تو نکل جاؤ۔ بخاری حدیث:۲۷۸۳ مسلم :۱۳۵۳ مشکوۃ :۳۸۱۸

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں فرماتے ہیں!

مرزائی کہتے ہیں خاتم النبیین کے معنی ہیں نبیوں سے افضل جیسے کہا کرتے ہیں فلاں شخص خاتم الشعراء ہے یا خاتم المحدثین ہے اس کے معنی یہ نہیں کہ شاعروں یا محدثوں میں آخری شاعر یا آخری محدث بلکہ محدثوں میں افضل ہے نبی ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا: انت خاتم المهاجرين تم مہاجرین میں خاتم یعنی افضل ہو نہ یہ معنی کہ آخری مہاجر ہو کیونکہ ہجرت تو تاقیامت جاری رہے گی لہذا آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں ہاں آپ سب سے افضل ہیں۔ اور خاتم النبیین کے معنی یہی ہیں۔

جواب: خاتم ختم سے بنا ہے جس کے معنی افضل نہیں ورنہ ختم اللہ علی قلوبہم کے معنی یہ ہوتے کہ اللہ نے کافروں کے دل افضل کر دیئے۔ جب ختم میں افضلیت کے معنی نہیں تو خاتم میں جو اس سے مشتق ہے یہ معنی کہاں سے آ گئے۔ لوگوں کا کسی کو خاتم الشعراء کہنا مبالغہ ہوتا ہے۔ گویا اب اس شان کا شاعر نہ آئے گا کہا کرتے ہیں فلاں پر شعر

کوئی ختم ہوگئی۔رب تعالی کا کلام مبالغہ اور جھوٹ سے پاک ہے۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان مہاجرین میں سے ہیں جنہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔آخری مہاجرین ہیں۔کیونکہ ان کی ہجرت فتح مکہ کے دن ہوئی جس کے بعد یہ ہجرت بند ہوگئی۔لہذا وہاں بھی خاتم آخر کے معنی میں ہے سرکا نے فرمایا لاھجرۃ بعد الفتح فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہ ہوگی اگر وہاں خاتم کے معنی افضل ہوں تو لازم آئے گا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بھی افضل ہو جائیں۔کیونکہ حضور ﷺ بھی مہاجر ہیں۔(علم القرآن ص:۹۲)

پانچواں شبہ یہ ہے کہ امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں!

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم فوت ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی اور فرمایا اس کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی ہے اور اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔(ابن ماجہ حدیث:۱۵۱۱)

مرزائی کہتے ہیں کہ آپ کا ارشاد,,اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے،، یہ ظاہر کرتا ہے کہ آپ کے بعد نبی ہونا ممکن ہے،جیسے کوئی کہے کہ فلاں کا بیٹا اگر زندہ ہوتا تو ڈاکٹر بن جاتا۔

اس حدیث کا جواب یہ ہے!

مرزائیہ کا یہ استدلال صحیح نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ''اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے،، اس حدیث میں قضیہ شرطیہ ہے۔جیسے یہ قضیہ ہے:اگر سورج طلوع ہوگا تو دن روشن ہوگا اور قضیہ شرطیہ میں جز اول کا ثبوت جز ثانی کے ثبوت کو مستلزم ہوتا ہے،جیسے سورج کا طلوع ہونا دن کی روشنی کو مستلزم ہے،اور جز ثانی کی نفی جز اول کی نفی کو مستلزم ہوتی ہے جیسے دن کا روشن نہ ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ سورج طلوع نہیں ہوا اور جز اول کی نفی جز ثانی کی نفی کو مستلزم نہیں ہوتی یعنی سورج کا طلوع نہ ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ دن روشن نہ ہو،کیونکہ ہوسکتا ہے کہ سورج طلوع ہو لیکن دن اس وجہ سے روشن نہ ہو کہ سخت ابر ہو یا بارش ہو یا سورج کو گہن لگا ہوا ہو یا سخت آندھی آئی ہوئی ہو اسی لئے جز اول کی نفی جز ثانی کی نفی کو مستلزم نہیں ہوتی یعنی سورج کا طلوع نہ ہونا اس کو مستلزم نہیں ہوتی،اس لئے اس حدیث کا معنی یہ نہیں ہے کہ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام زندہ نہیں رہے اس لئے وہ سچے نبی نہیں ہوئے،بلکہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی سچے نبی کا آنا ممکن نہیں تھا اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو زندہ نہیں رکھا گیا۔(تفسیر تبیان القرآن جلد ۹ ص ۴۸۲،شرح مسلم سعیدی ج ۶ص:۷۲۹-۷۳۴)

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے ابن ماجہ کے محقق محمد فواد عبدالباقی اس کے حاشیہ میں لکھتے

ہیں!

زوائد میں ہے اس کی اسناد میں ابراہیم بن عثمان ابوشیبہ قاضی واسطہ ہے جس کے متعلق امام بخاری نے کہا ہے: سکتوعنہ۔ اور ابن مبارک نے کہا: ارم بہ اس کو پھینک دو۔ ابن معین نے کہا: لیس بثقۃ۔ امام احمد نے کہا: منکر الحدیث۔ امام نسائی نے کہا: متروک الحدیث۔

حدیث (۳۱)

عن سفینۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خلافۃ النبوۃ ثلاثون سنۃ ثم یؤتی اللّٰہ الملک من یشاء

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خلافت نبوت تیس سال رہے گی، پھر اللہ تعالی جس کو چاہے گا ملک عطا کردے گا۔ (ابوداود حدیث: ۴۶۴۶، ترمذی حدیث: ۲۲۲۶ مشکوۃ حدیث ۵۳۹۵)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ نبوت ختم ہوچکی ہے اگر نبوت جاری رہتی تو خلافت کا کیا معنی آپ صاف ارشادفرماتے میرے بعد نبوت کا سلسلہ جاری ہے لہذا میرا کوئی خلیفہ نہیں بن سکتا لیکن آپ نے نام لیکر بتادیا کہ میرے بعد ابوبکر وعمر کی اقتدا کرنا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ تم میں میری بقاء کتنی ہے تو میرے بعد والوں کی پیروی کروابوبکر اور عمر کی۔ ترمذی حدیث: ۳۶۶۲ مشکوۃ حدیث: ۶۰۶۱ کتاب المناقب

غرضیکہ ایک ایک چیز بتادی اگر کوئی نبی آنا ہوتا تو اس کی بھی اطلاع دیتے کیونکہ ہرنبی اپنے سے پہلے والے نبی کی تصدیق کرتا ہے اور بعد میں آنے والے نبی کی بشارت دیتا ہے حضور ﷺ پہلے تمام نبیوں کے مصدق ہیں لیکن مبشر نہیں آپ نے اپنے بعد کسی نبی کی بشارت نہیں دی لہذا جو بھی حضو ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرے وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے اُس کا حشر وہی ہوگا جو حضرت ابوبکر صدیق اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مسیلمہ کذاب کا کیا قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک شخص مسیلمہ نے دعویٰ نبوت کیا اس پر بہت لوگ ایمان لے آئے ان مرتدین سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کیا بڑے گھمسان کا رن پڑا بارہ سو مسلمان شہید ہوئے جن میں سات سو حافظ قرآن وقاری صحابہ کرام بھی تھے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سپہ سالار تھے آخر حضرت وحشی نے مسیلمہ کذاب کو ہلاک کیا یہ کہہ کر کہ یہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے خون کا کفارہ ہے۔

حدیث (۳۲)

جہاد تا قیامت تک جاری رہے گا

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لاتَزَالُ طَائِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِی یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاہِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی اور وہی قیامت تک غالب رہے گی۔ (مسلم حدیث:۱۵۶ مشکوۃ حدیث:۵۵۰۷)

قیامت سے مراد قریب قیامت ہے جب کہ دنیا میں مومن وکافر دونوں ہوں گے اور طائفہ سے مراد اسلام کے غازی مجاہد اور علماء ربانی صوفیاء کرام اور اولیاء عظام ہیں کہ تا قیامت اسلام میں یہ جماعتیں رہیں گی اس سے معلوم ہوا کہ جہاد تا قیامت ہے مگر مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں نے جہاد کو منسوخ کر دیا۔ (مراۃ ج ۷ ص ۳۰۴)

حدیث (۳۳)

تین چیزیں ایمان کی بنیاد ہیں

عن انس رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلاثٌ مِنْ اَصْلِ الایْمَانِ اَلْکَفُّ عَمَّنْ قَالَ لااِلٰہَ اِلا اللّٰہُ وَلا نُکَفِّرُہُ بِذَنْبٍ وَلانُخْرِجُہُ مِنَ الاسلام بِعَمَلٍ وَالْجِہَادُ مَاضٍ مُنْذُ بَعَثَنِی اللّٰہُ اِلٰی اَنْ یُقَاتِلَ آخِرُ اُمَّتِی الدَّجَّالَ لایُبْطِلُہٗ جَوْرُ جَائِرٍ وَلا عَدْلُ عَادِلٍ وَالایْمَانُ بِالاَقْدَارِ

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایمان کی بنیاد ہیں جو لا الہ الا اللہ کہے اس سے زبان روکنا یعنی محض گناہ سے اُسے کافر نہ کہے اور نہ محض کسی عمل سے اُسے اسلام سے خارج جانے اور جہاد جاری ہے جب سے مجھے رب نے بھیجا ہے یہاں تک کہ اس امت کی آخری جماعت دجال سے جہاد کرے گی جہاد کو ظالم کا ظلم اور منصف کا انصاف باطل نہیں کرسکتا اور تقدیروں پر ایمان۔ (ابوداود:۲۵۳۲ مشکوۃ حدیث:۵۹)

یعنی ہر منصف اور ظالم بادشاہ کے ساتھ مل کر کفار پر جہاد کرو اس سے اشارۃً دو مسئلے بتائے گئے ایک یہ کہ جہاد کے لئے سلطانِ اسلام یا امیر المسلمین شرطِ وجوب ہے دوسرے یہ کہ فاسق فاجر بادشاہ کے ماتحت بھی کفار سے جہاد لازم ہے اس میں قادیانیوں کی تردید ہے جو کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جہاد منسوخ کر دیا۔ جہاد نماز کی طرح محکم اور نا قابلِ نسخ عبادت ہے جہاد کے بغیر کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ (مراۃ ج ۱ ص:۷۸)

مرزا غلام احمد قادیانی

۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ء میں مرزا غلام احمد نام کا ایک شخص گورداسپور کے ایک علاقہ قادیان میں پیدا ہوا، یہ شخص

پہلے مبلغ اسلام کی شکل میں ظاہر ہوا پھر اس نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء یہ شخص فوت ہو گیا۔ (قادیانی مذہب کا محاسبہ از پروفیسر الیاس برنی)

انگریز کا خود کاشتہ پودا مرزا قادیانی جہنم مکانی

قادیانیت کا بیج مکار انگریز نے اپنی مذموم سیاسی ضروریات کی تکمیل کے لئے سرزمین برصغیر میں بویا تھا سرزمین ہند پر جب انگریز کا قبضہ ہو گیا۔ تو یہ بات اس کے دماغ میں کانٹا بن کر کھٹک رہی تھی کہ ہندو اور مسلم اسی ایک ہی دھرتی کے باسی ہیں بلکہ ہندو قدیم باشندے ہیں اور مسلمان نو وارد مگر اس کے برعکس ہر جگہ مزاحمت میں مسلمان ہندوؤں سے آگے ہوتے ہیں۔ ہندو کسی مقام پر بھی جم کر ہمارے سامنے کھڑے نہیں ہوئے مگر یہ مسلمان ہماری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہم سے بات کرتے ہیں ہم ہر قسم کے جدید اسلحہ سے لیس ہوتے ہیں مگر یہ تیر و تفنگ اور لاٹھیاں وغیرہ لے کر میدان میں جم جاتے ہیں اپنی جان کی پرکار کے برابر بھی اہمیت نہیں سمجھتے اور بے دریغ لڑتے ہوئے شہید بھی ہوتے ہیں اور فتحیاب بھی ہوتے ہیں۔ کیا وجہ ہے یہ لوگ اتنے نڈر اور بے باک کیوں ہیں اور ان سے پیچھا کیونکر چھڑایا جا سکتا ہے۔ ان دونوں سوالوں کا جواب اخذ کرنے کے لئے برطانوی پارلیمنٹ کے ممبروں، عیسائی رہنماؤں اور سیاسی مدبروں پر مشتمل ایک وفد ۱۸۶۹ء میں برصغیر میں وارد ہوا۔ یہاں آ کر ممبران وفد نے سیاسی و مذہبی شخصیات سے ملاقاتیں کیں، عوام کے نظریات و افکارات کا تجزیہ کیا اور ایک سال تک خفیہ رپوٹیں مرتب کرنے کے بعد ۱۸۷۰ء میں یہ وفد دوبارہ واپس برطانیہ چلا گیا اور لندن میں ایک کانفرنس کا اہتمام کر کے مندرجہ ذیل رپوٹ پیش کی۔

ملک ہندوستان کی اکثریتی آبادی اندھا دھند اپنے پیروں یعنی روحانی رہنماؤں کی پیروی کرتی ہے اگر اس مرحلہ پر ہم ایک ایسا آدمی تیار کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو اس بات کے لئے تیار ہو جائے کہ اپنے ظلی نبی کا (نبی کے حواری) ہونے کا اعلان کر دے تو لوگوں کی بڑی تعداد اس کے گرد جمع ہو جائے گی لیکن اس مقصد کے لئے مسلمان عوام میں سے کسی شخص کو ترغیب دینا بہت مشکل ہے۔ اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو ایسے شخص کی نبوت کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ ہم نے پہلے بھی غداروں سے مدد حاصل کر کے ہندوستانی حکومتوں کو محکوم بنایا لیکن وہ مختلف مرحلہ تھا اس وقت فوجی نقطۂ نظر سے غداروں کی ضرورت تھی لیکن اب جبکہ ہم نے ملک کے کونے کونے پر اقتدار جما لیا ہے اور ہر طرف امن اور آرڈر ہے تو ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہئے جن سے ملک میں داخلی بے چینی پیدا ہو سکے۔ (مطبوعہ رپوٹ سے اقتباس انڈیا آفس لائبریری لندن بحوالہ قادیان سے اسرائیل)

اس رپوٹ کی روشنی میں برطانوی پارلیمنٹ کے حکم پر ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ ,,پارکنسن،، کو یہ ذمہ داری سونپی گئی کہ وہ ایسے مذہبی غدار کی تلاش کرے جو نبوت کا دعویٰ کر کے سلطنت برطانیہ کے جواز کو الہامی سند مہیا کر سکے اور جہاد کی حرمت کا اعلان عام کرے۔ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے مرزا قادیانی سمیت (۴) افراد کو انٹرویو کے لئے طلب کیا اور مرزا قادیانی اس مذموم مقصد کی تکمیل کے لئے مناسب اہلیت ثابت ہونے پر چن لیا گیا۔

جب مرزا قادیانی کو بطور نبی چن لیا گیا تو اُس نے انگریز کی پشت پناہی کی بدولت اپنے نبی، رسول، آخری نبی، سابقہ تمام نبیوں سے زیادہ عزت وشان والے نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔اور حقیقت یہ ہے وہ انگریز کا ایجنٹ اور اُن کا زرخرید غلام تھا اور یہ بات اس کی اپنی کتابوں کی عبارتوں سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ انگریز کا چمچہ تھا اسی لئے اُس نے صرف دو باتوں پر زیادہ زور دیا جہاد کی حرمت اور انگریز کی اطاعت کیونکہ اُس غدار اور مرتد کو خریدنے کا مقصد ہی یہی تھا۔

معاونت کفار

کفار کی معاونت کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اگر چہ نبی کا کفار کی معاونت کرنا امر محال ہے تاہم اللہ تعالیٰ نے برسبیلِ فرض جگہ جگہ فرمایا ہے کہ اگر نبی نے کفار کی معاونت یا موافقت کی تو اس کا شمار بھی ظالموں میں ہوگا لیکن مرزا نے انگریز کی تائید اور حمایت میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ خود ان کے بقول ان سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔

انگریزوں کے آلہ کار مرزا قادیانی کا فتویٰ تنسیخِ جہاد

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کے لئے حرام ہے اب جنگ وقتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص:۳۹)

(۱)- جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے، ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے، کیونکہ مجھے مسیح ومہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔(تبلیغ رسالت ج ہفتم ص:۱۷)

(۲)-میرے پانچ اصول ہیں جن میں دو حرمت جہاد اور اطاعت برطانیہ ہے۔(تریاق القلوب ص:۲۵)

(۳)-میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔میری ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت (برطانیہ) کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روائتیں جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں انکے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔(تریاق القلوب ص:۲۵)

(۴)-میں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ درحقیقت برٹش حکومت کی تائید میں وحمایت میں گزارا ہے وہ کتابیں جو میں نے جہاد کی موقوفی اور انگریزی حکومت کی اطاعت کی فرضیت پر لکھی ہیں وہ پچاس الماریاں بھرنے کے لئے کافی ہیں۔ (ازالہ اوہام ص:۲۱۱)

(۵)-آج سے دین کے لئے لڑنا حرام کیا گیا۔اب اس کے بعد جو دین کے لئے تلوار اُٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔(اشتہار چندہ منارۃ المسیح ص ب، ت ضمیمہ خطبہ الہامیہ)

(۶)-ہر شخص جو مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے کیونکہ مسیح آچکا۔خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس کو گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ بننا پڑتا ہے۔(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ ص:۷)

(۷)-بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں-سو یاد رہے یہ سوال ان کا نہایت حماقت ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر عین فرض اور واجب ہے اس سے جہاد کیسا۔(شہادت القرآن ص:۸۶)

(۸)-میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بد خواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے-سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کرے دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو-جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے......سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔(کتاب البریہ اشتہار مورخہ ۲۰/ستمبر ۱۸۹۷ء ص:۷ مصنفہ مرزا قادیانی)

جس انداز سے ان عبارات میں کفار کی چاپلوسی اور خوشامد کی گئی ہے۔ نبی کا تو خیر ذکر ہی کیا کسی باغیرت مسلمان سے بھی اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

مرزا کے دعویٰ مسیح ابن مریم کا بطلان

مرزا قادیانی دجال لکھتا ہے!

منم مسیح زماں منم کلیم خدا منم محمد واحمد کہ مجتبےٰ باشد

میں عیسیٰ موسیٰ اور محمد واحمد ہوں (تریاق القلوب ص:۵)

درج ذیل حدیث مرزا قادیانی کے اس دعویٰ کے ابطال پر واضح دلیل ہے۔

حدیث (۳۴)

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہُ عنہُ قالَ قالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَّنْزِلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ حَکَمًا عَدْلًا فَیَکْسِرَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعَ الْجِزْیَۃَ وَیَفِیْضَ الْمَالُ حَتّٰی لَا یَقْبَلَہٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَکُوْنَ السَّجْدَۃُ الْوَاحِدَۃُ خَیْرًا مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ وَاقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ (وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا)

حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں ابن مریم حاکم عادل ہو کر اتریں وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ کو ختم فرمائیں گے اور اس قدر مال بہائیں گے کہ اس کو کوئی شخص قبول نہیں کرے گا حتی کہ ایک سجدہ دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہوگا پھر حضرت ابو ہریرہ نے کہا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو﴿ کوئی اہل کتاب نہیں مگر وہ ان پر ان کی وفات سے قبل ایمان لے آئے گا۔ (بخاری حدیث ۳۴۴۸ مسلم :۱۵۵ مشکوۃ:۵۵۰۵ کتاب الفتن)

(تم میں ابن مریم حاکم عادل ہو کر اتریں گے)

چونکہ قریب قیامت آپ چوتھے آسمان سے فرش پر آئیں گے اس لئے نزول فرمایا گیا چونکہ آپ بغیر والد کے پیدا ہوئے اسی لئے ابن مریم فرمایا گیا نیز ابن مریم فرما کر یہ بتایا کہ یہ مسیح وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے جو پہلے دنیا میں تشریف لاچکے تھے اس نام کا کوئی اور آدمی نہ ہوگا افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ماں کا نام چراغ بی بی اور وہ آسمان سے اترا نہیں بلکہ ماں کے پیٹ سے جنا گیا مگر پھر بھی کہتا ہے وہ مسیح موعود میں ہی ہوں۔

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حیائی آپ کی

(وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے جزیہ کو ختم فرمائیں گے)

قریب قیامت حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر تشریف لائیں گے دین محمدی کے تابع ہونگے حضور ﷺ کی شریعت پر عمل کریں گے اور لوگوں سے عمل کرائیں گے جزیہ اور سور کو ختم فرمادیں گے یعنی کسی شخص کو کافر رہ کر جزیہ دینے کا اختیار نہ ہو گا کوئی سور نہ کھا سکے گا سور فنا کر دیئے جائیں گے یہ دونوں حکم آپ منسوخ کریں گے خود حضور ﷺ نے فرمادیا تھا کہ ان کی تشریف آوری پر یہ دونوں حکم منسوخ ہو جائیں گے ان کے ناسخ حضور انور ﷺ کے فرمان ہیں جن کا ظہور اس وقت ہوگا۔

"آپ اس قدر مال بہائیں گے کہ اس کو کوئی شخص قبول نہیں کرے گا"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی برکت سے دنیاوی مالی دلی تقوی بہت ہی ہو جائے گا سارے لوگ متقی پرہیز گار عبادت گزار شب بیدار ہو جائیں گے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے دم قدم سے زمانے بدل جاتے ہیں دل تقوی سے بھر جاتے ہیں دلوں پر ان کا اثر پڑتا ہے یہ حضرات لوگوں کے دل رنگ دیتے ہیں۔ لوگ سوچ لیں کہ کیا مرزا قادیان کے زمانہ میں یہ کام ہوئے وہ تو خود چندہ کرتے ہوئے قبریں فروخت کرتے ہوئے مرا پھر کس طرح وہ مسیح موعود ہوسکتا ہے رب تعالیٰ اُس کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔(حضرت ابو ہریرہ نے کہا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو ﴿کوئی اہل کتاب نہیں مگر وہ ان پر ان کی وفات سے قبل ایمان لے آئے گا)

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پہلے یہودی اور عیسائی سارے ہی آپ کو اللہ کا بندہ اللہ کا رسول مان لیں گے اور ابھی تو سب مسلمان ہوئے نہیں معلوم ہوا کہ ابھی عیسیٰ علیہ السلام کی وفات بھی نہیں ہوئی قَبْلَ مَوْتِهٖ میں (ہ) کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف ہے نہ کہ اہل کتاب کی طرف کیوں کہ اپنی موت کے وقت ایمان قبول نہیں ہوتا۔ لہذا اس آیت کے معنی یہ نہیں کہ سارے اہل کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت مسیح پر ایمان لے آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزائے قادیانی مسیح موعود نہیں وہ تو خود عیسائیوں کی سلطنت میں ان کا غلام بن کر رہا انہیں کی غلامی میں مرا۔(مراۃ ج ۷ص:۳۳۷)

اس حدیث کے علاوہ اور بہت سی احادیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نشانیاں بیان کی گئیں ہیں جو مرزا کے اس دعوی کو باطل کرتی ہیں آپ کے نزول سے پہلے دجال ظاہر ہو چکا ہوگا آپ ملک شام میں جامع مسجد دمشق کے شرق میں سفید مینار کے پاس دو زرد رنگ کے حلے پہنے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہونگے اور دجال کو قتل کریں گے(مسلم حدیث ۲۹۳۷ مشکوۃ :۵۴۷۵)

مرزائی بتائیں کہ مرزا کب ملک شام میں اترا اور کب اس نے دجال کو قتل کیا بلکہ یہ تو خود تیس دجالوں میں سے ایک دجال تھا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام کل پینتالیس سال زمین میں رہیں گے جن میں سے (۳۳) سال آسمانوں پر اُٹھائے جانے سے قبل اور (۱۲) سال نزول کے بعد جب کہ مرزا قادیانی جہنم مکانی کی کل عمر ۶۹ یا ۷۰ سال ہے کیونکہ وہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا اور ۱۹۰۸ء میں مرگیا۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام شہر ایلیا سے ۶ میل دور بیت اللحم میں پیدا ہوئے۔ جب کہ مرزا قادیانی جہنم مکانی گورداسپور کے ایک علاقہ قادیان میں پیدا ہوا۔ مرزائی جواب دیں کہ ان کے مرزا میں ان میں سے کون سی نشانی پائی جاتی تھی ان میں سے کوئی نشانی مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی لہذا وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے کہ وہ عیسٰی بن مریم ہے۔ حضرت عیسٰی علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ (سورہ مریم) مرزا قادیانی کی ماں کا نام چراغ بی بی اور باپ کا نام غلام مرتضٰی تھا لہذا وہ عیسٰی بن مریم نہیں بلکہ جھوٹا دجال ہے اللہ تعالیٰ جھوٹے دجال کو نبی نہیں بناتا۔

حضرت عیسٰی علیہ السلام جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو اپنی بقیہ عمر پوری کر کے مدینہ منورہ میں وصال فرمائیں گے اور حضور ﷺ کے روضہ پاک میں دفن ہونگے۔ جب کہ مرزا قادیانی جہنم مکانی لاہور میں ٹٹی خانہ میں مرا اور قادیان میں دفن ہوا۔

اسی لئے کسی نے کہا ہے

ہوتا گر مرزا خدا کا نبی ٹٹی خانے میں مرتا نہ کبھی

حدیث (۳۵)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الأَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهُ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّأَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِي فِي قَبْرِيْ فَأَقُوْمُ أَنَا وَعِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَيْنَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسٰی بن مریم زمین کی طرف اُتریں گے نکاح کریں گے ان کے اولاد ہوگی اور ۴۵ سال قیام کریں گے پھر وفات پائیں گے میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن کئے جائیں گے۔ تو ہم اور عیسٰی علیہ السلام ابوبکر و عمر کے درمیان ایک مقبرے سے اُٹھیں گے۔ (کتاب الوفاء حدیث ۱۵۷۵، مشکوۃ حدیث ۵۵۰۸ کتاب الفتن باب نزول عیسٰی علیہ السلام)

حضور ﷺ نے ایک ایک چیز تفصیل کے ساتھ بیان کردی اگر حضور ﷺ کے بعد مرزا قادیانی نے آنا

ہوتا تو ضرور ارشاد فرماتے لیکن کسی حدیث میں اُس کانے کا تذکرہ نہیں لہذا مرزا انہیں تیس دجالوں میں سے ایک ہے جس کے متعلق حضورﷺ نے پہلے سے خبر دے دی تھی۔

حضرت عیسی علیہ السلام کے زمین میں ٹھہرنے کے متعلق تین روایتیں ہیں سات سال، چالیس سال، پینتالیس سال ان میں مطابقت اس طرح کی جا سکتی ہے کہ آپ تینتیس (۳۳) کی عمر میں آسمان پر اٹھا لئے گئے اور قرب قیامت تشریف لا کر بارہ سال زمین میں رہیں گے جن روایات میں پینتالیس سال ہے وہاں یہ مجموع پورا قیام مراد ہے جن میں چالیس سال ہے وہاں مجموعی دونوں قیاموں کی دہائی لے لی گئی ہے اکائی جو مثل کسر کے ہے چھوڑ دی گئی ہے سات سال والی روایت میں آئندہ قیام کا ذکر ہے پانچ سال دجال کو فنا کرنے یاجوج ماجوج سے مسلمانوں کو بچانے دنیا میں انتظام قائم کرنے میں صرف ہوں گے اور سات سال مستقل امان کے ساتھ خلافت کرنے میں۔(مرقات، مراۃ ج۷ص:۳۲۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ اور مادر زاد اندھوں کو بینا اور برص زدہ بیماروں کو شفایاب کر دیتے تھے ۔سورہ آل عمران آیت:۴۹

مرزائی جواب دیں کہ ان کے مرزا نے کون سا مردہ زندہ کیا کس بیمار کو تندرست کیا مرزا قادیانی ان میں سے کوئی کام بھی نہ کر سکا لہذا وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے کہ وہ عیسیٰ بن مریم ہے بلکہ وہ تو ملعون ہے قرآن کہتا ہے: جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔سورہ آل عمران آیت: ۶۱ اور اللہ جھوٹے دجالوں کو نبی کبھی نہیں بناتا۔اللہ پر جھوٹ باندھنے والا سب سے بڑا ظالم ہے۔اللہ تعالی نے فرمایا: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْقَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ۔

﴿اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا کہے مجھے وحی ہوئی اور اُسے کچھ وحی نہ ہوئی ہو اور جو کہے ابھی میں اتارتا ہوں ایسا جیسا اللہ نے اُتارا(سورہ الانعام آیت:۹۳پارہ :۷رکوع:۱۷)

مرزا کے دعویٰ مہدی کا بطلان

مرزا قادیانی جہنم مکانی نے مہدی ہونے کا بھی دعویٰ کیا تھا حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور چند نشانیاں بیان کر دی جائیں تا کہ مرزائی کسی کو دھوکہ نہ دے سکیں۔

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تشریف لائیں گے اس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ دنیا میں جب سب جگہ کفر کا تسلط ہوگا تمام ابدال بلکہ تمام اولیاء سب جگہ سے سمٹ کر حرمین شریفین کو ہجرت کر

جائیں گے صرف وہیں اسلام رہے گا اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی رمضان شریف کا مہینہ ہوگا ابدال طواف کعبہ میں مصروف ہونگے اور حضرت امام مہدی بھی وہاں ہونگے اولیاء انہیں پہچانیں گے ان سے درخواست بیعت کرینگے وہ انکار کریں گے دفعۃً غیب سے آواز آئے گی یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اس کی بات سنو اور اس کا حکم مانو تمام لوگ ان کے دست مبارک پر بیعت کریں گے وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ ملک شام کو لے جائیں گے۔(بہار شریعت حصہ اوّل ص:۳۰)

اور جب دجال سوائے مکہ مدینہ کے ساری دنیا کا چکر لگا کر ملک شام کو جائے گا تو اُسوقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی مینارہ پر نزول فرمائیں گے صبح کا وقت ہوگا نماز فجر کے لئے اقامت ہو چکی ہوگی حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کو کہ وہ اس جماعت میں ہونگے امامت کا حکم دیں گے حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں گے۔(بہار شریعت حصہ اوّل ص:۳۰)

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں!

آپ سات سال خلافت کریں گے پھر آپ کی وفات ہوگی۔شیعہ کہتے ہیں کہ حسن عسکری کے بیٹے محمد ہی امام مہدی ہیں اور جو پیدا ہو چکے ہیں اور غائب ہو گئے ہیں قریب قیامت ظاہر ہونگے یہ عقیدہ محض باطل ہے۔(مراۃ ج:۷ص:۲۶۹)

حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ والد کی طرف سے حسنی سید ہونگے والدہ کی طرف سے حسینی، والدہ حضرت عباس کی اولاد سے ہوں گی لہذا آپ حسنی حسینی بھی ہیں اور عباسی بھی لہذا احادیث میں تعارض نہیں (اشعہ) غالباً آپ حضور غوث الثقلین شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہونگے۔حضور غوث پاک بھی حسنی حسینی سید ہیں اس میں روافض کی تردید ہے۔کہ محمد بن حسن عسکری امام مہدی ہیں جو غار میں چھپے ہوئے ہیں کیونکہ وہ حسینی سید ہیں حسنی نہیں۔(مراۃ ج:۷ص:۲۷۴)

حدیث(۳۶)

عن ام سلمة رضی اللّٰہ عنہ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَهْدِىُّ مِنْ عِتْرَتِى مِنْ وَّلَدِ فَاطِمَةَ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: کہ مہدی میری اولاد و اولاد فاطمہ سے ہے۔(ابو داود حدیث ۴۲۸۴ مشکوۃ حدیث ۵۴۵۳ کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ)

ہو کر امام مہدی بنتا ہے تعجب ہے ۔(مراۃ ج:۷ص:۲۶۶)

حدیث(۳۷)

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لاَ تَذْھَبُ الدُّنْیَا حَتّٰی یَمْلِکَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ اَھْلِ بَیْتِی یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

دنیا ختم نہ ہوگی حتیٰ کہ عرب کا بادشاہ ایک شخص بنے میرے گھر والوں میں سے جس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا ۔(ترمذی حدیث:۲۲۳۰، حدیث ۴۲۸۲، مشکوۃ حدیث ۵۴۵۲ کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ)

حدیث(۳۸)

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ لَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا یَوْمٌ لَطَوَّلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْہِ رَجُلاً مِنِّی اَوْ مِنْ اَھْلِ بَیْتِی یُوَاطِئُ اِسْمُہٗ اِسْمِی وَاِسْمُ اَبِیْہِ اِسْمَ اَبِیْہِ یَمْلَأُ الاَرْضَ قِسْطاً وَّعَدْلاً کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اُس دن کو دراز فرمادیتا حتیٰ کہ اس دن میں ایک شخص بھیجتا جو مجھ سے یا میرے گھر والوں سے ہے اس کا نام میرے نام کے موافق اور اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی ۔(ابوداؤد حدیث ۴۲۸۲، مشکوۃ حدیث ۵۴۵۲ کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ

حدیث(۳۹)

عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمَھْدِیُّ مِنِّی اَجْلَی الْجَبْھَۃِ اَقْنَی الْاَنْفِ یَمْلَأُ الاَرْضَ قِسْطاً وَّعَدْلاً کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا یَمْلِکُ سَبْعَ سِنِیْنَ۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مہدی مجھ سے ہیں چوڑی پیشانی ،اونچی ناک والے وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی سات سال سلطنت کرینگے ۔(ابوداؤد حدیث ۴۲۸۵، مشکوۃ حدیث ۵۴۵۴ کتاب الفتن باب اشراط الساعۃ)

یعنی ان کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا حضور ﷺ نے نام بھی بتا دیا تا کہ کسی کو غلطی نہ لگے اس حدیث میں روافض کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں ان کا نام محمد بن حسن عسکری ہے۔یہ غلط ہے امام مہدی ابھی پیدا ہونگے اور محمد بن عبداللہ نام ہوگا۔

اس مرزا قادیانی جہنم مکانی کا بھی رد ہے کیونکہ اُس کا نام غلام احمد اور باپ کا نام غلام مرتضیٰ تھا امام مہدی عربی ہونگے جبکہ مرزا عجمی قادیانی تھا امام مہدی حسنی حسینی سید ہونگے۔لیکن مرزا گرگٹ کی طرح رنگ اور ذات بدلتا رہا چنانچہ مرزائی آج تک حیران ہیں کہ لوگوں کو مرزا کی ذات کیا بتائی جائے۔

مرزا قادیانی ۱۸۹۸ء تک ,,مغل برلاس،، تھا۔(کتاب البریہ ص:۱۳۴-۱۳۶) ،قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص:۱۲۰

۱۹۰۰ء میں مغل سے ترقی کر کے ,,فارسی خاندان،، بن گیا۔(اربعین نمبر۲ ص:۱۷)

۵ نومبر ۱۹۰۱ء میں اسرائیلی اور فاطمی بن گیا۔(ایک غلطی کا ازالہ ص:۱۶)

۱۹۰۲ء میں چینی الاصل۔(تحفہ گولڑویہ ص:۴۰)

امام مہدی وہ عرب وعجم کے بادشاہ ہوں گے جبکہ مرزا انگریز کا چمچہ اور اس کی رعایا تھا اور سیالکوٹ کچہری میں ۱۵ روپے ماہوار پر منشی تھا۔امام مہدی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے لیکن مرزا قادیانی دوسروں کو انصاف کیا دیتا اپنے باپ کی پنشن لے کر گھر سے بھاگ گیا تھا۔(سیرۃ المہدی ج ۱ ص:۴۳ روایت نمبر ۴۹)

مرزا قادیانی انسان تھا یا جانور؟

نبی ہونا تو در کنار مرزا قادیانی انسان بھی نہیں تھا خود لکھتا ہے۔!

کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

دُرِّ ثمین ص:۱۱۵ مصنفہ مرزا قادیانی

حیرت ہے مرزائیوں کی عقل پر کہ انہوں نے اُس کو نبی مان لیا ہے جو آدمی کا پُتر ہی نہیں بلکہ جانور حمار(گدھا) ہے اُن کا دجال تو خود اقرار کررہا ہے کہ میں انسان کی اولاد نہیں بلکہ مٹی کا کیڑا اور انسانوں کی قابلِ نفرت جگہ ہوں۔مرزائی خود سوچیں کہ انسان کی قابلِ نفرت جگہ کونسی ہے۔قادیانی جھوٹا تھا لیکن یہ بات سچی کہہ گیا ہے ,,میں انسان کی اولاد نہیں،، یعنی گدھے کی اولاد ہوں۔

مرزا قادیانی نبی نہیں بلکہ لیٹرین تھا

اپنی مشہور کتاب ,,دُرِّ ثمین،، ص:۱۷ میں لکھتا ہے!

؎ بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے جس دل میں یہ نجاست ہو بیت الخلاء یہی ہے

قارئین کرام! مرزا قادیانی خود کہتا ہے کہ جو بدزبان ہے وہ شخص بیت الخلاء ہے اب مرزا قادیانی سے بڑھ کر بدزبان دنیا بھر میں کوئی لیڈر نہیں چند ایک ثبوت اُس کی کتابوں سے پیش کرتا ہوں تا کہ پتہ چل سکے کہ مرزا نبی نہیں بلکہ اپنے فتویٰ کے مطابق لیٹرین تھا اسی لئے وہ لیٹرین میں مرا۔

صدر الشریعہ مولانا ابو العلا امجد علی صاحب اعظمی لکھتے ہیں!

قادیانی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو ہیں اُس شخص نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بیباکی کے ساتھ گستاخیاں کی خصوصا حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ صدیقہ مریم کی شانِ جلیل میں تو وہ بیہودہ کلمات استعمال کئے جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل دہل جاتے ہیں مگر ضرورتِ زمانہ مجبور کر رہی ہے کہ لوگوں کے سامنے اُن میں کے چند بطور نمونہ ذکر کئے جائیں۔خود مدعی نبوت بننا کافر ہونے اور ابد الاباد جہنم میں رہنے کے لئے کافی تھا کہ قرآن مجید کا انکار اور حضور خاتم النبیین ﷺ کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے مگر اُس نے اتنی ہی بات پر اکتفا نہ کیا بلکہ انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تکذیب وتوہین کا وبال اپنے سر لیا اور یہ صدہا کفر کا مجموعہ ہے کہ ہر نبی کی تکذیب مستقلاً کفر ہے اگر چہ باقی انبیاء اور دیگر ضروریات کا قائل بنتا ہو بلکہ کسی ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے چنانچہ آیت ﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (نوح علیہ السلام کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا حالانکہ انہوں نے تمام رسولوں کو نہیں صرف ایک رسول کو جھٹلایا تھا) وغیرہ اس کی شاہد ہیں اور اس نے تو صدہا کی تکذیب کی اور اپنے کو نبی سے بہتر بنایا ایسے شخص اور اس کے متبعین کے کافر ہونے میں مسلمانوں کو ہرگز شک نہیں ہو سکتا بلکہ ایسے کی تکفیر میں اس کے اقوال پر مطلع ہو کر جو شک کرے خود کافر اب اس کے اقوال سنیئے!

(ازالہ اوہام) کے ص:۲۸-۲۶ میں لکھتا ہے! قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق (ضمیمہ انجام آتھم کے ص:۷) میں لکھا: ,,آپ کا خاندان بھی نہایت پاک ومطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار تھیں اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا،، ہر شخص جانتا ہے کہ دادی باپ کی ماں کو کہتے ہیں تو اُس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باپ کا ہونا بیان کیا جو قرآن کے خلاف ہے۔(بہار شریعت حصہ اوّل ص ۵۱-۵۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے مرزا قادیانی یہودی تھا کہ یہودی ہی حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر اس طرح کی زبان

درازیاں کرتے ہیں۔بدزبانی کی دو مثالیں اور ملاحظہ ہوں!

مرزا قادیانی کو نہ ماننے والے کنجری کی اولاد ہیں

مرزا لکھتا ہے!ان میری کتب کو ہر مسلمان محبت بھری نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے نفع حاصل کرتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے مگر کنجریوں،رنڈیوں کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کردی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔(آئینہ کمالات اسلام ص:۵۴۸)

مرزا کے مخالف جنگلی خنزیر اور اُن کی عورتیں کتیاں ہیں

مرزا لکھتا ہے!میری مخالفت کرنے والے جنگلی سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔(نجم الہدیٰ ص: ۱۵ مصنفہ مرزا قادیانی)

غرضیکہ اس طرح کی بدزبانی سے اُس کی کتابیں بھری پڑی ہیں ان عبارات سے پتہ چلا مرزا سب سے زیادہ بدزبان تھا اور مرزا کے فتوی کے مطابق بدزبان بیت الخلاء ہوتا ہے لہذا مرزا بیت الخلاء ہے

؎ بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے جس دل میں یہ نجاست ہو بیت الخلاء یہی ہے

حیرت ہے ان مرزائیوں کی عقل ودانش پر جو انسان کی جائے نفرت کو چومتے اور اس پر ایمان لاتے ہیں تعجب ہے انہوں نے ٹٹی خانہ کو نبی مان لیا اگر ان میں تھوڑی سی بھی عقل ہوتی تو ٹٹی خانہ سے نفرت کرتے اور اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھتے ہوئے مسلمان ہوجاتے۔

حکام بالا اور اہلیان پاکستان اور عالم اسلام کی غیرت کو چیلنج

مرزا قادیانی نے یہ لکھتے ہوئے کل مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج کیا ہے خواہ وہ حاکم ہوں یا محکوم افسر ہوں یا مزدور جو بھی مرزا قادیانی کو نبی مجدد یا بزرگ تسلیم نہیں کرتا مرزا قادیانی اور اُس کے ماننے والے مرزائیوں کے نزدیک وہ کنجری کی اولاد اور جنگلی خنزیر اور اُن کی عورتیں اور مائیں،دادیاں،نانیاں ہمشیرگان اور بیٹیاں سب کی سب کنجری کی اولاد ہونے کے علاوہ جنگلی کتیاں ہیں اب کون بے غیرت ہے جو مرزا اور مرزائیوں سے تعلقات ختم نہ کرے اور وہ کتنا بے غیرت بے حیاء اور ضمیر فروش ہے جو مرزائیوں کو مسلمان سمجھے یا اُن کے کفر میں شک کرے یا مرزائیوں سے شادی بیاہ کرے۔

مرزا قادیانی نے انبیاء کرام کی گستاخیاں کی ہیں خصوصا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ننگی گالیاں دی ہیں جسے پڑھ کر عام مسلمان کا خون کھول اُٹھتا ہے اور ان کے معجزات کا انکار بھی کیا ہے اور ختم نبوت کا انکار کیا ہے۔(تفصیل

دیکھیے بہار شریعت ج ا ص:۵۱-۵۶) اسی لئے علمائے عرب وعجم نے اس کے کافر اور مرتد ہونے کا فتویٰ دیا ہے(تفصیل دیکھیے حسام الحرمین ص:۸۵)

مرزا قادیانی توحید کا منکر تھا

مرزا قادیانی نہ صرف ختم نبوت کا منکر بلکہ وہ اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کا بھی قائل نہیں تھا سورہ اخلاص کا مفہوم بھی نہیں سمجھتا تھا رب کا گستاخ شیطان کا شاگرد رشید تھا۔تم مرزائیوں سے پوچھو کیا توحید کا منکر مسلمان ہوسکتا ہے؟اگر وہ کہیں کہ نہیں تو پھر ان کو مرزا قادیانی کی یہ عبارت دکھاؤ۔

دافع البلاء ص:٦ میں ملعون مرزا قادیانی لکھتا ہے!

مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے(انت منی بمنزلۃ اولادی انت منی وانا منک،،)اے غلام احمد تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی عیسائی تھا کیونکہ عیسائی حضرت عیسیٰ روح اللہ کلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو ابن اللہ کہتے ہیں۔مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ کو گالیاں دی ہیں(نعوذ باللہ) جو رسول کی گستاخی کرے وہ مرتد ہوگیا لیکن جو اللہ تعالیٰ کی گستاخی کرے اور اُس کو گالیاں دے اُس کی سزا کیا ہوگی اُس کے مرتد اور کلاب النار(جہنم کا کتا) ہونے میں کوئی شک نہیں۔مرزا قادیانی کبھی خدائی کا دعویٰ کرتا ہے کبھی خدا کی بیوی اور کبھی خدا کا بیٹا بنتا ہے(نعوذ باللہ)اور اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد بتانا اُسے گالی دینے کے مترادف ہے۔

حدیث(۴۰)

عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قال اللہ تعالی کَذَّبَنِی ابْنُ آدَمَ وَلَمْ یَکُنْ لَہُ ذٰلِکَ وَشَتَمَنِی فَاَمَّا تَکْذِیْبُہُ اِیَّایَ فَقَوْلُہُ لَنْ یُعِیْدَنِی کَمَا بَدَاَنِی وَلَیْسَ اَوَّلُ الْخَلْقِ بِاَھْوَنَ عَلَیَّ مِنْ اِعَادَتِہٖ وَاَمَّا شَتْمُہُ فَقَوْلُہُ اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا وَاَنَا الاحَدُ الصَّمَدُ لَمْ اَلِدْ وَلَمْ اُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لِی کُفُوًا اَحَدٌ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انسان مجھے جھٹلاتا ہے یہ اُسے مناسب نہ تھا اور مجھے گالی دیتا ہے اور یہ اُسے درست نہ تھا اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ کہتا ہے کہ رب مجھے پہلے کی طرح دوبارہ نہ بنا سکے؛حالانکہ پہلی بار پیدا فرمانا دوبارہ بنانے سے آسان تر تو نہیں۔اُس کی گالی اس کی یہ بکواس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد اختیار کی۔میں تو اکیلا بے نیاز ہوں نہ میری کوئی اولاد ہے نہ میں کسی کی اولاد ہوں میرا کوئی ہمسر نہیں۔(بخاری حدیث:۴۹۷۴مشکوۃ حدیث:۲۰)

مرزا قادیانی جہنم مکانی کا دعویٰ خدائی

مرزا قادیانی نے صرف نبوت کا دعویٰ ہی نہیں بلکہ فرعون اور نمرود کی طرح خدائی دعویٰ بھی کیا ہے وہ اپنے وقت کا فرعون اور نمرود تھا۔ لکھتا ہے! (رأیتنی فی المنام عین الله وتیقنت اننی هو) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں تو میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام ص: ۵۶۴ کتاب البریہ ص: ۷۹)

مرزا قادیانی لکھتا ہے!

آپ نہیں جانتے کہ ہمارے نزدیک وہ نادان ہر ایک زنا کار سے بدتر ہے جو انسان کے پیٹ میں سے نکل کر خدا ہونے کا دعویٰ کرے۔ (نور القرآن جلد ۲ ص ۲۰ مصنہ مرزا قادیانی)

حقیقت یہ ہے کہ مرزا مخبوط الحواس تھا اس لئے کبھی وہ نبوت کا دعویٰ کرتا ہے کبھی خدائی کا کبھی وہ اپنے کو خدا کی بیگم قرار دیتا ہے اور کبھی خدا کا بیٹا کبھی انسان کی جائے نفرت بنتا ہے اور کبھی عورت اس کے پاگل پن کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔ نقل کفر کفر نہ باشد

مرزا قادیانی جہنم مکانی کا ابن اللہ ہونے کا دعویٰ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی لکھتا ہے! کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا (انت من ماء نا) کہ تو میرے نطفہ سے ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین ص: ۴۳ انجام آتھم ص: ۵۵)

مرزا لکھتا ہے! کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا (انت منی بمنزلة ولدی) کہ تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی)

مرزا قادیانی لکھتا ہے! کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا (اسمع ولدی) میرے بیٹے سن۔ (البشریٰ ج ۱ ص: ۴۹)

مرزا قادیانی جہنم مکانی کا اللہ کی بیوی ہونے کا دعویٰ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی کا مرید صادق قاضی یار محمد اپنے مرزا کی ایک روایت لکھتا ہے: کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔ (اسلامی قربانی ص: ۳۴ مصنفہ قاضی یار محمد)

مرزائیوں سے پوچھو کہ مرزا مرد تھا یا عورت؟ وہ کیسے نبی ہو سکتا ہے جس کو اپنے مرد یا عورت ہونے کا ہی علم نہ ہو اور جس بے وقوف کو (لم یلد ولم یولد) کا ترجمہ بھی نہ آتا ہو (نہ اس کا کوئی بیٹا ہے اور نہ باپ) سورہ اخلاص۔ اور اُس سے زیادہ بے وقوف وہ ہیں جنہوں نے اسے خدا کا بیٹا مان لیا اور یہ بالکل یہود و نصاریٰ کا نظریہ ہے جن کے متعلق قرآن میں آتا ہے!

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ﴾ یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائیوں نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ باتیں وہ اپنے مونہوں سے بکتے ہیں اگلے کافروں کی سی بات بناتے ہیں اللہ انہیں مارے کہاں اوندھے جاتے ہیں﴾ سورہ التوبہ آیت: ۳۰

﴿أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ وَلَدٌ وَلَمْ تَكُن لَّهُ صَاحِبَةٌ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ﴾

اُس کے بچہ کہاں سے ہو حالانکہ اُس کی عورت نہیں اور اُس نے ہر چیز پیدا کی ہے﴾ (سورہ الانعام آیت: ۱۰۱)

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا لَّقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا أَن دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا۔

اور کافر بولے رحمٰن نے اولاد اختیار کی ☆ بے شک تم حد کی بھاری بات لائے ☆ قریب ہے کہ آسمان اس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں ڈھ کر ☆ اس پر کہ انہوں نے رحمٰن کے لئے اولاد بتائی﴾ (سورہ مریم آیت: ۸۸-۹۱)

ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ اولاد اور بیوی سے پاک ہے اور اللہ کے لئے اولاد ثابت کرنے والا کافر مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

مرزا کا حیض بند ہونا اور حاملہ ہو جانا

مرزا قادیانی لکھتا ہے! کہ میری کتاب اربعین نمبر ۴ ص: ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے کہ بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے ۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا۔ جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ (حیض اب) بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص: ۱۴۳)

استقرارِ حمل اور مدت حمل اور مریم سے عیسیٰ بننا

مرزا قادیانی لکھتا ہے! کہ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور کئی ماہ بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر (براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص: ۵۵۶) میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ (کشتی نوح ص: ۹۰)

مرزا قادیانی لکھتا ہے! کہ اللہ تعالیٰ نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ (کشتی نوح

ص:۹۰)

مرزائی حضرات خود ہی انصاف کریں اور فیصلہ کریں کیا ایسے کلمات اور ایسی تحریریں اور الہامات نبی کے ہوتے ہیں یا مجنون کے کیا ایک عقل مند با شعور انسان ایسی باتیں کرتا یا لکھتا ہے؟ واہ مرزائیو! آپ اپنے مرزا صاحب کے متعلق کوئی رائے بھی متعین نہیں کر سکتے۔ اور نہ کر سکو گے کہ وہ خدا ہے خدا کا بیٹا ہے یا خدا کی بیوی ہے نبی ہے یا کیا ہے؟ ہاں اگر یہ کہہ دیا جائے کہ خدا کا منکر اور خدا کی صفات کا منکر کافر بے ایمان اور بھروپیا ہے مخبوط الحواس، مجنون یاوہ گو اور دجال ہے تو بالکل بجا ہے ذرا سوچو کہ جب وہ خدائی کا دعوی کر رہا ہے تو بتاؤ اُس کو کس نے نبی بنا کر بھیجا کیونکہ نبی یا رسول خدا کے بھیجے ہوئے ہوتے ہیں جب وہ خدا بن رہا ہے اور اُس کو اس پر یقین بھی ہو گیا کہ وہ خدا ہے۔ پھر خود بخود اس کا دعوی نبوت باطل ہو گیا اور جب اپنے کو خدا کی بیوی بتا رہا ہے تو کفر بک رہا ہے اور کبھی اپنے آپ کو مریم بتا رہا ہے تو بتاؤ کوئی عورت بھی نبوت لے کر آئی ہے کبھی وہ مٹی کا کیڑا اور انسان کی جائے نفرت بن کر اپنے آپ کو انسانوں سے خارج کر رہا ہے خود ہی فیصلہ کرو مرزا قادیانی نے تمہیں کس طرح بے وقوف بنایا ہے اور تم اُس چالباز کے چکر میں آ کر اُس کے نیاز مند بن گئے اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے آؤ توبہ کرو اور اُس نبی کریم ﷺ پر ایمان لاؤ جس کو کافر بھی صادق اور امین کہتے تھے اور جس نے آج سے چودہ سو سال پہلے دعوی نبوت کرنے والے جھوٹے نبیوں کی خبریں دی تھیں اُسی طرح ہو کر رہیں۔

مرزا قادیانی جھوٹا اور ملعون ہے

مرزا قادیانی لکھتا ہے!

جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے ۔(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۱۲)

مرزا کا قول ہے: ہر کہ گوید دروغ ہست لعین جھوٹ بولنے والا لعنتی ہے۔(درثمین ص:۸۷ نزول المسیح ص:۹۹)

کذب صریح

مرزا لکھتا ہے:

بخاری میں ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ھذا خلیفة الله المھدی ۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پائے اور مرتبہ کی ہے۔ جو اس کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔(شہادت القرآن ص ۴۱)

حالانکہ بخاری میں ایسی کوئی حدیث نہیں۔ اس بیوقوف نے بخاری پڑھی ہوتی تو اسے علم ہوتا کہ کونسی حدیث بخاری میں ہے اور کونسی نہیں۔

مرزا قادیانی کے جھوٹ اور تناقض

تناقض-۱

خداوعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔(ازالہ اوہام ص:۱۴۰)

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا ۔(دافع البلاص:۱۱)

تناقض-۲

صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اُتریں گے تو اُن کا لباس زرد رنگ کا ہوگا(ازالہ اوہام ص:۸۱-۹۲)

اور خود ہی لکھتا ہے: بعض احادیث میں عیسیٰ ابن مریم کے نزول کا ذکر پایا جاتا ہے مگر یہ کہیں نہیں پاؤ گے کہ اُن کا نزول آسمان سے ہوگا۔(حمامۃ البشریٰ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

تناقض-۳

یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔(چشمہ معرفت ص:۲۰۹)

اور خود کہتا ہے: بعض الہام مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں جیسے انگریزی سنسکرت عبرانی وغیرہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں اس کا کچھ نمونہ لکھا ہے۔(نزول المسیح ص:۵۷)

مرزا کی ان عبارات سے ثابت ہوا کہ جس کلام کو انہوں نے وحی کے نام سے دنیا کے سامنے پیش کیا وہ ان کے اپنے قول کے مطابق غیر معقول اور بے ہودہ باتوں کے سوا کچھ نہیں۔

تمام سیرت نگار اس بات پر متفق ہیں کہ حضور ﷺ کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں یعنی آپ کی کل اولاد سات تھی۔مگر مرزا قادیانی کی کذب بیانی ملاحظہ ہو لکھتا ہے!

مرزا قادیانی کی کذب بیانی۔۴

تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے گھر گیارہ لڑکے پیدا ہوئے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔(چشمہ معرفت ص:۲۸۶روحانی خزائن ج:۲۳ص:۲۹۹)

قرآن وحدیث اس پر گواہ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور آپ کا کوئی بہن بھائی نہیں ہے

مرزا قادیانی کی کذب بیانی ۔۵

یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع مسیح کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے۔(کشتی نوح ص:۱۶)

ختم نبوت کا اقرار

حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے پر مرزا قادیانی کا فتویٰ

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ! ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا شرارت ہے حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لانبی بعدی میں بھی نفی عام ہے پس یہ کس قدر جرأت دلیری اور گستاخی ہے۔ کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔(ایام الصلح ص:۱۵۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی لکھتا ہے! میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔(آسمانی فیصلہ ص:۳)

ہمارے سید و رسول ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔(شہادت القرآن ص:۲۸)

كيف يجيء نبي بعد رسولنا ﷺ وقد انقطع الوحي بعد وفاته وختم الله به النبيين۔ ہمارے رسول اکرم ﷺ کے بعد کیسے کوئی نبی آ سکتا ہے اور بیشک آپ کے انتقال کے بعد وحی کا آنا منقطع ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت ختم کر دی ہے۔(حمامۃ البشریٰ ص:۷۶-۷۷)

یہ آیت (ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين) بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔(ازالہ اوہام ص:۶۱۴)

کیا ایسا شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہو اور آیہ (ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين) کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضور ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔(انجام آتھم ص:۲۷، روحانی خزائن ص: ج ۱۱ ص:۲۷)

ختم نبوت کا انکار اور دعویٰ نبوت

مرزا قادیانی کا لکھتا ہے: سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔(دافع البلاء ص:۲۳)

اور اسی کتاب کے ص:۲۱ پر لکھتا ہے: خدا تعالیٰ جب تک طاعون دنیا میں رہے گا گو ستر برس رہے قادیان کو اس خوفناک

تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اُس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔

میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہے اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔(حقیقۃ النبوۃ ص:۲۷۰)

مزید لکھتا ہے! میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔کہ اُسی نے مجھے بھیجا اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا اسی نے میرا نام مسیح موعود رکھا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔(تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۶۸ روحانی خزائن ج ۲۲ ص:۵۰۳)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:(الحمد لله الذی جعلك المسیح بن مریم) اس خدا کا شکر ہے جس نے تجھے مسیح بن مریم بنایا۔(حقیقۃ الوحی)

مزید لکھتا ہے: اگر یہ(مرزا قادیانی) ابن مریم نہیں کون ہے۔(ازالہ اوہام ص:۶۶۰)

مرزا قادیانی دجال لکھتا ہے!

؎ منم مسیح زماں منم کلیم خدا منم محمد واحمد کہ مجتبےٰ باشد

میں عیسیٰ موسیٰ اور محمد واحمد ہوں(تریاق القلوب ص:۵)

پس مرزا قادیانی اپنی عبارات تحریرات اور فتاویٰ ہی سے دائرۂ اسلام سے خارج، کافر، شرارتی گستاخ اور بے باک ثابت ہوا۔ہم اہل سنت وجماعت بریلوی حضرات کا مرزا پر یہی کفر کا فتویٰ ہے۔جس کا اس نے اپنی زبان سے خود اقرار کیا ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر مرتد ہے اس لئے لاہوری اور قادیانی مرزائیوں کو اہل سنت والجماعت ناراض نہیں ہونا چاہئے کہ وہ ان کو کافر اور غیر مسلم قرار دیتے ہیں بلکہ مرزائیوں کو ان کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ وہ ان کو غور وفکر کی دعوت دیتے ہوئے ایسے کافر، شرارتی، گستاخ اور بے باک کی عقیدت سے باز رکھتے ہیں اور اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔

جھوٹ پیشن گوئیاں

مرزا قادیانی لکھتا ہے!

اگر ثابت ہو جائے کہ میری سو پیش گوئیوں میں سے ایک بھی جھوٹی نکلے تو میں اقرار کرونگا کہ میں کاذب ہوں۔(اربعین نمبر ۴)

یہ کیونکر ممکن ہے صادق کی پیش گوئی جھوٹی نکلے۔(تریاق القلوب ص:۳۳۰) مدعی کاذب کی پیش گوئی پوری نہیں ہوتی

۔یہی قرآن کی تعلیم ہے یہی تورات کی۔(آئینہ کمالات اسلام ص:۳۲۶)

اللہ تعالی کو مرزا قادیانی کی رسوائی کرنا منظور تھی چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ قرائن وآثار سے تخمینہ لگا کر جو بھی بڑھ ہانک دیتا اللہ تعالی اسے بالکل الٹ کر دیتا۔تحفۃ الندوہ مرزا کی آخری تصنیفات میں سے ایک ہے۔اکتوبر ۱۹۰۲ء میں یہ تصنیف ہوئی اس کے ص:۸ پر مرزا لکھتا ہے!

میرے لئے ۸۰ برس کی زندگی کی پیش گوئی ہے۔

کسی شخص کی عمر معلوم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اُس کی تاریخ پیدائش وتاریخ وفات معلوم کر لی جائے۔درمیانی عرصہ اس کی عمر ہوگی۔اسی کلیہ سے ہم مرزا قادیانی کی عمر نکالتے ہیں نتیجہ سامنے آ جائے گا۔

مرزا قادیانی وفات تو متفقہ طور پر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل ہے۔(سیرۃ المھدی مؤلفہ بشیر احمد قادیانی)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔۱۸۵۷ء میں میں سولہ یا سترہ برس کا تھا۔(کتاب البریہ ص ۱۴۶، روحانی خزائن ج ۱۳ ص:۱۶۲-۱۹۵)

بقول مرزا قادیانی تاریخ پیدائش

متفقہ تاریخ وفات	نتیجہ عمر
۱۸۳۹ء ۱۹۰۸ء	۶۹ سال
۱۸۴۰ء ۱۹۰۸ء	۶۸ سال
اگر ۱۸۵۷ء میں سولہ برس ہو	۱۸۵۷-۱۶=۱۸۴۱
۱۸۴۱ ۱۹۰۸ء	۶۷ سال

مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں نے ثابت کر دیا کہ اُس کی عمر ۸۰ برس نہیں بلکہ صرف ۶۷، ۶۸ یا ۶۹ برس ہے اور مرزا اپنی تحریروں کی روشنی میں جھوٹا ثابت ہوا۔

اب ہم دنیا جہان کے تمام مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مرزا کی عمر ۸۰ برس ثابت کریں بصورت دیگر مرزا کو جھوٹا دجال سمجھ کر سچے نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائیں۔جس کی ہر پیش گوئی درست ثابت ہوئی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے شاید کہ اللہ تعالی اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے ۔(بخاری حدیث:۲۷۰۴، مشکوۃ حدیث:۶۱۴۴)

جیسا فرمایا تھا ایسا ہی ہوا۔غزوہ خیبر سے ایک دن پہلے دن فرمایا:کل میں جھنڈا اس شخص کو دونگا جس کے

ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور خیبر فتح ہو گیا۔(بخاری ۴۲۱۰ مسلم حدیث:۲۴۰۶ مشکوۃ حدیث:۶۰۸۹)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہ جبریل ہر سال میرے ساتھ قرآن کا ایک مرتبہ دور کرتا ہے اور اب اُس نے دو مرتبہ دور کیا ہے میرا خیال ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا جب حضرت فاطمہ نے یہ بات سن کر رونا شروع کر دیا تو فرمایا: میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملاقات کرو گی ۔(مسلم حدیث:۲۴۵۰ بخاری حدیث ۳۶۲۳)چنانچہ سب سے پہلے حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا۔

ایک مرتبہ جبل احد پر تشریف لے گئے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان تھے پہاڑ نے ہلنا شروع کیا فرمایا: احد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق دو شہید ہیں رضی اللہ عنہم ۔(بخاری حدیث :۳۶۸۶، مشکوۃ حدیث:۶۰۸۳)چنانچہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما شہید ہوئے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا ممکن ہے کہ تم اس سال کے بعد مجھے نہ ملو غالباً تم اب میری مسجد اور میری قبر پر گذرو گے تو جناب معاذ رسول اللہ ﷺ کی جدائی سے گھبر اکر بہت روئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا منہ مدینہ منورہ کی طرف کر کے فرمایا تمام لوگوں سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہیں جو پرہیز گار ہیں وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔(احمد ۲۱۵۲۷، مشکوۃ حدیث:۵۲۲۷)

اس فرمانِ عالی میں غیبی خبریں ہیں جو حرف بحرف پوری ہوئیں ایک یہ کہ ہم عنقریب وفات پا جائیں گے، دوسرے یہ کہ ہماری وفات مدینہ منورہ میں ہوگی، تیسرے یہ کہ ہماری قبر مسجد نبوی شریف میں ہوگی، چوتھے یہ کہ حضرت معاذ ہماری زندگی میں وفات نہ پائیں گے، بلکہ ہمارے بعد، پانچویں یہ کہ جناب معاذ ہماری قبر پر زیارت کرنے آئیں گے۔

؎ تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی فقط ایک ہی اشارے سے سب کی نجات ہو کے رہی

حضور ﷺ نے ہزاروں پیش گوئیاں فرمائی وہ تمام کی تمام پوری ہوئیں کیونکہ آپ کا بولنا وحی الٰہی تھا

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا چشمۂ علم وحکمت پہ لاکھوں سلام

مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی کا ایک شاہکار فتویٰ

قادیانی مرتد منافق ہیں، مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے، اس کا

ذبیحہ محض نجس، مردار اور حرام قطعی ہے، مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ۔(احکام شریعت ص ۱۱۲،۲۲، ۱۷۷۔امام احمد رضا)

مزید لکھتے ہیں کہ! اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت وحیات کے سب علاقے ان سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام ۔(فتاوی رضویہ جلد ۶ ص ۵۱)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

خاتم النبیین

حضرت ابو انیس صوفی محمد برکت علی لودھیانوی علیہ

الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب ۴۰)

ترجمہ: اور محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

قرآن کریم فرقان حمید کی آیت مذکورہ بالا میں لفظ **خاتم النبیین** کی تشریح وتفسیر قرآن وسنت کی روشنی میں وقت کی اہم ضرورت کے تحت کی جارہی ہے۔تاکہ مسلمانان عالم کے اذہان میں لفظ خاتم النبیین کا صحیح مفہوم آجائے، اور ہر دور میں پیدا ہونے والے نئی نبوت کے فتنہ عظیم سے انہیں علم صحیحہ کے ذریعے محفوظ کیا جاسکے۔

جس نے بھی کسی دور میں نئی نبوت کا فتنہ عظیمہ کھڑا کیا۔لفظ **خاتم النبیین** کے معنی نبیوں کی مہر کیا۔۔۔اور اس کا مطلب یہ لیا کہ نبی ﷺ کے بعد جو انبیاء بھی آئیں گے وہ آپ کی مہر لگنے سے نبی بنے گے۔یا بلفظ دیگر جب تک کسی کی نبوت پر آپ ﷺ کی مہر نہ لگے وہ نبی نہ ہو سکے گا۔۔لیکن جس سلسلہ بیان میں یہ آیت وارد ہوئی ہے اس کے اندر رکھ کر اسے دیکھا جائے تو اس لفظ کا یہ مفہوم لینے کی قطعاً کوئی گنجائش نظر نہیں آتی۔بلکہ اگر یہی اس کے معنی ہوں تو یہاں یہ لفظ بے محل ہی نہیں، مقصود کلام کے بھی خلاف ہو جاتا ہے، آخر اس بات کا کیا تک ہے کہ ادھر سے تو نکاح زینب رضی اللہ عنہا پر معترضین کے اعتراضات اور ان کے پیدا کیے ہوئے شکوک وشبہات کا جواب دیا جارہا ہو اور یکا یک یہ بات کہہ ڈالی جائے کہ۔۔۔"محمد نبیوں کی مہر ہیں، آئندہ جو بھی نبی بنے گا ان کی مہر لگ کر بنے گا"۔

آیت مذکورہ کے سیاق وسباق میں یہ بات نہ صرف بالکل بے تکی ہے بلکہ اس سے وہ استدلال اُلٹا کمزور ہو جاتا ہے جو اوپر سے معترضین کے جواب میں چلا آرہا ہے۔اس صورت میں معترضین کے لیے یہ کہنے کا اچھا موقع تھا کہ آپ ﷺ یہ کام اس وقت نہ کرتے تو کوئی خطرہ نہ تھا۔اس رسم کو مٹانے کی ایسی ہی کچھ شدید ضرورت ہے تو آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی مہر لگ کر جو انبیاء علیہ السلام آتے رہیں گے ان میں سے کوئی اسے مٹا دے گا۔

ایک دوسری تاویل یہ بھی کی جاتی ہے۔۔۔کہ خاتم النبیین کے معنی **افضل النبیین** کے ہیں یعنی

نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے البتہ کمالات نبوت حضور ﷺ پر ختم ہو گئے ہیں۔لیکن یہ مفہوم لینے میں بھی وہی قباحت ہے جو اوپر ہم نے بیان کی ہے۔سیاق وسباق سے یہ مفہوم بھی کوئی مناسبت نہیں رکھتا بلکہ اُلٹا اسکے خلاف پڑتا ہے۔

لفظ خاتم النبیین لغت کے اعتبار سے:

آیت مذکورہ میں جہاں تک سیاق وسباق کا تعلق ہے وہ قطعی طور پر اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ یہاں خاتم النبیین کے معنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والے ہی کے لیے جائیں گے اور یہ سمجھا جائے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔لیکن یہ صرف سیاق ہی کا تقاضا نہیں ہے لغت بھی اس معنی کی مقتضی ہے۔عربی لغت کے محاورے کی رو سے لفظ ختم کے معنی مہر لگانے بند کرنے آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔مثال کے طور پر "ختم العمل" کے معنی ہیں "فرغ من العمل" کام سے فارغ ہو گیا۔اسی طرح "ختم الانـاء" کے معنی ہیں برتن کا منہ بند کر دیا۔اور اس پر مہر لگا دی تا کہ کوئی چیز نہ اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو۔

"ختم الکتاب" کے معنی ہیں خط بند کر کے اس پر مہر لگا دی تا کہ خط محفوظ ہو جائے۔

"ختم علی القلب" دل پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی بات اس میں سے نکل سکے اور نہ اس کی سمجھ میں آ سکے۔

"ختام کل مشروب" وہ مزا جو کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے۔

"خاتمة کل شیء عاقبة واخرة" ہر چیز کے خاتمہ سے مراد اس کی عاقبت و آخرت ہے۔

"ختم الشیٔ بلغ اخرہ" کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب اس کی آخر تک پہنچ جانا ہے۔

اس معنی میں "ختم قرآن" بولتے ہیں اور اس معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو خواتیم کہا جاتا ہے۔

"خاتم القوام اخرھم" خاتم القوم سے مراد قبیلے کا آخری آدمی۔

ملاحظہ ہو۔۔۔لسان العرب، القاموس اور اقرب الموارد

ان کتب لغت کے علاوہ بھی عربی زبان کی کوئی معتبر لغت اٹھا کر دیکھ لی جائے تو لفظ خاتم کی یہی تشریح ملے گی۔

منکرین ختم نبوت کی تردید:

منکرین ختم نبوت خدا کے دین میں نقب لگانے کیلیے لغت کو چھوڑ کر اس بات کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی شخص کو خاتم الشعرا یا خاتم الفقہا یا خاتم المفسرین کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ جس شخص کو یہ لقب دیا گیا ہے اس کے بعد کوئی شاعر یا فقیہہ یا مفسر پیدا ہی نہیں ہوا۔بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس فن کے کمالات اس شخص

پر ختم ہو گئے حالانکہ مبالغے کے اعتبار سے اس طرح کے القاب ہرگز یہ معنی نہیں رکھتے کہ لغت کے اعتبار سے لفظ خاتم کے معنی بھی کامل اور افضل کے بن جائیں اور آخر اور خاتمہ کے معنی میں اس لفظ کا استعمال سرے سے غلط ہو جائے۔ یہ بات صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو زبان کے قواعد سے ناواقف ہو۔ کسی بھی زبان میں یہ قاعدہ نہیں ہے کہ اگر کسی لفظ کو اسکے حقیقی معنی کی بجائے کبھی کبھی مجازاً کسی دوسرے معنی میں بولا جاتا ہو تو وہی معنی اسکے اصل معنی بن جائیں۔ اور لغت کی رو سے جو اس کے حقیقی معنی ہوں ان میں اس کا استعمال ممنوع ہو جائے۔ جب ہم کسی عرب کے سامنے یہ کہتے ہیں "جآء خاتم القوم" تو وہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں لے گا کہ قبیلے کا فاضل اور کامل آدمی آگیا ہے بلکہ وہ اس کا مطلب یہی سمجھے گا کہ پورے کا پورا قبیلہ آگیا ہے۔ حتیٰ کہ آخری آدمی جو رہ گیا تھا وہ بھی آگیا ہے۔

اس ضمن میں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ خاتم الشعراء، خاتم الفقہاء اور خاتم المحدثین وغیرہ کے القاب جو بعض لوگوں کو دیئے گئے ہیں ان کے دینے والے انسان تھے اور انسان کبھی یہ نہیں جان سکتا کہ جس شخص کو وہ کسی صفت کے اعتبار سے خاتم کہہ رہا ہے اس کے بعد پھر کوئی اس صفت کا حامل پیدا نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے انسانی کلام میں ان القاب کی حیثیت مبالغے اور اعتراف کمال سے زیادہ کچھ ہو ہی نہیں سکتی لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے متعلق یہ کہہ دے کہ فلاں صفت اس پر ختم ہو گئی تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اسے بھی انسانی کلام کی طرح مجازی کلام سمجھ لیں اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو خاتم الشعرا کہہ دیا ہوتا تو یقیناً اس کے بعد کوئی شاعر نہیں ہو سکتا تھا۔ اور اس نے اسے خاتم النبیین کہہ دیا غیر ممکن ہے کہ اس کے بعد کوئی نبی ہو سکے۔ اس لیے کہ اللہ عالم الغیب ہے اور انسان عالم الغیب نہیں ہے۔ اللہ کا کسی کو خاتم النبیین کہنا اور انسانوں کا کسی کو خاتم الشعراء اور خاتم الفقہاء وغیرہ کہہ دینا آکر ایک درجہ میں کیسے ہو سکتا ہے؟۔

تمام اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی **آخر النبیین** کے لیے ہیں۔ عربی لغت اور محاورے کی رو سے خاتم کے معنی ڈاکخانے کی مہر کے نہیں ہیں جسے لگا لگا کر خطوط جاری کیے جاتے ہیں بلکہ اس سے مراد وہ مہر ہے جو لفافے پر اس لیے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے اور نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے۔

ختم نبوت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے ارشادات:

قرآن کے سیاق و سباق اور لغت سے اس لفظ خاتم النبیین کا جو مفہوم ہے اس کی تائید نبی ﷺ کی تشریحات کرتی ہیں مثال کے طور پر چند صحیح ترین احادیث یہاں نقل کرتے ہیں:

(۱)

قال النبی ﷺ کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی انه لا نبی بعدی و سیکون خلفاء۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا! بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کرتے تھے جب کوئی نبی مرجاتا تو دوسرا نبی اس کا جانشین ہو۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ خلفاء ہوں گے۔ (بخاری کتاب المناقب باب ذکر عن بنی اسرائیل)

(۲)

قال رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔

(ترمذی کتاب ذہاب النبوۃ مسند احمد مرویات انس بن مالک)

(۳)

عن عبد الرحمن بن جبیر قال سمعت عبد الله بن عمرو بن العاص یقول خرج علینا رسول الله ﷺ یوماً کالمودع فقال انا محمد النبی الامی ثلاثاً ولا نبی بعدی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کو یہ کہتے سنا کہ ایک روز جناب رسول اللہ ﷺ اپنے مکان سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف لائے۔ اس انداز سے کہ گویا آپ ﷺ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا! میں محمد نبی اُمی ہوں پھر فرمایا! اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(مسند احمد/مرویات عبداللہ بن عمرو بن العاص)

(۴)

قال النبی صلی اللہ علیه وسلم لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا! میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔ (ترمذی/کتاب المناقب)

(۵)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لعلی انت منی بمنزلة ھارون من موسی (الا انه لا نبی بعدی)۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا! میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون کی تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (بخاری/مسلم کتاب فضائل الصحابہ)

بخاری ومسلم نے یہ حدیث غزوہ تبوک کے ذکر میں بھی نقل کی ہے۔مسند احمد میں اس مضمون کی دو حدیثیں حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت کی گئیں جن میں سے ایک میں آخری فقرہ یوں ہے:**الا انــــه لا نبــوة بــعــدی** ۔یقیناً میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔ابوداؤد طیالسی ،امام احمد اور محمد بن اسحاق نے اس سلسلہ میں جو تفصیلی روایات نقل کی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ تبوک کے لیے تشریف لے جاتے وقت نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ کی حفاظت اور نگرانی کے لیے اپنے پیچھے چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا۔منافقین نے اس پر طرح طرح کی باتیں کہنا شروع کیں۔انہوں نے جا کر حضور ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں۔اس موقع پر حضور ﷺ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا!تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو جو موسیٰ کے ساتھ ہارون رکھتے تھے۔یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاتے وقت حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی نگرانی کے لیے پیچھے چھوڑا تھا اسی طرح میں تم کو مدینہ کی حفاظت کے لیے پیچھے چھوڑے جا رہا ہوں۔لیکن اس کے ساتھ ہی حضور اکرم ﷺ کو اندیشہ ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ یہ تشبیہ کہیں بعد میں کسی فتنے کا موجب نہ بن جائے۔اس لیے فوراً آپ ﷺ نے یہ تصریح فرما دی کہ میرے بعد کوئی شخص نبی ہونے والا نہیں ہے۔

(۶)

عن ثوبان قال رسول الله ﷺ لقد کان فی من کان قبلکم من بنی اسرائیل رجالاً یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یکن من اُمتی احد فعمر ۔(بخاری کتاب المناقب)

مسلم میں اس مضمون کی جو حدیث ہے اس میں ''یکلمون '' کی بجائے ''محدثون '' کا لفظ ہے لیکن مکلم اور محدث دونوں کے معنی ایک ہیں۔یعنی ایسا شخص جو مکالمہ الٰہی سے سرفراز ہو۔یا جس کے ساتھ پردہ غیب سے بات کی جائے اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے بغیر مخاطبہ الٰہی سے سرفراز ہونے والے بھی اس وقت میں اگر کوئی ہوتے تو وہ حضرت عمر ہوتے۔

(۷)

عن ثوبان قال رسول الله ﷺ انه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبین لا نبی بعدی ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!اور یہ کہ میری اُمت میں تیس کذاب

ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعوے کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(ابوداؤد طیالسی کتاب الفتن)

(۸)

قال رسول اللہ ﷺ لانبی بعدی و لا اُمة بعد اُمتی۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں آخری نبی ہوں اور میری اُمت کے بعد کوئی اُمت نہیں (یعنی کسی نئے آنے والے کی اُمت نہیں)۔(بیہقی کتاب الرویا/طبرانی)

(۹)

قال رسول اللہ ﷺ فانی اٰخر الانبیاء وان مسجدی اٰخر المساجد۔

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد (یعنی مسجد نبوی ہے)۔

(مسلم کتاب الحج باب فضل الصلوٰۃ بمسجد مکۃ والمدینۃ)

غلط فہمی کا ازالہ:

منکرین ختم نبوت اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس طرح حضور اقدس ﷺ نے اپنی مسجد کو آخر المسجد فرمایا ہے حالانکہ وہ آخری مسجد نہیں ہے بلکہ اس کے بعد بھی بے شمار مسجدیں دنیا میں بنی ہیں۔اسی طرح جب آپ ﷺ نے فرمایا! کہ میں آخر الانبیاء ہوں تو اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ کے بعد نبی آتے رہیں گے البتہ فضیلت کے اعتبار سے آپ آخری نبی ہیں اور آپ کی مسجد آخری مسجد ہے۔لیکن درحقیقت اس طرح کی تاویلیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ لوگ اللہ اور رسول کے کلام کو سمجھنے کی اہلیت سے محروم ہو چکے ہیں۔

صحیح مسلم کے جس مقام پر یہ حدیث وارد ہوئی ہے اس کے سلسلے کی تمام احادیث کو ایک نظر ہی آدمی دیکھ لے تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی مسجد کو آخری مسجد کس معنی میں فرمایا ہے۔اس مقام پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، اور اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے جو روایات امام مسلم علیہ الرحمۃ نے نقل کی ہیں ان میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں صرف تین مساجد ایسی ہیں جن کو عام مساجد پر فضیلت حاصل ہے جن میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گناہ زیادہ ثواب رکھتا ہے۔اور اسی بنا پر صرف ان تین مسجدوں میں نماز پڑھنے کیلیے سفر کے لیے جانا جائز ہے۔باقی کسی مسجد کا یہ حق نہیں کہ آدمی دوسری مسجدوں کو چھوڑ کر خاص طور پر اس میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرے ان میں پہلی مسجد "مسجد الحرام" ہے جسے حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے بنایا تھا۔

دوسری مسجد ''مسجد اقصیٰ'' جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا اور تیسری مسجد مدینہ طیبہ کی مسجد ہے جس کی بنا حضور اقدس ﷺ نے رکھی۔ حضور اقدس ﷺ کے ارشاد کا منشاء یہ ہے کہ اب چونکہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے جس میں نماز پڑھنے کا ثواب اب دوسری مسجدوں سے زیادہ ہو اور جس کی طرف نماز کی غرض سے سفر کر کے جانا جائز ہو۔

یہ احادیث جن کا ذکر میں نے اجمالاً کیا ہے بکثرت صحابہ رضوان اللہ علیہم نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں۔ اور بکثرت محدثین نے ان کو بہت قوی سندوں سے نقل کیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے مختلف الفاظ میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ نبوت کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم ہو چکا ہے اور آپ ﷺ کے بعد جو کوئی بھی نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرے وہ دجال و کذاب ہے۔

قرآن کے الفاظ **خاتم النبیین** کی اس سے زیادہ مستند، معتبر اور قطعی الثبوت تشریح اور کیا ہو سکتی ہے؟ رسول پاک ﷺ کا ارشاد پاک تو بجائے خود سند اور حجت ہے، مگر وہ قرآن کی ایک نص کی شرح کر رہا ہو تب وہ اور بھی زیادہ قوی حجت بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر قرآن کو سمجھنے والا اور اس کی تفسیر کا حقدار اور کون ہو سکتا ہے؟۔ کہ وہ ختم نبوت کا کوئی دوسرا مفہوم بیان کرے اور ہم اسے قبول کرنا تو درکنار قابل التفات بھی سمجھیں۔

اجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین:

قرآن و سنت کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اجماع کی ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی ان سب کے خلاف صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بالاتفاق جنگ لڑی تھی۔ اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ مسیلمہ کذاب کا معاملہ قابل ذکر ہے۔

یہ شخص نبی کریم ﷺ کی نبوت کا منکر نہ تھا بلکہ اس کا دعویٰ یہ تھا! '' کہ اسے حضور ﷺ کیساتھ شریک نبوت بنایا گیا ہے۔ اس نے حضور ﷺ کی وفات سے پہلے جو عریضہ آپ ﷺ کو لکھا اس کے الفاظ یہ ہیں:

"من مسیلمة رسول الله الی محمد رسول الله

...سلام علیک...فانی اشرکت فی الامر

معک"۔(طبری ج دوم ص۳۹۹ طبع مصر)

علاوہ بریں مورخ طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مسیلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں اشھد ان محمد الرسول الله کے الفاظ بھی کہے جاتے تھے۔اس صریح اقرار کے باوجود اسے کافر اور خارج از ملت قرار دیا گیا۔اور اس سے جنگ کی گئی۔تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنو حنیفہ نیک نیتی کے ساتھ اس پر ایمان لائے تھے اور انہیں واقعی اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے اس کو خود شریک رسالت کیا ہے۔نیز قرآن کی آیات کو ان کے سامنے مسیلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایک ایسے شخص نے پیش کیا تھا جو مدینہ طیبہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا۔

(البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج۵ ص۵۱)

اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جس جرم کی بنا پر ان سے جنگ کی تھی وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بلکہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور کچھ لوگ اس کی نبوت پر ایمان لے آئے یہ کاروائی حضور اقدس ﷺ کی وفات کے فوراً بعد ہوئی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ہوئی۔اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی۔اجماع صحابہ کی اس سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

علمائے اُمت کا اجماع:

اجماع صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بعد چوتھے نمبر پر مسائل دین میں جس چیز کو حجت کی حیثیت حاصل ہے وہ علمائے اُمت کا اجماع ہے۔اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی سے لے کر آج تک ہر زمانے میں اور پوری دنیائے اسلام میں ہر ملک کے علماء اس عقیدے پر متفق ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا اور یہ کہ جو بھی آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے جو اس کو مانے وہ کافر خارج از ملت اسلام ہے۔

اس سلسلے میں چند شواہد بھی ملاحظہ ہوں:

(۱) **امام اعظم ابوحنیفہ** رحمۃ اللہ علیہ(۸۰ھ تا ۱۵۰ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا

دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں ۔اس پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں **لا نبی بعدی**۔

(مناقب امام اعظم ابی حنیفہ ج۱ص۱۶۱ مطبوعہ حیدر آباد ۱۳۲۱ھ)

(۲) **امام طحاوی** رحمۃ اللہ علیہ (۲۳۹ھ تا ۱۳۲۱ھ) اپنی کتاب "عقیدہ سلفیہ" میں سلف صالحین اور خصوصاً امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے عقائد بیان کرتے ہوئے نبوت کے بارے میں یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں! اور یہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے، چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء، امام الاتقیاء، سید المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی ہے اور خواہش نفس کی بندگی ہے۔

(شرح الطحاویہ فی عقیدۃ السلفیہ دار المعارف مصر صفحات ۱۵، ۸۷، ۹۶، ۹۷، ۱۰۰، ۱۰۲)

(۳) **علامہ ابن جریر طبری** رحمۃ اللہ علیہ (۲۲۴ھ تا ۳۱۰ھ) اپنی مشہور تفسیر قرآن میں آیت" ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین "کا مطلب بیان کرتے ہیں!" **الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ**" ۔جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لیے نہیں کھلے گا۔

(تفسیر ابن جریر ج۲۲ص۱۲)

(۴) **علامہ ابن حزم اندلسی** رحمۃ اللہ علیہ (۳۸۴ھ تا ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں!" یقیناً وحی کا سلسلہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ محمد نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں"۔

(۵) **امام غزالی** رحمۃ اللہ علیہ (۴۵۰ھ تا ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں!" اگر یہ دروازہ (یعنی اجماع کو حجت ماننے سے انکار کا دروازہ) کھول دیا جائے تو بڑی قبیح باتوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے ۔مثلاً اگر کہنے والا کہے کہ محمد ﷺ کے بعد بھی رسول کی بعثت ممکن ہے تو اس کی تکفیر میں تامل نہیں کیا جا سکتا لیکن بحث کے موقع پر جو شخص اس کی تکفیر میں

تاٗل کونا جائز ثابت کرنا چاہتا ہے اسے لامحالہ اجماع سے مدد لینی پڑے گی کیونکہ عقل اس کے عدم جواز کا فیصلہ نہیں کرتی اور جہاں تک نقل کا تعلق ہے اس عقیدے سے لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کی تاویل کرنے سے عاجز نہ ہوگا۔ وہ کہے گا کہ خاتم النبیین سے مراد اولوالعزم رسولوں کا خاتم ہونا ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ "نبیین" کا لفظ عام ہے تو عام کو خاص قرار دینا اسکے لیے کچھ مشکل نہ ہوگا۔ اور لا نبی بعدی کے متعلق وہ کہے گا کہ رسول بعدی تو نہیں کہا گیا۔ رسول اور نبی میں فرق ہے اور نبی کا مرتبہ رسول سے بلندتر ہے۔ غرض اس طرح کی انٹ سنٹ بہت کچھ کی جاسکتی ہے۔ اور محض لفظ کے اعتبار سے ایسی تاویلات کو ہم محال نہیں سمجھتے۔ بلکہ ظواہر تشبیہ کی تاویل میں ہم اس سے بھی زیادہ بعید احتمالات کی گنجائش مانتے ہیں۔ اور اس طرح کی تاویلیں کرنے والے کے متعلق ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ نصوص کا انکار کررہا ہے لیکن اس قول کے قائل کی تردید میں ہم یہ کہیں گے کہ اُمت کے بالاتفاق اس لفظ (یعنی لا نبی بعدی) اور نبی ﷺ کے قرائن و احوال سے یہ سمجھا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ آپ ﷺ کے بعد کبھی کوئی نبی نہیں آئے گا نہ رسول۔ نیز اُمت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے البتہ ایسے شخص کو منکر اجماع کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

(۶) **محی السنۃ بغوی** رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۱۰ھ) اپنی تفسیر معالم التنزیل میں لکھتے ہیں! "اللہ نے آپ ﷺ کے ذریعے سے نبوت کو ختم کیا۔ پس آپ ﷺ انبیاء کے خاتم ہیں۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس آیت میں فیصلہ فرمادیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا"۔

(جلد ۳ صفحہ ۱۵۸)

(۷) **علامہ شہرستانی** رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۴۸ھ) اپنی کتاب "الملل والنحل" میں لکھتے ہیں! "اور اسی طرح جو کہے محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے (بجز عیسیٰ علیہ السلام) تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہے۔

(جلد ۳ صفحہ ۲۴۹)

(۸) **علامہ علاوالدین بغدادی** رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۲۵ھ) اپنی تفسیر "خازن" میں لکھتے ہیں!" وخاتم النبیین یعنی اللہ نے آپ ﷺ پر نبوت ختم کردی اب نہ آپ کے بعد کوئی نبوت ہے نہ آپ کے ساتھ اس میں کوئی شریک۔ وکان اللہ بکل شیء علیما۔ یعنی یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(صفحہ ۴۷۱،۴۷۲)

(۹) **علامہ جلال الدین سیوطی** رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۱۱ھ) تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں! "وکان اللہ بکل شیء علیما یعنی اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو آپ ﷺ کی شریعت کے مطابق عمل کریں گے۔

(صفحہ ۷۶۸)

(۱۰) **علامہ ابن نجیم** رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۷۰ھ) اصول فقہ کی مشہور کتاب "الاشباہ والنظائر کتاب السیر باب الردہ" میں لکھتے ہیں! "اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ یہ ان باتوں میں سے ہے جن کا جاننا ضروریات دین میں سے ہے۔

(صفحہ ۲۰۲)

(۱۱) **مُلا علی قاری** رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۶ھ) شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں! "ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے"۔

(صفحہ ۲۰۲)

ہندوستان سے لے کر مراکش اور اندلس تک اور ترکی سے لے کر یمن تک ہر مسلمان ملک کے اکابر علماء، فقہاء اور محدثین ومفسرین کی تصریحات ہم نے نقل کردیں ہم نے ان کے ناموں کے ساتھ ان کے سنین ولادت و وفات بھی دے دیئے ہیں۔ ان تحریروں سے یہ بات قطعی ثابت ہو جاتی ہے کہ پہلی صدی سے آج تک پوری دنیائے اسلام میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی سمجھتی رہی ہے حضور نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفقہ علیہ عقیدہ رہا ہے اور اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد رسول ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس کے دعویٰ کو مانے وہ دائرہ اسلام سے کارج ہے۔

ہر صاحب عقل آدمی کا فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ لفظ خاتم النبیین کا جو مفہوم لغت سے ثابت ہے جو قرآن کی عبارت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے جس کی تصریح حضور نبی کریم ﷺ نے خود فرما دی ہے، جس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے زمانے سے آج تک تمام دنیا کے مسلمان بلا اختلاف مانتے رہے ہیں، اسکے خلاف کوئی دوسرا مفہوم لینے اور کسی نئے مدعی کے لیے نبوت کا دروازہ کھولنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟۔ ایسے لوگوں کو کس طرح مسلمان تسلیم

کیا جاسکتا ہے؟۔جنہوں نے باب نبوت کے محض مفتوح ہونے کا خیال ہی ظاہر نہیں کیا ہے بلکہ اس دروازے سے ایک صاحب حریم نبوت میں داخل بھی ہوگئے ہیں اور یہ لوگ ان کی نبوت پر ایمان بھی لے آئے ہیں۔

تاثرات:

نبوت کا معاملہ بڑا ہی نازک اور اہم ہے ۔قرآن مجید کی رو سے یہ ان بنیادی عقائد میں سے ہے جن کے ماننے اور نہ ماننے پر آدمی کے کفر و ایمان کا انحصار ہے ۔ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس کو نہ مانے تو کافر اور وہ نبی نہ ہو اور آدمی اس کو مان لے تو کافر۔ اگر حضور اقدس ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود قرآن میں صاف صاف اس کی تصریح فرما دیتا اور رسول اللہ ﷺ کے ذریعے سے اسکا کھلم کھلا اعلان کراتا۔حضور ﷺ دنیا سے کبھی تشریف نہ لے جاتے جب تک اپنی اُمت کو اچھی طرح خبردار نہ کرادیتے کہ میرے بعد بھی انبیاء آئینگے اور تمہیں ان کو ماننا پڑے گا۔

اب نبوت کا دروازہ فی الواقع بند ہے اور کوئی نبی آنے والا نہیں ۔اس کے باوجود کوئی شخص کسی مدعی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اسے سوچ لینا چاہیے کہ اس کفر کی پاداش سے بچنے کے لیے وہ کونسا ریکارڈ اللہ کی عدالت میں پیش کر سکتا ہے جس سے وہ رہائی کی توقع رکھتا ہو۔عدالت میں پیشی ہونے سے پہلے اسے اپنی صفائی کے مواد کا جائزہ لینا چاہیے اور ہمارے پیش کردہ مواد سے مقابلہ کرکے خود ہی دیکھ لینا چاہیے کہ جس صفائی کے بھروسے پر وہ کام کر رہا ہے کیا ایک عقلمند آدمی اس پر اعتماد کرکے کفر کی سزا کا خطرہ مول لے سکتا ہے؟۔

اب نبی کی ضرورت؟:

نبوت کوئی ایسی صفت نہیں جو ہر شخص میں پیدا ہو جایا کرے اور جس نے عبادت اور عمل صالح میں ترقی کر کے اپنے آپ کو اسکا اہل بنالیا ہو۔نہ یہ کوئی انعام ہے جو کچھ خدمات کے صلہ میں عطا کیا جاتا ہو۔بلکہ یہ ایک منصب ہے جس پر خاص ضرورت کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی خاص شخص کو مقرر کرتا ہے ۔وہ ضرورت جب داعی ہوتی ہے تو ایک نبی اسکے لیے مامور کیا جاتا ہے اور جب ضرورت نہیں ہوتی یا باقی نہیں رہتی تو خواہ مخواہ انبیاء نہیں بھیجے جاتے ۔قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن حالات میں پیش آتی ہے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوئے ہیں۔

اول: یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لیے ہو کہ اس میں پہلے کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

دوم: یہ کہ بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گذرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو یا اس میں تحریف کی گئی ہو اور اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم: یہ کہ پہلے گذرے ہوئے نبی کے ذریعے مکمل تعلیم وہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لیے مزید انبیاء کی ضرورت ہو۔

چہارم: یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لیے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔ اب یہ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی ضرورت بھی نبی کریم ﷺ کے بعد باقی نہیں رہتی ہے۔ خود قرآن کہہ رہا ہے کہ حضور ﷺ کو تمام دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اور دنیا کی تمدنی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی ہے اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء کے آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔ قرآن اس بات کا گواہ ہے کہ اس کے ساتھ حدیث وسیرت کا پورا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم اپنی صحیح صورت میں محفوظ ہے۔ اس میں مسخ و تحریف کا کوئی عمل نہیں ہوا ہے جو کتاب آپ ﷺ لائے تھے اس میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی آج تک نہیں ہوئی نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔ جو ہدایت آپ ﷺ نے اپنے قول وفعل سے دی اس کے تمام آثار آج بھی اسی طرح ہمیں مل جاتے ہیں۔ گویا ہم آپ ﷺ کے زمانے میں موجود ہیں۔ اس لیے دوسری صورت بھی ختم ہو گئی۔ پھر قرآن مجید یہ بات بھی صاف صاف کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے ذریعہ سے دین کی تکمیل کر دی گئی لہذا تکمیل دین کے لیے اب کوئی نبی درکار نہیں رہا۔ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی۔ (مائدہ)**

اب رہ جاتی ہے چوتھی ضرورت تو اگر اس کے لیے کوئی نبی درکار ہوتا تو وہ حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے زمانہ میں مقرر کیا جاتا۔ ظاہر ہے کہ جب مقرر نہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہو گئی۔

نئی نبوت اتحاد کے بجائے انشقاق بین المسلمین پیدا کرے گی:

یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ نبی جب کسی قوم میں آئے گا تو فوراً اس میں کفر وایمان کا سوال کھڑا ہو گا جو اس کو مانیں گے وہ ایک اُمت قرار پائیں گے جو اس کو نہ مانیں گے وہ لامحالہ دوسری اُمت ہوں گے۔ ان دونوں اُمتوں کا اختلاف محض فروعی اختلاف نہ ہو گا بلکہ ایک نبی پر ایمان ہونے اور نہ ہونے کا بنیادی اختلاف ہو گا جو نہیں اس وقت تک جمع نہ ہونے دے گا جب تک ان میں کوئی اپنا عقیدہ نہ چھوڑ دے۔ پھر ان کے لیے عملاً بھی ہدایت اور قانون کے ماخذ الگ الگ ہوں گے کیونکہ اگر ایک گروہ اپنے نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اس کی سنت سے قانون لے گا تو دوسرا گروہ اس کے

نافذ قانون ہونے کا سرے سے منکر ہوگا۔ اسطرح انکا ایک مشترک معاشرہ بن جانا کسی طرح ممکن نہیں۔

اگر کوئی شخص ان حقائق کو نگاہ میں رکھے تو یہ بات اس پر واضح ہو جائیگی کہ ختم نبوت اُمت مسلمہ کے لیے بہت ہی رحمت اور اتحاد بین المسلمین کا سبب ہے جس کی بدولت ہی اُمت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادری بننا ممکن ہے اور اسی چیز نے مسلمانوں کو ہر ایسے بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا ہے جو شخص بھی حضور اقدس ﷺ کو اپنا ہادی اور رہبر جانے اور انکی دی ہوئی تعلیم کے سوائے کسی اور ماٰخذ تعلیم کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہو سکتا ہے اگر نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند نہ ہوتا تو یہ وحدت اُمت کو کبھی نصیب نہ ہوتی اور ہر نبی کی آمد پر پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

ہر ذی شعور آدمی کو عقل خود کہہ دیتی ہے جب تمام دنیا کے لیے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے تو نبوت کا دروازہ بند ہونا چاہیے تاکہ آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ اہل ایمان کی ایک ہی اُمت رہ سکے اور بلا ضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس قوت میں بار بار تفرقہ پیدا نہ ہو۔

ابلاغ دعوت تعلیم: اللہ تعالیٰ نے ہمیں آخری اُمت قرار دیکر اور ہمارے لیے حضور نبی کریم ﷺ کے ذریعہ تکمیل دین کر کے ہم نے اپنا انعام خاص کیا ہے اور منصب رسالت کو ختم کر کے کار نبوت ہمارے سپرد کر دیا ہے۔ تاکہ ہم اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکام کوچہ کوچہ، بستی بستی، شہر شہر اور دنیا کے ہر گوشے میں پہنچا دیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا! کہ میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ان کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ چیزیں کتاب اللہ اور دوسری سنت ہے جسے زندہ رکھنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے بعد تابعین اور آج تک علماء، فقہاء، صوفیا اور صالحین ہیں۔

خطبہ کے آخر میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! ''کہ میری یہ باتیں ان تک پہنچانا تمہارا فرض ہے تو اس وقت حاضر نہیں یا میرے بعد پیدا ہوں گے'' تو اس طرح یہ کار نبوت اُمت کے سپرد ہوا۔ حضرت علامہ اقبال مغفور فرماتے ہیں!

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد بر رسول ما رسالت ختم کرد

خدمت ساقی گری بر ما گذاشت داد ما را آخری جامے کہ داشت

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

وضاحت خاتم النبیین

(احادیث کی روشنی میں)

سعید محمد عامر آسوی حسینی نقشبندی

خلق خدا کی ہدایت کیلیے مختلف ادوار میں مختلف ملکوں اور قوموں میں انبیائے کرام اور رسولان عظام علیہم السلام تشریف لاتے رہے اور دنیا صفوتِ آدم، مولد شیث، شجاعت نوح، حلم ابراہیم، لسان اسماعیل، رضائے اسحٰق، فصاحت صالح، رفعت ادریس، حکمت لقمان، بشارت یعقوب، جمال یوسف، صبر ایوب، قوت موسیٰ، تسبیح یونس، جہاد یوشع، نغمہ داؤد، ہیبت سلیمان، حب دانیال، وقار الیاس، عصمت یحیٰ، قبول زکریا، زہد عیسیٰ، اور علم خضر سلام اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا نظارہ کرتی رہی تا آنکہ سب سے آخر میں خدا کا سب سے بڑا محبوب، سب سے بڑا نبی و رسول، انسانیت کا سب سے بڑا ہادی و محسن، کائنات کا سب سے بڑا معلم و مقنن سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ علیہ التحیہ والثنا رحمۃ للعلمین بن کر ختم نبوت کا تاج پہن کر جلوہ طراز گیتی ہوا۔

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل، جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآن، وہی فرقاں، وہی یٰسین، وہی طٰہٰ

یہ نبی رحمت ہادی اعظم ﷺ اپنے رب سے جامع کتاب اور کامل و اکمل شریعت لے کر آیا جس میں ہر شعبہ زندگی کے ہر پہلو کا احاطہ کر دیا گیا تھا اور قلوب و اذہان کے ہر گوشے میں موجود ہر سوال کا جواب دے دیا تھا اور پھر کتاب و شریعت کے احکامات کا ابلاغ نبی آخر الزماں نے کچھ اس حسین و منفرد انداز سے کیا کہ کوئی تشنگی باقی نہ رہی نہ کوئی اشکال باقی رہا اور نہ کوئی ابہام چنانچہ کسی اور نبی کی تشریف آوری کی ضرورت نہ رہی اور خالق کائنات نے **مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط** کا اعلان کر کے نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔ ایران کو دیکھو وہاں ہزاروں سال تک متواتر سروش آسمانی کی آواز بیسیوں پاک سرشت بزرگوں کو سنائی دیتی رہی۔ ہندوستان کا دعویٰ ہے کہ یہاں کروڑوں سال تک مہارشی ایسے ہوئے جن پر آکاش بانی کا پرکاش ہوتا رہا۔ بنی اسرائیل کے حالات پڑھیں جہاں ایک ایک وقت دو دو، چار چار نبی موجود ہوتے تھے۔ مصریوں اور چینیوں نے بھی سینکڑوں سال تک اپنے اندر نبوت و رسالت ہونے کا دعاوئی کو بلند کیا۔ لیکن جب سے کلام اللہ میں

ختم نبوت کا فرمان سنا دیا گیا ہے اس وقت سے دنیا بھر کے تمام مذاہب وادیان نے بھی اپنے اپنے دروازوں پر قفل ڈال دیئے ہیں۔ مجوسی اب کیوں کسی شخص کو جائے اسپ زرتشت کے اورنگ پر نہیں بٹھلاتے؟ آریہ دت اب کیوں آکاش بانی کا ایک حرف بھی نہیں سنتا؟ بنی اسرائیل کیوں اپنی قوم اور اپنے ملک میں کسی کا نبی ہونا تسلیم نہیں کرتے؟

یہ سب قدرت الہیہ کا روشن کارنامہ ہے جس نے نبی کریم روف الرحیم ﷺ کو خاتم النبیین بتانے کے بعد تمام دنیا کے جملہ مذاہب کے دماغوں اور طبیعتوں سے بھی یہ بات نکال دی ہے کہ خود انکے مذہب کے اندر بھی کسی کو پیغمبر، نبی، رسول، اوتار کہا جائے۔ معلوم ہوا کہ ختم نبوت وہ خصوصیت خاصہ ہے جو بالکل حضور ﷺ ہی کی ذات اقدس کو حاصل ہے۔

خاتم النبیین کے معانی:

خاتم ختم سے مشتق ہے اور ختم کا معنی آخری بھی ہوتا ہے اور مہر بھی (اور مہر سے مراد کیا ہے یہ آگے آئے گا)

خاتم بمعنی آخری:

اُمت کے تمام مفسرین قرآن کا اجماع ہے کہ خاتم کا معنی آخری ہے۔ امام المفسرین حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے!

[[ختم الله به النبین قبله فلا یکون نبی بعده ۔ یعنی خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا اب کوئی نبی نہیں آئے گا]]۔

حضرت علامہ ابن جریر علیہ الرحمہ نے فرمایا!

[[انه الذی ختم الانبیاء ﷺ و علیهم انه آخر النبین ۔ یعنی حضور وہ ہیں جن پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا بے شک وہ آخری نبی ہیں]]۔ (تفسیر ابن جریر ج ۲۲ ص ۱۶)

حضرت علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ نے لکھا!

[[فهذه الایة نص فی انه لا نبی بعده وان کان لانبی بعده فلا رسول بالطریق لاولی]]۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۰۳)

یہ آیت (ما کان محمد ابا احد ـــ) اس عقیدے میں نص ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب نبی نہیں ہوسکتا تو بطریق اولی رسول بھی نہیں ہوسکتا۔

تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۴، تفسیر کبیر ج ۶ ص ۷۸۶، تفسیر صاوی ج ۳ ص ۲۶۳، ابو السعود ج ۶

ص ۷۸۸، تفسیرات احمدیہ ص ۴۰۶ اور متعدد بے شمار تفسیرات اسی حقیقت کا اعلان کر رہی ہیں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں اور خاتم کا معنی آخری ہے۔ نیز مجمع بحار الانوار ج اول، مفردات راغب اصفہانی، لسان العرب، المنجد وغیرہم نے بھی خاتم کے معنی آخری ہی کیے ہیں۔ بلکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جو اُمت مصطفیٰ میں قرآن وحدیث کا سب سے زیادہ درک رکھنے والے تھے کا اس بات پر اجماع تھا کہ حضور ﷺ خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہیں۔ چنانچہ جب بھی کسی بد بخت نے دعویٰ نبوت کیا یہ تلواریں سونت کر اسکے مقابلے پہ جا کھڑے ہوئے اور اسے جہنم واصل کر کے ہی دم لیا۔ چنانچہ مالک بن نویرہ تھا کہ بنو تمیم کی شجاع، بنو حنفیہ (بنو بکر) کا مسیلمہ کذاب تھا کہ عنسی (قبیلہ قحطان) کا اسود عنسی یا پھر لقیط بن مالک جو بھی مدعی نبوت بنا تہہ تیغ کر دیا گیا۔ یونہی جس دور میں بھی کوئی نبوت کا دعویدار ہوا اسکی خبر لی گئی۔ (جیسا کہ تاریخ اس پر شاہد ہے) یعنی اُمت کا بھی ہر دور میں اس بات پر اتفاق رہا کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد ذاتی، عرضی، اصلی، ظلی، بروزی، تشریعی، غیر تشریعی غرضیکہ کسی قسم کے من گھڑت نبی کی گنجائش نہیں۔

<u>خاتم بمعنی مہر:</u>

یاد رہے کہ ختم کا لفظ قرآن مجید میں سات مقام پر استعمال ہوا ہے اگر انکا ترجمہ مہر کیا جائے تو ان میں قدر مشترک ترجمہ یہ بنے گا کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند، مہر یا بندش کرنا کہ نئی چیز اس میں ڈالی نہ جا سکے اور جو کچھ اسکے اندر ہے اسے باہر نہ نکالا جا سکے۔ مثلاً **ختم اللہ علی قلوبھم** اللہ نے ان کے دلوں پر مہر یا بندش کر دی کیا مطلب؟ اسکی وضاحت قرآن کریم کی ایک دوسری آیت یوں ہوتی ہے! [[**اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○** آج ہم انکے مونہوں پر مہر کر دیں گے۔ (یعنی انکے بولنے کا سلسلہ بند کر دیا جائے گا) اور انکے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور انکے پاؤں ان کے کیے کی گواہی دیں گے۔ (سورۃ یٰسٓ ۶۵)]]۔ یہاں بتایئے کہ ختم کے معنی مہر کیے جائیں تو اس کے سوا مراد کیا ہوگی کہ انکے بولنے کا سلسلہ بند کر دیا جائے گا۔ ان (کافروں) کے دلوں سے کفر نکل نہیں سکتا۔ اب خاتم النبیین کا ترجمہ اگر اس معنی کو سامنے رکھ کر کیا جائے تو یہ ہوگا کہ رحمت عالم نور مجسم ﷺ کی تشریف آوری پر حق تعالیٰ نے سلسلہ نبوت کی ایسے طور پر بندش کر دی یا مہر لگا دی کہ اب کسی نئے شخص کو سلسلہ نبوت میں داخل نہیں کیا جا سکتا اور آپ ﷺ سے پہلے جتنے اس سلسلے میں داخل تھے خارج نہیں کیے جا سکتے۔

اتنی بحث کے بعد اب یہ بھی اچھی طرح سے سمجھ لیں اور اسے نکتہ آخری سمجھیں کہ خاتم کے معنی اگرچہ اور بھی

ہیں لیکن جہاں کہیں خاتم کا لفظ جمع کی طرف مضاف ہوگا وہاں اسکا معنی سوائے آخری کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔نیز خاتم النبیین میں جمع سالم پر الف لام ہے ایسا ہو تو جملہ نحویین کے مطابق حقیقی معنی ہی مراد ہوگا کسی مجازی معنی کی گنجائش نہیں۔خاتم النبیین پر اس قدر گفتگو کے بعد اب وہ احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں حضور پر نور، شافع یوم النشور ﷺ کی ختم نبوت ورسالت کے عظیم الشان دلائل موجود ہیں۔

حدیث 1)

[[عن ابی هریره قال قال رسول الله ﷺ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه و ترك منه موضع لبنة وطاف به النظار یتعجبون من حسن بنیانه الا موضع تلك اللبنة فکنت انا سددت موضع اللبنة ختم بی البنیان و ختم بی الرسل و فی روایة فانا اللبنة وانا خاتم النبین]] (متفق علیہ)

امام بخاری وامام مسلم نے بالاتفاق ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا میری اور دیگر تمام انبیاء کی مثال ایک محل کی سی ہے جسے خوب بنایا گیا۔مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی تھی۔دیکھنے والے آتے اور مکان کی عمدگی اور اس خالی جگہ کے متعلق تعجب ظاہر کرتے تھے اب میں ہوں جس نے اس خالی جگہ کو بھر دیا ہے۔میرے ذریعہ ہی سے عمارت ختم ہوئی اور میری وجہ سے رسول ختم کیے گئے اور وہ اینٹ میں ہوں اور میں سب انبیا کا ختم کرنے والا ہوں۔

حدیث 2)

[[عن جبیر بن مطعم قال سمعت النبی ﷺ یقول ان لی اسمآءً انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحوالله بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی (متفق علیہ)

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں متفقہ روایت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی زبان اقدس سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے میرے کئی نام ہیں۔میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں۔اللہ نے میرے ذریعے سے کفر کو محو کر دیا۔میں حاشر ہوں کہ لوگ قیامت کو میرے بعد اٹھائے جائیں گے۔میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو]]۔

حدیث 3)

[[عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بستة اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً و طهوراً و ارسلت الی الخلق کافة و ختم بی النبیون (رواه مسلم)

صحیح مسلم میں بروایت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت ہے۔

☆۔۔۔مجھے کلمات جامع عطا فرمائے گئے۔

☆۔۔۔مجھے رعب سے مدد دی گئی

☆۔۔۔مال غنیمت ہم پر حلال کیا گیا

☆۔۔۔روئے ارض کو ہمارے لیے مسجد اور سبب طہارت بنایا گیا

☆۔۔۔میری ذات پر انبیاء کا خاتمہ ہو گیا۔]]

حدیث 4)

[[روی احمد والترمذی والحاکم باسناد صحیح عن انس رضی الله عنه مرفوعاً ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ۔(زرقانی ج۵ ص۲۷۱)

زرقانی (شرح مواہب لدنیہ) میں ہے کہ امام احمد و امام ترمذی و امام حاکم نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اب رسالت و نبوت منقطع ہو چکی لہذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہو گا اور نہ کوئی نبی ہو گا]]۔

حدیث 5)

[[عن ثوبان رضی الله عنه قال قال النبی ﷺ سیکون فی اُمتی ثلاثون کذاباً کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبین لا نبی بعدی ۔(رواه مسلم)

صحیح مسلم میں ہے نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا! میری اُمت میں تیس شخص ایسے ہوں گے جو کذاب ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک کا گمان یہ ہو گا کہ وہ نبی ہیں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں]]۔

حدیث 6)

عن عقبة بن عامر قال النبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر ابن الخطاب ۔(رواہ الترمذی)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا! اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے]]۔

حدیث 7)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ حضور مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا!

اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی ۔(صحیحین)

کیا تم اس پر خوش نہیں کہ تم میرے لیے ویسے ہی ہو جیسے ہارون موسیٰ کے لیے تھے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا]]۔

حدیث 8)

[[**الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی ولا نبی بعدی ۔**(بخاری ج اول)

بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام سیاست فرماتے ۔ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آجاتا ۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث 9)

[[**ان الله عزوجل کتب مقادیر الخلق قبل و عرشه علی المآء ومن جملة ما کتب فی الذکر وهو ام الکتاب ان محمداً خاتم النبین ۔**(مسلم شریف)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے زمینوں اور آسمانوں کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوق کی تقدیر لکھی اسکا عرش پانی پر تھا انکی تقدیروں سمیت ذکر میں جو کہ کتاب کی جان ہے یہ لکھا کہ محمد ﷺ تمام نبیوں سے آخری نبی ہیں]]۔

حدیث 10)

[[یایها الناس انه لم یبقی من مبشرات النبوة الا الرویا الصالحة یر ها المسلم او تری له ۔(سنن ابوداؤد)

اے لوگو! نبوت کی مبشرات سے کچھ بھی باقی نہیں رہا مگر اچھے خواب جسے مسلمان دیکھتا ہے یا اس کے لیے کسی اور کو دکھایا جائے]]۔

حدیث 12)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! [[نحن اٰخر الامم واول من یحاسب متفرج لنا الامم عن طریقنا۔(سنن ابوداؤد)

ہم ہی سب اُمتوں کے آخر ہیں اور پہلے ہیں جن سے حساب لیا جائے اور سب اُمتیں ہمارے لیے راستہ چھوڑ دیں گی]]۔

حدیث 11)

[[لم یبق من النبوة الا مبشرات الروياء الصالحة ۔(بخاری شریف)

نبوت سے کچھ باقی نہیں بچا مگر اچھی خوابوں کی بشارت ۔]]

حدیث 13)

[[انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبین ولا فخر وانا شافع و مشفع ولا فخر ۔(مشکوٰۃ ۔سنن دارمی)

میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور مجھے فخر نہیں اور میں تمام نبیوں کا آخری نبی ہوں اور فخر یہ نہیں کہتا اور میں شفاعت کرنے والا ہوں اور وہ جس کی شفاعت قبول ہے اور فخر نہیں]]۔

حدیث 14)

[[فواللہ لانا الحاشر وانا العاقب وانا النبی المصطفیٰ ۔اللہ کی قسم میں حاشر ہوں اور میں عاقب (بعد میں آنے والا) ہوں اور میں مصطفیٰ ہوں]] ۔(ﷺ)

حدیث 15)

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے!

[[لی عشرة اسماء عند ربی انا محمد وانا احمد الفاتح والخاتم

وابوالقاسم والحاشر والعاقب والماحی و یسین و طٰهٰ ۔میرے رب کے ہاں میرے دس نام ہیں۔میں محمد۔احمد،فاتح،آخری نبی ابوالقاسم،حاشر،عاقب(بعد میں آنے والا) کفر کو مٹانے والا،یسین اور طٰہٰ ہوں]]۔

حدیث16)

[[ان الله بعثنی لتمام مکارم الاخلاق و کمال محاسن الافعال ۔(مشکوٰۃ ج۳،شرح السنہ)

بے شک اللہ نے مجھے اخلاق کے درجات مکمل کرنے اور اچھے اعمال کے کمالات پورے کرنے کے لیے بھیجا]]۔

حدیث17)

[[انا محمد و احمد والمقفی والحاشر ۔(مسلم شریف)

میں محمد،احمد،آخری نبی اور حاشر ہوں]]۔

حدیث18)

[[فیاتون محمداً فیقولون یا محمد انت رسول الله وخاتم الانبیاء ۔(جامع ترمذی ج۲)

قیامت کے دن سب محمد مصطفیٰ ﷺ کے حضور آ کر عرض کریں گے۔اے محمد مصطفیٰ ﷺ آپ اللہ کے رسول اور نبی آخر ہیں۔

حدیث19)

[[نحن الاخرون من اهل الدنیا والاولون یوم القیامة المقفی لهم قبل الخلائق ۔(سنن ابن ماجہ)

ہم دنیا والوں میں سب سے بعد آنے والے ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہیں تمام مخلوق سے پہلے ہمارے لیے حکم نافذ ہوگا]]۔

حدیث20)

حضرابوامامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے!

[[قال قال النبی ﷺ فی خطبة الوداع ایها الناس انه لانبی بعدی

ولا امة بعد کم ۔(رواہ ابن جریر وابن عساکر)

نبی پاک ﷺ نے خطبہ الوداع میں فرمایا! لوگو یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں]]۔

حدیث 21)

[[انا محمد وانا نبی الرحمة و نبی التوبة وانا المقفی وانا الحاشر ونبی الملاحم ۔(مسند احمد)

میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں رحمت اور توبہ کا نبی ہوں، میں سب سے آخری نبی ہوں، میں حاشر ہوں، میں ملاحم کا نبی ہوں۔

حدیث 22)

[[ذهبت النبوة و بقيت المبشرات ۔(مسند احمد، کنز العمال ج ۸)

نبوت تو ختم ہوگئی مبشرات باقی رہ گئیں]]۔

حدیث 23)

سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا!

[[یا عم اقم مکانك الذی انت فیه فان الله یختم بك الهجرة کما ختم بی النبوة ۔(فضائل الصحابہ ابو نعیم)

اے چچا (عباس) اپنی جگہ سکون کریں۔ اللہ نے آپ پر ہجرت (مکہ سے) ختم فرمائی جیسے مجھ پر نبوت ختم فرمائی]]۔

حدیث 24)

[[کنت اول النبین فی الخلق وآخرهم فی البعث ۔(طبقات ابن سعد)

میں تخلیق میں سب نبیوں سے اول ہوں اور بعثت میں آخر ہوں]]۔

حدیث 25)

[[انی مکتوب عندالله فی ام الکتاب لخاتم النبین وان آدم المنجدل فی طینته ۔(بیہقی۔ کنز العمال ج ۸)

میں اللہ تعالیٰ کے ہاں لوح قدرت میں آخری نبی لکھا گیا تھا جبکہ آدم اپنی مٹی میں تھے]]۔

حدیث 26)

[[ذهبت النبوة فلا نبوة بعدی ۔(معجم الکبیر طبرانی، کنز العمال ج ۸)

نبوت تو چلی گئی پس میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہو سکتی]]۔

حدیث 27)

[[ولا سالت الله شیأ الا اعطانیه غیر انه قیل لی لانبی بعدك ۔(معجم اوسط طبرانی)

میں نے جو کچھ بھی اللہ سے مانگا اس نے ضرور عطا کیا مگر مجھے یہ کہا گیا کہ تیرے بعد کوئی نبی نہیں]]۔

حدیث 28)

[[اول الرسل آدم وآخرهم محمد ۔(نوادر الاصول)

رسولوں میں اول آدم اور آخر محمد ہیں]]۔

حدیث 29)

[[وانا المقفی قضت النبین عامة وانا قثم ۔(مطالع المسرات)

اور میں تمام نبیوں کے آخر میں آیا ہوں اور نہایت کامل ہوں]]۔

حدیث 30)

[[قال آدم من محمد قال آخر ولدك من الانبیاء ۔(حلیۃ الاولیاء)

حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا کون محمد ﷺ جبریل نے کہا! نبیوں میں آپ کے آخری فرزند]]۔

حدیث 31)

[[الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعلمین وکافة للناس بشیراً و نذیراً وانزل علی الفرقان فیه تبیان لکل شیء وجعل امتی خیر امة اخرجت للناس وجعل امتی هم الاولین الآخرین فاتحا و خاتما ۔(مسند ابویعلی)

تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنایا مجھ پر فرقان نازل فرمایا جس میں ہر چیز کا بیان ہے میری اُمت کو بہترین اُمت قرار دیا اسے اول و آخر قرار دیا میں ہی فاتح اور خاتم (آخری نبی) ہوں]]۔

حدیث 32)

[[فقال یا رب من هذا قال هذا ابنك احمد هوالاول وهو الآخر وهو اول شافع و اول مشفع ۔(ابن عساکر)

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی اے مولا یہ کس کا نور ہے فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد ہے وہ اول بھی ہے اور آخر بھی ہے وہ پہلے شفاعت کرنے والا ہے اور انکی ہی شفاعت قبول ہوگی]]۔

حدیث 33)

[[قال صدقت یا اٰدم انه لاحب الخلق الی اذا سألتنی بحقه فقد غفرت لك ولو لا محمد ماخلقتك وهو اٰخر الانبیاء من ذریتك۔(معجم الکبیر طبرانی)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے آدم تو نے سچ کہا وہ مجھے ساری مخلوق سے پیارا ہے اور جب تو اس کے وسیلے سے مجھ سے مانگے گا تو میں نے تیری مغفرت فرمادی اور اگر محمد مصطفیٰ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا وہ تیری اولاد سے آخری نبی ہیں]]۔

حدیث 34)

[[انما بعثت فاتحاً و خاتما۔(شعب الایمان بیہقی)

مجھے فاتح اور خاتم بنا کر بھیجا گیا ہے]]۔

حدیث 35)

حضور دافع البلاء والشر وﷺ نے فرمایا! مجھے جبریل امین نے کہا یا رسول اللہ ﷺ!

[[سماك بالاول لانك اول الانبیاء خلقا وسماك بالآخر لانك اٰخر الانبیاء فی العصر وخاتم الانبیاء الی الالم۔(شرح شفاء تلمسانی)

حدیث 36)

[[حضور شافع یوم النشور ﷺ نے فرمایا! حضرت نوح علیہ السلام قیامت کے دن عرض کریں گے۔

دعوتهم یارب دعا فاشیا فی الاولین والاخرین امة بعد امة حتیٰ انتهی الی اخر النبین احمد فانتسخه وقرأه وامن به و صدقة۔(مستدرک حاکم)

اے اللہ میں نے اپنی قوم کو ایسی دعوت دی جو سب قوموں میں مشہور ہوگئی حتیٰ کہ احمد مصطفیٰ آخری نبی تک جا پہنچی انہوں نے اس دعوت کو لکھا پڑھا اس پر ایمان لائے اور انکی تصدیق کی]]۔

حدیث 37)

[[انا محمد ابن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم العربی الحرمی المکی لانبی بعدی ۔(تنبیہ الغافلین)

میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم عربی حرمی مکی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں]]۔

حدیث 38)

[[لا تقوم الساعة حتیٰ یخرج ثلاثون کذابون منهم مسیلمة والعنسی والمختار ۔(مسند ابو یعلی)

قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک تیس کذاب نہ نکلیں ۔ان میں مسیلمہ، عنسی اور مختار شامل ہیں۔

حدیث 39)

[[لانبی بعدی ولا امة بعد امتی ۔(بیہقی)

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری اُمت کے بعد کوئی اُمت نہیں]]۔

حدیث 40)

[[انت محمد رسول الله المقفی الحاشر ۔(دلائل النبوۃ)

آپ محمد رسول اللہ ہیں آخری نبی اور حاشر ہیں]]۔

ان احادیث کا خوب اچھی طرح سے مطالعہ کیجئے بار بار حضور ﷺ خاتم النبیین ہونے کا اعلان کر رہے ہیں اور **لانبی بعدی** فرما کر اسی لفظ خاتم النبیین کی تفسیر فرما رہے ہیں اور مفسرین فرماتے ہیں کہ چونکہ خاتم النبیین کے بعد **لا نبی بعدی** بطور تفسیر مذکور ہے لہذا اس جملے کا پہلے جملہ پر عطف نہیں کیا گیا۔(دیکھئے حدیث نمبر ۵) اس لیے کہ بلاغت کا قاعدہ ہے کہ جب جملہ ثانیہ جملہ اولیٰ کے لیے عطف بیان ہو تو پھر عطف ناجائز ہو جاتا ہے ۔اسلیے کہ عطف نسق چاہتا ہے تغائر کو اور عطف بیان چاہتا ہے کمال اتحاد کو ۔اور کمال وحدت اور مغائرت جمع نہیں ہو سکتی ۔(مسک الختام ص ۲۳)

یہ بھی واضح ہو کہ **لانبی بعدی** میں لانفی جنس کا استعمال ہوا ہے جو نکرہ پر داخل ہوا ہے اسکا معنی اب یہ بنا کہ میرے بعد یہ جنس ہی ختم ہے۔

اتنے واضح دلائل کے ہوتے ہوئے کسی ضعیف اثر سے استدلال کر کے اگر کوئی ختم نبوت کی خود ساختہ

تشریحات کو عام کرتا ہے اور یوں لغت کی گمراہی کے دروازے کھولتا ہے تو یقیناً وہ رب کے قہر و غضب کو دعوت دیتا ہے اور اسکے عذاب کا مستحق بنتا ہے۔ جیسا کہ قادیانی لفظ "خاتم النبیین" کو خاتم الشعرا پر قیاس کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ غالب کو خاتم الشعرا کہا جائے تو کیا اسکا مطلب یہ ہوگا کہ غالب کے بعد کوئی شاعر نہیں ہو سکتا۔ ہمارے نزدیک یہ قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ اولاً تو خاتم النبیین کلام خالق ہے جبکہ خاتم الشعرا کلام مخلوق۔ کلام مخلوق کو کلام خالق پر قیاس کرنا نہایت غلط ہے۔ بھلا قدیم کو حادث پر قیاس کرنا کون سا انصاف ہے۔ ثانیاً خاتم الشعرا میں جمع مکسر پر الف لام ہے جس میں مجازی معنی کی گنجائش نکل سکتی ہے۔ خاتم النبیین میں ایسا اصول کے خلاف ہے کیونکہ یہاں استغراق حقیقی کا فائدہ حاصل ہو رہا ہے ثالثاً نبوت کو شاعری پر قیاس کرنا عجیب ہے۔ شاعر تو ہوتے رہتے ہیں ولی محدث بھی لیکن حضور کے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن نہیں جو کہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ خود قادیانیوں کے گرو مرزا قادیانی نے کہا! "میں اپنے والدین کے ہاں خاتم الاولاد ہوں"۔ (دیکھئے حوالہ تریاق القلوب ص ۱۵۷، روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹) اور اس سے اسکی مراد یہ ہے کہ میرے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوئے۔ جیسا کہ سیاق و سباق گواہ ہیں) یعنی خاتم کے معنی اس نے آخری کیے تو ہم ان سے کہتے ہیں کہ جو معنی خاتم الاولاد میں خاتم کا کرتے ہو وہی خاتم النبیین میں بھی اور اگر بضد ہو کہ خاتم کا معنی ہر جگہ مہر ہی ہوتا ہے تو پھر یہاں بھی یہی ترجمہ کرو اور دیکھو کیا صورت بنتی ہے۔ مرزا قادیانی مہر لگانے جائیں گے اور اسکی والدہ بچے جنتی جائے گی۔ کیا یہ ترجمہ منظور ہے؟ اگر نہیں تو فوراً اقرار کرلو کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہی ہے۔ مرزا قادیانی پر اور اسکے انداز تکلم پہ لعنت بھیجو اور کلمہ پڑھ کر دل و جان سے نبی پاک ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لاؤ جیسا کہ ان پر ایمان لانے کا حق ہے۔ آخر ایک نئے نبی کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اسکی یہ ضرورت تو تب ہوناں کہ جب!

☆---پہلے نبی کی شریعت نامکمل ہو

☆---پہلے نبی کی شریعت میں تبدیلی آچکی ہو

☆---پہلے نبی کی شریعت منسوخ ہو چکی ہو

☆---پہلے نبی کی شریعت بھلائی جا چکی ہو

☆---پہلے نبی کی شریعت کسی خاص زمانہ کیلیے ہو

☆---پہلے نبی کی شریعت کسی خاص علاقہ کیلیے ہو

☆---پہلے نبی کی شریعت کسی خاص طبقہ کے لیے ہو

1۔ کیا حضور ﷺ جو شریعت لائے وہ نامکمل ہے؟

جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں اور دلیل ہے قرآن کریم کی یہ آیت! "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (مائدہ آیت ۳) آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے"۔

2۔ کیا شریعت اسلامیہ میں تبدیلی ممکن ہے؟

قطعاً نہیں کیونکہ قرآن حکیم کا محافظ خود رب کائنات ہے جس نے صراحتاً اعلان کر دیا! "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (حجر آیت ۹) بے شک ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں"۔ نیز فرمایا! "لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰهِ ط (یونس آیت ۶۴) اللہ تعالیٰ کی باتیں بدل نہیں سکتیں"۔

3۔ کیا شریعت اسلامیہ کی تنسیخ کا امکان ہے؟

شریعت اسلامیہ کا نزول بتدریج ہوا۔ اس اثنا میں کبھی کوئی حکم منسوخ ہوا تاہم جو حکم بھی منسوخ ہوا اس کی جگہ اس سے بہتر یا مثل لے آیا گیا۔

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰیَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا ط (بقرہ آیت ۱۰۶)

ہم اپنی جس آیت کو منسوخ کرتے یا بھلا دیتے ہیں اس کی جگہ اس سے بہتر یا ویسی ہی لاتے ہیں"۔

اس اسلوب قرآنی کے تحت ضروری تنسیخ ہو چکی اب کسی تنسیخ کی گنجائش نہیں۔

4۔ کیا شریعت اسلامیہ بھلائی جا سکتی ہے؟

چودہ صدیوں سے زیادہ عرصہ بیت چکا شریعت اسلامیہ کے کسی ایک حکم کو بھی نہیں بھلایا جا سکا تو کیسے ممکن ہے اب اسے بھلا دیا جائے۔

5۔ کیا شریعت اسلامیہ کسی مخصوص زمانہ کیلئے ہے؟

ارشاد قرآنی ہے! "قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعَا الَّذِیْ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ج (اعراف آیت ۱۵۸) (اے محمد ﷺ) کہہ دیں کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے۔

اس آیت میں جَمِیْعًا اور یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ جس میں ہر زمانہ اور ہر علاقہ کے افراد آ جاتے ہیں۔

6۔ کیا شریعت اسلامیہ کسی مخصوص علاقہ کیلئے ہے؟

اسلام سے قبل کی شریعتیں کسی نہ کسی علاقے کیلئے مخصوص تھیں۔ مثلاً!

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ط(ہود آیت ۸۴)

اور مدین والوں کی طرف ہم نے انکے بھائی شعیب کو بھیجا۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا (ہود آیت ۵۰)

اور عاد کی طرف ہم نے انکے بھائی ہود کو بھیجا۔

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا۔(ہود آیت ۶۱)

اور ثمود کی طرف ہم نے انکے بھائی صالح کو بھیجا۔

لیکن بانی اسلام ﷺ کو کسی ایک علاقے کی بجائے تمام عالمین کی طرف شریعت دے کر بھیجا گیا ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (انبیاء آیت ۱۰۷)

اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کیلیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

7۔ <u>کیا شریعت اسلامیہ کسی مخصوص طبقے کیلیے ہے؟</u>

نہیں بلکہ سرکار دو عالم ﷺ تو ساری دنیا کے لیے مبعوث کیے گئے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا (سبا آیت ۲۸)

اور (اے نبی) ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔

اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ چونکہ مذکورہ امور میں سے کوئی ایک بھی لاحق نہیں لہذا کسی نئی شریعت یا کسی نئے نبی کی ضرورت بھی نہیں۔اللہ کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے محبوب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے طفیل قرآن اور خود صاحب قرآن ﷺ کی ذات اقدس کے حوالے سے اغیار کی سازشوں کو ناکام فرمائے اور یہ اغیار دونوں جہانوں میں خائب وخاسر ہوں۔

آمین بجاہ النبی الکریم الامین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

عقیدہ ختم نبوت ﷺ

ثناءاللہ طیبی مجددی نقشبندی

عقیدہ ختم نبوت ﷺ اسلام کے چند بنیادی عقائد میں سے ایک ہے جن پر امت مسلمہ کا ہمیشہ سے اجماع رہا ہے۔اگر چہ بدقسمتی سے امت مسلمہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے، باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درھم برھم کیا اور فتنہ فساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا لیکن شدید اختلاف کے باوجود تمام مسلمان اس بات پر متفق رہے کہ حضور نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔جہاں عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں نے ایمان کا مرکز ومحور ہے وہیں یہ عقیدہ ان کی بقا اور سلامتی کا ضامن بھی ہے کیونکہ اس سے ایمان متزلزل ہوجائے تو ملت اسلامیہ کا شیرازہ چشم زدن میں سوکھے پتوں کی طرح بکھر جائے یہ عقیدہ ہی انہیں متحد ومنظم اور پرعزم رکھتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ غلامان مصطفٰے نے ہر دور میں اپنی جان پر کھیل کر اس کا تحفظ کیا، چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے!

(لوگو) محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔(سورۃ الاحزاب ،آیت ۴۰)

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خاتم النبین فرمایا، چنانچہ عربی زبان کی جس قدر مستند لغات ہیں، سب میں خاتم النبین کا معنی آخری نبی ہے۔لسان العرب جو کہ لغت کی مستند ترین کتب میں سے ہے، اس میں تہذیب کے حوالے سے لکھا ہے کہ خاتم اور خاتم دونوں نبی کریم ﷺ کے اسماء میں سے ہیں اور قرآن مجید میں خاتم النبین سے بھی یہی مراد ہے۔یعنی سب نبیوں سے پیچھے آنے والا اور حضور کے اسماء میں سے ''العاقب'' بھی ہے۔جس کا معنی بھی آخرالانبیاء ہے۔لغت کی دوسری کتابوں تاج العروس، مفردات راغب، المنجد، مصباح اللغات وغیرھم ان تمام میں خاتم النبین کا معنی آخری نبی ہی لکھا ہوا ہے چنانچہ یہ بات روزروشن کی طرح عیاں ہے کہ خاتم النبین کا معنی آخری نبی ہی ہے۔

خاتم النبین کے معنی کی مزید وضاحت کے لیے احادیث مبارکہ میں بیان آیا ہے چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ!

"میں اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہوئی تھی لوگ اس عمارت کے گرد گھومتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر ساتھ یہ بھی کہتے کہ اس اینٹ کی جگہ کیوں نہ رکھی گئی تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں"۔(بخاری شریف، کتاب المناقب)

اگر مندرجہ بالا حدیث میں غور کیا جائے تو بلاغت نبوی کے اعجاز کا اعتراف خود بخود ہو جاتا ہے کہ جب ایک عمارت مکمل ہو جاتی ہے اور اس میں کوئی خالی جگہ نہیں رہتی تو کوئی ماہر انجینئر بھی اس میں ایک اینٹ کا اضافہ نہیں کر سکتا ۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری سے قصر نبوت مکمل ہو گیا ،اب اس میں کسی کی کوئی گنجائش نہیں ،یہ ایک حدیث ہی اتنی جامع اور اتنی معنی خیز ہے کہ ختم نبوت کے عقیدہ کے لیے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی ۔چنانچہ صحاح ستہ کی کتاب سنن ابن ماجہ میں حضور ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ!

"اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ،میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو اور وہ ضرور تمہارے اندر ہی سے نکلے گا"۔

اس حدیث پاک سے جس طرح حضور کا آخری نبی ہونا ثابت ہوتا ہے ،اسی طرح حضور کی امت کا آخرالامم ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمانہ نبوت ہی میں یہ پیشگوئی فرمادی تھی کہ میرے بعد میری امت میں کذاب پیدا ہوں گے جو کہ جھوٹا دعویٰ نبوت کریں گے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں ،چنانچہ یہ حدیث مبارک سنن ابی داؤد نے کتاب الفتن میں نقل کی ہے کہ حضور کریم ﷺ نے فرمایا کہ!

"میری امت میں ۳۰ کذاب ہوں گے ،جن میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے ،حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق بہت سے لوگوں نے دعویٰ نبوت کیا چند کاذبین کے نام یہ ہیں ۔مسیلمہ کذاب ،اسود عنسی ،سجاع بنت حارث ،مختار ثقفی ،میمون بقداح ،طلیحہ بن خویلد ،ابن مقنع ،سلیمان قرمطی ،بابک خرمی ،عیسیٰ بن مہرو ،مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہم۔

نبی کریم ﷺ سلسلہ نبوت کے خاتم ہیں کیونکہ آپ کی بعثت ان تعلیمات کا آخری حوالہ ہیں جو موقع اور محل کی

مناسبت سے نازل کی جاتی رہیں، ہر الہامی راہنمائی کے بنیادی عناصر ایک سے تھے کیونکہ یہ ایک ہی ذات کے عطا کر دہ تھے، رسول معظم، شفیع مکرم ﷺ کا پیغام ان الہامی تعلیمات کا نقطۂ عروج بھی ہے اور آخری حوالہ بھی کہ نعمت تمام ہوئی، دین مکمل ہوا اور آپ کا لایا ہوا دین رضاءِ خالق کا حامل ٹھہرا، اب کسی اور نوشتہ ہدایت کی ضرورت نہ ٹھہری کہ یہ ہدایت ہمہ جہت بھی ہے اور بے لاگ بھی، انسانیت کو اپنے سفر حیات میں ایسا راہنما میسر آ گیا جس کا اسوہ کامل بھی ہے اور حسن و جمال کا مرقع بھی، وہ خود محترم جو شہر مکہ کی پرخار راہوں سے بھی آشنا ہے اور لامکاں کے ہمہ آفتاب راستوں سے بھی آگاہ ہے، اسی وجود مکرم نے انسانی شعور کو آگہی روابط کو سلیقہ اور ہر روش کو قرینہ عطا کیا ہے عقائد کی راستی، سیرت کی استواری اور معاشرت کی خوش ادائیگی اسی وجود معظم کی خیرات ہے قرآن حکیم جو خالق اکبر کا کلام ہے اور نبی آقا ق علیہ الصلوٰۃ والسلام جو رب العالمین کے حبیب ہیں، آپ نے خیال و لفظ کی بھی تطہیر کی اور عمل و کرداری بھی۔ اسی لیے کبھی کسی اور راہنما یا کسی اور نوشتہ کی ضرورت باقی نہ رہی۔ اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے حکیم الامت، ڈاکٹر محمد اقبال نے فرمایا!

نوع انسان را پیام آخریں
حامل او رحمت اللعالمین

اسی لیے یہ اعلان بھی کیا!

پس خدا با ما شریعت ختم کرد — بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را — او رسل را ختم و ما اقوام را

یہی وجہ تھی کہ خاتم النبیین نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جب تورات پڑھتے ہوئے دیکھا تو باوجود اس کے کہ تورات الہامی کتاب ہے اور خود قرآن مجید میں بھی اس کے اندر ہدایت و نور کی موجودگی کی نشاندہی کی گئی ہے فرمایا! "تورات کی بات نہیں، اگر صاحب تورات، حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اس عالم مظاہر میں ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے سوا کوئی صورت میسر نہ آتی"۔

انسان جب خالق ارض و سما کی حکمتوں سے آگاہی نہیں پاتا تو فریب نفس کا شکار ہو جاتا ہے اور اگر اسے حالات کی زرا کشادگی نصیب ہو جاتی ہے تو ذاتی فیصلوں کو الہامی احکام کا بدل سمجھنے لگتا ہے، تاریخ انبیاء گواہ ہے کہ برگزیدہ وجود، لائق احترام شخصیت اور معاشی فلاح کا ضامن وجود بھی ان لوگوں کی نظروں میں نہ جچا جو اپنی ریشمی عباؤں میں تکبر و نخوت کی نمائندگی کر رہے تھے، نبی اللہ تعالیٰ کا فرستادہ اور اس کا انتخاب ہوتا ہے مگر بدطینت افراد اس انتخاب پر معترض

ہوتے رہے، کبھی خاندانی وجاہت کا حوالہ دیتے تو کبھی مال وزر کی کثرت پر ناز کرتے، ان کا خیال تھا کہ نبی ان کا انتخا
ب ہونا چاہیے، اسی طرح وہ نبی کے وجود سے انکار نہ کرتے تھے بلکہ خالق کائنات کی قدرت کے بھی انکاری تھے، اسی
پر تو ارشاد ہے کہ نبوت شرف ہے اور رضائے خالق کا اظہر ہے کہ!

"اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اپنے عطا کردہ منصب رسالت کو کہاں دے دے"۔(سورۃ الانعام:۱۲۴)

اللہ تعالیٰ کے برحق انبیاء سے انکار ایک بدرویہ تھا کہ جب وہ اپنے منتخب افراد کو رسالت سے نواز رہا ہے تو
کفر کرلیا گیا ہے اور دوسرا بدترین رویہ وہ سامنے آیا کہ جس کو وہ اس منصب کے لیے چن نہیں رہا، وہ اپنی ڈھٹائی سے
اس منصب پر قبضہ کرنے کا اعلان کردے، دونوں صورتیں رب کائنات کی قدرت، حکم اور سلطانیت سے بغاوت ہیں،
نبی کریم ﷺ سے پہلے لوگ انکار نبوت کے مرتکب ہوئے تو عذاب نازل ہوا، آپ کے بعد بعض بدفطرت ادعائے نبو
ت کے مجرم ہوئے تو ملت اسلامیہ کو ان کی سرکوبی کا حکم دیا گیا کہ صرف دعویٰ نہیں بلکہ خالق کی قدرت سے بغاوت اور
عصمت نبوت کے خلاف سازش ہے اور کوئی معاشرہ نظریات سے انحراف اور اتحاد و یکجہتی کے خلاف سازش کو بردا
شت نہیں کرسکتا، یہ آئین اسلام کی خلاف ورزی بھی ہے اور سماجی اضطراب کا شاخسانہ بھی، رسول اللہ ﷺ نے ہر وہ در
بند کردیا جہاں سے یہ فتنہ برپا ہوسکتا تھا، حتیٰ کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمتوں کے بیان میں بھی اسی احتیا
ط کا اظہار فرمایا ہے۔

یہ بات بھی یاد رہنی چاہیے کہ اسلامی تعلیمات میں ذاتِ رسالت مآب ﷺ کی عظمت و قوت پر بار بار زور دیا گیا ہے اور
یہ بھی کہ آپ کی محبت کو اسلام کی اساس قرار دیا گیا ہے، متعدد احادیث وفرامین اس پر شاہد ہیں کہ نبوت کا تصور محبت
کے بغیر مکمل نہیں ہوتا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

"نبی کریم ﷺ مومنین سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں"۔(الاحزاب:۶)

قربت کا یہ تصور شراکت برداشت نہیں کرسکتا، محبت حبیب کبریا ایسی یکسوئی چاہتی ہے کہ جس میں کوئی دوسرا
شریک نہ ہو یہی وہ جذبہ ایمان واخلاص تھا کہ جس نے کسی بھی لحہ کسی اور نبی کے وجود کو برداشت کرنے سے انکار کیا
، کسی مدعی نبوت نے نہ کوئی دلیل مانگی اور نہ اس کے اعمال وافعال کو وجہ پسند وناپسند بنایا بلکہ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ
جب بھی کسی بدباطن نے ایسی جسارت کی، امت کا غیض وغضب مچلنے لگا، حتیٰ کہ اس حوالے سے مناظرہ بازی بھی نہ
ہوئی کہ عقیدہ ختم نبوت کسی وضاحت ودلیل کا محتاج نہیں تھا۔ دلائل طلب کرنا درست یا غلط ہونے کے امکان کو تسلیم کرنا
تھا جو کہ وحدت ملی کو پارہ پارہ کردینے کے مترادف تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلے میں رہنمائی کا سامان حضور کی حیا

ت ظاہری ہی میں پیدا کر دیا تھا کہ جب اسود عنسی نے مفادات کا کھیل کھیلا، اقتدار پر قبضہ کرنے کے بعد نبوت کا دعویٰ کر دیا مگر مومنانہ جذبوں کے حامل مومن صادق کے ایک وار ہی سے ڈھیر ہو گیا، رسول اللہ ﷺ کو اس واقع کی خبر ملی اگر یہ عمل مملکت اسلامیہ کے آئین تحفظ سے ٹکراتا تو ضرور باز پرس کی جاتی، مگر ایسا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس عمل کو نبی کریم ﷺ کی رضا حاصل تھی۔ بعض علماء کے نزدیک تو یہ روایت بھی موجود ہے کہ حضور نے خود اس کو قتل کا ارشا فرمایا تھا۔ توہین نبوت، دعویٰ نبوت کی صورت میں سامنے آئی تو آپ کا عمل اور رویہ آشکار ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ کے سا منے بنی حنفیہ کے افراد نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا مگر ذرا مہلت پاتے ہی ان کے سردار مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کر دیا۔ مقصد اسود عنسی کی طرح حصول جاہ وحشم ہی تھا، چنانچہ دربار رسالت میں لکھا کہ! ''میں نبی ہوں، اس لیے جزیرہ نمائے عرب کو دو حصوں میں تقسیم کر لیا جائے اور آدھا علاقہ اسے دے دیا جائے''۔ نبی کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا اور خط میں لکھا کہ!

''بے شک زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، اس کا وارث بناتا ہے اور نیک انجام متقیوں کے لیے ہے''۔

چنانچہ اس خط سے واضح ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کا خط موصول ہونے پر دعویٰ نبوت کی صداقت پر کوئی دلیل طلب کیے بغیر کذاب تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے زمین کا قبضہ عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ قرآ ن مجید میں موجود ہے کہ!

''زمین کا وارث میں اپنے صالح بندوں کو بناتا ہوں''۔ (سورۃ النساء:۱۰۵)

یاد رہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ اسے کوئی قطعہ زمین عطا کر دیتے تو یہ عطاء الٰہی قرار پاتا مگر اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے اسے نبی تو کجا، عبد صالح بھی تسلیم نہیں فرمایا اور متقین کے نیک انجام کا ذکر فرما کر اس کے انجام بد کی بھی خبر دے دی۔ چنانچہ مسیلمہ کذاب کے خلاف بھی ایسا ہی رویہ اپنانا تھا جیسا کہ اسود عنسی کے ساتھ اپنایا تھا مگر آپ ﷺ د نیا سے ظاہراً پردہ فرما گئے اور آنے والی نسلوں کے لیے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نمونہ قائم کرنے کا موقع مرحمت فرما گئے، چنانچہ عہد صدیقی میں قدم قدم پر فتنوں نے سر اٹھایا ایسے نازک مواقع پر مصلحتیں قدم تھام لیتی ہیں مگر ایمان صدیق کی استقامت دیکھیے کہ ایک لمحہ بھی تاخیر نہ فرمائی۔ عاشق حبیب کے کردار نے اپنے عشق پر آنچ نہ آنے دی اور پرخلوص محبت شعار نے کسی مدمقابل یا مثیل کو برداشت نہ کیا۔ مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ میں کثیر صحابہ کرام شہید ہوئے، حتی کہ ۷۰۰ کے قریب حفاظ نے بھی جام شہادت نوش فرمایا مگر رفیق غار نے ثابت کر دیا کہ میں حفاظ قر آن تو شہید کرا سکتا ہوں مگر عصمت رسالت کی حفاظت سے غافل نہیں ہو سکتا، یہ اسوہ صدیقی ہر گام پر راہنما ہے کہ با

حل موقع کی تلاش میں رہتا ہے، اور جس طرح نگاہِ صدیق نے اس ملفوف فتنے کو بھانپنے میں ذرا برابر غلطی نہ کی اور ان کا یقین کسی مرحلہ پر بھی مصلحت کشی کا شکار نہ ہوا، اسی طرح امت مسلمہ کو ہر دور میں تحفظ رسالت کا فریضہ انجام دینا ہے ،مدعیان نبوت کی نمازیں، ان کے دینی رویے کسی مداہنت یا تشکیک کا باعث نہ بنیں کہ روایات موجود ہیں کہ مسیلمہ کذاب کے لشکروں سے اذانوں کی آوازیں آتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت بھی دی جاتی تھی۔ چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی کی آویزش ہر دور میں جاری رہی ہے۔ مسیلمہ کذاب سے اس تاریخ ظلمت کی ابتداء ہوئی، طلیحہ اسدی اور اسود عنسی اس کے ابتدائی ابواب تھے، بہاءاللہ اور محمد علی اسکی درمیانی کڑیاں تھیں اور مرزا غلام احمد قادیانی اس قافلہ شب کا آخری خطرناک کردار تھا، جس نے اپنی ریشہ دوانیوں سے اپنے تمام پیشروں کو بھی مات دے دی۔ اسلام دشمنوں کا یہ متفقہ مشن رہا ہے کہ

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد ﷺ اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کر فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

مسلمان اپنے آقا و مولی، رسول کریم ﷺ سے شدید محبت کرتے ہیں اور اس محبت کی دیوار میں دراڑیں ڈال دینے ہی سے مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ اگر اس محبت کے رشتہ کو منقطع کر دیا جائے تو مسلمان قوم اپنی موت آپ
مر جائے گی۔ مگر کروڑ ہا رحمتیں اور برکتیں ہوں خداوند قدوس کی اُمت مسلمہ کے ائمہ کرام وعلماء عظام پر جنھوں نے ہر موقع پر مسلمانوں کی سرپرستی کرتے ہوئے نعرہ جہاد بلند کیا اور مدعیان نبوت کو واصل بہ جہنم کر دیا۔
یاد رکھیے کہ بنیادی عقائد کے بارے میں فیصلے دوٹوک اور واضح الفاظ میں جرأت مندانہ ہونے چاہئیں چنانچہ محبت رسول کے چراغ روشن کیجئے کہ اسی میں تحفظ ملت اور حفاظت عقیدہ کا راز مضمر ہے اور یہ محبت رسول ہمیں صوفیاء و اولیاء اللہ کے آستانوں سے ہی میسر آسکتی ہے لہذا کسی نہ کسی مرشد کامل کا دامن ضرور تھام لیجئے کہ اسی میں فلاح دارین ہے۔ اللہ تبارک وتعالی سے دعا ہے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے نظروں کو روشنی، دلوں کو محبت اور اعمال کو پابندِ آداب بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی الامین ﷺ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

خَاتَمُ النَّبِیّن کا خَاتِم

پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد

قرآن مجید فرقان حمید کتاب عزیز اور نجات وحید کے ۲۲ ویں پارے کی سورۃ الاحزاب کی آیہ ۴۰ مع ترجمہ یوں ہے!

''مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُمْ وَلٰکِن رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا O (سورالاحزاب: ۴۰) محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن (آپ ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے''۔

حضرت محمد ﷺ نے جب سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو سیدہ خدیجہ طاہرہ نے اپنے غلام زید بن حارث کو آپ ﷺ کی جناب عالی میں برائے خدمت پیش کیا۔ حضرت زید بن حارث کا تعلق قبیلہ کلب سے تھا۔ انکو بچپن میں قبائل کی آپس کی غارت گری کے دوران اٹھالیا گیا تھا۔ اور پھر غلام بنا کر بیچ دیا گیا تھا۔ مکہ کے حکیم بن حزام نے آپ کو خریدا اور اپنی پھوپھی حضرت سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ پھر سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہ سے آپ خدمت نبوی ﷺ میں آگئے گویا آپ ﷺ کی خدمت میں آکر زید کی قسمت بدل گئی۔

ہے غلامی، نیک نامی آپ کی خدمت میں خوب   کاش قسمت زید کی سی اپنی ہو تو ہے یہ خوب

حضرت محمد مصطفی ﷺ کی خدمت اقدس میں حضرت زید نے وہ پیار وہ شفقت وہ بندہ پروری وہ عظمت و برتری پائی کہ بعد کے ایام میں اُن کے والد اور چچا زید کا پتہ کرتے کرتے مکہ آگئے اور سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے بیٹے کی واپسی کی درخواست کی۔ شاہ لولاک ﷺ نے حضرت زید کو بلا بھیجا اور اختیار دے دیا کہ اگر وہ اپنے باپ اور چچا کیساتھ جانا چاہیں تو بلا جھجک جا سکتے ہیں۔ مگر حضرت زید نے آزادی پر محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کو ترجیح دی خواجہ حافظ نے شاید اسی واقعہ کو سامنے رکھ کر اپنا یہ لاجواب شعر کہا ہے۔

بولائے تو کہ گر بندہ خویشم خوانی   از سر خواجگی کون و مکاں برخیزم

بعد ازاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے زید کو آزاد کر دیا اور اپنا منہ بولا بیٹا بنا کر اسپر محبت و شفقت کی انتہا کر دی کہ اہل مکہ زید بن حارث کو زید بن محمد کہنے لگے۔ حضرت زید آزاد غلاموں میں سب سے پہلے مسلمان تھے۔

آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کروا دیا۔ ہم کفونہ

ہونے کی وجہ سے یہ رشتہ مناکحت زیادہ دیر نہ چل سکا۔چنانچہ حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی۔اور مابعد مختلف وجوہات کی بناپر رسول اللہﷺ نے زینب سے نکاح کرلیا۔جس پر اہل مکہ کی طرف سے اعتراض ہوا کہ زید آپ کے منہ بولے بیٹے ہیں اور منہ بولا بیٹا عربوں میں حقیقی بیٹے کی طرح ہوتا ہے۔اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بیوی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) عربوں کے رسم ورواج کے مطابق حقیقی بیٹے کی بیوی کی حیثیت بہو کی ہے جس سے محمد رسول اللہﷺ کا نکاح کرنا ظلم وزیادتی ہے۔جواباً اللہ رب العزت کی طرف سے سورۃ الاحزاب کی مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ!

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے (حقیقی) باپ نہیں اور منہ بولا باپ حقیقی نہیں ہوتا۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا محمد رسول اللہﷺ کے لیے (حقیقی بیٹے کی بیوی) بہو کا درجہ نہیں رکھتی۔لہذا عربوں کے رسم ورواج غلط اور حکم الہی کی روشنی میں رسول اللہﷺ کا عمل درست وجائز۔اسکے بعد فرمایا کہ آپﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کا رسول پوری اُمت کا روحانی باپ بھی ہوتا ہے۔بلکہ باپ سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔رسول کا حکم مقدم اور فیصلہ رسول کا فیصلہ بھی ہے اور باپ کا فیصلہ بھی۔لہذا رسول کا منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔

اسکے بعد فرمایا!

وخاتم النبیین اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔اور نبیوں کے سلسلہ کے آخر میں ہیں۔لہذا ضروری ہے کہ نبیﷺ چونکہ خاتم النبیین ہیں اسی وجہ سے ضروری ہوا کہ آپﷺ کے ہاتھوں دین کے ہر شعبہ کی تکمیل ہوجائے اور دین کے کسی پہلو میں خامی نہ رہ جائے۔اس مقصد کی بجا آوری کے لیے یہ ضروری ہے کہ متبنی کی بیوی (یا مطلقہ) سے متعلق جو تصور عربوں میں زمانہ جاہلیت سے چلا آرہا ہے اس کو عملاً بدل کے دکھادیا جائے اور پھر لوگوں کے شوروغوغا کی پرواہ نہ کرتے ہوئے متبنی کی مطلقہ جو کہ حقیقی بیٹے کی مطلقہ کی طرح حرام نہیں ہے سے نکاح کر کے اللہ کے حکم کو پورا کردیا جائے۔مندرجہ بالا گفتگو میں رسول اللہﷺ کی ایک خاص صفت "خاتم النبیین" کو بیان کر کے اللہ پاک نے قیامت تک کسی نبی یا رسول کی آمد کو بند کردیا اور محمد رسول اللہﷺ کی نبوت ورسالت کو قیامت تک جاری و ساری فرمادیا۔لہذا اب جمہور مسلمان اُمت کا اجتماعی واجماعی عقیدہ ہے کہ محمد رسول اللہﷺ کے دعویٰ نبوت سے لیکر قیامت تک صرف آپﷺ کی نبوت ورسالت رہے گی آپ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔نبوت ورسالت کا اجراء بند،وحی بند،نئی شریعت کا امکان ختم صرف قرآنی شریعت ہی قیامت تک نافذ العمل رہے گی۔آپﷺ کے بعد

کسی بھی قسم کا دعویٰ نبوت ورسالت یا نزول وحی مردود و نا مقبول اور ایسا دعویٰ کرنے والا کافر و بے دین قرار پائے گا کیونکہ!

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

ایک سو قرآنی آیات اور دو سو دس روایات سے آیہ خاتم النبیین کی تائید و توثیق ہوتی ہے اور محمدی اعلان نبوت سے آج تک ہر دور میں نبوت یا رسالت یا وحی کا دعویٰ کرنے والوں کو نہ صرف جھٹلایا گیا بلکہ انکو کافر و بے دین قرار دیا گیا اور جہاں ممکن ہوا ان کو تہہ تیغ کیا گیا اور جہاں ضروری ہوا انکے خلاف فوج کشی کی گئی۔

دعویٰ کرے نبوت و رسالت کا جو رذیل
کُل اُمت محمدی اسکو کرے ذلیل
گر لائے وہ نشاں، کرے کیسی بھی تاویل
لختم ولا کے سامنے رد اس کی ہر دلیل

منکرین ختم نبوت اور قائلین اجرائے نبوت نے لفظ ختم اور خاتم کے معانی میں تاویلیں اور معنوی تحریفیں کر کے اُمت محمدی کو علمی چکمہ دینے کی کوشش کی ہے۔ موجودہ مقالہ میں لغت اور تفاسیر کی روشنی میں آیہ ختم نبوت (وخاتم النبیین) کے خاتم کی وضاحت بقید حوالہ رقم کی جاتی ہے۔

الف) خَاتِم اور خَاتَم دونوں لفظ اہل لغت کے نزدیک بالکل ہم معنی ہیں۔ قوم کا آخری فرد، کسی شے کا انجام، خط کے آخر کی مہر یہ سب چیزیں اسکے مفہوم میں داخل ہیں۔[۲]

ب) اس آیت (خاتم النبیین) سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ عاصم کی قرأت میں خاتم تائے مفتوحہ سے ہے اور دیگر قرآء کے نزدیک خاتم تائے مکسورہ کیساتھ ہے خاتَم تائے مفتوحہ کا معنی وہ مہر ہے جو تالے پر لگائی جاتی ہے یہاں اس کا اطلاق پیغمبر ﷺ اور لحاظ سے ہے کہ آپ ﷺ باب نبوت کے قفل پر مہر ہیں جو قیامت تک بند رہے گا۔

خاتِم تائے مکسورہ کا معنی ہے مہر لگانے والا۔ آپ ﷺ نے نبیوں کو ختم کر کے ان کے سلسلہ پر خاتمہ کی مہر لگا دی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت سے اسکی تائید ہوتی ہے۔[۳]

ج) عربی لغت اور محاورے کی رو سے ختم کے معنی مہر لگانے بند کرنے آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔ چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

ختم العمل کے معنی ہیں **فرغ من العمل** (کام کر کے فارغ ہوگیا)

ختم الاناء کے معنی ہیں برتن کا منہ بند کر دیا اور اس پر مہر لگادی تا کہ کوئی چیز اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو۔

ختم الکتاب کے معنی ہیں خط بند کر کے اس پر مہر لگادی تا کہ خط محفوظ ہو جائے۔

ختم علی القلب کے معنی ہیں دل پر مہر لگادی کہ نہ کوئی بات اس کی سمجھ میں آئے نہ پہلے سے جمی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل سکے۔

ختام کل مشروب کے معنی ہیں وہ مزہ جو کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے۔

خاتمۃ کل شیء عاقبتہ واخرتہ معنی ہے ہر چیز کے خاتمہ سے مراد اس کی عاقبت اور آخرت (یہ بھی آخری کے معنی دے رہا ہے)

ختم الشیء بلغ اٰخرہ ' کے معنی ہیں کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے اس کے آخر تک پہنچ جانا اسی معنی میں ختم قرآن بولتے ہیں اور اسی معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو خواتیم کہا جاتا ہے۔

خاتم القوم اٰخرھم معنی ہے خاتم القوم سے مراد ہے قبیلے کا آخری آدمی ہے

اسی بنا پر تمام اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے لیے ہیں عربی لُغت و محاورے کی رو سے خاتم کے معنی ڈاکخانہ کی مہر کے نہیں جسے لگا لگا کر خطوط جاری کیے جاتے ہیں بلکہ اس سے مراد وہ مہر ہے جو لفافے پر اس لیے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے اور نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے۔یعنی یہ seal ہے stamp نہیں ہے۔دونوں کا فرق انگلش اور اردو لغت سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔۵

د) لغت میں ہے خاتم القوم وخاتِمھم اٰخرھم یعنی قوم کا خاتِم یا خاتَم ان کا آخری ہے انبیاء علیہم السلام ایک قوم ہیں پس انکا خاتم ان کا آخری ہے پس نبیوں کے خاتم کے معنی نبیوں کی مہر نہیں بلکہ آخری نبی ہیں۔یہاں ان سب احادیث کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں جن میں آیت خاتم النبیین کی تشریح کی گئی ہے یا جن میں آنحضرت ﷺ کے بعد نبی کا نہ آنا بیان کیا گیا ہے اور یہ احادیث متواترہ ہیں جو صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں اور اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔۶

ہ) ابن عامر و عاصم نے خاتم کو بفتح تا (خاتَم) پڑھا ہے۔جس کے معنی مہر کے ہیں یعنی آپ ﷺ سب نبیوں کی مہر ہیں

جب کسی چیز پر بند کر کے مہر لگا دیتے ہیں تو اس میں اور چیز داخل نہیں ہوتی اس لیے آپ ﷺ سے سلسلہ نبوت کو تمام کر کے اس پر مہر کر دی گئی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آوے گا۔

اور دوسرے قرأ نے خاتم کو بکسر تا خاتِم پڑھا ہے اور اسم فاعل کا صیغہ قرار دیا ہے مطلب دونوں کا ایک ہی ہے یعنی بند کرنے والا یا مہر لگانے والا ہے

و) عاصم نے لفظ خاتم ت کے زبر کیساتھ پڑھا ہے جسکے معنی ہیں آلہ ختم جس سے مہر کی جاتی ہے جیسے طابع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے ٹھپہ لگایا جائے مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ انبیاء میں سب سے آخر تھے جن کے ذریعہ سے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگا دی گئی فارسی میں اسے "مہر پیغمبراں" کہیں گے یعنی آپ ﷺ سے نبوت کا دروازہ سربمہر کر دیا گیا اور پیغمبروں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا باقی قاریوں نے اسے ت کے زیر کیساتھ پڑھا ہے اسم فاعل یعنی آپ ﷺ مہر کرنے والے تھے فارسی میں اسکو "مہر کنندہ پیغمبراں" کہیں گے اس طرح یہ لفظ خاتم بھی خاتَم کا ہم معنی ہی ہے۔

اب آپ ﷺ کی اُمت کے علماء آپ ﷺ سے صرف ولایت ہی کی میراث پائیں گے نبوت کی نہیں۔ آپ ﷺ کی ختمیت (صفت ختم نبوت) کے باعث ختم ہو چکی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ ﷺ خاتم النبیین ہونے میں قادح نہیں ہے۔۸

ز) اس وقت میرے پاس علم لغت کی دوسری کتب کے علاوہ الصحاح للجوہری اور لسان العرب لابن منظور موجود ہیں جن کا شمار لغت کی اُمہات الکتب میں ہوتا ہے اور انکے مطالعہ سے اس لفظ خاتَم مصدر (خَتْمٌ) کی تحقیق کریں ایک چیز پیش نظر رہے کہ صحاح کے مؤلف علامہ حماد بن اسماعیل الجوہری کا سن ولادت ۳۳۲ ہجری اور سال وفات ۳۹۳ ہجری یا ۳۹۸ ہجری ہے اور لسان العرب کے مؤلف علامہ ابو الفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری کا سن ولادت ۶۳۰ ہجری اور سال وفات ۷۱۱ ہجری ہے یہ تفصیل عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ فتنہ انکار ختم نبوت ۹ سے صدہا سال پہلے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں لہذا ان کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ انہوں نے مذہبی تعصب یا ذاتی عقیدہ کے باعث یہ لکھا ہے بلکہ انکی تحقیقات اہل لغت کے اقوال کے عین مطابق ہیں۔ آیئے پہلے صحاح کی عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

ختم الله له بخير خدا اسکا خاتمہ بالخیر کرے۔

وختمت القرآن، بلغت اخرته یعنی میں نے قرآن آخر تک پڑھ لیا ہے۔

اختمت الشي نقيض افتتحته افتتاح کی نقیض (متضاد) اختتام ہے۔

والخاتَم والخاتِم بکسر التاء و فتحها والختام والخاتام کله بمعنی و خاتمة الشی اٰخره یعنی خاتَم، خاتِم، ختام خاتام سب کا ایک ہی معنی ہے اور کسی چیز کے آخر کو **خاتمة الشی** کہتے ہیں۔ **ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء علیھم الصلوٰة والسلام** ۔اور حضرت محمد ﷺ تمام نبیوں سے آخر میں تشریف لائے۔

علامہ ابن منظور افریقی لسان العرب میں لکھتے ہیں!

"**ختام الوادی اقصاہ و ختام القوم وخاتِمھم اٰخرھم ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء علیه وعلیھم الصلوٰة والسلام** وادی کے آخری کونا کو ختام الوادی کہتے ہیں قوم کے آخری فرد کو ختام، خاتم اور خاتَم کہا جاتا ہے اسی مناسبت سے حضرت محمد ﷺ کو خاتم الانبیا فرمایا گیا ہے"۔

لسان العرب میں التہذیب کے حوالے سے لکھا ہے!

"**والخاتِم والخاتَم من اسماء النبی ﷺ و فی التنزیل العزیز ولکن رسول الله وخاتم النبین ای اٰخرھم ومن اسمائہ العاقب ایضاً و معناہ اخر الانبیاء**۔ یعنی خاتم و خاتَم نبی کریم ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ہیں قرآن مجید میں ہے **ولکن رسول الله و خاتم النبین** یعنی سب نبیوں سے پیچھے آنے والا اور حضور ﷺ کے اسما میں سے العاقب بھی ہے اسکا معنی آخر الانبیاء ہے"۔

اہل لغت کی ان تصریحات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خاتم کی تا پر زیر ہو یا زبر اس لفظ کا معنی (دونوں حالتوں) میں آخری ہے اس معنی کی تائید کے لیے اہل لغت نے ایک دوسری آیت سے بھی استدلال کیا ہے۔ **وختامه مسکٌ ای اٰخرہ مسك** یعنی اہل جنت کو جو شروب پلایا جائے گا اس کے آخر میں انہیں کستوری کی خوشبو آئے گی۔

ختم نبوت کے منکرین اس موقع پر یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ خاتم کا معنی جو آپ نے بیان کیا ہے (آخری) وہ یہاں مراد نہیں ہے بلکہ اس (لفظ خاتَم) کا دوسرا معنی مراد ہے اور یہ معنی لغت کی اُن کتابوں میں موجود ہے جن کا حوالہ آپ نے دیا ہے جب ایک لفظ کے دو معنی ہوں تو ایک معنی لینے پر بضد ہونا اور دوسرے معنی کو ترک کر دینا تحقیق حق کا کوئی اچھا مظاہرہ نہیں ہے۔وہ کہتے ہیں! کہ ہم بھی اس آیت (**وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ**) کو مانتے ہیں اور اس کے معنی اپنی طرف سے نہیں گھڑتے تا کہ ہم پر تحریف قرآن کا الزام لگایا جائے بلکہ

لغت عرب کے مطابق ہی اسکا مفہوم بیان کرتے ہیں لہٰذا کسی کو ہم پر اعتراض کا حق ہی نہیں پہنچتا۔

صحاح اور لسان العرب دونوں میں خاتم کا معنی مہر یا مہر لگانے والا مذکور ہے آیت کا یہی معنی ابلغ اور شان رسالت کے شایان شان ہے کہ حضور ﷺ انبیاء پر مہر لگانے والے ہیں جن پر حضور ﷺ نے مہر لگا دی وہ نبوت کے شرف سے مشرف ہوگا اور جس پر مہر نہ لگائی وہ نبوت کے منصب پر فائز نہیں ہو سکتا۔

منکرین ختم نبوت کی درج بالا دلیل کے متعلق گزارش ہے کہ بے شک لغت کی کتابوں میں خاتَم کا معنی مہر یا خاتَم کا معنی مہر لگانے والا مرقوم ہے لیکن انہوں نے تصریح کر دی ہے کہ مذکورہ آیت میں خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین ہے۔ یہاں فقط یہی معنی مراد ہے (یعنی نبیوں میں آخری نبی) اور یہ لوگ اگر مصر ہوں کہ یہاں خاتم کا دوسرا معنی مراد ہے تو اس سے بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مطالعہ کرتے ہوئے غور و تدبر سے کام نہیں لیا انہوں نے مہر سے مراد ڈاک کانے کی مہر یا کسی افسر کی مہر سمجھی ہے (بزبان انگریزی stamp) کہ لفافہ یا کارڈ پر مہر کا ٹھپہ لگایا اور اسے آگے بھیج دیا، یا کسی کی درخواست پر اپنی مہر ثبت کی اور اسے مناسب کاروائی کے لیے متعلقہ دفتر کی طرف روانہ کر دیا۔ حالانکہ مہر کا جو مفہوم اہل لغت نے لیا ہے وہ قطعاً اسکے خلاف ہے کاش انہیں بے جا تعصب اس امر کی اجازت دیتا کہ وہ ائمہ لغت کی عبارتوں میں غور کرتے۔ آیئے ہم آپ کی خدمت میں یہ عبارتیں پیش کرتے ہیں تا کہ آپ صحیح فیصلہ پر پہنچ سکیں۔ لسان العرب میں ہے!

"**ختمه یختمه ختمًا و ختامًا، طبعه فهو مختوم و مختّم شدد للمبالغة** یعنی ختم کا معنی مہر لگانا اور جس پر مہر لگا دی جائے اسکو مختوم اور مبالغہ کے طور پر مختّم کہتے ہیں"۔

اسکے بعد مؤلف لسان العرب لکھتے ہیں!

"**ومعنی ختم و طبع فی اللغة واحد وهو العظیة علی الشیء والاشتیاق عن ان لا یدخله شیء، کما قال جلّا وعلا ام علی قلوب اقفالها** ۔ اور ختم اور طبع کا لغت میں ایک ہی معنی ہے اور وہ یہ کہ کسی چیز کو اس طرح ڈھانپ دینا اور مضبوطی سے بند کر دینا کہ اس میں باہر سے کسی چیز کا داخل ہونے کا امکان نہ رہے"۔

پہلے زمانہ میں خلفاء امراء اور سلاطین وغیرہ اپنے خطوط کو لکھنے کے بعد کسی کاغذ کے لفافے اور کپڑے کی تھیلی میں رکھ کر اس طرح سر بمہر کر دیتے تھے کہ جو کچھ لکھا جا چکا ہے اس کو سر بمہر کر دیا گیا ہے تا کہ اس مہر کی موجودگی میں اس میں سے کوئی ردو بدل نہ کر دے اب اگر کوئی ردو بدل کرے گا تو پہلے مہر توڑے گا اور پکڑا جائے گا اور اس پر احکام

سلطانی میں تغیر وتبدل کرنے اور امانت میں خیانت کرنے کے سنگین الزامات میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

اس (خاتم کے معنی کی وضاحت اور مثالوں کی روشنی کی)صورت میں خاتم النبیین کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری تھا حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد یہ سلسلہ بند ہوگیا اور اس پر مہر لگا دی گئی تا کہ کوئی کذاب ودجال اس میں داخل نہ ہوسکے اور اگر کوئی شخص زبردستی اس زمرہ (پیغمبراں) میں گھسنا چاہے گا تو پہلے (خاتم النبیین کی قرآنی)مہر توڑے گا اور جب مہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا اور اسے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔**الھم اعاذنا ثم اعاذنا!**

ح)''خاتم النبیین کا لفظی ترجمہ ہے کہ آپ ﷺ نبیوں کی مہر ہیں''

یہاں خاتم کا لفظ stamp کیلئے نہیں آتا بلکہ seal کیلئے آتا ہے یعنی آخری عمل لفافے کو سیل کرنے کا مطلب اسکو آخری طور پر بند کرنا ہوتا ہے کہ اس کے بعد نہ کوئی چیز اس کے اندر سے باہر نکلے اور نہ باہر سے اندر جائے چنانچہ عربی میں قوم کا خاتم قوم کے آخری شخص کو کہا جاتا ہے(**خاتم القوم اٰخر ھم**)خاتم النبیین کے اعلان کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد چونکہ کوئی اور نبی آنے والا نہیں ہے اور آپ آخری نبی ہیں اس لیے ضروری ہے کہ تمام خدائی باتوں کا اظہار آپ ﷺ کے ذریعہ سے کردیا جائے۔[۱۳]

ط)وخاتم النبیین کا عطف رسول اللہ پر ہے خاتم مہر ختم کرنے والا۔۔۔

اسکے بعد بتایا گیا کہ ان رسول اللہ ﷺ کی حیثیت اللہ کے رسول کی ہے اور رسول اُمت کے روحانی باپ ہوتے ہیں اسکے ساتھ ہی انبیاء کے گروہ میں آپ ﷺ کی امتیازی خصوصیات کو بیان کیا کہ آپ خاتم النبیین ہیں خاتَم بفتح تا اور خاتِم بکسرہ تا دونوں صورتوں کا حاصل معنی ایک ہی ہے یعنی انبیا کو ختم کرنے والے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں!''**خاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تممھا**۔یعنی آپ ﷺ کو خاتم نبوت اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کو اپنے تشریف لانے سے ختم اور مکمل کردیا ہے۔

حافظ ابن کثیر صاحب فرماتے ہیں!''**فھذہ الایۃ صریحۃ فی انہ لا نبی بعدہ واذ کان لانبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولیٰ لان مقام الرسالۃ اخص من مقام النبوۃ۔۔۔الیٰ الآخرۃ** ۔یہ آیت نص صریح ہے اس عقیدہ کیلئے آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب نبی نہیں تو بدرجہ اولیٰ رسول بھی نہیں کیونکہ لفظ رسول خاص ہے مقام نبوت سے (ورنہ دونوں کے مقام اور کام ایک ہی ہیں **لانفرق بین احد من رسلہ**۔ہم ان میں سے کسی میں بھی فرق نہیں کرتے)[۱۴]

ی) جمہور نے لفظ خاتم کو زیر کیساتھ پڑھا ہے اور عاصم نے زبر کیساتھ۔ پہلی قرآت کے معنی ہیں کہ آپ ﷺ نے انبیاء کو ختم کیا یعنی سب سے آخر میں آئے (لہذا اب انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم ہوگیا) اور دوسری قرآت کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ اُن انبیاء کے لیے ایک مہر کی طرح ہو گئے جس کے ذریعہ سے ان کا سلسلہ آمد و رخصت سر بمہر ہو گیا (یعنی رک گیا) اور جس کے شمول سے ان کا گروہ مزین ہوا۔ ۱۴

ک) ختم کے معنی تمام کرنے کے ہیں مہر لگانے کو عربی میں **خَتَم** اور مہر کو **خَاتَم** جو کہا جاتا ہے وہ اسی لیے کہ مہر اختتام پر لگتی ہے۔ اسی لیے بلاشبہ یہ آیت (**ولکن رسول الله و خاتم النبین**) حضرت محمد مصطفی ﷺ کے آخری رسول ہونے کی دلیل ہے مگر قادیانی جماعت کے لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بنانے کے در پے ہیں وہ اس آیت میں خاتم النبیین کے ایسے معنی قرار دینا چاہتے ہیں جس سے ہمارے رسول حضرت محمد ﷺ کے بعد بھی نبی آنے کی گنجائش باقی رہے۔ جو تمام ملت اسلامیہ اور اُمت محمدیہ کے نزدیک باطل اور ضرورت دین کے خلاف بات ہے۔ ۱۵

ل) خاتَم مہر کو کہتے ہیں اور مہر آخری عمل ہی کو کہا جاتا ہے یعنی آپ ﷺ پر نبوت و رسالت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ آپ ﷺ کے بعد بھی جو نبوت کا دعویٰ کریگا وہ نبی نہیں کذاب و دجال ہوگا احادیث میں اس مضمون کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس پر پوری اُمت کا اجماع و اتفاق ہے۔ ۱۶

م) خاتَم اور خاتِم دونوں کے معنی لغت میں آخر کے ہیں آپ ﷺ کا لقب خاتم النبیین اس لیے ہے کہ آپ پر نبوت ختم ہوگئی ہے اور نبوت کی تکمیل آپ کی آمد سے ہوگئی ہے۔ ختم نبوت اُمت محمدیہ کا اجماعی عقیدہ ہے اور جو اجرائے نبوت کا اب بھی قائل ہو تو وہ زندیق ہے اور حکومت اسلامی میں واجب القتل ہے۔ ۱۷

ن) خاتم بفتح تا (خاتَم) بمعنی آخر اور بکسر تا (خاتِم) بروزن فاعل ختم کرنے والا آخری نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ ۱۸

س) خاتم، خاتَم دونوں کے معنی لغت میں آخر کے ہیں **خاتِمهم وخاتَمهم ای اٰخرهم** (لسان العرب) **خاتم النبین ای اٰخرهم** (تاج العروس) اور آپ ﷺ کا لقب خاتم النبیین ہے ہی اس لیے کہ نبوت آپ پر ختم ہوگئی اور نبوت کی تکمیل آپ ﷺ کی آمد سے ہوگئی۔ (چند لغات سے یہی مفہوم ذیل میں درج کیا جاتا ہے)

۱) **وخاتم النبین لانه ختم النبوة ای تمهابمجیئه** (مفردات القرآن)

ب)هو الذی ختم النبوة بمجیئه (تاج العروس)

ج)خاتم النبین ای اٰخر الانبیاء (کشاف)

د)والمعنی انه لا نبی احد بعده (بحر العلوم)

ہ)خاتم بفتح التا اے اٰخرهم (معالم التنزیل)

و)ختم الله به النبوة (معالم التنزیل)

ز)هذه الاية نص فی انه لا نبی بعده و بذالك وردت الاحادیث المتواتره عن رسول الله عن جماعة من الصحابة (ابن کثیر)

ح)خود قرآن مجید ہی میں دوسری قرأت خاتم النبیین کی بھی ہے وقــرء الاخــرون بـكســر التــاء (الخاتِم)علی الفاعل لانه ختم به النبین فهو خاتمهم (معالم التنزیل)

ط)ختم نبوت یعنی ذات محمدی ﷺ پر ہر قسم کی نبوت کا ختم ہو جانا اُمت کا اجماعی عقیدہ ہے اور جو اجرائے نبوت کا اب بھی قائل ہے اہل تحقیق نے تصریح کردی ہے کہ وہ اجماع اُمت سے زندیق بلکہ حکومت اسلامی میں واجب القتل ہے ومن ذهب الی ان النبوة مکتبة لا تنقطع فهوز ندیق یجب قتله (تفسیر بحر العلوم) واجتمعت علیه الامة فیکفر مدعی خلافه و یقتل ان اصر (روح المعانی)

یہ ختم نبوت کا دعویٰ بھی اسلام کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے پیغمبر اور ہادیان مذہب قرآن سے قبل بے شمار آچکے تھے۔کتابیں بھی نازل ہو چکی تھیں مگر یہ دعویٰ کسی نے بھی نہیں کیا تھا کہ میں آخری پیغمبر ہوں اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہ آئے گا۔[19]

ی)یہاں جب کہ آنحضرت ﷺ کی رسالت ونبوت کا ذکر آیا اور اس منصب نبوت میں آپ تمام دوسرے انبیاء سے خاص امتیازی فضیلت رکھتے ہیں تو آگے آپ ﷺ کی مخصوص شان اور تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کا فائق ہونا اس لفظ سے واضح کیا گیا ہے۔وَخَاتَمَ النَّبِیِّن (اور وہ حضرت محمد ﷺ نبیوں کے سلسلہ کے آخر پر ہیں)۔لفظ خاتَم میں دو قرأتیں ہیں ہیں امام حسن اور عاصم کی قرأت خاتَم بفتح تا ہے اور دوسرے سائر قرأت خاتِم بکسر تا پڑھتے ہیں حاصل معنی دونوں کا ایک ہی ہے یعنی انبیاء کو ختم کرنے والے کیونکہ خاتَم خواہ بکسر التا (خاتِم) ہو یا بفتح التا (خاتَم) دونوں کے معنی کے آخر کے بھی ہوتے ہیں اور مہر کے معنی میں بھی یہ دونوں لفظ استعمال ہوتے ہیں اور نتیجہ دوسرے معنی کا بھی وہی آخر کے معنی ہوتے ہیں کیونکہ مہر کسی چیز پر بند کرنے کے لیے آخر ہی میں کی جاتی ہے لفظ خاتَم بالکسر والفتح دونوں کے دونوں

معنی لغت عربی میں تمام کتابوں میں مذکور ہیں قاموس، صحاح، لسان العرب، تاج العروس وغیرہ۔اسی لیے تفسیر روح المعانی میں خاتَم بمعنی مہر کا حاصل بھی وہی معنی آخر کے بتلائے ہیں اس کے الفاظ یہ ہیں!

"والخاتم اسم الة لما یختم به کالطابع لما یطبع به فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبیون به وماله اٰخر النبیین ۔اور خاتم اسم آلہ ہے جسکے ساتھ مہر کی جاتی ہے جیسے کہ بند کرنے کیلیے مہر کی جاتی ہے (seal کرنا) پس اس معنی کیساتھ خاتم النبیین کے معنی ہوئے وہ جس سے (نبیوں کے سلسلے کا خاتمہ کیا جائے) اور اسکا مفہوم یہ ہے کہ (حضرت محمد ﷺ) نبیوں میں آخری ہیں (لہذا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے) یہی مضمون تفسیر بیضاوی اور احمدی میں بھی مذکور ہے اور امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں فرمایا ہے "وخاتم النبوۃ لانه ختم النبوۃ ای تممها بمجیئه "۔یعنی آپ ﷺ کو خاتم نبوت اس لیے کہا گیا کہ آپ ﷺ نے نبوت کو اپنے تشریف لانے سے ختم اور مکمل کر دیا ہے"۔

اور محکم ابن سیدہ میں ہے!"وخاتِم کل شیءٍ و خاتمتهٗ عاقبتهٗ واٰخره "یعنی ہر چیز کا خاتم اور خاتمہ اس چیز کے انجام اور آخر کو کہا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرأت خواہ فتح تا کی لی جائے یا بکسر تا کی، معنی دونوں صورتوں میں یہ ہیں کہ آپ (حضرت محمد ﷺ) ختم کرنے والے ہیں (سلسلہ) انبیاء کے یعنی سب کے آخر اور بعد میں آپ مبعوث ہوئے ہیں۔(یہی ختم نبوت کا مفہوم ہے)

شیخ عماد الدین ابن کثیر الدمشقی نے اپنی مشہور عالم تفسیر ابن کثیر میں آیہ خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے!

"والمراد بکونه علیه السلام خاتمهم انقطاع حدوث وصف النبوۃ فی احد من الثقلین بعد تحلیته علیه الصلوٰۃ والسلام بها فی هذه المسئلة ولا یقدح فی ذالك ما اجمعت علیه الامة واشتهرت فیه الاخبار ولعلها بلغت مبلغ التواتر المعنوی ونطق به الکتٰب علی قول ووجب الایمان به واکفر منکره کالفلاسفة من نزول عیسیٰ علیه السلام اٰخر الزمان لانه نبینا قبل ان یحلی نبیا ﷺ بالنبوۃ فی هذه النشاۃ ۔یعنی رسول اللہ ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے سے یہ مراد ہے کہ وصف نبوت آپ ﷺ کے بعد منقطع ہو گیا اب کسی کو یہ وصف اور منصب نہیں ملے گا اس سے اس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا جس پر اُمت کا اجماع ہے اور قرآن اس پر ناطق ہے اور احادیث رسول جو تقریباً درجۂ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اس پر شاید

ہیں کہ وہ یہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آخر زمانے میں نازل ہوں گے کیونکہ انکو نبوت اس دنیا میں ہمارے نبی ﷺ سے پہلے مل چکی تھی"۔ ج ۱۱

ف) خاتم بروزن حاتَم ارباب لغت کی تصریحات کے مطابق اس چیز کے معنی میں ہے جس کے ذریعہ کسی چیز کو ختم کیا جائے یا جس سے کاغذات وغیرہ پر مہر لگائی جائے۔۔قدیم زمانے یہ معمول چلا آرہا ہے کہ جس وقت کسی خط یا برتن یا گھر کے دروازہ کو بند کیا جاتا ہے تا کہ کوئی اسے کھول نہ سکے تو دروازے یا قفل یا تالے کے اوپر گوند جیسا مادہ (لاکھ کہتے ہیں) رکھ کر اس پر مہر لگا دیتے ہیں جسے موجودہ زمانے میں لاکھ اور مہر کہتے ہیں۔۔۔یہ اس صورت میں ہوتا ہے کہ اس کے کھولنے کیلیے یقیناً لاکھ اور مہر کو توڑا جائے گا اور جو مہر اس قسم کی چیزوں پر لگائی جاتی ہے اسے **خاتَم** کہتے ہیں چونکہ گزشتہ زمانے میں اس مقصد کیلیے کبھی کبھی سخت اور چکنی مٹی سے استفادہ ہوتا تھا لہذا لغت کی مشہور کتب میں خاتَم کے معنی میں لکھا گیا ہے!"**مایوضع علی الطینة**۔یعنی جو چیز مٹی پر لگائی جائے"۔(وہ خاتَم کہلاتی ہے)

یہ سب کچھ اس بنا پر ہے کہ یہ لفظ **خاتَمْ**، **خَتَمْ** کی اصل ہے اختتام کے معنی میں لیا گیا ہے اور چونکہ مہر لگانے کا کام خاتمے اور آخر پر انجام پاتا ہے لہذا خاتَم کا نام اس وسیلے اور ذریعے کو دیا گیا ہے۔اور اگر ہم دیکھتے ہیں کہ خاتم کا ایک معنی انگوٹھی بھی ہے تو وہ بھی اسی بنا پر ہے کہ بہت سے لوگ اپنی مہر کے نقوش اپنی انگوٹھیوں پر کندہ کرتے تھے اور انگوٹھی کے ذریعہ ہی خطوط وغیرہ پر مہر لگا دیتے تھے اسی لیے پیغمبر اسلام ﷺ،ائمہ ہدیٰ اور دوسری شخصیتوں کے حالات کے ضمن میں ان کی انگوٹھی کے نقش کی گفتگو بھی ہوتی ہے مرحوم کلینی نے کتاب کافی میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے!

"**ان خاتم رسول الله کان من فضة نقشه محمد رسول الله** ۔رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی چاندی کی تھی جس کا نقش محمد رسول اللہ تھا"۔

بعض تاریخوں میں آیا ہے کہ چھٹی ہجری کے واقعات میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے اپنے لیے نقش والی انگوٹھی بنوائی اور یہ اس لیے تھا کہ آپ ﷺ سے صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بادشاہ ایسے خطوط کو نہیں پڑھتے جو مہر کے بغیر ہوتے ہیں۔کتاب طبقات میں بھی آیا ہے کہ جس وقت پیغمبر گرامی ﷺ نے اپنی دعوت کو وسعت دینے اور روئے زمین کے سلاطین کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ آپ ﷺ کیلیے انگوٹھی تیار کی جائے جس پر محمد رسول اللہ کندہ ہو چنانچہ آپ اپنے خطوط پر اس انگوٹھی سے مہر لگایا کرتے تھے۔

اس بیان سے اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ لفظ خاتَم کا موجودہ زمانے میں اگر چہ زینت اور زیور کے طور پر

انگوٹھی پر بھی اطلاق ہوتا ہے لیکن اسکی اصل ختم سے لی گئی ہے جو انتہا کے معنی میں ہے اور اس زمانے میں ان انگوٹھیوں کو خاتَم کہا جاتا تھا جن سے خطوط پر مہر لگاتے تھے۔ علاوہ ازیں یہ مادہ خَتَمَ قرآن مجید میں بھی استعمال ہوا ہے اور ہر جگہ ختم کرنے To End اور مہر لگانے To Seal کے معنی میں ہے مثلاً خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَ عَلٰی سَمْعِھِمْ اللہ تعالیٰ نے ان منافقین کے دلوں اور کانوں پر مہر لگادی ہے۔

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے پیغمبر اکرم ﷺ کی خاتمیت اور آپ پر سلسلہ انبیاء کے ختم ہونے کے بارے میں زیر بحث آیت وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کی دلالت میں وسوسہ ڈالا ہے وہ یا تو بالکل اس لفظ کے معنی سے بے خبر تھے یا پھر تجاہل عارفانہ سے کام لیا ورنہ جو شخص عربی ادب سے تھوڑی بہت واقفیت رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ لفظ خاتم النبیین سے مراد انبیاء اور رسولوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والا ہے۔ کے علاوہ آیت کی کوئی دوسری تفسیر کی جائے تو سبک، ہلکا اور بچگانہ مفہوم پیدا کرے گی مثلاً اگر یہ کہیں کہ پیغمبر اسلام ﷺ دوسرے انبیاء کی انگوٹھی (بمعنی زیور) تھے۔ یعنی پیغمبروں کی زینت شمار ہوتے تھے تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ انگوٹھی انسان کا ایک عام زینتی زیور ہوتی ہے جو کبھی بھی انسان کے برابر اور ہم پلہ قرار نہیں پاسکتی لہذا اگر آیت کی یہ تفسیر کریں گے تو پیغمبر اسلام ﷺ کو ان کے مقام و مرتبہ سے بہت گرادیں گے اسکے علاوہ یہ معنی و مفہوم عربی لغت کیساتھ بھی ہم آہنگ نہیں ہے اسی لیے تو یہ لفظ پورے قرآن آٹھ مقام پر جہاں کہیں بھی استعمال ہوا ہے ہر جگہ ختم کرنے اور مہر لگانے کے معنی میں آیا ہے۔[۲۱]

ص) خَتَــمْ کے معنی ہیں چھپانا اور مضبوط کرنا اور انتہا مہر لگانے کو ختم اس واسطے کہتے ہیں کہ اسکی وجہ سے اندر کی چیز لوگوں کی نگاہ سے چھپ جاتی ہے مثلاً کسی شخص نے کسی چیز کا پارسل کیا تو اسکو تھیلے میں بھر کر اس پر لاکھ وغیرہ کی مہر لگادی جس سے کوئی اسکو راستہ میں کھول نہ سکے۔ ختم سے مراد اسی طرح کی مہر لگانا ہے۔

حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں لہذا آپ نبیوں کیلیے ایسی مہر ہیں کہ اب پہلے سے بھیجے گئے نبیوں میں سے نہ کسی کو اس زمرہ شرفا سے نکالا جاسکتا ہے اور نہ آئندہ کوئی اور اس جماعت مقربین میں جگہ پاسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نبیوں کی مہر قرار دے کر سلسلہ ہائے نبوت و رسالت کو ختم کردیا ہے۔[۲۲]

ق) مرزائیوں کا ایک مشہور اعتراض یہ ہے کہ لفظ خاتَم کا معنی آخر نہیں ہے بلکہ خاتَم کا معنی مہر ہے اور مہر نبوت کا معنی ہے جس پر آپ کی مہر لگ جاتی ہے وہ نبی بن جاتا ہے سو غلام احمد قادیانی پر بھی مہر لگ گئی اور وہ نبی بن گئے۔

اس مرزائی دلیل کا جواب یہ ہے کہ لفظ خاتَم کا یہ معنی (مہر) کرنا درست نہیں ہے بلکہ مہر کا یہ معنی کرنا درست ہوگا کہ جب کسی چیز کو بند کرکے اس پر مہر لگادی جائے تو اس میں کوئی اور چیز داخل نہیں ہوسکتی سو نبوت کو بند کرکے اس پر

آپ ﷺ کی مہر لگا دی گئی اب نبوت میں اور کوئی چیز داخل نہیں ہو سکتی۔

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم افریقی مصری متوفی ۷۱۱ ہجری لکھتے ہیں!

''**معنی ختم التغطیة علی الشیء والا ستیثاق من ان لا ید خله شیء** ۔ختم کا معنی ہے کسی چیز کو ڈھانپا اور اسکو اس طرح بند کر دینا کہ اس میں کوئی اور چیز داخل نہ ہو سکے''۔

مزید لکھتے ہیں!

خاتمھم اٰخرھم ،(ان کے خاتَم ،انکے آخری) **خاتَم القوم ،اٰخر القوم** (قوم کا خاتَم ،قوم کا آخری) **و خاتم النبین ای اخرھم** (اور خاتم النبیین کا معنی ہے ان (نبیوں) کا آخری (فرد، نبی)۔

سنن ترمذی میں زبان نبوی ﷺ سے یہ ارشاد وارد ہوا ہے!

''بے شک نبوت منقطع (ختم) ہو چکی ہے پس میرے بعد کوئی نبی ہو گا نہ رسول (حدیث نمبر ۲۰۷۷)

اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے خاتم النبیین کی تفسیر میں کہا! **ای اٰخر ھم** (یعنی ان کا آخری)

جب یہ کہا جاتا ہے کہ شاہ عبد العزیز خاتم المحدثین ہیں تو کیا عرف میں اسکا یہ معنی ہوتا ہے کہ شاہ عبد العزیز کی مہر سے محدث بنتے ہیں اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ علامہ شامی خاتم الفقہاء ہیں تو کیا اسکا یہ معنی ہوتا ہے کہ علامہ شامی کی مہر سے فقہاء بنتے ہیں۔اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ علامہ آلوسی خاتم المفسرین ہیں تو کیا اسکا یہ معنی ہوتا ہے کہ علامہ آلوسی کی مہر سے مفسرین بنتے ہیں؟۔

معلوم ہوا کہ احادیث ،تفاسیر ،لغت اور عرف سب کے اعتبار سے خاتم کا معنی مہر کرنا صحیح نہیں ہے۔مرزائی کہتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت (**وَلٰـکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّنَ**) کے تحت وخاتم النبیین کے ترجمہ میں لکھا ہے!''ومہر پیغامبران است''۔

۱) مرزائیوں نے شاہ صاحب کے ترجمہ سے وسوسہ کھا کر اپنی نبوت کا ذبہ کی دوکانداری چمکائی اور لکھا (**بقلم مرزا قادیانی**) ''جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا۔۔۔اور وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں میں کہ وہ صاحب خاتَم ہے (یعنی مہر والا) بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔۔۔اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کیلیے اُمتی ہونا لازمی ہے''۔(حقیقۃ الوحی ص ۲۷،روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۳۰،۲۹)

۲) بقول منظور الہی قادیانی خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح (مراد ہے مرزا قادیانی) نے فرمایا! ''خاتم النبیین

کے معنی یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے اس طرح آنحضرت ﷺ کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے"۔(ملفوظات احمدیہ پنجم ص ۲۹۰)

قادیانیوں نے خاتَم کا جو یہ معنی بیان کیا ہے وہ غلط اور باطل ہے اور شاہ ولی اللہ کے نزدیک مہر سے مراد مہر تصدیق نہیں ہے بلکہ مہر سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کو بند کر کے اس پر مہر لگا دی جائے تا کہ اس میں کوئی اور چیز داخل نہ ہو سکے۔اب مرزائیوں کے دعویٰ کے مطابق بفرض محال ختم نبوت کا معنی مہر تصدیق ہو اور اسکا معنی یہ ہو کہ جس پر آپ اپنی مہر لگا دیتے ہیں وہ نبی بن جاتا ہے تو پھر اسکا تقاضا یہ تھا کہ آپ ﷺ کی مہر سے زیادہ سے زیادہ نبی بنتے۔تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس مہر تصدیق نبوت سے صرف ایک شخص مرزا قادیانی نبی بنا؟ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جن کی اطاعت پر مقبولیت کی سند اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم فرما کر عطا کر دی وہ نبی نہیں بنے۔(تو پھر مرزا قادیانی جیسا ہیچو،و ہیچمدان شخص کیسے نبی بن گیا)۔اگر ختم نبوت کا معنی مہر تصدیق ہوتا تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نبی بنتے اور جب وہ (اہلیت رکھنے کے باوجود) ۲۳ نبی نہیں بنے تو معلوم ہوا کہ ختم نبوت کا معنی مہر تصدیق نہیں ہے بلکہ وہ مہر ہے جو کسی چیز کو (اچھی طرح سے) بند کرنے کیلئے لگائی جاتی ہے۔(لہذا اس حوالہ سے مرزا قادیانی نبی نہیں غبی ہے رسول نہیں فضول ہے رجال صالح میں سے نہیں دجال طالح میں سے ہے)۔یہ بات بھی قابل غور ہے کہ نبی اور رسول اللہ ﷺ کا یہ منصب نہیں ہے کہ وہ اپنی مہر لگا کر کسی کو بھی نبی بنا کر بھیج دیں۔

مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ جس طرح خاتم المحدثین، خاتم المفسرین وغیرہ کہا جاتا ہے اسی طرح آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ جن علماء کو خاتم المحدثین، خاتم المفسرین کہا گیا ہے وہ مجازاً کہا گیا ہے جبکہ آپ ﷺ حقیقتاً خاتم النبیین ہیں۔نیز مجاز کا ارتکاب اس وقت کیا جاتا ہے جب حقیقت محال ہو اور آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی شرعی یا عقلی استحالہ نہیں ہے۔اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خاتم المہاجرین فرمایا اسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مکہ سے سب سے آخر میں ہجرت کی تھی اسکے بعد مکہ دارالاسلام بن گیا سو اس حدیث میں بھی خاتم بمعنی آخر ہے۔

مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری مسجد آخر المساجد ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اس ارشاد کی وضاحت دوسری حدیث میں ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا!"میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد مساجد الانبیاء کی خاتم ہے"۔(بحوالہ کنز العمال حدیث نمبر ۳۴۹۹۹) رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے بھی خاتَم بمعنی آخر کا

مفہوم بالکل واضح ہے۔ واللہ اعلم۔ ۲۴

مرزائیوں نے لفظ خاتَم کو تختہ مشق بنا کر اپنی نبوت کاذبہ کی راہ ہموار کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ خاتَم مع تمیمین کے چرالیا ہے دیکھیے حوالہ ذیل میں مرزا قادیانی کیا شیطانی دلیل دے کر خاتم النبیین کی چوری کو اپنی نبوت مسروقہ کیلئے استعمال کر رہے ہیں۔

۱) "ہم بار ہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید ومولا آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں ہے اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلا شبہ وہ بے دین اور مردود ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ابتدا سے یہ ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کمالات متعدیہ کے اظہار و اثبات کیلئے کسی شخص کو آنجناب ﷺ کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا"۔ (چشمہ معرفت ص ۳۲۴، روحانی خزائن ج ۲۳ ص ۳۴۰)

۲) "مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بار ہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیہ واخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی نبی ختم الانبیاء (خاتم الانبیاء) ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء (یعنی آخر الانبیاء) ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہر حال محمد ﷺ ہی نبی رہے نہ کوئی اور"۔ (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲) ۲۵

(ر)When a document is sealed, it is complete and there can be no further addition.The HOLY PROPHET MUHAMMAD(P.b.u.h)closed the long live of apostles.God's teachings are will always be continuous,but there has been and will be no prophet after MUHAMMAD(p.b.u.h).۲۶

ش) لفظ خاتَم کی لغوی تشریح وتحقیق:

اس لفظ خاتَم کے بارے میں آیت مذکورہ (وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ) میں دو قرأتیں ہیں یعنی جن حضرات نے اس لفظ کو نبی کریم ﷺ سے سنا ہے ان میں سے بعض نے خاتَم تا کے زبر کیساتھ بعض نے خاتِم تا کے زیر کیساتھ نقل کیا ہے پھر امام المفسرین والمحدثین ابن جریر طبری اور جمہور مفسرین نے اپنی اپنی تفسیروں میں فرمایا ہے کہ دوسری قرأت یعنی خاتَم ت کے زبر کیساتھ صرف دو قاریوں حسن اور عاصم کی قرأت ہے۔ انکے علاوہ تمام قاریوں کے نزدیک پہلی قرأت یعنی خاتِم بکسر تا مختار ہے (بحوالہ ابن جریر طبری ج ۲۲ ص ۱۱)

اور جب آیت میں زیر اور زبر کیساتھ دونوں قرأتیں (خاتَم، خاتِم) موجود ہیں تو ضروری ہے کہ ہم خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح کی تشریح پیش کریں جو کہ ذیل میں درج ہے

لفظ	معانی	حوالہ لغت
خاتَم بالفتح۔خاتِم بالکسر	نگینہ مہر جس پر نام	لسان العرب

لفظ	معنی	حوالہ
	وغیرہ کندہ کیے	تاج العروس
	جاتے ہیں	قاموس
	انگشتری یعنی انگوٹھی	لسان
خاتَم بالفتح۔خاتِم	مثلاً خاتم ذھب	العرب
بالکسر	یعنی سونے کی انگوٹھی	تاج العروس
	آخر قوم بھی اکثر	صحاح
====	مستعمل ہے	قاموس تاج
		العروس،
	گھوڑے کے پاؤں	منتہی الارب
====	کی تھوڑی سی سفیدی	
	کو خاتم کہتے ہیں	====
	گدی کے نیچے جو	
	گڑھا ہے اسے بھی	
====	خاتم کہتے ہیں	
	بمعنی اسم فاعل	====
خاتِم بالکسر فقط	کسی چیز کو ختم کرنے	
	والا	
	مہر کا جو نقش کاغذ	====
خاتَم بالفتح فقط	وغیرہ پر اترتا ہے	
		لسان
		العرب

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں لفظ (خاتَم بالفتح وخاتِم بالکسر) سات معانی میں مستعمل ہوتے ہیں جن میں سے اول کے پانچ معانی دونوں میں مشترک ہیں اور چھٹا معنی خاتِم بالکسر کیساتھ اور ساتواں معنی خاتَم بالفتح کیساتھ

مخصوص ہے۔ پہلے اور دوسرے معانی یعنی نگینہ مہر اور انگشتری آیت میں کسی طرح بھی حقیقت کے اعتبار سے مراد نہیں ہوسکتے اور بالاجماع علمائے لغت اور بالاتفاق عقلائے دنیا جب تک حقیقی معنی درست ہوسکیں اس وقت تک مجازی کو اختیار کرنا باطل ہے۔ چوتھے اور پانچویں معانی کا تو آیت میں کسی انسان کو وہم بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ اس آیت میں نہ حقیقۃً درست ہیں اور نہ مجازاً اسی طرح ساتویں معنی یعنی مہر کا نقش یہ بھی حقیقی معنی کے لحاظ سے آیت میں مراد نہیں ہو سکتے اور مجازی معنی مراد لینے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ لہذا اب صرف دو احتمال باقی ہیں تیسرے معنی یعنی آخر قوم اور چھٹے معنی یعنی ختم کرنے والے اور یہ دونوں معنی بلا تکلف آیت میں حقیقت کے اعتبار سے درست ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ ان میں پہلے معنی (آخر قوم یا قوم کا آخری) دونوں قرآتوں یعنی خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح کیساتھ درست ہیں اور دوسرے معانی صرف خاتم بالکسر کیساتھ مخصوص ہیں۔

اگر قرآن وحدیث کی تصریحات اور صحابہ وتابعین کی تفاسیر اور ائمہ سلف کی شہادتوں سے صرف نظر بھی کر لیا جائے اور صرف لغت عرب پر فیصلہ رکھ دیا جائے تب بھی لغت عرب یہ فیصلہ کرتا ہے کہ آیت مذکورہ (ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) کی پہلی قرأت پر دو معنی ہوسکتے ہیں آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے اور دوسری قرأت پر ایک معنی ہوسکتا ہے یعنی آخر النبیین۔ لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا خلاصہ صرف ایک ہی نکلتا ہے اور بلحاظ مراد کہا جاسکتا ہے کہ دونوں قرآتوں پر آیت کے معنی لغۃً یہی ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیاء علیہم السلام کے آخر ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی پیدا نہیں ہوسکتا۔

لغت مجمع البحار میں خاتم کے معنی کی وضاحت میں مرقوم ہے!

"الخاتِم والخاتَم من اسمائہ ﷺ بالفتح اسم ای اٰخرھم و بالکسر اسم فاعل ۔خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح نبی کریم ﷺ کے ناموں میں سے ہے بالفتح اسم ہے جسکے معنی آخر کے ہیں اور بالکسر اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے معنی تمام کرنے والے کے ہیں"۔ [۲۷]

خاتم النبوۃ بکسر التاء ای فاعل الختم وھو الاتمام و بفتحھا بمعنی الطابع ای شی ء یدل علی انہ لا نبی بعدہ ۔خاتم النبوۃ بکسر تا یعنی تمام کرنے والا اور بالفتح تا بمعنی مہر یعنی وہ شے جو اس پر دلالت کرے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ [۲۸]

کلیات ابی البقا میں خاتم کے معنی میں لکھا گیا ہے!

"وتسمیہ نبینا خاتم الانبیاء لان الخاتم اٰخر القوم قال اللہ تعالیٰ

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔[29]

اور ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم الانبیاء اس لیے رکھا گیا کہ خاتم آخر قوم کو کہتے ہیں (اسی معنی میں) خداوند عالم نے فرمایا ہے! کہ نہیں ہیں محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخری"۔

اس کلیات ابی البقاء میں نہایت صاف صاف لکھ دیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کے خاتم الانبیاء اور خاتم النبیین نام رکھنے کی وجہ ہی یہ ہے کہ خاتم القوم (قوم کا آخری فرد) کہا جاتا ہے اور آپ ﷺ آخر النبیین ہیں۔ ابو البقاء مزید لکھتے ہیں!"**ونفی الاعم یستلزم نفی الاخص**۔ اور عام کی نفی خاص کی نفی کو بھی مستلزم ہے"۔

ابو البقاء کے اس قول کی غرض یہ ہے کہ نبی عام ہے تشریعی ہو یا غیر تشریعی[30] اور رسول خاص تشریعی کیلیے بولا جاتا ہے اور آیت میں جبکہ عام نبی کی نفی کردی گئی تو خاص یعنی رسول کی بھی نفی ہونا لازمی ہے لہذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کے نبی کا اختتام اور آپ ﷺ کے بعد (کسی نبی یا رسول) کے پیدا ہونے کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ جو لوگ آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی تقسیم کرتے ہیں علامہ ابو البقاء نے پہلے ہی انکا رد کردیا ہے۔

صحاح العربیہ للجوہری میں خاتم کی وضاحت درج ذیل لغوی عبارت سے کی گئی ہے!

"والخاتِم والخاتَم بکسر التاء و فتحھا والخیتام والخاتام کلہ بمعنی والجمع الخواتیم و خاتمۃ الشیء آخرہٗ و محمد ﷺ خاتم الانبیاء علیھم السلام[31]

خاتِم اور خاتَم تا کے زیر اور زبر دونوں سے ہے اور ایسے ہی خیتام اور خاتام سب کے معنی ایک ہیں اور جمع خواتیم آتی ہے اور خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں اور اسی معنی میں حضرت محمد ﷺ کو خاتم الانبیاء علیہم السلام کہا جاتا ہے۔

جوہری کی اس عبارت میں بھی یہ تصریح کردی گئی ہے کہ خاتِم اور خاتَم بالکسر اور بالفتح دونوں کا ایک ہی معنی ہے اور وہ ہے آخر قوم یا قوم کا آخری۔

فارسی لغت منتہی الارب میں لفظ خاتم کے بارے میں عبارت درج ہے!

"خاتم کصاحب مہر وانگشتری و آخر ہر چیز و پایان آں و آخر قوم بالفتح مثلہ و محمد ﷺ خاتم الانبیا ﷺ وعلیھم اجمعین"۔[32]

مشہور عربی لغت "صراح" میں خاتم کی تفصیل کے بارے میں یوں مرقوم ہے!

"خاتمۃ الشیء اخرہ و محمد خاتم الانبیاء بالفتح صلوات اللہ علیہ

وعلیھم اجمعین۔۳۳

خاتمہ شی ء کے معنی آخر شی ء کے ہے اور اسی معنی میں حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں "**ختم اللہ علی قلوبھم**" میں بھی یہی بات کہی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر مہر کر دی ہے یعنی اب ان میں کوئی چیز داخل نہیں ہوتی۔اسی طرح اس شعر میں خاتم کو مہر کے معنی میں لیا گیا ہے یعنی بند کر دینے والی مہر چنانچہ شاعر کہتا ہے !

اروح وقد ختمت علی فوادی بحبك ان یحل به سواکا

میں تیرے ہاں سے اس طرح جا رہا ہوں کہ تو نے میرے قلب پر اپنی محبت سے مہر لگا دی ہے تا کہ اس (میرے دل) میں تیرے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے ۳۴

ت)"**خاتم النبین الذی ختم بی النبیون به وما له اخر النبین** ۔پس خاتم النبیین کے معنی ہوں گے وہ ذات جس پر سلسلہ انبیاء ختم کر دیا گیا ہو اور اسکا حاصل آخر النبیین ہی ہے"۔(بحوالہ روح المعانی)

معلوم ہوا کہ خاتِم ہو یا خاتم نتیجہ کے اعتبار سے دونوں ایک ہیں کہ نبیوں کے ختم کرنے والے اور سارے نبیوں کے بعد آنے والے چنانچہ مفردات امام راغب اصفہانی میں ہے !

"**خاتم النبین لانه ختم النبوۃ ای تمھا بمجیئه** ۔نبی کریم ﷺ کو خاتم النبیین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا یعنی آپ ﷺ کے آنے سے وہ سلسلہ (نبوت ورسالت) تام (مکمل) ہو گیا۔۳۵

ث)اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بھی آشکارا کر دیا ہے کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول یعنی اُمت کے روحانی باپ ہیں اور خاتم النبیین ہیں کہ آپ ﷺ کی آمد پر انبیاء کرام علیہم السلام کا خاتمہ ہو گیا اکثر علماء عربیت کی اصطلاح کے مطابق لفظ رسول اور نبی کا مصداق اور مآل ایک ہی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے احکام مخلوق خدا تک پہنچانے والا اور ان کو خدائی خبریں سنانے والا۔رسول کا مادہ رسالت ہے یعنی پیغام رسانی اور نبی کا مادہ **نبا** ہے جس کا معنی خبر دینا اور ظہور کے ہیں کیونکہ نبی اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر مخلوق کو خبر بھی دیتا ہے اور دلائل ومعجزات کے اعتبار سے انکی نبوت ظاہر بھی ہوتی ہے اور اس نبی کا مجرد مادہ **نبأۃ** بھی ہے جسکے معنی "**الصوت الخفی**" کے ہیں چونکہ وحی لانے والا فرشتہ ان سے آہستہ گفتگو کرتا ہے اور وہ بھی اس سے مخفی طریقہ پر محو گفتگو ہوتے ہیں اس لیے ان کو نبی کہا جاتا ہے۔اور نبی کے معنی راستہ کے بھی ہیں نبی کے ذریعے اللہ تعالیٰ تک رسائی ہوتی ہے اس لیے وہ وصول الی اللہ تعالیٰ کا راستہ بھی ہے۔۳۶

اور بعض علماء عربیت کی اصطلاح میں رسول اس کو کہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مستقل کتاب و شریعت عطا ہوئی ہو۔۔۔اور نبی وہ ہوتا ہے جسکو نبوت تو ملی ہو مگر وہ صاحب کتاب و شریعت نہ ہو بلکہ وہ صاحب شریعت رسول کا معاون و مبلغ ہو۔اس آیہ کریمہ (**ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین**) میں اللہ تعالیٰ نے جب آنحضرت ﷺ کا منصب بیان فرمایا تو لفظ رسول سے اور **ولکن رسول اللہ** یعنی اس دوسری اصطلاح کے مطابق آپ ﷺ صاحب کتاب و شریعت نبی ہیں اور جب لفظ خاتم کا مضاف الیہ بیان کیا تو لفظ النبیین ذکر فرمایا۔یعنی اس دوسری اصطلاح کے مطابق آپ ﷺ غیر تشریعی نبوت کے بھی خاتم ہیں اگر اس مقام پر "**خاتم الرسل**" کا جملہ ہوتا تو اس اصطلاح کے موافق شبہ کرنے والے یہ کہہ سکتے تھے کہ آپ ﷺ تو رسل کے خاتم ہیں اور رسول وہ ہوتا ہے جو صاحب کتاب اور صاحب شریعت ہو تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد غیر تشریعی نبی آسکتا ہے لہذا آپ غیر تشریعی نبوت کے خاتم نہیں ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی محکم اور معجز کتاب میں اس باطل شبہ کی بھی گنجائش ختم کردی اور واضح کردیا کہ آپ ﷺ تشریعی نبوت تو کیا غیر تشریعی نبوت کے بھی خاتم ہیں۔"**وخاتم النبیین**" آپ کے آنے سے وہ وعدہ پورا ہو گیا جس کا انتظار تھا۔

نوائے عندلیب آئی ہوائے مشکبار آئی سنبھل اے دل ذرا تو بھی سنبھل کامل بہار آئی

خاتم کا معنی:

لفظ خاتم اسم آلہ صیغہ ہے جسکے معنی مہر کے ہیں جس طرح لفافہ اور بنڈل وغیرہ میں کوئی چیز رکھ کر اسے بند کر کے اس پر مہر لگادی جاتی ہے تو کوئی چیز مہر توڑے بغیر نہ تو اس میں رکھی جاسکتی ہے اور نہ نکالی جاسکتی ہے بعینہ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی آمد سے قصر نبوت مکمل ہو گیا اور نبوت کا دروازہ بند close اور سیل seal ہو گیا اور اسپر (ختم نبوت کی) مہر لگ گئی اب بغیر مہر توڑے نہ اسے کوئی کھول سکتا ہے اور نہ اندر داخل ہو سکتا ہے یہی خَتَمْ کا معنی ہے اور یہی اہل اسلام کا عقیدہ ہے۔

زمانہ ساز نظر باز مدعی سے کہو جہان عشق میں سکے وفا کے چلتے ہیں

لفظ خاتم اور قادیانی:

قادیانی یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں اور وہ خاتم کا معنی مہر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس پر ہمارا پورا یقین ہے۔بے ؎ مگر بقول شاعر!

در امید بھی وا ہے یقین بھی ہے چٹانوں سا مگر جو دل میں ہے وہ وسوسہ کچھ اور کہتا ہے

قادیانیوں کا کہنا ہے کہ خاتم النبیین کا یہ مطلب ہے کہ آنحضرت ﷺ کی مہر سے آگے نبوت چلتی رہے گی وہ یوں کہ آپ کا کلمہ پڑھ کر اور آپ کی پیروی اور اتباع کر کے ہی کسی کو نبوت ملتی اور مل سکتی ہے ویسے نہیں۔ مگر قادیانیوں کی یہ تاویل بلکہ تحریف قطعاً باطل ہے۔

اولاً۔ اس لیے کہ یہ معنی قرآن کریم، احادیث صحیحہ متواترہ اور اجماع اُمت کے خلاف ہے لہذا مردود ہے۔

ثانیاً: آپ ﷺ کی پیروی اور اتباع کا جذبہ جس طرح خیر القرون اور ان کے قریب کے زمانوں میں تھا وہ حد کو نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان مبارک زمانوں میں کسی کو نبوت نہ مل سکی اور اب اسکا دروازہ وا ہو گیا۔

ثالثاً۔ خاتم کا معنی خود مرزا قادیانی کے مسلمات کے خلاف ہے چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے!

"اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی یعنی جیسا کہ ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکا یا لڑکی نہیں ہوا اور میں اُنکے لیے خاتم الاولاد تھا"۔ (تریاق القلوب ص ۳۷۹)

اس حوالہ کے پیش نظر اگر مرزا صاحب خود اور ان کی روحانی ذریت خاتم النبیین کا یہ معنی کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی مہر تصدیق سے نبوت آگے چلتی رہی ہے حتیٰ کہ اب بھی جاری و ساری ہے تو خاتم الاولاد کا بھی یہ معنی کریں کہ مرزا قادیانی کی والدہ کے پیٹ سے مرزائی کی مہر لگنے سے تا قیامت اولاد نکلتی رہے گی اور یہ مہر خاصی مفید و کارآمد رہے گی یا کم از کم مرزا کی والدہ کی زندگی میں ہی ایسا ہوتا رہا کہ مرزا قادیانی کی مہر لگتی رہی اور اولاد نکلتی رہی۔ اب مرزائی خاتم النبیین کا معنی بزعم خویش یہ کر سکتے ہیں اگرچہ دوسروں کے لیے اب بھی حجت نہیں ہے۔ اگر مرزائی خاتم الاولاد کا یہ معنی کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے اپنی ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے بعد اسکی ماں کے ہاں کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا نہیں ہوئی تو اس طرح یہاں بھی خاتم النبیین کا یہی معنی متعین کریں کہ!

"آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور اب آپ کے بعد قیامت تک کوئی تشریعی یا غیر تشریعی پیدا نہیں ہو سکتا"۔

خاتم ماضی کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے:

پہلے یہ عرض کیا گیا تھا کہ لفظ خاتَم اسم آلہ کا صیغہ ہے جو مہر کے معنی میں ہے اور خود فریق مخالف (مراد ہے مرزا قادیانی) کے قائم کردہ اصول کے مطابق یہ لفظ خاتم ختم نبوت پر دال ہے نہ کہ اجرائے نبوت پر لہذا اب یہ گزارش ہے کہ لفظ خاتم باب کا ماضی بھی ہو سکتا ہے (**خَاتَمَ يُخَاتِمُ مُخَاتَمَةً، فاعل يفاعل مفاعلةً**) جیسا کہ

علامہ محمود آلوسی نے صرف ونحو اور لغت کے مشہور امام ابوالعباس محمد بن یزید بن عبدالاکبر المعروف بالمبرد کے حوالے سے نقل کیا ہے(تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۲) اس لحاظ سے خاتم کا معنی یہ ہوگا کہ!

''حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور انہوں نے نبیوں کو ختم کردیا یعنی ان کی آمد سے نبیوں کا خاتمہ ہوگیا ہے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی دنیا میں پیدا نہیں ہوسکتا اور نہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی ہے''۔

غرضیکہ قرآن کریم کی یہ نص قطعی ختم نبوت کی واضح اور روشن دلیل ہے جسکا انکار بغیر کسی مسلوب الایمان والعقل کے اور کوئی نہیں کرسکتا قادیانیوں کی بالکل بے جا تاویل اور تحریف سے نہ تو نص پر کوئی زد پڑ سکتی ہے اور نہ قادیانیوں کی ایسی تاویلوں سے انکا ایمان ثابت ہوسکتا ہے مولانا ظفر علی خان کا شعر ہے!

قادیانیت سے پوچھا کفر نے تو کون ہے ہنس کے بولی آپ ہی کی دلربا سالی ہوں

اور تو اور مرزا قادیانی (بانی مذہب مرزائیہ وقادیانیہ) کو بھی خاتم بمعنی آخر اور خاتم بمعنی بند کرنے والا، روکنے والا اور آخری کا اقرار ہے۔(خاتم بمعنی ختم، قطع اور خاتمہ) ملاحظہ ہو!

۱۔**قد انقطع الوحی بعد وفاتہ و ختم اللہ بہ النبین** (حمامۃ البشریٰ ص ۳۴) بے شک آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوچکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کردیا ہے۔

۲۔**وان رسولنا خاتم النبین و علیہ انقطع سلسلۃ المرسلین** (حقیقۃ الوحی ضمیمہ عربی ص ۶۴) تحقیق کہ ہمارے رسول (ﷺ) خاتم النبیین ہیں اور ان پر رسولوں کا سلسلہ قطع ہوگیا ہے۔

۳۔ یہ بھی ثابت ہو چکا کہ اب وحی اور رسالت تا قیامت منقطع ہے۔(ازالہ اوہام ص ۱۱۵۲)

ان واضح اور روشن حوالوں سے بھی ثابت ہوگیا ہے کہ خود مرزا قادیانی بھی ختم کے معنی خاتمہ، بند اور انقطاع کے کرتا ہے۔ ۳۸ اور صاف لفظوں میں لکھتا اور اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر نبوت اور رسالت ختم کردی ہے اور اب وحی و رسالت قیامت تک بند اور منقطع ہے اور یہ کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔

اب تو اس راہ سے وہ شخص گزرتا بھی نہیں اب کس اُمید پہ دروازے سے جھانکے کوئی ۳۹

ص) ☆اور شاید لفظ خَتَـــــمْ کا استعمال عرف لغت میں اشخاص کیساتھ زیادہ مناسب ہے اور لفظ انقطاع وصف رسالت ونبوت کے ساتھ انسب ہے نہ کہ اشخاص کیساتھ لفظ خَتَمْ ماقبل کے امتداد کو چاہتا ہے اور یہ امر انقطاع کے مفہوم میں معتبر نہیں پس قرآن نے فرمایا کہ وہ اشخاص جنہیں نبی کہا جاتا ہے ختم ہولیے اور ان کی فہرست مکمل ہوگئی اور

حدیث نے بتایا کہ یہ عہدہ (نبوت و رسالت) ہی باقی نہیں رہا یا یوں کہو کہ یہ منصب بند کر دیا گیا چنانچہ ارشاد نبوی ہے!''ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔ بے شک رسالت و نبوت منقطع ہو چکی پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔ ۲۰۹ (جامع ترمذی)

☆ اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ لفظ خَتَمَ کے مدلول کا تعلق ماقبل سے ہے نہ کہ مابعد سے۔ پس مدلول آیت کے مطابق آنحضرت ﷺ کا جو تعلق انبیاء کرام سے ہے وہ تمام تر خاتمیت کا تعلق ہے اور یہ تعلق انبیاء کے سابقین سے ہے نہ کہ بعد میں آنے والے نبیوں سے اور انبیاء سابقین کو آپ ﷺ کی زیر سیادت رکھا گیا کیونکہ کسی پیشرو کا بعد میں آنے والے کی اتباع کرنا موخر الذکر کی سیادت و کمال کو زیادہ واضح کرتا ہے بہ نسبت اسکے برعکس کہ بعد میں آنیوالے اپنے پیشرو کی اتباع ہی کیا کرتے ہیں۔ الغرض انبیاء سابقین بمنزلہ رعیت کے ہیں اور حضرت خاتم الانبیاء بمنزلہ سلطان کے۔ ۲۱۰

☆ اور کسی شخصیت پر کمال کا ختم ہو جانا اور مقصد کا پورا ہو جانا بذات خود اعلیٰ درجہ کی فضیلت ہے جو نبی ساز ہونے کے مغالطہ کے معارض ہے پس اگر دونوں فضیلتوں کو جمع کرنا ہو تو اسکی بس یہی صورت ہے کہ انبیاء سابقین کو آپ ﷺ کے زیر سیادت رکھا جائے اور آپ ﷺ کو ختم کنندہ کمال یقین کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ کے بعد بھی اگر نئے نبیوں کی آمد باقی ہو تو اس سے ثابت تو یہ ہوگا کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری سے بھی مقصد نبوت ہنوز پورا نہیں ہو سکا بلکہ تشنہ تکمیل ہے اس سے ہر فہیم سمجھ سکتا ہے کہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت کا جاری رہنا آپ ﷺ کی فضیلت و برتری کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ اس سے آپ ﷺ کی تنقیص ہوتی ہے کہ سب سے اعلیٰ و افضل ہونے کے باوجود آپ ﷺ مقاصد نبوت کی تکمیل نہیں کر سکے تبھی تو مزید انبیاء کے بھیجنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ ۲۱۱

☆ خاتم یعنی جس چیز سے کسی پر مہر کی جائے وہ لگاتے وقت تو سب سے آخر میں ہوتی ہے لیکن نظر ثانی میں وہ سب سے اول ہوتی ہے اور سب سے پہلے اسی کو کھولا جاتا ہے مسند طیالسی ص ۳۵۴ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اسی مضمون کی طرف اشارہ ہوا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے آنحضرت ﷺ کے شمائل میں مروی ہے!

''آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ ﷺ خاتم النبیین تھے (ہیں اور رہیں گے)(بحوالہ شمائل ترمذی) ۲۱۲

☆ اور جب قرآن نے اعلان کر دیا کہ آنحضرت ﷺ اشخاص انبیاء کے خاتم ہیں تو اس کے معنی اسکے سوا اور کیا ہیں کہ انبیاء کرام کی جو تعداد علم الٰہی میں طے تھی آپ ﷺ پر اسکا اختتام ہو چکا ہے آپ ﷺ سلسلہ انبیاء کے آخری فرد ہیں

آپ کے بعد کوئی ایسی شخصیت باقی نہیں رہی جسکا نام انبیاء کی فہرست میں درج ہو لہذا آپ کے بعد حصول نبوت کا دروازہ بالکل بند ہو چکا اور اب محبانہ اتحاد (باطل و بروز وغیرہ کا دعویٰ بھی) نبوت کے اجراء و بقا کے لیے سود مند نہیں ہو سکتا۔ ۳۳

☆اور آیت ختم نبوت کی تیسری تحریف مرزا قادیانی نے حقیقۃ الوحی ص ۲۸، ۹۷ میں ایجاد کی ہے کہ خاتم نبوت، نبوت کو بند کرنے کیلیے نہیں بلکہ اسے جاری کرنے کیلیے ہے چنانچہ ص ۲۸ پر لکھتا ہے!

''اور بجز اسکے کہ کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی (محمد رسول اللہ ﷺ) ہے جس کی مہر سے نبوت بھی حاصل ہو سکتی ہے''۔

حالانکہ محاورات لغت میں لفظ خاتم خواہ تا کے کسرہ سے ہو جس کے معنی ختم کنندہ کے ہیں یا تا کہ فتح کیساتھ ہو جس کے معنی ہیں وہ چیز جس سے کسی چیز کو ختم کیا جائے۔ ''بہر دو صورت خاتم القوم کی ترکیب میں'' (یعنی جب یہ لفظ کسی جماعت کی طرف مضاف ہو) آخری فرد کے سوا کسی اور معنی کیلیے نہیں آتا اور علمائے لغت نے تصریح کر دی ہے کہ جب یہ لفظ کسی قوم کی طرف مضاف ہو تو خواہ فتحہ کیساتھ ہو یا کسرہ کیساتھ اس وقت اسکے ایک ہی معنی ہوتے ہیں یعنی اس قوم کا آخری فرد۔

اور اصل لغت یہ ہے کہ خاتم بالکسر کے معنی ہیں ''انجام و اختتام تک پہنچانے والا'' کیونکہ اسم فاعل صیغہ صفت ہے اور خاتم بالفتح کے معنی ہیں وہ شخص یا چیز جس کے ذریعے کسی شے کو انجام و اختتام تک پہنچایا جائے کیونکہ یہ اسم ہے نہ کہ صفت جیسا کہ علمائے صرف پر مخفی نہیں (آیت میں فتح اور کسرہ کی دونوں قرأتیں متواتر ہیں خاتَم بھی اور خاتِم بھی) اور حاصل دونوں قرأتوں کا ایک ہی ہے یعنی آخری نبی یا انبیاء کرام کی جماعت کا آخری فرد اور بس اسکے علاوہ وہ باقی سب تعبیرات فروعی ہیں پس اصل معنی کا ترک کر دینا ناروا ہے۔ اور فروعی تعبیرات کی نہ کوئی اہمیت ہے اور نہ انکا کوئی ضرر ہے الا یہ کہ حق تعالیٰ نے (مرزا قادیانی کی طرح) کسی شخص کو ہدایت سے محروم اور بے توفیق کر دیا ہو اور (یہ جو ہم نے کہا کہ دونوں قرأتوں کا ایک ہی حاصل ہے) یہی مطلب ہے اس قول کا جو بعض مفسرین نے امام لغت ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے! ''خاتم بالکسر اصل ہے یعنی اس مقام میں مرجع مراد اور ملک علام کے کلام کا حقیقی مقصد و مدعا یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نبیوں کے ختم کنندہ ہیں اور ابو عبیدہ کا یہ قول کیونکہ آیت کی تاویل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے انکو ختم کر دیا لہذا آپ ﷺ انکے خاتم ہیں تاویل کے معنی اہل لغت کی اصطلاح میں ظاہر سے ہٹانے کے نہیں بلکہ تخریج وجہ اور مآل مراد کے بیان کرنے کے ہیں فی الجملہ ابو عبیدہ کی مراد یہ ہے کہ دونوں قرأتیں اشتقاق اور مدلول کے لحاظ سے

مشترک ہیں۔تفسیر معالم التنزیل میں آیت خاتم النبیین کی تفسیر میں لکھا ہے!

''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعہ نبوت کو ختم کر دیا۔امام عاصم کی قرأت میں خاتم بفتح تا کے بطور اسم ہے یعنی آخری نبی اور دوسروں کی قرأت میں خاتم بکسر تا صیغہ اسم فاعل ہے کیونکہ آپ ﷺ نے نبیوں کی تعداد کو ختم کر دیا لہذا آپ ان کے ختم کنندہ ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ اگر مجھے آپ ﷺ کیساتھ نبیوں کے سلسلہ کو ختم نہ کر دینا ہوتا تو میں آپ کو ایسا بیٹا عطا کرتا جو آپ ﷺ کے بعد نبی ہوتا''۔یہی مضمون عامہ تفاسیر میں بھی ذکر کیا گیا ہے حتیٰ کہ جلالین جیسی مختصر تفسیر میں بھی درج ہے۔۵ے

☆اور چونکہ آیت میں لفظ خاتم بفتح تا بمعنی **ما یختم به الشيء** ہے (یعنی جس کے ذریعہ کسی چیز کو ختم کیا جائے) اس لیے اگر کسی نے خاتم کے معنی مہر کیلیے ہیں تو یہ چنداں خلاف تحقیق نہیں کیونکہ مہر لگا کر بھی چیز کو ختم کیا جاتا ہے پھر قرآن کریم کی عبارت میں یہ تو نہیں کہ آپ ﷺ مہر نبوت ہیں بلکہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نبیوں پر مہر ہیں۔اور یہ بھی نہیں کہ آپ ﷺ صاحب مہر ہیں جو کہ مہر لگانے والا ہوتا ہے بلکہ (آیت میں تو یہ ہے) کہ آپ کی ذات گرامی خود مہر ہے جو دوسروں پر اور وہ دوسرے انبیائے سابقین ہیں لگا دی گئی ہے پس صاحب مہر آپ نہ ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعہ سلسلہ انبیاء پر مہر (بندش) لگا کر اسے ختم کر دیا۔بہر حال اسکے اصلی معنی ہیں ''انجام تک پہنچا دینا'' اور اس کے تمام فروعی معنی اس حقیقت سے معرا نہیں۔۶ے

ض) علامہ امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں لکھتے ہیں!

''الختم والطبع کے لفظ دو طرح سے استعمال ہوتے ہیں کبھی تو ختمت اور طبعت کے مصدر ہوتے ہیں اور اس کے معنی کسی چیز پر مہر کی طرح نشان لگانا کے ہیں اور کبھی اس نشان کو کہتے ہیں جو مہر لگانے سے بن جاتا ہے۔مجازاً کبھی اس سے کسی چیز کے متعلق وثوق حاصل کر لینا اور اسکا محفوظ کرنا مراد ہوتا ہے جیسا کہ کتابوں یا دروازوں پر مہر لگا کر انہیں محفوظ کر دیا جاتا ہے کہ کوئی چیز ان کے اندر داخل نہ ہو جیسا کہ قرآن مجید میں ہے!

۱۔**خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وعلی سمعهم** (البقرہ:۷)

۲۔**وَ خَتَمَ عَلٰی سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ** (۲۵/۲۲) اور کبھی کسی چیز کا اثر حاصل کرنے سے کنایہ ہو جاتا ہے جیسا کہ مہر سے نقش ہو جاتا ہے اور اسی سے **ختمت القرآن** کا محاورہ یعنی قرآن ختم کر لیا۔

اور آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرمانے کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی آمد سے سلسلہ نبوت کو مکمل کر دیا اور اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔۷ے

ط) ختم ہونا کیلئے قرآن مجید میں **نفد** اور **ختم** کے الفاظ آئے ہیں۔

نفد: کسی چیز کا ختم ہو کر باقی نہ رہنا فنا ہو جانا اور اس کی ضد **بقی** ہے قرآن مجید میں آیا ہے!

مَاعِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَاعِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ (۱۶/۹۶)

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو اللہ کے ہاں ہے وہ باقی رہنے والا ہے۔

ختم: کسی چیز کے پورا ہونے کے بعد اسے بند کر کے سر بمہر کر دینا تاکہ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہ ہو سکے **آخر العمل** اور **ختم العمل** یعنی کسی کام سے فارغ ہونا اور **ختم الکتاب** بمعنی پوری کتاب پڑھ جانا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

"مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ۔(۳۳/۴۰)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور انبیاء کی مہر (یعنی انکے ختم کرنے والے) ہیں

ماحصل: **نفد** میں اصلی چیز فنا ہو جاتی ہے یا ہاتھ سے نکل جاتی ہے جبکہ **خَتَمْ** میں وہ چیز بحال رہتی ہے البتہ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ ۴۸

غ) **خَتَمَ** (ض) **خَتْمًا وخِتَامًا** ۔۔ **اَلشَّیْ ء وعلیه** (مہر لگانا) ۔۔ **العمل** (کسی کام سے فراغت حاصل کرنا) ۔۔ **الکتاب** (پوری کتاب پڑھ جانا) ۔۔ **اناء** (برتن وغیرہ کو مٹی لگا کر بند کرنا) کہا جاتا ہے **اللّٰه له بالخیر** (اللہ اسکا انجام اچھا کرے)

خَتَّمَ سابقہ کیساتھ یعنی اچھی طرح بند کرنا، ختم کرنا

اَخْتَمَ۔ الکتاب (کتاب کا خاتمہ پر پہنچنا)

اختتمه (پورا کرنا)

الخاتِم والخاتَم (ج) **خواتِم و خُتُم** (انگوٹھی، مہر ہر چیز کا انجام یعنی آخر)

الخاتِمَه، الخاتِم کا مونث، (انجام نتیجہ، اخیر (ج) **خواتیم و خاتمات**

الختام (مص) مہر لگانے کی لاکھ یا ہر وہ چیز جس سے مہر لگائی جائے (ج) **خُتُم** ۔ ۴۹

ے) خاتم النبیین:

قاضی نے معنی لکھے ہیں آخر الانبیاء جنہوں نے ختم کر دیا یا ختم کیے گئے آپ ﷺ کیساتھ نبی۔

امام نے اس کے تحت میں لکھا ہے کہ جس نبی کے بعد دوسرا نبی ہوتا ہے وہ دوسرا پہلے کی کسی کمی کو پورا کر دیتا ہے چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے دین میں کوئی کمی نہیں جسے بیان کر کے واضح کیا جائے لہذا ۵۰ "آپ ﷺ کی آمد پر نبیوں اور رسولون کا بھیجا جانا بند کر دیا گیا ہے"۔

اور یہ مشیت الہی ہے اسی وجہ سے قرآن کریم میں کہا گیا ہے!

(وَلٰـكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سلسلہ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں) خاتم النبیین کے خاتم پر اتنی مفصل گفتگو کے بعد اس نتیجہ پر پہنچنا کچھ مشکل نہیں کہ!

۱) حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت محمد رسول اللہ (ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اور ۳۱۳ یا ۳۱۵ رسول حق ہیں۔ اللہ رب العزت کی طرف سے مبعوث کیے گئے

۲) انکا کلام حق ہے جو جو شریعتیں اور تعلیمات لائے وہ بھی حق ہے۔

۳) وہ سلسلہ نبوت ورسالت جو سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوا وہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر تمام ہوا۔

۴) حضرت محمد مصطفی ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ رسول اس لیے کہ علام الشہود والغیوب نے کلام مبین میں فرما دیا ہے وَلٰـكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ رسول محبوب ومقبول نے اپنی زبان مبارک سے فرما دیا ہے!

انا نبی الاخر۔ انا خاتم النبین، انا العاقب، لا نبی بعدی، لانبی بعدی ورسول۔

۵) ختم نبوت کے مخالف تمام دلائل وشواہد حوالہ جات ولغات (خاتم النبیین) کے مقابلے میں رد ہیں۔ تمام سوالات و اشکالات تمام وساوس وسفسطے نا قابل قبول ہیں۔ اور اب ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں اور اس ایمان وایقان کے حامل ہیں۔

حضور سرور عالم ﷺ سب سے آخری نبی ہیں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا حضور پر نور شافع یوم النشور کے بعد کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ رسول اور جو شخص اب اپنے نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بد بخت اسکے اس دعویٰ کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کیلیے مقرر فرمائی ہے۔ ۵۱

حواشی و حوالاجات

ا۔ خاتم سے مراد "خاتم النبیین" اور لا سے مراد ہے "**انا خاتم النبین لا نبی بعدی**"

۲۔تفسیر تدبر القرآن مولفہ امین اصلاحی ج۵ص ۲۳۷ مطبوعہ فاران فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۷۷ء

۳۔تفسیرات احمدیہ مولفہ احمد جیون امیٹھوی ترجمہ مولانا محمد احمد ص ۷۰۲ مطبوعہ المیزان ناشران وتاجران کتب لاہور ۲۰۰۵ء

۴۔بحوالہ لسان العرب،قاموس،اقرب الموراد۔مولانا مودودی فٹ نوٹ میں خاتم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں!" یہاں ہم نے لغت کی صرف تین کتابوں کا حوالہ دیا ہے لیکن بات انہی تین کتابوں پر منحصر نہیں ہے عربی زبان کی کوئی معتبر لغت اٹھا کر دیکھ لی جائے اس میں لفظ خاتم کی یہی تشریح ملے گی۔لیکن منکرین ختم نبوت خدا کے دین میں نقب لگانے کے لیے لغت کو چھوڑ کر اس بات کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ کسی شخص کو خاتم الشعرا یا خاتم الفقہاء یا خاتم المفسرین کہنے کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ جس شخص کو یہ لقب دیا گیا ہے اس کے بعد کوئی شاعر،فقیہہ یا مفسر پیدا نہیں ہوگا بلکہ اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس فن کے کمالات اس شخص پر ختم ہو گئے حالانکہ مبالغہ کے طور پر اس طرح کے القاب کا استعمال یہ معنی ہرگز نہیں رکھتا کہ لغت کے اعتبار سے خاتم کے اصلی معنی ہی کامل یا افضل کے ہو جائیں اور آخری کے معنی میں اس لفظ خاتم کو استعمال کرنا سرے سے غلط قرار پائے یہ بات صرف وہی شخص کہہ سکتا ہے جو زبان کے قواعد سے ناواقف ہو کسی زبان میں بھی یہ قاعدہ نہیں ہے کہ اگر کسی لفظ کو اس کے حقیقی معنی کے بجائے کبھی کبھی مجازاً کسی دوسرے معنی میں بولا جاتا ہو تو وہی معنی اس کے اصلی معنی بن جائیں اور لغت کی رو سے جو اس کے حقیقی معنی ہیں ان میں اسکا استعمال ممنوع ہو جائے۔آپ کسی عرب کے سامنے جب کہیں گے کہ جاء خاتم القوم تو وہ اسکا یہ مطلب ہرگز نہیں لے گا کہ قبیلے کا فاضل وکامل آدمی آگیا بلکہ اسکا مطلب وہ یہی لے گا کہ پورے کا پورا قبیلہ آگیا ہے حتیٰ کہ آخری آدمی جو رہ گیا تھا وہ بھی آگیا۔

اسکے ساتھ یہ بات بھی نگاہ میں رہنی چاہیے کہ خاتم الشعرا خاتم الفقہاء اور خاتم المحدثین وغیرہ القاب جو بعض لوگوں کو دیئے گئے انکے دینے والے انسان تھے اور انسان کبھی یہ نہیں جان سکتا کہ جس شخص کو وہ کسی صفت کے اعتبار سے خاتم کہہ رہا ہے اسکے بعد پھر کوئی اس صفت کا حامل پیدا نہیں ہوگا اسی وجہ سے انسانی کلام میں ان القاب کی حیثیت مبالغے اور اعتراف کمال سے زیادہ کچھ ہو ہی نہیں سکتی لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے متعلق یہ کہہ دے کہ فلاں صفت اس پر ختم ہوگئی تو کوئی خاص وجہ نہیں کہ ہم اسے بھی انسانی کلام کی مجازی کلام سمجھ لیں اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو خاتم الشعراء کہہ دیا ہوتا تو یقیناً اسکے بعد کوئی شاعر نہ ہوسکتا تھا اور اس نے جسے خاتم النبیین کہہ دیا غیر ممکن ہے کہ اسکے بعد کوئی نبی ہو سکے اس لیے کہ اللہ عالم الغیب ہے اور انسان عالم الغیب نہیں۔اللہ کا کسی کو خاتم النبیین کہنا اور انسانوں کا کسی کو خاتم الشعراء

اور خاتم الفقہاء وغیرہ کہہ دینا آخر ایک درجہ میں کیسے ہو سکتا ہے۔

۵۔تفسیر تفہیم القرآن مولفہ مولانا مودودی ج ۴ ص ۱۴۰،۱۳۹ مطبوعہ سروسز بک کلب راولپنڈی ۱۹۹۳ء

۶۔ترجمہ وحاشیہ قرآن مجید مولفہ مولوی احمد علی لاہوری ص ۸۴۲،۸۴۳ مطبوعہ احمدیہ اشاعت اسلام لاہور ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۱ء

۷۔تفسیر حقانی مولفہ ابو محمد عبدالحق حقانی الدہلوی ج ۶ ص ۹۷ مطبوعہ الفیصل ناشران وتاجران کتب لاہور

۸۔تفسیر روح البیان مولفہ علامہ اسماعیل حقی بحوالہ تفہیم القرآن مولفہ مولانا مودودی ج ۴ ص ۱۴۹ نمبر شمار ۱۸ مطبوعہ سروسز بک کلب راولپنڈی ۱۹۹۳ء

۹۔جھوٹی نبوت کا دعوٰی کرنے والے تو دور رسالت میں ہی پیدا ہو گئے تھے۔دور صدیقی رضی اللہ عنہ کی ابتدائی مشکلات میں "جھوٹے نبیوں کا فتنہ" اہمیت کا حامل ہے اس کے بعد آج تک یہ فتنہ جاری ہے۔پیر کرم شاہ صاحب کے الفاظ "فتنۂ انکار ختم نبوت" سے مراد ہے پاک وہند میں مرزائیت یا قادیانیت یا احمدیت کا فتنہ جس کے بانی مرزا قادیانی (متوفی ۱۹۰۷ء) ہے۔

۱۰۔تفسیر ضیاء القرآن مولفہ پیر محمد کرم شاہ الازہری ج ۴ ص ۶۸ تا ۶۹ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۱۳۹۹ھ

۱۱۔خدائی باتوں سے مراد ہے وہ تمام نئے احکام جن کا قولی وفعلی اظہار ضروری ہے اور وہ تمام پرانے احکام جن کی تجدید ضروری ہے اور وہ تمام پرانے خیالات وافعال جن کی اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے لہٰذا انکو قولاً اور عملاً بدلنا ضروری ہے ان (آخری قسم میں) منہ بولے بیٹے کی منکوحہ مطلقہ سے منہ بولے باپ کا نکاح کرنا ایک اہم مسئلہ تھا جس کا معاملہ آیہ ختم نبوت کے سیاق وسباق میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

۱۲۔علم القرآن مولفہ سید قاسم محمود ج ۲۲ ص ۲۲۴۹ مطبوعہ شاہکار بک فاؤنڈیشن کراچی

۱۳۔تفسیر تدریس لغۃ القرآن مولفہ ابو مسعود حسن علوی ج ۷ ص ۸۲۶،۲۸ مطبوعہ اسلامک ریسرچ اکیڈمی راولپنڈی ۱۹۹۷ء

۱۴۔تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۲۷۵ مولفہ علامہ شوکانی بحوالہ تفہیم القرآن مولفہ مولانا مودودی ج ۴ ص ۱۵۰ شمار نمبر ۲۰ مطبوعہ سروسز بک کلب راولپنڈی ۱۹۹۳ء

۱۵۔تفسیر فصل الخطاب مولفہ سید علی نقی النقوی ج ششم ص ۱۴۲ مطبوعہ مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور ۲۰۰۰ء

۱۶۔القرآن الکریم مع اردو ترجمہ وتفسیر مولفہ الشیخ صلاح الدین یوسف مطبوعہ شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ سعودی عرب ص ۱۱۸۲

۱۷۔تفسیر کاشف البیان مولفہ محمد علی خان ہوتی ج پنجم ص ۶۷ مطبوعہ الحاج خان محمد علی خان ہوتی مردان صوبہ سرحد

۱۸۔تفسیر مظہری مولفہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اردو ترجمہ مولانا سید عبدالدائم جلالی ج نہم ص ۳۸۶ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی ۱۹۹۷ء

۱۹۔تفسیر ماجدی اردو مولفہ عبدالماجد دریا آبادی حصہ دوم ص ۸۵۰ مطبوعہ خان پبلشرز دہلی انڈیا

۲۰۔بحوالہ تفسیر معارف القرآن مولفہ مفتی محمد شفیع دیوبندی ج ہفتم ص ۱۶۰ تا ۱۶۵ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۹۹۵ء

۲۱۔تفسیر نمونہ فارسی لجنۃ العلماء ایران اردو ترجمہ صفدر حسین نجفی ج ۹ ص ۲۶۰، ۲۶۱ مطبوعہ مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور ۱۴۱۷ھ

۲۲۔تفسیر نعیمی ج اول ص ۱۵۴ مولفہ مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی گجراتی مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات ۲۰۰۴ء (مع اضافہ از راقم)

۲۳۔صحابہ کرام میں وہ اہلیت تھی جو کسی نبی میں ہونی چاہیے مثلاً دینی حمیت، صدق وصفا، حق پرستی، استیصال ظلم، دعوت الی اللہ وغیرہ مگر اسکے باوجود بھی صحابہ کرام نبی نہ بنائے گئے دیکھیے ارشادات نبوی ﷺ فرمایا! **لو کان نبی بعدی لکان عمر** (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا! تمہاری حیثیت میرے ساتھ ایسے ہے جیسے موسیٰ اور ہارون میں تھی مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

۲۴۔تفسیر تبیان القرآن مولفہ علامہ غلام رسول سعیدی ج ۹ ص ۴۸۸۔۲۸۶ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور ۲۰۰۲ء

۲۵۔بحوالہ تفسیر تبیان القرآن مولفہ علامہ غلام رسول سعیدی ج ۹ ص ۴۷۹ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور ۲۰۰۲ء مرزا قادیانی کا ایک اور حوالہ اسی باب میں پیش خدمت ہے جو موضوع سے متعلق ہے۔ "اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا یعنی آپ ﷺ کو افاضہ کمال کے لیے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور کو نہیں ملی"۔ (حقیقۃ الوحی ص ۹۷) گویا خاتم النبیین کے معنی آخرالنبیین نہیں بلکہ انبیاء کی مہر ہیں کہ نبی بنانے کا قدرت واختیار آپ کو دیدیا گیا آپ کو نبوت کی مہر دیدی آپ جتنے چاہیں نبی بنا سکتے ہیں۔

۲۶۔ The Holy Quran translated & commentary by

Abdullah Yousaf Ali explanatory note No 3731 page 796 printed by dawa academy islamabad.

۲۷، ۲۸۔ مجمع البحار ج ۱ ص ۳۲۹ بحوالہ ختم نبوت کامل مولفہ مفتی محمد شفیع دیوبندی مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۹۹۱ء

۲۹۔ کلیات ابی البقاء ص ۳۱۹ بحوالہ ختم نبوت کامل مولفہ مفتی محمد شفیع دیوبندی مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۹۹۱ء

۳۰۔ تشریعی اور غیر تشریعی سے یہاں یہ مراد ہے کہ نبی شریعت جدیدہ لیکر آئے ہوں یا پہلی شریعت کے متبع ہوں ورنہ انبیاء علیہم الصلوات والسلام سب کے سب تشریعی ہیں اور شریعت لازمہ نبوت ہے۔

۳۱۔ بحوالہ ختم نبوت کامل مولفہ مفتی محمد شفیع دیوبندی ص ۶۹ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۹۹۱ء

۳۲۔ ایضاً

۳۳۔ ایضاً

۳۴۔ ختم نبوت کامل مولفہ مفتی محمد شفیع دیوبندی ص ۲۶ تا ۱۷ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۹۹۱ء

متعدد لغات کے فرداً فرداً حوالے یہاں نہیں دیئے گئے کیونکہ وہ حوالے پچھلے صفحات میں گزر چکے ہیں البتہ مفید مطلب عبارتیں لکھ دی گئیں ہیں۔

۳۵۔ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ختم نبوت نمبر جون، جولائی، اگست ۱۹۸۷ء ص ۱۳۶، ۱۳۵ مطبوعہ دیوبند بھارت

۳۶۔ نبراس (اردو ترجمہ) ص ۴۵ بحوالہ ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ختم نبوت نمبر ص ۲۹۵ مطبوعہ دیوبند بھارت

۳۷۔ مرزا بشیر الدین محمود صاحبزادہ مرزا قادیانی نے تفسیر صغیر میں آیہ قرآن کریم ولیکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے تحت لکھا ہے! "آپ ﷺ کی تصدیق کے بغیر اور آپ ﷺ کی تعلیم کی شہادت کے بغیر کوئی شخص نبوت یا ولایت کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا لوگوں نے نبیوں کی مہر کی جگہ آخری نبی کے معنی لیے ہیں مگر اس سے بھی ہماری پوزیشن (کہ حضور کی مہر سے نبی مبعوث ہوتے ہیں) میں فرق نہیں آتا آنحضرت ﷺ کے معجزہ معراج کو مدنظر رکھا جائے تو انبیاء کا شجرہ بمطابق مسند احمد بن حنبل یوں بنتا ہے!

شجرہ انبیاء سفر معراج

سدرۃ المنتہیٰ	محمد رسول اللہ ﷺ
ساتواں آسمان	حضرت ابراہیم علیہ السلام
چھٹا آسمان	حضرت موسیٰ علیہ السلام
پانچواں آسمان	حضرت ہارون علیہ السلام
چوتھا آسمان	حضرت ادریس علیہ السلام
تیسرا آسمان	حضرت یوسف علیہ السلام
دوسرا آسمان	حضرت عیسیٰ و حضرت یحییٰ علیہم السلام
پہلا آسمان	حضرت آدم علیہ السلام
زمین	اہل زمین

اس نقشہ کو دیکھیں تو مخلوق کے مقام پر جو شخص کھڑا ہو گا اس کی نظر سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پر پڑے گی اور سب سے آخر اس کی نظر محمد رسول اللہ ﷺ پر پڑے گی گویا سب نبیوں میں آخری نبی وہ رسول اللہ ﷺ کو قرار دے گا اسکے علاوہ اگر اس حدیث کو لیں کہ آدم علیہ السلام ابھی پیدا ابھی نہ ہوا تھا تب بھی میں خاتم النبیین تھا تو بھی شجرہ انبیاء میں رسول کریم ﷺ کو مقام کے لحاظ سے سب سے اوپر کی جگہ حاصل ہے پس جب رسول کریم ﷺ معراج میں سب سے اوپر گئے تو مقام محمدی آخری نبوت کا مقام بنا اس طرح بھی وہی معنی ٹھیک رہے جو ہم نے کیے ہیں یعنی ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا مقام سب نبیوں سے افضل ہے" (تفسیر صغیر مولفہ مرزا بشیر الدین محمود ص ۶۹۵ مطبوعہ ربوہ پاکستان)۔ کیسا چکر ڈالا مرزا بشیر الدین محمود نے لیکن شکر ہے کہ اپنے باپ مرزا قادیانی کو یہاں زمرہ نبوت میں شامل نہیں کیا اگرچہ دوسری جگہوں پر دعاوی موجود ہیں

۳۸۔ نہ صرف یہ کہ مرزا خود بلکہ ذریت مرزا پیشتر ے بدلنے اور لنگوٹی کھانے کی عادی ہے۔ لہذا مرزا نے آگے چل کر خود ہی اس عقیدہ ختم نبوت کا انکار کر دیا (حوالہ جات پیچھے گزر چکے ہیں) اب مرزائی قوم بھی سنت مرزا کو پورا کرنے کی خاطر میں نہ مانوں کی ضد پر اڑی ہوئی ہے ع

حذر حذر کہ زمانہ بڑا ہی نازک ہے   خدا نہ واسطہ ڈالے کسی کمینے سے

۳۹۔ ختم نبوت کتاب و سنت کی روشنی میں مولفہ ابو الزاہد محمد سرفراز مشمولہ ماہنامہ دار العلوم دیوبند ختم نبوت نمبر

۴۰۔ خاتم النبیین فارسی، اردو مولفہ محمد انور شاہ کشمیری / محمد یوسف لدھیانوی ص ۱۵۹ نمبر ۳۱ مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت

ملتان ۱۳۹۷ھ

۴۱۔ایضاً ص ۱۶۱ انمبر ۳۶

۴۲۔ایضاً

۴۳۔مسند طیالسی کا مضمون یہ ہے کہ جب لوگ (قیامت کے دن) طلب شفاعت کے لیے علی الترتیب حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے تو وہ یہ کہہ کر عذر کریں گے کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود بنایا گیا اسکے ساتھ ہی وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضری کا مشورہ دیتے ہوئے فرمائیں گے!" **ولکن ارایتم لوان متاعا فی وعاء قد ختم علیہ اکان یوصل الی مافیہ حتی یغض الخاتم فیقولون لا فیقول فان محمد ﷺ قد حضر الیوم الحدیث** ۔لیکن یہ تو بتاؤ کہ اگر کچھ سامان کسی ایسے برتن میں موجود ہو جو سر بمہر کر دیا گیا ہو تو جب تک اس مہر کو نہ کھولا جائے اس برتن کے اندر کی چیز تک رسائی ممکن نہیں ہے حاضرین اسکا جواب نفی میں دیں گے تو آپ علیہ السلام فرمائیں گے پھر محمد ﷺ آج یہاں موجود ہیں انکی خدمت میں جاؤ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس تشبیہ سے مقصد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں لہذا جب تک نبیوں کی مہر کو نہ کھولا جائے اور آپ ﷺ شفاعت کا آغاز نہ فرمائیں تب تک انبیاء علیہم السلام کی شفاعت کا دروازہ نہیں کھل سکتا اور نہ کسی نبی کی شفاعت کا حصول ممکن ہے لہذا تم لووگ سب سے پہلے حضرت خاتم النبیین ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو پہلے نبیوں کی مہر کو کھلواؤ آپ ﷺ سے شفاعت کا آغاز کراؤ تب کسی اور نبی کی شفاعت ممکن ہے۔(خاتم النبیین فارسی، اردو مولفہ محمد انور شاہ کشمیری/محمد یوسف لدھیانوی ص ۱۷۰، ۱۶۶ مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

۴۴۔ خاتم النبیین فارسی، اردو مولفہ محمد انور شاہ کشمیری/محمد یوسف لدھیانوی ص ۱۷۲ انمبر ۵۵ مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

۴۵۔ خاتم النبیین فارسی، اردو مولفہ محمد انور شاہ کشمیری/محمد یوسف لدھیانوی ص ۸۳، ۱۸۱ انمبر ۶۶ مطبوعہ مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

۴۶۔ایضاً

۴۷۔مفردات القرآن (عربی/اردو) مولفہ امام راغب اصفہانی/مفتی محمد عبدہ مطبوعہ شیخ شمس الحق اقبال ٹاؤن لاہور ج اول ۲۸۸۔۲۸۶

۴۸۔مترادفات القرآن مولفہ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی مادہ ختم ہونا ص ۲۵۵۔۵۶ مطبوعہ مکتبۃ السلام لاہور ۲۰۰۲ء

۴۹۔المنجد عربی/اردو مولفہ لوئیس معلوف/لجنۃ العلماء ص ۲۵۶ مطبوع دارالاشاعت کراچی ۱۹۷۵ء

۵۰۔انوار القرآن تفسیری قرآنی لغت مولفہ مولوی عبدالرحمٰن ص ۲۰۰ مطبوعہ سنگت پبلشرز لاہور ۲۰۰۳ء

۵۱۔بحوالہ ضیاء القرآن مولفہ پیر محمد کرم شاہ الازہری ج ۴ ص ۶۸ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۱۳۹۹ھ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

ہمارے نبی ﷺ بلا تاویل وتخصیص خاتم الانبیاء ہیں

مولانا محمد سہیل احمد سیالوی

"حالات زمانہ کے مطابق وقت کے تقاضے بدلتے رہتے ہیں اور سنجیدہ افراد واقوام ان تقاضوں اور ضروریات کو سمجھ کر اپنے اسلوب حیات میں مناسب جائز تر امیم کرتی رہتی ہیں۔تحریر وتقریر کے لحاظ سے عصری حالات جن تبدیلیوں کے متقاضی ہیں وہ بہت کم مقررین اور اہل قلم اپنا سکے ہیں یہ ایک تلخ حقیقت ہے۔آج بھی مذہبی میدان میں شستہ،سنجیدہ اور متوازن تحریر وتقریر کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے ۔ہمارے معاصر بزرگ عالم دین علامہ غلام رسول قاسمی مدظلہ عالی کی عربی تصنیف "المستند" مذکورہ میزان قبول پر پوری اترتی ہے۔اس کتاب میں عقائد و معمولات کے متعلق آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کا ذخیرہ بہت منظم انداز میں پیش کیا گیا ہے۔اگر چہ طباعت کے عصری تقاضوں کو دیکھتے ہوئے اس میں بہت کچھ بہتری کی گنجائش موجود ہے تاہم میرے خیال میں شرف ملت رحمۃ اللہ علیہ کی "من عقائد اہل السنۃ" کے بعد عقائد ومعمولات کی مثبت اور ٹھوس ترجمانی (عربی زبان میں) کرنے میں یہ کتاب ایک وقیع مقام کی حامل ہے۔پیش نظر مختصر تحریر اس کتاب کے باب "**نبینا ﷺ آخر الانبياء عليهم السلام لا تأويل فيه ولا تخصيص**" کا رواں ترجمہ ہے۔راقم الحروف نے مکرم ومعظم سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری زید مجدہ کے حکم پر مجلّہ "الحقیقہ" کے ختم نبوت نمبر کے لیے یہ ترجمہ کیا ہے"۔جزاہ اللہ بالخیر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

۱) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ:محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ تو اللہ کے رسول اور رسولوں میں سے آخری۔

۲) اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (المائدہ:۳)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔

۳) كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران آیت ۱۱۰)

ترجمہ: تم بہترین اُمت ہو جو لوگوں کے بھلے کے لیے نکالی گئی۔

عقیدہ ختم نبوت احادیث طیبہ کی روشنی میں:

۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

"بنو اسرائیل کے معاملات ان کے انبیاء چلاتے تھے جب بھی کوئی نبی وصال فرماتا اسکی جگہ نیا نبی آجاتا۔ اور بے شک میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہوگا۔ عن قریب خلفاء ہوں گے اور بکثرت ہوں گے"۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ان کے بارے میں ہمیں کیا ہدایت فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا! جس کی پہلے بیعت کر لو اس کے ساتھ کیے ہوئے عہد کو نبھاؤ۔ حکمرانوں کے حقوق کا خیال رکھو کیونکہ رعایا کے متعلق ان کے فرائض کے بارے میں اللہ تعالیٰ خود ان سے پوچھ لے گا۔ (مسلم۔بخاری)

۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ سید الانبیا ﷺ نے فرمایا!

"میری اور مجھ سے قبل تشریف لانے والے انبیاء کرام کی مثال ایسے ہے جیسے کسی آدمی نے گھر تعمیر کیا اور اسے خوب آراستہ و پیراستہ کیا صرف ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر کے اردگرد گھومتے اور اس کے حسن و جمال کو دیکھ کر متاثر ہوتے اور کہتے یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (مسلم۔بخاری)

۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

"اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک ۳۰ کے قریب جھوٹے دجال ظاہر نہ ہو جائیں ان میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے"۔ (مسلم۔بخاری)

۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا!

"میں اور قیامت اس طرح ملے ہوئے ہیں جیسے ہاتھ کی دو انگلیاں"۔ (مسلم۔بخاری)

۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

"بے شک نبوت و رسالت منقطع ہو گئی میرے بعد نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول راوی کہتے ہیں لوگوں کو یہ بات گراں محسوس ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

''ہاں خوش کن خبریں باقی رہیں گی۔لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ خوش کن خبروں (المبشرات) سے آپ کی کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا!

''مسلمان کا خواب اور وہ بھی اجزائے نبوت میں سے ایک جزء ہے۔(ترمذی)

۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

''میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد انبیائے کرام کی مسجدوں کی خاتم ہے''۔(دیلمی)

۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

''میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مسجدوں میں سے آخری مسجد ہے''۔(مسلم)

۸) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے کریم ﷺ نے فرمایا!

''میں محمد (بار بار تعریف کیا ہوا) ہوں۔میں احمد (سب مخلوق سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنے والا) ہوں۔میں مٹانے والا ہوں۔میرے ذریعے کفر مٹا دیا جائے گا۔میں سب سے پہلے قبر سے نکلنے والا ہوں تمام لوگ میرے بعد قبروں سے نکلیں گے۔میں بعد میں آنے والا ہوں۔بعد میں آنے والا وہ ہوتا ہے جسکے بعد کوئی نبی نہ ہو۔(مسلم۔بخاری)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

عقیدہ ختم نبوت

عقلی دلائل اور قرآن وسنت کی روشنی میں

محمد عمر دراز راؤ

الحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام علیٰ خاتم النبین وعلیٰ آله واصحابه و حزیه اجمعین

عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین سے ہے جس طرح کے واضح اور قطعی دلائل سے ہمیں معلوم ہے کہ اللہ تعالی احد، واجب الوجود اور معبود ہے۔ اسی طرح کے دلائل سے ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ اللہ تعالی کے علاوہ کوئی اور ہستی ایسی ہے جو واجب الوجود اور لائق عبادت ہے یا ہو سکتی ہے تو ہم اپنے ایمان وایقان کی روشنی میں فوراً اس کی تردید و تکفیر کرتے ہیں۔ اسکے موقف پر دلائل کا تقاضا نہیں کرتے۔ اسی طرح اگر کوئی کہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ظلی، بروزی یا کسی قسم کا مبعوث ہوا یا ہو سکتا ہے تو ہم حضرت محمد ﷺ کے بارے میں علم قطعی کہ آپ اللہ کے آخری نبی و رسول اور خاتم النبیین ہیں کی روشنی میں تقاضائے دلیل وثبوت کیے بغیر فوراً اس شخص کی تردید و تکفیر کریں گے۔ (کیونکہ مذکورہ دونوں عقائد سے متعلق ہم تک پہنچنے والے دلائل اور معلومات ایک جیسی ہیں) سراج الامہ امام الائمہ شرف فقہا فخر العقلا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ! [[مدعی نبوت سے دلیل طلب نہیں کی جائیگی کیونکہ دلیل وہاں طلب کی جاتی ہے جہاں علم واضح اور دلائل قطعی موجود نہ ہوں۔ طلب دلیل اپنے علم اور ایمان وایقان میں کمی وتشکیک کا احتمال تسلیم کرنے کے مترادف ہے اور یہ کفر ہے۔

نظام کائنات میں غور کریں تو تخلیقات عالم میں ایک اصول کارفرما نظر آتا ہے۔

ابتدا ارتقاء اختتام

صبح کی کرن نوید شام امروز کیساتھ ظاہر ہوتی ہے۔ ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے اختتام آشنا ہو جاتی ہے۔ ہلال ارتقائی مراحل سے گزرتا ہوا ماہ کامل بنتا ہے اور ختم ہو جاتا ہے۔ انسان پیدا ہوتا ہے جوان ہوتا ہے مر جاتا ہے الغرض نباتات ہوں یا جمادات قدرتی آفات ہوں یا منعم حقیقی کی نعمتیں اور نوازشات خزاں کی چیرہ دستیاں ہوں یا بہار کی سرمستیاں سرما کی شدت ہو یا گرما کی حدت سب میں یہی اصول عمل پیرا نظر آتا ہے۔

ابتدا ارتقاء اختتام

سلسلہ بعثت نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا حضرت محمد ﷺ تک جاری رہا۔ اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو یہ مکمل ہوا یا نہ ہوا۔ اور یہ کیسے معلوم کیا جائے کہ کونسی صورت قابل اعتبار ہے۔ اس کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ وہ ہستی جسے نبی تسلیم کیا ہے خود ہی اس بات کی وضاحت کرے اور اسی پر ایمان لایا جائے۔ سابقہ انبیائے کرام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت دیتے رہے۔ لیکن حضرت محمد ﷺ نے ایسی کوئی خبر نہ دی بلکہ فرمایا!

انا أخر الانبياء وانتم أخر الامم (سنن ابن ماجہ شریف)	میں جملہ صف انبیاء میں آخری نبی ہوں اور تم جملہ اُمتوں میں آخری اُمت ہو۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا!

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبيآء كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لانبي بعدي (مسلم شریف کتاب الامارۃ)	بنی اسرائیل سیاست مدن کے بھی فرائض انجام دیتے تھے جب ایک نبی دنیا سے تشریف لے جاتے تو دوسرے نبی ان کے بعد آجاتے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے اس واضح بیانِ حق ترجمان وقاطع قادیان ونجدیاں کے ہوتے کیسے کہا جاسکتا ہے کہ سلسلہ نبوت منتہائے کمال پر پہنچ کر ختم ہو گیا بلکہ جاری ہے جو ایسا کہے یقیناً عقل سے عاری ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام بعثت نبوت کا نقطۂ آغاز اور خاتم الانبیا محمد رسول اللہ منتہائے کمال جس کے بعد مزید کی ضرورت نہ گنجائش۔

حکیم مطلق کا کوئی فعل بعید از حکمت نہیں ہوتا اور حکمت ضرورت کا تقاضا کرتی ہے۔ یعنی حکیم مطلق کا کوئی فعل بلا ضرورت نہیں ہوتا۔ لہذا جب تک انسانیت کو بعثت انبیاء کرام علی نبینا وعلیھم الصلوۃ والسلام کی ضرورت رہی نبی مبعوث ہوتے رہے جب دین مکمل ہو گیا اور انسانیت کو مکمل ضابطہ حیات مل گیا تو اعلان بھی فرما دیا گیا!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ (احزاب:۴۰)	نہیں محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ لیکن اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔

اس اجمال کی وضاحت کے لیے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ اول البشر حضرت آدم علیہ السلام کے بعد اما حوا علیہا السلام کی تخلیق ہوئی انسانی معاشرہ کی ابتدا تھی موافق حال جن قوانین وضوابط کی ضرورت تھی نازل ہوئے۔ جیسے جیسے معاشرہ

ارتقائی منازل طے کرتا ہوا وسعت پذیر رہا احکامات منزل من اللہ میں بھی ترمیم واضافہ ہوتا رہا۔ مثلاً حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں بچے جوڑا جوڑا پیدا ہوتے تھے۔ ایک جوڑے کے بچے کا نکاح دوسرے جوڑے کی بچی سے ہوتا تھا۔ یہ اُصول اس وقت کی ضرورت تھی۔ جب معاشرہ کو وسعت حاصل ہوئی۔ اور آبادی میں اضافہ ہوا تو اس اُصول کی ضرورت نہ رہی اور ترمیم کر دی گئی۔ علی ھذا القیاس یہی وجہ تھی کہ پہلے مکمل ضابطہ حیات عطا نہ کیا گیا۔ جب وقت آیا کہ بنی نوع انسان کو مکمل ضابطہ حیات سے نواز دیا جائے تو اس کا اعلان یوں کیا گیا!

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (سورۃ المائدہ:۳)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تمہارے لیے اسلام دین منتخب کر لیا۔

جب دین مکمل ہو گیا تو اس میں کسی ترمیم واضافہ کی ضرورت نہ گنجائش۔ جب بنی نوع انسان کو کامل ضابطہ حیات دین مل گیا تو بعثت نبوت کا مقصد بھی پورا ہو گیا۔ لہذا مزید نبی کی ضرورت نہ رہی اسی لیے ارشاد ہوا!

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ (احزاب:۴۰)

یعنی باب نبوت ورسالت آپ ﷺ پر بند ہوا اب کوئی نیا نبی یا رسول نہیں آئے گا۔

اب اگر حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کا آنا مان لیا جائے تو چند قباحتیں لازم آتی ہیں۔

۱) اللہ کا فرمان وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ (احزاب:۴۰) غلط ہوگا۔ جو ناممکن ہے لہذا اب کسی نئے نبی کا آنا بھی ناممکن ہے۔

۲) جب دین مکمل ہو گیا تو کس لیے نبی مبعوث کیا جائیگا۔

ا۔ اگر نیا دین یا نئے احکام لائے گا تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دین مکمل نہیں بلکہ ترمیم یا اضافہ کی گنجائش باقی ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ غلط قرار پائے گا۔ لہذا یہ سوچ باطل ہے کیونکہ فرمان الٰہی کا غلط ہونا ناممکن ہے۔

ب۔ اگر نئے نبی سے اسی دین کی ترویج واشاعت مقصود ہے تو ہم عرض کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ذمہ داری اس اُمت پر ڈالی ہے جو پہلے انبیاء کرام علیہم السلام تو نبھاتے رہے لیکن کسی اور اُمت کو نہ دی گئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَت	تم بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے
لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ	منتخب کیا گیا ہے تم بھلائی کا حکم دیتے اور
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ	برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ۔	ہو۔

یعنی اصلاح افراد و معاشرہ (امر بالمعروف ونہی عن المنکر) کی ذمہ داری کسی اور اُمت کو نہ دی گئی بلکہ اس سعادت خاص کے لیے اس اُمت آخرالامم کو خاص کیا گیا ہے۔

مزید فرمایا!

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ	اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب
لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَمِنْ	کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر
كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ	اک گروہ سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی
لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَ	سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو
لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا	ڈرسنائیں اس اُمید پر کہ وہ بچیں۔
رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ	
يَحْذَرُوْنَ (التوبہ ۱۲۲)	

واضح ہو کہ اُمت کے ہر طبقہ سے ایک مختصر گروہ کے لیے لازم ٹھہرا کہ علم دین حاصل کریں اور اپنی قوم کی رہنمائی (امر بالمعروف ونہی عن المنکر) کا فریضہ ادا کریں۔

تاریخ اسلام شاید عادل ہے کہ کس طرح ائمہ، فقہا، صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین، علماء کرام اور اولیاء کرام وصوفیا علیہم السلام ورحمۃ اللہ علیہ نے ترویج واشاعت دین کا کام بخوبی نبھایا اور نبھا رہے ہیں۔ اگر ان نفوس قدسیہ کے حالات زندگی کا جائزہ لیں تو واضح ہوتا ہے کہ ان کی حیات مبارک آیات مذکورہ واحادیث بالا کی عملی تصویر ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں مبعوث ہونا اسی لیے یہ کار عظیم پاکان ورہبرانِ اُمت کے ذمہ لگایا گیا انہوں نے بھی خوب نبھایا کہ خلق کثیر کو نار جہنم سے بچایا۔

ج۔ اور اگر کہا جائے کہ تعلیمات نبوی زمانہ کیساتھ معدوم ہو جائیں تو احیائے نو کے کیلیے نئے نبی کی ضرورت پیش آسکتی ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ یہ سوچ بھی عجز فہم وکمال وہم پر مبنی ہے اگر قرآن کی آیات حق ترجمان پر ایمان رکھتے

ہیں تو جاننا چاہیے کہ اس دین متین کو ضمانت حفاظت وبجا حق تبارک وتعالیٰ نے خود عطا کی ہے!

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ ہم نے اس ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

لہذا اس دین کا معدوم ہونا تو دور کی بات ہے۔ معمولی تحریف یا تخفیف کا بھی خطرہ نہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ حفاظت سے عاجز رہا۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور حدیث اسکی تفسیر جس کے بغیر اسے سمجھا جاسکتا ہے نہ اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ لہذا ضروری ہوا کہ متن قرآن کیساتھ ساتھ حدیث بھی محفوظ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی اہتمام فرمایا۔ ہر زمانے میں بے شمار حفاظ قرآن کیساتھ ساتھ حفاظ حدیث بھی کثیر تعداد میں موجود رہے اللہ رب العزت نے بندگان خاص سے کس طرح حفاظت دین (قرآن وسنت) کا کام لیا اور ان نفوس قدسیہ نے کس عرق ریزی ومشقت سے اس ذمہ داری کو نبھایا اور اپنے دل وجگر کا عرق نچھاور کر کے اہل ایمان کے دل شاد ہیں تو مخالفین کے برباد۔ صحابہ کرام علیہم السلام اور انکے بعد امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کا خانوادہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی بزرگ ہستیاں وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے دنوں کا آرام اور راتوں کی نیند قربان کر کے تحقیق عمیق کی راہ اپنائی اور حیات مصطفوی ﷺ کو اپنی اصلی حالت میں من وعن دنیا کے سامنے پیش کیا۔ آج جبکہ چودہ صدیاں بیت چکی ہیں اس میں تحریف وتخفیف کا شکار ہو کر نایاب ہو گئیں جبکہ آخر الکتب قرآن حکیم اور آخر الانبیاء ﷺ کے فرمودات آج چودہ صدیاں بعد بھی بالکل درست اور مکمل حالت میں موجود اور دستیاب ہیں۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے۔

سابقہ انبیائے کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کا حلقہ نبوت ورسالت مخصوص اور زمانہ محدود۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک وقت میں مختلف علاقوں اور اقوام میں بلکہ ایک ہی علاقے میں متعدد انبیاء علیہم السلام موجود رہے لیکن کسی نے بھی اپنی نبوت ورسالت کے عالمگیر ہونے کا دعویٰ نہ کیا بلکہ آنیوالے کی بشارت دیتے رہے اور جب حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے خود ہی اعلان فرمایا!

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ (سبا:۲۸) اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کے لیے خوشخبری سنانے والا اور ڈرسنانے والا بنا کر اور لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے۔

مزید فرمایا!

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا۔(الاعراف:۱۵۸)	(اے رسول)فرمادیں کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول (بن کر آیا)ہوں۔

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ آنجناب ﷺ کی نبوت و رسالت تمام بنی نوع انسان کے لیے ہے۔عالمگیر اور دائمی ہے سابق کتب سماوی کی تعلیمات پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی محدود ہیں۔مثلاً جو صحیفہ صابیوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے اس میں صرف اخلاقیات سے چند باتیں ملتی ہیں جبکہ قرآن کے بارے میں ارشاد ہوا!

لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۔(الانعام:۵۹)	کوئی خشک وتر نہیں مگر کتاب مبین میں۔

کیونکہ یہ دین عالمگیر اور دائمی ہے اسی لیے عالمگیر اور قیامت تک پیش آنے والے حالات و مسائل سے عہدہ براہ ہونے کے لیے تمام بنیادی اُصول اور مبادیات کتاب مبین اور احادیث مبارکہ میں بیان فرمادی گئیں۔ انکے ہوتے اب کسی اور کی احتیاج باقی نہ رہی۔ذات مصطفی ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب مکمل ضابطہ حیات اور رسالت عالمگیر و دائمی۔دین کامل اور یہ تو منکرین ختم نبوت کو بھی تسلیم کہ آنحضرت ﷺ کی نبوت و رسالت اصلی اور حقیقی تو پھر کون کم عقل اور کور چشم ہے جو اصلی نبی کے ہوتے ظلی بروزی اور نقلی نبی کی طرف التفات کرے۔مکمل دین کو چھوڑ کر بروزی کا نقلی دین اختیار کرے کامل کو ترک کرے اور ادھورے کا اعتبار کرے۔

فاعتبرو یا اولی الابصار۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

عقیدہ ختم نبوت

پروفیسر محمد رفیق ضیاء قادری

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبین وعلی الہ واصحابہ اجمعین O

اٹھارہ ہزار عالمین کی دنیا میں رب تعالیٰ نے حضرت انسان کو شرف خاص سے نوازا کہ کوئی دوسری مخلوق اس کی کرامت کی گرد راہ کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ پھر انسانوں کو بھی مختلف مقامات درجات سے نوازا اور مسلمانوں و مومنین کو عزت بخشی پھر ان میں بھی صالحین اولیا کرام، شہداء عظام پھر صدیقین اور پھر انبیاء مرسلین کا منصب و مرتبہ سب سے بلند و ممتاز کیا۔ ان مقدس ہستیوں کو رب تعالیٰ اپنے تمام بندوں میں سے چنتا ہے اور ان پر اپنے خصوصی انوار و تجلیات، کتاب و حکمت فضل و اکرام، اخلاق حسنہ کی رفعتوں سے آراستہ روحانی و جسمانی کمالات کی جامع بناتا ہے۔ ان کی روحانیت تمام فرشتوں سے اعلیٰ اور ان کی بشریت تمام ملکی مخلوق سے برتر ہوتی ہے اگرچہ نفس نبوت میں تمام انبیاء کرام برابر ہوتے ہیں کوئی اصلی اور کوئی نقلی کوئی حقیقی کوئی ظلی اور کوئی بروزی کی تقسیم نہیں ہوتی سب کو رب تعالیٰ انبیاء و رسل کے پاکیزہ نام سے پکارتا ہے۔ البتہ نبوت کے علاوہ دیگر فضائل میں انبیاء کرام کے درجات مختلف ہیں بعض کو بعض سے اعلیٰ کیا اور پھر تمام انبیاء کرام اور رسل عظام میں سب سے اعلیٰ و ارفع مرتبہ حبیب کبریا احمد مجتبےٰ محمد ﷺ کا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے!

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ	اور بے شک ہم نے نبیوں میں ایک کو
عَلٰى بَعْضٍ ۔(بنی اسرائیل ۵۵)	ایک پر بڑائی دی۔

یہ بات خیال میں رہے کہ ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ بعض رسول بعض سے اعلیٰ ہیں لیکن یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ بعض بعض سے ادنیٰ ہیں اس میں ان کی توہین ہے اور کسی نبی کی ادنیٰ توہین بھی کفر ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے!

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ	یہ رسول ہیں ہم نے ان میں ایک
عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ	کو دوسرے پر افضل کیا اُن میں کسی
اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ	سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے
ط ۔(بقرہ ۲۵۳)	جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء نبوت میں یکساں ہیں کیونکہ سب کو رسل فرمایا اور مراتب میں مختلف ہیں ان میں

حضرت موسیٰ علیہ السلام زمین پر رب تعالیٰ سے ہم کلام ہوئے اور وہ ہستی جسے سب پر بے شمار درجات اور بے حد و حساب رفعت فرمائی وہ صرف محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہی ذات ہے کیونکہ اس آیت میں درجات کو اسم نکرہ کے طور پر استعمال کیا جو تعظیم پر اس طرح دلالت کرتا کہ آپ کی گنتی شمار اور ان کی رفعت و بلندی کسی بھی مخلوق کے وہم وگمان اور تخیلات میں بھی نہیں آسکتی۔

ایک مقام پر انبیاء کرام کے حالات بیان کرنے کے بعد فرمایا!

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ	یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم
فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ط (انعام (۹۱:	انہیں کی راہ چلو۔

اس آیت میں فرمایا گیا کہ اے محبوب آپ ان تمام انبیاء و مرسلین کے تمام کمالات و صفات کے جامع بن جائیں اس طرح جو صفات و کمالات اور معجزات ان حضرات میں الگ الگ پائی جاتی تھیں وہ سب آپ کی تنہا ذات میں جمع ہوگئیں ہیں اس طرح سب کے کمالات کا مجموعہ ہونے کے باعث آپ سب سے افضل و اکرم ہیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

امتیازات مصطفیٰ ﷺ:

الختصر آپ ﷺ کو رب تعالیٰ نے رحمۃ للعلمین جامع صفات، تکمیل دین، رسالت عامہ، حفاظت کتاب، حفاظت سنت نبوی ﷺ، ہمہ گیر سیرت، عصمت کامل، مظہر ذات الٰہی، مظہر صفات الٰہی، ید اللہ، نطق الٰہی، مدار ایمان، شارح کتاب، قرب الٰہی کا مدار، وسیلہ عظیمہ، نشان الٰہی، اول تخلیق، بعثت اخیرہ، ظاہر و باطن، نزول قرآن کا مرکز، تفصیلات کتب الٰہیہ، نصیحت للناس، معلم کتاب و حکمت، نعمت کبریٰ، احسان الٰہی، مطلق قاضی و حکم، مقنن اعظم، وسیلہ طہارت، غناء الٰہی، شفاعت کبریٰ، رفعت ذکر، رفعت درجات، مدار اطاعت الٰہی، مدار رضاء الٰہی، جامع صفات الٰہیہ، امام الانبیاء، تلمیذ رحمٰن، نور الٰہی، مجسم خلق عظیم، اختیارات الٰہی کے امین، ملکیت الٰہی کے قسیم، وارث فضل عظیم، حیات حقیقی کے بشیر، شاہد الٰہی، مبشر و نذیر، داعی الی اللہ و سراج منیر، محبوب الٰہی عظیم، مامن عذاب الیم، برہان الٰہی، مدار قرب الٰہی، ولایت للمومنین، مدار عزت و تکریم، بنا اخوت و اتحاد، حامل عدل قویم، رحیم و رؤف للمومنین، سلام الٰہی کا مرکز، ممدوح الٰہی، بکلمۃ اللہ، صاحب معراج عظیم، صاحب شرح صدر، صاحب شق القمر، صاحب فتح مبین، صاحب جامع الکلم، رعب و دبدبہ کے منصور، صاحب حلت غنیمت، روئے زمین کا مسجد

بنانا، رضائے مصطفیٰ کی چاہت، درود الٰہی کا مدار، صاحب مقام محمود، مالک کوثر و تسنیم، صاحب جنت نعیم اور خاتم النبیین بنایا۔ اسکے علاوہ ایسے مراتب سے نوازا جو کسی مخلوق کے وہم و گمان میں نہیں آسکتے۔

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں ‫ ‫ بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہمچناں باقی

خاتم کے لغوی معنی:

عربی لغت اور محاورے کی رو سے ختم کے معنی مہر لگانے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔ مثلاً کہا جاتا ہے **ختم العمل** یعنی **فرغ من العمل** کام سے فارغ ہو گیا۔ **ختم الاناء**، برتن کا منہ بند کر دیا اور اس پر مہر لگا دی گئی کہ نہ کچھ اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس میں داخل ہو سکے۔ ایسے ہی قرآن مجید میں ہے![[**خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ** کہ اللہ نے انکے دلوں پر مہر لگا دی]]۔ نہ کوئی بات انکی سمجھ میں آئے اور نہ پہلے سے جمی ہوئی بات ان کے دلوں سے نکل سکتی ہے۔ اس طرح ہے! **ختام کل مشروب** اس مزے کو کہتے ہیں جو کسی مشروب کے پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا رہتا ہے۔ **خاتمه کل شئ ای عاقبته وأخرته** ہر چیز کے خاتمہ سے مراد اسکی عاقبت اور آخرت ہے (المنجد) **ختم الشئ بلغ أخره** کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے کہ اسکے آخر تک پہنچ جانا اسی معنی میں ختم قرآن بولتے ہیں اور قرآن مجید کی آخری سورتوں کو خواتیم کہا جاتا ہے۔ **خاتم القوم أخرهم**۔ **خاتم القوم** سے مراد ہے قبیلے کا آخری آدمی (لسان العرب، قاموس) **خاتم النبین لانه ختم النبوة ای تممها بمجیه** آپ خاتم النبیین ہیں اس لیے کہ حضور ﷺ نے نبوت ختم کر دی یعنی آپ نے اپنے آنے سے نبوت تمام کر دی۔ (مفردات راغب) **قوله خاتم النبین أخر النبین خاتم النبین** کا معنی آخری نبی ہے (زبدۃ القلوب)

ومن اسمائه علیه السلام الخاتم والخاتم وهو الذی ختم النبوة بمجیه (تاج العروس) اور سرکار کے اسماء گرامی میں خاتم اور خاتم بھی ہے اور اسکے معنی ہیں وہ ذات جن کی جلوہ فرمائی سے نبوت ختم کر دی گئی۔

ختم نبوت کے اصطلاحی معنی:

ختم نبوت کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جو منصب نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری ہو کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچا تھا وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر آ کر ختم ہو گیا اب کوئی نبی یا رسول قیامت تک نہیں آئے گا۔ اس میں کسی کو شک بھی ہو جائے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اس مسئلہ کو اب ہم مندرجہ ذیل

اقسام و دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔

قرآن پاک و ختم نبوت:

قرآن مجید کی بے شمار آیات سے حضور اکرم ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہے۔اس مختصر مضمون میں سب کا ذکر کرنا تو ممکن نہیں چند ایک کا بیان کیا جاتا ہے!

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّنَ	اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا
لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ	عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں
حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ	پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول
مُّصَدِّقٌ لِّمَا	کہ
مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ	تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم
ط قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ	ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور
عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ط	ضرور اسکی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار
قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا	کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔سب نے
مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ O فَمَنْ	عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک
تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ	دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ
الْفٰسِقُوْنَ O (العمران ۸۲،۸۱)	تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں تو جو کوئی
	اسکے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

چھ الفاظ میں فرق کرنا ضروری ہے۔

۱)اقرار: گزشتہ زمانہ کی کسی چیز کو اپنے ذمے لینے کا نام اقرار ہے۔

۲)دعویٰ: گزشتہ بات،معاملہ کو دوسرے کے ذمہ لگانا دعویٰ کہلاتا ہے۔

۳)وعدہ: آئندہ زمانہ کے متعلق کسی بات کو زبانی اپنے ذمہ لینے کا نام وعدہ اس میں بھول کی گنجائش ہے۔

۴)عہد: آئندہ زمانہ کے متعلق کسی بات کو تحریراً پختہ کر لینا عہد یعنی پختہ وعدہ اس میں انکار و بھول کی گنجائش نہیں۔

۵)میثاق: آئندہ زمانہ کے متعلق کسی بات کو تحریراً،گواہی اور رجسٹری وغیرہ سے پختہ کر لینا تا کہ کسی طرح بھی انکار ممکن نہ ہو سکے میثاق کہلاتا ہے۔

۲)اصر: آئندہ زمانہ کے متعلق کسی بات کو اسٹامپ پیپر پر تحریر کرنا، اس پر گواہ بنانا حکومت کے رجسٹر میں اندراج کر کے اس پر مہر لگانا اور اس کے برخلاف کرنے پر سزا بھی مقرر ہونا اصر (بوجھل وعدہ) کہلاتا ہے۔

اس عہد کا قصہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکل کر ہندوستان کو لمبو پہاڑ پر اور حضرت حواء علیہ السلام عرب میں جدہ کے مقام پر اتاریں گئیں تین سو برس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے نام کی برکت سے انکی توبہ قبول ہوئی۔ تب نعمان پہاڑ پر انکی پشت سے ان کی ساری اولادوں کی روحیں نکالی گئیں ان ارواح سے رب تعالیٰ نے تین طرح کے عہد لیے ایک تو تمام مخلوق سے تھا کہ کہا گیا **الست بربکم** کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں **قالوا بلٰی** سب نے **"بلٰی"** کہا دوسرا علماء سے عہد لیا گیا کہ تم احکام الٰہیہ کی تبلیغ کرنا اور تیسرا انبیاء کرام سے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

اس عہد کا ذکر اس طرح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے گروہ انبیاء کرام سے اس روز ارشاد فرمایا کہ اے گروہ انبیاء جب میں تم کو دنیا میں بھیجوں اور کتاب عطا فرمادوں اور نبوت کا تاج تمہارے سروں پر رکھ دوں اور اپنے بندوں کو تمہارا اُمتی اور تابعدار بنادوں اس وقت جب تمہاری نبوت کا آفتاب پوری آب وتاب کیساتھ چمک رہا ہو اور تمہارے نام کا ڈنکا بج رہا ہو عین اس حالت میں ہمارا یہ شان والا نبی آخر الزماں دنیا میں جلوہ گر ہو جائے تو تمہارا فرض ہو گا کہ تم مع اپنی اُمتوں کے اس محبوب کے اُمتی بن جانا۔ اس محبوب کے آتے ہی تمہارا دین منسوخ ہو جائے گا اور تمہاری کتاب منسوخ ہو جائے گی تمہیں انکا معاون وخدمت گار بننا ہو گا۔ کہو کیا یہ سب تم کو منظور ہے؟ تمام انبیاء نے بخوشی منظور کیا اقرار لینے پر بھی عہد ختم نہ فرمایا گیا حکم ہوا کہ تم اس پر ایک دوسرے کے گواہ بن جاؤ بات پھر بھی ختم نہیں ہوئی فرمایا! ہماری شانِ گواہی بھی اس میں شامل ہے ہم بھی تمہارے اس اقرار پر گواہ ہیں خیال رہے کہ جو کوئی اس عہد و پیان کے بعد اس نبی پر ایمان لانے سے منہ موڑے گا وہ کافر ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ اس میں کیا راز ہے کہ اپنی ربوبیت کا اقرار کرایا تو گواہی وغیرہ کی کوئی پابندی نہ ہوئی سب نے صرف **بلٰی** ہاں کہہ دیا تو بات ختم ہو گئی۔ مگر یہاں اقرار بھی کرایا گواہی بھی لی اور سارے واقعہ میں شاہی گواہ کے طور پر رب تعالیٰ نے خود کو بھی رکھا اور آخر میں اس عہد سے پھرنے والے پر کڑی سزا بھی مقرر فرمائی۔ ذرا غور کریں کہ رب تعالیٰ کے علم میں تھا کہ کوئی بھی نبی حضور اکرم ﷺ کا زمانہ نہ پائے گا پھر بھی یہ اقرار لے لیا تا کہ اگر یہ پیغمبر آجاتے تو ہم ان کے اُمتی بن جاتے کم از کم ہر نبی اور ان کی اُمتوں کا اس پر ایمان رہے۔ نیز ان کی اُمتیں اس واقعہ کو سن کر اگر آپ کا زمانہ پاویں تو ان پر ایمان لاویں۔ نیز شب معراج میں سارے انبیاء کرام کو آپ کے استقبال

کے لیے بیت المقدس میں اکٹھا فرمانا لہذا اس رات انبیاء کرام نے اس اقرار نامہ کو ثابت کر دیا کہ سب نے آپ کا ہی کلمہ پڑھا آپ کی ہی اذان سنی اور سب مقتدی بن کر بیت المقدس کی زمین پاک میں آپ کے پیچھے آپ کی ہی نماز پڑھی ۔نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی اقرار نامہ کی بدولت آخر زمانہ میں حضور اکرم ﷺ کے اُمتی ہو کر زمین پر تشریف لائیں گے اور آپ کے دین کی ہی امداد و تبلیغ و حفاظت فرمائیں گے اور اُمت کو دشمنوں سے بچائیں گے ۔نیز حضرت عیسیٰ، حضرت خضر، حضرت ادریس اور حضرت الیاس علیہم السلام جو ابتک زندہ ہیں سب حضور ﷺ پر ایمان لائے بلکہ مفسرین نے فرمایا کہ بیعت رضوان میں حضرت خضر علیہ السلام نے بھی آپ سے بیعت کی (روح البیان) اور حجۃ الوداع میں بہت سے پیغمبروں نے آپ کیساتھ حج کیا (تفسیر نعیمی) اور ہر نبی اپنے اپنے وقتوں میں اپنی نبوت کیساتھ حضور ﷺ کی ختم نبوت کی بھی تبلیغ فرماتا رہا اس وجہ سے آپ کے ہر اُمتی پر آپ کی ختم نبوت پر ایمان لانے کیساتھ ساتھ پہلے انبیاء کرام پر ایمان لانا بھی ضروری ہے ۔

یہ انبیاء و مرسلین تارے ہیں تم مہر مبیں   سب جگمگائے رات بھر چمکے، جو تم کوئی نہیں

تکمیل دین:

پہلے جتنے بھی انبیاء اور رسل اپنی قوموں کی طرف بھیجے گئے وہ سب جو بھی تعلیمات یا کتب یا صحیفے لے کر آئے جن کی ان انبیاء کرام نے اپنی اپنی اُمتوں کو ان کی طرف بلایا وہ سب مذہب تھے اور وہ مکمل رہنمائی نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ کتب اور صحائف خاص قوم، محدود زمانے اور مخصوص وقت تک کے لیے تھیں مکمل نہیں تھیں لیکن حضور اکرم ﷺ کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے دین کی تکمیل فرما دی اور آپ کو کامل و جامع دین عطا فرمایا گیا دین وہ ہوتا ہے جو انسان کی ہر شعبے میں ہر وقت اور ہر جگہ رہنمائی کرتا ہے ۔مذہب میں بہت سے شعبے ایسے ہوتے ہیں کہ تشنہ رہ جاتے ہیں کوئی رہنمائی نہیں ملتی ۔لیکن آپ کو وہ دین عطا فرمایا گیا جس میں قیامت تک کسی تنسیخ، ترمیم، کمی یا زیادتی اور کسی طرح کے تغیر و تبدل کی کوئی گنجائش نہیں یہ دین ہر ایک کے لیے ہے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ہے ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ	آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین
وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ	کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری
وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ	کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو دین
دِيْنًا ط (مائدہ:۳)	پسند کیا۔

اس آیت میں دو چیزوں کی بشارت دی گئی ہے ایک دین کے مکمل ہونے کی اور دوسری نعمتوں کے تمام ہونے کی۔کامل: وہ ہوتا ہے جس میں نہ کمی ہو سکے اور نہ زیادتی، اس لیے دین، عقائد، اصول و قواعد میں نہ کمی ہو سکتی ہے اور نہ زیادتی فرض نمازیں نہ چھ ہو سکتی ہیں نہ تین، روزے نہ ڈیڑھ ماہ کے اور نہ پون مہینہ کے کیونکہ یہ دین مکمل ہو گیا ہے۔

تمام: وہ کہلاتا ہے جس میں زیادتی تو ممکن ہو مگر کمی نہیں ہو سکتی لہذا اگر نعمت سے مسائل شرعیہ مراد ہیں تو بھی اگر فتوحات مراد ہیں تو بھی زیادتی ممکن ہے کیونکہ قیامت تک شرعی جزئیات بڑھتے رہیں گے چنانچہ نوٹ، ٹیلی فون، لاؤڈ سپیکر، انٹرنیٹ اور تار وغیرہ کے شرعی احکام جب ہی نکلے جب یہ چیزیں ایجاد ہوئیں لیکن نکلے انہیں قوانین کی روشنی میں جو حضور ﷺ کے عہد مبارک میں مکمل ہو چکے تھے۔اس میں بالواسطہ تکمیل و ختم نبوت کا اعلان بھی ہے اور اس امر کی صراحت بھی فرمادی گئی کہ اب قیامت تک لوگوں کو ہدایت و رہنمائی کیلیے قرآن مجید اور سنت رسول خدا کے علاوہ کسی اور سر چشمہ ہدایت کی طرف رخ کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اب جبکہ دین کامل ہو چکا تو اب کسی اور نبی کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی کیونکہ پہلے سارے انبیاء کرام ذات و صفات الٰہیہ اور ساری غیبی چیزوں کے سمعی گواہ تھے حضور اکرم ﷺ مطلق عینی گواہ ہیں اور ہمیشہ عینی گواہ پر گواہی ختم ہو جاتی ہے اسکے بعد کسی اور گواہ کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔لہذا آپ کے بعد اور کسی نبی کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

رسالت عامہ:

حضور اکرم ﷺ سے پہلے انبیاء کرام کسی خاص قوم، خاص مدت کے لیے آتے تھے۔اپنے اپنے وقتوں میں یہ مقدس ہستیاں اپنی تبلیغ اور ہدایت سے دنیا کو منور فرماتے رہے کہ جب کوئی رسول نئی شریعت لے کر آتا تو پہلی شریعت منسوخ ہو جاتی یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جاری رہا اور پھر آخر میں خاتم الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف لائے۔آپ کی رسالت کسی خاص قبیلہ، گروہ، کسی خاص علاقہ یا زمانہ یا کسی خاص مخلوق کیلیے نہیں بلکہ آپ تو ساری کائنات اور قیامت تک کیلیے رسول ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد الٰہی ہے!

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ	بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا
عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ	قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر
نَذِیْرَاO (الفرقان ۱)	سنانے والا ہو۔(ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت میں آپ کو نذیر للعلمین فرمایا گیا ہے اس عالمین میں ملائکہ، جنات، انسان، حیوان،

نباتات جمادات،غرضیکہ سب عرشی وفرشی اس میں داخل ہیں۔جس جس کے لیےاللہ تعالیٰ رب ہےان سب کے لیے حضورﷺ نذیر ہیں کیونکہ رب العلمین اورنذیر للعلمین میں عالمین ایک ہی ہےاس لیےکوئی بھی مخلوق آپ کی اُمت سے خارج نہیں۔حضرت نوح اپنے زمانے میں سارے انسانوں کے نبی تھےلیکن وہ ساری مخلوق کے نبی نہیں تھےاور پھر یہ عموم بھی باقی نہ رہابعد میں منسوخ ہوگیا۔حضرت سلیمان علیہ السلام تمام انسانوں اور جنات کے بادشاہ و نبی تھےمگر وہ عموم نبوت بھی باقی نہ رہابعد میں منسوخ ہوگیااسلیے حضورﷺ نے فرمایا ہے!

[[ارسلت الی الخلق کافۃ(مشکوۃ ومسلم) کہ میں ساری مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں]]۔

مشکوۃ کی شرح مرقاۃ میں حضرت ملاعلی قاری فرماتے ہیں!

[[یعنی تمام موجودات کی طرف ہم نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں جنات ہوں یا انسان،فرشتے ہوں یا حیوانات،جمادات ہوں یا نباتات سب کی طرف آپ رسول ہیں]]۔

اس آیت اورحدیث نے بتایا کہ جس کو ربوبیت الٰہی سے حصہ ملا اسکو نبوت مصطفائی میں پناہ ملی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر مخلوق کا خالق اورحضور ہر مخلوق کے رسول ہیں۔حضرت آدم علیہ السلام کی ابوت(باپ ہونا)صرف انسانوں تک محدود ہے لیکن آپ کی رسالت ہر مخلوق کے لیے ہے۔

ایک اورجگہ ارشاد ہے!

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا وَّلٰـكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ۝(سبا۲۸)	اوراے محبوب ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر ایسی رسالت سے جو تمام آدمیوں کوگھیرنے والی ہے۔خوشخبری دیتا اورڈر سناتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔(ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اورلوگ دنیا میں آئے ہیں لیکن حضور بھیجے گئے ہیں لہذا لوگ خوداپنے ذمہ دار ہیں۔اورحضورﷺ کارب ذمہ دار ہےدنیا میں ہرایک کے آنے کی نوعیت میں فرق ہے۔اورحضورگزشتہ نبیوں کے بھی نبی ہیں کیونکہ آپ کی رسالت تمام لوگوں کیلیے کافی ہےتواب کسی اور نبی کی ضرورت ہی باقی نہیں رہی۔جیسے رب الناس کےبعد کسی اوررب کی ضرورت نہیں اس لیےآپ نےفرمایا![[بعثت الی الاحمر والاسود(جواہر البحار) کہ میں ہرسرخ وسیاہ کی طرف مبعوث ہواہوں]]۔آپ نے پہلے انبیاء کرام کے متعلق فرمایا کہ وہ صرف مخصوص قوم کے لیے مبعوث ہوتے تھے۔[[کان النبی یبعث الی قومہ خاصۃً وبعثت الی الناس

عامۃ"(مشکوۃ و صحیحین) ہر نبی مخصوص طور پر اپنی ہی قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا جاتا تھا لیکن میں تمام لوگوں کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں]]۔

سوائے آپ کی رسالت کے اور کسی کی رسالت کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا ۔اسلیے اب آپ کا دین ہی رب کا پسندیدہ دین ہے اور اس دین کے علاوہ اس لیے اب کوئی اور دین رب کی پسندیدگی کا باعث نہیں ہے۔[[اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ قف (العمران ۱۹) بے شک اللہ کے یہاں اسلام ہی دین ہے]]۔اب سوائے اس کے کوئی دین رب کسی سے ہرگز قبول نہیں فرمائے گا۔

دستور حیات کی حفاظت:

حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ پر نازل ہونے والی کتاب دستور حیات قیامت تک کیلیے ہدایت اور رہنمائی کا مکمل و جامع آخری ضابطہ حیات ہے اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور انکے علاوہ مختلف انبیاء کرام پر صحائف نازل ہوئے ان سب کتب و صحائف کی حفاظت کا کوئی نظام نہیں تھا کیونکہ ان پر عمل کرنے کی مدت و عرصہ موجود تھا یہ کتابیں ان کے انبیاء کرام کے علاوہ کسی کو زبانی یاد بھی نہیں ہوتی تھیں اس لیے یہ محفوظ نہ رہ سکیں بلکہ ان کتب کی اصل زبانیں تک زمانے میں مفقود ہو گئیں آج دنیا کے کسی خطہ میں عبرانی و سریانی بولنے والے نہیں پائے جاتے اور نہ ہی ان زبانوں کے کوئی حروف تہجی محفوظ ہیں جب وہ زبانیں ہی زمانے سے مفقود ہو گئیں ہیں تو اصل کتابیں اور ان کے عالم تو بہت دور کی بات ہے اور آج توریت ،انجیل اور زبور جس زبان میں بھی ملتی ہیں ان میں بھی وہ آسمانی تعلیمات محفوظ نہیں ہیں اب یہ سب کتابیں تحریف شدہ ہیں لیکن ایک قرآن مجید ہی ایسی کتاب ہے جس کی زبان آج بھی فصیح و بلیغ ہے اور اس کے الفاظ آیات و سورتیں تو در کنار اس کی زیر زبر پیش تک بھی ایسی محفوظ ہیں جیسے یہ آسمان سے اتری تھیں کیونکہ آپ قیامت تک کے لیے خاتم النبیین بنا کر بھیجے گئے ہیں اور آپ پر نازل ہونے والا ضابطہ حیات خاتم الکتب ہے جس طرح آپ کی نبوت و رسالت کا ڈنکا قیامت تک بجتا رہے گا اسی طرح سے قرآن مجید بھی قیامت تک محفوظ رہے گا تاکہ قیامت تک آنے والے لوگ اس دستور حیات پر عمل کر سکیں۔

نص صریح:

رب تعالیٰ نے آپ کے ختم النبی ہونے کو بڑے فصیح و بلیغ پیرائے میں بیان کیا ہے اس میں خاتم النبیین کے لفظ کو بھی واضح طور پر ارشاد فرمایا ۔اس نص قطعی کے صحیح مفہوم کو ذہن نشین کرنے کے لیے اس کے شان نزول پر غور

ضروری ہے۔

شان نزول:

حضور اکرم ﷺ کے ایک چہیتے صحابی حضرت زید بن حارثہ تھے جنہیں آپ نے اپنا لے پالک بنالیا تھا ان کا نکاح آپ نے اپنی پھوپھی حضرت اُمیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا تھا۔ نکاح کے بعد ان کی باہم موافقت نہ ہو سکی کیونکہ حضرت زینب حسینہ وجمیلہ آپ کی پھوپھی زاد عالی خاندان تھیں اور حضرت زید سیاہ فام مسکین غلام کی حیثیت سے آئے اور آپ کے خادم بن گئے۔ لہذا نباہ نہ ہو سکا حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دیدی۔ عدت گزرنے کے بعد حضرت زید کو حضور ﷺ نے نکاح کا پیغام لیکر حضرت زینب کے پاس بھیجا۔ انہوں نے سر جھکا کر شرم وحیا وادب کیساتھ یہ پیام پہنچایا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس بارے میں میں کچھ رائے نہیں رکھتی جو میرے رب کو منظور ہو میں اس پر راضی ہوں۔ اس پر رب تعالیٰ نے اپنی مرضی کا اظہار اس طرح فرمایا ہے!

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا	پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو
زَوَّجْنٰكَهَا (الاحزاب ۳۷)	ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دیدی۔

حضرت زینب فرمایا کرتی تھیں کہ اب بی بیوں کا نکاح تو ان کے اہل قرابت (اولیاء) کرتے ہیں اور میرا نکاح میرے رب نے عرش پر کیا۔ چونکہ حضرت زید بن حارثہ کو آپ نے اپنا متبنّٰی (فرزند، منہ بولا بیٹا) فرمایا تھا اس پر بعض کفار نے اعتراض کیا کہ آپ نے اپنے فرزند کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے اسکا جواب رب تعالیٰ نے دیا کہ ایسی حرمت کے احکام تو نسبی فرزند کے ہوتے ہیں ہمارے محبوب تو تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں پھر انکا فرزند کیونکر ہوگا جب فرزند ہی نہیں تو اسکی بیوی آپ پر حرام کیسے ہوگی۔ کیونکہ کفار بیٹے کی منکوحہ کی طرح متبنّٰی (منہ بولے بیٹے) کی منکوحہ سے بھی نکاح حرام سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے عرب کے اس جاہلانہ رواج کو ختم کرنے کے لیے آپ کے اس نکاح کو قیامت تک کے لیے عملی مثال بنادیا کہ مسلمانوں کو اپنے لے پالکوں کی مطلقہ بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی تامل نہ ہو کیونکہ نہ تو لے پالک ہمارے بیٹے ہوتے ہیں اور نہ انکی بیویاں ہماری بہوئیں اور اپنے محبوب ﷺ کو کفار کے اعتراض وطعنہ سے بچانے کے لیے اس سارے معاملے کو اپنی طرف نسبت فرمادیا کہ زَوَّجْنٰكَهَا کہ ہم نے آپ کا نکاح ان سے کر دیا لہو اب مجھ پر کون اعتراض کرتا ہے؟ ارشاد ہوا!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ	محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں
وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا (احزاب ۴۰)	میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

آیت کے جملوں میں مناسبت:

مذکورہ آیت کو بغور دیکھنے سے مندرجہ ذیل انکشافات ہوتے ہیں

☆ امام رازی فرماتے ہیں!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ فرمانے سے ہر قسم کی ابوت، شفقت ومحبت کی نفی کا شبہ پیدا ہوتا تھا اس لیے اس شبہ کا ازالہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ سے فرمایا گیا۔ یعنی روحانی طور پر تمہارے شفیق مہربان اور تمہارے یے واجب التعظیم ہیں بلکہ یہ اوصاف ان میں باپ سے بڑھ کر پائے جاتے ہیں پھر فرمایا گیا وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور یہ رسول عربی ﷺ تو سراپا رحمت وشفقت ہیں اس لیے کہ یہ آخری نبی ہیں جن کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ایسا نبی تو اُمت پر بہت زیادہ شفیق ومہربان ہوتا ہے کیونکہ ان کی مثال اس باپ کی طرح ہے جو یہ جانتا ہے کہ اس کے بعد اسکی اولاد کا کوئی مربی وا تالیق نہیں ہے بلکہ ایسے باپ کے دل میں جو محبت وشفقت ورحمت کی دنیا آباد ہوتی ہے وہ سب پر ظاہر ہے۔ (تفسیر کبیر ج ۲۶)

☆ علامہ زمخشری فرماتے ہیں!

محمد تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور ہر رسول کی طرح رحمت وشفقت اور آداب و حقوق میں اپنی اُمت کے باپ ہیں مگر حقیقی باپ نہیں اسلیے کہ اگر انکا کوئی حقیقی بالغ لڑکا ہوتو یہ آخری نبی نہ ہوں بلکہ انکے بعد انکے فرزند کو نبوت ملے حالانکہ یہ آخری نبی ہیں (تفسیر کشاف)

بعینہ یہی مفہوم تفسیر ابوالسعود اور تفسیر صاوی میں بھی ہے۔

اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے لیے بیٹا ماننے پر یہ کیوں ضروری ہے کہ ان کے بیٹے کا منصب منصب نبوت مانا جائے جبکہ بہت سے انبیائے کرام علیہم السلام کی اولاد کو نبوت تو نبوت ایمان تک نصیب نہ ہوا جیسا کہ قرآن مجید خود شاہد ہے اسکے جواب میں علامہ صاوی فرماتے ہیں!

[[اللہ تعالیٰ نے بعض رسولوں کی اولاد کو نبوت دے کر ان کی عزت افزائی فرمائی ہے
جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ہمارے رسول تو سب رسولوں سے مکرم وافضل ہیں
اس لیے اگر آپ کی اولاد نرینہ ہوتی تو آپ کی عزت افزائی کے لیے انہیں ضرور نبوت
دی جاتی کیونکہ آپ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری کے مصداق ہیں]]۔(صاوی)

علامہ صاوی نے یہ جواب صرف عقیدت ومحبت میں دوب کر نہیں دیا ہے بلکہ اسکی توثیق میں اجلہ صحابہ کے اقوال وآثار موجود ہیں۔جیسا کہ رأس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

ان اللہ لما حکم ان لا	اللہ تعالیٰ نے جب مقرر فرمادیا کہ
نبی بعدہ لم یعطہ ولداً	حضور کے بعد کوئی نبی نہیں تو انہیں کوئی
ذکراً یصیر رجلاً (تفسیر خازن ج۳)	بیٹا جو مرد کہا جا سکے نہ دیا۔

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا بیان صحیح بخاری شریف میں ہے!

لو قدر ان یکون بعدہ	اگر حضور کے بعد نبی مقدر ہوتا تو
نبی لعاش ابراھیم۔	ابراہیم زندہ رہتے۔

کفار ومشرکین کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ حضور نے اپنے بیٹے کی منکوحہ کو اپنے نکاح میں لے لیا ہے۔
اسکے جواب میں فرمایا گیا کہ وہ محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔
دوسرا اعتراض یہ تھا کہ حقیقی بیٹے کی منکوحہ نہ سہی منہ بولے بیٹے کی ہی سہی مگر اس سے نکاح کرنے کی کیا ضرورت تھی؟
اسکے جواب میں فرمایا گیا ہاں اللہ کے رسول ہیں جن کے فرائض میں ہے کہ وہ حلال چیز جس کو سماج کی بندشوں نے حرام کر رکھا ہے اسے رسم ورواج کی بے جا جکڑبندیوں سے آزاد کرائیں اور اس کی حلت خوب اچھی طرح ثابت کردیں تا کہ اس کے جواز وحلت میں شک وشبہ کی گنجائش بھی باقی نہ رہے پھرتا کید افرمایا گیا کہ وہ خاتم النبیین اور سب نبیوں میں پچھلے نبی ہیں یعنی انکے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے جو معاشرہ کی جاہلانہ برائیوں کو دور کر سکے اس لیے اور شدید ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ عملاً اس جاہلانہ رسم کو مٹا کر جائیں تا کہ اُمت میں منہ بولے بیٹے کی منکوحہ سے نکاح کرنے میں قیامت تک کوئی نفرت باقی نہ رہے۔

ختم نبوت احادیث کی روشنی میں:

ختم نبوت کے متعلق تمام ارشادات گرامی کو احاطہ تحریر میں لانے کی تو یہاں گنجائش نہیں چند صحیح ترین احادیث مبارکہ پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔

اسماء النبی ﷺ:

[[نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بہت سے نام ہیں میں محمد ہوں، احمد ہوں، ماحی ہوں مجھ سے رب تعالٰی کفر کو مٹاتا ہے میں حاشر ہوں یعنی قیامت کے دن لوگ میرے قدموں میں جمع کیے جائیں گے۔ میں عاقب ہوں اور عاقب وہ نبی ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو]]۔(متفق علیہ مشکوۃ)

آخری اینٹ:

[[سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا! میری اور دوسرے انبیاء کی مثال اس عمارت کی سی ہے جو نہایت خوبصورت اور دیدہ زیب ہو لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں]]۔(بخاری)

خلفاء رسول:

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی وانه لانبی بعدی وستكون خلفاء فتكثر (متفق علیہ)

فرمایا! بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تو دوسرا نبی اسکا جانشین ہوتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔

امتیازات محمدی ﷺ:

[[حضور ﷺ نے فرمایا چھ باتوں میں مجھے دوسرے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے ۱)مجھے جوامع الکلم عطا کیے ہیں ۲)میرا رعب لوگوں پر ڈال کر میری مدد فرمائی گئی ہے ۳)مال غنیمت حلال فرمایا گیا ہے۔ ۴)ساری روئے زمین میرے لیے مسجد بنا دی گئی ہے ۵)تمام مخلوق کے لیے مجھے مبعوث فرمایا گیا ہے ۶)انبیاء کا سلسلہ مجھ پر ختم کردیا گیا ہے]]۔(مسلم و ترمذی)

خاتم الانبیاء:

قال النبی ﷺ انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبین ولا فخر (دارمی و مشکوۃ)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں رسولوں کا پیشوا ہوں اور اس پر مجھے فخر نہیں اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں اور اس پر مجھے فخر نہیں۔

انقطاع نبوت:

قال النبی ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولانبی (ترمذی، مسند احمد، جامع صغیر)

بے شک رسالت و نبوت ختم ہو چکی میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔

اعلان:

حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن عمرو بن العاص کو یہ کہتے ہوئے سنا!

[[کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ اپنے دولت خانہ سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے اس انداز سے کہ گویا آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں محمد نبی امی ہوں پھر فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں]] (مسند امام احمد)

مقام عمر رضی اللہ عنہ:

نبی ﷺ نے فرمایا!

[[میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے]]۔(متفق علیہ)

نسبت علی رضی اللہ عنہ:

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا!

[[میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کیساتھ حضرت ہارون علیہ السلام کی تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے]]۔(متفق علیہ)

کذابین:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

[[میری اُمت میں ۳۰ تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں]]۔(ابو داؤد)

یہ دس احادیث مبارکہ ہیں اور ان کے علاوہ اس سلسلہ میں بکثرت صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے روایات کی ہیں اور اکثر محدثین نے انہیں بہت سی قوی اسناد کیساتھ اپنی کتب میں نقل کیا ہے جن سے معلوم ہوا ہے کہ حضور ﷺ نے مختلف مواقع پر مختلف طریقوں سے اور مختلف الفاظ میں اس امر کی تصریح فرما دی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو گیا ہے اور آپ کے بعد جو لوگ بھی رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کریں وہ سب کے سب دجال و کذاب ہیں۔قرآن مجید کے الفاظ خاتم النبیین کی اس سے زیادہ مستند معتبر اور قطعی الثبوت تشریح اور کیا ہو سکتی ہے۔سید عالم ﷺ کا ارشاد تو خود سند و حجت قاطعہ ہے مگر جب وہ قرآن کی کسی نص قطعی اور محکم آیت کی شرح کر رہا ہو پھر تو وہ اور بھی زیادہ قوی حجت بن جاتا ہے اس سے بڑھ کر قرآن مجید کی صحیح تفسیر کونسی ہو سکتی ہے۔

صحابہ کرام کا اجماع:

قرآن مجید اور فرمان خیر الانام کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اجماع کی ہے۔یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے وصال کے فوراً بعد جن لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان کو تسلیم کیا ان سب کے خلاف صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے متفقہ طور پر جنگ کی اس سلسلہ میں خصوصاً مسیلمہ کذاب کا معاملہ قابل ذکر ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے یہ مسئلہ درپیش تھا۔مسیلمہ کذاب حضور ﷺ کی نبوت کا منکر نہیں تھا بلکہ اسکا دعویٰ تھا کہ معاذ اللہ اسے حضور ﷺ کیساتھ شریک نبوت بنایا گیا ہے اس نے حضور ﷺ کے وصال سے پہلے جو عریضہ آپ کو

لکھا تھا اسکے الفاظ یہ ہیں!

[[مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف آپ پر سلام ہو آپ کو معلوم ہو کہ میں آپ کیساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں]]۔(طبری ج دوم ص ۳۹۹ طبع مصر و نزھت المجالس)

اسکے علاوہ مورخ طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مسیلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی اس میں اشھد ان محمد رسول اللہ کے الفاظ بھی کہے جاتے تھے۔اس صریح اقرار محمدی کے باوجود اسے صحابہ کرام نے کافر اور خارج از ملت قرار دیا اور اس سے جنگ کی گئی۔تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ قبیلہ بنو حنفیہ کے لوگ نیک نیتی کیساتھ اس پر ایمان لائے تھے اور انہیں واقعتاً اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ حضور ﷺ نے اس کو خود شریک رسالت کیا ہے۔نیز قرآن کی آیات کو ان کے سامنے مسیلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایک ایسے شخص نے پیش کیا تھا جو مدینہ طیبہ سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا۔(البدایہ والنہایہ)

پھر یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ان کے خلاف ارتداد کی بناء پر نہیں بلکہ جرم بغاوت میں جنگ کی تھی کیونکہ اسلامی قانون کی رو سے باغی مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی نوبت آجائے تو ان کے قیدیوں کو غلام نہیں بنایا جا سکتا۔مسلمان تو درکنار اگر ذمی بھی باغی ہو جائیں تو گرفتاری کے بعد ان کو غلام یا لونڈی بنانا جائز نہیں لیکن مرتدین (جو دین اسلام سے پھر جائیں) کے قیدیوں کو غلام اور لونڈی بنایا جاتا ہے۔اس لیے جب مسیلمہ اور اسکے پیرووں پر چڑھائی کی گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اعلان فرمادیا کہ ان کی گرفتار ہونے والی عورتوں مردوں اور بچوں کو غلام اور لونڈیاں بنایا جائے اور جب وہ لوگ قید ہوئے تو فی الواقعہ انکو غلام بنایا گیا۔چنانچہ انہیں میں سے ایک لونڈی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی جس کے بطن سے تاریخ اسلام کی ایک مشہور و معروف شخصیت محمد بن حنفیہ نے جنم لیا۔حنفیہ لونڈی اسی جنگ یمامہ میں ہی گرفتار ہوئیں تھیں۔(البدایہ والنہایہ ج ۶)

اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جس کی بناء پر مسیلمہ اور اسکے پیرووں سے جنگ کی تھی وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بلکہ ارتداد کا جرم تھا۔

علمائے اُمت کا اجماع:

اجماع صحابہ کے بعد چوتھے نمبر پر مسائل دینیہ کے ثبوت کے لیے جو چیز حجت ہے وہ دور صحابہ کرام کے بعد علماء اُمت کا اجماع ہے چنانچہ پہلی صدی سے لیکر آج تک ہر زمانہ اور ہر مسلم ملک کے علماء اس عقیدہ پر متفق ہیں کہ محمد

رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی شخص کسی طرح کا بھی نبی نہیں ہو سکتا اور جو بھی آپ کے بعد اس منصب کا دعویٰ کرے یا کوئی ایسے شخص کو مانے وہ کافر، مرتد، اور خارج از اسلام ہے چند شواہد تحریر کیے جاتے ہیں۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: (سنہ ۸۰ھ تا سنہ ۱۵۰ھ)

کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات و دلائل پیش کروں اس پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!

[[جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرما چکے ہیں کہ لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں]]۔(مناقب امام اعظم لاابن احمد المکی)

علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ: (سنہ ۲۲۴ھ تا سنہ ۳۱۰ھ)

اپنی مشہور تفسیر قرآن میں خاتم النبیین والی آیت کا مطلب بیان کرتے ہیں کہ!

[[جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لیے نہیں کھلے گا]]۔(تفسیر ابن جریر ج ۲۲)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ: (سنہ ۱۱۴۹ھ تا سنہ ۱۲۰۹ھ)

اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں!

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا يعني علمه بكل شيء دخل ان لا نبي بعده (تفسیر کبیر ج ۶)

یعنی اسکو ہر چیز کا علم ہے۔اس میں یہ بھی ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ: (سنہ ۲۳۹ھ تا سنہ ۳۲۱ھ)

اپنی کتاب "عقیدہ سلفیہ" میں سلف صالحین اور خصوصاً حضرت امام ابو حنیفہ، حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے عقائد بیان کرتے ہوئے نبوت کے بارے میں یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں!

[[اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء، امام الاتقیاء، سید المرسلین اور حبیب رب العلمین ہیں اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے]]۔(شرح الطحاویہ فی العقیدہ السلفیہ دار المعارف مصر)

صاحب تفسیر ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ: (۱۴۹۲ء تا ۱۵۷۴ء)

وخاتم النبین ای کان اٰخرھم الذی ختموا بہ و قری بکسر التاء ای کان خاتمھم و یریدہ قرأۃ ابن سعود ولکن نبیا ختم النبین (ابوالسعو دعلی حاشیۃ الکبیر)	یعنی حضور تمام نبیوں میں پچھلے نبی ہیں اور ایک قرأت تا کے زیر کیساتھ خاتم ہے جس کے معنی آخر الانبیاء ظاہر ہیں اور حضرت ابن سعود کی قرأت بکسر التاء کی ہی تائید کرتی ہے دونوں قرأت کی بنا پر معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔

علامہ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ: (۳۸۴ھ تا ۴۵۶ھ)

لکھتے ہیں!

یقیناً وحی کا سلسلہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ محمد نہیں ہیں تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

علامہ ابوالقاسم الزمخشری: (المتوفی ۱۱۴۳ء)

فرماتے ہیں!

وخاتم بفتح التاء بمعنی الطابع و بکسر ها بمعنی الطابع و فاعل الختم تقویة قرأة ابن مسعود ولکن نبیا ختم النبیین (الکشاف ج ۳ ص ۴۸۶)

اور خاتم تا کے زبر کیساتھ بمعنی آلہ مہر اور تا کے زیر کیساتھ بمعنی مہر کرنے والا اور بعد کی قرأت کی تقویت حضرت ابن مسعود کی قرأت ختم النبیین سے ہوتی ہے۔

محی السنہ علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ: (المتوفی ۵۱۰ھ)

اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں!

[[اللہ نے آپ کے ذریعہ سے نبوت کو ختم کیا پس آپ انبیاء کے خاتم ہیں اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا]]۔(ج ۳ ص ۱۵۸)

ابن کثیر: (المتوفی ۷۷۴ھ)

فرماتے ہیں!

فھذہ الایة نص فی السنه لا نبی بعدہ واذا کان لانبی بعدہ فلا رسول بعدہ بالطریق الاولیٰ والاخریٰ لانه مقام الرسالة اخص من مقام النبوة فان کل رسول نبی ولا ینعکس (تفسیر ابن کثیر)

یہ آیت اس امر پر نص ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول کیسے ہوسکتا ہے اس لیے کہ درجہ رسالت درجہ نبوت سے خاص ہے۔ ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ: (۹۱۱ھ)

فرماتے ہیں!

[[وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ٥ یعنی اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو آپ کی شریعت کے مطابق عمل کریں گے]]۔

الشیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ: (المتوفی ۱۱۳۷ھ)

[[عاصم نے لفظ خاتم کے تا کو زبر کیساتھ پڑھا ہے جس کے معنی آلہ ختم (جس سے مہر کی جاتی ہے) جیسے طابع اس چیز کو کہتے ہیں جس سے ٹھپا لگایا جائے مراد یہ ہے کہ نبی ﷺ انبیاء میں

سب سے آخر تھے جن کے ذریعہ سے نبیوں کے سلسلہ پر مہر لگا دی گئی۔فارسی میں اسے مہر پیغمبراں کہیں گے یعنی آپ سے نبوت کا دروازہ سربمہر کر دیا گیا اور پیغمبروں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔باقی قاریوں نے اسے تا کے زیر کیساتھ خاتم پڑھا ہے یعنی آپ مہر کرنے والے تھے فارسی میں اس کو مہر کنندہ پیغمبراں کہیں گے اس طرح یہ لفظ بھی خاتم کا ہم معنی ہے۔اب آپ کی اُمت کے علماء آپ سے صرف میراث ولایت پائیں گے نبوت کی میراث آپکی خمیت کے باعث ختم ہو چکی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے بعد نازل ہونا آپ کے خاتم النبیین ہونے میں قادح نہیں ہے کیونکہ خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائیگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور وہ جب نازل ہوں گے تو شریعت محمدی ﷺ کے پیروکی حیثیت سے نازل ہوں گے۔آپ کے ہی قبلہ (کعبہ) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں گے آپ کی اُمت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے نہ انکی طرف وحی آئے گی اور نہ وہ نئے احکام دیں گے بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ ہوں گے۔اور اہل سنت و جماعت اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ولکن رسول اللہ وخاتم النبین** اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! **لانبی بعدی** ۔اب جو کہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہے تو اسکو کافر مرتد قرار دیا جائے گا کیونکہ اس نے نص کا انکار کیا اور اس طرح اس شخص کی بھی تکفیر کی جائے گی جو اس میں شک کرے کیونکہ حجت حق کو باطل سے ممیز کرتی ہے اور جو شخص محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے اسکا دعویٰ باطل کے سوا کچھ ہو ہی نہیں سکتا]]۔(تفسیر روح البیان ج ۲۲)

علامہ شوکانی:(المتوفی ۱۲۵۵ھ)

فرماتے ہیں!

[[جمہور نے لفظ خاتم کوتا کے زیر کیساتھ پڑھا ہےاور عاصم نے زبر کیساتھ پہلی قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے انبیاء کوختم کیا یعنی آپ سب کے آخر میں آئے اور دوسری قرأت کے معنی یہ ہیں کہ آپ انکے لیے مہر کی طرح ہو گئے جس کے ذریعہ سے ان کا سلسلہ سر بمہر ہو گیا جس کے شمول سے انکا گروہ مزین]] ۔ (تفسیر فتح القدیر ج ۱۴)

علامہ الشیخ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ : (المتوفی ۱۲۷۰ھ)

[[نبی کا لفظ رسول کی بہ نسبت عام ہے لہذا رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے خود بخود لازم آتا ہے کہ آپ خاتم المرسلین بھی ہوں اور آپ کے خاتم انبیاء ورسل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس دنیا میں وصف نبوت سے آپ کے متصف ہونے کے بعد اب جن وانس میں سے ہر ایک کے لیے نبوت کا وصف منقطع ہو گیا]] ۔ (تفسیر روح المعانی ج ۲۲)

حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ علیہ : (المتوفی ۱۷۱۷ء)

هذه الاية تدل على ختم النبوة على نبينا صريحا والمقصود انه يعني من الاية ختم النبوة على نبينا عليه السلام (تفسیرات احمدیہ ص ۲۹۹)	یہ آیت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت کے ختم ہونے کی کھلی دلیل ہے اور اس آیت کا مقصود ومفہوم یہ ہے کہ ہمارے حضور ﷺ پر نبوت ختم ہے۔

ختم نبوت کی عقلی دلیل:

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہے جس پر ہر شخص کے ایمانی اور کفر کا انحصار ہے ۔ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس پر ایمان نہ لائے تو کافر اور اسی طرح کسی غیر نبی کو نبی مان لے تو بھی کافر ہو جاتا ہے ۔اس لیے ابتداء سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سبھی انبیاء حضور اکرم ﷺ کی بشارت دیتے چلے آئے ہیں۔

اگر بالفرض محال آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو رب تعالیٰ قرآن پاک میں اور خود سید عالم ﷺ

صاف الفاظ میں اس کی تصریح فرما دیتے اور آپ دنیا سے اس وقت تک پردہ نہ فرماتے جب تک اپنی اُمت کو اچھی طرح خبردار نہ کر دیتے کہ میرے بعد بھی انبیاء آئیں گے جیسا کہ پہلے تمام انبیاء کرام کی کتابوں میں اور خود وہ ہستیاں آپ کی آمد کی نشانیاں بتا کر آپ پر ایمان لانے کی تاکید فرماتے رہے۔ قرآن فرماتا ہے!

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ	اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے
یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ	کہا! اے بنی اسرائیل میں تمہاری
رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ	طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی
مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ	کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں
التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ	اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوں جو
یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ	میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا
اَحْمَدُ ط فَلَمَّا جَآءَهُمْ	نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس
بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ	روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے
مُّبِیْنٌ O۔ (الصف ۶)	بولے یہ کھلا جادو ہے۔

اس سے واضح ہو گیا کہ آپ ہی آخری رسول ہیں جن کے آنے کی مسیح علیہ السلام نے خوشخبری دی تھی۔ نیز انہوں نے صرف اپنے بعد ایک رسول کے آنے کی بشارت دی تھی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سواء حضور کے اور کوئی نبی نہیں آیا اور آپ کا نام پہلے ہی مشہور ہو چکا تھا۔

گھر کا بھیدی:

اس سے پہلے جو کچھ بیان ہوا وہ تو دلائل سے استدلال کیا گیا ہے اب ہم آپ کو قادیانی جماعت کے متعلق کچھ معلومات پہنچاتے ہیں جو ہم میں سے اکثر کو معلوم ہی نہیں ہوتیں۔ لہذا معلوم ہونا چاہیے کہ قادیانی جماعت کے بانی نبی کذاب مرزا غلام احمد قادیانی جس نے اپنی اُمت کے لیے اپنی کتابوں میں مختلف تاثرات چھوڑے ہیں یہی وجہ ہے کہ مرزا کے مرنے کے بعد اس کی اُمت تین فرقوں میں بٹ گئی۔

۱) اروپی فرقہ:

یہ فرقہ مرزا غلام احمد کو تشریعی (صاحب شریعت) نبی مانتا تھا۔ یہ فرقہ اسلام سے براہ راست متصادم ہونے کی وجہ سے زندہ نہ رہ سکا اور اپنی موت خود مر گیا اس عقیدہ کے ماننے والا اب کوئی فرد موجود نہیں۔

۲) قادیانی جماعت:

یہ وہ فرقہ ہے جو خود کو مرزا کا سچا جانشین کہتا ہے اس کی قیادت مرزا کے صاحبزادوں کے ہاتھ میں ہے۔ اب ان کا مرکز اسرائیل میں ہے یہ مرزا کو غیر تشریعی نبی مانتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ انکے بھائی ہارون علیہ السلام تھے۔ یہ بھی کافر ہے۔

۳) لاہوری جماعت:

یہ وہ فرقہ ہے جس کا سربراہ مولوی محمد علی لاہوری ہے۔ اسکا موقف یہ ہے کہ مرزا مسیح موعود ہیں (یعنی وہ عیسیٰ جن کے آنے کا وعدہ ہے) نبی نہیں ہیں مرزا نے کہیں بھی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا ہے۔ جہاں کہیں نبوت کے الفاظ ملتے ہیں وہاں اصطلاحی معنی نہیں بلکہ مجاز واستعارہ اور صوفیانہ اصطلاحات مراد ہیں یہ فرقہ بھی کافر ہے۔ مولوی محمد علی لاہوری کی قرآن مجید کی تفسیر ترجمۃ القرآن کے نام سے انگریزی میں مشہور ہے جو تفسیر بیان القرآن سرسید علی گڑھی کے ذہن وفکر کی آئینہ دار ہے ان میں معجزات اور خوارق کی تشریح وتفسیر اس طرح کی گئی ہے کہ جدید نظریات وافکار قبول کر سکیں اور اس تفسیر میں عرف واستعمال، زبان ومحاورہ، علماء سلف وخلف کی کاوشوں اور سیاق وسباق سب کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ مولوی محمد علی لاہوری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں!

> [[انبیاء علیہ السلام ایک قوم ہیں اور کسی قوم کا خاتم یا خاتَم ہونا صرف ایک ہی معنی رکھتا ہے یعنی ان میں سے آخری ہونا پس نبیوں کے خاتم کے معنی نبیوں کی مہر نہیں بلکہ آخری نبی کے ہیں۔ یہاں ان سب احادیث کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں جن میں خاتم النبیین کی تشریح کی گئی ہے یا جن میں آنحضرت ﷺ کے بعد نبی نہ آنا بیان کیا گیا ہے اور یہ احادیث متواترہ ہیں جو صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہیں اور اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبی نہیں۔۔۔۔۔۔اس قدر زبردست شہادت کے ہوتے ہوئے کسی مسلمان کا آنحضرت ﷺ کے آخری نبی ہونے سے انکار کرنا بینات اور اصول دینی سے انکار ہے]] ۔(بیان القرآن ج سوم ص ۱۶۔۵۱۵ تفسیری صفحہ ۲۶۵۹ ماخوذ از عقائد اہل اہلسنت)

منکرین ختم نبوت کے احکام:

مسئلہ ختم نبوت دین اسلام کے اساسی اور بنیادی مسائل میں سے سب سے اہم ہے اس لیے ائمہ شریعت

نے صاف اور صریح الفاظ میں فرمادیا ہے کہ جو اس مسئلہ میں سواد اعظم کے خلاف ہو وہ خارج از اسلام اور کافر ہوگا کچھ علماء وائمہ شریعت کے اقوال درج کیے جاتے ہیں۔

علامہ ابن نجیم: (المتوفی ۹۷۰ھ)

اصول فقہ کی کتاب میں لکھتے ہیں!

از لم یعرف ان محمد ﷺ اٰخر الانبیآء فلیس بمسلم لامه من الضروریات۔	جو حضور ﷺ کو آخری نبی نہ جانے وہ مسلمان نہیں اس لیے کہ سرکار کو آخری نبی جاننا ضروریات دین میں سے ہے۔ (الاشباہ والنظائر مطبع مظہری)

فتاویٰ عالمگیری:

میں یوں لکھا ہے!

اذ لم یعرف الرجل ان محمد ﷺ اٰخر الانبیآء علیهم وعلی نبینا السلام فلیس بمسلم۔	جو شخص حضور اکرم ﷺ کو آخری نبی نہ جانے وہ مسلمان نہیں۔ (عالمگیری ج ۲ ص ۲۸۳ مکتبہ رحیمیہ)

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی:

فرماتے ہیں!

وکونه ﷺ خاتم النبین مما نطق به الکتاب و صدعت به السنة واجمعت علیه الامة فیکفر مدعی و یقتل ان امر۔	حضور اکرم ﷺ کا آخری نبی ہونا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہے اور اُمت کا اس پر اجماع ہے تو اس کے خلاف دعویٰ کرے اسکی تکفیر کی جائے گی اور اصرار کرنے پر قتل کر دیا جائے گا]]۔ (روح المعانی ج ۷ ص ۶۵)

علامہ شہرستانی:(المتوفی ۵۴۸ھ)

[[اور اس طرح جو کہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے(بجز عیسیٰ علیہ السلام کے)تو اس کے کافر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف نہیں ہے]]۔(الملل والنحل ج ۳)

علامہ ملا علی قاری:(المتوفی ۱۰۹۶ھ)

ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے(شرح فقہ اکبر)

علامہ ابن کثیر:(المتوفی ۷۷۴ھ)

[[قد اخبر اللہ تبارك و تعالیٰ فی کتابه و رسوله ﷺ فی السنة المتواتره عنه انه لا نبی بعده لیعلمون ان کل من ادعی هذا لمقام فهو کذاب افاك دجال ضال مضل ولو نحرق و شعبدوانی بانواع السحر ولطلاسم دالیز نجیات فکلها محال و ضلال عند اولی الاباب۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اور رسول اللہ ﷺ نے حدیث متواترہ میں خبر دیدی کہ سرکار کے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ لوگ جان لیں کہ جو شخص نبوت و رسالت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا،مفتری،دجال،گمراہ اور گمراہ گر ہے اگر چہ اس سے خرق عادت ہو اور وہ شعبدے دکھائے اور طرح طرح کے جادو طلسمات اور نیرنگیاں پیش کرے عقلمند جانتے ہیں کہ یہ سب دھوکہ اور فریب ہے۔(تفسیر ابن کثیر ج ۳)

علامہ نور پشتی:

[[وان کس کہ گوید کہ بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود وآں کس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است۔جو شخص یہ کہے کہ سرکار ﷺ کے بعد نبی ہوا تھا یا ہوگا اور وہ شخص جو کہے کہ امکان ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ کے بعد نبی ہو وہ کافر ہے]]۔(المعتمد فی المعتقد بحوالہ بشیر القادری بشرح صحیح البخاری)

عقیدہ ختم نبوت اور پاکستان:

عصر حاضر میں خصوصاً پاکستان جیسے نظریاتی ملک کے حوالے سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کا دن تاریخی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس دن پاکستان کی منتخب قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیدیا۔ یہ دراصل ۱۹۵۳ء کے تمام مکاتب فکر کے ۳۳ علماء کا دیرینہ مطالبہ تھا جب ۱۹۷۴ء میں آئین پاکستان میں ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا۔

آرٹیکل نمبر ۲۶۰:

جو شخص خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت پر مکمل ایمان نہیں لاتا یا حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی بھی انداز میں نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا کسی مدعی نبوت یا مذہبی مصلح پر ایمان لاتا ہے وہ ازروئے آئین وقانون مسلمان نہیں۔

آرٹیکل نمبر ۱۰۶ کلاز نمبر ۳:

صوبائی اسمبلیوں میں بلوچستان، پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ اور سندھ کی کلاز نمبر ا میں دی گئی نشستوں کے علاوہ ان اسمبلیوں میں عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، بدھوں، پارسیوں اور قادیانیوں کے شیڈول کاسٹ کیلئے اضافی نشستیں ہوں گی۔

آرڈیننس:

اس ترمیم کے بعد بھی قادیانی سرگرمیوں کی روک تھام نہ ہو سکی جذبات کی آگ پھر بھڑکنے والی تھی کہ ۲۷ اپریل ۱۹۸۴ء کو مندرجہ ذیل ذیل آرڈیننس نافذ کیا گیا!

[[ہرگاہ کہ یہ امر قرین مصلحت ہے کہ قادیانی گروہ، لاہوری گروہ اور احمدیوں کو خلاف اسلام سرگرمیوں کے ارتکاب سے روکنے کے لیے قانون میں ترمیم کی جائے ہرگاہ کہ صدر پاکستان کو اطمینان ہے کہ ایسے حالات موجود ہیں جو فوری کاروائی کے متقاضی ہیں لہذا ۵ جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان کی تعمیل میں اور ان تمام اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے جو اس سلسلہ میں انہیں حاصل ہیں صدر پاکستان حسب ذیل آرڈیننس وضع اور نافذ کرتے ہیں]]۔

مختصر عنوان اور آغاز:

۱) ☆☆☆ اس آرڈیننس کا نام قادیانی گروہ، لاہوری گروہ اور احمدیوں کا خلاف اسلام سرگرمیوں کا ارتکاب

(ممانعت وسزا) آرڈیننس ہوگا ہے۔

ب) ☆☆☆ یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

عدالتوں کے احکام اور فیصلوں کے استرداد کا آرڈیننس:

اس آرڈیننس کی دفعات عدالتوں کے احکام اور فیصلوں کے علی الرغم نافذ ہوں گے۔

حصہ دوم: مجموعہ تعزیرات پاکستان کی ترمیم (قانون نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰)

مجموعہ تعزیرات پاکستان و قانون نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ کے باب پندرہ میں دفعہ ۲۹۸ کے بعد حسب ذیل نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا۔

۲۹۸ ب) بعض مقدس ہستیوں اور متبرک مقامات کے لیے مخصوص القاب و آداب صفحات وغیرہ کا غلط استعمال:

۱) قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا جو شخص کسی تقریر تحریر یا واضح علامت کے ذریعہ سے رسول پاک حضرت محمد کے کسی خلیفہ یا صحابی کے سوا کسی اور شخص کو امیر المومنین، خلیفۃ المومنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی، رضی اللہ عنہ، رسول پاک حضرت محمد ﷺ کے افراد خاندان (اہلبیت) کے سوا کسی اور کو اہلبیت یا اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے پکارے گا یا اس کا حوالہ دے گا وہ تین سال تک کی قید (کسی قسم) اور جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

قادیانی گروہ، لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا جو شخص کسی تقریر یا تحریر یا واضح علامت کے ذریعہ سے اپنے عقیدے کے مطابق عبادت کے لیے بلانے کے طریقے یا شکل کو اذان سے موسوم کرے گا یا مسلمانوں کے طریقے کے مطابق اذان کہے گا وہ تین سال تک کی قید (کسی قسم) نیز جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا۔

۲۹۸ ج) قادیانی گروہ وغیرہ کا اپنے آپ کو مسلم کہلانے اپنے عقیدے کی تبلیغ کرنے یا نشر و اشاعت کرنے والا شخص:

قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی اور نام سے موسوم کرتے ہیں) کا جو شخص اپنے آپ کو بلا واسطہ یا بالواسطہ مسلم کہلاتا ہے یا اپنے عقیدے کو اسلام کہتا یا ظاہر کرتا ہے یا دوسروں کو تقریر تحریر یا واضح علامت یا کسی بھی اور طریقے سے اپنے عقیدے کی دعوت دیتا اور مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرتا ہے وہ تین سال تک کی قید (کسی قسم) کی سزا نیز جرمانہ کا مستوجب ہوگا۔ (بشکریہ قومی ڈائجسٹ)۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

عقیدہِ ختم نبوت:

ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری

عقیدہ ختم نبوت:

اللہ تبارک وتعالیٰ خالق ارض وسماء ہے۔اسی نے یہ جہان رنگ وبو پیدا کیا اور پھر ذوقِ تجسس، قوتِ تسخیر اور جذبہ تعمیر دے کر حضرتِ انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔اپنے خالق ومالک کی عطا سے انسان ہمیشہ اس کائنات کی تسخیر اور تزئین وآرائش میں مصروف رہا۔مگر حُسن افزونی اور جمال آرائی کے ہنگاموں کے ساتھ ساتھ وجود، مقصدِ تخلیق اور اپنے خالق کے سراغ کی خواہش وتمنا میں مضطرب اور سرگرداں بھی رہا۔یہ اسکی خوش بختی کہ اس کے خالق نے تخلیق کرنے کے بعد گمراہی وضلالت اور حیرت والا دریت کے صحراؤں میں بھٹکنے کے لیے اسے تنہا نہ چھوڑا بلکہ رشد وہدایت کے لیے نبیوں اور رسولوں کا سنہری سلسلہ شروع فرمایا۔اس نے یکے بعد دیگرے پے در پے رسول بھیجے۔کسی کو ایک قریہ اور بستی کا نبی بنا کر بھیجا، کسی کو ایک علاقے اور ایک خطے کا نبی بنا کر بھیجا اور کسی کو ایک عہد اور زمانے کا رسول بنا کر بھیجا۔تاریخی ادوار میں انسانی قافلے جس جس مرحلے سے گزرتے رہے خالقِ کائنات عزوجل اسی کے مطابق نبی اور رسول مبعوث فرماتا رہا۔ہر عہد کے انسانوں کی فوز وفلاح اور نجات اپنے نبی پر ایمان اور اسکی اطاعت سے وابستہ رہی۔خالقِ فطرت عزوجل جانتا تھا کہ انسان فطری طور پر اسکی اطاعت کرے گا جس کو اپنے آپ سے برتر پائے گا۔اس لیے خالقِ کائنات نے ہر نبی کو ذات وصفات میں اپنی ہر قوم پر برتری عطا فرمائی اور معجزات کے ذریعے اس قوم پر حجت بھی قائم فرمادی۔جو قوم اپنے جس کمال پر نازاں تھی اللہ کریم نے اپنے نبی کو اسی کمال سے بڑا معجزا عطا فرمایا تا کہ وہ قوم اپنے نبی کی عظمت وبرتری کے سامنے عاجز ہو کر اس پر مکمل دلی اطمینان کے ساتھ ایمان بھی لے آئے اور اسکی اطاعت میں سر تسلیم خم بھی کردے۔حضرت موسیٰ علیہ سلام کے دور میں جادوگری کا زور تھا تو اللہ کریم نے انھیں ید بیضاء اور عصائے موسوی عطا فرمایا۔حضرت عیسٰی کو مادر زاد اندھوں کو بینا کرنے، بیماروں کو تندرست کرنے مردوں کا زندہ کرنے کے معجزے عطا فرمائے۔اور پھر جب سید الانبیا ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی باری آئی تو آپ ﷺ کو جملہ انبیاء کرام کے تمام کمالات اور معجزات عطا فرما کر سراپا معجزہ بنا دیا۔پہلے گرامی قدر رسولوں کے معجزے حسّی تھے۔ان سے وہی لوگ مرعوب ہوئے اور مستفیض ہوئے جنھوں نے اپنے سامنے انھیں دیکھا سنا اور محسوس کیا مگر حضور خاتم النبیین ﷺ کو تمام تر حسّی معجزات کے ساتھ ساتھ ایک ایسا عقلی معجزہ بھی عطا فرمایا جو دائمی طور پر ابدالآباد تک ہر انسانی ذہن کو مسخر کرتا رہے گا اور ہر دور کے انسان کو اس عالمگیر پیغام پر ایمان لانے کی دعوت دیتا

رہے گا۔ یہ دائمی اور ابدی معجزہ قرآن مجید ہے۔

قرآن حکیم کا ہر ہر پہلو اور ہر ہر انداز معجزہ ہے۔ قرآن حکیم کے الفاظ معجزہ، اسکے معنی معجزہ، اس کے مفاہیم معجزہ، اسکے مطالب معجزہ، اسکی فصاحت معجزہ، اسکی بلاغت معجزہ، اسکی آیات کا باہمی ربط معجزہ اور اس میں مختلف اشیاء کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ کی تعداد کی حیرت انگیز حد تک باہمی مساوات معجزہ ہے۔ سابقہ الہامی کتب کی تصدیق معجزہ اور قیامت تک ہونے والے واقعات کے متعلق پیش گفتار معجزہ ہے۔ غرضیکہ یہ ایسا دائمی معجزہ ہے جو ہر دور کے عبقری ترین انسانوں کی عقلوں کو عاجز اور دلوں کو مسخر کرتا رہا ہے۔ اسی لا ریب و بے عیب اور سراپا معجزہ کلام کے بارے میں اپنے عہد کے عبقری حکیم مشرق دانائے راز علامہ اقبال نے فرمایا تھا۔

آں کتابِ زندہ قرآنِ حکیم
حکمت اُو لازوال است و قدیم
نوعِ انساں را پیغامِ آخریں
حاملِ او رحمۃ اللعالمیں ﷺ

قرآن اپنے آغاز ہی میں اپنا تعارف ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ج کہہ کر کراتا ہے۔ اور اپنے آپ کو هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ O قرار دیتا ہے۔ اور پھر اس ہدایت سے فیضیاب ہونے والے انسانوں کی صفات یوں بیان کرتا ہے۔ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ O وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ج وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ط O اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O (البقرہ: ۳،۴،۵)

"وہ جو بے دیکھے ایمان لائیں اور نماز قائم رکھیں اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمھاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔ وہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔" (ترجمہ کنزالایمان)

صاحب کلام اللہ جل مجدہٗ نے آغاز کلام ہی میں بتا دیا کہ یہ کلام نوع انساں کے لیے پیغامِ آخریں ہے۔ اگر انسانیت کے لیے یہ آخری پیغام نہ ہوتا تو اس سے ہدایت پانے والوں کی صفات میں جہاں یہ کہا گیا کہ وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو اس سے پہلے اترا تو وہیں یہ بھی فرما دیا جاتا کہ جو اس پر بھی ایمان لائیں گے جو اس کے بعد اترے گا۔ اس استدلال کی رو سے اگر قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ٹھہرتا ہے تو یقیناً اسے لے کر مبعوث ہونے

والے سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم آخری نبی ہی قرار دیے جائیں گے۔جس طرح اس کتاب کے بعد اللہ کی طرف سے کوئی اور کتاب آنے والی نہیں اسی طرح ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفی ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آنے والا نہیں۔یہی قرآن حکیم میں بیان کردہ اسلام کا عقیدہ ختم نبوت ہے۔قرآن مجید اپنے سے پہلے نازل ہونے والی الہامی کتب کی یوں تصدیق کرتا ہے۔

☆ وَ هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ ۔الانعام:۹۲

ترجمہ:"اور یہ ہے برکت والی کتاب کہ ہم نے اتاری تصدیق فرماتی ان کتابوں کی جو آگے تھیں۔"

☆ وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ۔البقرۃ:۸۹

ترجمہ:"اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب آئی جو ان کے ساتھ والی کتاب (تورات) کی تصدیق فرماتی ہے۔"

☆ نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ ۔آل عمران:۳

ترجمہ:"اس نے تم پر یہ سچی کتاب اتاری اگلی کتابوں کی تصدیق کرتی اور اس نے اس سے پہلے توریت اور انجیل اتاری۔"

☆ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ ...... ۔النساء:۴۷

ترجمہ:"اے کتاب والو! ایمان لاؤ، اس پر جو ہم نے اتارا تمہارے ساتھ والی کتاب کی تصدیق کرتا......"

قارئین کرام! ان کے علاوہ بھی کئی آیات ہیں جن میں قرآن حکیم سابقہ الہامی کتب کی تصدیق کرنے کی بات کرتا ہے لیکن پورے قرآن میں کوئی ایک آیت ایسی نہیں جو اشارۃً یا کنایۃً اپنے بعد آنے والی کسی کتاب یا کسی نبوت کی بات کرتی ہو۔البتہ یہ بات بڑی صراحت اور وضاحت سے اللہ کی آخری کتاب قرآن حکیم میں بیان ہوئی ہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔

☆ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا O (احزاب:۴۰)

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

یہی وہ آیت ہے جو عقیدہ ختم نبوت کی بنیاد ہے۔پوری امت کے جید علماء اور مفسرین خاتم النبیین سے یہی مراد لیتے آئے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔لیکن گذشتہ صدی کے ایک جھوٹے مدعی نبوت

آنجہانی مرزغلام احمد قادیانی لعنت اللہ علیہ نے امت مسلمہ کی طرف سے اختیار کیے گئے اجمالی معانی کا انکار کیا اور کہا کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں بلکہ نبیوں کی مہر ہے۔حضور اکرم ﷺ نبیوں کی مہر ہیں یعنی ان کی مہر کے بغیر کوئی نبی نہیں بن سکتا۔اس طرح اس نے لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد بھی کسی نبی کے آجانے سے آپ ﷺ کے خاتم ہونے پر کوئی حرف نہیں آتا۔اس لیے مجھے نبی مان لیا جائے اور اب بھی قادیانی امت کے داعین اسی آیت سے عوام الناس کو دھوکہ دینے میں مصروف ہیں کہ ہم تو ختم نبوت کے قائل ہیں، ہمیں خواہ مخواہ ختم نبوت کا منکر قرار دیا جاتا ہے۔ہم تو پیغمبر اسلام کی شان کو اور بھی بڑھا کر بیان کرتے ہیں، جب انکو نبیوں کی مہر کہتے ہیں۔حالانکہ اگر وہ جاہل اس بات پر غور کر لیتے کہ مہر بھی تو ہر معاہدے، ہر فیصلے اور ہر محضرنامے کے آخر پر ہی ثبت کی جاتی ہے تو اگر رسول کریم ﷺ نبیوں کی مہر ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ کریم نے کتاب و نبوت کو آپ کی مہر لگا کر ہمیشہ کے لیے بند کر دیا ہے۔اس مہر نبوت کے بعد اب کتاب و نبوت میں کوئی اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن جانتے بوجھتے ہوئے بھی وہ اس آیت کی تاویلات کر کے عامۃ المسلمین کو ورغلانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

ہمارے عہد کے مایہ ناز مفسر جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اپنی معرکۃ الآرا تفسیر ضیاء القرآن میں اسی آیت کے ضمن میں مسئلہ ختم نبوت پہ شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے وہاں پر انہوں نے دیگر دلائل کے علاوہ قادیانی امت کی طرف سے الفاظ و معانی کی ہیرا پھیری اور لغوی تلبیس کا بھی خوب تعاقب فرمایا ہے۔عربی لغت کی امہات الکتب الصحاح للجوہری اور لسان العرب لابن المنظور کا ذکر کرنے کے بعد حضرت پیر صاحب رقم فرماتے ہیں!

''ایک چیز پیش نظر ہے کہ صحاح کے مؤلف علامہ حماد بن اسماعیل الجوہری کا سن ولادت ۳۳۲ھ اور سال وفات ۳۹۳ھ یا ۳۹۸ھ ہے اور لسان العرب کے مؤلف علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور الافریقی المصری کا سن ولادت ۶۳۰ھ اور سال وفات ۷۱۱ھ ہے۔یہ درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ فتنہ انکار ختم نبوت سے صدہا سال پہلے یہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ان کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انہوں نے مذہبی تعصب یا ذاتی عقیدہ کے باعث یہ لکھا ہے تا کہ ان کا قول حجت نہ رہے۔بلکہ انکی نگارشات اور انکی تحقیقات اہل لغت کے اقوال کے عین مطابق ہیں۔پہلے صحاح کی عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

ختم اللہ لہ بخیر 'خدا اس کا خاتمہ بالخیر کرے' ختمت القرآن : بلغت آخرہ ۔یعنی میں نے قرآن آخر تک پڑھ لیا۔

اختتمت الشیء : نقیض افتتحتہ 'افتتاح کی نقیض اختتام ہے۔

والخاتَم والخاتِم بکسر التاء وفتحها والخاتام کلہ' بمعنی و خاتمۃ الشیء آخرہ':یعنی خاتَم خاتِم۔ ختام،خاتام سب کا ایک ہی معنی ہےاور کسی چیز کے آخر کو خاتمۃ الشیء کہتے ہیں۔ ومحمد ﷺ خاتم الانبیا علیھم الصلوٰۃ والسلام ۔اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام نبیوں سے آخر میں تشریف لائے۔

علامہ ابن المنظور لسان العرب میں لکھتے ہیں!ختام الوادی ، اقاصاہ وختام القوم وخاتِمھم وخاتَمھم آخرھم ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء علیہ وعلیھم الصلوٰۃ والسلام ۔وادی کے آخری کونہ کو ختام الوادی کہتے ہیں۔قوم کے آخری فرد کو ختام خاتم اور خاتَم کہا جاتا ہے۔اسی مناسبت سے حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے۔لسان العرب میں التہذیب کے حوالہ سے لکھا ہے۔والخاتِم والخاتَم من اسماء النبی ﷺ وفی التنزیل العزیز ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ای آخرھم ومن اسمائہ العاقب ایضاً ومعناہ آخر الانبیاء ۔یعنی خاتِم اور خاتَم نبی کریم ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ہیں۔قرآن مجید میں ہے وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یعنی سب نبیوں سے پیچھے آنے والا ۔اور حضور کے اسماء میں سے العاقب بھی ہے۔اس کا معنی آخر الانبیاء ہے۔اہل لغت کی ان تصریحات سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خاتم کی تا پر زیر ہو یا زبر اس کا معنی (آخری) ہے۔اس معنی کی تائید کے لیے اہل لغت نے ایک دوسری آیت سے بھی استدلال کیا ہے۔ وختامہ مسک ای آخرہ مسک۔یعنی اہل جنت کو جو شروب پلایا جائے گا اس کے آخر میں انھیں کستوری کی خوشبو آئے گی۔یہاں تک صاحب تفسیر ضیاء القرآن نے روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہی ہے۔آگے چل کر انہوں نے قادیانیوں کی طرف سے خاتم کو مہر کے معنی میں استعمال کرنے کا بھی مسکت جواب دیا ہے۔وہ لکھتے ہیں!

''لسان العرب میں ہے ختمہ یختمہ خَتْماً وختاماً ۔ طبعَہ' فھو مختومٌ ومُخَتّمٌ شدد للمبالغۃ ۔یعنی ختم کا معنی مہر لگانا ہےاور جس پر مہر لگا دی جائے اس کو مختوم اور مبالغہ کے طور پر مختّم کہتے ہیں۔اس کے بعد لکھتے ہیں و معنی ختم وطبع فی اللغۃ واحد وھو التغطیۃ علی الشیء والا شتیاق عن ان لا یدخلہ شیء کما قال جلّ وعلا ۔ ام علی قلوب اقفالھا ۔اس عبارت کو ذرا غور سے سنیے۔یعنی ختم اور طبع کا لغت میں ایک ہی معنی ہےاور وہ یہ کہ کسی چیز کو اس طرح ڈھانپ دینا اور مضبوطی سے بند کر دینا کہ اس میں باہر سے کسی چیز کے داخلے کا امکان ہی نہ ہو۔پہلے زمانے میں خلفاء،امراء اور سلاطین وغیرہ اپنے خطوط کو کسی کاغذ کے لفافہ اور کپڑے کی تھیلی میں رکھ کر سر بمہر کر دیتے کہ جو کچھ لکھا جا چکا ہے اب اس کو سر بمہر کر دیا گیا ہے تا کہ اس مہر کی موجودگی میں اس

میں کوئی ردو بدل نہ کر دے۔اگر کوئی ردو بدل کرے گا تو پہلے مہر توڑے گا اور جب مہر توڑے گا تو پکڑا جائیگا۔اس پر احکام سلطانی میں تغیر وتبدل کرنے اور امانت میں خیانت کرنے کے سنگین الزامات میں مقدمہ چلایا جائے گا۔اس صورت میں خاتم النبیین کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری تھا۔حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد یہ سلسلہ بند ہوگیا اور اس پر مہر لگادی گئی تا کہ کوئی کذاب دجال اس میں داخل نہ ہوسکے۔اگر کوئی زبردستی اس زمرہ میں گھسنا چاہے گا تو پہلے مہر توڑے گا اور جب مہر توڑے گا تو پکڑا جائے گا اور اسے جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جائے گا۔لغت کی معتبر کتب سے خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ثابت کرنے کے بعد ضیاء القرآن کے قابل قدر مصنف پیر محمد کرم شاہ الازہری نے حضور سرکار دو عالم ﷺ کی احادیث بھی نقل فرمائی ہیں جن سے خاتم کا معنی آخری نبی ہی ثابت ہوتا ہے۔ہم یہاں بخاری شریف اور مسلم شریف کی تین روایات نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

۱۔قال النبی ﷺ ان مثلی ومثل الانبیآء من قبلی کمثل رجل بنٰی بیتاً فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاویه فجعل النّاس یطوفون به ویعجبون ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فاناللبنة وانا خاتم النبین ۔(بخاری شریف مترجم ج دوم کتاب المناقب، باب خاتم النبیین ص ۳۵۳ فرید بک سٹال)

ترجمہ:حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا!میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے۔لوگ اس عمارت کے اردگرد پھرتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی ؟تو وہ اینٹ میں ہی ہوں۔اور میں خاتم النبیین ہوں۔

۲۔انّ رسول الله ﷺ قال فضّلت علی الانبیاء بستة اعطیت جوامع الکلم ونصرتُ بالرّعب واحلّت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً وطهورًا وارسلت الی الخلق کافّةً وختم بی النبیون (مسلم،ترمذی،ابن ماجہ)

ترجمہ:رسول کریم ﷺ نے فرمایا!مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔

(۱) مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا۔یعنی الفاظ مختصر اور معانی کا بحر بے پیدا کنار۔

(۲) رعب کے ذریعے میری مدد فرمائی گئی۔

(۳) میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا۔

(۴) میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی۔

(۵) مجھے تمام مخلوق کیلئے رسول بنایا گیا اور میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(۳) عن ثوبان قال رسول الله ﷺ ....وانه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون ۔ کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی ۔ (ابوداؤد کتاب الفتن)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ.....میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

قارئین کرام! غور فرمائیں جب خود رسالت مآب ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فیصلہ فرما دیں کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں تو پھر ضرورت رہتی ہے کہ لفظ خاتم کا معنی مہر کیا جائے! اور پھر اس کی بھی غلط تاویل کر کے کسی نبی کیلئے گنجائش پیدا کی جائے۔ احادیث میں ایک دو جگہ نہیں تواتر سے یہ مسئلہ بیان ہوا ہے۔ بعض علماء نے دو سو تک احادیث شمار کی ہیں جو ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ تفسیر تبیان القرآن کے مفسر علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے مکرر احادیث کو چھوڑ کر پچاس احادیث نقل فرمائیں ہیں جو عقیدہ ختم نبوت بیان کرتی ہیں۔ صرف عہد حاضر ہی کے مفسرین پر موقوف نہیں تاریخ اسلام کے ہر دور کے مفسر خاتم النبیین سے یہی مراد لیتے رہے ہیں کہ حضور رحمت عالم ﷺ آخری نبی ہیں اور انکے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آٹھویں صدی ہجری کے مفسر علامہ ابن حیان اندلسی متوفی ۷۵۴ھ تفسیر بحر محیط میں لکھتے ہیں!

"جس شخص کا نظریہ ہو کہ نبوت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا اور اسے اب بھی حاصل کیا جا سکتا ہے یا جس کا عقیدہ ہو کہ ولی نبی سے افضل ہوتا ہے وہ زندیق ہے اور واجب القتل ہے۔ آج تک جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا، مسلمانوں نے انھیں قتل کر دیا۔ ہمارے زمانے میں بھی فقراء میں سے ایک شخص نے شہر مالقہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اندلس کے بادشاہ نے غرناطہ میں اس کا سر قلم کر دیا۔ اور اسکی لاش کو سولی پر چڑھا دیا۔ وہ اسی حالت میں لٹکا رہا یہاں تک کہ اس کا گوشت گل کر گر پڑا"۔

علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ نے لکھا!

"اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول کریم ﷺ نے اپنی احادیث متواترہ میں بتایا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ تا کہ ساری دنیا جان لے کہ جو شخص بھی حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہے، جھوٹا ہے، دجال ہے، گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے"۔

تفسیر روح المعانی کے مصنف علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں!

''حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جس کی تصریح قرآن وسنت نے کی ہے۔ جس پر امت کا اجماع ہے۔ پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہو جائے گا اور اگر اس نے توبہ نہ کی اور اس دعویٰ پر مصر رہا تو اس کو قتل کیا جائے گا''۔

تفسیر تبیان القرآن کے مفسر علامہ غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہٗ نے اپنی تفسیر میں شافعی، مالکی، حنفی، حنبلی اور قدیم فقہا کے قول نقل فرمائے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

'' کہ ہمیں اجماع اور مختلف قرائن سے یہ معلوم ہوا ہے کہ لانبی بعدی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔ اور خاتم النبیین سے مراد بھی مطلق انبیاء ہیں۔ غرض ہمیں یقینی طور پر معلوم ہوا ہے کہ ان لفظوں میں کسی قسم کی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے اور جو شخص اس حدیث میں تاویل یا تخصیص کرے وہ اجماع کا منکر ہے''۔

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں!

''اسی طرح ہم اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو ہمارے نبی ﷺ کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے (الی قولہ) اسی طرح ہم اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو یہ دعویٰ کرے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے خواہ وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے۔ پس یہ سب لوگ کافر ہیں اور نبی ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ کیونکہ نبی ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ اور آپ ﷺ نے اللہ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کو لوگوں کی طرف رسول بنایا گیا ہے۔ اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اس کا ظاہر مفہوم مراد ہے اور اس کلام میں کوئی تاویل یا تخصیص نہیں ہے۔ اور ان لوگوں کا کفر قطعی، اجماعی اور سماعی ہے''۔

علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں!

''جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، جس نے مدعی نبوت کی تصدیق کی وہ مرتد ہو گیا۔ کیونکہ جب مسیلمہ نے دعویٰ نبوت کیا اور اس کی قوم نے اس کی تصدیق کی تو وہ سب اس کی تصدیق کرنے کی وجہ سے مرتد ہو گئے۔ اسی طرح طلیحہ الاسدی اور اس کے مصدقین بھی مرتد ہو گئے اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ

کہ تیس کذاب نکلیں گے اور ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔" (المغنی جلد ۹، صفحہ نمبر: ۳۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

ملا علی سلطان محمد قاری الحنفی متوفی ۱۰۱۴ھ نے شرح الشفاء میں اور علامہ شہاب الدین احمد بن خفاجی متوفی ۱۰۶۹ھ نے نسیم الریاض میں قاضی عیاض اندلسی کی کتاب الشفاء کی تصدیق کرتے ہوئے مدعی وحی نبوت کو کافر قرار دیا۔

قارئین کرام! امت مسلمہ کے عظیم مفسرین اور شہیر فقہاء کے اقوال سے یہ بات نکھر کر سامنے آتی ہے کہ پوری امت خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہی سمجھتی آئی ہے اور یہی اس کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اور گذشتہ صدی کے جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی تمام تاویلات محض کفر و ضلالت ہیں۔ اس نے لفظ خاتم کے معنی و مراد میں تحریف کر کے اپنی جھوٹی نبوت کی مصنوعی گنجائش پیدا کرنے کی سعی لاحاصل تو کی لیکن وہ اس امت کو سمجھنے سے قاصر رہا کہ اسی آیت کو اللہ تعالیٰ نے اس بات پر مکمل فرمایا ہے کہ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ ترجمہ: اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے علم ازلی میں یہ بات تھی کہ کچھ لوگ اس آیت کے معانی بگاڑ کر میرے محبوب ﷺ کے آخری نبی ہونے کا انکار کریں گے۔ اس لیے اس نے ختم نبوت کے مسئلے کو ایک اسی آیۂ مبارکہ سے مخصوص نہیں کیا بلکہ اور بھی کئی دوسری آیات میں رسول اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا تذکرہ فرمایا تاکہ قیامت تک کوئی جھوٹا، دغا باز اور فریبی انسان سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ختم نبوت کا انکار نہ کر سکے۔ چند ایک آیات یہاں نقل کی جاتی ہیں۔

سورۃ آل عمران کی وہ آیت مبارکہ جسے عام طور پر رسول اکرم ﷺ کی تشریف آوری کے عنوان کے حوالے سے سمجھایا جاتا ہے اگر غور کیا جائے تو وہی رسول رحمت ﷺ کے آخری رسول ہونے پر بھی دلالت کرتی ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ (آل عمران: ۸۱)

ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا، اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا! کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا! تو ایک دوسرے پر گواہ

ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔(ترجمہ کنزالایمان)

اس آیت کے معانی پر غور کریں اللہ تعالیٰ نے سارے نبیوں سے پختہ عہد لیا ہے ایک خاص رسول کے تشریف لانے کا ذکر کر کے اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا وعدہ لیا۔ پھر اس وعدے کا اقرار کرنے کی تصدیق کرائی اور اس پر گواہ رہنے کا حکم فرمایا اور خود بھی اس عہد پر اپنے گواہ ہونے کا ذکر فرمایا۔ یہ کوئی معمولی عہد نہ تھا جس کا اس شاندار انداز میں ذکر کیا گیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عظیم عہد کا خود اپنی ذات کو گواہ بھی ٹھہرایا۔ آیت کے مفہوم کا تقاضا ہے کہ جس رسول پر ایمان لانے اور نصرت کرنے کا سب نبیوں سے عہد لیا جا رہا ہے وہ سب نبیوں کے بعد تشریف لائے۔ سب مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ جس آخری رسول پر ایمان لانے کا ذکر ہے وہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اور اگر قادیانیوں کی لایعنی منطق مان لی جائے تو پھر ضروری ٹھہرتا ہے کہ رسول مقبول ﷺ سے بھی کسی اور آنے والے نبی کا عہد لیا جاتا اور ظاہر ہے ایسا ہرگز نہیں ہوا اس لیے یہ آیت بھی واضح کرتی ہے کہ حضور ختمی مرتبت ﷺ ہی آخری نبی ہیں۔

اس آیت کے علاوہ ان آیات پر غور فرمایئے جن میں آپ ﷺ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت، سارے انسانوں کے لیے بشیر ونذیر اور جمیع انسانوں کے لیے رسول قرار دیا ہے۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ O (الانبیاء:۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ جَمِيۡعَا (الاعراف:۱۵۸)

ترجمہ: آپ ﷺ کہیے اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيۡرًا وَّنَذِيۡرًا O (السباء:۲۸)

ترجمہ: اور اے رسول مکرم ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لیے (جنت کی) بشارت دینے والا اور (دوزخ سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔

ان آیات مبارکہ میں آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت اور دنیا کے تمام لوگوں کے لیے رسول اور بشیر ونذیر قرار دیا گیا ہے۔ اگر یہ بات مان لی جائے کہ آپ ﷺ کے بعد بھی کسی رسول کے آنے کا امکان ہے تو لازماً کچھ لوگ ہوں گے جو اس بعد میں آنے والے پر ایمان لائیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کل دنیا کے انسانوں میں کچھ ایسے بھی ہوں گے جن کے لیے حضرت محمد ﷺ رسول نہیں ہوں گے۔ جبکہ یہ بات صریحاً قرآن مجید کی ان آیات

کے مفہوم کے خلاف ہے۔ جب آپ ﷺ تمام انسانوں کے لیے رسول بنائے گئے ہیں تو پھر آپ ﷺ کے بعد کسی بھی زمانے اور کسی بھی قوم کیلئے کسی اور نبی کا آنا محال ہے۔ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر: ۳ کا ایک اقتباس اور اس پر جسٹس پیر کرم شاہ صاحب کا تبصرہ ملاحظہ فرمایئے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً ط (مائدہ:۳)

ترجمہ: آج میں نے مکمل کردیا ہے تمہارے لیے تمہارا دین اور پوری کردی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کرلیا ہے تمہارے لیے اسلام کو بطور دین۔

''یعنی دین اسلام جو تمام سابقہ انبیاء اور رسل کا دین تھا وہی دین اپنی کامل صورت میں تمہارے لیے پسند کرلیا گیا ہے۔ اب اس میں اضافہ اور تبدیلی کی گنجائش نہیں۔ یہ آیت حضور نبی اکرم ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے کی واضح دلیل ہے۔ کیونکہ جب دین مکمل ہو چکا اس کے احکام میں ردوبدل کی گنجائش نہ رہی تو پھر کسی دوسرے نبی کے آنے کی بھی ضرورت نہ رہی۔''

قارئین کرام! گذشتہ صفحات کو ایک بار پھر غور سے پڑھیے آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ آئمہ دین، مفسرین اور محدثین سب کا اس عقیدے پر اجماع ہو چکا ہے کہ حضور ختم المرسلین ﷺ آخری نبی ہیں۔ اب ان کے بعد کسی بھی ظلی، بروزی، عکسی، غیر تشریعی نبی کا آنا محال ہے اور اس اجماع امت کی روشنی میں قادیان کا جھوٹا نبی کذاب اور دجال ہے۔ جس کا شمار انہی تیس کذابوں میں کیا جائے گا جن کی خبر مخبر صادق ﷺ نے ان الفاظ میں دی تھی۔

''میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں ہر ایک یہ دعوٰی کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

عقیدہ ختم نبوت

ہدایت و نجات کا سرچشمہ

مولانا محمد ناصر خان چشتی نعیمی

ختم باب نبوت پہ بے حد درود ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

عقیدہ ختم نبوت اسلام کا قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے اور اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔ جس پر ایمان لانا بھی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ یعنی ایک مسلمان اس بات پر ایمان رکھے کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور سلسلہ نبوت اور رسالت، آفتاب ختم نبوت، ختمی مرتبت حضور نبی کریم پر ختم ہو چکا ہے۔ اور اب آپ ﷺ کے بعد قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا نہ کوئی رسول آئے گا اور آپ ﷺ کی کتاب، شریعت مطہرہ اور تعلیمات تا قیامت ہدایت اور نجات کا آخری سرچشمہ ہیں۔ اگر کوئی شخص ہزار بار بھی کلمہ طیبہ پڑھے اور دن رات نماز و قیام میں گزارے لیکن وہ آپ کو خاتم النبیین نہیں مانتا یا آپ کے بعد کسی اور کو بھی نبی مانتا ہے تو وہ پکا کافر ہے مرتد ہے واجب القتل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا خاتم الانبیاء (نبیوں میں آخری نبی اور رسول) ہونا آپ ﷺ کے بعد کسی نبی اور رسول کا دنیا میں مبعوث نہ ہونا اور ہر مدعی نبوت (یعنی مسیلمہ کذاب سے مرزا غلام احمد قادیانی تک) کا جھوٹا و کذاب اور کافر و مرتد ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک ہر دور کے تمام مسلمانوں کا قطعی اجماع اور اتفاق رہا ہے۔

کسی شخص کے مسلمان ہونے کیلیے جس قدر باتوں کا ماننا ضروری ہے وہ سب امور قرآن پاک نے بڑی تفصیل سے بیان کر دیئے ہیں اگر حضور سید عالم ﷺ کے بعد کسی اور نبی کی بعثت ہوتی تو قرآن میں بھی اسکا ذکر ہوتا اور جب قرآن میں حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کی بعثت اور وحی کا ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔ آخر جن باتوں کے ماننے سے صحابہ کرام اور بعد کے لوگ مومن ہو گئے تو ان چیزوں کا ماننا آج کیسے ناکافی ہو گیا۔ کیا انکا اسلام اور تھا اور اب کوئی اور اسلام ہے؟؟ اگر ہم قرآن کو ناقص اور اسلام کو نا تمام نہیں مانتے تو ہمیں ماننا ہوگا کہ قرآن کریم نے جن چیزوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے انکے سوا کسی اور پر ایمان لانا ہر گز جائز نہیں ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی جھوٹی نبوت چونکہ قرآن کا حکم اور مامور نہیں ہے اسلیے اسکا نبی ماننا قرآن ایمان اور اسلام سب کے خلاف ہے۔

عقیدہ ختم نبوت بزبان قرآن:

حضور نبی کریم ﷺ پوری انسانیت کے لیے ابدی صحیفہ ہدایت (قرآن حکیم) لے کر آئے۔آپ ﷺ کی تشریف آوری سے رشد وہدایت اور نبوت ورسالت کا عظیم سلسلہ اپنے اختتام کو پہنچا۔چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے!

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ○ ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل ومکمل کردیا ہے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو دین (منتخب اور) پسند فرمایا ہے"۔(سورۃ المائدہ:۲)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے دین کو تمام ادیان سابقہ کیلیے ناسخ قرار دیا اور فرمایا کہ جس نے اسلام کےعلاوہ کسی اور دین کو طلب یا قبول کیا تو وہ ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا یعنی قیامت تک حضور اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔اور نہ ہی اس شریعت کے بعد کوئی شریعت آئے گی۔حتیٰ کہ اب اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ظاہری حیات میں زندہ ہوتے تو وہ بھی آپ ﷺ کی شریعت کی پیروی کرتے اور جب قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا تو وہ بھی آپ ﷺ کی شریعت کی پیروی اور اتباع کریں گے۔

سورۃ الاحزاب میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ختم نبوت کو بڑی وضاحت کیساتھ بیان فرمادیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے!

"مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ○ ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے (بالغ) مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں میں سے آخری نبی ہیں"۔(سورۃ الاحزاب ۴۰)

سورۃ الفرقان میں اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی کی سارے جہاں کے لیے نبوت ورسالت کو یوں بیان فرماتا ہے۔ارشاد خداوندی ہے!

"تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ○ ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ جس نے فیصلہ کرنے والی کتاب (قرآن) اپنے بندہ (حضرت محمد ﷺ) پر نازل کی تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے (اللہ کے عذاب سے) ڈرنے والا ہو"۔(الفرقان:۱)

اسی طرح اور مقام پر حضور ﷺ کی ختم نبوت اور رسالت عامہ کو اس طرح واضح کیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے!

"اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا ○ ترجمہ: (اے رسول ﷺ) تم فرماؤ اے لوگو! تم سب کی طرف اللہ کا رسول (بھیجا ہوا) ہوں"۔ (القرآن)

یہ آیت مبارک حضور سید عالم ﷺ کی رسالت عامہ کی دلیل ہے کہ آپ ﷺ تمام مخلوقات (جن وانس وملائکہ وغیرہ) کے لیے رسول ہیں اور کل جہاں آپ ﷺ کی اُمت ہے۔ ایک حدیث شریف میں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ! مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں کہ جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہر نبی کسی خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور میں تمام سرخ وسیاہ کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور میں تمام خلق کی طرف رسول بنایا گیا ہوں اور میرے ساتھ سلسلہ انبیاء کو ختم کیا گیا ہے"۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ)

عقیدہ ختم نبوت بزبان احادیث مبارکہ:

آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا کیونکہ آپ ﷺ خدا کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! "بے شک نبوت اور رسالت میرے بعد منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول ہوگا"۔ (جامع ترمذی/مسند امام احمد)

ایک مسلمان کے لیے آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا اور اس بات کا اقرار کرنا بھی فرض ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا! "قصر نبوت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی میرے آنے سے وہ پوری ہوگئی ہے اور قصر (محل نبوت) مکمل ہوگیا ہے"۔

تیس کذاب:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب میری اُمت میں تیس کذاب (بہت زیادہ جھوٹے) ظاہر ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ میں (اللہ کا) آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"۔ (جامع ترمذی، مسند امام احمد)

عقیدہ ختم نبوت اور اجماع صحابہ:

قرآن وحدیث کے بعد تیسرا بڑا درجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کا ہے اور یہ بات تمام مستند ومعتبر روایات سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد کچھ لوگوں (مثلاً مسیلمہ کذاب) نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خلیفہ اول امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ان سب کے خلاف جہاد وقتال کیا۔

عقیدہ ختم نبوت اور اجماع مسلمین:

اجماع صحابہ کے بعد دینی احکام میں علماء اُمت کے اجماع واتفاق کا درجہ آتا ہے جس کو حجت مانا جاتا ہے اس لحاظ سے بھی ہم دیکھیں تو پہلی صدی سے لیکر آج (پندرہویں صدی) تک ہر زمانے اور پوری دنیائے اسلام میں ہر ملک کے علماء کرام اور مسلمانوں کا یہ قطعی عقیدہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا اور جو بھی کسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کرے گا اور جو شخص اسکی جھوٹی نبوت کو تسلیم کرے گا وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج کافر و مرتد، دشمن اسلام اور واجب القتل ہے۔

سراج الامت امام المجہدین امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۵۰ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقع دیں کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں۔ اس پر حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کہ جو شخص اس جھوٹے مدعی نبوت سے نبوت کی علامت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا کیونکہ رسول اللہ ﷺ یہ فرما چکے ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (مناقب امام اعظم: ۱/۱۶۱)

ختم نبوت کا عقیدہ مسلمانوں کا ایک متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے اور تمام مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ختم نبوت کا انکار کرنے والا کافر اور مرتد ہے۔ اس فتنہ انکار ختم نبوت اور دعویٰ نبوت کرنے والے کو جڑ سے اکھاڑنے والے سب سے پہلے خلیفہ اول امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ نے اس فتنہ انکار ختم نبوت کی ہر طرح سے سرکوبی کی اور نبوت کا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذاب کیخلاف جنگ یمامہ میں ہزاروں جلیل القدر صحابہ کرام نے شرکت کی جس میں سینکڑوں حفاظ صحابہ کرام شہید ہوئے اور بالآخر مسیلمہ کذاب اپنے کیفر کردار کو پہنچ گیا۔ اسی طرح برصغیر میں جب قادیانی فتنہ نمودار ہوا اور مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے مصلح اور مجدد ہونے کا دعویٰ کیا پھر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور آخر میں جا کر نبوت کا دعویٰ کر دیا تو علماء کرام اور مشائخ عظام نے مرزا قادیانی اور قادیانیوں کے خلاف کفر و ارتداد کے فتاویٰ جاری کیے۔ ان میں علامہ غلام دستگیر قصوری، قاضی فضل احمد لدھیانوی، مولانا ارشاد حسین رامپوری، مولانا انوار اللہ حیدرآبادی، امام احمد رضا خان بریلوی، پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں۔ علماء حق نے مرزا قادیانی کی نہ صرف تکفیر کی بلکہ ہر ممکن اسکا تعاقب کر کے مناظرے اور مباہلے کے چیلنج بھی دیئے اور قبول کیے اور اسے ہر طرح سے ہر سطح پر جھوٹا و کذاب اور کافر و مرتد ثابت کیا۔

فتنہ قادیانیت اور علماء حق کا تاریخی کردار:

جب قادیانی فتنہ نے اہل ایمان کا امن و سکون اور چین و آرام غارت کر کے اُمت مسلمہ کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں تو علماء حق نے اس کے کفریہ عقائد اور اسلام شکن سرگرمیوں کے خلاف تحریر و تقریر اور جلسہ و جلوس کے ذریعے کتاب و سنت کے دلائل و شواہد کیساتھ ہر محاذ پر مقابلہ کیا اور فتنہ قادیانیت کے مکر و فریب اور دجل و کذب کے پردوں کو چاک کیا۔علماء حق نے فتنہ قادیانیت کا شدید تعاقب کیا اور حق گوئی اور جرأت و بہادری کی تاریخ رقم کی ہر دور میں علماء حق نے اس فتنہ کے خلاف مومنانہ اور مجاہدانہ کردار ادا کیا۔

قادیانیوں سے قطع تعلق:

قادیانیوں کے کفریہ عقائد کی بناء پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزائی اور مرزائی نوازوں کے بارے میں تاریخی فتویٰ دیا۔آپ فرماتے ہیں!

”قادیانی مرتد، منافق ہیں۔مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے۔یا ضرورت دین میں سے کسی شے کا منکر ہے۔قادیانی کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔قادیانی کو زکوۃ دینا حرام ہے اور اگر ان کو زکوۃ دے تو ادا نہ ہوگی۔قادیانی کا ذبیحہ محض نجس و مردار قطعی ہے“۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں!

”اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے (تعلقات) اس سے قطع (ختم) کر دیں، بیمار پڑے تو پوچھنے کو جانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان (قبرستان) میں دفن کرنا حرام، اسکی قبر پر جانا حرام ہے“۔(احکام شریعت/فتاویٰ رضویہ:۶/۵۱)

تاجدار علم و عرفاں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی چشتی قدس سرہ نے فرمایا!

”حضور خاتم النبیین ﷺ نے مجھے خواب میں حکم فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی غلط تاویلات کی قینچی سے میری احادیث کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو“۔

چنانچہ پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی و بیخ کنی کے لیے میدان عمل میں نکل آئے اور

مسلمانوں کو اس فتنہ کی شرانگیزیوں، بدمعاشیوں، ریشہ دیوانیوں اور مکر وفریب سے اچھی طرح آگاہ کیا۔ آپ کی اس فتنہ کے خلاف دن رات کوششوں سے بدحواس ہو کر قادیانی جماعت کے ایک وفد نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ مرزا قادیانی سے مباہلہ ومجاطلہ کر لیں اور ایک اندھے اور لنگڑے کے حق میں دعا کریں اور دوسرے اندھے اور لنگڑے کے حق میں مرزا قادیانی دعا کرے۔ جسکی دعا سے اندھا اور لنگڑا ٹھیک ہو جائیں وہ سچا ہے اس طرح حق وباطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بڑا تاریخی اور ایمان افروز جواب دیا اور فرمایا کہ!

> ''مجھے یہ بھی منظور ہے اور جاؤ مرزا قادیانی سے یہ بھی کہہ دو کہ اگر مردے زندہ کرنے ہوں تو آجاؤ مہر علی شاہ مردے زندہ کرنے کے لیے بھی تیار ہے''۔(ملفوظات طیبہ ص ۱۲۷)

سچ ہے کہ جو شخص حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کام کرتا ہے تو اس کی پشت پر نبی کریم ﷺ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ قادیانی وفد یہ جواب پا کر واپس چلا گیا اور کچھ پتہ نہ چلا کہ مرزا قادیانی اور انکے حواری کہاں ہیں؟۔(تحریک ختم نبوت از شورش کشمیری)

ناموس رسالت اور غیرت اقبال:

ایک دفعہ سید آغا صدر چیف جسٹس نے لاہور کے عمائدین اور مشاہیر کو کھانے پر مدعو کیا جس میں مفکر اسلام شاعر مشرق علامہ محمد اقبال بھی رونق افروز تھے۔ اتفاق سے اس محفل میں مرزا قادیانی کا خلیفہ حکیم نورالدین بھی بن بلائے اور بلا دعوت آ ٹپکا تھا۔ جب عاشق رسول علامہ اقبال کی نظر اس کذاب پر پڑی تو غیرت ایمانی سے علامہ اقبال کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں۔ فوراً اٹھے اور میزبان کو مخاطب کر کے کہا کہ آغا صاحب آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ باغی ختم نبوت اور دشمن رسول کو بھی مدعو کیا اور مجھے بھی۔ اور فرمایا کہ میں جا رہا ہوں میں ایسی محفل میں ایک لحہ بھی نہیں بیٹھ سکتا۔ حکیم نورالدین چور کی طرح فوراً حالات بھانپ گیا اور نو دو گیارہ ہو گیا۔ اسکے بعد میزبان نے علامہ اقبال سے معذرت کی اور کہا میں نے اسے کب بلایا تھا یہ تو خود ہی گھس آیا تھا''۔(تحریک ختم نبوت اور جے یو پی کا کردار)

7 ستمبر 74ء کا تاریخی و یادگار دن:

مملکت خداداد پاکستان کی آئینی تاریخ میں 7 ستمبر 1974ء کا دن انتہائی تاریخی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ ان

دن پاکستان کی پارلیمنٹ(قومی اسمبلی وسینیٹ) نے پوری قوم بلکہ اُمت مسلمہ کی نمائندگی کرتے ہوئے قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی کی زیر قیادت کئی مہینوں کی مسلسل جدوجہد وتحریک اور اسمبلی کی ضروری کاروائی و بحث ومباحثہ کے بعد آپ کی قرارداد پر مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے پیروکار قادیانیوں، مرزائیوں اور احمدیوں کو متفقہ طور پر کافر ومرتد اور غیر مسلم قرار دیا۔ یوں اب قادیانی آئینی طور پر بھی مسلمانوں سے الگ قوم اور گروہ شمار کیئے جاتے ہیں۔

فتنہ قادیانیت کیخلاف قومی اسمبلی میں تاریخی قرارداد:

مفکر اسلام، امام انقلاب، قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ قادیانیت کے خلاف پاکستان کی قومی اسمبلی میں جو تاریخ ساز قرارداد پیش کی اسکا متن حسب ذیل ہے:

جناب اسپیکر ۔۔۔ قومی اسمبلی پاکستان!

ہم حسب ذیل تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتے ہیں:

> ''ہرگاہ کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیان کے مرزا غلام احمد نے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا ۔۔۔ نیز ہرگاہ کہ نبی ہونے کا اسکا جھوٹا اعلان بہت سی قرآنی آیات کو جھٹلانے اور جہاد کو ختم کرنے کی اس کی کوششیں اسلام کے بڑے بڑے احکام کے خلاف غداری تھی ۔۔۔ نیز ہرگاہ کہ وہ سامراج کی پیداوار تھا اور اسکا واحد مقصد مسلمانوں کے اتحاد کو تباہ کرنا اور اسلام کو جھٹلانا تھا۔ نیز ہرگاہ کہ پوری اُمت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار چاہے وہ مرزا غلام مذکور کی نبوت کا یقین رکھتے ہوں یا اسے اپنا مصلح یا مذہبی راہنما کسی بھی صورت میں گردانتے ہوں دائرہ اسلام سے خارج

ہیں۔۔۔نیز بر گاہ کہ انکے پیروکار چاہے انہیں کوئی بھی نام دیا جائے مسلمانوں کیساتھ گھل مل کراور اسلام کا ایک فرقہ ہونے کا بہانہ کر کے اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔نیز بر گاہ کہ عالمی مسلم تنظیموں کی ایک کانفرنس جومکہ کے مقدس شہر میں رابطہ العالم الاسلامی کے زیر انتظام 6 تا 10 اپریل 1974ء کو منعقد ہوئی اور جس میں دنیا بھر کے تمام حصوں سے 140 مسلمان تنظیموں اور اداروں کے وفود نے شرکت کی متفقہ طور پر یہ رائے ظاہر کی گئی کہ قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے جو ایک اسلامی فرقہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔اب اس اسمبلی کو یہ اعلان کرنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار انہیں چاہے کوئی بھی نام دیا جائے مسلمان نہیں ہیں اور یہ کہ قومی اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تا کہ اس اعلان کو موثر بنانے کے لیے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت کے طور پر انکے جائز حقوق و مفادات کے تحفظ کیلیے احکام وضع کرنے کی خاطر آئین میں مناسب اور ضروری ترمیمات کی جائیں"۔

7 ستمبر 1974ء کو پارلیمنٹ کے اندر قائد اہل سنت امام انقلاب مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکار قادیانیوں (بشمول احمدی اور لاہوری گروپ) کو کافر و مرتد اور غیر مسلم قرار دینے کے لیے قرارداد پیش کی جسے پوری پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر منظور کیا۔اس وقت اسمبلی کے اندر موجود دیگر علماء یعنی علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری،مولانا سید محمد علی رضوی،مولانا عبدالحق ،صاحبزادہ احمد رضا قصوری کے علاوہ دیگر ارکان اسمبلی عبدالحمید جتوئی،چودھری ظہور الٰہی ،سردار شیر باز مزاری،سردار مولا بخش سومرو،حاجی علی احمد تالپور وغیرہ نے اس قرارداد کی تائید وحمایت کی۔

وسیلۂ شفاعت ونجات:

میں سمجھتا ہوں کہ مولانا شاہ احمد نورانی کا یہ تاریخ ساز کارنامہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے اتنا عظیم ہے کہ صدیوں لوحِ تاریخ پر نقش رہے گا۔۔۔مولانا نورانی صاحب ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں کہ!

"اگر چہ پاکستان کی پچھلی اسمبلیوں میں بھی علماء ارکان رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت مجھے نصیب فرمائی اور مجھے کامل یقین ہے کہ بارگاہِ شفیع المذنبین میں میرے لیے یہی سب سے بڑا وسیلہ شفاعت ونجات ہوگا"۔(بحوالہ ماہنامہ النعیم کراچی)

سات دن آٹھ راتیں:

فتنہ قادیانیت اور اس کے ردوسدباب کیلئے ہمیں وہ محنت وعمل اور کردار ادا کرنا ہوگا جو ہمارے اسلاف نے ادا کیا تھا۔مجاہد ملت مرد غازی مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں پروانۂ شمع ختم نبوت کا کردار ادا کرنے پر سزائے موت کا حکم ہوا مگر جیل کی قید وصعوبتیں اور پھر سزا سن کر آپ نے جس عزم وحوصلہ اور جرأت واستقامت کا مظاہرہ کیا وہ عشق رسالت کا ایک روشن باب ہے۔آپ فرماتے ہیں!

"جب تحریک ختم نبوت کے مقدمہ کے بعد میری رہائی ہوئی اور پریس والوں نے میری عمر پوچھی تو میں نے کہا کہ میری عمر وہ سات دن اور آٹھ راتیں ہیں جو میں نے ناموس مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کی خاطر پھانسی کی کوٹھری میں گزاردی ہیں کیونکہ یہی میری زندگی اور باقی شرمندگی ہے مجھے اپنی اس زندگی پر ناز ہے"۔

اس وقت مملکت خداداد پاکستان کے علاوہ مملکت سعودی عرب،ملائیشیاء،انڈونیشیاء،اور دیگر کئی مسلم ممالک کی حکومتوں نے بھی قادیانیوں کو کافر اور غیر مسلم قرار دے دیا ہے۔حتیٰ کہ جنوبی افریقہ کی غیر مسلم عدالت نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہے۔مسئلہ قادیانیت اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت وناموس رسالت ﷺ سے نئی نسل کو آگاہ کرنا ہمارا قومی،دینی اور ملی

فریضہ ہے۔اور ہمارے ملک وملت اور مملکت خداداد کی داخلی اور خارجی سلامتی کا لازمی تقاضا ہے۔امید ہے کہ اس سلسلہ میں اخبارات ورسائل کے مدیران بھی اپنا اپنا کردار ضرور بحسن خوبی ادا کریں گے۔

ہدایت اور صراط مستقیم کا راستہ:

جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو بہت سے ناواقف اور سادہ لوح لوگ فتنہ قادیانیت کو سوچے سمجھے بغیر اس سے وابستہ ہوگئے۔مرزا غلام احمد قادیانی نے قرآن پاک کی جعلی اور من گھڑت تفسیر اور نبوت کی خود ساختہ بنائی ہوئی اقسام بیان کرکے سادہ لوح لوگوں کو یہ باور کرالیا کہ اسکا دعویٰ نبوت مسلمانوں کے اجتماعی اور اتفاقی عقیدہ ختم نبوت سے متضاد اور متصادم نہیں ہے۔حالانکہ حقیقت اسکے برعکس ہے لیکن اب چونکہ پوری اُمت

مسلمہ نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا ہے اور پاکستان میں اس کی سرکاری اور آئینی حیثیت بھی منوالی ہے تو اب ان حضرات کو (جو قادیانی کو بغیر سوچے سمجھے نعوذ باللہ مسیح موعود یا نبی یا مجدد مانتے ہیں) یہ سوچنے اور سمجھنے کا موقع ضرور ملے گا کہ محض چند لاکھ قادیانیوں کے مقابلے میں کروڑوں اربوں مسلمان جھوٹے نہیں ہو سکتے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ کروڑوں مسلمانوں کے خلاف قادیانیوں نے انگریزوں کی (سرپرستی اور سازش میں) جو ایک الگ راستہ اختیار کیا ہے تو وہ ہدایت اور صراط مستقیم کیسے ہو سکتا ہے؟ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کروڑوں اربوں مسلمانوں کے خلاف راستہ اختیار کرنے پر یہ لوگ صحیح راستے پر ہوں بلکہ اس عقیدے پر تو دنیا بھر کے تمام مسلمان چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ سے قائم ودائم ہیں۔ جب کہ قادیانی حضرات کا یہ عقیدہ تو ایک صدی پہلے کا بنایا ہوا ہے لہذا کئی صدیوں پر محیط مسلمانوں کا یہ اجماعی اور اتفاقی عقیدہ کیسے غلط ہو سکتا ہے۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ قادیانی حضرات کا یہ عقیدہ نہ صرف خود ساختہ و من گھڑت ہے بلکہ انگریز کی سازش کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

بہت حد تک یہ ممکن ہے کہ اس موڑ پر آکر نئے قادیانی حضرات کا ذہن رخ بدلے اور وہ اسلام کے اس اجماعی اور اتفاقی عقیدہ ختم نبوت پر غور وفکر کریں اور اگر وہ نہیں سوچتے تو ہم انہیں غور وفکر کی دعوت دیتے ہیں اور اس موقع پر یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ان کے سامنے از سر نو اسلام پیش کیا جائے اور انہیں بتایا جائے کہ حضور تاجدار ختم نبوت حضرت محمد ﷺ پر اللہ تعالی نے نبوت ورسالت کا عظیم سلسلہ ختم کر دیا ہے لہذا آپ کے بعد اگر کوئی کسی قسم کی نبوت اور نبی ہونے کا دعوی کرتا ہے تو وہ اپنے دعوی میں جھوٹا و کذاب ہے اور کافر و غیر مسلم ہے اور اس کو ماننے والا بھی اسی طرح کافر و مرتد اور غیر مسلم ہے۔ البتہ پہلے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت پیش کی جائے اور عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں ضرور آگاہ کر کے حجت قاطعہ اور مضبوط دلائل قائم کرنے چاہئیں پھر بھی اگر وہ ایمان نہ لائیں اور اسلام قبول نہ کریں تو پھر ان سب قادیانیوں، مرزائیوں، احمدیوں سے ہر سطح پر قطع تعلق و سماجی مقاطعہ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

قادیانی حضرات کو دعوت اسلام:

قادیانی حضرات کو چاہیے کہ وہ دوبارہ اسی دین حق اور ملت کی طرف لوٹ آئیں جسے حضور خاتم الانبیا ﷺ لے کر آئے ہیں اور جس دین میں حضور کے بعد کسی اور نبی کی بعثت کا تصور بھی نہیں ہے۔ ایک ایسے جھوٹے اور کذاب شخص کی خاطر اپنا دین و ایمان اور زندگی و آخرت کو کیوں برباد کریں کہ جس کا کلام متضاد، متناقض، جسکی ہر پیشگوئی غلط اور جھوٹی، جسکی زندگی کفار کی چاپلوسی، جسکا ہر قول و فعل جھوٹ و فریب سے بھرپور اور جسکی زندگی اور موت عذاب الہی کی بھیانک صورت تھیں۔

ہم انتہائی عاجزی اور دردمندی کے ساتھ قادیانی حضرات سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ ایمان ایک انتہائی قیمتی اور بے بہا دولت ہے اس عظیم دولت کو اس شخص پر لٹا کر ضائع نہ کریں جسکی نبوت تو کیا ایمان بھی ثابت نہیں ہے۔آئیں اور جلد آئیں! جعلی و نقلی اور بناوٹی ہوئی نبوت کو چھوڑ کر صرف اسکی نبوت کو تسلیم کریں جسکی نبوت ہر قسم کے شک و شبہ سے بالکل پاک دلائل سے معمور اور آئندہ بعثت کے ختم ہونے کی علامت ہے۔وہ عظیم الشان نبی جو حوض کوثر کا مالک، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین اور سید المرسلین و خاتم النبیین ہے۔اسے چھوڑ کر کسی جھوٹے و کذاب اور کافر و غیر مسلم شخص کو نبی مان لینا ہرگز ہدایت و نجات کا راستہ نہیں ہے۔

پس اے راہ حق کے طلب گارو! اگر تم واقعی حق و صداقت کی تلاش رکھتے ہو تو قادیان اور جھوٹے قادیانیوں کو چھوڑ کر انتہائی سچے اور صادق و امین نبی محمد عربی ﷺ اور آپ کے غلاموں کی صف میں داخل ہو جاؤ اور ایمان و اسلام کی لازوال اور انمول دولت دوبارہ پا کر جنت الفردوس میں محلات و باغات کے حق دار بن جاؤ۔(مقالات سعیدی از علامہ غلام رسول سعیدی)

یاد رکھنا کہ نیکی اور نیک کام میں ہرگز دیر نہیں کرنی چاہیے اور صرف ایک نیکی اور نیک کام ہی نہیں بلکہ ایمان اور جنت الفردوس ایسی ابدی حیات کا کام ہے۔لہذا جس قدر جلدی ممکن ہو ایمان اور اسلام کی طرف دوبارہ لوٹ آئیں۔۔آپ کو تمام مسلمان نہ صرف دل سے خوش آمدید کہیں گے بلکہ آپ کے دست و بازو بن کر اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کے بعد آپ کے حامی و ناصر اور معاون و مددگار بنیں گے۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو راہ حق اور صراط مستقیم پر چلنے اور اس پر قائم و دائم رکھے تا کہ ہم اسلام کی تبلیغ و شاعت اور ناموس و عظمت رسالت کی حفاظت و پاسبانی کیلیے اپنا تن من دھن قربان کرتے رہیں اور یہ سب کچھ بارگاہ خداوندی اور دربار مصطفوی ﷺ میں قبول ہو جائے۔آمین۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

خاتم الانبیاء ﷺ

پیر مفتی ابوالنصر محمد ریاض الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ رب العالمی والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین شفیع المذنبین خاتم النبیین و علی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین۔	(حضرت) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے (آخری) [کنزالایمان]

لفظ خاتم کے لغوی معانی:

گو یہ حقیقت بجائے خود مسلم ہے کہ عام گفتگو بھی صرف لغت سے نہیں سمجھی جاسکتی جب تک کہ باہمی گفتگو کرنے والوں اور پوری گفتگو کا پس منظر انسان کے ذہن میں نہ ہو تو قرآن مجید جو عقائد و اعمالیات شریعت وطریقت حقیقت ومعرفت اور ان تمام کے جملہ مسائل کی بنیاد اور تمام علوم کا سرچشمہ ہے اسے صرف لغت کے وسیلے سے کیسے سمجھا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ مقدسہ کی کماحقہ تشریح یا تو خود قرآن کی آیات طیبات سے ذہن نشین ہوگی اور یا سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے ارشادات وروایات سے مگر اس کے باوجود صرف لغات کے دلدادہ احباب کی تسلی کے لئے چند حوالے درج ذیل ہیں تا کہ خاتمیت کے معنی کا کوئی پہلو تشنۂ تکمیل نہ رہ جائے اس سلسلہ میں حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

(۱) لغات قرآن میں شہرۂ آفاق کتاب مفردات راغب کے الفاظ یہ ہیں!

وخاتم النبیین لأنه ختم النبوة ای تممها بمجیئه۔	حضور (نبی) کریم خاتم النبیین ہیں اس لیے کہ آپ نے نبوت ختم کردی یعنی آپ نے اپنی تشریف آوری سے نبوت تمام کردی۔

(۲) الصحاح للجوھری میں ہے!

والخاتم والخاتم والختام والخاتام کله بمعنی واحد وخاتمة الشیء آخره۔	یعنی خاتِم، خاتَم، ختام، خاتام سب کا ایک ہی معنی ہے اور کسی چیز کے آخر کو خاتمۃ الشیء کہتے ہیں۔ محمد خاتم الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام: اور حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

(۳) مجمع البحار لغاتِ حدیث میں نہایت جامع کتاب ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں!

خاتم النبوة بكسر التاء ای فاعل الختم وهو الاتمام وبفتحها بمعنی الطابع ای شیء یدل علی انه لا نبی بعده۔	خاتم نبوت تا کے زیر کے ساتھ ختم کرنے والا اتمام کرنے والا اور تا کے زبر کے ساتھ بمعنی مہر (بہر صورت) خاتم النبوت وہ ذات ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

(۴) لسان العرب میں ہے!

وختام القوم وخاتمهم وخاتمهم آخرهم ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء علیه وعلیهم الصلوٰة والسلام۔	قوم کے آخری فرد کو ختام، خاتِم اور خاتَم کہا جاتا ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔

(۵) قاموس کی شرح تاج العروس میں ہے!

ومن اسمائه علیه السلام الخاتِم والخاتَم وهو الذی ختم النبوة بمجیئه	اور سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے گرامی میں سے خاتِم اور خاتَم بھی ہے اور آپ کی ذات اقدس وہ ذات پاک ہے جن کی جلوہ فرمائی کے ساتھ نبوت ختم کر دی گئی۔

یہ ہیں لغات کے چند حوالے اور جس نے نہ صرف لغات بلکہ اس سلسلہ کی آیات وروایات وتفسیری نکات کے حوالہ جات کا بحرِ بے کراں دیکھنا ہو تو وہ اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت کی تصنیف لطیف "جزاء اللہ عدوہ بابائہ

ختم النبوۃ " کا بغور مطالعہ کرے۔ان شاء اللہ العزیز کما حقہ تسلی ہو جائے گی۔آئندہ صفحات میں ہم نہایت عام فہم چند آسان اور ضروری باتیں درج کر کے سلسلۂ کلام کو ختم کرتے ہیں۔السعی منی و الإتمام من اللہ تعالیٰ۔

ہمارے آقا کریم خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں:

حضور سرور انبیاء، باعث ایجاد عالم، محبوب رب العالمین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، منبع فیوض انبیاء و مرسلین، کنز و معدنِ علوم اوّلین و آخرین، واسطۂ ہر فضل و کمال، مظہر ہر حسن و جمال اور باعطاء اللہ تعالیٰ جامع جمیع اوصافِ حمیدہ اور قاسم ہر نعمتِ الٰہیہ ہیں۔اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آپ ہی کے نور کو پیدا فرمایا پھر اسی نور پاک کو واسطۂ خلق کائنات ٹھہرایا اور عالمِ اَرواح ہی میں اس نورِ مقدس کو خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا۔اسی عالم میں جملہ انبیاء کرام اور مرسلینِ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مبارک روحوں سے عہد لیا کہ جب وہ حضور اقدس ﷺ کو پائیں تو آپ پر ایمان لائیں اور ان میں سے جو آپ کو آپ کے ظاہری زمانہ میں پائیں تو آپ کی مدد کریں جیسا کہ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین (الایۃ) سے ظاہر ہے۔

اسی واسطے تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوۃ والسلام اپنی اپنی امتوں کو ہمارے آقا کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی تشریف آوری کی بشارت سے نوازتے اور آپ کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرماتے رہے۔جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کا نور پاک ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا پھر مشیت الٰہی سے وہی نور پاک حضرت حواء کے رحم پاک میں منتقل ہوا اور اسی طرح سلسلہ وہی نور انور پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا ہوا حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے والد ماجد حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پشت مبارک میں اور آپ سے حضور کریم کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک میں جلوہ افروز ہوا اسی بابرکت نور کی برکت عظیمہ سے حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ بنے اور اسی کے وسیلۂ جلیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نار نمرود گلزار ہوئی اور اسی نور پاک کی برکت سے تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم پر عنایاتِ بے غایت کی غیر محدود برساتیں ہوئیں اور وہی نور پاک لباس بشری کی پاکیزہ ترین صورت اختیار فرمانے کے بعد ابھی اپنی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ خاتون کے بطن مبارک ہی میں جلوہ فگن تھا کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دارِ فنا سے دارِ بقاء کی طرف انتقال فرمایا آپ ﷺ کی ولادت باسعادت اور بالفاظ علامہ نور بخش توکلی ایم اے آپ کا تولد شریف سال فیل میں ۵۷۱ء میں ہوا۔اصحاب فیل کا قصہ بقول جمہور نصف ماہ محرم میں تولد سے ۵۵ روز پہلے وقوع میں

آیا۔تولد شریف کے وقت آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ مشرفہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قیصری محل نظر آگئے۔

یہ تھا ہمارے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا پہلے بلباس نور اور بعد ازاں بلباس بشری دنیا میں جلوہ گری فرمانے کا انتہائی مختصر وہ بیان جو کتب ملت کے صفحات میں نہایت بسط و تفصیل کے ساتھ روز روشن کی طرح پوری دنیا میں آب و تاب سے موجود ہے اور اہل ایمان کے قلوب و اذہان کو منور کر رہا ہے۔

جملہ انبیاء کرام نائبین مصطفیٰ ﷺ:

(۱) تمام مرسلین عظام اور انبیاء کرام علیہم السلام اس دنیا میں آدم علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک سرور دو عالم ﷺ کے نائب اور خلیفہ ہیں اس سلسلہ کے آخری عیسیٰ علیہ السلام ہیں سرور کون و مکان ﷺ نے مختلف طریقوں سے اس عالی منصب کی وضاحت فرمائی ہے۔شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حقیقت کی نقاب کشائی بایں الفاظ فرمائی ہے:

"فکانت الانبیاء فی العالم نوابه ﷺ صلی الله علیه وسلم من آدم الیٰ آخر الرسل علیهم السلام وهو عیسیٰ علیه السلام وقد ابان ﷺ عن هذا المقام بأمور"(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار)

بلا تبصرہ مقصود ظاہر و واضح ہے۔جس کی قسمت میں ہدایت ہے اسے ہی سیدھی راہ نصیب ہوتی ہے۔

(۲) اگر ہمارے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اول تا آخر بجسمہ دنیا میں جلوہ فرما ہوتے تو آدم و من سواہ تمام زیر لواء ہوتے۔ذیل کی عربی الفاظ مبارکہ سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری زمانے تک اگر بجسدہ الکریم ہمارے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جلوہ فرما ہوتے تو حسی طور پر تمام بنی آدم قیامت تک آپ ﷺ ہی کی شریعت مطہرہ کے تحت ہوتے اسی بات پر یہ فرمان آدم و من دونہ تحت لوائی دلالت کر رہا ہے کہ آدم علیہ السلام اور ان کے ماسوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

"لو کان محمد ﷺ موجوداً بجسمه من لدن آدم الی زمن وجوده الآن لکان جمیع بنی آدم تحت حکم شریعته الی یوم القیمة حسا ویدل علی ذلک قوله ﷺ آدم ومن دونه تحت لوائی"(جواہر البحار)

دنیا تو درکنار قیامت میں بھی سرداری آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔سبحان الله وبحمده۔

(۳) اس میں شک نہیں کہ انبیاء کرام جلوہ گر ہوئے اپنی اپنی اقوام کی طرف مبعوث ہوئے۔ہمارے آقا کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے نائبین وخلفاء بن کر تشریف لاتے رہے۔لیکن جو شان خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کی ہے وہ صرف اور صرف آپ کی ہے۔اسی لئے کسی نبی اللہ کی بعثت عام نہیں یہ خصوصیت صرف اور صرف آپ علیہ الصلوۃ والسلام ہی کو حاصل ہے لہذا بادشاہ اور سردار صرف آپ ہیں اور آپ کے ماسوا جملہ مرسلین خاص خاص اقوام کی جانب بھیجے گئے اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کے علاوہ کسی بھی رسول کی رسالت عام نہیں لہذا آدم علیہ السلام لے زمانے سے آپ کے زمانہ مبارک تک جو قیامت تک ہے آپ ہی کا ملک ہے اور اس معاملے میں جملہ مرسلین پر آپ کو تقدیم حاصل ہے اور آخرت میں سیادت آپ ہی کی ہوگی۔یہ دونوں امور صحیح احادیث سے منصوص ہیں۔(جواہر البحار مترجم)

فمن زمان آدم الیٰ زمان بعث محمد ﷺ الی یوم القیمة ملکه و تقدمه علی جمیع الرسل و سیادته فی الآخرة منصوص علیهما فی الصحیح عنه کے یہی معنی ہیں۔سید سرور محمد نور جان تینوں مختلف عبارتوں سے برآمد ہونے والے نتائج:

ہر تین عبارتوں کے مضامینِ مقدسہ سے ظاہر ہے کہ جب ملک کونین کے تمام تاجدار، پروردگار عالم کے سچے انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے نائبین کرام ہیں اگر آپ اپنے جسم اطہر کے ساتھ آدم علیہ السلام کے زمانے سے اپنے عہد کرامت تک وہاں موجود ہوتے تو حسی طور پر اللہ تعالیٰ کے سارے سچے اور سچے انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم آپ ہی کی شریعت مطہرہ کے تحت ہوتے حضور کریم کا ارشاد گرامی کہ اگر موسیٰ علیہ السلام (بجسمہ میرے ظاہری زمانہ میں) زندہ ہوتے تو میری اتباع وپیروی کرنے کے سوا ان کے لئے اور کوئی چارہ نہ ہوتا مذکورہ بالا حقیقت کی ایک عمدہ ترین دلیل ہے۔دنیا وآخرت کی سیادت وقیادت بعطاء الٰہی صرف آپ ﷺ کو حاصل ہے۔بعثت عامہ صرف آپ علیہ الصلوۃ والسلام کا اپنا حصہ ونصیب ہے۔مالک الملک کی عطائے کریمانہ سے بادشاہ اور سردار آپ ہیں۔آپ کا ظاہری زمانہ قیامت تک ہے۔اسی میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دنیا پر تشریف لائیں گے تو ہمارے آقا کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی سنت مبارکہ اور شریعت مطہرہ کے مطابق ہی حکم اور عمل کریں گے اور جب نوبت بایں جا رسید تو پھر کسی بھی انسان کو کب کہاں اور کس وجہ سے حق پہنچتا ہے کہ وہ خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ وعلیہم الصلوۃ والتسلیم کے پاکیزہ زمانے میں نبوت کا دعویٰ بھی کرے اور پھر اپنے مسلمان ہونے پر بھی مصر رہے، لہذا یاد رہے کہ حضور کریم علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ اقدس میں جو بھی نبوت کا مدعی بنے گا وہ فرمانِ ذیشان کے مطابق تیس دجالوں میں شمار ہوگا۔خاتم الانبیاء والمرسلین ہونے کا شرف صرف اور صرف آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو حاصل ہے۔ختم نبوت کا مبارک ومنور تاج جب آپ کے سر مبارک پر اللہ تعالیٰ نے ما کان محمد ابا احد من

رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرما کرسجا دیا ہے تو اب اس لازوال دولت میں دست اندازی کرنے والا مسلمان کہلانے کا حقدار ہی کب ہو سکتا ہے جب کہ اس مبارک ترین اعلان اور غیر متبدل انعام کے ابد الآباد تک جاری و ساری ہو جانے کے بعد خود منعم حقیقی نے آخری اعلان فرما دیا کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ۔آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔(ریاض الایمان)

اب ظاہر ہے کہ تکمیل دین ہو جانے کے بعد منصب نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والا دجال و کذاب، مردود و مرتاب، مرتد اور دھوکہ باز تو کہلا سکتا ہے لیکن دینداروں اور ایمانداروں کے زمرے میں وہ کسی صورت نہیں آسکتا ۔جملہ اہل ایمان کا اسی پر اجماع واتفاق ہے اور یہ ایک ایسا مخصوص و منفرد منصب ہے جس کو اللہ تعالیٰ جل واعلیٰ کی عطا سے حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنے ساتھ بار بار مختص فرما دیا ہے۔روایاتِ مبارکہ ملاحظہ ہوں!

(۱) قال النبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (ترمذی شریف، کتاب المناقب) اگر میرے بعد کوئی نبی ممکن ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے۔

(۲) قال رسول اللہ ﷺ لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی (بخاری ومسلم زیر عنوان فضائل صحابہ)

حضور رسول کریم ﷺ نے (غزوۂ تبوک پر روانہ ہوتے وقت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مدینہ طیبہ میں ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔آپ کو جذبۂ جہاد دامن گیر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا (اے علی!) میرے ساتھ آپ کی وہی نسبت ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی تھی ۔مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔۔۔۔ع

نبی خاتم الانبیاء بن کے آئے:

(۳) قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ لم یبعث نبیا الا حذر امته الدجال وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم وهو خارج فیکم لا محالة (ابن ماجہ)

حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے نکلنے سے نہ ڈرایا ہو اور (یاد رکھو کہ) میں انبیاء میں آخری ہوں اور تم امتوں میں آخری امت ہو اور وہ ضرور تم میں ہی نکلے گا۔

(۴) حضرت انس بن مالک سے مروی ہے

قال رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت ولا رسول بعدی ولا نبی۔

حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔

(۵)

ان رسول الله ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدا وطهوراً وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون (مسلم، ترمذی، ابن ماجہ)

بے شک رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھے چھ چیزوں میں انبیاء علیہم السلام پر فضیلت دی گئی (۱) مجھے جوامع الکلم عطا فرمائی گئیں۔ (یعنی مختصر الفاظ اور معانی کے بحور نا پیدا کنار) (۲) اور رعب کے ساتھ میری مدد فرمائی گئی۔ (۳) اور میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئیں۔ (۴) اور میرے لئے ساری زمین کو مسجد اور پاک بنا دیا گیا۔ (اس سے تیمم جائز فرما دیا گیا) (۵) اور مجھے ساری مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا۔ (۶) اور خاص میری ذات سے انبیاء کرام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(۶)

قال رسول الله ﷺ وانه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ (ابوداؤد: کتاب الفتن)

حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ میری امت میں تیس کذاب ہوں گے جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مفسرین کرام کے ایمان افروز بیانات:

(۱) علامہ آلوسی روح المعانی میں رقم طراز ہیں کہ!

وکونہ ﷺ خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب صرحت بہ السنۃ واجتمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر (روح المعانی)

آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جس کی تصریح قرآن وسنت نے بخوبی فرما دی ہے اور جس پر امت کا اجماع ہو چکا ہے تو جو آدمی نبوت کا دعویٰ کرے تو کافر ہے اور اگر اس نے اس پر اصرار کیا تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

(۲) علامہ ابن کثیر نے متعدد احادیث نقل کرنے کے بعد تحریر کیا ہے کہ!

فقد اخبر اللہ تعالیٰ فی کتابہ ورسولہ ﷺ فی السنۃ المتواترۃ عنہ انہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ھذا المقام بعدہ فھو کذاب افاک دجال ضال مضل۔ (ابن کثیر)

اللہ جل وعلیٰ نے اپنی کتاب اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے سنت متواترہ میں خبر دی ہے کہ حضور کریم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ ساری دنیا والے جان لیں کہ جو شخص بھی حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کذاب ہے جھوٹا ہے، دجال ہے، گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

(۳) علامہ ابن حیان اندلسی اپنی شہرہ آفاق تفسیر ”بحر محیط“ میں تحریر فرماتے ہیں!

وقد ادعی ناس النبوۃ فقتلھم المسلمون علی ذالک وکان دی عصرنا شخص من الفقراء ادعی النبوۃ بمدینۃ مالقۃ فقتلہ السلطان بن الاحمر ملک الاندلس بغرناطۃ وصلب حتی تناسر لحمہ۔

(یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ) جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا مسلمانوں نے انھیں قتل کر دیا ہمارے زمانے میں بھی فقراء میں سے ایک شخص نے مالقہ شہر میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اندلس کے بادشاہ نے غرناطہ میں اسے قتل کر دیا اور اس کی لاش کو سولی پر چڑھا دیا اور وہ اسی حالت میں لٹکا رہا یہاں تک کہ اس کا گوشت گل کر گر پڑا۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ اور عبارات تفاسیر کا خلاصہ:

برادرانِ اسلام! ہمارے آقا کریم کی صفت خاصہ یعنی لفظ خاتم النبیین کے ایمان افروز اور باطل سوز معنی کی وضاحت کے لئے کتب احادیث کے بہت بڑے ذخیرے میں جو بے شمار صحیح احادیث مقدسہ موجود ہیں ان میں سے ہم نے صرف چند یہاں درج کی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ خاتم النبیین حضور سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات پاک ہے آپ کی تشریف آوری کے بعد سلسلۂ نبوت ورسالت ختم ہے۔ اگر آپ کے بعد کوئی نبی بحیثیت نبی آنا ممکن ہوتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ہوتے۔ خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے تمام دجال وکذاب ہوں گے جن کی تعداد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تیس بیان فرمائی ہے۔ سید عالم ﷺ کی اس سلسلہ میں ان واضح اور پیاری تصریحات کے بعد کسی تاویل کی قطعاً کوئی گنجائش ممکن ہی نہیں۔ نبی آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے اور جو بھی اس دعویٰ کی تصدیق کرے وہ بلاشبہ کافر ہے۔ قادیانی نامراد ہو یا مسیلمہ کذاب، مرزا شیطان ہو یا دوسرا کوئی بے ایمان۔ مفسرین کرام کی مندرجہ بالا ایمان افروز اور باطل سوز عبارتیں اس چیز کی روشن ترین دلیل ہیں کہ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اعلان نبوت فرمانے کے بعد جس کسی نے جہاں کہیں بھی نبوت کا دعویٰ کیا تو پوری امت نے اس کو مردود و مرتد اور ملعون قرار دیا۔ ختم نبوت برسرورِ کائنات علیہ وعلیٰ آلہٖ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات پر ایک معقول ومقبول اور ناقابل تردید اجماع ثابت ہو چکا ہے۔ لہذا آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا خواہ کوئی ہو بھی ہو وہ کذاب ودجال وافاک ومضل وضال ہے۔ اگر اپنے اس باطل دعوے پر مصر رہے تو گردن زدنی کے قابل ہے۔

(ماخوذ از رسالہ خاتم الانبیاء از ریاض الملت قدس سرہ)

---مصادر و مراجع---

۱۔ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن/امام احمد رضا قادری قدس سرہ

۲۔ ریاض الایمان فی ترجمۃ القرآن/(از ریاض الملت قدس سرہ)

۳۔ تفسیر ابن کثیر — ۴۔ تفسیر بحر محیط

۵۔ تفسیر روح المعانی — ۶۔ صحیح البخاری

۷۔ صحیح مسلم — ۸۔ جامع ترمذی

۹۔ سنن ابن ماجہ — ۱۰۔ سنن ابو داؤد

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

ختم نبوت عالم انسانیت کیلیے

قرآنی دلیل

ڈاکٹر سلطان الطاف علی

نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفی ﷺ اللہ جل شانہٗ کے آخری نبی ہیں۔اور تا قیامت ہر انسان نے انھیں کا کلمہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہی پڑھتے رہنا ہے۔کلمہ طیبہ میں نہ تو اسم مبارک کا اشتباہ ہے اور نہ رسالت میں کوئی اخفاء ہے۔کلمہ طیبہ کی شہادت میں جس سے انسان مومن و مسلمان ہو جانے کی سند حاصل کرتا ہے اُس میں برملا ختم نبوت واضح وروشن ہے۔حضرت سلطان باھوقدس سرہ العزیز نے کلمہ طیبہ کو صحیح طور پر سمجھ لینے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

کفر اسلام دی گل تداں پیوسے جداں بھن جگر وچ وڑیا ھو
میں قربان تنہاں تو باھو جنہاں کلماں صحی کر پڑھیا ھو

یعنی کفر و اسلام میں تمیز کی سمجھ بھی تب آتی ہے جب کلمہ طیب کا نور جگر کو توڑ کر داخل ہو جائے۔دل وجان کو منور کردے۔اے باھو میں ان عارفانِ کامل کے قربان جاؤں جنھوں نے کلمہ طیب (نفی اثبات) کا عرفان حاصل کر کے پڑھا۔گویا کلمہ طیب میں جو اقرار وحدانیت رسالت اور اسم محمد ﷺ موجود ہے اس سے ذرہ بھر انکار کرنا سراسر کفر ہے۔سورۃ الاحزاب میں فرمان الٰہی ہے!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط

محمد (ﷺ) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔

حدیث شریف میں لفظ خاتم النبیین کی تشریح بالکل صاف اور واضح ہے۔

"لا نبی بعدی" خاتم النبیین کی تفسیر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم محمد مصطفی ﷺ کے بعد کوئی بھی نبی نہ ہوگا۔قران حکیم کے بعد کسی آسمانی کتاب کے نازل ہونے اور حضرت نبی کریم ﷺ کے بعد کسی بھی نبی یا رسول کی بعثت کی گنجائش نہیں رہی ہے۔اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا تو مرتد کافر اور اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔قرآن حکیم کی رو سے جو ذات اقدس "خلق عظیم" کے مرتبہ پر ہو "کافۃ للناس بشیراً ونذیراً" تمام انسانوں کیلیے خوشخبری اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا گیا ہو۔"رحمۃ للعالمین" کے طور پر پوری انسانیت اور پورے عالمین کے لیے بھیجا گیا ہو۔سب انسانوں کے لیے رسول "انی رسول اللہ الیکم جمیعاً" بن کر آئے ہوں تو پھر ایسے رسول

خدا تعالٰی کے تا قیامت ہوتے ہوئے کسی اور نبی یا رسول کے ممکنات کا سوچنا انتہائی مضحکہ خیز اور کافرانہ روش ہے۔حدیث شریف میں آتا ہے!

"مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں کی وجہ سے فضیلت عطاء کی گئی ہے۔پہلی یہ کہ مجھے کلمات جامع (جوامع الکلم یعنی مختصر لفظوں میں بے شمار حکمتیں شامل ہوں) ملی ہیں۔دوسری یہ کہ دشمنوں (یعنی کافروں کے دلوں میں) رعب ڈال کر میری مدد کی گئی ہے۔تیسری یہ کہ میرے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا ہے۔چوتھی یہ کہ میرے لیے ساری زمین مسجد بنائی گئی ہے۔اور ساری زمین پاک کرنے والی بنائی گئی ہے۔پانچویں یہ کہ مجھے ساری مخلوقات کی جانب رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔چھٹی بات یہ ہے کہ مجھ پر سارے نبیوں کا سلسلہ ختم کیا گیا ہے۔قرآن حکیم میں!

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ	آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو
عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ	مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کی اور
الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔(سورۃ المائدہ:۳)	تمہارے لیے اسلام کو پسند کیا۔

کے فرمان سے بھی آنحضورﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی پختہ دلیل واضح ملتی ہے۔اسی طرح قرآن شریف میں!

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا	اور وہ جو ایمان لائے ہیں اُس پر (اے
اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ ۝	حبیبﷺ) جو اتارا گیا تم سے پہلے۔

کو ہی ایمان والوں اور متقیوں کیلیے پورا اور مکمل قرار دیا گیا اور آئندہ کسی صحیفہ یا وحی کا ذکر نہیں کیا گیا۔

ایک حدیث ملاحظہ ہو!"سیاتی من بعدی ثلاثون کذابون دجالون کلھم یدعی النبوۃ الا انہ لانبی بعدی"۔یعنی میرے بعد تیس جھوٹے دجال آئیں گے۔یہ سب نبوت کا دعویٰ کریں گے۔خبردار رہنا۔میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔نیز آنحضورﷺ نے فانا تلک اللبنۃ یعنی وہ آخری اینٹ میں ہوں (صحیح بخاری، مسلم) فرما کر ختم نبوت کی تصدیق فرما دی۔نیز فرمایا ان الرسالۃ والنبوۃ قد القطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی اور مسند امام احمد، حضرت انس رضی اللہ عنہ) بے شک رسالت اور نبوت ختم ہو گئی اس لیے میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔اور جب آنحضورﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجھہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا!"الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لیس نبی بعدی "یعنی کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمہارے اور میرے درمیان وہ نسبت ہے جو ہارون اور موسیٰ علیہا السلام کے درمیان تھی اور یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔یہ غزوہ تبوک کے موقعہ کی حدیث ہے۔ان سب احادیث سے ختم نبوت کی ہی بات واضح کی گئی ہے۔

قرآن وحدیث کے ان روشن دلائل سے صحابہ کرام، آئمہ اہلبیت، اولیائے کرام اور جملہ صالحین وعلماء تا ہنوز آنحضور ﷺ کے ختم النبیین ہونے پر متفق چلے آرہے ہیں اور تا قیامت یہی ایمان رہے گا۔ عصر حاضر کے دجال، انگریز کے تربیت یافتہ غلام احمد قادیانی نے اپنے نبی موعود ہونے کا جو دعویٰ کیا اس پر دنیائے اسلام کے تمام مومنین، علماء ومشائخ شدید اضطراب میں آئے۔ پیر مہر علی شاہ صاحب قادری چشتی گولڑوی اور علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے اپنے قلم و بیانات سے اس جھوٹے مدعی کی مذمت کی اور کھل کر جوابات دیئے۔ 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ناموس رسالت کے تحفظ کیلیے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو بالخصوص اور عالم انسانیت کو بالعموم ایسے دجالوں کی شیطنیت و رخنہ اندازیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

حضور نبی رحمت ﷺ بحیثیت خاتم النبیین

عطاء المصطفیٰ رضوی ایم اے

الحمد لله علىٰ نواله والصلوة والسلام على مظهر جماله

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبين وكان الله بكل شئ عليمًا (الاحزاب ۴۰)

عقیدہ ختم نبوت اور اس کا فلسفہ:

حق تعالیٰ تمام کائنات کا رب ہے اور اس کا نظام ربوبیت کائنات کے ہر ہر وجود کو اپنی انتہائی سادہ اور پست ترین حالت سے اُٹھا کر درجہ بدرجہ منتہائے کمال تک پہنچا رہا ہے۔اس نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں چنانچہ اس نے امر کن سے کائنات کی وسعتوں کو تخلیق کر دیا۔کائنات کی ہر ہر چیز کو پیدا فرما کر اس میں صفات وکمالات اور حسن کے کسی نہ کسی پہلو کا عکس اتار دیا۔

ارشاد ہوتا ہے!

سنريهم ايتنا في الأفاق (حم السجدہ ۴۱، ۵۳)

ہم بہت جلد تمہیں افاق میں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھا دیں گے۔

پس اللہ رب العزت نے کائنات پست و بالا میں ہر سو اپنے حسن کے جلوے بکھیر دیئے اور کائنات کے ہر ذرے کو اپنے حسن لازوال کا مظہر بنا دیا۔اب اس ذات بے ہمتا نے چاہا کہ کوئی ایسا پیکر بھی تخلیق کیا جائے جس میں تمام جلوے یکجا ہوں۔چنانچہ اس ارادہ الوہیت کی تکمیل میں کارخانہ کائنات میں انسان کو خلعت وجود عطا ہوئی۔ارشاد ہوتا ہے!

لقد خلقنا الانسان في احسن تقويم (التین)

ہم نے انسان کو بہترین شکل وصورت میں پیدا کیا ہے۔

گویا انسان کی تخلیق اس انداز سے عمل میں آئی کہ تمام عوالم کائنات کے جملہ مظاہر حسن کا خلاصہ ٹھہرا۔انسان کے اندر ملائکہ کی حقیقت بھی رکھ دی اور حیوانات کی حقیقت بھی۔اسے جمادات کی حقیقت بھی عطا کر دی گئی اور نباتات کی حقیقت بھی۔غرضیکہ اسے عالم پست و بالا کے جملہ محامد ومحاسن کا مرقع بنا کر منصۂ شہود پر جلوہ گر کیا گیا۔

پیکر نبوت۔۔۔۔شان ربوبیت کا مظہر اتم:

اب مشیت ایزدی نے چاہا کہ اب عالم انفس میں کسی ایسے پیکر کو خلعت وجود عطا کی جائے جس میں تمام اوصاف وکمالات انسانیت اور حسن الوہیت کے تمام جلوے اپنے پورے نکھار اور کامل شان مظہریت کیساتھ جلوہ گر ہوں چنانچہ اس ارادہ ایزدی کی تکمیل میں خلاق عالم نے پیکر نبوت کو وجود بخشا۔ تمام کمالات اور خوبیوں کو پیکر نبوت میں جمع کر دیا۔ حسن وجمال نبوت کی مختلف شانیں حاملان نبوت میں درجہ بدرجہ تقسیم ہونے لگیں۔ فرمایا تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض۔

پیکران نبوت کو ایک دوسرے پر کسی خاص تجلی حسن کے حوالے سے فضیلت عطا ہوئی کوئی کسی کمال میں یکتا ہوا تو کوئی کسی اعتبار سے۔ الغرض کائنات نبوت جملہ محاسن ربوبیت اور کمالات الوہیت کی جلوہ گاہ بن گئی۔ اب رب العزت کے اعجاز ربوبیت کا تقاضا ٹھہرا کہ کوئی ایسا پیکر نبوت بھی منصہ شہود پر آئے جس میں تمام تر حسن کائنات نبوت مجتمع ہو۔ جو حسن الوہیت کا مظہر اتم اور تمام محاسن کائنات نبوت کا خلاصہ ومرقد ہو۔ تو رب العزت نے کرم فرمادیا کہ جب محبوب کریم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی تو دیوار کعبہ سے ایک دلکش آواز گونجی!

ولد المصطفےٰ المختار الذی تھلک بیدہٖ الکفار (دحلان:۴۱)

مختار وبرگزیدہ نبی پیدا ہو گئے کفاران کے ہاتھوں شکست کھا جائیں گے۔

الغرض اللہ رب العزت کا حسن بکھرا تو کائنات معرض وجود میں آ گئی اور سمٹا تو وجود مصطفیٰ ﷺ سے معنون ہو گیا۔ سو! نبوت ورسالت کا وہ سلسلہ جو حضرت آدم علیہ السلام سے چلا اور محاسن نبوت کا امین بن کر اپنے کمال کی جانب گامزن رہا وہ پیکر مصطفےٰ ﷺ پر جا کر ختم ہوا۔

ختم نبوت پر قرآنی دلیل:

حضور نبی کریم ﷺ خاتم النبیین

ارشاد ہوتا ہے!

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین و کان اللہ بکل شئی علیما O (الاحزاب:۳۳:۴۰)

محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔

(خاتم النبیین کا مفہوم ومعنی)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین کہہ کر اعلان فرما دیا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں چنانچہ آپ ﷺ کی اس جہان میں تشریف آوری کے ساتھ سلسلہ نبوت ورسالت ختم ہو چکا ہے۔اب قیامت تک کسی کو نہ منصب نبوت پر فائز کیا جائے گا اور نہ ہی منصب رسالت پر۔خود نبی اکرم ﷺ نے اپنی متعدد اور متواتر احادیث میں خاتم النبیین کا یہی معنی متعین فرمایا ہے اسکے بعد اب خاتم النبیین کے معنی ومفہوم میں کسی قسم کا نہ تو کوئی ابہام باقی رہتا ہے اور نہ ہی اب مزید کسی لغوی تحقیق کی گنجائش یا ضرورت ہے۔

ائمہ لغت کے ہاں لفظ خاتم کا معنی:

امام اسماعیل بن حماد الجوہری (المتوفی ۳۹۳ھ)

والخاتم والخاتم بكسر التاء وفتحها الخيتام والخاتام كله بمعنى والجمع الخواتيم وخاتمه الشئى اخره و محمد ﷺ خاتم الانبياء عليهم الصلوٰة والسلام (الصحاح للجوہری ص ۲۸۳ فصل الخاء مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: خاتم تاء کی زیر اور زبر کیساتھ خیتام اور خاتام ان سب (الفاظ) کا ایک ہی معنی ہے اور ان کی جمع خواتیم ہے۔اور کسی شے کے خاتمے سے مراد اس کا آخر ہے اس معنی میں حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء (یعنی آخری نبی) ہیں۔

امام راغب اصفہانی (المتوفی ۵۰۲ھ)

وخاتم النبين لانه ختم النبوة اى تممها بمجيه (المفردات ص ۱۴۳ کتاب الخاء مطبوعہ نور محمد کتب خانہ تجارت کتب کراچی)

ترجمہ: حضور ﷺ کو "خاتم النبیین" اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو ختم فرما دیا۔یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبوت تمام ہو چکی ہے۔

علامہ ابن منظور (المتوفی ۷۱۱ھ)

وختام القوم و خاتمهم وخاتمهم اخرهم و محمد ﷺ خاتم الانبياء عليه وعليهم الصلوٰة والسلام۔

ترجمہ: ختام القوم، خاتم القوم (بکسر التاء) اور خاتم القوم (بفتح التاء) ان سب کا معنی ہے قوم کا آخری فرد۔اسی نسبت سے حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء کہا جاتا ہے کیونکہ آپ بھی باعتبار بعثت گروہ انبیاء کے آخری فرد ہیں۔

علامہ ابن منظور آگے لکھتے ہیں!

والخاتم والخاتم(بکسر التاء وبفتحها)من اسماء النبی ﷺ وفی التنزیل العزیز ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبین ای اخرهم ومن اسمائهٖ العاقب ایضاً ومعنا اخر الانبیاء (لسان العرب ج۱۲حرف المیم فصل الخاء مطبوعہ بیروت)

علامہ الزبیدی (المتوفی ۱۲۰۵ھ)

ومن اسمائهٖ ﷺ الخاتم والخاتم وهو الذی ختم النبوة بمجیه (تاج العروس ج۸فصل الخاء من باب المیم مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: خاتم اور خاتم (تا کی زیر کیساتھ اور زبر کیساتھ یہ دونوں) حضور ﷺ کے اسماء مبارکہ ہیں آپ ﷺ ہی وہ ہستی ہیں جنہوں نے تشریف لاکر (سلسلہ) نبوت کو ختم فرمادیا ہے۔

آئمہ تفسیر کے ہاں خاتم النبیین کا معنی:

جملہ ائمہ تفسیر نے اکابر سے لے کر اصاغر تک خواہ وہ متقدمین میں سے ہوں یا متاخرین سے سب نے آیت مذکورہ کی تشریح وتوضیح اور تفسیر کرتے ہوئے خاتم النبیین کا معنی آخری نبی اور سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والا ہی مرادلیا ہے مثلاً

۱) ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ المتوفی ۶۸ھ

ختم الله به النبین قبله فلا یکون نبی بعده (تفسیر ابن عباس آیت مذکورہ کی تشریح ص۲۶۲ مطبوعہ تاج کتب خانہ پارہوتی سکندری روڈ مردان)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ سلسلہ انبیاء کو پہلے ہی ختم فرمادیا پس آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲) امام المفسرین علامہ ابن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ

ولکن رسول الله و خاتم النبین الذی ختم النبوة فطبع علیها فلاتفتح لا ُحد بعده الی قیام الساعة (تفسیر طبری ج۱۲ص ۲۳، ۷مطبوعہ دارالفکر بیروت)

ترجمہ: ولکن رسول الله و خاتم النبین وہ جس نے سلسلہ نبوت کو ختم فرمادیا پس نبوت پر مہر کردی گئی اور نہ آپ ﷺ کے بعد تا قیام قیامت کسی کے لیے کھولا جائے گا۔

علامہ ابن جریر آگے لکھتے ہیں کہ لفظ خاتم النبیین بکسر التاء پڑھا جائے تو اسکا معنی ہے "انه الذی ختم الانبیاء" وہ

ذات جس نے سلسلہ انبیاء کو ختم فرمادیا۔دوسری صورت میں اگر خاتم النبیین بفتح التاء پڑھا جائے تو اسکا معنی ہوگا انہ اخر النبین بے شک آپ ﷺ آخری نبی ہیں (تفسیر طبری ج ۱۲ ص ۴۴۲ مطبوعہ بیروت)

۳)امام محی السنہ بغوی شافعی المتوفی ۵۱۶ھ

ولکن رسول الله و خاتم النبین ختم الله به النبوة (تفسیر معالم التنزیل ج ۳ ص ۵۳۳ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

ترجمہ:ولکن رسول اللہ و خاتم النبین اللہ نے آپ ﷺ کے ساتھ سلسلہ نبوت کو ختم فرمادیا۔

۴)علامہ جاراللہ زمخشری المتوفی ۵۲۸ھ

فان قلت! کیف کان اٰخر الانبیاء و عیسیٰ ینزل فی اٰخر الزمان؟قلت!معنی کونه اٰخر الانبیاء انه لا ینبأ أحد بعده و عیسیٰ عن نبی قبله ومن ینزل عاملا علی شریعته محمد(ﷺ)مصلیاً الی قبلته کانه بعض اُمته ۔(تفسیر الکشاف ج ۳ ص ۵۲۸ مطبوعہ مرکز اہل سنت برکات رضا گجرات ہند)

ترجمہ:اگر تو کہے کہ آپ ﷺ آخری نبی کیسے ہو سکتے ہیں جبکہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانے میں نزول فرمائیں گے تو میں کہوں گا کہ آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائیگی اور عیسیٰ علیہ السلام تو وہ نبی ہیں کہ جن سے پہلے بھی نبوت دی گئی۔اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر شریعت محمدیہ پر عمل فرمائیں گے آپ ﷺ ہی کے قبلہ کی طرف منہ کر نماز ادا فرمائیں گے گویا کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے اُمتی ہیں۔

۵)امام محدث ابن جوزی المتوفی ۵۹۷ھ

خاتم بکسر التاء فمعناه و ختم النبین ومن فتحها فالمعنی اٰخر النبین (تفسیر زادالمسیر ج ۶ ص ۲۱۲ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور)

ترجمہ:خاتم تاء کے کسرہ کیساتھ معنی ہوگا سلسلہ (نبوت کو ختم فرمانے والے)اور تاء کے فتح کے ساتھ معنی ہوگا (آخری نبی)۔

۶)امام فخر الدین رازی المتوفی ۶۰۶ھ

و خاتم النبین و ذالک لأن النبی الذی یکون بعده نبی ان ترک شیئا من النصیحة والبیان یستدرکه من یاتی بعده وأما من لا نبی بعده یکون أشفق علیٰ أمته واهدیٰ لهم واجری

اذھو کوالد لولدہ الذی لیس لہ غیرہ من احد (تفسیر کبیر ج ۹ ص ۱۷۱ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ محلہ جنگی پشاور)

ترجمہ: (اور خاتم النبیین) اس لیے نبی وہ ہوتا ہے جس کے بعد نبی ہو اگر وہ چھوڑ دے نصیحت اور بیان میں سے کوئی چیز تو اس کے بعد آنے والا اسے کرے اور وہ کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں وہ اپنی اُمت پر بہت شفیق اور بڑا رحم اس لیے کہ وہ اپنی اولاد کے اس والد کی طرح ہے کہ اس کے علاوہ اس اولاد کا کوئی نہ ہو۔

۷) امام قرطبی مالکی المتوفی ۶۷۱ھ

وخاتم قرا عاصم وحدہ بفتح التاء بمعنی انھم بہ ختموا فھو کالخاتم والطابع لھم وقرأ المجھور بکسر التاء بمعنی انہ ختمھم ای جآء اخرھم۔ (تفسیر قرطبی ج ۱۴ ص ۱۷۳ مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ)

ترجمہ: اور امام عاصم نے خاتَم (تاء) کے فتح کے ساتھ اس معنی میں پڑھا ہے کہ سلسلہ نبوت کو آپ ﷺ کے ذریعے ختم کیا گیا لہذا آپ ﷺ خاتم اور طابع ہوئے انبیاء کے لیے اور جمہور نے تاء کے کسرہ کے ساتھ بمعنی "انہ ختمھم" کے پڑھا ہے یعنی آپ ﷺ تمام انبیاء میں سے آخر میں تشریف لائے۔

۸) علامہ بیضاوی شافعی المتوفی ۶۸۵ھ

واخرھم الذی ختمھم أو ختموا بہ۔۔۔ولا یقرح فیہ نزول عیسیٰ بعدہ لأنہ نزل کان علی دینہ (تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۲۲۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: اور آخری نبی وہ ہے جس نے سلسلہ انبیاء کو ختم فرما دیا یا جس کے ذریعے سلسلہ انبیاء کو ختم فرمایا گیا۔

۹) امام نسفی المتوفی ۷۱۰ھ

وخاتم النبیین۔۔۔أی اخرھم یعنی لا ینبأ احد بعدہ و عیسیٰ ممن نبی قبلہ وحین ینزل ینزل عاملاً علیٰ شریعۃ محمد ﷺ کا نہ بعض اُمتہ۔ (تفسیر نسفی ج ۳ ص ۳۴ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ترجمہ: وخاتم النبین ۔۔۔ یعنی آخری نبی آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائیگی اور عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے ہیں جنکو آپ ﷺ سے پہلے نبوت دی گئی اور جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ شریعت محمدیہ ﷺ پر عامل ہوں گے گویا کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے اُمتی ہیں۔

۱۰) علامہ علاؤالدین بغدادی المتوفی ۷۲۵ھ

ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوۃ بعدہ أی ولا معہ ۔ (تفسیر خازن ج ۳ ص ۳۲۹ مطبوعہ المکتبۃ المعارف پشاور شہر)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ نبوت کو ختم فرما دیا پس نہ آپ کے بعد اور نہ آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا نبی ہے۔

۱۱) علامہ ابو حیان اندلسی المتوفی ۷۵۴ھ

انه ختمهم ای جآ اٰخرهم و روی عنه علیه السلام الفاظ تقتضی نصاً انه لا نبی بعده ﷺ والمعنی انه یتنبا احد بعده ولا یرد نزول عیسیٰ اٰخر الزمان لانه ممن نبی قبله و ینزل عاملاً علیٰ شریعة محمد ﷺ مصلیًا الیٰ قبلته کانه بعض اُمته (تفسیر بحر المحیط ج ۷ ص ۲۳۲ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: آپ ﷺ نے سلسلہ نبوت کو ختم فرمایا یعنی سب نبیوں میں آخر میں آئے اور آپ ﷺ سے جو حدیث روایت ہے وہ نص کا تقاضا کرتی ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اس کا معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی اور عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نزول سے کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا اس لیے کہ وہ ان انبیاء میں سے ہیں جن کو آپ ﷺ سے قبل نبوت دی گئی تھی اور عیسیٰ علیہ السلام شریعت محمد یہ ﷺ کے عامل اور قبلہ محمد یہ ﷺ کی طرف مصلی بن کر نازل ہوں گے گویا کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے اُمتی ہیں۔

۱۲) امام ابو الحسن علی بن احمد الواحدی المتوفی ۴۶۸ھ

خاتم النبین لا نبی بعده

ترجمہ: "خاتم النبیین" یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز ج ۲ ص ۸۶۸ مطبوعہ دار القلم دمشق)

یہی امام الواحدی دوسری تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں خاتم النبین اٰخرهم فلا نبی بعده

ترجمہ: "خاتم النبیین" یعنی آخری نبی پس آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

(الوسیط فی تفسیر القرآن المجید ج ۳ ص ۴۷۲ مطبوعہ دار الباز مکة المکرّمة)

۱۳) جامع المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول الشیخ احمد المدعو ملا جیون الجونفوری

هذه اٰیة فی القراٰن تدل علی ختم النبوة علیٰ نبینا صریحاً... (خاتم النبین) اٰی لم یبعث بعده نبی قط واذا نزل بعده عیسیٰ فقد یعمل بشریعة ویکون خلیفة له ولم یحکم بشطر من

شریعة نفسه وان کان نبیاً قبله۔(التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ مطبوعہ لاہور)

ترجمہ: یہ آیت قرآن میں ہمارے نبی ﷺ پر نبوت کے ختم ہونے پر دلالت کرتی ہے (خاتم النبیین) یعنی آپ ﷺ کے بعد قطعاً کوئی نبی نہیں آئے گا اور عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے بعد نازل ہو کر آپ ﷺ ہی کی شریعت پر عمل کریں گے اور آپ ﷺ کے خلیفہ ہونگے اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ سے قبل نبی تھے باوجود اسکے عیسیٰ علیہ السلام اپنی گزشتہ شریعت پر فیصلہ نہ فرمائیں گے۔

۱۴) امام ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندی المتوفی ۳۷۵ھ

(خاتم النبیین) لانبی بعده (تفسیر السمرقندی المسمی بحر العلوم ج۳ ص۵۳ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ اکوڑہ خٹک)

ترجمہ: ''خاتم النبیین'' یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۵) علامہ حافظ ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ

فهذه الاية نص فی انه لانبی بعده واذ کان لا نبی بعده فلا رسول بالطریق الاولیٰ والاخری لان مقام الرسالة اخصّ من مقام النبوة فان کل رسول نبی ولا ینعکس۔(تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۴۳۱ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: پس یہ آیت اس مسئلہ میں نص ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں پس جب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو بطریق اولیٰ و اخری کوئی رسول بھی نہیں اس لیے مقام رسالت مقام نبوت سے اخص ہے کیونکہ ہر رسول نبی تو ہے لیکن اس کا اُلٹ نہیں یعنی ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔

علامہ ابن کثیر اس کے بعد حضور ﷺ کی ختم نبوت اور آخری نبی ہونے پر متعدد احادیث پیش کرنے کے بعد فرماتے ہیں!

وقد اخبر الله تبارک و تعالیٰ فی کتابه و رسوله ﷺ فی السنة المتواتره عنه وانه لانبی بعده لیعلموا ان کل م ادعی هذا المقام بعده فهو کذاب أفاک دجال ضال مضل، ولو تخرق وشعبذ وأتی بأنواع السحر والطلاسم والنیرنجیات۔(تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۴۳۲،۴۳۳)

ترجمہ: خبردار کیا ہے اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اسکے رسول نے سنۃ متواترہ سے کہ انکے بعد کوئی نبی نہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت کے مقام کا دعویٰ کرنے والا کذاب، بہتان تراش، دجال، گمراہ اور گمراہ

گر ہے۔اگر چہ خلاف عادت کام کرے۔شعبدہ بازی کرے اور انواع واقسام کے سحر و جادوگری دکھائے۔

۱۶)امام جلال الدین السیوطی المتوفی ۹۱۱ھ

(وكان الله بكل شئ عليمًا)منه بان لا نبی بعده واذا نزل السيد عيسىٰ يحكم بشر يعته۔(تفسیر جلالین ص ۳۵۵ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ:(وكان الله بكل شیءٍ عليمًا)اس کلام سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے وہ آپ ﷺ ہی کی شریعت کے مطابق فیصلے فرمائیں گے۔

۱۷)الامام الشیخ محمد بن احمد الخطیب الشربینی المصری المتوفی ۹۷۷ھ

(خاتم النبين)أى آخرهم الذى ختمهم لا ن رسالته عامة...وقد بان لهذا أن اتيان عيسىٰ عليه السلام غير قادح فى هذا النص فانه من امته ﷺ المقررين لشريعته(السراج المنیر ج ۳ ص ۳۱۸،۳۱۹ مطبوعہ المکتبۃ الحقانیہ محلّہ جنگی پشاور)

ترجمہ:(خاتم النبیین)یعنی آپ آخری نبی جس نے سلسلہ نبوت کو ختم فرمادیا اس لیے کہ آپ ﷺ کی رسالت عام ہے۔۔۔۔اور عیسیٰ علیہ السلام کا تشریف لانا اس نص میں طعن نہیں ہے پس عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کی اُمت میں سے ہیں جو آپ ﷺ کی شریعت پر قائم رہیں گے۔

۱۸)العلامہ الامام نظام الدین النیشاپوری المتوفی ۷۲۸ھ

لانبى بعد محمد ﷺ و محيئ عيسىٰ عليه السلام فى آخر الزمان لا ينا فى ذلك لا نه ممن نبى قبله وهو يحبى على شريعة نبينا مصليًا الى قبلته و كانه بعض اُمته (تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان ج ۵ ص ۴۶۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ترجمہ:محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں آنا اس عقیدہ کے خلاف نہیں ہے اس لیے کہ عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے ہیں جنکو آپ ﷺ سے قبل نبوت دی گئی تھی اور وہ ہمارے نبی ﷺ کی شریعت پر عمل کریں گے اور آپ ﷺ ہی کے قبلہ کی طرف نماز پڑھیں گے گویا کہ وہ آپ ﷺ کے اُمتی ہیں۔

۱۹)امام اسماعیل حقی المتوفی ۱۱۳۷ھ

وقال اهل السنة والجماعة لانبى بعد نبينا لقوله تعالىٰ ولكن رسول الله و خاتم النبين وقوله عليه السلام لا نبى بعدى ومن قال بعد نبينا نبى يكفر لانه انكر النص و كذلك لو شك

فیہ لان الحجۃ تبین الحق من الباطل ومن ادعی النبوۃ بعد موت محمد ﷺ لا یکون دعواہ الا باطلاً۔(تفسیر روح البیان ج ۷ص ۱۸۸ مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ:اور اہل سنت و جماعت نے کہا کہ ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "ولکن رسول اللہ و خاتم النبین" اور اللہ کے نبی کا فرمان ہے"لا نبی بعدی" اور جس نے کہا ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی ہے وہ کافر ہے اس لیے کہ اس نے نص کا انکار کیا اور اسی طرح جس نے اس سلسلہ میں شک بھی کیا وہ کافر ہے۔اس لیے کہ حجت نے حق کو باطل سے واضح کر دیا اور جس نے محمد ﷺ کی موت ظاہری کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اس کا دعویٰ محض باطل ہے۔

۲۰)بیہقی وقت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی المتوفی ۱۲۲۵ھ

خاتم بفتح التاء کا معنی آخر اور خاتم بکسر التاء کا معنی ہے"الذی ختم النبین حتیٰ لایکون بعدہ نبی" ترجمہ:وہ کہ جس نے سلسلہ انبیاء کو ختم فرمایا حتیٰ کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے

اسکے بعد فرماتے ہیں!

"ولا یقدح فیہ نزول عیسیٰ بعدہ لانہ اذا ینزل یکون علیٰ شریعتہ مع ان عیسیٰ علیہ السلام صار نبیاً قبل محمد ﷺ وقد ختم اللہ سبحانہ الاستنباء بحمد ﷺ و بقاء نبی سابق لاینا فی ختم النبوۃ۔(تفسیر مظہری ج ۷ص ۳۵۰،۳۵۱ مطبوعہ کوئٹہ)

ترجمہ:اس مسئلہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو طعن نہیں بنایا جائے گا اس لیے کہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ﷺ ہی کی شریعت پر ہونگے باوجود اس کے کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ سے قبل نبی تھے۔تحقیق اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے ذریعہ سلسلہ انبیاء کو ختم فرمادیا اور نبی سابق کا باقی رہنا ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔

۲۱)امام سید محمود آلوسی بغدادی المتوفی ۱۲۷۰ھ

والمراد بالنبی ماھو اھم من الرسول فلیزم من کونہ ﷺ خاتم النبین کونہ خاتم المرسلین والمراد بکونہ علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتمھم انقطاع حدوث وصف النبوۃ فی احد من الثقلین بعد تحلیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھا فی ھذا النشاہ۔

علامہ آلوسی آگے لکھتے ہیں!وکونہ خاتم النبین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ

فیکفر مدعی خلافه (روح المعانی ج ۸ ص ۳۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان)

اکابرین اُمت کے ہاں خاتم النبیین کا معنی:

ائمہ لغت وائمہ تفسیر نے لفظ خاتم النبیین کا جو معنی ومفہوم مراد لیا ہے وہ پیش کرنے کے بعد اب ہم اختصار کیساتھ اکابرین اُمت فقہا ومحدثین کا موقف پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں تا کہ یہ چیز اظہر من الشمس ہو جائے کہ خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں آپ نے تشریف لاکر بعثت انبیاء کا سلسلہ ختم فرمادیا ہے اب آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا اس معنی پر تمام اُمت کا اتفاق واجماع ہے بلکہ اُمت کا یہ بھی اجماعی فیصلہ ہے کہ آپ کے بعد دعوی نبوت کفروارتداد اور کذب وافترا ہے۔امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو مدعی نبوت سے دلیل طلب کرنا بھی کفر ہے۔

۱)امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت نعمان بن ثابت المتوفی ۱۵۰ھ

وتنبأ رجل فی زمن ابی حنیفه رحمه الله وقال امهلونی حتی اجیئ بالعلامات وقال ابو حنیفه رحمه الله من طلب منه علامة فقد کفر لقول النبی ﷺ لانبی بعدی ۔(مناقب امام اعظم ابی حنیفہ ج ۱ ص ۱۶۱ باب نمبر ۷ من طلب علامة من المتنبی فقد کفر مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ)

ترجمہ:امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمہ کے زمانے میں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا مجھے مہلت دوتا کہ علامات لاؤں تو امام ابوحنیفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا جس نے اس شخص سے نبوت کی علامت طلب کی وہ کافر ہوگیا نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۲)امام ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۳۲۱ھ

کل دعوی النبوة بعده فغی وهوی (شرح العقیدہ الطحاویہ عربی ص ۱۶۶ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: آپ ﷺ کے بعد ہر نبوت کا دعویٰ گمراہی اور ہلاکت ہے۔

۳)علامہ ابن حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۴۵۶ھ

وکذلک من قال...ان بعد محمد ﷺ نبیا غیر عیسیٰ ابن مریم فانه لا یختلف اثنان فی تکفیرہ (الملل والنحل ج ۳ ص ۲۴۹ کتاب الایمان فصل الکلام فی من یکفر ولا یکفر مطبوعہ بیروت لبنان)

ترجمہ:اور اسی طرح جس نے کہا۔۔۔محمد ﷺ کے بعد عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے علاوہ بھی نبی ہے تو اسکی تکفیر میں کسی

کا بھی اختلاف نہیں۔

دوسرے مقام پر علامہ ابن حزم فرماتے ہیں!

وان الوحی قد انقطع مذمات النبی ﷺ برھان ذلک ان الوحی لا یکون الّا الی نبی وقد عزوجل ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین (المحلی ج۱ص ۲۶ مسائل التوحید مسئلہ نمبر ۴۲ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت لبنان)

ترجمہ: اور نبی کریم ﷺ کی وفات ظاہری کے وقت وحی منقطع ہوئی اس دلیل کی بنا پر کہ وحی صرف نبی کریم ﷺ کی طرف ہے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! "محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

۴) امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۰۵ھ

ان الامۃ فھمت بالاجماع من ھذا اللفظ ومن قرائن احوالہ انہ افھم علم النبی بعدہ ابداً وعلم رسول ابداً وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص فمنکر ھذا لا یکون منکراً اجماع۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد ص ۱۱۴ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: اُمت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) اور اس کے احوال کے قرائن سے اس بات کو سمجھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی اور نہ کوئی رسول ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص پس اس کا منکر اجماع کا منکر ہے۔

۵) امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۵۴۴ھ

او من ادعی النبوۃ لنفسہ او جوز اکتسابھا والبلوغ بصفاء القلب الی مرتبھا.......وکذلک من ادعی منھم انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ او انہ یصعد السمآء ویدخل الجنۃ ویاکل من ثمارھا.....فھولا کلھم کفار مکذبون للنبی ﷺ لانہ اخبر ﷺ انہ خاتم النبین لا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبین وانہ اُرسل کافۃ للناس واجتمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومۃ المراد بہ دون تاویل ولاتخصیص فلا شک فی کفر ھولاء الطوائف کلھا قطعًا اجماعًا وسمعًا (کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ ج ۲ ص ۲۴۷ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

ترجمہ: جس نے اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کیا یا اکتساب نبوت کو جائز جانا اور صفاء قلب کے ذریعے نبوت کے مرتبہ تک پہنچنا جائز جانا۔۔۔اور اسی طرح جس نے یہ دعویٰ کیا کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے اگر اس نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا یا اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ آسمان پر گیا اور جنت میں داخل ہوا اور جنتی پھل کھائے ہیں۔۔۔پس مذکورہ تمام کفار ہیں۔ نبی کریم ﷺ کو جھٹلانے والے ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ آپ ﷺ سلسلہ نبوت کو ختم فرمانے والے ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے اور ساری اُمت نے اس کلام کے ظاہر پر عمل کرتے ہوئے اجماع کیا اور اس کلام سے کلام کا مفہوم مراد ہے بغیر کسی تاویل اور تخصیص کے پس ان تمام لوگوں (مذکورہ) کے کفر میں قطعاً، اجماعاً اور سمعاً کوئی شک وشبہ نہیں۔

۶)امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۱۰ھ

واقل الانبیاء ادم واخرھم محمد ﷺ (عقائد نسفیہ ص ۹۵ بیان ارسال الرسل مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل کراچی)

ترجمہ: سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام اور آخری نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

۷)امام سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۹۱ھ

وقد دل کلامه و کلام الله المنزل علیه علی انه خاتم النبین وانه مبعوث الی کافة الناس بل الی الجن والانس ثبت انه آخر الانبیاء۔ (عقائد نسفیہ ص ۹۷ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

ترجمہ: اللہ اور اسکے رسول کا کلام آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اس بات پر کہ آپ ﷺ تمام لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے بلکہ جن وانس کی طرف ثابت ہوا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔

۸)امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۸۵۲ھ

وفضل النبی ﷺ علیٰ سائر النبین وان الله ختم به المرسلین واکمل به شراع الدین۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۶ ص ۴۲۷ کتاب المناقب باب خاتم النبیین مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کو تمام مرسلین پر فضیلت دی گئی ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے سلسلہ مرسلین کو ختم فرمایا اور آپ ﷺ ہی کے ذریعے دین کو مکمل فرمایا۔

۹)امام ابن نجیم حنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۰ھ

اذا لم یعرف ان محمدًا ﷺ اخر الانبیآء فلیس بمسلم لانه من الضروریات (الاشباہ والنظائر ص۱۹۲ الفن الثانی کتاب السیر مطبوعہ میر محمد کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: جس نے محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے کے عقیدہ کو نہ پہچانا وہ مسلمان نہیں ہے اس لیے کہ یہ عقیدہ ضروریات دین میں سے ہے۔ "غمز عیون البصائر للامام الحموی مصری ج ۲ ص ۹۱" میں بھی یہی عبارت ہے۔ (مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

۱۰) امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۳ھ

اعلم أن الاجماع قد انقد علیٰ انه ﷺ خاتم المرسلین کما انه خاتم النبیین (الیواقیت والجواہر ص ۲۷۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: جان تو کہ اس پر اجماع ہو چکا کہ آپ ﷺ سلسلہ مرسلین کو ختم فرمانے والے ہیں جیسا کہ سلسلہ انبیاء کو۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ: شیخ نے فتوحات میں فرمایا کہ! هذا باب أغلق بعد موت محمد ﷺ فلا یفتح لا حد الی یوم القیامة (الیواقیت والجواہر ص ۲۷۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان)

ترجمہ: یہ دروازہ محمد ﷺ کی موت ظاہری کے بعد بند کر دیا گیا ہے پس قیامت تک کسی کے لیے نہ کھولا جائے گا۔

۱۱) امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۶ھ

و دعویٰ النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: اور نبوت کا دعویٰ کرنا ہمارے نبی ﷺ کے بعد بالاجماع کفر ہے۔

۱۲) امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۶۹ھ

نکفر ادعی احد فانه خاتم النبیین بنص القرآن والحدیث فهذا تکذیب لله و رسوله۔ (نسیم الریاض شرح الشفاء ج ۴ ص ۵۰۶ مطبوعہ ملتان)

ترجمہ: ہم اسے کافر کہیں گے جو کسی کی نبوت کا دعویٰ کرے کیونکہ آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا نص قرآنی اور نص حدیث سے ثابت ہے پس نبوت کا کسی کے لیے دعویٰ کرنا اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب ہے۔

۱۳) امام زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۱۲۲ھ

ولکن رسول الله و خاتم النبیین ای اخرهم الذی ختمهم أو ختموا به۔ (شرح زرقانی علی

المواھب ج۵ص ۲۶۷)

ترجمہ: ولکن رسول اللہ و خاتم النبین یعنی تمام انبیاء سے آخر میں آنے والا جس نے سلسلہ نبوت کو ختم فرمادیا یا انبیاء کو آپ ﷺ کے ذریعے ختم کیا گیا۔

۱۴) اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۴۰ھ

حضور پر نور خاتم النبیین سید المرسلین ﷺ کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریات دین سے ہے جو اسکا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک وشبہ کو بھی راہ دے کافر مرتد ملعون ہے۔ آیت کریمہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبین وحدیث متواترہ لا نبی بعدی بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخری نبی ہوئے۔ حضور ﷺ کے ساتھ یا حضور ﷺ کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے (فتاوی رضویہ ج۶ص ۵۷ کتاب السیر رسالہ ختم النبیین)

دوسری جگہ ضروریات دین کے بارے میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ! "ضروریات دین کا جس طرح انکار کفر ہے یوں ہی ان میں شکوشبہ اور احتمال ماننا بھی کفر ہے۔ یوں ہی ان کے منکر یا ان میں شاک کو مسلمان کہنا یا اسے کافر نہ جاننا بھی کفر ہے"۔ (فتاویٰ رضویہ ج۶ص ۵۷)

۱۵) سیدی مرشدی حضور ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے ان چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر اُمت کا اجماع رہا ہے۔ اگرچہ بد قسمتی سے اُمت اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا اور فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق رہے کہ حضور

ﷺ آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ (ضیاء القرآن ج۴ص ۲۶ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور)

حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ "ختم نبوت کا عقیدہ ان بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر گوناگوں اختلافات کے باوجود تیرہ صدیوں تک اُمت کا کلی اتفاق اور قطعی اجماع رہا ہے۔ جس طرح ایک مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ کی توحید قیامت حضور کی رسالت کسی دلیل کی محتاج نہیں اسی طرح ختم نبوت کا مسئلہ بھی کبھی زیر بحث نہیں آیا۔ اس کے ثبوت کے لیے کسی مسلمان کو کسی دلیل یا بحث وتمحیص کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی لیکن

مرزا غلام قادیانی نے وہ کام کردکھایا جسکی جرأت آج تک شیطان کو بھی نہیں ہوئی تھی ۔(ضیاء القرآن ج ۴ص ۶۷)

اسکے بعد حضور ضیاء الامت علیہ الرحمہ اپنا دعویٰ اور غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان پیش کرتے ہیں! ''ہمارا دعویٰ بلکہ ہمارا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں ۔حضور کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور جو بد بخت اسکے اس دعوے کو سچا تسلیم کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اسی سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لیے مقرر فرمائی ہے''۔(ضیاء القرآن ج ۶ص ۶۸)

معزز قارئین کرام! ہم نے قرآن پاک کی آیت مبارکہ ''**ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین** جو کہ ختم نبوت پہ نص صریح ہے میں لفظ خاتم النبین کے معنی ائمہ لغت ائمہ مفسرین اور اکابرین اُمت کے حوالہ سے بیان کیے ہیں ۔اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے عقائد حقہ پر کار بند رہنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین ثم آمین یارب العالمین ۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

خاتم النبیین کا مفہوم

مستند و معتبر تفاسیر اور احادیث نبوی کی روشنی میں

مشتاق احمد چشتی ایم اے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝

ہر دور کے ائمہ تلبیس کی طرح مرزا غلام احمد قادیانی آیت خاتم النبیین کے غیر مبہم مفہوم کو اپنے فاسد خیالات سے بدلتے ہوئے تحریر کرتے ہیں!

"اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لیے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔(حقیقۃ الوحی ص ۹۷)

نئی نبوت کے اجراء کے لیے عیارانہ ترکیب سوجھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو نبوت کی مہر بنایا ہے جس شخص پر آپ یہ مہر ثبت فرما دیں وہ نبی بن جاتا ہے۔مگر یہ مہر جانثاران رحمت عالم میں سے کسی کو نہ لگائی گئی۔صحابہ کرام سے لے کر آج تک مقبولان خدا میں سے کسی نے اس کے ثبت ہونے کا تذکرہ نہ فرمایا بلکہ مرزا صاحب اس کے جملہ حقوق اپنے نام محفوظ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں!

"اس اُمت میں نبی کا نام پانے کے لیے ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں"۔(حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

بقول مرزا صاحب!

پیروی رسالت مآب سے کمالات میسر آتے ہیں۔۔۔لیکن شاید پوری اُمت مسلمہ میں مرزا صاحب کے سوا کوئی پیرو کامل نہیں حضور کی توجہ نبی تراش ہے۔مگر مرزا قادیانی کے سوا کسی پر اٹھی ہی نہیں۔

رحمت عالم کو نبی بنانے کی قوت قدسیہ سے نوازا گیا۔۔۔لیکن اس قوت کا اظہار صرف اور صرف مرزا صاحب پر کیا گیا۔اپنے سر پر ختم نبوت کی کلاہ سجانے کے لیے کیا غلیظ اور مفسدانہ چال اختیار کی جا رہی ہے حالانکہ دین کامل میں نبوت بانٹنا منصب نبوت ہرگز نہیں۔بلکہ یہ خاصہ خداوندی ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے!

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ۔اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کسے رسالت سے نوازے گا۔

میں اس پر تفصیلی تبصرہ کرنے کی بجائے مناسب سمجھتا ہوں کہ آیت خاتم النبیین جس کی آڑ میں نقب زنی کی گئی ہے اس

کے شان نزول اور لغوی مباحث چھیڑے بغیر لفظ خاتم النبیین کے معانی اُن پاکان اُمت کی معتبر تفاسیر سے واضح کیے جائیں جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس مقصد عظیم کے حصول فروغ کے لیے وقف تھا۔

خاتم النبیین کی تشریح معتبر تفاسیر کی روشنی میں:

۱)تفسیر ابن جریر:

علامہ ابن جریر خاتم النبیین کی وضاحت یوں کرتے ہیں!

''الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیامہ الساعۃ۔جس نے نبوت کو ختم کردیا اور اس پر مہر لگادی اب قیامت تک یہ دروازہ کسی پر نہیں کھلے گا۔

۲)تفسیر ابو مسعود:

(و خاتم النبیین)ای کان آخرھم الذی ختموبہ و قرئ بکسر التاء ای کان خاتمھم۔(اورآخری نبی)یعنی آپ آخرالانبیاء ہیں جن پر سلسلہ نبوت ختم کردیا گیا اور ایک قرأت میں تاء کے زیر کے ساتھ ہے۔یعنی آپ انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں۔

۳)تفسیر جلالین:

(رسول اللہ و خاتم النبین)فلا یکون لہ ابن رجل بعدہ یکون نبیا وفی قداہ بفتح التاء کالۃ الختم ای بہ ختموا(و کان اللہ بکل شئٍ علیمًا)منہ بان لانبی بعدہ(اللہ کے رسول اور آخری نبی)پس آپ کوایسا فرزند نہ ہوگا جو بالغ عمر تک پہنچ کر نبی ہوجائے اور ایک قرأت میں(خاتم)تا کے زیر کے ساتھ ہے اس صورت میں خاتم آلہ ختم کے معنی میں ہوگا۔یعنی آپ نبوت کی مہر ہیں جس سے انبیاء ختم کردیے گئے(اور اللہ ہر چیز کا جاننے والا ہے)آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

۴)تفسیر قرطبی:

قال ابن عطیہ ھذاہ الالفاظ عند جماعۃ علماء الامۃ خلفاً و سلفاً متلقاہ علی العموم التام مقتضبۃ نصاالا نبی بعدہ ﷺ ۔ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ اُمت کے متقدمین و متاخرین تمام علماء کے نزدیک(خاتم النبیین کے)یہ الفاظ اس کامل عموم کے حامل ہیں جو اس نص کے مقتضی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

۵)تفسیر نیشاپوری:

(وخاتم النبین)لان النبی اذا علم ان بعدہ نبیا آخر فقد یترک بعض البیان والارشاد الیہ بخلاف ما لو علم ان ختم النبوۃ علیہ(وکان اللہ بکل شیٔ ءعلیماً)ومن جملۃ معلوماتہ انہ لا نبی بعد محمد ﷺ۔(اور آخری نبی)اس لیے کہ جب نبی کو یہ علم ہو کہ اس کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہونے والا ہے تو ہوسکتا ہے کہ ارشاد و بیان کی بعض باتوں کو نظر انداز کردے بخلاف اسکے کہ اگر اُسے یہ علم ہو کہ نبوت اُس پر ختم ہے۔(اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے)اور اُس کے جملہ معلومات میں سے یہ بھی ہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

قال فی بحر الکلام:

قال اھل السنۃ والجماعۃ لا نبی بعد نبینا لقولہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ و خاتم النبین قولہ علیہ السلام لا نبی بعدی ومن قال بعد نبینا نبی یکفر ۔۔۔الخ

بحر الکلام میں ارشاد فرمایا!

اہل سنت وجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی نہیں۔اس پر ارشاد ربانی ولکن رسول اللہ اور خاتم النبین ناطق ہے اور ارشاد رسول لانبی بعدی شاہد ہے۔الغرض قرآن و سنت سے ثابت ہے جو ہمارے نبی کے بعد کسی کو نبی کہے وہ کافر ہے۔

۶)تفسیر کبیر:

انتھاء الانبیاء الی مبعث محمد ﷺ فعند مبعثہ انتھت تلک الملۃ فلا یبعد ان یصیر (ای عیسیٰ ابن مریم)بعد نزدلہ تبعاً لمحمد ﷺ ۔انبیاء کا دور محمد ﷺ کی بعثت تک تھا۔جب آپ مبعوث ہوگئے تو انبیاء کی آمد کا زمانہ ختم ہوگیا۔اب عیسیٰ علیہ السلام آپ کی اتباع میں تشریف لائیں گے۔

المختصر!مختلف ادوار میں مفسرین قرآن نے سورہ الاحزاب کی اس آیت مبارکہ میں مذکور لفظ خاتم النبیین کی جو تشریح کی ہے۔اس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ پوری اُمت مسلمہ اس عقیدہ پر متفق ہے کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کردیا ہے۔نئی نبوت کا تصور اور اجراء جہالت اور ضلالت ہے سرور کونین ﷺ کی ہمہ گیر نبوت اور عالمگیر رسالت کی موجودگی میں ہر مدعی نبوت اور اس کا پیروکار دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

خاتم النبیین کی تشریح ارشادات رسول ﷺ سے:

حقیقت تو یہ ہے کہ سید الانبیا ﷺ کی ذات بابرکات قرآن کا مغز ایمان کی روح اور دین کی جان

ہے۔آپ ہی وہ سراج منیر ہیں جس کی ضیاپاشیوں سے کائنات ارضی وسماوی کی ہر شے روشن ہے۔یہی وجود پر نور ہے جس سے قلوب واذہان کی کثافت صیقل ہو کر جلا پاتی ہے۔آپ ہی انسانیت کے محسن عظیم ہیں۔جن کی بدولت رنگ و نسل کے امتیازات مٹے۔لسانی تعصبات کی ہوا اکھڑی۔علاقہ پرستی کی مذموم زنجیریں پاش پاش ہوئیں اور بنی نوع انسان کو احسن التقویم کی نوید سنائی گئی۔آپ ہی وہ معلم کائنات ہیں جن کے در اقدس سے کائنات میں علم وعرفان کی خیرات بٹتی ہے۔آپ ہی وہ معلم قرآن ہیں جن کی بعثت کا مقصد ہی تعلیم کتاب وحکمت قرار پایا۔آپ ہی قادر مطلق کے متعلم کامل ہیں جنہیں اولین وآخرین کے علوم سے نوازا گیا۔آپ کا اسوہ مبارک نمونہ آپ کی زبان اطہر مشیت ایزدی کی ترجمان اور آپ کا خلق عظیم قرآنی تعلیمات کی عملی تفسیر ہے۔

آیئے! سرور دو عالم ﷺ کے فرمودات مطہرہ سے لفظ خاتم النبیین کے مطلب ومفہوم کو جاننے کی کوشش کریں۔اس موضوع پر معلم کائنات ﷺ کی سینکڑوں احادیث مبارکہ موجود ہیں۔اختصار سے چند پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

رب دو جہاں! اپنے حبیب لبیب کی زبان گوہر بار سے جھڑنے والے موتیوں کی چمک سے قلوب مومنین کو منور فرما۔اس سدا گلدستہ کی خوشبو سے شرق وغرب کو معطر فرما۔ارشادات مولائے کل سے اہل ایمان کو عشق ومستی اور وجد وعرفان کی دولت لازوال سے مالا مال فرما اور قادیانیوں کے لیے موجب ہدایت بنا تاکہ وہ دامن رحمت سے وابستہ ہو کر دنیا وآخرت کے خسارے سے بچ سکیں۔

۱)قال النبی ﷺ کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی وانه بعلی و سیکون خلفاء۔(بخاری)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا! بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے جب کسی نبی کا وصال ہو جاتا تو دوسرا اُسکا جانشین ہوتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں بلکہ خلفا ہونگے۔

معلوم ہوا حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں۔خلفائے راشدین آپ کے برحق جانشین ہیں مسلمانوں کو نظام خلافت کے احیاء کے لیے بھرپور کوشش کرنی چاہیے۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

۲)وانه سیکون فی اُمتی کذابون ثلثون دجالون کلھم یزعمون انه نبی الله وانا خاتم النبین لا نبی بعلی۔(مشکوٰۃ)

تاجدار عرب وعجم نے فرمایا! میری اُمت میں سے تیس جھوٹے مکار ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

ارشاد پیغمبر ﷺ سے یہ عقدہ عیاں ہوگیا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب ودجال میں سے ہے۔ خدائے لم یزل اہل اسلام کو ایسے مکاروں سے محفوظ فرمائے۔

۳) قال النبی ﷺ ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتاً فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له و یقولون هل لا وضعت هذه اللبنة وانا خاتم النبین۔ (بخاری)

نبی المعظم ﷺ نے ارشاد فرمایا! میری اُمت اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک حسین وجمیل عمارت بنائی مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر کہتے تھے اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

کس قدر عمدہ مثال سے امام الانبیاء نے قصر نبوت کی تکمیل کا اعلان فرمایا۔ اب قیامت تک کوئی کاذب اپنی شاطرانہ چال سے اس عظیم عمارت کو مسمار نہیں کرسکتا۔ یاد رہے حضور علیہ السلام کے بعد دعویٰ نبوت کرنا یا اس یاوہ گوئی کو تسلیم کرنا قصر نبوت پر ڈکیتی ڈالنا ہے۔

۴) عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کیساتھ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۵) قال النبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب (ترمذی)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔

۶) قال رسول اللہ ﷺ لا نبی بعدی ولا امة بعد امتی۔ (بیہقی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری اُمت کے بعد کوئی اُمت نہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے بکثرت ایسی احادیث آنحضرت ﷺ سے روایت کی ہیں۔ انکے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے مختلف مواقع پر مختلف الفاظ میں محبوب خدا ﷺ نے اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ آپ آخری نبی

ہیں۔نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو چکا ہے۔آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔خاتم النبیین کی اس سے زیادہ تشریح اور کیا ہوسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ اُمت مسلمہ نبی کریم کے بعد ہر مدعی نبوت اور اس کے پیروکاروں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہے۔جیسا کہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں!

وکونہ ﷺ خاتم النبیین مما نطقت بہ الکتاب و صدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ و یقتل ان اصد ۔حضور ﷺ کا خاتم النبیین ہونا اُن مسائل میں سے ہے جن پر قرآن مجید نے تصریح فرمائی ہے اور احادیث نبویہ نے صاف طور سے اُن کو بیان فرمایا اور تمام اُمت محمدیہ کا اجماع ہے اسلیے اس کا منکر کافر ہے اور اگر اس پر اصرار کرے تو قتل کردیا جائے۔

یعنی خلیفۃ المسلمین کا فرض ہے اگر کوئی شخص دعویٰ نبوت کرے تو اس سے باز پرس کی جائے اگر وہ اپنے جھوٹے دعویٰ پر اصرار کرے تو اُسے مرتد قرار دے کر قتل کردیا جائے جیسا کہ ہر دور میں کیا گیا ہے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

آیت ختم نبوت ایک محققانہ جائزہ

علامہ قاضی انوار الحق نقشبندی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیمO

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰـکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (الاحزاب ۴۰)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو وَلٰـکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرما کر ختم نبوت کا اعلان فرمایا۔ یعنی آپ رسول اللہ ہیں اور صرف اللہ کے رسول ہی نہیں خاتم النبیین بھی ہیں یعنی رسول تو سب ہیں مگر ختم نبوت کا تاج صرف میرے محبوب کے سر سجایا گیا۔

قارئین کرام! قرآن، حدیث، اجماع تینوں لحاظ سے اُمت کا اس بات پر عقیدہ ہے کہ ہمارے محبوب پیغمبر ﷺ پر ہر قسم کی نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور اگر کوئی شخص اس عقیدہ کے خلاف یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہے تو تمام محدثین، مفسرین اور علمائے اُمت کے نزدیک وہ دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت پر ہم جتنا بھی اپنے رب کا شکریہ ادا کریں کم ہے۔ جس رب العلیٰ نے اپنے رحم و کرم سے ہمیں ایسی ہستی عطا فرمائی جو صرف رسول رحمت ہی نہیں خاتم النبیین کے لقب سے ملقب ہیں۔ جس کے ذریعہ دین اسلام اتمام و اکمال کی منزل پر پہنچایا۔ الختصر پہلی صدی سے لے کر آج تک پوری اسلامی دنیا متفقہ طور پر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی سمجھتی رہی ہے اور اسی عقیدہ اسلامی کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے پیچھے چلنے والوں کو ستمبر ۱۹۷۴ء میں بالاتفاق کافر اور اسلام سے خارج قرار دیا۔

آنحضرت ﷺ نے جہاں اُمت کے متعلق اور روشن گوئیاں بھی فرمائی تھیں جیسا کہ صحیح مسلم کی صحیح حدیث میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ پیش گوئی ہے کہ! آئندہ میری اُمت میں تیس سخت جھوٹے دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں ہر ایک اپنے متعلق یہ کہے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں سب نبیوں سے آخر میں آیا ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضور کی بیان کردہ پیشگوئی کے مطابق چودھویں صدی میں ایک بار پھر یہ فتنہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت کی صورت میں ظاہر ہوا۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت کریمہ کی موجودگی میں جب اس نے دیکھا کہ میری جھوٹی نبوت کا دعویٰ کامیابی کی منزل تک نہیں پہنچ سکتا تو اس نے اس آیت کریمہ کے معنی میں تحریف سے کام لیتے ہوئے خاتم النبیین میں خاتم کا معنی مہر مراد لیا اور اعلان کیا کہ حضور کے بعد حضور کی مہر نبوت سے حضور کے بعد بھی انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔ اسطرح مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے متبعین نے تصریحات قرآن کے خلاف سینکڑوں احادیث اور ائمہ تفسیر کے خلاف جسارت سے کام لیتے ہوئے اسکا یوں ترجمہ کر دیا۔

حالانکہ وہ عربی لغت اور قواعد سے آج تک نہ ثابت کر سکے اور نہ ایسا کر سکیں گے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر سے انبیاء بنتے ہیں۔ یا پھر قرآن مجید کی کسی آیت یا ذخیرہ احادیث میں سے متواتر یا مشہور حدیث ہی نہیں ضعیف سے ضعیف حدیث سے بھی یہ ثابت کریں کہ خاتم النبیین کا معنی مرزا کے بیان کردہ معنی سے مطابقت رکھتا ہے۔ بلکہ اسکے برعکس قرآن مجید کی آیات کریمہ حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے صاف صاف ارشادات ائمہ تفسیر کے واضح بیانات اور لغت عرب کا صاف وشفاف فیصلہ سب کے سب اس بیان کی تردید کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جو علام الغیوب ہے نے سینکڑوں آیات کریمہ میں اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر روشنی ڈالی ہے۔

نمونے کے طور پر ہم اس اختصار سے اسکا ذکر کرتے ہیں۔ قرآن مجید کے چھٹے پارے الیوم سے لے کر رضیت لکم الاسلام دینا کی پیش کرتے ہوئے اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہیں جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ یہ آیت کریمہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر عرفہ کے دن جمعہ کو نازل ہوئی۔ آنحضرت ﷺ اس آیت کے نزول کے بعد تقریباً اکیاسی روز اس عالم فانی میں رہے اور عموماً علماء نے اسی آیت کو آخری آیت قرار دیا ہے۔ یہ آیت مسلمانوں کے لیے ایک نہایت شاندار فضیلت کو بیان کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے لیے دین کو ہر لحاظ سے مکمل کر دیا ہے یعنی اب نہ کسی نئے نبی کی ضرورت ہوگی اور نہ ہی کسی اور دین کی۔ یہ آیت مسئلہ ختم نبوت کے لیے ایک روشن دلیل ہے کیوں؟ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس دین کے بعد کوئی دین اور حضور کے بعد کوئی نبی تا قیامت پیدا نہ ہوگا۔

ختم نبوت کے سلسلہ میں قرآن مجید کی آیات کریمہ جو علماء نے تقریباً سو کے قریب بیان کی ہیں اگر ان تمام آیات کو سامنے رکھا جائے اور حسد، بغض اور عناد سے پاک وصاف ہو کر گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت طلب کی جائے تو غیر تشریعی ظلی اور بروزی نبی کی آمد کی مکمل نفی ثابت ہو جاتی ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ کے ارشادات جو آپ نے ختم نبوت کے سلسلہ میں بیان فرمائے اس امر کی وضاحت

فرماتے ہیں کہ آپ آخری نبی ہیں۔

۱) عالیشان محل

۲) حضور ﷺ کو چھ باتوں میں فضیلت

۳) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ۔ پہلے آدم آخری میں

۴) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد۔ حضور ﷺ کے دونوں شانوں میں مہر نبوت اور آپ خاتم النبیین

۵) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ۔ اللہ کے نزدیک خاتم النبیین اس وقت لکھا ہوا تھا کہ حضرت آدم ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

۶) حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ خطبہ حجۃ الوداع۔ نہ میرے بعد کوئی نبی اور نہ تمہارے بعد کوئی اُمت۔

حضور ﷺ پوری انسانیت کے لیے کتاب ہدایت لے کر آئے آپکی تشریف آوری سے ہدایت کا سلسلہ اپنے اتمام کو بھی پہنچا اور اختتام کو بھی۔ الیوم سے لیکر رضیت لکم الاسلام دینا دین مکمل نعمت مکمل اور اسلام پر رضائے الٰہی کا واضح اظہار رسول اللہ کے آخری نبی اور رسول ہونے کا اعلان ہے۔ اب کسی نبی یا رسول کی ضرورت نہیں رہی اس لیے احکام الٰہی فرائض و واجبات کی حد تک مکمل کر دیئے گئے۔ اب حضور ﷺ کی زندگی ہی دائمی دستور حیات ہے۔ اور یہی شرف انسانیت کا ضامن ہے کہ حضور ﷺ کی آمد سے بین الاقوامیت کا تصور ابھرا۔ ایک مرکز ایک اسوہ اور ایک صحیفہ ہدایت نے نسل انسانی کو وحدت آشنا کر دیا۔ جیسے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! فرما دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ اب انسان کو رشد و ہدایت صرف ایک ہی ذات کریمہ سے ملے گی جو تخلیق میں سب سے پہلے تھا اور ظہور میں سب سے آخر۔ اسی عقیدے کو ایمان کی اساس بنانا ہے اور اطاعت و پیروی سے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکامات پر عمل کرنا ہے۔ کیونکہ اسی میں پوری انسانیت کی بھلائی ہے اور اسی میں دینوی و اُخروی نجات و کامیابی ہے۔

سلف و خلف اور تمام اہل حق اس بات پر پوری طرح متفق ہیں کہ نبوت وھبی ہے اکتسابی نہیں یعنی کوئی شخص اپنی محنت سے مرتبہ نبوت پر فائز نہیں ہو سکتا بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بخشش ہے وہ عظیم ہستی جس عظیم ہستی کو چاہتی ہے مختص کر لیتی ہے۔ اللہ اعلم حیث یجعل الرسالۃ۔ امام ابن کثیر نے لکھا ہے! ولکن الرسول اللہ و خاتم النبیین کی آیت کریمہ مسئلہ ختم نبوت میں نص قطعی ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی سلسلہ نبوت میں داخل نہیں سکتا اور جب نبی نہیں ہو سکتا تو رسول کس طرح بن سکتا ہے کہ رسالت تو نبوت سے بلند درجہ رکھتی ہے۔ امام ابن کثیر نے اس مقام پر اس

آیت قدسی کیساتھ بکثرت احادیث صحیحہ اور متواترہ ذکر فرمائیں جن میں آنحضرت ﷺ نے اُمت کو آگاہ فرمایا ہے کہ نبوت کا مجھ پر اختتام ہوا۔ اب میرے بعد نہ کوئی نبی ہوگا نہ رسول ہوگا۔ مثلاً جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے واسطے چند نام ہیں میں محمد ہوں، احمد ہوں، اور ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میری ہی ذات سے کفر کو محو فرمایا اور میں حاشر ہوں کہ میرے ہی قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا۔ اور میں عاقب ہوں کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ امام غزالی نے کتاب الاقتصاد میں لکھا! قوله تعالىٰ ولكن رسول الله و خاتم النبين نص صریح محکم ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا اور یہی احادیث متواترہ سے ثابت ہے اسی پر سلف اور خلف اور تمام اُمت کا اجماع قطعی ہے۔

عقیدہ ختم نبوت (جانِ ایمان)

صادق علی زاہد

عقیدہ ختم نبوت ہمارے لیے جان کی ایمان ہے۔ جب تک ہم آنحضورﷺ کو آخری نبی اور زندگی کے ہر معاملے میں آخری حجت تسلیم نہ کریں گے ہم مسلمان کہلانے کے حق دار نہیں۔ آنحضورﷺ کی ختم نبوت پر کم وبیش ایک سو قرآنی آیات شاہد ہیں اور دوسو دس احادیث مبارکہ واضح فرما رہی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کسی بھی روپ میں کوئی بھی شخص نبوت ورسالت کا دعویٰ نہیں کرسکتا، اور جو کوئی اتنی زیادہ تعداد میں آیات ربانی وراحادیث نبوی کے باوجود نبوت ورسالت کے اجراء کا عقیدہ رکھے وہ کافر اور خارج از اسلام ہے۔ اس پر اجماع امت بھی ہے اور یہی منشائے دین الٰہی ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے منکر قادیانی کیا ہیں؟ ان کی تخلیق کب، کیوں کیسے اور کس مقصد کے لیے ہوئی، اسلام سے ان کا کیا تعلق ہے۔ نبی اکرمﷺ کی شان ان کے نزدیک کیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت ان کی مذہبی کتب میں کیا بیان کی گئی ہے۔ ان کے رہبر، پیر و مرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان نہ لانے کی صورت میں سارے مسلمان ان کے نزدیک کیا سمجھے جاتے ہیں؟ صحابہ کرام اور دیگر آئمہ اطہار کی یہ کتنی عزت کرتے ہیں۔ ارکان اسلام کی پابندی کس طور پر کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ مسائل پر بے شمار مفصل کتب تحریر کی جاچکی ہیں جن کے مطالعہ کے بعد ان کی حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوچکی ہے اور ان آستین کے سانپوں کا اصل چہرہ سامنے آنے پر ان کے بارے میں فیصلہ بڑی آسانی سے ہوجاتا ہے۔

چند سطور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کے بارے میں تحریر کی جاتی ہیں۔ ان کی روشنی میں قادیانیت کا مطالعہ کیا جائے تو حقیقت حال واضح ہونے میں کسی مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جب زمین میں انسانوں کو آباد کرنے کا ارادہ فرمایا تو ان کی ہدایت وراہنمائی کے لیے کچھ زریں قواعد وضوابط بنائے اور اپنے خاص الخاص افراد کی وساطت سے ان زریں قواعد وضوابط کو عام لوگوں تک پہنچانے کا بندوبست کیا۔ یہ سلسلہ عرصہ دراز تک جاری رہا۔ کم وبیش سوا لاکھ افراد کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کی خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر گمراہ انسانیت کی ہدایت پر مامور فرمایا اور جب انسانیت کامل ہوگئی، اللہ تعالیٰ جس روپ ورنگ میں اپنے خلیفۃ الارض کو دیکھنے کا متمنی تھا جب وہ اس روپ میں داخل ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ نوید جانفزا سنائی کہ! اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا۔ (سورۃ المائدہ:۳)

اے لوگوں: آج کے مبارک دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین (طریق ہائے زندگی) مکمل فرمادیا اور تم پر اپنی نعمت کی انتہا فرمادی اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت دین پسند فرمایا ہے۔ یعنی آج کے بعد کسی نئے دین کی ضرورت نہیں جو دین (زندگی بسر کرنے کا بہترین راستہ) تمہارے لیے بہتر ہے جس پر تم آسانی سے عمل کر سکتے ہو۔ جس پر عمل کرنے میں تمہاری بھلائی ہے جس پر عمل کر کے تم منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہو وہ میں نے تمہیں عنایت کر دیا ہے۔ اب تمہیں کسی دیگر طریق زندگی پر چلنے کی ضرورت نہیں۔ یہ دین جو تمہیں عنایت فرمایا جارہا ہے میری مہربانی ہے میں اپنا انعام تم سے پہلے پیدا ہونے والے انسانوں پر بھی ضرورت کے مطابق کرتا رہا مگر تمہارے لیے تو میں نے اپنا انعام تمام کا تمام نازل فرمادیا اور انعام کیا ہے؟ وہ ہے اسلام جو اسلام پر چلا اس پر میں راضی، جس نے اسلام کے سوا کسی اور گمراہ کن دین کی پیروی میں زندگی ضائع کر دی اسے میری رضا نصیب نہ ہوگی۔ میری خوشی تو اسلام کی سربلندی میں پوشیدہ ہے جب دین مکمل ہوگیا تو دین کی تکمیل کرنے والے عناصر (انبیاء ورسل) کی ضرورت باقی نہ رہی۔ جس جلیل القدر شخصیت کے توسط سے تم پر یہ خصوصی انعام ربانی ہوا جب تک یہ دنیا قائم ہے تم اس کی پیروی کرتے رہو گے تو میری رضا اور خوشی کے مستحق رہو گے۔ اب مزید کوئی نیا نبی ورسل اس دنیا میں نہ بھیجا جائے گا۔ اور اس رسول ذی شان ﷺ کا حلقہ اثر کتنا ہے، یہ کس براعظم کے لیے رسول ہے اور کس براعظم پر اس کی رسالت پر ایمان لائے بغیر گزارہ چل سکتا ہے اس کا جواب ان الفاظ میں دے دیا گیا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء: آیت نمبر ۱۰۷)

ترجمہ:۔ ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

آسمان کی بلندیاں ہوں یا زمین کی گہرائیاں، براعظم ایشیا ہو یا براعظم یورپ، چاند کی سطح ہو یا ستاروں کی دنیا، مریخ کی بلندی ہو یا نیپچون کی پستی، انسانوں کی دنیا ہو یا حیوانوں کا جہاں، پرندوں کی بات ہو یا درختوں کا تذکرہ، ہر وقت اور ہر کسی کے لیے فقط آپ ہی رحمت ہیں (ﷺ)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۔ (سورہ سبا: ۲۸)

اور ہم نے آپ ﷺ کو تمام دنیا کے انسانوں کے لیے خوشخبری اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ نہ کسی علاقے کی تخصیص ہے اور نہ کسی زمانے کو مخصوص کیا۔ اب آپ ﷺ کی بعثت ہوگئی ہے تو جب تک یہ جہان رنگ وبو قائم رہے گا تب تک آپ ﷺ کی نبوت ورسالت جاری رہے گی۔ اب کسی نئے نبی ورسول کی قطعاً ضرورت باقی نہیں رہی۔ مزید فرمایا:

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔ (سورۃ الاعراف: ۱۵۸)

اے محمد ﷺ اپنی زبان حق ترجمان سے اعلان فرما دیجیے کہ اے تمام دنیا کے لوگوں میں تم سب کی طرف اللہ تعالی کی جا نب سے رسول ہوں ۔اور سب سے بڑھ کر اس آیت مبارکہ میں ختم نبوت کا اعلان فرما دیا۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (الاحزاب:۴۰)

حضرت محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن (ان کی فضلیت یہ ہے کہ) وہ اللہ کے پیارے رسول اور آخر ی نبی ہیں اور اللہ تعالی ہر چیز سے بخوبی آگاہ ہے کوئی ابہام چھوڑا ہی نہیں بالکل واشگاف الفاظ میں فرما دیا کہ حضرت محمد اللہ کے آخری رسول ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی، کوئی رسول، کسی زمانے میں کسی طور پر نہیں آ سکتا کیونکہ دین کی تکمیل ہو چکی ہے۔اب نہ نئے دین کی ضرورت ہے اور نہ نئے نبی کی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا!

انه سیکون امتی کذ بون ثلا ثو ن کلهم یزعم انه نبی و انا خا تم النبین لانبی بعد ی (متفق علیه)

عنقریب میری امت سے تیس جھوٹے اشخاص ظاہر ہوں گے۔ان میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ وہ نبی ہے جب کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔آپ ﷺ نے کم وبیش تیس (۳۰) افراد کے جھوٹے دعوی نبو ت کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح کر دیا کہ تم ان جھوٹے دجالوں کے مکروفریب میں نہ آجانا ان میں سے کوئی بھی نبی نہ ہو گا بلکہ اب تو نبوت ختم ہو گئی ہے اور میرے بعد کوئی سچا نبی نہیں آئے گا تیں افراد سے مراد ایسے افراد ہیں جو نبو ت کا دعوی کریں گے اور انہیں دنیاوی شان وشوکت اور کثیر پیروکار میسر آجائیں گے۔ہر ایرا غیرا جو بوجہ سودے ہوشی و غیرہ دعوی نبوت کر ڈالے اور اس کے پیروکار بہت محدود ہوں وہ ان تیں دجالوں میں شامل نہیں۔

ایک اور مقام پر آنحضور ﷺ نے فرمایا:

کانت بنو اسرائیل تسوسهم الا نبیآء کلما هلک نبی خلفه نبی و انه لا نبی بعد ی وسیکون خلفآ فیکثرون (متفق علیه)

بنی اسرائیل کی سیاست ان کے انبیاء خود کیا کرتے تھے جب کسی نبی کی وفات ہو جاتی تو (اللہ کے حکم سے) اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا (لیکن جان لو) بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔البتہ خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔

بنی اسرائیل کے تمام انبیاء صاحب شریعت نہیں تھے بلکہ اکثر اپنے سے ما قبل گزرے ہوئے انبیاء کرام کی لائی ہوئی شر

یعت کی تعلیمات ہی عام کرتے تھے۔اس حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ نے بنی اسرائیل کی مثال بیان کر کے اس تصور کو جڑ سے ہی اکھاڑ دیا اب کوئی بھی نبی صاحب شریعت یا بغیر شریعت نہیں آ سکتا۔بلکہ اب میرے دین کی نگہبانی خلفاء کریں گے اور خلفاء کثیر تعداد میں ہوں گے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل کے بارے میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔**

اگر میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے یعنی میرے بعد نبی آنا ہی نہیں ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا اور وہ سلسلہ انبیاء جاری رکھتا تو میرے بعد حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نبوت کے جلیل القدر مرتبہ پر فائز ہوتے۔ان احادیث مبارکہ کو قرآن مجید کی آیت مبارکہ لَوْ كَانَ فِيهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ج(الانبیاء:۲۱) کے تناظر میں دیکھا جائے تو مسئلہ حل ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اگر زمین وآسمان پر دو خدا موجود ہوتے زمین تو آسمان میں فساد برپا ہو جاتا اور اب فساد برپا نہیں ہو رہا جو اس بات کی دلیل ہے کہ خدا دو نہیں ایک ہے۔اسی طرح حضور ﷺ نے فرمایا اگر کوئی میرے بعد نبی ہوتا تو عمر فاروق ہوتے۔اب اگر عمر فاروق نبی نہیں ہیں تو ثابت ہوا آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔اسی طرح آپ ﷺ نے حضرت علی اور اپنے پیارے بیٹے حضرت ابراہیم کے بارے میں بھی فرمایا کہ اگر میرے بعد نبی ہوتا تو حضرت علی ہوتے اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے۔مراد یہ ہے کہ جب مذکورہ بالا افراد نبی نہیں ہیں تو ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبوت ہر مفہوم اور ہر رنگ میں کسی تاویل کی گنجائش باقی نہیں۔لیکن عمل کی توفیق تو صرف اللہ کے فضل سے مل سکتی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں جسے ہدایت دینا چاہتا ہوں اس کا سینہ اسلام کے لیے کھول دیتا ہوں اور جسے ہدایت نہیں دینا چاہتا اس کا دل اسلام سے تنگ کر دیتا ہوں۔ان واضح آیات ربانی اور احادیث نبوی کی موجودگی میں بھی کوئی عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہ رکھے اور تاویلوں کا سہارا لیتے ہوئے ظلی، بروزی، تشریعی، اور غیر تشریعی وغیرہ کے سابقے اور لاحقے لگا کر نبوت کو جاری سمجھے تو یہ اس پر اللہ کی پھٹکار اور ناراضگی کا واضح ثبوت ہے۔میں نے اختصار کے پیش نظر صرف چند آیات قرآنی اور احادیث نبوی نقل کی ہیں ویسے تو آیات واحادیث جو عقیدہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں ان کی تعداد سینکڑوں تک ہے۔وضاحت اور تفصیل درکار ہو تو رابطہ کر لیں۔آیات قرآنی اور احادیث نبوی سے ثبوت مل جانے کے بعد اگرچہ کسی تیسری سند کی ضرورت باقی نہیں رہتی لیکن محض اتمام حجت کی خاطر اکابر ائمہ اسلام کی چند تحریریں آپ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امت مسلمہ اپنے جنم دن سے آج تک کبھی بھی اس متفقہ عقیدہ کے بارے میں

اختلاف کا شکار نہیں ہوئی اور جس نے اختلاف کیا وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا۔

امام غزالی فرماتے ہیں !

ان الامة فهمت من هذه اللفظ افهم عدم نبي بعده ابدا وانه ليس فيه تاويل ولا تخصيص و من ادله بتخصيص فكلامه من انواع الهذيانات لا يمنع الحكم بتكفيره لانه غير موول ولا مخصوص (الاقتصاد)

اُمت نے اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہی سمجھا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی بھی نبی نہیں ہو سکتا، نہ اس کی کوئی تاویل ہے نہ کوئی تخصیص اور جس نے کوئی تاویل یا تخصیص کی اس کا کلام بے ہودہ اور بکواس ہے ۔یہ تاویل اس کو تکفیر کے حکم سے نہیں بچا سکتی کیونکہ یہ شخص نص قطعی کو جھٹلاتا ہے جس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ یہ آیت غیر موول اور غیر مخصوص ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: باوجود تمام اصول صحیحہ اور آنحضور ﷺ کی نبوت کا اعتراف کرنے کے بعد جو شخص حضور ﷺ کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی نبوت کا دعوی کرے، یا صفائی قلب کے ذریعے سے نبوت کے مرتبہ تک پہنچے اور کسب سے اس کو حاصل کرنے کو جائز سمجھے اور ایسا ہی وہ شخص جو یہ دعوی کرے کہ اس پر وحی نبوت آتی ہے اگرچہ صراحتًا نبوت کا دعوی نہ کرے پس یہ سب کے سب کفار ہیں اور حضور ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں ۔کیونکہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالی کی طرف سے یہ خبر قرآن مجید میں موجود ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ آپ تمام عالم کے انسانوں کی طرف رسول ہیں اور امت نے اس (عقیدہ ختم نبوۃ) پر اجماع کیا ہے ۔(کتاب الشفا بحقوق مصطفی)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں تحریر فرماتے ہیں!

فمابقي بلاولياء اليوم بعد ارتفاع النبوة الا التعريفات وانسدت ابواب الاوامر الالهيه والنواهي ممن ادعاها بعد محمد ﷺ فهو مدع شريعة اوحي بها اليه سواء وافق بها شرعنا او خالف فان كان مكلفا ضربنا عنقه والاضربنا عنه صفحا (فتوحات مکیہ باب نمبر ۳۱ ص ۵۱ ج ۳)

اب ارتفاع نبوۃ کے بعد اولیاء اللہ کے ماسوائے تعریفات کے کچھ باقی نہیں رہا اور اوامر ونواہی الٰہی کے دروازے بند ہوگئے پس جو شخص محمد ﷺ کے بعد اس کا دعوی کرے وہ شریعت کا مدعی ہے جو اس کی طرف وحی کی گئی ہے وہ ہماری شر

یعت کے موافق ہو یا مخالف برابر ہے۔پس اگر وہ مکلف (عاقل و بالغ) ہے تو ہم اس کو قتل کریں گے اور اگر وہ پاگل ہے تو ہم اس سے کنارہ کشی کریں گے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

"ودعوی النبوۃ بعد نبیا ﷺ کفر بالاجماع ۔ہمارے نبی ﷺ کے بعد کسی قسم کا دعویٰ نبوت بالاجماع کفر ہے۔"

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

خاتمیت محمدی اور تحذیر الناس

علامہ محمد عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد:

حافظ نعمت علی صاحب نے ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء میں "الصوارم الہندیہ" نامی کتاب شائع کی جس کا دیباچہ راقم الحروف سے لکھوایا تھا جو مذکورہ کتاب کے سابقہ ۲۷ صفحات پر مشتمل تھا۔ بعض احباب کا اصرار ہوا کہ ہم اس دیباچہ کو علیحدہ کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تا کہ زیادہ سے زیادہ افراد اس سے استفادہ کر سکیں۔ احقر نے ان حضرات کی خواہش کے پیش نظر مذکورہ دیباچے پر نظر ثانی کر کے بعض مقامات پر ترمیم و اضافے بھی کر دیئے ہیں۔

اسکے ساتھ ہی مناسب نظر آیا کہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) نے جن عبارتوں کی بنا پر مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) کیساتھ جن چار علمائے دیوبند کی تکفیر بھی کی تھی انکی اصل عبارتوں کو ان کے سیاق وسباق سمیت پیش کر دیا جائے اور عام فہم لفظوں میں انکا حقیقی مفہوم واضح کر دیا جائے تا کہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ مصنفین نے ان عبارتوں میں کیا کہا تھا۔ اختصار کے سبب ہم یہاں ان سے متعلقہ تاویلات کا جائزہ نہیں لیں گے کیونکہ اس کام کے لیے ہماری کتاب "کھلا خط" مخصوص ہے جو منظر عام پر آنے کے لیے پر تول رہی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ جل شانہ۔

چنانچہ مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب (المتوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء) نے اپنی کتاب "تحذیر الناس" میں لکھا ہے!

"بعد حمد وصلوۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین کے معلوم ہونے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بائیں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانے میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔پھر مقام مدح میں "ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین" فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد وقامت وشکل ورنگ وحسب ونسب وسکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں۔کیا فرق ہے جو اسکو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجیے۔باقی یہ احتمال کہ۔۔۔یہ دین آخری دین تھا اس لیے سدباب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل کو جھوٹے دعویٰ کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔۔۔البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں۔اگر سدباب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لیے اور بیسیوں موقع تھے۔بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخیر زمانی اور سدباب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہوجاتی ہے"۔(تحذیر الناس شائع کردہ ادارہ اسلامیات لاہور ص ۳)

اگر نانوتوی صاحب کی مخالفت وموافقت اور محبت ونفرت کو بالائے طاق رکھ کر "تحذیر الناس" کی اس طویل عبارت کو دیکھا جائے تو ہر اردو خوان قاری کے پردہ ذہن پر اس سے یہ مفہوم ومطالب ابھر کر سامنے آتے ہیں۔

۱) اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت پر ایمان رکھنا جس پر تیرہ سو برس سے اُمت محمدیہ کا اجماع چلا آرہا ہے کہ حضور ﷺ کا زمانہ تمام سابقہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد ہے اور آپ ﷺ سب میں آخری نبی ہیں یہ نانوتوی صاحب کے مطابق عوام کا خیال ہے اور یہ عقیدہ رکھنے والے نانوتوی صاحب کے نزدیک اہل فہم نہیں ہیں۔

۲) نانوتوی صاحب کے نزدیک جو حضرات اہل فہم ہیں ان پر روشن ہے کہ کسی نبی کے پہلے یا سب سے بعد میں آنے کے اندر بالذات کوئی فضیلت نہیں ہے۔

۳) اگر حضور ﷺ کو بلحاظ زمانہ سب سے آخری نبی مانا جائے تو اس صورت میں ولکن رسول اللہ و خاتم النبین کا مقام مدح میں ہونا بقول نانوتوی صاحب صحیح قرار نہیں پاتا۔

۴) نانوتوی صاحب کے نزدیک اگر حضور ﷺ کے بلحاظ زمانہ آخری نبی ہونے کو اوصاف مدح میں شمار نہ کیا جائے اور اس آیت کو مقام مدح قرار نہ دیں تو آپ ﷺ کا آخری نبی ہونا صحیح ہوسکتا ہے۔

۵) نانوتوی صاحب خود بھی یہ جانتے ہیں کہ اہل اسلام اس بات کو گوارہ نہیں کریں گے کیونکہ آخری نبی ﷺ ماننے میں ان کے نزدیک ایک قباحت تو یہ ہے کہ نعوذ باللہ خدا کی جانب زیادہ گوئی یعنی فضول باتیں بنانے کا وہم ہوتا ہے کیونکہ آخری نبی ﷺ ہونے کا تو قد وقامت، شکل ورنگ، حسب ونسب اور سکونت وغیرہ کی طرح نبوت تو کیا دیگر فضائل میں بھی کوئی دخل نہیں۔

۶) جب قد وقامت اور شکل ورنگ وغیرہ کا خدا جل شانہ نے ذکر نہیں کیا جن کا نبوت اور فضائل میں کوئی دخل نہیں تو آخری نبی ہونا بھی بقول نانوتوی صاحب ان جیسی ہی بات ہے جس کا نبوت اور فضائل میں کوئی دخل نہیں ہے۔ لہٰذا اس آیت میں موصوف کے نزدیک خدا جل شانہ نے آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کا ذکر نہیں کیا ہوگا۔

۷) نانوتوی صاحب کے نزدیک آخری نبی ماننے سے حضور ﷺ کی شان گھٹ جانے کا احتمال ہے کیونکہ اہل کمالات کے کمالات بیان کیے جاتے ہیں اور کمالات سے محروم لوگوں کے متعلق ایسی ویسی باتیں کہی جاتی ہیں چونکہ آخری نبی ہونا موصوف کے نزدیک کمال کی بات نہیں بلکہ محض ایسی ویسی بات ہے لہٰذا اس آیت مقدسہ میں خدا جل شانہ نے آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کے متعلق نہیں کہا ہوگا۔

۸) ہاں یہ احتمال کہ یہ آخری دین ہے اس لیے جھوٹے مدعیان نبوت کا اس آیت میں سد باب کیا ہو جو کل جھوٹے دعوے کر کے لوگوں کو گمراہ کریں گے تو یہ بات کسی حد تک نانوتوی صاحب کے نزدیک قابل لحاظ ہو سکتی تھی لیکن ان کے نزدیک یہ بات بھی نہیں کیونکہ اگر یہ بات اس آیت میں ہوتی تو جملہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم اور جملہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں کوئی تناسب نہیں رہتا اور یہ دونوں جملے ایک دوسرے پر عطف نہیں ہو سکتے تھے اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار نہیں دیا جا سکتا تھا کیونکہ یہ بے ربطی ہے جبکہ خدا کے کلام معجز نظام میں ایسی بے ارتباطی متصور نہیں اور ایسا مذکورہ سد باب کے باعث لازم آ رہا ہے لہذا اس آیت مبارکہ کے متعلق موصوف یہ نہیں مان سکتے کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جھوٹے مدعیان نبوت کا سد باب کیا ہو۔

۹) اگر اللہ تعالیٰ جل شانہ کو یہ سد باب منظور ہوتا تو نانوتوی صاحب کے نزدیک قرآن کریم میں اور بیسیوں موقع تھے لیکن وہاں اس بات کا سد باب نہیں کیا جبکہ اس آیت مبارکہ میں تو موصوف کے نزدیک مذکورہ سد باب کا موقع ہی نہیں تھا۔

۱۰) اب موصوف دلی راز ظاہر کرتے ہیں کہ خاتمیت کی بنیاد ہی دراصل اور بات پر ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ذہن میں بھی نعوذ باللہ نہ آئی اور خواہ مخواہ لا نبی بعدی سے اپنے خاتم ہونے کا مفہوم سمجھاتے رہے اور کبھی اپنے آپ کو قصر نبوت کی آخری اینٹ بتاتے رہے۔ اسی خاتمیت پر خواہ مخواہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اجماع کر بیٹھے اور اسی کو خواہ مخواہ اُمت محمدیہ نے اپنا عقیدہ بنائے رکھا۔۔۔ اسے ضروریات دین سے ٹھہرایا۔۔۔ اور اسکے منکر بلکہ اسکے معنی میں تاویل کرنے والے کو بھی کافر و مرتد قرار دیتے رہے چونکہ یہ سارے ہی نانوتوی صاحب کے نزدیک عوام تھے اور اہل فہم نہیں تھے اسی لیے وہ اصلی خاتمیت کو معلوم ہی نہ کر سکے۔ انہیں تو اتنا بھی نعوذ باللہ معلوم نہ ہو سکا کہ خاتمیت کی بنیاد کس بات پر ہے۔ تیرہ صدیاں گزرنے پر وہ اصلی خاتمیت نانوتوی صاحب کو معلوم ہوئی ہے جس سے تاخر زمانی اور مذکورہ سد باب خود ہی لازم آ جائے گا۔ اور خدا جل شانہ سے تو نبی کریم ﷺ کی افضلیت دوبالا نہ ہو سکی لیکن نانوتوی صاحب "اصلی خاتمیت سے سرفراز کر کے" رسول اللہ ﷺ کی افضلیت کو دوبالا کر کے چھوڑیں گے۔

حضرات گرامی!

یہ ہیں نانوتوی صاحب کی مذکورہ طویل عبارت کے مضمرات۔۔۔ یہ ہے اللہ جل شانہ اور اسکے آخری رسول ﷺ اور تیرہ سو سالہ اُمت محمدیہ یعنی صحابہ کرام، تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ائمہ مجتہدین، اولیائے عارفین اور

علمائے کاملین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے خلاف موصوف کی محاذ آرائی۔

۱) رسول اللہ ﷺ کو بلحاظ زمانہ آخری نبی ماننے والے عوام ہیں۔

۲) اہل فہم نہیں ہیں

۳) آخری نبی ہونے میں بالذات کوئی فضیلت نہیں ہے

۴) آخری نبی ماننے سے ولکن رسول الله و خاتم النبین کا مقام مدح میں فرمایا جانا صحیح نہیں ہوسکتا اور اس آیت کو مقام مدح قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۵) حضور ﷺ کو آخری نبی ماننے سے خدا کی زیادہ گوئی کا وہم ہوتا ہے کیونکہ آخری نبی ہونے کو نبوت تو کیا دیگر فضائل میں بھی دخل نہیں۔

۶) اس سے موصوف کو رسول اللہ ﷺ کی شان کے گھٹ جانے کا احتمال ہے۔

۷) اگر حضور ﷺ کو آخری نبی مانا جائے تو نانوتوی صاحب کے نزدیک آپ ﷺ کو کمالات سے خالی اور ایسے ویسے لوگوں میں ماننا لازم آتا ہے۔

۸) مذکورہ آیت مبارکہ میں اگر جھوٹے مدعیان نبوت کا سدباب مانا جائے تو اس کا موصوف کے نزدیک اس آیت مقدسہ میں موقع نہیں تھا۔

۹) اور ایسا ماننے سے قرآن مجید کو بے ربط کتاب ماننا لازم آتا ہے۔

۱۰) اگر مذکورہ سدباب ہی منظور ہوتا تو قرآن کریم میں اسکے دیگر بیسیوں مواقع تھے لیکن خدا جل شانہ نے وہاں اس بات کا سدباب نہیں کیا۔

۱۱) نانوتوی صاحب سے پہلے کسی کو بناء خاتمیت معلوم نہ ہوسکی تھی اور سب اندھیرے میں تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔

۱۲) اب تیرہ صدیوں کے بعد موصوف ہی کو بناء خاتمیت معلوم ہوئی جس سے تاخر زمانی اور مذکورہ سدباب خود بخود لازم آجاتا ہے۔

۱۳) خدا تعالیٰ جل شانہ سے تو حضور ﷺ کی افضلیت دوبالا نہ کی جاسکی لیکن نانوتوی صاحب نے حضور ﷺ کو ایسی خاتمیت سے سرفراز کر دیا ہے جس کے باعث اب افضلیت نبوی دوبالا ہو جائے گی۔

نانوتوی صاحب نے اسکے بعد یوں لکھا ہے!

"موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے۔موصوف بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا"۔(تحذیر الناس ص ۴)

"سو اسی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سو آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے"۔(تحذیر الناس ص ۴)

ان دونوں عبارتوں میں نانوتوی صاحب نے رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت و نبوت کو بالذات اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت کو بالعرض قرار دیا ہے۔موصوف نے دعوئی نبوت کے لیے چور دروازہ بنایا۔تحذیر الناس کتاب ۱۲۹۰ھ میں منظر عام پر آئی۔۔۔پورے ملک میں شور و غل ہوا کیونکہ ہندوستان سینوں حنفیوں سے بھرا ہوا تھا اور تیرہ صدیاں گزرنے والی تھیں کہ پہلی دفعہ یہ غیر اسلامی آواز اور نئی خاتمیت سننے میں آئی۔علمائے کرام ردّو تردید میں خوب سرگرمی دکھا رہے تھے۔عقیدہ خاتمیت کا پوری جرأت سے دفاع کر رہے تھے کہ ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء میں مولوی محمد قاسم صاحب نبوت کا دعوئی کیے بغیر یہ کہتے ہوئے راہی ملک عدم ہو گئے۔

قسمت تو دیکھئے کہاں پہ ٹوٹی ہے کمند دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

اب برٹش گورنمنٹ کو ایسے ہی دوسرے جرأت مند کی ضرورت محسوس ہوئی تو مرزا غلام احمد قادیانی صاحب (المتوفی ۱۳۲۶ھ/ ۱۰۹۸ء) مل گئے۔انہوں نے ۱۲۹۹ھ/ ۱۸۸۱ء سے اپنا کام شروع کر دیا۔

نانوتوی صاحب والے چور دروازے سے پورا فائدہ اٹھایا لیکن اسکے نام میں تھوڑی سی تبدیلی کر لی کہ بالذات اور بالعرض کی جگہ اصلی اور ظلی بروزی کی اصطلاح استعمال کرنے لگے۔خاتمیت مرتبی و زمانی کی جگہ تشریعی اور غیر تشریعی نبی کی اصطلاح آ گئی یعنی نانوتوی صاحب کی روح سے معذرت کیساتھ۔خیر یہ بات تو بر سبیل تذکرہ نوک قلم پر آ گئی۔آگے نانوتوی صاحب نے خاتمیت کے متعلق یوں لکھا ہے!

"اور مجھ سے پوچھیے تو میرے خیال ناقص میں وہ بات ہے کہ سامع منصف ان شاء
اللہ انکار ہی نہ کر سکے۔ سو وہ یہ ہے کہ تقدم تاخر یا زمانی ہوگا یا مکانی یا مرتبی۔ یہ تین
نوعیں ہیں باقی مفہوم تقدم وتاخران تینوں کے حق میں جنس"۔ (تحذیر الناس ص ۹)

اس عبارت میں موصوف نے دعویٰ نبوت کی خاطر چور دروازے بناتے ہوئے خاتمیت کی اپنی طرف سے تین قسمیں گھڑ لیں تاکہ لا نبی بعدی اور قصر نبوت کی آخری اینٹ والی خاتمیت زمانی کو غتر بود کر دیں اور اس پر جو لوگوں کا عقیدہ ہے اسے ہٹا سکیں۔ چنانچہ اسی مقصد کی خاطر وہ اسی عبارت سے پہلے حصلا یوں لکھ چکے ہیں!

"اگر بطور اطلاق یا عموم مجاز اس خاتمیت کو زمانی اور مرتبی سے عام لے لیجیے تو پھر
دونوں طرح کا ختم مراد ہوگا پر ایک مراد ہو تو شایان شان محمدی ﷺ خاتمیت مرتبی ہے
نہ زمانی"۔ (تحذیر الناس ص ۹)

اس عبارت میں موصوف نے صاف صاف بتا دیا کہ بطور اطلاق یا عموم مجاز تو دونوں طرح کی خاتمیت مراد لی جا سکتی ہے لیکن ایک ہی خاتمیت اگر مراد ہو تو شایان شان محمدی ﷺ وہی خاتمیت ہے جو نانوتوی صاحب نے تیرہ صدیاں گزرنے پر گھڑی ہے اور جو خاتمیت اللہ جل شانہ اور اس کے رسول ﷺ نے بتائی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے سمجھی اور سمجھائی تیرہ سو سال سے اُمت محمدیہ نے اپنے دلوں اور دماغوں کی زینت بنائی۔ وہ موصوف کے نزدیک شایان شان محمدی نہیں ہے۔ آگے نانوتوی صاحب اپنی گھڑی ہوئی خاتمیت مرتبی کا یہ فائدہ بتاتے ہیں!

"باندیشہ تطویل قدر ضرورت پر اکتفا کر کے عرض پرداز ہوں کہ اطلاق خاتم اس بات کو
مقتضی ہے کہ تمام انبیاء کا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہوتا ہے جیسے انبیاء گزشتہ کا وصف
نبوت میں حسب تقریر مسطور اس لفظ سے آپ کی طرف محتاج ہونا ثابت ہوتا ہے اور
آپ کا اس وصف میں کسی طرح محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گزشتہ ہوں یا کوئی اور اسی
طرح اگر فرض کیجیے آپ کے زمانے میں اس زمین یا کسی اور زمین یا آسمان میں کوئی
نبی ہو تو وہ اس وصف نبوت میں آپ کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہر طور آپ پر
مختتم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے۔ جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہولیا تو
پھر سلسلہ علم وعمل کیا چلے۔ غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا
تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت

خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔(تحذیر الناس ص ۱۰)

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جو اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی بنایا یعنی خاتمیت زمانی سے سرفراز فرمایا ہے اس کے مقابلے پر نانوتوی صاحب نے اس عبارت میں اپنی گھڑی ہوئی خاتمیت مرتبی اور مفید ہونا دکھایا ہے کہ میری گھڑی ہوئی خاتمیت مرتبی میں یہ فائدہ ہے کہ اس کی رو سے تمام انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ نبوت آپ ﷺ پر ختم ہوگا خواہ وہ حضور ﷺ سے پہلے نبی ہوں یا آپ ﷺ کے زمانے میں کسی جگہ زمین و آسمان میں موجود ہوں یا بالفرض کچھ انبیاء آپ ﷺ کے بعد پیدا ہو جائیں۔اب نانوتوی صاحب مسلمانوں سے اپیل کر رہے ہیں کہ اگر خاتمیت کا مطلب اللہ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کو چھوڑ کر میری تجویز کے مطابق مان لیا جائے تو اسکا فائدہ ہوگا کہ حضور ﷺ گذشتہ انبیاء کے خاتم ہی نہیں رہیں گے بلکہ اگر بالفرض آپ ﷺ کے زمانے میں بھی کسی جگہ کوئی اور نبی ہو تب بھی حضور ﷺ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا۔جبکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کو ماننے میں یہ فائدہ نہیں ہے۔۔۔موصوف نے آگے لکھا ہے!

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"۔(تحذیر الناس ص ۳۴)

اسی عبارت میں نانوتوی صاحب نے اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کے مقابلے میں اپنی گھڑی ہوئی خاتمیت کی تین وجہ سے برتری دکھائی ہے یا اس کے اندر تین فائدے ایسے بتائے ہیں جو اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت زمانی میں نہیں ہیں یعنی!

۱) اگر نانوتوی صاحب کا بتایا ہوا خاتمیت کا مفہوم مان لیا جائے تو حضور موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام موصوف بوصف نبوت بالعرض اسکا پہلا فائدہ تو یہ ہوگا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے

افرادبالخلق میں سے کسی کو نبی کریم ﷺ کا مماثل نہیں کہا جا سکے گا۔

۲) دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے افراد خارجی پر ہی نہیں بلکہ نبی کریم ﷺ کی فضیلت انبیائے کرام کے افراد مقدرہ پر بھی ثابت ہو جائے گی۔

۳) تیسرا فائدہ اللہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کو چھوڑ کر نانوتوی صاحب کی گھڑی ہوئی خاتمیت کو ماننے کا یہ ہوگا کہ بالفرض حضور ﷺ کے زمانے کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔۔۔اور کسی اور زمین یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کر لیا جائے تو نانوتوی صاحب کی گھڑی ہوئی خاتمیت کو ماننے کے سبب اس معاصر کے باعث بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔۔۔نانوتوی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے!

> "باایں ہمہ اطلاق مماثلت میں مزید رفعت مراتب نبوی ﷺ ہے۔یہاں تک کہ اگر اطلاق مذکور کو تسلیم نہ کیجیے تو رسول اللہ ﷺ کی عظمت اور رفعت کے سات حصوں میں سے کل ایک ہی باقی رہ جائے اور چھ حصے عظمت کم ہو جائے"۔(تحذیر الناس ص ۱۷)
>
> "اگر ہفت زمین کو بطور مذکور بر ترتیب فوق و تحت نہ مانئے تو پھر عظمت و شان محمدی بہ نسبت اس قدر عظمت کے جو در صورت تسلیم ارضی ہفت گانہ بطور مذکور لازم آتی تھی چھ گنی کم ہو جائے گی۔ظاہر ہے کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو اگر کوئی نادان فقط اسی اقلیم کا بادشاہ سمجھے جس میں وہ رونق افروز ہے تو یوں کہو کہ اس کی عظمت کے چھ حصے گھٹا دیئے فقط ایک ہی پر قناعت کی"۔(تحذیر الناس ص ۲۹)

نانوتوی صاحب سے ان کے رشتہ دار مولوی محمد احسن نانوتوی (المتوفی ۱۳۱۲ھ/۱۸۹۵ء) نے "در منثور" میں مذکور ایک اثر ابن عباس کے بارے میں سوال کیا تھا۔موصوف نے اثر مذکورہ کو اپنی دلیل بنایا اور دعویٰ نبوت کے لیے چور دروازے بنانے کی غرض سے "تحذیر الناس" کتاب لکھی جس کی پورے ہندوستان میں سے کسی ایک عالم نے بھی کلی تائید نہیں کی تھی کیونکہ اکابر اُمت نے اس اثر کو شاذ کہتے ہوئے رد کیا اور عقیدہ خاتمیت کے خلاف ٹھہرایا تھا جیسا کہ اسی "تحذیر الناس" کے صفحہ ۲۹، ۳۰ پر نانوتوی صاحب نے خود بھی اعتراف کیا ہے۔

موصوف نے اثر مذکورہ کے تحت سات زمینیں الگ ٹھہرائی اور ہر زمین میں ایک ایک آدم نوح ابراہیم عیسیٰ اور محمد علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام ٹھہرائے۔یوں شش مثل کا فتنہ پھر جگایا۔گویا خود حضور ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ

کے ہمنام چھ نبی باقی زمینوں میں موجود تھے اور اوپر کی زمین والے کو ان سب کا حاکم ٹھہرایا ہے اور بتایا ہے کہ وہ اپنی اپنی زمین کے خاتم اور حضورﷺ ان سب کے بھی خاتم۔۔۔ حالانکہ اکابر اُمت نے اس بات کو کفر ٹھہرایا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے کو عقیدہ خاتمیت کا انکار قرار دیا ہے۔ جیسا کہ دیوبندیوں کے مفتی اعظم پاکستان مولوی محمد شفیع صاحب نے اپنی کتاب "ختم نبوت کامل" میں اکابر اُمت کی اس بارے میں متعدد عبارتیں نقل کی ہیں۔

نانوتوی صاحب نے اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسولﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کے مقابلے میں نانوتوی صاحب کی گھڑی ہوئی خاتمیت کو یہ برتری ہے کہ باقی چھ زمینوں میں حضورﷺ کے چھ مثل اور ماننے سے نبی کریم ﷺ کا مرتبہ چھ گنا اور بلند ہو جاتا ہے۔

۲) اگر باقی چھ زمینوں میں آپﷺ کے چھ مثل اور نہ مانے جائیں تو اس صورت میں نانوتوی صاحب کے نزدیک رسولﷺ کی عظمت اور رفعت کے سات حصوں میں سے صرف ایک حصہ باقی رہ جائے گا اور چھ حصے عظمت و رفعت کم ہو جائے گی۔

۳) وہ شخص نادان ہیں جو اللہ جل شانہ اور رسولﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کے مطابق حضورﷺ کو ایک ہی ملک کا بادشاہ بنائے رکھنے پر قناعت کیے ہوئے ہیں اور آپﷺ کی چھ گنا شان گھٹا رہے ہیں۔

۴) اللہ جل شانہ اور رسولﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کو چھوڑ کر موصوف کی بتائی ہوئی خاتمیت کو ماننے کا نانوتوی صاحب کے نزدیک یہ فائدہ ہے کہ اس کے ماننے سے حضورﷺ کی شان چھ گنا اور بڑھ جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ جل شانہ سے بڑھائی نہیں جا سکی تھی۔

نانوتوی صاحب نے اپنی اس گھڑنت کا اعتراف ان لفظوں میں کیا ہوا ہے!

> "ہاں بوجہ عدم ثبوت قطعی نہ کسی کو تکلیف عقیدہ دے سکتے ہیں نہ کسی کو بوجہ انکار کافر کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس قسم کے استنباط اُمت کے حق میں مفید یقین نہیں ہو سکتے احتمال خطا باقی رہتا ہے۔ البتہ تصریحات قطعی الثبوت تو پھر تکلیف مذکور اور تکفیر مسطور دونوں تو یہاں ایسی تصریحات درجہ قطعیت کو نہیں پہنچی یعنی نہ کلام اللہ میں ایسی تصریح ہے نہ کسی حدیث متواتر میں البتہ حضرت عبداللہ بن عباس سے ایک اثر منقول ہے جو درجہ تواتر تک نہیں پہنچا نہ اس کے مضمون پر اجماع منعقد ہوا"۔ (تحذیر الناس ص ۲۹)

اب اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسولﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کے بارے میں نانوتوی صاحب کی تصریح ملاحظہ ہو!

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے اور تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی او کما قال جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی ہے کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر ہو پہنچ گیا ہے۔ پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا کہ الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض ووتر وغیرہ باوجود یہ کہ الفاظ احادیث مشعر تعداد احادیث مشعر تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا اسکا منکر کافر ہے ایسا ہی اسکا منکر بھی کافر ہوگا"۔ (تحذیر الناس ص ۱۰، ۱۱)

ان دونوں عبارتوں میں نانوتوی صاحب نے اپنی گھڑی ہوئی خاتمیت اور اللہ جل شانہ و رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کی شرعی حیثیت اپنے لفظوں میں بیان کی ہے اور دونوں کے ماننے اور نہ ماننے کا شرعی حکم بھی لکھ دیا۔ ان عبارتوں کے بعض نکات یہ ہیں۔

۱) نانوتوی صاحب کی گھڑی ہوئی خاتمیت کا کوئی قطعی ثبوت نہیں ہے۔

۲) بایں وجہ اس پر عقیدہ رکھنے کی کسی کو تکلیف نہیں دی جاسکتی۔

۳) موصوف کی گھڑی ہوئی خاتمیت کے منکر کو کافر نہیں کہا جاسکتا۔

۴) نانوتوی صاحب کی گھڑی ہوئی خاتمیت پر یقین نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ایسے استنباط میں خطا کا احتمال باقی رہتا ہے۔

۵) موصوف نے جو خاتمیت گھڑی اس کی قرآن مجید اور کسی متواتر حدیث میں کوئی تصریح نہیں ہے۔

۶) نانوتوی صاحب نے اس خاتمیت کی عمارت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ایک اثر کی بنیاد پر تعمیر کی ہے جس کو اکابر اُمت نے شاذ بتایا اور عقیدہ خاتمیت کے خلاف ٹھہرا کر رد کیا ہوا تھا۔

۷) نانوتوی صاحب کے نزدیک بھی مذکورہ اثر درجہ تواتر کو نہیں پہنچا اور اُمت محمدیہ کا اس پر اجماع منعقد نہیں ہوا بلکہ یہ اُمت مرحومہ کا رد کیا ہوا اثر ہے۔

۸) نانوتوی صاحب پورا زور لگاتے رہے ہیں کہ خاتمیت مرتبی کو ماننے سے خاتمیت زمانی خود بخود لازم

آجائے گی حالانکہ موصوف کی یہ سینہ زوری اور عوام الناس کو دھوکہ دینا ہے کیونکہ خاتمیت مرتبی کے ماننے سے تو خاتمیت زمانی کا انکار لازم آتا ہے۔

۹) اللہ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت زمانی کا مضمون درجہ تواتر کو پہنچ گیا ہے۔

۱۰) خاتمیت زمانی پر اُمت محمدیہ کا اجماع بھی منعقد ہو گیا ہے۔

۱۱) خاتمیت زمانی کا منکر رکعات نماز کے منکر کی طرح کافر ہے۔

جب نانوتوی صاحب بھی خود مانتے تھے کہ خاتمیت زمانی کا منکر کافر ہے تو انہوں نے جان بوجھ کر اس کے خلاف دوسری خاتمیت کیوں گھڑی؟ اور کیوں کفر اور ارتداد کا ارتکاب کیا؟ اس سوال کا جواب موصوف نے اس عبارت میں دیا ہوا ہے!

"باقی رہی یہ بات کہ بڑوں کی تاویل کو نہ ماننے تو ان کی تحقیر نعوذ باللہ لازم آئے گی۔ یہ انہیں لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو بڑوں کی بات فقط ازراہ بے ادبی نہیں مانا کرتے۔ ایسے لوگ اگر ایسا سمجھیں تو بجا ہے۔ المرء یقیس علی نفسہ۔ اپنا یہ وطرہ نہیں۔ نقصان شان اور چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز۔ اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آگیا؟۔۔۔ اور کسی طفل ناداں نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا؟

گاہ باشد کہ کودک ناداں   بغلط بر ہدف زند تیرے (تحذیر الناس ص ۳۴)

اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں رکھی بلکہ اللہ تعالیٰ جل شانہ و رسول ﷺ کی بتائی ہوئی خاتمیت کے مقابلے میں نئی خاتمیت گھڑنے اور پوری اُمت محمدیہ کی مخالفت کر کے کفر و ارتداد کا وبال سر پر لینے کی وجہ بیان کر دی ہے۔۔۔ چند نکات ملاحظہ فرمائیے۔

۱) اگر کوئی نانوتوی صاحب سے یہ کہتا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ جل شانہ اور رسول ﷺ کی بتائی ہوئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی سمجھی اور سمجھائی ہوئی اجماعی خاتمیت کو رد کر کے اس کے بالمقابل اپنی طرف سے جو خاتمیت گھڑی ہے تو ایسا کرنے کے باعث ان سارے بڑوں کی تحقیر لازم آئے گی۔ تو موصوف نے جواب دے دیا ہے کہ بڑوں کی تحقیر تب ہوتی ہے جب کوئی ان کی بات کو بے ادبی سے نہ مانے جبکہ میں نے تو ان کی بتائی ہوئی خاتمیت کو بڑے ادب واحترام سے ٹھکرایا اور رد کیا ہے لہذا انکی تحقیر کب لازم آئی؟

۲) نانوتوی صاحب بتارہے ہیں کہ میں بڑوں کی بے ادبی نہیں کررہا ہوں بلکہ خاتمیت کے معنی میں سارے ہی بڑوں سے بھول چوک اور خطاونسیان کا وقوع ہو گیا تھا۔

۳) بڑوں سے خاتمیت کے معنی میں یہ غلطی بایں وجہ واقع ہوئی کہ انہوں نے خاتمیت کے معنی کی طرف پوری توجہ نہیں فرمائی تھی۔

۴) خاتمیت کے معنی کی طرف پوری توجہ نہ کرنے کے باعث بڑوں کا ذہن اس کے حقیقی مفہوم تک نہ پہنچ سکا اور ان میں سے کوئی ایک بھی ٹھکانے کی بات نہ کہہ سکا۔

۵) تیرہ صدیاں گزرنے پر برٹش گورنمنٹ کی نگاہ عنایت سے ٹھکانے کی بات آج ایک طفل ناداں نے اپنی کتاب "تحذیر الناس" میں کہہ دی جیسا کہ حسن اتفاق سے کبھی کسی طفل ناداں کا تیر بھی نشانے پر جا لگتا ہے اور اتنی بات سے وہ عظیم الشان نہیں ہو جاتا۔۔۔

افسوس!

کیا خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفوی جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نوٹ: یہ مضمون علامہ عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "کلمہ حق" کے ابتداء سے لیا گیا ہے۔

تقسیمِ نبوت اور تحذیر الناس

علامہ حافظ قاضی عبدالرزاق حطاروی بھترالوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

امام نوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

والخامس ان النھی مختص بالتفصیل فی نفس النبوۃ فلا تفاضل فیھا وانما التفاضل بالخصائص وفضائل اُخری ولا بد من اعتقاد التفصیل فقد قال اللہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض ۔(نووی)

پانچویں وجہ ممانعت کی یہ ہے کہ بیشک نفسِ نبوت میں انبیاء کرام کو ایک دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں (بلکہ تمام انبیاء کرام کی نبوت میں برابری ہے) البتہ خصائص وکمالات وغیرہ کے لحاظ سے بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔اسطرح انبیاء کرام میں سے بعض کو بعض پر افضلیت کے حاصل ہونے کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود بعض انبیاء کرام کی بعض دوسرے انبیاء کرام پر افضلیت کو ان الفاظ سے بیان کیا۔"**تلک الرسول فضلنا بعضھم علی بعض**" یہ رسول ہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔

نبوت کی تقسیم بالذات اور بالعرض سے درست نہیں:

اس آخری وجہ سے یہ نتیجہ واضح ہوا کہ تمام انبیاء کرام کی نفسِ نبوت میں برابری ہے نبی کریم ﷺ کی نبوت کو بالذات اور باقی انبیاء کرام کی نبوت کو بالعرض کہنا درست نہیں۔اسی وجہ سے مولانا قاسم نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس کی یہ عبارت باعث نزاع بنی۔

> "آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوائے آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں"۔(تحذیر الناس)

مولانا کی اس عبارت اور تحذیر الناس کی دیگر قابل مواخذہ عبارات کا غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "التبشیر برد التحذیر" میں رد بلیغ فرمایا۔یہ ایک عظیم علمی تحقیق ہے ہر منصف مزاج مسلمان کو اسکا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔متعصب کے لیے تو کتابوں کے انبار بھی ناکافی ہیں۔ذیل میں علامہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ رسالہ سے بمع تغیر وتبدل کے میں اپنے اس موضوع پر کچھ عبارات نقل کر رہا ہوں۔

نبوت کو بالذات اور بالعرض تقسیم کرنا شرعاً باطل ہے۔کیونکہ وصف ذاتی اصلی ہوتا ہے اور وصف عرضی غیر اصلی۔یقیناً

وصف ذاتی اور اصلی وصف عرضی اور غیر اصلی سے بہتر ہوتا ہے۔لہذا ذاتی نبوت عرضی نبوت سے افضل ہوگی۔کیونکہ نبوت بھی ایک وصف ہے اس طرح مولانا قاسم نانوتوی صاحب کے نزدیک نفسی نبوت میں فضیلت ثابت ہوگی حالانکہ نفسی نبوت میں فضیلت ثابت کرنا قرآن وحدیث اور علماء اُمت کے مسلک کے منافی ہے۔علامہ نووی کا مسلک بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ کے نزدیک نفس نبوت میں فضیلت کی ممانعت ہے۔

نبوت کی تقسیم بالذات اور بالعرض قرآن پاک کے منافی ہے:

آیۂ کریمہ **لا نفرق بین احد من رسلہ** میں اسی تقسیم کی نفی کی گئی ہے کیونکہ اس آیۂ کریمہ میں نفسی نبوت اور رسالت میں تفریق نہ کرنے کا ذکر ہے۔

روح المعانی پارہ ۳ میں ہے!"**لان المعتبر علم التفریق من حیث الرسالۃ دون سائر الحیثیات**"۔یعنی آیۂ کریمہ میں جو کہا گیا ہے کہ ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی ایک میں تفریق نہیں کرتے یہاں معتبر تفریق نہ کرنا باعتبار نفسی رسالت کے ہے باقی حیثیات سے نہیں۔یعنی باقی خواص وکمالات کے لحاظ سے بعض کو فضیلت حاصل ہونے میں کوئی کلام نہیں۔

تفسیر کبیر میں اسی آیۂ کے ماتحت اس طرح ذکر کیا گیا ہے!

"**بل معنی الایۃ لا نفرق بین احد من رسلہ و بین احد من غیرہ فی النبوۃ**" بلکہ اس آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ ہم کسی ایک نبی کو دوسرے سے نفسی نبوت میں فضیلت دینے سے امتیازی حیثیت نہیں دیتے۔

ابوالسعو دبحاشہ الکبیر میں اسی مقام پر اس طرح بیان کیا گیا ہے!

لا نفرق بین احد من رسلہ o لان المعتبر عدم التفریق من حیث الرسالۃ دون سائر الحیثیات الخاصۃ "یہاں یہ مراد ہے کہ نفسی رسالت میں کسی رسول کو ہم امتیازی حیثیت نہیں دیتے اسکا یہ مطلب نہیں کہ ہم باقی خاص حیثیات اور فضائل کیوجہ سے بھی کسی کیلئے امتیازی حیثیت نہیں مانتے۔

مدارک میں **تلک الرسل فضلنا** آیۂ کے ماتحت ذکر کیا گیا ہے!

"**تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض بالخصائص وراء الرسالۃ لاستوائھم فیھا کالمومنین یسترون فی صفۃ الایمان و یتفاوتون فی الطاعات بعد الایمان**" یہ رسول ہیں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی۔اسکا مطلب یہ ہے کہ ہم نے بعض انبیاء کرام کو ان کی بعض خصوصیات کے پیش نظر فضیلت دی نہ کہ نفسی رسالت میں کسی کو فضیلت دی کیونکہ نفسی رسالت میں سب انبیاء کرام برابر ہیں۔جس طرح تمام مومن نفسی ایمان میں

برابر ہیں البتہ ایمان کے بعد طاعات ونیکیوں کی وجہ سے بعض کے مراتب بلند بعض کے بلند تر بعض کے بلند ترین ہیں۔

نفسی نبوت میں فضیلت حدیث پاک کی مخالفت:

ایک یہی حدیث پاک جو زیر بحث چلی آرہی ہے اسمیں نفسی نبوت میں فضیلت کی ممانعت کی گئی ہے اس طرح دوسری حدیث پاک "لا تخیرونی علی موسیٰ۔۔الخ" (مرفوع ابی ہریرہ بخاری جلد اول باب الخصومات)

عینی شرح بخاری میں اس پر بحث کی گئی ہے!

"الخامس انه انهی عن التفضیل فی نفس النبوۃ لا فی ذوات الانبیاء علیهم السلام و عموم رسالتهم و زیادۃ خصائصهم و قد قال الله تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض"

پانچویں فضیلت کی ممانعت کیوجہ نفس نبوت میں ہے یہ درجہ نہیں کہ انبیاء کرام کی ذوات میں یا انکی عموم رسالت اور زیادتی خصائص میں فضیلت سے منع کیا گیا ہے بلکہ ان وجوہ سے فضیلت بعض کی بعض پر ثابت کرنے کیلیے اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرمایا تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض۔

اسی حدیث کے تحت حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی فتح الباری ج ۶ میں بیان فرماتے ہیں!

"وقیل النهی عن التفضیل انما هو فی حق النبوۃ نفسها لقوله تعالیٰ لانفرق بین احد من رسله ولم ینه عن تفضیل بعض الذوات علی بعض لقوله تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض" نفس نبوت میں فضیلت سے منع کیا گیا ہے بوجہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کے لا نفرق بین احد من رسله۔

بعض ذوات انبیاء کی افضلیت بعض پر ممنوع نہیں بوجہ اس ارشاد باری تعالیٰ کے تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض۔

ما ینبغی لاحد ان یقول لی خیرا من ابن متی (بخاری جلد سالخ) کسی ایک کے لیے مناسب نہیں کہ مجھے ابن متی سے بہتر کہے۔

اس حدیث پاک کے تحت علامہ قسطلانی نے ذکر فرمایا!

"ای فی نفس النبوۃ اذلا تفاضل فیها نعم بعض النبین افضل من بعض کما هو مقرر" یعنی نفس

نبوت میں فضیلت کی ممانعت ہے ہاں البتہ بعض انبیاء کرام کی بعض پر فضیلت یقیناً ثابت ہے۔نیز اسی صفحہ پر آٹھ سطر کے بعد فرماتے ہیں!''و نفس النبوة لا تفاضل فیها اذ کلهم فیها علی حد سواء کما مر''۔نفس نبوت میں کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں جبکہ نفس نبوت میں تمام انبیاء کرام برابر ہیں۔عبارت منقولہ کی روشنی میں یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو کر سامنے آگئی کہ ہمارے آقائے نامدار ﷺ سے لیکر حضرت آدم علیہ السلام تک کسی نبی کا وصف نبوت کسی دوسرے نبی کی نبوت کے بالمقابل کوئی فرق نہیں پایا جاتا نہ کسی نبی کا وصف نبوت کسی دوسرے نبی کی وصف نبوت سے کم وبیش ہو سکتا ہے۔''لا تفضیل فی النبوة ''نفس نبوت میں قطعاً کوئی تفضیل نہیں البتہ ذوات انبیاء کرام ورسل عظام علیہ الصلوۃ والسلام میں خصوصیات کی بناء پر ضرور تفضیل ہے۔لہذا ثابت ہوا کہ صاحب تحذیر الناس نے نبوت کی تقسیم بالذات اور بالعرض سے کر کے صراحۃً غلطی کی ہے جس کی تاویل کی کوئی گنجائش نہیں۔

ایک اعتراض کا جواب:

الفرقان وغیرہ میں کم فہمی یا مغالطہ کی بناء پر یہ کہا گیا ہے کہ ہمارا تمہارا دونوں کا متفق علیہ مسلک ہے کہ کسی کو کوئی کمال رسول کریم ﷺ کے واسطے کے بغیر نہیں ملا اور نبوت بھی کمال ہے وہ حضور ﷺ کے واسطے کے بغیر کیونکر مل سکتی ہے؟لہذا ماننا پڑے گا کہ ہر نبی کو وصف بواسطہ نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم دیا گیا اور بالذات اور بالعرض سے یہی مراد ہے۔

اسکے جواب میں گزارش کرونگا کہ یہ ایک عجیب قسم کا مغالطہ ہے جس سے جہلا تو متاثر ہو سکتے ہیں مگر ذی علم انسان کی نظر میں اس کی کچھ حقیقت نہیں۔نانوتوی صاحب نے حضور ﷺ کو وصف نبوت کیساتھ بالذات موصوف مانا ہے جسکی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے تحذیر الناس میں لکھا ہے!

''تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے۔موصوف بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے معلوم ہے۔کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا''۔(تحذیر الناس ص ۴ طبع کتب خانہ رحیمیہ دیوبند انڈیا)

آگے چل کر لکھتے ہیں!

''الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔چنانچہ خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے''۔(تحذیر الناس ص ۴ طبع کتب خانہ رحیمیہ دیوبند انڈیا)

ان دونوں عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک وصف ذاتی سے وہ وصف مراد ہے جس پر وصف عرضی کا قصہ ختم ہو جائے جیسا کہ انہوں نے خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی یہی وجہ بیان کی ہے۔ لیکن اُمت مسلمہ کے نزدیک حصول کمال میں حضور ﷺ کے واسطہ ہونے سے یہ مراد نہیں کیونکہ حضور ﷺ ہر کمال کے حصول میں واسطہ ہیں۔ خواہ وہ نبوت ہو یا غیر نبوت حتیٰ کہ حصول ایمان میں بھی حضور ﷺ واسطہ ہیں۔ نانوتوی صاحب بھی اسی کے قائل ہیں چنانچہ انہوں نے تحذیر الناس میں ارقام فرمایا!

"اور یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بالذات ہو۔ اور مومنین میں بالعرض"۔ (تحذیر الناس ص ۱۳ طبع کتب خانہ رحیمیہ دیوبند انڈیا)

مگر آج تک کسی نے نہیں کہا کہ معاذ اللہ ایمان، علم، عمل، ایقان، ہدایت وتقوی کا سلسلہ حضور ﷺ پر ختم ہو گیا اور حضور ﷺ کے بعد کوئی مومن نہیں ہوا نہ صالح نہ متقی نہ مجتہد۔ العیاذ باللہ بلکہ یہ سب اوصاف وکمالات اب بھی جاری ہیں اور

آئندہ بھی جاری رہیں گے اور نبوت کے جاری نہ ہونے کی یہ وجہ آج تک کسی نے نہیں کی حضور ﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام میں اس وصف کے عرضی ہونے کی وجہ سے موصوف بالعرض کا سلسلہ موصوف بالذات پر ختم ہو گیا بلکہ محض اس لیے کہ آیہ کریمہ اور اسی طرح احادیث متواترہ حضور ﷺ کے آخر النبیین ہونے پر دلالت قطعیہ کیساتھ دال ہیں۔ ورنہ اگر وصف ذاتی کی بناء پر اُمت مسلمہ حضور ﷺ کی ذات مقدسہ پر سلسلہ نبوت ختم ہونے کی قائل ہوتی تو اسے بقیہ تمام اوصاف کو بھی اسی اتصاف ذاتی کی وجہ سے حضور ﷺ پر ختم کرنا پڑا۔

یعنی اس امر کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا کہ نبوت کیساتھ ایمان وایقان، عمل وہدایت وتقوی وغیرہ تمام اوصاف حسنہ بلکہ سب کمالات حضور ﷺ پر ختم ہو گئے۔ اب حضور ﷺ کے بعد معاذ اللہ نہ کوئی مومن ہے نہ کوئی متقی نہ صالح نہ عالم کیونکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو گیا۔ مگر ایسی بات کا تسلیم کرنا تو درکنار اس کا تصور بھی اسلامی ذہن کے لیے نا قابل برداشت ہے۔

واسطہ کمال نبوت ہونا اور نبوت سے بالذات متصف ہونا ایک بات نہیں:

معلوم ہوا ہے کہ اُمت مسلمہ کے مسلک کے مطابق حضور ﷺ کا واسطہ کمال نبوت ہونا اور صاحب تحذیر الناس کے قول کے مطابق حضور ﷺ کا کمال نبوت سے متصف بالذات ہونا ایک بات نہیں۔ دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے کیونکہ نانوتوی صاحب کے قول پر نفس نبوت میں فضیلت کا ماننا لازم آئے گا جس کو ابھی کتاب وسنت اور

اقوال محدثین ومفسرین سے باطل کیا جا چکا ہے۔

اور اُمت مسلمہ کے مسلک کی روشنی میں حضورﷺ نفسی نبوت میں تمام انبیاء کرام کے مساوی ہوں گے۔لیکن آپ کی ذات خصوصیات وکمالات اور دیگر انبیاء کرام کے حصول کا واسطہ ہونے کیوجہ سے تمام انبیاء کرام کی ذات سے افضل ہے جس کی حقانیت پر آیۂ کریمہ! "تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض" شاہد عدل ہے۔لیکن برخلاف اسکے مولانا نانوتوی صاحب نے نبوت کی جو تقسیم بالذات اور بالعرض سے کی ہے اس پر کوئی آیۂ کریمہ یا حدیث پاک بطور دلیل پیش کرنا ممکن نہیں آپ کے عقید تمند وارادتمند اس تقسیم پر قرآن وحدیث سے شہادت پیش کرنے سے عاجز ہیں اور تا قیامت عاجز رہیں گے۔

موصوف بالذات کیلیے تاخر زمانی کا لزوم:

صاحب تحذیر الناس کا بنیادی نکتہ ہی یہ ہے کہ موصوف بالذات کیلیے تاخر زمانی لازم ہے کیونکہ ان کے نزدیک موصوف بالذات پر موصوف بالعرض کا سلسلہ ختم کر کے موصوف بالذات کے لیے تاخر زمانی لازم آتا ہے۔جب تک موصوف بالعرض قائم ہے موصوف بالعرض ہے۔موصوف بالذات کا وجود نہیں ہوگا اس سے کئی خرابیاں لازم آئیں گی۔کیونکہ نبی کریمﷺ ایمان وایقان، علم وعمل، ہدایت،تقوی، غرضیکہ ہر خوبی اور ہر کمال سے متصف بالذات ہوں گے اور دوسرے تمام مومنین

ان صفات سے متصف بالعرض ہوں گے۔چونکہ مولانا کے قانون کے مطابق جب تک موصوف بالعرض ہو اس وقت تک موصوف بالذات نہیں آسکتا۔لہذا جس طرح کسی نبی کا حضور کے بعد آنا اس لیے محال ہے کہ آپ نبوت سے متصف بالذات ہیں۔اسی طرح کسی مومن، صالح، متقی، مجتہد۔عالم بلکہ کسی خوبی کے مالک کا حضور کے بعد آنا محال ہوگا۔کیونکہ حضور ان صفات سے متصف بالذات ہیں۔لہذا نبوت کی تقسیم قبیح نتائج پر منتج ہے بلکہ محدثین ومفسرین کی راہ سے ہٹ کر نئی راہ ہے۔

وما توفیقی الا باللہ العظیم

☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نوٹ: یہ مضمون حضرت علامہ قاضی عبدالرزاق بھترالوی مدظلہ العالی کی کتاب "شمع ہدایت" مطبوعہ ضیاالعلوم پبلیکیشنز کے صفحہ ۲۴۳ سے ۲۵۳ سے لیا گیا ہے۔

دیوبندیت کے مہتمم اول کا
ختم نبوت سے انکار

علامہ بدرالدین احمد قادری علیہ الرحمہ

مولوی قاسم صاحب نانوتوی مہتمم اول مدرسہ دیوبند اپنی کتاب "تحذیر الناس" میں خاتم الانبیاء بمعنی آخر الانبیاء کا صریح کھلم کھلا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

[[بعد حمد وصلوۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (۱) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ ﷺ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں]]۔(تحذیر الناس ص ۳)

مولوی قاسم صاحب نانوتوی کی اس عبارت کا صاف وصریح واضح مطلب یہی ہے کہ خاتم النبیین کا یہ معنی سمجھنا کہ حضور اقدس ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں یہ تو نا سمجھ لوگوں کا خیال ہے سمجھدار لوگوں کے نزدیک یہ معنی غلط ہیں کیونکہ زمانے کے لحاظ سے سب سے پہلے یا سب سے پیچھے ہونا اپنی ذات کے اندر کوئی خوبی اور فضیلت کی بات نہیں۔ ساڑھے تیرہ سو برس سے بھی زیادہ پیشتر سے اب تک تمام اگلے پچھلے اولیاء وعلماء وعوام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ آیت کریمہ میں خاتم النبیین کے صرف یہی معنی ہیں کہ حضور ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں یہی معنی تمام ائمہ اسلام، صوفیا عظام، متکلمین فخام، فقہاء اعلام، مفسرین عالی مقام نے بتائے یہی معنی صحابہ کرام نے تابعین کو سمجھائے بلکہ یہی معنی خود حضور ﷺ نے سینکڑوں حدیثوں میں ارشاد فرمائے۔ علامہ ابن نجیم الاشباہ والنظائر میں تحریر کرتے ہیں!

اذالم یعرف ان محمداً ﷺ آخر الانبیاء فلیس بمسلم لانہ من الضروریات۔	کوئی شخص جب حضور ﷺ کو آخری نبی نہ جانے تو وہ مسلمان نہیں۔ کیونکہ حضور کو آخری نبی ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔(الاشباہ والنظائر مع حموی ص ۲۶۷)

خود مفتی دیوبند مولوی محمد شفیع دیوبندی اپنے رسالہ "ہدیۃ المہدیین (۲) ص ۲۱" میں لکھتے ہیں!

ان اللغة العربية حاكمة بان معنى خاتم النبين في الأية هوآخر لا غير۔	بے شک عربی زبان کا اٹل فیصلہ ہے کہ آیت کریمہ کے اندر خاتم النبین کا معنی صرف آخر الانبیاء ہے دوسرا کوئی معنی نہیں۔

یہی مفتی دیوبند دوسری جگہ لکھتے ہیں!

اجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافه و يقتل ان اصر	اُمت محمدیہ کا خاتم الانبیاء کے اس معنی پر اجماع واتفاق ہے لہذا خاتم الانبیاء کا دوسرا معنی گڑھنے والا کافر قرار پائے گا اور اپنے گڑھے ہوئے معنی پر اصرار کرے وہ قتل کیا جائے گا۔

حوالہ جات مذکورہ بالا نے آفتاب کی طرح روشن کر دیا کہ خاتم النبین کا معنی صرف آخر الانبیاء ہے یعنی حضور ﷺ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد ہے یعنی حضور ﷺ سب میں آخری نبی ہیں۔ اور یہ معنی ضروریات دین میں ہے نیز جو شخص اس معنی کے علاوہ کوئی دوسرا نیا معنی بتائے وہ کافر و مرتد ہے۔ مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے اس اجماعی اتفاقی دینی معنی کا انکار کرتے ہوئے قرآن مجید، حدیث شریف اور لغت عربی کے خلاف خاتم النبین کا ایک نیا معنی خاتم ذاتی گڑھا ہے اور تحذیر الناس میں سارا زور اسی نئے معنی کو ثابت کرنے کیلئے خرچ کیا ہے چنانچہ ایک مقام پر وہ لکھتے ہیں!

[[بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا]] (تحذیر الناس ص ۲۸)

تحذیر الناس کی اس عبارت نے صاف فیصلہ ہی کر دیا کہ اگر مولوی قاسم کے نزدیک خاتمیت محمدی کا یہ معنی ہوتا کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں حضور کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا تو کس طرح وہ جائز مانتے کہ حضور کے بعد نیا نبی پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ ظاہر بات ہے کہ اگر فرض کر لیا جائے کہ حضور کے بعد بھی دوسرا نبی پیدا ہوسکتا ہے تو پھر حضور آخر الانبیاء کیسے قرار پائیں گے حضور کے بعد بھی نئے نبی کے پیدا ہونے کو فرض کرنا کھلے طور پر بتا رہا ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کے نزدیک خاتمیت محمدی کا معنی ختم زمانی نہیں بلکہ ختم ذاتی ہے۔ لہذا ان حقائق

سے ثابت ہو گیا کہ مولوی قاسم صاحب خاتم الانبیاء بمعنی آخر الانبیاء کا انکار کر کے ایک ضرورت دین کے منکر ہوئے اور بحکم شریعت اسلامیہ و بشہادت مولوی مرتضٰی حسن در بھنگی اور بہ فتویٰ مولوی شفیع دیوبندی کافر و مرتد ہوئے۔ مولوی قاسم کا عالم و محدث ہونا، قاسم العلوم والخیرات کہلانا، تبلیغ اسلام میں کوشش کرنا، حضور ﷺ کی نعت شریف میں لمبے چوڑے قصائد لکھنا ان کو کافر و مرتد ہونے سے ہرگز نہیں بچا سکتا۔

دیوبندیوں کے صدر المدرسین جناب حسین احمد ٹانڈوی تحذیر الناس کی الجھی زلفیں سنوارنے اور منکر ضرورت دین مولوی قاسم کو مسلمان ظاہر کرنے کیلئے یوں تحریر کرتے ہیں!

[[حضرت مولانا صاحب صاف طور پر تحریر فرما رہے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہو اور یہ کہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیاء کے زمانے کے بعد نہیں بلکہ آپ کے بعد اور کوئی نبی آسکتا ہے تو وہ کافر ہے]]۔ (شہاب ثاقب ص ۸۹)

ٹانڈوی شیخ دیوبند نے عبارت مذکورہ لکھ کر عام قارئین کو یہ تاثر دینا چاہا ہے کہ جب ہمارے مولانا نانوتوی صاحب اہل حق کی موافقت کرتے ہوئے خود ہی فتویٰ دے رہے ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت زمانی کا منکر کافر ہے تو پھر مولانا نانوتوی کو اس عقیدہ دینیہ کا منکر قرار دینا کیونکر درست ہوگا؟ یہ فتویٰ تو اس پر شاہد عدل ہے کہ مولانا نانوتوی صاحب عقیدہ ختم نبوت زمانی کا صاف اقرار کرتے ہیں تو پھر ایسی صورت میں مولانا قاسم نانوتوی صاحب کو منکر ختم نبوت قرار دیکر ان پر کفر و ارتداد کا فتویٰ دینا بالکل غلط ہے۔ لیکن ملائے ٹانڈوی صاحب کو جوش حمایت میں یہ ہوش نہ رہ گیا کہ جس عبارت کو انھوں نے اپنے پیشوا کی صفائی میں پیش کیا ہے اس نے مُلا قاسم نانوتوی کی مٹی پلید کردی تفصیل ہم سے سنیئے قرآن مجید میں اللہ رب العزت جل شانہ ارشاد فرماتا ہے!

اذا جاءك المنفقون قالوا نشهد انك لرسول الله والله يعلم انك لرسوله ط والله يشهد ان المنفقين لكذبون O (سورہ المنفقون پارہ ۲۹)	جب منافقین تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ واقعی تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین ضرور جھوٹے ہیں۔

صاف صاف واشگاف لفظوں میں اقرار رسالت کے باوجود منافقین کو قرآن پاک نے قطعی جھوٹا قرار دیا اور ان کے کاذب ہونے کا اعلان کیا۔قابل غور امر یہ ہے کہ سچا، کھرا، حق کلمہ بولنے والے منافقین کو دروغ گو، کاذب، جھوٹا ٹھہرایا گیا کیوں؟ صرف اس لیے کہ منافقین منکر رسالت تھے سرکار مصطفی ﷺ کی نبوت کو مانتے نہ تھے دھوکا دینے کے لیے عقیدہ رسالت کا صرف زبانی اقرار کرتے تھے تو جس طرح عقیدہ رسالت کے اقرار میں منافقین قطعی کاذب تھے یوں ہی منکرین ختم نبوت کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی صاحب عقیدہ ختم نبوت زمانی کے اقرار میں ضرور جھوٹے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ نانوتوی صاحب عقیدہ ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں سرکار مصطفی ﷺ کو خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء نہیں مانتے اور رہا نانوتوی صاحب کا بحوالہ شہاب ثاقب یہ فتوی کہ!]] جو شخص رسول اللہ ﷺ کے آخر النبیین ہونے کا منکر ہو وہ کافر ہے]] تو فتوی یقیناً حق ہے لیکن فتوٰی دینے والے نانوتوی صاحب قطعاً جھوٹے ہیں اس لیے کہ اگر نانوتوی صاحب کا یہ اعتقاد ہوتا کہ سرکار مصطفی ﷺ آخری نبی ہیں سرکار کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہو سکتا تو وہ تحذیر الناس کتاب کیوں تصنیف کرتے؟ خاتم النبیین کا نیا معنی کیوں گڑھتے؟ تحذیر الناس ص ۳ میں عقیدہ دینیہ ضروریہ ختم نبوت زمانی کو عوام جاہلوں کا خیال کیوں قرار دیتے؟ تحذیر الناس ص ۲۸ میں حضور اقدس تاجدار ختم نبوت ﷺ کے بعد نیا نبی پیدا ہونے کو جائز کیوں مانتے؟

ان سب امور سے کانٹے کی تول ثابت ہو گیا کہ نانوتوی صاحب نے اہل حق کی موافقت کرکے خود اپنی ذات پر کفر وارتداد کا فتوی دیا ہے۔لہذا نانوتوی صاحب کو کافر ومرتد ثابت کرنے کے سلسلے میں ہمیں کسی دوسری دلیل اور حوالہ پیش کرنے کی ضرورت نہ رہ گئی۔شہاب ثاقب ص ۸۹ کی عبارت کا صرف حوالہ دیدیا۔

یہ اطمینان حاصل کرنے کیلیے کہ نانوتوی صاحب نے عقیدہ ختم نبوت زمانی کا انکار کرنے اور خاتم النبیین کا نیا معنی گڑھنے کی خاطر کتاب تحذیر الناس تصنیف کی ہے ناظرین حضرات ذیل کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔دیوبندیوں کے حکیم الامت پیشوائے وہابیت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں!

]]جس وقت مولانا قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس لکھی ہے کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کیساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحئی کے]]۔(الافاضات الیومیہ حصہ چہارم ص ۵۸۰ زیر ملفوظ ص ۹۲۷)

تھانوی صاحب کی صاف صاف بے پھیر پھار گواہی نے ثابت کردیا کہ مولوی نانوتوی صاحب نے اپنی تصنیف تحذیر الناس میں عقیدہ دینیہ ختم نبوت زمانی کا ایسا کھلا انکار کیا تھا جس کے باعث ان کے زمانے کے علمائے

دیوبند بھی ان کے صریح کفر کی موافقت نہ کر سکے۔ لیکن بعد میں شخصیت پرستی کے جذبہ باطل نے مولوی حسین احمد ٹانڈوی، منظور احمد سنبھلی، مرتضٰی حسن دربھنگی اور خود مولوی اشرف علی تھانوی نیز بقیہ سارے علمائے دیوبند کو تحذیر الناس کی موافقت پر مجبور کر دیا ہے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نوٹ: یہ مضمون علامہ بدرالدین احمد صاحب کی کتاب "سوانح امام احمد رضا" سے لیا گیا ہے۔

تحذیر الناس اور اُسکا پس منظر

سید بادشاہ تبسم بخاری (ایم اے)

نحمده و نصلی ونسلم علی رسوله الکریم اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کو آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ کے بعد قیامت تک کسی قسم کا کوئی نبی اور رسول نہیں آسکتا۔ قیامت تک آپ ہی کی نبوت جاری و ساری ہے۔ محمد رسول اللہ کے معنی ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ یہ معنی آپ کے آخری نبی اور رسول ہونے کے بھی غماز ہیں جو کوئی آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا یا اُس کی تائید کرے گا اُس کو ادنیٰ مسلمان بھی سمجھے گا ہر کوئی اس عقیدے سے کافر ہوتا چلا جائے گا۔ اسی طرح جو کوئی خاتم کے معنی میں تبدیلی کرے گا مسلمان نہ رہے گا۔ قرآن حکیم نے جب خاتم النبیین فرمادیا تو یہ آیت آپ کے آخری نبی ہونے میں نص قطعی ہوگئی۔ آخری نبی کا معنی خود حضور ﷺ نے بتایا۔ صحابہ کرام، تابعین اور تمام اُمت محمد یہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا عقیدہ و ایمان اسی پر رہا اور اسی پر رہے گا۔ جملہ ائمہ کرام مفسرین و محدثین نے قرآن و حدیث کی روشنی میں یہی بتایا کہ خاتم بمعنی "آخری نبی" ہے اسی پر اجماع ہے اور اسی پر تواتر ثابت ہے۔ اس معنی میں نہ کوئی تاویل مانی جائے گی نہ کوئی تخصیص بلکہ تاویل و تخصیص کرنے والا بھی خارج از اسلام ہوگا۔ اور سمجھ بوجھ کر بھی ایسے کافر کے کفر میں شک کرنے والا اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کا قطعی اور بنیادی عقیدہ ہے یہ ضروریات دین میں سے ہے لہذا جس نے اس مسئلہ میں گڑبڑ پیدا کی کوئی بھی اپنے نبی کا نام لیوا اُس سے سمجھوتہ نہیں کر سکتا چاہے اُس کی شہرت بہت زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ حسد بضد، تعصب اور بے جا ہٹ دھرمی انسان کے عقل پر دبیز پردے ڈال دیتی ہے۔ پھر انسان کو کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے ہر مسلمان کو محفوظ و مامون رکھے۔

برصغیر میں اختلاف کب سے شروع ہوئے؟ کیوں شروع ہوئے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کس کے اشارے پر خود ساختہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اُس دور کی مذہبی صورت حال کیا تھی؟ عقائد میں انتشار و خلفشار کس نے پیدا کیا؟ حضور ﷺ کی حرمت و عزت پر کون لوگ حملہ آور ہو کر اُسے مجروح کر رہے تھے؟ کس طبقے کی کتابوں نے غلامان مصطفیٰ ﷺ کے اذہان و قلوب میں آگ لگا رکھی تھی؟ ہندوستان بھر کے سنی حنفی علماء کس پر کفر کا فتویٰ عائد کر رہے تھے؟ مسلمانوں کے اندر فتنہ و فساد کی یہ فضا کس نے پیدا کی؟ ان سب کا بیان کرنا نہایت ضروری ہے تا کہ "تحذیر الناس" کی شرانگیزی کا مکمل پتہ چل سکے جو ۱۸۷۲ء میں لکھی گئی اور جس کے مصنف مولوی محمد قاسم نانوتوی ہیں۔ اور

جس نے قادیانیت کی بنیاد رکھنے میں مرکزی کردار ادا کیا۔ پہلے پس منظر بیان کیا جاتا ہے پھر تحذیر الناس کی عبارات پر بحث ہوگی ور یہ بھی بتایا جائے گا کہ قادیانیوں کے نزدیک تحذیر الناس کی کیا اہمیت ہے اور نانوتوی صاحب نے خاتم کا معنی جو بالذات نبی کیا تھا اُس نے قادیانی کذاب کو کتنا فائدہ دیا۔ پھر ذہن نشین فرمالیں کہ تحذیر الناس کہ جس میں خاتم کا معنی بدل دیا گیا جس میں ختم نبوت زمانی کا انکار ہے جس نے حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد بھی کسی نبی کے پیدا ہونے کا امکان پیدا کیا اور پھر خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ ہونے کا عقیدہ دیا۔ ۱۸۷۲ء میں لکھی گئی جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ ۲۹ سال بعد ۱۹۰۱ء میں کیا۔

اختلافات کا نقطۂ آغاز:

انگریز کل بھی ہمارا دشمن تھا، آج بھی ہمارا دشمن ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعویٰ نبوت سے پہلے انگریز بہادر نے اس مقصد کیلیے حالات کافی حد تک سازگار کیے۔ عقل بھی اسی بات کو تسلیم کرتی ہے کوئی کاشتکار بنجر زمین میں بیج نہیں بویا کرتا۔ وہ محنت کر کے پہلے زمین کو بیج بونے کے قابل بناتا ہے پھر بیج ڈالتا ہے اور ہری بھری فصل کاٹتا ہے۔ عیار مگر دوراندیش انگریز نے برصغیر کے مسلمانوں کو کمزور کرنے کیلیے جب فتنہ وفساد کا بیج بونا چاہا کہ انہیں لڑا بھڑا کر تقسیم کرو اور حکومت کرو تو پہلے اُس نے مسلمانوں کی نفسیات کا مطالعہ کیا اُن کے عقیدہ وایمان کا جائزہ لیا جذبہ اخوت کو جانچا پرکھا اور بالخصوص مسلمانوں کے پیغمبر اعظم ﷺ سے اُن کی والہانہ محبت وعقیدت کا اندازہ کیا۔ نتیجۃً یہ آخری بات اُس کے دل میں بیٹھ گئی کہ کسی طرح ان میں سے ایک طبقہ کی اُن کے پیغمبر اعظم ﷺ سے ادب واحترام کے رشتے کو کاٹ دیا جائے کہ ظاہری صورت اسلام باقی رہے اور اپنا مطلب بھی اُن سے بخوبی حاصل ہو جائے یعنی ڈھانچہ باقی رہے اور اندر سے کھوکھلا کر دیا جائے انگریز کی مراد پوری ہوگئی ہمفرے نے یہی کردار حجاز مقدس میں ادا کیا۔ (دلچسپی رکھنے والے کتاب "ہمفرے کی کہانی" ملاحظہ فرمائیں)

اُس وقت برصغیر میں خاندان ولی اللّٰہی کی علمی شہرت عروج پر تھی۔ کہتے ہیں کہ میٹھے پھلوں میں کڑوا بھی نکل آتا ہے۔ مسلمانوں میں فتنہ وفساد کی بنیاد اسی شہرت یافتہ علمی خانوادے کے ایک فرد شاہ اسماعیل دہلوی بالاکوٹی کے ہاتھوں پڑی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حکومت انگریزوں کی تھی مگر انھوں نے کمال عیاری سے یہ کام حکومت کے زور پر نکالا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اپنے نوجوان بھتیجے کی حرکتوں پر ویسے بھی ناخوش رہتے رہی سہی کسر مکار انگریز نے پوری کردی مولوی اسماعیل صاحب نے ابتدا ہی سے گل کھلانے شروع کر دیے تھے۔ ایک بار عرب سے کوئی قافلہ ہندوستان آیا انہوں نے نماز میں رفع یدین کیا شاہ اسماعیل اُن سے اتنے متاثر ہوئے کہ لوگوں کو نماز میں رفع یدین

کرانا شروع کر دیا۔آباؤ اجداد کا طریقہ بھول بیٹھے۔چنانچہ مساجد میں اختلاف کے باعث مسلمانوں میں جھگڑے کھڑے ہو گئے اور وہ ایک دوسرے پر ہاتھ اُٹھانے لگے چونکہ رفع یدین کا مطلب بھی ہاتھ اُٹھانا ہے اس لیے خود علمائے دیوبند نے شاہ عبدالعزیز کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ ازراہِ مذاق کہا کرتے تھے "شاہ اسماعیل نے تو واقعی رفع یدین کرادیا"۔شاہ اسماعیل نے ایک رسالہ یکروزی میں لکھا ہم نہیں مانتے کہ خدا کا جھوٹ بولنا محال ہے کیونکہ اس طرح قدرت خداوندی آدمی سے کم ہو جاتی ہے ایک اور مسئلہ یہ نکالا کہ حضور ﷺ کی نظیر ممکن ہے اس عقیدے سے بھی ختم نبوت پر زد پڑتی تھی حالانکہ تمام اہلہ اور متبحر علماء کے نزدیک آپ کی نظیر ممکن نہیں۔اس کا رد تحریک آزادی کے بے مثال مجاہد مولانا فضل حق خیر آبادی نے فرمایا۔پھر شاہ اسماعیل صاحب نے بقیض استاد سید احمد رائے بریلوی "صراط مستقیم" لکھی اس میں بھی توہین رسالت کا شدید ارتکاب کر ڈالا۔لکھا کہ نماز میں حضور ﷺ کا خیال اپنے بیل گدھے کے خیال میں مستغرق ہو جانے سے بھی بدتر ہے (والعیاذ باللہ) آخر تان "تقویۃ الایمان" نامی کتاب پر جا کر ٹوٹی۔برصغیر کے مسلمانوں میں فتنہ وفساد کا دروازہ اسی کتاب نے کھولا اور انتشار وافتراق کی آگ اسی کتاب کی عبادات نے بھڑکائی۔اس کتاب کی وجہ سے باہمی خانہ جنگی اور لڑائی بھڑائی کے خدشات کا اعتراف خود دہلوی صاحب کو بھی تھا (ارواح ثلاثہ از مولوی اشرف علی تھانوی) تلمیذ انور شاہ کشمیری مولوی سید احمد رضا بجنوری دیوبندی تقویۃ الایمان کے متعلق لکھتے ہیں!

[[افسوس ہے کہ اس کتاب کی وجہ سے مسلمانان ہندو پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصدی حنفی المسلک ہیں، دو گروہوں میں بٹ گئے۔ایسے اختلاف کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطہ میں بھی ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے]] (انوار الباری ج ۱۳ ص ۱۱۳ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

شاہ اسماعیل دہلوی بالاکوٹی نے کتابیں لکھیں اور ان پر ہونے والے جائز اعتراضات کی بوچھاڑ کا دفاع علمائے دیوبند نے اپنے ذمے لیا اور اب تک یہ فریضہ وہ نہایت خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ اس کام کا بدلہ انہیں ضرور دے گا۔کچھ "تقویۃ الایمان" کی توہین آمیز عبارات کو تبدیل کر کے شائع کر رہے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ عبارات واقعی توہین آمیز اور مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث ہیں۔مگر جو تقویۃ الایمانی رنگ میں رنگے اور تنقیصی ماحول میں ڈھلے ہوئے ہیں انہیں عبارات کی تلخی محسوس ہی نہیں ہوتی۔بیماری کے باعث مریض کے منہ کا ذائقہ بدل جائے تو اس کی زبان تلخ وشیریں کی تمیز بھول جاتی ہے۔

کچھ تقویۃ الایمان کے متعلق:

شاہ اسماعیل دہلوی کی کتاب "تقویۃ الایمان" جس کو اُن کے چچازاد بھائی "تفویۃ الایمان" (یعنی ایمان کو ختم کر دینے والی) کہتے تھے۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تصنیف "کتاب التوحید" کا چربہ ہے۔ دونوں میں بے دھڑک شرک کے من گھڑت فتوے عائد کیے گئے ہیں۔ بتوں کے حق میں اتری ہوئی آیات چن چن کر اور دل کھول کر انبیاء و اولیاء پر چسپاں کر کے صحیح بخاری شریف کی اس حدیث کا مصداق ٹھہرے۔

وکان ابن عمر یراھم شرار خلق اللہ وقال انھم انطلقوا الی ایات نزلت فی الکفار فجعلوھا علی المؤمنین۔ (صحیح بخاری شریف ج ۳ کتاب استتابۃ المرتدین باب قتل الخوارج الملحدین)	اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرمایا کہ انھوں نے جو آیتیں کفار کے حق میں نازل ہوئیں انہیں اہل ایمان پر چسپاں کر دیا۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف فرماتے ہیں!

[[الحاصل بتوں اور کاملین کے ارواح میں فرق واضح ہے اور امتیاز غالب ہے پس جو آیات بتوں کے متعلق وارد ہیں اُن کو انبیاء و اولیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم پر حمل کرنا یہ قرآن مجید کی تحریف ہے جو قبیح تحریف ہے اور یہ دین کی بہت بری تخریب ہے جیسا کہ تقویۃ الایمان کی عبارتوں میں ہے]]۔ بلفظہ (اعلاء کلمۃ اللہ ص ۱۱۳)

دیوبند کے معتبر عالم سید انور شاہ کشمیری بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے!

> [[اور میں تقویۃ الایمان سے زیادہ راضی نہیں ہوں۔۔۔۔۔ میں اس لیے راضی نہیں ہوں کہ محض ان عبارات کی وجہ سے بہت سے جھگڑے ہو گئے ہیں]]۔ (ملفوظات محدث کشمیری ص ۲۰۴)

اس صفحہ پر درج ہے کہ!

[[تقویۃ الایمان کے مضامین پر غور وفکر کرنے کیلئے پانچ اشخاص کے سپرد کام کیا گیا اور عبارات وغیرہ بدلنے کا اختیار بھی دیا گیا مگر یہ جماعت دو دھڑوں میں تقسیم ہو گئی جس کے باعث اس کتاب کی تیز کلامی اور شدت میں کمی واقع نہ ہو سکی۔(ملفوظات محدث کشمیری)

شاہ صاحب کشمیری کے حوالے سے لکھا ہے کہ!

[[حضرت کے سامنے اس رسالہ کی محدثانہ نقطہ نظر سے بھی خامیاں ضرور رہی ہوں گی]]۔(ایضاً ص ۲۰۴)

آگے لکھا ہے کہ!

[[نانوتوی صاحب بھی اس رسالہ کے مندرجات سے راضی نہیں تھے]]۔(ص ۲۰۵)

اسی صفحہ پر مولوی حسین احمد دیوبندی کی یہ رائے درج ہے!

[[آپ فرماتے تھے کہ رسالہ تقویۃ الایمان میں حذف والحاق ہوا ہے(یعنی کچھ عبارات مٹا دی گئیں اور کچھ بڑھا دی گئیں)اس لیے اس کی نسبت حضرت شہید(اسماعیل دہلوی) کی طرف صحیح نہیں ہے]]۔(صفحہ ۲۰۵ ملفوظات محدث کشمیری)

مولوی حسین احمد مدنی کہتے ہیں کہ!

[[مصنف "التحقیق الجدید علی تصنیف الشہید" نے ناقابل انکار دلائل علمی سے ثابت کر دیا کہ جن عبارتوں پر تکفیر کی بنیاد قائم کی گئی ہے وہ(عبارات) سرے سے حضرت شہید کی ہیں ہی نہیں، ان میں تقویۃ الایمان نامی کتاب کو جو شہرت ہے وہ محتاج بیان نہیں]]۔(مکتوبات شیخ الاسلام حصہ دوم ص ۱۷۹ مطبوعہ مدنی کتب خانہ اردو بازار گوجرانوالہ)

مدنی صاحب کے اس بیان سے یہ تو ثابت ہوا کہ عبارات واقعی کفریہ ہیں البتہ مدنی صاحب اسکا انکار کرتے ہیں کہ وہ عبارات مولوی اسماعیل صاحب کی ہیں۔یہ تفصیلات مکتوبات حصہ دوم ص ۱۷۸ تا ۱۸۱ تک پھیلی ہوئی ہیں جس میں وہ کہتے ہیں کہ![[رسالہ تقویۃ الایمان کے دو حصے ہیں حصہ اول عربی جسکا اصلی نام "رد الاشراک ہے" حصہ دوم اردو ہے اور حقیقت میں اسی کا نام تقویۃ الایمان ہے۔۔۔۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا شہید نے بے شک رد شرک میں رسالہ لکھا تھا مگر اس میں نہ تمہید تھی نہ ترجمہ تھا، نہ فوائد تھے اور نہ وہ اردو میں تھا۔نہ اسکا نام تقویۃ الایمان تھا بلکہ وہ عربی میں تھا اور اسکا نام "رد الاشراک" تھا]]۔(ایضاً حصہ دوم صفحہ ۱۷۹)

ساری بحث کے خاتمے بعد پھر کہا گیا کہ![[خلاصہ یہ کہ تقویۃ الایمان مولانا شہید۔۔۔کی نہیں ہے اور صراط مستقیم بھی۔۔۔مولانا مدنی کا رجحان بھی اسی جانب ہے]]۔(صفحہ ۱۸۲)

مکتوبات شیخ الاسلام ج سوم میں بھی کہا گیا کہ![[بقیہ تقویۃ الایمان کی طرح بقیہ ایضاح الحق کے مصنف بھی کوئی اور صاحب ہیں جن کا نام سلطان محمد خاں ہے]]۔(حاشیہ صفحہ ۱۲ مطبوعہ مجلس یادگار شیخ الاسلام غازی منزل کراچی)

اسکے برعکس مولوی یوسف بنوری نے ایضاح الحق کی صحت پر زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے ہیں۔ملاحظہ ہوا ردو ایضاح الحق الصریح۔بہرحال کوئی ان کتابوں کو محرف و مشکوک قرار دیتا ہے اور کوئی مولوی اسماعیل کی تصانیف بتاتا ہے بھانت بھانت کی بولیاں ہیں۔

اسی ملفوظات محدث کشمیری کے جامع سید احمد رضا بجنوری دیوبندی لکھتے ہیں!

[[اس پر احقر نے انوار الباری (ج ۱۳ صفحہ ۱۱۳) میں عرض کیا تھا کہ میں اس نسبت میں اس لیے بھی متردد ہوں کہ یہ کتاب عقائد میں ہے جن کے لیے قطعیات کی ضرورت ہے جبکہ اس میں حدیث اطیط بھی مذکور ہے جو شاذ و منکر ہے اگرچہ ابوداؤد کی ہے۔۔۔اگر یہ پوری تصنیف حضرت شہید (دہلوی) کی ہوتی تو وہ ایسی ضعیف حدیث سے عقائد کیلئے استدلال نہ کرتے جس سے عقائد تو کیا احکام بھی ثابت نہیں ہو سکتے]]۔(ملفوظات محدث کشمیری ص ۲۰۵) ☆(مولوی عبد الشکور دیوبندی مرزاپوری نے بھی اپنی کتاب "التحقیق الجدید علی تصنیف الشہید" مطبع مجیدی کانپور صفحہ ۷ پر لکھا! "صراط مستقیم، تنویر العین، ایضاح الحق خصوصاً تقویۃ الایمان وہ کتابیں ہیں جن کے متعلق شبہات ہیں"۔

اسی قسم کے احتمالات ہوں گے جس کی بناء پر امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے عبارات کے اندر حضور ﷺ کی توہین و بے ادبی پر لازم آنے والا کفر تو کھل کر بتایا مگر خود مولوی اسماعیل صاحب کے بارے میں کف لسان فرمایا۔بے شک وہ بے حد محتاط رویہ اختیار فرمانے والے تھے۔

[[نوٹ: زیر بحث حدیث ضعیف و منکر ابوداؤد کی ہے جس میں ہے کہ خدائے تعالیٰ کی وجہ سے اسکا عرش بوجھل بوجھل کجاوہ کی طرح چڑ چڑ بولتا ہے۔(ایضاً ۲۰۷)]]

مولوی اسماعیل دہلوی نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں جو کریہہ اور سخت الفاظ کیساتھ متشددانہ لب و لہجہ اپنایا اسکے متعلق اُن کے ایک دیوبندی وکیل صفائی مولوی اخلاق حسین قاسمی صاحب نے اس کو قرآنی اسلوب کی پیروی قرار دیا

ہے لکھتے ہیں!

[[مولانا (اسماعیل) کے سامنے خداوند قدوس کی الوہیت (شان خداوندی) کا جو مذاق اڑایا جارہا تھا یہ شدت اُسی کا ردعمل تھی اور اسلوب قرآنی کی پیروی تھی]]۔(شاہ اسماعیل شہید اور انکے ناقد ص ۱۰۵ ناشر ذوالنورین اکیڈمی لاہور)

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے شرک کے ردعمل میں کہیں بھی اپنے نیک اور محبوب بندوں کی تحقیر نہیں فرمائی اور نہ انہیں کہیں حقارت آمیز لہجے سے خطاب فرمایا۔جبکہ اسماعیل دہلوی نے جگہ جگہ حضور ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی شان ہی تحقیر آمیز لہجہ اختیار کیا۔اس بات کا اسماعیل دہلوی کو خود بھی کچھ کچھ احساس ہو گیا تھا مگر ذات کی بڑائی شاید آڑے آ گئی ہو گی صرف اتنا ہی کہہ سکے!

[[میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں ہی جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔۔۔ گو اس سے شورش ہو گی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے]]۔(ارواح ثلاثہ ص ۹۸)

صد افسوس کہ شرک خفی وجلی کی شورش تو مٹ جاتی مگر اسماعیل صاحب نے جو حرمت رسول کو مجروح کیا ہے اور حضور ﷺ کی شان میں جو گھٹیا الفاظ استعمال کیے ہیں یہ ہر مومن کے سینہ میں آج تک نیزے کی طرح پیوست ہیں۔اس تحقیر و تضحیک کی کسک مرتے دم تک کم نہیں ہو سکتی۔کاش مولوی اسماعیل صاحب کے گستاخ قلم کا رخ انبیاء و اولیاء کی جانب نہ ہوتا۔

تقویۃ الایمان کے انداز بیان نے ہندوستانی مسلمانوں کے دل و دماغ ہلا کر رکھ دیے۔مولوی ابوالکلام آزاد بھی کہہ اٹھے کہ تقویۃ الایمان کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی۔(مولانا آزاد کی کہانی مرتبہ مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی ص ۷۹)

محترم جناب رائے محمد کمال اپنی کتاب "سازشوں کا دیباچہ" میں تقویۃ الایمان کے چند چونکا دینے والے اقتباسات درج فرما کر لکھتے ہیں!

[[شاہ (اسماعیل) صاحب کی ردشرک و بدعت کا انداز بھی انوکھا تھا۔ دعوت توحید یوں دیتے کہ قلوب واذہان میں رسول اور رسالت کی قدرو منزلت ختم ہو کر رہ جاتی۔ شفاعت۔ وجاحت ممکن نہیں کے عنوان میں مختصر تمہید کے بعد (شاہ اسماعیل) نہایت بے باکی سے تحریر فرماتے ہیں! اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی، جن اور فرشتے، جبرائیل اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان ص ۵۵، ۵۶ المکتبۃ السلفیہ) قادر مطلق کی شان و عظمت ظاہر کرنے کا یہ رنگ نہ صرف غیر مفید ہے بلکہ لرزہ خیز بھی ہے اس پردے میں مقام نبوت اور محبوب خدا کی ذات اقدس کو نشانہ بنانے سے کئی نئے موضوعات پیدا ہوں گئے اس میں سے ایک مسئلہ امکان النظیر کا تھا شکوک و شبہات کی اتنی تیز آندھیاں اٹھیں کہ لوگ پریشان ہو کر پوچھنے لگے کیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے برابر کوئی اور بھی آسکتا ہے؟ کیا خداوند کریم کوئی اور پیغمبر بھی بھیجے گا؟ امکان النظیر کا موضوع چھڑا تو اظہار صداقت کیلئے مولانا فضل حق خیر آبدی (انہوں نے ہی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا تھا) نے "امتناع النظیر" ایک کتاب لکھی اور قرآن و حدیث کی روشنی میں بھرپور استدلال کیساتھ اس باطل نظریہ کو رد کیا۔۔۔ پھر محمد بن عبد الوہاب کا رسالہ "رد الاشراک" شاہ اسماعیل صاحب کی نظر سے گزرا اور اس سے متاثر ہو کر انہوں نے تقویۃ الایمان لکھی اس کتاب (تقویۃ الایمان) سے دینی موضوعات میں بے باکی اور آزاد خیالی کا دور شروع ہوا۔ صد حیف عقیدہ توحید کے نام پر بارگاہ نبوت کی تعظیم و توقیر میں بے ادبیاں بھی شروع ہو گئیں۔ اس رسالے کا سن تالیف ۱۲۴۰ھ ہے۔ تب سے آج تک معاملہ ہاتھ سے نکلتا ہی جا رہا ہے۔ الغرض مولانا فضل حق خیر آبادی کی تحریک سے تمام جلیل القدر علماء کی دہلی کی جامع مسجد میں مشاورت ہوئی اور اجتماع میں بالاتفاق اس کتاب کا رد کیا۔ شہید آزادی مولانا فضل حق

خیر

آبادی کی دوسری بلند پایہ کتاب "تحقیق الفتوٰی" ہے مولانا فضل رسول بدایونی نے "المعتقد المنتقد" رقم فرمائی۔ بنابریں (اس بنیاد پر) شاہ صاحب کے مذکورہ رسالہ کی تردید میں بیسیوں چھوٹی بڑی کتابیں تالیف ہوئیں۔۔۔قرطاس وقلم کا بے دریغ استعمال ہوا کہ نتیجتاً دو مکاتب فکر وجود میں آگئے۔ جن لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے منسوب غیر مستند قول تقویۃ الایمان اور تحذیر الناس کا دفاع کیا وہ آگے چل کر دیوبندی کہلائے اور جن لوگوں نے مولانا فضل حق خیر آبادی کا ہمنوا بن کر (اپنے خیال میں) شان خداوندی اور مقام نبوت کا تحفظ کیا انہوں نے بریلوی نام پایا۔ اس لیے کہ موخر الذکر طبقے کے نمائندے قصبہ بریلی کے ایک عالم دین اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان تھے۔ آمد برسر مطلب تقویۃ الایمان صراط مستقیم اور تحذیر الناس وغیرہم کی رعایت سے ایک مذہبی مزاج تشکیل پا چکا تھا۔ یہ رنگ قادیانی طالع آزما (ابن الوقت) کے بہت کام آیا۔۔۔اگر یہ کہہ دیا جائے کہ ہندوستانی مسلمانوں میں فرقہ واریت اور بغض وعناد کا سب سے اہم سبب تقویۃ الایمان کی تالیف واشاعت ہے تو یقیناً کچھ غلط نہ ہوگا۔ شاہ محمد اسماعیل شہید دہلوی وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے خدا جانے کس خیال سے سادہ لوح کلمہ گوؤں کو تذبذب میں ڈالا اور سرکار مدینہ ﷺ کی ذات بابرکات سے جذباتی وابستگیوں کو حتیٰ المقدور کمزور کیا۔ بہر حال ایک بات واضح ہے کہ شہید صاحب شیخ محمد (بن) عبد الوہاب سے بہت متاثر تھے اور اپنا یہ رسالہ انہوں نے کتاب التوحید سے بلاواسطہ استفادہ کر کے ترتیب دیا تھا۔ شاہ صاحب کے افکار وعقائد بھی ان سے معکوس (اُلٹے) ہیں]]۔ سازشوں کا دیباچہ ص ۱۱۳ از راۓ محمد کمال تقسیم کار کرم پبلی کیشنز لاہور)

حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی فرماتے ہیں!

[[انگریزوں نے وہ ہنگامے دیکھے جو ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۵ء میں دلی کی جامع مسجد میں (تقویۃ الایمان کی وجہ سے) ہوئے اور پھر دیکھا کہ کس طرح مسلمان فرقوں اور ٹولیوں میں بٹے اور یہ سب کچھ اس کتاب تقویۃ الایمان کی وجہ سے ہوا لہذا اس کتاب کو ہندوستان کے گوشے گوشے تک پہنچایا جائے تاکہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں۔وہ آپس میں لڑیں اور انگریز سکون سے حکومت کرے]]۔(مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۵۱)

حضرت زید فاروقی نے یہ بھی لکھا ہے!

[[پروفیسر محمد شجاع الدین صدر شعبہ تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور نے جن کی وفات ۱۹۶۵ء میں ہوئی ہے اپنے ایک خط میں پروفیسر خالد بزمی لاہور کو لکھا ہے اور اس کا اعتراف کیا ہے کہ انگریزوں نے کتاب تقویۃ الایمان بغیر قیمت کے تقسیم کی ہے]]۔(ایضاً ص ۱۵)

محترم جناب رائے محمد کمال نے علامہ اقبال کا ایک فکر انگیز حوالہ نقل فرمانے سے قبل لکھا!

[[تاریخی شہادت یہی ہے کہ کم از کم ہندوستان کی فضا کسی بھی کذاب ومدعی کے لیے بڑی

حد تک سازگار ہو چکی تھی۔اسکا حقیقی سبب مسئلہ امکان النظیر سے جڑا ہوا ہے یہ اہم راز دانائے راز کی نگاہ میں تھا۔ڈاکٹر علامہ محمد اقبال اپنے ایک تاریخی و تحقیقی مضمون "اسلام اور احمدیت" میں اس جانب واضح اشارہ فرما گئے ہیں: "پس قارئین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ اسلام کے رخساروں پر اس وقت احمدیت کی جو زردی نظر آرہی ہے وہ مسلمانان ہند کے مذہبی تفکر کی تاریخ میں کوئی ناگہانی واقعہ نہیں ہے وہ خیالات جو بالآخر اس تحریک میں رونما ہوئے ہیں بانی احمدیت کی ولادت سے پہلے دینیاتی مباحث میں نمایاں رہ چکے ہیں"]]۔(اقبال اور قادیانی مؤلف نعیم آسی دیوبندی ص ۱۲۳)

یہ وہی دینیاتی مباحث اور جھگڑے تھے جو تقویۃ الایمان اور مسئلہ امکان النظیر پر ہندوستان کے شہر شہر اور

گاؤں گاؤں شروع ہو چکے تھے۔پھر تحذیر الناس نے ان شعلوں کو اور ہوا دی۔قادیانیت کی راہ سے نہ صرف کانٹے ہٹا دیئے بلکہ گلپاشی کیلئے پھولوں کے ڈھیر بھی اکٹھے کر دیئے۔آج جب کوئی قادیانی کسی دیوبندی عالم کی کوئی کتاب تحذیر الناس کے دفاع میں لکھی ہوئی دیکھتا ہے تو اسکی مسکراہٹیں لبوں سے نکل کر رخساروں تک پھیل جاتی ہیں۔مرزا غلام احمد قادیانی تک پوری منصوبہ بندی کیساتھ جو ماحول پروان چڑھایا گیا اُس میں ایک تو مسلمانوں کے اندر غلط مذہبی خیالات پیدا کر کے ان کو متعدد فرقوں میں تقسیم کرنا تھا دوسرے بشارتوں اور الہامات کو رواج دینا تھا تا کہ مسلمان ہر قسم کی بشارتوں اور الہامات سے مانوس ہو کر ایک نئی بشارت والہام کیلئے ذہنی طور پر تیار ہو جائیں۔مرزا غلام احمد قادیانی کے عہد قریب میں عجیب قسم کے دعوے سامنے آئے۔ان دعویداروں کے متبعین آج بھی بڑی عقیدت سے اُن کے دعوے کتابوں میں لکھتے چلے آتے ہیں۔فتنہ انگیز کتابیں بھی اسی مخصوص طبقے کی ہیں جو آگے جا کر دیوبندی کہلائے اور بشارات والہامات بھی انہی کے بزرگوں کا کرشمہ ہیں خیال رہے کہ وحی والہام اور بشارات ورؤیا کو صحیح طور پر سمجھنا اور سمجھانا علمائے حق کے ساتھ مخصوص ہے۔عوامی ذوق اور عام پڑھا لکھا طبقہ ان چیزوں کے فرق وتمیز سے عموماً بے بہرہ ہی رہا۔اگر آپ ان دعاوی کی تفصیل دیکھنا چاہیں تو "مکتوبات سید احمد شہید" حیات سید احمد شہید" اور "سوانح احمدی" کا مطالعہ فرمائیں۔سید صاحب مولوی اسماعیل دہلوی کے پیر ومرشد تھے۔جناب اسماعیل صاحب اپنے مرشد کے بارے میں یہ بشارت دیتے ہیں۔آپ کی ذات والا صفات ابتداءفطرت سے جناب رسالت مآب کی کمال شباہت پر پیدا کی گئی تھی۔(صراط مستقیم ص ۳ مطبع احمدی لاہور)

جبکہ اسلامی اکادمی لاہور سے شائع ہونے والی صراط مستقیم کی عبارت یہ ہے!

[[آپ کی ذات والا صفات ابتدا ءفطرت سے جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کی کمال مشابہت پر پیدا کی گئی تھی]]۔(ص ۱۵)

اس خبر میں شاہ اسماعیل صاحب نے بڑی عجیب مماثلت بیان کی ہے۔ایک اور مقام پر لکھتے ہیں!

[[پس ان بزرگوں اور انبیاء عظام علیہم الصلوۃ والسلام میں فرق صرف اتنا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اُمتوں کی طرف مبعوث ہوتے ہیں اور یہ بزرگ مظان حکم کو قائم کرتے ہیں اور ان کو انبیاء سے وہی نسبت ہوتی ہے جو چھوٹے بھائیوں کو بڑے بھائیوں سے یا بڑے بیٹوں کو اپنے باپ سے نسبت ہوا کرتی ہے]]۔(صراط مستقیم ص ۷۳،۷۴)

معاملہ تھوڑا سا اور آگے بڑھتا ہے۔دہلوی صاحب اپنے مرشد کا خواب بیان کرتے ہیں کہ! حضور ﷺ اپنے

ہاتھ مبارک سے تین عدد چھوہارے سید احمد صاحب کے منہ میں ایک ایک کر کے ڈالتے اور کھلاتے ہیں۔ پھر ایک دن خواب میں حضرت علی کرم علی وجہہ نے آپ کو غسل دیا اور جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے نہایت عمدہ اور نفیس قیمتی لباس اپنے مبارک ہاتھوں سے آپ کو پہنایا اور پے در پے معاملات اور واقعات وقوع میں آئے۔ یہاں تک کہ ایک دن حضرت حق جل وعلا (یعنی اللہ تعالیٰ) نے آپ کا داہنا ہاتھ خاص اپنے دست قدرت میں پکڑ لیا اور کوئی چیز امور قدسیہ سے جو کہ نہایت رفیع اور بدیع (نوایجاد) تھی آپ کے سامنے کر کے فرمایا کہ ہم نے تجھے ایسی چیز عطا کی ہے اور ایسی اور چیزیں بھی عطا کریں گے۔ (ص ۳۱۵،۳۱۶) اسی سے متصل آگے ایک شخص کے بیعت کی درخواست کا قصہ درج ہے۔ اسمٰعیل صاحب اپنے مرشد کے بارے میں رقمطراز ہیں جو اپنے رب سے مخاطب ہیں!

> [[ایک بندہ اس امر کی درخواست کرتا ہے کہ مجھ سے بیعت کرے اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا ہے۔۔۔ پس اس معاملہ میں کیا منظور ہے؟ اس طرف سے حکم ہوا کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا اگرچہ وہ لکھوکھہا ہی کیوں نہ ہو ہم ہر ایک کو کفایت کریں گے]]۔ (صراط مستقیم ص ۳۱۶)

سید احمد کی سوانح عمریوں میں شاہ اسماعیل وغیرہ کو بمنزلہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور یار غار وغیرہ لکھا گیا ہے۔ نیز سید صاحب کو مرتبہ امامت پر فائز کر کے منکرین امامت کو باغی اور واجب القتل قرار دیا گیا ہے۔ شاہ اسماعیل صاحب کی زبان سے یہ بیان ملاحظہ فرمائیں!

> [[ہم ان فتنہ پردازوں کو فی الحقیقت مرتدوں بلکہ اصل کافروں میں شمار کرتے ہیں اور ان کو اہل کتاب کافروں کے مثل جانتے ہیں]]۔ (مکتوبات سید احمد شہید ص ۲۲۱)

مسلمانوں کے بارے میں آپ نے یہ بیان پڑھ لیا۔ اب دو بیان سید احمد صاحب کے یہ بھی دیکھ لیں فرماتے ہیں!

> [[میرے مخالفین جنہوں نے میرے اس منصب کا انکار کیا ہے ہلاکت اور ذلت میں ڈالے جائیں گے]]۔

> [[میرا ساتھی بے شک محمدیوں میں سے ہے اور میرے مخالف کا ساتھ بلاشبہ کفار میں سے]]۔ (مکاتیب سید احمد شہید ص ۱۰۸۔۱۴۹)

یہ جہاد ہو رہا ہے یا منصب امامت اور امیر المومنین ہونا منوایا جا رہا ہے۔

اسماعیل دہلوی یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں!

[[آنجناب (سید احمد) کی اطاعت تمام مسلمین پر واجب ہوگئی۔جس کسی نے آنجناب کی امامت ابتداء قبول نہ کی یا قبول کرنے سے انکار کیا پس وہی ہے باغی جس کا خون حلال ہے اور جس کا قتل مثل قتل کفار، عین جہاد ہے اور اس کی ہلاکت تمام اہل فساد کی ہلاکت کہ اس طرح رب العباد کی مرضی ہے چونکہ ایسے اشخاص کی مثال حدیث متواترہ کے موجب جہنم کے کتوں اور ملعون شریروں جیسی ہے۔یہ اس ضعیف کا مذہب ہے پس اس ضعیف کے نزدیک اعراض کرنے والوں کے اعراض کا جواب تلوار کی ضرب ہے]]۔(مکاتیب سید احمد شہید ص ۷۴،۷۵)

شاہ اسماعیل دہلوی کو سرحدی مسلمانوں سے شدید خطرہ تھا کیونکہ وہ ان کی حقیقت جہاد کو خوب جانتے تھے لہذا اُنکے لیے بھی فتوے صادر فرمائے گئے کہ![[اثبات امامت کے بعد حکم امام سے سرتابی سخت گناہ اور قبیح جرم ہے۔۔۔امام کا حکم بزور مخالفوں پر نافذ کریں اس معرکہ میں لشکر امام سے جو شخص قتل ہوگا وہ شہید و نجات یافتہ سمجھا جائے اور لشکر مخالف کے مقتولین مردود ناری متصور ہوں گے]]۔(سید احمد شہید از مولوی غلام رسول مہر ص ۲۶۳)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اسی قسم کے دعاوئی کی پیروی کی اور ایسے ہی نادر شاہی فتوے صادر کیے۔مشائخ عظام اور علمائے کرام کے خلاف ایسے دعوے دیوبندی کتابوں میں نقل کیے گئے جو مرزا بڑی شدومد سے کرتا رہا، پورا ایک بھی نہ ہوا۔مرزا غلام احمد قادیانی کو مہدی بننے کی کیوں سوجھی؟اس کیلئے جعفر تھانیسری کا یہ بیان پڑھیئے!

[[جب مولانا (شاہ اسماعیل) شہید کی پہلی نظر چہرہ مبارک سید (احمد) صاحب پر پڑی تو فرمایا کہ اگر یہ بزرگ اپنے مہدی ہونے کا دعوی کرے تو میں بلا تامل اسکے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا]]۔(سوانح احمدی ص ۳۰۱)

مرزا حیرت دہلوی نے بھی لکھا ہے کہ!شاہ اسماعیل نے اپنے پیر کے لقب مہدیت کو خود بھی قبول کرلیا تھا اور چاہتے تھے کہ لوگوں سے بھی منوائیں]]۔(حیات طیبہ ص ۲۰۹)

ایک ذمہ دار مؤرخ شیخ محمد اکرام تصدیق کے طور پر لکھتے ہیں!

[[سید صاحب کے بعض معتقدین جو انہیں مہدی موعود سمجھتے تھے یہ خیال کرتے رہے کہ سید صاحب غائب ہوگئے ہیں]]۔(موج کوثر ص ۳۳)

ان کتابوں میں درج ہے کہ لوگوں کو سید صاحب کے بارے میں باقاعدہ تلقین کی جاتی تھی کہ سید صاحب کا ظہور قریب ہے وہ امام وقت ہیں یہ بھی لکھا ہے کہ سید صاحب نے جہاد پر جاتے وقت اپنی بہن کو تسلی دی کہ جب تک ہندوستان کا شرک، ایران کا رفض، چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میرے ہاتھ سے مٹ کر ہر سنت زندہ نہیں ہو جائے گی اللہ رب العزت مجھے نہیں اٹھائے گا۔(دیکھئے سوانح احمدی) افسوس کہ سید صاحب کا نہ تو دوبارہ ظہور ہوا کہ لوگوں کے دعوے سچے ہوتے اور نہ ہندوستان سے شرک، ایران سے رفض اور چین سے کفر مٹا کہ سید صاحب کی پیشگوئی پوری ہوتی۔

محترم جناب رائے محمد کمال لکھتے ہیں!

[[کاش اپنے اپنے علماء و مشائخ کو ذات رسول اقدس ﷺ کا بدل نہ سمجھ لیا جاتا۔ اگر لوگ اس بنیادی نکتہ کا ادراک رکھتے کہ ہمارے لیے نبی آخری الزماں کے علاوہ کوئی حجت نہیں ہے تو جگ ہنسائی کا ایسا سامان نہ ہوتا۔ الغرض مذکورہ علماء گرامی جس رجحان کو پروان چڑھا رہے تھے اس سے عوام میں شدید گمراہی و بدعقیدگی پھیلی اور امر دلچسپی یہ ہے کہ آگے چل کر زیادہ تر اپنی افکار سے ڈسے ہوئے افراد مرزا غلام احمد قادیان کے فریب میں آئے]]۔(سازشوں کا دیباچہ ص ۴۰،۴۱)

سید احمد رائے بریلوی کا ایک بیان اور بھی ملاحظہ فرمائیں!

[[میں اللہ کا وہ بندہ ہوں جس کیلئے مچھلیاں پانی میں اور چیونٹیاں سوراخوں میں دعا کرتی ہیں
اور جس طرف کو میں نکل جاتا ہوں وہاں کے درخت اور جانور تک مجھے پہچانتے اور سلام
کرتے ہیں]]۔(ارواح ثلاثہ ص ۱۵۱ از مولوی اشرف علی تھانوی)

قارئین کے ذہن میں وہ حدیث ضرور ہوگی جس میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ! میں آج بھی اُس پتھر کو جانتا ہوں جو میرے اعلان نبوت سے قبل مجھ پر سلام پڑھتا تھا۔ اسی طرح جانوروں کا آ کر پہچان کر قدموں پہ سر رکھ کر اپنے مالک کا شکوہ کرنا اور درختوں کا حکم ماننا وغیرہ حضور ﷺ کے لیے مخصوص تھا کیونکہ وہ اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔ اس بیان میں درختوں اور جانوروں کا سلام کرنا بڑی عجیب بات ہے۔ اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ مرزا

غلام احمد قادیانی انگریزوں کا ایک خودکاشتہ پودا تھا مگر دیکھنا یہ بھی ہے کہ اُسے اُس وقت کس قسم کا مذہبی ماحول اور دینی لٹریچر میسر آیا کہ وہ کبھی مہدی بنا کبھی مسیح اور آخری میں محمد رسول اللہ ﷺ کا ظلی اور بروزی نبی بن بیٹھا۔ آخر وہ کیا اسباب تھے کہ لوگ اُس کی خانہ ساز نبوت کے پھندے میں گرفتار ہوتے چلے گئے۔ اور کون سا گمراہ کن مواد تھا جو اُسے بھی برباد کر گیا۔ اس جائزے میں ایک تو ابھی آپ نے شاہ اسماعیل اور سید احمد کے حالات و واقعات ملاحظہ فرمائے۔ آپ یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ شاہ اسماعیل اور مولانا فضل حق خیر آبادی فریقین کے نمائندہ حضرات تھے۔ شاہ اسماعیل کی تقویۃ الایمان اور مسئلہ امکان النظیر کا رد مولانا فضل حق خیر آبادی نے فرمایا۔ یہاں سے دو گروہ ہوئے۔ آگے چل کر جو مولانا شاہ اسماعیل کی کتاب تقویۃ الایمان کے محب و عقیدتمند تھے وہ دیوبندی کہلائے اور مولانا فضل حق خیر آبادی کی ان مسائل میں پیروی کرنے والے بریلوی ہوئے۔ یعنی یہ دیوبندی بریلوی نسبت مقامی حدوں سے نکل کر نظریاتی حدوں تک پہنچ گئی۔ رائے محمد کمال لکھتے ہیں!

]] اس بات پر اتفاق کامل موجود نہیں ہے کہ تحریک احمدیہ، علمائے دیوبند کی بازگشت تھی یا دیوبندی مسلک وہابیوں کے خمیر سے اٹھا اور جماعت اسلامی، نیچریت، چکڑالویت و دہریت انہی کا ثمر ہے۔ تاہم حقائق واقعی سے اتنا ضرور مترشح ہوتا ہے کہ ملت مرزائیہ نے حلقہ بریلویت و شیعیت میں کوئی خاص فروغ نہیں پایا۔ اہل تشیع میں امام زماں کی غیوبت اور نظریہ امامت درجہ نبوت تک جا پہنچا لیکن وہ پھر بھی جماعت احمدیہ کے مکر و فریب سے بڑی حد تک محفوظ رہے شاید انکی عصبیت (مضبوطی) کام آئی۔ "بریلوی عوام میں کم علمی کے باوجود قادیانیت کا مرض نہیں پھیلا"! غالباً اسکا سبب رسول پاک ﷺ سے جذباتی و احساساتی رشتے کی شدت ٹھہری۔ یہ وبا سب سے زیادہ اہل حدیث مکتبہ فکر میں پھوٹی۔ یہاں وابستگان دیوبند کا تذکرہ غیر ضروری ہے کہ ان کے صف سے نکلنے والے (پہلے) وہابیت اپناتے اور پھر ہر قسم کے شکاریوں کے پھندہ میں آجاتے ہیں]]۔ (سازشوں کا دیباچہ ص ۵۲)

آگے چل کر لکھتے ہیں!

]] حقائق یہی بتاتے ہیں کہ مولانا بریلوی اُن ایام میں بھی ڈنکے کی چوٹ پر قادیانی دجال کے کفر و ارتداد کا فتویٰ صادر کر رہے تھے جب دوسرے مکاتیب فکر کے علماء و مشائخ کو اس میں تامل (تذبذب) تھا۔ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت یہاں تک فرما گئے کہ جو مرزائیوں کو کافر نہیں جانتا وہ بھی سخت کافر و منافق ہے۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت ج اول ص ۱۳۵)۔ رد قادیانیت میں باقاعدہ کتب و رسائل بھی اُن سے یادگار ہیں۔ بریلوی عوام کا مزاج بھی عجیب واقع ہوا۔ شاید احمد رضا خان کی فکر و شخصیت کا اثر ہے کہ یہ کسی آدمی کو پیر فقیر تو مان سکتے ہیں اور وہ بھی اس صورت میں کہ وہ

حقیقتاً یا ضرور تاً رسول پاک ﷺ سے وفاداری کا دم بھرتا ہو۔ ایک ظاہر باز یا خدا مست درویش کو آنکھوں اُٹھا اور دل میں بٹھا لیں گے مگر صرف اُس وقت تک جب تک وہ سرکار مدینہ ﷺ سے نسبت غلامی کا اقرار کرتا رہے۔ نہیں تو امام کعبہ کو بھی وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ ان میں بھی حد درجہ عصبیت (مضبوطی) دکھائی دیتی ہے اور یوں قادیانی کذاب کی اُبلہ فریبیوں (دھوکہ بازیوں) سے یہ طبقہ بھی بچ نکلا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مرزائی فتنہ کے قلع قمع کیلیے سب سے زیادہ کام علمائے دیوبند کر رہے ہیں (۲) "یہ محض رائے کمال صاحب کی ذاتی رائے ہے ہم اس سے ہرگز متفق نہیں"۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ شاید تشکیک (شکوک وشبہات) بھی ان میں ہی زیادہ پائی جاتی ہے اور کئی اقدار مشترک ہونے کی وجہ سے مرزائیوں کو ان پر شب خون مارنے میں آسانی ہوا کرتی ہے]]۔ (سازشوں کا دیباچہ ص ۵۸، ۵۹)

دیوبندیوں کے اہل حدیث ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ علمائے دیوبند علمائے اہل حدیث غیر مقلدین کا پورا پورا احترام کرتے ہیں اہل حدیث کے وفات شدہ علماء کے ناموں کیساتھ دیوبندی علماء باقاعدہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ اس لیے دیوبندی حضرات ان قریب رہتے ہوئے پہلے اہل حدیث بنتے ہیں اور ائمہ کی تقلید چھوڑ دیتے ہیں پھر رفتہ رفتہ شدت پیدا ہوتی ہے تو ایک نئے طبقہ میں جا پڑتے ہیں جسے "جماعت المسلمین" کہتے ہیں یہ بھی اہل حدیثوں کی ایک متشدد قسم کی شاخ نکلی ہے۔

تقویۃ الایمان کی چند توھین آمیز عبارات:

نہایت مناسب ہوگا کہ چند عبارات تقویۃ الایمان کی بھی پیش کردی جائیں تا کہ قارئین کو نتیجہ غذ کرنے میں دقت پیش نہ آئے۔ دیوبندی وکیل صفائی مولوی اخلاق حسین قاسمی کے یہ جملے پھر تازہ کر لیجیے!

> [[مولانا (اسماعیل) کے سامنے خداوند قدوس کی اُلوہیت کا جو مذاق اڑایا جا رہا تھا یہ شدت اُسی کا ردعمل تھی اور اسلوب قرآنی کی پیروی تھی]]۔ (شاہ اسماعیل شہید اور انکے ناقد ص ۱۰۵)

یہ قاسمی صاحب کی اللہ تعالیٰ پر بہت بڑی تہمت اور بہتان ہے کہ یہ شدت قرآنی اسلوب ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ ابھی ہم تقویۃ الایمان کی توہین آمیز عبارات پیش کرنے والے ہیں انہیں پڑھ کر بتایا جائے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے شرک پر شدت کرنے کے بجائے اپنے پیارے نبیوں اور رسولوں کی اسی طرح توہین کی جیسی تقویۃ الایمان میں ہے؟ شرک کریں مشرک اور برا بھلا کہا جائے انبیاء کرام کو۔ کیا یہ قرآنی اسلوب ہے؟ والعیاذ باللہ۔

بالفرض مولوی اسماعیل صاحب کو فی الواقع اگر لوگوں میں بدعات کی برائی نظر آئی تھی تو لوگوں پر سختی کرتے بے شک انہیں برا بھلا کہہ لیتے حضور ﷺ کی عظمت وعزت کو تو مجروح نہ کرتے۔ حیرت کی بات ہے کہ یہ برائیاں شاہ اسماعیل کے چچاؤں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین کی آنکھوں سے کیونکر اوجھل رہیں؟ حالانکہ علمی درجے میں شاہ اسماعیل صاحب ان بزرگوں کا عشر عشیر بھی نہیں۔ پھر یہ بھی کہ دنیا خاندان ولی اللہی سے فیض حاصل کرنا چاہتی ہے اور شاہ اسماعیل اس خاندان کے ہوتے ہوئے رائے بریلی کے سید احمد صاحب کے جا مرید ہوتے ہیں کیوں؟

؎ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

فاقہ کش مگر اپنے نبی کے غلام مسلمان کے بارے میں انگریز کی سوچ کو حضرت علامہ اقبال نے شعر میں اس طرح ڈھالا ہے!

؎ یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں زرا روح محمد اسکے بدن سے نکال دو

روح محمد ﷺ نکالنے کے سامان کیا کیے گئے؟ درج ذیل چند عبارات ملاحظہ فرمائیں!

۱) بے انصافی یہی ہے کہ کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا جس نے اللہ کا حق اُس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لیکر ذیل سے ذیل کو دیا جائے جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار (کمینے) کے سر پر رکھ دیجئے۔ اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی؟ اور یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ تقویۃ الایمان ص ۳۵ مکتبہ سلفیہ لاہور)

یعنی استمداد و استعانت جو انبیاء و اولیاء سے کی جاتی ہے تو بڑے کا حق لیکر۔ یعنی اللہ کا حق لے کر ذلیل کو دے دیا۔ یہاں ذلیل، انبیاء و اولیاء کو کہا گیا پھر آگے کہا جیسے بادشاہ کا تاج بجائے بادشاہ کے سر پر رکھنے کے کسی کمینے اور نیچ کے سر پر رکھ دیا جائے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی۔ یہ بات سمجھا کر اب کہتے ہیں کہ خوب اچھی طرح جان لو کہ ہر مخلوق (ساری مخلوق آ گئی) بڑا ہو (انبیاء کرام) یا چھوٹا (اولیاء کرام) اللہ کی شان کے آگے چمار (یعنی کسی کمینے اور نیچ) سے بھی ذلیل ہے۔۔۔۔ نقل کفر کفر نباشد۔ یعنی چمار کی پھر کچھ حیثیت ہے اللہ تعالیٰ کے آگے انبیاء و اولیاء کی حیثیت چمار جتنی بھی نہیں۔ (والعیاذ باللہ)

شاہ اسماعیل صاحب کے اس جملے پر غور فرمایئے [[جس نے اللہ کا حق اُس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لے کر ذلیل کو دیدیا]]

"اللہ کے حق سے مراد" اس کی مدد دینا، فریاد سننا، مشکلیں آسان کرنا، تندرست کرنا، وغیرہ ہے" اس کی مخلوق کو دیا" سے مراد انبیاء و اولیاء ہیں۔۔۔تو بڑے سے بڑے یعنی اللہ تعالیٰ کا حق ذلیل سے ذلیل (یعنی انبیاء و اولیاء) کو دے دیا۔ اس وضاحت پر بھی بندہ اللہ تعالیٰ سے ہزار بار معافی کا طلبگار ہے۔۔۔تقویۃ الایمان جو اردو زبان میں لکھی گئی وہ بھی خود شاہ اسماعیل صاحب دہلوی ہی نے لکھی۔ آیئے دیکھتے ہیں اردو زبان میں "ذلیل" کے معنی کیا ہیں؟ فیروز اللغات میں اس کے معنی خوار، رسوا، بدنام اور کمینہ کے ہیں۔۔۔بڑے سے بڑے کے مقابل "ذلیل سے ذلیل" کہا گیا ہے "ذلیل سے ذلیل" جس موڈ میں لکھا گیا اس کا معنی کمینہ سے کمینہ یا نیچ سے نیچ ہوگا۔ اب آیئے قرآن مجید کی طرف سورۃ المنافقون میں فرمایا!

یقولون لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الا عز منھا الاذل ط اسکا ترجمہ و تفسیر مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی کی تفسیر معارف القرآن ج ۸ سے پیش کی جاتی ہے اس سورۃ کے شان نزول میں مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ!

]] ایک موقعہ پر رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبَی نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے کے لیے (جبکہ غزوہ بنی المصطلق کی فتح کے بعد ایک چشمہ یا کنویں پر پانی کی وجہ سے ایک انصار اور ایک مہاجر کا جھگڑا ہوا اور حضور ﷺ کو اطلاع ہوئی تو جھگڑا مٹا کر سب کو بھائی بھائی بنا دیا۔ اپنی مجلس میں جس میں منافقین جمع تھے اور مومنین میں سے صرف زید بن ارقم رضی اللہ عنہ موجود تھے اس مجلس میں اُس نے انصار کو مہاجرین کے خلاف بھڑکایا اور کہا! اب تمہیں چاہیے کہ جب مدینہ پہنچ جاؤ تو تم میں سے جو عزت والا ہے وہ **ذلیل** کو نکال باہر کرے۔ اسکی مراد عزت والے سے خود اپنی جماعت اور انصار تھے اور ذلیل سے مراد (معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین صحابہ تھے۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے جب اس کا یہ کلام سنا تو فوراً بولے کہ واللہ تو ہی ذلیل و خوار اور مبغوض ہے اور رسول اللہ ﷺ اللہ کی طرف سے دی عزت اور مسلمانوں کی دلی محبت سے کامیاب ہیں [[۔

آگے لکھا ہے کہ حضور ﷺ پر یہ چیز بہت شاق گزری۔ حضرت عمر رضی اللہ نے سنا تو عرض کیا یا رسول اللہ آپ اجازت فرمائیں تو میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ اس واقعہ کے بعد سورۃ المنافقون اتری۔ دیوبندی

حضرات اپنے مفتی صاحب کی یہ عبارت ملاحظہ کریں۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں!

[[ابن اُبی اُس قبیلہ کا سردار تھا اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بھی اُس کی عزت وعظمت کے قائل تھے لیکن جس وقت اُس کی زبان سے مومنین مہاجرین اور خود رسول اللہ ﷺ کے خلاف الفاظ سنے (الفاظ وہی تھے یعنی "ذلیل" جو شاہ اسماعیل نے انبیاء کیلئے کہے۔ مضمون نگار) تو برداشت نہ کر سکے۔ اُسی مجلس میں ابن اُبی کو منہ توڑ جواب دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے شکایت پیش کر دی۔ اگر آج کل کی برادری پرستی ہوتی تو اپنی برادری کے سردار کی یہ بات وہ کبھی حضور ﷺ تک نہ پہنچاتے]]۔ (معارف القرآن ج ۸ ص ۴۵۵)

ایک عبارت اور دیکھئے!

[[اسی واقعہ میں خود ابن اُبی کے صاحبزادے عبداللہ کے واقعہ نے اس کو کس قدر روشن کر دیا کہ اُن کی محبت وعظمت کا اصل تعلق صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے تھا جب اپنے باپ سے اُن کے خلاف بات سنی تو آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر خود اپنے باپ کا سر قلم کرنے کی پیشکش کر دی اور اجازت طلب کی آپ ﷺ نے اُسے روک دیا]]۔ (ص ۴۵۵ ایضاً)

مفتی صاحب کی بات کتنی سچی نکلی کہ آج برادری پرستی اور اکابر پرستی کے شکار ہو کر انتہائی توہین آمیز عبارات پڑھ کر بھی کچھ احساس نہیں ہوتا دیکھئے جس سیاق وسباق میں یہ لکھا گیا ہے کہ "بڑے سے بڑے کا حق لے کر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا" یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ شاہ اسماعیل نے انبیاء واولیاء کو ذلیل سے ذلیل کہہ کر بہت بڑی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے اور پر جو آیت کریمہ درج کی گئی اس کے متصل ہی ارشاد ہوا! **وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنفقین لا یعلمون** O (منافقون:۸) حالانکہ (ساری) عزت تو صرف اللہ کے لیے، اُسکے رسول کے لیے اور ایمان والوں کے لیے ہے مگر منافقوں کو (اس بات) کا علم ہی نہیں۔

منافقین نے مسلمانوں کو مع اُنکے رسول اللہ ﷺ کے معاذ اللہ ذلیل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سب کو عزت والا کہہ کر منافقین کو ذلیل وخوار کیا اور نبی کی شان بلند فرما دی۔ جبکہ اسماعیل دہلوی نے جگہ جگہ بارگاہ نبوت میں نازیبا اور تحقیر آمیز الفاظ ولب ولہجے کیساتھ نبی معظم ﷺ کو اپنے مقام ومنصب سے گرانے کی سعی ناکام کی۔ یہاں ایک علاقائی

واقعے کا ذکر بے جا نہ ہوگا کہ ایک دیوبندی مولوی نے جماعت کرانا تھی اور اُس وقت ایک آدمی مصروف تلاوت تھا دو تین بار کہنے کے باوجود جب اُس نے قرآن مجید بند کرنے میں دیر کردی تو مولوی صاحب کو غصہ آ گیا انھوں نے جا کر خود اس کے ہاتھ سے قرآن مجید جھٹکے سے لے لیا اور الماری کی طرف اچھال دیا جس سے قرآن مجید الماری سے نیچے میں پر آ رہا۔ سب لوگوں نے توبہ توبہ کی اور کانوں کو ہاتھ لگا کر استغفار پڑھنے لگے ایک آدمی نے کہا کہ اگر آپ کو غصہ آہی گیا تھا تو اس بندے پر خفا ہو لیتے قرآن کریم سے یہ بدسلوکی کیوں کی؟۔ یہی حال مولوی اسماعیل صاحب کا ہے کہ اگر (بقول انکے) معاشرہ کے اندر اعتقادی اور عملی بے راہ روی مشرکانہ رسوم وتہوار اور بدعات وخرافات کا دور دورہ تھا تو اُن خرابیوں کو ختم کرنے کے لیے اُن خرابی کرنے والوں پر سختی اور شدت کرتے نہ کہ انبیاء واولیاء کو اپنے اپنے مقام اور منصب سے گرا کر اُن کی توہین کے مرتکب ہوتے۔

۲) جب خالق اللہ ہے اور اُسی نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے کاموں پر اُسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ (تعلق) اُسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر؟ (تقویۃ الایمان ص ۴۲)

پہلے جملے میں بھی "اور کسی سے ہم کو کیا کام" کا مطلب ہے کہ خدا کو چھوڑ کو نبیوں ولیوں سے ہم کو کیا کام؟ اگلے جملے میں جو بادشاہ کی مثال بیان کی ہے اس میں جیسے کا لفظ تشبیہ کیلئے ہے۔ مولوی صاحب کے مخاطب مسلمان ہیں کافر ومشرک نہیں۔ اور مسلمان نبیوں ولیوں کو وسیلہ بنا کر خدا تعالیٰ سے اپنی حاجات میں مدد طلب کرتے ہیں لہذا مولوی اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ جب خالق اللہ ہے تو اپنے کاموں میں اُسی کو پکاریں۔ نبیوں ولیوں سے ہم کو کیا کام؟ حالانکہ ہر مسلمان نبی ولی کو بطور وسیلہ سمجھ کر پکارتا ہے اُن کو خدا نہیں سمجھتا اور اُن کے توسل سے رب کو پکارنا عین شریعت ہے۔ اس کا انکار قرآن وحدیث کا انکار ہے۔ عبارت مذکورہ بالا میں اسماعیل دہلوی نے بادشاہ کی تشبیہ اللہ سے اور غلام کی تشبیہ بندوں سے دی ہے۔ اور چوہڑے چمار کا ذکر نبیوں ولیوں کے مقابلہ میں کیا ہے۔ جیسے غلام اپنے بادشاہ سے تعلق رکھتا ہے کسی چوہڑے چمار سے نہیں۔ ایسے ہی بندے کو اپنے رب سے ہی تعلق رکھنا چاہیے کسی نبی ولی سے نہیں۔ لیکن چوہڑے چمار کا ذکر جس انداز سے کیا گیا ہے اس میں نبیوں ولیوں کی شدید توہین ہے۔ رب تعالیٰ کے مقابلے میں نبیوں ولیوں کو چوہڑے چمار کے مقام پر رکھا گیا۔ (والعیاذ باللہ) عبارت بار بار پڑھیں اس نتیجے میں کوئی ابہام نہیں۔ مولوی اخلاق حسین قاسمی دیوبندی ان توہین آمیز عبارات کے متعلق رقمطراز ہیں!

[[تقویۃ الایمان کی عبارات مسلم معاشرہ کے اندر پھیلی ہوئی اعتقادی، بے عملی اور بے راہ روی ،مشرکانہ تہوار اور بدعات وخرافات کے خلاف ایک آواز ہے]]۔شاہ اسماعیل شہید اوران کے ناقد ص ۵۲،۵۳)

یہ کیسی آواز ہے کہ اصلاح کے نام پر انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام کونشانے پر رکھ لیا گیا ۔ہر سادہ لوح اور بے علم بھی چاہے مرد ہو یا عورت اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتا ہے اور دن میں متعدد بار نماز میں اپنے پیارے رسول ﷺ کے بارے میں گواہی دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں یاد رہے کہ حضور ﷺ کے خداداد کمالات کا اقرار واعتراف شرک نہیں بلکہ عین توحید ہے۔حضور ﷺ کے اوصاف وکمالات دیکھ کر ہی اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ اور قدرت کاملہ کا صحیح مفہوم سمجھ میں آتا ہے۔مولوی اسماعیل صاحب تو موجود نہیں اُن کے وکیلان صفائی ہی بتائیں کہ توحید میں پختگی کیا انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی توہین بے ادبی اور گستاخی کے بغیر نہیں آتی؟جب کوئی مسلمان کسی نبی ولی کو متصرف بالذات نہیں سمجھتا تو اُن پر شرک کا فتویٰ کیوں عائد کیا جاتا ہے۔حضور ﷺ کو وسیلہ کیوں نہ بنائیں؟ اُن کے توسل سے مغفرت کیوں نہ کروائیں؟ کیا اللہ تعالیٰ نے **ولو انھم اذ ظلموا انفسھم** ۔۔۔الخ نہیں فرمایا۔کہ اے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والو اپنی مغفرت کیلیے میرے برگزیدہ رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤ اللہ سے مغفرت طلب کرو اور رسول بھی تمہارے لیے تمہاری بخشش چاہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کو یقیناً توبہ قبول کرنے والا مہربان پاؤ گے۔اور کیا مفسرین کرام نے یہ نہیں فرمایا کہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد بھی یہ حکم اُسی طرح باقی ہے۔لکھنے والے مر گئے اپنے انجام کو پہنچ گئے اُن کو بچانے کی فکر میں پیغمبر اعظم علیہ الصلوۃ والسلام کی بے ادبی نہ کیجئے توہین رسالت کا نام توحید ہرگز نہیں۔اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرما۔

۴) [[انبیاء واولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں یہی بڑائی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔برے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔۔۔اور اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم (کائنات) میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو کہ جس کو جی چاہے مار ڈالیں یا اولاد دیویں۔۔۔یا کسی سے تندرستی چھین لیں کہ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں، عاجز اور بے اختیار]]۔(ص ۴۸)

اگلے پیرے میں آئندہ کے احوال گنوا کر انبیاء واولیاء کے بارے میں لکھا!

[[ان باتوں میں بھی بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان]]۔(ص ۴۸،۴۹،تقویۃ الایمان)اللہ تعالیٰ نے بڑے بندوں (یعنی نبیوں) کو اور چھوٹے بندوں (یعنی

ولیوں) کو کائنات میں تصرف کرنے کی قدرت عطا فرمائی ہے۔زندگی اور موت بے شک اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے مگر اللہ جس کو چاہے یہ قدرت عطا فرما دے کہ وہ باذن اللہ تعالیٰ مردے کو زندہ کر دے اور کوڑھی کو تندرست کر دے۔بظاہر ہاتھ بندے کا ہوگا حقیقی فاعل اللہ تعالیٰ کی ذات ہوگی۔اللہ تعالیٰ نے سب کو ایک جیسا عاجز اور بے اختیار نہیں بنایا۔آئندہ کے احوال بتانے میں بھی سب بندے برابر نہیں۔وہ جسے چاہے آئندہ کا حال بتلا دے۔اس معاملہ میں سب کو یکساں بے خبر اور نادان بتانے والا خود بے خبر اور نادان ہے بلکہ انبیاء و اولیاء کی بے ادبی کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا انکار کرنے والا بھی ہے۔اس پر قرآن وحدیث سے دلائل کے انبار پیش کیے جاسکتے ہیں مگر شاہ اسماعیل کے سوالوں کا جواب اللہ تعالیٰ نے ایک ہی آیت کریمہ میں رکھ دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

> [[اور (عیسیٰ) بنی اسرائیل کی طرف پیغمبر (ہو کر جائیں گے اور کہیں گے) کہ میں تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لیکر آیا ہوں۔وہ یہ کہ تمہارے سامنے مٹی کی مورت بشکل پرند بناتا ہوں پھر اُس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے (سچ مچ) جانور ہو جاتا ہے۔اور اندھے اور ابرص (کوڑھی) کو تندرست کر دیتا ہوں۔اور خدا کے حکم سے مردے میں جان ڈال دیتا ہوں۔اور جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔سب تم کو بتا دیتا ہوں اگر تم صاحب ایمان ہو تو ان باتوں میں تمہارے لیے (قدرت خدا کی) نشانی ہے]]۔(سورۃ آل عمران آیت ۴۹ ترجمہ فتح محمد جالندھری)

شاہ اسماعیل کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کو عالم میں تصرف کی کچھ قدرت نہیں۔تصرف کا مطلب ہے قبضہ و اختیار، کرامت واعجاز یا قوت و طاقت اور اثر ورسوخ وغیرہ۔اور نادان کا معنی ہے ناسمجھ، بے وقوف، احمق، جاہل، انجان وغیرہ (فیروز اللغات)۔اور یہ بھی کہتے ہیں کہ بڑے چھوٹے یعنی انبیاء و اولیاء ان باتوں میں بے خبر اور نادان ہیں۔(والعیاذ باللہ) اگر تصرف کا مطلب اختیار ہی لیں تو بھی قرآن وحدیث گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں ولیوں کو بفرق مراتب علوم غیبیہ عطا فرمائے۔اور نادان کا معنی "انجان" لیں تو بھی قرآن وحدیث گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں ولیوں کو حسب مراتب علوم غیبیہ عطا فرمائے۔سب کو ایک جیسا عاجز اور بے اختیار نہیں بنایا۔حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا۔**لست کاحد منکم** تم میں میرے جیسا ایک بھی نہیں یا میں

تمہارے جیسا نہیں۔ حضور ﷺ مظہر صفات الٰہیہ ہیں مظہر کامل ہیں اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بے بہا اختیارات وتصرفات عطا فرمائے تاکہ حق تعالیٰ کی صفات کا ظہور اُن کے وجود پاک سے ہو سکے جو کہ مقصود اصلی ہے۔ آپ کے کمالات و تصرفات کا قرآن وحدیث میں ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اُس کے زمانے کے مناسب حال معجزات وتصرفات عطا فرمائے معاذ اللہ سب یکساں عاجز، بے اختیار، بے خبر اور نادان کیونکر ہو سکتے ہیں؟۔ کیا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فرعونی طبقہ یکساں عاجز و بے اختیار تھے؟۔ کیا اسماعیل دہلوی گروپ نے قرآن و حدیث سے یہی مفہوم اخذ کیا ہے؟ اور کیا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کے دور کے اطباء و سائنسدان یکساں بے اختیار و عاجز تھے؟۔ اگر یہ بات درست ہے تو جس آیت کریمہ کا اوپر ترجمہ کیا گیا ہے اسکا مطلب کیا لیا جائے گا؟۔ اللہ تعالیٰ نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو وہ قوت وہ اختیارات عطا فرمائے کہ بڑے بڑے نامور خطیب عاجز آ گئے۔ اور حضور ﷺ کے زمانہ اقدس میں عرب کے بڑے بڑے ادیب و شاعر و بلغاء گنگ ہو کر رہ گئے اور سب کی گردنیں خم ہو کر رہ گئیں بقول امام احمد رضا محدث بریلوی۔

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے
بڑے

کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات وتصرفات کی چار قسمیں بیان کی گئیں ہیں۔

۱) مٹی سے پرندوں کی شکل بنا کر پھونک مارنا ۲) مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کا علاج کرنا

۳) مردوں کو زندہ کرنا ۴) غیب کی خبر دینا

آیت کریمہ میں دوبار **باذن اللہ** استعمال ہوا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن سے وہ ایسا کرتے ہیں تاکہ انھیں کوئی خدا تصور نہ کرنے لگے۔ اوپر جس آیت کا ترجمہ درج کیا گیا ہے اس میں **من الطین** کے الفاظ آتے ہیں یعنی مٹی سے (پرندے کی شکل بناتا ہوں) اس کے متعلق مولوی عبدالماجد دریابادی خلیفہ تھانوی صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں! [[کہ میں عدم محض سے وجود میں ہرگز نہیں لاتا صرف مادہ میں ایک خاص ترکیب وترتیب کیساتھ تصرف کر دیتا ہوں]]۔ (تفسیر ماجدی)

لیکن مادہ میں یہ ترکیب وترتیب عالم اور متعارف سلسلہ اسباب سے نہ تھی اُس سے الگ تھی۔ اسباب عادیہ میں ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ کسی نے مٹی کا پرندہ بنا کر پھونک مار کر اڑا دیا ہو۔ یہ تصرف صرف حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ

والسلام کو دیا گیا تھا۔بتایئے سب بندے چھوٹے بڑے یکساں عاجز و بے اختیار کیسے ہوئے۔ہمارا پختہ ایمان ہے کہ یہ سب کچھ مشیت خداوندی اور قدرت الٰہی کا ثمرہ ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ان افعال کو اپنی طرف منسوب کرنا اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ اگر ایسے افعال کی نسبت یہ سمجھتے ہوئے کہ ان کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے ان کے ظاہر اسباب کی طرف کردی جائے تو یہ جائز ہے شرک ہرگز نہیں۔مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

[[ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو موت اور زندگی کا اختیار دیا تھا حالانکہ یہ وہ چیز ہے جہاں کسی کا اختیار نہیں چلتا۔حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے رب نے زندگی اور وفات کا اختیار دیا۔میں نے آخرت کو اختیار فرمایا]]۔(تفسیر نور العرفان)

سورۃ ص پارہ ۲۳ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کیلئے پہاڑوں اور پرندوں کو آپ کا فرمانبردار بنادیا یعنی آپ کے اختیار میں آگئے۔اختیار تابع فرمان پر ہی ہوتا ہے۔اسی سورۃ میں فرمایا کہ!

[[پس ہم نے ہوا کو آپ کا فرمانبردار بنادیا،چلتی تھی آپکے حکم سے،آرام کیساتھ،جدھر آپ چاہتے اور سب دیو بھی ماتحت کردیئے کوئی معمار اور کوئی غوطہ خور اور ان کے علاوہ(جو سرکش تھے)باندھ دیئے گئے زنجیروں میں۔(اے سلیمان!)یہ ہماری عطا ہے چاہے(کسی کو بخش کر)احسان کر چاہے اپنے پاس رکھ کر]]۔(سورۃ ص آیات ۳۶تا۳۹)

شاہ اسماعیل کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کا عالم میں نہ تصرف نہ اختیار۔اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ہوا سلیمان کے قبضے میں دے دی۔انہیں کے حکم سے چلتی تھی جدھر وہ چاہتے اور جنات اور سرکش دیووں پر بھی اختیار دے دیا۔علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ [[یہ نعمتیں کلی طور پر اُنکے حوالے کردی گئیں(روح المعانی)علامہ ثناءاللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ![[جس کو چاہیں آپ دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں آپ سے کوئی باز پرس نہیں ہوگی کیونکہ **تفویض التصرف فیہ الیك** ان میں تصرف کرنے کا اختیار آپ کے سپرد کردیا گیا۔سورۃ ص آیت ۳۹ میں الفاظ **ھذا عطآئنا** کے آئے ہیں۔"یہ ہماری عطا ہے"یہ اس حقیقت کی طرف کی اشارہ ہے کہ انبیاء کرام کو فیض خداوندی سے اختیار دیا گیا ہے محروم و عاجز نہیں بنایا گیا۔سورۃ ص ہی میں انھیں **خلیفۃ فی الارض** اور **نعم العبد**(زمین میں اللہ کے نائب اور بڑی خوبیوں والے بندے)فرمایا گیا]]۔مولوی شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں!

[[یعنی کسی کو بخش دو یا نہ دو تم مختار ہو۔۔۔حضرت شاہ صاحب (شاہ عبد القادر) لکھتے ہیں کہ یہ اور مہربانی کی کہ اتنی دنیا دی اور مختار کر دیا]]۔(تفسیر عثمانی)

جب حضرت سلیمان علیہ السلام پر یہ کرم ہے تو اپنے محبوب ﷺ کو جو بے شمار خزانے عطا فرمائے ہیں کیا اذن خداوندی سے حضور ﷺ صاحب اختیار نہیں ہوں گے؟۔اسی سورۃ میں ہے کہ اللہ کے مخلصین بندوں پر شیطان کو کوئی زور نہیں چلے گا (آیت ۸۳)۔بتایئے سب بندے چھوٹے بڑے عاجز بے اختیار اور بے خبر کس طرح اور کیونکر ہو سکتے ہیں؟۔بے شک سب اللہ کی مخلوق ہیں مگر مراتب و درجات کے لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہے قرآن کریم میں ہے کہ آقا و غلام برابر نہیں۔ھل یستوین مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام کا صحابی پلک جھپکتے تخت نہیں لے آیا؟ کیا کہتے ہیں شاہ اسماعیل کے متبعین کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تصرف و اختیار عطا فرماتا ہے یا نہیں یا سب ایک جیسے بے اختیار و نادان ہیں (والعیاذ باللہ)

۴) سورۃ یونس کی آیت ۱۰۶ **ولا تدع من دون الله ما لا ینفعك ولا یضرك** ۔۔۔الخ لکھ کر شاہ اسماعیل فرماتے ہیں! [[یعنی اللہ زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجئے]]۔تقویۃ الایمان ص ۵۴)

ایسے بڑے شخص، کا اشارہ ،اللہ زبردست، کی طرف ہے گویا اللہ تعالیٰ کو شخص بنا ڈالا۔دوسرے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے عظام کو "ناکارہ لوگ" کہا کیونکہ مسلمان نبیوں ولیوں کا توسل اختیار کرتے ہیں جس کو شاہ اسماعیل اور اُن کے پیرو "پکارنا" سے تعبیر کرتے ہیں۔مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں!

[[خلاصہ یہ ہے کہ میں تمہارے ان فرضی معبودوں کی عبادت سے سخت نفور اور بیزار ہوں۔۔۔میری عبادت خالص اُس خداوند قدوس کیلئے ہے۔۔۔گویا موت و حیات کا رشتہ جس کے ہاتھ میں ہے بندگی اُسی کی ہو سکتی ہے]]۔(تفسیر عثمانی)

آگے لکھا ہے!

[[استعانت کیلیے بھی اُسی کو پکاریں ---ہمارا بھی یہی ایمان ہے کہ حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہی

ہے یعنی بالذات مشکلیں حل کرنا فریاد سننا وغیرہ۔لیکن حضورﷺ یا دیگر اولیائے کرام

سے استعانت مجازاً ہے جو وسیلہ کے معنوں میں ہے جس کے قائل علمائے دیوبند بھی

ہیں]]۔

مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی **ایا نعبد وایاك نستعین** کی تفسیر میں لکھتے ہیں!

[[اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اُس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں

مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر

مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اُس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت

حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے]]۔(تفسیر عثمانی)

ثابت ہوا کہ **ولا تدع من دون الله** کا معنی یہ ہے ''اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ برا''(کنزالایمان) اس آیت میں پوجنے کی ممانعت ہے،پکارنے یا مدد لینے کی نہیں کہ ظاہری استعانت انبیاء و اولیاء سے لی جاسکتی ہے۔**ولو انهم اذ ظلموا**۔۔۔الخ(النساء:۶۴)میں **واستغفرلهم الرسول** اور رسول بھی اُن کو بخشواتا(ترجمہ محمود الحسن)اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضورﷺ سے نفع حاصل ہے البتہ بندگی اللہ کے سوا کسی سے نہیں۔شاہ اسماعیل بار بار نبیوں ولیوں کی مختلف انداز سے تحقیر کرتے ہیں جسے یہاں آیت کی آڑ لیکر حضورﷺ سمیت اولیائے کرام کو بھی ناکارہ لوگ کہا۔(والعیاذ باللہ) اخلاق قاسمی دیوبندی اسے قرآنی اسلوب قرار دیتے ہیں۔(استغفر اللہ)

۵) ''جو ان کاموں کا مختار ہے اُس کا نام اللہ ہے محمد یا علی نہیں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں''(تقویۃ الایمان ص ۶۸)

مولوی صاحب نے کتنے عامیانہ انداز سے حضورﷺ کا نام نامی اسم گرامی لکھا ہے۔کیا اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنے کا یہی طریقہ ہے؟ آیئے قرآن حکیم کو دیکھتے ہیں وہ حضورﷺ کو پکارنے یا نام لینے کا کیا ادب سکھاتا ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔(سورۃ نور آیت ۶۳ ترجمہ کنزالایمان) اسکی تفسیر میں جناب شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں!

[[مخاطبات میں حضور کے ادب وعظمت کا پورا خیال رکھنا چاہیے عام لوگوں کی طرح یا محمد وغیرہ کہہ کر خطاب نہ کیا جائے بلکہ یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ جیسے تعظیمی القاب سے پکارنا

چاہیے]]۔(تفسیر عثمانی)

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے!

!''اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چلاّ کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاّتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیز گاری کیلیے پرکھ لیا ہے انکے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے''(الحجرات آیت ۲،۳ کنز الایمان)

مولوی شبیر احمد عثمانی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں!

[[آپ سے خطاب کرو تو نرم آواز سے تعظیم واحترام کے لہجہ میں، ادب وشائستگی کیساتھ۔۔۔حضور کی وفات کے بعد بھی حضور کی احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہ ہی ادب چاہیے اور جو قبر شریف کے پاس حاضر ہو وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے۔۔۔فرق مراتب نہ کرنے سے بہت مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے]]۔(تفسیر عثمانی)

شاہ اسماعیل دہلوی فرق مراتب کا خیال رکھتے اور دل میں ادب وتعظیم کا احساس ہوتا تو یہ ہرگز نہ لکھتے ''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں'' اپنے نبی کو جن خصوصیات اور جس تحقیر آمیز انداز والفاظ سے شاہ اسماعیل پیش کر رہے ہیں غیر مسلم اپنے ذہن کے چوکھٹے میں اس کی تصویر کیا بنائیں گے؟۔

ہم نے شروع میں کہا تھا کہ انگریز نے فتنہ وفساد کا بیج بونے اور افتراق وانتشار کیلیے یہی منصوبہ بندی کی کہ ایک طبقہ سے تعظیم نبوت اور ادب رسالت کے احساسات وجذبات کو توحید کے نام پر اس طرح مٹا دیا جائے کہ موحد کہلا کر خوش بھی رہے اور نبی کی تعظیم وتوقیر پر مرمٹنے والے ان کے خلاف بھی اُٹھ کھڑے ہوں۔ کیونکہ مسلمان فقط اور

فقط اپنے پیغمبر اعظم ﷺ کے نام نامی ذات گرامی پر ہی جمع ہو سکتے ہیں اور مکر بھی سکتے ہیں۔ تعظیم کرنے والوں سے مل جائیں گے تو ہین کرنے والوں سے الگ ہو جائیں گے۔ مولوی شبیر احمد عثمانی اسی خیال کے تحت سورۃ الحجرات کی ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

[[حضورؐ کی تعظیم و محبت ہی وہ نقطہ ہے جس پر قومِ مسلم کی تمام پراگندہ (منتشر) قوتیں اور منتشر جذبات جمع ہوتے ہیں اور یہ ہی وہ ایمانی رشتہ ہے جس پر اسلامی اخوت کا نظام قائم ہے]]۔ (تفسیر عثمانی)

(نوٹ: " ؐ " بے معنی ہے ﷺ پورا درود شریف لکھنا چاہیے۔۔۔افسوس کہ شاہ اسماعیل اور علمائے دیوبند کے باعث اسلامی اخوت کا نظام بکھر کر رہ گیا، پے در پے توہین آمیز عبارات نے ثابت کر دیا کہ حضور ﷺ کی تعظیم و محبت کا نقطہ اُن کے دل و دماغ سے مٹ گیا تھا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔)

۲) سارا کاروبار جہاں اللہ کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے۔۔۔تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر؟۔ (صفحہ ۸۹) زرا لہجے کی تلخیاں دیکھیں "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"۔۔۔"رسول کو کیا خبر" کوئی شخص مسلمان ہونے کا مدعی بھی ہو اور پھر بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ایسا گھٹیا اور تحقیر آمیز لہجہ استعمال کرے تو کیا اُس کے محض دعوئ اسلام پر اُسے سر پر بٹھا لیا جائے گا؟ ہر گز نہیں اگر کسی پیر، بزرگ، اُستاد اور مولوی کا احترام تھا تو حضور ﷺ کی وجہ سے تھا جب وہ خود ہی اُسی بارگاہ کا بے ادب ہو گیا تو اُس کا ادب و احترام کیسا؟ مولوی اخلاق حسین قاسمی کے نزدیک یہ لب ولہجہ قرآنی اسلوب ہے۔ قاری محمد طیب قاسمی دیوبندی لکھتے ہیں!

[[حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی شان بھی عجیب ہے اللہ تعالیٰ آپ کی خواہش پورا کرنے میں اس قدر جلدی فرماتا ہے کہ ادھر آپ کے دل میں خواہش پیدا ہوئی اُدھر اللہ تعالیٰ نے فوراً پورا فرمادیا۔ اسی کو یوں کہا جا سکتا ہے کہ مشیت الٰہی بندہ کی مشیت کے تابع ہوگئی۔ جو بندہ چاہتا ہے وہی ہو جاتا ہے حضور ﷺ کیساتھ بھی یہی معاملہ تھا آپ کی جو خواہش ہوتی پوری ہو جاتی]]۔ (خطبات حکیم الاسلام ج اول ص ۱۹۳)

۷) شاہ اسماعیل نے ایک حدیث پاک لکھ کر اسکی تشریح ان الفاظ میں کی!

[[اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء، انبیاء، امام زادے، پیر، شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر اللہ نے اُن کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو اُن کی فرمانبرداری کا حکم کیا ہم اُن کے چھوٹے ہیں]]۔ (تقویۃ الایمان ص ۹۲)

قرآن وحدیث نے ایمان واسلام کے رشتے کے اعتبار سے جو مومنانہ اخوت و بھائی چارگی کا درس دیا ہے اُس میں اور جو شاہ اسماعیل صاحب نے چھوٹے بھائی اور بڑے بھائی کا تصور پیش کیا ہے دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جن دیوبندی مولویوں نے اس عبارت کا جواب بطور وکیل صفائی دیا ہے وہ شاہ اسماعیل کے اس جملے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ "جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اسکی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے" (تقویۃ الایمان ص ۹۲) یہ عبارت اُسی عبارت سے پہلے ہے جس کو ہم نے اوپر درج کیا ہے۔ بڑا بزرگ یعنی انبیاء کرام علیہم السلام جیسا کہ خود آگے وضاحت کردی۔ شاہ اسماعیل صاحب کے اس جملے کا مطلب صاف ٹھہرا یہ ہے کہ حضور ﷺ کی تعظیم اپنے بڑے بھائی جتنی کیجئے۔ دراصل اس عبارت میں شاہ اسماعیل صاحب "تعظیم" اور "عبادت" کا فرق اور استعمال بتا رہے ہیں لہذا وہ کہتے ہیں! "جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اسکی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اُسی کی چاہیے" یعنی حضور ﷺ انسان ہیں وہ بندگی کے لائق نہیں ہمیں اُن کی بندگی نہیں کرنی چاہیے اُن کی تعظیم کرنی چاہیے کتنی؟۔۔۔ بڑے بھائی جتنی۔

دیوبندی مولوی جواب کے طور پر قرآن وحدیث سے حضور ﷺ کی زبان اقدس یا صحابہ کرام کے حوالے سے جو ایک دوسرے کو بھائی کہنا بتاتے ہیں وہ وصف ایمانی کے اعتبار سے ہے جس کی نشاندہی فرماتے ہوئے اللہ جل

شانہ نے اصول بتایا کہ **انما المومنون اخوۃ** ۔۔اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں ۔ظاہر ہے کہ اس بھائی چارے کی بناوہ قدر مشترک ہے جسے ایمان کہتے ہیں ۔تو یہ بھائی چارہ "وصفی" ہے نسبی نہیں اسی الہامی اصول کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ﷺ نے عملاً جو بھائی چارہ قائم کیا اُسے تاریخ میں "مواخات" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ۔اس میں قوم جدا ،قبیلہ جدا ،وطن جدا ،مگر ایمان کی قدر مشترک کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ نے مہاجرین وانصار کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا ۔اس بھائی چارے کی عظمت بیان کرتے ہوئے خود رب کریم عزوجل نے فرمایا!

[[اور اپنے اوپر اللہ کی اُس نعمت کو یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کردی اور تم اس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہوگئے]] ۔(آل عمران:۱۰۳)

وصفی بھائی ہونا اختیاری ہے اور اس میں دونوں کا مومن ہونا شرط ہے ۔جبکہ شاہ اسماعیل کا بڑے بھائی اور چھوٹے بھائی کہنا نسبی اعتبار سے ہے اور غیر اختیاری ہے اس میں ارادے یا پسند کا کوئی دخل نہیں ۔اس میں صرف ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہونا ضروری ہے یہ نسب اور خون کا رشتہ ہے اس میں ایک بھائی مومن اور دوسرا کافر ہو تب بھی وہ بھائی ہی ہوں گے

جیسے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابولہب اسی طرح ابولہب کافر ہے مگر ہم لکھتے وقت اسے بھی حضور ﷺ کا چچا کر کے لکھتے ہیں شاہ اسماعیل نے جو کہا کہ انبیاء کی تعظیم بھائی کی سی کیجیے یہ نسب اور خون کے رشتے سے بڑا بھائی ہونا مراد ہے ۔تو معنی یہ ہوگا کہ حضور ﷺ کی تعظیم اپنے (رشتے میں) بڑے بھائی جتنی کیجیے ۔(والعیاذ باللہ) شاہ اسماعیل صاحب نے بڑا بھائی نسبی اعتبار سے کہا اور ان کے وابستگان صفائی میں مثالیں "وصفی" اعتبار سے دیتے ہیں ۔دونوں میں عظیم فرق ہے ۔علمائے دیوبند ان عبارات کے خلاف ایک لفظ بھی سننا نہیں چاہتے ۔حکیم مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

[[رسول خدا ﷺ کی توہین ٹھنڈے دل گوارا ہے مگر ان کے بزرگوں کے قلم پر حرف نہ آئے۔ اگر تقویۃ الایمان ہی دیوبندی دھرم میں دین وایمان ہے تو تقویۃ الایمان ہی کی روشنی میں انہیں اس عبارت کو خارج کر دینا چاہیے۔ تقویۃ الایمان ص ۶۲ میں ہے "یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے" تقویۃ الایمان کی مندرجہ بالا عبارت نے ان عبارات میں توجیہ وتاویل کا دروازہ بند کر دیا جن کے ظاہر میں رسول خدا کی توہین وتنقیص ہے]]۔ (خون کے آنسو ص ۸۲)

۸) اس موضوع پر ہم آخری بات یہ بھی کہہ دیں کہ وہ درجہ نبوت کی تعظیم درجہ اخوت جتنی ہی کرانا چاہتے ہیں جیسا کہ ایک اور مقام پر فرمایا! "اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ انبیاء اور اولیاء اُس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں" (تقویۃ الایمان ص ۸۷) دیکھا! توحید کی آڑ میں انبیاء واولیاء کی کھلی توہین۔۔۔ لفظوں کا استعمال بات کہنے کا ڈھنگ اور لب ولہجے کی نرمی وتیزی الگ الگ نتیجے پیدا کرتی ہے اسی لیے تو قرآن کریم نے بارگاہ نبوی ﷺ میں گفتگو کرنے اور بلانے کے آداب سکھائے ہیں کیا قرآن کریم کا یہی اسلوب ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں کی عزت وعظمت اور مرتبہ وشان بیان فرمائی ہے یا ذرہ ناچیز سے بھی کم تر کہا ہے مولوی اخلاق حسین قاسمی دیوبندی نے شاہ اسماعیل کی بے ادبیوں اور گستاخیوں کو اسلوب قرآن کہہ کر کلام مجید کی کتنی بڑی توہین کی ہے۔

کیا بتاؤں میں تبسم تجھے ایسوں کا مزاج جن کو توہین بھی توقیر نظر آتی ہے

قرآن کریم کا اسلوب یہ ہے کہ اس نے ورق ورق کفار ومشرکین کا رد فرمایا اُن کے بتوں اور خود انہیں جہنم کا ایندھن کہا۔ لیکن کہیں بھی اُن کے رد میں اپنے محبوب رسولوں اور نبیوں بلکہ ولیوں تک کی برائے نام بھی تحقیر نہیں کی بلکہ انکی عزت وعظمت کو برقرار رکھتے ہوئے درس ہدایت عطا فرمایا شاہ اسماعیل دہلوی توحید (وہ بھی خانہ ساز) سکھانے کیلیے اللہ تعالیٰ کے بلند مرتبہ رسولوں اور نبیوں کی جا بجا الفاظ کے ذریعہ سخت لب ولہجہ اور کریہہ طرز بیان سے توہین و بے ادبی کرتے چلے گئے اب اُس بابائے وہابیت (پاک وہند) کی توہین آمیز عبارات کے دفاع میں علمائے دیوبند کمر بستہ ہیں ایسی عبارات نے مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت کا کافرانہ حوصلہ بخشا اور وہ خم ٹھونک کر میدان میں اُتر پڑا۔ علامہ خلیل اشرف صاحب اعظمی قادری لکھتے ہیں!

[[یہ بات علی رؤس الاشہاد کہی جاسکتی ہے کہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان کے وجود میں آنے سے پہلے برصغیر کے علماء میں کوئی قابل ذکر اختلاف نہیں تھا۔اور اگر تھا تو کم از کم تاریخ اس کو کوئی وقعت نہیں دیتی۔مگر پھر اچانک ہی اتفاق و اتحاد کی پوری فضا دھندلا کر رہ گئی اور مولوی محمد اسماعیل کی تقویۃ الایمان کو افتراق بین المسلمین کا شرف حاصل ہو گیا۔اور میں علی رؤس الاشہاد کہہ سکتا ہوں کہ یہی انگریزوں کا مقصد تھا جو تقویۃ الایمان کے ذریعہ پورا ہو گیا]]۔(پاک وہند کی چند اسلامی تحریکیں اور علمائے حق ص ۵۸ مکتبہ فریدیہ ساہیوال)

۹) "اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ ﷺ کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے"(تقویۃ الایمان ص ۸۷)

جس حدیث کی یہ توہین آمیز شرح کی گئی ہے اس میں کہاں یہ بات ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔نہ آداب رسالت کا خیال نہ حدیث کی مناسب تشریح بس جو دل میں آیا لکھ مارا۔خدا جانے مولوی اسماعیل اور ان کے ہم نوا بارگاہ رسالت میں پیش کردہ اس توہین آمیز لب و لہجے سے اس قدر کیوں مانوس ہو چکے ہیں کہ انھیں ان الفاظ اور طرز بیان میں کوئی برائی اور خامی نظر ہی نہیں آتی۔حالانکہ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ انداز بیان بات کے مفہوم و معنی کو بدل دیتا ہے بارگاہ نبوت میں شاہ اسماعیل کا انداز بیان وہ سخت اور کریہہ نہیں بلکہ الفاظ کا چناؤ بھی انتہائی گھٹیا اور تحقیر آمیز ہے۔ایسی اعبارات مرزا غلام احمد قادیانی کی نظر سے جب گزری ہوں گی تو اس نے ضرور سوچا ہو گا کہ اگر نبی اور رسول کا یہی مقام و مرتبہ ہے جو شاہ اسماعیل بتا رہے ہیں تو پھر مجھ میں کس بات کی کمی ہے۔پھر تو میں بھی نبی ہو سکتا ہوں۔ایسا مواد بھی یقیناً اس کے جھوٹے دعوئ نبوت کا سبب بنا ہو گا۔

تقویۃ الایمان کا لب و لہجہ تو آپ نے ملاحظہ فرمالیا۔اب شاہ اسماعیل کی کتاب "صراط مستقیم" کی بھی ایک عبارت کا جائزہ لیتے ہیں شاہ صاحب لکھتے ہیں!

[[جناب فاروق رضی اللہ عنہ کا وہ درجہ تھا کہ لشکر کی تیاری آپ کی نماز میں خلل انداز نہ ہوتی

تھی بلکہ وہ بھی نماز کے کامل کرنے والوں میں سے ہو جاتی تھی اس لیے کہ ۔۔۔وہ تدبیر اللہ جل شانہ کے الہامات میں سے آپ کے دل میں ڈالی جاتی تھی ۔۔۔اور جو شخص خود کسی امر کی تدبیر کی طرف متوجہ ہو خواہ وہ امر دینی ہو یا دنیاوی ، بالکل اُس کے برخلاف ہے ۔۔۔اور جس شخص پر یہ مقام کھل جاتا ہے وہ جانتا ہے ۔۔۔ہاں بمقتضائے **ظلمت بعضھا فوق بعض** (اندھیرے ہیں جو درجے میں بعض اُوپر ہیں بعض سے) زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ رسالتمآب ہی ہوں اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے ۔۔۔کیونکہ شیخ کا خیال تعظیم و بزرگی کیساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی (دلچسپی) ہوتی ہے اور نہ تعظیم ، بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے]] ۔(صراط مستقیم ص ۱۶۹، ۱۷۰)

اس عبارت پر پیر سید نصیر الدین نصیر گولڑوی کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں!

]] شاہ صاحب کی عبارت بحولہ بالا کا مفہوم تو واضح ہے صرف ایک دو باتیں عرض کروں گا۔سب جانتے ہیں کہ نماز عبادات دینی میں خاص اہمیت کا حامل ہے اس میں خضوع وخشوع کیساتھ توجہ الی اللہ ضروری ہے مگر ادھر اُدھر کے خیالات کا اچانک آجانا یہ تقاضائے بشری ممکن ہے ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے جنھیں نماز میں کوئی خیال یا وسوسہ نہیں آتا۔اگر شاہ صاحب کی بیان کردہ پابندی اور شرط کو ملحوظ رکھا جائے تو شاید معدودے چند افراد ہی نماز پڑھ سکیں گے یا اُن کی نماز حقیقی نماز ہو گی۔شاہ صاحب کے مطابق بیوی کیساتھ جماع یا وسوسہ زنا جیسے رذیل تصور کے پیدا ہونے سے تو نماز میں خلل واقع نہیں ہوتا مگر انسان کے تصور سے خواہ رسالتمآب ﷺ ہی کیوں نہ ہوں خلل پیدا ہو جاتا ہے نماز نہیں ہوتی اور پھر اُن کے مطابق گائے بیل اور گدھے کے خیال سے نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن انبیاء اور صالحین کے تصور آجانے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اگر ان کی بات کو کچھ دیر کے لیے درست مان لیا جائے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ جب نمازی تلاوت کرتے ہوئے وہ آیات پڑھے جن میں حضور علیہ السلام کا اسم گرامی آیا ہے یا دیگر انبیاء کا ذکر موجود ہے تو اس کا ذہن مسمّٰی (جن کا نام لیا جارہا ہے) کی طرف متوجہ نہ ہو گا؟ چاہے ایک سیکنڈ یا اس کے ہزارویں حصے جتنا ہی ہو اور پھر جب **اَلتَّحِیَّات** میں بیٹھ کر **ایھا النبی** اور **اشھد ان محمدًا عبدہ و رسولہ** پڑھا جائے گا تو کیا حضور علیہ السلام کی طرف ذہن متوجہ نہ ہو گا؟ یا تو شاہ صاحب یہ کہتے ہیں کہ جب قرآنی آیات میں کسی نبی کسی مقام یا کسی شے کا ذکر آئے تو نمازی کو چاہیے کہ وہ فوراً گدھے یا بیل کے تصور کی طرف اپنے ذہن کو دعوت فکر دے اور پھر وہابی بھی حوالے کیساتھ لکھے کہ ایسا کرنا کس قرآنی آیت یا حدیث کی رو سے

ضروری ہے۔بغیر دلیل اور حوالے کے ویسے ہی ہانک دینا تو کسی صاحب علم کو زیب نہیں دیتا اور پھر مجامعت، گدھے اور بیل کے خیال کو انبیاء وصلحاء کے خیال سے افضل قرار دینا کس قدر گستاخی اور کتنی خلاف عقل بات ہے۔ اگر یہ توہین رسالت نہیں تو پھر بتانا ہوگا کہ توہین رسالت کی تعریف کیا ہے؟ عارفین اُمت نے تو دورانِ عبادت خیال گاؤ خر سے روکا ہے چنانچہ پیر روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر   ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

شعر کا مطلب یہ ہے کہ اگر زباں پر تسبیح کا ورد ہے اور دل میں گاؤ خر (یعنی غلط خیالات) جاگزیں ہیں تو اس قسم کی تسبیح خوانی کا کوئی فائدہ نہیں۔مگر شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ گاؤ خر کے خیال سے عبادت میں کوئی نقص واقع نہیں ہوتا صرف حضور سید المرسلین ﷺ اور صالحین اُمت کے خیال سے بچنا کہ کہیں نماز میں انکا خیال نہ آجائے، ورنہ نماز ٹوٹ جائے گی۔شاہ صاحب کی اس تحریر سے اُن کی دینی قابلیت اور علمی تبحر کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔اور یہ کہ اُن کی نگاہوں میں انبیاء وصالحین کی کیا حیثیت ہے]]۔(راہ ورسم منزل ہا ص ۲۸۲ تا ۲۸۶ سن طباعت ۲۰۰۶ء)

اگر اس نماز کو اہل مکاشفہ یا صوفیاء کی نماز سمجھا جائے اور "صرف ہمت" کو شغل رابطہ قرار دیا جائے کہ قصداً اس میں منہمک ہونا مخلصین کے خلوص کے مخالف ہے۔پھر بھی یہ سوال اپنی جگہ باقی رہتا ہے کہ اہل مکاشفہ یا صوفیاء عبادت اور تعظیم، خالق اور مخلوق اور توحید اور شرک کے فرق کو اچھی طرح جانتے ہوتے ہیں۔لہذا دوران نماز ایسی آیات بھی پڑھنے میں آسکتی ہیں جن میں حضور ﷺ یا دیگر انبیائے کرام کے اسمائے گرامی آتے ہیں اسی طرح نماز میں بار بار حضور ﷺ کا ذکر بھی آتا ہے تو صوفیاء کرام اگر دورانِ نماز اُن کی تعظیم بحیثیت نبی اور رسول کریں تو یہ خیال نہ مفسد صلوۃ ہے اور نہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتا ہے۔اور خود مولوی اسماعیل صاحب لکھتے ہیں کہ! "ہمارے مذکورہ بالا بیان سے یہ نہ سمجھا جائے کہ نماز میں حقائق و معارف لطیفہ اور مسائل غریبہ کا بطور فیضان کے معلوم ہونا اور کشف ارواح وملائکہ کوئی قبیح بات ہے، نہیں، ہرگز نہیں"۔(صراط مستقیم/علمی تجزیہ ص ۱۰۶ از مولوی عبدالرزاق چکوال)

تو جس کے دل میں اللہ تعالیٰ ایسے خیالات ڈالنا پسند فرمائے اور یہ خدا کی رحمت قرار دیا جائے، وہی خیالات اگر انسان از خود حاصل کرنا چاہے تو شرک کا باعث کیونکر ہو جائیں گے جبکہ وہ توحید اور شرک کی حدود سے بھی

بفضلہ تعالیٰ واقف ہو۔لیکن حیرت ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب محض تعظیم کے بھی خلاف ہیں اور تعظیم کو بھی عبادت سمجھتے ہیں۔اسی تعظیم کو عبادت سمجھنے کے باعث کہتے ہیں کہ حضورﷺ کا خیال نماز میں نہ کیا جائے، یا منہمک نہ ہوا جائے،اس سے بہتر ہے کہ بیل اور گدھے کی صورت کا خیال کرلیا جائے کہ عدم تعظیم کے باعث وہ خیال شرک نہیں۔گویا شغل رابطہ (صرف ہمت) گاؤخر کا انبیائے کرام وصالحین اُمت سے بہر حال بہتر ہے۔اسی لیے یہ عبارت **ظلمت بعضها فوق بعض** سے شروع کی۔یعنی تمام وسوسے ایک درجے کے نہیں ہوتے، جیسے زنا کے خیال سے بیوی سے مجامعت کا خیال بہتر ہے ایسے ہی نماز میں حضورﷺ کے خیال سے بیل اور گدھے کا خیال کرلینا بہتر ہے۔

نتیجہ:۔عام نمازیں یا مخلصین اہل مکاشفہ کی، محض "خیال" لیں یا صوفیاء کی اصطلاح "شغل رابطہ" ہر صورت میں گاؤخر کے خیال کو حضورﷺ کے خیال سے بہر حال افضل واعلیٰ قرار دیا گیا ہے۔(والعیاذ باللہ)

تعریف باری کا ایک طرفہ انداز:

اس عنوان کے تحت پیر نصیر الدین صاحب نصیر گولڑوی لکھتے ہیں!

[[ہر انسان نے اپنے شعور واحساس کے مطابق حمد وثنا کی، مگر آج تک اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف اور حمد وثنا کا یہ طرفہ انداز کسی کے حصے میں نہیں آیا جسے شاہ اسماعیل شہید صاحب نے اختیار کیا، اُن کے اپنے الفاظ ملاحظہ ہوں! "اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ مخلوق کا ہر بڑا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"(تقویۃ الایمان) اگر موصوف ذرا سوجھ بوجھ سے کام لیتے تو یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ ساری مخلوق ذات باری تعالیٰ کی شان کے آگے عاجز وسرنگوں ہے، یا اسی قسم کے کچھ اور الفاظ استعمال کرسکتے تھے مگر نہیں صاحب! دل کی بھڑاس بھی تو آخر کوئی چیز ہے۔مخلوق کا ہر بڑا چھوٹا کہہ کر انہوں نے انبیاء علیہم السلام تک کو شامل کرلیا، یا تو وہ ان کو مستثنیٰ کردیتے۔شاہ صاحب اگر زندہ ہوتے تو ہم اُن سے یہ بات ضرور دریافت کرتے کہ اللہ تعالیٰ کی شان اور اُس کی عظمت ویکتائی بیان کرنے کا یہ طریقہ انہیں کہاں سے ہاتھ آیا؟ انہیں یہ احساس تک نہ ہوا کہ مخلوق کے ہر بڑے چھوٹے میں اولیاء، صالحین، شہداء، صدیقین، کے علاوہ انبیاء علیہم السلام بھی تو آتے ہیں کیا یہ سب اللہ تعالیٰ کے سامنے چمار سے بھی نعوذ باللہ زیادہ ذلیل ہیں؟ قارئین خود انصاف کریں کہ یہ جملہ کتنی بڑی گستاخی کا حامل ہے۔کیا اسی کو تبلیغ توحید اور اشاعت دین کہا جاتا ہے؟ کیا کسی نبی ولی نے اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرتے ہوئے اُس کی مخلوق کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہا یا لکھا ہے؟ استغفر اللہ جن لوگوں میں بات کرنے کا شعور اور سلیقہ بھی نہ ہو انہیں اپنا مقتدی اور پیشوا سمجھنے

پر فخر کرنے والے کیسے لوگ ہیں؟ اگر آج کا کوئی وہابی لفظ ذلیل کا عربی میں لغوی معنی (نیچا، عاجز) لے کر دہلوی صاحب کی وکالت کرنا چاہے تو اُسے یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ یہ لفظ اُردو میں استعمال کیا گیا۔ اُردو عرف میں ذلیل کا کیا معنی ہے؟ (کسی بھی معاشرہ اور زبان میں الفاظ کا استعمال اُس کے عرف کا خیال رکھ کے کیا جاتا ہے) اور پھر ساتھ چمار کے لفظ نے تو رہی سہی کسر ہی نکال کر رکھ دی]]۔ (راہ و رسم منزل ج۱ ص ۲۸۷، ۲۸۸)

رد عمل:

شاہ اسماعیل دہلوی نے خود بھی اقرار کیا ہے کہ تقویۃ الایمان کا لہجہ سخت ہو گیا ہے، جو شرک نہیں تھا اُسے بھی شرک لکھ دیا گیا اور یہ بھی خدشہ تھا کہ اس پر ضرور لڑائی جھگڑائی ہوگی۔ اور واقعۃً ایسا ہوا۔ آیئے ایک حدیث مبارکہ پر بات کرتے ہیں پھر تقویۃ الایمان کا رد پیش کیا جائے گا۔ مکہ مکرمہ میں شرک جب اپنی آخری حدوں کو چھو رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث فرما کر اپنے بندوں پر احسان عظیم فرمایا۔ آپ نے شرک کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔ اس طرح کہ آج تک کوئی شخص خدائی کا دعویٰ پھر نہ کر سکا۔ امام مسلم بن حجاج قشیری روایت کرتے ہیں! [[حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! شیطان جزیرہ عرب میں اپنی عبادت کیے جانے سے (گویا شرک سے) مایوس ہو گیا ہے لیکن وہ ان کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکائے گا]]۔ (صحیح مسلم، مسند احمد) وہابیوں کے قبضے (۱۹۲۵ء) سے پہلے حرمین شریفین میں اہل سنت کے جو معمولات تھے جنھیں وہابی اور اُنکے ہمنوا شرک کہتے ہیں وہ حدیث مذکورہ کی رو سے شرک ہرگز نہیں تھے۔ اسی طرح مولوی اسماعیل دہلوی کے پیروکار جو بڑی شد و مد سے کہتے ہیں کہ اُس وقت مسلم معاشرہ کے اندر پھیلی ہوئی بداعتقادی، بے راہ روی اور مشرکانہ رسوم کا بازار گرم تھا لہٰذا تقویۃ الایمان میں تیزی، درشتی، سخت لب و لہجہ اور تشدد فطری امر تھا لیکن ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ تشدد اور سختی بداعتقادی اور مشرکانہ رسوم کے مرتکب افراد پر ہونی چاہیے تھی جبکہ شاہ اسماعیل نے یہ تشدد پیغمبروں اور ولیوں بالخصوص سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت و عزت پر کیا۔ اصلاح معاشرہ اور تبلیغ توحید کے نام پر انبیاء و اولیاء کو نشانے پر رکھ لیا کس قدر ظلم عظیم ہے۔ اب جبکہ شاہ اسماعیل کے متبعین خود بھی اس کتاب کی سختی اور تشدد کا اقرار کر رہے ہیں تو یہ بھی تو دیکھیں نا! کہ تشدد کا برتاؤ کس پر ہے اور توہین آمیز الفاظ کن مقدس ہستیوں کے متعلق کہے گئے۔ حیرت کا مقام ہے کہ اُسی دور میں اُسی معاشرے کے اندر شاہ اسماعیل کے تین چچا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین بلند مرتبہ علمی مقام پر فائز ہیں، لیکن کسی ایک کے بھی دائرہ بصارت میں یہ مشرکانہ رسوم نہ آسکیں۔ معاشرتی برائیاں اور بدعات و خرافات کس زمانہ میں نہیں رہیں؟ مگر ایسا اسماعیل دہلوی جیسا مصلح اور تقویۃ الایمان جیسی کتاب کسی دور میں نہیں

آئی۔اس وقت کے تمام جلیل القدر علماء کا دہلی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا اور اُن حضرات نے بہ اتفاق اس کتاب کو رد کر دیا۔بدعات وخرافات سے ہمیں انکار نہیں مگر جس زوروشور سے شرک،شرک کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے ہم اس سے ہرگز اتفاق نہیں کرتے۔اسکی وجہ یہ حدیث مبارکہ ہے ملاحظہ فرمایئے!حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا![[**وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیھا**]]۔(صحیح بخاری ج اول کتاب الجنائز باب الصلوۃ علی الشہید حدیث نمبر ۱۲۵۷)ترجمہ:اور بے شک خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق ڈر نہیں ہے کہ میرے بعد شرک کرنے لگو گے بلکہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم دنیا کی محبت میں نہ پھنس جاؤ۔

حضور ﷺ خدا کی قسم اُٹھا کر فرمائیں کہ مجھے تم سے شرک کا خطرہ نہیں اور وہابیہ ودیوبندیہ ہر بات کو شرک شرک کہہ کر اہل سنت کے پلے باندھیں فیصلہ قارئین ہی کر لیں کہ کس کی بات کو سچ مانا جائے۔

خانقاہ حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید دہلی کے سجادہ نشین حضرت ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

[[مجھ کو تقویۃ الایمان میں وہابیت کے اثرات نظر آئے لہذا میں نے مختصر طور پر محمد بن عبد الوہاب(نجدی)کے حالات کا مطالعہ کیا اور اُن کے رسالہ "رد الاشراک" کا دقیق نظر سے مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ مولانا اسماعیل نے جو کچھ اس رسالہ میں لکھا ہے نجدی رد الاشراک سے لیا ہے]]۔(مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۱۴)

مولانا ابوالحسن زید فاروقی اپنی کتاب کے ابتدائیہ میں شاہ اسماعیل کے متعلق فرماتے ہیں!

[[انکا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا اور نجدی کا رسالہ "رد الاشراک" ان کی نظر سے گزرا اور انھوں نے اردو میں تقویۃ الایمان لکھی اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا کوئی غیر مقلد ہوا کوئی وہابی بنا کوئی اہلحدیث کہلایا کسی نے اپنے کو سلفی کہا۔آئمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا معمولی نوشت وخواند کے افراد امام بننے لگے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہِ نبوت کی تعظیم واحترام میں تقصیرات(کمی)کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ کے بعد سے ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں]]۔(مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۹)

مولانا زید فاروقی اپنے رسالہ کی وجہ تالیف میں بیان فرماتے ہیں کہ![[۱۹۷۸ء میں مجلہ الفرقان پڑھنے کا اتفاق ہوا۔جو لکھنؤ سے شروع ہوتا ہے۔اس شمارہ میں شاہ اسماعیل سے متعلق ایک مضمون شائع ہوا دقیق نظر سے مطالعہ کیا۔فاضل مقالہ نگار نے سترہ افراد کے ۱۳۷ اقوال نقل کیے ہیں۔زیادہ تر اقوال مولانا اسماعیل کے مکتبہ فکر کے تربیت

یافتگان کے ہیں۔ایسے افراد کی مدح سرائی کوئی بڑی بات نہیں ہے۔مشہور قول ہے"کس نہ گوید کہ دوغ ما ترش است "(اپنی لسی کو کوئی کھٹا نہیں کہتا)۔حضرات ثلاثہ یعنی شاہ عبد العزیز،شاہ رفیع الدین،شاہ عبد القادر کے شاگرد ہندوستان کے بلند مرتبہ علماء تھے۔ان حضرات نے تقویۃ الایمان کی خرابیوں کا بیان کیا ہے اور اس سلسلہ میں رسالے لکھے ہیں۔۔۔۔اگر تقویۃ الایمان ایسی ہی اعلیٰ اور بلند مرتبہ کتاب ہوتی تو یہ گرامی قدر علماء بہ اتفاق کیوں اس کو برا کہتے]]۔(مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۱۱،۱۲)

تقویۃ الایمان کو تفریق وانتشار کا سبب قرار دیتے ہوئے مولانا زید فرماتے ہیں!

[[یہی کہا جاسکتا ہے کہ اللہ کو یہی منظور تھا کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی یک جہتی اور یک مذہبی تمام ہو اور ۹۰۰ سالہ اسلامی مملکت کا خاتمہ ہو۔چنانچہ تیس سال کی مدت میں صدہا سال کی تمام نعمت ہاتھ سے نکل گئی]]۔(ایضاً ص ۱۴)

یہ تھی انگریز کی وہ چال جس نے اسلامی مملکت کا خاتمہ کیا مسلمانوں میں انتشار کا بیج بویا اور اُن کے دلوں سے عظمت مصطفیٰ ﷺ کم کرنے کیلیے "تقویۃ الایمان" ایسی فتنہ انگیز کتاب اپنے خرچ پر دھڑا دھڑ تقسیم کروائی۔شورش کاشمیری رقمطراز ہیں کہ![[انگریز کے سامنے ہندوستان میں برطانوی عملداری کو استحکام دینے کیلیے چار سوال تھے۔

۱)مسلمانوں میں روح جہاد کا فرما ہونا۔

۲)مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان منافرت پیدا کرنا تا کہ مل کر انگریز سے لڑ نہ سکیں۔

۳)اسلام اور پیغمبر اسلام پر رکیک حملوں کا محاذ کھولا جائے تا کہ جہاد سے رُخ پھیر کر آپس میں مجادلہ ومناظرہ کا بازار گرم کریں۔

۴)مسلمانوں کے نئے اور پرانے فرقوں کی معرفت متحارب و متصادم عقائد پیدا کرنا تا کہ ملی وحدت پراگندہ (منتشر) ہو جائے]]۔(تحریک ختم نبوت ص ۱۳،۱۴)

چنانچہ پیغمبر اسلام پر حقیر ورکیک حملوں کا ایسا محاذ کھلا کہ آج تک ختم ہونے میں نہیں آیا۔پہلا حملہ تقویۃ الایمان سے شروع ہوا اور ہر طرف مجادلہ ومناظرہ کے دروازے کھل گئے۔صراط مستقیم نے اور شدت پیدا کی۔تحذیر الناس نے پورے ہندوستان کے علمائے حق میں ہلچل پیدا کردی۔یک جہتی کا شیرازہ بکھرنے لگا۔متحارب ومتصادم عقائد نے ملی وحدت کو پراگندہ کردیا۔پھر براہین قاطعہ منظر عام پر آگئی۔اس میں پیغمبر اسلام پر واقعی رکیک حملہ کیا گیا تھا،اختلافات کی آگ اور بھڑک اٹھی،دوست دوست سے جدا،بھائی بھائی دشمن بن گیا۔انگریزی چال کامیاب ہو

رہی تھی۔اہلسنت حیران یہ کیا ہو رہا ہے اسی دوران ''الجہد المقل'' آگئی'' یکروزہ'' کی اشاعت بڑھادی گئی پھر'' حفظ الایمان''،''الامداد''،''فتاویٰ رشیدیہ'' اوپر تلے لائن لگ گئی۔ایک طرف ان گستاخانہ عبارات پر مبنی کتابوں کے انبار، دوسری جانب قادیان سے مختلف دعوؤں کی پکار قارئین! آپ کو دعوت فکر دی جاتی ہے سوچئے، پوچھیے، پڑھیے، تحقیق کیجئے۔یہ کتابیں کن لوگوں نے لکھیں یہ لوگ کس مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں انکی وجہ سے شورش اٹھی یا نہیں مناظرے ہوئے یا نہیں ملت اسلامیہ کا شیرازہ ان کتابوں کی وجہ سے بکھرا یا نہیں ان کتابوں پر فتوے عائد ہوئے یا نہیں ان کے لکھنے والوں کی تکفیریں کی گئیں یا نہیں؟ مولانا فضل حق خیر آبادی سے چل کر امام احمد رضا بریلوی تک اور وہاں سے آج تک اہل سنت وجماعت جو بریلوی کہلاتے ہیں ان کی کسی ایک کتاب کی نشاندہی کر دیجئے جو کسی معروف ومستند عالم نے لکھی ہو اور اس نے پورے ہندوستان میں فتنہ فساد برپا کر دیا ہو یا اُس پر کفر کے فتوے عائد کیے گئے ہوں۔آپ کو ایک بھی ایسی کتاب نہیں ملے گی اس احسان عظیم پر ہم جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کم ہے یہ سب اللہ جل شانہ کا فضل وکرم اور حضور ﷺ کا فیض اور عنایت ہے۔وللہ الحمد کاش! یہ توہین آمیز عبارات پر مبنی کتابیں نہ چھپتیں۔مسلمان الگ الگ نہ ہوئے ہوتے ان کتابوں کا دفاع نہ کیا جاتا کاش! اے کاش! توبہ کر لی جاتی تو انگریز کامیاب نہ ہوتا۔شورش کو لکھنا ہی پڑا! [[انگریز بر چہار سوالوں کا جواب پیدا کرنے میں کامیاب رہا]]۔(تحریک ختم نبوت ص ۱۴)

فتنۂ تحذیر الناس:

تقویۃ الایمان اور صراط مستقیم جنہوں نے تفریق بین المسلمین کا جاندار کردار ادا کیا۔اور ابھی ان کی شر انگیزی باقی تھی کہ بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب ''تحذیر الناس'' کا فتنہ اُٹھ کھڑا ہوا۔اسی کے بطن سے قادیانیت نے جنم لیا۔قادیانی آج بھی تحذیر الناس کو کارآمد ہتھیار سمجھتے ہیں۔دیوبندی اور بریلوی بنیادی طور پر مقلد اور حنفی ہی ہیں۔ابتداً بغیر کسی چپقلش کے باہم شیر وشکر تھے۔البتہ علمائے دیوبند کا اعتقادی اور فکری جھکاؤ شاہ اسماعیل دہلوی اور کچھ کچھ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوتا چلا گیا۔اکابر علمائے دیوبند، اہل حدیث حضرات کو بھی کچھ برا خیال نہیں کرتے تھے۔اسکے مقابلے میں بریلی، بدایوں، رام پور اور دیگر علمائے اہل سنت کا ان کے ساتھ کوئی ذہنی میلان یا فکری لگاؤ نہیں تھا۔یہی وجہ ہے کہ تحذیر الناس شائع ہونے پر نظریاتی تصادم اُبھر کر سامنے آگیا۔اور اہل سنت کے دو حصے معرض وجود میں آگئے۔جوں جوں وقت گزرتا گیا یہ تصادم پھیلتا چلا گیا اس میں اور شدت آتی گئی اور بات وہیں پہ جا پہنچی کہ جن کا تعلق مولانا فضل حق خیر آبادی کی فکر واعتقاد سے جڑا ہوا تھا اور جو شانِ رسالت کا بھرپور

دفاع کرتے رہے بریلوی کہلائے اور جن کے فکری واعتقادی رابطے شاہ اسماعیل دہلوی سے وابستہ تھے وہ دیوبندی مشہور ہوئے۔ اگرچہ چند ایک علمائے دیوبند کی آوازیں تقویۃ الایمان کے خلاف اُٹھنا چاہتی تھی مگر اکابر پرستی کے بوجھ تلے دب کر رہ گئیں۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی چونکہ دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھنے والوں میں سے تھے اس لیے جب انکا رسالہ تحذیر الناس سامنے آیا جس میں ختم نبوت زمانی کا انکار پایا گیا تو پورے ہندوستان کے علماء نے نانوتوی صاحب کی تکفیر کر دی۔ اس اختلافی سلسلے کی سب سے اہم مضبوط اور پہلی کڑی اثر ابن عباس کا مسئلہ ہے جس کو نامور دیوبندی محقق پروفیسر محمد ایوب قادری اور مشہور دیوبندی مولوی محمد حنیف گنگوہی فاضل دارالعلوم دیوبند نے بالترتیب اپنی کتابوں "مولانا محمد احسن نانوتوی" اور "حالات مصنفین درس نظامی" میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ مولوی محمد حنیف گنگوہی دیوبندی پروفیسر صاحب کی کتاب سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

[[مولانا محمد احسن (نانوتوی) نے بریلی کے اکابر وعمائد (یعنی معززین شہر) کے مشورہ اور معاونت سے ایک مدرسہ باسم تاریخی "مصباح التہذیب" ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء میں قائم کیا۔۔۔ اس مدرسہ کے پہلے مہتمم مرزا غلام قادر بیگ تھے۔۔۔ جلد ہی بعض مسائل میں اختلاف کی وجہ سے اس مدرسہ کی مخالفت شروع ہو گئی اور مولوی نقی علی خاں (امام احمد رضا بریلوی کے والد محترم) کے گروپ نے اس مدرسہ کے جواب میں ایک دوسری درسگاہ "مدرسہ اہل سنت" قائم کیا۔ اور مولانا محمد احسن (نانوتوی) کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیا]]۔ (حالات مصنفین درس نظامی ص ۲۹۵)

اختلاف کی وجہ بیان کرتے ہوئے اس کے بالکل متصل ہی مولوی محمد حنیف گنگوہی لکھتے ہیں!

[[۔۔۔ آپ کی یہ مذہبی وعلمی خدمات بعض مسائل میں اختلاف کی وجہ سے بعض علماء کو ناگوار ہوئیں جن میں مولوی نقی علی خاں بریلوی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ صورت یہ ہوئی کہ ۱۲۸۸ھ/۱۸۷۱ء میں شیخوپورہ ضلع بدایوں میں مسئلہ امکان وامتناع النظیر پر مولوی عبدالقادر بدایونی اور امیر احمد سہوانی کے درمیان ایک مناظرہ منعقد ہوا۔ سہوانی نے ہر دو فریق کے مفصل حالات وتحریرات پر مشتمل ایک کتاب "مناظرہ احمدیہ" کے نام سے طبع کرادی۔ تحریرات مناظرہ میں اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض ادم کا دمکم و نوح کنوحکم الخ بھی زیر بحث آیا۔ سہوانی نے آخر کتاب میں ایک جملہ یہ بھی لکھ دیا کہ! "مولوی محمد احسن نانوتوی بھی اسی (صحت اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ) کے معتقد ہیں۔ اور اسی مضمون (مطلب ومفہوم) پر ان کی مہر ثبت ہے اور اسی کے اور علمائے دین قائل اور معتقد ہیں۔ سہوانی کے نقل کردہ اقتباس پر مولانا محمد احسن کی تکفیر کی

گئی (یعنی کافر قرار دیا گیا گیا) رجب ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں مدرسہ مصباح التہذیب ختم ہو گیا۔ جانبین سے رسالے لکھے گئے علمائے بریلی اور بدایوں نے مولانا محمد احسن کی بڑی شدومد سے مخالفت کی۔ بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خان کر رہے تھے اور بدایوں میں مولوی عبدالقادر بن فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے یہی بریلی اور دیوبند کی مخالفت کا نقطہ آغاز تھا جو ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کر گیا]]۔(حالات مصنفین درس نظامی ص ۲۹۵،۲۹۶ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

مولوی محمد حنیف صاحب گنگوہی نے مولوی محمد احسن نانوتوی کا شجرہ بھی دیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ مولوی محمد احسن اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کا تعلق ایک ہی خاندان سے تھا۔مولوی محمد ہاشم جو دور شاہجہانی میں دربار شاہی میں مقرب تھے انکو بھی چند دیہات جاگیر میں ملے تھے۔نانوتہ میں مولوی محمد ہاشم کی اولاد خوب پھولی پھلی مولوی محمد احسن انہی کی اولاد میں سے ہیں۔سال پیدائش تقریباً ۱۲۴۱ھ/۱۸۲۵ء لکھا ہے دہلی کالج سے عربی کی تکمیل کے بعد ۱۸۴۷ء میں بنارس کالج میں فارسی کے مدرس اول مقرر ہوئے۔مارچ ۱۸۵۱ء میں تبدیل ہو کر بریلی کالج پہنچے اور فارسی کے صدر مقرر ہوئے۔۱۸۵۷ء کے غدر میں کہ جب برصغیر کے مسلمانوں نے انگریزوں سے جہاد کیا اور آزادی حاصل کرنا چاہی مولوی محمد احسن نانوتوی انگریزوں کے طرفدار بنے اور تمام مسلمانوں کو اپنا مخالف بنالیا۔مولوی محمد حنیف گنگوہی دیوبندی "قیام بریلی اور انقلاب ۱۸۵۷ء" کا عنوان دے کر لکھتے ہیں!

[[بنارس سے بریلی تشریف لانے کے بعد آپ نے مستقل قیام کے لیے بریلی ہی منتخب کر لی اور جب ۱۸۵۷ء کا انقلاب انگیز طوفان آیا تو آپ نے اپنے بھائیوں اور دوسرے بزرگوں اور ساتھیوں کے خلاف اس انقلابی طوفان کے سامنے سینہ تان لیا۔ابھی یہ سیلاب بریلی میں داخل نہیں ہوا تھا کہ آپ نے وعظ و تقریر کے ذریعہ مسلمانوں کو شرکت سے روکنے کی کوشش کی۔چنانچہ ۲۲ مئی کو نماز جمعہ کے بعد آپ نے بریلی کی مسجد نو محلہ میں ایک تقریر کی جس میں بتایا کہ حکومت سے بغاوت کرنا خلاف قانون ہے لیکن زمانہ کی رو کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جانا قطعاً غلط تھا چنانچہ تمام مسلمان آپ کے خلاف ہو گئے اور عوام کی یورش یہاں تک بڑھی کہ اگر کوتوال شہر شیخ بدرالدین کی فہمائش (سمجھانے) پر آپ بریلی نہ چھوڑتے تو ان کی جان کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔۲۲ مئی ۱۸۵۷ء کو مولانا نے بریلی چھوڑ دی اور بریلی سے آنولہ آئے اور پھر وہاں سے رامپور (افغانان) ہو کر نانوتہ پہنچے]]۔(حالات مصنفین درس نظامی ص ۲۹۳،۲۹۴)

اسکے بعد لکھا ہے کہ جب انقلاب ذرا کم ہو گیا تو آپ دوبارہ ۱۸۵۸ء میں بریلی واپس آ گئے جیسا کہ آپ کی قلمی بیاض

سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۳ جولائی ۱۸۵۸ء بروز شنبہ انہوں نے بریلی میں مکان کرایہ پر لیا اور دوبارہ ملازمت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔قارئین پھر سے یہ بات تازہ کرلیں کہ مسلمانوں کے اندر فتنہ وفساد برپا کرنے والے لوگ کس برادری کس طبقہ، کس رُجحان اور کس عقیدے سے تعلق رکھنے والے تھے۔نیز یہ کہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ کے خیر خواہ بھی تھے۔مولانا اگر بریلی نہ چھوڑتے تو مسلمان انکو زندہ نہ چھوڑتے اس معتبر دیوبندی حوالے سے پتہ چلا کہ بریلی کے مسلمان جن کے سربراہ امام احمد رضا بریلوی کے والد محترم مولانا نقی علی خاں تھے،انگریزوں کے کس قدر مخالف تھے اور مذہبی و دینی اعتبار سے کتنے مضبوط عقیدے کے مالک تھے کہ اثر ابن عباس کی وجہ سے مولانا محمد احسن کی بڑی کھل کر مخالفت کی یہاں تک کہ علماء نے انہیں کافر قرار دے دیا۔یہ بھی معلوم ہوا کہ سہسوانی مولوی جو اہل حدیث وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے امکان نظیر کے مسئلہ پر مولانا عبدالقادر بدایونی اہل سنت سے مقابل ہوئے جبکہ دیوبندی فکر کے حامل مولوی محمد احسن نانوتوی اس مسئلہ میں اُن کے ہمنوا تھے یعنی اثر ابن عباس کی صحت کے دونوں قائل تھے۔

مولوی محمد احسن جس جماعت سے وابستہ تھے وہ مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہم کی جماعت تھی۔انگریز سرکار کے بارے میں ۱۸۵۷ء میں حضرات کا کیا کردار رہا؟اس کی جانچ پرکھ مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانح عمری "تذکرۃ الرشید" سے بخوبی ہو جاتی ہے جس کے مرتب اکابر دیوبند سے مولوی محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی ہیں۔انہوں نے "تذکرۃ الرشید" جلد اول میں بلا لومۃ لائم بلا تردد اور بلا اکراہ واجبار ایک ایک بات کی حقیقت واشگاف الفاظ میں بیان کر دی ہے۔انھوں نے ص ۷۳ پر عنوان ہی یہ دیا ہے۔"الزام بغاوت اور اُسکی کیفیت"اسکے تحت لکھتے ہیں!

[[شروع ۱۲۷۶ ہجری نبوی ۱۸۵۹ء وہ سال تھا جس میں حضرت امام ربانی قدس سرہ پر اپنی سرکار سے باغی ہونے کا الزام لگایا گیا اور مفسدوں (مسلمان مجاہدین،مضمون نگار) میں شریک رہنے کی تہمت باندھی گئی]]۔(صفحہ ۷۳)

مسلمانوں پر جب انگریز ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہا تھا مجاہدین کے جسموں سے کھالیں کھینچی جا رہی تھیں اور اُنھیں بے دریغ سولی پر لٹکایا جا رہا تھا ان اکابرین دیوبند کے متعلق جناب محمد عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں!

[[اتنی بات یقینی ہے کہ اُس گھبراہٹ کے زمانہ میں جبکہ عام لوگ بند کواڑوں،گھر میں بیٹھے ہوئے کانپتے تھے حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی)اور نیز دیگر حضرات اپنے کاروبار نہایت ہی اطمینان کیساتھ انجام دیتے اور جس شغل میں اس سے قبل مصروف تھے بدستور اُن کاموں میں مشغول رہتے تھے،کبھی ذرہ بھر اضطراب نہیں

پیدا ہوا اور کسی وقت حبّہ (رتی) بھر تشویش لاحق نہیں ہوئی]] ۔ (تذکرۃ الرشید ج اول ص ۷۴)

آگے لکھتے ہیں! [[ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرات امام ربانی اپنے رفیق جانی مولانا محمد قاسم العلوم (نانوتوی صاحب) اور طبیب روحانی اعلیٰ حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں (مسلمان مجاہدین) سے مقابلہ ہو گیا۔ یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی (انگریز) سرکار کے مخالف باغیوں (مسلمان مجاہدین) کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لیے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر (صف بنا کر) ڈٹ گیا اور سرکار پر جاں نثاری کے لیے تیار ہو گیا، اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس حولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر کا زہرہ (پتہ) آب (پانی) ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لیے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے ایسے جمے رہے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لیے ہیں چنانچہ آپ پر فیریں (فائر) ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوئے]] ۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول ص ۷۴، ۷۵)

حافظ ضامن صاحب کی شہادت بعینہ مولوی اسماعیل کی طرح ہوئی ۔ جنہیں سرحد کے غیور مسلمانوں نے بالا کوٹ کے مقام پر شہید کر دیا تھا۔ ☆ (سید صاحب نے پہلا جہاد متمنی یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا" ۔ (تذکرۃ الرشید ج دوم ص ۲۷۰) پھر عادتاً یا عقیدۃً لکھا کہ سکھوں کے مقابلہ میں مارے گئے اور لاش نہ ملی البتہ مختلف لوگوں کو کراماً زندہ سلامت ملتے رہے) مولوی عاشق الٰہی میرٹھی صاحب لکھتے ہیں! [[اور جیسا کہ آپ حضرات (گنگوہی و نانوتوی وغیرہ) اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تا زیست خیر خواہی ثابت رہے]] ۔ (ص ۷۹ ایضاً) ۔۔۔ جب میں حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہو گا]] ۔ (ایضاً ص ۸۰) ۔۔۔ جن کے سروں پر موت کھیل رہی تھی انہوں نے کمپنی (انگریز حکومت) کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا]] ۔ (ص ۷۳)

ضمناً یہ کچھ حقائق تھے جو درج کر دیئے گئے ایک بار پھر اپنے ذہن کا رشتہ مولوی محمد احسن نانوتوی اور اثر ابن عباس سے جوڑ لیجئے ۔ اثر ابن عباس کا مطلب ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک قول جس کا ترجمہ یہ ہے! "اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا فرمائیں اور ہر زمین پر تمہارے نبی آدم کی طرح ایک آدم، تمہارے ایک نبی نوح کی طرح ایک نوح، تمہارے ایک ابراہیم کی طرح ایک ابراہیم، تمہارے ایک نبی عیسیٰ اور تمہارے نبی (محمد ﷺ) کی طرح ایک نبی ہے]] ۔

مولوی محمد احسن نانوتوی نے اس کی تائید کی مگر اکثر علمائے ہندوستان اس اثر کو مسئلہ ختم نبوت کی نص قطعی و خاتم النبیین

کے بالکل خلاف سمجھتے ہیں کہ اس طرح عقیدہ ختم نبوت کا انکار لازم آتا ہے۔ البتہ علمائے کرام نے جب دیکھا کہ اس کی اسناد مشتبہ ہیں اور یہ اثر باعتبار فن قطعی الثبوت نہیں اور اس کو تسلیم کرنے سے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے تو انھوں نے مناسب تاویلیں کیں تا کہ نص قرآنی کیساتھ اس کی مطابقت پیدا ہو جائے۔ مولوی احسن نانوتوی نے یہ اثر ابن عباس بصورت استفتاء مولوی محمد قاسم نانوتوی کے پاس بھیجا جس کے نتیجہ میں جواب کے طور پر "تحذیر الناس" وجود میں آئی۔ کتاب کا پورا نام "تحذیر الناس من اثر ابن عباس" ہے یہ اثر کتاب تحذیر الناس کے صفحہ اول پر درج ہے اور مولوی احسن نانوتوی نے مولوی محمد قاسم نانوتوی سے اس کے متعلق شرعی حکم دریافت کیا ہے۔ یہی اثر ابن عباس "تحذیر الناس" کے لکھے جانے کا باعث بنا۔

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ اس اثر کو صحیح ماننے سے جہاں حضور ﷺ کی مثل اور نظیر ہونے کا عقیدہ پیدا ہوتا ہے وہیں ختم نبوت کے اجماعی عقیدے پر بھی زد پڑتی ہے اسی لیے علمائے کرام نے اسے شاذ فرمایا اور مختلف تاویلیں کیں یا انکار کر دیا۔ مولانا منظر الاسلام ازہری (انڈیا) کا وقیع مقالہ ماہنامہ "جام نور" دہلی جون ۲۰۰۸ء میں بعنوان "اثر ابن عباس پر محدثانہ نظر" شائع ہوا۔ فرماتے ہیں!

[[تیرھویں صدی ہجری کا نصف اخیر اور چودھویں صدی ہجری کا ابتدائی زمانہ سیاسی کشمکش کیساتھ ساتھ مذہبی انتشار کا بھی زمانہ رہا ہے۔ سیاست کیساتھ ساتھ مذہب کو بھی بازیچۂ اطفال بنانے کی کوشش کی گئی۔ حدیث شریف کے مطابق اہل حق کی جماعت نے مذہب کے خلاف اُٹھنے والی آوازوں اور دین کے خلاف چلنے والے قلموں کو مروڑ کر رکھ دیا۔ گروہی فتنہ پھیلانے کی کوشش کی گئی مگر اسے کچلنے کے سازوسامان بھی کیے گئے اسی زمانہ کی بات ہے کہ دیوبند کے ایک معروف عالم دین جناب قاسم نانوتوی نے "تحذیر الناس من اثر ابن عباس" کتاب لکھی اس کتاب میں اثر ابن عباس کی اسنادی حیثیت کا اعتبار کر کے عقلی دلائل کی روشنی میں زمین کے دیگر طبقات میں انبیاء کرام کے وجود کو نہ یہ کہ تسلیم کیا گیا بلکہ نبی اکرم ﷺ کے خاتم نبوت ہونے کا انکار بھی اس سے متبادر ہے۔ علمائے کرام کی ایک جماعت نے اُسی زمانہ میں کتاب کا وافی وشافی رد بھی کیا اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے]]۔ (جام نور دہلی جون ۲۰۰۸ص ۳۹)

اس کے بعد مولانا منظر الاسلام نے اس پر محدثانہ بحث فرمائی ہے آخر میں یہ لکھا! [[الحاصل اثر ابن عباس سند اور متن دونوں ہی اعتبار سے ضعیف ہے۔۔۔ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جناب نانوتوی صاحب نے اپنی کتاب کا نام "تحذیر الناس من اثر ابن عباس" رکھا مگر پوری کتاب میں کہیں بھی حدیث کی سند یا متن پر کوئی واضح بحث نہیں

کی]]۔(ایضاً ص ۵۲)

اسی ماہنامہ جام نور کے اگلے ماہ کے شمارہ میں مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری نے اثر ابن عباس پر کچھ مزید وضاحتیں ارشاد فرمائیں لکھتے ہیں![[مسئلہ امکان نظیر کے سلسلہ میں سب سے پہلے اثر ابن عباس کو میاں نذیر حسین دہلوی نے ۱۲۸۰ھ/۱۲۸۴ء کے درمیانی عرصے میں پیش کیا (دیکھئے افادات حمدیہ از حافظ بخاری مولانا سید عبد الصمد سہسوانی ص ۴ مطبع الٰہی آگرہ ۱۲۸۶ھ) اسکے بعد میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد میاں امیر حسن سہسوانی نے "افادات ترابیہ" کے نام سے ۱۶ صفحات کا ایک رسالہ لکھا جوان کے ایک شاگرد مولوی تراب علی خانپوری کے نام سے ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں میرٹھ سے شائع ہوا۔اس رسالہ میں میاں امیر حسن سہسوانی نے اثر ابن عباس کو بنیاد بناتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کے چھ امثال (ہم شکل وہم مثل) دیگر طبقات زمین میں بالفعل موجود و متحقق ہونے کا دعویٰ کیا اس کے بعد سے ہی اثر ابن عباس کے تعلق سے نفیاً و اثباتاً سند و متن صحت و ضعف اور نقل و عقل کے اعتبار سے بحث و تمحیص کا دروازہ کھلا درجنوں رسائل تحریر کیے گئے مناظرے ہوئے جواب اور جواب الجواب لکھے گئے اس طرح تقریباً چوتھائی صدی تک یہ اثر اہل علم وتقویٰ کے درمیان موضوع بحث بنا رہا۔بالآخر یہ سلسلہ تحذیر الناس کی تالیف اور پھر اس کے مصنف کی تکفیر تک دراز ہوکر اپنے منطقی انجام کو پہنچا]]۔(ماہنامہ جام نور دہلی جولائی ۲۰۰۸ء ص ۵۳)

مزید لکھتے ہیں![[علمائے اہل سنت میں سے صرف حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی کو اس اثر کی صحت پر اصرار تھا ورنہ باقی تمام علمائے اہل سنت اس کو ضعیف، شاذ المتن، اسرائیلی اور باب عقائد میں نا قابل احتجاج ہی قرار دیتے رہے ہیں]]۔(ایضاً ص ۵۴)

پروفیسر محمد ایوب قادری (دیوبندی) اپنی تالیف "مولانا محمد احسن نانوتوی" میں لکھتے ہیں![[تحذیر الناس کی اشاعت کے بعد اس کے رد میں درجن بھر کے قریب کتب ورسائل سامنے آئے جو نام بنام انہوں نے تحریر کیے ہیں اور یہ بھی بتلایا ہے کہ مولوی محمد شاہ اور مولوی محمد قاسم نانوتوی کے درمیان تحذیر الناس کی عبارتوں پر مناظرہ بھی ہوا۔پروفیسر صاحب کی اس کتاب پر مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی کی تصدیق بعنوان "تعارف" موجود ہے اور پیش لفظ مولوی محمد عبدالرشید نعمانی جامعہ اسلامیہ بہاولپور کا تحریر کردہ ہے۔اس میں تحذیر الناس سے متعلق یہ بھی لکھا ہے مولوی محمد قاسم نانوتوی کا مشہور رسالہ تحذیر الناس (در بحث اثر ابن عباس) سب سے پہلے مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوا۔یہ رسالہ ایک استفتاء کا جواب ہے جس میں مستفتی مولانا محمد احسن نانوتوی ہیں ---یہ رسالہ سب سے پہلے ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء میں طبع ہوا۔(مولانا احسن نانوتوی ص ۷۷ مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ پیر الٰہی بخش)

تحذیرالناس میں چونکہ ختم نبوت زمانی کا انکار پایا جاتا ہے اس لیے اس کے شائع ہونے پر پورے ہندوستان کے علماء مخالف ہو گئے ۔مولوی اشرف علی تھانوی رقمطراز ہیں کہ نانوتی صاحب ایک بزرگ سے ملنے کے لیے ریاست رام پور تشریف لے گئے ۔ساتھ مولانا احمد حسن اور مفتی حمید الدین تھے ۔ریل نہ تھی مرادآباد سے اس طرح چلے کہ خود حضرت پا پیادہ ہو گئے ۔مفتی صاحب کی بندوق (خطرے کے پیش نظر) اپنے کندھے پر رکھ لی اور بچیر مفتی حمید الدین صاحب کو سواری پر بٹھا دیا جس نے پوچھا کہ کون ہیں فرما دیتے ہیں کہ مفتی حمید الدین صاحب رئیس سنبھل ہیں گویا اپنے کو ایک ملازم کی حیثیت سے ظاہر کیا اس لیے تا کہ خفیہ پہنچیں ۔جب راپمور پہنچے تو وہاں وارد و صادر کا نام اور پورا پتہ وغیرہ داخلہ شہر کے وقت لکھا جاتا تھا ۔حضرت نے اپنا نام خورشید حسن (تاریخی نام) بتایا اور لکھا دیا اور ایک نہایت ہی غیر معروف سرائے میں مقیم ہوئے ۔اسمیں بھی ایک کمرہ چھت پر لیا ۔یہ وہ زمانہ تھا کہ تحذیر الناس کے خلاف اہل بدعات میں ایک شور برپا تھا ،مولانا کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں (یعنی کفر کے فتوے لگائے جا رہے تھے)حضرت (نانوتی) کی غرض اس اخفا سے یہی تھی کہ میرے اعلانیہ پہنچنے سے اس بارے میں جھگڑے اور بحثیں نہ کھڑی ہو جائیں]] ۔(ارواح ثلاثہ ص ۲۷۹ از مولوی اشرف علی تھانوی)

اس نقل کردہ پیرے کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک جملہ نانوتی صاحب کے ڈر اور خوف کی چیخ چیخ کر گواہی دے رہا ہے ۔کہاں "تذکرۃ الرشید" کا وہ بیان کہ جب نانوتی صاحب گنگوہی صاحب اور حافظ ضامن صاحب کا مقابلہ اپنی رحمدل گورنمنٹ اور کرمفرما انگریزی سرکار کے مخالف باغیوں مسلمان مجاہدین کیساتھ ہوا تو یہ وفاداران سرکار صف بنا کر اٹل پہاڑ کی طرح ڈٹ گئے اور سرکار پر جاں نثاری کے لیے تیار ہو گئے آج اپنے قلم اور عقیدے کا وبال سر پر پڑا تو ساری شجاعت اور جوانمردی ہوا ہو گئی ۔آج جھگڑوں اور بحثوں کا ڈر ہوا بن کر سامنے آ کھڑا ہوا ۔یہ وہی نانوتی صاحب ہی تو ہیں جن کی ایک حیرت انگیز اور عجیب و غریب کرامت تذکرۃ الرشید میں یوں بیان کی گئی ہے ۔

[[حضرت مولانا قاسم العلوم (مجاہدین کے فائر سے) ایک مرتبہ یکا یک سر پکڑ کر بیٹھ گئے جس نے دیکھا جانا کہ کنپٹی میں گولی لگی اور دماغ پار کر کے نکل گئی ۔اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) نے لپک کر زخم پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کیا ہوا میاں؟ عمامہ اتار کر سر کو جو دیکھا کہیں گولی کا نشان تک نہ ملا اور تعجب یہ ہے کہ خون سے تمام کپڑے تر]] ۔(تذکرۃ الرشید ج اول ص ۷۵)

تھانوی صاحب نے جو فرمایا کہ یہ وہ زمانہ تھا کہ تحذیر الناس کے خلاف اہل بدعات میں ایک شور برپا تھا تو آیئے دیکھتے ہیں کہ تھانوی صاحب کے گمان بے نشان کے مطابق اہل بدعات کون لوگ تھے؟ لیجئے اسکا فیصلہ بھی

تھانوی صاحب سے ہی کراتے ہیں۔ایک دوسری کتاب میں فرماتے ہیں![[جس وقت مولانا (محمد قاسم نانوتوی) نے تحذیر الناس لکھی کسی نے ہندوستان بھر میں مولانا کیساتھ موافقت نہیں کی بجز مولانا عبدالحی صاحب کے]]۔(الافاضات الیومیہ ج۵ صفحہ۲۹۶ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

مولانا عبدالحی صاحب نے موافقت اس لیے نہ کی کہ مولانا کو ہمارے بزرگوں سے بے حد عقیدت اور محبت تھی۔یہ جملہ بھی تھانوی صاحب ہی کا ہے اور یہ حوالہ اسی جملے پر ختم ہوتا ہے۔یعنی مولانا عبدالحی صاحب نے جرم نہیں دیکھا شخصیت دیکھی اور شخصیت سے چونکہ بے حد عقیدت اور محبت تھی اسلیے وقتی طور پر موافقت نہیں کی(بعد میں مولانا صاحب بھی مخالف ہوگئے تھے)تھانوی صاحب کے بیان کو درست مانا جائے تو پورے ہندوستان کے تمام علمائے اہل سنت کو معاذ اللہ بدعتی قرار دینا پڑے گا اور کوئی مخبوط الحواس ہی یہ بات مان سکتا ہے۔جس کی عقل سلامت اور شعور بیدار ہے وہ اس بے پر کی اُڑائی گئی کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا۔البتہ یہ بات بہرحال مسلّم ہے کہ تھانوی صاحب کے نزدیک ہندوستان بھر کے علمائے حق بدعتی تھے۔امام احمد رضا بریلوی اس وقت صرف سولہ برس کے تھے۔تھانوی صاحب ایک اور مقام پر لکھتے ہیں![[تحذیر الناس پر(یعنی جب مولانا نانوتوی)فتوے لگے تو جواب نہیں دیا۔یہ فرمایا کہ کافر سے مسلمان ہونے کا طریقہ بڑوں سے یہ سنا ہے کہ کلمہ پڑھنے سے مسلمان ہوجاتا ہے تو میں کلمہ پڑھتا ہوں لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ]]۔(الافاضات الیومیہ ج۴ ص۳۹۵)

اسکا جواب ہم ماہنامہ "مصلح الدین" کراچی کے کالم"آپ کے مسائل اور اُنکا حل" کی ایک عبارت سے دیتے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

سوال:ایک شخص کے منہ سے کفریہ کلمات نکل گئے اسکے بعد دینی معلومات سے ناواقفی کی بناء پر وہ ان سے توبہ نہ کرسکا اور نمازیں وغیرہ پڑھتا رہا تو کیا اُسکی توبہ قبول ہوگئی اور وہ کفر ختم ہوگیا؟۔

جواب:کفریہ کلمات سرزد ہونے کے بعد جب تک وہ شخص اپنے کفریہ کلمات وعقائد سے توبہ نہ کرے اُسکے تمام اعمال و اذکار اللہ کی بارگاہ میں قبول نہیں کہ اعمال کے لیے ایمان شرط ہے۔جب کفریات کے ارتکاب سے ایمان ہی نہ رہا تو اعمال کا کیا فائدہ؟اعمال کا ثواب مومنین ہی کیلیے ہے کفار مرتد جتنے نیک اعمال کریں ثواب نہیں پائیں گے۔فقہ حنفی کی معتبر کتاب "مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر" میں ہے!"اگر بطور عادت اُس نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا تو یہ اُس کے لیے فائدہ مند نہیں ہوگا جب تک توبہ نہ کرے کیونکہ بغیر توبہ صرف کلمہ پڑھنے سے کفر ختم نہیں ہوتا]]۔(ماہنامہ مصلح الدین کراچی جولائی ۲۰۰۸ص ۹۲)

نانوتوی صاحب کے کلمہ پڑھنے کا انداز ہی بتا رہا ہے کہ محض خوش طبعی، دل لگی اور دفع الوقتی کی ایک بات تھی ورنہ اگر اس کو حقیقت پر محمول کیا جائے تو اُن دیوبندی وکیلان صفائی کا کیا بنے گا جو تحذیر الناس کے ایک ایک لفظ کو عین اسلام سمجھتے ہیں اور اس کی صریح اور نا قابل تاویل کفریہ عبارات کو صحیح ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے اپنی عمریں گنوا چکے ہیں انہیں کون توبہ کرائے گا اور انہیں کون کلمہ پڑھائے گا۔

یاد رہے کہ برصغیر مسلمانوں کے دینی مراکز تحریک اسلام، تعلیم شریعت اور رشد و ہدایت کا گہوارہ رہا ہے اور یہ سارے علوم و فنون علمائے حق اور صوفیائے کرام کی مسلسل جدوجہد کا ثمرہ اور محنت شاقہ کا نتیجہ ہے۔ جب بھی کسی دشمن اسلام نے دین متین میں تخریب کاری کے لیے سر اُٹھایا علمائے حق غیرت دینی اور ہمت مردانہ سے لیس ہو کر شرعی فریضہ کی ادائیگی کیلیے اُسکے خلاف صف آراء ہو گئے۔ اکبری دور کو دیکھئے ابوالفضل اور فیضی جیسے نام نہاد درباری علماء کا بڑا چرچا تھا مگر تاریخ آج بھی اُنہیں غلط کار کہتی اور سرہندی مرد حق آگاہ حضرت مجدد الف ثانی کو گیارہویں صدی کا مجدد تسلیم کرتی ہے۔ اٹھارہویں صدی کے بعد جب انگریز مکمل طور پر ہندوستان پر قابض ہو گیا تو اس کے باشندوں کو اپنا دست نگر بنانے کیلیے جہاں صنعتوں کو تباہ و برباد کیا وہیں مداخلت فی الدین بھی شروع کر دی۔ وہ چاہتا تھا کہ ہندوستان کو بھی عیسائیوں کا ملک بنا دیا جائے۔ چنانچہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے خرچ پر انگلستان سے پادری بلوائے گئے جنہوں نے جگہ جگہ مناظروں کا چیلنج دینا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ عیسائیت کی حمایت میں بے شمار کتابیں شائع کروا کر مفت تقسیم کرنے لگے۔ چنانچہ اہل سنت وجماعت کے مایہ ناز عالم دین یعنی پاپیہ حرمین مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے آگرہ کے تاریخی مناظرے میں اُن کے سب سے زیادہ سرگرم اور چیلنج باز پادری فنڈر کو شکست فاش دے کر اسلام کی حقانیت کا بول بالا کر دیا۔ ان بیانات کا ذکر آپ مشہور دیوبندی مولوی عبد الرشید ارشد کی کتاب "بیس بڑے مسلمان" صفحہ ۹۲ مشہور مورخ مولوی غلام رسول مہر کتاب ۱۸۵۷ء صفحہ ۳۰ اور معروف دیوبندی محقق پروفیسر محمد ایوب قادری کی کتاب "تذکرہ علمائے ہند" صفحہ ۵۷۰ پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ یہ وہی مولانا رحمت اللہ کیرانوی ہیں جن کے متعلق پروفیسر محمد ایوب قادری دیوبندی لکھتے ہیں! [[۱۲۷۰ھ میں آگرہ میں پادری فنڈر سے مناظرہ کیا فنڈر نے راہ فرار اختیار کی (مولانا نے) جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں بڑے زور کیساتھ حصہ لیا جس کے نتیجے میں جائیداد واملاک ضبط ہو گئی اور مکہ معظّمہ کو ہجرت کرنی پڑی۔ مکہ معظّمہ میں صولت النساء بیگم کی استعانت و امداد سے مدرسہ صولتیہ قائم کیا عیسائیت کے رد میں بڑا کام کیا ہے۔ ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء میں انتقال ہوا]] ۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۵۷۰)

اور یہ وہی مولانا رحمت اللہ کیرانوی ہیں جنہوں نے مولانا غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمہ کی کتاب "تقدیس

الوکیل" کی تائید وتصدیق فرمائی علاوہ ازیں اس کتاب پر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی تصدیق بھی موجود ہے۔ تقدیس الوکیل اُس مناظرہ کی روداد ہے جو مناظرہ ۳ شوال ۱۳۰۶ھ/۱۸۸۹ء کو بہاولپور میں مولانا غلام دستگیر قصوری اور مولوی خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی کے درمیان مولوی خلیل احمد صاحب کی کتاب "براہین قاطعہ" کی چند متنازعہ عبارات پر ہوا۔ مولوی خلیل احمد کے ساتھ مولوی محمود الحسن صاحب بھی موجود تھے۔ مناظرہ میں انہیں شکست ہوئی اور نواب سر صادق محمد خاں والی ریاست بہاولپور نے مولوی خلیل احمد سہارنپوری کو اپنی ریاست سے نکال دیا حالانکہ مولوی صاحب اُن کے ہاں مدرس مقرر تھے۔

یہ کتنی عجیب بات ہے کہ گستاخانہ عبارات پر گرفت کرنے والوں کو بدعتی قرار دیا جائے اور جنہوں نے یہ عبارات لکھی ہیں اُنہیں وارث انبیاء اور جنید وشبلی سمجھا جائے۔ تحذیر الناس کی اردو عبارت کوئی معمہ اور بجارت نہیں تھی جسے پورے ہندوستان کے علماء نہ سمجھ سکے۔ بقول تھانوی صاحب جب سارے ہندوستان کے علمائے اہل سنت تحذیر الناس کی وجہ سے نانوتوی صاحب کے مخالف ہو گئے تو ایک منصف مزاج انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کیا سینکڑوں ہزاروں علماء کا موقف غلط اور ایک نانوتوی صاحب کا درست تھا، کیا یہ ممکن ہے کہ تمام علمائے ہند نے عبارت کا مفہوم غلط لے لیا ہے۔ جملہ علمائے کرام کو آخر نانوتوی صاحب سے کیا پرخاش تھی کیا رنج تھا اور کیا ان بن تھی؟ کیا اسلامی معاشرے کی یہ ذمہ داری نہیں کہ باطل اور سراسر غیر اسلامی عقائد ونظریات اور اقوال وافعال کے سدباب کیلیے اپنی تمام تر توانائیاں صرف کردے تاکہ حق وباطل کا امتیاز باقی رہ سکے۔ ہندوستان کے علمائے حق اس وقت **تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ** پر عمل کرتے ہوئے اگر نانوتوی صاحب کے خلاف سینہ سپر ہو گئے تو ایک شرعی فریضہ ہی ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں مومنانہ فراست سے بہرہ ور کر رکھا تھا۔ انگریزوں کی عیاریاں، چالاکیاں، دھوکے بازیاں اور سازشیں اُن کی آنکھوں کے سامنے تھیں۔ وہ جانتے تھے کہ شیطان انگریز کے روپ میں آکر مسلمانوں کو دھوکہ نہیں دے سکتا وہ ہمیشہ مسلمان کہلانے والے عالم سے ہی گمراہی کی بات کہلواتا ہے۔

"**فان الشیطان قد یقول کلمة الضلالة علی لسان الحکیم**" (ابوداؤد شریف ج سوم کتاب السنۃ حدیث ۱۱۸۱)

۱۸۲۶ء سے ۱۹۰۱ء تک:

تقویۃ الایمان ۱۸۲۶ء میں لکھی گئی اور مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹا دعویٰ نبوت ۱۹۰۱ء میں کیا۔ یہ درمیان کے ۷۵ سال کا عرصہ ہی وہ عرصہ ہے جس میں انگریز نے فتنہ وانتشار کا تانا بانا بنا اور کامیابیوں کی منازل اور کامرانیوں

کے مراحل طے کرتا رہا۔فتح و شادمانی کے شادیانے بجاتا مرزا قادیانی سے دعویٰ نبوت کروایا۔جیسا کہ شروع میں عرض کیا تھا کہ مرزا قادیانی تک پہنچتے پہنچتے انگریز کو پون صدی لگ گئی۔پہلے حالات سازگار کئے ماحول میں تبدیلی لائے، مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی، عظمت مصطفیٰ ﷺ پر حملے کروائے، ناموس رسالت کو مجروح کرنے کے لیے مختلف حربے اختیار کیے۔ماحول میں تبدیلی لائے، مسلمانوں میں پھوٹ ڈالی، یوں وحدت ملیہ کو پاش پاش کر کے اپنے مذموم مقصد میں کامیابی حاصل کرلی۔سید محمد فاروق القادری لکھتے ہیں!

"تاریخی نقطہ نگاہ سے تقویۃ الایمان کی تحریک ہی وہ نقطہ آغاز ہے جس نے مذہبی میدان میں مستقل کشمکش، بے چینی، مناظرہ بازی اور رسہ کشی کو جنم دیا۔یہ تحریک محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک کے زیر اثر اور شعوری طور پر اس کی ترجمان تھی۔اس میں مشائخ صوفیاء کے ہزار سالہ محبت و شفقت، رافت و رحمت کے انداز تبلیغ سے ہٹ کر پہلی بار شدت، درشتی، تختی اور بد مزاجی کو اساس تبلیغ بنایا گیا تھا"۔(فاضل بریلوی اور اُمور بدعت ص ۶۳،۶۴)

تقویۃ الایمان سے جس فتنہ کا آغاز ہوا تھا تحذیر الناس پر آ کر تکمیل پذیر ہوا بلکہ اسلامی معاشرے کی رگوں میں سرطان بن کر اتر گیا۔تقویۃ الایمان پر جو مباحثہ شاہ اسماعیل اور مولانا منور الدین کے درمیان ہوا اس پر مولانا ابو الکلام آزاد نے بھی خامہ فرسائی کی۔اُن کا بیان ہے!

"مولانا اسماعیل شہید، مولانا منور الدین کے ہم درس تھے۔شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب انہوں نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھیں اور ان کے مسلک کا ملک بھر میں چرچا ہوا تو علماء میں ہلچل پڑ گئی۔ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منور الدین نے دکھائی، متعدد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۸ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد (دہلی) کیا۔تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا۔پھر حرمین سے فتویٰ منگوایا۔ان کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے ابتدا میں مولانا اسماعیل اور اُن کے رفیق اور شاہ صاحب کے داماد مولانا عبدالحی کو بہت فہمائش کی اور ہر طرح سے سمجھایا لیکن جب ناکامی ہوئی تو بحث ورد میں سرگرم ہوئے اور جامع مسجد کا شہرہ آفاق مناظرہ ترتیب دیا۔جس میں ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منور الدین اور تمام علمائے دہلی"۔(آزادی کی کہانی ص ۷۹ مطبوعہ چٹان پریس لاہور)

مولانا منور الدین شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد اور شاہ اسماعیل کے ہم سبق تھے۔لیکن تقویۃ الایمان کی دل خراش اور ایمان سوز عبارات وہ بھی گوارا نہ کر سکے اور شاہ اسماعیل کے خلاف خم ٹھونک کر میدان میں آ گئے جن کے ساتھ دہلی کے تمام علمائے اہل سنت بھی شامل تھے۔دہلی کے یہ تمام علماء یقیناً اسی گھرانے کے فیض یافتہ

ہوں گے جس گھرانے کے ساتھ روحانی طور پر اکابر دیوبند کا نام نہاد رشتہ جوڑا جاتا ہے جس کی تردید مولوی انظر شاہ کشمیری خود کر چکے ہیں۔

شاہ اسماعیل صاحب کی اپنی کتابیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ وہ ائمہ کی تقلید سے منہ موڑ چکے تھے اور اپنے باپ دادا کی تعلیم کو بھلا کر وہابیہ عقائد اختیار کر لیے تھے۔ بتایئے مولانا منورالدین اور دہلی کے علماء کو کس "احمد رضا" نے بھڑ کایا تھا؟ اور شاہ اسماعیل کی جو علمی قابلیت تھی اُسکا حال تو خود دیوبندی مولویوں نے شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ کی زبان سے لکھا ہے کہ!

"ہم تو سمجھے تھے کہ اسماعیل عالم ہو گیا مگر وہ تو ایک حدیث کے معنی بھی نہیں جانتا"۔

مولانا منورالدین پر ہی بس نہیں بلکہ شاہ اسماعیل کے چچازاد بھائی مولانا شاہ مخصوص اللہ محدث دہلوی اور مولانا شاہ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ دونوں بھائی اپنے چچا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے شاگرد رشید تھے۔ انہوں نے بھی ڈٹ کر شاہ اسماعیل کا مقابلہ کیا اُن کے خلاف کتابیں اور رسائل لکھے اور خاندانی رشتے کا پاس ولحاظ کرتے ہوئے حق کو خوب آشکارا کیا۔ بتایئے یہ بھائی کس احمد رضا کی شہ پر اُٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اسی طرح تحذیر الناس پر جو ہنگامہ شروع ہوا اور نانوتوی صاحب کی تکفیر کی گئی اور ہندوستان بھر کے علمائے حق مخالف ہو گئے وہ کس احمد رضا کی شہ پر مخالفت پر کمر بستہ ہوئے۔ اُس وقت اگر چہ امام احمد رضا بریلوی سولہ برس کے ہو چکے تھے اور فتاویٰ کی مسند بھی سنبھال چکے تھے مگر کیا اُس وقت کے علمائے ہند سب کے سب اتنے نااہل تھے کہ انھیں فتویٰ دینے کا بھی سلیقہ نہیں آتا تھا اور یا پھر سب کے سب امام احمد رضا کے گھرانے کے نیازمند تھے اور دیوبند کے اکابر سے کوئی خاص دلی پرخاش رکھتے تھے؟۔ امام احمد رضا نے تو ان علمائے حق کی تائید میں اُس وقت قلم اُٹھایا جب ہندوستان میں پے در پے ناموس مصطفیٰ ﷺ پر حملے شروع ہوئے۔ بد قسمتی کہیے کہ ان حملوں کا مرکز دیوبند تھا اور نشانے پر محبوب پروردگار جل جلالہ ﷺ کی ذات مقدسہ تھی۔ سید محمد فاروق القادری لکھتے ہیں!

"فاضل بریلوی (امام احمد رضا محدث بریلوی) کی درشتی کا رونا رونے والے تقویۃ الایمان صراط مستقیم، براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی ان جگر سوز اور دلخراش عبارات کی طرف کیوں توجہ نہیں دیتے جنہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کے دل و دماغ جھنجھوڑ کر رکھ دیے ہیں"۔ (فاضل بریلوی اور اُمور بدعت ص ۹۶)

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی لکھتے ہیں!" انگریز مفکرین پادریوں کی ایک جماعت ایک خاص مقصد کے لیے ہندوستان آئی۔ ۱۸۷۰ء میں اس وفد کے ارکان کا واپس لندن پہنچ کر اجلاس ہوا۔ ایک رپورٹ تیار ہوئی جس میں ایک

ایسا آدمی تلاش کرنے پر زور دیا گیا جو اپنے ظلی نبی ہونے کا اعلان کرے]]۔(پیش لفظ میں بڑے مسلمان ص ۶)

ہم نے کہا تھا کہ انگریز کو مرزا قادیانی کی تلاش تک بڑے پاپڑ بیلنے پڑے۔بیج بونے کے لیے پہلے زمین کو قابل کاشت اور زرخیز بنانا ضروری تھا تاکہ مرضی کے مطابق فصل بارآور ثابت ہو۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۸۷۰ء کے اجلاس کے ٹھیک دو سال بعد ۱۸۷۲ء میں تحذیر الناس وجود میں آگئی جس کے تخلیق کار بانی دارالعلوم دیوبند محمد قاسم نانوتوی ہیں۔اس کتاب میں مسنون،متواتر اور اجماعی معنی کو ٹھکرا کر خاتم النبیین کا ایک نیا معنی کر دیا گیا۔لفظ ظلی کی موافقت کرتے ہوئے یہ بھی لکھا!"غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں"۔(تحذیر الناس ص ۲۹ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

جو نیا معنی گھڑا اُس کے بارے میں یہ بھی لکھا کہ اگر میرا اختیار کردہ یہ نیا معنی "بالذات نبی" کیا جائے تو اس کا یہ فائدہ ہے کہ بالفرض حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔کیونکہ وہ بہر حال ظل اور عکس محمدی ہوگا،مرتبہ تو آپ کا بڑا ہی رہے گا،آپ کی شان میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں آئے گی۔خاتم کا معنی "آخری نبی" کو عوام کا خیال بتلایا یعنی محض خیال،عقیدہ نہیں اور یہ بھی لکھا کہ آخری نبی میں کسی قسم کی کوئی فضیلت نہیں بلکہ یہ معنی کرنے سے بہت سی خرابیاں لازم آتی ہیں اور پھر ترتیب وار وہ خرابیاں درج کیں۔چونکہ اس کتاب میں ختم نبوت زمانی کا صریح انکار تھا اس لیے پورے ہندوستان کے علماء نانوتوی صاحب کے خلاف ہو گئے اور اُنکی تکفیر کر دی گئی۔نانوتوی صاحب نے کسی بھی عالم فاضل کی کوئی پروا نہ کی،اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے،تفریق بین المسلمین کے اس کامیاب مرحلے پر انگریز بہت خوش تھا۔اُس کی مرادیں پوری ہو رہی تھیں۔وہ اپنا ناپاک منصوبہ جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتا تھا مگر تھوڑے عرصے بعد ہی ۸۰۔۱۸۷۹ء میں تحذیر الناس کے مصنف اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔عجیب بات یہ ہوئی کہ اسی سال ۱۸۸۰ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے براہین احمدیہ نامی کتاب لکھنے کا اعلان کر دیا۔۱۸۸۴ء تک اس کی چار جلدیں تیار کر لی گئیں۔۱۸۸۰ء سے ۱۹۰۱ء تک مرزا قادیانی کے حق میں علمائے دیوبند اور غیر مقلدین کی جانب سے بہت کچھ لکھا گیا اور تعریفیں کی گئیں مگر بحمد اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت کے دامن پر ایسا کوئی دھبہ نہیں۔

اس عرصے میں ۱۸۸۹ء میں مولوی خلیل احمد سہارنپوری کی کتاب "براہین قاطعہ" چھپ گئی جس کا ذکر مولانا غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمہ کے حوالے سے ہو چکا ہے۔اس میں ایک عبارت یہ بھی ہے!

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر،علم محیط زمین کا فخر عالم کو،خلاف نصوص قطعیہ

کے بلا دلیل، محض قیاس فاسدہ سے، ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے کہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

اس کے بعد ۱۹۰۱ء ہی میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا رسالہ "حفظ الایمان" آ گیا۔ جس میں حضور ﷺ کے علم غیب کو جانوروں کے علم سے تشبیہ دے کر یہ کہا گیا کہ! "اس میں حضور ﷺ ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے"۔ (حفظ الایمان ص ۸ مطبوعہ دیوبند)

یوں ۱۸۲۶ء سے ۱۹۰۱ء تک ان وہابیوں دیوبندیوں کی متنازعہ کتابوں نے انگریزی منصوبے کو خوب تقویت پہنچائی مسلمانوں کی وحدت ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔ فتنہ وفساد بڑھا گھر گھر جھگڑے کھڑے ہوئے۔ ان کتابوں کی عبارات نے عظمت ناموس مصطفیٰ ﷺ کو اس بے دردی سے مجروح کیا کہ اہل سنت درد وغم سے کراہنے لگے۔ انگریزوں کی چال کامیاب ہوئی اور ۱۹۰۱ء میں مسیح موعود ومہدی ہونے کا دعوے دار مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹی نبوت کا نعرہ لگا کر میدان میں آ گیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرد صالح ہونے کا علمائے دیوبند اور غیر مقلدین پر اتنا اثر تھا کہ ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء تک تھانوی صاحب لکھ رہے ہیں کہ "خاص مرزا کی نسبت مجھ کو پوری تحقیق نہیں کہ کوئی وجہ کفر کی ہے یا نہیں" (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۱۱۶)

مولوی کفایت اللہ دہلوی نے خاندانی مرزائی کے ہاتھ کا ذبیحہ درست قرار دیا ہے اور اُسے اہل کتاب کے درجے میں رکھا ہے۔ (کفایت المفتی ج اول صفحہ ۳۱۳)

مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی لکھتے ہیں! [[باقی یہ کہ جو شخص بہ سبب کسی شبہ اور تاویل کے (مرزائیوں کو) کافر نہ کہے اُس کو بھی کافر نہ کہا جاوے کہ موقع تاویل میں احتیاط عدم تکفیر میں ہے]]۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج اول ص ۷۵ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

اگرچہ پہلے یہ لکھا کہ مرزا کے عقائد باطلہ کا علم ہو جانے کے بعد اُسے کافر کہنا ضروری ہے مگر پھر لکھا کہ شبہ اور تاویل کی بنا پر اُسے کافر نہ کہے۔ مولوی ابوالکلام آزاد وفات مسیح کے قائل تھے اور مرزا کو بُرا نہیں کہتے تھے۔ (ملفوظات آزاد صفحہ ۳۰) صوفی محمد اسحاق قادیانی اپنی کتاب "ایک فتح نصیب جرنیل" میں رقمطراز ہے! [[مولانا ابوالکلام آزاد برصغیر پاک وہند کی ایک جانی پہچانی اور مشہور اور معروف شخصیت ہیں۔ مسلمانوں نے اُن کے تبحر علمی کے باعث ان

کی زندگی میں ہی انہیں امام الہند کا خطاب دے دیا تھا۔مرزا صاحب (قادیانی) کی وفات (۱۹۰۸ء) کے موقعہ پر آپ نے اپنے اخبار وکیل (امرتسر) میں جو اداریہ لکھا وہ درج ذیل کیا جاتا ہے آپ لکھتے ہیں!]]وہ شخص بہت بڑا شخص جسکا قلم سحر اور زبان جادو وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔۔۔۔وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لیے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔۔۔۔دنیا سے اُٹھ گیا۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔مرزا صاحب کی اس رفعت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ،ہاں تعلیم یافتہ روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ اسلام کی اس شاندار مدافعت کو جو ان کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا ہے۔ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔۔۔آئندہ اُمید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو جو اپنی اعلیٰ خواہشیں محض اس طرح مذاہب کی مطالعہ میں صرف کر دے]]۔(اخبار وکیل ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء(ایک فتح نصیب جرنیل ص ۴۱،۴۲)

حاشیہ میں لکھا ہے کہ!]]مولانا ابوالکلام آزاد اس اداریہ کے بعد نصف صدی سے زائد عرصہ زندہ رہے لیکن آپ نے کبھی لیکن آپ نے کبھی خود اسکی تردید نہیں کی نہ ہی اپنی زبان سے اور نہ ہی قلم سے]]۔

اسی صفحہ ۴۲ کے حاشیہ میں مزید لکھا ہے!"مولانا عبدالمجید سالک ہندو پاکستان کے نامور ادیب اور ایڈیٹر "انقلاب" تھے۔وہ اپنی کتاب "یاران کہن" کے ص ۴۲ پر لکھتے ہیں!"مولانا ابوالکلام آزاد مرزا صاحب کے دعویٰ مسیحیت موعود سے تو کوئی سروکار نہ رکھتے تھے لیکن ان کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی کے قدردان ضرور تھے۔یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار "وکیل" کی ادارت پر مامور تھے اور مرزا صاحب کا انتقال انہی دنوں ہوا تو مولانا نے مرزا صاحب کی خدمات اسلامی پر ایک شاندار شذرہ لکھا۔امرتسر سے لاہور آئے اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازہ کے ساتھ بٹالہ تک گئے"۔مرزا حیرت دہلوی نے بھی مرزا قادیانی کی اعلیٰ خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ایسا ہی ایک شذرہ اخبار کرزن گزٹ یکم جون ۱۹۰۸ء میں تحریر کیا"۔(ایک فتح نصیب جرنیل ص ۴۲)

مولانا عبدالماجد دریابادی خلیفہ مجاز مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں!]]غالباً ۱۹۳۰ء کا واقعہ ہے کہ نماز

چاشت کے وقت حکیم الامت تھانوی کی محفل خصوصی میں حاضری کی سعادت حاصل ہوئی ذکر مرزائے قادیاں کا تھا۔ایک صاحب بڑے جوش سے بولے حضرت ان لوگوں کا دین کوئی دین ہے۔۔۔نہ خدا کو مانیں نہ رسول کو ۔حضرت (تھانوی) نے معاً لہجہ بدل کرفرمایا یہ زیادتی ہےتو حید میں ہمارا اُن کا کوئی اختلاف نہیں اختلاف رسالت میں ہےاوراس کے بھی ایک باب میں۔یعنی عقیدہ ختم رسالت میں۔بات کو بات کی جگہ رکھنا چاہیےجوشخص ایک جرم کا مجرم ہے یہ تو ضروری نہیں کہ دوسرے جرائم کا بھی ہو]]۔(کچی باتیں مصنفہ عبدالماجد دریابادی ص ۲۱۳ مرتبہ بلال احمد اکبرآبادی شائع کردہ نفیس اکیڈی کراچی نمبر۱)ایک فتح نصیب جرنیل ص ۴۵)

مشہور اہل حدیث عالم مولوی ثناءاللہ امرتسری صاحب کے متعلق لکھا ہے!'[مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری عمر بھر مرزا صاحب کی مخالفت کرتے رہے بلکہ اس سلسلہ میں اپنی طرف سے ایک ثنائی پاکٹ بک بھی لکھی۔جس میں وہ اُس کے صفحہ ۵۶ پر"فرقہ مرزائیہ یا احمدیہ"کے عنوان کے ماتحت لکھتے ہیں!"یہ فرقہ اسلامی فرقوں میں سب سے اخیری ہے مگر حرکت کی وجہ سے آج کل بہت مشہور ہے"۔(ثنائی پاکٹ مطبوعہ مکتبہ عزیزیہ رام گلی نمبر۵ چوک دالگراں لاہور) (ایضاً ص ۴۹)اسی صفحہ پر صوفی محمد اسحاق قادیانی لکھتا ہے!"پھر اُنہوں نے (مولوی ثناءاللہ) نے اپنے اخبار اہل حدیث مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۱۲ء میں فتوی دیا کہ مرزائی کے پیچھے نماز ادا ہو جائے گی"۔

مولوی عبدالماجد دریابادی دیوبندی کے بارے میں لکھتا ہے![[مولانا موصوف اپنے اخبار صدق جدید مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۶۱ء میں لکھتے ہیں!مبارک ہے وہ دین کا خادم جو تبلیغ واشاعت قرآن کے جرم میں قادیانی یا احمدی قرار پائے اور قابل رشک ہے وہ احمدی یا قادیانی جن کا تمغہ امتیاز ہی خدمت قرآن یا قرآنی ترجموں کی طبع واشاعت کو سمجھ لیا جائے]]۔(ایضاً ص ۵۰)

مصنف تحذیر الناس مولوی محمد قاسم نانوتوی کے پوتے سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند قاری محمد طیب صاحب قاسمی خاتم النبیین کا مطلب کے عنوان سے لکھتے ہیں![[اور خاتم الانبیاء کا مطلب یہ ہے کہ نبوت،علم اور اخلاق کے جتنے مراتب ہیں وہ آپ کی ذاتِ بابرکات کے اوپر ختم ہو چکے ہیں]]۔(خطبات حکیم الاسلام ج ۲ ص ۶۵ دار الاشاعت کراچی)قاری صاحب نے اپنے دادا جان کی پیروی میں مراتب نبوت ،مراتب علم اور مراتب اخلاق کہا ،زمانہ نبوت نہیں کہا۔یعنی آپ مراتب نبوت کے خاتم ہیں زمانہ نبوت کے نہیں ۔اسکے بعد وہ لکھتے ہیں کہ قادیانی اگر یہ شبہ پیدا کریں کہ نبوت عظیم رحمت ہےاور جو نبوت کا دروازہ بند کرے وہ رحمت کہاں رہا زحمت بن گیا تو دروازہ کھلا رہنا چاہیے اس کے متعلق لکھتے ہیں![[جواب کا حاصل یہ ہے کہ ختم نبوت کا معنی قطع نبوت کا نہیں کہ نبوت قطع ہو گئی ،دنیا

سے منقطع ہوگئی، ختم نبوت کے معنی تکمیل نبوت کے ہیں یعنی نبوت کامل ہوگئی اور چیز کے کامل ہونے کے بعد کوئی درجہ باقی نہیں رہتا کہ وہ آئے]]۔(ایضاً ص ۲۶، مقالات حکیم الاسلام ص ۲۴۳ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی)

لطیفہ:

قاری محمد طیب صاحب کو دیوبند سے کیوں نکالا گیا؟ اس کے جواب میں حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری دیگر دیابنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں!

"مہتمم صاحب کو دارالعلوم سے نکالنا دینی فرض ہوگیا تھا چونکہ انھوں نے دعویٰ نبوت کیا تھا"۔(مقالات حکیم الاسلام ص ۱۲۳ ادارۃ المعارف کراچی)

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی بھی کسی سے پیچھے نہیں، لکھتے ہیں!

"پس ختم نبوت کا یہ مطلب نہیں کہ خود نبوت ختم ہوگئی ہے ایسا ہرگز نہیں۔ آنحضرت ﷺ کی نبوت ہمیشہ کے لیے باقی اور جاری ہے۔ختم نبوت سے مراد ہے کہ اب نبوت کا ملنا ختم ہے"۔(عقیدۃ الامت فی معنی ختم نبوت ص ۲۲ دارالمعارف لاہور)

۲) جب یہ قسم نبوت جس کے حامل کو نبی نہیں کہا جاسکتا اس اُمت میں جاری و ساری ہے تو اسے نبوت کیوں نہیں کہا جاسکتا، جو اُمتی یہ مقام نبوت پائے اُس کے لیے یہ نبوت پردہ غیب میں ہے اور نبی کے لیے نبوت مقام شہادت میں ہوتی ہے پردہ غیب میں نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے خود فرمایا کہ جس نے قرآن کریم حفظ کیا اُس کے دونوں پہلوؤں میں نبوت اُتار دی گئی"۔(ایضاً ص ۲۷۸،۲۷۹)

۳) "سو یہ حقیقت میں حضور کی ہی نبوت ہے جو مجتہدین کے ذہن میں اترتی ہے اور پھر علمائے اُمت میں پھیلتی ہے۔۔۔ مجتہدین کو یہ نبوت تبعیت و وراثت سے ملتی ہے اور اولیاء اللہ جب براہ راست خدا سے وابستہ ہوجائیں تو اُن کی سند عالی ہوجاتی ہے اسی طرح حفظ قرآن کہ قرآن کریم کسی سینہ میں اُتر آئے یہ بھی ایک نبوت ہے جو حضور ﷺ کی نبوت کا پرتَو ہے لیکن یہ وہ نبوت ہے جس کا حامل کبھی نبی کا نام نہیں پاسکتا یہ لفظ نبی اِس اُمت سے روک دیا گیا ہے اس میں نبوت باقی ہے مگر کوئی شخص نبی نہیں کہلا سکتا۔ حضور ﷺ نے جب انقطاع نبوت کا اعلان فرمایا تو ساتھ اسکی شرح بھی فرمادی کہ اب حضور کے بعد کوئی نبی اور رسول نہ ہوگا نبوت اس لحاظ سے ختم ہے کہ وہ کسی کو نبی بنائے۔ رہی اسکے بغیر تو وہ اس اُمت کے اکابر میں جاری و ساری ہے یہ افراد میں نہیں قوم میں پائی جاتی ہے"۔(ایضاً ص ۲۶۷)

یہاں صورت حال بڑی گھمبیر ہوگئی ہے کہ ایک تو قاری صاحب ختم نبوت کے معنی "تکمیل نبوت" کرتے

ہیں۔یعنی نبوت کامل ہوگئی ۔اور نبوت قطع ہوگئی اسکا انکار کرتے ہیں۔انقطاع نبوت کا انکار اور تکمیل نبوت کا اقرار یہ عقیدہ قادیانیت کے لیے بہت مفید ہے کیونکہ وہ بھی حضور ﷺ کے لیے اکمال دین اور اتمام نعمت کا اقرار کرتے ہیں۔مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے![[ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ہمارا اعتقاد جو ہم اس دینوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل وتوفیق باری تعالی اس عالم گزران سے کوچ کریں گے۔یہ ہے کہ حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفی ﷺ خاتم النبیین وخیر المرسلین ہیں۔جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالی تک پہنچ سکتا ہے]]۔(ازالہ اوہام،شان خاتم الانبیا ﷺ کے چند پہلو ص ۳۷ از افاضات مرزا غلام احمد مطبوعہ نظارت اصلاح وارشاد ربوہ)

دوسری جگہ لکھا ہے![[تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آ کر جو ہمارے سید ومولی ﷺ کا وجود تھا کمال کو پہنچ گئیں ۔(اسلامی اصول کی فلاسفی)(ایضا ص ۳۹)

براہین احمدیہ ح سوم ص ۲۴۳ حاشیہ کی یہ عبارت دیکھئے![[وجود باوجود آنحضرت ﷺ کا ہر ایک نبی کے لیے متمم اور مکمل ہے]]۔(ایضا ص ۴۰)۔۔۔وہ خلافت حقہ جس کے وجود کامل کے تحقق کے لیے سلسلہ بنی آدم کا قیام بلکہ ایجاد کل کائنات ہوا ہے،آنحضرت ﷺ کے وجود باوجود سے اپنے مرتبہ اتم واکمل میں ظہور پذیر ہو کر آئینہ خدا نما ہوئے ۔(سرمہ چشم آریہ)(ایضا ص ۱۳)۔۔۔ختم نبوت آپ پر نہ صرف زمانہ کے تاخر کی وجہ سے ہوا بلکہ اس وجہ سے بھی کہ تمام کمالات نبوت آپ پر ختم ہوگئے]] ۔(لیکچر سیالکوٹ،ایضا ص ۴۰)

یہ تمام عبارات مرزا غلام احمد قادیانی کی ہیں جن کا لب لباب یہی ہے کہ نبوت کے تمام درجات ومراتب حضور ﷺ پر کامل ہوگئے قاری محمد طیب صاحب دیوبندی کا یہ کہنا کہ ختم نبوت کا معنی قطع نبوت کا نہیں کہ نبوت قطع ہوگئی۔قادیانیوں کے ہاتھ ایک کارآمد ہتھیار دینے کے مترادف ہے،وہ تو یہ جملہ پڑھ کر خوشی سے جھوم اٹھیں گے اور کہیں گے

؎ کتنے احساں ہیں ہم پر اس گھر کے

اور جملے کا اگلا حصہ کہ نبوت کامل ہوگئی وہ تو اوپر آپ نے مرزا کا عقیدہ ملاحظہ فرمالیا کہ وہ بھی بار بار یہی کہتا ہے کہ کامل نبوت تو حضور ﷺ ہی کی ہے۔مگر اس سے آگے گنجائش پیدا کرتا ہے۔وہ بھی ختم نبوت کے معنی قطع نبوت نہیں کرتا کیونکہ اُسے پتہ ہے کہ اس سے میرے دعوے کی گنجائش نہیں نکل سکتی۔لیکن کامل نبوت کے بارے میں خود کہتا

ہے![[دنیا میں معصوم کامل صرف محمد مصطفی ﷺ ظاہر ہوا ہے]](تحفہ گولڑویہ)یوں معصوم کامل۔یعنی نبی کامل کا مرتبہ مان کر اُن کے فیض اور توجہ سے دعویٰ نبوت کی گنجائش نکالتا ہے اور کہتا ہے![[اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لیے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی]]۔(حقیقۃ الوحی ص ۹۷ حاشیہ بحوالہ شانِ خاتم الانبیاء کے چند پہلو صفحہ ۳۹)اور قطع نبوت کے معنوں سے یوں انکاری ہے![[ایک عظیم الشان معجزہ آنحضرت ﷺ کا یہ ہے کہ تمام نبیوں کی وحی منقطع ہو گئی اور معجزات نابود ہو گئے۔۔۔مگر آنحضرت ﷺ کی وحی منقطع نہیں ہوئی اور نہ معجزات منقطع ہوئے بلکہ ہمیشہ بذریعہ کاملین اُمت جو شرف اتباع سے مشرف ہیں ظہور میں آتے ہیں]]۔(چشمہ مسیحی،ایضاً ص ۳۲،۳۱)جبکہ قاری محمد طیب صاحب بار بار اس کو دہراتے ہیں اور کہتے ہیں![[ختم نبوت کا یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے نبوت مکمل ہو گئی وہی کام دے گی قیامت تک،نہ یہ کہ منقطع ہو گئی دنیا میں اندھیرا پھیل گیا،نہ علم رہا نہ اخلاق رہے تو یہ معنی نہیں کیا اس لیے دھوکے میں نہ پڑا جائے۔ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں بلکہ کمال نبوت اور تکمیل نبوت کے ہیں۔آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔یعنی آپ ﷺ پر مراتب نبوت ختم ہو گئے]]۔(خطبات حکیم الاسلام ج دوم ص ۶۷،مقالات حکیم الاسلام ص ۲۹۲،۲۹۱ ادارۃ المعارف کراچی)

قطع ہونا کا معنی کٹ جانا۔یعنی سلسلہ نبوت کا کٹ جانا جو تسلسل نبوت کا حضرت آدم علیہ السلام سے چلا آتا تھا وہ حضور ﷺ پر آ کر کٹ گیا۔قطع ہونے یا کٹ جانے سے فوراً ذہن ختم ہو جانے کی طرف منتقل ہوتا ہے۔یعنی حضور ﷺ کو نبوت دے کر گویا آخری نبی بنا کر نبوت کا سلسلہ کاٹ دیا گیا،قطع کر دیا گیا،ختم کر دیا گیا۔معلوم ہوا کہ قطع ہونا،ختم ہونا ایک ہی بات ہے۔یعنی ختم نبوت،انقطاع نبوت کا دوسرا نام ہے۔"ختم نبوت کے معنی قطع نبوت کے نہیں" کہہ کر لاکھ تشریح کرتے پھریں کہ اب قیامت تک کسی نبی کی ضرورت نہیں رہی وغیرہ وغیرہ مگر آپ کی ساری وضاحت آپ کے بتائے گئے معنی کی خرابی کو دور نہیں کر سکے گی۔قادیانی تو کمال نبوت کے سو جان سے قائل ہیں کہ اسی کمال سے وہ اپنی نبوت نکالتے ہیں۔قاری محمد طیب صاحب چونکہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کے پوتے ہیں اس لیے وہ اپنے دادا جان کی اتباع اور پیروی ہی کو برحق اور ذریعہ نجات سمجھتے ہیں حالانکہ خاتم یا ختم نبوت کا معنی آخری نبی کے سوا اور کچھ نہیں۔قاری صاحب خطبات کے صفحہ ۶۹ پر کہتے ہیں![[اب نبوت کا باپ ہونے کا کوئی درجہ باقی نہیں رہتا کہ نبوت کے درجہ میں کوئی روحانی باپ بن جائے،نبوت ختم ہو چکی]]۔جبکہ صفحہ ۶۷ پر کہتے ہیں![[ختم

نبوت کا یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا یہ دنیا کو دھوکہ دینا ہے]]۔ دو سطر بعد کہتے ہیں![[ختم نبوت کا معنی قطع نبوت کے نہیں]]۔ادارۃ المعارف کراچی سے چھپنے والے "مقالات حکیم الاسلام" میں کہتے ہیں "یہ محض غلط اندازی ہے ختم نبوت کے معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے، ختم نبوت کے معنی لیے انقطاع نبوت کے، قطع نبوت کے، حالانکہ ہیں تکمیل نبوت کے"۔(ص۲۹۲ مرتبہ حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری) مزید کہتے ہیں "تو حاصل یہ نکلا کہ نبی کریم ﷺ فقط نبی نہیں بلکہ خاتم النبیین ہیں اور ختم نبوت کے معنی کمالات نبوت کی انتہا اور تکمیل نبوت کے ہیں"۔(ایضاً ۳۷۴)

؎ صاف چھپتے بھی نہیں، سامنے آتے بھی نہیں

بالکل اسی طرح کا تضاد مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں میں پایا جاتا ہے۔ایک طرف حضور ﷺ کو خاتم النبیین بھی کہتا ہے ختم المرسلین بھی لکھتا ہے اور دوسری طرف یہ بھی کہہ دیتا ہے کہ بروزی طور پر محمدیت یعنی نبوت کی چادر بھی مجھے پہنائی گئی۔(معاذ اللہ)۔

جہاں تک قطع نبوت کا تعلق ہے تو قطع نبوت کے الفاظ خود حضور ﷺ کے ہیں ملاحظہ فرمائیں!

عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث صحیح وقال ابن کثیر فی تفسیرہ ص ۹ ج ۸ اخرجہ احمد ایضاً) (ختم نبوت کامل ص ۱۲۳۷ زمفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی)	حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ نبی (اس حدیث کو ترمذی نے روایت کر کے فرمایا کہ حدیث صحیح ہے اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر ص ۹ ج ۸ میں فرمایا کہ اس کو امام احمد نے اپنی مسند میں بھی روایت کیا ہے)۔

حضور ﷺ نے **لا رسول بعدی ولا نبی** کے الفاظ فرمائے یعنی ختم نبوت کے بارے میں فرمایا کہ اب میرے بعد رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی۔اور مفتی صاحب بھی اس کو ختم نبوت کی دلیل میں لائے۔اسی کتاب

کے صفحہ ۱۲۷ پر مفتی صاحب نے لکھا! [[الغرض ان متعدد احادیث کے مختلف الفاظ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ نبوت ہر قسم کی بالکل مختتم اور منقطع ہو چکی]] ---- صفحہ ۱۲۸ پر کہا! [[خلاصہ یہ کہ حدیث میں نبوت کے بالکلیہ انقطاع کی خبر دے کر اس میں سے نبوت کی کوئی خاص قسم یا اس کا کوئی فرد مستثنیٰ نہیں کیا گیا]] ---- صفحہ ۱۵۳ پر لکھا! [[انقطاع وحی انقطاع نبوت کو مستلزم ہے]] ---- اسی طرح صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳ کے علاوہ متعدد صفحات میں انقطاع نبوت کا ذکر کیا اور یہی الفاظ لائے گئے۔☆ (یہی حدیث ترمذی نقل کر کے مولوی محمد سرفراز خاں صفدر صاحب لکھتے ہیں! غور فرمایئے کہ کس طرح واشگاف الفاظ میں آنحضرت ﷺ نے رسالت اور نبوت کے انقطاع کا حکم فرمایا۔ (باقی دارالعلوم دیوبند ص ۵۹)

ان سب مقامات پر انقطاع نبوت، ختم نبوت کے معنوں میں لایا گیا ہے اور قطع کا لفظ صحیح حدیث سے ثابت ہو گیا مگر قاری محمد طیب صاحب بار بار کہتے ہیں کہ "ختم نبوت کا معنی قطع نبوت کا نہیں" قادیانی خوشی سے جھوم جھوم نہ جائیں تو اور کیا کریں۔ انہیں اس بات کی بھی خوشی ہے کہ جو سلسلہ تقویۃ الایمان کے عقیدہ امکان نظیر سے چلا تھا تحذیر الناس سے مضبوط تر ہو کر ابھی تک جاری و ساری ہے۔ کاش! فرنگی سیاست کا یہ منصوبہ کامیاب نہ ہوتا۔ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

[[اس مقصد کے لیے خصوصی طور پر پیغمبر اسلام کے منصب نبوت کو انہوں نے نشانے پر رکھا۔ چنانچہ اُن کی ساری انرجی مذہب کے اسی رخ پر صرف ہوئی ہے کہ مسلمانوں کے ذہن سے محمد عربی ﷺ کے وجود کی انفرادیت ختم ہو جائے۔ یا تو معاذ اللہ دنیا میں بہت سے محمد پیدا کر دیئے جائیں یا پھر یہ ممکن نہ ہو تو مسلمانوں کے ذہن سے پیغمبر کے متعلق اُن کے تصورات کا خاتمہ کر دیا جائے جن سے روحانی توانائیوں کا رشتہ منسلک ہے۔ مذہبی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ انگریزوں کے یہ دونوں منصوبے پورے ہو گئے]] ۔ (منکرین رسالت کے مختلف گروہ ص ۳۱)

چند خطرناک قسم کی کچھ مزید عبارات ملاحظہ فرمایئے۔ کہتے ہیں کہ بانی دارالعلوم دیوبند محمد مولوی محمد قاسم نانوتوی پر کبھی کبھی نزول وحی کی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ کبھی کبھی بیٹھے بٹھائے میرا سینہ بوجھل معلوم ہونے لگتا ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب نے مبارکباد دیتے ہوئے یہ بشارت سنائی!

[[یہ نبوت کا آپ کے قلب پر فیضان معلوم ہوتا ہے اور یہ وہ ثقل (بوجھ) ہے جو حضور سرور عالم ﷺ کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا]] ۔ (سوانح قاسمی حصہ اول صفحہ ۲۲۶ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

براہ راست خود اس کا اظہار نہیں کیا شاید کچھ مصلحت مانع تھی اسلیے مرشد کی زبان سے کہلوایا تا کہ اس بات کا کچھ وزن تو لوگوں پر پڑے شاید اسی لیے دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم مولوی رفیع الدین آپ کی قبر کے متعلق اپنا کشف بیان کرتے ہیں! [[مبشرات دارالعلوم کے مصنف کہتے ہیں بانی دارالعلوم (دیوبند) کی قبر عین کسی نبی کی قبر میں واقع ہے]]۔((مبشرات دارالعلوم ص ۳۶)

اس موڑ پر فطرتی طور پر چند سوالات جنم لیتے ہیں

۱) یہ نبی اصلی تھی یا متبنّی (نبوت کے دعویدار)

۲) اگر متبنّی کی قبر تھی تو ہمیں اعتراض کی گنجائش ہی نہیں کہ جیسی روح ویسے فرشتے۔ اگر یہ اصلی نبی کی قبر مبارک تھی تو ہر مسلمان کو یہ پوچھنے کا حق حاصل ہے کہ تاریخی تسلسل سے اُسکا اسم مبارک کیا ہے؟ بالخصوص حیاتی دیوبندی حضرات انبیاء علیہم السلام کو اپنی قبور مبارکہ میں جسمانی طور پر زندہ مانتے ہیں، دفن کے وقت وہ نبی علیہ السلام قبر میں موجود تھے یا نہیں؟ دیوبندی نے باوجود علم کے ایک نبی کی قبر کھود کر وہاں نانوتوی صاحب کو دفن کرکے اس نبی کی گستاخی کیوں کی؟ بعد از دفن نانوتوی صاحب اس قبر کی حیثیت کیا ہے کیا قبر نبی ہے یا قبر نانوتوی؟ اگر بعد از دفن نانوتوی صاحب کسی دیوبندی کا مکاشفہ ہے تو اس مکاشفہ کی بنا پر کسی نبی کی توہین کیوں؟ ایسے مکاشفات تو قادیانی پٹاری میں بھی بہت مل جاتے ہیں۔

نانوتوی صاحب کی سوانح عمری کے مرتب سید مناظر احسن گیلانی نے نانوتوی صاحب کی بیماری کے دنوں کا حال بڑے پر درد اور اثر انگیز عقیدتوں کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس حد تک کہ نبوت اور نانوتوی صاحب کو خلط ملط اور ملا جلا کر بیان کرنے کو کہیں بھی کوتاہی سے کام نہیں لیا۔ لکھتے ہیں!

"غفلت کی حالت کو دیکھ کر کوئی ملین دوا دی گئی لیکن جب اُس کا اثر ظاہر نہ ہوا تو پھر ملین دیا گیا چنانچہ اُس سے دو دست ہوئے۔ جس کی وجہ سے غفلت کو شدت ہوگئی۔ یہ منگل کا دن تھا۔ (سوانح قاسمی ج ۳ ص ۱۱۷)

"ظہر کا وقت ہو گیا اور وہی جس کی ساری زندگی ہی کسی کے قدموں پر سر رگڑنے میں بسر ہوئی تھی ---لیکن آہ کہ آج اُسی کو پکارنے والے پکار رہے ہیں یاد دلا رہے ہیں کہ ظہر کی نماز کا وقت ہے --- تو سوائے اچھا کے اور کچھ نہ کر سکے۔ نہ تیمم کی طرف توجہ ہوئی نہ نماز کی طرف --- تب سمجھا گیا کہ غفلت اپنے آخری حدود سے گزر چکی ہے تکلیفی ہوش وحواس سب غائب ہو چکے ہیں وقتی نمازوں کا پڑھنے والا اب ع عاشقان هم فی صلاة دائمون --- کے حال میں غرق ہے"۔ (ایضاً ص ۱۱۸) "جمعرات کا دن بھی اسی کیفیت میں گزرا"

گیلانی صاحب کا بیان ہے کہ عالم محسوس میں نانوتوی صاحب کی بیماری کا جگر خراش اور روح گداز فاجعہ پیش تھا لیکن غیب میں کیا ہو رہا تھا اس کی تجلی بعضوں پر بحالت خواب پڑ جاتی تھی۔ چنانچہ وہ اپنے امام الکبیر نانوتوی صاحب کے خادم خاص حاجی محمد یاسین دیوبندی کے ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں!

''مولانا طیب صاحب کی یادداشت میں ہے کہ ان ہی حاجی محمد یاسین صاحب کو سرور کائنات ﷺ کی زیارت سے سرفرازی ہوئی۔ حاجی صاحب پر ظاہر کیا گیا کہ ''واسطے عیادت مولانا مرحوم کے تشریف لائے ہیں''۔ (ایضاً ص ۱۱۹)

اسی طرح دارالعلوم کے ایک طالب علم مولوی احمد اللہ نے جمعرات ہی کے دن چند گھنٹے پہلے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ اپنے خلفائے اربعہ راشدین کے ہمراہ مدرسہ کے احاطہ میں ایک مکان میں تشریف فرما ہیں۔ مولوی احمد اللہ نے عرض کیا کہ کیسے تشریف آوری ہوئی جواب میں ارشاد ہوا کہ مولوی محمد قاسم صاحب کو لینے آیا ہوں۔ مولوی احمد اللہ کا بیان ہے کہ! سامنے ایک پلنگ پر سوار دیکھا کہ مولانا آئے۔ اسکے بعد مولوی احمد اللہ صاحب کو جو کچھ دکھایا گیا ان ہی کے الفاظ میں سنیئے کہتے تھے!

''میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ مولانا کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرما رہے ہیں اے حبیب آنے میں کیا دیر ہے''۔ ایضاً ص ۱۲۰)

مرتب اس سے قبل لکھ چکے ہیں کہ ہمارے مصنف امام مولوی محمد یعقوب صدر اول دارالعلوم دیوبند نے باطنی احساس کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا تھا۔ ''حق تعالیٰ کو ان سے (یعنی سیدنا الامام الکبیر سے) جو کام لینا تھا وہ پورا ہو چکا۔ (ص ۱۸۰، ارواح ثلاثہ) (ایضاً ص ۵ ج سوم) لیکن مرتب گیلانی صاحب اب زرا آگے بڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس طرح دیکھنے والے جو دیکھ رہے تھے یا ان کو جو کچھ دکھایا جا رہا تھا اُسے تو چھوڑ یئے۔ میں پوچھتا ہوں کہ اسی عالم محسوس یا دائرہ شہادت کے مشاہدات یعنی غشی کا طاری ہونا دورا تیں اور تقریباً ڈیڑھ دن تک تشنج کی اسی کیفیت کا تسلسل جسے مصنف امام (مولوی محمد یعقوب) بھی (نزع) ہی کی کیفیت سمجھتے رہے ان کو بھی باور ہی کرنا پڑا کہ یہ ''وقت آخر ہے'' (ایضاً ص ۱۲۱)

ہم نے عبارت کا تسلسل محض آپ کو توجہ دلانے کے لیے توڑ دیا ہے۔ اب مرتب کے ذہن کو زرا پڑھئے کہ کہاں ہاتھ مارا جا رہا ہے اور کدھر تشبیہ دی جا رہی ہے۔ اس کے متصل لکھا ہے! ''سوال یہی ہے کہ جن کے حافظہ میں بخاری شریف کی روایت کا جزو ''غشی علیہ'' رسول اللہ ﷺ پر وفات سے پہلے غشی طاری ہوگئی تھی محفوظ ہوگا۔۔۔۔ جن کو

اس موقعہ پر یاد آ گیا اور چاہیے کہ یاد آ جائے کیا ان روحانی پرچھائیوں کو اپنے سامنے سے وہ ہٹا سکتے ہیں۔(ایضاً ص ۱۲۲)

مولوی یعقوب صاحب کے بارے میں لکھا ہے کہ! "نانوتوی صاحب کی حالت دیکھ کر یہ فیصلہ کر چکے تھے کہ "اب آخر وقت ہے"" لیکن بایں ہمہ باوجود صدیقی ہونے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان پر اچانک فاروقی نسبت پر تو فگن ہے اور چھپے دبے لفظوں میں نہیں بلکہ بھری مجلسوں میں دیکھا گیا کہ وہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ "گھبراؤ مت! ابھی دس برس مولانا اور زندہ رہیں گے" (ایضاً ص ۱۲۲)

یہاں سورہ لقمان کی آخری آیات کی طرف ہم توجہ نہیں دلاتے کہ ایسے موقعوں پر تبصرہ تو کوئی علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ جیسا رئیس التحریر ہی کر سکتا ہے۔ اگر چہ اسکے بعد لکھا ہے کہ مولوی یعقوب صاحب دعا کے بعد کہتے تھے کہ میری تسلی کی گئی کہ ابھی دس سال مولانا اور زندہ رہیں گے۔ مگر ہم مرتب کتاب کے ذہن اور عقیدتوں کی مٹھاس کو سامنے رکھ کر اگلی عبارت پیش کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں! "خود سوچیے کہ دار العلوم دیوبند کے صدر اول مولانا یعقوب صاحب کی طرف سے یہ اعلان جس وقت کیا جا رہا ہوگا اس وقت کے سماں کو یاد کر کے اپنے ذہن کو کون روک سکتا ہے اگر اس کے آگے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے کا وہ نظارہ پیش ہو جائے کہ "کھینچ لی عمر بن خطاب نے تلوار اور قتل کی دھمکی ہر اس شخص کو دینے لگے جو یہ بولے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی"۔(سوانح قاسمی ج ۳ ص ۱۲۲ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

سچ فرمایا آپ نے گیلانی صاحب اگر آپ اور آپ کے بزرگ ذہن کو روک کر زرا نچلی سطح تک آ جاتے تو مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو اپنے کفر کے دفاع کے لیے کارآمد ہتھیاروں میں اچھی خاصی کمی ہو جاتی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ برصغیر پاک و ہند میں نہ ختم ہونے والا فتنہ فساد جنم نہ لیتا۔ بتایئے نا! کہ نانوتوی صاحب کے وقت آخر پر کسی کو عمر فاروق بن کر تلوار کھینچنے اور دھمکی دینے کی ضرورت بھلا کیوں پیش آئی۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔ ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی المرتضی رضوان اللہ تعالی علیہم خود چلے گئے جو بعد از انبیاء سب سے افضل ہیں اُن کی وفات پر کسی کو تلوار کھینچنے اور دھمکی دینے کا خیال نہیں آیا تو نانوتوی صاحب کے وقت اخیر پر جو آپ کو ایسے اچھوتے خیال سوجھتے ہیں تو یقیناً دال میں کچھ کالا کالا ہوگا۔

سوانح قاسمی میں لکھا ہے کہ!

"مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کی وفات پر مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب کے والد مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے جو مصرعہ مادہ تاریخ کے ساتھ کہا وہ یہ ہے!

وفاتِ سرورِ دوعالم کا یہ نمونہ ہے (صفحہ ۱۳۷ ج سوم)

حاشیہ میں ساتھ چار اشعار بھی دیئے گئے ہیں اسی طرح "تذکرۃ الرشید" کے مؤلف نے (جو کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانح عمری ہے) لکھا ہے کہ نانوتوی صاحب کی وفات پر مولوی فضل الرحمٰن نے تاریخ وفات لکھی ہے جس کا مادہ قابل ذکر ہے۔

؎ سن وفات لکھا فضل نے ز روئے الم وفاتِ سرورِ عالم کا یہ نمونہ ہے (تذکرۃ الرشید ج اص ۳۳۷)

اور سوانح قاسمی کے اپنے الفاظ دیکھئے ان کے ذہن کو کون روک سکتا ہے لکھتے ہیں! [[آخر اس زمانہ میں دیکھنے والے جو یہ چلا اُٹھے تھے کہ "وفاتِ سرورِ عالم کا یہ نمونہ ہے" تو آخر وہ کچھ دیکھ ہی تو رہے تھے]]۔(سوانح قاسمی ج ۳ ص ۱۳۷) ان بزرگوں کا ذہن کیا کچھ سوچتا رہتا تھا اور وہ ان مرنے والے حضرات کو کیا کچھ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتے تھے۔ ان تین جملوں نے اندر کی بات کھل کر تا دی۔

۱۔ چلا اُٹھے تھے" گویا ممدوح کے اندر کوئی غیر متوقع قسم کی چیز ظہور پذیر ہو گئی تھی۔ اس کی نشاندہی مصرعہ میں کر دی گئی۔

۲۔ وفات سرور دوعالم کا یہ نمونہ ہے" اور اسکی تصدیق و تائید مزید آخری جملے میں کی گئی۔

۳۔ تو آخر وہ کچھ دیکھ ہی تو رہے تھے" نیاز مندوں نے اپنے اکابر میں کیا کچھ دیکھ لیا تھا یہ قارئین خود فیصلہ کریں اور فیصلے کی آسانی کے لیے ہم دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب اسیر مالٹا کے اُس مرثیے کا ایک شعر پیش کرتے ہیں جو انہوں نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات پر لکھا شعر ملاحظہ فرمائیے!

؎ زباں پر اہل ہوا کے، ہے کیوں اعل ہُبَل، شاید اُٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

اہل ہوا یعنی خواہش نفس کے مارے ہوئے مراد مخالفین اسلام، اعل ہبل یعنی اے ہبل بلند ہو جا (ہبل بت کا نام تھا) چونکہ حضور ﷺ کی تشریف آوری پر بت سرنگوں ہو گئے توڑ دیئے گئے تو آپ کے وصال مبارک پر مشرکین خوش ہوئے اور اپنی جگہ نعرہ لگایا کہ اے ہبل پھر سر بلند ہو جا۔ وہی منظر گنگوہی صاحب کی وفات پر پیش کیا جا رہا ہے اور وہ بھی بانی اسلام کا ثانی کہہ کر (والعیاذ باللہ)۔ اسی لیے تبلیغی جماعت کے شیخ الحدیث مولوی محمد ذکریا صاحب کاندھلوی لکھتے ہیں! [[حضرت مولانا رشید احمد صاحب (گنگوہی) کے انتقال پر جو حضرت شیخ الہند نے مرثیہ لکھا تھا اور میرے والد صاحب نے کئی ہزار چھپوالیا تھا اور خوب مفت بانٹا تھا مجھے بھی قریب قریب سب یاد تھا اور خوب مزے لے لے کر پڑھا کرتا تھا اور میرے کان میں یہ (فقرہ) پڑا کرتا تھا کہ دیکھو اگر یہ شعر ہم کہیں تو ہم کافر ہو جائیں مگر چونکہ شیخ الہند نے کہہ دیا اس لیے کوئی اس پر لب کشائی نہیں کرتا]]۔ (اکابر علمائے دیوبند ص ۷ ملک سنز بک اینڈ پبلشرز فیصل آباد)

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی شدت مرض، غفلت اور بے ہوشی کے وقت کسی دوسرے صاحب دل کا رویائی مکاشفہ بھی درج کیا گیا ہے لکھا ہے! [[سرور کائنات ﷺ کو خواب میں ان صاحب نے دیکھا کہ معانقہ (گلے ملنے) کا شرف سیدنا الامام الکبیر کو بخشا گیا ہے۔ معانقہ کے اسی حال میں ان کو محسوس ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا جسم مبارک مولانا کے جسم مبارک میں سمانا شروع ہوا یہاں تک کہ ہر عضو رسول اللہ ﷺ کا ہر عضو مولانا میں سما گیا]]۔ (سوانح قاسمی ج ۳ ص ۱۲۹)

اوپر کے شعر میں "بانی اسلام کا ثانی" مولوی رشید احمد گنگوہی کو کہا گیا یعنی حضور ﷺ کا ثانی اُنکا ہمسر یا اُن کی نظیر۔ یہاں تقویۃ الایمانی امکان عقیدہ امکان نظیر کو عملاً تقویت پہنچائی گئی۔ وفات سے وفات کا نقشہ بھی ملایا نعرہ اعل ہبل بھی لگوا دیا اور حضور ﷺ کے ہمسر بھی کہہ دیا۔ اب پیغمبرانہ منصب میں اور کیا کوئی کسر باقی رہ گئی۔ اسی وجہ سے تو وقتِ اخیر ذہن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تلوار کھینچنے اور مدینہ منورہ میں لوگوں کو قتل کر دینے کی دھمکی کی طرف جاتا تھا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ نانوتوی صاحب کی وفات "وفات سرورِ عالم کا نمونہ" اور گنگوہی صاحب چل بسیں تو "وفات سرورِ عالم کا نقشہ"

؎ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی نانوتوی کو اکثر ان کتابوں کے مطابق اُن مقامات سے گزارا گیا ہے جن سے محمد عربی ﷺ گزر چکے ہیں۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب نے وفات پر جو کچھ کہا تھا مولوی محمود الحسن صاحب نے وہی کچھ مرثیہ گنگوہی میں کہہ ڈالا۔

؎ وفات سرورِ عالم کا نقشہ آپ کی رحلت تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

ہستی گر یعنی زندگی بنانے والی، نظیر ہستی محبوب سبحانی یعنی اُس ہستی کی نظیر جو اللہ کا محبوب ہے۔ معنی یہ ہوا کہ رشید احمد گنگوہی اللہ تعالیٰ سبحانہ کے محبوب ﷺ کی نظیر اور ہمسر، ہستی گر (زندگی بنانے والے) تھے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ پیغمبرانہ منصب پر کوئی قصیدہ لکھا جا رہا ہے۔ خیر آگے بڑھے سوانح قاسمی کے مطابق بروز جمعرات بقول مصنف امام مولوی محمد یعقوب صاحب، نانوتوی صاحب کا بعد نماز ظہر اچانک دم آخر ہو گیا اگرچہ ۱۲۹۷ھ کی مذکورہ بالا روداد میں مولانا رفیع الدین صاحب نے بالکل صحیح لکھا ہے! [[صفحہ جہاں پر اس قسم کے وقائع اکثر درج ہیں اور حیات جاودانی کے سب سے بڑے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی جب اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (الزمر) تم بھی مرنے والے ہو اور وہ بھی مرنے والے ہیں کے قانون کے نیچے داخل کرتے ہوئے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا گیا

تھا۔وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط (آل عمران) نہیں ہیں محمد مگر ایک رسول، گزر چکے ان سے پہلے بہت سے رسول کیا وہ (یعنی محمد رسول اللہ ﷺ) اگر مر جائیں، یا قتل ہو جائیں تو تم پلٹ پڑو گے اپنی ایڑیوں پر، اور جو پلٹ پڑے گا اپنی ایڑیوں پر، وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچائے گا]]۔(سوانح قاسمی ج ۳ ص ۱۳۸) عقیدہ امکان نظیر رواں دواں نظر آتا ہے۔

نانوتوی صاحب کی موت کو صفحہ جہاں پر ہونے والے جن واقعات کا اشارہ کر کے تشبیہ دی گئی اُن میں سے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے وصال مبارک کو لیا گیا۔الفاظ کے اس قسم کے وقائع پر غور فرمائیں۔کیا نانوتوی صاحب کی موت حضور ﷺ کے وصال مبارک کی طرح تھی دونوں میں آخر کیا مطابقت تھی جو اس قسم کے وقائع کہا گیا۔قانون ہی بتانا تھا تو اس موقعہ کی مناسبت سے **كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ** سے قانون کیوں نہ بتا دیا گیا جیسا کہ تمام مسلمان ایسے موقعوں پر یہ آیت کریمہ پڑھتے ہیں۔اس آیت میں عام حکم پایا جاتا ہے جبکہ **اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ** خاص اُس موقعہ پر نازل ہوئی جب کفار مکہ رسول اللہ ﷺ کے جلد انتقال کرنے کی خواہش کرنے لگے (تفسیر مظہری) یعنی کفار کو بتلایا گیا کہ اگر وہ حضور ﷺ کے انتقال میں جلدی چاہتے ہیں تو کیا وہ خود موت سے بچ جائیں گے؟ **كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ** میں تقابل نہیں **اِنَّكَ مَيِّتٌ** میں تقابل ہے۔وہاں تو **اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ** کفار کے بارے میں کہا گیا، نانوتوی صاحب کے پرستار **اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ** سے کیا مراد لیں گے؟ پھر نانوتوی صاحب کی وفات کے بارے میں جو دوسری آیت کریمہ پیش کی گئی وہ تشکیک و تاویل کی بھول بھلیوں سے نکال کر یقین واطمینان میں لے آتی ہے۔**وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ**۔(آل عمران:۱۴۴) تو غزوہ احد کے موقعہ پر پیش کی گئی۔اس آیت میں پہلے محمد اور رسول فرما کر بتایا کہ یہ بڑے مرتبے والے پیغمبر ہیں۔آپ کی عظمت کے اظہار کے لیے آپ کے نام اور صفت رسول سے پکارا گیا۔اور پھر سمجھایا کہ چونکہ آپ رسول ہیں رب نہیں اور ہمیشہ رہنا رب کی صفت ہے تو کیا اگر یہ انتقال فرما گئے تو تم جہاد وغیرہ سے پھر جاؤ گے؟ آپ رب نہیں کہ آپ پر موت اور فنا محال ہو اور نہ ہی آپ اپنی عبادت کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے۔اور یہ بھی کہ موت کوئی عیب یا نقص کی بات نہیں۔جنگ اُحد میں جو آپ کے شہید ہو جانے کی جھوٹی خبر پر صحابہ کرام پر عجیب وغریب اثرات مرتب ہوئے تھے اُن کو دور کر کے اُنہیں اطمینان دلانے کے لیے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔اور یہ بھی ملتا ہے کہ آپ کے وصال مبارک پر صحابہ کرام بالخصوص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر جو جوش وجذبہ طاری تھا اُس کو ختم کرنے کے لیے حضرت ابو بکر صدیق رضی

اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی اور پھر سب کو اطمینان ہو گیا۔ نانوتوی صاحب کس منصب پر تعینات تھے جو یہ آیت تلاوت کی گئی۔ یہ تاویل کہ جب حضورﷺ نہ رہے تو اور کون رہے گا تسلیم کر لی جاتی اگر سیاق و سباق اس تاویل کا ساتھ دیتے مگر آپ لوگوں کا ذہن ایک مخصوص منصب سے ادھر رکتا ہی نہیں۔ جناب گنگوہی صاحب کا مرتبہ پہلے سوانح قاسمی سے معلوم کرتے ہیں پھر تذکرۃ الرشید کو لیتے ہیں۔ لکھا ہے!!

[[مولانا محمد قاسم صاحب میں شانِ ولایت کا رنگ غالب تھا اور مولانا گنگوہی میں شانِ نبوت کا]]۔ (سوانح قاسمی ج اول ص ۴۷۷)

چونکہ حضرت پر شان نبوت کا رنگ غالب تھا اس لیے وہ بڑے طنطنے سے یہ دعوٰی فرمایا کرتے تھے!

[[سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر]]۔ (تذکرۃ الرشید ج دوم ص ۱۷)

لطف یہ کہ جیسا حدیث شریف کے آخر میں بھی لکھ دیا جاتا ہے "**او کما قال**" بالکل اُسی طرح اس عبارت کے بعد بھی لکھا گیا "**او کما قال**" کسی کے اتباع پر نجات کو ٹھہرا دیا جائے یہ صرف اور صرف پیغمبر کا منصب ہے بڑے سے بڑے کسی ولی کا بھی نہیں۔ حضورﷺ کی نظیر تو یہ کہہ کر پیدا کر لی گئی "بانی اسلام کا ثانی"، "نظیر ہستی محبوب سبحانی" وغیرہ مگر گنگوہی صاحب کے بارے میں یہ عقیدہ ہے!

[[اس زمانے میں (بطور ہادی و امام) ہندوستان کے اندر صرف امام ربانی (گنگوہی صاحب) قدس سرہ کا نفس اور ایک دم تھا جس کی نظیر میرے علم میں دوسری نہیں تھی]]۔ (تذکرۃ الرشید ج دوم ص ۱۵)

مرض وفات کے عنوان سے نیچے یہ شعر بھی درج ہے۔

شہ دین قبر میں کیا گئے ہمیں زیر خاک سُلا گئے ۔۔۔ رہ دین سب کو دکھا گئے مگر آگ دل میں لگا گئے

اس میں گنگوہی صاحب کو شہ دین کہا گیا جو کہ عموماً حضورﷺ کے لیے لکھا اور بولا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت کا لفظ بھی حضورﷺ کے مخصوص ہو کر رہ گیا ہے۔ مگر گنگوہی صاحب کے لیے کس بے تکلفی سے بولا جاتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ مؤلف تذکرۃ الرشید لکھتے ہیں!

"ایک بار جب احقر میرٹھ میں مدرسہ عربیہ میں مدرس تھا۔ احقر نے ایک عریضہ آنحضرت کی خدمت میں بھیجا جس میں احقر نے کسی ایسے امر کی نسبت کچھ عرض کیا جس کو احقر یہ سمجھا کہ شاید یہ امر موجب پریشانی خاطر و باعث کلفت آنحضرت ہو۔ اس کے جواب میں آنحضرت نے یہ شعر لکھا" (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۳)

تھانوی صاحب کے بارے میں بھی کچھ عرض کر دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ البتہ تھانوی صاحب کے متعلق اُن کے اپنے گروہ کے ایک مستند فاضل مولانا احمد سعید اکبر آبادی کی عبارت پیش کی جاتی ہے۔ اس لیے کہ ہم کہیں گے تو شاید وجاہت نہ بنے جو گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے تو مزہ کچھ اور ہی ہوگا۔ احمد سعید اکبر آبادی کا یہ تاثر پڑھئے!

"اپنے معاملات میں تاویل و توجیہہ اور اغماض و مساحت کرنے کی مولانا (تھانوی) میں جو خوبی اُسکا اندازہ اس ایک واقعہ سے بھی ہو سکتا ہے کہ ایک مرید نے مولانا کو لکھا کہ میں نے رات خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں ہر چند کلمہ تشہد صحیح صحیح ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن ہر بار یہ ہوتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کے بعد اشرف علی رسول اللہ منہ سے نکل جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اسکا صاف اور سیدھا جواب یہ تھا کہ یہ کلمہ کفر ہے شیطان کا فریب اور نفس کا دھوکہ ہے تم فوراً توبہ کرو اور استغفار پڑھو لیکن مولانا تھانوی صرف یہ فرما کر بات آئی گئی کر دیتے ہیں کہ تم کو مجھ سے محبت ہے اور یہ سب کچھ اسی کا نتیجہ و ثمرہ ہے"۔ (رسالہ برہان فروری ۵۲ء ص ۱۰۸ بحوالہ منکرین رسالت کے مختلف گروہ ص ۱۵۵ از علامہ ارشد القادری)

مولوی احمد سعید اکبر آبادی دیوبندی نے یہ گرفت محض خواب کا واقعہ لکھ کر کی۔ لیکن رسالہ "الامداد" میں ہے کہ پہلے خواب تھا پھر بیدار ہو گیا اور سمجھ رہا ہے کہ بیدار ہوں اسکے باوجود کلمہ درست پڑھنے کے بجائے اشرف علی رسول اللہ کہتا ہوں۔ جواب میں تھانوی صاحب نے توبہ کی تلقین کی بجائے یہ لکھا! "جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے"۔ کس نشاط طبع کیساتھ ایک کفر صریح کی تحسین فرمائی گئی ہے۔

یہاں تک جو اس قسم کی عبارات پیش کی گئی ہیں اور وہ بھی ایک ہی مکتبہ فکر کی تو نبوت کیساتھ یہ مطابقتیں و مشابہتیں آخر کسی جانب پیش رفت نظر آتی ہے۔ کیا یہ قلم کا محض اتفاقی حادثہ ہے یا کوئی سوچی سمجھی اسکیم ہے۔ اوپر تلے ایسی کتابوں کی بھرمار اتفاقی حادثہ نہیں ہو سکتا۔ ایسا ہو جائے تو حق پرست انسان فوری طور پر غیر مشروط توبہ کر لیتا ہے۔ ضد نہیں کرتا، ہٹ دھرم نہیں ہوتا، بے جا دور از کار اور بے مقصد تاویلوں سے کام نہیں لیتا۔ یہاں تو بہ کا نام لو تو مولوی گلے پڑتا ہے۔ اکابر دیوبند کے ہم نشین و ہم جلیس بھی اس بات کے شاکی ہیں کہ یہ لوگ حضور ﷺ کی شان اقدس میں بے ادبیاں کرتے ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب ایک شخص حاجی محمد عابد صاحب کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں!

"حاجی محمد عابد صاحب رات دن ہمارے اکابر کے مجمع میں رہنے والے تھے مگر ان مصاحبین اور مقربین کی بدولت ایک زمانہ میں تفریق ہو گئی تھی۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ مقربین، مکربین (تکلیف دینے والے) بن جاتے

ہیں۔انہوں نے ہماری جماعت پر الزام لگایا کہ یہ تو حضور ﷺ کی تنقیص کرتے ہیں، نفس ذکر رسول کو حرام کہتے ہیں۔بس اس روایت کی تصدیق کرنے سے فتنہ بڑھ گیا"۔(الافاضات یومیہ ج ۳ ص ۱۷۷،۱۷۸)

ایک زمانہ میں تفریق ہوگئی کا یہ مطلب ہے کہ بہت سے لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگیا۔گویا رات دن قدموں میں رہنے والا معتقد بھی جان گیا کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہیں۔"اور فتنہ بڑھ گیا" سے بھی ثابت ہوگیا کہ ایک حاجی محمد عابد ہی نہیں اور بھی بہت سے لوگ مخالف ہوگئے تھے۔تھانوی صاحب نے شروع میں ایسے افراد کو "بیچ کے معتقدین" فرمایا ہے۔تھانوی صاحب کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ بجا طور پر جو بھی معترض ہوا وہ بیچ کا معتقد ٹھہرا۔درست اعتراض "الزام" ہوا اور محفل کا رات دن کا حاضر باش مقرب سے "مکرب" (تکلیف دینے والا) بن گیا۔جیسا کہ تھانوی صاحب نے تحذیر الناس پر اعتراض کرنے اور نانوتوی صاحب کی تکفیر کرنے والے پورے ہندوستان کے علمائے حق کو "اہل بدعت" کہہ دیا۔دراصل اُن کے نزدیک اشرف علی رسول اللہ کہنے والا شخص پکا متبع سنت کہلاتا ہے۔

کسی نے تھانوی صاحب سے پوچھا کہ دوسرے نکاح کی ضرورت کیسے پیش آئی۔جواب دیا کہ! "اُن کی سادگی دینداری اور بے نفسی داعی ہوئی"۔چونکہ آپ کی ہونے والی دوسری اہلیہ تھانوی صاحب سے عمر میں کم تھیں اس لیے اس کے متعلق تھانوی صاحب کا یہ خواب ذرا توجہ سے پڑھیے۔لکھتے ہیں!

"اس (عقد ثانی) کے متعلق میں نے ایک یہ بھی خواب دیکھا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میرے مکان میں تشریف لانے والی ہیں۔اس سے میں یہ تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمر کی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بوقت نکاح حضور کیساتھ تھی وہ ہی نسبت اُن کو ہے۔یہ شاید اس طرف اشارہ ہو"۔(الافاضات الیومیہ بعنوان ملفوظات حکیم الامت ج ا ص ۱۱۶)

کیا سمجھے؟ مومنوں کی ماں تھانوی صاحب کے گھر تشریف لانے والی ہیں اور تھانوی صاحب نے تعبیر یہ نکالی کہ اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ میرے گھر زوجہ بن آنے والی دوسری اہلیہ کم عمر ہوگی۔کہ عمر کی جو نسبت بوقت نکاح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حضور ﷺ کیساتھ تھی وہی نسبت میری ہونے والی زوجہ کی میرے ساتھ ہوگی (والعیاذ باللہ) گھر مومنوں کی ماں تشریف لانے والی ہو اور تعبیر اُس کو اپنی زوجہ کی کم عمری پر محمول کیا جائے۔یہ کام اہل تنقیص ہی کر سکتے ہیں۔بلکہ اس خواب اور تعبیر سے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ تھانوی صاحب نے خود کو رسول اللہ ﷺ کی جگہ لا کھڑا کیا ہے۔اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق توہین آمیز تعبیر آپ نے ملاحظہ

فرمائی۔اب سیدہ کائنات کے متعلق گستاخی کا ایک انداز ملاحظہ فرمایئے۔یہ وہ ہستی ہیں جن کو ساری کائنات کی عورتوں پر فضیلت حاصل ہے۔جن کے جسم اطہر سے جنت کی خوشبو آتی تھی جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔اس پیکر شرم وحیا کا جنازہ بھی رات کے اندھیرے میں یوں اُٹھایا گیا کہ اس پر کسی غیر محرم کی نگاہ بھی نہ پڑے۔قیامت کے روز عفت و عصمت کی اس شہزادی کی سواری جب پُل صراط سے گزرے گی تو ندا ہوگی کہ تمام بنی آدم اپنی نگاہیں جھکا لیں کیونکہ بنت رسول کی سواری گزرنے والی ہے۔لاکھوں درود و سلام محمد مصطفیٰ ﷺ پر اور آپ کی پاک آل پر۔اب تھانوی صاحب کا خواب ملاحظہ فرمایئے۔لکھتے ہیں!

ہم ایک دفعہ بیمار ہوگئے۔ہم کو مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے۔ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا انہوں نے ہم کو اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ہم اچھے ہوگئے"۔(الافاضات الیومیہ ج ۸ ص ۳۸)

ہماری جرأت نہیں کہ اس پر کچھ تبصرہ کر سکیں۔لفظوں کی عریانی اور انداز بیاں کی کرختگی دل و دماغ کو جلا رہی ہے۔حاجی محمد عابد واقعی سچ کہتے تھے کہ یہ لوگ حضور ﷺ کی توہین و تنقیص کرنے والے ہیں۔گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔

قاری محمد طیب قاسمی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں!

"دین کی بنیاد ادب و توقیر اور تعظیم کے اوپر ہے"(خطبات ج ۲ ص ۲۵۲)

"اعمال کی جان ادب کے ساتھ ہے۔اگر بے ادبی ہوگی تو عمل ضبط ہو جائیں گے کوئی اجر نہیں ملے گا۔"(خطبات ج ۲ ص ۳۷۳)

مزید لکھتے ہیں!

"وہ عالم فساد کبیر ہے جو بے ادب اور گستاخ ہو"۔(ج ۲ ص ۲۵۶ ایضاً)

اب ذرا تھانوی صاحب کی بھی سنیئے لکھتے ہیں!

"ادب بڑی چیز ہے اور بے ادبی نہایت ہی بری چیز ہے۔بے ادب ہمیشہ محروم رہتا ہے۔اسی کو فرماتے ہیں۔

از خدا جوئیم توفیق ادب ۔۔۔ بے ادب محروم گشت از فضل رب

ہم اللہ تعالیٰ سے ادب کی توفیق کی دعا کرتے ہیں۔کیونکہ بے ادب حق تعالیٰ کی مہربانی سے محروم رہتا ہے"۔(الافاضات الیومیہ ج ۵ ص ۲۶۷)

اب تھانوی صاحب کا یہ بیان بھی ملاحظہ فرمایئے!

"بدعتی کے معنی ہیں باادب بے ایمان اور وہابی کے معنی ہیں بے ادب با ایمان"۔(الافاضات الیومیہ ج ۴ ص ۵۹، ج ۴ ص ۳۷۸)

تھانوی صاحب شعر کا ترجمہ خود لکھ کر بتا چکے ہیں کہ! بے ادب حق تعالیٰ کی مہربانی سے محروم رہتا ہے۔اب دوسری عبارت کے مطابق اگر بے ادب بھی ہے اور با ایمان بھی ہے تو پھر حق تعالیٰ کی مہربانی سے محروم نہ ہوا کیونکہ حق تعالیٰ کی سب سے بڑی مہربانی یہ ہے کہ وہ ایمان جیسی نعمت عظیمہ عطا فرمادے۔اور اس کے برعکس جو باادب ہے وہ اگر بے ایمان ہوکر حق تعالیٰ کی مہربانی سے محروم ہوگیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کے فضل وعدل پر بہت بڑا بہتان ہے۔یہ تھانوی صاحب کی اپنی غلط فہمی اور اپنے بیانات کا تضاد ہے۔کیا تھانوی صاحب کے نزدیک حق تعالیٰ کی مہربانی اسی کو کہتے ہیں کہ وہ باادب کو نعمت ایمان سے محروم کردے،اور بے ادب کو صاحب ایمان کردے؟ کیا عبداللہ بن ابی صاحب ایمان ہوا؟ ذوالخویصرہ ہوا؟ ولید بن مغیرہ ہوا؟ جب بے ادب حق تعالیٰ کی مہربانی سے محروم ٹھہرا تو یقیناً عذاب جہنم کا مستحق ہوا۔تو مطلب یہ ہوا "وہابی کے معنی ہیں بے ادب (حق تعالیٰ کی مہربانی سے محروم) باایمان" کیا دنیا کا کوئی فلاسفر اس عبارت کو انہی الفاظ کی موجودگی میں بے غبار ثابت کرسکتا ہے۔کہ حق تعالیٰ کی مہربانی سے محروم بھی ہو اور با ایمان بھی ہو؟ اس گورکھ دھندے کو تھانوی صاحب کے نیازمند ہی حل کرکے دکھادیں۔

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس فرمایا کرتے تھے! [[آج کل خواب میں مجھ پر علوم صحیحہ کا القاء ہوتا ہے اس لیے کوشش کرو کہ مجھے نیند زیادہ آئے۔۔۔آپ نے فرمایا کہ اس تبلیغ کا طریقہ بھی مجھ پر خواب میں منکشف ہوا،اللہ تعالیٰ کا ارشاد **كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ** ۔۔۔الخ کی تفسیر خواب میں یہ القاء ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو]]۔(ملفوظات محمد الیاس ص ۳۶، ۱۲۷ از مولوی منظور نعمانی)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے شرعی فریضہ کو کسی دوسرے انداز سے بھی بیان کیا جاسکتا تھا مگر خواب میں "علوم صحیحہ کا القاء"، "مثل انبیاء علیہم السلام" اور بالخصوص ان جملوں پر "ظاہر کیے گئے ہو" کے الفاظ کسی ماورائی کیفیت کی خبر دیتے ہیں۔یہ بھی کہا جاسکتا تھا کہ ہمیں انبیاء علیہم السلام کی پیروی میں فریضہ تبلیغ سونپا گیا ہے تا کہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔مگر صاحب! بھلا وہ بات پھر کب بنتی جو اس جملے میں بتائی گئی "تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کیے گئے ہو"۔۔۔کیا خود لوگوں میں لوگوں کے درجے کے آدمی نہیں تھے؟ لوگوں سے مافوق یا کسی خاص مرتبے کی ہستیوں میں سے تھے۔اور یہ بھی کہا جاسکتا تھا بلکہ کہنا بھی یہی چاہیے تھا کہ تم پیدا کیے گئے ہو مگر اس کے بجائے کہا "ظاہر کیے گئے ہو" یہ الفاظ عام لوگوں سے اوپر کسی علوئے مرتبت کا پتہ دیتے ہیں اور یہ بھی نہیں کہا

کہ ہم پیدا ہوئے ہیں یا ظاہر ہوئے ہیں بلکہ passive voice فقرہ بولا ہے "ظاہر کیے گئے ہو" گویا اللہ تعالیٰ نے تمہیں عام لوگوں سے ہٹ کر کسی مخصوص مرتبہ کیساتھ کسی مخصوص مقصد کے لیے ظاہر فرمایا ہے۔ گویا تمہارا ظاہر ہونا معمول کے مطابق نہیں بلکہ تمہارا انتخاب کیا گیا ہے تم اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے ہو۔ بہرحال ایسی خوابوں، القاؤں، الہاموں اور عجیب وغریب خوارق اور بشارتوں نے بھی بڑا کام دکھایا۔ اس رجحان نے سادہ لوح عوام میں بہت سی قباحتیں پیدا کیں ہیں جو آگے چل کر علماء کی باہمی مناقشت اور مناظرات ومجادلت کا باعث بنا۔ فرنگی سیاست کو ایسے ہی جھگڑوں سے تقویت ملی اور اسی باہمی فتنہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح ومہدی اور بالآخر نبوت کے جھوٹے دعوؤں کا راستہ ملا۔

مولوی عبدالقادر رائے پوری جن کی ولادت ۱۸۷۳ء کے کچھ بعد ہوئی (سوانح از ابوالحسن ندوی) علمائے دیوبند کے نزدیک بہت بڑے پیر ومرشد تسلیم کیے جاتے ہیں۔ ان لوگوں کے ہاں یہ عارف باللہ اور معرفت وسلوک کے بڑے بڑے درجوں پر فائز تھے۔ مولوی ابوالحسن صاحب ندوی نے ان کی سوانح عمری میں لکھا ہے کہ ان کی شعوری زندگی کا معتد بہ اور طویل حصہ مختلف ماحول اور مسلمانوں کی مختلف العقائد مذہبی جماعتوں اور طبقوں میں گزرا۔ لکھتے ہیں!

"پھر حکمت الٰہی (جس کی مصلحتوں کو کوئی نہیں جانتا) آپ کو قادیان لے گئی۔ جو اس وقت ایک ایسی نئی تحریک اور دعوت کا مرکز تھا جو نئی بنیادوں پر ایک نئی ملت کی تاسیس کر رہی تھی۔۔۔۔ وہاں انھوں نے اس تحریک کے بانی (مرزا صاحب) اور اس کے سب سے بڑے ترجمان اور وکیل (حکیم نورالدین صاحب) سے ملاقات کی اور اس نئی دینی ریاست اور پیشواؤں کے اندرونی حالات دیکھے"۔ (سوانح مولانا عبدالقادر رائے پوری ص ۸۷، ۸۸ مطبوعہ مجلس نشریات اسلام کراچی)

اس سے قبل مولوی عبدالقادر رائے پوری مرزا صاحب سے خط وکتابت کے ذریعے دعائیں بھی کرواتے رہے۔ یہ قصہ جناب ابوالحسن علی ندوی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔ لکھتے ہیں!

"اس زمانے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے اور دعوت کا بڑا غلغلہ تھا۔ پنجاب میں خاص طور پر مسلمانوں کی کم بستیاں اس چرچے اور تذکرے سے خالی تھیں۔ ان کی کتابیں اور رسائل مسلمانوں میں پڑھے جاتے تھے اور ان پر بحث وگفتگو کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ حضرت (رائے پوری) کے وطن کے قریب ہی بھیرہ ہے۔ وہاں کے ایک عالم جو حضرت کے خاندانی بزرگوں کے شاگرد بھی تھے۔ حکیم نورالدین، مرزا صاحب کے خاص معتقدین اور

معاونین میں سے تھے اور اُن کی نصرت اور رفاقت کے لیے مستقل طور پر قادیان میں سکونت پذیر تھے، مرزا صاحب کے عند اللہ مقبول اور مستجاب الدعوات ہونے کا ان کے معتقدین اور حلقہ اثر میں عام چرچا تھا۔ حضرت نے مرزا صاحب کی تصنیفات میں کہیں پڑھا تھا کہ ان کو خدا کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ! **أجیب کل دعائک الا فی شرکائک** (میں تمہاری تمام دعائیں قبول کروں گا، سوا ان دعاؤں کے جو تمہارے شرکت داروں کے بارے میں ہوں) حضرت مرزا صاحب کو اسی الہام اور وعدہ کا حوالہ دے کر افضل گڑھ (ضلع بجنور) سے خط لکھا جس میں تحریر فرمایا کہ میری آپ سے کسی طرح کی بھی شرکت نہیں ہے اس لیے آپ میری ہدایت اور شرح صدر کے لیے دعا کریں۔ وہاں سے مولوی عبدالکریم صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا جواب ملا کہ تمہارا خط پہنچا۔ تمہارے لیے خوب دعا کرائی گئی۔ تم کبھی کبھی اس کی یاد دہانی کر دیا کرو۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں ایک پیسہ کا کارڈ تھا میں تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ایک کارڈ دعا کی درخواست کا ڈال دیتا"۔ (سوانح ص ۵۵، ۵۶)

امام احمد رضا کی ایمانی فراست:

سید ابوالحسن ندوی لکھتے ہیں!

[[ایک مرتبہ فرمایا کہ مولوی احمد رضا خان صاحب نے ایک دفعہ مرزائیوں کی کتابیں منگوائیں تھیں اس غرض سے کہ ان کی تردید کریں گے میں نے بھی دیکھیں قلب پر اتنا اثر ہوا کہ اُس طرف میلان ہو گیا اور ایسا معلوم ہونے لگا کہ سچے ہیں]]۔ (سوانح ص ۵۶) امام احمد رضا بریلوی کی ایمانی فراست، نورِ بصیرت، عرفانِ حق اور فکرِ باطل شکن کی گواہی مخالفین کے عارف باللہ پیر و مرشد دے رہے ہیں وہ پیر و مرشد جو ایک کذاب مدعی نبوت کی محبت و عقیدت میں اپنی خوش عقیدگی کا اظہار کھلے لفظوں میں یوں کرتے ہیں "قلب پر اتنا اثر ہوا کہ اُس طرف میلان ہو گیا"۔۔ داد دیجئے امام احمد رضا بریلوی کی جرأت کو اور سلام کیجئے اُسکی دینداری کو کہ اتنی بڑی سلطنت پر راج کرنے والا عیار انگریز نہ تو بریلی کے تاجدار کا قلم خرید سکا اور نہ اُس کی راہ میں اس عظیم فتنے کی سرکوبی کے سلسلے میں حکومت کا جبر و استبداد اور سطوتِ شاہی کا کوئی خطرہ حائل ہوا۔ اِدھر قادیانی فتنہ نے پر پُرزے نکالے ہی تھے کہ اُدھر امام احمد رضا کے قلم کی تلوار نیام سے باہر آ گئی۔ کتابیں دیکھنے کا جو بریلی میں موقع ملا تو اس لیے کہ آپ دس گیارہ ماہ وہاں رہے۔ ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں!

"آپ نے دس گیارہ مہینے مولوی احمد رضا خاں صاحب کے ہاں اُن کے لڑکوں غالباً مولوی مصطفیٰ رضا خاں صاحب وغیرہ کی تعلیم کے سلسلہ میں قیام کیا۔ آٹھ روپے تنخواہ تھی۔ فرماتے تھے کہ وہ جس طرح علماء دیوبند کی تردید و

مذمت کرتے تھے اور اپنی حقانیت اور عظمت ثابت کرتے اس سے طبیعت گھٹی ہوئی۔۔۔۔بریلی کے ایک سفر میں یہ بھی فرمایا کہ میرا ابھی یہاں جی نہیں لگا"۔(سوانح ص ۵۲،۵۳)

اس بات سے امام احمد رضا کی حق پرستی کا پتہ چلتا ہے کہ قادیانی طبقہ ہو یا وہابی، دیوبندی ہوں یا غیر مقلد یا اور کہیں کسی فتنے نے جنم لیا، امام احمد رضا سامنے آکر ڈٹ گئے۔ کوئی خوف نہیں، پاس ہے تو دین کا، لیکن دین میں امام احمد رضا کی یہ سختی جناب رائے پوری برداشت نہ کر سکے اسلیے جگہ چھوڑ دی جہاں قادیانیت، رافضیت، وہابیت، دیوبندیت وغیرہ سب کا رد ہو رہا تھا جو سنیت کا گہوارہ تھا۔ لیکن عجیب بات ہے کہ حضرت (رائے پوری) قادیانیوں سے بہت جلد متاثر ہو جایا کرتے تھے۔ جناب ندوی صاحب لکھتے ہیں!

"فرمایا کہ ایک مرتبہ موقعہ دیکھ کر (شاہ عبدالرحیم رائپوری) سے عرض کیا کہ حضرت قادیانی انوار کا دعویٰ کرتے ہیں ان کو نماز وغیرہ میں بہت حالات اور کیفیات پیش آتے ہیں اور گریہ وخشیت کا غلبہ ہوتا ہے اسکا کیا سبب ہے؟(سوانح ص ۶۳)

ایک مرتبہ حکیم نورالدین قادیانی نے لکھا کہ آپ مرزا صاحب کے پاس آجائیں غرض آپ قادیان گئے اور سات آٹھ روز حکیم صاحب ہی کے مہمان رہے۔۔۔(آپ نے بتایا) چونکہ رائے پورسے ہو کر گیا تھا (شاہ عبدالرحیم سے مل کر)۔۔۔اگر میں نے حضرت کو نہ دیکھا ہوتا تو میں تو قادیانی بن گیا ہوتا"۔(سوانح ص ۶۰،۶۱)

حکیم نورالدین کی مجلس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا!

"میں دیکھتا تھا کہ کچھ کچھ وقفہ کے بعد وہ بڑے درد سے **لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین** اس طرح پڑھتے تھے کہ دل کھنچتا تھا مجھے خیال ہوتا تھا کہ ان کو ایسی رقت اور انابت ہوتی ہے یہ کیسے ضلالت پر ہو سکتے ہیں؟۔۔۔اس سفر میں مرزا صاحب سے بھی ملاقات ہوئی فرماتے ہیں تھے کہ میں اُن کے امام کے پیچھے بھی نماز پڑھتا تھا اور اپنی الگ بھی پڑھ لیتا تھا"۔(سوانح عبدالقادر رائے پوری ص ۶۲)

یہ کہ ع سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لیے

یہ موضوع بہت طویل ہے ایک الگ کتاب کا محتاج ہم اس کو ترک کرتے ہوئے تحذیرالناس کی عبارات کو لیتے ہیں کہ کس طرح ان عبارات نے جلتی کا کام کیا اور اس کی اشاعت سے مرزا قادیانی کی منزل کس قدر قریب آگئی۔

تحذیرالناس کی عبارات:

یاد رہے کہ تحذیرالناس کا اختلاف حقیقی اور اصولی اختلاف ہے۔ یہ محض الزامات اور تعبیرات کا اختلاف نہیں

ہے۔ہم نے جو اس مضمون میں اس بات کا ذکر کیا تھا کہ اہل سنت و جماعت بریلوی کے کسی عالم کی ایک کتاب بھی ایسی نہیں ملے گی (یعنی مولانا فضل حق خیر آبادی سے امام احمد رضا بریلوی تک اور پھر سُنّی بریلوی کی حیثیت سے امام احمد رضا سے آج تک) کہ جس پر پورے ہندوستان کے علماء نے اصولی اختلاف کرتے ہوئے کفر کا فتویٰ دیا ہو یا جس سے مسلمانوں میں تفریق پیدا ہوئی ہو۔البتہ شاہ اسماعیل دہلوی سے دارالعلوم دیوبند کے اجراء تک اور وہاں سے اب تک متعدد ایسی کتابیں چھپ چکی ہیں جن پر ہندوستان یا اب پاک و ہند کے جید سُنّی حنفی علماء نے اُصولی اختلاف کرتے ہوئے مصنفین و قائلین کی تکفیر کا شرعی فریضہ پوری ذمہ داری سے سوچ سمجھ کر ادا کیا ہے۔اور انہی کتابوں کی وجہ سے مسلمانوں میں ایسی تفریق ہوئی کہ دیوبندی بریلوی مستقل دو نظریے وجود میں آ گئے۔نہ یہ کتابیں چھپتیں اور نہ یہ فساد کھڑا ہوتا۔دوسرا المیہ یہ ہوا کہ کتابیں لکھنے والے علماء دیوبند اور اُن کے وابستگان نے ایسی متنازعہ عبارات کا دفاع شروع کر دیا۔اپنے بزرگوں کے تحفظ کی خاطر غلط سلط تاویلات کا سہارا لینا شروع کر دیا اُن کا بحمد للہ تعالیٰ بھرپور رد کیا گیا مگر میں نہ مانوں کی رٹ لگائے رکھی۔حالانکہ سیدھی سی بات ہے کہ وہ بزرگ آخر انسان تھے اور وہ بھی عام لوگوں کی طرح اُن کا کلام کوئی قرآن حدیث تو تھا نہیں کہ بدل دینے یا دریا برد کر دینے سے کفر لازم آ جاتا۔مثلاً تحذیر الناس ہی کو لیجئے اگر مولوی محمد قاسم نانوتوی آخرت کا خیال کرتے ہوئے کہہ دیتے کہ چلئے تحذیر الناس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔اس میں جو درست ہے وہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور جو عبارات خلاف قرآن و حدیث ہیں وہ میرے نفس کی شرارت ہے۔میں غیر مشروط طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور توبہ کے بعد کلمہ شہادت پڑھتا ہوں۔آئندہ کوئی آدمی تحذیر الناس کو میری کتاب، میری تصنیف نہ کہے اور نہ اس کی کوئی متنازعہ عبارت میرے نام سے کہیں نقل کرے ورنہ عند اللہ وہ خود مجرم ہوگا۔کیا خیال ہے اس طرح اُنکا مرتبہ بڑھ نہ جاتا؟ آج مسلمان اُنکو سر آنکھوں پر نہ بٹھاتے؟ آج دیوبندی بریلوی مساجد کیا الگ الگ قائم ہوتیں؟ مگر ہم اس کو انا پرستی کہیں یا خودسری، تعصب کا نام دیں یا ضد اور ہٹ دھرمی کہیں۔علمائے دیوبند اعتراف شکست کرنے میں ناکام رہے حالانکہ اس طرح نہ اُن کی عار تھی نہ ہار بلکہ درحقیقت جیت تھی مگر ہدایت بہر طور پر اللہ رب العزت کے ہاتھ ہے۔چند علمائے دیوبند نے نانوتوی صاحب کے عقیدہ ختم نبوت کو لے کر اُنکا نام لیے بغیر اُن کے خود ساختہ خلاف شرع نظریات کا رد بھی کر دیا مگر پھر بھی وہ ہندوستان بھر کے علمائے احناف کی ہم نوائی کی جرأت نہ کر سکے۔اس پر بھی ہمیں از حد افسوس ہے۔اب بھی ہم علمائے دیوبند سے کہتے ہیں کہ وہ ہماری تحریریں غور سے پڑھیں، اپنی حیثیت کو دنیا کی واہ واہ پر نہ رکھیں، آخرت کی سوچیں، کوئی ڈاکٹر (پی۔ایچ۔ڈی) ہے تو یہیں تک ہے، شیخ الحدیث ہے تو اسی زندگی تک، آخری وقت کا کچھ پتہ نہیں کہ

بہت قریب ہے یا کچھ دور، اس دنیا کی عارضی ٹھاٹ باٹ اور شان وشوکت کو نہ دیکھیں، قبر اور میدان قیامت کے حساب کتاب پر نظر رکھ کر شب کے تنہا لمحوں میں دو چار دن سچے دل سے پُر خلوص ہو کر اور غصے کو تھوک کر تعوذ و تسمیہ اور درود پاک کے ورد کیساتھ مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کریں۔ بالخصوص تحذیر الناس سے متعلق، پہلے تحذیر الناس پھر اُس کا رد، اپنی تاویلات اور پھر اُن کے جوابات پر غور و فکر کریں ہو سکتا ہے ہدایت کی راہیں کھل جائیں۔ کتابیں یہ ہیں!

۱) التبشیر برد التحذیر از علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (اگر الگ دستیاب نہ ہو تو "مقالات کاظمی حصہ دوم" میں ملاحظہ فرمائیں)

۲) التبشیر پر اعتراضات کا علمی جائزہ از علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (یہ مضمون "مقالات کاظمی حصہ سوم" میں ہے)

۳) تحقیقات از مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ انڈیا (مطبوعہ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور)

۴) التنویر از شیخ القرآن علامہ مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اب آیئے تحذیر الناس کی عبارات پر۔ ہمارے سامنے کتب خانہ رحیمیہ دیوبند کی چھپی ہوئی تحذیر الناس اور مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ کی شائع کردہ تحذیر الناس دونوں ایڈیشن موجود ہیں۔ اول الذکر کتاب کے صفحہ۲ اور آخر الذکر کتاب کے صفحہ۳ پر استفتاء درج ہے۔ یعنی نانوتوی صاحب سے پوچھا گیا ہے کہ! [[اثر ابن عباس **ان اللہ خلق سبع ارضین** ۔۔۔الخ جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اگر چہ ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے مگر اسکا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین ﷺ کے ثابت نہیں اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپ کے ہوں اس لیے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ تمام مخلوقات سے افضل ہیں۔ پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہو سکتے۔ پس علماء شرع سے استفسار یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو متحمل ہیں یا نہیں اور انسان بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت و جماعت سے ہو گیا نہیں۔ بینوا توجروا]]۔

اگلے صفحہ پر جواب شروع ہوتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ نانوتوی صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں!

[[بعد حمد و صلوۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے

سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہو سکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اس کو ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول اللہ ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے ہیں اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔ باقی یہ احتمال کے یہ دین آخری دین تھا اس لیے سد باب اتباع مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے۔ پر جملہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ اور جملہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا۔ اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی و بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں۔ اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا تو اس کے لیے اور بیسیوں موقع تھے۔۔۔ بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے۔۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے]]۔ (تحذیر الناس ص ۳۲ تا ۳۴ مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ)

ہم پوری ایمانداری اور دیانتداری سے اللہ تعالیٰ کے خوف اور خیال آخرت کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے اس عبارت میں اپنے زعم میں دلائل دے کر یہ بات ثابت کرنے کی بھرپور اور مکمل کوشش کی ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین ہرگز نہیں اس عبارت کا پہلا جملہ دیکھئے۔

"قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں" کتب خانہ رحیمیہ دیوبند کی چھپی ہوئی تحذیر الناس میں "خاتم النبیین" پر ا ڈال کر نیچے حاشیہ لکھا گیا ہے۔ یعنی آیہ کریمہ میں جو آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اول اس کے معنی سمجھنے چاہئیں" (صفحہ ۳) کیا اس سے پہلے حضور ﷺ نے خاتم النبیین کے کوئی معنی نہیں بتائے تھے جو نانوتوی صاحب کو معنی بتانا پڑ گیا؟ کیا صحابہ کرام، تابعین، آئمہ کرام اور علمائے اُمت نے بھی خاتم النبیین کا کوئی معنی ذکر نہیں کیا جو نانوتوی صاحب اس فکر میں گھل رہے ہیں کہ اس کے معنی سمجھنے چاہئیں۔ پہلا اسکا

فیصلہ کرتے ہیں پھر آگے چلتے ہیں۔مولوی محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی مشہور اور معروف عالم ہیں وہ اپنی کتاب مسک الختام کی تمہید میں لکھتے ہیں!

[[ختم نبوت کے موضوع پر علماء نے بہت سی مختصر اور مفصل کتابیں تحریر فرمائیں جس میں سب سے زیادہ مفصل، جامع اور محکم کتاب مخدوم و مکرم محب محترم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی سابق مفتی دارالعلوم دیوبند کی تالیف لطیف ہے جس کے تین چار حصے ہیں۔

۱)ختم نبوۃ فی القرآن

۲)ختم نبوۃ فی الحدیث

۳)ختم نبوۃ فی الآثار

تمام مسلمانوں سے میری استدعا کہ اس کتاب کو ضرور دیکھیں۔نہایت جامع اور مفید کتاب ہے۔(مسک الختام صفحہ ۶، ۷ مطبوعہ ادارہ اسلامیات)ہم نے مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب کی کتاب "ختم نبوت" لی پڑھا ابتدائی صفحات میں تفسیر قرآن کا معیار اور اس کا صحیح طریق کا عنوان دے کر لکھا ہے!قرآن مجید کی تفسیر مذکورہ ذیل طریقوں پر علی الترتیب قابل اعتماد ہوگی اور جو تفسیر ان طریقوں میں سے کسی طریق پر بھی نہ ہو وہ قرآن کی تحریف سمجھی جائے گی۔(ختم نبوۃ فی القرآن حصہ اول صفحہ ۳۷)

اسکے بعد پانچ طریقے بڑی تفصیل سے بتائے گئے ہیں ہم مختصراً ذکر کر دیتے ہیں۔

۱)مقدم اور سب سے زیادہ قابل اعتماد اس باب میں وہ تفسیر ہے جو قرآن مجید ہی کی دوسری آیات سے مستفاد ہو۔(صفحہ ۳۷)

۲)دوسرے درجہ میں سب سے زیادہ قابل اعتماد وہ تفسیر ہے جو آنحضرت ﷺ نے کسی آیت کے متعلق اپنے قول یا فعل سے بیان فرمائی ہو(صفحہ ۳۸)

۳)تیسرے درجہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تفاسیر قابل اعتماد ہیں۔(صفحہ ۳۸)

۴)چوتھے درجے میں تابعین رحمہم اللہ کے اقوال دربارہ تفسیر قابل وثوق سمجھے جاتے ہیں۔(صفحہ ۳۹)

۵)پانچویں درجے میں وہ تفسیر قابل عمل ہے جو اُن ائمہ تفسیر نے تحریر فرمائی ہے جن کی عمریں اسی میدان کی سیاحت میں ختم ہوگئیں۔(صفحہ ۴۰)

یہ پانچ اصول ہیں جو قرآن عزیز کی صحیح تفسیر کا معیار ہیں جو تفسیر اصول کے مطابق ہے وہ عملاً قابل اعتماد ہے اور جو اس

معیار پر درست ثابت نہ ہو وہ قرآن مجید کی تحریف اور زندقہ والحاد ہے۔ (صفحہ ۴۰)

مفتی صاحب کی اس عبارت کی روشنی میں ہم نانوتوی صاحب کے نقل کردہ پیرے کا پوری دیانتداری سے جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ نانوتوی صاحب نے جو لکھا ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تو انہوں نے خاتم النبیین کا کون سا معنی معلوم کیا ہے جو اس سے پہلے کسی کو معلوم نہ تھا۔ نانوتوی صاحب کے پیرے کو بار بار پڑھیں اور ہر جملہ الگ الگ لکھ کر اس کا معنی ومفہوم پر غور کریں۔ نانوتوی صاحب کو پہلے سے موجود معنی معلوم تھا لیکن وہ موجود معنی اُن کے نزدیک کسی قسم کی فضیلت کا حامل نہ تھا اس لیے اپنا نیا معنی بتانے سے پہلے اُنھوں نے پہلے سے موجود معنی کی خرابیاں بتلانا شروع کیں اور سولہ طریقوں سے اُسکا رد کیا۔ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کو جن سولہ طریقوں سے باطل کیا درج ذیل ہیں۔

۱) خاتم النبیین کا معنی "آخری نبی" یہ عوام کا خیال ہے۔ اہل فہم کا عقیدہ نہیں۔ نانوتوی صاحب عوام کے مد مقابل اہل فہم لائے ہیں۔ بتانا یہ چاہتے ہیں کہ چونکہ عوام ناسمجھ ہوتے ہی عربی قواعد وضوابط اور دیگر صرف ونحو اور گرائمر کی پیچیدگیوں سے ناواقف ہوتے ہیں اس لیے وہ تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس کا معنی "آخری نبی" ہے لیکن جو پڑھے لکھے ذی شعور وذی فہم لوگ ہیں وہ یہ معنی نہیں کرتے۔

۲) خاتم النبیین کا معنی "آخری نبی" کو عوام کا عقیدہ نہیں بلکہ "خیال" بتلایا۔ اے ☆ (محمد متین خالد نے اپنی کتاب میں سید محمد کفیل شاہ بخاری کی کتاب "معرکہ حق وباطل" سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور جسٹس منیر کا ایک مکالمہ نقل کیا ہے جب جسٹس منیر نے قادیانی وکیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے پوچھا "ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟" تو شاہ صاحب نے جواب دیا "خیال نہیں عقیدہ" تحفظ ختم نبوت ص ۱۱۴۳ از محمد متین خالد) جسکا مطلب ہوا کہ یہ تو عوام کی رائے اور گمان ہے۔ صاف بتادیا کہ جو بھی خاتم النبیین کا معنی آخری نبی لیتے ہیں وہ عوام ہیں ناسمجھ ہیں اور یہ اُن کا عقیدہ نہیں جس کو قطعی یقینی اور غیر متزلزل کہیں بلکہ یہ تو عوام کی ایک رائے اور خیال ہے جو انھوں نے از خود قائم کرلیا ہے قرآن وحدیث اور سلف صالحین سے ثابت نہیں۔ مکتبہ حفیظیہ کی چھپی ہوئی تحذیرالناس کے حاشیہ میں بھی اس جملے کی وضاحت اسی طرح کی گئی ہے لکھا ہے!

[[حضرت مولانا قاسم نانوتوی فرماتے ہیں کہ لفظ خاتم النبیین کا معنی عوام تو یہی لیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ زمانے کے لحاظ سے سب نبیوں کے بعد تشریف لائے ہیں اور بس۔ لیکن اہل فہم بخوبی جانتے ہیں کہ محض زمانے کے لحاظ سے پیچھے آنا باعث فضیلت نہیں]]۔ (حاشیہ صفحہ ۳۱)

"محض" کا مطلب ہے صرف یا فقط اور حاشیہ نگار یہ لفظ درمیان میں اس لیے لائے ہیں تاکہ "عوام کے خیال" میں حصر کا شبہ پیدا کیا جاسکے۔ لیکن نانوتوی صاحب کے جملے میں کہیں بھی حصر کا کوئی لفظ نہیں۔ مولوی منظور نعمانی صاحب نے بھی جو حاشیہ میں لکھا ہے کہ "مولانا نے تو صرف حصر کو عوام کا خیال بتلایا ہے" تو عرض ہے کہ آپ کے مولانا کی عبارت آپ سب کے سامنے ہے کہیں بھی حصر کا لفظ موجود نہیں۔ انھوں نے یہ کہا ہے کہ قرآن مجید کے لفظ خاتم النبیین سے "آخری نبی" یا "خاتمیت زمانی" یا "آخر النبیین" کا معنی لینا یہ عوام کا خیال ہے۔ یعنی عامیانہ بات ہے نانوتوی صاحب نے "بایں معنی" کہا یعنی اس معنی کے ساتھ، مطلب یہ ہوا کہ عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا اس معنی کے ساتھ ہے یا "اس مطلب کے ساتھ ہے" اور وہ معنی و مطلب آخری نبی ہے وہ اس معنی و مطلب کو عامیانہ کہتے ہیں اس کا واضح ثبوت یہ بھی ہے کہ خود نانوتوی صاحب نے بھی خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کہیں بھی نہیں کیا بلکہ پوری تحذیر الناس اپنے نئے معنی "بالذات نبی یا سب سے افضل نبی" کے تانے بانے پر بُنی۔ اس طرح نانوتوی صاحب نے حضور ﷺ، صحابہ کرام اور تمام اخیار اُمت کو زمرہ عوام میں شامل کر دیا۔ کیونکہ خود حضور ﷺ نے تمام اُمت کو خاتم النبیین کے معنی آخری نبی بتائے۔

مولوی بدر عالم میرٹھی لکھتے ہیں!

"علمائے محققین لکھتے ہیں کہ ختم نبوت کے اعلان میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دنیا متنبہ ہو جائے کہ اب یہ پیغمبر آخری پیغمبر ہے اور یہ دین آخری دین ہے"۔ (شان خاتم النبیین ص ۱۰۶، ۱۰۷ مطبوعہ انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان) م

مزید لکھتے ہیں!

"اسی طرح خالق زمین و زمان کو جو آخری ہدایات دینا تھیں وہ حضرت ﷺ کی معرفت دے دیں اور اعلان کر دیا کہ اب یہ رسول آخری رسول ہے"۔ (ایضاً ص ۱۰۷)

مزید لکھتے ہیں!

"خاتم النبیین کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام میں آپ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ (ایضاً ص ۱۱۶)

جب کہ نانوتوی صاحب اس "آخری نبی" کے معنی کو عوامی خیال بتلا رہے ہیں اور بدر عالم میرٹھی مزید جوش میں آکر لکھتے ہیں واللہ ثم باللہ، جس کو خدا نے آخری نبی کہا ہے وہی آخری نبی ہے"۔ (شان خاتم النبیین ص ۱۲۳)

۳) زمانے کے اعتبار سے حضور ﷺ جملہ سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام سے پہلے آئیں یا سب کے آخر میں آئیں اس تقدم یا تاخر زمانی میں کسی قسم کی کوئی فضیلت نہیں۔ بالذات کا لفظ یہاں پر مہمل ہے اس لیے اسکا ذکر کرنا بے سود ہے۔ تفصیل اگلے نمبر میں ملاحظہ فرمائیں تا کہ کوئی دیوبندی ہمارے اوپر خیانت کا بہتان نہ باندھ سکے جس طرح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا پر باندھا گیا۔

۴) آخری نبی ہونے کو مقام مدح میں یعنی تعریف کے موقع پر ذکر کرنا صحیح نہیں۔ اور یہ آیت مقام مدح ہے۔ تعریف کی جگہ ہے اس لیے اس آیت میں خاتم النبیین آخری نبی کے معنی میں نہیں۔ اس کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ آخر الانبیاء ہونے میں کوئی مدح یا فضیلت نہیں۔ کیونکہ لائق فضیلت وہی ہے جو لائق مدح ہو۔ جو لائق مدح نہیں وہ لائق فضیلت کہاں رہا۔ لہٰذا جب آخر الانبیاء ہونا مقام مدح میں ذکر کرنا صحیح نہ ہوا تو ثابت ہوا کہ اس میں نہ بالذات فضیلت ہے نہ بالعرض۔ نانوتوی صاحب نے لکھ ضرور دیا کہ "تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں" مگر اگلے ہی جملے میں اس کی یہ کہہ کر نفی بھی کر دی کہ "پھر مقام مدح میں **وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ** فرمانا اس (آخری نبی ہونے) کی صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے" تو نانوتوی صاحب کا صاف ستھرا کہنا یہ ہے کہ مقامِ مدح میں کسی وصف کے ذکر کرنے کے لیے اُس وصف کا بالذات ہونا ضروری ہے۔ جب آخری نبی ہونے کا وصف مقام مدح میں ذکر کیا جائے تو مطلقاً اس وصف مبارک میں فضیلت ہونے کا انکار ہوا۔ اگر کوئی دیوبندی مولوی اس کے بعد بھی لکھے کہ بالذات کی نفی ہے بالعرض کی نہیں جیسا کہ مولوی منظور نعمانی صاحب نے "فیصلہ کن مناظرہ" میں لکھا کہ اس میں صرف فضیلت بالذات کی نفی کی گئی ہے جو بطور مفہوم مخالف فضیلت بالعرض کے ثبوت کو مستلزم ہے تو وہ نانوتوی صاحب کے اس جملے کا معنی بتائے "پھر مقام مدح میں ۔۔۔ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے" اور بقول نعمانی صاحب اگر بالعرض فضیلت کی نفی نہیں تو پھر اس جملے کا مطلب یہ ہوگا "پھر مقام مدح میں **وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ** فرمانا اس (آخری نبی میں بالعرض فضیلت ہونے کی) صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے"۔ ☆ (قرآن و حدیث کے احکام میں مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوتا" شرح صحیح مسلم جلد ۴ صفحہ ۱۸۲ از علامہ غلام رسول سعیدی) ممکن ہے کسی کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی ہو لہٰذا ہم مکمل عبارت اُسی مطلب کے ساتھ لکھ دیتے ہیں جو مطلب نعمانی صاحب اور دیگر علمائے دیوبند بتاتے ہیں ملاحظہ فرمایئے! [[سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے (یعنی اس مطلب کے ساتھ ہے) کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق (پچھلے نبیوں) کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم (عقل و شعور رکھنے والوں) پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی (پہلا

نبی ہونے یا آخری نبی ہونے) میں بالذات کچھ فضیلت نہیں (البتہ بالعرض فضیلت ہے) پھر مقام مدح میں **وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ** فرمانا اس (آخری نبی مع فضیلت بالعرض ہونے کی) صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے"۔

بتایئے بالعرض فضیلت کی بھی نفی ہوئی یا نہ ہوئی ؟ تو مطلب یہ ہوا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں نہ بالذات فضیلت ہے نہ بالعرض، کسی قسم کی اصلاً کوئی فضیلت نہیں۔ اسی لیے امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے "حسام الحرمین" میں اس کا معنی **مع انه لا فضل فيه اصلاً عند اهل الفهم** فرمایا آپ نے دیکھ لیا کہ اردو عبارات کا مطلب یہی نکلا کہ آخری نبی کے معنی میں نہ بالذات فضیلت ہے نہ بالعرض، مطلقاً اور اصلاً کوئی فضیلت نہیں لہذا اعلیٰ حضرت نے اس کا عربی ترجمہ بالکل صحیح فرمایا۔

۵) اس آیت کو مقام مدح میں نہ مانیں کہ یہ کوئی تعریف کا مقام نہیں اور خاتم النبیین کو اوصاف مدح میں سے نہ مانیں تو البتہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونا درست ہو سکتا ہے مگر چونکہ یہ وصف خاتم النبیین اوصاف مدح سے ہے اور آیت کا مقام بھی مقام مدح سے ہے اس لیے اس آیت میں خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہونا درست نہیں۔ اس لیے کہ اس میں کسی قسم کی کوئی فضیلت نہیں۔ "ہاں اگر اس وصف (خاتم النبیین) کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجیے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی (آخری نبی ہونا) صحیح ہو سکتا ہے"۔

۶) اگر خاتم النبیین کے معنی آخری نبی مراد لیں تو یہ خدا کی جانب زیادہ گوئی یعنی فضول بات یا بے ہودہ گوئی کا وہم ہوگا۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ آخری نبی ہونا کوئی بے ہودہ اور لغو وصف ہے جس میں کچھ بھی فضیلت نہیں نہ بالذات نہ بالعرض۔

نانوتوی صاحب کا کہنا یہ ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کیا گیا تو مطلب یہ ہوگا کہ نعوذ باللہ خدا نے کوئی لغو اور بے ہودہ بات کہہ دی ہے۔ اتنی واضح عبارت ہونے کے باوجود یہ کہنا کہ آخری نبی میں وہ بالعرض فضیلت کے قائل ہیں کس قدر بے انصافی ہے سوچئے جس وصف میں بے ہودہ گوئی کا وہم ہوتا ہو وہ وصف کسی فضیلت کا حامل ہی کب ہوتا ہے۔ نیز آخری نبی کو خدا کی بے ہودہ گوئی کا وہم کہنا بھی خدا کی توہین ہے۔

۷) آخری نبی ہونا قد و قامت، شکل و رنگ، حسب و نسب اور سکونت وغیرہ وہ اوصاف ہیں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ ☆(ورنہ اگر یہ وصف "آخری نبی ہونا" کچھ بھی فضیلت رکھتا تو اس کے ذکر کے ساتھ دوسرے اوصاف کا بھی ذکر کیا جاتا تو جس طرح حسب و نسب قد و قامت میں کوئی فضیلت نہیں اسی طرح آخری نبی ہونے میں

بھی کوئی فضیلت نہیں) کہ نانوتوی صاحب نے کہا! آخر اس وصف "یعنی آخری نبی کا وصف اور دیگر اوصاف ۔۔۔الخ "فضائل میں کچھ دخل نہیں" کے الفاظ اتنے صاف اور غیر مبہم ہیں کہ معمولی پڑھا لکھا بھی سمجھ سکتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ آخری نبی ہونے میں کسی قسم کی کوئی فضیلت نہیں ۔نہ بالذات نہ بالعرض ۔ہم حیران ہیں کہ دیوبندیوں کے قاسم العلوم والخیرات نے بخاری اور مسلم کو واقعی نہیں پڑھا تھا یا دَرونِ خانہ کوئی اور بات تھی ۔ہم نہیں سمجھتے کہ پہلی بات سچ ہو تو پھر یقیناً دوسری بات سچ ہو گی ۔اس لیے بخاری و مسلم میں محدثین کرام نے باب قائم کر کے حضور ﷺ کے حسن و جمال اور حسب و نسب کو بیان فرمایا ۔پہلے حضور ﷺ کے قد و قامت اور شکل و رنگ کے بارے میں بخاری شریف کی یہ حدیثیں ملاحظہ فرمائیں!

قال سمعت البرآ یقول کان رسول اللہ ﷺ احسن الناس وجھًا و احسنہ خلقاً لیس باالطویل البآئن ولا بالقصیر (صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب صفۃ النبی ﷺ حدیث نمبر ۷۱۱ ج دوم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بلحاظ صورت سب لوگوں سے زیادہ حسین اور سیرت کے لحاظ سے سب میں خلیق تھے، نہ آپ بہت لمبے تھے اور نہ پست قد ۔

اسی کے ساتھ دوسری حدیث مبارک یہ ہے!

عن البرآء بن عازب رضی اللہ عنہ قال کان النبی ﷺ مربوعاً بعید مابین المنکبین لہ شعر یبلغ شحمۃ اذنہ رایتہ فی حلۃ حمرآء لم ارشیئًا قط احسن منہ (صحیح بخاری ج دوم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میانہ قد تھے ۔دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا ۔گیسوئے مبارک کانوں کی لو تک پہنچتے تھے ۔میں نے آپ کو سرخ حلے میں ملبوس دیکھا ہے اور ہرگز کسی کو آپ سے حسین و جمیل نہیں دیکھا ۔

اس سے اگلی حدیث میں ہے!

"آپ کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا تھا ۔۔۔اسی طرح اگلی حدیث میں ہے کہ حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے دست مبارک کو پکڑا اور اپنے چہرے سے لگایا تو دیکھا کہ وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور اُس کی خوشبو مشک سے زیادہ عمدہ ہے" ۔۔۔اسی بخاری شریف میں ہے!

"حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سو جاتے تو میں آپ کا مقدس پسینہ اور موئے مبارک جمع کر لیتا اور انہیں ایک شیشی میں ڈال کر خوشبو میں ملا لیا کرتا وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے وصیت

فرمائی کہ وہ خوشبو اُن کے کفن کو لگائی جائے"۔(صحیح بخاری ج سوم کتاب الاستقدان باب ۷۲۵حدیث ۱۲۱۱مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

اسی طرح مسلم شریف میں ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا!

"اللہ تعالٰی نے قریش میں سے بنو ہاشم کو چنا اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو منتخب فرمایا"۔

جامع ترمذی میں ہے!

"فقال النبی ﷺ ان اللہ خلق الخلق فجعلنی من خیر فرقھم و خیر الفریقین ثم خیر القبائل فجعلنی من خیر القبیلۃ ثم خیر البیوت فجعلنی من خیر بیوتھم فانا خیرھم نفسا و خیر ھم بیتا ھذا حدیث حسن"(جامع ترمذی ج دوم ابواب المناقب صفحہ ۶۲۶)

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالٰی نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے اُن کی بہترین جماعت میں رکھا اور دونوں فریقوں کو بہتر بنایا پھر تمام قبائل کو پسندیدہ بنایا اور مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا۔پھر اُس نے گھرانے منتخب فرمائے تو مجھے اُن میں سے بہتر گھرانے میں رکھا۔پس میں اُن میں سے بہترین فرد اور بہترین خاندان والا ہوں۔یہ حدیث حسن ہے۔اسی جامع ترمذی باب المناقب کی پہلی حدیث میں ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالٰی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا۔اولاد اسماعیل علیہ السلام سے بنی کنانہ کو، بنی کنانہ سے قریش کو،قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے منتخب فرمایا۔یہ حدیث حسن صحیح ہے"۔

اگر حسب ونسب،قد و قامت اور شکل و رنگ میں فضیلت نہ ہوتی تو یہ احادیث شریفہ موجود نہ ہوتیں۔آج مدرسے کا معمولی طالب علم بھی ان حدیثوں سے واقف ہے تو کیا بانی دارالعلوم دیوبند کو ان کی کوئی خبر نہ تھی اور لاعلمی اور بے خبری میں لکھ گئے کہ ان اوصاف کو فضائل میں کچھ(یعنی زرا سا،کسی قدر اور تھوڑا سا بھی) دخل نہیں۔اسے ہم برٹش گورنمنٹ کی شرارت نہ کہیں تو کیا کہیں؟نانوتوی صاحب نے شانِ رسالت کو کم کیا،علمائے ہند نے شانِ رسالت کا دفاع اور تحذیر الناس کا بھرپور ردّ فرمایا۔رضائے الٰہی کی خاطر وہی شرعی فریضہ آج ہم ادا کر رہے ہیں۔شانِ رسالت کا دفاع ہی اعظم ترین جہاد،جانِ ایمان اور سنت الہیہ ہے۔(دیکھئے صحیح بخاری شریف ج اول کتاب الصلوۃ باب ۳۰۹الشعر فی المسجد)تو جب نانوتوی صاحب نے وصف خاتمیت بلحاظ زمانہ اور قد و قامت و شکل و رنگ اور حسب و نسب میں زرا سی فضیلت بھی نہیں مانی تو امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حسام الحرمین میں جو اس کا اصل مفہوم و مطلب بیان فرمایا مع انہ لا فضل فیہ اصلاً عند اھل الفھم یعنی بقول نانوتوی"آنحضرت ﷺ کے

آخری نبی ہونے میں اہل فہم کے نزدیک بالکل فضیلت نہیں' تو اس کو ہرگز افسوس ناک خیانت نہیں کہہ سکتے۔کیا یہ جملہ لکھ کر جواب سے عہدہ براء ہوا جا سکتا ہے" مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں' بالذات کا لفظ دکھانے اور بتانے کے لیے تو لکھ دیا مگر حیرت ہے کہ علمائے دیوبند کی درپردہ ہوشیاری اور چالا کی پر کہ پوری عبارت لکھ کر اُس کا مطلب نہیں بتاتے۔اور مزید دکھ یہ بھی ہے کہ ان علماء سے کوئی کھل کر پوچھتا بھی نہیں تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے اور **لا تقربو الصلوة** کو لینا اور **وانتم سکاری** کے چھوڑنے کا چشم دید نظارہ ہو جائے۔

۸) اگر رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی مانیں گے تو رسول اللہ ﷺ کے نقصان قدر کا احتمال لازم آئے گا یعنی یہ سمجھا جائے گا کہ حضور ﷺ کا مرتبہ کم ہے۔نانوتوی صاحب کے مطابق مطلب یہ ہوا کہ آخری نبی ہونا ناقص وصف ہے جس میں کسی قسم کی کچھ فضیلت نہیں۔نہ بالذات نہ بالعرض۔ظاہر ہے جو وصف شانِ رسالت اور مرتبہ نبوت کم کرے وہ کسی فضیلت کا حامل ہی کب ہوتا ہے۔لہٰذا اعلیٰ حضرت نے اُردو عبارت کا مطلب عربی الفاظ میں بالکل صحیح بیان فرمایا کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک آخری نبی ہونے میں بالکل فضیلت نہیں اُن پر خیانت کا الزام حد درجہ افسوسناک بہتان ہے۔!(واضح رہے کہ جس عقیدہ سے حضرات انبیاء علیہم السلام کی عظمت وقدر میں نقصان ہوتا ہو وہ کفر ہوتا ہے لہٰذا مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی اس بڑے کے اعتبار سے آخر النبیین کا عقیدہ کفر یا کم از احتمال کفر پر مبنی ہے تو پھر بالعرض فضیلت کیسے بن سکتا ہے، کیا کفریہ عقیدہ بھی کبھی فضیلت بالعرض ہو سکتا ہے؟۔

۹) آخری نبی ہونا، کوئی کمال نہیں، آخری نبی ہونا تو ایسے ویسے لوگوں یعنی معمولی اور کم درجے کے لوگوں کے اوصاف کیطرح ہے مطلب یہ ہے کہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے عام معمولی اور کم درجہ کے لوگوں کے اس قسم کے (یعنی آخری نبی ہونے جیسے)احوال بیان کیا کرتے ہیں۔اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے حضور ﷺ کو ایسے ویسے لوگوں میں شامل کر دیا اور آخری نبی ہونے میں کوئی کمال نہیں مانا۔جب نانوتوی صاحب نے واضح طور پر اس قسم کے احوال کہا تو بتائیے اس قسم سے اشارہ کس طرف ہے۔موضوع کیا ہے اور بات کس پر ہو رہی ہے۔موضوع آخری نبی ہے اور اسی آخری نبی کے معنی کو باطل کیا جا رہا ہے۔یعنی خاتم النبیین کے معنی" آخری نبی" کا ہی معاذ اللہ رد کیا جا رہا ہے۔مدعا یہ ہوا کہ آخری نبی ہونے میں کوئی فضیلت اور کمال نہیں۔نہ بالذات نہ بالعرض۔ لہٰذا امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بالذات نہیں کہا تو اسی وجہ سے کہ نانوتوی صاحب آخری نبی میں فضیلت مطلق نہیں مانتے نیز یہ بھی کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک تمام اُمت جو سید عالم ﷺ کو آخر الزمان نبی مانتی ہے حضور کو

ایسے ویسے لوگوں میں شمار کرتی ہے والعیاذ باللہ۔

۱۰) اگر خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین لیں گے تو اس آیت کے پہلے جملے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ اور دوسرے جملے وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا آپس میں تناسب نہ رہے گا یعنی باہم کوئی مطابقت نہ رہے گی۔ (کیا بالعرض کی تاویل سے یہ بے ربطی ربط میں بدل جائے گی؟ کیا یہ قرآن مجید کا مذاق اُڑانا نہیں کہ ایک ہی آیت کو بالذات نبوت مراد لے کر اور آخری نبی کو بالعرض مراد لیا جائے تو ربط قرآن رہے ورنہ بے ارتباطی۔ (ii) یہ قول نانوتوی صاحب کا ہے کیا نانوتوی صاحب سے قبل قرآن مجید کی یہ آیت بے ربط رہی ہے؟۔

۱۱) ایک جملے کا دوسرے جملے پر عطف درست نہ ہوگا۔ عطف کا مطلب ہوتا ہے کسی کلمے یا کلام کا دوسرے کلمے یا کلام کی طرف پھیرنا۔

۱۲) ایک جملے کو مستدرک منہ اور دوسرے کو مستدرک بنانا صحیح نہ ہوگا۔

۱۳) آخر النبیین کا معنی لینے سے اللہ کے کلام معجز نظام میں بے ربطی و بے ارتباطی لازم آئے گی۔

۱۴) نبوت کے جھوٹے دعویداروں کے اتباع کی راہ روکنے کے لیے اس میں خاتم النبیین بمعنی آخری نبی نہیں فرمایا گیا۔

۱۵) سدباب اتباع مدعیان نبوت کا یہ موقع نہیں بلکہ اور بیسیوں مواقع تھے۔ یعنی قرآن کریم کی نص قطعی یہ سلسلہ ختم نبوت کو ختم کر دیا۔ (جب یہ آیت مبارکہ متبنی حضرات کا سدباب نہیں کرتی تو جو دیوبندی حضرات قادیانی کے خلاف یہ آیت پڑھتے ہیں وہ قرآن کی معنوی تحریف کرتے ہیں (ii) مسئلہ ختم نبوت پر یہ آیت نص قطعی تو کیا دلالت النص بھی نہیں بن سکتی اور جو بیسیوں مواقع تھے اُن کی نشاندہی نہ نانوتوی نے کی نہ ہی دیگر دیابنہ نے تو معلوم ہوا کہ ختم نبوت کا عقیدہ قرآن سے ثابت نہیں معاذ اللہ)

۱۶) خاتمیت کی بنیاد آخری نبی ہونے پر نہیں بلکہ کسی اور بات پر ہے۔ جو بنائے خاتمیت نانوتوی صاحب نے بتائی ہے وہ حضور ﷺ سے لیکر آج تک کسی نے نہیں بتائی۔ یعنی تمام اُمت کے مسلمہ متفقہ اجماعی، قطعی معنی کی تکذیب کر ڈالی۔ نانوتوی صاحب نے شروع میں جو کہا تھا کہ عوام کے خیال میں تو خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم کے نزدیک آخری نبی ہونے میں قطعاً کوئی فضیلت نہیں۔ لہذا نانوتوی صاحب نے مندرجہ بالا سولہ طریقوں پر آخری نبی ہونے کا رد کیا اور یہاں پہنچ کر انھوں نے بناء خاتمیت کی تعیین کی۔ لکھتے ہیں!

[[بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور سدباب مذکور (یعنی باب اتباع مدعیان

نبوت)خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی ﷺ دوبالا ہوجاتی ہے۔تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوجاتا ہے]]۔حاشیے میں لکھا ہے!

[[بنائے خاتمیت آپ کی ایسی وصف کمال پر ہے جس سے آپ کا سب انبیاء کے بعد آنا بھی ثابت ہوجائے گا اور مدعیان نبوت کا ذبہ کے لیے بھی سدباب ہوجائے گا۔خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے]]۔(حاشیہ تحذیرالناس مطبوعہ مکتبہ حفیظیہ صفحہ ۳۳)

اس جملے کو ذہن میں رکھنا جو دیوبندی علماء نے بہت سوچ سمجھ کر تحریر کیا ہے۔"خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے"اگلی سطور میں یہ بہت کام دے گا۔نانوتوی صاحب نے جس بات پر بنائے خاتمیت رکھی ہے،وہ ہے آپ کا بالذات نبی ہونا۔یعنی سولہ طریقوں سے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کا رد کر کے خاتم النبیین کا جو معنی اپنی طرف سے بتایا گیا ہے وہ "بالذات نبی"۔۔۔۔اس کو سب سے افضل نبی یا مرتبے میں سب سے اعلیٰ نبی بھی کہہ سکتے ہیں سب کا مطلب ایک ہی ہے۔اسی حاشیے کی عبارت کچھ اور بھی لیتے ہیں تاکہ خود علمائے دیوبندی کی جانب سے بھی وضاحت ہوتی رہے اور ہم پر خیانت کا ناحق الزام نہ آئے۔حاشیے میں لکھا ہے![[خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے کہ آپ کو نبوت براہ راست بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے اور آپ کی نبوت ذاتی ہے۔باقی انبیاء کو نبوت آپ کے واسطے اور فیضان سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے لہذا دوسرے انبیاء کی نبوت عرضی ہے]]۔(حاشیہ صفحہ ۳۳،۳۴)

نبوت کی ذاتی اور عرضی کی طرف تقسیم باطل ہے:

دیکھنا یہ ہے کہ بانی دارالعلوم دیوبند نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کا معنی کیا کیا ہے۔انہوں نے خاتم النبیین کا معنی "بالذات نبی" اسی کو خاتمیت کی بنیاد بتایا ہے۔اسی لیے وابستگان دیوبند نے بھی لکھا کہ خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے۔یعنی خاتمیت کا دارومدار یا بنائے خاتمیت زمانے پر نہیں بلکہ مرتبہ پر ہے۔بالذات نبی یا ذاتی نبی کی تشریح وہی حاشیے سے نقل کردہ عبارت ہے کہ آپ کو نبوت براہ راست بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے اور آپ کی نبوت ذاتی ہے۔اور بالعرض

کی تشریح بھی بقول علمائے دیوبند یہ ہے کہ باقی انبیاء کو نبوت آپ کے واسطے اور فیضان سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے لہذا دوسرے انبیاء کی نبوت عرضی ہے اس ہی بالعرض نبوت سے تحذیرالناس میں موسوم کیا گیا ہے۔اگرچہ واسطہ اور چیز ہے اور عارض ہونا دوسری شے ان کا آپس میں کوئی تعلق نہیں اور یہ بھی کہ نبوت کی ذاتی اور عرضی کی طرف تقسیم

بھی مطلق باطل ہے۔لیکن اس سے قبل ہم چاہتے ہیں کہ جو معنی خاتم النبیین کا مولوی محمد قاسم صاحب نے کیا ہے وہ معنی لے کر آیت کریمہ کا ترجمہ کر دیں۔ملاحظہ فرمائیں! ”محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور بالذات نبی“

دوسری طرح یہ ترجمہ ہوگا! ”محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ذاتی نبی“

تیسری صورت یہ ہوگی! ”محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سب سے افضل نبی“

چوتھی صورت یہ ہے! ”محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام انبیاء کو فیض رساں ہیں“

مندرجہ بالا چار ترجموں میں خاتم النبیین کے ترجمہ کے الفاظ اگرچہ الگ الگ ہیں مگر تحذیر الناس اور اس کے وکیلان صفائی کے مطابق معنوی اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔علمائے دیوبند کے بتائے گئے معنی اور تشریح کے مطابق یہ آیت قطعی الدلالۃ نہ رہی اور قرآن پاک سے حضور ﷺ کے لیے خاتم النبیین ہونے کا ثبوت قطعی نہ رہا اور قرآن کریم کی کوئی دوسری آیت اس دعویٰ کے ثبوت میں آپ لوگ پیش نہیں کرسکتے تو قادیانیوں کے مقابلے میں اب آپ لوگ کس طرح ثابت کریں گے کہ حضور ﷺ کی ختم نبوت قطعی اور اجماعی ہے؟ جناب سرفراز گکھڑوی صاحب نے اپنے رسالہ ”بانی دارالعلوم دیوبند“ کے صفحہ ۵۷ پر ختم نبوت کے عنوان سے لکھا ہے! [[جس طرح توحید و رسالت اور معاد وغیرہ کے عقائد قطعی ادلّہ سے ثابت ہیں اور جن میں ذرہ بھر بھی شک وشبہ نہیں اسی طرح امام الانبیاء سید ولد آدم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ختم نبوت بھی قطعی اور محکم براہین سے ثابت ہے]]۔

اس کے دو سطر بعد یہی آیت مبارکہ اور ترجمہ لکھا ہے!

[[محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں اور لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں]]۔

جناب سرفراز صاحب! آپ نے اسی رسالہ ”بانی دارالعلوم دیوبند“ کے صفحہ ۱۶ پر تحریر فرمایا ہے!

[[ہم نے عربی فارسی اور اردو میں بہت سی کتابیں مسئلہ ختم نبوت پر پڑھی ہیں لیکن بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ جس نرالے، انوکھے اور ٹھوس عقلی انداز میں جو خامہ فرسائی حضرت نانوتوی نے اس مسئلہ (ختم نبوت) پر کی ہے ہم نے اور کہیں نہیں پڑھی]]۔

جب معاملہ یہ ہے تو بتایئے کہ بانی دارالعلوم دیوبند نام سے رسالہ چھپے مسئلہ بھی ختم نبوت کا ہو اور اس تحذیر الناس جیسی کتاب آپ نے کہیں بھی نہ پڑھی ہو تو آپ نے اپنے اس رسالہ میں خاتم النبیین کا وہ ترجمہ کیوں نہ لیا جو نانوتوی صاحب

نے اپنی بے بدل تصنیف میں فرمایا ہے وجہ کیا ہے؟ کیا ہم اُمید رکھیں کہ آئندہ آپ قادیانیوں کے رد میں لکھے جانے والے مضامین میں یا اسی رسالہ کے آئندہ نئے ایڈیشن میں **وَخَاتَمَ النَّبِيِّنَ** کا ترجمہ بالذات نبی کریں گے۔

سرفراز صفدر صاحب کی کچھ عبارات پر بات چیت آرہی ہے ابھی ہم نبوت کی ذاتی اور عرضی تقسیم کے بطلان کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔ بہت عرصہ پہلے اس بندۂ ناچیز نے شیخ الاسلام حضرۃ العلام مولانا غلام علی اوکاڑوی قدس سرہ العزیز کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں تحذیر الناس کے متعلق چند سوالات پوچھے گئے تھے۔ علامہ اوکاڑوی علیہ الرحمہ نے بکمال شفقت و مہربانی اُسکا جواب ارسال فرمایا۔ یہ جواب بندہ کے پاس اب بھی موجود ہے۔ بعد میں کراچی جانا ہوا مسجد گلزار حبیب سولجر بازار گیا تو حضرت علامہ مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا وہاں سے آپ کے ارشاد پر ایک کتاب ''اشرف الرسائل فی تحقیق المسائل'' خریدی دیکھا تو اس کتاب کے صفحہ ۲۵۱ پر میرے عریضہ کے جواب میں لکھی گئی عبارت موجود تھی۔ لہذا آج ہم اشرف الرسائل سے اُسی جواب کی عبارت سے کچھ اقتباس اپنے عنوانات کے ساتھ لیتے ہیں آپ دیکھیں گے کہ دیوبند کے سب سے بڑے محدث اور فقیہہ نے بالذات اور بالعرض کی تقسیم کو باطل کر کے تحذیر الناس کی ساری عمارت زمین بوس کر دی۔

نانوتوی صاحب کا رد انور شاہ کشمیری سے:

علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ! [[نبوت کی ذاتی، عرضی کی طرف تقسیم بالکل خود ساختہ ہے۔ کتاب وسنت اور اہل سنت کی معتبر دینی کتابوں میں یہ تقسیم موجود نہیں ہے چنانچہ علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی نے خود اسکا رد کیا ہے انہوں نے اپنی کتاب عقیدۃ الاسلام ص ۲۰۶ پر لکھا ہے!

[[واما الختم بمعنى انتهاء ما بالعرض الى ما بالذات فلايجوز ان يكون ظهر هذه الاية لان هذا المعنى لا يعرفه الا اهل المعقول و الفلسفة و التنزيل نازل على مفاهم لغة العرب لا على الذهنيات المخرجه]]۔ لیکن ختم کے یہ معنی کہ ما بالعرض کا قصہ ما بالذات پر ختم ہو جاتا ہے پس نہیں جائز کہ یہ آیت کا ظاہر ہو کیونکہ یہ معنی صرف اہل معقول اور اہل فلسفہ کے ہاں ہی معروف ہیں اور قرآن لغت عرب کے متفاہم پر اترا ہے نہ کہ ذہنیات مخرجہ پر۔ یہی دیوبندی علامہ اپنی کتاب خاتم النبیین کے ص ۳۸ پر قمطراز ہیں!

[[وارادہ مابالذات وما بالعرض عرف فلسفہ است نہ عرف قرآن مجید وحوار عرب ونظم را ئچگو نہ ایماء ودلالت برآں۔اور مابالذات اور مابالعرض کا ارادہ عرف فلسفہ ہے نہ عرف قرآن مجید اور محاورہ عرب اور نظم قرآن کی اس من گھڑت معنی پر دلالت ہے نہ ایماء۔(اشرف الرسائل صفحہ۲۵۲،۲۵۳)

سید انور شاہ کشمیری کے متعلق علمائے دیوبند کہتے ہیں کہ صدیوں بعد ایسے علم والا آدمی پیدا ہوتا ہے۔تحذیر الناس کا سارا تانا بانا "بالذات اور بالعرض" کے کچے دھاگوں سے بُنا گیا تھا۔سید انور شاہ کشمیری نے سب دھاگے کاٹ کر رکھ دیئے یعنی ۔ وہ شاخ ہی نہ رہی جس پر آشیانہ تھا☆(سید انور شاہ کشمیری خاتمیت میں بھی حضورﷺ کا ذاتی کمال مانتے ہیں لکھتے ہیں!وخاتم بودن آنحضرت (ﷺ)از میان انبیاء از بعض خصائص وکمالات مخصوصہ کمال ذاتی خود است]](خاتم النبیین فارسی صفحہ۱۰)ترجمہ:"اور انبیاء میں آنحضرتﷺ کا خاتم ہونا آپﷺ کے مخصوص فضائل وکمالات میں سے خود آپ کا اپنا ذاتی کمال ہے۔(خاتم النبیین اُردو صفحہ۱۸۷ بحوالہ آئینہ قادیانیت صفحہ۱۷ مرتب مولوی اللہ وسایا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)دیوبندی حضرات جو کہتے ہیں کہ بالذات نبی کا مطلب ہے ذاتی نبی یعنی آپ کو نبوت براہ راست بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے حاصل ہے اور باقی انبیاء کو نبوت آپ کے واسطے اور فیضان سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہے چنانچہ اُن کی نبوت عرضی ہوئی۔ہم نے یہی سوال حضرت شیخ القرآن حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تھا کہ کیا جو نبوت انبیاء کو حضورﷺ کے واسطے اور وسیلے سے ملی ہے تو اُس کو عرضی کہہ سکتے ہیں کیا واسطہ اور وسیلہ اور عارض ہونا ایک ہی شے ہے؟تو جواب میں ارشاد فرمایا!

[[اہل سنت اس بات کے قائل ہیں کہ ہر صاحب کمال کو جو کمال ملا ہے وہ حضورﷺ کے واسطے سے ملا ہے لیکن واسطے اور عرض میں فرق ہے مثلاً ادراک کلیات وجزئیات انسان کو بواسطہ نطق عارض ہے تو ناطق عارض نہیں بلکہ واسطہ ہے۔یونہی ماشی ہونا انسان کو بواسطہ حیوان عارض ہے تو حیوان واسطہ ہے عارض نہیں]]۔(اشرف الرسائل صفحہ ۲۵۲)

ثابت ہوا کہ انبیاء کرام کو جو نبوت حضورﷺ کے واسطے اور فیضان سے ملی ہے اس کو بالعرض یا عرضی نبوت نہیں کہہ سکتے۔مولوی محمد قاسم صاحب نے نبوت کی تقسیم کا جو جدید راستہ نکالا ہے اسکے متعلق حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی طویل عبارات سے استفادہ کرتے ہیں۔آپ نے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے اور دوپہر کے اجالے میں لا کر بتا دیا ہے کہ بالذات اور بالعرض کی تقسیم سرے سے باطل ہے۔آپ تحریر فرماتے ہیں!

ایک نیا راستہ:نبوت کی تقسیم:

"ان دونوں باتوں کا مقتضا یہ ہے کہ اثر مذکور معلل قرار دے کر ساقط الاعتبار کر دیا جاتا یا اسکی ایسی تاویل کی جاتی کہ مذکورہ بالا دونوں خرابیوں کا انسداد ہو جاتا۔ جیسا کہ محققین محدثین نے کیا ہے لیکن مصنف تحذیر الناس نے ایک نیا راستہ نکالا۔ اثر مذکور کی بجائے آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبین کو اپنی تاویلات فاسدہ کا تختہ مشق بنا لیا۔ وصف نبوت کو بالذات اور بالعرض کی طرف تقسیم کیا۔ دیکھئے وہ کہتے ہیں!

"آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوائے آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں" (تحذیر الناس ص ۴)

اور آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبین کے معنی بیان کرتے ہوئے صاف کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا خاتم النبین ہونا بایں معنی کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں عوام کا خیال ہے۔ بنائے خاتمیت تاخر زمانی کے بجائے نبوت بالذات کو قرار دیا"۔

نبوت بالذات کو بنائے خاتمیت قرار دینا باطل ہے:

"بالذات اور بالعرض کی تقسیم شرعاً باطل ہے تو وصف نبوت بالذات کو بنائے خاتمیت قرار دینا بداہتہً باطل ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ وصف ذاتی اور اصلی وصف عرض اور غیر اصلی سے افضل ہوتا ہے۔ لہذا ذاتی نبوت عرضی نبوت سے افضل قرار پائے گی۔ جیسا کہ خود صاحب تحذیر الناس نے تسلیم کیا ہے۔ اس تقدیر پر نفس نبوت میں تفضیل کا قول کرنا پڑے گا۔ جو قرآن و حدیث اور علمائے اُمت کے مسلک کے منافی ہے۔ دیکھئے قرآن کریم میں ہے "لا نفرق بین احد من رسلہ" اس آیہ کریمہ میں عدم تفریق من حیثیت النبوۃ والرسالۃ ہے"۔

روح المعانی پارہ ۳ میں ہے!

[[لان المعتبر عدم التفریق من حیث الرسالة دون سائر الحیثیات]]۔ (مقالات کاظمی حصہ دوم ص ۳۳۲)

مزید فرماتے ہیں!

نفس نبوت میں تفضیل ممنوع ہے:

"اسی طرح حدیث شریف سے بھی ثابت ہے کہ نفس نبوت میں تفضیل ممنوع ہے۔ دیکھئے حدیث شریف میں وارد ہے!

[[لا تخیرونی علی موسیٰ الحدیث (مرفوع عب ابی ہریرہ بخاری ج ۱ جزو نمبر ۹

باب الخصوصمات ص ۳۲۵ (جلد اول ص ۸۸۰ فرید بک سٹال لاہور)

عینی شرح بخاری میں ہے!

[[الخامس انه نهي عن التفصيل في نفس النبوة لا في ذوات الانبياء عليهم السلام و عموم رسالتهم و زيادة خصائصهم و قد قال تعالىٰ تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض]] (عینی ج ۶ ص ۹۸ طبع قدیم) (مقالات کاظمی حصہ دوم ص ۳۳۳ مکتبہ شرکت حنفیہ لاہور)

کتب احادیث اور اُن کی شروح کی عبارات درج فرما کر علامہ کاظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

"عبارات منقولہ کی روشنی میں یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہو کر سامنے آگئی کہ ہمارے آقائے نامدار ﷺ سے لے کر حضرت آدم علیہ السلام تک کسی نبی کی نبوت میں دوسرے نبی کی نبوت کے بالمقابل کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ نہ کسی نبی کا وصف نبوت کسی دوسرے نبی کے وصف نبوت سے کم وبیش ہو سکتا ہے۔ لا تفضیل فی النبوۃ نفس نبوت میں قطعاً کوئی تفضیل نہیں۔ البتہ ذوات انبیائے کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں خصوصیات کی بنا پر ضرور تفضیل ہے۔ قال اللہ تعالیٰ تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض لہٰذا صاحب تحذیر الناس نے اپنے مذہب جدیدہ کی عمارت جس بنیاد پر قائم کی تھی وہ بنیاد ہی ختم ہو گئی۔ اب عمارت کی بقا کیوں کر متصور ہو سکتی ہے؟" ایضاً ص ۳۳۴،۳۳۵)

دیوبندی مناظر مولوی محمد منظور نعمانی نے لکھنؤ سے نکلنے والے اپنے ماہنامہ "الفرقان" میں ایک اعتراض کیا۔ اُس کے جواب میں علامہ کاظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

ایک اعتراض کا جواب :

"الفرقان وغیرہ میں کم فہمی یا مغالطہ کی بنا پر یہ کہا گیا ہے کہ! ہمارا تمہارا دونوں کا متفق علیہ مسلک ہے کہ کسی کو کوئی کمال رسول کریم ﷺ کے واسطے کے بغیر نہیں ملا اور نبوت بھی کمال ہے۔ وہ حضور کے واسطہ کے بغیر کسی کو کیوں مل سکتی ہے؟ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ ہر نبی کو وصف نبوت بواسطہ نبی کریم ﷺ دیا گیا اور بالذات اور بالعرض سے یہی مراد ہے"۔

اس کے جواب میں گزارش کروں گا کہ یہ ایک عجیب قسم کا مغالطہ ہے جس سے جہلا تو متاثر ہو سکتے ہیں مگر ذی علم انسان کی نظر میں اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ نانوتوی صاحب نے حضور ﷺ کو بوصف نبوت کے ساتھ بالذات موصوف مانا ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے تحذیر الناس میں لکھا ہے!

[[تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے۔موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے معلوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا]]۔(تحذیرالناس ص ۴)

آگے چل کر لکھتے ہیں!

[[الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے]]۔(تحذیرالناس ص ۴)

ان دونوں عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک وصف ذاتی سے وہ وصف مراد ہے جس پر وصف عرضی کا قصہ ختم ہو جائے جیسا کہ انہوں نے خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی یہی وجہ بیان کی ہے۔لیکن اُمت مسلمہ کے نزدیک حصول کمال میں حضورﷺ کے واسطہ ہونے سے یہ مراد نہیں کیوں کہ حضورﷺ ہر کمال کے حصول میں واسطہ ہیں خواہ وہ نبوت ہو یا غیر نبوت حتیٰ کہ حصول ایمان میں بھی حضورﷺ واسطہ ہیں۔نانوتوی صاحب بھی اسی کے قائل ہیں چنانچہ انہوں نے تحذیرالناس میں ارقام فرمایا!اور یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بالذات ہو اور مومنین میں بالعرض۔(تحذیرالناس ص ۱۲)

مگر آج تک کسی نے نہیں کہا کہ معاذاللہ ایمان،علم،عمل،ایقان وتقویٰ کا سلسلہ حضورﷺ پر ختم ہو گیا اور حضورﷺ کے بعد کوئی مومن نہیں ہوا نہ صالح نہ متقی نہ مجتہد۔العیاذ باللہ بلکہ یہ سب اوصاف وکمالات اب بھی جاری ہیں اور آئندہ بھی جاری رہیں گے اور نبوت کے جاری نہ ہونے کی یہ وجہ آج تک کسی نے بیان نہیں کی کہ حضورﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام میں اس وصف کے عرضی ہونے کی وجہ سے موصوف بالعرض کا سلسلہ موصوف بالذات پر ختم ہو گیا۔بلکہ محض اس لیے کہ آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اسی طرح احادیث متواترۃ المعنی حضورﷺ کے آخر النبیین ہونے پر دلالت قطعیہ کیساتھ دال ہیں۔ورنہ اگر وصف ذاتی کی بنا پر اُمت مسلمہ حضورﷺ کی ذات مقدسہ پر سلسلہ نبوت ختم ہونے کی قائل ہوتی تو اسے بقیہ تمام اوصاف کو بھی اسی اتصاف ذاتی کی وجہ سے حضورﷺ پر ختم کرنا پڑتا یعنی اس امر کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا کہ نبوت کیساتھ ایمان وایقان،عمل وہدایت وتقویٰ وغیرہ تمام اوصاف حسنہ بلکہ سب کمالات حضورﷺ پر ختم ہو گئے۔اب حضورﷺ کے بعد معاذاللہ نہ کوئی مومن ہے نہ متقی نہ صالح نہ عالم کیوں کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو گیا۔مگر ایسی بات کا تسلیم کرنا تو درکنار اس کا تصور بھی اسلامی ذہن کے لیے ناقابل برداشت ہے۔

واسطہ کمال نبوت ہونا اور نبوت سے بالذات متصف ہونا ایک بات نہیں :

معلوم ہوا کہ اُمت مسلمہ کے مسلک کے مطابق حضور ﷺ کا واسطہ نبوت ہونا اور صاحب تحذیر الناس کے قول کے مطابق حضور کا کمال نبوت سے متصف بالذات ہونا ایک بات نہیں۔ دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نانوتوی صاحب کے قول پر نفس کمال نبوت میں تفضل کا قول کرنا پڑتا ہے جس کا بطلان ہم ابھی کتاب و سنت اور اقوال مفسرین و محدثین سے بیان کر چکے ہیں اور اُمت مسلمہ کے مسلک کی روشنی میں حضور ﷺ کی ذات مقدسہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے جس کی حقانیت پر آیہ کریمہ **تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض** شاہد عدل ہے۔

الحمد للہ اس بیان کی روشنی میں الفرقان کا یہ اعتراض ہبا منثورا ہو گیا اور حقیقت واقعیہ واضح ہو کر سامنے آگئی۔

موصوف بالذات کے لیے تاخر زمانی کا لزوم :

البتہ اس مقام پر پرستاران تحذیر الناس کو سوچنا پڑے گا کہ موصوف بالذات پر موصوف بالعرض کے سلسلہ کو ختم کر کے تاخر زمانی کے لزوم کا قول کیسے قبیح نتائج پر منتج ہوتا ہے۔ اس قول کی بنا پر سد باب نبوت ہی کے لزوم پر بات ختم نہیں ہوتی بلکہ ایمان و ایقان، علم و عمل، ہدایت و تقوے غرض ہر خوبی اور کمال کا دروازہ بند ہونا لازم آتا ہے اور نبی کریم ﷺ کے بعد جس طرح نبی کے آنے کے استحالہ کا لزوم مانا گیا ہے۔ اسی طرح مومن صالح متقی مجتہد کے وجود کو بھی حضور کے بعد محال ماننا پڑتا ہے کیوں کہ تحذیر الناس کا بنیادی نکتہ ہی یہ ہے کہ موصوف بالذات کے تاخر زمانی لازم ہے۔ (مقالات کاظمی حصہ دوم ص ۳۳۵ تا ۳۳۷)

علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی کتاب "التبشیر برد التحذیر" پر ایک مولوی فضل الٰہی (ضلع اٹک) نے بے ڈھنگے اور واہیات قسم کے اعتراضات کیے اُن تمام اعتراضات کا جواب علامہ کاظمی علیہ الرحمہ نے "التبشیر پر اعتراضات کا علمی جائزہ" میں دے کر مولوی صاحب کو مبہوت کر دیا۔ یہ جوابات اسی عنوان سے مقالات کاظمی حصہ سوم میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ نبوت بالذات اور بالعرض کی باطل تقسیم کے متعلق اُس مولوی کے اعتراض کے جواب میں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں!

"اس حقیقت کو ہم بارہا واضح کر چکے ہیں کہ تمام کائنات کو جو فیض ملا وہ حضور ﷺ ہی کے طفیل ملا ہے حتیٰ کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو نبوت بھی حضور ہی کے وسیلے سے ملی لیکن اسکے باوجود ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہر نبی اپنے وصف نبوۃ میں کامل ہے اور ہر نبی کی نبوۃ محض عرضی اور مجازی نہیں۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام حقیقۃً نبی ہیں اور ہر نبی کا

وصف نبوت حقیقی ہے۔ورنہ ایسی صورت میں حضور ﷺ کے سوا باقی انبیاء علیہم السلام در حقیقت نبی نہ رہیں گے بلکہ سب کی نبوۃ مجازی ہو جائے گی۔

راکب سفینہ کی حرکت کیطرح کسی نبی کی نبوۃ کو محض عرضی ومجازی قرار دینا ہم قرآن وحدیث کے خلاف سمجھتے ہیں۔جیسا کہ آپ کے مولوی حسین احمد صاحب مدنی نے کہا ہے!

"کشتی کو حرکت اولاً عارض ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ سے بیٹھنے والے کو حصہ پہنچتا ہے پس سلسلہ حرکت کشتی پر ختم ہو جاتا ہے اس صورت میں کشتی کو موصوف بالحرکت اولاً و بالذات کہیں گے اور جانشین کشتی کو ثانیاً و بالعرض"۔(دیکھئے الشہاب الثاقب ص ۷۷)

میں عرض کروں گا کہ کشتی کی حرکت حقیقۃً وبالذات ہے اور کشتی میں بیٹھے ہوئے کو حقیقۃً حرکت نہیں اس کی طرف حرکت کی نسبت مجازاً کی جاتی ہے۔مولانا ابوالحسنات عبدالحی لکھنوی کے والد گرامی مولانا عبدالحلیم علیہ الرحمہ ملا حسن شرح سلم العلوم کے حاشیہ میں فرماتے ہیں!

]]ان الواسطه فی العروض عبادة عن ان یکون الواسطة متصفة حقیقة و ذوا الواسطة یوصف مجاذاً کالسفینة فان التحرک لها حقیقة و لجالسها مجاذاً]](حاشیہ ملا حسن ص ۵۱)

اس مقام پر یہ شبہ پیدا کرنا کہ اگر جالس سفینہ متصف بالحرکہ نہیں تو اس کے محاذات کیسے بدلے اور وہ مغرب سے مشرق کس طرح پہنچا تو اس کا ازالہ یہ ہے کہ وہ بہ تبعیت سفینہ مغرب سے مشرق پہنچا اور تبعیت سفینہ کی وجہ سے اس کے محاذات بدلے۔جالس سفینہ بہ تبعیت سفینہ مجازاً وصف حرکت سے متصف ہے حقیقۃً نہیں۔اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص ایک بچے کو گود میں اُٹھا کر چلتا ہے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچتا ہے ظاہر ہے کہ چلنے والا گود میں اُٹھائے ہوئے بچے کے لیے واسطہ فی العروض ہے اور بچہ ذوالواسطہ ہے لیکن اس کے باوجود چلنے کی صفت اس بچے کے لیے حقیقی نہیں بلکہ محض مجازی ہے وہ بچہ واسطہ فی العروض کے تابع ہونے کی وجہ سے مغرب سے مشرق پہنچا اور اس کے محاذات بدلے۔

چلنے کی صفت اس بچے کے لیے حقیقۃً ثابت نہیں محض بطور مجاز ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ نانوتوی صاحب کا رسول اللہ ﷺ کی ذات مقدسہ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے حق میں واسطہ فی العروض قرار دینا دراصل تمام انبیاء علیہم السلام کے لیے وصف نبوۃ سے حقیقۃً متصف ہونے کا انکار ہے۔اور سب کی نبوۃ کو مجازی قرار دینا ہے۔ظاہر ہے کہ مجازی نبوت کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی لہذا تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت نانوتوی صاحب کے نزدیک محض بے حقیقت

قرار پائی۔العیاذ باللہ الکریم۔نیز حضرت محمد رسول اللہ ﷺ و دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت میں ذاتی اور عرضی کی تفریق قرآن مجید کی متعدد آیات کے خلاف ہے۔ملاحظہ ہو!

[[انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبین من بعدہ]]۔(مقالات کاظمی حصہ سوم ص ۵۳۰،۵۳۱)

یہ بات ہم بار بار کہہ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت حضور ہی کے وسیلہ سے ملتی ہے اور یقیناً نبوۃ و رسالۃ بھی انبیاء کرام و رسل عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حضور ہی کے طفیل ملی۔مگر اس بناء پر حضور ﷺ کی نبوت بالذات اور دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوۃ و رسالت کو محض بالعرض اور مجازی نبوۃ و رسالت قرار دینا قرآن مجید میں تحریف معنوی اور انبیاء کی نبوت کا انکار صریح ہے۔جب لفظ خاتم کے حقیقی اور لغوی معنی ہی "آخر" ہیں تو ایسی صورت میں نانوتوی صاحب کا اطلاق یا عموم کا قول باطل محض ہے اور آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبین کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آخری نبی ہونے میں نص قطعی ہونے کا صاف انکار ہے۔دلالۃ النص یا اشارۃ النص کے طور پر حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے پر بے شمار آیات قرآنیہ سے استدلال کیا جا سکتا ہے لیکن حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یہی ایک آیہ قرآنیہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبین عبارت النص ہے۔جس کا نانوتوی صاحب نے نہایت بے دردی اور بے رحمی کے ساتھ انکار کر کے اسے اثر عبداللہ بن عباس پر قربان کر دیا۔جس کی صحت بھی مختلف فیہ ہے اور بالفرض اسے صحیح مان بھی لیا جائے تو وہ ظنی ہے اور کسی دلیل ظنی سے عقیدہ کا ثبوت ہرگز نہیں ہوتا۔میری بات اگر آپ کی سمجھ میں نہیں آتی تو اپنے گنگوہی صاحب سے سمجھ لیجئے وہ فرماتے ہیں!

"خوب سمجھ لو کہ باب عقائد میں محض نص قطعی واجب ہے آحاد وظنیات پر عقیدہ کا ثبوت ہرگز نہیں ہوتا"۔(براہین قاطعہ ص ۱۶۸)

اثر عبداللہ بن عباس کو خود نانوتوی صاحب ظنی مان رہے ہیں ملاحظہ فرمائیے!

تحذیر الناس ص ۲۲ پر لفظ خاتم کے معنی خاتم مرتبی ہونے کے متعلق رقمطراز ہیں!

"ہاں بوجہ عدم ثبوت قطعی نہ کسی کو تکلیف عقیدہ دے سکتے ہیں اور نہ کسی کو بوجہ انکار کافر کہہ سکتے ہیں چونکہ اس قسم کے استنباط اُمت کے حق میں مفید یقین نہیں ہو سکتے احتمال خطا باقی رہتا ہے۔البتہ تصریحات قطعی الثبوت تو پھر تکلیف مذکورہ اور تکفیر مسطور دونوں بجا تو یہاں ایسی تصریحات درجہ قطعیت کو نہیں پہنچیں یعنی نہ کلام اللہ میں ایسی تصریح ہے نہ کسی حدیث متواتر میں البتہ عبداللہ بن عباس سے ایک اثر منقول ہے جو درجہ تواتر تک نہیں پہنچا نہ اس کے مضمون

پر اجماع اُمت منعقد ہوا"۔(تحذیر الناس ص ۲۲)

اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے وہ ساری عمارت منہدم کر کے رکھدی جسے تحذیر الناس میں پاپڑ بیل کر تیار کیا تھا اور فرمایا تھا کہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے خاتم کے معنی مرتبی اور نبوۃ کی تقسیم بالذات اور بالعرض اور لفظ خاتم میں عموم واطلاق سب تاویلات میں احتمال خطا تسلیم کرلیا اور اس حقیقت کو مان لیا کہ اثر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا متواتر ہونا تو درکنار اس کے مضمون پر بھی اجماع اُمت منعقد نہیں ہوا لہذا اس سے کوئی عقیدہ ثابت نہیں ہوسکتا اور آخر میں اس حقیقت کو بھی تسلیم کر گئے کہ آیہ کریمہ وخاتم النبین کے جو معنی میں نے بیان کیے ہیں مجھ سے پہلے لوگوں کا اس کی طرف ذہن منتقل نہیں ہوا۔اپنے متعلق خود فرماتے ہیں۔

گاہ باشد کہ کودک ناداں بغلط بر ہدف زند تیرے (تحذیر الناس ص ۲۵)

مگر افسوس کہ ان کے تیر کا ہدف پر لگنا محتمل خطا ہو گیا۔(مقالات کاظمی حصہ سوم ص ۵۳،۵۴۲)

نانوتوی صاحب کا رد مفتی محمد شفیع دیوبندی سے:

بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے خاتم النبیین کا معنی آخر النبیین کی بجائے "بالذات نبی" کیا ہے یہ وہ معنی ہے کہ کوئی بھی تحذیر الناس اور عاشق نانوتوی اگر ترجمہ قرآن لکھنے بیٹھے تو نہیں لکھ سکتا۔جو ترجمہ تحذیر الناس میں اس بلند شان کا ہے وہ ترجمہ قرآن میں کیونکر نہیں لکھا جاسکتا؟

؎ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

نانوتوی صاحب جب خود کہتے ہیں!" اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا ہو تو اُن کی شان میں کیا نقصان آگیا اور کسی طفلِ نادان (مرادنانوتوی صاحب) نے کوئی ٹھکانے کی بات (خاتم النبیین کا معنی ذاتی نبی) کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہوگیا"۔(تحذیر الناس صفحہ ۷ مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ)۔

انکار کے پردے میں درحقیقت وہ اپنے عظیم الشان ہونے کا اقرار ہی کروا رہے ہیں اس عبارت نے بتادیا کہ تیرہ سو سال قبل سے نانوتوی صاحب تک کسی ایک مسلمان نے خاتم النبیین کا معنی سوائے آخر النبیین کے نہیں کیا۔نانوتوی صاحب

ہی وہ پہلے فرد ہیں جنھوں نے خاتم النبیین کا معنی ذاتی نبی کیا۔اور اس کا اقرار بڑے کھلے دل سے انھوں نے خود کیا ہے۔اثر ابن عباس کے جس سے باقی چھ زمینوں میں بھی مزید چھ خاتم ثابت ہوتے ہیں چونکہ اس روایت کا مضمون قرآن کریم کی آیت مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے خلاف ظاہر

ہوتا تھا اسلئے نانوتوی صاحب نے یہ کوشش کی کہ اثر ابن عباس اور آیت کریمہ کے ظاہری باہمی اختلاف کو ختم کیا جائے۔اس مقصد کے لیے بجائے اس کے کہ وہ اس مختلف فیہ قول یعنی اثر ابن عباس میں کوئی مناسب تاویل کرتے انہوں نے قرآن کریم کی آیت کریمہ اور کلام اللہ کی نص صریح کو اپنی فاسد تاویلات کا تختہ مشق بنا ڈالا۔قرآن کریم کا معنی ہی بدل دیا۔آخری نبی کی بجائے بالذات نبی کر ڈالا۔خوب یاد رکھیں کہ تحذیر الناس میں کہیں بھی خاتم النبیین کا معنی خاتم الانبیاء آخر الانبیاء آخر النبیین یا **لا نبی بعدہ** ﷺ نہیں لیا گیا۔صرف اور صرف بالذات نبی کیا گیا ۔اسی بنیاد پر تحذیر الناس کی عمارت کھڑی کی گئی۔رہی یہ بات کہ ہر موصوف بالعرض کا سلسلہ کسی موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے اور آگے نہیں چلتا یعنی اتصاف ذاتی کو تاخر زمانی لازم ہے تو اس کا رد بھی بعونہ تعالیٰ پیش کیا جائے گا۔تو ملاحظہ فرمایئے اس معنی کا رد جس کو نانوتوی صاحب کہتے ہیں کہ "شایانِ شانِ محمدی ﷺ خاتمیت مرتبی ہے نہ زمانی" جب خاتمیت زمانی شایان شان ہی نہیں تو اس میں کسی قسم کی فضیلت کیسی؟ نانوتوی صاحب کے معنی کا رد کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں!

۱) "صحابہ و تابعین اور اسلاف متقدمین کی تفسیروں کے بعد ان کے خلاف کوئی قول ایجاد کرنا اور آیت کی مراد اُن سب کے خلاف قرار دینا صاف یہ معنی رکھتا ہے کہ العیاذ باللہ تیرہ سو برس تک تمام اُمت نے قرآن کا مطلب غلط سمجھا"۔(ختم نبوت ص ۲۱ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی)

۲) "غرض صحابہ و تابعین جو کہ اس کتاب (قرآن) کے علوم میں آنحضرت ﷺ کے بلا واسطہ یا صرف ایک واسطہ سے شاگرد ہیں اُن کے اقوال سے تجاوز کرنا اور اُن سب اقوال کے علاوہ کوئی نئے معنی ایجاد کرنا قرآن کو نا قابل عمل چیز قرار دینا ہے"(ایضاً صفحہ ۲۳)

۳) "آج ہمارے لیے تفسیر قرآن کے بارے میں سیدھا راستہ اور سہل طریق اور سب سے زیادہ قابل اطمینان ذریعہ جس میں غلطی کا احتمال نہیں وہ صرف یہی ہے کہ ہم صحابہ و تابعین اور آئمہ متقدمین کی تفسیروں پر اعتماد کریں اور ان کے خلاف اگر کوئی معنی سمجھ میں آئیں تو اس کو اپنا قصور فہم خیال کریں"(ایضاً صفحہ ۲۵)

۴) "از روئے لغت عرب آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے"(ایضاً صفحہ ۷۰)

۵) "کیا قہر نہیں ہے کہ ایک شخص قرآن کی آیت کے معنی قواعدِ لغت کے خلاف اور خود تصریحاتِ قرآن کے خلاف اور پھر ڈیڑھ سو سے زائد احادیث نبویہ کے خلاف اور سینکڑوں صحابہ و تابعین اور ائمہ تفسیر کے خلاف صاف

صاف علی الاعلان بیان کرتا ہے اور کوئی پوچھنے والا نہیں کہ یہ کہاں سے کہتا ہے" (ایضاً صفحہ ۱۰۸)

اگر آج مفتی صاحب زندہ ہوتے تو ہم ان سے ضرور پوچھتے کہ نانوتوی صاحب نے جو خاتم النبیین کا معنی بالذات نبی کیا ہے یہ کہاں سے کیا ہے؟ وہ تو موجود نہیں مگر اُن کے صاحبزادگان اور دیگر اُن کو ماننے والے تو ہیں وہی بتا دیں کہ یہ معنی نانوتوی صاحب نے کہاں سے لیا ہے؟ چودہ صدیوں میں کوئی ثبوت؟ بقول مفتی صاحب "لغتِ عرب کے طویل وعریض دفتر میں سے زائد نہیں صرف ایک نظیر اسکی پیش کردیں یا کسی ایک لغوی اہل عربیت کے قول میں یہ معنی دکھلادیں" (ایضاً صفحہ ۱۰۹)

۶) "جس تفسیر کا یہ حال ہو کہ قواعد لغت اور نصوص قرآن وحدیث اور تصریحات صحابہ وتابعین سب ہی کے خلاف ہو تو اگر وہ بھی قرآن کی تحریف اور افتراء علی اللہ نہیں ہے تو پھر کوئی بُری سے بُری تحریف بھی تحریف کہلانے کے قابل نہ ہوگی" (ایضاً صفحہ ۱۱۱)

۷) "خاتم النبیین ہونا آپ ﷺ کی مخصوص فضیلت ہے علاوہ بریں خود آنحضرت ﷺ نے ختم نبوت کو اپنے اُن فضائل میں شمار فرمایا ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہیں۔۔۔۔وارسلت الی الخلق کافۃ ختم بی النبیون (رواہ مسلم) اور منجملہ مخصوص فضائل کے یہ ہے کہ میں تمام مخلوقات کی طرف مبعوث ہوا ہوں اور مجھ پر انبیاء ختم کردیے گئے" (ایضاً صفحہ ۱۲۰)

نانوتوی صاحب جو کہتے ہیں کہ آخری نبی کو فضائل میں کچھ دخل نہیں تو اسکا رد ہوا یا نہیں؟ مفتی صاحب کے ان دلائل سے ثابت ہوگیا کہ نانوتوی صاحب کا معنی وتفسیر قرآن وحدیث، صحابہ وتابعین، ائمہ ولغتِ عرب سب کے خلاف ہے۔

۸) قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی "کتاب الشفاء" میں اسی اجماع کی تصریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں!

[[لانہ اخبر انہ....اجماعاً و سمعاً (شفاء قاضی عیاض صفحہ ۳۶۲ مطبوعہ ہند) اس لیے کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہ ہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے پس اُن لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے" (ختم نبوت صفحہ ۳۰۸)

بناء خاتمیت کو تاخر زمانی لازم نہیں:

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی تحذیر الناس کے مقدمہ میں لکھتے ہیں!

ا)ختم نبوت مرتبی کو مانو تو ختم نبوت زمانی کا انکار نہیں ہو سکتا (صفحہ ۱۰ مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ)

ب)اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت مولانا قاسم نانوتوی کے ہاں بناء خاتمیت تو یہ ہے کہ آپ وصف نبوت سے موصوف بالذات ہیں لیکن آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس بناء خاتمیت کو حضور ﷺ کے بالفعل تشریف لانے پر تاخر زمانی لازم ہے۔آپ تحذیر الناس میں بھی اس کی تصریح فرمارہے ہیں۔ایک اور جگہ لکھتے ہیں! خاتمیت بھی بوجہ احسن ثابت ہوتی ہے اور خاتمیت زمانی بھی ہاتھ سے نہیں جاتی۔(تحذیر الناس صفحہ ۱۱)اس مسلسل عبارت کا حاصل یہ ہوا

ا)بناء خاتمیت کا مطلب ہے ذاتی نبی۔

۲)بناء خاتمیت یعنی بالذات نبی کو تاخر زمانی لازم ہے۔نانوتوی صاحب کے الفاظ میں ختم نبوت بمعنی معروض (یعنی بالذات نبی) کو تاخر زمانی لازم ہے۔

ج)آپ (نانوتوی صاحب) کے عقیدے میں بناء خاتمیت کو تاخر زمانی کہ آپ کا زمانہ آخری مانا جائے بہر حال لازم تھی۔(مقدمہ صفحہ ۱۲)

د)آپ جس بات کو بناء خاتمیت قرار دیتے ہیں اُسے آپ کا سب سے آخری زمانہ میں ہونا خود بخود لازم آرہا ہے۔(مقدمہ صفحہ ۱۲)

س)جس طرح موصوف بالذات پر موصوف بالعرض کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے آپ کی تشریف آوری پر اس سلسلے کا ختم ضرور تھا اس لیے آپ نبیوں کے ختم پر تشریف لائے بناء خاتمیت بس یہی ہے اسکے آثار و نتائج میں سے کہ آپ کو سب سے آخر میں رکھتے۔یہ ختم نبوت زمانی اس بناء خاتمیت کو لازم تھی۔(مقدمہ تحذیر الناس صفحہ ۱۵)

ڈاکٹر صاحب کے اس عنوان پر سب جملے ہم نے نقل کر دیئے اب جوبات ہم کرنا چاہتے ہیں وہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب اور دیگر تمام علمائے دیوبند توجہ سے پڑھیں اور جواب دیں۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بناء خاتمیت کو تاخر زمانی لازم کیوں نہیں؟ جواب ملتا ہے کہ جس طرح موصوف بالذات پر موصوف بالعرض کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔آپ کی تشریف آوری پر اس سلسلے کا ختم ضرور تھا اسلئے آپ نبیوں کے ختم پر تشریف لائے۔نانوتوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں!"سو اسی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور اس سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض۔اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ ﷺ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں۔آپ پر سلسلہ نبوت مختتم ہو جاتا ہے"۔(تحذیر الناس صفحہ ۳۵)

اس سے چند سطر قبل بھی نانوتوی صاحب نے لکھا! الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے" (صفحہ ۴۳)

بناء خاتمیت کو نانوتوی صاحب نے اسی بات پر رکھا ہے جیسا کہ پہلے نقل کیا جاچکا ہے کہ "موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے" (صفحہ ۴۳، ۴۴)

مولوی منظور نعمانی صاحب بھی کہتے ہیں!

"جس طرح کہ ہر موصوف بالعرض کا سلسلہ کسی موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے اور آگے نہیں چلتا اسی طرح تمام انبیاء علیہ السلام کی نبوت کے متعلق تو کہا جاسکتا ہے کہ وہ حضرت خاتم الانبیاء کی نبوت سے مستفاد ہیں لیکن آنحضرت ﷺ پر جا کر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔۔۔۔پس اسی کو خاتم ذاتی کہا جاتا ہے اور اسی مرتبہ کا نام خاتم ذاتیہ ہے" (تحذیر الناس ص ۱۰۹، ۱۱۰)

ہم نے بڑی دیانت داری سے عبارات نقل کی ہیں مولوی محمد قاسم نانوتوی، ڈاکٹر خالد محمود اور مولوی منظور نعمانی تینوں کی عبارات نے بتایا کہ تحذیر الناس میں خاتم النبیین کے معنی بالذات نبی کو تاخر زمانی لازم ہے۔ اس لیے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ اسکا جواب ہم مقالات کاظمی حصہ دوم وسوم سے نقل کرتے ہیں۔

ایک اعتراض کا جواب:

"الفرقان وغیرہ میں کم فہمی یا مغالطہ کی بنا پر یہ کہا گیا ہے کہ! ہمارا تمہارا دونوں کا متفق علیہ مسلک ہے کہ کسی کو کوئی کمال رسول کریم ﷺ کے واسطے کے بغیر نہیں ملا اور نبوت بھی کمال ہے۔ وہ حضور کے واسطہ کے بغیر کسی کو کیوں مل سکتی ہے؟ لہذا ماننا پڑے گا کہ ہر نبی کو وصف نبوت بواسطہ نبی کریم ﷺ دیا گیا اور بالذات اور بالعرض سے یہی مراد ہے"۔

اس کے جواب میں گزارش کروں گا کہ یہ ایک عجیب قسم کا مغالطہ ہے جس سے جہلا تو متاثر ہو سکتے ہیں مگر ذی علم انسان کی نظر میں اس کی کچھ حقیقت نہیں۔ نانوتوی صاحب نے حضور ﷺ کو بوصف نبوت کے ساتھ بالذات موصوف مانا ہے جس کی وضاحت کرتے ہوئے انہوں نے تحذیر الناس میں لکھا ہے!

[[تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف بالذات سے مکتسب ہوتا ہے۔ موصوف بالذات کا وصف جس کا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من

الغیر ہونا لفظ بالذات ہی سے معلوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا]]۔(تحذیر الناس ص ۳)
آگے چل کر لکھتے ہیں!

[[الغرض یہ بات بدیہی ہے (یعنی محتاج دلیل نہیں) کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے]]۔(تحذیر الناس ص ۳)

ان دونوں عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ نانوتوی صاحب کے نزدیک وصف ذاتی سے وہ وصف مراد ہے جس پر وصف عرضی کا قصہ ختم ہو جائے جیسا کہ انہوں نے خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی یہی وجہ بیان کی ہے۔لیکن اُمت مسلمہ کے نزدیک حصول کمال میں حضورﷺ کے واسطہ ہونے سے یہ مراد نہیں کیوں کہ حضورﷺ ہر کمال کے حصول میں واسطہ ہیں خواہ وہ نبوت ہو یا غیر نبوت حتیٰ کہ حصول ایمان میں بھی حضورﷺ واسطہ ہیں۔نانوتوی صاحب بھی اسی کے قائل ہیں چنانچہ انہوں نے تحذیر الناس میں ارقام فرمایا!''اور یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بالذات ہو اور مومنین میں بالعرض''۔(تحذیر الناس ص ۱۲)

مگر آج تک کسی نے نہیں کہا کہ معاذ اللہ ایمان،علم،عمل،ایقان و تقویٰ کا سلسلہ حضورﷺ پر ختم ہو گیا اور حضورﷺ کے بعد کوئی مومن نہیں ہوا نہ صالح نہ متقی نہ مجتہد۔العیاذ باللہ بلکہ یہ سب اوصاف و کمالات اب بھی جاری ہیں اور آئندہ بھی جاری رہیں گے اور نبوت کے جاری نہ ہونے کی یہ وجہ آج تک کسی نے بیان نہیں کی کہ حضورﷺ کے علاوہ دیگر انبیاء علیہم السلام میں اس وصف کے عرضی ہونے کی وجہ سے موصوف بالعرض کا سلسلہ موصوف بالذات پر ختم ہو گیا۔بلکہ محض اس لیے کہ آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اسی طرح احادیث متواتر المعنی حضورﷺ کے آخر النبیین ہونے پر دلالت قطعیہ کیساتھ دال ہیں۔ورنہ اگر وصف ذاتی کی بنا پر اُمت مسلمہ حضورﷺ کی ذات مقدسہ پر سلسلہ نبوت ختم ہونے کی قائل ہوتی تو اسے بقیہ تمام اوصاف کو بھی اسی اتصاف ذاتی کی وجہ سے حضورﷺ پر ختم کرنا پڑتا یعنی اس امر کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا کہ نبوت کیساتھ ایمان و ایقان،عمل و ہدایت و تقویٰ وغیرہ تمام اوصاف حسنہ بلکہ سب کمالات حضورﷺ پر ختم ہو گئے۔اب حضورﷺ کے بعد معاذ اللہ نہ کوئی مومن ہے نہ متقی نہ صالح نہ عالم کیوں کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو گیا۔مگر ایسی بات کا تسلیم کرنا تو درکنار اس کا تصور بھی اسلامی ذہن کے لیے ناقابل برداشت ہے۔(مقالات کاظمی حصہ دوم ص ۳۲۵،۳۲۶ مطبوعہ مکتبہ شرکت حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور)

اب اگر بناء خاتمیت کو تاخر زمانی لازم سمجھیں تو موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ماننا پڑے گا

اور موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم مانا تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی مومن بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ جیسے باقی انبیاء کی نبوت عرضی ہونے کی وجہ سے چلتے چلتے آخر موصوف بالذات پر تمام ہو گئی چونکہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے اس لیے اب کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اب مومن بھی نہیں پیدا ہو سکتا۔

علامہ احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں!

"نانوتوی صاحب کے عقیدہ ناخر زمانی کا دارومدار صرف اسی بات پر ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ وصف نبوۃ کے ساتھ بالذات موصوف ہیں اور باقی جو بھی ہے وہ وصف نبوۃ کے ساتھ بالعرض موصوف ہے۔ موصوف بالذات پر موصوف بالعرض کا قصہ تمام ہو جاتا ہے۔ اسلیے حضور ﷺ کے تشریف لانے کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس طرح جھوٹے مدعیان نبوت کا سدباب بھی ہو گا مگر اسی تحذیر الناس میں نانوتوی صاحب نے حضور ﷺ کو وصف ایمان کے ساتھ بھی موصوف بالذات اور مومنین کو موصوف بالعرض قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے تحذیر الناس میں ارقام فرماتے ہیں!

"اور یہ بات اس بات کو مستلزم ہے کہ وصف ایمانی آپ میں بالذات ہو اور مومنین میں بالعرض"۔ (تحذیر الناس ص ۱۲)

اس عبارت کا مفاد یہ ہوا کہ جس طرح حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا کیونکہ موصوف بالذات پر موصوف بالعرض کا قصہ تمام ہو جاتا ہے اور اگر اس کے باوجود بھی نانوتوی صاحب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مومنوں کا پیدا ہونا تسلیم کرتے ہیں تو لامحالہ انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نبیوں کا پیدا ہونا بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ اب آپ ہی بتائیں کہ نانوتوی کا عقیدہ ناخر زمانی اور جھوٹے مدعیان نبوۃ کے سدباب کا قول کہاں گیا؟ صرف یہی نہیں بلکہ نانوتوی صاحب نے موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا دروازہ بھی بند کر دیا کیونکہ وہ بھی موصوف بالعرض ہیں۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ نانوتوی صاحب تحذیر الناس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا ذکر کس منہ سے کر رہے ہیں۔ اگر کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی شریعت محمدیہ پر عمل پیرا ہونے والا نبی آسکتا ہے کیونکہ وہ بھی عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح وصف نبوۃ کے ساتھ موصوف بالعرض ہو گا۔ مختصر یہ کہ نانوتوی صاحب نے موصوف بالعرض کے قصہ کو موصوف بالذات پر ختم کر کے اُمت مسلمہ کے اجماعی عقیدہ کا انکار کیا ہے۔ (مقالات کاظمی حصہ سوم ص ۵۱۱، ۵۱۲ مطبوعہ بزم سعید ملتان)

اور اگر یہ کہا جائے کہ عیسٰی علیہ السلام پہلے کے پیدا شدہ ہیں، ختم نبوت کے منافی تو تب ہو کہ وہ بعد میں پیدا ہوں تو نانوتوی صاحب اس کے بھی قائل ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ تفصیل ان شاء اللہ آگے آ رہی ہے۔ بالفرض اور ختم مرتبی مکمل طور پر زیر بحث آئیں گے۔ سرفراز گکھڑوی صاحب نے بھی یہ بات ثابت کرنے کے لیے کہ نانوتوی صاحب ختم زمانی کے قائل تھے ثبوت میں یہی عبارت پیش کی ہے کہ بالعرض کا سلسلہ بالذات پر ختم ہو جاتا ہے۔ دوسرے انبیاء وصف نبوت کے ساتھ بالعرض متصف ہیں حضور علیہ السلام بالذات متصف ہیں لہذا سلسلہ نبوت آپ پر ختم ہو گیا۔ اس پر مولانا غلام نصیر الدین سیالوی مدظلہ "عبارات اکابر کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ" میں قاسم نانوتوی کا باقی انبیاء کی نبوت سے انکار کے عنوان سے فرماتے ہیں!

"سرفراز صاحب قاسم نانوتوی کی اس عبارت کو ختم نبوت زمانی پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں حالانکہ اس طرح تو باقی انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے تو انکار ہو جائے گا کیونکہ جو کسی وصف سے بالعرض موصوف ہو اسکے ساتھ اس کا اتصاف مجازی ہوتا ہے (یعنی جس کے پاس کوئی صفت عرضی ہو تو وہ صفت اُس کی غیر حقیقی ہے) جس طرح جالس فی السفینہ (کشتی میں بیٹھے ہوئے) کو بھی متحرک کہا جاتا ہے۔ کشتی وصف تحرک (یعنی صفت حرکت) کے ساتھ حقیقتاً متصف ہے اور جو اس میں سوار ہے وہ مجازاً متصف ہے اور اس (وصف تحرک) سے اُس (سوار) کی نفی بھی جائز ہوتی ہے۔ جیسے کسی کو کہا جائے کہ تو شیر سا ہے تو اس سے شیر ہونے کی نفی کرنا بھی جائز ہے۔ مولانا سرفراز صاحب نے "اتمام البرھان" میں فرمایا ہے کہ حضرت نانوتوی نے واسطہ فی الثبوت غیر سغیر محض مراد لیا ہے جیسے چابی کی حرکت ہاتھ کے واسطہ سے ہوتی ہے اور خود ہاتھ بھی حرکت کے ساتھ متصف ہوتا ہے اور دونوں متحرک ہونے کے ساتھ حقیقتاً متصف ہیں۔ حالانکہ یہ حضرت کا سفید جھوٹ ہے کیونکہ نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کا معنی بالذات نبی کیا ہے۔ اور حسین احمد مدنی نے "الشہاب الثاقب" میں کشتی والی مثال دے کر وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے کہ کشتی وصف تحرک کے ساتھ حقیقتاً متصف ہے اور کشتی سوار مجازاً متصف ہے۔ حسین احمد مدنی نے اسے واسطہ فی العروض قرار دیا ہے، کشتی، سوار کے لیے حرکت سے متصف ہونے کے لیے واسطہ فی العروض ہے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام باقی انبیاء علیہم السلام کے لیے وصف نبوت میں واسطہ فی العروض ہیں۔ مولوی صاحب نے تلبیس سے کام لیتے ہوئے واسطہ فی العروض کو واسطہ فی الثبوت غیر سغیر محض قرار دیا جس میں واسطہ اور ذوالواسطہ وصف سے حقیقتاً متصف ہوتے ہیں۔ حالانکہ واسطہ فی الثبوت غیر سغیر محض اور واسطہ فی العروض آپس میں قسیم (تقسیم کرنے والے) ہیں اور علامہ موصوف کو علم ہوگا کہ "قسیم الشیء یجب ان یکون غیرہ" جو کسی شے کا قسیم ہوتا ہے ضروری ہے کہ وہ اسکا

غیر ہو۔ نیز اس اس دلیل سے (موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہوتا ہے) اگر نبوت کا آپ ﷺ پر مختتم ہونا ثابت ہوتا ہے تو ایمان اور علم کا بھی آپ پر ختم ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ اسی تحذیر الناس کے صفحہ نمبر ۱۰ پر تحریر ہے کہ حضور علیہ السلام وصف ایمان سے بالذات متصف ہیں اور باقی لوگ بالعرض اور مابالعرض کا سلسلہ مابالذات پر ختم ہوتا ہے تو لازم آیا کہ ایمان بھی آپ ﷺ پر ختم ہوا اور بعد میں کوئی مومن نہ ہو۔ اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۱۱ پر ہے کہ علم حضور علیہ السلام میں بالذات ہے اور آپ ﷺ کے علاوہ باقیوں میں بالعرض ہے۔ پھر ثابت ہوگا کہ حضور علیہ السلام کے بعد کسی میں علم بھی نہیں ہے کیونکہ مابالعرض کا سلسلہ مابالذات پر ختم ہوتا ہے۔ نیز لازم آئے گا کہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں اور آپ ﷺ کے زمانہ کے بعد سارے جاہل ہوں (اسکے بعد سید انور شاہ کشمیری دیوبندی کے رسالہ خاتم النبیین صفحہ ۳۷ کی فارسی عبارت دے کر یہ ترجمہ کیا گیا ہے) مابالذات اور مابالعرض فلسفے کا عرف ہے۔ قرآن کریم اور محاورات عرب سے اسکا کوئی تعلق نہیں اور نہ الفاظ میں اس کی طرف کوئی اشارہ پایا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اس پر کوئی دلالت موجود نہیں۔ پس مراد قرآنی پر استفادہ نبوت کا اضافہ کرنا قرآن پر زیادتی ہے اور خالصاً خواہش نفسانی کی اتباع ہے۔ سرفراز صاحب اب تو مان جایئے کہ نانوتوی صاحب نے قرآن کی تفسیر بالرائے کی ہے۔ آپ کے خاتم الحفاظ مولوی انور شاہ کشمیری صاحب کی تمام عبارت کا رخ یقیناً تحذیر الناس کی طرف ہے اور نانوتوی صاحب نے اسی تحذیر الناس میں تفسیر بالرائے کرنے والے کے لیے حدیث نقل کی ہے کہ!

من فسر القرآن برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار۔ جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ کافر ہے۔

آج تک کسی مفسر اور کسی عالم نے خاتم النبیین کی یہ تفسیر نہیں کی جو نانوتوی صاحب نے کی ہے۔ اگر کسی نے کی ہے تو اس کا حوالہ دیا جائے۔ نیز یہ جو کہا ہے کہ مابالعرض کا سلسلہ مابالذات پر ختم ہوتا ہے یہ ماضی کی جانب ہوتا ہے کیونکہ ہر انسان کا وجود اپنے سے پہلے انسان والد کی وجہ سے ہے۔ اس طرح اپنے سے پہلے کی وجہ سے اگر یہ سلسلہ یونہی چلتا رہے تو تسلسل لازم آئے گا جو باطل ہے۔ اگر کسی ممکن پر جا کر رُک کر تو مابالعرض کا تحقق بغیر مابالذات کے لازم آئے اور یہ بھی باطل ہے اور مابالذات پر ختم ہو تو ثابت ہو گیا کہ اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں کیونکہ وہ واجب الوجود ہے اور باقی ممکن ہے اور واجب ممکن کے لیے علت ہے۔ نیز یہ کہنا کہ خاتمیت ذاتی، ختم زمانی کو مستلزم ہے غلط ہے کیونکہ اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۱۳ پر مرقوم ہے!

"اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں کہیں کوئی اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور قائم رہتا ہے"۔

صفحہ نمبر ۲۵ پر کہتے ہیں!

"اور اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں کیونکہ ان کے نزدیک اگر نیا نبی آجائے تو خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آتا تو جب خاتمیت زمانی جو لازم تھی وہ باطل ہوگئی تو خاتمیت ذاتی جو ملزوم تھی وہ بھی باطل ہوگئی۔ کیونکہ لازم کا بطلان ملزوم کے بطلان پر دلیل ہوتا ہے"۔ (عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ ص ۱۹۸ تا ۲۰۱)

ڈاکٹر خالد محمود صاحب دیوبندی نے "مقدمہ تحذیر الناس" کے صفحہ ۲۲ پر جو کہا ہے کہ!

"افسوس کہ بعض کم علم حضرات نے تحذیر الناس کی اس بحث میں عرضی کو عارضی کے معنی میں سمجھ لیا اور گمان کیا کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے (معاذ اللہ) باقی سب انبیاء کی نبوت کو عارضی کہہ دیا ہے حالانکہ اہل اسلام میں سے کوئی اس کا قائل نہیں"۔

جناب ڈاکٹر صاحب! اہل اسلام سے اس کا کوئی قائل نہیں تھا جبھی تو نانوتوی صاحب پر فرد جرم عائد کی گئی ہے۔ کہ انہوں نے ایسا کہا ہے۔

ایک جواب تو اسکا علامہ غلام نصیر الدین سیالوی مدظلہ العالی کی عبارت سے ہوگیا جس میں انہوں نے شہاب ثاقب کا حوالہ دیا ہے۔ ہم پوری عبارت درج کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے!

"کشتی کو حرکت اولاً عارض ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ سے بیٹھنے والے کو حصہ پہنچتا ہے۔ پس سلسلہ حرکت کشتی پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں کشتی کو موصوف بالحرکت، اولاً بالذات کہیں گے اور جانشین کشتی کو ثانیاً و بالعرض" (شہاب ثاقب ص ۷۷ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)

اسی کتاب کے ص ۷۹ پر دوبارہ کہا! "جتنے انبیاء کہیں گزرے ہیں سب کے سب حقیقت محمدیہ سے اسی طرح مستفیض ہوں گے جس طرح جانشین کشتی، کشتی سے اور نجوم ہائے آسمان، آفتاب سے، کہیں بھی ہوں۔

اسی شہاب ثاقب میں ہے!" پس جو شخص خاتم نبوت ہوگا اس کو نبی الانبیاء اور سید الرسل ہونا ضروری ہے اور جتنے کمالات نبوت ہوں گے وہ سب اس میں اولاً و بالذات کامل درجہ کے موجود ہوں گے اور دوسروں میں اسکا فیض ہوگا۔ جہاں کہیں نبی ہوں اور جس زمانہ کے رسول ہوں، سب کا وہ سردار اور رئیس اعظم ہوگا۔۔۔ مگر ایسا شخص اس تمام مرتبہ کا خاتم ہو سکتا ہے چاہے کسی زمانہ میں پایا جاوے۔ بنظر اس کے علو (بلند) مرتبے کے اور اس کی ذات ولا صفات کے لیے نہ زمانہ اول ضروری ہے نہ اوسط نہ آخر۔ اگرچہ اور دوسرے وجوہ سے اس کا آخر زمانہ میں ہونا ضروری

ہو"۔(ص ۷۷،۷۸)

"جس زمانہ کے رسول ہوں" سے ہر زمانہ مراد ہے۔اس میں تخصیص نہیں کیونکہ لفظ "جس" میں عموم یہاں پر ظاہر و باہر ہے۔چاہے ماضی ہو، حال ہو، یا مستقبل جو بھی زمانہ ہو۔یعنی خاتم نبوت سے پہلے کوئی رسول ہوں اُس کے زمانے میں ہوں یا اُس کے زمانے کے بعد کے رسول ہوں وہ سب کا سردار ہوگا۔اور حسین احمد مدنی صاحب نے اگلی عبارت میں کھل کر کہہ دیا کہ ایسے بلند مرتبہ ذات والا صفات کے لیے نہ زمانہ اول ضروری ہے نہ درمیانہ اور نہ آخر۔۔۔یعنی حقیقتاً تو زمانے کا اول و آخر اُس کے لیے ضروری نہیں، ہاں کسی اور وجہ سے آخر میں ہونا ضروری ہوسکتا ہے۔اور وہ وجوہ اگر نہ ہوں تو ظاہر ہے کہ مدنی صاحب اور نانوتوی صاحب کے نزدیک زمانے کا اول یا آخر کوئی ضروری نہیں۔۔۔وہ دیگر انبیاء سے پہلے بھی آسکتا ہے اور بعد میں بھی آسکتا ہے۔☆(ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے بھی لکھا!"اس ختم نبوت مرتبی کے ساتھ زمانے کی قید نہیں۔(مقدمہ ص ۱۵) تو جناب ڈاکٹر صاحب عرضی کو عارضی ہم نے نہیں سمجھا بلکہ خود نانوتوی صاحب فرماتے ہیں!

"الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہوجاتا ہے۔چنانچہ خدا کے لیے کسی اور خدا کے نہ ہونے کی وجہ اگر ہے تو یہی ہے۔یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی بمعنی بالعرض ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود، کبھی معدوم، کبھی صاحب کمال، کبھی بے کمال رہتے ہیں۔اگر یہ امور مذکور ممکنات کے حق میں ذاتی ہوتے تو یہ انفصال و اتصال نہ ہوا کرتا۔علی الدوام وجود اور کمالاتِ وجود ذات ممکنات کو لازم ملازم رہتے۔سو اسی طور رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کو تصور فرمایئے۔یعنی آپ موصوف بوصفِ نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض"۔(تحذیر الناس ص ۳۴، ۳۵ مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ)

اس عبارت کا اصل ماحصل یہ ہوا کہ بالعرض وجودِ ممکنات و کمالات کبھی قائم کبھی فنا کبھی غنا کبھی صاحب کمال کبھی بے کمال، ہاں یہ امور اگر ذاتی ہوتے تو پھر یہ انفصال (جدائی) اور اتصال (ملاپ) نہ ہوا کرتا۔یعنی کبھی تو یہ امور جُدا ہوگئے اور کبھی ان کا قرب حاصل ہوگیا۔سو اسی طور حضور ﷺ کے علاوہ باقی انبیاء کرام کی نبوت بالعرض ہے۔یعنی عرضی بمعنی بالعرض اور یہی وجہ ہے کہ کبھی نبوت موجود (حاضر اور قائم) اور کبھی معدوم (گم اور فنا) کبھی نبی صاحب کمال اور کبھی بے کمال، کبھی اس وصف نبوت بالعرض کا انفصال (کہ جُدا ہوگئی، نہ رہی) اور کبھی اتصال (پھر مل گئی) اسی لیے علامہ غلام نصیر الدین سیالوی نے لکھا!"جو کسی وصف سے بالعرض موصوف ہو اُس کے ساتھ اُس کا اتصاف مجازی ہوتا ہے (یعنی صفت عرضی مجازی ہوتی ہے)۔۔۔اور اس سے اُس کی نفی بھی جائز ہوتی ہے"۔اسی کو

انھوں نے "قاسم نانوتوی کا باقی انبیاء کی نبوت سے انکار" کا نام دیا ہے۔اسی کو آپ کے شیخ الاسلام مدنی صاحب نے کشتی کی مثال سے واضح کیا ہے کہ کشتی کی حرکت بالذات اور سوار کی حرکت بالعرض ہوگی۔لہذا وہ سوار صفتِ حرکت کے ساتھ مجازاً متصف ہے اور اس وصفِ متحرک سے اُس سوار کی نفی بھی جائز ہے۔یعنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ متحرک نہیں ۔ڈاکٹر صاحب!اب تو مان لیں کہ اس بحث میں عرضی کو عارضی اور غیر حقیقی کے معنی میں خود نانوتوی صاحب اور اُن کے عقیدتمند جناب حسین احمد مدنی صاحب نے پیش فرمایا ہے اور دلائل کے ساتھ بتایا ہے کہ بالعرض نبوت کبھی موجود،کبھی معدوم،کبھی اسکا انفصال اور کبھی اتصال۔۔۔آپ فرماتے ہیں!"اہل اسلام میں سے کوئی اس کا قائل نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو فائز نبوت فرما کر پھر اس سے نبوت لے لیں۔یہ تو یہودیوں کا اعتقاد تھا جو بلعم بن باعورا کے بارے میں اس قسم کا عقیدہ رکھتے ہیں"۔(مقدمہ تحذیر الناس ص ۲۲)

اس عبارت میں ہمیں آپ سے مکمل اتفاق ہے۔

ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی صاحب کی تُک بندیاں:

لگے ہاتھوں ڈاکٹر صاحب کی ہوشیاریوں سے بھی آپ کو آگاہ کرتے جائیں جب وہ کسی خطرے کے مقام پر پہنچتے ہیں کہ جہاں کوئی بات کسی صورت نہ بن پا رہی ہو اور مطلب و مفہوم اسلام کے خلاف جاتا ہو تو وہاں پچر (روک) کے طور پر ایک ایسا جملہ ٹھونس دیتے ہیں جس سے وہ خود کو محفوظ تصور کرنے لگتے ہیں لیکن یہ تو ایسا ہی ہے کہ خطرے کو آتا دیکھ کر کوئی آنکھیں بند کرلے اور یہ سمجھے کہ میں اُس کی نگاہ سے اوجھل ہو کر مکمل محفوظ ہو گیا ہوں۔

پہلی مثال:بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی مقدر ہوتا تو بھی آپ کی خاتمیت مرتبی بے شک قائم رہتی اور وہ آپ کے ماتحت ہوتا ہاں اس کے بالفعل آنے سے ختم نبوت زمانی بے شک قائم نہ رہتی اور یہ خلاف عقیدہ اسلام ہوتا۔(مقدمہ تحذیر الناس صفحہ ۱۲،۱۳)

جب دیکھا کہ یہ بات تو واقعی خلاف اسلام ہے تو اس کے آخر میں لکھ دیا" کیونکہ اسلام میں ختم نبوت زمانی پر ایمان لانا بھی ضروریات دین میں سے ہے" لفظ بالفرض کو تو ہم اگلی سطور میں لیں گے لیکن یہاں بھی بتاتے چلیں کہ اگر پہلے جملے کو بالفرض کی وجہ سے فرضی سمجھیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نہ ہونے والی بات ہے یعنی نہ تو کسی نبی نے آنا ہے نہ ختم مرتبی نے قائم رہنا ہے۔کیونکہ اسی تحذیر الناس کے مقدمہ ص ۱۶ کے حاشیہ میں لکھا ہوا ہے!"کسی نہ ہونے والی بات کو فرض کر کے بیان کرنا اہل علم کے نزدیک کبھی قابل اعتراض نہیں رہا"۔اسی بات کا رونا تو ہم روتے ہیں کہ اگر آپ اہل علم میں سے ہوتے تو ہونے والی بات کو فرض کر کے بیان نہ کرتے۔مذکورہ بالا نقل کردہ عبارت میں اگر لفظ

"بالفرض" ہٹا کر بھی یہ کہا جائے کہ! "آپ کے بعد کوئی نبی مقدر ہوتا تو بھی آپ کی خاتمیت مرتبی بے شک قائم رہتی تو مطلب وہی ہوگا جو بالفرض کے ساتھ تھا۔ اس جملے میں "تو بھی" اور "بے شک" کے الفاظ خاتمیت مرتبی کو باقی رکھنے کے لیے لائے گئے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جاتا تو بھی آپ کی خاتمیت مرتبی بے شک قائم رہتی۔ اگر عبارت کو فرضی سمجھیں تو بھی آپ کے عقیدے کے خلاف، کہ آپ تو خاتمیت مرتبی قائم رکھنے کے قائل ہیں اور فرضی میں خاتمیت مرتبی نہ ہونے والی بات ہوگی۔ یعنی آپ کو پھر خاتمیت مرتبی سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ اور یہ بھی آپ کو گوارا نہیں کہ اس طرح خاتمیت زمانی کا سلسلہ آ کھڑا ہو گا۔ یعنی "بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" اسی خاتمیت محمدی کو آپ خاتمیت مرتبی بتاتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں خاتمیت محمدی کو خاتمیت مرتبی سمجھا جائے۔ بلکہ یوں فرماتے ہیں!

ا۔ بلکہ اگر بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی ہوتا تو بھی آپ کی اس معنی کی خاتمیت میں فرق نہ آتا، خاتمیت مرتبی بہر حال قائم تھی۔ (مقدمہ ص ۱۵)

ب۔ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کوئی نبی ہوتا تو اس کے باوجود آپ کی خاتمیت مرتبی قائم رہتی۔ (مقدمہ ص ۱۵)

ج۔ آپ کا خاتم ہونا ختم نبوت مرتبی کے لحاظ سے بدستور قائم رہتا ہے۔ (مقدمہ ص ۱۶)

د۔ خاتمیت سے ختم نبوت مرتبی مراد نہ لینا اس عبارت پر بڑا ظلم ہوگا۔ (مقدمہ ص ۱۶)

س۔ یہاں یہی بات شرط کے ساتھ کہی جا رہی ہے اور موضوع ختم نبوت مرتبی کا بیان ہے۔ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مقدر مانا جائے تو اسے بھی حضور ﷺ کے آفتاب نبوۃ سے مستنیر مقدر ماننا جائیگا۔ اور اس سے حضور ﷺ کی خاتمیت مرتبی میں واقعی کچھ فرق نہیں آئے گا۔ (مقدمہ ص ۱۷)

اسی طرح ص ۱۸ پر بھی پہلی دو سطروں میں یہی لکھا تو اب بتایئے کہ جو آپ نے حاشیہ ص ۱۶ میں لکھا کہ! "کسی نہ ہونے والی بات کو فرض کر کے بیان کرنا اہل علم کے نزدیک کبھی قابل اعتراض نہیں رہا" تو نانوتوی صاحب کی بالفرض والی عبارت میں نہ ہونے والی بات کیا ہے کیونکہ آپ کا ہر مولوی طالب علم رٹ لگائے پھرتا ہے۔ بالفرض، بالفرض، بالفرض، تو آج بتا دیجئے کہ اس عبارت میں نہ ہونے والی بات کون سی ہے۔ ہم نے مقدمہ تحذیر الناس سے آپ کی چھ عبارتوں کا حوالہ دیا ہے کہ آپ خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت مرتبی لیتے ہیں۔ اور جب اس کا معنی آپ خاتمیت مرتبی کا لیتے ہیں تو عبارت فرض کس طرح ہوئی اور نہ ہونے والی بات کون سی ہوئی؟ آپ نے جب دیکھا کہ یہاں بات نہیں بن رہی (بالفرض بالفرض کی گردان تو ہم لوگوں کی توجہ ہٹانے اور رخ پھیر دینے کے

لیے کرتے ہیں) اور در حقیقت بات تو خلاف اسلام ہے تو آپ نے یونہی درمیان میں یہ جملہ نکا دیا "اسلام میں ختم نبوت زمانی پر ایمان لانا بھی ضروریات دین میں سے ہے" اور اطمینان کا سانس لیا۔

دوسری بات آپ نے یہ کہی کہ "ہاں اسکے بالفعل آنے سے ختم نبوت زمانی بے شک قائم نہ رہتی اور یہ خلاف عقیدہ اسلام ہوتا" ڈاکٹر صاحب کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ امکان میں ہے فعل میں نہیں۔یعنی بالقوۃ مانتے ہیں (امکان کی منزل میں) بالفعل (وجود کی منزل میں) نہیں مانتے۔ہاں اگر بالفعل مانتے تو یہ خلاف عقیدہ اسلام ہوتا۔مطلب یہ ہوا کہ آدمی بالفعل بت کو سجدہ کرے تو مشرک ہوتا ہے محض امکان کی حد تک عقیدہ رکھنے سے نہیں۔علامہ ارشد القادری نے اسکا بہت خوبصورت جواب دیا ہے لیکن اُن کے جواب سے پہلے ہم ڈاکٹر خالد محمود صاحب کی عبارت دوبارہ پیش کرنا چاہتے ہیں تا کہ قارئین کو عبارت دیکھنے کے لیے واپس لوٹنے کی زحمت نہ ہو۔ڈاکٹر خالد محمود صاحب فرماتے ہیں!

"بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی مقدر ہوتا تو بھی آپ کی خاتمیت مرتبی بے شک قائم رہتی اور وہ آپ کے ماتحت ہوتا۔ہاں اس کے بالفعل آنے سے ختم نبوت زمانی بے شک قائم نہ رہتی اور یہ خلاف عقیدہ اسلام ہوتا"۔(مقدمہ تحذیر الناس ص ۱۲،۱۳) اس کا جواب علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ سے سنئے آپ لکھتے ہیں!

"غور فرمائیے! جب دیوبندی جماعت کے یہاں بھی بغیر کسی قباحت کے حضور ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہوسکتا ہے تو قادیانیوں کا اس سے زیادہ اور قصور ہی کیا ہے۔جو چیز اہل دیوبند کے یہاں جائز ممکن تھی اُسے انہوں نے واقع کر لیا۔اصل کفر تو نئے نبی کے جواز و امکان سے وابستہ تھا،جب وہی کفر نہ رہا تو اب کسی نئے مدعی نبوت کو اپنے دعوے سے باز رکھنے کا ہمارے پاس ذریعہ کیا رہا" (مسئلہ ختم نبوت ص ۲۷ مطبوعہ صفا اکیڈمی لاہور کینٹ)

یہ پہلی مثال تھی کہ عبارت سے عقیدہ جب خلاف اسلام برآمد ہوتا ہے تو ڈاکٹر صاحب جھٹ وہاں ایک پیچر لگا دیتے ہیں۔یہ عبارت بھی ایسی ہی تھی تو ڈاکٹر صاحب نے یہ پیچر لگائی۔"اسلام میں ختم نبوت زمانی پر ایمان لانا بھی ضروریات دین میں سے ہے"۔(لیکن یہ بھی سوچے کہ کیا چھ طبقات ارضیہ کے چھ خواتم بالفعل نبی نہیں مانے گئے؟ تو ثابت ہوا کہ ڈاکٹر خالد محمود کے نزدیک بھی تحذیر الناس میں واقعی کفریات ہیں)

دوسری مثال: ختم نبوت مرتبی کیساتھ زمانے کی قید نہیں۔آپ انبیاء سابقین کے بھی مرکز ہیں۔آپ کی شان مرتبی کا یہ پہلو انبیاء سابقین سے ہی خاص نہیں بلکہ اگر بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی ہوتا تو بھی آپ کی اس معنی کی خاتمیت میں فرق نہ آتا۔خاتمیت مرتبی بہر حال قائم تھی۔(مقدمہ تحذیر الناس صفحہ ۱۵)

چونکہ یہ عبارت بھی خلاف اسلام تھی اس لیے اسکے ساتھ بھی جھٹ پیچر لگائی۔ ''لیکن حکمت خداوندی متقاضی ہوئی کہ آپکی تشریف آوری پر اس بناء خاتمیت کیساتھ ختم نبوت زمانی بھی لازم کی جائے جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ کا زمانہ آخری زمانہ ہو اور آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہو اور یہی عقیدہ اسلام ہے'' سب نے سکھ کا سانس لیا کہ چلئے بوجھ اتر گیا اور عبارت بے غبار ہوگئی۔

اب عبارت کا تجزیہ کیجئے ''اس ختم نبوت مرتبی کے ساتھ زمانے کی قید نہیں'' چونکہ مرتبہ میں حضور ﷺ بڑے ہیں اس لیے چاہے کوئی آپ سے پہلے نبی ہو چاہے آپ کے زمانے کے بعد، خاتمیت بوجہ علوئے مرتبہ کے آپ کی جانب رہے گی۔ اس مفہوم کو نانوتوی صاحب نے یوں پیش فرمایا ہے! ''موصوف بوصف نبوت بالذات تو ہمارے رسول اللہ ﷺ ہی ہیں باقی اور انبیاء میں اگر کمال نبوت آیا ہے تو جناب ختم مآب ﷺ ہی کی طرف سے آیا ہے۔۔۔غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں۔۔۔ اس صورت میں اگر اصل و ظل میں تساوی (برابری) بھی ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ افضلیت بوجہ اصلیت پھر بھی اُدھر رہے گی'' (تحذیرالناس ص ۸۱، ۸۲ مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ)

اور اسی کو شہاب ثاقب میں جناب مدنی صاحب نے لکھا کہ ایسے بلند مرتبہ نبی کے لیے نہ زمانہ اول ضروری ہے نہ اوسط نہ آخر۔۔۔ بتائیے خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم آنے والا قول ھباءً منثوراً ہوا یا نہیں؟ ڈاکٹر صاحب نے اس عبارت میں نانوتوی صاحب کی ترجمانی ان الفاظ میں کی ہے!

''اگر بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی ہو تا تو بھی آپ کی اس معنی (مرتبی) کی خاتمیت میں فرق نہ آتا''۔

معلوم ہوا کہ نانوتوی صاحب اور ترجمانوں کو حضور ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے پیدا ہونے اور آنے پر انکار واعتراض نہیں البتہ خاتمیت مرتبی میں کوئی فرق آنے کا کہو تو اس پر شدید انکار و اعتراض ہے۔ ان تمام عبارتوں میں ڈاکٹر صاحب کا بطور ترجمان سارا زور ''خاتمیت مرتبی'' کے قائم رہنے پر ہے بعد میں نئے نبی کے پیدا ہونے پر نہیں۔ وہ تو بار بار لکھ رہے ہیں کہ اگر آ بھی جائے تو آپ کی خاتمیت مرتبی میں بے شک اور واقعی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور بالفرض کا لفظ تو مہمل ہے کیونکہ اس عبارت میں اگر خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت مرتبی لی جائے تو عبارت فرضی نہیں رہتی۔ یعنی بعد میں کوئی نبی پیدا ہو بھی جائے تو حقیقتاً اور واقعی آپ کی خاتمیت مرتبی میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تو اب عبارت فرضی نہ رہی حقیقی اور اصلی ہوگئی۔ کیا ڈاکٹر صاحب اپنی اتنی وضاحتوں کے بعد یہ کہہ سکتے ہیں! ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو آپ کی خاتمیت مرتبی میں فرق آجائے گا''

ڈاکٹر صاحب اور انکے عقیدت مند سوچیں اور آخرت کی فکر کریں۔ کہ ہمارا یہ جملہ اب واقعی فرضی ہو گیا ہے اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ کسی نہ ہونے والی بات کو فرض کر کے بیان کرنا اہل علم کے نزدیک کبھی قابل اعتراض نہیں رہا۔(حاشیہ مقدمہ تحذیر الناس ص ۱۶)

کیونکہ اس جملے میں شرط اور جزا میں مطابقت پائی جاتی ہے اسکو دو جملوں میں الگ الگ یوں سمجھے!

☆اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو۔۔۔۔۔۔(شرط)

☆تو آپ کی خاتمیت مرتبی و زمانی دونوں میں فرق آجائے گا۔۔۔۔۔(جزا)

لیکن نانوتوی صاحب اور انکے عقیدتمند جن کی ساری زندگی صرف ونحو اور منطق وفلسفہ پڑھاتے گزرگئی وہ دوسرا جملہ یوں لکھ کر قائل ہیں!"تو آپ کی خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہ آئے گا" کیا یہ جزا شرط کے مطابق ہے؟

اب قرآن پاک کی وہ آیہ کریمہ ملاحظہ کیجئے جس کو پیش کر کے نانوتوی صاحب کی عبارت کو بے غبار کہا جاتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے!

[[لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا (سورۃ الانبیاء آیت ۲۲)

"اگر ہوتے دونوں (زمین وآسمان) میں اور معبود، سوائے اللہ کے تو دونوں خراب ہو جاتے"۔(حاشیہ مقدمہ تحذیر الناس ص ۱۷)

مولوی محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں!"کلمہ لو محاورہ عرب میں محالات کے لیے مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لو کان فیھما۔۔۔الخ"(مسک الختام ص ۱۴۲ ادارہ اسلامیات لاہور)

علوم متداولہ پڑھانے والے دیوبندی علماء بتائیں کہ جملہ شرطیہ میں جزا کو شرط کے مطابق ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ آیت مذکورہ میں جزا شرط کے عین مطابق ہے اس کو دو جملوں میں الگ الگ ملاحظہ فرمایئے۔

☆اگر ہوتے دونوں (زمین وآسمان) میں اور معبود سوائے اللہ کے۔۔۔۔(شرط)

☆تو دونوں خراب ہو جاتے۔۔۔۔(جزا)

بات بالکل درست ہے کہ اگر بالفرض زمین وآسمان دونوں میں سوائے اللہ کے اور معبود ہوتے تو زمین وآسمان دونوں خراب یعنی درہم برہم اور تباہ وبرباد ہو جاتے۔اب اگر (معاذ اللہ) لفسدتا کو نفی میں کر دیا جائے تو معنی وحی الٰہی کے برعکس ہو جائے گا اور معنی یہ ہو جائے گا "تو دونوں خراب نہ ہوتے" اس صورت میں اس آیت سے پھر اثبات توحید ممکن نہیں۔بعینہٖ نانوتوی صاحب کی عبارت میں بھی یوں ہے کہ "خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" تو مفہوم میں فساد

آ گیا اور اس سے خاتمیت محمدی کا اثبات نہ ہوا۔ بقول دیوبندی مرتبی ہو یا زمانی۔

☆اور اگر بالفرض زمین و آسمان میں سوائے اللہ کے اور خدا ہوتے۔۔تو دونوں (زمین و آسمان) میں کچھ فرق نہ آتا۔

اب ان جملوں میں کوئی مطابقت نہ رہی اور معنی و مفہوم میں فساد پیدا ہو گیا۔ "لو" کا لفظ لگانے سے بھی معنی و مفہوم وہی رہے گا۔ تحذیر الناس کے جملے میں بھی "بالفرض" قطعی طور پر مہمل ہے۔ خوب ذہن نشین کر لیں کہ قرآن کریم میں جو نہ ہونے والی بات فرض کر کے بیان کی گئی ہے اس میں شرط و جزا میں مکمل مطابقت پائی جاتی ہے۔ جبکہ مولوی قاسم نانوتوی نے جو بالفرض والی عبارت تحریر کی ہے اُس کے اندر شرط و جزا میں کوئی مطابقت نہیں پائی جاتی۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے پر خاتمیت میں فرق آنا بیان کرتے۔ چاہے مرتبی کہیں یا زمانی مگر فرق کرنے کی بجائے کہا کہ کچھ فرق نہیں آئے گا۔ بات خاتمیت زمانی یا مرتبی کی نہیں بات فرق آنے کی ہے۔ اگر بعد میں کوئی نبی آئے تو حضور ﷺ کے مرتبے میں بھی فرق آتا ہے۔

کون کہتا ہے کہ مرتبے یا خاتمیت مرتبی میں فرق نہیں آتا۔ ابھی ان شاء اللہ ہم دیوبندی کتابوں سے ثابت کریں گے اور ڈنکے کی چوٹ پر ثابت کریں گے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہیں رہتی۔ مولوی محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں!

"خاتمیت زمانیہ کے اعتبار سے حضور کے بعد کسی نبی کا آنا شرعاً محال اور ناممکن ہے۔ اور خاتمیت رتبیہ کے اعتبار سے بفرض محال اگر حضور کے بعد بھی کوئی نبی مبعوث ہو تو حضور کی خاتمیتِ رتبیہ میں کوئی فرق نہ آئیگا"۔ (تکملہ تحذیر الناس ص ۵۶ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

اس میں انکار بھی ہے اور اقرار بھی۔ کیونکہ خود نانوتوی صاحب کا انکار و اقرار ساتھ ساتھ چلتا ہے اس لیے جو بھی وضاحت کرنے بیٹھتا ہے پہلے عبارت کو سیدھا کرتا ہے اور اگلے جملے میں اُلٹی ہو جاتی ہے۔ اس اگلے جملے میں "بفرض محال" لکھنے کا فائدہ؟۔ کس قدر ڈھونگ رچایا جا رہا ہے اور کتنی بڑی آنکھوں میں دھول جھونکی جا رہی ہے۔ بڑی دردمندی سے دکھے دل کے ساتھ کہتے ہیں کہ کوئی دیوبندی مولوی ایسی متضاد عبارات اور دھوکہ دہی پر صدائے احتجاج بلند کیوں نہیں کرتا۔ کیا سب کسی مصلحت کے تحت چُپ سادھے ہوئے ہیں۔ چلیے عوام تو عوام ہے نہیں سمجھ سکتے مگر یہ اساتذہ اور مدرسین مُہر بہ لب کیوں ہیں؟۔ کیا سب نے آخرت بھلا رکھی ہے؟ ہم ثابت کریں گے کہ خاتمیتِ رتبیہ میں بھی فرق آتا ہے۔ اگر کہتے ہیں کہ فرق نہیں آتا تو گرامر کی رو سے اور قاعدے ضابطے کے تحت یہ عبارت ہرگز فرضی

بھی نہیں رہی۔شاید اپنے بزرگ کی مان کر"اہل فہم" میں شامل ہوگئے ہیں اسلیئے سب خاموش ہیں۔ایک عبرت انگیز تضاد اور بھی دیکھتے جایئے۔تحذیر الناس کے حاشیے میں آیات کریمہ لو کان فیھما۔۔اور قل ان کان للرحمن ۔۔۔لکھ کر بتلایا گیا ہے کہ نانوتوی صاحب نے بالفرض کی قید لگائی ہے جس کا مطلب کسی نبوت کا وقوع ناممکن اور محال ہے اور لکھا ہے کہ!"دونوں آیات میں اِنْ اور لَو بالفرض کا معنی ادا کرتے ہیں"۔(حاشیہ ص ۵۵)مطلب یہ کہ جو بات اِنْ اور لَوْ سے ہو رہی ہے یہ امور ممکن نہیں۔

تیسری مثال: ڈاکٹر خالد محمود صاحب نانوتوی صاحب کی"اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں ۔۔۔الخ"والی عبارت نقل کر کے کہتے ہیں![[یہ ساری بات اسی شرط پر کہی جا رہی ہے"اگر بایں معنی تجویز کیا جائے"آگے اس کی جزا مذکور ہے۔وہ معنی کیا ہے؟"حضور(ﷺ) کا وصف نبوت سے موصوف بالذات ہونا"ظاہر ہے اس معنی کے اعتبار سے آپ کے زمانہ میں بھی کہیں نبوت ہو تو آپ کا خاتم ہونا ختم نبوت مرتبی کے لحاظ سے بدستور قائم رہتا ہے۔افسوس کہ ملحدین ان خط کشیدہ الفاظ کو سرا سر مٹا دیتے ہیں اور بات اُلجھ کر رہ جاتی ہے اس عبارت کو اس شرط سے کاٹ کر بیان کرنا اور خاتمیت سے ختم نبوت مرتبی مراد لینا اس عبارت پر بڑا ظلم ہوگا]]۔(مقدمہ تحذیر الناس صفحہ ۱۶)

یعنی ختم نبوت مرتبی کے اعتبار سے آپ کے زمانہ میں بھی کوئی نبی آسکتا ہے اور آپ کا خاتم ہونا بلحاظ ختم مرتبی بدستور قائم رہتا ہے۔نبی کا آنا اس سے بھی ثابت ہوا زور اس پر ہے کہ خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہیں آتا۔یعنی نانوتوی صاحب کا معنی لیا جائے تو نبی کے آنے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔۔۔(کیونکہ آپ باذن اللہ تعالیٰ نبی بالذات ہیں)پس اسی کو خاتم ذاتی کہا جاتا ہے اور اسی مرتبہ کا نام خاتمیت ذاتیہ ہے۔(تحذیر الناس صفحہ ۱۰ مولوی منظور نعمانی کی وضاحت)اور حضورﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے سے اس خاتمیت ذاتیہ میں فرق نہیں آتا(یاد رہے کہ خاتمیت ذاتی،خاتمیت رُتبی،خاتمیت مرتبی وغیرہ سب ایک ہی شے کا نام ہے۔اور یہ سب"مرتبہ"ہی کے نام ہیں)

ڈاکٹر صاحب نے جب دیکھا کہ نبی کا آنا تو اس سے بھی ثابت ہوتا ہے تو اپنی عبارت کے آخر میں ذہن کا رخ موڑنے کے لیے یہ لکھ دیا![[اسلام کے مجموعی عقیدے کے لیے ختم نبوت مرتبی اور ختم نبوت زمانی کو ماننا ضروری ہے]]۔(مقدمہ صفحہ ۱۶)

چوتھی مثال: حضورﷺ کے بعد کوئی نبی مقدر مانا جائے تو اسے بھی حضورﷺ کے آفتاب نبوت سے مستنیر مقدر مانا جائے گا۔اور اس سے حضورﷺ کی خاتمیت مرتبی میں واقعی کچھ فرق نہ آئے گا۔(مقدمہ صفحہ ۱۷)

آپ نے دیکھ لیا اس عبارت میں کہیں بھی کوئی لفظ"اگر"اور"بالفرض"موجود نہیں۔معنی وہی برآمد ہوگا جو

"بالفرض" کیساتھ لکھ کر ہوگا۔اسے آخر کیونکر تسلیم نہیں کیا جاتا کہ جب خاتمیت محمدی کو خاتمیت مرتبی میں لے لیا تو اب بالفرض کیساتھ بھی عبارت فرضی نہ رہی۔نبی کا آنا اس عبارت سے بھی ثابت ہوا۔جب ڈاکٹر صاحب کو اسکا احساس ہوا تو پھر اس جملے کا اضافہ کر دیا تا کہ بات سمجھ میں آنے ہی نہ پائے۔" کیونکہ اسلام کے مجموعی عقیدے میں ختم نبوت مرتبی اور ختم نبوت زمانی دونوں کا ماننا ضروری ہے"۔

یہاں ڈاکٹر صاحب اور اُن کے ہم نواؤں سے اگر پوچھ لیا جائے کہ یہ ختم مرتبی کے معنی کس نے اور کب لیے؟صرف ایک حوالہ درکار ہے۔چودہ پندرہ سو سالہ دینی اسلامی لٹریچر موجود ہے کسی ایک کتاب سے صرف ایک حوالہ نکال کر دکھادیں کہ فلاں صاحب نے ختم مرتبی اور ختم زمانی دونوں معنی لیے ہیں اور دونوں کا ماننا ضروری ہے۔

بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہیں رہتی:

ڈاکٹر خالد صاحب اپنے حلقہ میں ایسی متنازعہ عبارات پر گفتگو کرنے کا بہت ماہر فن سمجھا جاتا ہے آپ نے مقدمہ تحذیر الناس میں خون پسینہ ایک کر کے یہ منوانے کی کوشش کی ہے کہ نانوتوی صاحب نے ہر بات اپنے کیے گئے معنی "بالذات نبی" کے حوالے سے کی ہے لہذا اس معنی کے اعتبار سے عبارتوں کو لیا جائے تو کوئی الجھن باقی نہیں رہتی۔ورنہ تو انھوں نے ہمیں "ملحدین" کے لقب سے بھی نوازا ہے اور بار بار کہا ہے کہ اس شرط "بایں معنی تجویز کیا جائے" سے کاٹ کر بیان کرنا اس عبارت پر بڑا ظلم ہے۔اسی تکرار پر انھوں نے عافیت سمجھی اور بار بار کہا کہ اس شرط کے اعتبار سے کوئی نبی اب آ بھی جائے تو خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہیں آتا۔یہی طرز اور طریقہ مولوی محمد ادریس کاندھلوی،مولوی حسین احمد مدنی،مولوی محمد منظور نعمانی،مولوی فردوس شاہ قصوری،مولوی سرفراز صفدر گکھڑوی اور دیگر علمائے دیوبند نے اپنی کتابوں،رسالوں اور مضامین میں اختیار کیا۔مولوی محمد منظور نعمانی صاحب تو اس میدان کے مناظر تھے مگر

ے کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

وہ بھی ایک لمبی چوڑی مثال دے کر آخر میں لکھتے ہیں!

[[بہر حال یہ طبیب صرف زمانہ ہی کے اعتبار سے خاتم نہیں ہے بلکہ اپنے فن کے کمال کے اعتبار سے بھی خاتم ہے۔اور یہ دوسری خاتمیت ایسی ہے کہ اگر بالفرض اس کے زمانہ میں یا اس کے بعد بھی کوئی طبیب آجائے تو اُس کی اِس خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا]]۔(فیصلہ کن مناظرہ/تحذیر الناس صفحہ ۱۱۴ مطبوعہ مکتبہ حفیظیہ)

اب دیکھئے کہ فرق نہ آنے کا عقیدہ نئے نبی کے آنے سے ہی مشروط ہے ورنہ سرے سے نبی کا آنا ہی نہ مانا

جائے تو فرق آنے، نہ آنے کا سوال ہی اٹھ جاتا ہے۔ دنیائے دیوبند میں جس خاتمیت مرتبی میں فرق نہ آئے گا ہنگامہ وغوغا برپا ہے وہ نبی کے آنے کے بعد ہی تو ہے۔ جب فرق نہ آنے کا عقیدہ تسلیم تو لامحالہ نئے نبی کا آنا بھی تسلیم۔ ورنہ آپ سے کوئی پوچھے کہ یہ جو بار بار "خاتمیت مرتبی میں فرق نہیں آتا" کی رٹ آپ نے لگا رکھی ہے اور آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے اور کف، افسوس مل مل کر کہتے ہیں کہ ہائے اس معنی کی شرط کو کاٹ کر خاتمیت کا بیان کیوں کیا جاتا ہے تو بتایئے کہ "خاتمیت مرتبی میں فرق نہیں آتا" یہ عقیدہ آپ کا کس صورت اور کس بناء پر ہے؟ تو جواب یہ ہوگا کہ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے پر۔ اگر یہ جواب غلط ہے تو پھر آپ ہی بتایئے کہ "خاتمیت مرتبی کی بقا کا عقیدہ کس صورت میں ہے؟ جواب میں آپ اگر کہیں کہ ہمارے مولانا نے "بالفرض" کہا ہے اور یہ محض فرضی بات ہے تو یہ بہت بڑا دجل اور فریب ہوگا۔ کیونکہ یہ عقیدہ آپ کا فرضی عقیدہ ہرگز نہیں بلکہ حقیقی اور مستقل عقیدہ ہے۔ ڈاکٹر خالد محمود صاحب نے مقدمہ میں بار بار لکھا ہے کہ! حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے تو واقعی خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہیں آئے گا اور دیگر علمائے دیوبند نے بھی یہی لکھا ہے۔ جیسا کہ منظور نعمانی صاحب نے "فیصلہ کن

مناظرہ" میں طبیب کی مثال سے واضح کیا ہے مگر اسکے باوجود ہمیں تلبیس اور عریاں بے حیائی کے طعنے عطا فرماتے ہیں۔ خوشی اس بات کی ہے کہ انھوں نے خود کو اہل فہم کے اُسی گروہ میں شامل لکھا ہے جس اہل فہم کا ذکر نانوتوی صاحب نے فرمایا تھا جو خاتم النبیین کا معنی آخری نبی عوام کا خیال سمجھتا ہے اور شایان شان معنی بالذات نبی کرتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد نبی کے آنے سے آپ کی خاتمیت مرتبی قائم رہتی ہے یا وہ بھی باقی نہیں رہتی۔ تو ہمارا کہنا یہ ہے کہ خاتمیت مرتبی بھی باقی نہیں رہتی۔ اگر یہ واقعی ثابت ہو جاتا ہے جیسا کہ ہمارا دعوی ہے تو کیا خیال کرتے ہیں یہ لوگ اپنی ان کتابوں اور عبارتوں کو کہاں لے جائیں گے۔ کیا انہیں پھر حق پہنچتا ہے کہ یہ قادیانیوں کے خلاف آواز اُٹھائیں، تحریکیں چلائیں اور تنظیمیں بنائیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ نہ کریں اور تجدید ایمان نہ کریں ۔

ڈاکٹر خالد محمود صاحب لکھتے ہیں!

"آیئے پہلے غور کریں کہ حضور ﷺ کو خاتم النبیین کہنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے اور معلوم کریں کہ آپ کو کس وجہ سے آخری نبی بنایا گیا۔ اسکی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں"۔

اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے چار وجوہ لکھ کر کہا!

"یہ وجوہ بے شک برحق ہیں لیکن علت العلل نہیں بنیادی وجہ ایسی ہونی چاہیے جس میں حضور ﷺ کی اپنی

شان لیٹی ہو"۔(مقدمہ تحذیر الناس ص ۱۴)

پھر علت العلل یعنی تمام وجوہات مذکورہ کی بنیاد بالذات نبی کو بتایا گیا۔آسان الفاظ میں یہ کہ آپ کا خاتم النبیین ہونا آپ کے مرتبے کو ظاہر کرتا ہے لہذا آخری نبی میں حضور ﷺ کی شان لپٹی ہوئی نہیں اس لیے اس کی وجہ ایسی ہو جس میں آپ کی اپنی شان لپٹی ہوئی ہو۔اور وہ ہے آپ کا سب سے بلند مرتبہ نبی ہونا اس لیے کہ آپ بالذات نبی ہیں۔اور فیصلہ کن مناظرہ میں مولوی محمد منظور نعمانی صاحب نے فرمایا!

"اسی مرتبہ کا نام خاتمیت ذاتی ہے"

تحذیر الناس کے حاشیہ میں حافظ عزیز الرحمٰن دیوبندی لکھتے ہیں!

"خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے"۔(ص ۴۳)

اور ص ۴۳ کے حاشیہ میں ہے!

"خاتم النبیین کے معانی یہ ہوئے۔

پہلا معنی: کہ بلندی رتبہ میں سب سے بلند اور آخری رتبہ پانے والے۔

دوسرا معنی: یہ ہے کہ مرتبہ میں سب نبیوں سے آخری مرتبہ پانے والے اور زمانہ کے لحاظ سے آخر میں آنے والے۔(حاشیہ تحذیر الناس ص ۴۳ مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ)

مولوی فردوس شاہ قصوری دیوبندی لکھتے ہیں!

"بے شک حقیقت محمدیہ جو وقت اور زمانہ کی اصل بنیاد ہے تقدیم ،تاخیر بلکہ تمام عوارض جسمانی سے بالاتر ہے ایسا بلند و برتر مرتبہ اور مقام ہے کہ اگر بالفرض کوئی نبی آپ کے بعد بھی آجاتا تو یہ مرتبہ پھر بھی آپ کا ہی تھا کیونکہ خاتمیت ذاتی اور مرتبی کا مطلب یہ ہے کہ تمام درجات کمالات و مراتب آپ کی ذات پر ختم ہیں"۔(چراغ سنت ص ۱۷۳)

علمائے دیوبند کی تصریحات سے ثابت ہوا کہ خاتمیت کا دارومدار مرتبہ پر ہے اور اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آجائے تو آپ کے مرتبہ میں کچھ فرق نہیں آتا کیونکہ علمائے دیوبند کی بتائی گئی خاتمیت مرتبی اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے کہ آپ کے مرتبے میں فرق نہ آئے۔مرتبے میں فرق آیا تو خاتمیت گئی۔پھر خاتمیت مرتبی کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہتا۔اسی مرتبے اور شان کو قائم رکھنے کے لیے نانوتوی صاحب نے بزعم خود خاتم النبیین کا معنی بالذات نبی کیا اور آخری نبی میں کچھ فضیلت نہ مانی۔☆(مولوی سرفراز صفدر لکھتے ہیں!" آنحضرت ﷺ بایں معنی خاتم النبیین

ہیں کہ نبوت کے تمام مراتب آپ پر ختم ہیں"۔بانی دارالعلوم دیوبند صفحہ ۲۶) ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے تو علمائے دیوبند کی بتائی گئی خاتمیت مرتبی بھی باقی نہیں رہتی۔

دلیل نمبر۱:

مفتی شفیع دیوبندی لکھتے ہیں!

[[جب آنحضرت ﷺ کی بعثت سے کوئی قوم ،کوئی انسان، کسی زمانہ اور کسی قرن میں پیدا ہونے والا مستثنیٰ اور خارج نہیں بلکہ قیامت تک دنیا میں پیدا ہونے والے انسان سارے آپ ہی کی اُمت ہیں ۔ تو ان حالات میں اگر آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی یا رسول آتا ہے تو آپ کی امتیازی فضیلت باقی نہیں رہتی۔آپ کی اُمت پھر اُس نبی کی اُمت کہلائے گی جو بعد میں مبعوث ہوا]]۔(ختم نبوت کامل صفحہ ۱۴۲ ادارۃ المعارف کراچی)

پرستارانِ تحذیر الناس کا کہنا تھا کہ نبی کے آنے سے خاتمیت مرتبی بدستور قائم رہتی ہے۔انکے اپنے طبقے اور عقیدے کے جناب مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کے بعد دوسرا نبی یا رسول آئے تو آپ کی امتیازی فضیلت باقی نہیں رہتی۔جب امتیازی فضیلت ہی باقی نہ رہی تو خاتمیت مرتبی کہاں باقی رہی۔دونوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔نانوتوی صاحب تو اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور دیگر سینکڑوں پرستار بھی اب آپ کے بعد دنیا سے چلے گئے۔جو بقید حیات ہیں اُن سے دردمندانہ گزارش ہے کہ نانوتوی صاحب کو بچاتے بچاتے اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔موت کا کچھ پتہ نہیں۔اس دنیا کی جھوٹی شان اور آن بان کو لات ماریں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تائب ہو کر ہمارے ساتھ آملیں۔اسی میں عافیت ہے۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔

دلیل نمبر۲:

مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں!

"پس اگر آنحضرت ﷺ کے بعد بھی کسی قسم کا نبی پیدا ہو خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی یا بقول مرزا صاحب ظلی یا بروزی بہر حال جب کہ وہ نبی ہے تو اُمت محمدیہ کی نجات اس وقت اس پر ایمان لانے اور اس کی اتباع کرنے میں منحصر ہو گی اور وہ آنحضرت ﷺ پر کتنے صدق دل سے ایمان لائیں اور آپ ﷺ کی پیروی کریں اس وقت تک ہرگز جنت کی صورت نہیں دیکھ سکتے جب تک کہ اُس جدید نبی کی چوکھٹ پر سر نہ رکھ دیں اور اس وقت اگر آپ کا کوئی اُمتی یہ چاہے کہ قرآن مجید کے تیس پاروں پر حرفاً حرفاً عمل اور آنحضرت ﷺ کی تمام احادیث کا کامل اتباع اور آپ ﷺ کی سنت کی انتہائی پیروی کر کے اپنے آپ کو دوزخ سے بچا لے تو یہ اُس کے لیے غیر ممکن ہو گا۔جب تک کہ اُس نبی کے

سایہ میں پناہ نہ لے۔ جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ اس نبی کے پیدا ہونے کے بعد اہل عالم کی رشد و ہدایت اور اُن کی فلاح و بہبود (خاکم بدہن) آپ کے دامن شفقت میں نہیں اور آج اُن کی نجات اُخروی آپ کے سایہ عاطفت میں نہیں ملتی اور آج گنہگاروں اور گمراہوں کی دوائے شفا سے رحمۃ اللعالمین کا دربار خالی ہے (نعوذ باللہ) کیا ایسی حالت میں بھی رحمۃ اللعالمین کو رحمۃ اللعالمین کہا جاسکتا ہے جب کہ وہ اُن کی شریعت کا اتباع کسی ایک انسان کی نجات کا کفیل نہ بن سکے۔ ولہذا ثابت ہوا کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی دنیا میں تجویز کرتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی توہین اور قرآن مجید کی صریح آیتوں کی تکذیب کر رہا ہے اور وہ آپ کو رحمۃ اللعالمین نہیں مانتا" (ختم نبوت کامل ص ۱۲۷)

اس عبارت سے یہ نتیجہ نکلا!

۱) نجات کا انحصار بعد میں آنے والے نبی کی اتباع پر ہوگا (کیونکہ نبوت کے لوازمات تو اُس کیساتھ ضرور ہوں گے اس سے حضور ﷺ کا مرتبہ کم ہو جائے گا)

۲) حضور ﷺ کے بعد نبی آنے کا عقیدہ رکھنے پر حرفاً حرفاً تیس پاروں پر عمل، آنحضرت ﷺ کی تمام احادیث کے کامل اتباع اور آپ کی سنت کی انتہائی پیروی کے باوجود خود کو دوزخ سے بچانا غیر ممکن ہے (اس سے بھی آپ کے مرتبے میں معاذ اللہ کمی ثابت ہوئی کیونکہ اس طرح آپ کا لایا ہوا قرآن آپ کی تعلیمات و فرمودات اور آپ کی پیروی میں وہ خصوصیت نہ رہی جو بعد میں کسی نبی کے نہ آنے سے تھی۔ (والعیاذ باللہ)

۳) حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبی ماننے سے حضور ﷺ کو رحمۃ اللعالمین نہیں کہا جا سکتا۔ (اس سے آپ کا مرتبہ یقیناً کم ہو جائے گا)

مفتی صاحب کی اس عبارت کی روشنی میں کیا اب بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ خاتمیت کا سارا دارومدار تو آپ کے مرتبہ پر بتایا گیا تھا جب مرتبہ ہی نہ رہا تو خاتمیت کہاں رہے گی۔ دوسری بات یہ کہ نانوتوی صاحب نے بھی تجویز کا کہا تھا "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا چہ جائے کہ آپ کے معاصر (آپ کے زمانہ میں) کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"۔ (تحذیر الناس ص ۷۶) مفتی صاحب کا فتویٰ یہ ہے کہ "ثابت ہوا کہ جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی دنیا میں تجویز کرتا ہے وہ آنحضرت ﷺ کی توہین اور قرآن مجید کی صریح آیتوں کی تکذیب کر رہا ہے اور وہ آپ کو رحمۃ اللعالمین نہیں مانتا"۔ (ختم نبوت کامل ص ۱۲۷)

یہی وجہ ہے کہ خاتم النبیین کی تفسیر میں نانوتوی صاحب کی "تحذیر الناس" اور مفتی محمد شفیع دیوبندی صاحب کی "ختم نبوت" میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ نانوتوی صاحب خاتم النبیین کا معنی بالذات نبی کرتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں! "اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا ہو تو اُن کی شان میں کیا نقصان آ گیا"۔ (تحذیر الناس ص ۷۷) جبکہ مفتی صاحب کہتے ہیں! "صحابہ و تابعین اور اسلاف متقدمین کی تفسیروں کے بعد ان کے خلاف کوئی قول ایجاد کرنا اور آیت کی مراد اُن سب کے خلاف قرار دینا یہ معنی رکھتا ہے کہ العیاذ باللہ تیرہ سو برس تک تمام اُمت نے قرآن کا مطلب غلط سمجھا"۔ (ختم نبوت ص ۴۱)

نانوتوی صاحب کا کہنا ہے! "اضافت الی النبیین بایں اعتبار کہ نبوت مجملہ اقسام مراتب ہے یہی ہے کہ اس مفہوم کا مضاف الیہ وصف نبوت ہے زمانہ نبوت نہیں"۔ (تحذیر الناس ص ۴۴)

مفتی محمد شفیع دیوبندی کہتے ہیں! "لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف (نسبت) ہو تو اسکے معنی آخر ہی کے ہوتے ہیں (یعنی زمانہ نبوت) آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت (نسبت) جماعت نبیین کی طرف ہے اس لیے اسکے معنی آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے"۔ (ختم نبوت کامل ص ۶۷)

دلیل نمبر ۳:

مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی لکھتے ہیں! [[اگر کوئی نبی جدید آپ کے بعد دنیا میں مبعوث ہو تو لازم ہو گا کہ اب صرف آپ کا اتباع اور آپ پر ایمان لانا اُمت محمدیہ کے لیے کافی نہ رہے گا بلکہ اُس نبی کی اطاعت پر منحصر ہو جائے گا جو قطعاً سید الانبیاء کی شان کے خلاف ہے]]۔ (ختم نبوت کامل صفحہ ۱۲۸)

جس کا آنا قطعاً سید الانبیاء ﷺ کی شان اقدس کے خلاف ہو اُس سے آپ کی خاتمیت مرتبی کس طرح باقی رہ سکتی ہے۔ "شان کے خلاف" ہے کا مطلب ہے کہ کسی نئے نبی کے آنے سے آپ کی شان کم ہوتی ہے اور شان میں فرق پڑتا ہے۔ جب شان کم ہو گئی اور شان میں فرق پڑ گیا تو خاتمیت مرتبی کس طرح باقی رہے گی۔ کیونکہ خاتمیت مرتبی کے لیے شان لازم ہے جب شان ہی کامل نہ ہو گی تو خاتمیت مرتبی کس طرح باقی رہے گی۔ اس لیے کہ خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے۔ (حاشیہ تحذیر الناس صفحہ ۳۳)

دلیل نمبر ۴:

مفتی شفیع دیوبندی دو آیات کریمہ لکھ کر کہتے ہیں! [[خلاصہ یہ کہ ان دونوں آیتوں میں اُمت محمدیہ علی صاحبہا

والصلوٰۃ والسلام کو آخرین کے لقب کیساتھ ذکر فرما کر اس کا اعلان کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی اور آپ کی اُمت آخری اُمت ہے" (ختم نبوت ص ۱۵۲) لہذا اب اگر کوئی نبی پیدا ہو تو اُمت کی نسبت آپ کی طرف نہیں رہتی اُس نئے آنے والے نبی کی طرف ہو جائے گی۔ یہ اُمت پھر آپ کی اُمت نہ رہی اسی طرح آپ کا مرتبہ کم ہوتا ہے۔ مرتبہ کم ہوا تو خاتمیت مرتبی بھی گئی اس لیے کہ خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے]]۔ (حاشیہ تحذیر الناس ص ۳۳)

دلیل نمبر ۵:

مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں!

[[الغرض انبیاء میں سے صرف آپ کی اطاعت کو مدار نجات قرار دینا اور مغفرت کے لیے کافی بتلانا اسکا کھلا ہوا اعلان ہے کہ آپکے بعد اور کوئی قسم کا نبی پیدا نہ گا۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ خدا کا کوئی نبی دنیا میں بھیجا جائے اور لوگ اُس کی اطاعت کے لیے مکلف نہ کیے جائیں]]۔ (ایضاً ص ۱۵۴، ۱۵۵)

نانوتوی صاحب اور ڈاکٹر خالد صاحب کے مطابق اگر "بایں معنی تجویز کیا جائے" کی شرط کیساتھ کسی نبی کا آنا دنیا میں بعد زمانہ نبوی ﷺ تسلیم کیا جائے تو مفتی صاحب کے مطابق حضور ﷺ کی اطاعت نہ مدار نجات رہے گی نہ مغفرت کے لیے کافی، تیسرے یہ کہ لوگ حضور ﷺ کی اطاعت کے مکلف نہ رہیں گے، یہ تینوں صورتیں حضور ﷺ کے مرتبے کو کم کرنے والی ہیں۔ تو اب کسی نبی کے آنے سے جب آپ کا مرتبہ کم ہو گیا تو خاتمیت مرتبی بھی اُڑ گئی کیونکہ وہ بھی مرتبے کی وجہ سے قائم تھی مرتبہ نہ رہا تو خاتمیت بھی باقی نہ رہی۔

دلیل نمبر ۶:

مفتی صاحب کی کتاب ختم نبوت کے صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸ کی عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی نئے نبی کی آمد کے بعد اطاعت رسول ﷺ دخول جنت کو نا کافی اور قرآن مجید کی آیات کا منسوخ ہونا لازم آئے گا۔ یہ بات بھی حضور ﷺ کے مراتب میں کمی کا باعث ہے۔ لہذا جب نبی کی آمد سے مرتبہ نبوت کم ہو گیا تو خاتمیت مرتبی کا بھی خاتمہ ہو گیا اس لیے کہ خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے۔ (حاشیہ تحذیر الناس ص ۳۳ مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ)

دلیل نمبر ۷:

مفتی محمد شفیع دیوبندی سورہ محمد کی ایک آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں!

اس آیت کریمہ میں بھی صاف طور پر وعدہ ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ اور آپ کی وحی پر ایمان لائے گا اس

کی مغفرت کی جائے گی اور اس وعدہ میں کسی دوسرے نبی پر ایمان لانا شرط نہیں۔ جس سے واضح ہو گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا، ورنہ لازم ہو گا کہ یہ آیت منسوخ ہو اور محض آنحضرت ﷺ پر ایمان لانا اور آپ کا اتباع کرنا انسان کو نجات نہ دلا سکے اور جو وعدہ آیت میں مسلمانوں کے لیے کیا گیا ہے اس کا مستحق نہ بنا سکے"۔ (ختم نبوت کامل ص ۱۶۵)

جس نبی کے آنے سے رسول خدا ﷺ کا لایا ہوا قرآن منسوخ ہونے لگے اور آپ کی اتباع نجات نہ دلا سکے اور مسلمانوں پر گناہ اتارنے اور اچھی حالت میں رکھنے کا قرآنی وعدہ ہے وہ پورا نہ ہو سکے تو اس سے حضور ﷺ کا مرتبہ کم ہوا یا نہ؟ جب مرتبہ کم ہوا تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہ رہی۔ "اسلیے کہ خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے"۔

دلیل نمبر ۸:

مفتی محمد شفیع دیوبندی سورہ اعراف کی ایک آیت کریمہ کی تشریح میں رقمطراز ہیں!

[[یہ آیت بھی پہلی آیتوں کی طرح آنحضرت ﷺ کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لائے بغیر جنت و مغفرت کا وعدہ کرتی ہے اور اگر کوئی اور نبی (اگرچہ بقول مرزا صاحب) بروزی رنگ میں ہی دنیا میں پیدا ہوتا تو یہ قرآن کا وعدہ ہرگز پورا نہیں ہو سکتا]]۔ (ختم نبوت ص ۱۶۶)

قرآن مجید پیش کرنے والے محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جس کا ہر وعدہ سچا ہے تو حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے پر قرآن کا وعدہ ہرگز پورا نہیں ہو سکتا۔ اس سے حضور ﷺ کا مرتبہ کم ہوتا ہے کہ جس قرآن کو انھوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا اُس کا تو کوئی وعدہ سچا نہیں۔ معاذ اللہ۔ یہ قرآن پیش کرنے والے کی توہین اور مرتبہ کم کرنے کا باعث ہے۔ جس وجہ سے آپ کا مرتبہ کم ہو آپ کی خاتمیت مرتبی کس طرح باقی رکھ سکنے کا باعث ہے۔

دلیل نمبر ۹:

مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں!

[[ارشادات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اس کا اعلان کرتی ہیں کہ یہ اُمت کمالات نبوت کیساتھ متصف ہے مگر منصب نبوت آپ کے بعد کسی کو اس لیے نہیں دیا جاتا کہ اس میں آپ کی شان عظمت کی تنقیص ہے]]۔ (ختم نبوت کامل ص ۱۷۵)

اس عبارت نے تو تحذیر الناس اور اُس کے پرستاروں کی اس گردان کا ستیاناس کر دیا ہے کہ!

"حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مقدر مانا جائے تو اُسے بھی حضور ﷺ کے آفتاب نبوۃ سے مستنیر مقدر مانا جائے

گا۔اور اس سے حضور ﷺ کی خاتمیت مرتبی میں واقعی کچھ فرق نہیں آئے گا"۔(مقدمہ تحذیر الناس ص ۱۷ اڈاکٹر خالد محمود دیوبندی مانچسٹری)

یہ عبارت اس شرط کے ساتھ کہی گئی تھی کہ "اگر بایں معنی تجویز کیا جائے" وہ معنی کیا ہے؟ "حضور کا وصف نبوت سے موصوف بالذات ہونا" (مقدمہ ص ۱۶) "اور موضوع ختم نبوت مرتبی کا بیان" (مقدمہ ص ۱۷) بقول منظور نعمانی کہ! "مرتبہ کا نام خاتمیت ذاتی ہے" اور بقول حافظ عزیز الرحمٰن! حاشیہ نگار: "خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے"۔ان سب بیانات کا حاصل یہ کہ خاتمیت مرتبی بقول علمائے دیوبند حضور ﷺ کے مرتبہ کامل کی وجہ سے ہے۔مرتبہ کم ہوا تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہ رہے گی۔تو مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اپنے حجۃ الاسلام اور قاسم العلوم والخیرات کا نام لیے بغیر یہ کہہ کر رد بلیغ کر دیا کہ! "منصب نبوت آپ کے بعد کسی کو اس لیے نہیں دیا جاتا کہ اس میں آپ کی شان عظمت کی تنقیص ہے"۔

آیت خاتم النبیین سے ختم مرتبی مراد لینے والوں کی گوشمالی سید انور شاہ کشمیری یوں کرتے ہیں!

"حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد سلسلہ نبوت کا جاری رہنا آپ کی فضیلت ومنقبت کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ اس سے آپ کی تنقیص ہوتی ہے کہ سب سے اعلیٰ وافضل ہونے کے باوجود آپ مقاصد نبوت کی تکمیل نہیں کر سکے تبھی تو مزید انبیاء کے بھیجنے کی ضرورت لاحق ہوئی"۔(خاتم النبیین ص ۱۶۲ از سید انور شاہ کشمیری ترجمہ وتشریح مولوی محمد یوسف لدھیانوی)

سید انور شاہ کشمیری نے نانوتوی صاحب کا رد یوں بھی کیا ہے!

"جب کسی کام کا صاحب اختیار مالک خود ہی فیصلہ کر دے کہ فلاں سلسلہ جو فلاں حد سے شروع ہوا تھا، ہم اُسے فلاں حد پر ختم کر دیں گے، اب اگر کوئی شخص اس مقررہ حد کے بعد بھی تاویل وتحریف کے ذریعہ اس سلسلہ کا جاری رہنا تجویز کرتا ہے تو اُس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ اس مالک مختار سے معارضہ اور مقابلہ کرتا ہے اور اسکے کلام کا مذاق اُڑاتا ہے"۔(ایضاً ص ۱۵۵) اور نانوتوی صاحب نے تاویل وتحریف کے ذریعہ سے ہی خاتم کا ایک نیا معنی تجویز کیا ہے۔

ایک اور دیوبندی پروفیسر سید شجاعت علی شاہ گیلانی رقم طراز ہیں!

"چنانچہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ثابت کیا کہ آپ کی فضیلت اور بزرگی دیگر انبیاء پر خاتمیت مرتبی کی وجہ سے ہے اور خاتمیت مرتبی کا یہ تقاضا ہے کہ خاتمیت زمانی ومکانی کو تسلیم کیا جائے کیونکہ ایسا نہ کرنے سے

خاتمیت مرتبی پہ حرف آئے گا“۔(تحذیرالناس ایک تحقیقی مطالعہ ص ۲۰ مطبوعہ لاہور ۲۰۰۸)

پھر آگے لکھا!

”آپ کی اس فضیلت وبرتری کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں آپ کے بعد کسی کا مثیل یا طالع ہونا ناممکن ہے“۔(ایضاً ص ۲۰)

طرفہ تماشہ تو یہ ہے کہ گیلانی صاحب کی اسی کتاب کے ٹائٹل پر جس تحذیرالناس کا عکس دیا گیا ہے اُس کا مقدمہ ڈاکٹر خالد محمود حاشیہ حافظ عزیز الرحمٰن اور توضیح منظور نعمانی کی ہے لیکن یہ تمام حضرات کہتے ہیں کہ بعد زمانہ نبوی ﷺ کسی نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی (بمعنی خاتمیت مرتبی) میں کچھ فرق یا حرف نہیں آتا جبکہ گیلانی صاحب کے مطابق خاتمیت مرتبی پہ حرف آتا ہے یا فرق آتا ہے، جو بھی کہہ لیجئے بات ایک ہی ہے۔

اسکی لپیٹ میں ڈاکٹر خالد محمود صاحب اور تمام پرستاران تحذیرالناس آ گئے۔یہ سب لوگ اسپر خوش ہو رہے تھے کہ نبی کا آنا تو ہم مان رہے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ بیان ختم مرتبی کا ہے۔اس طرح وہ سمجھتے تھے کہ اپنا بچاؤ کرلیا ہے۔جب کسی نبی کے آنے سے آپ ﷺ کی شان عظمت کی تنقیص ہے تو ایسا عقیدہ رکھنے والا کہ بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی (مرتبی) میں کچھ فرق نہ آئے گا،اور پھر اس کی تائید کرنے والے تمام کے تمام شان عظمت رسالت مآب ﷺ کی تنقیص کے مرتکب ہوئے یا نہ؟اور جو آپ ﷺ کی تنقیص کا مرتکب ہوا اسلام سے خارج ہوا یا نہ؟ بحمد اللہ تعالیٰ ہم نے اپنا دعویٰ سچ کر دکھایا اور وہ بھی آپ کی کتابوں سے کیا اب بھی آپ کو توبہ کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی؟ کیا اب بھی خیال آخرت اور خدا کا خوف پیدا نہیں ہوا؟ قرآن کریم فرماتا ہے کہ! خدا کے ایماندار اور نیک بندے اللہ کے ڈر سے سہمے ہوئے ہیں کہ ہم نے لوٹ کے اللہ کے پاس ہی جانا ہے۔اور ڈر یہ ہے کہ کہیں ہمارے یہ بظاہر نیک اعمال ہماری کسی خرابی کے باعث ہمارے منہ پر نہ مار دیے جائیں۔اور جنہیں آخرت کا کوئی ڈر نہیں وہ طبقہ کون سا ہے اس کو آپ بھی جانتے ہیں آئیں بارگاہ الٰہی میں توبہ تائب ہوں کہ ہم سب نے بہر حال لوٹ کے واپس اللہ کے پاس ہی جانا ہے۔

اگر آپ نے اپنے حلقوں میں پھر اس عبارت میں ”بالفرض“ کا چکر چلانا ہے تو اس کی صفائی بارہا کرنے کے بعد پھر کر دیں۔اب آپ کو ان شاءاللہ العزیز یہ شکایت نہ ہوگی کہ ہم عبارتوں کو کاٹ کاٹ کر پیش کرتے ہیں، ہم نے تو آپ کی مرضی ومنشا کے مطابق عبارتوں کو جوڑ جوڑ کر پیش کیا ہے۔

”بالفرض“ کی بابت سنیے۔نانوتوی صاحب لکھتے ہیں!

"بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"

اس سے قبل عبارت کا بھی اس جملے کے ساتھ رکھ کر جائزہ لیا جائے تو ثابت یہی کیا جاتا نظر آتا ہے کہ خاتمیت محمدی سے مراد نانوتوی صاحب کے نزدیک تینوں قسم کی (زمانی، مکانی اور مرتبی) خاتمیتیں ہیں۔ لیکن ہم آپ کے کہنے کے مطابق خاتمیت مرتبی مان لیتے ہیں۔ جب خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت مرتبی لی جائے تو اب آپ کے نزدیک عبارت بے غبار ہے۔ اور اس عقیدے میں کوئی سقم اور خرابی نہیں۔ جب یہ بات مسلمہ ہے اور آپ کو ہرگز انکار نہیں بلکہ پکار پکار کر منواتے ہیں، غصہ کرتے ہیں برہم ہوتے ہیں طعن وتشنیع کرتے ہیں، معاند دشمن اور بے حیا کہتے ہیں آپ کی یہ سب ناراضگی فقط یہی ہے کہ خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت مرتبی نہیں لی جاتی۔ ڈاکٹر خالد محمود صاحب کا "مقدمہ" اس بات کی اُچھل اُچھل کر گواہی دے رہا ہے۔ جب خاتمیت محمدی کی جگہ خاتمیت مرتبی میں فرق نہیں آتا۔ بتایئے یہ عقیدہ اب فرضی کیوں ہوا؟! اگر اس عقیدے کے ساتھ عبارت میں "بالفرض" کا لفظ لکھ دیں یا نہ لکھیں بات برابر ہے۔ لکھ دیں گے تو مہمل ہونے کی وجہ سے اپنا مقصد پورا نہیں کرے گا۔ جب مقصد پورا نہیں کر سکتا تو بے کار ہوا۔ کوئی اردو گرامر کا ماہر فن ان دونوں جملوں کا معنوی فرق بتائے:

۱) اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی حضور ﷺ کی خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

۲) بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی حضور ﷺ کی خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

علمائے دیوبند اپنے عقیدے میں پہلے حصے کی عبارت کو مان کر یہی کہتے ہیں کہ خاتمیت مرتبی میں واقعی کچھ فرق نہ آئے گا۔ چلیئے یہ بات ثبوت کو پہنچی کہ بالفرض کا لفظ یہاں مہمل ہے۔ بے معنی ہے، بے کار ہے۔ اب جب وہ کہتے ہیں کہ خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم ہے تو ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت زمانی باقی نہیں رہتی۔ یعنی جو خاتمیت، خاتمیت مرتبی کو لازم تھی۔ وہ نہیں رہتی۔ تو قاعدے کلیے کے تحت جب لازم نہیں رہتی تو جس کے لیے لازم تھی وہ بھی نہیں رہے گی۔ مثلاً خوشبو کے لیے پھول یا عطر وغیرہ کا ہونا لازم ہے جب پھول یا عطر (لازم) ہی نہ ہوگا تو خوشبو نہ ہوگی۔

مولوی فردوس شاہ قصوری دیوبندی رقمطراز ہیں! "(نانوتوی صاحب نے) کلام الٰہی سے دوسرا معنی (خاتمیت مرتبی) بھی سمجھا ہے جو پہلے (معنی خاتمیت زمانی) سے مخالف نہیں بلکہ دونوں ایک دوسرے کے لازم وملزوم ہیں"۔ (چراغ سنت ص ۱۸۰)

لغت کی کتابوں میں لازم وملزوم کا معنی یہ لکھا ہے کہ دو چیزوں کا ایک دوسرے پر موقوف ہونا، وہ دو چیزیں جو

جُدا نہ ہو سکیں۔جیسے بارش کا ہونا بادلوں پر موقوف ہے۔بارش کو بادلوں سے جُدا نہیں کیا جا سکتا۔کوئی شخص بارش کی موجودگی تو مانے مگر بادلوں کے بارے میں کہے کہ وہ موجود نہیں اور نہ ہی کوئی ذی ہوش و عقل مند بارش کی موجودگی میں بادلوں کا موجود ہونا مان سکتا ہے تو آپ ایسے شخص کی دماغی کیفیت کو کیا نام دیں گے۔یہی معاملہ علمائے دیوبند کا ہے جو کہتے ہیں یہاں خاتمیت مرتبی کا بیان ہے۔رہی خاتمیت زمانی اُس کا یہاں کوئی ذکر نہیں۔یعنی بارش کا ہونا مانتے ہیں اور بادلوں کا انکار کرتے ہیں۔اگر علمائے دیوبند سے سوال کیا جائے کہ کیا بادلوں کے بغیر بارش کا ہونا باقی رہ سکتا ہے تو کیا جواب دیں گے۔بات بارش کی نہیں بات لازم و ملزوم کی ہے،بتایئے کوئی بھی ملزوم،لازم کے بغیر باقی رہ سکتا ہے؟ظاہر ہے نہیں رہ سکتا تو ثابت ہوا کہ خاتمیت مرتبی (ملزوم) خاتمیت زمانی (لازم) کے بغیر باقی نہیں رہ سکتی۔اب جو کہتے ہیں کہ یہاں نانوتوی خاتمیت مرتبی کا بیان فرما رہے ہیں،خاتمیت زمانی کا نہیں،انھیں اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہیے۔

نانوتوی صاحب تو فقط معنی کی خوبی و کمال پر اسقدر خوش ہیں کہ پھولے نہیں سماتے اور سب کو قائل کرتے نظر آتے ہیں کہ میرے معنی کو لیا جائے تو نہ مرتبی میں فرق آتا ہے نہ زمانی میں،پہلے یا بعد سے اُن کا مقصد ہی نہیں۔البتہ کسی انجانے خوف اور دماغی نقطۂ نظر سے خاتمیت زمانی اور آخری نبی کا ذکر کر دیتے ہیں۔کہ لکھ دو لکھا ہوا کام آہی جائے گا۔اصل بات یہ ہے کہ نانوتوی صاحب نے جب بنیاد ہی غلط رکھی ہے تو دیواریں کس طرح سیدھی رہ سکتی ہیں؟۔خاتم النبیین کا معنی غلط کیا،نبوت کی بالذات و بالعرض کی تقسیم غلط کی،مرتبی کو زمانی لازم ہے،کا قول باطل ہے۔قرآن و حدیث اور اجماع اُمت میں سے آج تک کسی نے ایسا نہیں کہا۔

نانوتوی صاحب لکھتے ہیں!

"ایسے ہی ختم نبوت بمعنی معروض (یعنی خاتمیت مرتبی) کو تاخر زمانی لازم ہے"(تحذیر الناس ص ۴۲)

ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی لکھتے ہیں!

"ختم نبوت مرتبی کو مانو تو ختم نبوت زمانی کا انکار نہیں ہو سکتا بلکہ دونوں مفہوم بیک وقت جمع ہو سکتے ہیں"(مقدمہ تحذیر الناس ص ۱۰)

ڈاکٹر صاحب کی دوسری عبارت:

"مولانا محمد قاسم کے عقیدے میں یہ دونوں مفہوم (مرتبی و زمانی) حضور ﷺ کی ذات گرامی میں جمع تھے۔پس آپ کا ختم نبوت مرتبی کا اقرار ختم نبوت زمانی کا ہرگز انکار نہیں"۔(مقدمہ ص ۱۰)

ڈاکٹر صاحب کی تیسری عبارت:

"اس بناء خاتمیت کو حضور ﷺ کے بالفعل تشریف لانے پر تاخر زمانی لازم ہے" (مقدمہ ص ۱۱)

ڈاکٹر صاحب کی چوتھی عبارت:

"آپ (یعنی نانوتوی صاحب) کے عقیدے میں بناء خاتمیت کو تاخر زمانی کہ آپ کا زمانہ آخری مانا جائے بہر حال لازم تھی"۔ (مقدمہ ص ۱۲)

ڈاکٹر صاحب کی پانچویں عبارت:

"اگر بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی ہوتا تو بھی آپ کی اس معنی کی خاتمیت میں فرق نہ آتا، خاتمیت رتبی بہر حال قائم تھی لیکن حکمت خداوندی متقاضی ہوئی کہ آپ کی تشریف آوری پر اس بنائے خاتمیت (خاتمیت مرتبی) کیساتھ ختم نبوت زمانی بھی لازم کی جائے"۔

ڈاکٹر صاحب کی چھٹی عبارت:

"آپ جس بات کو بناء خاتمیت قرار دیتے ہیں اُسے آپ کا سب سے آخری زمانہ میں ہونا خود بخود لازم آرہا ہے"۔ (ص ۱۲)

ڈاکٹر صاحب کی ساتویں عبارت:

"یہ ختم نبوت زمانی اس بناء خاتمیت کو لازم تھی"۔ (مقدمہ تحذیر الناس ص ۱۵)

یقین مانیں سمجھ میں نہیں آتا کہ کس کس کا رد کس کس طریقے سے کریں۔ سات جملوں میں ایک ہی بات کہی گئی ہے کہ ختم مرتبی کو ختم زمانی سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ اور بار بار لکھا کہ ختم نبوۃ مرتبی کا اقرار ختم نبوۃ زمانی کا ہرگز انکار نہیں۔ نیز ختم مرتبی کو ختم زمانی خود بخود لازم ہے ("یہ ہرگز اور خود بخود" والے جملے بار بار دہرائیں تاکہ مفہوم اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے)۔

اب ڈاکٹر صاحب کی کلابازی دیکھئے اور انکار دیکھئے کس طرح دن دیہاڑے اور سر راہ آنکھوں میں دھول جھونکتے ہیں۔ فرماتے ہیں! "اس بات کو اس شرط سے کاٹ کر بیان کرنا اور آخری الفاظ "خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا" سے ختم نبوت زمانی مراد لینا اس عبارت میں بڑا ظلم ہوگا"۔ (مقدمہ تحذیر الناس ص ۱۷)

صفحہ صفحہ جس پر ڈاکٹر صاحب نے یہ لکھا ہو کہ ختم مرتبی کو ختم زمانی سے جدا نہیں کیا جا سکتا، مرتبی کا اقرار زمانی کا ہرگز انکار نہیں اور ختم مرتبی کو ختم زمانی خود بخود لازم ہے بتایئے اب نانوتوی صاحب کی عبارت میں زمانی کو جدا

کرنے والا، زمانی کا انکار کرنے والا اور خود بخود وف لازم کو اڑا دینے والا ظلم نہیں کر رہا تو کیا رہا ہے؟ اور ظلم کی تعریف یہی ہے کہ کسی چیز کو غیر محل رکھنا۔ جب آپ کے عقیدے میں مرتبی کو زمانی لازم ہے تو زمانی کو اپنے محل سے ہٹا کر ظلم کیوں کرتے ہیں؟ مرتبی کا اقرار اگر زمانی کا ہرگز انکار نہیں تو مرتبی کو مانتے ہیں اور زمانی کا انکار کرتے ہیں کیوں؟ آپ کے سات جملے کیا پکار پکار کر نہیں کہہ رہے کہ زمانی کو مرتبی سے جدا نہ کرو، نہ کرو۔ بتائیے آپ کے سات جملوں سے ہم کیا مراد لیں؟ اور آپ کے آٹھویں متضاد مفہوم والے جملے کو کیا سمجھیں؟۔

نانوتوی صاحب کے معنی کو آپ سیدھا کرنا چاہتے ہیں تو بالفرض والی عبارت اُلٹی ہو جاتی ہے، اور جب بالفرض والی عبارت سیدھی کرنا چاہتے ہیں تو ادھر معنی والی عبارت اُلٹی ہو جاتی ہے۔ معنی "بالذات نبی" کرتے ہیں تو آخری نبی والا مفہوم قائم نہیں رہتا تو وہاں پھر یہ چال چلتے ہیں کہ اس کو تاخر زمانی لازم کر دیا جائے۔ چنانچہ آپ کہہ دیتے ہیں کہ معنی بالذات نبی ہے اور اس کو تاخر زمانی خود بخود لازم ہے آپ نے شکھ کا سانس لیا کہ چلئے بات بن گئی میدان مار لیا لیکن۔

اک اور دریا کا سامنا تھا منیر مجھ کو میں ایک دریا کے پار اُترا تو میں نے دیکھا

ڈاکٹر صاحب نے سات جملوں میں لکھا کہ مرتبی کے ساتھ زمانی کا ماننا ضروری ہے۔ اور عین دوسری جانب یہ بھی کہتے ہیں! "حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف ختم نبوت مرتبی کا بیان تھا زمانی کا نہیں"۔ (مقدمہ تحذیر الناس ص ۱۸)

اب خدا معلوم وہ سات جملوں والا بیان حقیقت پر مبنی ہے یا یہ صفحہ ۱۸ والا۔ لیکن ہم تو اس بات پر حیران ہیں کہ اتنے متضاد عقیدوں والا شخص جو کہیں کچھ لکھتا ہے اور کہیں کچھ اور ہوشیاریوں، فریب کاریوں کے باوجود بات پھر بھی نہیں بن رہی۔ وہ مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ پر ناحق "ہاتھ کی صفائی" کا الزام دے قیامت ہی کی نشانی ہے۔

دلیل نمبر ۱۰:

مفتی محمد شفیع دیوبندی حدیث لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب درج کر کے لکھتے ہیں!

[[اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر میں کمالات نبوت موجود تھے مگر بایں ہمہ ان کو عہدہ نبوت نہیں دیا گیا۔ کیونکہ سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا ہے۔ حدیث میں لفظ لو کان سے اسی طرف اشارہ ہے کیونکہ لفظ "لو" عربی زبان میں اسی غرض کے لیے آتا ہے کہ شرط موجود نہ ہونے کی وجہ سے مشروط بھی موجود نہیں۔ لہذا حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میرے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں ہو سکتا اسلیے عمر بھی نبی نہیں ہوئے۔۔۔۔ آپ ﷺ کی نبوت چونکہ قیامت تک باقی اور قائم ہے اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو عہدہ نبوت دینے کی ضرورت ہے اور نہ

مناسب۔ کیونکہ آپ کی نبوت قائم ہوتے ہوئے کسی کو عہدہ نبوت دینا آپ کی کسر شان ہے اس لیے عہدہ نبوت کسی کو نہیں دیا گیا]]۔(ختم نبوت کامل ص ۲۳۹)

ثابت ہوا کہ اگر حضورﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو اس میں آپ کی کسر شان ہے۔ فیروز اللغات میں کسر شان کے یہ معنی درج ہیں۔ "خلاف شان" وجاہت جس سے آدمی کی عزت وآبرو میں فرق آجائے" آپ کے بعد جب کسی نبی کے پیدا ہونے سے آپﷺ کی عزت وآبرو میں فرق آتا ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ خاتمیت مرتبی میں فرق نہ آئے۔ عزت وآبرو میں فرق آئے تو مرتبے میں فرق آتا ہے اور مرتبے میں فرق آیا تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہ رہی۔ اس لیے کہ خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے۔

تنقیصی قبیلہ اس پر بڑا زور دیتا ہے کہ خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت مرتبی ہے اور خاتمیت مرتبی میں فرق نہیں آتا۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اُن کے اس استدلال پر پانی پھیر دیا ہے۔ یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ جب قرآن وحدیث اور اجماع اُمت کے تحت قادیانیت کا رد کیا جائے گا تو تحذیر الناس اور پرستاران تحذیر الناس کی عبارتوں اور استدلالات کا اپنے آپ رد ہوتا چلا جائے گا۔ اسی لیے دیوبندی علماء میں سے مفتی محمد شفیع دیوبندی اور مولوی سید انور شاہ کشمیری کے دلائل نے تحذیر الناس کی متنازعہ عبارات کا خاتمہ بالخیر کر دیا۔ دیگر دیوبندی مولوی جو گرتے پڑتے "بالفرض" کا سہارا لیتے ہیں۔ مفتی صاحب نے اُس کو بھی اُڑا کر رکھ دیا۔ احباب اہل سنت اس بات کو سمجھیں کہ اگر خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت مرتبی لیں تو یہ جملہ فرضی یا شرطیہ نہیں رہتا چاہے اسکے آگے پیچھے اور درمیان میں چار چار دفعہ "بالفرض" لگا دیں۔ دیوبندیوں مولوی کو جب نجات کا کوئی راستہ نظر نہیں آتا تو مجبوراً اپنے حلقوں میں اپنی مولویت کا بھرم قائم رکھنے کیلیے بالفرض کے کنویں میں چھلانگ لگا دیتے ہیں۔ بخدا جس دھوکے اور خیانت کا شدید ارتکاب ان کے یہاں نظر آیا کہیں نہیں دیکھا۔ کاش! کوئی انصاف پسند دیوبندی جرأت سے کام لے کر ان عالی دماغ مولویوں سے پوچھے کہ ہمیں لکھ کر بتائیں کہ اگر خاتمیت محمدی سے مراد بلکہ اس خاتمیت محمدی کا معنی خاتمیت مرتبی لیں تو کیا یہ عبارت پھر بھی فرضی اور یہ جملہ بھی شرطیہ رہے گا؟ اگر جملہ پھر بھی شرطیہ ہے تو صرف ونحو کے قاعدے کے مطابق ثابت کر کے دیں۔ اگر کہیں کہ شرط ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس جملے کی خرابی دور کرنے کی خاطر جن آیات سے وہ استدلال کرتے ہیں اُن کا مفہوم بھی ان کے نزدیک یہ ہو جائے گا۔ کہ "اگر زمین وآسمان دونوں میں اور معبود ہوتے تو زمین وآسمان دونوں واقعی خراب نہ ہوتے"۔

کیونکہ یہ بار بار لکھتے ہیں کہ اگر حضورﷺ کے بعد کوئی اور نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت مرتبی میں واقعی فرق

نہیں آئے گا۔اب دونوں طرح ان کا جھوٹا ہونا ثابت ہوگیا ہے کہ ایک تو خاتمیت مرتبی کا معنی لینے سے عبارت فرضی اور شرطیہ نہیں بلکہ بغیر کسی شرط کے بھی اپنے مفہوم و مطلب میں مکمل ہے۔اور خاتمیت مرتبی کا معنی لے کر جو اودھم مچا رکھا تھا کہ واقعی کچھ فرق نہیں آتا وہ بھی ہم نے ثابت کر دیا کہ فرق آتا ہے ضرور آتا ہے اور اس طرح خاتمیت مرتبی بھی قائم نہیں رہتی۔

تمام دیوبندی بالعموم اور "بالفرض" کے حوالے سے آیات و احادیث سے استدلال کرنے والے بالخصوص اپنے استدلالات کا رد ملاحظہ فرمائیں۔جب بھی ان پر اعتراض کیا جاتا ہے تو جھٹ "بالفرض" کا سہارا لیتے ہیں اور دو آیات کریمہ اور ایک حدیث شریف پیش کر دیتے ہیں۔ہم ان آیات کریمہ، حدیث مبارکہ اور نانوتوی صاحب کے متنازعہ جملے کا تجزیہ کرتے ہیں۔

۱) لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا ۔اگر ہوتے دونوں (زمین و آسمان) میں اور معبود سوائے اللہ کے تو دونوں خراب ہو جاتے۔

۲) قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین ۔کہہ دو اگر ہوتی رحمٰن کی کوئی اولاد تو عبادت کرنے والوں میں پہلا میں ہوتا۔

مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں!"لفظ "لو" عربی زبان میں اسی غرض کے لیے آتا ہے کہ شرط موجود نہ ہونے کی وجہ سے مشروط بھی موجود نہیں"۔مشروط کا مطلب ہے کسی شرط پر موقوف۔آیئے مفتی صاحب کے بتائے ہوئے کلیے کے مطابق دیکھتے ہیں کہ نانوتوی صاحب اور دیگر دیوبند علماء کا خاتمیت مرتبی والا جملہ اس معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں۔لیکن اس سے قبل دو آیات کریمہ اور ایک حدیث مبارکہ کا تجزیہ بھی ضروری ہے تاکہ ان کی روشنی میں جملے کی حیثیت بھی واضح طور پر متعین ہو اور کسی قسم کا کوئی ابہام باقی نہ رہے۔

۱) اگر ہوتے دونوں (زمین و آسمان) میں اور معبود سوائے اللہ کے تو دونوں خراب ہو جاتے۔

تجزیہ) یعنی زمین آسمان دونوں کا خراب ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ زمین و آسمان دونوں میں کوئی خدا اور بھی موجود ہوں چونکہ زمین و آسمان میں کوئی اور خدا موجود نہیں اس لیے زمین و آسمان خراب و برباد بھی نہیں۔لہذا شرط موجود نہ ہونے کی وجہ سے مشروط بھی موجود نہیں۔تفسیر مظہری میں ہے!"لو" شرط اور جزا دونوں کی نفی کا تقاضا کرتا ہے"۔(سورہ زخرف آیت ۸۱ کے تحت)

۲) اگر ہوتی رحمٰن کی کوئی اولاد تو عبادت کرنے والوں میں پہلا میں ہوتا۔

تجزیہ) یعنی میرا پہلا عبادت گزار ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ رحمٰن کا کوئی بیٹا ہو۔

چونکہ رحمٰن کا کوئی بیٹا نہیں اس لیے میں پہلا عبادت گزار بھی نہیں۔لہذا شرط موجود نہ ہونے کی وجہ سے مشروط بھی موجود نہیں۔

۳) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔

تجزیہ) یعنی عمر بن خطاب کا نبی ہونا اس شرط پر موقوف ہے کہ میرے بعد کوئی نبی ہو۔

چونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اس لیے عمر بن خطاب بھی نبی نہیں۔لہذا شرط موجود ہونے کی وجہ سے مشروط بھی موجود نہیں۔یہ حدیث مبارکہ بھی "لو کان" سے شروع ہوتی ہے اور ہم بتا چکے ہیں کہ "لو" شرط اور جزاء دونوں کی نفی کا تقاضا کرتا ہے۔

نوٹ:مذکورہ بالا تینوں جملوں میں ہر جملے کا پہلا حصہ شرط ہے اور دوسرا حصہ مشروط اور یہ اصول منطق کے اعتبار سے بالکل درست جملے ہیں۔اب خاتمیت مرتبی کا معنی لے کر نانوتوی صاحب کے جملے کا تجزیہ کرتے ہیں۔

۴) بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی (مرتبی) میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

تجزیہ) یعنی خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہ آنا اس شرط پر موقوف ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو۔

اس کے بعد تجزیہ ممکن ہی نہ رہا۔کیونکہ شرط یہ ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو۔جب نبی پیدا ہو گا تو اس سے آپ کی خاتمیت مرتبی میں فرق آجائے گا۔یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کے بعد نبی آئے اور آپ کے مرتبہ میں فرق نہ آئے۔لہذا علمائے دیوبند جو "لو" اور "ان" کے الفاظ لے کر استدلال کرتے ہیں کہ جس طرح آیات واحادیث کا مفہوم درست رہتا ہے اسی طرح "بالفرض" والی عبارت بھی بے غبار ہے۔یہ یا تو پرلے درجے کی جہالت ہے اور یا پرلے درجے کا آخرت سے بے خوف ہونا۔پہلی وجہ کے ہم قائل نہیں اور دوسری وجہ رد کی ہی نہیں جا سکتی۔اصول منطق یا مفتی شفیع صاحب کے بتائے گئے قاعدے کلیے کے مطابق یہ جملہ اس طرح ہوتا تو یقیناً آیات واحادیث کے بیان کے مطابق ہوتا۔ملاحظہ فرمائیے!

بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی (مرتبی) میں فرق آجائے گا۔

تجزیہ) یعنی خاتمیت مرتبی میں فرق آنا اس شرط پر موقوف ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی ہو۔

چونکہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اس لیے خاتمیت مرتبی میں فرق بھی نہیں۔لہذا شرط موجود نہ ہونے کی وجہ سے مشروط بھی موجود نہیں۔یاد رہے ہمارے نزدیک خاتم النبیین کا معنی صرف اور صرف آخری نبی ہے یہ مثال دیوبندیوں کے

استدلال کے رد کے لیے پیش کی گئی ہے۔ یہاں دلیل نمبر ۱۰ کا اختتام ہوا۔ دلیل یہ تھی کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو اس میں آپ کی کسر شان ہے اور عزت و آبرو میں کمی واقع ہوتی ہے تو جس بات میں آپ کی کسر شان ہو عزت و مرتبہ میں کمی واقع ہو کیسے ممکن ہے کہ وہ بات آپ کی خاتمیت مرتبی کو قائم رکھ سکے مرتبہ کم ہوا تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہ رہی اس لیے کہ "خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے"۔ (حاشیہ تحذیر الناس ص ۳۳)

دلیل نمبر ۱۱:

سید انور شاہ کشمیری مشہور دیوبندی عالم ہیں جن کے بارے میں اُن کے عقیدتمندوں کا یہ بیان قابل توجہ ہے! "اسلام کی آخری پانچ صدیاں مولانا انور شاہ کشمیری کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہیں"۔ (ملفوظات محدث کشمیری ص ۴۸)

شاہ صاحب کشمیری (گویا تحذیر الناس کا رد کرتے ہوئے) لکھتے ہیں!

"آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور پذیر ہونا اگرچہ آں حضور ﷺ سے استفادہ کے طور پر ہی ہو اس میں صریح منقصت ہے نبی کریم ﷺ کی"۔ (ملفوظات محدث کشمیری ص ۳۲۲ مطبوعہ ادارہ دعوت اسلام جامعہ یوسفیہ بنوریہ کراچی)

منقصت کے معنی ہیں کمی، گھاٹا اور عیب (فیروز اللغات) جو امر حضور ﷺ کی صریح تنقیص کا باعث ہو اور حضور ﷺ کی شان میں کمی، گھاٹا اور عیب پیدا کرے وہ آپ کی خاتمیت مرتبی کو کس طرح قائم رکھ سکے گا۔ مرتبہ کم ہوا تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہ رہی اس لیے کہ "خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے"۔

دلیل نمبر ۱۲:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! "**الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا** (المائدہ ۳) آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین کے پسند کر لیا۔ (ترجمہ مولوی عبدالماجد دریابادی)

دین اسلام کا کامل ہونا اور نعمت الٰہی کا پورا ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ اب نبیوں کے آنے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے کیونکہ اگر نزول قرآن کے مکمل ہونے کے بعد بھی نبوت جاری رہے اور وحی نازل ہوتی رہے تو پھر بھی نعمت الٰہی کا سلسلہ بھی جاری رہے گا اور یہ اس آیت (**الیوم اکملت لکم**) کے خلاف ہے۔ (شرح صحیح مسلم ج ۶ ص ۲۳ از غلام رسول سعیدی)

اگر حضور ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر مطلب یہ ہوگا کہ دین اسلام ابھی تک نامکمل اور نعمت الٰہی ناتمام ہے۔ اس میں حضور ﷺ کی شان اور مرتبے میں کمی پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ اعزاز آپ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ چونکہ قرآن مجید آپ ہی نے پیش کیا ہے اور یہ کلام آپ پر ہی اترا ہے اس کے بیان کا جھوٹا ہونا معاذ اللہ آپ کے سچا نہ ہونے پر دلیل بنتا ہے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) لہذا آپ کے بعد کسی نبی کے آنے سے جب ایسی دلیل قائم ہو تو اس میں آپ کی شان اور مرتبہ میں کمی آتی ہے تو جو چیز آپ کے شان اور مرتبے میں کمی پیدا کرے وہ آپ کی خاتمیت مرتبی کو بھی باقی نہیں رکھ سکتی اس لیے کہ "خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے"۔

دلیل نمبر ۱۳:

وما ارسلنک الا کافۃ للناس (سبا۔۲۸) اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر تمام انسانوں کی طرف۔ یعنی قیامت تک کے لیے سب انسانوں کی طرف۔ یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (الاعراف۔۱۵۸) ۱ (ختم نبوت کے حوالے سے یہی آیات نقل کر کے مولوی اللہ وسایا صاحب لکھتے ہیں! بالفرض اگر آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کافۃ الناس کی طرف اللہ تعالیٰ کے صاحب الزماں رسول نہیں ہو سکتے"۔ (آئینہ قادیانیت ص ۳۲ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان) اے لوگو! بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف۔ وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین (انبیاء۔۱۰۷) ۲ (یہ آیت لکھ کر بھی کہا "بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو آپ کی اُمت کو اس پر اور اس کی وحی پر ایمان فرض ہوگا۔۔۔ اور یہ رحمۃ للعالمینی کے منافی ہے "۔ (ایضاً ص ۳۲) اور نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر سراپا رحمت بنا کر سارے جہانوں کے لیے"۔

اگر حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا تسلیم کیا جائے تو جن لوگوں کے لیے وہ نبی یا رسول ہوگا اُن کے لیے حضور ﷺ نبی یا رسول نہیں ہوں گے۔ اس سے یہ لازم آئے گا کہ آپ تمام لوگوں کے لیے رسول نہ ہوں اور یہ اس آیت کریمہ (وما ارسلنک الا کافۃ للناس) کے خلاف ہے۔ اسی طرح (انی رسول اللہ الیکم جمیعا) کے خلاف ہے۔ اگر آپ کے بعد نبی آنا ممکن ہو تو پھر آپ تمام جہانوں کے لیے نذیر نہ رہے کیونکہ بعض لوگوں کا نذیر آپ کے بعد کوئی اور گا۔ یہ اس آیت لیکون للعالمین نذیراً (فرقان۔۱) کے خلاف ہے۔ اور اگر آپ کے بعد کوئی نبی آئے تو اپنی اُمت کے لیے وہ رحمت ہوگا۔ پھر آپ سارے جہانوں کے لیے رحمت نہ ہوئے یہ بھی قرآنی آیت مذکورہ کے خلاف ہے۔ اسی طرح دوسری آیات کے اعتبار سے پھر آپ تمام لوگوں کے لیے تعلیم دینے، تزکیہ کرنے، آیات کی تلاوت کرنے، حکمت سکھانے اور گمراہی سے بچانے والے نہ ہوں گے۔ جیسا کہ سورۃ جمعہ کی آیت ۲، ۳ میں آپ کے

لیے یہ اعزاز و اوصاف بدرجہ کمال ثابت ہیں۔ جب یہ اعزاز نہ رہے تو آپ کی شان اور مرتبے میں کمی آگئی۔ مرتبہ کم ہوا تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہ رہی اسلیے کہ "خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے"۔ (تحذیر الناس حاشیہ ص ۳۴ مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ)

مفتی شفیع صاحب دیوبندی نے اپنی کتاب "ختم نبوت کامل" میں یہی آیات کریمہ نقل کیں اور لکھا کہ یہ آیات آپ کی بہت بڑی مخصوص شرافت و فضیلت کا اعلان کر رہی ہیں آپ کا دین متین قیامت تک کے لیے ہدایت و رہبری کا وثیقہ ہے اس کا کمال غیر موقت اور ہمیشہ کے لیے ہے۔ تو جیسا کہ پہلے دلائل سے ثابت کیا جا چکا ہے کہ اگر بالفرض حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہیں رہتی اس لیے کہ یہ مذکورہ تمام شرافت و فضیلت آپ کے لیے مخصوص نہیں رہتی۔ جب آپ کے لیے مخصوص نہ رہی تو شان اور مرتبے میں کمی آگئی اور مرتبے کی کمی خاتمیت کو بھی باقی نہیں رہنے دیتی۔ یہاں پھر یاد دہانی کرا دیں کہ بالفرض والا تحذیر الناسی جملہ نہ شرطیہ ہے نہ فرضی۔ بلکہ اس طرح بھی لکھ دیا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا "حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد بچ بچ کوئی نبی آجائے تو پھر بھی آپ کی خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔ جیسا کہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے مقدمہ تحذیر الناس میں بار بار اس کو دہرایا ہے۔ مثلاً تحذیر الناس سے ایک پیرا "ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے۔۔۔ الخ" نقل فرما کر لکھتے ہیں!

"یہاں یہی بات شرط کے ساتھ کہی جا رہی ہے اور موضوع ختم نبوت مرتبی کا بیان ہے۔ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی مقدر مانا جائے تو اُسے بھی حضور ﷺ کے آفتاب نبوت سے مستنیر مقدر مانا جائے گا اور اس سے حضور ﷺ کی خاتمیت مرتبی میں واقعی کچھ فرق نہیں آئے گا"۔ (مقدمہ تحذیر الناس ص ۱۷)

ڈاکٹر صاحب کے جملے "یہاں یہی بات شرط کے ساتھ کہی جا رہی ہے" کا مطلب یہی ہے کہ یہاں خاتمیت زمانی کو نہ لیا جائے بلکہ ختم نبوت مرتبی سمجھا جائے۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے خود بھی شرط کی وضاحت کر دی ہے کہ! "موضوع ختم نبوت مرتبی کا بیان ہے"۔ تو اُن کا مطلب ہے کہ اس شرط کے ساتھ کہ خاتمیت محمدی سے مراد اگر خاتمیت مرتبی لی جائے تو حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد بچ بچ کوئی نبی آجائے تو حضور ﷺ کے آفتاب نبوت سے روشنی طلب کرنے والا ہو گا گویا آپ ہی کے فیض اور مُہر سے نبی بنا ہو گا تو اُس کی آمد سے حضور ﷺ کی خاتمیت مرتبی میں واقعی کچھ فرق نہیں آئے گا۔ مولوی محمد ادریس کاندھلوی نے بھی یہی لکھا! "یہ لفظ بالفرض خود اس کے محال ہونے پر دلالت کرتا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ بات محال ہے۔ ا(یہاں محال کی تاویل ہی لایعنی ہے، جب چھ

انبیاء خواتم کا اثبات کیا گیا ہے تو محال کب ہوا بلکہ وقوع ہوا) کسی طرح ممکن نہیں۔لیکن اگر بالفرض تھوڑی دیر کے لیے اس محال کو بھی تسلیم کر لیا جائے تب بھی حضور کی خاتمیت رتبیہ اور آپ کی افضلیت اور سیادت میں کوئی فرق نہیں آتا"۔(تکملہ تحذیر الناس ص ۵۶ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی) اب وہ دیوبندی مولوی جو بزعم خود افلاطون بنے بیٹھے ہیں اور بار بار لکھتے ہیں کہ! "دونوں آیات میں اِنْ اور لَــوْ بالفرض کا معنی ادا کرتے ہیں۔اگر یہاں بالفرض کے لفظ آجانے کے باوجود امکان کا تصور باقی رہتا ہے (یعنی نانوتوی کے جملہ میں) پھر آیات مذکورہ میں بھی یہ امکان کیوں نہیں پیدا ہو سکتا۔کیا کوئی انصاف پسند بلکہ ذی ہوش وحواس اور صاحب عقل وخرد "بالفرض" کے لفظ کو نظر انداز کر سکتا ہے یا اس کے بعد بھی امکان کا قائل ہو سکتا ہے"۔(حاشیہ تحذیر الناس ص ۵۵) تو وہ بتائیں کہ ڈاکٹر صاحب اور ادریس کاندھلوی کا جو پیرا نقل کیا گیا ہے کیا اس معنی ومفہوم میں یہ عبارت فرضی یا شرطیہ بنتی ہے؟۔ہرگز نہیں اور مطلق نہیں تو دیوبندی مولوی بتائیں کہ وہ جان بوجھ کر غلط استدلال کیوں کرتے ہیں؟ مطلق جاہل ہیں یا آخرت سے بے خوف؟۔

ہم ان مولوی حضرات سے پھر کہیں گے کہ آیات مذکورہ میں امکان اس لیے نہیں کہ وہ خدا کا کلام ہے اُس میں کوئی تناقض نہیں پایا جاتا۔وہاں شرط اور جزاء میں مطابقت ہے لیکن نانوتوی صاحب کا کلام ایک عام بندے کا کلام ہے جس میں ہزار غلطیوں کا صدور ممکن ہے۔نانوتوی صاحب کے جملے میں صرف ونحو کے اعتبار سے شرط مان بھی لی جائے تب بھی زبردست تناقض لازم آتا ہے۔شرط اور جزاء کا کوئی جوڑ نہیں بنتا۔اور ہم بارہا بیان کر چکے ہیں کہ جملہ نہ شرطیہ ہے اور نہ فرضی۔مثلاً ایک اور طرح سے دیکھئے!

"لــو" حرف شرط ہے اور دو جملوں پر آتا ہے اور بہ سبب نفی جملہ اول کے نفی جملہ ثانی پر دلالت کرتا ہے اور زمانہ ماضی کا جیسے لـو كـا ن فيهـما الهة الا الله لفسدتا۔یعنی نہ اور خدا تھے، نہ زمین وآسمان برباد ہوئے۔اب نانوتوی صاحب کا جملہ دیکھئے! "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی (مرتبی) میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔یہ جملہ اب اُوپر بتائے گئے قاعدے کلیے کے مطابق درست نہیں۔اس جملے میں "اگر بالفرض" (یعنی لَوْ) بہ سبب نفی جملہ اول کے نفی جملہ ثانی پر دلالت نہیں کرتا۔یا نفی ثانی کی بناء پر نفی اول نہیں۔

نہ کوئی نبی آیا، نہ خاتمیت مرتبی میں فرق پڑا

اسی طرح نفی جملہ اول نے نفی جملہ ثانی پر دلالت کی۔مگر پرستاران تحذیر الناس کہتے ہیں کہ! "نبی آبھی جائے تب بھی خاتمیت مرتبی میں فرق نہیں پڑتا" اس طرح "نفی جملہ اول کا نفی جملہ ثانی پر دلالت" کا کلیہ فٹ نہیں بیٹھتا۔لہذا معلوم

ہوا کہ جملے کی معنوی ساخت ہی غلط ہے۔اور طعنے ہمیں دیئے جارہے ہیں کہ "تحذیر الناس کے مضامین بہت بلند پایہ ہیں اور پیرایہ بیان کہیں کہیں بہت دقیق ہوگیا ہے۔اس لیے بریلوی علماء کا حدود اربعہ اس کا متحمل نہ ہو سکتا تھا"۔(مقدمہ تحذیر الناس ص ۳۰ از ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی)

ڈاکٹر صاحب نے بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے۔ڈاکٹر صاحب اور دیگر علمائے دیوبند کے تمام استدلالات **ھباءً منثوراً** ہوگئے۔**فللہ الحمد**۔

اگلے عنوان پر بات کرنے سے پہلے باطل استدلالات میں آخری کیل بھی ٹھونک دیں اور وہ یہ کہ قیاس استثنائی میں ثبوت مقدم ثبوت تالی کو لازم ہے اور نفی تالی نفی مقدم کو مستلزم ہے۔اس قاعدے پر یہ جملے دیکھئے!

۱)۔اگر رحمٰن کے بیٹا ہوتا تو میں ______________ اس کا پہلا عبادت گزار ہوتا۔

یہاں ثبوت مقدم ______________________ ثبوت تالی کو لازم ہے۔

یعنی اگر رحمٰن کا بیٹا ہوگا تو اس کو لازم ہے کہ سب سے پہلے میں اُس کی عبادت کروں

چونکہ میں اُس کا پہلا عبادت گزار نہیں ہوں ___________ اس لیے رحمٰن کا بیٹا بھی ممکن نہیں

یہاں نفی تالی ___________________________ نفی مقدم کو لازم ہے

۲)۔اگر زمین وآسمان میں اور معبود ہوتے _____________ تو زمین وآسمان دونوں برباد ہوجاتے

ثبوت مقدم ___________________________ ثبوت تالی کو لازم ہے

چونکہ زمین وآسمان دونوں برباد نہیں _______________ اس لیے اور معبود بھی نہیں

نفی تالی ______________________________ نفی مقدم کو مستلزم ہے۔

(مولوی اللہ وسایا صاحب قادیانی اعتراض کے جواب میں **لو عاش ابراھیم**۔۔۔الخ کے متعلق لکھتے ہیں "اس میں حرف لو قابل توجہ ہے اس لیے کہ جیسے "**لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا**"۔لو عربی میں محال کے لیے بھی آجاتا ہے اس روایت میں بھی تعلیق بالمحال ہے)(آئینہ قادیانیت ص ۸۶)قرآن کریم کی یہ آیت جملہ شرطیہ ہے۔اس میں شرط اور جزا دونوں محال ہیں نہ اور خدا ہوں گے نہ زمین وآسمان برباد ہوں گے اور خدا ہوتے تو زمین و آسمان برباد ہوتے لیکن نانوتوی صاحب کی عبارت میں شرط اور جزا محال نہیں۔کیونکہ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت میں فرق نہ آنے کے الفاظ درج ہیں۔ہونا تو یہ چاہیے تھا نہ نبی ہوگا نہ فرق آئے گا اور نبی آئے تو فرق آئے۔

۳)۔اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا______________تو وہ عمر بن خطاب ہوتے

ثبوت مقدم______________________ثبوت تالی کو لازم ہے

چونکہ عمر بن خطاب نبی نہیں________________اس لیے میرے بعد کوئی نبی نہیں

نفی تالی________________________نفی مقدم کو مستلزم ہے

اب نانوتوی صاحب کا جملہ لیجئے:

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی آئے______________تو پھر بھی خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہیں آئیگا

یہاں ثبوت مقدم_________________________ثبوت تالی کو لازم نہیں رہا

اس لیے اگلی عبارت لکھنے کی ضرورت ہی نہیں کہ جب ثبوت مقدم ثبوت تالی کو لازم نہیں تو نفی تالی نفی مقدم کو کب لازم آئیگی۔کیا اب بھی پتہ نہیں چلا کہ آیات کریمہ میں امکان پیدا کیوں نہیں ہوتا اور نانوتوی صاحب کی عبارت میں امکان کیوں پیدا ہوتا ہے۔اور کیا کوئی انصاف پسند بلکہ ذی ہوش وحواس اور صاحب عقل وخرد بالفرض کے لفظ کو درخور اعتناء سمجھ سکتا ہے۔البتہ جملہ اس طرح ہوتا تو آیات کریمہ اور حدیث مبارکہ کی طرح صرف ونحو کا قاعدہ اس پر درست آتا۔

اگر آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو_____________تو خاتمیت مرتبی میں فرق آئے گا

ثبوت مقدم__________________ثبوت تالی کو لازم ہے

چونکہ خاتمیت مرتبی میں کوئی فرق نہیں آیا_________اس لیے میرے بعد نبی کوئی نہیں

نفی تالی____________________نفی مقدم کو مستلزم ہے☆(مولوی اللہ وسایا صاحب قادیانی اعتراض کے جواب میں حدیث "لو عاش ابراھیم"۔۔۔الخ کے متعلق لکھتے ہیں اس میں حرف "لَوْ" "قابل توجہ ہے۔اس لیے کہ جیسے "لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسلتا"،"لَو" عربی میں محال کے لیے بھی آجاتا ہے۔اس روایت میں بھی تعلیق بالمحال ہے۔(آئینہ قادیانیت صفحہ ۸۶ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان)[[لیکن نانوتوی صاحب کے جملے میں اگر بالفرض۔۔۔الخ(یا لَـــوْ کہہ لیں) محال کے لیے نہیں،نانوتوی صاحب تو مطلق خاتمیت محمدی لکھتے ہیں کہ اس میں فرق نہیں آتا۔پر ستار مرتبی کی تاویل کرتے ہیں دونوں طرح نبی کا آنا محال نہ رہا]](مصنف)

آیت لو کان فیھما ۔۔الخ اگر اللہ کے سوا اور خدا ہوتے تو زمین و آسمان دونوں برباد ہو جاتے۔اس میں توحید کا اثبات ہے۔اگر الفاظ یہ ہو جائیں کہ دونوں برباد نہ ہوتے" تو مفہوم برعکس ہو جائے اور اس سے توحید کی نفی ہوتی ہے۔بالکل اسی طرح نانوتوی صاحب کے الفاظ "خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" سے خاتمیت محمدی کا اثبات نہیں خاتمیت کی نفی ہو رہی ہے۔دیوبندی اسے مرتبی کہیں یا زمانی۔

بحمداللہ تعالیٰ ہم نے بھرپور تیرہ دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو آپ کی خاتمیت مرتبی میں فرق آتا ہے۔اس طرح یہ کوئی نظر انداز کرنے والا عقیدہ نہیں رہا کہ معمولی بات سمجھ کر چھوڑ دیا جائے بلکہ یہ عقیدہ برآمد ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آ جائے تو خاتمیت زمانی و مرتبی دونوں میں فرق نہیں پڑتا۔اور ایسا عقیدہ قادیانیوں کی صف میں لا کھڑا کرتا ہے۔کیونکہ نانوتوی صاحب کے ساتھ آپ بھی خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم کہتے ہیں۔اگرچہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آپ کے عقیدے سے تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہیں رہتی لیکن جو آپ خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم مانتے ہیں اس عقیدے کے تحت بھی جب کسی نبی کے آنے سے خاتمیت زمانی جو لازم تھی نہ رہی تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہ رہی۔لازم کے باطل ہونے سے ملزوم کا بطلان مسلمہ اصول ہے۔اور نبی کا آنا تو آپ کو بہر حال تسلیم ہے یہ تسلیم نہ تھا کہ خاتمیت مرتبی میں بھی فرق پڑتا ہے۔چونکہ خاتمیت زمانی میں تو فرق پڑتا ہے اس لیے آپ بہت زیادہ زور اس پر دیتے تھے کہ نبی کے آنے سے خاتمیت مرتبی میں فرق نہیں آتا۔آنا تسلیم تھا فرق نہ پڑنا تسلیم نہ تھا۔جب آنا مان لیا تو خاتمیت زمانی نہ رہی جب نہ رہی تو مرتبی بھی نہ رہی۔دونوں کا خاتمہ ہوا اور آپ کا تحذیرالناس کی عبارات کی رُو سے یہ عقیدہ بنا کہ آپ کے بعد کوئی نبی آئے تو نہ ختم زمانی میں فرق پڑتا ہے نہ ختم مرتبی میں۔ضد کا کوئی علاج نہیں۔ہم نے کھول کر سمجھا دیا ہے۔انسان خوف آخرت سے بے نیاز ہو جائے تو الگ بات ہے۔

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر الزام:

تحذیرالناس کی صریح کفریہ عبارات کو بے غبار ثابت کرنے کے لیے جس دیوبندی مولوی نے قلم اٹھایا اُس نے ایک دوسرے کی نقل میں بغیر کچھ سوچے سمجھے یہ ناحق الزام دھرا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے الگ الگ صفحات کی عبارات کو مسلسل لکھ کر کفریہ بنا دیا اور عبارت کا غلط ترجمہ اور لفظی و معنوی تحریف کر کے خیانت اور بددیانتی سے کام لیا ہے مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ سے چھپنے والی تحذیرالناس کے آخری صفحے پر جو عنوان لگایا ہے "احمد رضا خان صاحب بریلوی کی علمی دیانت کا ایک نمونہ" عنوان کو پڑھ کر عام دیوبندی خوش ہو جاتے ہوں گے کہ نانوتوی

صاحب نے جو الگ الگ صفحات پر

عبارتیں لکھی ہیں وہ تو عین قرآن وحدیث کے مطابق ہیں البتہ یہ احمد رضا خان کی بددیانتی ہے جس نے ان مختلف صفحات کی الگ الگ عبارات کو ایک جگہ اکٹھا لکھ کر کفریہ بنا دیا۔لہذا اس عنوان کے تحت بھی یہی کچھ لکھا گیا کہ!''اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ عبارت تحذیر الناس میں مسلسل نہیں ہے بلکہ اس کتاب کے مندرجہ ذیل صفحات میں متفرق جگہ درج ہے یہ بھی لکھا ہے کہ!''اور پھر طرہ یہ کہ ان جملوں کے معنی بھی فاضل بریلوی نے خود ساختہ پہنائے ہیں'' ۔(صفحہ ۱۴۰)تحذیر الناس کے اسی ایڈیشن کے صفحہ۱۸پر ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی نے یہ عنوان جمایا"مولانا احمد رضا خاں کے ہاتھ کی صفائی" اور لکھا کہ!''مولانا احمد رضا خان نے تحذیر الناس کے صفحہ ۵۱،۱۰ اور ۳۲ کی عبارتیں (ہر ہر عبارت کی شرطیں اور اضراب حذف کر کے)جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنادی ہے۔اس مسلسل عبارت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مولانا محمد قاسم ختم نبوت زمانی کے منکر تھے'' ۔(مقدمہ تحذیر الناس صفحہ۱۸)

مولوی منظور نعمانی نے بھی کتاب "فیصلہ کن مناظرہ" میں اسی طرح لکھا۔اس کتاب سے تحذیر الناس کی صفائی میں لکھا گیا حصہ تحذیر الناس کے اس ایڈیشن (مکتبہ حفیظیہ) کے آخر میں شامل کیا گیا ہے۔وہ بھی لکھتے ہیں!"(امام احمد رضا) خان صاحب کے اس ترتیب بدل دینے کا یہ اثر ہوا کہ "تحذیر الناس" کے تینوں فقروں کو اگر علیحدہ علیحدہ اپنی جگہ پر دیکھا جائے تو کسی کو انکار ختم نبوت کا وہم بھی نہیں ہوسکتا۔لیکن یہاں انہوں نے جس طرح تحذیر الناس کی عبارت نقل کی ہے اس سے صاف ختم نبوت کا انکار مفہوم ہوتا ہے اور یہ صرف آپ کی قلم کاری کا نتیجہ ہے ورنہ تحذیر الناس کا دامن اس سے بالکل پاک ہے۔"(تحذیر الناس ص ۱۰۱)

اس کے بعد بھی نعمانی صاحب بہت برسے کہ انہوں نے دیدہ دلیری کے ساتھ جعل سازی کی انتہا کر دی اور فقروں کو توڑ پھوڑ کر ایک فقرہ بناڈالا اور پہلے فقرہ کا مسند الیہ حذف کیا اور دوسرے ہی کے مسند الیہ کو پہلے کا بھی مسند الیہ بنا دیا وغیرہ۔پھر لکھا!"اس قسم کی تحریفات سے اصل مضمون کا بدل جانا اور کسی اسلامی کلام کا خالص کفر ہو جانا بالکل بعید نہیں۔تحذیر الناس تو بہر حال ایک بشر کی کتاب ہے۔اگر کوئی بدنصیب کلام اللہ میں اس قسم کی تحریف کر کے کفریہ مضامین بنانا چاہے تو بنا سکتا ہے۔۔۔۔وہ قرآن حکیم کی ایک سورۃ بلکہ ایک ہی آیت میں اس قسم کا ردّو بدل کر کے کفریہ مضامین نکال لے گا مثلاً قرآن عزیز میں ارشاد ہے:ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم کہ نیکوکار جنت میں رہیں گے اور بدکار دوزخ میں۔اب اگر خان صاحب کا کوئی مرید یا شاگرد خان صاحب کی سنت پر عمل کر کے اس آیت کریمہ میں صرف اس قدر تحریف کردے کہ" نعیم " کی جگہ" جحیم "پڑھے اور" جحیم " کی

جگہ "نــعیــم" تو مطلب اُلٹا ہو جائے گا اور کلام صریح کفر ہوگا۔ (تحذیر الناس ص ۱۰۲، ۱۰۳) پیرے کے آخر میں لکھا! "اس لیے ہم اُن کے اس فتوے کو دانستہ فریب اور معاندانہ تلبیس سمجھنے پر مجبور ہیں"۔

معلوم ہوا کہ دیو بندی علماء بھی اعلیٰ حضرت کی پیش کردہ تحذیر الناس کی عبارت کو کفریہ ہی سمجھتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ ان کو الگ الگ لکھا جائے سیاق وسباق کیساتھ تو کفر سے پاک ہے۔ یعنی عبارتوں کا مجموعہ کفر ہے فرداً فرداً نہیں۔ ہمارے لیے

یہ بات حیرت کا باعث ہے کہ اگر فرداً فرداً عبارات کفریہ نہیں تو مسلسل لکھنے سے کفر کیونکر ہو گئیں۔ البتہ یہ الزام کہ عبارتوں کی شرطیں اور اضراب حذف کر کے مسلسل عبارت بنادی گئی۔ تو ڈاکٹر خالد صاحب جن شرائط کا ذکر کر رہے ہیں وہ شرائط وہی خاتمیت مرتبی والی ہیں۔ یعنی نانوتوی صاحب ختم نبوت مرتبی کا معنی اور موضوع لے کر کہہ رہے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آجائے تو خاتمیت مرتبی میں فرق نہیں آتا۔ ہم نے تیرہ دلائل سے ثابت کر دکھایا ہے کہ بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہیں رہتی۔ ہم نے بڑی دیانتداری سے عبارتیں نقل کی اور دیو بندی مولویوں کی مرضی ومنشا کے مطابق ہر جگہ خاتمیت محمدی کو خاتمیت مرتبی لکھ کر ان کے باطل استدلالات کو خاک میں ملا دیا۔ ہم نے سیاق سباق کے مرکزی نکتہ معنی ومفہوم وموضوع "ختم مرتبی" لکھ کر ثابت کر دیا ہے کہ اس طرح بھی جملہ صریح کفریہ ہے۔ اعلیٰ حضرت پر خیانت اور تحریف کا الزام دیو بندیوں کا اپنے عقیدتمندوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔ اور اُن کو محض جھوٹی تسلیاں دینا ہے تا کہ وہ اُن کی نام نہاد علمیت کا لوہا مانتے رہیں اور اُن کی شانِ مولویت کا ڈھول بجاتے رہیں۔ اعلیٰ حضرت نے جو عبارات نقل فرمائی ہیں اور اُن کا خلاصہ بیان کیا ہے یہ تینوں عبارات الگ الگ بھی صریح کفر پر مبنی ہیں۔

پہلی عبارت: عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے۔۔۔۔۔الخ کا تجزیہ کر کے ثابت کر دیا کہ یہ عبارت مستقل کفریہ ہے اور نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے معنی "آخری نبی" کو جن سولہ طریقوں سے رد کیا ہے وہ ہم تفصیل کے ساتھ پچھلے صفحات میں بیان کر آئے ہیں۔ اور نانوتوی صاحب نے "جنس بالذات نبی" کو بنائے خاتمیت بتایا ہے اس کا رد آپ کے مولانا انور شاہ کشمیری نے کر دیا۔ اُن کی دونوں کتابیں "عقیدۃ الاسلام" اور "فیض الباری" مشہور ومعروف ہیں۔ انہوں نے بالذات اور بالعرض نبوت کی تقسیم کو قرآن وحدیث اور لغت عرب کے خلاف قرار دے کر اُسے محض ہوائے انسانی کہا ہے۔ اسی کو تفسیر بالرائے کہا جاتا ہے اور تفسیر بالرائے پر کفر کا فتویٰ خود نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں دے دیا ہے۔ یہاں پر بہت ضروری ہو گیا ہے کہ مشہور ومعروف دیو بندی مناظر

مولوی محمد منظور نعمانی صاحب کی ایک طویل عبارت کو نقل کیا جائے تا کہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت عطا فرمائے۔ ہاں ازلی بدنصیب کی بات ہی اور ہے۔ مولوی محمد منظور نعمانی لکھنوی مدیر رسالہ "الفرقان" اپنی کتاب "فیصلہ کن مناظرہ" جس کا تحذیر الناسی حصہ تحذیر الناس کے اس ایڈیشن کے آخر میں شامل کیا گیا ہے۔ "تحذیر الناس کی عبارتوں کا صحیح مطلب" کا عنوان دے کر لکھتے ہیں!

"اسکے بعد ہم ان تینوں فقروں کا صحیح مطلب عرض کرتے ہیں جن کو جوڑ کر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے کفر کا مضمون بنالیا ہے۔ ان میں سے پہلا فقرہ ص ۵۶ کا ہے اور یہاں حضرت مرحوم (نانوتوی) اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت ذاتی کا بیان فرمارہے ہیں اس موقعہ پر تحذیر الناس کی پوری عبارت اس طرح تھی!" غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔۔۔ خان صاحب نے اس عبارت کا خط کشیدہ حصہ جس سے ہر شخص یہ سمجھ لیتا کہ مولانا (نانوتوی) کی یہ عبارت خاتمیت ذاتی کے متعلق ہے نہ کہ زمانی کے متعلق حذف کر کے ایک ناتمام ٹکڑا نقل کر دیا اور پھر غضب یہ کیا کہ اس کو صفحہ ۷ کے ایک فقرہ کیساتھ اس طرح جوڑا کہ صفحہ کے نمبر کا تو ذکر ہی کیا ہے درمیان میں ختم فقرہ کی علامت (ڈیش) بھی نہیں دیا اور پھر اس دوسرے فقرہ کی نقل میں بھی صریح خیانت کی۔ اس موقعہ پر پوری عبارت اس طرح تھی!

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

اس عبارت میں بھی مولوی احمد رضا خان صاحب نے یہ کاروائی کی کہ اسکا ابتدائی حصہ (جس سے ناظرین کو صاف معلوم ہوسکتا تھا کہ یہاں صرف خاتمیت ذاتی کا ذکر ہے نہ کہ زمانی کا نیز آنحضرت ﷺ کی افضلیت کے متعلق بھی مصنف تحذیر الناس کا عقیدہ اس سے معلوم ہو جاتا) اس اہم حصہ کو خان صاحب نے یک قلم حذف کر کے صرف آخری خط کشیدہ فقرہ نقل کر دیا۔ اور دوسری کاروائی یہ کی کہ اس ناتمام فقرہ کو بھی صفحہ ۳ کے ایک ناتمام فقرہ سے اس طرح جوڑ دیا کہ وہاں بھی درمیان میں ڈیش تک نہیں دیا۔ بہر حال صفحہ ۵۶ اور صفحہ ۷ کے ان دونوں فقروں میں حضرت مرحوم (نانوتوی) صرف خاتمیت ذاتی کے متعلق فرمارہے ہیں کہ یہ ایک ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بالفرض آپ

کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔ رہی خاتمیت زمانی اس کا یہاں کوئی ذکر نہیں اور نہ کوئی ذی ہوش یہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا"۔ (تحذیر الناس ص ۱۱۱ تا ۱۱۳ توضیح بعض عبارات از مولوی محمد منظور نعمانی)

اب اس عبارت کا پوسٹ مارٹم دیکھئے۔ آپ نے انصاف پسندی کا ثبوت دیا تو یہ کہنے پر ضرور مجبور ہو جائیں گے۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں مُلّا　　　کار طفلاں تمام خواہد شد

۱) انتہائی عرق ریزی سے مناظر لکھنوی نے اس عبارت سے یہ نتیجہ نکالا کہ نانوتوی صاحب کے ان دو فقروں میں "خاتمیت ذاتی" کا بیان ہے لیکن خان صاحب نے بڑا ظلم کیا اور جن الفاظ سے صاف معلوم ہو سکتا تھا کہ یہاں بیان صرف اور صرف خاتمیت مرتبی کا ہے وہ الفاظ چھوڑ دیئے نقل نہیں کیے جس کی وجہ سے مفہوم یہ نکل آیا کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں۔ اور فقروں کو آگے پیچھے کر کے اس طرح جوڑا کہ ڈیش تک نہیں دیا اور کہا کہ یہ صریح خیانت کی۔

جواباً گزارش ہے کہ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے پیرے کے پیرے نقل کر کے نہیں دیئے اور نہ اس کی ضرورت تھی۔ اُنھوں نے تو وہ مطلب و مفہوم پیش کیا جو تحذیر الناس کی عبارات سے عیاں تھا۔ جو جملے نعمانی صاحب نے خط کشیدہ کیے ہیں وہ ہم نے بھی خط کشیدہ کر دیئے ان کا مطلب وہی ہے کہ نانوتوی صاحب "خاتمیت ذاتی" کا بیان کر رہے ہیں یعنی خاتمیت مرتبی کا۔ اور ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ جو ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہیں رہتی (جس پر علمائے دیوبند کا بہت زور ہے) اور جب خاتمیت مرتبی باطل ہو گئی تو لامحالہ ختم زمانی بھی باطل ہو گئی کیونکہ خود نانوتوی صاحب اور اُن کے پرستاران بار بار لکھ چکے ہیں کہ ختم مرتبی کو ختم زمانی لازم ہے۔ ختم مرتبی تب ہی باقی رہ سکتی ہے کہ ختم زمانی باقی رہے۔ جب ختم زمانی ہی نہ ہوگی تو مرتبی کا وجود کہاں ہو گا۔ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ لازم کے نہ ہونے سے ملزوم بھی باقی نہیں رہتا۔ جبکہ مولوی منظور نعمانی صاحب نے جس تحذیر الناسی پیرے سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اس میں خاتمیت ذاتی یا مرتبی کا بیان ہے۔ تو توجہ اس بات پر دیں کہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے تو خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہیں آتا۔ یہ عبارت نہ فرضی ہے نہ شرطیہ۔ یعنی خاتمیت مرتبی کے باقی رہنے اور اس میں کچھ فرق نہ آنے کا عقیدہ رکھ کر حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا یا آنا دیوبندیوں کو دل و جان سے تسلیم ہے۔

ڈاکٹر خالد محمود اور منظور نعمانی وغیرہ کے عقیدتمندوں کو اب بدکنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ عقیدۂ تحذیر الناس

پر مرمٹنے والے چھوٹے بڑے (اکابر واصاغر) دیوبندیوں مولویوں کا "لوہے کی لٹھ" سمجھئے۔ اس عقیدے کی یہ اتنی بار تکرار کر چکے ہیں اور لکھ لکھ کر تشہیر کر رہے ہیں بلکہ ہم عاجز بندوں پر اتنے برہم ہو رہے ہیں کہ جس کا بیان بھی احاطہ تحریر میں نہیں آسکتا۔ غصے سے دانت پیس پیس کر کہتے ہیں کہ یہ بریلوی ہمارے مولانا کی عبارتوں سے ختم مرتبی شرط کو کاٹ کر کیوں ظلم کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم تو نبی کا آنا اس صورت میں تسلیم کرتے ہیں کہ بیان ختم مرتبی کا ہو۔ اس معنی کو جملے میں رکھ دیا جائے تو وہ ہر شرط اور ہر فرض سے ہاتھ اُٹھا کر کہتے ہیں کہ اب ہمیں منظور ہے۔ ڈاکٹر خالد صاحب کا یہ جملہ غور سے پڑھئے اور مطلب اخذ کیجئے۔ "حضورﷺ کے بعد کوئی نبی مقدر مانا جائے تو اسے بھی حضورﷺ کے آفتاب نبوۃ سے مستنیر مقدر مانا جائے گا اور اس سے حضور کی خاتمیت مرتبی میں واقعی کچھ فرق نہیں آئے گا"۔ (مقدمہ تحذیر الناس ص ١٧)

ڈاکٹر صاحب نے اس جملے میں اسی لیے کوئی لفظ ایسا نہیں لگایا جو فرضی یا شرطیہ عبارت ظاہر کرے کیونکہ وہ لفظ مہمل ہوتا۔ جب مستقل اور ٹھوس عقیدہ ہو گیا کہ آپ کے بعد کسی نبی کے آنے سے خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہیں آتا تو پھر "اگر" کی ڈگر پر چلنے اور "فرض" کا مرض لگانے کی کیا ضرورت ہے؟۔ مثلاً! نعمانی صاحب نے دکھاوے کے طور پر "اگر بالفرض" لگا دیا، اُن کے خیال فاسد میں یہ اُن کی بچت کا گھر ہے۔ حالانکہ اس کے بغیر بھی اُن کا ٹھوس عقیدہ ہے کہ خاتمیت مرتبی کی شرط رکھ کر کسی نبی کا آنا تسلیم کیا جائے تو آپ کی خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہیں آتا۔☆ (علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں! "بالفرض" کے لفظ سے "پیدا" ہونے کے معنی نکلتے ہیں کیونکہ پہلے انبیاء میں کسی نہ کسی نبی کا حضورﷺ کے زمانہ اقدس میں ہونا تو امر واقعی ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام۔ امر واقعی کو "بالفرض" سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے زمانہ نبوی میں کہیں کسی اور نبی کا ہونا مطلقاً "ہونے" کے معنی نہیں دیتا بلکہ پیدا ہونے کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک مستقل مضمون ہے جسے مستقل فقرہ میں صاحب تحذیر الناس نے بیان کیا ہے"۔ (التبشیر برد التحذیر/ مقالات کاظمی حصہ دوم ص ٣٢٧) اب یہاں ایک عجیب تماشہ دیکھئے کہ منظور نعمانی صاحب خود کہتے ہیں کہ بعد زمانہ نبویﷺ کسی نبی کے آنے سے ختم مرتبی میں تو فرق نہیں آتا لیکن خاتمیت زمانی باقی نہیں رہتی۔ جب خاتمیت زمانی باقی نہیں رہتی تو خاتمیت مرتبی بھی باقی نہیں رہتی کیونکہ نانوتوی کی اتباع میں یہ سب لوگ کہتے ہیں کہ خاتمیت مرتبی کو خاتمیت خاتمیت زمانی لازم ہے۔ تو بقول نعمانی صاحب جس جملے میں ختم زمانی باقی نہیں رہتی وہاں ختم مرتبی کس طرح باقی رہے گی۔ آپ کا مطلب یہ ہوا کہ چاند نہ بھی ہو تو چاندنی باقی رہ سکتی ہے۔ حالانکہ چاندنی کے لیے چاند کا ہونا لازم ہے۔ چاند نہیں تو چاندنی بھی نہیں۔ چاند کو لازم کہیں گے، چاندنی کو ملزوم ___ لازم

ہوگا تو ملزوم ہوگا، لازم ختم، ملزوم ختم ___ خاتمیت مرتبی ملزوم ہے، خاتمیت زمانی لازم ہے ___ تو بتایئے جس عبارت میں لازم باطل ہو رہا ہو، ملزوم وہاں باطل نہیں ہوگا؟ آپ کا تو دھڑن تختہ یوں بھی ہوگیا۔ آپ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ان عبارات میں خاتمیت مرتبی کو باقی رکھنا چاہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں: "اور نہ کوئی ذی ہوش یہ کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی نبی کے ہونے سے خاتمیت زمانی میں کوئی فرق نہیں آتا"۔ آپ کے تین قول اور تین عقیدے سامنے آگئے۔

۱) خاتمیت مرتبی کو خاتمیت زمانی لازم ہے۔

۲) نانوتوی صاحب کے فقروں میں خاتمیت ذاتی باقی رہتی ہے۔

۳) نانوتوی صاحب کے فقروں میں خاتمیت زمانی باقی نہیں رہتی۔

اب خود ہی فیصلہ کیجیے جب تیسرے قول اور عقیدے کے مطابق فقروں میں خاتمیت زمانی جو خاتمیت ذاتی کو لازم ہے باقی نہیں رہتی تو آپ کا دوسرا قول اور عقیدہ رد ہوگیا۔ کیونکہ جس فقرے میں خاتمیت زمانی (لازم) باطل ہو رہی ہو وہاں خاتمیت ذاتی (ملزوم) بھی خود بخود باطل ہو جائے گی۔ اس لیے کہ پہلے قول اور عقیدے کے مطابق آپ خاتمیت مرتبی کے لیے خاتمیت زمانی کو لازم مانتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ تحذیر الناس کے ان متنازعہ فقروں میں نہ خاتمیت زمانی باقی بچی نہ خاتمیت مرتبی۔ اور اب وہ فقرے اس طرح کے معنوں میں ہوگئے: "بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت زمانی اور خاتمیت مرتبی دونوں میں فرق آتا ہے"۔ لیکن ڈاکٹر خالد صاحب بضد ہیں اور کہتے ہیں "اس معنی کی خاتمیت میں فرق نہ آتا۔ خاتمیت مرتبی بہر حال قائم تھی"۔ (صفحہ ۱۵ مقدمہ) اور صفحہ ۱۷ پر لکھتے ہیں "خاتمیت مرتبی میں واقعی کچھ فرق نہ آئے گا"۔ "بہر حال" یعنی ہر حالت میں اور سچ مُچ خاتمیت مرتبی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ تو اب دونوں طرح ان کا بھرپور رد ہو گیا۔ مذکورہ بالا تین اقوال کے لحاظ سے اور ہمارے پیش کردہ تیرہ دلائل قاطعہ سے بھی، نہ ختم مرتبی رہی نہ زمانی اور نانوتوی صاحب کے ساتھ اُن کے چاہنے والے بھی خاتمیت محمدی کے منکر ٹھہرے۔

۲) تحذیر الناس سے نقل کردہ یہ پیرا غور سے پڑھیں جو مولوی محمد منظور نعمانی صاحب نے پیش کیا ہے! "ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے۔۔۔ الخ" اس عبارت کا صاف اور صریح مطلب یہ ہوا کہ اگر خاتم النبیین کے یہ معنی لیے جائیں کہ حضور ﷺ زمانے کے اعتبار سے آخری نبی ہیں (جیسا کہ تمام اُمت کا قطعی اجماعی عقیدہ ہے) تو اس میں یہ خرابی ہے کہ حضور علیہ السلام کا صرف انہی انبیاء علیہم السلام میں

بے مثل ہونا ثابت ہوگا جو آپ سے پہلے گزر چکے لیکن اگر خاتم النبیین کے وہ معنی لیے جائیں جو خود میں (نانوتوی) نے بیان کیے ہیں کہ حضور ﷺ بغیر کسی دوسرے نبی کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں تو اس میں یہ خوبی ہے کہ جو نبی پیدا نہیں ہوئے اور حضور ﷺ کے بعد ان کا پیدا ہونا مقدر ہے اُن سے بھی حضور پاک کا افضل ہونا ثابت ہو جائے گا اور خاتمیت محمدی میں بھی کچھ فرق نہ آئے گا۔ کیونکہ حضور ﷺ کے زمانے کے بعد جو نبی پیدا ہوں گے وہ بھی حضور ﷺ کے آفتاب نبوۃ سے مستنیر نبی ہوں گے۔ پھر اسی مفہوم کو تحذیر الناس میں آگے جا کر یوں بیان کیا ہے! "غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں"۔ (صفحہ ۸۱ مکتبہ حفیظیہ) اور چند سطر بعد یہ لکھا! "اس صورت میں اگر اصل وظل میں تساوی بھی ہو تو کچھ حرج نہیں کیونکہ افضلیت بوجہ اصلیت پھر بھی ادھر رہے گی"۔ (صفحہ ۸۲)

ان عبارات کا بھی صاف اور صریح مطلب یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ کے بعد نبی پیدا ہوں تو آپ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہ آئے گا کیونکہ وہ بھی آپ کا ظل اور عکس ہی ہوں گے بلکہ اصل اور ظل میں برابری بھی ہو یعنی وہ بھی حضور ﷺ کی طرح خاتم النبیین ہوں تو بھی کچھ حرج نہیں کیونکہ بوجہ اصلی اور ذاتی نبی ہونے کے افضلیت پھر بھی حضور ﷺ کے لیے ہی ہوگی۔ چنانچہ اگلی سطور میں جا کر صاف لکھ دیا! "اب خلاصہ دلائل بھی سنیئے کہ دربارہ وصف نبوت فقط اسی زمین کے انبیاء علیہم السلام ہمارے خاتم النبیین ﷺ سے اس طرح مستفید و مستفیض ہیں۔ مگر یہ بات ۔۔۔۔۔ آپ کے واسطہ فی العروض ہونے پر موقوف ہے"۔ (صفحہ ۸۵، ۸۶) یعنی خاتم النبیین تو اور بھی ہیں مگر چونکہ ذاتی ہونے کے اعتبار سے حضور خاتم النبیین ہیں اس لیے آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جیسا کہ پہلے تحذیر الناس میں یہ موجود ہے! "غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے (حضور کا وصف نبوت سے بالذات ہونا) تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا، بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔ (صفحہ ۵۶)

اسی بات کو اور مضبوطی کیساتھ صفحہ ۸۵، ۸۶ پر بیان کیا گیا ہے کہ نہ صرف اسی زمین کے نبی ہوں بلکہ دیگر زمینوں میں خاتم النبیین بھی ہوں تب بھی حضور ﷺ کی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اس لیے اُن کی نبوت بالعرض ہوگی یا وہ بالعرض خاتم ہوں گے اور آپ بالذات نبی ہیں تو افضلیت بوجہ اصلیت ادھر ہی رہے گی۔ نانوتوی صاحب نے آگے جا کر مزید واضح کر دیا کہ! "یہ سمجھئے کہ نور قمر نور آفتاب سے مستفاد ہے، ایسے ہی بعد لحاظ مضامین مستور و فرق مراتب انبیاء کو دیکھ کر یہ سمجھیں کہ کمالات انبیاء سابق اور انبیاء ماتحت کمالات محمدی ﷺ سے مستفاد

ہیں"۔(صفحہ ۸۹)اب ناظرین اس پر غور کریں کہ انبیاء سابق تو وہ ہوئے جو آپ ﷺ سے پہلے گزر چکے یہ انبیاء ماتحت کون ہوئے؟ یہ انبیاء ماتحت وہی ہوئے جو حضور ﷺ کے زمانہ

میں اور زمینوں پر ہیں یا جن کا پیدا ہونا حضور ﷺ کے زمانے کے بعد جائز مانا گیا ہے۔اور اسی کو نانوتوی صاحب نے پہلے صفحہ ۷۶ پر یوں بیان کیا! "اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجیے۔۔۔اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد کا رجی (انبیاء وسابقین) ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی،افراد مقدرہ (انبیاء ماتحت) پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔چہ جائیکہ آپ کے معاصر (آپ کے زمانے میں) کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"۔(صفحہ ۷۶)

ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی نے بھی یہ عبارت زرا وضاحت کیساتھ یوں لکھی! ہاں خاتمیت مرتبی کا وہ پہلو جس کے تحت انبیاء سابقین کو آپ کا فیض ملا اور انہوں نے آپ سے اس طرح جلا پائی جیسے چاند سورج سے مستنیر ہوتا ہے۔انبیاء کے افراد خارجیہ (جو عملاً دنیا میں تشریف لاتے رہے) سے ہی خاص نہیں۔ان کے افراد مقدرہ (جو صرف فرض کیئے جائیں) کے لحاظ سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی مقدر ہوتا تو بھی آپ کی خاتمیت مرتبی بے شک قائم رہتی اور وہ آپ کے ماتحت ہوتا۔ہاں اُس کے بالفعل آنے سے ختم نبوت بے شک قائم نہ رہتی اور یہ خلاف عقیدہ اسلام ہوتا"۔(ص ۱۲،۱۳) بریکٹ کے الفاظ بھی ڈاکٹر صاحب ہی کے ہیں۔اس عبارت میں کھل کر ڈاکٹر صاحب نے بتا دیا ہے کہ آپ کے بعد بھی نبی آجائے تو بے شک آپ کی خاتمیت مرتبی قائم رہتی ہے۔ساتھ ہی یہ لکھ کر اس کارڈ بھی کر دیا کہ "ہاں اس کے بالفعل آنے سے ختم نبوت زمانی بے شک قائم نہ رہتی"۔☆(یعنی ممکن آپ مانتے ہیں (درصورت امکان) بالفعل نہیں مانتے۔فتویٰ دونوں پر ایک ہوگا)اور جس عقیدے میں یا جس صورت میں ختم نبوت زمانی قائم نہ رہتی ہو وہاں ختم نبوت مرتبی کس طرح قائم رہ سکتی ہے۔کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ "ختم نبوت مرتبی کو ختم نبوت زمانی لازم ہے"۔تو جہاں لازم باطل وہاں ملزوم باطل۔تو نانوتوی صاحب کی عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ خاتم النبیین کا معنی وہ لیا جائے جو میں نے کیا ہے یعنی بالذات نبی۔تو اس کی خوبی یہ ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں اسی زمین پر کوئی اور نبی ہو یا آپ کے زمانے میں دیگر زمینوں میں نبی ہوں۔اُن دیگر زمینوں کے خاتم النبیین بھی ہوں۔انبیائے سابق ہوں یا حضور ﷺ کے زمانہ کے بعد کوئی نبی ہو۔کوئی بھی صورت ہو آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق نہیں آتا۔کیونکہ آپ سے سابقہ انبیاء آپ کے زمانہ یا آپ کے پیدا ہونے والے سب کے سب آپ کے فیض

سے نبی ہوں گے اور چونکہ خاتم النبیین کا اصلی معنی افضل النبیین ہے بوجہ بالذات نبی ہونے کے لہذا افضلیت ہر حالت میں حضور ﷺ ہی کی طرف ہی رہے گی۔

اب آپ ہی انصاف سے فیصلہ فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے نانوتوی صاحب پر کیا زیادتی کی اور تحذیر الناس کی عبارات میں کون سی خیانت اور تحریف کی۔ اور جیسا کہ ہم ورق ورق ثابت کرتے چلے آرہے ہیں اور آپ لوگوں کی علمی دیانت کے نمونے سطر سطر کھاتے چلے آرہے ہیں۔ یہ سب میرے رب کا کرم ہے حضور خاتم النبیین ﷺ کی نگاہ عنایت ہے اور پھر۔

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے، کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے، کہ یہ وار، وار سے پار ہے

۳) مولوی منظور نعمانی صاحب کی جو عبارت ہم نے نقل کی ہے اس میں انہوں نے اس بات کا رونا رویا ہے کہ فقرے الگ الگ تھے مگر احمد رضا خان نے ان کو مسلسل کر دیا اور درمیان میں ڈیش تک نہیں دیا۔ یہ صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۳ کی عبارت میں لکھا۔ اس سے پہلے صفحہ ۱۰۱ پر لکھا! "یہ عبارت تحذیر الناس کے تین مختلف صفحات کے متفرق فقروں کو جوڑ کر بنائی گئی ہے۔ اس طرح کہ ایک فقرہ صفحہ ۳ کا ہے اور ایک صفحہ ۱۴ کا اور ایک صفحہ ۲۸ کا۔ اور صفحات کا نمبر درکنار فقروں کے درمیان امتیازی خط (ڈیش) تک نہیں دیا گیا ہے"۔ صفحہ ۱۰۲ پر لکھا! "صفحہ ۱۴ اور ۲۸ کے پہلے دونوں فقروں کو توڑ پھوڑ کے ایک ہی فقرہ بنا ڈالا

ہے۔ اس طرح کہ پہلے فقرہ کا مسند الیہ حذف کیا اور دوسرے ہی کے مسند الیہ کو پہلے کا بھی مسند الیہ بنا دیا"۔ ناظرین لطف کی بات یہ کہ مولوی محمد منظور نعمانی نے نانوتوی صاحب کی عبارت نقل کرتے ہوئے خود بھی یہی کچھ کیا ہے ع

میں الزام اُن کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

جو پیر نعمانی صاحب کا ہم نے پیچھے نقل کیا ہے صفحہ ۱۱۱ تا ۱۱۳ کا اُس کے آخری حصے میں ذرا یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں! "بہر حال صفحہ ۱۴ اور صفحہ ۲۸ کے ان دونوں فقروں میں حضرت مرحوم صرف خاتمیت ذاتی کے متعلق فرما رہے ہیں کہ یہ ایسی خاتمیت ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے بعد اور کوئی نبی ہو تب بھی آپ کی اس خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آئے گا"۔ دیکھ لیا آپ نے نعمانی صاحب نے خود بھی الگ الگ صفحات کی عبارت کو مسلسل بنا دیا علیحدہ علیحدہ نہیں لکھا اور نہ درمیان میں کوئی ڈیش دیا۔ اور جس طرح اعلیٰ حضرت پر الزام رکھا کہ انہوں نے پہلے فقرہ کا مسند الیہ حذف کیا اور دوسرے ہی کے مسند الیہ کو پہلے کا بھی مسند الیہ بنا دیا، خود بھی اسی کے مرتکب ہوئے جس

طرح نعمانی صاحب نے ہو بہو عبارت نقل نہیں کی بلکہ اپنی سمجھ اور عقیدے کے مطابق جو مفہوم تھا وہ بیان کر دیا بعینہٖ امام احمد رضا بریلوی نے بھی خیانت نہیں کی نہ تحریف کی بلکہ جو عبارات کا اصل مفہوم تھا اُسے بیان کر دیا۔

کتب خانہ رحیمیہ دیوبند سے چھپنے والی تحذیر الناس کے صفحہ ۱۳ پر حاشیے کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں! "یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بالفرض یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمد ﷺ میں فرق نہ آئے گا"۔ اس عبارت میں بھی تحذیر الناس کے دو الگ الگ صفحات کے فقروں کو بغیر کسی علامت کے یکجا کر دیا گیا ہے یعنی حاشیہ نگار نے عبارت کا مطلب جو اُس نے بیان کر دیا۔ بتایئے نعمانی صاحب اور اس کے حاشیہ نگار کے ان جملوں کو خیانت، جعل سازی، تحریف یا علمی بد دیانتی کا نام دیا جا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر اعلیٰ حضرت کا قصور کیا ہے؟ انہوں نے وہی کچھ بیان کر دیا جو عبارت سے ظاہر تھا اور وہ بالکل درست بھی تھا جیسا کہ ہم صفحہ بہ صفحہ ثابت کرتے چلے آرہے ہیں۔ فللّٰہ الحمد

۴) مولوی نعمانی صاحب نے جو قرآن حکیم کی آیت کا حوالہ دیا اور جس کو ہم نے پیچھے نقل کیا ہے کہ: ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم۔ نیکوکار جنت میں رہیں گے اور بدکار دوزخ میں۔ تو اگر کوئی "نعیم" کی جگہ جحیم" پڑھے اور "جحیم" کی جگہ "نعیم" تو مطلب اُلٹا ہو جائیگا اور کلام صریح کفر ہو گا۔ لیکن نعمانی صاحب اور ان کے دیگر ہمنوا محض یہ لکھ دیتے ہیں کہ انہوں نے فلاں صفحے کی عبارت مسلسل بنا دی اور یہ چھوڑ دیا اور وہ چھوڑ دیا۔ لیکن الگ الگ عبارات لکھ کر پورا مفہوم بیان نہیں کرتے اپنے الفاظ میں صرف خلاصہ بیان کر دیتے ہیں۔ خیر: ہم نے عبارات کے مطلب و مفہوم سمجھا دیئے ہیں اور نعمانی صاحب وغیرہ جس بات پر بہت زور دیتے تھے اسکا بھی صحیح معنوں میں رد کر دیا گیا ہے۔ یہاں صرف اتنا کہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کوئی تحریف نہیں کی اسلئے کہ انہوں نے عبارات کا اصل مطلب و معنی بیان کیا ہے۔ رہی آیت کریمہ کی مثال تو یہ مثال اعلیٰ حضرت کی نقل کردہ عبارت سے کچھ میل نہیں کھاتی۔ اس لیے کہ وہ عبارات الگ الگ لکھیں تب، مسلسل لکھیں تب یا آگے پیچھے ترتیب بدل کر لکھیں، بہر صورت اُن میں صریح ختم نبوت زمانی کا انکار پایا جاتا ہے۔ وہ کسی طور پر بھی اسلامی نہیں، طعن و تشنیع تو تب کیجئے کہ وہ الگ الگ ڈیش دے کر لکھنے یا صفحات کا نمبر دیکر لکھنے سے اسلامی بن جاتیں۔ اگر کوئی حوالے کے طور پر آیت اس طرح لکھ دے یا نماز میں بھول کر اسی طرح پڑھ دے تو بتایئے اُس پر کیا فتوٰی ہے؟ ان الفجار لفی جحیم وان الابرار لفی نعیم۔ بدکار دوزخ میں رہیں گے اور نیکوکار جنت میں۔ اس تبدیلی سے بتایئے معنوں میں کیا فرق پڑا اور کون سا کفر لازم آیا؟ اگرچہ یہ قرآن ہے اور ایک لفظ بھی آگے پیچھے نہیں کیا جا سکتا مگر خطا و نسیان کے اعتبار سے اگر کوئی اس

طرح پڑھ دے تو فرمائیے کون سا کفر لازم آئے گا؟ فقہ کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ والتین والزیتون میں الا الذین امنوا وعملوا الصلحت کے بعد سورۃ العصر کے الفاظ وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر پڑھ دیئے جائیں تو نماز ہو جائے گی اسی طرح بھول کر عذاب الیم کی جگہ عذاب عظیم پڑھ دیا تو بھی نماز ہو جائے گی اس لیے کہ معنوں میں کوئی فرق نہ پڑا۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی عبارت نہ تو تحریف ہے نہ بد دیانتی اور نہ خطاونسیان بلکہ عبارت کا اصلی اور حقیقی مفہوم لکھا گیا ہے چاہے الفاظ کچھ بھی ہوں اور ترتیب کوئی بھی ہو۔ جب معنوں میں کوئی فرق نہیں آیا تو دنیائے دیوبند میں اتنا غوغا اور ہنگامہ کیوں برپا ہے؟ شاید اس لیے کہ عبارات سے تو کفر اُٹھایا نہیں جا سکتا البتہ اس طرح کی فریب کاریوں سے اپنے حلقوں میں بھرم قائم رکھا جا سکتا ہے اور اپنی ملتِ مخصوص کے ذہن کا رخ موڑنے کا بہانہ خوب میسر ہے۔ ناظرین! اگر یہی تحذیر الناس کسی قادیانی کی لکھی ہوتی تو آپ دیکھتے کہ یہی مدنی اور یہی لکھنوی یہی سیالکوٹی اور یہی گکھڑوی اس کے رد میں پتا پانی ایک کر چکے ہوتے۔ یا تحذیر الناس کی اشاعت پر پورے ہندوستان میں غلغلہ مچ گیا ہوتا اور تمام علماء مخالف نہ ہو گئے ہوتے اور اس کی متنازعہ عبارات لکھ کر دیوبندی مفتیوں کے پاس بھیجی جاتیں تو اسی طرح ٹھونک بجا کر فتویٰ دیتے جس طرح ان کی کئی دوسری عبارات پر فتوے دیئے گئے۔ مثلاً خود مفتیانِ دیوبند نے مدرس دیوبند قاسم نانوتوی پر فتویٰ دے دیا۔ جس کی کہانی ماہنامہ "تجلی" دیوبند شمارہ اپریل ۱۹۵۶ء میں چھپ چکی ہے۔ اور اب پاکستان میں چھپنے والی مولوی عامر عثمانی کی کتاب "جماعت اسلامی کا جائزہ" میں بھی یہ رام کہانی موجود ہے (دیکھئے صفحہ ۲۵۰/صفحہ ۲۹۰ ناشر مکتبۂ الحجاز پاکستان) "تجلی" کے مدیر مولوی عامر عثمانی جو کہ مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی کے بھتیجے تھے۔ اسی طرح ہمارے اہل سنت کے مولانا اسد نظامی نے "مرثیہ گنگوہی" پر مفتیان دیوبند سے فتوے لیے، جو دیکھنے کے لائق ہیں۔ بہر حال اعلیٰ حضرت پر الزام درست نہیں اُن کے فتوے کو دانستہ فریب اور معاندانہ تلبیس کہنا بجائے خود فریب و تلبیس ہے۔

متضاد عبارت کسی دعوے کی دلیل نہیں بن سکتی:

تحذیر الناس کی ایک اور عبارت ختم نبوت زمانی کے حق میں بڑی دھوم دھام سے پیش کی جاتی ہے۔ وہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

"سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔ ادھر تصریحات نبوی مثل انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی او کما قال۔ جو بظاہر بطرز مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے اس باب میں کافی۔ کیونکہ یہ مضمون درجہ تواتر کو پہنچ

گیا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظ مذکور بسند تواتر منقول نہ ہوں۔ سو یہ عدم تواتر الفاظ باوجود تواتر معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا۔ جب تواتر عدد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیہ کہ الفاظ حدیث مشعر و تعداد رکعات متواتر نہیں۔ جیسا اُن کا منکر کافر ہے، ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا"۔ (تحذیر الناس ص ۴۷)

اس کے جواب میں حضرت غزالیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں!

"ہر مسلمان جانتا ہے کہ اعداد رکعات فرائض کا منکر اسی لیے کافر ہے کہ یہ اعداد تواتر سے ثابت ہیں اور تواتر شرعی کا منکر کافر ہوتا ہے جب نانوتوی صاحب نے اس تواتر میں وتر کو بھی شامل کر لیا ہے تو نانوتوی صاحب کے نزدیک وتر کی تعداد رکعات کا منکر بھی کافر قرار پائے گا اور کافر بھی ایسا جیسا کہ ختم نبوت کا منکر کافر ہوتا ہے۔ لیکن ہر مسلمان جانتا ہے کہ فرائض کی طرح وتر تواتر میں شامل نہیں۔ آج تک فرضوں کی رکعتوں میں اختلاف نہیں پایا گیا۔ کسی مسلمان نے یہ نہیں کہا کہ مثلاً ظہر کے تین فرض جائز ہیں یا مغرب کے فرضوں کی دو رکعتیں پڑھ لی جائیں تو نماز ہو جائے گی۔ بخلاف وتر کے کہ سلف صالحین سے لے کر آج تک وتر کی رکعتوں میں اختلاف چلا آ رہا ہے۔ دیکھئے بخاری شریف میں ہے! **قال القاسم ورأینا۔۔۔** الخ

تعداد رکعات وتر میں اختلاف اُمت:

یعنی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! ہم نے جب سے لوگوں کو پایا انہیں تین رکعات وتر پڑھتے دیکھا۔ اور گنجائش سب میں ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ کسی شئی میں کچھ مضائقہ نہ ہو۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں اس کے تحت فرماتے ہیں: **قال الکرمانی قوله (ای قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنهم اجمعین) ان کلا ای وان کل واحدة من الرکعة او الثلاث والخمس والسبع وغیرها جائز. انتهی** (فتح الباری ج ۲ ص ۳۸۹)

یعنی علامہ کرمانی نے فرمایا کہ حضرت قاسم بن محمد کے قول ان کلا کے معنی یہ ہیں کہ وتر ایک رکعت، تین رکعت اور پانچ رکعتیں اور سات وغیرہ سب جائز ہیں۔ یہ مسئلہ اُمت مسلمہ کے نزدیک قطعی اجماعی ہے۔ فرائض رکعات کی تعداد تواتر سے ثابت نہیں۔ لہذا اس کا منکر کافر نہ ہوگا، مگر نانوتوی صاحب نے دونوں کو تواتر میں شامل کر کے تعداد رکعات وتر کے منکر کو بھی کافر قرار دے دیا۔ بنا بریں نانوتوی صاحب کے نزدیک معاذ اللہ وہ تمام اسلاف کرام اور ائمہ دین کافر قرار پائیں گے جنہوں نے تعداد رکعات وتر میں اختلاف کیا۔ اب اگر نانوتوی صاحب کے خلاف اُمت مسلمہ کے مسلک کو حق سمجھتے ہیں تو ان پر اجماع قطعی کے انکار کا حکم لگانا پڑے گا اور ساتھ ہی یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ان کی عبارت منقولہ

بالا کے مفہوم میں صریح تضاد ہے کہ اعداد رکعات فرائض کے منکر کی طرح ختم نبوت کا منکر کافر ہے اور اعداد رکعات وتر کے منکر کی طرح وہ کافر نہیں۔ متضاد عبارت کسی دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ لہذا تحذیر الناس کی اس عبارت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ منکر ختم نبوت ان کے نزدیک کافر ہے"۔ (مقالات کاظمی حصہ سوم صفحہ ۲۸۸، ۲۸۹)

تحذیر الناس کی یہ عبارت "تعداد رکعات فرائض و وتر" والی مولوی محمد ادریس کاندھلوی نے تکملہ تحذیر الناس ص ۵۴، ۵۵ (دارالاشاعت کراچی) پر لکھی اور کہا! اس عبارت میں اس امر کی صاف تصریح موجود ہے کہ خاتمیت زمانیہ کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ تعداد رکعات کا منکر کافر ہے"۔ چونکہ کاندھلوی صاحب نے تعداد رکعات کے ساتھ فرائض و وتر کی تخصیص نہیں کی، مطلق عبارت نانوتوی کا مفہوم لکھا ہے اس لیے کاندھلوی صاحب کے جملے کا مطلب بلا تردید یہ ہے کہ خاتمیت زمانیہ کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ فرائض و وتر کی تعداد رکعات کا منکر کافر ہے۔ یوں نانوتوی صاحب کی اتباع میں کاندھلوی صاحب نے بھی تعداد رکعات وتر میں اختلاف بیان کرنے والے تمام اسلاف کرام اور ائمہ دین کو کافر قرار دے ڈالا۔ اسی عبارت نانوتوی کو ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی سیالکوٹی نے مقدمہ تحذیر الناس کے ص ۱۹ پر نقل کر کے لکھا! "آپ دیکھیں کہ مولانا مرحوم (نانوتوی) کس طرح جگہ جگہ خاتمیت زمانی کا اقرار کر رہے ہیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھیں کہ مولانا احمد رضا خان کس ہوشیاری سے خوف خدا سے بے پرواہ ہو کر مولانا مرحوم کی کتاب تحذیر الناس کے ص ۵۶، ۷، ۲۷ اور ۳۲ سے عبارتوں کے نامکمل ٹکڑے لیے ہیں اور انہیں جوڑ کر ایک مسلسل عبارت بنا دی ہے اور پھر اسے مولانا مرحوم کے ذمے لگایا ہے اور پھر علمائے حرمین سے جو اُردو نہ جانتے تھے اُن پر کفر کا فتویٰ لیا ہے"۔ (مقدمہ تحذیر الناس ص ۱۹ مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ)

قارئین! ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھیں کہ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کس ہوشیاری سے خوف خدا سے بے پرواہ ہو کر ایک متضاد عبارت کو خاتمیت زمانی کے حق میں پیش کر رہے ہیں اور تعداد رکعات فرائض و وتر کے الفاظ کو کس طرح شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے ہیں۔ نانوتوی صاحب نے فرائض کی تعداد رکعات اور وتر کی تعداد رکعات دونوں کے منکر کو کافر قرار دیا ہے۔ اس میں صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ دین سب کے سب آگئے۔ گویا ان سب کو نانوتوی صاحب نے کافر قرار دے دیا۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب نے یہ تضاد بیان نہیں کیا کیونکہ اس طرح ان کے اپنے دھوکے اور فریب کا اظہار ہو جاتا، اس لیے ثابت ہوا کہ جس طرح نانوتوی صاحب نے تعداد رکعات وتر کے منکر کو کافر کہا ڈاکٹر صاحب بھی اپنے حجۃ الاسلام اور قاسم العلوم والخیرات سے متفق ہیں۔ ہوشیاری اور خوف خدا سے بے پرواہی کا الزام آپ نے بھی امام احمد رضا کے سر رکھا اور ہم نے آپ کے بارے میں یہی تاثر پیش کیا۔ پڑھنے والے خود فیصلہ کر لیں

گے اور کر لیا ہوگا کہ حق وصداقت کا نور کن کے دل ودماغ میں ہے اور کذب وباطل کی تاریکیاں کہاں رچی بسی ہیں۔علمائے حرمین میں سے مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی جو حاجی امداداللہ مہاجر مکی کے خلیفہ تھے جن کو تذکرۃ الرشید میں مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی نے مشہور محدث لکھا ہے اور لکھا ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی بھی مکہ مکرمہ میں اُن کے ہاں بیٹھے تھے ہندوستانی اور اُردو جاننے والے تھے۔نہ صرف اُردو جاننے والے بلکہ ایک طرح کے مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے پیر بھائی بھی تھے حسام الحرمین میں اُن کا فتویٰ بھی موجود ہے۔اور پھر علمائے حرمین شریفین اُردو نہ بھی جانتے، فتویٰ دینے کا سلیقہ اور طریقہ ضرور جانتے تھے۔بالفرض انہوں نے فتویٰ درست نہیں دیا تھا اور امام احمد رضا نے تلبیس سے کام لیا تھا تو دارالعلوم دیوبند کے علماء کس پاتال میں اُتر گئے تھے جو فتوے سامنے آپ نے پر اُن کے پاس نہ پہنچ سکے اور امام احمد رضا کی دھوکہ دہی کا راز فاش کرنے سے قاصر رہے۔البتہ یہ کاروائی ضرور کی کہ دیوبند میں بیٹھ کر خود ہی کچھ سوال گھڑے خود ہی جواب لکھا متنازعہ عبارات کو چھوا تک نہیں اور اپنی طرف سے اپنے ہی لکھے کے خلاف خلاصے لکھ کر مصر وشام وغیرہ کے علماء سے تصدیقیں کروالیں۔چلیئے جواب ہوگیا۔جن علمائے حرمین شریفین کی تصدیق حسام الحرمین میں ہے اُن کی کوئی عبارت دکھایئے کہ انہوں نے اپنے فتووں سے رجوع کر لیا تھا۔آپ کے اکابر اُن کے پاس جاتے تو سیر کا سوا سیر پیش آتا۔البتہ مولوی حسین احمد مدنی نے اس کے متعلق اپنی کتاب شہاب ثاقب میں کچھ لکھا ہے اُس کا خلاصہ بیان کر دیا جاتا ہے کیونکہ اصل عنوان تو تعداد رکعات فرائض ووتر کا چل رہا ہے۔یہ بات ضمناً آگئی اس کو بھی کرتے چلیں۔آپ کے مولانا حسین احمد مدنی نے شہاب ثاقب کے شروع میں لکھا کہ امام احمد رضا بریلوی کی ملاقات جب مفتی سید احمد برزنجی شافعی سے ہوئی اور امام احمد رضا نے اپنے رسالہ علم غیب کو پیش کیا اور تقریظ وتصدیق چاہی تو مفتی صاحب نے اس مسئلہ میں اُن سے اختلاف کیا۔اب مدنی صاحب کے اپنے الفاظ سنیئے!"چنانچہ مفتی صاحب دام فضلہ نے حسام الحرمین پر جو تقریظ لکھی تھی اُس پر سے اپنا نام مٹا دیا اور بہت کچھ سخت اور سست ان کو کہا مگر دوسرے روز مجدد صاحب نے اپنے صاحبزادے کو مفتی صاحب کے مکان پر بھیجا اور بہت کچھ عاجزی وغیرہ کرنے کے بعد مفتی صاحب نے پھر اس تقریظ پر اپنی مہر کر دی"۔(شہاب ثاقب ص۲،۳ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند)۔شہاب ثاقب کے ص ۲ پر مدنی صاحب نے مفتی صاحب کے علم وفضل کا اعتراف کرتے ہوئے اُن کا نام یوں لکھا: مولانا السید احمد برزنجی مفتی الشافعیہ دامت برکاتہم" اور یہ بھی لکھا!"چونکہ مفتی صاحب موافق اہل حق تھے اس لیے انہوں نے اس مسئلہ میں مخالفت کی"۔ایک طرف یہ یقین اور ادب واحترام اور دوسری جانب انہی مفتی صاحب پر یہ تہمت کہ حسام الحرمین پر

لکھی گئی تقریظ منادی، احمد رضا کو سخت سست کہا، مگر احمد رضا کے صاحبزادے کی خوشامد و عجز کرنے کے باعث حسام الحرمین پر دوبارہ مہر کر دی۔ یعنی علمائے دیوبند پر دوبارہ مہر تکفیر ثبت کر دی۔ پھر شہاب ثاقب میں حسین احمد مدنی صاحب نے لکھا! ''اب میں آپ کے سامنے ان الفاظ کو نقل کرتا ہوں جن کو علمائے مدینہ منورہ نے رسالہ غایۃ المامول میں مجدد صاحب بریلوی کی شان میں استعمال کیے ہیں۔ جن سے ان کی پوری پوری حقیقت معلوم ہو جائیگی اور یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ جو الفاظ ان کی تعریف میں بعض علمائے حرمین شریفین نے لکھے ہیں وہ بوجہ لاعلمی اور حسن اخلاق کے صادر ہوئے ہیں''۔ (شہاب ثاقب ص ۳)۔ یہ حقیقت بتانے کے لیے جناب مدنی صاحب نے ایک ایک سطر غایۃ المامول سے نقل کی اور لکھا کہ مفتی صاحب نے احمد رضا خاں کا ذکر ایک عام شخص کی طرح کیا ہے۔ پہلی عبارت کا ترجمہ مدنی صاحب نے یہ فرمایا: ''یعنی پھر اس کے بعد مدینہ منورہ میں ایک شخص ہندوستان کے علماء میں سے آیا جو پکارا جاتا تھا احمد رضا خان'' (ص ۳)۔

اگر احادیث و تفاسیر کی عربی کتب اٹھا کر دیکھا جائے تو بڑے بڑے جلیل القدر ائمہ دین بلکہ صحابہ کرام تک کے اسمائے گرامی بغیر القاب کے ملیں گے اور یہ کوئی بے ادبی کی بات نہیں۔ یہاں تو مفتی صاحب نے امام احمد رضا بریلوی کو ہندوستان کے علماء میں سے شمار کیا ہے۔ اور جس طرح جس انداز میں کسی کا تعارف کرایا جاتا ہے وہ یہی انداز اور طریقہ ہے ایسے موقعوں پر عموماً نام ہی لیا جاتا ہے۔ القاب وغیرہ چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ دوسری عبارت کا ترجمہ مدنی صاحب نے یہ کیا! ''یعنی پھر اس کے بعد مطلع کیا مجھ کو احمد رضا خاں مذکور نے اپنے ایک رسالہ پر'' پھر اس کے بعد علم غیب کے مسئلہ پر مفتی صاحب کی کچھ عبارات نقل کیں۔ قارئین! ہمارا کہنا یہ ہے کہ فروعی مسائل پر علمائے کرام کے درمیان اختلافات چلے آئے ہیں اور آئندہ بھی چلتے رہیں گے۔ مثلاً شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے **وما اُھل بہ لغیر اللہ** کے عنوان پر پیر مہر علیشاہ علیہ الرحمہ نے نہ صرف اختلاف کیا بلکہ بھرپور رد بھی کیا اور دلائل بھی دیئے۔ مگر اسکے باوجود اُن کا ادب و احترام بھی برقرار رکھا۔ ایسی سینکڑوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن مدنی صاحب نے بھی تصدیق کر دی ہے کہ مفتی سید احمد برزنجی علیہ الرحمہ جو اہل حق میں سے تھے انہوں نے حسام الحرمین پر دوبارہ مہر تکفیر ثبت کر دی۔ یہاں ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی کے اس شبے کا رد ہو گیا جو مطالعہ بریلویت میں کہیں انھوں نے ظاہر کیا تھا کہ! ''علمائے حرمین شریفین کی یہ تقاریظ کس نے دیکھی ہیں سچی ہیں یا جھوٹی''۔ یہ تقاریظ جھوٹی اور جعلی ہوتیں تو دیوبند میں بیٹھ کر پھر ''المہند علی المفند'' نہ ترتیب دی جاتی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کوئی دور نہ تھا مگر اکابر دیوبند کو اپنا حال معلوم تھا اس لیے اُدھر کا رخ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ قارئین کے علم میں ہم یہ بات بھی ضرور لانا چاہتے ہیں کہ:

[[مفتی سید احمد برزنجی کی کتاب "غایۃ المامول" خود دیوبندیوں نے پاکستان سے اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کی ہے۔جس کا ترجمہ ارشاد المسلمین کے اوّل نائب امیر مولوی نعیم الدین صاحب دیوبندی نے کیا اور ناشر ہیں: ۶۔بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ لاہور]] اس کتاب میں جہاں مفتی صاحب نے امام احمد رضا بریلوی سے مسئلہ علم غیب میں اختلاف فرمایا ہے وہیں حسام الحرمین میں دیئے گئے استفتاء کی عبارت یعنی دیوبندیوں کی کفریہ عبارات بھی درج کیں۔جن کو دیوبندیوں نے خود چھاپا اور اُن کا ترجمہ بھی خود کیا۔چنانچہ یہ عبارات درج کر کے مفتی صاحب نے لکھا! "ہم نے اس (حسام الحرمین) پر تقریظ وتصدیق لکھ دی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر ان لوگوں (علمائے دیوبند) سے یہ مقالات شنیعہ ثابت ہو جائیں تو یہ لوگ کافر و گمراہ ہیں کیونکہ یہ سب باتیں اجماع اُمت کے خلاف ہیں"۔غایۃ المامول ص ۲۹۹ بحوالہ دعوت فکر مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ مریدکے) اسی انجمن ارشاد المسلمین نے شہاب ثاقب شائع کی جس کے آخر میں علمائے حرمین شریفین میں سے تقاریظ میں شرط لگانے والے صرف سات علماء کی عربی عبارات مع ترجمہ درج کیں۔اور لکھا: "اور ۳۳ میں سے جب سات علماء یوں نکل گئے اب باقی بچے ۲۶ گویا علمائے دیوبند کی تکفیر کے مسئلہ میں علمائے حرمین شریفین میں سے صرف ۲۶ علمائے کرام نے احمد رضا خان صاحب کی بظاہر غیر مشروط تائید وتصدیق کی ہے"۔(شہاب ثاقب ص ۷۱ مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین لاہور)۔قارئین! ۲۶ کے ساتھ صرف کا لفظ دیکھ کر ضرور پھڑک اُٹھے ہوں گے چلیے ۳۳ نہ سہی ۲۶ سہی اور وہ بھی "صرف ۲۶" ان غیر مشروط تصدیق کرنے والے ۲۶ علماء میں ہندوستان کے اردو جاننے والے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے خلیفہ اور نانوتوی و گنگوہی و تھانوی کے پیر بھائی مشہور محدث مولانا عبدالحق مہاجر الہ آبادی بھی شامل ہیں۔

تعداد رکعات فرائض و وتر والی عبارت مشہور دیوبندی مناظر مولوی محمد منظور احمد نعمانی نے بھی "فیصلہ کن مناظرہ" میں نقل کی اور اُسی کا ایک حصہ تحذیر الناس کے اس ایڈیشن میں دیا گیا۔یہ عبارت نقل کرنے کے بعد نعمانی صاحب لکھتے ہیں کہ نانوتوی صاحب نے اس میں خاتمیت زمانی کو پانچ طریقوں سے ثابت کیا ہے۔پانچ طریقے لکھنے کے بعد مولوی منظور نعمانی صاحب رقمطراز ہیں! "ان پانچ طریقوں سے آنحضرت ﷺ کی خاتمیت زمانی ثابت کرنے کے بعد مولانا مرحوم نے یہ بھی تصریح فرما دی کہ خاتمیت زمانی کا منکر ایسا ہی کافر ہے جیسا کہ دوسرے ضروریات وقطعیات دین کا"۔(تحذیر الناس ص ۱۰۶)

نانوتوی صاحب نے جسے فرائض اور وتر کی تعداد رکعات کا تواتر کہا ہے، منظور نعمانی صاحب نے اُسے ضروریات دین اور قطعیات دین کہا۔تواتر کا منکر بھی کافر ہوتا ہے اور ضروریات دین کا منکر بھی کافر ہوتا ہے۔وتر کا

تواتر جب ہے ہی نہیں تو نہ یہ تواتر ہوا نہ ضروریات وقطعیات دین اور نہ اس کا منکر کافر۔ جبکہ نانوتوی ونعمانی اس کو تواتر اور ضروریات دین کہہ کر اس کے منکر کو ختم نبوت کے منکر کی طرح کافر قرار دے رہے ہیں۔ تو ان کے نزدیک جو وتر کے تواتر کا منکر ہے وہ ختم نبوت کا بھی گویا منکر ہے اور دونوں کا کفر ایک جیسا ہے۔ تو نانوتوی ونعمانی وغیرہ سب کے نزدیک صحابہ کرام سے آج تک تمام مسلمان کافر قرار پائے جو وتر کے تواتر کے قائل نہیں۔ والعیاذ باللہ۔ اور ظاہر ہے وہ تو بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان ہیں البتہ حدیث شریف کی رو سے اُنہیں کافر قرار دینے والے خود نہیں بچ سکتے۔ گویا اب یہ عبارت کفر وایمان کا معلوبہ بن گئی جس کو ختم نبوت زمانی کے حق میں علمائے دیوبند پیش کرتے ہیں۔ فرضوں کی تعداد رکعات والی بات ایمانی اور وتروں والی بات کفریہ۔ (کہ انجام کار کفر پر منتج ہوتا ہے) لہذا جو عبارت کفر وایمان کا مجموعہ ہو وہ کسی دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ جیسا کہ تھانوی صاحب نے "الفاضات الیومیہ" میں لکھا کہ "خسیس اور نفیس کا مجموعہ خسیس ہوتا ہے"۔ اور یہ بات مسلمہ ہے کہ ۹۹ عقیدے اگر اسلامی ہوں اور ایک عقیدہ صریح کفر ہو تو اُسے مسلمان نہیں کافر کہیں گے۔ حیرت اسی بات پر ہے کہ پرستاران تحذیر الناس یوں تو بال کی کھال نکالنے کے درپے رہتے ہیں مگر جب اپنے اکابر کی بات آئے تو پھر اُنھیں عین دوپہر کے اجالے میں پہاڑ بھی کھائی نہیں دیتا۔ اس مضمون کے حقائق پڑھنے کے بعد ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی سیالکوٹی کے اس جملے میں کیا وزن رہ جاتا ہے؟ جو کہتے ہیں کہ! مولانا احمد رضا کاں کے پھیلائے ہوئے تفریق کے یہ کانٹے اب تک اُمت کے پاؤں زخمی کر رہے ہیں"۔ (مقدمہ تحذیر الناس ص ۱۹)

فکر کا یہ انداز کس قدر رتباہ کن، غیر حقیقی اور متعصبانہ ہے کہ نانوتوی صاحب کی جس کتاب کی چند عبارات پر ہندوستان بھر کے علماء حق نے کفر کے فتوے دیئے اُس کے رد میں کتابیں لکھیں مناظرے ہوئے اُس شخص کی لگائی ہوئی فتنہ وفساد کی آگ اور پھیلائے ہوئے تفریق کے وسیع خارزار ڈاکٹر صاحب کی باریک بین آنکھوں سے اوجھل ہیں۔

نانوتوی صاحب سرفراز صفدر کی زد میں:

نانوتوی صاحب کا عقیدہ یہ ہے!

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" (تحذیر الناس ص ۲۷)

جناب سرفراز صفدر صاحب گکھڑوی اپنے حجۃ الاسلام کا رد یوں فرماتے ہیں!

"اگر بالفرض کسی اور کو رسالت ونبوت مل جائے تو اس سے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے کیونکہ اس سے پیغمبروں

کی تعداد اور گنتی میں اضافہ ہو جائے گا اور نمبر شماری بڑھ جائے گی"۔(ختم نبوت قرآن وسنت کی روشنی میں ص ۲۷ مکتبہ حنفیہ گوجرانوالہ) ناظرین اگر یہ عبارت سرفراز صاحب کی بجائے ہم لکھتے اور نانوتوی صاحبؒ کا رد کرتے تو ممکن ہی نہ تھا کہ سرفراز صاحب میخ کی بیخ نہ نکالتے۔اب معاملہ اپنے قلم کا ہے آپ انتظار فرمائیں اور دیکھیں کہ اس کی تاویل میں کتنی دور سے اور کون سی کوڑی لاتے ہیں۔نانوتوی صاحب اور سرفراز صاحب کے جملے اپنے اپنے مفہوم میں اتنے واضح ہیں کہ مزید کسی تشریح وتفہیم کی ضرورت ہی نہیں مگر ہم پھر بھی ناظرین کی سہولت کی خاطر دو چار باتیں سمجھائے دیتے ہیں۔

نانوتوی صاحب نے لکھا! "اگر بالفرض" اور سرفراز صاحب نے بھی یہی لکھا۔۔۔نانوتوی صاحب نے لکھا! "بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو" اور سرفراز صاحب نے یہی مفہوم "کسی اور کو رسالت ونبوت مل جائے" کے الفاظ کو لکھ کر بتایا۔دونوں میں الفاظ کا فرق ہے معنوں کا نہیں۔۔۔نانوتوی صاحب نے لکھا! "خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" اور سرفراز صاحب نے اس کے بالکل برعکس "اس سے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے" کہا دونوں جملے اُوپر تلے دیکھئے۔

نانوتوی:	اگر بالفرض	بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو	تو پھر بھی	خاتمیت محمدی	میں کچھ فرق نہ آئیگا
گکھڑوی:	اگر بالفرض	کسی اور کو رسالت ونبوت مل جائے	تو اس سے	ختم نبوت	پر زد پڑتی ہے

جس تحذیر الناس کا رد سرفراز صاحب نے انتہائی بے دردی سے کیا ہے اُسی تحذیر الناس کی تعریف وتوصیف بھی ذرا ملاحظہ فرمائیے تاکہ جناب کا مزاج سمجھنے میں قارئین کو دقت محسوس نہ ہو۔فرماتے ہیں!

"ہم نے عربی، فارسی اور اردو میں بہت سی کتابیں مسئلہ ختم نبوت پر پڑھی ہیں لیکن بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ جس نرالے، انوکھے اور ٹھوس عقلی انداز میں جو خامہ فرسائی حضرت نانوتوی نے اس مسئلہ پر کی ہے ہم نے اور کہیں نہیں پڑھی"۔(بانی دارالعلوم دیوبند ص ۶۱)

اور جس بے دردی سے سرفراز صاحب نے اپنے بزرگ قاسم العلوم والخیرات کا رد فرمایا ہے اس کی نظیر بھی مشکل سے ملے گی۔رد اتنا حقیقت پسندانہ ہے کہ ہمیں بھی خوش کر دیا اور تعریف وتوصیف میں بھی ایسا تخولیہ انداز اپنایا

کہ طنز و مزاح کے بادشاہ مشتاق یوسفی کو بھی پیچھے چھوڑ گئے۔ سرفراز صاحب شاید فرمائیں کہ خاتمیت محمدی سے مراد خاتمیت مرتبی ہے۔ تو اس کا رد بھی آپ نے یہ کہہ کر خود کر دیا کہ! "کیونکہ اس سے پیغمبروں کی تعداد اور گنتی میں اضافہ ہو جائے گا اور نمبر شماری بڑھ جائے گی" جب حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے سے پیغمبروں کی تعداد اور گنتی میں اضافہ ہو جائے گا تو اس سے آپ کا مرتبہ کم ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ نبی آپ کے بعد ہی ہوگا۔ بعد ہوا تو یہ اُمت آپ کی اُمت نہ رہی آخری دین آپ کا دین نہ رہا قیامت تک کے انسانوں کے لیے آپ رسول نہ رہے۔ رحمۃ اللعالمین آپ کا لقب نہ رہا اور قرآن کریم کی جملہ آیات کی معاذ اللہ تکذیب لازم آئی جب یہ خصوصیات اور صفات آپ کے پاس باقی نہ رہیں تو آپ کا مرتبہ یقیناً کم ہوگا۔ جب مرتبہ کم ہوا تو آپ کی بتائی ہوئی خاتمیت بھی باقی نہ رہی۔ اس لیے کہ آپ نے خود تحریر فرمایا ہے کہ! "آنحضرت ﷺ بایں معنی خاتم النبیین ہیں کہ نبوت کے تمام مراتب آپ پر ختم ہیں"۔ (بانی دارالعلوم دیوبند ص ۶۲)

اور جیسا کہ تحذیر الناس کے حاشیہ میں لکھا گیا ہے کہ! "خاتمیت کا دارومدار آپ کے مرتبہ پر ہے"۔ (حاشیہ تحذیر الناس ص ۳۳ مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ)

بتایئے جن اُمور میں حضور ﷺ کی جانب نقصان قدر احتمال ہو اُن کی موجودگی میں خاتمیت مرتبی کس طرح باقی رہ سکتی ہے۔ نیز اس لیے بھی خاتمیت مرتبی باقی نہیں رہ سکتی کہ آپ کے نزدیک اس کو تاخر زمانی لازم ہے۔ اور جب تاخر زمانی میں فرق نہ آنے کا اقرار آپ خود بھی کرتے ہیں تو لامحالہ خاتمیت مرتبی بھی باقی نہ رہی۔ لازم باطل تو ملزوم خود بخود باطل۔ نیز اس لیے بھی خاتمیت مرتبی باقی نہیں رہ سکتی کہ آپ کے مناظر مولوی منظور نعمانی صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ! "تحذیر الناس کے صفحہ ۴۷ پر حضرت مولانا (نانوتوی) نے جس (خاتمیت) کو خود مختار بتلایا ہے وہ یہ ہے کہ خاتمیت کو جنس مانا جائے اور ختم زمانی و ختم ذاتی کو اس کی دو نوعیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوں نوعیں بیک وقت مراد لی جائیں۔۔۔۔ اور یہ دونوں قسم کی خاتمیت آپ کے لیے قرآن کریم کے اسی لفظ خاتم النبیین سے نکلتی ہیں"۔ (فیصلہ کن مناظرہ ا تحذیر الناس ص ۱۱۱)

خاتمیت محمدی سے جب مرتبی و زمانی دو نوعیں بیک وقت مراد ہیں اور نانوتوی صاحب کا یہی مختار و محقق ہے تو آپ خاتمیت محمدی سے صرف ایک نوع خاتمیت مرتبی کس طرح مراد لیں گے؟ لیکن ناظرین کو ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس مایہ ناز مناظر دیوبند نے ایسی دو رنگی کھیلی ہے کہ سب کو مات کر دیا ہے۔ منظور نعمانی صاحب "قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوں نوعیں بیک وقت مراد لے لی جائیں" لکھ کر اسی صفحے کے آخر میں لکھتے ہیں! "ان میں پہلا فقرہ

صفحہ ۵۶ کا ہے اور یہاں حضرت مرحوم (نانوتوی) اپنی مذکورہ بالا تحقیق کے موافق خاتمیت ذاتی کا بیان فرما رہے ہیں' جبکہ مذکورہ بالا تحقیق یہ تھی کہ خاتمیت کو جنس مان کر ختم ذاتی اور ختم زمانی کو اس کی دو نوعیں قرار دیا جائے اور قرآن عزیز کے لفظ خاتم سے یہ دونوں نوعیں بیک وقت مراد لے لی جائیں" ۔ اب ڈاکٹر خالد محمود صاحب اور سرفراز گکھڑوی صاحب اس گورکھ دھندے کو حل کریں کہ مذکورہ بالا تحقیق اور زیریں تحقیق میں کتنا بڑا تضاد واقع ہو رہا ہے ۔ اگر مذکورہ بالا تحقیق کو درست مانا جائے تو نچلی غلط اور نچلی کو صحیح مانا جائے تو اُوپر والی غلط ہے کوئی مرد میدان جو اس صریح تضاد بیانی میں تطبیق دے سکے ۔

بہر حال ثابت ہوا کہ خاتمیت مرتبی مراد لینا قطعی طور پر غلط اور باطل ہے ۔ سر سے بلا ٹالنے کو جو یہ معنی لیتے ہیں پھر بھی یہ خاتمیت باقی نہیں بچتی جیسا کہ دلائل سے ثابت کیا جا چکا ہے ۔ لہذا دیوبندی مولوی جو لفظ "بالفرض" کا سہارا لے کر اُسے قضیہ فرضیہ قرار دیتے ہیں اور آیات کریمہ سے غلط استدلال کرتے ہیں اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ پر ناحق الزام لگاتے ہیں کہ فقروں کی ترتیب بدل کر کفریہ عبارت بنا ڈالی وغیرہ سب اعتراضات پر سرفراز گکھڑوی صاحب نے

یہ کہہ کر پانی پھیر دیا کہ! "اگر بالفرض کسی اور رسالت و نبوت مل جائے تو اس سے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے" ۔

نانوتوی صاحب اور سرفراز صفدر، سرفراز صفدر کی زد میں:

عنوان آپ کو بہت عجیب لگا ہوگا مگر اب یہ دیکھیں کہ مولوی سرفراز صفدر گکھڑوی نے اپنا اور نانوتوی صاحب کا رڈ کیسے کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں، سُنیئے اور سر دھنیئے ۔ سرفراز صاحب نانوتوی صاحب کی تائید میں فرماتے ہیں! "حضرت مولانا نانوتوی تو ختم نبوت مرتبی کے اعلیٰ مقام کو ثابت کرتے ہوئے یہ فرماتے ہیں کہ اگر فرض کیجیئے اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں یا آپ کے زمانہ کے بعد بھی کوئی نبی آجائے تب بھی آپ کی ختم نبوت پر کوئی زد نہیں آتی" ۔ (بانی دارالعلوم دیوبند ص ۲۶) اور خود ہی آپ اپنا رڈ مع نانوتوی صاحب یہ کہہ کے کر دیا کہ! "اگر بالفرض کسی اور کو رسالت و نبوت مل جائے تو اس سے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے" ۔ (ختم نبوت قرآن و سنت کی روشنی میں ص ۲۷)

ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

سرفراز صاحب بھی دیگر وکیلان صفائی کی طرح "جو یہ نا نکا تو وہ اُدھڑا جو وہ نا نکا تو یہ اُدھڑا" کے بھنور میں پھنس کر رہ گئے ہیں ۔ غلط کو صحیح بنانے کا منطقی نتیجہ یہی برآمد ہوتا ہے ۔

امام احمد رضا بریلوی پر جو فقروں کی ترتیب بدلنے کا الزام لگایا جاتا ہے کہ مختلف صفحات جوڑ کر مسلسل بنا دیا

۔کسی کا مسند الیہ یوں حذف کیا اور کسی کا یوں، اب دیکھیں خود سرفراز صاحب نے بھی صفحہ ۳۲ اور صفحہ ۷۶ کے فقروں کو توڑ پھوڑ کر مختصراً ایک جگہ لکھ دیا ہے۔ بقول منظور نعمانی! ''انہی کاروائیوں کو قرآن کی زبان میں تحریف کہتے ہیں''۔(فیصلہ کن مناظرہ/تحذیرالناس ص ۱۰۶) اگر یہ تحریف نہیں تو وہ بھی تحریف نہیں۔ مکمل فقروں کو اپنے اُنہی معنوں کے ساتھ مسلسل لکھ دینے سے جبکہ مفہوم ایک ہو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سرفراز صاحب نے نانوتوی صاحب کی عبارت سے یہ ثابت کیا ہے کہ وہ تو ختم نبوت کے اعلیٰ مقام کو ثابت فرما رہے ہیں، اُنھیں اس سے کوئی غرض نہیں، اور نہ ہمیں اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ کوئی نبی آپ سے پہلے ہے یا بعد میں آتا ہے۔ بس یہ دیکھو کہ نانوتوی صاحب کے کئے گئے معنی میں کیا خوبی اور کیا کمال ہے۔ آخری نبی کے معنی میں تو فضیلت ہے ہی نہیں۔ ''اہل علم و عقل بخوبی جانتے ہیں کہ محض زمانے کے لحاظ سے پیچھے آنا باعث فضیلت نہیں بلکہ کچھ اوصاف و کمالات ہوتے ہیں جو بعد میں آنے والے کو پہلے لوگوں پر فوقیت دیتے ہیں''۔(حاشیہ تحذیرالناس ص ۳۲) تو نانوتوی صاحب کا یہ علمی کارنامہ ہے کہ جس سے فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے کیونکہ عوام جو معنی لیتے ہیں اُسمیں حضور ﷺ کی فضیلت صرف اُن نبیوں پر ثابت ہوتی ہے جو آپ سے پہلے ہو چکے مگر نانوتوی صاحب کے کیے گئے معنی کی خوبی یہ ہے کہ حضور ﷺ کی فضیلت اُن نبیوں پر ثابت ہو جائے گی جو فرض کیجئے آپ کے زمانہ میں ہوں یا جن کا تقدیر الٰہی میں آپ کے بعد پیدا ہونا لکھا ہو سب پر ثابت ہو جاتی ہے۔ اس طرح آپ کی ختم نبوت مرتبی کا اعلیٰ مقام ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ ''درصورت تسلیم اراضی و دیگر بطور معلوم شہادت جملہ خاتم النبیین تمام زمینوں میں ہمارے نبی پاک شہ لولاک ﷺ کی جلوہ گری ہوگی اور وہاں کے انبیاء آپ ہی کے دریوزہ گر ہوں گے اور سب جانتے ہیں کہ اس میں جو فضیلت ہے درصورت انکار اراضی ماتحت وہ فضیلت ہاتھ سے جاتی رہے گی''۔(تحذیرالناس ص ۸۲) اس معنی میں یہ بھی خوبی ہے'' کہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی (انبیاء گزشتہ) ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی، افراد مقدرہ (جن کا تقدیر الٰہی میں آنا ابھی لکھا ہے) پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائے گی۔ بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا'']۔(تحذیرالناس ص ۷۶) کیونکہ شایان شان خاتمیت مرتبی ہے، خاتمیت زمانی نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جو چیز آپ کے شایان شان نہیں اُس میں فضیلت بھی کچھ نہیں، اُلٹا کئی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور وہ ترتیب وار صفحہ اول دوم پر ہمارے قاسم العلوم والخیرات نے گنوادی ہیں۔ لہذا آپ معنی پہ نظر رکھئے زمانے پر نہیں۔ رہی یہ بات کہ ساری اُمت کے مسلمانوں سے اختلاف اُن کی تحقیر کا باعث ہے تو ___ ''یہ انہی لوگوں کے خیال میں آسکتی ہے جو بڑوں کی بات از راہِ بے ادبی نہیں مانا کرتے''۔(تحذیرالناس ص ۷۷) چونکہ ہمارے حجۃ

الاسلام نے بڑوں کی بات از راہِ ادب نہیں مانی اس لیے اُن کی تحقیر ثابت نہیں ہوتی ۔"اگر بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون (مطلب) تک نہ پہنچا ہو تو اُن کی شان میں کیا نقصان آگیا"۔(ایضاً ص ۷۷)اور ہمارے مولانا نے ٹھکانے کی بات کہہ دی تو وہ تھوڑے عظیم الشان ہو گئے۔

ب)سرفراز صفدر صاحب نے اپنا آپ مع نانوتوی صاحب کے عقیدے کا رَدّ دوسری جگہ یوں کیا۔وہ نانوتوی صاحب کے جملے کا مفہوم سمجھاتے ہوئے اُن کی تائید میں رقمطراز ہیں!"اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کوئی نبی آجائے اور فرض کیجئے کہ کسی کو آپ کے بعد بھی نبوت مل جائے تب بھی آپ کی ختم نبوت چونکہ مرتبی ہے جس کے اُوپر اور کوئی مرتبہ نہیں اسلیے آپ کی ختم نبوت پر کوئی اثر اور زد نہیں پڑتی ۔کیونکہ ہر قسم کا مرتبہ آپ پر ختم ہے لہذا کوئی آپ سے پہلے آئے یا بعد کو آئے،آپ کی ختم نبوت پر اس سے کیا حرف آتا ہے؟"۔(بانی دارالعلوم دیوبند ص ۱۲،۱۳)اثر اور زد پڑتی ہے اور حرف بھی آتا ہے کیونکہ مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کے نامور شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز صفدر صاحب فرماتے ہیں!"اگر بالفرض کسی اور کو رسالت و نبوت مل جائے تو اس سے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے"۔تاویل کے چکر میں پھر پڑے تو ہم یہیں پوچھ لیتے ہیں کہ کون سی "ختم نبوت" پر زد پڑتی ہے زمانی پر،یا مرتبی پر؟۔اگر زمانی پر زد پڑتی ہے تو آپ کے علم میں آجانا چاہیے کہ پھر مرتبی پر بھی زد پڑے گی،کہ آپ کے نزدیک زمانی لازم ہے مرتبی کو۔زمانی نہ رہی تو مرتبی کہاں رہے گی۔اور آپ نے لکھا ہے!"زد پڑتی ہے"آپ تو یہ بھی تاویل نہیں کر سکتے کہ یہاں "ختم مرتبی" مراد ہے کیونکہ دوسری طرف بار بار لکھ رہے ہیں کہ مرتبی پر کوئی زد نہیں پڑتی ۔چار و ناچار آپ کو کہنا پڑے گا کہ یہاں خاتمیت زمانی مراد ہے ۔تو اب کچھ خوف خدا اور خیال آخرت کے ساتھ مان جائیے کہ آپ کا یہ جملہ واقعی قضیہ فرضیہ ہے اور قرآنی آیات کے ساتھ منطق کی شرائط پر پورا اُترتا ہے لیکن نانوتوی صاحب کے فقروں میں قضیہ فرضیہ نہیں اور نہ آپ لوگوں کا اُن کے ثبوت کے لیے لو کان فیھما الھۃ ۔۔۔الخ پیش کرنا درست ہے۔آپ بار بار سوچیں کہ معنوی اعتبار سے آپ کے جملے اور نانوتوی صاحب کے جملے میں وہی فرق ہے جو بار بار ہم آپ لوگوں کو سمجھا رہے ہیں۔حیلے بہانوں کو چھوڑ دیجئے کہ جہاں زد پڑتی ہے اور فرق آتا ہے وہاں زمانی لے لیں اور جہاں لکھا ہو کہ زد نہیں پڑتی اور فرق نہیں آتا وہاں مرتبی مراد لے لیں۔یہ درحقیقت خود فریبی ہے۔آپ سے یہ بھی پوچھا جا سکتا ہے کہ آپ نے بھی بات تو "اگر بالفرض" کے الفاظ کے ساتھ شروع کی ہے تو کیوں زد پڑتی ہے اور کیوں فرق آتا ہے۔کیا اپنے حجۃ الاسلام کی اس بات کو بھلا دیا کہ ختم مرتبی کا معنی لیا جائے تو نہ زد پڑتی ہے نہ فرق آتا ہے بلکہ فضیلت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔تو بتایئے اُن کی تحقیق درست ہے یا آپ کی؟آپ کے پاس آئیں بائیں شائیں کے علاوہ کوئی جواب

نہیں۔آپ عمر کے آخری حصہ میں ہیں نہ جانے کب بلاوا آجائے۔عار کو نار پر ترجیح نہ دیجئے آپ کے چاہنے والے سب یہیں رہ جائیں گے۔قبر کا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہوگا۔اِن کی واہ واہ وہاں کام نہ دے گی۔ہم آپ کو راہ حق اور صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتے ہیں توبہ کر لیجئے تائب ہو جائیے اور ساری اُمت مسلمہ کے عقیدے کے مطابق عقیدہ رکھ کر نانوتوی صاحب کارڈ کر کے پڑھیے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔سرفراز صاحب! آپ دو متضاد عقیدوں کا شکار ہیں۔اُمت مسلمہ کے ہم نوا ہو کر ختم نبوت کے متعلق بات کرتے ہیں تو آپ کو لکھنا پڑ جاتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے تو ختم نبوت پر زد پڑتی ہے اور فرق آتا ہے۔اور جب تحذیر الناس کی حمایت میں بات کرتے ہیں تو آپ کہتے ہیں ختم نبوت پر اثر اور زد نہیں پڑتی اور نہ کوئی حرف آتا ہے نہ فرق ــ آپ کے اور نانوتوی صاحب کے فقروں میں ''نہ'' کا فرق ہے باقی لفظوں کا فرق ضرور ہے معنی کا فرق نہیں۔آپ کا عقیدہ ختم نبوت پر ہوگا مگر اُس وقت جب آپ تحذیر الناس کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیں گے۔نانوتوی صاحب کا اور اپنا جملہ ایک ہی جگہ ملاحظہ فرمایئے مفہوم اور عبارت نانوتوی صاحب کے عقیدے کے مطابق ہے:

''اگر بالفرض کسی اور کو رسالت و نبوت مل جائے (یعنی بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو) تو پھر بھی ختم نبوت پر کوئی زد نہیں پڑتی (یعنی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا)''۔کیا آپ اس عقیدے کو اسلامی عقیدہ کہہ سکتے ہیں؟ اگر کہہ سکیں گے تو ختم نبوت کے منکر ٹھہرے اور اگر اس عقیدہ کے خلاف ہیں تو نانوتوی صاحب ختم نبوت کے منکر ہوئے۔لیکن آپ چونکہ تحذیر الناس کی بھی حمایت میں کمربستہ ہیں اس لیے علما فرماتے ہیں کہ کفر کی حمایت بھی تو کفر ہی ہوتی ہے۔

شیخ الحدیث صاحب! آپ کے عقیدے میں تناقص لازم آتا ہے۔تناقص کی تعریف ہی یہی ہے کہ دو ایسے قضایا جن میں سے ایک موجبہ اور دوسرا سالبہ ہو۔اور اُن کے درمیان ایسا اختلاف ہو کہ اگر ایک کو سچا کہیں تو دوسرے کو ضرور جھوٹا کہنا پڑے یا اس کے برعکس۔اور یہ بھی دیکھئے کہ آپ کے عقیدے میں وحدتِ ثمانیہ بھی موجود ہے یعنی تناقص پائے جانے کے لیے قضایا کا جن آٹھ چیزوں میں متفق ہونا ضروری ہوتا ہے وہ چیزیں آپ کے قضایا مخصوصہ کے اندر موجود ہیں۔ملاحظہ فرمایئے لفظوں کا فرق ہے معنی کا نہیں۔

☆اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو رسالت و نبوت ملے تو ختم نبوت پر زد پڑتی ہے۔(ختم نبوت قرآن و سنت کی روشنی میں ص ۲۷)

☆اگر حضور ﷺ کے بعد کسی کو رسالت و نبوت ملے تو ختم نبوت پر زد نہیں پڑتی۔(بانی دارالعلوم دیوبند ص ۲۶)

۱)دونوں کا موضوع ایک ہے

۲)دونوں کا محمول ایک ہے

۳)دونوں کا مکان ایک ہے

۴)دونوں کا زمان ایک ہے

۵)دونوں قوت وفعل میں برابر ہیں

۶)دونوں میں شرط ایک ہے

۷)دونوں جز وکل میں برابر ہیں

۸)دونوں کا اضافت میں اتحاد ہے

لہذا تناقص ثابت ،اور آپ کا عقیدہ یہ ہوا کہ آپ ختم نبوت کے اقراری بھی ہیں اور ختم نبوت کے منکر بھی، لیکن اقرار کوئی فائدہ نہ دے گا کیونکہ بقول تھانوی صاحب خسیس اور نفیس کا مجموعہ خسیس ہی ہوتا ہے۔☆(یعنی اقرار اور انکار کا مجموعہ انکار ہی ہوتا ہے)البتہ ختم نبوت مرتبی کی تاویل باطلہ کریں تو پھر "تاخر زمانی لازم ہے"،"خاتم کو جنس مان کر مرتبی وزمانی بیک وقت لے لیا" اور اپنی عبارت "پیغمبروں کی تعداد اور گنتی میں اضافہ ہونے اور نمبر شماری بڑھنے" کو پیش نظر ضرور رکھنا اور پھر بتانا کہ خاتمیت مرتبی پر بھی زد پڑتی ہے یا نہیں۔ان جملوں میں خاتمیت زمانی کا نہ ہونا تو آپ کو بھی تسلیم،اور مرتبی پر بھی زد پڑ گئی، دونوں کا جب خاتمہ ہوا تو آپ مطلق ختم نبوت کے منکر ٹھہرے؟ ہمارا مدعا ثابت۔الحمدللہ

ختم نبوت کے اقرار پر نانوتوی صاحب کی عبارات:

"تعداد رکعاتِ فرائض ووتر" والی عبارت کا رد پہلے ہی کیا جا چکا ہے جس میں آپ کہتے ہیں کہ نانوتوی صاحب نے لکھا ہے کہ جس طرح تعداد رکعات کا منکر کافر ہے ایسا ہی ختم نبوت کا منکر بھی کافر ہے۔جواباً ہم عرض کر چکے ہیں کہ نانوتوی صاحب نے فرضوں کی رکعات کے ساتھ وتر کی تعداد رکعات کا بھی تواتر بتایا ہے۔اور دونوں کے منکر کو کافر کہا ہے۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اعداد رکعاتِ فرائض کا منکر تو کافر ہے اعداد رکعات وتر کا نہیں۔سو اگر اس عبارت کو صحیح مانا جائے تو معاذ اللہ اُمت مسلمہ کو کافر قرار دینا پڑتا ہے۔یہ نانوتوی صاحب اور آپ ہی کے دل گردے کا کام ہے دوسرا کوئی اسکا متحمل نہیں ہوسکتا۔آپ لوگوں کے نزدیک اگر یہ عبارت صحیح ہے تو آپ فرائض اور وتر کے بارے میں الگ الگ فقرے لکھ کر پیش فرمائیں۔چونکہ اس عبارت میں صریح تضاد ہے اور اس تضاد پر آپ بھی گم سم

اور چپ چاپ ہیں لہذا ایسی متضاد مفہوم والی عبارت اُن کے ختم نبوت کے اقرار کے دعویٰ کی دلیل نہیں بن سکتی۔ ہر دیوبندی مولوی جو تحذیر الناس کی صفائی میں قلم اُٹھاتا ہے اندھے کی طرح اندھیرے میں یہ لاٹھی ضرور گھماتا ہے کہ دیکھو نانوتوی صاحب نے اپنی کتاب "مناظرہ عجیبہ" میں لکھا ہے کہ! "خاتمیت زمانی اپنا عقیدہ ہے، ناحق تہمت کا کچھ علاج نہیں"۔ لیکن اس طرح کی کوئی عبارت نانوتوی صاحب کے حق میں مفید نہیں ہو سکتی۔ آپ لوگ کوئی شیر خوار بچے نہیں دوسروں کو سمجھانے بیٹھتے ہیں تو یہی دلائل خود دے کر سمجھاتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ آپ لوگ یہ ماننے کو تیار نہیں کہ تحذیر الناس میں ختم نبوت کا انکار ہے۔ اور جس طرح سے جواب دینے کا واقعی حق بنتا ہے آپ جان بوجھ کر نہیں دیتے۔ محض نانوتوی صاحب کی ایک آدھ عبارت لکھ کر اُس کا مفہوم بیان کرنے کی بجائے اپنا مفہوم ڈال کر خلاصہ بیان کر دیتے ہیں کہ شاید یہ حیلہ کارگر ثابت ہو جائے۔ اور جو توضیح و تشریح میں قدم ڈالتا ہے پھنس کر رہ جاتا ہے جیسا کہ ہم نے ڈاکٹر خالد محمود سیالکوٹی، مولوی منظور نعمانی اور مولوی سرفراز صفدر کی عبارات نقل کر کے ثابت کر دیا ہے۔ بخدا یقین کریں کہ تحذیر الناس کی عبارات میں اس قدر تضادات ہیں اور وکیلان صفائی ان کو مزید اس قدر الجھا دیتے ہیں کہ ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ کس کس جملے کا رد کیا جائے۔ اور کہاں کہاں تضاد ثابت کیا جائے۔ تضادات کی اتنی بھرمار اور تکرار ہے کہ اللہ کی پناہ۔ الامان الحفیظ۔ اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ جب قرآن و حدیث کے مطابق جملہ لکھا جاتا ہے تو تحذیر الناس کا رد ہو جاتا ہے اور تحذیر الناس کی صفائی میں کچھ کہا جاتا ہے تو وہ قرآن و حدیث کے خلاف جا پڑتا ہے۔

تمام بقید حیات علمائے دیوبند سے دردمندانہ گزارش ہے کہ جو اعتراضات ہم نے اُٹھائے ہیں اُن کا نہایت تحقیقی جواب ارشاد فرمایئے لیکن یہ ممکن نہیں اس لیے کہ جتنا زور لگانا تھا آپ لگا چکے۔ مولوی حسین احمد مدنی، مولوی ادریس کاندھلوی، مولوی منظور نعمانی اور سید مرتضیٰ حسن چاند پوری وغیرہ دیوبندیوں کے نامور اور پائے کے عالم تھے مگر ان عبارات کا جواب دینے میں نہ صرف ناکام و نامراد رہے بلکہ اپنے سروں پر مزید بوجھ لاد لیا۔ اب جو زندہ و تابندہ ہیں وہ بھی بڑی بڑی ڈگریوں اور بڑے بڑے القابات سے معروف ہیں لیکن تحذیر الناس کی صفائی کرتے کرتے اس کو مزید پراگندہ کر دیا۔ اپنی جگہ وہ خود بھی حیران و پریشان ہیں کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ بہر کیف ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ تحذیر الناس میں واقعی ختم نبوت کا انکار ہے۔ اس لیے نانوتوی صاحب کا دیگر کتابوں میں یہ لکھ دینا کہ ختم نبوت زمانی اپنا عقیدہ ہے کچھ مفید نہیں جب تک تحذیر الناس کی عبارات سے توبہ ثابت نہ ہو۔ دیکھیں مرزائیوں کو جواب دیتے ہوئے سید مرتضیٰ حسن دیوبندی چاند پوری خود لکھتے ہیں! "تعظیم اور عظمت شان کا اقرار ہے اسکا

مختصر جواب یہ ہے۔۔۔کہ جب تک کوئی ایسی عبارت نہ دکھادیں کہ میں نے جو فلاں معنی ختم نبوت کے غلط بیان کیے تھے وہ غلط ہیں۔۔۔لہذا جو عبارات مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں جن تک اُن (کفریہ) مضامین سے توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں تو اُن (اقراری عبارات) کا کچھ اعتبار نہیں"۔(اشد العذاب ص ۱۵) مولوی انور شاہ کشمیری کے متعلق لکھا ہے کہ وکیل قادیانی نے مرزا صاحب کی طرف سے صفائی میں بعض عبارتیں ایسی پیش کیں جن سے انبیاء علیہم السلام کی مدح نکلتی ہے تو اس کے جواب میں حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ! "جب ایک جگہ کلمات توہین ثابت ہو گئے تو دوسری ہزار جگہ بھی کلمات مدحیہ لکھے ہوں اور ثنا خوانی کی ہو تو وہ کفر سے نجات نہیں دلا سکتے"۔(ملفوظات محدث کشمیری ص ۵۵) ایک اور مقام پر شاہ صاحب رقمطراز ہیں! "اُن (مرزائیوں) کی کتابوں سے ایسے اقوال پیش کرنا جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بعض عقائد میں اہل سنت وجماعت کے ساتھ شریک ہیں ان کے اقوال وافعال کفریہ کا کفارہ نہیں بن سکتے جب تک اس کی تصریح نہ ہو کہ جو عقائد کفریہ انھوں نے اختیار کیے تھے ان سے توبہ کر چکے ہیں۔اور جب تک توبہ کی تصریح نہ ہو چند عقائد اسلام کے الفاظ کتابوں میں لکھ کر کفر سے نہیں بچ سکتے۔کیونکہ زندیق اسی کو کہا جاتا ہے جو عقائد اسلام ظاہر کرے اور قرآن وحدیث کے اتباع کا دعوٰی کرے لیکن ان کی ایسی تاویل وتحریف کر دے جس سے ان کے حقائق بدل جائیں۔لہذا جب تک اس کی تصریح نہ دکھائی جائے۔۔۔اس وقت تک ان کی کسی ایسی عبارت کا مقابلہ میں پیش کرنا مفید نہیں ہوسکتا جس میں خاتم النبیین کے الفاظ کا اقرار کیا ہو"۔(ملفوظات محدث کشمیری ص ۵۹)

چند سطر بعد لکھتے ہیں!

"یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مرزا صاحب اپنی آخری عمر تک دعوائے نبوت پر قائم رہے اور اپنے کفریہ عقائد سے کوئی توبہ نہیں کی علاوہ ازیں اگر یہ ثابت بھی نہ ہو تو کلمات کفریہ اور عقائد کفریہ کہنے اور لکھنے کے بعد اس وقت (تک) ان کو مسلمان نہیں کہہ سکتے جب تک ان کی طرف سے عقائد سے توبہ کرنے کا اعلان نہ پایا جائے،اور یہ اعلان ان کی کسی کتاب یا تحریر سے ثابت نہیں کیا گیا"۔(ایضاً ص ۵۹)

شاہ صاحب اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کے اعتراض کا جواب یوں دیتے ہیں!

"اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے اتفاق کیا ضروریات دین پر اور اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کی مراد یہ ہے کہ کافر نہ ہوگا جب تک کہ نشانی کفر کی اور علامتیں کفر کی اور کوئی چیز موجبات کفر میں سے نہ پائی گئی ہو"۔(ایضاً ص ۶۳)

۹۹ وجہ کفر اور ایک اسلام کی اس پر شاہ صاحب لکھتے ہیں!

"یہ حکم اپنے عموم پر نہیں بلکہ اس وقت ہے جب کہ قائل کا صرف ایک کلام مفتی کے سامنے آئے اور قائل کا کوئی دوسرا حال معلوم نہ ہو اور نہ اس کے کلام میں کوئی تصریح ہو جس سے معنی کفر متعین ہو جائے تو ایسی حالت میں مفتی کا فرض ہے کہ معاملہ تکفیر میں احتیاط برتے۔۔۔۔لیکن اگر ایک شخص کا یہی کلمہ کفر اس کی سینکڑوں تحریرات میں بعنوانات والفاظ مختلفہ موجود ہو۔جس کو دیکھ کر یہ یقین ہو جائے کہ یہی معنی، معنی کفری مراد لیتا ہے، یا خود اپنے کلام میں معنی کفری کی تصریح کر دے تو باجماع فقہاء ایسے شخص پر قطعی طور پر کفر کا حکم لگایا جائے گا اور اس کو مسلمان ہرگز نہیں کہہ سکتے"۔(ایضاً ص ۶۴)

آگے شاہ صاحب ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں!

"ضروریات دین میں اگر کوئی تاویل کرے اور اجماعی عقیدہ کے خلاف کوئی نئے معنی تراشے تو بلاشبہ اسکو کافر کہا جائے گا۔اسکو قرآن مجید نے الحاد اور حدیث نے زندقہ قرار دیا ہے"۔(ایضاً ص ۶۴)

مرتب ملفوظات کشمیری کی غلط بیانی:

ملفوظات محدث کشمیری کے مرتب سید احمد رضا بجنوری دیوبندی نے نانوتوی صاحب کی تحذیر الناس سے قادیانی وکیل کا استدلال اور سید انور شاہ کشمیری کی طرف سے جواب کا ذکر کیا ہے۔یہ شاہ صاحب کی طرف سے ہرگز ہرگز جواب نہیں ہو سکتا۔کیونکہ اس میں شاہ صاحب کی طرف سے جواب میں بالذات و بالعرض کی تقسیم بتا کر نانوتوی صاحب کی عبارت کا مفہوم پیش کیا گیا ہے۔جبکہ پچھلے صفحات میں ہم لکھ چکے ہیں کہ شاہ صاحب کشمیری نے بالذات اور بالعرض نبوت کی تقسیم کا بھرپور رد کر کے واضح الفاظ میں لکھا!

وارادۂ مابالذات و مابالعرض عرف فلسفہ است۔نہ عرف قرآن حکیم و حوار عرب و نہ نظم رائیچ کونا ایماں و دلالت بر آں۔پس اضافہ استفادہ نبوت زیادہ است بر قرآن محض اتباع ہوا"۔(رسالہ خاتم النبیین) یعنی مالذات اور ما بالعرض فلسفے کا عرف ہے۔قرآن حکیم اور محاورات عرب سے اسکا کوئی تعلق نہیں اور نہ الفاظ قرآن میں اسکی طرف کوئی اشارہ پایا جاتا ہے۔قرآن مجید میں اس پر کوئی دلالت موجود نہیں۔پس مراد قرآنی پر استفادۂ نبوۃ کا اضافہ کرنا قرآن پر زیادتی ہے اور خالصتاً خواہش نفسانی کی اتباع ہے۔

اب فرمائیے کہ شاہ صاحب کشمیری کی یہ بات درست ہے یا ملفوظات میں جو مرتب نے اُن سے منسوب کی ہے؟۔اور اگر ملفوظات میں درست ہے تو پھر یہ مطلب ہوگا کہ شاہ صاحب کی مذکورہ بالا عبارت اُن کے اپنے خلاف

ہوگئی اور وہ بھی قرآن حکیم پر زیادتی کرنے والے ہوئے اور خواہش نفسانی کی اتباع کرنے والے۔کیا آپ کو یہ بات قبول ہے؟۔

نانوتوی صاحب نے جو نبوت بالعرض کے متعلق تحذیرالناس میں لکھا تھا کہ!

''ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی بمعنی بالعرض ہیں۔اور یہی وجہ ہے کہ کبھی موجود، کبھی معدوم، کبھی صاحب کمال، کبھی بے کمال رہتے ہیں۔اگر یہ اُمور مذکور ممکنات کے حق میں ذاتی ہوتے تو یہ انفصال (جدا ہونا) واتصال (ملاپ) نہ ہوا کرتا۔علی الدوام وجود اور کمالات وجود ممکنات کو لازم ملازم رہتے''۔(تحذیرالناس ص ۳۲ مکتبہ حفیظیہ گوجرانوالہ)

دیوبندی مولوی ہم سے گلہ کرتے ہیں کہ یہ سُنّی حضرات نانوتوی صاحب کی بتائی گئی بالعرض نبوت کو عارضی بتاتے ہیں۔اب اس نقل کردہ پیرے میں نانوتوی صاحب نے خود کھل کر بتا دیا ہے کہ بالعرض کے کمالات وصفات کبھی اُن کے ساتھ موجود رہتے ہیں اور کبھی جدا ہو جاتے ہیں۔اگر عرضی کی بجائے یہ کمالات ذاتی ہوتے تو یہ جدائی اور ملاپ نہ ہوا کرتا بلکہ ہمیشہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوتے، لازم وملزوم رہتے۔نانوتوی صاحب نے الفاظ''لازم ملازم'' لکھے جس کا مطلب یہ ہے کہ ذاتی وجود ہو تو کمالات اُس کے ساتھ لازم وملزوم ہیں۔جدا ہو ہی نہیں سکتے۔دیوبندی مولوی جو خاتمیت ذاتی کے لیے خاتمیت زمانی لازم بتاتے ہیں اور پھر نانوتوی صاحب کی عبارت میں خاتمیت ذاتی مان کر زمانی کو سرے سے ساتھ رکھتے ہی نہیں ہٹا دیتے ہیں، یہاں نانوتوی صاحب کی اپنی عبارت سے اُن کا رد ثابت ہو گیا۔کہ لازم وملزوم کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔اگر کریں گے تو وجود بقول نانوتوی صاحب بالعرض ہوگا۔☆(کیونکہ انفصال واتصال بالعرض کے ساتھ ہے)اور پھر خاتم النّبیین کا معنی ''بالذات'' کی بجائے ''بالعرض نبی'' ہو جائے گا۔اور آپ کو یہ بھی قبول نہیں۔

ہم نے عرض کیا تھا! کہ تحذیرالناس کی عبارات اور آپ لوگوں کی توضیحات وتشریحات میں اتنے تضادات ہیں کہ آپ کی خلاصی کی کوئی صورت ہو ہی نہیں سکتی۔اور خود تحذیرالناس میں تضادات ہی کا یہ سب نتیجہ ہے۔تو مذکورہ بالا نقل کردہ پیرے میں بالعرض صفت وکمال کو جب موجود معدوم مان لیا گیا اور اُس کا ملنا اور جدا ہونا بھی تسلیم کر لیا گیا تو آپ لوگ دیگر انبیاء کرام کی مستقل نبوت کے بھی منکر ٹھہرے۔اسلیے کہ اُن کی نبوت آپ کے نزدیک بالعرض ہی ہے۔لہذا کبھی نبوت موجود، کبھی معدوم، کبھی وہ صاحب کمال، کبھی بے کمال۔لیکن آپ جب دیکھتے ہیں کہ معاملہ تو اُلٹ ہو گیا ہے اب کیا کریں۔پھر ایک پیچر لگاتے ہیں ''نہیں نہیں، نبوت تھی تو بالعرض مگر ایک دفعہ کے ملنے کے بعد پھر

حقیقی ہوگئی' تو ثابت ہوا کہ بالعرض آپ کے نزدیک بھی عارضی ہی کا مفہوم رکھتی ہے۔پہلے عارضی تھی ملنے کے بعد حقیقی ہوگئی۔سبحان اللہ کیا تاویلیں ہیں اور کیا حیلے،مگر بات پھر بھی نہیں بنتی اور نتیجہ ڈھاک کے وہی تین پات نکلتا ہے۔

ختم کمالات کو خاتمیت سے تعبیر کرنا عرف قرآن کے قطعاً خلاف ہے:

نانوتوی صاحب خاتم النبیین کا معنی ختم کمالات لیتے ہیں۔یعنی تمام مرتبے آپ پر ختم ہیں۔یہی مفہوم بالذات نبی کا ہے،یہی مطلب خاتمیت مرتبی کا ہے۔مگر سید انور شاہ کشمیری دیوبندی نے یہ کہہ کر نانوتوی صاحب کے سارے کارنامے پر پانی پھیر دیا ہے کہ!

"بالجملہ تعبیر باخاتمیت از کمالات عرف قرآن اصلا نیست عرف قرآن دریں باب یعنی در مفاضلہ مانند آیہ **تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ و رفع بعضھم درجات** وامثال ایں طریق مستقیم است"۔(خاتم النبیین ص ۶۸)۔یعنی ختم کمالات کو خاتمیت سے تعبیر کرنا(جیسا کہ نانوتوی صاحب نے کہا ہے۔مضمون نگار)عرف قرآن کے قطعاً خلاف ہے۔قرآن کا عرف اس باب میں یعنی انبیاء علیہم السلام کا ایک دوسرے سے افضل ہونے میں آیت کریمہ **تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض** ہے"۔کشمیری صاحب کا مطلب یہ ہے کہ حضورﷺ کا جامع کمالات ہونا قرآن وحدیث کی دیگر بے شمار نصوص سے ثابت ہے لیکن قرآن حکیم میں لفظ خاتم النبیین سے مراد صرف آخر النبیین ہی ہے۔اس سے ختم کمالات کا معنی لینا عرف قرآن کے قطعاً خلاف ہے۔حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں!

"سمجھ میں نہیں آتا کہ قرآن مجید کے ایک لفظ خاتم سے حضورﷺ کے تمام کمالات کو ثابت ماننے کے لیے اجماع اُمت کا خرق اور معنی منقول متواتر کا انکار کرنا صاحب تحذیر نے کیوں ضروری سمجھا۔کیا رسول اللہﷺ کے جامع کمالات ہونے کے لیے انہیں یہی ایک لفظ خاتم نظر آیا ہے جس کے قطعی معنی صرف آخر ہونے کے ہیں۔وہ بے شمار آیات واحادیث جن سے حضورﷺ کا رحمۃ اللعالمین،سید المرسلین والآخرین ہونا ثابت ہے نانوتوی صاحب کو نظر نہیں آئیں۔

ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجی است

نانوتوی صاحب نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تحذیر میں صاف کہہ دیا ہے کہ اس صورت میں(یعنی خاتمیت مرتبی یا بالذات نبی کا معنی لینے کی صورت میں۔مضمون نگار)فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبویﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی

کا تمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئیگا۔ (تحذیر الناس ص ۲۴۔ص ۷۶) ۔اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے رسول اللہ ﷺ کو معدومین کا بھی خاتم قرار دیا ہے۔اس کے متعلق انور شاہ صاحب کشمیری اپنے رسالہ خاتم النبیین میں لکھتے ہیں کہ!

"ہشتم ایں کہ مدلول کلمہ ختم این است کہ حکم وتعلق خاتم بر ما قبل وے جاری شو روز یر سیادت و قیادت وے باشد مانند بادشاہ کہ قائد موجودین باشد نہ معدومین و ظہور سیادت و آغاز عمل وے بعد اجتماع باشد نہ قبل آں گویا انتظار قو مے بعد اجتماع بسوئے کے اظہار توقف بروے است بر خلاف عکس ایں کہ محض معنوی وذہنی است ولہذا عاقب و حاشر و مقفی ہمہ در اسمائے گرامی آمدہ اند نہ بر لحاظ ما بعد اھ"۔(رسالہ خاتم النبیین ص ۷۳)اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ختم اور خاتم کا حکم اور تعلق ہمیشہ اس کے ماقبل پر حاوی ہوتا ہے اور جو اس سے پہلے ہوں وہ انہیں کا خاتم قرار پائے گا۔خاتم کا مفہوم یہ ہے کہ وہ موجودین کا قائد ہو نہ معدومین کا۔یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اسمائے گرامی میں عاقب، حاشر اور مقفی آئے ہیں اور حضور کا عاقب ہونا بلحاظ ماقبل ہے مابعد کے لحاظ سے نہیں ۔اس عبارت میں کشمیری صاحب نے نانوتوی صاحب کا رد بلیغ فرمادیا۔توضیح مزید کے لیے کشمیری صاحب کی ایک اور عبارت ملاحظہ فرمائیے لکھتے ہیں!

"پس چوں حق تعالی یکبار نص فرمود کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۔پس شیوہ ایمان ایں است کہ ہمگی تعلل وتحمل را گذاشتہ آنحضرت ﷺ را خاتم ہمہ نبیین یقین کنیم وبایں ایمان آوریم کہ در ہمیں عقیدہ ایں آیت آمدہ،وچوں حضرت حق در ہیچ جا تقسیم وتقیید فرمودہ مارا حق نیست کہ بہ شبہات زیغ والحاد از عموم واطلاق آیت بدرر ویم،کہ مقابلہ نص با قیاس اوّلاً ابلیس کردہ،پس اجماع بلا فصل بریں عقیدہ منعقدہ شد،واز حصر نبوۃ تا ایں وقت ہمیں استمرار واستقرار ماند پس ایں عقیدہ قطعی الثبوت وایں آیت در اثبات قطعی الدلالۃ ماند۔اھ بلفظہ"۔(خاتم النبیین ص ۱۰۰،۱۰۱)

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے بطور نص قرآن مجید میں فرمادیا ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ۔تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہر قسم کے حیلہ وحجت کو چھوڑ کر ہمیں آنحضرت ﷺ

کو سب نبیوں کا خاتم یقین کرنا چاہیے اور ہمیں اس بات پر ایمان لانا چاہیے کہ اسی عقیدہ میں آیت نازل ہوئی ۔ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم کجروی کے شبہات اور الحاد میں مبتلا ہو کر آیت کے عموم واطلاق سے باہر چلے جائیں۔کیونکہ

نص کے مقابلہ میں سب سے پہلے قیاس کرنے والا شیطان ہے۔ پھر یہ کہ اس عقیدہ پر بلا فصل اجماع اُمت منعقد ہو چکا ہے اور عہد نبوت سے لے کر اس وقت تک ساری اُمت اسی عقیدہ پر مستمر اور برقرار رہی۔ پس یہ عقیدہ قطعی الثبوت ہے اور یہ آیت اس کے اثبات میں قطعی الدلالۃ ہے۔

نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس میں خاتم کا مضاف الیہ لفظ النبیین کو تسلیم نہیں کیا بلکہ النبیین کی بجائے انہوں نے وصف نبوت کو مضاف الیہ قرار دیا۔ گویا ان کے نزدیک النبیین کی جماعت وصف نبوۃ ہے۔ کشمیری صاحب نے واضح طور پر لکھ دیا کہ ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ ہم اپنے آقائے نامدار ﷺ کو تمام نبیین کا خاتم یقین کریں اور اس بات پر بھی ایمان لائیں کہ آیت خاتم النبیین اسی عقیدہ میں نازل ہوئی ہے۔ ہمیں اس بات کا کوئی حق نہیں پہنچتا کہ غلط قسم کے شبہات اور الحادی بناء پر آیۂ کریمہ میں النبیین کے عموم واطلاق سے باہر جائیں۔ پھر اس میں یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ اجماع اسی عقیدہ پر قائم و مستمر ہے۔ لہذا یہی عقیدہ قطعی الثبوت ہے اور یہ آیت عقیدہ ختم نبوۃ پر قطعی الدلالۃ ہے۔ آیہ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں مختلف قسم کے حیلے بہانے تلاش کر کے غلط تاویلیں کرنے میں پرستاران تحذیر اور مرزائی برابر کے شریک ہیں۔ صاحب تحذیر نے لفظ خاتم میں غلط تاویلیں کیں اور ساتھ ہی النبیین کو مضاف الیہ ماننے سے انکار کر دیا۔ صرف یہی نہیں بلکہ النبیین کو وصف نبوۃ کے ساتھ بالعرض موصوف مان کر ان کی شان میں منقصت کا ارتکاب کیا۔ بایں طور کہ ان کی نبوۃ کو ظلی و عکسی قرار دیدیا۔ ملاحظہ فرمایئے تحذیر الناس ۔۔۔ نانوتوی صاحب لکھتے ہیں!

"غرض اور انبیاء میں جو کچھ ہے وہ ظل اور عکس محمدی ہے کوئی کمال ذاتی نہیں" (تحذیر الناس ص ۲۸/ص ۸۱)

انبیاء علیہم السلام کی نبوۃ کو ظلی اور عکسی قرار دینا اور انہیں وصف نبوۃ سے بالعرض موصوف ماننا دراصل اُن کی نبوۃ کا انکار کرنا ہے"۔ (مقالات کاظمی حصہ سوم ص ۵۲۷ تا ۵۲۹ مطبوعہ بزم سعید ملتان)

"اثر ابن عباس" پر محدثانہ نظر

علامہ منظر الاسلام الازہری

تیرھویں صدی ہجری کا نصف اخیر اور چودھویں صدی ہجری کا ابتدائی زمانہ سیاسی کشمکش کے ساتھ ساتھ مذہبی انتشار کا بھی زمانہ رہا ہے۔ سیاست کے ساتھ ساتھ مذہب کو بھی بازیچہ اطفال بنانے کی کوشش کی گئی۔ حدیث شریف کے مطابق اہل حق کی جماعت نے مذہب کے خلاف اٹھنے والی آوازوں اور دین کے خلاف چلنے والے قلموں کو مڑوڑ کر رکھ دیا۔ گروہی فتنہ پھیلانے کی کوشش کی گئی مگر اسے کچلنے کے ساز و سامان بھی کیے گئے۔ اسی زمانہ کی بات ہے کہ دیوبند کے ایک معروف عالم دین جناب قاسم نانوتوی نے "تحذیر الناس من اثر ابن عباس" کتاب لکھی۔ اس کتاب میں اثر ابن عباس کی اسنادی حیثیت کا اعتبار کر کے عقلی دلائل کی روشنی میں زمین کے دیگر طبقات میں انبیاء کرام کے وجود کو نہ یہ کہ تسلیم کیا گیا بلکہ نبی اکرم ﷺ کے خاتم نبوت ہونیکا انکار بھی اس سے متبادر ہے۔ علماء کرام کی ایک جماعت نے اسی زمانہ میں کتاب کا وافی وشافی رد بھی کیا اور ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ نانوتوی صاحب نے اثر ابن عباس کی حدیثی حیثیت پر بحث کیے بغیر اس کی صحت کو ماننے اور منوانے کے لئے عقلی دلائل دیے تھے اس لئے جن علماء نے رد کیا وہ بھی منطقی دلائل و براہین سے رد بلیغ کیا۔ پھر منطقی دلائل کی تائید میں قرآن کریم، صحیح احادیث، آثار صحابہ، اقوال علماء سے بھی استناد کیا۔ بعض محققین نے مناظرانہ طرز پر حدیث پر محدثانہ گفتگو بھی کیا اس کے باوجود اس کے کئی گوشے مفصل محدثانہ گفتگو کا اب بھی تقاضہ کرتے رہے۔ راقم الحروف نے یہ کوشش کی کہ اس اثر کے تمام گوشوں پر مفصل محدثانہ بحث کردی جائے تاکہ اثر کا ضعف پوری طرح واضح ہو جائے۔ جب اثر کا ضعف واضح ہو جائے گا تو اس پر منطقی دلائل کے انبار لگانے کوئی ضرورت بھی نہیں رہے گی۔ میں اپنی بحث کا ایک حصہ قارئین کی نظر کرتا ہوں۔ ان شاء المولی عز وجل پوری بحث جلد ہی کتابی شکل میں منظر عام پر آجائے گی۔ پہلے حدیث کا متن مع ترجمہ ملاحظہ کیجیے:

امام حاکم فرماتے ہیں!

أخبرنا أحمد بن يعقوب الثقفي، حدثنا عبيد بن غنام النخعي، أنبأنا علي بن حكيم، حدثنا شريک عن عطاء بن السائب، عن أبي الضحى، عن ابن عباس (رضي الله تعالى عنهم) أنه قال: الله الذي خلق سبع سماوات ومن في الأرض مثلهن قال: سبع أرضين. في كل أرض نبي كنبيكم، وآدم كآدم، ونوح كنوح، وابراهيم كابراهيم، وعيسى كعيسى. (۱)	حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے سات آسمان پیدا فرمائے جو زمین میں ہیں انہیں کے مثل ہیں۔ فرمایا: سات زمین کی تخلیق کی۔ ہر زمین میں تمہارے نبی کی طرح نبی ہیں۔ آدم کی طرح آدم ہیں، نوح کی طرح نوح ہیں، ابراہیم کی طرح ابراہیم ہیں، اور عیسی کی طرح عیسی ہیں۔

امام حاکم کے علاوہ امام طبری، امام ابن کثیر، امام قرطبی، امام اسماعیل حقی، امام سیوطی، امام بیہقی، امام سخاوی، امام ابن حجر عسقلانی، امام قسطلانی، امام عجلونی، (۲) وغیرہ نے بھی اپنی تفسیر، حدیث، تاریخ، سیرت، اور فتاوی میں "اثر ابن عباس" کی تخریج کی ہے۔ کسی نے روایت کا مفصل متن ذکر کیا ہے کسی نے اختصار سے کام لیا ہے تاہم سند تمام علماء کے نزدیک ایک ہی ہے۔ جن ائمہ نے مطلقاً یا بتقیید اس پر صحت کا حکم لگایا ہے ان میں امام حاکم، امام بیہقی (ـــ) امام ابن حجر عسقلانی کا نام نمایاں ہے۔ جن محدثین نے اس پر کلام کیا ان میں علامہ ابن کثیر، امام قسطلانی، امام ابن حجر ہیتمی اور امام سیوطی سرفہرست ہیں۔

کسی بھی حدیث کی صحت یا ضعف کا دارومدار سند اور متن دونوں پر منحصر ہوتا ہے۔ کبھی صرف سند میں ضعف ہوتا ہے اور کبھی سند تو صحیح ہوتی ہے مگر متن شاذ یا منکر ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی سند اور متن دونوں ہی ایک ساتھ ضعیف ہوتے ہیں۔ ان وجوہات کی بنیاد پر حدیث میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے اور حدیث قابل استدلال نہیں رہتی۔ اثر ابن عباس کا متن ضعیف ہے اور اس کی دو سندوں میں مطول سند کا ضعف بھی روز روشن کی طرح واضح ہے۔ مختصر سند گرچہ

صحیح ہے مگر جب متن کا ضعف واضح ہوگیا تو سند کی صحت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ ہم پہلے مطول سند کے راویان کا حال ذکر کریں گے۔ پھر متن پر روشنی ڈالیں گے۔

(۱) عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ کے چچا زاد بھائی، حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن کے بیٹے ہیں قول صحیح کی بنیاد پر ہجرت سے تین سال قبل شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے، نبی اکرم ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں ڈالا، ایک طرف تو نبی اکرم ﷺ سے آپ کی رشتہ داری دوسری طرف علوم حدیث وتفسیر سے شغف نے ابن عباس کو ایسے مقام پر لاکھڑا کیا کہ کمسنی کے باوجود جلہ صحابہ کرام کی محفل علم میں چراغ کی حیثیت ہوگئی، حضرت عمر خاص طور پر اپنی مجلس میں ابن عباس کو بٹھایا کرتے تھے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے مختلف مقامات اور متعدد اوقات میں ابن عباس کے علم وفضل کے لئے دعائیں فرمائیں، ایک موقع پر فرمایا! پروردگار انہیں کتاب کا علم عطا فرما (۳) ایک بار نبی اکرم ﷺ قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے، ابن عباس نے باہر پانی رکھا، نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے پوچھا کس نے پانی رکھا، عرض کیا میں نے فرمایا: پروردگار انہیں دین کی سمجھ عطا فرما (۴)۔

ایک موقع پر نبی اکرم ﷺ نے سینہ سے لگا کر فرمایا: پروردگار انہیں حکمت کا علم عطا فرما (۵)

ایک موقع پر فرمایا! پروردگار انہیں دین کی سمجھ اور قرآن کی تاویل وتوضیح سکھا (۶)

نبی اکرم ﷺ کی انہیں دعاؤں کا نتیجہ تھا کہ ابن عباس حبر الامۃ، فقیہ اعظم، فہم وفکر، حفظ واتقان کے بادشاہ بن گئے، علم وہنر سے اتنی دلچسپی اور اتنا لگاؤ پیدا ہوگیا کہ نبی اکرم ﷺ کی وفات کے بعد بڑے بڑے عالم صحابہ کے پاس جاکر حدیث رسول سماعت کرتے، علم وحکمت کی باتیں سنتے، زندگی کی ساری دھن حصول علم بن گئی تھی، علامہ ابن حجر نے بڑا دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے جس کا ذکر فائدہ سے خالی نہیں!

ابن عباس کہتے ہیں کہ! جب نبی اکرم ﷺ اس دار فانی سے رحلت فرماگئے تو ایک انصاری سے میں نے کہا صحابہ کرام کی بڑی تعداد ابھی موجود ہے چلو ان سے کچھ مسائل دریافت کریں، علم کی باتیں سیکھیں، انہوں نے بڑی حیرت سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا! تعجب ہے آپ کے دروازہ پر مسائل معلوم کرنے والوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے، لوگ ہر طرح کی معلومات آپ سے حاصل کرتے ہیں اور آپ کسی اور کے پاس علم حاصل کرنے جانا چاہتے ہیں!!

ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے اس کی بات کی کوئی پرواہ نہ کی اور یہ کہتا ہوا اسے چھوڑ کر چلا گیا کہ مجھے اگر یہ پتہ چل جائے کہ فلاں شخص کے پاس ایک حدیث ہے تو ٹھیک دوپہر کے وقت جبکہ وہ قیلولہ کر رہے ہوں، میں اپنی چادر میں لپٹا اس کے دروازہ پر پڑا اس کا انتظار کرتا رہوں، غبار آلود ہوائیں میرے چہرہ پر اڑاتی رہیں، وہ صحابی اپنے وقت سے بیدار ہوں اور باہر آ کر یہ کہیں! اے نبی اکرم ﷺ کے چچا کے بیٹے، آپ بنفس نفیس کیوں چل کر تشریف لائے؟ کسی کو بلا بھیجتے، میں خود ہی آپ کے پاس حاضر آتا۔ میں اسے یہ جواب دیتا کہ نہیں میں اس بات کا زیادہ مستحق ہوں کہ آپ کے پاس چل کر آؤں اور نبی اکرم ﷺ کی حدیث آپ سے حاصل کروں۔!!

ابن عباس کی یہ بات سن کر انصاری حیران رہ گئے، آگے ابن عباس کہتے ہیں کہ اس انصاری کی عمر لمبی ہوئی، اس نے دیکھا کہ لوگ میرے پاس مسائل معلوم کرنے اور حدیث لینے کے لئے بھیڑ لگائے رہتے ہیں، وہ انصاری کہتے: یہ نوجوان مجھ سے زیادہ سمجھدار ہے۔!!(۷)

۲۔ حضرت ابن عباس کمسنی کے باوجود اپنی خداداد ذہانت اور نبی اکرم ﷺ کی دعاء کی بدولت کبار صحابہ کی علمی مجلسوں میں سربراہی کرتے، بڑے بڑے وہ صحابہ جو بدر میں شریک تھے جب حضرت عمر کے ساتھ ہوتے تو عمر ابن عباس کو ایسا مقام دیتے جو اجلہ صحابہ کرام کو بسا اوقات اچھا نہیں لگتا، اور وہ حضرت عمر سے شکایت کرتے، حضرت عمر کوئی جواب دینے کے بجائے، لوگوں سے کوئی مسئلہ دریافت کرتے، جب کوئی صحیح جواب نہیں دیتا تو ابن عباس سے متوجہ ہو کر پوچھتے، ابن عباس کا جواب بالکل صحیح ہوتا، حضرت عمر فرماتے: اب آپ لوگوں نے سمجھ لیا ابن عباس کو ہم اپنی مجلس میں کیوں شریک کرتے ہیں۔؟ اس کی ایک مثال خود ابن عباس کی زبانی ملاحظہ کیجئے!

کہتے ہیں کہ عمر بڑے بڑے مشائخ بدر کی محفل میں مجھے شریک رکھتے، بعض لوگ اعتراض کرتے ہوئے کہتے: آپ اس چھوٹے بچے کو کیوں ہماری مجلسوں میں آنے کی اجازت دیتے ہیں، اگر اس کو آنے کی اجازت ہے تو ہمارے بھی چھوٹے بچے ہیں، انہیں بھی آنے کی اجازت ملنی چاہیے؟ حضرت عمر فرماتے آپ سب کو اس کی وجہ معلوم ہے۔

ایک دن حضرت عمر نے بڑے اصحاب کی محفل سجائی، مجھے بھی بلایا اور فرمایا! آج ہم آپ لوگوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ابن عباس کو ہم اپنی محفل میں کیوں شریک کرتے ہیں، پھر "اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ الخ کی تلاوت کی اور پوچھا کیا خیال ہے آپ لوگوں کا اس آیت کی تفسیر کے بارے میں؟

کسی نے کہا! ان آیتوں میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب ہمیں کوئی فتح نصیب ہو تو اللہ کی حمد و ثنا بیان

کریں، استغفار کریں، کسی نے کہا: ہمیں نہیں معلوم، جبکہ کچھ لوگ بالکل خاموش رہے، حضرت عمر نے ابن عباس سے مخاطب ہوکر پوچھا آپ کی کیا رائے ہے؟ ابن عباس نے کہا! میری رائے ان سب سے مختلف ہے، پوچھا کیا ہے؟ کہا! اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کی وفات کا بیان ہے، اللہ تعالی اپنے نبی کو یہ خبر دے رہا ہے کہ جب اللہ کی تائید سے آپ کو فتح (فتح مکہ) مل جائے تو آپ سمجھ لیں کہ آپ کی وفات قریب ہے، لہذا اپنے رب کی تسبیح وتحمید کیجئے، استغفار کی کثرت کیجئے، وہ توبہ قبول فرماتا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا: میرے نزدیک بھی ان آیتوں کا یہی مطلب ہے۔!!(۸)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! ابن عباس کتنے زبردست مفسر ہیں(۹)

جب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اس امت کے حبر کا انتقال ہوگیا، شاید ابن عباس کو ان کا نائب بنادے(۱۰)

ابو وائل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں! ابن عباس نے ایک مرتبہ سورۂ نور کی تلاوت کی، پھر اس کی تفسیر بھی بیان کی تو ایک شخص نے کہا: اگر اہل دیلم سن لیں تو سب کے سب مسلمان ہوجائیں۔(۱۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جہاں ایک طرف قرآنی اسرار و رموز کو سمجھا، وہیں دوسری طرف فقہ وادب اور عربی شاعری میں بھی یکتائے روزگار بن گئے، حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے!

ابن عباس کی فقہی مجلس سے بڑھ کر میں نے کسی اور مجلس کو نہیں دیکھا، ان کی مجلس میں خوف وخشیت کا بھی اثر سب سے زیادہ غالب رہا کرتا تھا، ایک طرف اہل فقہ کی بھیڑ لگی رہتی تھی تو دوسری طرف اہل قرآن کی جم غفیر، ایک طرف اصحاب سخن ہوتے تو دوسری طرف شعراء وادباء، ہر ایک اپنے انداز سے سوال کرتا اور ہر ایک کو اس کے فن اور طبیعت کے مطابق معقول جواب ملتا۔(۱۲)

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ کا بیان ہے! عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بڑا حدیث رسول ﷺ کا جانکار، ابوبکر، عمر، عثمان کے قضاء کا ماہر میں نے کسی کو بھی نہیں دیکھا، ان سے زیادہ فقہ، تفسیر، عربی زبان، شعر، حساب اور فرائض کا جاننے والا بھی میری نگاہ نے کسی اور کو نہیں دیکھا، ایک دن ان کی مجلس فقہ سجتی، ایک دن تاویل قرآن بیان کرتے، ایک دن سیرت ومغازی کی تشریح کرتے، ایک دن اشعار بیان کرتے، ایک دن ایام عرب سے متعلق گفتگو کرتے، جب بھی کوئی عالم ان کی مجلس میں آیا وہ ان کا گرویدہ ہوئے بغیر نہ رہ سکا، جب بھی کسی نے کوئی سوال کیا اسے اطمینان بخش جواب ملا۔(۱۳)

عربی زبان وادب میں عبداللہ ابن عباس کو اتنی مہارت تھی کہ جب بھی کوئی شخص کسی طرح کا مسئلہ دریافت کرتا اور اگر اس کی یہ خواہش ہوتی کہ اس کا استشہاد عربی کے کسی شعر سے پیش کیا جائے تو ابن عباس ہر ہر مسئلہ پر عربی کا ایک شعر پیش کرتے، ایک مرتبہ نافع بن ازرق اور نجدہ بن عویمر نے کہا ہم آپ سے قرآن کے کچھ مسائل دریافت کرنا چاہتے ہیں آپ اس کی توضیح کے ساتھ ساتھ کلام عرب سے بھی اس کا استشہاد پیش کریں، ابن عباس نے قبول کرلیا، آگے امام سیوطی کی روایت کے مطابق سماعت کیجئے!

"بینا عبد الله بن عباس جالس بفناء الكعبة،قد اكتنفه الناس يسئلونه عن تفسير القرآن،فقال نافع بن الازرق لنجلة بن عويمر: قم بنا الى هذه الذى يجترئى على تفسير القرآن بما لا علم له به فقاما اليه، فقالا : انما نريد أن نسألك عن أشياء من كتاب الله ففسرها لنا، وتأتينا بمصادقة من كلام العرب، فان الله تعالى انما أنزل القرآن بلسان عربي مبين، فقال ابن عباس سلاني عما بدالكما، فقال نافع اخبرني عن قول الله تعالى: عن اليمين وعن الشمال عزين.قال !

العزون"حلق الرقاق"،قال وهل تعرف العرب ذلك؟قال : نعم، أما سمعت عبيد بن الأبرص وهو يقول :

فجاؤا يهرعون اليه حتى يكونوا حول منبره عزينا

قال: اخبرني عن قوله: وابتغوا اليه الوسيلة،قال: "الوسيلة" الحاجة، قال هل تعرف العرب ذلك؟ قال نعم، أما سمعت عنترة وهو يقول:

ان للرجال لهم اليك وسيلة ان يأخزوك تكحلي وتخضبي

وظل نافع يسأل وبن عباس يجيب على هذا النحو الى أن أتي على مسائله...هذا أخر مسائل نافع بن الأزرق، وقد حذفت منها يسيرا نحو بضعة عشر سؤالا، وهي أسئلة مشهورة، أخرج الأئمة أفرادا منها بأسانيد مختلفة الى ابن عباس"۔(۱۴)

حضرت ابن عباس حرم کعبہ میں بیٹھے تفسیر قرآن کے مسائل بیان کر رہے تھے،لوگ جوق در جوق آپ سے استفادہ کے لئے آرہے تھے، استفادہ کرنے والوں کی بھیڑ اکٹھی ہوگئی، نافع بن ازرق کو بڑا تعجب ہوا اس نے اپنے ساتھی عویمر سے کہا! چلو ذرا دیکھتے ہیں یہ کون شخص ہے جو اتنی جرأتمندی کے ساتھ علم کے بغیر قرآن کی تفسیر بیان

کررہا ہے۔!!

دونوں ابن عباس کے پاس آئے اور کہا! ہم قرآن کریم سے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہیں، آپ اس کی تفسیر بیان کریں اور کلام عرب سے اس پر دلیل بھی پیش کریں، ابن عباس نے کہا! جو مرضی آئے پوچھو، نافع نے اوپر مذکور آیت کی تلاوت کرتے ہوئے پوچھا اس کا مطلب کیا ہے؟ ابن عباس نے کہا "**عـزیـن**" کا مطلب "کسی چیز کے گرد حلقہ بنانا" ہے، پوچھا کلام عرب میں اس کی کوئی نظیر موجود ہے؟ فرمایا! تم نے عبید بن ابرص کا یہ قول نہیں سنا، ابن عباس نے اوپر مذکور شعر پڑھا جس میں "**عزین**" موجود ہے۔

نافع نے "**وابتغوا الیه الوسیلة**" کا مطلب پوچھا، ابن عباس نے جواب دیا: وسیلہ کا مطلب حاجت ہے، نافع نے سوال کیا: کلام عرب میں اس کی مثال ہے؟ ابن عباس نے اوپر مذکور شعر پڑھا جس میں "**وسیلہ**" کا لفظ موجود ہے۔ نافع اس طرح سوال کرتا رہا، ابن عباس جواب دیتے رہے اور کلام عرب سے اس کی نظیر بھی پیش کرتے رہے، امام سیوطی نے اس کے اکثر سوال اور ابن عباس کے جواب کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور آخر میں فرمایا! میں نے تقریباً تیرہ سوال اس لئے حذف کردیے کہ وہ سب مشہور تھے، ائمہ کرام نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ ملخصا

ابن عباس اور اسرائیلی روایات

مذکورہ گفتگو سے واضح ہو گیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کسی ایک ہی علم میں نہیں بلکہ حدیث، تفسیر، لغت، شعر، ادب اور درجنوں علم میں مسلم امام تھے، ان سب کے باوجود یہ کہنا کہ وہ جب قرآن کا کوئی مسئلہ سمجھنا چاہتے تھے تو اہل کتاب سے رجوع کرتے تھے، نہایت ہی بے معنی بات اور تعصب کی انتہاء ہوگی، البتہ اتنا ضرور ہے کہ صحابہ کرام میں سے جنہوں نے اہل کتاب سے کچھ اخذ کیا ہے تو اس کا تعلق اصول دین سے نہیں اور نہ ہی وہ مسائل اسلامی نظریات سے متصادم
ہیں، پھر یہ کہ ان حضرات نے اہل کتاب سے اخذ روایت کے وقت کامل احتیاط سے کام لیا ہے۔

مستشرق گولڈ زیہر نے دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ ابن عباس کی شخصیت کو بھی داغدار کرنے کی کوشش کی ہے، اس کا یہ الزام ہے کہ ابن عباس کی تفسیر کا اہم مصدر اہل کتاب کی توضیح ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

[[و كثيرا ما يذكر أنه فيما يتعلق بتفسير القرآن كان يرجع الى رجل يسمى أبا الجلد غيلان بن فروة الأزدي الذي أثنى الناس عليه بأنه كان يقرأ الكتب، وعن ميمونة ابنته أنها قالت

! كان أبي يقرأ القرآن في كل سبعة أيام، ويختم التوراة في ستة، يقرؤها نظرا،فاذا كان يوم ختمها حشد لذلك ناس، وكان يقول! كان يقال! تتنزل عند ختمها الرحمة۔ومن بين المراجع المفضلة عند ابن عباس نجد أيضا كعب الأحبار اليهودي، وعبد الله بن سلام، وأهل الكتاب على العموم، ممن حذر الناس منهم كما أن ابن عباس نفسه في أقواله حذر من من الرجوع اليهم،ولقد كان اسلام هؤلاء عند الناس فوق التهمة والكذب، ورفعوا الى درجة أهل العلم الموثوق بهم۔ ولم تكن التعاليم الكثيرة التي أمكن أن يستقيها ابن عباس والتي اعتبرها من تلك الأمور التي يرجع فيها الى أهل الدين الأخر مقصورة على المسائل الانجيلية والاسرائيلية، فقد كان يسئل كعبا عن التفسير الصحيح لأم القرآن وللمرجان مثلا، وقد رأى الناس في هؤلاء اليهود أن عندهم أحسن الفهم في القرآن وفي كلام الرسول ﷺ وما فيهما من المعاني الدينية، ورجعوا اليهم سائلين عن هذه المسائل بالرغم من التحذير الشديد من سؤالهم]]۔(١٥)

گولڈ زیہر نے اپنی اس زہر آلود عبارت میں یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ!

[[ابن عباس ابوجل گیلان بن فروہ، کعب احبار،عبداللہ بن سلام جو پہلے یہودی تھے بعد میں مسلمان ہو گئے، کی توضیح وتفسیر سے استفادہ کرنا پسند کرتے تھے،وہ صرف انجیل کے مسائل ہی پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ قرآن کے مفہوم سے متعلق بھی ان سے سوال کیا کرتے تھے، مثلاً اُمّ القرآن اور "مرجان" کا مطلب سمجھنے کے لئے ابن عباس نے ان حضرات سے مدد لینا اچھا سمجھا، مسلمانوں کا ان یہودیوں کے بارے میں تو یہ خیال تھا کہ قرآن اور فرامین رسول کی اچھی توضیح وتشریح یہودی اچھی طرح کرتے ہیں، یہی وجہ تھی کہ اسلام میں اتنی سختی کے باوجود مسلمان یہودیوں سے استفادہ کرنے سے باز نہیں آتے تھے۔]] ملخصاً

مستشرق کی اندھی تقلید میں ٹھیک یہی بات روشن خیال سمجھے والے ادیب اور مفکر جناب احمد امین مصری نے بھی ابن عباس سے متعلق اسی فکر کو اپنی کتاب "فجر الاسلام" میں جگہ دی ہے۔(١٦)

اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض صحابہ کرام جن میں ابن عباس بھی ہیں، نے اہل کتاب سے محدود پیرایہ میں

اخذ روایت کیا ہے، تاہم یہ بھی درست ہے کہ ابن عباس اور دیگر فقہاء و محدثین صحابہ نے اہل کتاب سے روایت کے وقت بڑی بیدار مغزی سے کام لیا ہے، ایسا نہیں تھا کہ جو اہل کتاب جو کچھ کہہ دیتے یہ آنکھیں موند کر اسے مان لیتے، اور پھر ابن عباس کے بارے میں ایسا گمان کرنا تو تاریخ اور ثقافت سے نابلدی کی دلیل ہے، نبی اکرم ﷺ نے جس کے علم و فہم کے لئے بار بار دعائیں کی ہوں، اجلہ صحابہ کرام مسائل میں جن سے رجوع کرتے ہوں، نافع اور عویمر جیسا فاضل شخص جس کی عربی دانی اور تفسیر کا لوہا مان چکے ہوں، ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اہل کتاب سے اخذ روایت کو نہ یہ کہ ترجیح دے بلکہ انہیں قرآن وحدیث کا بڑا عالم بھی تصور کرے۔!!

ابن عباس کے بارے میں کسی طرح بھی یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اہل کتاب سے کھلے انداز میں بغیر غور وفکر کے اخذ روایت کرلیا کرتے تھے، نبی اکرم ﷺ کا فرمان اہل کتاب سے اخذ روایت کے سلسلہ میں ان کے پیش نظر تھا، پھر وہ کیسے فرمان رسول ﷺ کی مخالفت کرسکتے تھے۔؟؟

ابن عباس ہی نے تو یہ کہا ہے: یا معشر المسلمین، تسألون أهل الكتاب و كتابكم الذی أنزل الله علی نبيه ﷺ أحدث الأخبار بالله تقرؤنه ولم يشب، وقد حدثكم الله أن أهل الكتاب بدلو ما كتب الله وغيروا بأيديهم الكتاب، فقالوا من عند الله ليشتروا به ثمنا قليلا، أفلا ينهاكم ما جاءكم من العلم عن مسألتهم؟ لا والله ما رئينا رجلا منهم قط يسألكم عن الذی أنزل عليكم۔(۱۷)

(۲) ابو الضحی

ان کا نام مسلم بن صبیح اور کنیت ابوالضحیٰ ہے۔ ہمدان کے رہنے والے تھے پھر کوفہ میں آباد ہوگئے اس لئے ان کو ہمدانی اور کوفی کہا جاتا ہے۔ آل سعید بن عاص قرشی کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ علم و حکمت میں بڑا کمال حاصل تھا۔ فقہ اور تفسیر میں امامت حاصل تھی۔ جلیل القدر تابعی ہیں۔ ابن عمر، ابن عباس، نعمان بن بشیر، شتیر ابن شکل، مسروق بن اجدع، عبدالرحمن بن ہلال، علقمہ بن قیس، جریر بن عبداللہ، وغیرہ سے اخذ روایت کیا۔ جریر ابن عبداللہ سے ان کی روایت مرسل ہے۔ امام ابوزرعہ کے مطابق حضرت علی سے بھی ان کی روایت مرسلا ہے۔ ابن معین کے مطابق حضرت عائشہ سے ان کی سماعت ثابت نہیں۔

منصور، اعمش، مغیرہ، ابویعفور صغیر، سعید بن مسروق، فطر بن خلیفہ، عطا ابن سائب، عمرو بن مرہ، مغیرہ بن مقسم، حسن بن عبداللہ، جابر جعفی، حصین بن عبدالرحمن، ابوحصین اسدی، عاصم بن بہدلہ وغیرہ نے ان سے روایت

کیا۔امام ابو حاتم نے اسحاق بن منصور اور یحی بن معین کے حوالہ سے ان کا ثقہ ہونا نقل کیا ہے۔ذہبی نے انہیں ثقہ اور حجہ کہا ہے۔ابن حبان نے ''ثقات'' میں ان کا ذکر کیا۔ابن سعد کے مطابق حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد خلافت میں انتقال کیا۔ابن زبر نے ۱۰۰ھ میں انتقال ہونا ذکر کیا ہے۔(۱۸)

(۳) عطاء ابن سائب

عطاء ابن سائب کا شمار جلیل القدر محدثین میں ہوتا ہے۔حافظ جمال الدین مزی نے ان کی کنیت چار مختلف اقوال کی روشنی میں ابو سائب، ابو زید، ابو یزید اور ابو محمد ذکر کیا ہے۔کوفہ کے رہنے والے تھے اس لئے ان کو کوفی کہا جاتا ہے۔علم و فضل اور تقوی و بزرگی میں شہرت حاصل تھی۔درجنوں بڑے بڑے محدثین اور معزز تابعین سے انہوں نے اخذ روایت کیا۔جن محدثین سے روایت کیا ان میں ابراہیم نخعی، ابو مسلم اغر، انس بن مالک، برید بن ابو مریم سلولی، بلال بن بقطر، حرب عبید اللہ ثقفی، حسن بصری، ابو ظبیان حصین بن جندب، حکیم بن ابو یزید، ذر بن عبد اللہ ہمدانی، سعد بن عبیدہ، سعید بن جبیر، طاؤس بن کیسان۔عامر شعبی، عبد اللہ بن ابو اوفی، عبد اللہ بن بریدہ، عبد اللہ بن ربیعہ سلمی، عبد الرحم بن ابی لیلی، عرفجہ بن عبد اللہ ثقفی، عکرمہ، مولی ابن عباس، عمرو بن حریث مخزومی، عمرو بن میمون اودی، مجاھد بن جبر مکی، محارب بن دثار، مرہ الطیب، اور ابو ضحیٰ مسلم بن صبیح جیسی شخصیات سر فہرست ہیں۔

جن محدثین نے ان سے روایت کیا ان میں بعض کے اسماء یہ ہیں: ابراہیم بن طہمان، اسماعیل بن ابو خالد، اسماعیل بن علیہ، ابو وکیع جراح بن ملیح، جریر بن عبد الحمید، جعفر بن زیاد احمر، حسن بن عبید اللہ نخعی، حماد بن زید، حماد بن سلمہ، خالد بن عبد اللہ واسطی، خلف بن خلیفہ، روح بن قاسم، زائدہ بن قدامہ، زہیر بن معاویہ، زیاد بن عبد اللہ بکائی، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، سلیمان بن معاذ ضبی، سلیمان اعمش، سلیمان تیمی، شریک بن عبد اللہ، شعبہ بن حجاج، محمد بن فضیل بن غزوان، مسعر بن کدام، یحی بن سعید قطان، ابو بکر بن عیاش، اور ابو جعفر رازی وغیرہ۔

عطاء بن سائب محدثین کی نظر میں

ابن سائب کے مشائخ اور تلامذہ کی فہرست اتنی زبردست ہے جس سے بآسانی ان کی قد آور شخصیت کا پتہ چل جاتا ہے۔دوسری طرف ابو اسحاق، ایوب، یحی بن سعید قطان جیسے عظیم محدثین کے اقوال ان کی شخصیت کو سمجھنے میں اور بھی چار چاند لگاتے ہیں۔آیئے ایک نظر محدثین کے ان اقوال پر ڈالتے ہیں جن سے ابن سائب کی شخصیت مزید نکھر جاتی ہے۔قال علی بن المدینی عن سفیان حدثنی بعض أصحابنا قال کان أبو اسحاق یسأل عن عطاء بن السائب فیقول انه من البقایا۔سفیان ثوری نے اپنے بعض اصحاب کے توسط سے ابو

اسحاق کے حوالہ سے کہا کہ عطاء ابن سائب (اہل علم) کے بجا یا ہیں۔

عن حماد بن زيد أتينا أيوب فقال اذهبوا فقد قدم عطاء بن السائب من الكوفة وهو ثقة اذهبوا اليه فاسئلوه عن حديث أبيه في التسبيح ۔حماد بن زید کہتے ہیں کہ ہم ایوب کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: جاؤ کوفہ سے عطاء آئے ہیں وہ ثقہ ہیں، جاؤ تسبیح سے متعلق ان کے والد کی حدیث کے بارے میں ان سے پوچھ لو۔

عبد الله بن احمد بن حنبل عن أبيه عطاء بن السائب ثقة ثقة رجل صالح ۔امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں عطاء ابن سائب ثقہ ثقہ ہیں، نیک انسان ہیں۔

علم واتقان کے ساتھ زہد وتقوی میں بھی نمایاں مقام تھا۔خشیت الہی میں شبانہ گریہ وزاری ان کی خاص علامت تھی۔ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں جب میں عطاء ابن سائب اور ضرار بن مرارہ کو دیکھتا تھا تو ان کے رخسار پر رونے کے آثار نمایاں نظر آتے تھے۔

امام بخاری نے ایک حدیث ان سے متابعاً روایت کی ہے۔ان کا انتقال ۱۳۶ھ میں ہوا۔

عطاء ابن سائب کا اختلاط:

عطاء بن سائب کی تعریف اپنی جگہ مگر راوی جب مختلط ہو جائے تو اس کی ساری تعریفات پر پانی پھر جاتا ہے۔اختلاط ایسا وصف ہے جو کسی بھی انسان کو عمر کے ایک مرحلہ میں لاحق ہو سکتا ہے۔علم حدیث پر اس کا بڑا گہرا اثر پڑتا ہے۔اسی لئے محدثین نے راوی کے دیگر اوصاف کی طرح اس پر بھی کڑی نظر رکھی ہے اور بڑے سے بڑا محدث بھی عمر کے کسی مرحلہ میں اگر اس وصف میں مبتلاء ہوا ہے تو صراحت کے ساتھ اس کو بیان کردیا ہے۔اس کے ساتھ یہ بھی تصریح کردی کہ اس اختلاط سے پہلے جن لوگوں نے روایت کیا ان کی روایت میں اگر دیگر کوئی اور علت موجود نہ ہو تو مقبول ہوگی۔عطاء ابن سائب اپنی تمام تر ثقاہت، علمی برتری، تقوی اور بزرگی کے باوجود عمر کے ایک مرحلہ میں مختلط ہو گئے تھے۔اس لئے محدثین نے یہ تصریح کردی کہ قبل اختلاط جن لوگوں نے ان سے روایت کیا وہ مقبول ہوگی اور بعد اختلاط جن لوگوں نے ان سے اخذ روایت کیا وہ قابل احتجاج نہیں ہوگی۔عطاء کے اختلاط سے متعلق علماء کے اقوال ملاحظہ کیجئے:

عن يحي بن سعيد القطان ما سمعت أحدا من الناس يقول في عطاء بن السائب شيئا قط في حديثه القديم .وما حدث سفيان وشعبة عن عطاء بن السائب صحيح الا حديثين كان شعبة

یقول: سمعتھا بأخرۃ عن زاذان ۔یحیٰ بن سعید قطان کہتے ہیں کہ عطاء ابن سائب نے اختلاط سے پہلے جو روایت کی کسی محدث کو بھی میں نے ان پر کلام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔سفیان اور شعبہ نے عطاء ابن سائب سے جو روایتیں کی ہیں دو کے علاوہ سب صحیح ہیں،ان دو حدیثوں کے بارے میں شعبہ کہا کرتے تھے کہ میں انہیں (آخری وقت) میں زاذان سے سنا ہے۔

عن احمد بن حنبل من سمع منه قليما كان صحيحا،ومن سمع حليثا لم يكن بشئي، سمع منه قليما شعبة و سفيان، وسمع منه حليثا جرير و خالد بن عبد الله واسماعيل وعلي بن عاصم، وكان يرفع عن سعيد بن جبير شيئا لم يكن يرفعها،قال قال وهيب لما قدم عطاء البصرة قال كتبت عن عبيلة ثلاثين حليثا ولم يسمع عن عبيلة شيئا وهذا اختلاط شليد۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں جنہوں نے عطاء سے قبل اختلاط روایت کیا اس کی روایت صحیح ہے۔جس نے بعد اختلاط روایت کیا وہ کچھ بھی نہیں۔شعبہ اور سفیان نے قبل اختلاط روایت کیا۔جریر، خالد بن عبداللہ، اسماعیل، علی بن عاصم نے بعد اختلاط روایت کیا۔عطاء سعید بن جبیر کی مرویات کو مرفوعا روایت کر دیتے تھے جبکہ وہ مرفوع نہیں تھیں۔امام احمد نے وہیب کے حوالہ سے فرمایا: عطاء جب بصرہ آئے تو کہا کہ میں نے عبیدہ سے تیس حدیثیں لکھی ہیں جبکہ عبیدہ سے ان کو سماع حاصل ہی نہیں، یہ زبردست اختلاط ہے۔

قال شعبة حدثنا عطاء بن السائب وكان نسيا ۔شعبہ کہتے ہیں کہ عطاء ابن سائب نے ہم سے حدیث بیان کی وہ بھول جاتے تھے۔

عن يحي بن معين عطاء بن السائب اختلط فمن سمع منه قليما فهو صحيح وما سمع منه جرير وذويه ليس من صحيح حليث عطاء. وقد سمع أبو عوانة من عطاء في الصحة وفي الاختلاط جميعا ولا يحتج بحليثه...وعنه ليث بن أبي سليم ضعيف مثل عطاء. من روى عن عطاء روى عنه في الاختلاط الا شعبة وسفيان۔

یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ عطاء ابن سائب مختلط ہو گئے تھے،جنہوں نے اختلاط سے پہلے سنا ان کی روایت صحیح ہے،جریر اور ان کے ساتھیوں نے جو کچھ سنا وہ عطاء کی صحیح حدیثوں میں سے نہیں۔ابو عوانہ نے عطاء سے قبل اختلاط اور بعد اختلاط دونوں حالتوں میں سنا اس لئے اس کی حدیث قابل احتجاج نہیں ہو گی۔ابن معین پھر فرماتے

ہیں: لیث بن ابو سلیم عطاء کی طرح ضعیف ہیں۔ شعبہ وسفیان کے علاوہ سب نے ان سے اختلاط کے بعد روایت کیا۔

قال بن علی وعطاء اختلط في آخر عمره فمن سمع منه قليما مثل الثوری وشعبة فحديثه مستقيم ومن سمع منه بعد الاختلاط فأحاديثه فيها بعض النكرة۔

ابن عدی نے کہا عطاء اخری عمر میں مختلط ہو گئے تھے۔ شعبہ وسفیان کی طرح جنھوں نے قبل اختلاط سماعت کیا وہ صحیح ہے اور جن لوگوں نے بعد میں روایت کیا ان کی حدیث میں بعض نکارت ہے۔

قال أحمد بن عبد الله العجلی کان شيخا ثقة قليما ۔ احمد بن عبداللہ عجلی فرماتے ہیں کہ عطاء شیخ ثقہ ہیں جنہوں نے قبل اختلاط روایت کیا ان کی روایت صحیح ہے۔

روی عن أبي أوفي ومن سمع منه قليما فهو صحيح الحديث ،منهم سفيان الثوري، فأما من سمع منه بأخره فهو مضطرب الحديث منهم هشيم وخالد بن عبد الله الواسطي، الا أن عطاء بأخره كان يتلقن اذا لقنوه في الحديث لأنه صالح الكتابة، وأبوه تابعي ثقة۔

ابو اوفی نے کہا جنہوں نے عطاء سے قبل اختلاط روایت کیا ان کی روایت صحیح ہے ان میں سفیان ثوری ہیں۔ بعد میں جن لوگوں نے روایت کیا ان کی حدیثوں میں اضطراب ہے۔ ان میں ہشیم، خالد بن عبداللہ واسطی ہیں۔ اخری عمر میں کوئی تلقین کرتا تو اس کو مان لیتے کیونکہ وہ لکھنے میں ٹھیک تھے۔ ان کے والد تابعی ہیں ثقہ ہیں۔

قال أبو حاتم ان محله الصدق قليما قبل أن يختلط صالح مستقيم الحديث، ثم بأخره تغير، تغير حفظه ،في حديثه تخاليط كثيرة ۔ وقليم السماع من عطاء سفيان وشعبة۔ وفي حديث البصريين الذين يحدثون عنه تخاليط كثيرة لأنه قدم عليهم في آخر عمره۔ وما روى عنه بن فضيل ففيه غلط واضطراب ۔رفع أشياء كان يرويها عن التابعين فرفعها الى الصحابة۔

ابوحاتم کہتے ہیں کہ قبل اختلاط ان کا درجہ صدق اور مستقیم حدیث کا ہے۔ آخری عمر میں اختلاط ہو گیا تھا جس کی بنیاد پر ان کا حافظہ بھی بدل گیا۔ ان کی حدیث میں بہت زیادہ اختلاط پایا جاتا ہے۔ سفیان وشعبہ ان سے قبل اختلاط سننے والوں میں سے ہیں۔ جن بصری محدثین نے ان سے روایت کیا ان میں بہت زیادہ اختلاط پایا جاتا ہے کیونکہ وہ ان کے پاس آخری وقت میں آئے تھے۔ ابن فضیل کی ان سے جو روایت ہے اس میں اضطراب اور غلطی ہے۔ کئی ایسی حدیثیں ہیں جن کو تابعین سے روایت کیا ان کو وہ صحابہ سے مرفوعا روایت کر دیتے تھے۔

وقال النسائي ثقة في حديثه القديم الا أنه تغير،ورواية حماد بن زيد وشعبة وسفيان عنه جيدة۔

امام نسائی فرماتے ہیں: قبل اختلاط کی مرویات میں عطاء ثقہ ہیں، بعد میں ان کے حالات بدل گئے تھے۔حماد بن زید،شعبہ اور سفیان کی ان سے روایت جید ہے۔

قال الحميدي عن سفيان: كنت سمعت من عطاء بن السائب قديما ثم قدم علينا قدمة، فسمعته يحدث ببعض ما كنت سمعت، فخلط فيه،فأتقيته واعتزلته۔

امام سفیان ثوری کہتے ہیں کہ عطاء ابن سائب سے میں نے پہلے سماعت کی تھی۔پھر میرے پاس کوئی آیا اور عطاء سے جن روایت کو میں نے سنا تھا ان میں بعض روایت کا ذکر کرنے لگا۔میں نے دیکھا کہ ان میں کئی چیزیں ملا دی ہے۔میں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔

قال ابو النعمان عن يحي بن سعيد القطان عطاء بن السائب تغير حفظه بعد حماد يعني ابن زيد، سمع منه قبل أن يتغير ۔یحی بن سعید قطان کہتے ہیں کہ حماد بن زید نے عطاء سے قبل اختلاط روایت کیا۔

قال أبو قطن عن شعبة ثلاثة في القلب منهم هاجس: عطاء بن السائب،يزيد بن أبي زياد ورجل آخر ۔شعبہ کہتے ہیں کہ تین محدثین عطاء ابن سائب، یزید بن ابی زیاد اور ایک شخص سے متعلق دل میں کھٹکا رہتا ہے۔

قال اسماعيل بن علية قال لي شعبة ما حدثك عطاء بن السائب من رجاله عن زاذان وميسرة وأبي البختري فلا تكتبه. وما حدثك عن رجل بعينه فاكتبه۔

اسماعیل بن علیہ نے شعبہ کے حوالہ سے کہا کہ انہوں نے ابن علیہ سے کہا عطاء ابن سائب اپنی سند سے زاذان،میسرۃ اور ابو بختری کے حوالہ سے اگر کچھ بیان کریں تو اس کو مت لکھو۔اور اگر بنفس نفیس کسی راوی سے بیان کریں تو لکھ لو۔

قول فیصل:

محدثین کے ان اقوال کی روشنی میں اتنا واضح ہو گیا کہ عطاء کے اختلاط سے متعلق ائمہ حدیث کا متفق فیصلہ ہے۔ان کی مرویات کا حکم کیا ہو گا حافظ ابن حجر کا فیصلہ کن ارشاد ملاحظہ کیجئے:

فیحصل لنا من مجموع کلامهم أن سفیان الثوری و شعبة وزهیرا وزائلہ وحماد بن زید وأیوب عنه صحیح۔ ومن عداهم یتوقف فیه الا حماد بن سلمه فاختلف قولهم والظاهر أنه سمع منه مرتین مرة مع أیوب کما یومی الیه کلام الدارقطنی ومرة بعد ذلک لما دخل الیهم البصرة وسمع منه مع جریر وذویهم والله أعلم۔

محدثین کی عبارت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سفیان ثوری، شعبہ، زہیر، زائدہ، حماد بن زید اور ایوب کا سماع ان سے صحیح ہے۔ان کے علاوہ جن محدثین کو ان سے سماع حاصل ہے ان کی روایتوں کے بارے میں توقف کیا جائے گا۔حماد بن سلمہ کے بارے میں محدثین کے درمیان اختلاف ہے۔ظاہر یہی ہے کہ انہوں نے عطاء سے دو مرتبہ سنا ہے ہے۔دار قطنی کے مطابق ایک مرتبہ ایوب کے ساتھ اور دوسری بار جریر اور ان کے احباب کے ساتھ جب عطاء بصرہ آئے تھے۔(۱۹)

(۳)شریک بن عبد الله

امام حاکم نے شریک کا نام اس طرح ذکر کیا ہے (۱)شریک بن عبد اللہ بن سنان بن انس۔(۲)شریک بن عبد اللہ بن ابوشریک بن مالک بن نخع۔اس کے بعد امام حاکم نے فرمایا: شریک کے دادا نے امام حسین سے جنگ لڑی تھی۔

خطیب بغدادی نے شریک کا نام اس طرح ذکر کیا ہے: (۳)شریک بن عبد اللہ بن حارث بن اوس۔قاضی ہیں۔حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ بھی پایا۔

محمد بن سعد ان کا نام ونسب اس طرح بیان کرتے ہیں: شریک بن عبد اللہ بن ابونمر اور حاث بن اوس بن حارث بن اذھل بن وھبیل بن سعد بن مالک بن نخع ہے ان کا تعلق قبیلہ مذحج سے ہے۔

شریک کی پیدائش خراسان کے علاقہ بخارا میں ہوئی۔ان کے دادا جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: شریک کی پیدائش ۹۵ھ میں ہوئی اور ۱۷۷ھ میں وفات پائی۔

شریک کا علمی مقام:

شریک کا شمار ان محدثین ائمہ میں ہوتا ہے جنہوں نے احادیث کا ذخیرہ اکٹھا کر رکھا تھا۔دور دراز سے محدثین ان سے حدیث سماعت کرنے آتے تھے۔کہتے ہیں کہ اسحاق ازرق نے ان سے نو ہزار حدیثیں روایت کیں۔قرآن، حدیث اور فقہ کا علم حاصل کرنے کے لئے انہوں نے بڑی مشقت برداشت کی۔حصول علم سے متعلق

ابوخالد اپنے والد یحیٰ بن یزید کے حوالہ سے ان کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے:

شریک ایک مرتبہ مستغیر بن عمرو نخعی کے پاس گئے۔ انہوں نے پوچھا ابو عبداللہ آپ کو ادب کس نے سکھایا؟ جواب دیا میرے نفس نے مجھے ادب سکھایا۔ بخدا میں بخارا کے شہر خراسان میں پیدا ہوا۔ مجھے میرے ایک چچازاد بھائی نے لاکر نہر صرصر میں چھوڑ دیا، جہاں میرے چچا نے میرے لئے مکان بنا دیا۔ میں وہاں کے اساتذہ کی مجلس میں شریک ہوتا تھا۔ میرا دل قرآن کریم کی تعلیم کی طرف راغب ہو گیا۔ میں ان کے شیخ کے پاس چلا گیا۔ میں نے کہا: چچا جان جو کچھ آپ میرے اوپر یہاں خرچ کر رہے ہیں کیا اچھا ہوتا کہ وہ کوفہ میں کرتے تا کہ میں وہاں سنت (حدیث) کے ساتھ ساتھ اپنی قوم کے لوگوں کو بھی جان لوں۔ کہتے ہیں انہوں نے ایسا ہی کیا۔ میں کوفہ میں اینٹ بنانے اور بیچنے کا کام کرتا تھا۔ جو پیسے ملتے اس سے کاغذ اور کاپیاں خرید لیتا۔ کاپیوں میں دیگر علوم کے ساتھ ساتھ حدیث لکھتا تھا۔ پھر میں فقہ حاصل کرنا شروع کیا۔ اور مجھے یہ مقام حاصل ہو گیا ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ مستغیر بن عمرو نے اپنے بیٹے سے کہا اپنے چچازاد بھائی کی بات سن لی؟ میں نے تم لوگوں کو ادب سکھانے کی بہت کوشش کی مگر تم لوگ کامیاب ہوتے نظر نہیں آتے ہو۔ تم میں سے ہر شخص اپنے آپ کو ادب سکھائے۔ جو اچھا کرے اسے اس کا فائدہ ملے گا اور جو برا کرے گا اسے اس کی سزا ملے گی۔

شریک قوت حافظہ میں بھی کمال رکھتے تھے۔ احمد بن عبداللہ عجلی کہتے ہیں کہ کوفہ کے بعض لوگوں سے ہم نے سنا کہ سالم افطس جب کوفہ آئے تو شریک کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے پاس اپنا کاغذ لے کر پہونچا اس میں سو حدیثیں تھیں، پھر اس سے حدیث بیان کیا۔ سفیان ان سب کو سن رہے تھے۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو سفیان نے مجھ سے کہا ذرا اپنا کاغذ دکھانا۔ میں نے انہیں دیا تو انہوں نے پھاڑ دیا۔ میں واپس گھر پہونچا اور چت لیٹ کر یاد کرنے لگا تو ستانوے حدیثیں مجھے یاد تھیں۔ تین حدیثیں میں بھول گیا تھا۔

شریک کے مشائخ حدیث:

شریک کے مشائخ حدیث میں درج ذیل نام نمایاں ہیں:

ابراہیم بن جریر بن عبداللہ بجلی، ابراہیم بن مہاجر، اسماعیل بن ابی خالد، جابر جعفی، جامع بن ابو راشد، حجاج بن اَرطاۃ، خالد بن علقمہ، داوود بن یزید اودی، رکین بن ربیع، زیاد بن علاقہ، سالم افطس، سلمہ بن کہیل، سلیمان اعمش، سماک بن حرب، شعبہ بن حجاج، عاصم بن بہدلہ، عاصم بن سلیمان احول، عبداللہ بن عیسٰی بن عبدالرحمٰن بن ابی

لیلی ،ابوامیہ عبدالکریم بن ابومخارق بصری،عطاءابن سائب۔۔وغیرہ

ان سے جن محدثین نے روایت کیاان میں بعض اہم نام یہ ہیں:

ابراہیم بن سعد زہری،اسحاق بن منصور سلولی،اسماعیل بن ابان وراق،اسماعیل بن موسی فزاری،قاضی بشر بن ولید کندی،ثابت بن موسی،جعفر بن حمید کوفی،جبارہ بن مغلس،حسین بن حسن اشقر،حسین بن محمد مروزی،خلیل بن عمرو بغوی،داوود بن عمرو ضبی،ابوقتیبہ،سلم بن قتیبہ،ابو داوود سلیمان بن داوود طیالسی،طلق بن غنام نخعی،عبداللہ بن مبارک،ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابوشیبہ،عبدالرحمٰن بن مہدی،عثمان بن محمد بن ابی شیبہ،علی بن حکیم اودی۔۔وغیرہ

شریک کے بارے میں محدثین کی رائے:

(۱)صالح بن احمد بن حنبل اپنے والدامام احمد بن حنبل کے حوالہ سے فرماتے ہیں:

سمع شریک من ابی اسحاق قلیما،وشریک فی ابی اسحاق اثبت من زهیر واسرائیل وزکریا ۔شریک نے ابواسحاق سے پہلے پہل سماعت کیا،ابواسحاق سے سماع سے متعلق شریک زہیر،اسرائیل اورزکریا سے اثبت ہیں۔

(۲)یزید بن ہیثم امام یحیٰ بن معین کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں:

سمعت یحی بن معین یقول:شریک ثقة،وهو أحب الی من أبی الأحوص وجریر، لیس یقاس هؤلاء بشریک وهو یروی عن قوم لم یرو عنهم سفیان۔۔قلت لیحی بن معین روی یحی بن سعید القطان عن شریک،قال :لم یکن شریک عند یحی بشئی وهو ثقة ثقة۔

شریک ثقہ ہیں،وہ میرے نزدیک ابو احوص اور جریر سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔شریک سے ان لوگوں کا موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔شریک نے ایسے محدثین سے روایت کیا ہے جن سے سفیان نے بھی روایت نہیں کیا۔یزید بن ہیثم کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰ بن معین سے کہا:یحیٰ بن سعید قطان نے تو شریک سے روایت کیا ہے۔جواب دیا:یحیٰ کے نزدیک شریک کچھ بھی نہیں حالانکہ وہ ثقہ ہیں ثقہ ہیں۔

(۳)احمد بن عبداللہ عجلی نے کہا کہ شریک کوفی ہیں،ثقہ ہیں اور حسن الحدیث ہیں۔اسحاق بن یوسف ازرق واسطی نے ان سے سب سے زیادہ روایت کیا۔انہوں نے ان سے نوہزار حدیثیں سماعت کیں۔

(۴)عیسی بن یونس فرماتے ہیں:شریک سے زیادہ علم والا میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔

(۵)سعید بن سلیمان کہتے ہیں:

سمعت بن المبارک عند خلیج بن معاویة یقول:شریک أعلم بحدیث الکوفیین من سفیان الثوری۔

اہل کوفہ کی حدیث کا سب سے زیادہ علم شریک کے پاس ہے۔

(۲)وقال علی بن المدینی شریک أعلم من اسرائیل واسرائیل أقل حظا منه۔علی بن مدینی نے کہا:شریک اسرائیل سے بڑے عالم ہیں اوراسرائیل علم میں ان سے کمتر ہیں

اقوال جرح:

(۱)قال ابو یعلی الموصلی قلت لیحی بن معین:أیما أحب الیک جریر أو شریک؟ قال: جریر۔ فقیل له أیما أحب الیک شریک أو أبو الأحوص؟ فقال شریک أحب الی،ثم قال شریک ثقة الا أنه لا یتقن ویغلط ویذهب بنفسه علی سفیان وشعبة۔

ابو یعلی موصلی نے کہا میں نے یحیٰ بن معین سے پوچھا کہ آپ کے نزدیک جریر اور شریک میں سے کون پسندیدہ ہیں؟ جواب دیا جریر۔پھر ان سے پوچھا گیا کہ شریک اور ابو احوص میں کون پسندیدہ ہیں ؟ جواب دیا شریک۔اس کے بعد فرمایا:شریک ثقہ ہیں مگر متقن نہیں اوران سے غلطی ہوجاتی ہے۔وہ اپنے آپ کوسفیان اور شعبہ سے برتر سمجھتے ہیں۔

(۲)قال عمرو بن علی کان یحی لا یحدث عن شریک،وکان عبد الرحمن یحدث عنه۔عمرو بن علی کہتے ہیں کہ یحیٰ شریک سے روایت نہیں کرتے تھےاور عبدالرحمٰن ان سے روایت کیا کرتے تھے۔

(۳)قال عبد الجبار بن محمد الخطابی قلت لیحی بن سعید:زعموا أن شریکا انما خلط بأخرہ قال :مازال مخلطا۔عبدالجبار بن محمد خطابی کہتے ہیں کہ میں نے یحیٰ بن سعید سے کہا کہ علماء کا خیال ہے کہ شریک آخری عمر میں مخلط ہوگئے تھے۔انہوں نے کہا ابتک وہ مخلط ہیں۔

(۴)قال یعقوب بن شیبة شریک صدوق سئی الحفظ جدا۔یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں شریک صدوق ہیں مگر ان کا حافظہ بہت برا ہے۔

(۵)قال ابراهیم بن یعقوب الجوزجانی:شریک سئی الحفظ مضطرب الحدیث،مائل۔

(۶)قال عبد الرحمن بن أبی حاتم سألت أبا زرعة عن شریک یحتج بحدیثه؟قال کان کثیر الخطأ،صاحب وهم وهو یغلط أحیانا۔فقال له فضل الصائغ ان شریکا حدث بواسط

بأحاديث بواطيل،فقال أبو زرعة لا تقل بواطيل۔

عبد الرحمٰن بن ابو حاتم کہتے ہیں کہ میں نے ابو زرعہ سے پوچھا کہ شریک سے مروی حدیث قابل احتجاج ہے یا نہیں؟ جواب دیا:وہ کثیر الخطاء،ان کو وہم ہو جاتا ہے اور کبھی کبھی ان سے غلطی بھی ہو جاتی ہے۔

(۷)قال النسائي ليس به بأس۔

نسائی نے کہا شریک کی روایت میں کوئی حرج نہیں۔

(۸)قال ابن المبارک ليس حديث شريک بشئي۔ابن مبارک کہتے ہیں شریک کی حدیث کی کوئی اہمیت نہیں۔

(۹)روى محمد بن يحي القطان عن أبيه قال:رأيت تخليطا في أصول شريک۔محمد بن یحیٰ قطان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:میں نے شریک کے اصول میں اختلاط پایا۔

ابن عدی نے ان کی حدیثیں ذکر کیں اس کے بعد فرمایا:

ولشريک حديث كثير من المقطوع والمسند۔وانما ذكرت من حديثه وأخباره طرفا منه وفي بعض ما لم أتكلم عليه من حديثه مما أمليت بعض الانكار والغالب على حديثه الصحة والاستواء،والذي يقع في حديثه من النكرة انما أتي فيه من سوء حفظه،لا انه يتعمد شيئا مما يستحق شريک أن ينسب فيه الى شئي من الضعف۔

شریک کی بہت ساری حدیثیں مقطوع اور مسند ہیں۔میں نے ان کی حدیث اور اخبار کا ایک حصہ ذکر کیا ہے۔ان کی بعض حدیثوں پر میں نے کوئی تفصیلی کلام اس لئے نہیں کیا کہ املا کرواتے وقت بعض انکار (ناپسندیدگی) کا ذکر کر دیا ہے۔ان کی اکثر حدیثیں صحیح ہیں۔ان کی جن حدیثوں میں نکارت ہے اس کی وجہ ان کے حافظہ کی خرابی ہے۔ایسا نہیں ہے کہ شریک نے بالقصد کوئی غلطی کی ہو جس کی بنیاد پر انہیں ضعیف قرار دیا جائے۔

قول فیصل:

شریک کے حافظہ سے متعلق ائمہ کرام نے کلام کیا ہے۔ان کی تضعیف وتصحیح سے متعلق راجح قول یہ ہے کہ شریک سے جن لوگوں نے قبل اختلاط روایت کیا ان کی روایت مقبول ہوگی اور جنہوں نے بعد اختلاط روایت کیا ان کی روایت پر ضعف کا حکم لگایا جائے گا۔علامہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں تین جگہ شریک پر کلام کیا ہے۔پہلی جلد میں ایک حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرمایا:اس کی سند میں شریک ہیں،ان کے حفظ میں ضعف ہے۔تیسری جلد میں

فرمایا:ان کے حفظ میں نظر ہے۔چوتھی جلد میں لکھا کہ منصب قضا پر فائز ہونے کے بعد شریک کا حافظہ بدل گیا تھا،جن لوگوں نے حافظہ میں تبدیلی سے پہلے ان سے روایت کیا جن میں سے ایک اسود بھی ہیں،کی روایت اصح ہے۔(۲۰)

اس تفصیل کے تناظر میں یہ نتیجہ نکلا کہ شریک عن عطاء والی سند جو معلول ہے،ضعیف ہے کیونکہ اس کے دو راوی عطاء ابن سائب اور شریک بن عبداللہ کے حافظہ پر ائمہ جرح وتعدیل نے کلام کیا ہے۔جن لوگوں نے قبل اختلاط ان سے روایت کیا ان کی روایت مقبول ہوگی اور جن ائمہ نے بعد اختلاط ان سے روایت کیا ان کی روایت ضعیف ہوگی۔قبل اختلاط عطاء سے روایت کرنے والوں میں جن ائمہ کرام کے ناموں کی تصریح موجود ہے ان میں شریک نہیں ہیں۔لہذا یہ سمجھا جائے گا کہ شریک کی روایت عطاء سے بعد اختلاط ہے۔مگر حافظ جمال الدین مزی نے تہذیب الکمال میں عطاء سے بعد اختلاط روایت کرنے والوں میں جن راویوں کا ذکر کیا ہے ان میں بھی شریک کا نام نہیں،اس لئے حافظ ابن حجر کی تصریح کے مطابق شریک عن عطاء کی روایت سے متعلق توقف کیا جائے گا اگر کوئی دوسرا قرینہ ایسا مل جائے جس سے اس کا ضعف یا اس کی صحت راجح ہو سکے تو اس کی روشنی میں صحت یا ضعف کا قول کیا جائے گا۔میرے نزدیک شریک عن عطاء کی روایت ضعیف ہے اور اس پر دلیل متن حدیث کا شاذ اور منکر ہونا ہے۔اثر ابن عباس میں شذوذ کو سمجھنے کے لئے پہلے شاذ سے متعلق بحث ملاحظہ کیجئے۔

شاذ کی تعریف:

حدیث شاذ کی تعریف میں اہل اصول محدثین کی رائ مختلف ہے۔

ا۔امام شافعی کی تعریف:علامہ خلیلی فرماتے ہیں:

قال الشافعی و جماعة من أهل الحجاز:الشاذ عندنا ما يرويه الثقات على لفظ واحد، ويرويه ثقة خلافه زائدا أو ناقصا۔(۲۱)

امام شافعی اور اہل حجاز کی ایک جماعت نے کہا:شاذ ایسی حدیث ہے جس کے الفاظ میں تمام ثقہ کا اتحاد ہو اور کوئی ایک ثقہ ان سب کے خلاف کچھ زائد یا کم روایت کرے۔ابن صلاح کی عبارت اور واضح ہے،فرماتے ہیں:

ليس الشاذ من الحديث أن يروى الثقة مالا يروى غيره،انما الشاذ أن يروى الثقة حديثا يخالف ماروى الناس۔(۲۲)

شاذ اس حدیث کو نہیں کہتے کہ جس کو ثقہ کے علاوہ کوئی اور ذکر ہی نہ کرے بلکہ ایسی روایت ہے جس کو ثقہ

دوسروں کے مخالف روایت کرے۔

۲۔ علامہ خلیلی کی تعریف:

والذی علیه حفاظ الحدیث ما لیس له الا اسنادا واحدا یشذ بذلک شیخ ،ثقة کان أو غیر ثقة، فما

کان عن غیر ثقة فمتروک لا یقبل، وما کان عن ثقة یتوقف فیه ولا یحتج به۔(۲۳)

حفاظ حدیث کا ماننا ہے کہ حدیث شاذ اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی کسی شیخ کے واسطہ سے صرف ایک سند ہو، یہ ثقہ ہوں یا غیر ثقہ۔ اگر غیر ثقہ سے مروی ہو تو متروک ہوگی، اسے قبول نہیں کیا جائے گا اور اگر ثقہ کے حوالہ سے ہو تو اس میں توقف کیا جائے گا اس سے استدلال بھی نہیں کیا جا سکتا۔

ان عبارتوں کے تناظر میں یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ علامہ خلیلی نے امام شافعی کی تعریف کو مرجوح اور اس تعریف کو راجح قرار دیا ہے اور اس کی نسبت حفاظ حدیث کی طرف بھی ہے۔

۳۔ امام حاکم کی تعریف

الشاذ: فانه حدیث یتفرد به ثقة من الثقات ولیس للحدیث أصل متابع لذلک الثقة۔ ومثاله ما حدثنا أبو بکر محمد بن أحمد بن بالویه، قال حدثنا موسی بن هارون، قال حدثنا قتیبة بن سعید، قال حدثنا اللیث بن سعد عن یزید بن حبیب عن أبی الطفیل، عن معاذ بن جبل أن النبی ﷺ کان فی غزوة تبوک اذا ارتحل قبل زیغ الشمس أخر الظهر حتی یجمعها الی العصر فیصلیهما جمیعا واذا ارتحل بعد زیغ الشمس صلی الظهر والعصر جمیعا، ثم سار وکان اذا ارتحل قبل المغرب أخر المغرب حتی یصلیها مع العشاء واذا ارتحل بعد المغرب عجل العشاء فصلاها مع المغرب۔ قال أبو عبد الله هذا حدیث رواته أئمة ثقات وهو شاذ الاسناد والمتن لا نعرف له علة نعلله بها۔ لو کان الحدیث عند اللیث عن أبی الزبیر عن أبی الطفیل لعللنا به الحدیث۔ ولو کان عند یزید بن أبی حبیب عن أبی الزبیر لعللنا به۔ فلما لم نجد له العلتین خرج عن أن یکون معلولا۔ ثم نظرنا فلم نجد لیزید بن أبی حبیب عن أبی الطفیل روایة ولا وجدنا هذا المتن بهذه السیاقة ثم أحد من أصحاب أبی الطفیل ولا ثم أحد ممن رواه عن معاذ بن جبل عن أبی الطفیل فقلنا الحدیث شاذ۔(۲۴)

شاذ ایسی حدیث ہے جس میں کسی ثقہ کا تفرد واقع ہو گیا ہو۔اس حدیث کی کوئی دوسری سند بھی موجود نہ ہو جس سے اس متفرد ثقہ کی متابعت ہو سکتی ہو۔اس کی مثال معاذ بن جبل سے مروی یہ حدیث ہے:

نبی اکرم ﷺ غزوہ تبوک میں تھے جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر کو عصر تک مؤخر کرتے پھر دونوں کو ساتھ ادا کرتے۔جب سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کرنے کا ارادہ کرتے تو ظہر وعصر دونوں کو ساتھ ادا کرتے پھر سفر شروع کرتے۔مغرب سے قبل کوچ کرنے کا ارادہ کرتے تو مغرب کو عشاء تک مؤخر کرتے پھر دونوں کو ایک ساتھ ادا کرتے اور جب مغرب کے بعد کوچ کرنے کا ارادہ کرتے تو عشاء میں عجلت فرماتے اور اسے مغرب کے ساتھ ادا کرتے۔

امام حاکم فرماتے ہیں:اس حدیث کے رواۃ ائمہ ثقات ہیں اس کے باوجود یہ متن اور سند دونوں ہی اعتبار سے شاذ ہے۔اس میں کوئی ایسی علت نہیں جس کی بنیاد پر ہم اسے معلول قرار دیں۔اگر حدیث کی سند لیث عن أبی زبیر عن ابی طفیل ہوتی تو ہم اسے معلول کہتے۔اگر یزید بن ابی حبیب عن أبی زبیر ہوتی تو بھی اس پر معلول ہونے کا حکم لگاتے۔جب اس میں ہمیں دو میں کوئی علت بھی نہیں ملی تو معلول کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔پھر ہم نے دیکھا کہ یزید بن ابی حبیب عن ابی طفیل کے طریق پر ہمیں کوئی دوسری روایت نہیں مل سکی اور نہ ہی اس متن کو اصحاب ابو طفیل میں سے کسی کے پاس اس سیاق میں پایا۔نہ ہی کسی دوسرے راوی نے بھی عن معاذ بن جبل عن ابی طفیل کے طریق سے روایت کیا تو ہم نے کہا یہ حدیث شاذ ہے۔

تعریفات کا ماحصل:

☆امام شافعی کے نزدیک کسی روایت میں دو چیزیں (۱) تفرد ثقہ (۲) اوثق کی مخالفت پائی جائے تو وہ شاذ ہو گی۔

☆خلیلی کے نزدیک حدیث شاذ کے لئے راوی حدیث کا تفرد ہی کافی ہے۔راوی متفرد ثقہ ہوں یا غیر ثقہ اس سے کوئی واسطہ نہیں۔یونہی اس کی روایت سے کسی دوسرے کی مخالفت لازم آتی ہو یا نہیں اس سے بھی کچھ سروکار نہیں۔تاہم اگر ثقہ کا تفرد ہو گا تو اس حدیث سے متعلق توقف کیا جائے گا اور وہ قابل احتجاج نہیں ہو گی مگر اس میں شاہد ہونے کی صلاحیت موجود ہو گی۔اور اگر تفرد غیر ثقہ کا ہو تو اس کا حکم متروک ہے۔

☆حاکم کے نزدیک ثقہ کا تفرد ہو اور اس کا کوئی متابع بھی نہ ہو۔حاکم حدیث معلول اور حدیث شاذ میں بھی فرق کرتے ہیں۔

تعریفات کے بارے میں محققین کی رائے:

علامہ ابن صلاح اور دیگر اہل اصول محققین نے ان تعریفات پر ایرادقائم کیا ہے ہر ایک کی تفصیل ملاحظہ کیجئے:

ابن صلاح کہتے ہیں کہ امام شافعی نے شاذ کی تعریف کے پیش نظر جو حکم بیان کیا ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ شاذ

غیر مقبول ہے۔تا ہم خلیلی اور حاکم کی تعریف ایراد سے خالی نہیں۔لکھتے ہیں:

قلت أما ما حكم الشافعي عليه بالشذوذ فلا اشكال فيه أنه شاذ غير مقبول۔ وأما ما حكيناه عن غيره فيشكل بما ينفرد به العدل الحافظ الضابط، كحديث "انما الأعمال بالنيات" فانه حديث فرد،تفرد به عمر رضي الله تعالى عنه عن رسول الله ﷺ ۔ثم تفرد به عن عمر علقمة بن وقاص۔ ثم عن علقمة محمد بن ابراهيم،ثم عنه يحي بن سعيد على ما هو الصحيح عند أهل الحديث۔ وأوضح من ذلك في حديث عبد الله بن دينار، عن ابن عمر: أن النبي ﷺ نهى عن بيع الولاء وهبته تفرد به عبد الله بن دينار۔

وحديث مالك عن الزهري، عن أنس: أن النبي ﷺ دخل مكة وعلى رأسه مغفر۔ تفرد به مالك عن الزهري۔

فكل هذه مخرجة في الصحيحين، مع أنه ليس لها الا اسناد واحد تفرد به ثقة۔ وفي غرائب الصحيح أشباه لذلك غير قليلة۔ وقد قال مسلم بن الحجاج: للزهري نحو تسعين حرفا، يرويه عن النبي ﷺ لايشاركه فيها أحد بأسانيد جياد۔

فهذا الذي ذكرناه وغيره من مذاهب أئمة الحديث يبين لك أنه ليس الأمر في ذلك على الاطلاق الذي أتى به الخليلي والحاكم، بل الأمر في ذلك على تفصيل نبيه، فنقول:

اذا انفرد الراوي بشئي نظر فيه، فان كان ماانفرد به مخالفا لما رواه من هو أولى منه بالحفظ لذلك وأضبط كان ما انفرد به شاذا أو مردودا، وان لم تكن فيه مخالفة لما رواه غيره،وانما هو أمر رواه هو ولم يروه غيره، فينظر في هذا الراوي المنفرد، فان كان عدلا حافظا موثوقا باتقانه وضبطه قبل ماانفرد به، ولم يقدح الانفراد فيه، كما فيما سبق من الأمثلة، وان لم يكن ممن يوثق بحفظه واتقانه لذلك الذي انفرد به كان انفراده خارما له، مزحزحا له عن حيز الصحيح۔ ثم هو بعد ذلك دائر بين مراتب متفاوتة بحسب الحال: فيه فان كان المنفرد به غير

بعيد من درجة الحافظ الضابط المقبول تفرده استحسنا حديثه ذلك، ولم نحطه الى قبيل الحديث الضعيف. وان كان بعيدا من ذلك رددنا ماانفرد به، وكان من قبيل الشاذ المنكر. فخرج من ذلك أن الشاذ المردود قسمان: أحدهما الحديث الفرد المخالف. والثاني: الفرد الذى ليس فى راويه من الثقة والضبط مايقع جابرا لما يوجبه التفرد والشذوذ من النكارة والضعف. والله أعلم.(۴۵)

شافعی نے جس پر شذوذ کا حکم لگایا ہے اس میں کوئی اشکال نہیں کہ وہ شاذ غیر مقبول ہے۔

ان کے علاوہ جن علماء سے ہم نے نقل کیا ہے اس پر عادل، حافظ، اور ضابط کے متفرد ہو جانے کی صورت میں اشکال وارد ہوتا ہے۔ جیسے حدیث "انما الأعمال بالنيات" کہ محدثین کے قول صحیح کی بنیاد پر حدیث "فرد" ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔ یونہی حضرت عمر سے حضرت علقمہ بن وقاص نے تنہا روایت کیا، ان سے محمد بن ابراہیم متفرد رہ گئے، پھر ان سے روایت کرنے میں یحیی بن سعید متفرد ہیں۔

اس سے بھی زیادہ واضح مثال اس کی عبداللہ بن دینار عن ابن عمر کی یہ حدیث ہے: نبی اکرم ﷺ نے حق ولاء کی بیع اور اس کے ہبہ سے منع فرمایا۔ اس میں عبداللہ بن دینار متفرد رہ گئے ہیں۔ یونہی حدیث مالک عن زہری، عن انس بھی اس کی مثال ہے جس کا متن یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ کے سر مبارک پر خود تھا۔ اس میں

مالک زہری سے روایت کرنے میں متفرد ہیں۔

مذکورہ تمام حدیثیں صحیحین میں موجود ہیں۔ ان سب کی سند بھی ایک ہی ہے۔ ان میں ثقہ راوی کا تفرد واقع ہوا ہے۔ غرائب صحیح میں اس کی بے شمار مثال موجود ہیں۔ امام مسلم بن حجاج نے فرمایا: زہری کی نوے روایتیں ایسی ہیں جس کی ایک بھی دوسری جید سند موجود نہیں۔

یہ جو کچھ ہم نے ائمہ حدیث کے مذاہب اور اس کے علاوہ باتیں بیان کی ہیں، اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ حدیث شاذ کی تعریف میں یہ اقوال مطلق نہیں ہیں جیسا کہ خلیلی اور حاکم نے بیان کیا، بلکہ اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

راوی جب کسی روایت کے بیان کرنے میں اکیلا رہ جائے تو دیکھا جائے گا کہ اس نے اپنے اولی، احفظ اور اضبط کی مخالفت کی ہے یا جو کچھ اس نے روایت کی اس میں کسی کی مخالفت تو نہیں البتہ اس کے علاوہ کسی اور نے

بھی اسے روایت نہیں کیا۔ پہلی صورت میں اس روایت پر شاذ اور مردود ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ اور دوسری صورت میں اس منفرد راوی کو دیکھا جائے گا اگر وہ تفرد سے پہلے اس کا عادل، حافظ، متقن اور ضابط ہونا مسلم ہے تو اس کے تفرد سے کوئی حرج نہیں، جیسا کہ گذشتہ مثالوں سے واضح ہو گیا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کہ تفرد سے پہلے اس کا حفظ واتقان اور عادل وضابط ہونا مسلم نہیں تھا تو اس کا تفرد خارم ہوگا اور حیز صحیح سے اس روایت کو نکال دے گا۔

پھر راوی کے حال کے مطابق اس روایت کے مختلف درجات ہوں گے۔ اگر متفرد راوی حافظ، ضابط، مقبول کے درجہ سے قریب ہوگا تو اس کی حدیث پر ضعف کا حکم نہیں لگائیں گے بلکہ اس کی حدیث حسن کے زمرے میں آئے گی۔ اور اگر حافظ، ضابط، مقبول کے درجات سے دور ہوگا تو اس کی حدیث رد کر دی جائے گی اور وہ شاذ منکر کے قبیل سے ہوگی۔ اسی سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ شاذ مردود کی دو قسمیں ہو گئیں اول حدیث فرد جو دیگر رواۃ کے مخالف ہو۔ دوم حدیث فرد جس کے رواۃ میں کوئی ایسا ثقہ اور ضابط نہ ہو جو جابر بن سکے جس کی وجہ سے اس تفرد اور شذوذ کو نکارت اور ضعف کے درجہ میں شمار کیا جائے گا۔

ابن صلاح پر ایراد اور اس کا جواب:

ابن صلاح نے کہا: شافعی نے جس پر شذوذ کا حکم لگایا ہے اس میں کوئی اشکال نہیں کہ وہ شاذ غیر مقبول ہے۔

ا۔ ابن صلاح کا یہ کلام محل نظر ہے کیونکہ انہوں نے صحیح کی تعریف میں یہ قید لگائی ہے کہ وہ شاذ نہ ہو۔ پھر ایک جگہ کہا اگر موصول اور مرسل متعارض ہو جائیں تو موصول کو ہر حال میں ترجیح ہوگی۔ خواہ ارسال کرنے والا راوی وصل کرنے والے سے تعداد میں زیادہ ہو یا کم۔ ارسال کرنے والا وصل کرنے والے سے زیادہ احفظ ہو یا کم۔ اور شاذ کی توضیح میں یہ اختیار کر رہے ہیں کہ جو راجح کی مخالفت کرے۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ارسال کرنے والا راوی وصل کرنے والے سے اگر زیادہ احفظ ہو اور دونوں نفس ثقاہت میں متفق ہوں تو وصل کرنے والے کی حدیث شاذ ہوگی۔ جبکہ صحیح کی تعریف میں یہ قید بھی ہے کہ

وہ حدیث متصل السند ہو۔ پھر اس پر صحت کا حکم لگایا جانا کیسے درست ہوگا۔ جبکہ تفصیل کی روشنی متصل السند شاذ کے زمرہ میں آ رہی ہے۔؟

اس کا جواب یہ دیا گیا:

صحیح کی تعریف میں "نفی شذوذ" کی قید محدثین کے نزدیک ہے، جن کا ماننا ہے کہ مرسل اور موصول میں اگر تعارض ہو تو احفظ کو ترجیح ہوگی۔ فقہاء اور اہل اصول کے نزدیک اس قید کا کچھ اعتبار نہیں۔ ابن صلاح نے وصل کو

ارسال پر ترجیح دی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ صحیح کی تعریف میں ان کے نزدیک "نفی شذوذ" کی قید معتبر نہیں۔ کیونکہ انہوں نے وہاں اپنا کوئی نظریہ ذکر نہیں کیا بلکہ صرف محدثین کے اقوال نقل کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ محدثین کے نزدیک صحیح میں یہ شرط ہے کہ وہ شاذ نہ ہو اور اگر ارسال کرنے والا راوی ثقہ وصل کرنے والے ثقہ سے ارجح ہو تو اس کو تقدم حاصل ہوگا۔ یونہی اگر وصل کرنے والا راوی ثقہ ارسال کرنے والے سے ارجح ہو تو اسی کو تقدم حاصل ہوگا۔ ملخصا (۲۶)

شاذ کی تعریف میں راجح قول:

اہل اصول کے کلام کا خلاصہ میں نے حدیث شاذ سے متعلق ذکر کیا ہے۔ ان تمام تعریف میں سے ہر ایک پر کچھ نہ کچھ اعتراض وارد ہوتا ہے،۔ امام سیوطی نے قول فیصل نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: شاذ ایسی حدیث ہے جس کو کسی مقبول راوی

نے اپنے سے برتر کے مخالف روایت کیا اگر مخالف روایت کرنے والا راوی متفرد ہے اور اس کا عادل وضابط ہونا بھی مسلم ہے تو اس کا تفرد صحیح مان لیا جائے گا۔ اور اگر اس کے عدل، حفظ، ضبط اور ثقاہت میں کمی ہوگی تو اس کی روایت رد کردی جائے گی۔

حدیث شاذ اگر صحت کی شرط پر پوری نہ اترے تو ضعیف اور مردود ہوگی، اس پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ علامہ ابن حجر فتح الباری میں ایک جگہ لکھتے ہیں:

محل طریق الجمع اذا تساوت الروایات فی القوۃ أما مع التفرد فی مقابلۃ الاجتماع فتکون الروایۃ المنفردۃ شاذۃ، والشاذ مردود۔ (۲۷)

مذکورہ تفصیل کے بعد اثر ابن عباس سے متعلق ائمہ محدثین کا نقطہ نظر ملاحظہ کیجیے!

امام حاکم نے حدیث کی تخریج کے بعد فرمایا: **ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ** ۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے امام بخاری اور مسلم نے اس کی تخریج نہیں کی ۔۔ اس کے بعد ہی امام حاکم نے اسی سند سے مختصرا اس روایت کا ذکر کرکے فرمایا: **ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ** ۔ (۲۸) یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح ہے انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

امام بیہقی نے مختصر اور مطول دونوں ہی سند ذکر کرکے فرمایا: **اسناد ھذا عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما صحیح، وھو شاذ بمرۃ، لا أعلم لأبی الضحی علیہ متابعا، واللہ أعلم۔ (۲۹)**

ابن عباس سے مروی سند صحیح ہونے کے ساتھ ساتھ ایک طرح سے شاذ بھی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ ابوضحیٰ کی کسی نے متابعت بھی کی ہے۔

علامہ ابن حجر نے زمین کے طبقات سے متعلق علماء و محدثین کے اقوال کے ضمن میں ابن جریر کے حوالہ سے دلیل دیتے ہوئے اس اثر کا ذکر کرکے فرمایا: **أخرجه مختصرا واسناده صحيح. وأخرجه الحاكم والبيهقي من طريق عطاء بن السائب عن أبي الضحى مطولا. قال البيهقي اسناده صحيح الا أنه شاذ بمرة۔(۳۰)**

اس اثر کی تخریج ابن جریر نے مختصرا کی ہے، اس کی سند صحیح ہے۔ حاکم اور بیہقی نے بطریق عطاء ابن سائب، ابوضحیٰ اس کی تخریج مطولا کی۔ بیہقی نے کہا اس کی سند صحیح تو ہے مگر ایک طرح شاذ ہے۔

بدر شبلی نے اپنے شیخ ذہبی کے حوالہ سے اس کی تحسین نقل کی ہے (۳۱) امام سیوطی نے "در منثور" میں اس روایت کو نقل کرکے امام بیہقی کے کلام پر اکتفا کیا ہے مگر اپنی گرانقدر تالیف "الحاوی للفتاوی" میں حاکم اور بیہقی کا کلام نقل کرنے کے

بعد لکھا:

وهذا الكلام من البيهقي في غاية الحسن فانه لايلزم من صحة الاسناد صحة المتن كما تقرر في علوم الحديث لاحتمال أن يصح الاسناد ويكون في المتن شذوذ أو علة تمنع صحته واذا تبين ضعف الحديث أغنى ذلك عن تأويله لأن مثل هذا المقام لا تقبل فيه الأحاديث الضعيفة(۳۲)

بیہقی نے حدیث پر صحت کے ساتھ ساتھ شاذ ہونے کا جو حکم لگایا ہے وہ بہت اچھا ہے کیونکہ علوم حدیث کے مطابق سند کا صحیح ہونا متن کی صحت کو لازم نہیں۔ ایسا ممکن ہے کہ سند صحیح ہو مگر متن میں شذوذ یا ایسی علت ہو جس کی بنیاد پر صحت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ جب اس حدیث کا ضعف ثابت ہو گیا تو اب اس میں تاویل کرنے کی کوئی ضرورت بھی نہیں۔ کیونکہ ان جیسی جگہوں میں ضعیف حدیثیں قابل قبول نہیں۔

یہاں تو علامہ سیوطی نے بیہقی کے کلام کو سراہا اور حاکم سے کچھ تعرض بھی نہ کیا مگر "تدریب الراوی" میں جہاں انہوں نے حدیث شاذ پر گفتگو کیا ہے، اس کے ضمن میں حاکم کی تصحیح پر حیرانگی کا اظہار بھی کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

ولم أزل أتعجب من تصحيح الحاكم له حتى رأيت البيهقي قال: ولكنه

شاذ بمرة ۔(۳۳)

حاکم کی تصحیح پر مجھے تعجب ہوتا رہا حتی کہ مجھے بیہقی کا قول مل گیا کہ یہ اثر شاذ ہے۔ٹھیک اسی طرح علامہ قسطلانی نے بھی لکھا ہے۔وہ رقمطراز ہیں:

فیه أنه لا یلزم من صحة الاسناد صحة المتن كما هو معروف عند أهل هذا الشان،فقد یصح الاسناد ویكون فی المتن شذوذا أو علة تقدح فی صحته ومثل هذا لا یثبت بالحدیث الضعیف ۔(۳۴)

محدثین کے نزدیک معروف ہے کہ سند کا صحیح ہونا متن کے صحیح ہونے کو لازم نہیں۔ایسا ہوسکتا ہے کہ کبھی سند صحیح ہو اور متن میں شذوذ یا ایسی علت جس سے حدیث کی صحت مخدوش ہوتی ہو،اس طرح کے مسائل حدیث ضعیف سے ثابت بھی نہیں ہوتے۔

علامہ ابن حیان اندلسی نے اپنی تفسیر میں اس کے ایک دوسرے سند کی طرف اشارہ کیا ہے اور موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے۔

وعن ابن عباس من روایة الواقدی الكذاب، قال: فی كل أرض...وهذا حدیث لا شك فی وضعه ۔(۳۵)

ابن عباس کی روایت واقدی کذاب کے حوالہ سے ہے...اس حدیث کے موضوع ہونے میں کچھ شک نہیں۔

حافظ ابن کثیر"البدایۃ"میں اس اثر کا ذکر کیا پھر فرمایا:

هذا ذكره ابن جریر مختصرا،واستقصاه البیهقی فی الأسماء والصفات، وهو محمول ان صح نقله عنه علی أنه أخذه ابن عباس رضی اله تعالی عنهما عن الاسرائیلیات ۔(۳۶)

ابن جریر نے اس روایت کو مختصرا ذکر کیا ہے۔بیہقی نے الاسماء والصفات میں اس معنی کی تمام روایتوں کا استقصا کیا ہے،اگر اس کی صحت تسلیم بھی کرلی جائے تو کہا جائے گا کہ ابن عباس کا ماخذ اس سلسلہ میں اسرائیلیات ہے۔

علامہ سخاوی نے ابن کثیر کے اس کلام کو نقل کر کے فرمایا:

وذلك وأمثاله اذا لم یخبر به ویصح سندها الی معصوم فهو مردود علی قائله(۳۷)

یہ اور اس طرح کی دوسری روایتیں جس کی خبر نہیں دی گئی اور سند معصوم ﷺ تک صحیح ہو تو اس قائل پر رد کر دی جائیگی۔
سورہ طلاق کی تفسیر کے ضمن میں علامہ اسماعیل حقی نے بھی سخاوی یہ قول نقل کیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ "صاحب انسان العیون" کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں:

قد جاء عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما في قوله تعالى "ومن في الأرض مثلهن" قال سبع أرضين۔۔قال البيهقي اسناده صحيح ولكنه شاذ بمرة أي لأنه لا يلزم من صحة الاسناد صحة المتن، فقد يكون فيه مع صحة اسناده مايمنع صحته فهو ضعيف (۳۸)

الحاصل "اثر ابن عباس" سند اور متن دونوں ہی اعتبار سے ضعیف ہے اور اگر اس کی صحت تسلیم بھی کر لی جائے تو اس کا مصدر اسرائیلیات کو ماننا پڑے گا۔لہذا اس اثر پر بنا کر کے زمین کے دیگر طبقات میں انبیا کرام کا وجود ماننا خیال فاسد ہے۔اور اس پر طومار بیانی تضییع اوقات۔حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جناب نانوتوی صاحب نے اپنی کتاب کا نام "تحذیر الناس من انکار اثر ابن عباس" رکھا مگر پوری کتاب میں کہیں بھی حدیث کی سند یا متن پر کوئی واضح بحث نہیں کی۔

مصادر و مراجع

(۱) المستدرک للحاکم ۵۳۵/۲،حدیث ۳۸۲۲،۳۸۲۳،دار الکتب العلمیۃ،بیروت۔
(۲) تفسیر ابن جریر،سورہ طلاق،آیۃ نمبر ۱۲۔البدایہ والنھایہ ۲۳/۱،بیروت۔
تفسیر قرطبی،سورہ طلاق،آیۃ ۱۲،بیروت۔تفسیر روح البیان،سورہ طلاق،آیۃ ۱۲۔تفسیر در منثور،سورہ طلاق آیۃ ۱۲،
بیروت۔مقاصد الحسنۃ ص ۳۹،حدیث ۹۱،بیروت۔فتح الباری ۲۹۳/۶،دار المعرفۃ،بیروت۔کشف الخفاء ومزیل الالباس،حدیث نمبر ۳۱۶،بیروت۔المنتظم فی تاریخ الامم ۱۷۱/۱،بیروت۔
(۳) صحیح البخاری،۱۲۹/۱،۲۲۵/۱۳،بیروت
(۴) سابق،۲۲۲/۱
(۵) سابق ۱۰۰/۷
(۶) الاصابہ ۱۲۳/۴
(۷) سابق ۱۲۳/۴

(۸) صحیح بخاری ۲۰/۸۔۳۲/۸، بیروت

(۹) الفتح الربانی ۱۰۰/۷، بیروت

(۱۰) الاصابہ ۱۳۲/۲، قاھرہ

(۱۱) الفتح الربانی ۱۰۰/۷، بیروت

(۱۲) الاصابۃ ۱۲۸/۲۔ قاھرہ

(۱۳) تھذیب الأسماء واللغات ۲۷۶/۱، بیروت

(۱۴) الاتقان ۱۵۸/۱، ۱۵۷، قاھرہ

(۱۵) المذاھب الاسلامیۃ فی تفسیر القرآن ترجمہ: ڈاکٹر علی حسن عبدالقادر ص ۶۵۔۶۷، قاہرہ

(۱۶) فجر الاسلام ص ۲۲۸، لجنۃ التالیف والترجمۃ

(۱۷) صحیح البخاری، کتاب الشھادات، الخیریۃ

(۱۸) تھذیب التھذیب ج ۱۱۹/۱۰، تذکرہ نمبر ۲۳۷۔ تحفۃ التحصیل، ج ۱، ص ۳۰۲۔

سیر اعلام النبلاء، ج ۵، ۱۷، تذکرہ نمبر ۲۷، الجرح والتعدیل، ج ۸، ص ۱۸۶، تذکرہ نمبر ۸۱۵۔

(۱۹) تھذیب الکمال ۸۶/۲۰، تذکرہ نمبر ۳۹۳۳۔ تقریب التھذیب ۳۹۱/۱، تذکرہ نمبر ۳۵۹۲۔ کتاب الجرح

والتعدیل، تذکرہ نمبر ۲۳۳۲۔ الضعفاء للعقیلی ۳۹۸/۳۔

(۲۰) ملخصا تھذیب الکمال ۲۶۲/۱۲، تذکرہ نمبر ۲۷۳۶۔ میزان الاعتدال ۲/۳، تذکرہ نمبر ۳۷۰۲۔ ضعفاء العقیلی ۱۹۳/۲، تذکرہ نمبر ۷۱۸۔ تھذیب التھذیب ۲۹۳/۴، تذکرہ نمبر ۵۸۶۔

فتح الباری ۳۲۶/۲، کتاب الاذان، باب فضل صلاۃ الجمعۃ ۔ ۳/ کتاب الجنائز، باب فضل من مات لہ ولد فاحتسب ۔ ۲۲۲/۴، کتاب البیوع، باب بیع المدبر ۔ دار الفکر بیروت ۔

(۲۱) الارشاد ۱۷۶/۱۔ معرفۃ الشاذ، مکتبہ الرشید، ریاض ۔

(۲۲) علوم الحدیث ابن صلاح، معرفۃ الشاذ، بیروت

(۲۳) الارشاد، ۱۷۶/۱، واضح رہے کہ ''الارشاد کی عبارت میں کتابت کی اتنی صاف غلطی ہے جس سے مفہوم بالکل واضح نہیں ہوتا ہے، ابن صلاح کی عبارت خلیلی کے حوالہ سے قابل فہم ہے، اس لئے حوالہ خلیلی کا دیا ہے اور

عبارت میں مدد ابن صلاح سے لی ہے۔

(۲۴) معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ۱/۱۱۹،۱۲۰ النوع الثامن والعشرین من علوم الحدیث، بیروت

(۲۵) مقدمۃ ابن الصلاح، النوع الثالث عشر: معرفۃ الشاذ، بیروت

(۲۶) النکت علی ابن الصلاح، لابن حجر، النوع الثالث عشر قولہ معرفۃ الشاذ ۲۲۲، بیروت

(۲۷) فتح الباری ۹/۲۰۷ دار المعرفۃ، بیروت۔

(۲۸) المستدرک للحاکم ۲/۵۳۵، حدیث ۳۸۲۲، ۳۸۲۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

(۲۹) الاسماء والصفات ۲/۱۳۱، ۱۳۲، باب بدء الخلق، دار الکتاب العربی، بیروت۔

(۳۰) فتح الباری ۶/۲۹۳، دار المعرفۃ، بیروت۔

(۳۱) آکام المرجان فی أحکام الجان۔

(۳۲) الحاوی للفتاوی ۲/کتاب الأدب والرقائق بقطف الثمر فی موافقات عمر

(۳۳) تدریب الراوی۔النوع الثالث عشر الشاذ، ۱/۲۲۳، بیروت

(۳۴) شرح البخاری للقسطلانی

(۳۵) البحر المحیط، سورہ طلاق، زیر آیۃ ۱۲، بیروت

(۳۶) البدایۃ والنھایۃ ۱/۲۱، فصل فیما ورد فی صفۃ خلق العرش والکرسی، ماجاء فی سبع أرضین۔قاھرہ

(۳۷) المقاصد الحسنۃ ص ۵۰۔رقم ۹۱، بیروت

(۳۸) تفسیر روح البیان، سورہ طلاق، آیت ۱۲۔بیروت

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

اثر ابن عباس پر محققانہ نظر

علامہ غلام نصیر الدین سیالوی

اثر ابن عباس کے بارے میں تحقیق:

نانوتوی صاحب نے جو آیت کریمہ خاتم النبیین کا معنیٰ تبدیل کیا ہے وہ اثر ابن عباس کی وجہ سے کیا ہے۔حالانکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی مرفوع بھی حدیث پاک بھی قرآن مجید کی آیت کے مقابلہ میں آجائے تو اس مرفوع حدیث کی تاویل کی جاتی ہے۔آیت کریمہ میں تاویل نہیں کہ جاتی۔لیکن نانوتوی صاحب اثر ابن عباس جس کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری میں علامہ ابن حجر مکی نے فتاوئی حدیثیہ میں فرماتے ہیں کہ یہ شاذ ہے جبکہ علامہ سخاوی،علامہ علی قاری۔امام سیوطی حافظ ابن کثیر،علامہ ابوحیان اندلسی،علامہ اسماعیل حقیؒ فرماتے ہیں کہ یہ اسرائیلیات میں سے ہے۔اب ہم اس کی مثال پیش کرتے ہیں کہ جب ایک حدیث پاک کا ظاہری مفہوم آیت کریمہ کے خلاف ہوتو حدیث پاک میں تاویل کی جاتی ہے۔اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔ارشاد باری تعالیٰ۔

”لا تذر وازرۃ وزر اُخریٰ“

کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دوسری جان کا بوجھ نہ اُٹھائے گا“۔اب حدیث پاک کے اندر آتا ہے۔

”ان ا لمیت لَیعذّبُ بیکاء اھلہ علیہ“

اس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی دوسرے کے گناہ کی وجہ سے بےگناہ کو بھی عذاب ہوجاتا ہے۔تو علماء نے اس کی تاویل یہ بیان کی ہے۔کہ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ اگر مرنے والا وصیت کرکے جائے کہ میرے بعد خوب رونا تو تب اُس کو عذاب ہوگا کیونکہ وہ برائی کا حکم دے رہا۔اور اہل جاہلیت کا دستور تھا کہ وہ اپنے مرنے سے پہلے رونے پیٹنے اور ماتم کرنے کی وصیت کرتے تھے۔جیسا کہ سبعہ معلقات میں ایک شعر ہے۔ایک آدمی نے اپنی عورت کر مرتے وقت ماتم کی وصیت کرتے ہوئے کہا!

”اذا انا میتٌ فا نعینی بما انا اھلہ وشقی علیّ الحبیب یا ابنۃ معبد“

جب میں مرجاؤں تو خوب میری موت کی خبر دینا اور میرے اوپر گریبان چاک کرنا اے معبد کی بیٹی۔مولوی سرفراز نے اپنی خزائن السنن میں آیت کریمہ اور حدیث پاک میں یہی تطبیق بیان کہ ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے بھی فرمادیا کہ سرکارؐ خاتم النبیین ہیں تو مولوی ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں کہ یہ لفظ اختتام نبوت ورسالت کے بیان کرنے کیلئے کافی وشافی ہے نیز لکھتے ہیں کہ لانبی بعدہ یعنیہٖ کا وہی مطلب ہے جو خاتم النبیین کا

ہے اختتام نبوت پر دونوں لفظ یکساں طور پر دلالت کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ نبی پاک آخری نبی ہیں تو اس کے بعد اس اثر کو کیونکر قبول کیا جاسکتا ہے جس میں نبی پاک کی مثل چھ نبی بتلائے گئے ہیں۔

اس اثر کے بارے میں حضرت علامہ مولانا محمد اشرف سیالوی صاحب کے (12) بارہ سوال ہیں جن کو ہم افادہ عوام کیلئے نقل کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی طرف منسوب ایک روایت میں روئے زمین کی طرح ہر طبقۂ زمین میں حضرت آدم ونوح اور حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام بلکہ خاتم النبیینؐ کی مثل انبیاء کے موجود ہونے کا ذکر ہے۔جس کو بنیاد بنا کر مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کا ایک نیا معنی اختراع کیا اور اس پر تفریع مرتب کی کہ میرے بیان کردہ معنی کے مطابق آپ کے بعد یا آپ کے زمانہ میں اس زمین پر یا کسی دوسری زمین پر کوئی نبی موجود ہو اور اپنے حلقہ اور علاقہ میں نبوت ورسالت کے فرائض ادا کرتا رہے تو اس سے نبی الانبیاء کی ختم نبوت میں کوئی فرق لازم نہیں آتا۔

اس سلسلے میں بندہ کو اس روایت اور تحذیر الناس کے بنیادی مضمون پر جو اسی اثر اور روایت پر مبنی ہیں چند اشکال ہیں لہذا بندہ کی تسکین قلب کیلئے ان پر غور فرما کر جواب باصواب عنائت فرمائیں۔

سوال نمبر 1:

یہ روایت شاذ ہے اس میں نہ تو کسی مستند عالم نے تواتر لفظی کا قول کیا ہے اور نہ تواتر معنوی کا اور نہ ہی اسے مشہور روایت تسلیم کیا گیا ہے۔بلکہ عام اخبار آحاد سے بھی اس کا مرتبہ کم ہے تو کیا اب عقائد میں اس قسم کی روایات قابل استناد ہوسکتی ہے علامہ ابن حجر ہیتمی مکی فرماتے ہیں۔

”صحہ الحاکم ایضاً لکن ذکر البیھقی فی الشعب انہ شاذ المتن بالمرۃ قال الحافظ سیوطی ھذا لکام فی غایۃ الحسن فانہ لاملزم من صحۃ الاسناد صحۃ المتن لاحتمال صحۃ الا سناد ویکون فی المتن شذوذ اوعلۃ تمنع صحتہ۔واذا تبیّن صحۃ الحلیث اغنی ذلک عن تاویلہ لان مثل ھذا المقام لا تقبل غیہ احادیث لضعیفہ ولمکین ان یؤول علی ان المراد بھم النذر الذین کانو ا یبلغون الجن عن انبیاء البشر ولا یعد ان سیمیٰ کل منھم باسم النبی الذی بلغ عنہ“

(فتاویٰ حدیثیہ صفحہ 141)

ترجمہ:

امام حاکم نے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔لیکن امام بیہقی نے شعب الایمان میں فرمایا کہ اس حدیث کا متن شاذ ہے۔اور امام سیوطی فرماتے ہیں یہ کلام بہت عمدہ ہے کیونکہ سند کی صحت لازم نہیں آتی کیونکہ ہوسکتا ہے سند صحیح ہو متن میں شذوذ ہو یا کوئی اور علت ہو جو اکی صحت سے مانع ہو۔جب اس حدیث کا ضعیف ظاہر ہو گیا۔اب اس کی تاویل کرنے کی کوئی ضرورت نہ رہی۔کیونکہ اس جیسے مقام میں ضعیف حدیثیں قبول نہیں کی جاتی۔اور ممکن ہے کہ اس کی تاویل یہ کی جائے کہ یہاں باقی طبقات ارض میں جن انبیاء کاذکر پایا گیا ہے۔اس سے مراد مبلغ ہیں جو انبیاء کی جانب سے جنوں کو تبلیغ کیا کرتے تھے۔اور ہر مبلغ کو اپنے مبلغ عنہ کا نام دے دیا گیا۔

علامہ آلوسی اس اثر کے بارے میں، علامہ ذہبی اور ابو حیان کی رائے ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں

”قال الذهبي اسناده صحيح ولكنه شاذبمرة لااعلم لابي الضحى عليه متابعا و ذكر ابو حيان نحوه عن الحبر و قال هذا حديث لاشک في وضعه وهو من رواية الواقدى الكذاب“

(روح المعانی جلد 28 صفحہ 125)

نیز علامہ آلوسی یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس اثر کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اس زمین میں آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام ،موسیٰ وعیسیٰ علیہ السلام اور نبی پاک ﷺ ایسی ہستیاں ہیں جو باقی تمام لوگوں سے ممتاز ہیں۔اسی طرح باقی طبقات زمین میں ان جیسے کچھ لوگ ہیں جو ان طبقات ارض میں موجود باقی لوگوں سے ممتاز ہیں۔(روح المعانی جلد 28 صفحہ 125)

علامہ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں!

”قلت و هذا الاثر شاذ بالمرة والذى يجب علينا الايمان هوما ثبت عندنا عن النبي ﷺ فان ثبت قطعاً اكفرنا منكره، والا نحكم عليه بالا بتداع واما غير ذالک مما لم ثبت عنه ﷺ فلا يلزمنا تسليمه ولا يمان به“(فیض الباری جلد 3 صفحہ 333)

لہذا جب ان علماء کے نزدیک یہ اثر شاذ اور ضعیف ہے اور باب عقائد میں قابل استناد نہیں یا اس کا مطلب ہی وہ نہیں جو بظاہر سمجھ آرہا ہے تو پھر اس کو بنیاد بنا کر قطعی الثبوت والا لاحہ آیت میں تاویل اور نئے معنی کا اختراع کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

نوٹ:

مولوی سرفراز اپنے رسالہ ”دل کا سرور“ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ روایت جس میں نبی پاک ﷺ نے ایک صحابی کو

تین نمازیں معاف فرمادیں اگر چہ صحیح بھی ہو تو باب عقائد میں خبر واحد صحیح بھی حجت نہیں کیونکہ وہ ظنی ہوتی ہے۔اس عبارت سے ثابت ہوا کہ گکھڑوی صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ خبر واحد صحیح سے بھی عقائد ثابت نہیں ہو سکتے۔

تو ایک شاذ اور معلل اور محدثین کی تصریحات کے مطابق اسرائیلیوں سے ماخوذ شدہ اثر سے قرآن مجید کی قطع الدلالت آیت کے خلاف سات زمینوں میں چھ آدم، چھ نوح، چھ ابراہیم، چھ موسیٰ، چھ عیسیٰ اور چھ نبی پاک ﷺ جیسے نبی کیسے تسلیم کئے جاسکتے ہیں؟ گکھڑوی صاحب نانوتوی کے بارے میں تو مہر بالب ہیں گویا انھیں سانپ سونگھ گیا ہے۔البتہ اہل سنت والجماعت کے بارے میں زبان طعن دراز کرنے کی بڑی مہارت رکھتے ہیں۔

سوال نمبر 2:

اس روایت کے مطابق نوع انسانی جو طبقات سبع میں موجود ہے۔اس کے لئے سات باپ بھی تسلیم کرنے لازم ہیں کیونکہ ہر طبقہ کے بارے میں کہا گیا ہے آدم کادم کم ،جب کہ قرآن مجید " خلقکم من نفس واحدۃ" کا اعلان فرمارہا ہے تو کیا اس شاذ روایت کو اس آیت کریمہ کا مخصص قرار دے سکتے ہیں؟ جبکہ قطعی کا مخصص قطعی ہونا ضروری ہے۔

سوال نمبر 3:

قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام سے عہد و میثاق لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا۔"واذ اخذ اللہ میثاق النبیین" تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس جمع معرف باللام میں سب طبقات کے انبیاء داخل ہیں یا نہیں بر تقدیر اول وہ سب ہی "ثم جآء کم رسول مصدق کما معکم" کی صورت "لتؤ منن بہ و لتنصرن" کے پابند ٹھہرے۔لہذا طبقہ اولیہ کے انبیاء علیہم کی طرح ان کی ملت ،شریعت منسوخ ہوگی۔اور صرف آنحضرت ﷺ کی اتباع واطاعت ہی ان کے لئے مدار فلاح ونجات ٹھہری۔لہذا آپ کے زمانہ نبوت میں ان کو صاحب شرع نبی تسلیم کرنا از روئے نص باطل ٹھہرا۔اور بر تقدیر ثانی اس عموم کا مخصص اسی شاذ روایت کو تسلیم کرنا ہوگا۔جس کا بطلان مستغنی عن البیان ہے۔

سوال نمبر 4:

جب باقی چھ طبقات والے انبیاء اس عہد و میثاق کے پابند نہیں خواہ النبیین کا الف لام عہد کے لئے مانیں اس پر کوئی قرینہ نہیں یا اس کو عام مخصوص البعض قرار دیں جس کا کوئی جواز نہیں۔تو پھر "ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین"

میں لفظ عام اسی معنی میں مستعمل ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ جس مضمون کو آیت میثاق میں "ثم جآء کم رسول مصدق کما معکم لتؤ منن به ولتنصرن" کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی مضمون کو یہاں خاتم النبیین سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ معرف باللام کے اعادہ کی صورت میں جو معنی ایک جگہ مراد ہو دوسری جگہ وہی معنی مراد ہوتا ہے۔ تو سرور عالم ﷺ خاتم ہونگے صرف طبقہ اولیہ کے لحاظ سے تاکہ تمام طبقات کے انبیاء کے لحاظ سے۔ تو خاتم النبیین میں تاویل کی ضرورت ہی نہ رہی۔ بلکہ تاویل کرنا غلط ٹھہرا۔ تو اس صورت میں ہر طبقہ کا خاتم صرف اپنے طبقہ ارضیہ کے لحاظ سے ہی خاتم ہوگا اور ساتوں زمینوں کے خاتم ایک دوسرے کے ہم پلہ ہوں گے۔ لہذا نانوتوی صاحب کا اپنی اختراعی تقدیر کو قدر نبی میں سات گنا اضافہ کا موجب قرار دینا بالکل غلط ہوگیا۔ بلکہ گھٹا کر ساتویں حصے محدود کرنا لازم آگیا۔

سوال نمبر 5:

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں رسالت مآب ﷺ کے عموم رسالت ونبوت کہ نصوص مثلاً "قوله تعالیٰ ليكون للعالمين نذيرا وقوله وما ارسلنك الا رحمة للعالمين وقوله يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا وقوله عليه السلام ارسلت الى الخلق كافة وقوله عليه السلام كنت اول النبيين فى الخلق وآخرهم فى البعث وغير ذالك من الآيات ولا احاديث" جو آپ کی نبوت ورسالت کے ملائکہ جن اور تمام نوع انسانی بلکہ ہر ہر ذرہ کائنات کو محیط اور شامل ہونے پر دال ہیں۔ اور جن سے آسمانوں پر موجود انبیاء علیہم السلام کی نبوت ورسالت بھی منسوخ ٹھہری اور اب ان کیلئے بصورت نزول، صرف دین محمدی کا مبلغ ہونا لازم اور ضروری ٹھہرا تو کیا یہی نصوص کلام مجید اور احادیث، دوسرے طبقات ارضیہ میں موجود انبیاء کی نبوت کے لئے ناسخ نہیں ہوسکتیں؟ جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر موجود ہونا متواتر المعنی روایات سے ثابت اور دیگر طبقات میں انبیاء کا وجود ہی ایک شاذ اثر سے ثابت ہو رہا ہے۔

سوال نمبر 6:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف منسوب روایت میں صرف یہ الفاظ ہیں۔ "وَنَبِیٌّ" "كَنَبِيِّكُمْ" تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا یہ تشبیہ اور تمثیل تمام اوصاف وکمالات میں اشتراک کو مستلزم ہے یا صرف صفت خاتمیت میں اشتراک کو؟ بر تقدیر اول ممتنع النظیر ذات والاصفات کے لئے چھ مثل بالفعل موجود تسلیم کرنا لازم آگیا تو کیا قدر نبوی میں سات گنا اضافہ ہوا یا آپ کی امتیازی حیثیت کی نفی اور انکار؟ اور "مُنَزَّہٌ" عَنْ شَرِيكٍ فِي

مَحَاسِنِہٖ" کے چھ شریک موجود ہونے کا دعویٰ؟ علاوہ ازیں ان انبیاء کو بھی رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین اور صاحب مقام محمود و شفاعت عظمیٰ تسلیم کرنا لازم جو عموم کی صورت میں اجتماع نقیضین کو مستلزم ہے اور ہر طبقہ کے باشندوں کیلئے مخصوص رحمت و شفاعت تسلیم کرنے سے قدر نبوی کے چھ حصص کا انکار لازم آئے گا، کیا اس امر شنیع کا التزام کیا جاسکتا ہے؟ اور بر تقدیر ثانی جملہ وجوہ اشتراک سے صرف وصف خاتمیت میں اشتراک کی وجہ تخصیص کیا ہوگی؟ اور اس ترجیح بلا مرجح کا کیا جواز ہوگا؟

سوال نمبر 7:

اگر صرف وصف خاتمیت میں ہی اشتراک تسلیم کرلیں تو پھر نبی اکرم ﷺ کی خاتمیت کا تمام طبقات کو محیط ماننا اور اُن کی خاتمیت کا محدود ماننا کس دلیل (یعنی دیگر طبقات کے انبیاء کی) اور قرینہ سے ہے؟ جب کہ ظاہر یہی ہے کہ خاتمیت ہر جگہ ایک جیسی ہونی چاہیے۔ جیسے اوپر والے طبقہ کے انبیاء کیلئے ایسے ہی وہ اپنے اپنے طبقہ ارضیہ کے انبیاء کیلئے خاتم۔ لہذا فرق کرنا تحکم اور سینہ زوری ہوگا۔ کیونکہ آپ نے سلسلہ وار انبیاء کا ذکر فرمایا۔ یعنی آدمھم کا دَمِکُمْ" سے شروع کرکے آخر میں فرمایا ونبی "کنبیکم لہذا اس ترتیب کو لحوظ رکھتے ہوئے ان خاتمین کی وہی حیثیت تسلیم کرنی چاہیے۔ جو طبقہ علیا میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ہے۔ لہذا فرق تحکم اور بلا دلیل ہے اور خلاف ظاہر۔

سوال نمبر 8:

توراۃ موسیٰ علیہ السلام میں مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں تیری مانند نبی پیدا کرے گا جس کا مصدق باجماع اہل اسلام، حضور سرور عالم ﷺ میں اگر اس آیت میں موسیٰ علیہ السلام اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان مماثلت سے حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا خاتم ہونا لازم نہیں آتا اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ کے خاتم ہونے کی نفی ہے تو اس روایت (اثر ابن عباس) میں جو تشبیہ مذکور ہے اس کو صرف خاتمیت میں اشتراک پر محمول کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

سوال نمبر 9:

خاتم النبیین کا معنی موصوف بوصف نبوت اولاً و بالذات لینا اور دوسرے انبیاء کو موصوف بوصف نبوت بالعرض ماننا اگر فی نفسہ درست ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ پھر آپ کے فاتح اور اول ہونے کا معنی کیا ہوگا؟ جب کہ یہ بھی خود سرور عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔ "جعلنی خاتما فاتما وخاتما کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث" کیا فاتح اور اول کا معنی موصوف بوصف نبوت اولاو بالذات لیا جائے گا یا خاتما اور آخر

النبیین کا؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے متعلق ھو الاول و الآخر فرمایا ہے تو اس ارشاد خداوندی میں موصوف بالوجود اولاو بالذات، الاول کا معنی قرار پائے گا یا الآخر کا؟ کیا فاتحا کی تفسیر خاتما سے کرنا اور الاول کا معنی الآخر کا مطلب قرار دینا درست ہے؟ اور اس کو تحریف قبیح اور تخریب شنیع نہیں کہا جائے گا؟ یا اسے ذہن رسا اور امتیازی فہم وفراست کا عظیم نبوت قرار دیا جائے گا؟

سوال نمبر 10:

خاتم النبیین کا معنی موصوف بوصف نبوت اولا و بالذات لینا تفسیر کے اصول وقواعد میں سے کس قاعدہ کے تحت ہے، تفسیر القرآن بالقرآن یا تفسیر القرآن بالحدیث یا باقوال صحابہ، یا باقوال تابعین یا ازروئے لغت اور قواعد عربیت ہے، جب کسی نے بھی یہ معنی بیان نہ کیا ہو اور تیرہ صدیوں میں صفحہ ہستی پر علمی سکہ جمانے والے مفسرین اور اکابرین نے یہ معنی بیان نہ کیا ہو تو کیا اس معنی کو تفسیر بالرائے سے تعبیر نہیں کیا جائے گا؟ اور اگر چودھویں صدی میں کوئی شخص کہتا ہے کہ اس حقیقت تک کسی کا ذہن نہیں پہنچ سکا اور یہ حقیقت صرف میں نے ہی سمجھی ہے اور۔

گاہ باشد کہ کودک نادان بغلط بر ہدف زند تیرے

کا اپنے آپ کو مصداق قرار دے تو کیا اس امر کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ اور یہ اجازت تحریف کا دروازہ کھولنے کے مترادف نہیں ہے؟ اور صرف مرزائیوں کو اس حق سے محروم رکھنے کی کوشش کارآمد ہوسکتی ہے؟ جب کہ وہ بھی معنی بیان کرتے ہوئے اصلی اور ظلی کا فرق نکال کر نبی اکرم ﷺ کی حیثیت اور قدر کو بڑھانے کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ صرف پہلوں کے خاتم نہیں بلکہ آنے والوں کے بھی خاتم ہیں۔ چنانچہ مرزا محمود احمد نے اپنے رسالہ "احمدیت کا پیغام" میں تقریباً وہی انداز اختیار کیا ہے جو نانوتوی صاحب نے اختیار کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے!

ختم نبوت کے متعلق احمدیوں کا عقیدہ:

مذکور بالا ناواقف گروہ میں سے بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ احمدی ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اور اس کے قائل نہیں اور رسول ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے، یہ محض دھوکے اور ناواقفیت کا نتیجہ ہے ورنہ جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف خاتم النبیین کا وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہے نہ تو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت چسپاں ہوتا ہے اور نہ اس سے رسول کریم ﷺ کی عزت اور شان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے اور احمدی جماعت خاتم النبیین کے وہ معنی کرتی ہے جو عربی لغت میں عام طور پر متداول ہیں اور جن سے رسول کریم ﷺ کی شان اور آپ کی منزلت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان

پر آپ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔پس احمدی ختم نبوت کے منکر نہیں بلکہ ختم نبوت کے ان معنوں کے منکر ہیں جو عام مسلمانوں میں غلطی سے رائج ہو گئے ہیں ورنہ

ختم نبوت کا انکار تو کفر ہے۔(صفحہ۔8-7)

اگر مرزا محمود کی اس عبارت کو تحذیر الناس کے صفحہ اول کی عبارت کے ساتھ ملا کر موازنہ کیا جائے تو عوام الناس کے غلط فہمی میں مبتلا ہونے اور

"ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین"

کے بے ربط ہو جانے اور محض تاخر زمانی کے مفید فضیلت نہ ہونے پر مکمل اتفاق نظر آتا ہے۔اور طابق النعل بالنعل والی صورتِ حال پائی جاتی ہے۔نانوتوی صاحب کے لئے نئے معانی اختراع کرنے کی اجازت اور مرزائی جماعت کیلئے پابندی ایک ناروا تفریق ہوگی اور ناانصافی کی انتہا۔

سوال نمبر 11:

ہاں نانوتوی صاحب نے موصوف بالعرض کے سلسلہ کو موصوف بالذات پر اختتام پذیر تسلیم کیا ہے لیکن دریافت طلب امر یہ ہے کہ فلاسفہ کا یہ قاعدہ زمانۂ ماضی میں لاتناہی بالفعل اور تسلسل کو باطل ثابت کرنے کیلئے ہے یا زمانہ مستقبل کے لحاظ سے وہ مخلوقات کی انتہاء موجد و خالق جل وعلا کے موجود بالذات ہونے پر تسلیم کرتے ہیں۔اور براہین ابطال تسلسل سے اس کو مبرہن ٹھہرائے ہیں،لہذا اس قاعدہ کا اس جگہ چسپاں کرنا غیر معقول ہے۔اور علی سبیل التنزل اگر تسلیم بھی کر لیں تو پھر دوسرے لوازم بھی تسلیم کرنا ہوں گے۔مثلاً آپ وصف ایمان کے ساتھ بھی موصوف بالذات اور وصفِ علم اور حیات کے ساتھ بھی متصف بالذات۔لہذا آپ کی بعثت پر مومن بالعرض اور عالم بالعرض اور حی بالعرض کا سلسلہ ختم ہو جانا چاہیے۔اور ختم ذاتی اور رتبی یعنی نبی اکرم ﷺ کے بعد کوئی بالعرض اور کوئی حی بالعرض موجود نہ ہو سکے۔اسے تو کوئی عاقل تسلیم نہیں کر سکتا۔پھر یہ کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔کہ خاتمیت ذاتیہ کو خاتمیت زمانیہ لازم ہے؟جس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ نبی اکرم ﷺ خاتم بالذات ہیں اس لئے آپ کے بعد کوئی نبی یا خاتم بالعرض نہیں آ سکتا۔

سوال نمبر 12:

علاوہ ایک طرف یہ دعویٰ کہ سلسلہ ما بالعرض کا ما بالذات پر اختتام پذیر ہوتا ہے اور اس طرح نبی مکرم ﷺ کی نبوت پر دیگر انبیاء علیھم السلام کی نبوتوں کا اختتام لازم آجائے گا۔جبکہ دوسری طرف اپنی اختراعی معنی پر یہ تفریع مرتب

کی کہ آپ کے بعد یا آپ کے زمانہ میں اس زمین یا کسی دوسری زمین میں کسی نبی کے موجود ہونے سے آپ کی خاتمیت میں کوئی فرق لازم نہیں آیئگا۔اور ظاہر ہے کہ دونوں اقوال میں تعارض وتناقض ہے اگر ان کی نبوتیں ختم ہو چکیں تو اصل اور تابع کے فرق کی ضرورت کیا رہی اور اگر باقی ہیں تو ما بالعرض کا سلسلہ ما بالذات پر ختم کیسے ہوا؟

اس بحث کے دوران یہ بات ثابت ہوگئی کہ نبی پاک علیہ السلام کے بعد یہ دعویٰ کرنا کہ کوئی نبی آسکتا ہے یا کسی اور زمین میں کوئی اور نبی ہوسکتا ہے۔یہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کی تکذیب ہے اور اقوال صحابہ اور محدثین و مفسرین کے اقوال کی غلیط ہے۔

مولوی ادریس کاندھلوی خود لکھتے ہیں کہ جب آیات وروایات اور اقوال صحابہ وتابعین اور تمام مفسرین ومحدثین کی تصریحات سے ثابت ہوگیا کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہیں اب اس کے بعد کسی کو لب کشائی کا منصب ہی باقی نہیں رہتا۔اس کے بعد لکھتے ہیں عجیب بات ہے کہ جس ذات بابرکات پر خاتم النبیین کی آیات نازل ہوئی اس کے بیان کردہ معنی تو معتبر نہ ہوں اور مرزائی صاحبان کے بیان کردہ اُلٹے سیدھے معنی معتبر ہوجائیں۔(ختم نبوۃ صفحہ 50)

عقیدہ ختم نبوت اور تحذیر الناس

ثناء اللہ ظہیر مجددی نقشبندی

”مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبند کے اکابرین میں شامل ہیں، مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں خاتم النبیین کے غلط معانی پیش کرنے کی کوشش کر کے عقیدہ ختم نبوت میں رخنہ اندازی کی ناکام کوشش کی، جس کی علمائے اہلسنت ہمیشہ مذمت فرماتے رہے، زیر نظر بحث میں بھی اس کے باطل عقیدہ کو دلائل کے ساتھ رد کیا گیا ہے“۔

عقیدہ خاتم النبیین پر حضرت مولانا محمد انوار اللہ رحمۃ اللہ علیہ مصنف کتاب ”انوار احمدی“ کے علمی دلائل، ایمانی شواہد، اور بصیرت افروز تنبیہات کی شاندار بحث پڑھنے سے پہلے جامعہ نظامیہ حیدر آباد کے محترم مولانا عبد الحمید صاحب کا یہ حاشیہ پڑھیے تا کہ بحث کے بنیادی گوشوں سے آپ پوری طرح باخبر ہو جائیں۔ شیخ الجامعہ تحریر فرماتے ہیں !

”تحذیر الناس نامی کتاب میں خاتم النبیین کے مسئلے پر (مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند) نے ایک فلسفیانہ بحث فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ خاتم النبیین ہونا فضیلت کی بات نہیں۔ کسی کا مقدم زمانے یا متاخر زمانے یعنی اگلے زمانے یا پچھلے زمانے میں پایا جانا فضیلت سے تعلق نہیں رکھتا۔ اور اگر بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی آجائے تو آپ کی فضیلت پر اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوگا۔ کیونکہ خاتم النبیین ہونے میں امکان ذاتی کی نفی نہیں یعنی آپ کے بعد کسی نبی کا ہونا ممکن ہے۔

اس شبہ کا ازالہ حضرت مولانا مرحوم نے اپنے اس مضمون میں نہایت وضاحت کے ساتھ کیا ہے کہ:

خاتم النبیین کا وصف آنحضور ﷺ کا خاصہ ہے جو آپ کی ذات گرامی کے ساتھ مختص ہے کسی اور میں پایا نہیں جا سکتا۔ خاتم النبیین کا لقب ازل ہی سے آپ کے لیے مقرر ہے اس کا اطلاق آپ کے سوا کسی اور پر نہیں ہو سکتا کیونکہ خاتم النبیین کا مفہوم جزئی حقیقی ہے۔ جزئی حقیقی وہ ہے جس کا اطلاق ایک سے زائد پر عقلاً ممتنع ہے لہذا ایسی صورت میں کسی اور خاتم النبیین کا ذاتی امکان باقی نہ رہا۔

اسی مضمون کو حضرت نے تحذیر الناس کے جواب میں پھیلا کر تحریر فرمایا ہے اور اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ جب اللہ جل شانہ نے آنحضور ﷺ کو اپنے کلام قدیم میں خاتم النبیین فرمایا ہے تو حضور ازل ہی سے اس صفت خاص

کے ساتھ متصف ہیں۔ ایسا کوئی زمانہ نہیں جو باری تعالیٰ کے علم اور کلام پر مقدم ہو۔ اور اس میں کوئی اور شخص اس وصف سے متصف ہو سکے۔ پس خاتم النبیین کی صفت مختصہ آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی میں منحصر ہے کسی دوسرے کا اس صفت کے ساتھ اتصاف محال ہے۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی کی فلسفیانہ بحث بدعت ہے:

اس کے بعد حضرت مولانا نے اس بات پر تنبیہ فرمائی کہ جو لوگ کل بدعۃ ضلالۃ پڑھ کر ہر نئی بات کو خواہ حسنہ ہو یا سیہ مستوجب دوزخ قرار دیا کرتے ہیں وہ اس سوال کا جواب دیں کہ کیا خاتم النبیین کی فلسفی بحث بدعت نہیں ہے ۔جو نہ قرآن میں ہے اور نہ اس کے بارے میں کوئی حدیث وارد ہے، نہ قرون ثلاثہ میں، صحابہ، تابعین اور تبع تابعین نے خاتم النبیین پر ایسی کوئی بحث کی ہے؟

مولوی محمد قاسم نانوتوی کی فلسفیانہ بحث کا نتیجہ:

مزید براں اس بدعت قبیحہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ قادیانی نے اس فلسفیانہ استدلال سے اپنی نبوت پر دلیل پیش کی ہے اور شہادت میں مصنف تحذیر الناس کا نام پیش کیا ہے۔ اب یہ مدعی اور گواہ کے ساتھ اسی بارگاہ میں پیش ہوگا جس نے امت کو تعلیم دی ہے کہ اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند مت کرو۔ بلند کرو گے تو تمہارے سارے اعمال ضبط کر دیئے جائیں گے۔ (محمد عبدالحمید شیخ جامعہ نظامیہ، انوار احمدی، ص ۴۲)

مولوی محمد قاسم نانوتوی کے انکار ختم نبوت پر تنبیہات:

اس حاشیہ کے بعد حضرت مصنف کی وہ زلزلہ فگن تنبیہات ملاحظہ فرمائیں جو لفظ خاتم النبیین کے سلسلے میں تحذیر الناس کے مصنف کے خلاف انہوں نے صادر فرمائی ہیں۔

پہلی تنبیہ:

بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اگرچہ دوسرے کا خاتم النبیین ہونا محال و ممتنع ہے مگر یہ امتناع لغیرہ ہوگا نہ بالذات جس سے امکان ذاتی کی نفی نہیں ہو سکتی۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ وصف خاتم النبیین خاصہ آنحضرت ﷺ کا ہے جو دوسرے پر صادق نہیں آسکتا۔ اور موضوع لہ، اس لقب کا ذات آنحضرت ﷺ ہے کہ عند الاطلاق کوئی دوسرا اس مفہوم میں شریک نہیں ہو سکتا پس یہ مفہوم جزئی حقیقی ہے۔ (انوار احمدی، صفحہ ۴۲)

دوسری تنبیہ:

پھر جب عقل نے بہ تبعیت نقل خاتم النبیین کی صفت کے ساتھ ایک ذات کو متصف مان لیا تو اس کے

نزدیک محال ہو گیا کہ کوئی دوسری ذات اس صفت کے ساتھ متصف ہو۔ اور بحسب منطوق لازم الوثوق **ما یبدل القول لدی** ابدالآباد تک کیلیے یہ لقب مختص آنحضرت ﷺ ہی کیلیے ٹھہرا تو جزئیت اس مفہوم کی ابدالآباد تک کے لیے ہو گئی۔ کیونکہ یہ لقب قرآن شریف سے ثابت ہے جو بلاشک قدیم ہے۔(انوار احمدی، صفحہ ۴۳)

تیسری تنبیہ:

اب دیکھا جائے کہ مصداق اس صفت کا کب سے معین ہوا۔ سو ہمارا دعویٰ ہے کہ ابتدائے عالم امکان سے جس قسم کا بھی وجود فرض کیا جائے ہر وقت آنحضرت ﷺ اس صفت مختصہ کے ساتھ متصف ہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ اپنے کلام قدیم میں آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین فرما چکا۔ اب کون سا ایسا زمانہ نکل سکے گا۔ جو اللہ کے وصف علم وکلام پر مقدم ہو؟(انوار احمدی، صفحہ ۴۷)

چوتھی تنبیہ:

غیرت عشق محمدی بڑی چیز ہے۔ جب اسے جلال آتا ہے تو ایک زلزلہ کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے لیکن اسے اپنے محبوب کی تنقیص ذرا بھی برداشت نہیں۔ مصنف کتاب باوجودیکہ بہت نرم طبیعت کے آدمی ہیں لیکن اس موقعہ پر ان کے قلم کا جلال دیکھنے کے قابل ہے۔ کسی اور خاتم النبیین کے امکان کے سوال پر ان کے ایمان کی غیرت اس درجہ بے قابو ہو گئی ہے کہ سطر سطر سے لہو کی بوند ٹپک رہی ہے۔ میدان وفا میں عشق کو سربکف دیکھنا ہو تو یہ سطریں پڑھیے۔ مصنف کتاب تحذیر الناس کے مباحث کا محاسبہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں!

"اب ہم ذرا ان صاحبوں سے پوچھتے ہیں کہ اب وہ خیالات کہاں ہیں جو **کل بدعة ضلالة** پڑھ پڑھ کر ایک عالم کو دوزخ میں لے جا رہے تھے۔ کیا اس قسم کی بحث فلسفی بھی کہیں قرآن وحدیث میں وارد ہے؟ یا قرون ثلاثہ میں کسی نے کی تھی۔ پھر ایسی بدعت قبیحہ کے مرتکب ہو کر کیا استحقاق پیدا کیا اور اس مسئلہ میں جب تک بحث ہوتی رہے گی اس کا گناہ کس کی گردن پر ہوگا"؟

دیکھیے حضرت جریر کی روایت سے حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ! جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ نکالے تو اس پر جتنے لوگ عمل کرتے رہیں گے سب کا گناہ اس کے ذمے ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کچھ کمی نہ ہوگی۔(رواہ مسلم)

لکھتے لکھتے اس مقام پر عشق وایمان کی غیرت نقطہ انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ غیظ میں ڈوبے ہوئے کلمات کا ذرا تیور ملاحظہ فرمایئے! تحریر فرماتے ہیں!

"بھلا جس طرح حق تعالیٰ کے نزدیک صرف آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں ویسا ہی اگر آپ کے نزدیک بھی رہتے ہیں تو اس میں آپ کا کیا نقصان تھا۔ کیا اس میں بھی کوئی شرک و بدعت رکھی تھی جو طرح طرح کے شاخسانے نکالے گئے" یہ تو بتایئے کہ ہمارے حضرت نے آپ کے حق میں ایسی کون سی بدسلوکی کی تھی جو اس کا بدلہ اس طرح لیا گیا کہ فضیلت خاصہ میں بھی مسلم ہونا مطلقاً ناگوار ہے۔ یہاں تک کے جب دیکھا کہ خود حق تعالیٰ فرمارہا ہے کہ آپ سب نبیوں کے خاتم ہیں تو کمال تشویش ہوئی کہ فضیلت خاصہ ثابت ہوئی جاتی ہے۔ جب اس کے ابطال کا کوئی ذریعہ دین اسلام میں نہ ملا تو فلاسفہ معاندین کی طرف رجوع کیا اور امکان ذاتی کی شمشیر دودم (دودھاری تلوار) ان سے لے کر میدان میں آ کھڑے ہوئے۔

پانچویں تنبیہ:

افسوس ہے اس دھن میں یہ بھی نہ سوچا کہ معتقدین سادہ لوح کو اس خاتم فرضی کا انتظار کتنے کنوئیں جھکائے گا۔ معتقدین سادہ لوح کے دلوں پر اس تقریر نامعقول کا اتنا اثر تو ضرور ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی خاتمیت میں کسی قدر شک پڑ گیا۔ چنانچہ بعض اتباع نے اس بنا پر الف لام خاتم النبیین سے یہ بات بنائی کہ حضرت صرف ان نبیوں کے خاتم ہیں جو گزر چکے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ حضور کے بعد بھی انبیاء پیدا ہوں گے اور ان کا خاتم کوئی اور ہوگا۔
معاذ اللہ اس تقریر نے یہاں تک پہنچا دیا کہ قرآن کا انکار ہونے لگا۔ ذرا سوچیے کہ حضور کے خاتم النبیین ہونے کے سلسلے میں یہ سارے احتمالات حضور کے روبرو نکالے جاتے تو حضور پر کس قدر شاق گزرتا۔

چھٹی تنبیہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے سامنے توراۃ کے مطالعے کا ارادہ کیا تھا تو اس پر حضور کی حالت کس قدر متغیر ہوگئی تھی کہ چہرہ مبارک سے غضب کے آثار پیدا تھے۔ اور باوجود اس خلق عظیم کے ایسے جلیل القدر صحابی پر کتنا عتاب فرمایا تھا جس کا بیان نہیں۔ جو لوگ تقرب و اخلاص کے مذاق سے واقف ہیں وہی اس کیفیت کو سمجھ سکتے ہیں۔ پھر یہ فرمایا کہ اگر خود حضرت موسیٰ میری نبوت کا زمانہ پاتے تو سوائے میری اتباع کے ان کے لیے کوئی چارہ نہ ہوتا۔

اب ہر شخص با آسانی سمجھ سکتا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے صحابی با اخلاص کی صرف اتنی حرکت اس قدر نا گوار طبع غیور ہوئی تو کسی زید و عمر کی اس تقریر سے جو خود خاتمیت محمدی میں شک ڈال دیتی ہے، حضور کو کیسی اذیت پہنچتی ہو گی۔ کیا یہ ایذا رسانی خالی جائے گی؟ ہرگز نہیں حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا O ترجمہ: جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو، لعنت کرے گا اللہ ان پر دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور تیار کر رکھا ہے ان کے لیے ذلت کا عذاب۔ (انوار احمدی، صفحہ ۵۱)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

مسئلہ ختم نبوت اور تحذیر الناس

مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ

"بانی دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" کی مندرجہ ذیل دونوں عبارتوں کے متعلق بالفرض کے لفظ کے ساتھ جو بات کہی گئی ہے اس پر اعتراض کیوں کر درست ہے؟۔جب کہ محض کسی چیز کے فرض کر لینے پر حکم نہیں ہوتا۔جیسا کہ قرآن میں ہے!لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔جیسا کہ ایک دیوبندی مولوی نے اسکا جواب اس طرح دیا عبارت تحذیر الناس یہ ہے!

۱۔اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

۲۔اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"

﴿الجواب﴾

یہ عبارت کفریوں ہے کہ اسکا انکار ہے کہ خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہیں۔خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہونا ضروریات دین سے ہے۔اسپر اجماع امت ہے۔اور اس عبارت میں اس کا انکار ہے۔نانوتوی یہ کہتا ہے کہ!آپ سب سے آخری نبی نہیں اور خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے نہیں۔بلکہ خاتم بالذات کے ہیں۔یعنی نبوت آپ کو بلا واسطہ ملی۔اس لیے اگر آپ کے زمانے میں یا آپ کے زمانے کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔حالانکہ جب حضور ﷺ خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہیں تو آپ کے زمانہ میں یا آپ کے زمانے کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں فرق آئے گا بلکہ آپ خاتم ہی نہ ہوں گے۔کہ جب خاتم بمعنی آخر لیا تو دوسرے کا سوال ہی نہیں۔

اسکو اور آسان الفاظ میں یوں سمجھیے یہ ایمان ہے کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں اس معنی میں آپ کے زمانے میں یا آپ کے زمانے کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو یہ خاتمیت محمدی کے منافی ہے۔اگر منافی نہ ہوتا تو کفر نہ ہوتا۔تو جو بات کفر ہے اسکو قرآن کے معنی بتا دیا ہے۔اس لیے یہ کلمہ کفر ہوا۔اگر مطلقاً یہ شرط و جزا ایمان ہے تو اس معترض سے پوچھیے اگر کوئی اس سے سیکھ کے یہ کہے۔"اگر بالفرض زمین و آسمان میں چند خدا ہیں تو بھی اللہ عزوجل کی توحید میں کوئی فرق

نہیں آئے گا"۔ یہ کلمہ کفر ہے یا ایمان؟ اگر ایمان بتائے تو دیوبند بھیج کر اسکا دماغ درست کیجیے اور اگر کفر مانے تو اس سے پوچھیے یہاں بھی اگر ہے یہاں بھی بالفرض ہے۔ یہ کیوں کر کفر ہوا اور تحذیر الناس میں "اگر" اور "بالفرض" ہونے کی وجہ سے وہ کیسے دیوبندیوں کا ایمان ہوا؟۔

معترض نے تحذیر الناس کی عبارت آیۃ کریمہ: لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا۔ کے مثل مان کر تحذیر الناس کی عبارت کے کفر کو قبول کیا۔ اس لیے کہ حسب قاعدہ نحو "لو" اپنے مدخول کے مثبت کو منفی اور منفی کو مثبت بنا دیتا ہے۔ اسی وجہ سے اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان میں نہ چند معبود ہیں اور نہ زمین و آسمان میں فساد۔ اب اس قاعدے کی روح سے تحذیر الناس کی عبارت کا مطلب یہ ہوا۔ کہ آپ کے زمانے میں کہیں کوئی نبی نہیں اور آپ کی خاتمیت باقی نہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور خاتمیت محمدی میں فرق آگیا۔ حضور ﷺ کی خاتمیت کا باقی رہنا اور اس میں فرق ماننا کفر ہے۔ جس سے کسی دیوبندی کی مجال نہیں۔

بات اصل یہ ہے کہ قاتل ایک قتل چھپانے کے لیے دس قتل کرتا ہے، چور پکڑے جانے کے اندیشے سے قتل کر ڈالتا ہے، ایک کفر پر پردہ ڈالنے کی ہر کوشش دوسرے کفر کی جانب کھینچ کر لے جاتی ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ صدق شرطیہ کے لیے صدق مقدم و تالی لازم نہیں۔ یہ حق ہے۔ مگر وجود علاقہ لازم ہے۔ اور قضیہ شرطیہ میں علاقے ہی پر مدار حکم ہے۔ یہ کہنا سچ ہے "انسان اگر گدھا ہوتا تو اس کے دم ہوتی" مگر یہ کہنا غلط ہے کہ "انسان اگر گدھا ہوتا تو اس کے سینگ ہوتے"۔ اس لیے کہ پہلے میں علاقہ درست دوسرے میں نہیں۔ اب اگر کوئی یہ کہے زید بالفرض اگر گدھا ہوتا تو خدا ہوتا کلمہ کفر ہے۔ اس لیے کہ یہاں قائل نے جو علاقہ ثابت کیا ہے وہ کفر ہے۔

اسی طرح تحذیر الناس میں "اگر" اور "بالفرض" ہوتے ہوئے بھی وہ عبارت اس لیے کفر ہے کہ اس میں جو علاقہ بتایا گیا ہے وہ کفر ہے۔ یعنی حضور ﷺ کے زمانے میں یا حضور ﷺ کے زمانے کے بعد نبی ہونے کو خاتمیت محمدی کے منافی نہیں جانا۔ حالانکہ حضور ﷺ کے زمانے میں یا حضور ﷺ کے زمانے کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا خاتمیت محمدی کے منافی ہے۔ اور یہ اجلی بدیہیات اور ضروریات سے ہے۔ جسے ہر بے پڑھا لکھا سمجھدار مسلمان بھی جانتا ہے۔ کسی مسلمان سے پوچھیے کہ اگر حضور ﷺ کے زمانے میں یا حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں فرق آئے گا کہ نہیں؟ تو وہ فوراً کہے گا ضرور فرق آئے گا۔ پھر حضور ﷺ خاتم النبیین کیسے؟

"اگر" اور "بالفرض" کی آڑ تو کسی عیار کی ایجاد ہے۔ کہ عوام اس میں الجھ کر شک میں پڑ جائیں۔ ورنہ بات صاف ہے تحذیر الناس کی عبارت سے بالکل واضح ہے کہ اس کا قائل حضور ﷺ کے زمانے میں یا آپ کے بعد کسی نبی کے پیدا

ہونے کو ممکن ماننا ہے اور یہ کفر ہے۔ آنحضورﷺ کے زمانے میں یا بعد میں نبی پیدا ہونا محال شرعی ہے۔ یہ آیۂ کریمہ خاتم النبیین کے منافی ہے اس لیے صریح کفر ہے۔

بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ ان کا ممکن ہونا ماننا بھی کفر ہے جیسے۔ اللہ عزوجل کا شریک ممکن ماننا۔ قرآن کے بعد کسی آسمانی کتاب کا نزول ممکن ماننا اسی طرح حضورﷺ کے زمانے میں یا آپ کے بعد کسی نبی کو ممکن ماننا کفر ہے۔ اور تحذیر الناس کی عبارت کا یہی صریح مطلب ہے۔ اس لیے یہ عبارت بلاشبہ کفر صریح ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (ماہنامہ اشرفیہ مئی ۱۹۹۸ء ص ۱۰،۹)

قاسم نانوتوی اور عقیدہ ختم نبوت

حضرت علامہ پیر حافظ سلطان محمود دریاوی

مولوی قاسم نانوتوی جو دارالعلوم دیوبند کے بانی مشہور ہیں نے ایک رسالہ لکھا ہے جسکا نام (تحذیر الناس) ہے۔اس میں کسی کا استفتاء ہے۔اس میں لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ!

[[آدم علیہ السلام کے زمانے میں ساتوں زمینوں کیلیے سات آدم تھے اور نوح علیہ السلام کے زمانے میں ساتوں زمینوں کیلیے سات نوح تھے اور ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں ساتوں زمینوں کیلیے سات ابراہیم تھے اور محمد ﷺ کے زمانے میں ساتوں زمینوں کیلیے ساتھ محمد تھے اور ہر طبقہ کیلیے خاتم جدا جدا تھا اگر چہ وہ رسول اللہ ﷺ کے مماثل نہیں]]۔

اس استفتاء کے جواب میں قاسم نانوتوی صاحب نے لکھا!

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین بعد حمد وصلوۃ قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں]]۔(تحذیر الناس ص ۳ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

یعنی عوام کے نزدیک تو آپ بلحاظ زمانے کے آخری نبی ہیں مگر جو سمجھ دار لوگ ہیں انکو معلوم ہے کوئی آگے آئے یا پیچھے آئے اس میں کیا فرق ہے۔یعنی بلحاظ زمانے کے آخری نبی ہونا کوئی کمال نہیں آپ بلحاظ مرتبہ کے آخری نبی ہیں۔قاسم نانوتوی صاحب نے خاتمیت زمانی کا انکار کر دیا ہے۔خاتم النبیین کا معنی آخری نبی بلحاظ زمانے کے عوام کا معنی لکھا ہے حالانکہ جہاں پر آیت **انا خاتم النبین** کی آئی اسکے بعد عبارت **لانبی بعدی** بھی آئی اور قرآن مجید کا معنی اپنی مرضی سے کرنا منع ہے۔لیکن اسکو قاسم نانوتوی صاحب نے عوام کا معنی لکھا ہے۔اگر دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جواب کیا ہے تو اسکے متعلق عرض ہے کہ اسکو تفسیر صاوی نے رد کیا ہے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں **اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن** کی تفسیر میں صاحب تفسیر روح

المعانی نے فرمایا ہے کہ "اس سے زمین کے منتظم مراد ہیں" اس میں لمبی بحث ہے۔امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جب علماء دیوبند کی کفریہ عبارتیں علماء حرمین شریفین کے سامنے پیش کیں تو ۳۳ علماء حرمین نے ان پر فتویٰ لگایا اور لکھا کہ یہ عبارتیں کفریہ ہیں اور اجماع اُمت کے خلاف ہیں۔اسی طرح ۲۶۸ علماء ہند نے کفر کا فتویٰ لگایا تفصیل کے لیے امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی حسام الحرمین اور مولانا حشمت علی خان لکھنوی کی "الصوارم الہندیہ" ملاحظہ فرمائیں۔علماء دیوبند لوگوں کو مغالطہ دیتے ہیں کہ مولانا احمد رضا نے عبارتیں توڑ مروڑ کر پیش کیں ہیں تو مولانا محمد منشاء تابش قصوری نے اپنی کتاب "دعوت فکر" میں ان کفریہ عبارتوں کے عکس شائع کر کے دیوبندیوں کو دعوت فکر دی ہے۔تحذیر الناس کے رد میں مولانا سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ کی "التبشیر" بھی لاجواب ہے۔مگر چونکہ علماء دیوبند کو اپنے اکابر سے کچھ زیادہ ہی محبت ہے جسکی وجہ سے بے ادبی کی عبارات کی پرواہ نہیں کرتے جب ۳۳ علماء حرمین شریفین نے فتویٰ لگایا تو انکو چاہیے تھا کہ رجوع کر لیتے مگر انہوں نے اسکو اپنے اور احمد رضا خان کے درمیان ذاتی مسئلہ بنا کر ڈٹ گئے اور یہ کفریہ عبارتیں افتراق اُمت کا سبب بن گئیں۔اگر کوئی یہ خیال کرے یا دھوکہ دے کہ قاسم نانوتوی نے خطبہ کتاب میں خاتم النبیین کی عبارت لکھی ہے تو اسکا کیا مطلب ہے؟عرض ہے کہ مجھے اسکی کتاب سے جو سمجھ آیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ بلحاظ مرتبہ آخری نبی نہیں ہیں۔ایک مشہور دیوبندی عالم صاحب شاگرد مولانا نصیر الدین غورغشتی جو اکثر مدارس میں شیخ الحدیث کے مرتبہ فائز رہا ایک دفعہ میں نے انکی خدمت میں عرض کی کہ علماء دیوبند رسول اللہ ﷺ کو ساری زمینوں کے لیے نبی مانتے ہیں یا کہ نہیں؟ مطلب یہ تھا کہ جب رسول اللہ ﷺ ساری زمینوں کے لیے نبی مانتے ہیں تو پھر دوسری زمینوں کے لیے نبی ہو ہی نہیں سکتا۔چونکہ اس وقت وہ کہیں جارہے تھے اس لیے کوئی جواب نہ دیا پھر دو تین مہینوں کے بعد ملاقات ہوئی تو میں نے وہی بات پوچھی تو فرمانے لگے کہ علماء دیوبند ساری زمینوں کے لیے نبی نہیں مانتے۔میں نے کہا! کہ قاسم نانوتوی کو خاتم النبیین کے معنی بدلنے کی کیا ضرورت پڑی تھی؟تو وہ عالم صاحب قاسم نانوتوی کو بے تحاشا گالیاں نکالنے لگے۔مطلب یہ ہے کہ یہ ایسی بے ربط اور ایسی مہمل عبارت ہے کہ اتنے بڑے عالم صاحب بھی اس عبارت کو دین کے خلاف سمجھے اگر اتنے بڑے عالم صاحب اس عبارت کو دین کے خلاف سمجھے ہیں تو اس پر ڈٹا رہنا کون سی دین کی خدمت ہے؟۔

اسی تحذیر الناس میں میں لکھتے ہیں! "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا چہ جائیکہ آپکے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجیے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"۔

تحذیر الناس میں خاتم النبیین کا معنی آخری نبی یہ عوام کا معنی لکھا ہے حالانکہ میرے خیال میں تو آخری نبی

تمام مترجمین مفسرین نے کیا ہے اور یہی معنی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ جہاں پر احادیث میں خاتم النبیین کی عبارت آتی ہے اسکے بعد لا نبی بعدی کی آتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی مترجمین نے حدیث ہی سے لیا ہے اور قرآن مجید کا معنی اپنی مرضی سے کرنا منع ہے پھر اسکو عوام کا معنی لکھنا۔صاحب تحذیر الناس نے ایسی مبہم عبارت لکھی ہے جسکا کوئی معنی متعین نہیں ہوسکتا اگر ہوسکتا ہے تو اس معنی کا تعین ہوسکتا ہے جو انہوں نے ابتداء میں لکھا ہے یعنی بلحاظ مرتبہ آخری نبی مگر اس معنی سے عقیدہ ختم نبوت باطل ہوتا ہے پھر تکملہ میں محمد ادریس صاحب کاندھلوی نے لکھا ہے کہ اس طرح سمجھو کہ خاتمیت جنس ہے اور اسکی دو قسمیں ہیں خاتمیت زمانی، خاتمیت مرتبی۔اب عقیدہ ختم نبوت تو ثابت ہوتا ہے مگر صاحب تحذیر الناس کا مقصد فوت ہوجاتا ہے کیونکہ اس نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کو صحیح ثابت کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی ہے اور اس حدیث میں سات زمینوں کیلیے سات نبی بالفعل ثابت ہوتے ہیں ۔اگر خاتمیت زمانی مانیں تو پھر یا تو اس حدیث کو غلط مانیں گے جس طرح کہ تفسیر صاوی نے اسکو رد کیا ہے یا اس حدیث کی تاویل کریں گے جیسا کہ تفسیر روح المعانی والے اسی آیت کے تحت کی ہے کہ اس حدیث سے حقیقی نبی مراد نہیں بلکہ ایسا شخص مراد ہے جو مرجع الخلائق ہو۔اگر اس حدیث کو صحیح مانیں اور اس سے حقیقی نبی مانیں تو ایک تو عقیدہ ختم نبوت کا بطلان لازم آتا ہے دوسرا عبارت تحذیر الناس اگر بالفرض والی لغو ہوجاتی ہے کیونکہ بالفرض کی عبارت محال کے مقام پر بولی جاتی ہے پھر محال عقلی ہوگا یا شرعی، محال عقلی تو ہو نہیں سکتا کیونکہ نبی مصلح قوم ہوتا ہے اور مصلح کی ہر زمانہ میں ضرورت ہوتی ہے اور محال شرعی تب ہوسکتا ہے کہ خاتمیت زمانی مراد ہو اگر خاتمیت زمانی مراد لیں تو عقیدہ ختم نبوت بھی باقی رہتا ہے اور بالفرض والی عبارت بھی صحیح ہوتی ہے مگر حدیث ابن عباس غلط ثابت ہوتی ہے اگر حدیث کو صحیح مانیں تو بالفرض والی عبارت بھی لغو معلوم ہوتی ہے اور عقیدہ ختم نبوت باطل ہوتا ہے اگر حدیث کو غلط مانیں تو صاحب تحذیر الناس نے ساری کتاب اس حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے لیے لکھی ہے۔

تیسرے پارہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے وعدہ لیا تھا کہ جب تم مرتبہ نبوت پر فائز ہو اور میرا محبوب آجائے تو مرتبہ نبوت سے دستبردار ہوکر میرے محبوب پر ضرور ایمان لانا یہاں مرتبہ نبوت پر فائز انبیاء سے دست بردار ہونے کا وعدہ لیا جارہا ہے اگر یہ جواب دیا جائے کہ آپکی خاتمیت اسی زمین کے لیے ہے لہذا دوسری زمینوں میں دعویٰ نبوت سے آپکی خاتمیت میں کچھ فرق نہیں آتا تو پھر جتنے کمالات آپ کے صاحب تحذیر الناس نے ثابت کیے ہیں مثلاً آپکی نبوت ذاتی اور باقی نبیوں کی آپکے وسیلے سے، آپکا النبی اولیٰ والی صفت سے موصوف ہونا ہر زمان اور ہر مکان کے لیے تو یہ اوصاف باقی زمینوں کیلیے کیسے ثابت ہوسکتے ہیں ۔اگر باقی صفات

ثابت ہوں تو خاتمیت بھی ثابت ہوگی ۔معلوم ہوا کہ آپکی خاتمیت باقی زمینوں کے لیے نہیں تو صاحب تحذیر الناس باقی اوصاف باقی زمینوں کیلیے ثابت کرتے ہیں اگر آپ کی خاتمیت ہر مکان کے لیے نہ ہوتی تو صاوی والے اس حدیث کو کیوں رد کرتے اور صاحب روح المعانی کیوں تاویل کرتے اور عبارت تحذیر الناس کی کہ بالفرض اگر کوئی دعویٰ نبوت کرے بھی تو کوئی فرق نہیں آتا اسکی مثال دینی لو کان نبی بعدی لکان عمر اسکے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی بلکہ اسکے ساتھ یہ مثال مطابقت رکھتی ہے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اگر بالفرض کوئی دعویٰ الوہیت کرے بھی تو آپکے وحدہ لاشریک ہونے میں کوئی فرق نہیں آتا اگر کوئی بالفعل دعویٰ الوہیت نہ کرے تو فرضی دعویٰ الوہیت سے انکار توحید لازم نہیں آتا ،اگر فرضی دعویٰ الوہیت سے انکار توحید لازم آتا ہے تو فرضی دعویٰ نبوت سے انکار ختم نبوت لازم آتا ہے۔صاحب تحذیر الناس نے اس آیت سے رسول اللہ ﷺ کی نبوت ذاتی ثابت کی ہے اور باقی نبیوں کیلیے بالواسطہ۔نتیجہ یہ نکلا کہ جب نبوت ذاتی آئی تو نبوت بالواسطہ ختم ہوگئی جیسا کہ سورج آجاتا ہے تو چاند کی روشنی ختم ہو جاتی ہے مگر جس وقت سورج غروب ہوجاتا ہے تو چاند پھر ضوفشانی کرنے لگتا ہے۔تو اسکی مثال بعینہ ایسی ہوئی کہ جب رسول اللہ ﷺ تشریف نہ لائے تھے تو آپکے نبوت کے فیضان سے انبیاء آتے رہے مگر جس وقت آپ ﷺ تشریف لائے تو سارے جہانوں کے لیے اور جب گنبد خضریٰ میں آرام فرما ہوئے تو کوئی دجال دعویٰ کرے کہ میں آپ کے فیضان سے بروزی نبی ہوں تو ہمارے پاس کیا جواب ہے؟ صاحب تحذیر الناس نے لکھا ہے کہ اس آیت سے اگر خاتمیت زمانی مراد لی جائے تو یہ کلام زیادہ بن جاتی ہے میرے ناقص خیال میں تو اتنے مترجمین اور مفسرین نے معنی کیا ہے یہ کلام زیادہ نہیں مازید شجاعاً لکنہ کریم میں زید کی شجاعت کی نفی سے اسکے کریم ہونے کی نفی ہوتی تھی اس لیے لکنہ کریم کی عبارت لائی گئی ہے اسی طرح ما کان محمد ابوۃ کی نفی سے آپکے ادب و تعظیم کی نفی ہوتی تھی اللہ تعالیٰ نے ولکن رسول اللہ کی عبارت سے ابوۃ معنوی ثابت کرکے ادب و تعظیم کا حق قیامت تک آنے والی مخلوق پر ثابت کردیا۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نظریہ ختم نبوت اور تحذیر الناس

حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین ط﴾

یقینی باتوں کو مشکوک بنانے کا شمار اب فنون لطیفہ میں ہو چکا ہے اور اسے ریسرچ کا خوبصورت نام دے دیا گیا ہے۔اسی پر ڈاکٹریت کی ڈگریاں بھی تقسیم کی جاتی ہیں۔آج ارشاد قرآنی میں مذکور لفظ ﴿خاتم النبین﴾ کو بے جا بحث کی سولی پر لٹکایا جا رہا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ حضور خاتم النبین تو ہیں خاتم کا وہ معنی نہیں ہے جو آج تک سمجھا گیا ہے۔بلکہ اس کا صحیح معنی وہ ہے جس کی بنیاد پر اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی آ جائے، جب بھی رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم ہی خاتم رہتے ہیں۔یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ آنحضرت ﷺ کے اللہ کے رسول ہونے کے وہ معنی نہیں ہیں جو لوگ آج تک سمجھ رہے ہیں بلکہ اس کا صحیح معنی یہ ہے کہ آپ کو رسالت ملی ہی نہیں۔صرف لفظ خاتم ہی پر طبع آزمائیاں نہیں ہو رہی ہیں بلکہ مفہوم نبوت کی بھی عجیب و غریب تشریح کی جا رہی ہے۔اور نبوت بالذات، نبوت بالعرض، حقیقی نبوت، مجازی نبوت، اصلی نبوت اور ظلی نبوت و بروزی نبوت کی نئی نئی اصطلاحیں اختراع کی جا رہی ہیں اور اپنی اختراعات کو منوانے کے لیے مافوق البشری لب و لہجہ اختیار کیا جا رہا ہے۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان جدید محققین کے فاسد خیالات و آراء کو سامنے لانے سے پہلے ارشاد خداوندی میں مذکور لفظ ﴿خاتم النبین﴾ کے معنی مراد کو تفسیر و احادیث کی روشنی میں ظاہر کر دیا جائے۔

تفسیر قرطبی

﴿خاتم النبین﴾ قرا عاصم وحدہ بفتح التاء بمعنی انھم بہ ختموا، فھو کالخاتم والطابع لھم، وقرا الجمھور بکسر التاء بمعنی انہ ختمھم، ای جاء اخرھم ...... قال ابن عطیۃ : ھذہ الالفاظ عند جماعۃ علماء الامۃ خلفا و سلفا متلقاۃ علی العموم التام مقتضیۃ نصا أنہ لا نبی بعدہ ﷺ (۱)

اور لفظ خاتم کو صرف حضرت عاصم نے تاء کے زبر کے ساتھ (یعنی خاتَم) پڑھا ہے۔یعنی انبیاء کو آپ سے خاتم کر دیا گیا۔پس آپ انبیاء کے لیے گویا مہر کی طرح ہیں۔جمہور نے تاء کے زیر کے ساتھ پڑھا (یعنی خاتِم) ہے۔اس صورت میں معنی یہ ہوا کہ آپ نے انبیاء کو ختم کر دیا۔معنی آپ ان کے آخر میں تشریف لائے۔ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ

اُمت کے متقدمین ومتاخرین تمام علماء کے نزدیک ﴿خاتم النبیین﴾ کے یہ الفاظ اس کامل عموم کے حامل ہیں جو اس نص کے مقتضی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

تفسیر طبری

﴿وخاتم النبین﴾ الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا ،فلا تفتح لا حد بعدہ الی قیام الساعۃ.....﴿ولکن رسول اللہ وخاتم النبین﴾ای اخرھم .....واختلف القراء فی قرأت قولہ:﴿وخاتم النبین﴾ فقرء ذلک قواء ال مصاری سوی الحسن والعاصم بکسر التاء من خاتم النبین بمعنی أنہ ختم النبین ذکر أن ذلء فی قراۃ عبد اللہ ولکن نبیا ختم النبین فذلک دلیل علی صحۃ قراۃ من قراۂ بکسر التاء بمعنی أنہ آخر النبین (۲)

اور﴿خاتم النبیین﴾ جس نے نبوت تمام فرمادی اور اس پر مہر لگادی۔اب قیامت تک آپ کے بعد دروازہ نبوت نہیں کھولا جائے گا۔(ارشادالٰہی) ﴿ولکن رسول اللہ وخاتم النبین﴾ میں ﴿خاتم النبیین﴾کا معنی ہے انبیاء کے آخر.....﴿خاتم النبیین﴾ کی قرات میں قراء کا اختلاف ہے۔حسن اور عاصم کے سوا جمیع حضرات قراء خاتم کی تا کو زبر پڑھتے ہیں۔اس صورت میں معنی یہ ہوا کہ آپ نے انبیا کو ختم کر دیا۔حضرت عبداللہ (ابن مسعود) کی قرات ولکن نبیاء ختم النبین ان حضرات کی قرات کی صحت پر دلیل ہے جو خاتم کی تا کو زبر پڑھتے ہیں۔اس کا یہ معنی ہوا کہ آپ آخری نبی ہیں۔

﴿رسول اللہ وخاتم النبین﴾فلا یکون لہ ابن رجل بعدہ یکون نبیا ،وفی قراۃ بفتح التاء کالہ الختم: أی بہ ختمو ﴿وکان اللہ بکل شیء علیما﴾منہ بان لا نبی بعدہ (۳)

(اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں) پس آپ کو ایسا فرزند ہوگا جو رجل کی عمر تک پہنچ کر نبی ہو جائے اور ایک قرآت میں (خاتم) تاء کے زبر کے ساتھ ہے۔اس صورت میں خاتم، آلہ ختم کے معنی میں ہوگا۔(اس کا معنی یہ ہوگا کہ) آپ نبوت کے مہر ہیں۔یعنی آپ سے انبیاء ختم کر دیئے گئے۔(اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے) اسی میں یہ بھی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

تفسیر نیشاپوری.....

﴿وخاتم النبین﴾لان النبی اذا علم ان بعدہ نبیا اخر فقد یترک بعض البیان والارشادالیہ بخلاف مالو علم ان ختم النبوۃ علیہ ﴿وکان اللہ بکل شیء علیما﴾ومن جملتہ معلوماتہ انہ

لا نبی بعد محمد ﷺ (۴)

(اور آخری نبی) اس لیے کہ جب نبی کو یہ علم ہوا کہ اس کے بعد دوسرا نبی مبعوث ہونے والا ہے تو ہو سکتا ہے کہ ارشاد و بیان بعض باتوں کو نظر انداز کر دے بخلاف اس کے کہ اگر اسے یہ علم ہو کہ نبوت اس پر ختم ہے۔ (اور اللہ ہر شے جاننے والا ہے) اور اس کی جملہ معلومات میں یہ بھی ہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

﴿و خاتم النبیین﴾ و ذلک لان النبی الذی یکون بعده نبی ان ترک شیئا من النصیحة و البیان یستدرکه من یاتی بعده، و اما من لا نبی بعده یکون اشفق علی امة و اهدی لهم و اجدی، اذ هو کوالد لولده الذی لیس له غیره من أحد، و قوله: ﴿و کان الله بکل شیء علیما﴾ یعنی علمه بکل شی دخل فیه ان لا نبی بعده (۵)

(اور آخری نبی) اور وہ اس لیے کہ وہ نبی جس کے بعد کوئی نبی ہو اگر نصیحت و بیان میں سے ترک فرما دے تو آنے والا نبی اس کی تلافی فرما دے گا۔ لیکن وہ جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ ہو وہ اپنی امت میں نہایت درجہ شفیق اور کامل ہدایت فرمانے والا اور بہت زیادہ کرم فرمانے والا ہوگا اس لیے کہ وہ مثل اس باپ کے ہوگا جس کے بچے کا کوئی مربی نہ ہو اور ارشاد ربانی (اور اللہ ہر شے جاننے والا ہے) یعنی اس کے ہر شے کے علم میں یہ بھی شامل ہے آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

﴿و خاتم النبیین﴾ أی کان آخرهم الذی ختموا به، و قرئ بکسر التاء ای کان خاتمهم، و یویده قراة ابن مسعود: و لکن نبیا ختم النبیین ولا یقدح فیه نزول عیسی علیهما السلام، لان معنی کونه خاتم النبیین، أنه لا انبیاء احد بعده و عیسی ممن نبیء قبله ...... (۶)

(اور آخری نبی) یعنی آپ آخر الانبیاء ہیں جن پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا ہے۔ اور ایک قرات میں تاء کے زیر کے ساتھ ہے، یعنی آپ انبیاء کو ختم فرمانے والے ہیں۔ خاتم میں تاء پر زیر والی قراءت کی تائید حضرت ابن مسعود کی قرات و لکن نبیا ختم النبیین ...... (لیکن ایسے نبی جنہوں نے انبیاء کو ختم فرما دیا) سے بھی ہوتی ہے ...... (آنحضرت ﷺ مذکورہ بالا معنی میں خاتم الانبیاء ہیں) حضرت عیسیٰ کے نزول سے اس میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اس لیے کہ آپ کے خاتم النبیین ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو نبوت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔ رہ گئے حضرت عیسیٰ تو انہیں تو آپ سے پہلے نبوت عطا فرما دی گئی۔

تفسیر مدارک ......

﴿و خاتم النبین﴾بفتح التاء عاصم بمعنی الطاع ،ای آخر ھم یعنی لا نبیا احد بعدہ من نبی قلبہ۔۔۔۔وغیرہ بکسر التا ئبمعنی الطاع و فاعل الختم ،و تقویہ قراۃ ابن مسعود و لکن نبیا ختم النبین ۔(۷)

(اورآخری نبی) قراۃ عاصم میں تاء کے زبر کے ساتھ طابع کے معنی میں یعنی انبیاء کے آخر یعنی آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ دی جائے گی۔حضرت عیسیٰ ان میں سے ہیں جنھیں آپ سے قبل نبوت عطا کی گئی۔۔۔۔عاصم کے سوا اس کو طابع کے معنی میں ختم کا فاعل قرار دیتے ہیں (یعنی خاتم کو تاء کے زیر کے ساتھ پڑھتے ہیں) جس کو حضرت ابن مسعود کی قرات ولکن نبیا ختم النبین سے تقویت ملتی ہے۔

تفسیر روح المعانی۔۔۔۔(۸)

﴿و خاتم النبین﴾۔۔۔۔و کونہ ﷺ خاتم النبین مما نطق بہ الکتاب ،و صلعت بہ السنۃ،واجمعت علیہ الامۃ فیکفر ملعی خلافۃ،و یقتل ان اصر ومن السنۃ ما اخرج احمد،والبخاری،ومسلم،والنسائی،وابن مردویۃ عن ابی ھریرۃ ان رسول ﷺقال:مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی دار أبناء فاحسنہ و اجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ من زوایاھا فجعل الناس یطوفون بہ و یتعجبون لہ و یقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ؟فانا اللبنۃ،وانا خاتم النبین(۹) وصح عن جابر مرفوعا نحو ھذا(۱۰)وکذا عن ابی ابن کعب(۱۱)وابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنھم(۱۲)﴿وکان اللہ بکل شی ء﴾اعم من ان یکون موجوداً او معلوماً﴿علیماً﴾فیعلم سبحانہ۔۔۔الحکمۃ فی کونہ علیہ الصلوۃ والسلام خاتم النبین۔۔۔

(اورآخری نبی)۔۔۔۔آپ ﷺ کا آخری ہونا ان امور میں سے ہے جن پر اللہ کی کتاب ناطق ہے اور سنت نے جسے خوب خوب ظاہر کردیا ہے اور امت کا جس پر اجماع ہو چکا ہے۔پس جو آپ کو آخری نبی نہ مانے وہ کافر ہے۔اور اگر وہ تو بہ نہیں کرتا تو اسے قتل کردیا جائے گا۔سنت سے وہ ہے جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احمد و بخاری و مسلم و نسائی اور ابن مردویہ نے تخریج کی ہے کہ اللہ کے رسول نے فرمایا ہے کہ :میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے اس شخص کی مثال جس نے ایک بہت حسین وجمیل مکان تیار کیا مگر اس کے کوشوں میں سے کسی ایک کوشہ میں صرف ایک اینٹ کی جگہ یوں ہی خالی رکھی ۔جب لوگوں نے اس مکان کو دیکھنے کے لیے اس کا چکر لگایا تو وہ اس خالی جگہ کو دیکھ کر حیرت واستعجاب میں کہہ پڑے تو نے یہ اینٹ کیوں نہیں رکھ دی تو میں (خانہ نبوت) کی آخری

اینٹ ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً یہ روایت ہے۔ایسے ہی حضرت ابی ابن کعب اور حضرت ابو سعید خدری نے بھی اس (حدیث لَبِنَہ) کی روایت کی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم ----(اور اللہ ہر شے کا) خواہ وہ موجود ہو یا معدوم (جاننے والا ہے) پس اللہ سبحانہ جانتا ہے----کہ حضور کے آخری نبی ہونے میں حکمت کیا ہے-----

صحیح مسلم کے حوالے سے آیت ﴿وخاتم النّبیین﴾ کے تحت تفسیر قرطبی (۱۳) میں بھی حضرت جابرؓ کی مذکورہ روایت (یعنی حدیث لَبِنَہ) منقول ہے۔مفہوم وہی ہے مگر الفاظ کا تھوڑا سا فرق ہے۔اس میں حضور کے آخری کلمات یہ ہیں

فا نا مو ضع اللبنه جئت فختمت الا نبیا

تو میں نے اسی اینٹ کی جگہ تشریف لا کر انبیاء کے آنے کا سلسلہ ختم کردیا

-----تفسیر ابن کثیر (۱۴) میں بخاری (۱۵) و مسلم (۱۶) اور ترمذی (۱۷) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی جو روایت منقول ہے اس کے آخری الفاظ یہ ہیں-----

فا نا مو ضع اللبنه ختم بی الا نبیاء علیهم الصلو ة و السلا م "تو میں اس اینٹ کی جگہ ہوں، مجھ پر انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کردیا گیا"

تفسیر ابن کثیر (۱۸) میں اسی آیت ﴿وخاتم النّبیین﴾ کے تحت حضرت ابن ابی کعب، حضرت جابر ابن عبداللہ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (۱۹) کی روایتیں (حدیث لَبِنَہ سے متعلق) منقول ہیں سب کا حاصل و خلاصہ ایک ہی ہے ان روایتوں سے اس بات کی وضاحت بہ حسن وخوبی ہو جاتی ہے کہ خود صاحب کتاب ﷺ نے کتاب الٰہی میں ارشاد فرمودہ لفظ ﴿وخاتم النّبیین﴾ کا معنی آخری نبی ہی بتایا ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے کہ-----

لـما نذل قو له تعا لی :﴿و خا تم النبین﴾ استغر ب الکفا ر کو ن با ب النبو ة مسد ودا فضر ب النبی علیه السلا م لهذا مثلا لیقر ر فینفو سهم و قا ل :مثل الانبیا ئمن قبلی کمثل ر جل بنی بینا فا حسنـه و ا جـمـلـه الا مو ضع لبنته فجعل النا س یطو فو ن به و یتعجبو ن له و یقو لو ن هلا و ضعت هذه البنته ؟فا نا اللبنته ،وا نا خا تم النبین .(۲۰)

جب ارشاد ربانی ﴿وخاتم النّبیین﴾ نازل ہوا تو کفار کو دروازہ نبوت کا بند ہو جانا عجیب سا لگا تو حضور ﷺ نے بطور مثال اس کو پیش کیا تا کہ ان کے نفوس میں یہ حقیقت اچھی طرح جم جائے۔چنانچہ آپ نے فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے

آنے والے انبیاء کی مثال اس مرد کی مثال کی طرح ہے جس نے ایک بہت ہی حسین وجمیل مکان بنایا لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی رکھی اور لوگوں نے اسے دیکھنے کے لیے چکر لگانا شروع کیا اور اس بنانے والے پر تعجب کرنے لگے اور بول پڑے کہ تو نے اس اینٹ کو کیوں نہیں رکھا؟ (اس کے بعد حضور نے فرمایا) کہ میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں اور میں انبیاء کا خاتم (یعنی آخری نبی ہوں)۔

اس روایت نے یہ بھی واضح کر دیا کہ قرآن کریم جس ماحول اور جس زبان میں نازل فرمایا گیا ہے، اس ماحول کے رہنے والے اور اس زبان پر کامل مہارت رکھنے والے اصحاب زبان کفار نے بھی ارشاد قرآنی میں ﴿وخاتم النبیین﴾ کا معنی یہی سمجھا کہ رسول کریم ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ جبھی تو ان کو دروازہ نبوت کے مسدود ہو جانے پر حیرت لاحق ہوئی۔ اور پھر سرکار رسالت ﷺ نے بھی تمثیلات کے ذریعہ اس مفہوم کو ان کے ذہنوں میں اتار دیا اور اپنا خاتم النبیین بمعنی آخری نبی ہونا ظاہر فرما دیا۔

تفسیر ابن کثیر۔۔۔۔۔۔

فھذہ الایتہ نص انہ لا نبی بعدہ و اذا کان لا نبی بعدہ فلا رسول بالطریق الاولی والاحدی ،لان مقام الرسالتہ اخص من مقام النبوۃ فان کل رسول نبی و لا ینعکس و بذلک وردت الاحادیث التواترۃ عن رسول اللہ ﷺ من حدیث جماعتہ من الصحابۃ۔۔۔۔۔و قد اخبر اللہ تعالی فی کتابہ و رسولہ ﷺ فی السنتہ المتواترۃ عنہ لا نبی بعدہ لیعلموا ان کل من ادعی ھذا المقام بعدہ فھو کذاب افاک دخال ضال مضل(۲۱)

پس یہ آیت خاتم النبیین اس بات پر نص ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور جب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو پھر اس کے بعد کسی رسول کا نہ ہونا بدرجہ اولی اور بطریق انسب ثابت ہو گیا۔ اس لیے کہ مقام رسالت مقام نبوت سے خاص ہے، کیوں کہ ہر رسول نبی ہے اور اس کا الٹا نہیں کہ ہر نبی رسول ہو۔ آپ کے آخری نبی ہونے سے متعلق رسول کریم ﷺ سے متواتر حدیثیں مروی ہیں، جن کو صحابہ کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے۔۔۔۔۔۔

اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول ﷺ نے اپنی سنت متواترہ میں خبر دے دی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تا کہ لوگ جان لیں کہ آپ کے بعد جس نے اس مقام کا دعوی کیا وہ پرلے درجے کا جھوٹا ہے، بہتان طراز، مکار، گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے۔

تفسیر روح البیان۔۔۔۔۔۔

﴿و خاتم النبين﴾قراء عاصم بفتح التاء و هو الة الختم بمعني ما يختم به كا لطا لج بمعني به
والمعني و كان آخرهم الذى ختموا به : و با لفا رسية (مهز پيغمبر ان يعني بدو مهر كرده
شد در نبوت و پيغمبر ان را بدو اند) و قر اثالبا قون بكسر التاء اى كان خاتمهم اى فا
عل الختم با لفا رسية(مهر كنده پيغمبر انست)و هو با لمعني الاول ايضا و في المفردات
لانه ختم النبوة اى تممت بمجية------و با لجملقو له : ﴿و خاتم النبين﴾يفيد زيادةالشفقة
من جانبه والتعظيم من جهتهم لان النبي الذى بعده نبي يجوزان يترك شياء من النصحية
و البيان لا نها مستدركة من بعده ،واما من لا نبي بعده فيكون اشفق على امة و اهدى بهم
من كل الوجوه ------﴿و كان الله بكل شيء عليما ﴾ فيعلم من يليق با ن يختم به النبوة و كيف
ينبغي لشانه و لا يعلم احد سواه ذلك قال ابن كثير في تفسير هذه الاية : هي نص على انه
لا نبي بعده ------قال في بحر الكام ------ قال اهل السنة والجماعة لا نبي بعد نبيا لقو له تعالى
:﴿و لكن رسول الله و خاتم النبين﴾و قو له عليه السلام : لا نبي بعدى و من قال بعد نبيا نبي
يكفر لا نه انكر النص ،و كذلك لو شك فيه لان الحجة تبين الحق من البا طل و من ادعى
النبوة بعد موت محمد لا يكون دعواه الا باطلا انتهى ، و تنبا رجل في زمن ابي حنيفة و
قال : امهلوني حتى اجي با لعلامات ،فقال ابو حنيفة: من طلب منه علامة ،فقد كفر ،لقو مه
عليه السلام لا نبي بعدى كذا في مناقب الامام و في الفتوحات المكيه (ص ١٨٨) قال في
هدية المهديين : اما الايمان بسيدنا محمد عليه السلام فانه يجب با نه رسو لنا في الحال
و خاتم النبياء و الرسل ،فاذا امن با نه رسول و لم يو من با نه الرسل لا نسخ لدينه الى يوم
القيامة لا يكون مومنا و قال الاشباه (٢٢) في كتاب اليسر ،اذا لم يعرف ان محمد عليه
السلام آخر الانبياء فليس بمسلم لا نه من الضروريات ------(٢٣)

(اور آخری نبی ہیں) قرأت عاصم میں لفظ خاتم کی تا پر زبر ہے۔ خاتم بفتح التاء آلہ ختم ہے یعنی جس سے مہر ثبت کہ جائے
جیسے طابع ما یطبع بہ کے معنی ہیں۔ اس صورت میں ارشاد قرآنی کا معنی یہ ہے کہ حضور ﷺ آخرالانبیاء ہیں جن پر جملہ
انبیاء کو ختم کر دیا گیا۔ زبان فارسی میں قرآت عاصم کی بنیاد پر ﴿خاتم النبین﴾ کا معنی مہر پیغمبراں ہے یعنی آپ سے
دروازہ نبوت پر مہر ثبت کردی گئی اور آپ کی ذات سے جملہ پیغمبروں کو ختم کر دیا گیا۔ جمہور نے لفظ ختم کو تاء کے زیر کے

ساتھ پڑھا جاتا ہے، اس کا معنی بھی ایک وہ ہے جو خاتم فتح التاء کا ہے۔یعنی کنندہ پیغمبراں پیغمبروں کا سلسلہ آمد پر مہر لگا نے والے۔امام راغب کی مفردات القران میں ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں ۔اس لیے کہ آپ نے نبوت کو ختم فرما دیا اور آپ کی تشریف آوری سے نبوت، درجہ کمال تک پہنچ کر مکمل ہو گئی......

الحاصل......

ارشاد قرآنی خاتم النبیین اگر ایک طرف یہ اشارہ کر رہا ہے کہ آپ امت میں نہایت شفیق ہیں تو وہی یہ بھی ہدایت فرما رہا ہے کہ امت کو آپ کی نہایت تعظیم کرنی چاہیئے،اس لیے کہ جس نبی کے بعد کوئی نبی ہو تو جائز ہے کہ وہ نصیحت وارشاد سے کچھ امور سے صرف نظر کر لے،اس خیال سے کے بعد میں آنے والا اس کی تلافی کر دے گا۔لیکن وہ نبی جس کے بعد کسی نبی کے

آنیکا سوال نہ ہو،اس کی شفقت اپنی امت پر نیز اس کی ہدایتیں من کل الوجوہ کامل و مکمل ہوں گی......(اور اللہ ہر شیء جاننے والا ہے)پس وہ جانتا ہے کہ کو ن اس بات کا لائق ہے کہ اس پر نبوت ختم کر دی جائے اور خاتم النبین کی کیا شا ن ہونی چاہیے،یہ باتیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔اس آیت کی تفسیر ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ آیت اس بات پر نص ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں......بحر الکلام میں ارشاد فرمایا﴿و لکن رسو ل اللہ و خا تم النبین﴾ ناطق ہے اور ارشاد رسول لا نبی بعدی شاہد ہے......الغرض......قرآن و سنت دونوں سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی آخری نبی ہیں ۔لہذا جو ہمارے نبی کے بعد کسی کو نبی کہے یا ہمارے نبی کے آخری نبی ہونے میں شک کرے،وہ کافر ہے۔اسلیے کہ حجت نے حق و باطل کو واضح کر دیا ہے۔پس حضور کے بعد جو نبوت کا دعوی کرے تو اس کا دعوی بلا شبہ باطل ہی ہے ......انتھی......امام اعظم کے عہد میں ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا اور کہا کہ مجھے موقع تو دو کہ میں اپنی نبوت کی نشا نیا ں پیش کروں۔تو حضرت امام نے فرمایا جس نے بھی اس سے اس کی نبوت کی علامت طلب کی وہ کافر ہو گیا۔اس لیے کہ حضور فرما چکے ہیں کہ لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں۔یہ واقعہ مناقب الامام اور الفتوحات المکیہ دونوں میں مذ کور ہے......حدیقۃ المھدیین میں فرمایا ہے کہ حضورﷺ پر جو ایمان واجب ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ہم آپ کو فی الحال اپنا رسول بھی مانیں اور آخری نبی اور آخری رسول بھی تسلیم کریں۔پس اگر کسی نے آپ کو رسول مان لیا لیکن یہ تسلیم نہیں کیا کہ آپ آخری رسول ہیں،قیامت تک جس کا دین منسوخ نہ ہوگا تو وہ مومن نہیں۔اور الاشباہ میں کتاب السیر میں فرمایا کہ جس نے حضورﷺ کو آخری نبی تسلیم نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔اس لیے کہ آپکو آخری نبی ماننا ضروریا ت دین میں سے ہے۔

تفسیر معالم التنزیل

﴿خاتم النبین﴾ ختم النبوۃ بو قراء ابن عامر و عاصم خاتم بفتح التاء ایا خرھم

(۲۴)

(رد شہاب ثاقب ص ۲۵۳ بحوالہ معالم مصری ج ۵ ص ۲۱۸)

﴿خاتم النبیین﴾ یعنی ان پر نبوت ختم کی گئی اور ابن عامر اور امام عاصم نے خاتم کو تاء کے زیر کے ساتھ پڑھا، یعنی آخر انبیاء میں آخری نبی۔

.....اسی تفسیر معالم میں سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس کی تفسیر نقل کی ہے عن ابن عباس : ان اللہ تعالی کما حکم ان لا نبی بعدہ لم یعطہ و لدا ذکرا (ایضا)

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں تو انہیں کوئی لڑکا عطا نہ فرمایا۔

تفسیر خازن

﴿خاتم النبین﴾ ختم اللہ بہ النبوۃ فلا نبوہ بعدہ ای :و لا معہ ﴿و کان اللہ بکل شیء علیما﴾ ای ء: دخل فی علمہ انہ لا نبی بعدہ۔(۲۵) (رد شہاب ثاقب ص ۲۵۳ بحوالہ خازن مصری، ج ۵ ص ۲۱۸)

﴿خاتم النبیین﴾ یعنی اللہ نے ان سے نبوت کو ختم کیا تو ان کے بعد کوئی نبی نہیں، اور نہ ان کے زمانے میں۔ اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ یعنی یہ اس کے علم میں ہے کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں۔

تفسیر احمدی (ملا جیون)

ھذہ الایتہ فی القرآن تدل علی ختم النبوۃ علی صریحا ﴿و خاتم النبین﴾ ای ء لم یبعث بوس ہ قط ،ویختم بہ ابو اب النبوۃ ،ویغلق الیء یوم القیامۃ ،ملخصا ۔(۲۶) یہ آیت قرآن نبی ﷺ کے ختم نبوت پر صراحۃ دلالت کرتی ہے۔ اور ﴿خاتم النبیین﴾ کے معنی یہ ہیں کہ حضور کے بعد کوئی نبی ہرگز مبعوث نہ ہوگا۔ ان کے ساتھ نبوت کے دروازے قیامت تک ختم اور بند کر دیے گئے۔

تفسیر غریب القرآن (علامہ ابوبکر سجستانی)

قولہ :﴿خاتم النبین﴾ اخر النبین

ارشاد ربانی ﴿خاتم النبیین﴾ کا ترجمہ آخر النبیین ہے۔

ایضا.....(۲۵۷،بحوالہ غریب القرآن،مصری،ج۱،ص ۲۲۷)

.....خود مفتی دیوبند محمد شفیع دیوبندی اپنے رسالے ھدیۃ المھدین میں لکھتے ہیں۔

ان اللغہ العربیۃ حاکمہ بان معنی ﴿خاتم النبین ﴾فی الا یقھو آخر النبین لا غیر

بے شک لغت عربی اسی پر حاکم ہے کہ آیت میں جو خاتم النبین ہیں اس کے معنی آخر النبین کے سوا کچھ اور نہیں۔

(ایضا،ص ۲۵۸،بحوالہ ہدیۃ المھدیثین،ص ۲۱)

یہی مفتی دیوبند،اسی میں تصریح کرتے ہیں اور تفسیر روح المعانی سے ناقل ہیں کہ اسی معنی پر اجماع امت بھی منعقد ہو چکا ہے۔

واجمعت علیہ الا مۃفیکفر مدعی خلافہ ،ویقتل ان اصر (۲۷)(ایضا،ص ۲۵۸،بحوالہ ہدیۃ المھدیثین،ص ۲۱)

امت نے خاتم کے یہی معنی ہونے پر اجماع کیا ہے۔اس کے خلاف کا دعوی کرنے والا کافر ہے۔اگر اسی پر اصرار کرے تو قتل کیا جائے۔

معتبر و مستند تفسیر ان کے ضروری اقتباسات،مطلب خیز ترجموں کے ساتھ آپ نے ملاحظہ فرمالئے اور ان تفصیلات سے اچھی طرح سمجھ لیا کہ﴿خاتم النبین﴾کو قاریوں نے تین طرح سے پڑھا ہے۔

(۱).....﴿خاتم النبین﴾(اسم آلہ)بروزن عالم یعنی جس سے کسی کو جانا جائے۔اسی طرح خاتم جس سے کسی چیز کو چھپایا جائے۔

(۲).....﴿خاتم النبین﴾(اسم فاعل)یعنی تمام نبیوں کا آخر۔

(۳).....﴿خاتم النبین﴾(فعل ماضی)یعنی حضرت پر تمام نبیوں کا خاتمہ ہوا۔

مذکورہ بالا قراتوں میں،جس قرات کو بھی اختیار کیا جائے،پیغمبر اسلام پر سلسلہ نبوت کا خاتمہ لازم آتا ہے۔حتی کہ خاتم (مہر)قرار دینے کی صورت میں بھی۔اس لیے کہ مہر کسی چیز کو ختم کردینے کے بعد ہی کہ جاتی ہے تاکہ اب اس ملفوف اور محدود شے میں کوئی اپنی طرف سے اضافہ نہ کرسکے۔باقی دو معانی تو خود انتہا اور خاتمہ پر صراحتہ دلالت کرتے ہیں

.....الغرض.....﴿خاتم النبین﴾کا معنی آخر انبیاء ہے۔اس مطلب کے اثبات کیلیے قراتوں کا اختلاف مضر نہیں۔اسی طرح لفظ ختم کا طرق استعمال،مذکورہ بالا مطلب مراد لینے میں مخل نہیں۔صاحب قاموس نے لفظ ختم کے استعمال کے تین طریقے لکھے ہیں۔

(۱)۔۔۔۔ختم ای طبعہ۔۔۔۔یعنی کسی چیز کو چھاپ دیا

(۲)۔۔۔۔ختم ای بلغ آخرہ۔۔۔۔یعنی کسی شے کے آخری حصے پر پہنچا۔

(۳)۔۔۔۔ختم علیہ۔۔۔۔یعنی کسی چیز پر مہر کر دیا۔

۔۔۔۔الغرض۔۔۔۔لفظ ختم کے موارد استعمال بھی اس امر کا ثبوت دے رہے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔ تفسیروں نے اس بات کو واضح اور غیر مبہم الفاظ میں ظاہر کر دیا کہ ساری امت مسلمہ اور جمیع علمائے امت اسلامیہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ ارشاد قرآنی میں ﴿خاتم النبیین﴾ کا معنی آخری نبی، عبارۃ النص سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں جس عقیدے اور جس نظریے کو دینے کیلیے یہ الفاظ موجود ہیں وہ یہی ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت سے سرفراز نہیں کیا جائے گا۔

۔۔۔۔نیز۔۔۔۔سب کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ رسول کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے میں آپ کے لیے بڑی فضیلت ہے۔ تفسیروں نے یہ بھی واضح کر دیا کہ علماء نے یہاں تک تصریح فرما دی آنحضرت ﷺ کو آخر الانبیا ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔۔۔۔شروع سے چلیے، ہر ایک کی بارگاہ میں ہوتے ہوئے آیئے، ہر ایک ﴿خاتم النبیین﴾ کا معنی مراد آخری نبی ہی بتا رہا ہے۔ اس کے سوا ارشاد قرآنی میں مذکورہ لفظ ﴿خاتم النبیین﴾ کا کوئی اور معنی نہ تو رسول کریم سے منقول ہے، نہ صحابہ و تابعین سے، نہ ائمہ مجتہدین سے اور نہ علمائے متقدمین و متاخرین سے۔ لہذا ارشاد قرآنی میں مذکور ﴿خاتم النبیین﴾ کا معنی مراد آخر الانبیاء کی

صحت کو تسلیم کرنا ضروریات دین میں سے ہے نیز یہ عقیدہ بھی ضروریات دین میں سے ہے کہ آخری نبی ہونے میں آپ کیلیے عظیم فضیلت ہے اور ظاہر ہے کہ ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار بھی منکر کے کافر ہونے کیلیے کافی ہے۔

صرف انہیں تفسیروں کو اٹھا کر دیکھ لیجیے جن کے حوالے گزر چکے ہیں۔ ان میں بعض تفسیروں میں آیہ ﴿خاتم النبیین﴾ کی تشریح کرتے ہوئے بعض ان حدیثوں کو بیان کیا ہے جن سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔۔۔۔الغرض۔۔۔۔ان احادیث کو مفسرین کرام نے آیہ ﴿خاتم النبیین﴾ کی تفسیر قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ جب قرآن کی تفسیر احادیث سے ہو پھر اس کی اہمیت کا کیا کہنا۔ خود مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب تحذیر الناس میں اس بات کا اعتراف کیا ہے۔

چنانچہ وہ رقمطراز ہیں!

احادیث نبوی ﷺ قرآن کی اولین تفسیر ہے اور کیوں نہ ہو کلام اللہ کی شان میں خود فرماتے ہیں ﴿و نزلنا علیك الکتاب تبیا نا لکل شیء﴾۔۔۔۔۔جب کلام اللہ میں سب کچھ ہو، یعنی ہر چیز بالاجماع مذکور ہوئی تو اب احادیث میں بجز تفسیر قرآنی اور کیا ہوگا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ بڑھ کر قرآن دان بھی کوئی نہیں ہوا۔ اس صورت میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا وہی صحیح ہوگا۔ اگر آپ کی طرف کوئی قول منسوب ہو اور عقل کے مخالف نہ ہو تو گو باعتبار سند اتنا قوی نہ ہو، جیسے ہوا کرتی ہیں تب بھی اور مفسرین کے احتمالوں سے تو زیادہ ہی سمجھنا چاہیے۔ اس لیے کہ اقوال مفسرین کی سند بھی تو اس درجہ کی کہیں کہیں ملتی ہے، پھر ان کی فہم کا چنداں اعتبار نہیں ہوسکتا ہے کہ ان سے خطا ہوئی اس پر پھر باعتبار سند بھی برابر ہوئی اور ایک آپ کا قول ہو دوسرا کسی دوسرے کا تو بے شک آپ ہی کا قول مقدم سمجھا جائے گا اور اگر سند بھی حسب قانون اصول حدیث اچھی ہو تو پھر تو تامل کا کام ہی نہیں۔ (تحذیر الناس، مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند، ص ۳۳)

لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے کی چند حدیثیں نقل کردوں تاکہ ظاہر ہو جائے کہ خود صاحب قرآن نے اپنے مختلف ارشادات میں آیہ ﴿خاتم النبیین﴾ کا کیا معنی ارشاد فرمایا ہے اور اس کے مفہوم کو کن کن لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

حدیث (۱)

وانه سیکون فی امتی کذا بون ثلثون دجالون، کلهم یزعمون انه نبی الله، و انا خاتم النبین لا نبی بعدی (۲۸)(مشکوۃ)(۲۹)

میری امت میں سے تیس (۳۰) جھوٹے مکار ہوں گے جن میں کا ہر ایک اپنے کو اللہ کا نبی گمان کرے گا۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں (یعنی) میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث (۲)

عن النبی ﷺ انه :قال لا نبوۃ بعدی الا ما شاء الله ،قال ابو عمر یعنی الرویا والله اعلم التی هی جزء منها ،کما قال علیه السلام :لیس یبقی بعدی من النبوۃ الا الرویا الصالحة۔(۳۰)

(قرطبی، زیر آیت خاتم النبیین)(۳۱)

حضور کا ارشاد ہے کہ میرے بعد نبوت کا کوئی حصہ نہیں رہے گا لیکن وہ جو اللہ چاہے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ (ماشاء اللہ)

رویا کی طرف اشارہ ہے، واللہ اعلم یہ رویاء جزء نبوت ہیں۔ جیسا کہ خود سرکا علیہ کا ارشاد ہے کہ میرے بعد نبوت سے کچھ باقی نہیں رہے گا، رویاء صالحہ کے سوا۔

حدیث (۳)

قال رسول اللہ ﷺ: ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی و لا نبی قال: فشق ذلک علی الناس، فقال ع لکن المبشرات۔ قالو: یا رسول اللہ وما المبشرات؟ قال: رویا الرجل المسلم، وھی جزء من اجزاء النبوۃ و ھکذا رواہ الترمذی۔ (تفسیر ابن کثیر (ا): تحت آیت زیر بحث، بحوالہ امام احمد)

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ رسالت و نبوت کا سلسلہ منقطع ہوگیا اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔ راوی کے بیان کے مطابق لوگوں پر یہ خبر شاق گزری تو سرکار نے فرمایا، لیکن مبشرات باقی رہیں گے۔ عرض کی! اے اللہ کے رسول ﷺ یہ مبشرات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مردِ مسلمان کا خواب جو اجزاء نبوت کا ایک جزء ہے۔ ترمذی نے بھی ایسا ہی روایت کیا ہے۔

حدیث (۴)

قال رسول اللہ ﷺ لا نبوۃ بعدی الا المبشرات قیل: وما المبشرات یا رسول اللہ؟ قال الرویا الحسنۃ او قال: الرویا الصالحۃ (۳۳) (تفسیر ابن کثیر: تحت آیت زیر بحث، بحوالہ امام احمد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد مبشرات کے سوا نبوت کا کوئی حصہ باقی نہ رہے گا۔ دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول یہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: اچھے خواب یا یہ فرمایا نیک خواب۔

حدیث (۵)

ارسلت الی الخلق کافۃ، و ختم بی النبیون (ابن کثیر (۳۴): آیت زیر بحث، بحوالہ مسلم (۳۵) و ترمذی (۳۶) و ابن ماجہ (۳۷)

حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھے تمام مخلوق کا رسول بنا کر بھیجا گیا اور انبیاء کی آمد کے سلسلے کو مجھ پر ختم کر دیا گیا۔

حدیث (۶)

انی عند اللہ لخاتم النبیین، وان ادم لمنجدل فی طینتہ (ایضا: (۳۸) بحوالہ امام احمد (۳۹)

سرکار نے فرمایا: میں علم الٰہی میں اسی وقت آخری نبی تھا جب کہ آدم آب و گل کی منزلیں طے کر رہے تھے۔

حدیث (۷)

انا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعدہ نبی ۔(۴۰)

حضور نے فرمایا کہ: میں حاشر ہوں کہ بروز قیامت لوگوں کا حشر میرے قدموں پر ہوگا اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔

امام نووی نے شرح مسلم (۴۱) میں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات (۴۲) اور مدارج النبوۃ (۴۳) میں عاقب کا یہی معنی بتایا ہے کہ عاقب وہ ہے کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ منتہی الارب و جواہر البحار میں بھی یہی معنی مذکور ہے۔

حدیث (۸)

انا محمد النبی الامی ۔ ثلاثا ۔ ولا نبی بعدی ۔(۴۴)

ایک بار حضور ﷺ بزم صحابہ میں تشریف لائے اور فرمایا: میں محمد نبی امی ہوں۔ ایسے ہی تین بار فرمایا اور پھر کہا میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث (۹)

انا محمد و احمد و المقفی و الحاشر و نبی التوبۃ و نبی الرحمۃ۔(۴۵)

حضور ﷺ نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں آخری نبی ہوں، میں حاشر ہوں میں توبہ کا نبی ہوں اور میں رحمت کا نبی ہوں۔

علامہ نووی نے شرح مسلم (۴۶) میں علامہ نبہانی نے جواہر البحار میں ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوۃ (۴۷) میں شیخ عبدالحق دہلوی نے اشعۃ اللمعات (۴۸) میں اور علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ (۴۹) میں المقفی کا یہی معنی بتایا ہے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ علامہ قسطلانی کے الفاظ یہ ہیں۔ فکان خاتمھم و آخرھم ۔ یعنی حضور ﷺ انبیا کو ختم فرمانے والے آخر الانبیاء ہیں۔

حدیث (۱۰)

کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی، وانہ لانبی بعدہ (۵۰)۔

حضور نے فرمایا کہ: بنی اسرائیل کے امور کی تدبیر و انتظام ان کے انبیاء فرماتے رہے تو جب ایک نبی تشریف لے جاتے تو دوسرے ان کے بعد آجاتے، اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث (۱۱)

انا آخر الانبیاء و انتم آخر الامم (۵۱)

حضور ﷺ نے فرمایا: میں سب نبیوں کا پچھلا نبی اور تم سب امتوں سے پچھلی امت ہو۔

حدیث (۱۲)

قال رسول اللہ ﷺ لعلی : انت منی بمنزلہ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی (۵۲)

حضور ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا: تجھے مجھ سے ایسی نسبت ہے جیسے ہارون کو موسیٰ سے، مگر یہ ہے کہ، میرے بعد کوئی نبی نہیں

اس حدیث میں حضرت علی کو حضرت ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دیتے ہوئے، حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں یہ اشارہ کر رہا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے ارشاد میں غیر تشریعی نبی کے بھی ختم ہو جانے کی اطلاع دے دی ہے۔ اس لیے کہ حضرت ہارون علیہ اسلام غیر تشریعی نبی تھے۔ اب حال ارشاد یہ ہوا، میرے بعد کوئی نبی نہیں نہ تشریعی، نہ ایسے جیسے حضرت ہارون علیہ اسلام تھے یعنی غیر تشریعی۔

ارشاد قرآنی ﴿و خاتم النبیین﴾ کا معنی مراد خلف و سلف اور خود سرکار رسالت سے کیا منقول ہے؟ اس کی وضاحت کے لیے میں نے کتب احادیث و تفاسیر کا مختصر اور جامع انتخاب پیش کر دیا ہے۔ طوالت سے بچنے کے لیے احادیث کی اسناد سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے صرف حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے۔ جن کتابوں کے حوالے پیش کیے گئے ہیں، وہ خود اس قدر معتبر و مستند ہیں کہ ان میں کسی روایت کا بطور سند آجانا ہی اس کے قابل استناد ہونے کے لیے کافی ہے۔ اب جب ہم تمام ذکر کردہ تفاسیر و احادیث پر گہری نظر ڈالتے ہیں تو مندرجہ ذیل امور سامنے آجاتے ہیں۔

(۱)......رسول اللہ ﷺ خاتم ہونا بایں معنی کہ آپ کا زمانہ، انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے۔ اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ یہ عوام کا خیال نہیں بلکہ یہی رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے اور اور اسی پر صحابہ و تابعین اور تمام علمائے دین کا اجماع ہے۔

(۲)......تاخر زمانی میں کسی کے لیے کوئی فضیلت ہو یا نہ ہو مگر ایک نبی کے لیے اس میں اتنی بڑی فضیلت ہے جس کا

کما حقہ ادراک ایک غیر نبی سے ناممکن ہے۔اس لیے کہ جو آخری نبی ہو گا لازمی طور پر اسکی شریعت آخری شریعت ہو گی اور اس قدر کامل و مکمل ہو گی کہ مزید اس کی تکمیل کا سوال نہ ہو گا۔اس کی نبوت کا دائرہ ساری کائنات کا محیط ہو گا۔وہ کسی ایک قوم یا محدود زمانے کا نبی نہ ہو گا، بلکہ قیامت تک اس کی عظمت و شوکت کا پرچم لہراتا رہے گا۔اور وہ صرف نبی ہی نہ ہو گا، بلکہ رسول بھی ہو گا جس کی رسالت رسالت عامہ ہو گی۔وہ اگر ایک طرف سارے عالم کے لیے نذیر ہو گا تو دوسری طرف سارے عالم کے لیے ہادی کامل اور رحمت مجسم بھی ہو گا۔

(۳)......جب ایک نبی کے لیے تاخر زمانی میں اس قدر فضیلتیں ہیں تو پھر ﴿و لکن رسول اللہ و خاتم النبین﴾ کو اوصاف مدح میں رکھتے ہوئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار دیتے ہوئے بھی ﴿خاتم النبیین﴾ کا معنی آخری نبی ہی ہے۔اس کا معنی آخری نبی لینے سے نہ یہ کلمات اوصاف مدح سے نکلتے ہیں اور نہ ہی یہ مقام مقام مدح سے۔

(۴)......﴿خاتم النبیین﴾ کا معنی آخر الانبیاء لینے سے نہ تو خدائے تعالیٰ پر یاوہ گوئی کا وہم ہوتا ہے اور نہ رسول کریم ﷺ کی قدر و منزلت میں کمی کا احتمال اور نہ ہی کلام الہٰی پر بے ارتباطی کا الزام۔اس لیے کہ اگر خدانخواستہ ﴿خاتم النبیین﴾ کا معنی آخر الانبیاء لینے سے یہ خرابیاں لازم آتیں تو ناممکن تھا کہ علمائے دین متقدمین و متاخرین بیک زبان اور بیک قلم اس بات اتفاق کر لیتے کہ ﴿خاتم النبیین﴾ کا معنی آخر الانبیاء ہے۔اور یہاں تو معاملہ اور بھی اہم ہے،اس لیے کہ خود سرکار رسالت ﷺ نے بھی ﴿خاتم النبیین﴾ کا معنی لا نبی بعدی فرمادیا ہے۔

(۵)......﴿خاتم النبیین﴾ کا ایسا معنی بتانا کہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا،قرآن کریم کی ثابت شدہ اجماعی مفہوم کو بدلنے کی شرمناک کوشش ہے،جس کا کفر ہونا اظہر من الشمس ہے۔(۵۴)

مذکورہ بالا نتائج کو ذہین نشین کرتے ہوئے آیئے حضرت عبداللہ ابن عباس کے ایک اثر پر تحقیقی نظر ڈالیے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ!

ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض ادم کادمکم و نوح کنوحکم و ابراھیم کا براھیکم و عیسیٰ کعیساکم و نبی کنبیکم۔(درمنثور وغیرہ)

بے شک اللہ نے سات زمینیں پیدا فرمائیں،ہر زمین میں آدم تمہارے آدم کی طرح،اور نوح تمہارے نوح کی طرح،اور ابراہیم تمہارے ابراہیم کی طرح اور عیسیٰ تمہارے عیسیٰ کی طرح اور نبی تمہارے نبی کی طرح ہیں۔

اس اثر سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ جس زمین پر ہم بستے ہیں،اس زمین کے علاوہ بھی زمین کے چھ طبقے ہیں اور ہر

طبقے میں رشد و ہدایت کا کام سرانجام دینے کے لیے انبیاء کرام کی بعثت ہوتی رہی۔ اور ظاہر ہے کہ ہر ہر طبقے میں اس طبقہ کے سلسلے نبوت کا کوئی مبدء ہوگا اور کوئی منتہی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر ہر طبقہ میں مبدء و منتہی ایک ہی ایک ہوں گے۔ لہذا اثر مذکورہ میں ہر طبقے کے اول کو ہمارے طبقے کے اول سے نفس اولیت میں اور ہر طبقے کے آخر کو ہمارے طبقے کے آخر سے آخر ہونے میں تشبیہ دی گئی۔ مگر اس اثر کے کسی گوشے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ ہمارے طبقے کے حضرت آدم و نوح و ابراہیم وغیرہ ان طبقات باقیہ کے حضرت آدم و نوح و ابراہیم وغیرہ کے ہم عصر تھے یا ان سے مقدم و موخر ------ یا یہ کہ مثلاً ہمارے طبقے کے آدم سے دوسرے طبقے کے آدم مقدم بعض طبقے کے آدم موخر اور بعض طبقہ کے آدم ہم عصر رہے۔ ہاں اثر مذکورہ کے ظاہری الفاظ یہ ضرور اشارہ کر رہے ہیں کہ جس سطح ہمارے طبقے میں تشریعی اور غیر تشریعی دونوں طرح کے نبی ہوتے رہے، یہی حال ان طبقوں کا بھی ہے ------ اب رہ گئے ہمارے طبقہ کے علاوہ دوسرے طبقوں کے حضرات خاتم وہ آپس میں ایک دوسرے سے مقدم و موخر تھے یا ہم عصر، اثر مذکورہ یہ بھی بتانے سے خاموش ہے ------ ہمارے طبقہ کے خاتم کو پیش نظر رکھتے ہوئے، اگر دوسرے طبقے کے خاتم پر غور کیا جائے تو عقلاً چار صورتیں نکلتی ہیں۔

اول ------ یہ کہ نچلے طبقات کے خاتم کے کل ------ یا ------ ان کا بعض آنحضرت ﷺ کے عصر کے بعد ہوئے ہوں۔

دوم ------ یہ کہ مقدم ہوئے ہوں، یعنی آنحضرت ﷺ کا عصر انہیں نہ ملا ہو۔

سوم ------ یہ کہ ہم عصر بھی ہوں اور صاحب شرع جدید بھی۔

چہارم ------ یہ کہ ہم عصر بھی ہوں، مگر صاحب شرع جدید نہ ہوں۔

مذکورہ بالا احتمالات میں پہلا احتمال بداہۃً باطل ہے۔ اسلیے کہ دلائل وضاحت کر چکے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے بعد کسی اور کو نبوت نہیں دی گئی ------ دوسرے احتمال کی صورت میں آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء جمیع طبقات ہوں گے۔ لہذا ضرورت نہ ہوگی کہ کوئی لفظ ﴿خاتم النبیین﴾ کے ظاہری اور متواتر و متوارث معنی بدلنے کی جسارت کی۔ اسی لیے تیسرا احتمال بھی باطل ہے۔ اس لیے کہ بعثت نبویہ سے متعلق جو نصوص ہیں ان کا عموم ظاہر کر رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت سارے عالم کے لیے ہے اور آپ کی رسالت رسالت عامہ ہے۔ یوں ہی چوتھی صورت بھی باطل ہے۔

------ اولاً ------ اس لیے کہ اگر کسی طبقے کا خاتم فریضہ نبوت ادا کرنے میں عہد نبوی میں ہمارے نبی کا شریک ہوگا تو ہمارے نبی صرف اپنے ہی طبقے کے انبیاء کے خاتم ہوں گے، جملہ انبیاء کے خاتم نہ ہوں گے۔ اس صورت میں آپ کا ختم اضافی ہوگا حقیقی نہ ہوگا۔ حالانکہ ارشاد ربانی ﴿خاتم النبیین﴾ اور ارشادات رسول ﷺ ------ انا خاتم النبین (۵۴) ختم بی الا نبیاء ختم بی النبیون (۵۵) فختمت الا نبیاء اور انا آخر الا نبیاء (۵۶) کا اطلاق

وعموم واضح کر رہا ہے کہ آپ ہر ہر نبی کے خاتم ہیں، خواہ وہ کسی طبقے کا نبی ہو۔۔۔۔نیز آپ کا خاتم بہ نسبت جملہ انبیاء جمیع طبقات کے حقیقی ہے۔خود صاحب تحذیر الناس لکھتے ہیں کہ اطلاق خاتم النبیین اس بات کا مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجیے اور علی العموم انبیاء کا خاتم کہیے۔(تحذیر الناس، ص ۱۴)

۔۔۔۔نیز لکھتے ہیں خاتم النبیین جس کی اطلاق اور نبیین کی عموم کے باعث کسی نے آج تک ائمہ دین میں سے کسی قسم کی تاویل یا تخصیص کا کرنا جائز نہ سمجھا۔(تحذیر الناس، ص ۱۵)

۔۔۔۔ثالثاً۔۔۔۔اس لیے کہ بلا تخصیص، جملہ انبیاء کا خاتم ہونا نصوص کی روشنی میں آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔اب اگر دوسرا بھی اس وصف میں آپ کا شریک ہے تو پھر اس میں آپ کی خصوصیات نہیں رہ جاتی۔

۔۔۔۔ثالثاً۔۔۔۔اس لیے کہا اگر کسی طبقے میں ایسا خاتم، جو فریضہ نبوت ادا کرنے میں ہمارے رسول کا شریک اور آپ کا ہم عصر ہوتا تو نصوص میں ﴿خاتم النبین﴾ کی جگہ من خواتم النبین کا لفظ ہوتا۔اس صورت میں عقلی طور پر خواتم تمام خاتمین کو ایک منزل میں رکھ کر ان کے سوا کو النبین کے دائرے میں شامل کر لیتا۔۔۔۔الحاصل۔۔۔۔نصوص میں خواتم کے بجائے خاتم کا لفظ کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ حقیقی نبی کوئی ایک ہی ہے۔

۔۔۔۔رابعاً۔۔۔۔اس لیے حضور ﷺ جن کی نبوت اور رسالت بالاتفاق تمام مخلوق کو عام ہے، آپ نے نبوت کو ایک مکان سے تشبیہ دیا اور صرف اپنے کو مکان کی آخری انیٹ قرار دیا۔اب اگر بالفرض کوئی اور رسول کریم ﷺ جیسی خاتمیت رکھتا تو سرکار صرف اپنے کو آخری اینٹ قرار نہ دیتے۔اور اس مکان میں اپنے ظہور سے پہلے صرف ایک ہی اینٹ کا خلا ظاہر نہ فرماتے۔اس مقام پر یہ کہنا کہ حضور نے صرف اپنے طبقے کو سامنے رکھ کر یہ بات فرمائی ہے، صرف یہی نہیں کہ ایک بے دلیل دعویٰ ہے، بلکہ ارشاد رسول ﷺ کے اطلاق عموم سے متصادم بھی ہے۔

۔۔۔۔خامساً۔۔۔۔اس لیے کہ حضور ﷺ نے اپنے کو عاقب اور مقفی فرمایا ہے اور اس کو اپنی خصوصیات میں رکھا ہے۔اب اگر آپ جیسی خاتمیت والا کوئی اور بھی ہو تو عاقب اور مقفی ہونے پر آپ کی خصوصیت رہ جاتی ہے۔

اس مقام پر یہ اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ نصوص میں حضور کو جو آخری نبی فرمایا گیا ہے اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو نبوت سب سے آخر میں دی گئی ہے، بلکہ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے ظہور میں سب انبیاء کے آخر ہیں۔اور آپ کا زمانہ ظہور آپ کے سوا دوسرے تمام انبیاء کے زمانہ ظہور کے بعد ہے۔نیز آپ کے بعد اب کسی تشریعی نبی کو نہ بھیجا جائے گا

الغرض!

از روئے زمانہ نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا مطلب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا ۔۔۔۔ ورق الٹ کر جملہ تفاسیر و احادیث کو دیکھ ڈالیے ہر ایک، رسول کریم ﷺ کی خاتمت کو خاتمت زمانی قرار دے رہا ہے ۔ اور تاخر زمانی کا خود صاحب تحذیر الناس کے نزدیک بھی یہی مطلب ہے کہ آپ کا زمانہ، انبیاء سابق کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں ۔ (تحذیر الناس، ص ۳) ۔۔۔۔ رہ گیا حضور ﷺ کی نبوت کا مسئلہ، تو آپ ﷺ نبوت پر اسی وقت سرفراز کئے جا چکے تھے، جب کہ کسی نبی کا وجود بھی نہ تھا ۔ چنانچہ حضور سے دریافت کیا گیا: متی وجبت لک النبوۃ؟ ۔۔۔۔ حضور کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہوئی ۔۔۔۔ آپ نے فرمایا: وآدم بین الروح والجسد (۵۷) ۔۔۔۔ جب آدم روح اور جسم کے درمیان تھے ۔

اس حدیث کو حاکم (۵۸)، بیہقی (۵۹)، ابو نعیم اور ترمذی نے اپنی جامع (۶۰) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ۔ الفاظ روایت ترمذی کے ہیں ۔ جنہوں نے افادہ تحسین کے ساتھ اسے روایت کیا ہے ۔۔۔۔ نیز اسی حدیث کو امام احمد (۶۱) نے مسند میں، امام بخاری نے تاریخ میں، ابن سعد و حاکم (۶۲) اور بیہقی (۶۳) و ابو نعیم نے حضرت میسرۃ سے اور طبرانی و بزاز و ابو نعیم نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے اور ابو نعیم نے امیر المومنین فاروق اعظم سے ۔۔۔۔ نیز ابن سعد نے حضرت ابن ابی الجدعا و حضرت مطرف بن عبد اللہ الشخیر اور حضرت عامر سے باسانید متباینہ والفاظ متقاربہ روایت کیا ہے ۔ امام عسقلانی نے کتاب الاصابۃ میں حدیث میسرہ کی نسبت فرمایا ہے ۔۔۔۔ سندہ قوی ۔۔۔۔ اس کی سند قوی ہے ۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی مدارج النبوۃ (ص ۲) میں محل اسناد میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ کنت نبیا وان آدم لمنجدل فی طینۃ ۔۔۔۔ میں اس وقت نبی تھا

جب آدم آب و گل کی منزلیں طے کر رہے تھے ۔ اس حدیث کی نقل سے پہلے حصلا حضرت شیخ فرماتے ہیں اول است در نبوت (۶۴) یعنی حضور نبوت میں اول ہیں خود مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس (ص ۷) پر مندرجہ ذیل حدیث نقل کی ہے اور مقام استشہاد اور محل اسناد میں رکھا ہے ۔

کنت نبیا وآدم بین الماء والطین

میں نبی تھا دراں حالانکہ آدم آب و گل میں تھے ۔

۔۔۔۔ اب نصوص کے پیش نظر یہ اور بھی واضح ہو جاتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ آپ کو نبوت سب سے آخر میں دی گئی ۔ اس لیے کہ نبوت میں تو آپ اول ہیں، ہاں آپ کا ظہور سب سے آخر میں ہوا ۔ اور اب آپ کے عہد میں، نیز آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہو گا ۔

ان تفصیلات وتشریحات نے واضح کر دیا کہ ﴿خاتم النبیین﴾ کے جو اجماعی اور متواتر معنی ہیں، اس کی روشنی میں یہ ناممکن ہے کہ کسی طبقے کا کوئی نبی آپ کے ہم عصر ہو یا آپ کے عصر کے بعد آئے۔ اب کسی نبی کا ہمارے نبی کا ہم عصر قرار دینا یا ہمارے نبی کے عصر کے بعد کسی نبی کی تجویز کرنی، یقیناً ﴿خاتم النبیین﴾ کے اجماعی معنی کا کھلا انکار ہے۔ اب اثر ابن عباس کو قابل قبول بنانے کی لے دے کر یہی ایک صورت ہو گئی ہے کہ اس اثر میں طبقات باقیہ کے جن انبیاء کا ذکر ہے، ان کے وجود کو حضور ﷺ کے وجود ظاہری کے زمانے سے پہلے ہی تسلیم کر لیا جائے تو مذکورہ بالا خرابیاں لازم نہیں آتیں ...... مگر ایک عظیم خرابی یہ مان لینے کے بعد رہ جاتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اثر مذکورہ میں طبقات باقیہ کے آخری نبی کو ہمارے نبی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ حالانکہ نبوت ہو یا خاتمیت نیز اوصاف نبوت ہوں یا کمالات رسالت کسی بات میں بھی طبقات باقیہ کے آخری نبی ہمارے نبی کی طرح نہیں۔ اس لیے کہ ہمارے نبی کی نبوت نبوت عامہ اور رسالت شاملہ ہے، جس سے دوسرے انبیاء کو مشرف نہیں کیا گیا۔ یوں ہی ہمارے نبی کی خاتمیت حقیقی خاتمیت ہے۔ رہ گئی دوسرے طبقات کے آخری نبی کی خاتمیت، وہ تو محض اعتباری اور اضافی ہے۔ پھر دونوں میں کیا مماثلت؟ اس لیے کہ دونوں میں جوہری و حقیقی فرق ہے۔

یہ ذہن نشین رہے کہ ہمارے نبی اور دوسرے طبقات کے آخری نبی کے مابین اثر مذکورہ کو قابل قبول بنانے کے لیے جو بھی معقول وجہ تشبیہ نکالی جائے گی اس میں ان انبیاء کی تخصیص رہ جائے گی، بلکہ ہمارے طبقہ کے انبیاء اور ہمارے نبی کے مابین بھی اسی طرح کی وجہ شبہ نکال کر ان کو ہمارے نبی کی طرح کہا جا سکے گا۔ لہذا اثر ابن عباس کا مضمون مہمل و بیکار ہو کر رہ جائے گا ...... اور اس سلسلے کی آخری بات یہ ہے کہ خود صاحب تحذیر الناس کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اگر ﴿خاتم النبیین﴾ میں خاتمیت زمانی مراد لی گئی تو اثر مذکورہ کو اس کے معارض ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ معنی مراد لیا جائے جو خود انھوں نے گھڑا ہے تو اثر مذکورہ غلط ہونے سے بچ جائے گی۔ اسی مضمون کی طرف تحذیر الناس (ص ۲۴) پر اشارہ کر کے (ص ۲۵) پر صاف لفظوں میں لکھ دیا کہ:

علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکورہ میں قدر نبی ﷺ میں کچھ افزائش نہیں۔

...... اور اب بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ ﴿خاتم النبیین﴾ میں ختم سے ختم زمانی مراد لینا تمام امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ تو اب اثر مذکورہ میں جو علت قادحہ ہے اس کو سمجھنے میں کسی معمولی فہم و فراست والے انسان کو بھی کوئی دشواری نہ ہو گی۔ اب اگر کوئی اثر مذکورہ کی اسناد کو صحیح ...... یا ...... حسن قرار دے رہا ہے تو صرف اتنی وجہ سے اس اثر کا مضمون اپنی

علت قادحہ کے سبب قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ اور نکتہ آفرینیوں کے سہارے اس اثر کے مضمون پر کسی عقیدے کی عمارت نہیں تعمیر کی جا سکتی۔

ان تمام مباحث کو سامنے رکھتے ہوئے ختم نبوت کے باب میں اسلام کا جو نظریہ سامنے آتا ہے، وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کے عہد میں یا آپ کے عہد کے بعد، تا قیامت اب کوئی نیا نبی نہیں پیدا کیا جائے گا۔ نہ حقیقی، نہ مجازی، نہ ظلی، نہ بروزی، نہ تشریعی، نہ غیر تشریعی، نہ اسرائیلی، نہ محمدی، شریعت محمدیہ ہی آخری شریعت ہے جو تا قیامت رہنے والی ہے۔ قرآن و حدیث میں آپ کو جو ﴿خاتم النبیین﴾ کہا گیا ہے، اس کا یہی مطلب ہے کہ آپ زمانے کے لحاظ سے آخری نبی ہیں۔ اب آپ کے عہد میں یا آپ کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی پیدا نہیں کیا جائے گا۔ یہ وہ اسلامی عقیدہ ہے جو کتاب و سنت اور اجماع امت سب ہی سے ثابت ہے۔

ان حقائق کو ذہن نشین فرما کر اب آیئے اور عہد جدید کے قاسم العلوم والخیرات کی بھی مزاج پرسی کرتے چلئے۔ آپ بانی دارالعلوم دیوبند ہیں۔ آپ نے اپنے کتاب تحذیر الناس میں لفظ ﴿خاتم النبیین﴾ میں تاویل فاسد کا سہارا لے کر غلام احمد قادیانی کے لیے دعوی نبوت کی راہ ہموار کرنے میں جو شاندار رول ادا کیا ہے، اس کے لیے امت قادیان آپ کی بجا طور پر شکر گزار ہے۔ بعض قادیانیوں کی تحریریں نظر سے گزریں ہیں، جس سے پتہ چلتا ہے کہ ختم نبوت کے باب میں قادیانیوں کا موقف بالکل وہی ہے جو صاحب تحذیر الناس مولوی قاسم نانوتوی کا ہے...... اس کا اعتراف خود مولوی قاسم نانوتوی کے بعض بہی خواہوں نے بھی کیا ہے۔ یقین نہ ہو تو اٹھا لیجیے شبستان اردو ڈائجسٹ، نئی دہلی، نومبر ۱۹۷۲ء، کو مولوی فارقلیط صاحب کے قلم سے نکلے ہوئے یہ فقرے ملیں گے۔

"بیج بویا علماء نے اور جب وہ تناور درخت ہو گیا تو اس کا پھل کھایا مرزا غلام احمد قادیانی نے"

اپنے قلم سے اپنے قاسم العلوم کا یہ عقیدہ بتایا کہ:

اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آجائے تو پھر بھی ختم نبوت نہیں ٹوٹے گی۔

علمائے دیوبند کو علمائے اہلسنت کا نام دے کر یہ کہا ہے:

علمائے اہلسنت اور قادیانی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔

چلتے چلتے بارگاہ خداوندی میں ان لفظوں میں دعا کی ہے کہ:

جو فتنہ علماء دیوبند اور قادیانیوں نے برپا کیا ہے

اس کا خاتمہ ہمیشہ کے لئے ہو جائے

فارقلیط صاحب نے ان باتوں کو اپنے گمنام دانشوروں کی طرف منسوب کیا ہے۔۔۔۔۔

خیر۔۔۔۔۔یہ فارقلیط صاحب کی بولی ہو یا ان کے دانشوروں کی، مگر بات تو بچی ہے۔ ہوں پہلے فقرے میں جس بیج کا ذکر ہے، فارقلیط صاحب کے دانشوروں کے خیال میں وہ نزول مسیح کا عقیدہ ہے۔۔۔۔۔ حالانکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ وہ بیج تحذیر الناس کی عبارت ہے۔ جس کی روشنی میں مولوی قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ سامنے آتا ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی آجائے تو بھی ختم نبوت نہیں ٹوٹے گی۔

اچھا اب آیئے اور دیکھئے یہ ہے تحذیر الناس، مطبوعہ محمدی پرنٹنگ پریس، دیوبند جس کو کتب خانہ رحیمیہ، دیوبند نے شائع کیا نہیں کہا جاسکتا کہ یہ اس کتاب کا کون سا ایڈیشن ہے۔ اولاً۔۔۔۔۔ اس کا صفحہ ۳ ملاحظہ فرمایئے:

۔۔۔۔۔صاحب تحذیر الناس رقمطراز ہیں۔۔۔۔۔

اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں، تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو۔ عوام کے خیال میں تو رسول ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ﴿ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین﴾ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہیے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارہ نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب زیادہ گوئی کا وہم ہے۔ آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جن کو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں، کیا فرق ہے جو اس کا ذکر کیا اور ان کا ذکر نہ کیا۔ دوسرے رسول ﷺ کی جانب نقصان قدر کا احتمال ہو یوں کہ اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کرتے ہیں۔ اعتبار نہ ہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے۔ باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا، اس لیے سد باب اتباع نبوت کیا ہے جو کل کے جھوٹے دعوے کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے۔ البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے پر جملہ ﴿ما کان محمد ابا احد من رجالکم﴾ اور جملہ ﴿ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین﴾ میں کیا تناسب تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں تصور نہیں۔ اگر سد باب مذکور منظور ہی تھا اس کے لیے اور بیسیوں موقعے تھے۔ بلکہ بنائے خاتمیت اور بات پر ہے، جس سے تاخر زمانی اور سد باب مذکور، خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی ﷺ دوبالا ہو جاتی ہے۔ (تحذیر الناس، ص ۳۔۴)

اب آیئے اس پوری عبارت کا حاصل مراد نمبر وار ملاحظہ فرمایئے:

-----صاحب تحذیر الناس کے نزدیک

(۱)﴿خاتم النبیین﴾ کا معنی سب میں پچھلا نبی قرار دینا عوام اور جاہلوں کا خیال ہے اہل فہم وفراست کا نہیں۔ لہذا جن جن حضرات نے ﴿خاتم النبین﴾ بمعنی آخر الانبیاء ان اوصاف کی طرح ہے جن کو فضائل میں کچھ دخل نہیں۔ لیجیے اب بالذات کے لفظ کی پیوندکاری سے جو فریب دینا تھا اس کا بھی دامن تار تار ہو گیا۔ بالآخر ﴿خاتم النبین﴾ بمعنی آخر الانبیاء کو ایسے ویسوں کے اوصاف کی طرح لکھ دیا۔

(۲)﴿خاتم النبیین﴾ کا معنی اگر آخری نبی لیا جائے گا تو ایک طرف خدا فضول کو ٹھہرے گا اور دوسری طرف قرآن بے ربط۔ دیکھ لیا آپ نے تحذیر الناس کی عبارت منقولہ کی زہر افشانیاں ہر مسلمان جانتا ہے کہ ﴿خاتم النبیین﴾ کا معنی آخری نبی ہے یہی معنی صحابہ کرام بلکہ ساری امت مسلمہ نے سمجھا۔ خود حضور ﷺ نے متواتر حدیثوں میں ﴿خاتم النبیین﴾ کا یہی معنی ارشاد فرمایا تو قطعاً بلاشبہ یہی آیت کی مراد ٹھہری۔ اب اس مراد پر جو اعتراض وارد ہوں گے وہ یقیناً خدائے عزوجل اور قرآن کریم پر ہوں گے۔ غور تو فرمایئے ساری امت تمام صحابہ اور خود سرکار رسالت کو جاہل و ناقہم، اللہ کو فضول گو، اور قرآن کو بے ربط قرار دیتے ہوئے نانوتوی صاحب نے یہ بھی نہ سوچا کہ وہ کفر پر کفر کیے جا رہے ہیں -----وہ بھی کوئی قلم ہے جو چلے بدمست شرابی کی طرح نظر آئے ----- ﴿خاتم النبیین﴾ بمعنی آخر الانبیاء کا حضور ﷺ کے اعلیٰ فضائل اور جلیل القدر کمالات و مدائح میں سے ہونا، اسی طرح ضرورت دین میں سے ہے جس طرح ﴿خاتم النبیین﴾ کا معنی آخری نبی قرار دینا ضروریات دین میں سے ہے تو جس طرح ارشاد قرآنی ﴿خاتم النبین﴾ کا معنی آخری نبی مراد نہ لینا ضروریات دین کا انکار ہے، بالکل اسی طرح ﴿خاتم النبیین﴾ بمعنی آخر الانبیاء میں فضیلت سے انکار کرنا قطعاً ضروریات دین سے انکار ہے اور شان رسالت مآب کی سخت توہین و تنقیص کرنی ہے-----اور آگے آیئے اور دیکھیے صاف اقرار ہے، کہ اس معنی متواتر اور مفہوم کے جملہ مسلمین کو جاہلوں کا خیال بتا کر، جو معنی نانوتوی صاحب نے گھڑے ہیں وہ خود ان کی اپنی ایجاد ہے۔ اکابر کا فہم وہاں تک نہیں۔

-----چنانچہ نانوتوی صاحب رقمطراز ہیں-----

نقصان شان اور چیز ہے اور خطا و نسیان اور چیز ہے۔ اگر بوجہ اتفاقی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہ پہنچا تو ان کی شان میں کیا نقصان آ گیا اور کسی نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا۔

گاہ باشد کہ کودک ناداں بغلط بر ہدف زند تیرے

(تحذیر الناس، ص ۲۶)

نانوتوی صاحب کی یہ تحریر اس بات کی دلیل ہے کہ نانوتوی صاحب (خاتم النبیین) کا معنی بتا رہے ہیں وہ اسلاف سے منقول نہیں، بلکہ خود ان کے ذہن کا اختراع ہے۔ خیال تو فرمایئے، اسی اختراعی معنی کے بل بوتے پر نانوتوی صاحب نے معنی متواتر و متوارث کو جاہلوں کا خیال بتا کر صحابہ کرام سے لے کر آج تک کے مسلمانوں کو جاہل ٹھہرایا اور اس کا عذر کم اتفاقی گھڑا ہے۔ یعنی صحابہ کرام سے لے کر آج تک جملہ اکابر ملت اسلامیہ نے اس دینی وایمانی عقیدہ ضروریہ کی طرف کم التفاتی کی، جس

کے سبب اس کو سمجھنے میں غلطی سے دوچار ہو گئے۔ وہ تو کہیے تیرہویں صدی کے ایک کودک نادان نے تیر مار لیا ورنہ کہا نہیں جا سکتا کہ اس غلطی متواتر کا سلسلہ کہاں تک پہنچا۔۔۔۔۔ اور غضب تو یہ ہے کہ یہ جاہل، نافہم اور ایک عظیم عقیدہ ایمانیہ کی طرف التفات صرف صحابہ کرام اور جمیع امت ہی کو نہیں قرار دیا بلکہ خود حضور اقدس ﷺ کی ذات والا تبار کو بھی ان خطابات کا نشانہ بنالیا ہے، اس لیے کہ سرکار رسالت ﷺ نے بھی تو یہی معنی سمجھا ہے اور بتایا ہے۔ نانوتوی صاحب کے عہد حاضر کے تمام وکلاء، اگر حضور ﷺ پر سے یہ نانوتوی تشنیعیں اٹھانا چاہتے ہیں تو آئیں اور ایک حدیث صحیح سے (خواہ وہ خبر واحد ہی کیوں نہ ہو) ثبوت دے دیں کہ آیت کے یہ معنی جو کودک نادان نے گھڑے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے کہیں فرمائے ہیں۔ اور جب نہیں بتا سکتے اور یقیناً نہیں بتا سکتے تو اقرار کریں کہ نانوتوی صاحب نے قرآن کریم کی اس تفسیر کو، جو نبی کریم، صحابہ وتابعین اور جملہ امت سے متواتر ہے، مردود و باطل ٹھہرائی اور تفسیر بالرائے کی، نیز تمام امت بلکہ خود سرکار رسالت ﷺ کو جاہل ونافہم اور ضروریات دین کی طرف کم التفات بتایا۔۔۔۔۔ مزید براں۔۔۔۔۔ جو معنی نبی کریم وصحابہ وامت نے بتائے، سمجھے، اور جسے حضور کی مدح میں شمار کیا، ان کے مراد ہونے پر اللہ عزوجل کی جانب زیادہ گوئی کا وہم رسول اللہ ﷺ کی طرف نقصان قدر کا احتمال اور قرآن عظیم پر بے ربطی کا الزام قائم کیا۔ اور جب وہ معنی یقیناً مراد ہیں اور مقام مدح میں مذکورہ ہیں تو پھر نانوتوی صاحب کے نزدیک، اللہ ورسول اور قرآن عظیم پر ان کے لگائے ہوئے سارے الزامات ثابت ہو گئے۔ ایسا لگتا ہے کہ کفر پر کفر بکنے کو نانوتوی صاحب نے ایمان سمجھ رکھا ہے۔۔۔۔۔ یہ مسئلہ بھی قابل غور ہے کہ نانوتوی صاحب نے یہ تو کہہ دیا کہ تقدیم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، مگر یہ نہیں سوچا کہ مقام مدح میں مذکور ہونے کے لیے وہی فضیلت ضروری نہیں جو بالذات ہو۔ خود نبی کے دھرم میں اگلے تمام انبیاء کی نبوت بالعرض ہے کسی کی بالذات نہیں جس پر ان کی یہ تحریر شاہد ہے۔۔۔۔۔

بالجملہ رسول اللہ ﷺ وصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور انبیاء موصوف بالعرض (تحذیر الناس ص ۸)

------باوجود اسکے قرآن عظیم میں جابجا، وصف نبوت سے ان کی مدح فرمائی گئی ہے، علاوہ ازیں جب ﴿خاتم النبیین﴾ بمعنی آخر الانبیاء کا مقام مدح میں ہونا ضروریات دین میں سے ہے فضیلت بالذات نہ ہونے کے باعث یہ کسی طرح صحیح نہیں ہوسکا تو قطعاً ظاہر ہوگیا کہ نانوتوی صاحب نے ارشاد الٰہی کو غلط مانا، یہ کفر ہوا کہ نہیں؟

------اور آگے آیئے نانوتوی صاحب رقمطراز ہیں------

ہاں اگر خاتمیت بمعنی اوصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمداں نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ ﷺ اور کسی فرد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہوجائے گی بلکہ بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس، ص ۲۵)

تحذیر الناس کے اوپر دیئے گئے حوالے کے آخری جملہ (بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا) پر خاص توجہ چاہوں گا۔ یہ تو ظاہر ہی ہے کہ جب بعد زمانہ اقدس کوئی نبی پیدا ہوگا تو حضور سب کے آخری نبی نہ ہوں گے۔ اس لیے کہ حضور بعد اور نبی ہوا۔ اور خاتمیت زمانی بقول تحذیر الناس (ص ۳) یہی تھی کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں یہ تو بداہۃً گئی اور اس کے جاتے ہی وہ خاتمیت ذاتی گھڑی تھی وہ بھی فنا ہوگئی اس لیے کہ خود تحذیر الناس میں ہے کہ ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے۔

اور ظاہر ہے کہ لازم کے انتفاء سے ملزوم کا انتفاء ہوجاتا ہے۔ تو ختم زمانی اور ختم ذاتی سب ختم و فنا ہوگئے۔ صرف نانوتوی صاحب کی بے معنی خاتمیت کا ہوا باقی رہا۔ اب یہ روشن ہوگیا کہ نانوتوی صاحب واضح طور پر ﴿خاتم النبیین﴾ سے مطلقاً کفر کر بیٹھے ہیں۔ لطیفے کی بات تو یہ ہے کہ نانوتوی صاحب نے تحذیر الناس (ص ۱۰) پر ختم زمانی کی نسبت خود لکھا ہے کہ اس کا منکر بھی کافر ہوگا۔ اور پھر (صفحہ ۲۵) تک پہنچتے پہنچتے ختم ذاتی اور ختم زمانی دونوں کا انکار کردیا اور اپنے منہ آپ ہی کافر ہوگئے------ خاتمیت کے باب میں نانوتوی صاحب کے قلم کی بدمستی کے دو ایک نمونے اور بھی ملاحظہ کرتے چلیے۔

------تحذیر الناس صفحہ ۴ پر رقمطراز ہیں------

غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جاوے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

------آگے چل کر رقمطراز ہیں------

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں فرض کیا جائے یا اسی زمین کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔(تحذیر الناس،ص ۲۵)

اس عبارت کا ابتدائی کچھ حصہ پہلے نقل کر چکا ہوں۔اپنی اس عبارت میں لفظ تجویز استعمال کر کے نانوتوی صاحب نے واضح کر دیا ہے کہ کہ جہاں جہاں انہوں نے بالفرض بالفرض کہا ہے اس سے فرض اختراعی مراد نہیں بلکہ فرض بمعنی تجویز ہے اور تجویز کا تعلق اختراعات سے نہیں ہوتا بلکہ جو چیز عقلا ممکن ہو اسی کی تجویز کی جاسکتی ہے۔

میری اس پوری تحریر کا منشا تحذیر الناس میں موجود تمام خرافات اور اس کی جملہ اہمال سرائیوں پر نقد نظر نہیں ،بلکہ معنی ﴿خاتم النبیین﴾ میں معنوی تحریف کی ہے۔اس کے اجماعی معنی کا انکار کیا ہے اور اجماعی معنی مراد لینے کو جہلا کا خیال بتا کر تمام امت مسلمہ بلکہ خود سرکار رسالت مآب ﷺ کو (نعوذ باللہ) جاہل،نافہم اور عقیدہ ضروریہ سے کم التفات قرار دیا ہے وغیرہ وغیرہ ......اور خود اس کا ایسا معنی بتایا ہے جس کی رو سے اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے جب بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے۔ ﴿خاتم النبیین﴾ کے اس جدید معنی سے امت مسلمہ کو تو کوئی فائدہ نہیں پہنچا لیکن امت قادیان نے خوب خوب فائدہ اُٹھایا۔ایسا لگتا ہے کہ نانوتوی صاحب نے اپنی نبوت کے لیے راہ ہموار کی تھی،مگر ذرا سستی کر گئے اور غلام احمد قادیانی نے بازی مار لی۔

آخر میں چلتے چلتے اس حقیقت کا بھی اظہار کرتا چلوں کہ میرے روبرو تحذیر الناس کا جدید ایڈیشن ہے جو قدیم ایڈیشنوں سے کچھ مختلف ہے۔پرانے ایڈیشنوں میں تقریبا ہر جگہ ﷺ کی جگہ مہمل بے معنی لفظ صلعم موجود ہے۔اس پر جب علمائے ملت اسلامیہ نے اعتراض کیا تو نانوتوی صاحب کے وکیلوں نے اسے نئے ایڈیشن سے نکال کے اس کی جگہ ﷺ تحریر کر دیا۔حالانکہ یہ وکلاء بھی خوب جانتے ہیں کہ ﷺ کی جگہ صلعم لکھ کر نانوتوی صاحب جو محرومیاں اپنے ساتھ لے گئے ہیں،بعد والوں کی اصلاح سے ان میں کمی نہ ہوگی......یوں ہی زیر نظر ایڈیشن کے صفحہ ۱۳ اور صفحہ ۱۴ پر حاشیے بھی چڑھا دیئے گئے ہیں۔مگر اس حاشیہ نگاری کے باوجود بات جہاں تھی وہیں پر رہ گئی۔اور نانوتوی صاحب کے داغ دار دامن کی صفائی نہ ہو سکی۔بالکل واضح اور ظاہر المراد عبارتوں پر حاشیہ چڑھانا بتا رہا ہے کہ ان حواشی کا منشاء حقائق پر پردہ ڈالنا ہے۔اچھا آیئے ان حاشیہ آرائیوں کا جائزہ بھی لیتے چلیے۔پہلے تحذیر الناس کی (صفحہ ۳،۴) کی وہ عبارت نظر کے سامنے رکھ لیجیے جس کو میں نقل کر چکا ہوں۔پہلا حاشیہ اول معنی خاتم النبیین......الخ،پر ہے اور وہ یہ ہے۔یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے۔یعنی آیت کریمہ میں جو آنحضرت ﷺ کو ﴿خاتم النبیین﴾ فرمایا گیا ہے اول اس کے معنی سمجھنے چاہئیں (حاشیہ نمبر ۱،صفحہ ۳)

دوسرا حاشیہ: سو عوام کا خیال ۔۔۔۔۔الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے۔

یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول ﷺ فقط اس معنی پر ﴿خاتم النبیین﴾ ہیں کہ آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ یعنی یہ عوام کا خیال ہے، جس میں حضور ﷺ کی فضیلت کما حقہ کا اظہار نہیں ہوتا ہے (حاشیہ نمبر ۲، صفحہ ۳)

۔۔۔۔۔ تیسرا حاشیہ: مگر اہل فہم پر روشن ۔۔۔۔۔الخ، پر ہے اور وہ یہ ہے۔۔۔۔۔

عوام کے اس خیال کے مطابق۔ یعنی محض تقدیم وتاخر زمانی سے آنحضرت ﷺ کیلئے بالذات کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی حالانکہ منطوق قرآن بیان فضیلت کامل کے لیے ہے۔ لہذا ﴿خاتم النبیین﴾ کے ایسے معنی لینے چاہئیں کہ جس سے پورے طور پر کامل واکمل فضیلت محمدی ﷺ ثابت ہو (حاشیہ نمبر ۳، صفحہ ۳)

۔۔۔۔۔ چوتھا حاشیہ: ص ۱۳ پر ہے اور وہ یہ ہے ۔۔۔۔۔ یعنی اگر بالفرض آپ کے زمانے میں یا بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا

جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ ﷺ میں فرق نہ آئے گا کیوں کہ فخر عالم ﷺ خاتم فقط اس معنی پر نہیں کہ آپ سب سے پچھلے زمانہ کے نبی ہیں۔ (جیسا عوام کا خیال ہے) بلکہ جیسے آپ خاتم زمانی ہیں ویسے ہی آپ خاتم ذاتی اور خاتم رتبی نبی تھے جس قدر کمالات اور مراتب نبوت ہیں وہ سب آپ کی ذات ستودہ صفات پر ختم ہیں زمانہ نبوت بھی آپ پر ختم ہے، مکان نبوت بھی آپ پر ختم اور مراتب نبوت بھی آپ پر ختم ہیں۔ (حاشیہ نمبر ا، ص ۱۳)

ان حواشی میں پہلے حاشیہ کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ اصل کتاب ہی سے یہ مفہوم بخوبی سمجھ میں آجاتا ہے۔ دوسرے حاشیہ میں لفظ فقط حاشیہ نگار نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے۔ اصل عبارت کتاب میں نہ یہ موجود ہے اور نہ اس سے مفہوم۔ یوں ہی لفظ کما حقہ بھی حاشیہ نگار ہی کا اضافہ ہے اسکے باوجود بھی بات نہ بنی اس لیے کہ اعتراض یہی تو ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی نے "خاتم النبیین" کے اجماعی معنی کو عوام وجہال کا خیال ٹھہرا کر غلط بتایا ہے اور منکر اجماع اُمت ہو گئے ہیں نیز تمام صحابہ وتابعین اور جمیع علمائے اُمت یہاں تک کہ خود ذات رسول کریم کو عوام کی صف میں لا کھڑا دیا ہے۔ یہاں تک کہ سلف کے عقیدے سے ہٹ کر "خاتم النبیین" بمعنی آخر الانبیاء ہونے میں آپ کی شایان شان فضیلت سے انکار کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ یہ اعتراجات اس دوسری حاشیہ نگاری کے بعد بھی اصل کتاب پر بدستور قائم رہتے ہیں۔ بلکہ یہ حاشیہ بھی ان اعتراضات کے پورے نشانے پر ہے۔

اب تیسرا حاشیہ ملاحظہ فرمایئے۔ اصل کتاب میں جو بالذات کچھ فضیلت نہیں کا فقرہ ہے حاشیہ میں اسکا ترجمہ حاشیہ نگار نے یہ کیا ہے کہ "بالذات کوئی خاص فضیلت ثابت نہیں ہوتی" غور فرمایئے" کچھ فضیلت نہیں اور کوئی

خاص فضیلت نہیں" کیا ان دونوں کا ایک ہی مطلب ہے؟ کیا دونوں کے دو مفہوم نہیں ہیں؟ کیا پہلے فقرے میں بالذات فضیلت کا بالکل انکار اور دوسرے فقرے میں در پردہ دبے لفظوں میں بالذات فضیلت کا بہت نہیں تو کچھ ہی سہی خاص نہیں تو عام ہی سہی اقرار ہے کہ نہیں؟ اس کے سوا اس حاشیہ پر یہ اعتراض بھی وارد ہوتا ہے کہ اس پر اُمت کا اجماع ہے کہ خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء میں رسول کریم ﷺ کے لیے بڑی فضیلت ہے الغرض یہ وصف رسول کریم ﷺ کے اعلیٰ فضائل اور جلیل القدر کمالات سے ہے تو اب اس وصف میں کامل فضیلت کا انکار اجماع اُمت کا انکار ہو کہ نہیں؟

اب آیئے چوتھا حاشیہ بھی دیکھ لیجیے: اس حاشیہ میں بریکٹ کے درمیان جو جملہ ہے وہ بھی حاشیہ نگار کا ہی ہے۔ یہ حاشیہ بھی عجیب وغریب ہے جو اپنے دامن میں فریب کاریوں کا ایک طوفان لیے ہوئے ہے غور کیجیے اصل کتاب کی عبارت تو یہ ہے کہ!

"اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا" (ص ۳۵)

اور حاشیہ میں اسکا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ! بالفرض آپ کے بعد بھی کوئی نبی فرض کیا جائے تو بھی خاتمیت محمدیہ میں فرق نہ

آئے گا۔ (ص ۱۳ ابر حاشیہ)

غور فرمایئے کیا تعلق ہے اس حاشیہ کا اس اصل سے؟ اصل میں تو بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہونے کی بات ہے۔ لیکن حاشیہ میں بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی فرض کرلیا جائے کا ذکر ہے آخر کون سی لغت ہے جس میں پیدا ہونے کا ترجمہ فرض کیا جائے تحریر ہے۔ پیدا ہونا اور ہے اور فرض کیا جانا اور۔ دونوں کے اثرات ونتائج بالکل الگ الگ ہیں۔ مثلاً اگر بالفرض حاشیہ نگار صاحب کے گھر میں کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ صاحب اولاد کہلائیں گے لیکن اگر بالفرض ان کے گھر میں کوئی بچہ فرض کیا جائے تو وہ لاولد ہی رہیں گے۔

المختصر:

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو یقیناً خاتمیت محمدی کے اجماعی معنی پر زبردست اثر پڑے گا۔ ناظرین کرام اصل کتاب اور حاشیہ کی عبارتوں پر جس قدر غور کریں گے حاشیہ نگار کے دجل وفریب کا دامن تار تار ہوتا جائے گا۔ اب اسی حاشیہ کی اس کے بعد کی عبارت ملاحظہ کیجیے۔ اس میں بھی لفظ فقط کا بیجا اضافہ ہے۔ بایں ہمہ کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس لیے کہ فخر دو عالم ﷺ کا اس معنی میں خاتم ہونا کہ آپ سب سے پچھلے زمانہ کے نبی

ہیں یہ عوام کا خیال نہیں ہے بلکہ یہی رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔یہی صحابہ و تابعین کا عقیدہ ہے اور یہی ساری اُمت مسلمہ کا نظریہ ہے۔لہذا اس کو عوام کا خیال ٹھہرانا اس کو غیر صحیح سمجھنا ان عظیم بارگاہوں کی زبردست توہین ہے اور لفظ خاتم النبیین کے اجماعی معنی کا انکار ہے۔ظاہر ہے کہ اس جرأت کے بعد کوئی کچھ بھی ہو مگر مسلمان نہیں ہو سکتا۔حاشیہ میں یہ کہنا کہ آپ خاتم زمانی بھی ہیں خاتم ذاتی بھی اور خاتم رُتبی بھی، بحث کو ایک دوسرا رخ دینا ہے۔سوال یہ نہیں ہے کہ آپ کیا کیا ہیں بلکہ سوال صرف اتنا ہے کہ ارشاد الٰہی میں لفظ خاتم النبیین کا معنی مراد کیا ہے؟ تو اجماع اُمت کی طرف سے اسکا جواب ہے کہ اس لفظ قرآنی کا معنی مراد آخر الانبیاء ہے یعنی حضور ﷺ زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی ہیں ۔لہذا آپ کے عہد میں یا آپ کے بعد کسی نئے نبی کا تصور نہیں کیا جا سکتا مگر صاحب تحذیر الناس کا کہنا یہ ہے کہ حضور ﷺ ایسے معنی میں خاتم النبیین ہیں کہ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔غور کیجیے کہ اب اگر صاحب تحذیر الناس خاتم النبیین کا معنی یہ بھی لیتے کہ حضور ﷺ خاتم زمانی بھی ہیں تو ہر گز یہ دعویٰ نہ کرتے کہ اگر

بالفرض آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہو جب بھی آپ کی خاتمیت میں فرق نہ آئے گا۔خاتم النبیین کے معنی مراد میں خاتمیت زمانی کو شامل کر لینے کے بعد مذکورہ بالا دعویٰ کی توقع کسی پاگل سے بھی نہیں کی جا سکتی چہ جائیکہ ایک جماعت کے قاسم العلوم والخیرات سے کی جائے۔اور اگر آپ یہ کہیں کہ خاتم النبیین کا معنی مراد تو وہی ہے جس کی طرف ہمارے قاسم العلوم صاحب نے ارشاد کیا ہے یعنی خاتمیت ذاتی۔مگر خاتمیت زمانی ومکانی اس کو لازم ہے جیسا کہ خود نانوتوی صاحب نے

کہا ہے ختم نبوت بمعنی معروض کو ختم زمانی لازم ہے(ص ۸)۔۔۔تو میں عرض کروں گا مذکورہ بالا دعویٰ کے بعد نانوتوی صاحب رسول کریم ﷺ کی ختم زمانی اور اپنی گھڑی ہوئی ختم ذاتی دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے جیسا کہ میں اس کی طرف مفصل اشارہ کر چکا ہوں۔۔۔المختصر۔۔نانوتوی صاحب کے داغدار دامن کو صاف کرنے کیلئے بصورت حاشیہ نگاری جو ایک کوشش کی گئی ہے وہ صرف یہی نہیں کہ بے سود ہے بلکہ مجرمانہ ذہنیت کی پیداوار ہے۔

بحمدہ تعالیٰ تمام منازل تحقیقات کو طے کرتا ہوا اب میں وہاں آگیا ہوں جہاں سے مولوی قاسم نانوتوی دارالعلوم دیوبند کی ضیافت طبع کے لیے فتاویٰ دارالعلوم دیوبند سے ایک تحفہ نکال کر انہیں پیش کر دوں۔وہ تو چلے گئے جہاں جانا تھا شاید کہ ان کے روحانی وارثین کا اس تحفے سے کچھ بھلا ہو جائے۔اچھا اٹھایئے "امداد المفتین" فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج اص ۸ پر لکھا ہوا ہے!

"دراصل ملحد وزندیق، اصطلاح میں وہ لوگ ہیں جو بظاہر تو اصول اسلام قرآن وحدیث کے ماننے کے مدعی ہوں اور مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھتے ہوں مگر نصوص شرعیہ میں تحریفات کر کے ان ظواہر کے خلاف اور جمہور سلف کے خلاف نئے نئے معنی تراشتے ہوں"۔

پہلے ثابت کیا جاچکا ہے کہ صاحب تحذیر الناس نے ارشاد قرآنی خاتم النبیین کا جو معنی بتایا ہے وہ خود ان کے اعتراف کی روشنی میں انکی اپنی ایجاد ہے جو ظاہر ارشاد ربانی اور جمہور سلف کے خلاف ہے۔ اب شکل اول تیار کر لیجیے۔۔۔ مولوی قاسم نانوتوی نے نص شرعی یعنی خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کی اور اس لفظ خاتم النبیین کا ظاہر اور جمہور سلف کے خلاف معنی تراشا اور جو ایسا کرے وہ ملحد وزندیق

ہے۔۔۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی قاسم نانوتوی ملحد وزندیق ہے۔

مذکورہ بالا قیاس کا صغریٰ میں پہلے ثابت کر چکا ہوں اور کبریٰ فتاویٰ دار العلوم دیو بند سے ثابت ہے تو اب جو اسکا لازمی نتیجہ ہے اس سے انکار کی گنجائش ہی کب رہ جاتی ہے۔۔۔ آخر میں دو مبارک تحریریں حصول برکت کے لیے نقل کیے دیتا ہوں۔ یہ مقدس تحریریں گنبد خضریٰ کے انوار وتجلیات کے سائے میں صفحہ قرطاس پر منتقل کی گئی ہیں۔ پہلی تحریر محقق المعی مدقق لوذعی حضرت مولانا سید شریف برزنجی مفتی الشافعی بالمدینۃ المنورۃ کی ہے اور دوسری تحریر فاضل شہیر حضرت مولانا شیخ محمد عزیز الوزیر مالکی مغربی اندلسی مدنی تونسی کی ہے۔

﴿1﴾

ووقع الاجماع من اول الامة الى آخرها بين المسلمين على ان نبينا محمد ﷺ خاتم النبين و آخرهم لا يجوز فی زمانه ولا بعده نبوة جديدة لاحد من البشر

وان من ادعى ذلك فقد كفر اما الفرقة المسماة بالاميرية والفرقة المسماة بالقاسمية وقولهم لو فرض فی زمنه ﷺ بل لو حدث بعده نبی جديد لم يخل ذلك بخاتمية ۔۔۔ الخ فهو قول صريح فی تجويز نبوة جديده لاحد بعده ولا شك ان من جوز ذلك فهو كافر باجماع علماء المسلمين وهم عند الله من الخسرين وعليهم وعلى من رضى بمقالتهم تلك ان لم يتوبوا غضب الله و لعنة الى يوم الدين(٦٥)

ترجمہ: اور تمام امت اسلام کا اول سے آخر تک اجماع ہے کہ ہمارے نبی محمد ﷺ سب انبیاء کے خاتم اور سب پیغمبروں سے پچھلے ہیں نہ انکے زمانے میں کسی شخص کے لیے نئی نبوت ممکن اور نہ انکے بعد۔ اور جو اس کا ادعا کرے وہ بلا شبہ کافر ہے۔ اور رہے امیر احمد، نذیر احمد، اور قاسم نانوتوی کے فرقے اور انکا کہنا کہ اگر حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں کوئی نبی فرض کیا جائے بلکہ حضور کے بعد کوئی نبی پیدا ہو تو اس سے خاتمیت محمدیہ میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ الخ۔ تو اس قول سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ نبی ﷺ کے
بعد کسی کو نبوت جدیدہ ملنی جائز مان رہے ہیں اور کچھ شک نہیں جو اسے جائز مانے وہ بالا جماع علمائے اُمت کافر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیاں کار اور ان لوگوں پر اور جو انکی اس بات پر راضی ہو اس پر اللہ کا غضب اور اسکی لعنت ہے قیامت تک اگر تائب نہ ہوں۔

﴿2﴾

وکذلك من ادعی نبوة احد مع نبینا ﷺ او بعده او ادعی النبوة لنفسه او جوز اکتسابها قال خلیل !او ادعی شرکا مع نبوة علیه الصلوة والسلام او بعده او جوز اکتسابها و کذلك من ادعی انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة قال !فهو لاء کفار مکذبون للنبی ﷺ لانه اخبر انه خاتم النبین واجمعت الامة علی ان هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد منه دون تاویل ولا تخصیص فلا شك فی کفر هئو لاء الطوائف کلها قطعا اجماعا وسمعا۔ (۲۲)

ترجمہ: ایسے ہی جو نبی ﷺ کے زمانہ میں یا حضور کے بعد کسی کو نبوت ملنے کا ادعاء کرے یا اپنی نبوت کا دعویٰ کرے یا کہے نبوت کسب سے مل سکتی ہے۔ علامہ خلیل نے فرمایا! جو حضور کی نبوت میں کسی کو شریک مانے یا حضور کے بعد کسی کو نبی جانے یا کہے کہ نبوت کسی عمل سے حاصل ہو سکتی ہے اور ایسے ہی جو اپنی طرف وحی آنے کا دعویٰ کرے اگر چہ نبوت کا مدعی نہ ہو فرمایا! کہ یہ سب کے سب کافر ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ اس لیے کہ حضور نے خبر دی ہے کہ وہ سب پیغمبروں کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور یہ کہ وہ تمام جہاں کیلیے بھیجے گئے۔ اور تمام اُمت نے اجماع کیا ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے اور اس سے جو سمجھا جاتا ہے وہی مراد ہے نہ اس میں کوئی تاویل ہے نہ تخصیص تو ان سب طائفوں کے کفر میں اصلاً شک نہیں یقین کی رو سے اجماع کی رو سے اور قرآن و حدیث کی رو سے۔

وما علینا الا البلاغ والحمد للہ رب العلمین وافضل الصلوۃ واکمل السلام علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ

وذریاتہ اجمعین! آمین۔

﴿حواشی وحواجات﴾

۱۔الجامع الاحکام القرآن ج ۷ ح ۱۴ سورۃ الاحزاب ۳۳/۴۰ص ۱۹۶

۲۔جامع البیان فی تفسیر القرآن ج ۱۰ ح ۲۲ سورۃ الاحزاب ۱۲،۱۳

۳۔تفسیر الجلالین سورۃ الاحزاب ۳۳/۴۰ص ۳۲۳

۴۔تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان علی حاشیہ جامع البیان فی تفسیر القرآن ج ۱۰ ح ۲۲ سورۃ الاحزاب ۳۳/۴۰ص ۱۵

۵۔تفسیر کبیر ج ۹ ح ۲۵ سورۃ الاحزاب ۳۳/۴۰ص ۱۷۱

۶۔تفسیر ابی سعود ح ۴ سورۃ الاحزاب ص ۲۱۳

۷۔تفسیر مدارک التنزیل علی حاشیہ الخازن ج ۳ سورۃ الاحزاب ص ۵۰۳

۸۔تفسیر روح المعانی ح ۲۲ سورۃ الاحزاب ۳۳/۴۰ص ۳۰۰

۹۔اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح کے کتاب المناقب باب ختم النبیین برقم:۳۵۳۵ میں، مسلم نے اپنی صحیح کے کتاب الفضائل باب ذکر کونہ خاتم النبیین برقم ۲۲۔۲۲۸۶ میں، احمد نے المسند کتاب باقی مسند المکثرین باب باقی المسند السابق برقم ۸۹۱۷، اور نسائی نے سنن الکبریٰ برقم ۱۱۴۲۲ میں باختلاف الفاظ روایت کیا اور ولی الدین تبریزی نے مشکوٰۃ المصابیح برقم ۵۷۴۴۔۶ میں نقل کیا ہے۔اسی طرح حدیث ابی ہریرہ کے انہی الفاظ کو امام سیوطی نے اپنی تفسیر الدر المنثور الجزء السادس سورۃ الاحزاب ۳۳/۴۰ص ۵۴۴ میں نقل کیا ہے۔

۱۰۔حدیث جابر کو امام بخاری نے اپنی صحیح کے کتاب المناقب باب ختم النبیین برقم ۳۵۳۴ میں، مسلم نے اپنی صحیح کے کتاب الفضائل باب ذکر کونہ خاتم النبیین برقم ۲۳۔۲۲۸۷ میں، ترمذی نے جامع الترمذی کے کتاب المناقب باب فی فضل النبی ﷺ برقم ۳۶۱۳ میں، احمد نے المسند کے کتاب المکثرین باب سند جابر بن عبداللہ برقم ۸۹۱۷ میں روایت کیا ہے اور امام سیوطی نے الدر المنثور ۶/۵۴۴ میں نقل کیا ہے۔

۱۱۔حدیث ابی بن کعب کو امام احمد نے المسند کے کتاب مسند الانصار باب حدیث الطفیل بن ابی بن کعب عن ابیہ برقم ۲۰۷۳۲ میں روایت کیا اور امام سیوطی نے الدر المنثور ۶/۵۴۵ میں نقل کیا ہے۔

۱۲۔حدیث ابی الخدری کو امام مسلم نے اپنی صحیح کے کتاب الفضائل باب ذکر کونہ خاتم النبیین برقم ۲۲۸۶ میں احمد نے

المسند کے کتاب باقی مسند المکثرین باب مسند ابی سعید الخدری برقم ۱۰۶۸۳ میں روایت کیا ہے اور امام سیوطی نے الدر المنثور ۶/۵۴۴ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۔الجامع الاحکام القرآن ج ۷ ح ۱۴ سورۃ الاحزاب ۳۳/۴۰ ص ۱۹۷

۱۴۔تفسیر ابن کثیر ج ۳ سورۃ الاحزاب ۳۳/۴۰ ص ۴۹۴

۱۵۔صحیح البخاری برقم ۳۵۳۴

۱۶۔صحیح مسلم برقم ۲۳۔۲۲۸۷

۱۷۔جامع الترمذی برقم ۳۶۱۳

۱۸۔تفسیر ابن کثیر ج ۳ سورۃ الاحزاب ۳۳/۴۰ ص ۴۹۳۔۴۹۴

۱۹۔حدیث ابی بن کعب کو امام احمد نے المسند برقم ۲۰۷۳۷ میں حدیث جابر کو امام بخاری نے اپنی صحیح برقم ۳۵۳۴ میں ترمذی نے جامع الترمذی برقم ۳۶۱۳ میں احمد نے المسند برقم ۸۹۱۷ میں حدیث ابی سعید کو امام مسلم نے اپنی صحیح برقم ۲۲۔۲۲۸۶ میں امام احمد نے المسند برقم ۱۰۶۸۳ میں اور حدیث ابی ھریرہ کو امام بخاری نے اپنی صحیح برقم ۳۵۳۵ میں مسلم نے اپنی صحیح برقم ۲۱۔۲۲۸۶ میں نسائی نے سنن الکبریٰ برقم ۱۱۴۲۲ میں احمد نے المسند برقم ۸۹۱۷ میں روایت کیا ہے۔

۲۰۔تفسیر روح البیان ج ۷ ح ۲۲ سورۃ الاحزاب ص ۱۸۸

۲۱۔تفسیر ابن کثیر ج ۳ سورۃ الاحزاب ص ۴۹۳

۲۲۔الاشباہ والنظائر الفن الثانی الفوائد کتاب السیر ص ۲۲۲

۲۳۔تفسیر روح البیان ج ۷ ح ۲۲ سورۃ الاحزاب ص ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹

۲۴۔تفسیر البغوی المعروف بہ معالم التنزیل ح ۵ سورۃ الاحزاب ص ۲۶۵

۲۵۔تفسیر الخازن ج ۳ سورۃ الاحزاب ص ۵۰۳

۲۶۔التفسیرات الاحمدیہ ومن بعثت سورۃ الاحزاب ص ۶۲۳

۲۷۔تفسیر روح المعانی ح ۲۲ سورۃ الاحزاب ۳۳/۴۰ ص ۳۰۰

۲۸۔اس حدیث کو امام ابو داؤد نے اپنی سنن کے کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلھا برقم ۴۲۵۲ میں ابن ماجہ اپنی سنن کے

ابواب الفتن باب ما یکون من الفتن برقم ۳۹۵۲ میں اور امام احمد نے المسند ۵/۲۷۸ میں روایت کیا ہے۔

۲۹۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب الرقاق الفصل الثانی برقم ۵۴۰۶۔۲۸ والدر المنثور ۶/۵۴۴ سورۃ الاحزاب

۳۰۔ ان الفاظ حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی سنن کے کتاب الادب باب فی الرویا برقم ۵۰۱۷ میں روایت کیا ہے۔

۳۱۔ الجامع الاحکام القرآن ج ۷ ح ۱۴ سورۃ الاحزاب ۳۳/۴۰ ص ۱۹۷

۳۲۔ تفسیر ابن کثیر ج ۳ سورۃ الاحزاب ص ۴۹۳

۳۳۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح کے کتاب التعبیر باب المبشرات برقم ۶۹۹۰

میں **لم یبق من النبوۃ الا المبشرات،قالو ما المبشرات ؟قال الرویا الصالحہ** کے

الفاظ سے روایت کیا ہے۔

۳۴۔ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۳

۳۵۔ صحیح مسلم برقم ۵۔۵۲۳

۳۶۔ جامع الترمذی کتاب کتاب السیر باب ما جاء فی الغنیمہ برقم ۱۵۵۳

۳۷۔ سنن ابن ماجہ ابواب الطہارۃ باب ما جاء فی التیمم برقم ۵۶۷ ایضاً رواہ احمد فی المسند ۲/۴۱۲ ذکرہ التبریزی فی مشکوٰۃ برقم ۵۷۴۸۔۱۰

۳۸۔ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۳

۳۹۔ اس حدیث کو امام احمد نے المسند برقم ۱۷۱۵۰۔۱۷۱۵۱ میں اور بغوی نے شرح السنۃ ۷/۱۳ برقم ۳۵۲ میں روایت کیا ہے اور ولی الدین تبریزی نے مشکوٰۃ المصابیح کے کتاب الفضائل والشمائل باب فضائل سید المرسلین الفصل الاول برقم ۵۷۵۹۔۲۱ میں اور علامہ نبہانی نے الفتح الکبیر برقم ۴۵۵۷ میں المسند طبرانی کبیر مستدرک للحاکم حلیۃ الاولیاء اور شعب الایمان للبیہقی کے حوالے سے **انی عند اللہ فی ام الکتاب لخاتم النبین** ۔الحدیث کے الفاظ سے نقل کیا ہے اور

بیہقی نے دلائل النبوۃ ۲/۸۰ میں **انی عبد اللہ و خاتم النبین** کے الفاظ سے روایت کیا ہے۔

۴۰۔ اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح برقم ۳۵۳۲ میں مسلم نے اپنی صحیح ۱۲۴۔۲۳۵۴ میں ترمذی نے جامع الترمذی برقم ۲۸۴۲ میں امام مالک نے الموطأ کے کتاب اسماء النبی ﷺ برقم ۱ میں دارمی نے اپنی سنن برقم ۲۷۷۵ میں اور امام احمد نے المسند ۴/۸۰ ۔۸۴ میں روایت کیا ہے اور تبریزی کے مشکوٰۃ المصابیح برقم ۵۷۷۶۔۱ میں اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر

۳/۲۹۴ میں نقل کیا ہے۔

۴۱۔شرح صحیح مسلم للنووی برقم: ۱۲۴۔۲۳۵۴

۴۲۔اشعۃ اللمعات ج ۴ کتاب الفتن باب اسماء النبی ﷺ وصفاتہ فصل اول ص ۲۸۲

۴۳۔مدارج النبوۃ ج ۱ باب ہفتم اسماء شریف آنحضرت ﷺ ص ۱۵۵ اور اس میں ہے کہ عاقب پس آئندہ یعنی خاتم الانبیاء

۴۴۔المسند ۲/۲۱۲

۴۵۔اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح کے کتاب الفضائل باب فی اسمائہ ﷺ برقم: ۱۲۶۔۲۳۵۵ اور امام احمد نے المسند ۴/۳۹۵ میں روایت کیا ہے اور ولی الدین تبریزی نے مشکوۃ المصابیح باب اسماء النبی ﷺ برقم: ۵۷۷۷۔۲ میں اور علامہ یوسف نبہانی الفتح الکبیر برقم ۲۷۹۳ میں صحیح مسلم اور المسند اور طبرانی کبیر کے حوالے سے برقم: ۲۷۹۲ میں ابن سعد کے حوالے سے کچھ الفاظ کے اختلاف سے نقل کیا ہے۔

۴۶۔شرح صحیح مسلم برقم: ۱۲۶۔۲۳۵۵

۴۷۔مرقاۃ المفاتیح باب اسماء النبی ﷺ برقم ۵۷۷۷۔۲

۴۸۔اشعۃ اللمعات ج ۴ کتاب الفتن باب اسماء النبی ﷺ وصفاتہ فصل اول ص ۲۸۳

۴۹۔المواہب اللدنیہ ج ۱ المقصد الثانی فی ذکر اسمائہ الشریفۃ الخ ص ۳۷۶

۵۰۔اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح کے کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل برقم: ۳۴۵۵ میں، مسلم نے اپنی صحیح کے کتاب الامارۃ باب وجوب الوفاء بیعۃ الخلیفۃ الخ برقم: ۴۴۔۱۸۴۲ میں، احمد نے المسند ۲/۲۹۷ میں روایت کیا ہے۔اور ولی الدین تبریزی نے مشکوۃ المصابیح کے کتاب الامارۃ برقم: ۳۶۷۵۔۱۵ میں نقل کیا ہے۔

۵۱۔اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے اپنی سنن ابواب الفتن باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم الخ برقم: ۴۰۷۷ میں روایت کیا ہے۔

۵۲۔اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح کے کتاب الفضائل باب مناقب علی بن ابی طالب برقم: ۳۷۰۶ میں اور مسلم نے اپنی صحیح کے کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل علی بن ابی طالب برقم: ۳۰۔۲۴۰۴ میں روایت کیا ہے۔

۵۳۔سورج سے بھی زیادہ روشن

۵۴۔اس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی سنن کے کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلھا برقم: ۴۲۵۲ میں اور امام احمد نے

المسند ۵/ ۲۸۷ میں روایت کیا ہے۔امام بخاری نے اپنی صحیح برقم: ۳۵۳۵ میں اور امام مسلم نے اپنی صحیح برقم: ۲۲-۲۲۸۶ میں روایت کیا ہے اور ان الفاظ کو علامہ نبہانی نے الفتح الکبیر برقم: ۲۷۸۹ میں سنن الدارمی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۵۵۔ان الفاظ کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے جامع الترمذی میں اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں مذکورہ آیت کے تحت ذکر کیا ہے۔دیکھیے حدیث (۵)

۵۶۔ان الفاظ حدیث کو ابن ماجہ نے اپنی سنن برقم: ۴۰۷۷ میں روایت کیا ہے۔

۵۷۔اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ امام ترمذی نے جامع الترمذی کے ابواب المناقب برقم: ۳۶۰۹ میں روایت کیا اور فرمایا! ''**هذا حديث حسن صحيح غريب عن ابى هريرة**'' اور ولی الدین تبریزی نے مشکوۃ المصابیح کے کتاب الفضائل والشمائل باب فضائل سید المرسلین ﷺ الفصل الثانی برقم: ۵۷۵۸-۲۰ میں نقل کیا ہے۔

۵۸۔المستدرک للحاکم ج ۲ کتاب التفسیر تفسیر سورۃ الاحزاب ص ۴۵۳ (۲/۴۱۸) برقم: ۳۵۶۶/۱۷۰۳

۵۹۔دلائل النبوۃ ج ۲ ابواب المبعث باب الوقت الذی کتب محمد ﷺ نبیاً ص ۱۳۰

۶۰۔جامع الترمذی کتاب المناقب باب فضل النبی ﷺ برقم: ۳۶۰۹

۶۱۔المسند ۵/ ۵۹ ۶۲۔المستدرک للحاکم ۲/ ۶۰۸-۶۰۹

۶۳۔دلائل النبوۃ ج ا باب ذکر مولد المصطفیٰ الخ ص ۸۵، ۳۰/ ۱۲۹

۶۴۔مدارج النبوۃ ج ا باب اول در بیان حسن خلقت و جمال ص ۲

۶۵۔حسام الحرمین صورۃ ما کتبہ السید الشریف احمد البرزنجی مطبوعہ دار العلوم امجدیہ ص ۱۰۲، نسخہ مکتبہ نبویہ ص ۱۳۵-۱۳۶

۶۶۔حسام الحرمین صورۃ مارقمہ الشیخ محمد العزیز الوزیر مطبوعہ دار العلوم امجدیہ ص ۱۱۳-۱۱۴، نسخہ مکتبہ نبویہ ص ۱۵۱

﴿ماخذ و مراجع﴾

☆الاشباہ والنظائر: لابن نجیم زین الدین بن ابراہیم المصری الحنفی (۹۷۰ھ) دار الفکر المعاصر بیروت دمشق ۱۹۹۹ء

☆اشعۃ اللمعات: شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۹۷۶ء

☆تحذیر الناس: مولوی قاسم نانوتوی مکتبہ رحیمیہ دیوبند و ایضاً محمدی پبلشنگ کمپنی دیوبند

☆التفسیرات الاحمدیہ: حافظ احمد المعروف مُلا جیون بن ابی سعید بن عبید اللہ الحنفی الصدیقی (۱۱۳۰ھ) مکتبہ حقانیہ پشاور

☆تفسیر ابی السعود: قاضی ابی السعد محمد العمادی مطبع محمد علی صبیح بمیدان الازہر مصر
تفسیر بغوی المعروف بہ معالم التنزیل: بغوی ابی محمد الحسین بن مسعود الفراء (۵۱۶ھ) مطبع مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ بمصر طبع دوم ۱۳۷۵ھ ۱۹۵۵م
☆تفسیر الخازن: علامہ علاؤ الدین علی بن محمد البغدادی دار الکتب العربیہ پشاور
☆تفسیر جلالین: امام جلال الدین سیوطی، و المحلی، دار احیاء التراث العربی بیروت طبع اول ۱۴۲۰ھ۔۱۹۹۹م
☆تفسیر روح البیان: علامہ اسماعیل حقی بروسی (۱۱۳۷ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت طبع السابع ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵م
☆تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان: علامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین علی ھامش نیشاپوری جامع البیان طبع اول مطبع الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر ۱۳۲۸ھ
☆تفسیر کبیر: امام فخر الدین رازی، دار احیاء التراث العربی بیروت طبع دوم ۱۴۲۰ھ۔۱۹۹۹م
☆جامع البیان فی تفسیر القرآن: ابی جعفر محمد بن جریر طبری (۳۱۰ھ) طبع اول مطبع الکبریٰ الامیریہ بولاق مصر ۱۳۲۸ھ
☆جامع ترمذی: امام ابی عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی (۲۷۹ھ) دار السلام النشر والتوزیع الریاض
☆الجامع الاحکام القرآن: ابی عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، دار احیاء التراث العربی بیروت طبع اول ۱۴۱۶ھ۱۹۹۵م
☆حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین: امام احمد رضا (۱۳۴۰ھ) دار العلوم امجدیہ کراچی ۲۰۰۰م، ایضاً مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور ۱۳۹۵ھ
☆الدر المنثور فی تفسیر بالماثور: امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت طبع اول ۱۴۲۱ھ۔۲۰۰۱م
دلائل النبوۃ: ابی بکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اول ۱۴۲۳ھ
☆سنن ابن ماجہ: امام ابی عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی (۲۷۳ھ) دار السلام النشر والتوزیع الریاض
☆سنن ابی داؤد: امام ابی داؤد سلیمان بن اشعث السجستانی (۲۷۵ھ) دار السلام النشر والتوزیع الریاض
☆سنن دارمی: امام ابی محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۲۵۵ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اول ۱۴۱۷ھ
☆سنن نسائی: امام ابی عبد الرحمٰن احمد بن شعیب النسائی (۳۰۳ھ) دار السلام النشر والتوزیع الریاض

☆شبستان اردو ڈائجسٹ: دہلی نومبر ۱۹۷۲ء
☆شرح السنۃ: بغوی ابی محمد الحسین بن مسعود (۵۱۶ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت طبع دوم ۱۴۲۴ھ
☆شرح صحیح مسلم نووی: امام یحییٰ بن شرف الشافعی (۶۷۶ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اول ۱۴۲۰ھ
☆صحیح البخاری: امام ابی عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری (۲۵۶ھ) دار السلام النشر والتوزیع الریاض
☆صحیح مسلم: امام ابی الحسین مسلم بن الحجاج القشیری (۲۶۱ھ) دار السلام النشر والتوزیع الریاض
☆الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر: یوسف بن اسماعیل نبھانی (۱۳۵۰ھ) دار الارقم بیروت
☆مدارج النبوۃ: شیخ عبد الحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) المکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱۳۹۳ھ
☆مدارک التنزیل (تفسیر نسفی): للنسفی ابی البرکات عبد اللہ بن احمد الحنفی (۷۱۰ھ) دار الکتب العربیہ پشاور
☆مرقاۃ المفاتیح: علی بن سلطان محمد (۱۰۱۴ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اولی ۱۴۲۳ھ
☆مستدرک للحاکم: حافظ ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ نیشاپوری دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اول ۱۴۱۱ھ
☆المسند: امام احمد بن حنبل موسۃ الرسالۃ بیروت طبع اول ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۱ء
☆مشکوۃ المصابیح: ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب تبریزی (۷۴۱ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اول ۱۴۲۴ھ، ۲۰۰۳ء
☆مواھب لدنیہ: احمد بن محمد قسطلانی (۹۲۳ھ) دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اول ۱۴۱۶ھ
☆الموطا (بروایۃ یحییٰ بن یحییٰ): امام مالک بن انس (۱۷۹ھ) دار احیاء التراث العربی بیروت طبع اول ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۷ء
☆جواہر الجور ☆جامع کبیر ☆جامع بیہقی ☆ہدیۃ المہدیین
☆مناقب الامام ☆الفتوحات الحکیہ ☆رد شہاب ثاقب ☆امداد المعتقین ☆قاموس

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

مرزا غلام احمد قادیانی تحقیق کے آئینے میں

محمد افضل باجوہ قادری

باطل مذاہب میں سے ایک ناریہ ضالہ قادیانی ولاہوری جماعت بھی ہے۔ جس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے حالات و دعاوئی سے عوام الناس کو آگاہ کرنے کے لیے یہ سعی کی گئی ہے۔ کیونکہ ارض مقدس میں اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو اس جماعت ناریہ کو نعوذ باللہ مسلم و ناجی سمجھتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے حالات زندگی:

مرزا غلام احمد قادیانی قادیان (تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور) جو کہ بٹالہ ریلوے سٹیشن سے گیارہ میل امرتسر سے چوبیس میل اور لاہور سے ستر میل جنوب مشرق میں ایک قصبہ ہے میں تقریباً 1836 یا 1837ء میں (مرزا بشیر احمد قادیانی کی تحقیق کی رو سے 13 فروری 1835ء میں) مرزا غلام مرتضیٰ بن عطا محمد بن مرزا گل محمد ذات مغل برلاس کے گھر بروز جمعہ پیدا ہوا۔ (سیرت مسیح موعود از مرزا بشیر الدین محمود نام نہاد خلیفہ ثانی)

خاندانی تذکرہ:

اسکے خاندان کا نسب برلاس سے جو امیر تیمور کا چچا تھا ملتا ہے۔ یہ خاندان قادیان کے اردگرد کے علاقہ پر جو تقریباً ساٹھ میل کا رقبہ تھا حکمران رہا۔ سکھوں کے دور کے وقت سکھوں نے بعض اور خاندانوں کیساتھ مل کر انکا کافی رقبہ چھین لیا۔ حتیٰ کہ ان کے قبضہ میں صرف آٹھ دیہات رہ گئے اور مرزا غلام مرتضیٰ کے وقت صرف قادیان ہی ان کے قبضہ میں باقی رہا۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اپنے دور میں چھوٹے چھوٹے راجوں کو اپنے ماتحت کرلیا اور اس انتظام میں مرزا صاحب کے والد مرزا غلام مرتضیٰ کو بھی اسکی جاگیر کا بہت کچھ حصہ واپس کر دیا اور وہ اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ کی فوج میں ملازم ہو گیا اور جب انگریز حکومت نے سکھوں کی حکومت کو تباہ کیا تو ان کی جاگیر ضبط کر لی گئی مگر قادیان کی زمین پر انکو مالکانہ حقوق دیئے گئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ نے اپنے بھائیوں سمیت مہاراجہ کی فوج میں رہ کر کشمیر کی سرحد اور دوسرے مقامات پر قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ نونہال سنگھ، شیر سنگھ اور دربار لاہور کے دورے میں غلام مرتضیٰ ہمیشہ فوجی خدمت پر مامور رہا۔ 1848ء میں اپنی سرکار کا نمک حلال رہا اور اسکی طرف سے لڑا۔

اس خاندان نے 1857ء (کی لڑائی) کے دوران (مسلمانوں کے خلاف) انگریز کی بہت زیادہ خدمت

کی ۔غلام مرتضٰی نے بہت سے آدمی بھرتی کیے اور اسکا بیٹا غلام قادر جرنیل نکلسن صاحب بہادر کی فوج میں اس وقت تھا جبکہ افسر موصوف نے تریموگھاٹ پر نمبر 46 نیٹو انفنٹری کے باغیوں کو جو سیالکوٹ سے بھاگے تھے تہ تیغ کیا ۔جنرل نکلسن صاحب بہادر نے غلام قادر کو ایک سند دی جس میں یہ لکھا ہے کہ 1857ء میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے نمک حلال ہے ۔(سیرت مسیح موعود ص ۱۶ از مرزا بشیر الدین محمود)

مرزا غلام احمد قادیانی خود لکھتا ہے!

”میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اپنی گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔میرا والد مرزا غلام مرتضٰی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار میں کورزی کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گرفن کی تاریخ ”رئیسان پنجاب“ میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر انگریز کو مدد دی تھی ۔پچاس گھوڑے اور سوار باہم پہنچا کر زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریز کی مدد میں دیئے تھے ۔انکی خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھی مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں ۔(ستارہ قیصریہ ص ۱۱۳۴ز مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا صاحب کے مفصل خاندانی تذکرہ میں سے یہ ایک جھلک کی حیثیت سے من و عن قلمبند کیے جاتے ہیں تا آنکہ قادیانی فرقہ کی بیخ و بنیاد سے ہر کوئی آگاہ ہو سکے۔

تعلیم مرزا:

مرزا بشیر الدین محمود اپنے والد غلام احمد قادیانی کی تعلیمی حیثیت و اہلیت کے بارے میں لکھتا ہے!

”مرزا غلام احمد کی تعلیمی حیثیت یہ تھی کہ والد نے ایک استاد آپ کی تعلیم کے لیے ملازم رکھا تھا جسکا نام فضل الٰہی تھا۔جس سے مرزا صاحب نے قرآن مجید اور فارسی کی چند کتب پڑھیں ۔اسکے بعد دس سال کی عمر میں فضل احمد نام کا ایک استاد ملازم رکھا“۔

مرزا صاحب کے اساتذہ کی تعلیمی اہلیت:

مرزا بشیر الدین لکھتا ہے!

"اور جو استاد آپ کی تعلیم کیلیے ملازم رکھے گئے تھے وہ بھی کوئی بڑے عالم نہ تھے کیونکہ اس وقت علم بالکل مفقود تھا اور فارسی اور عربی کی چند کتب پڑھ لینے والا بڑا عالم خیال کیا جاتا تھا۔ پس جن حالات کے تحت اور جن استادوں کی معرفت آپ کی تعلیم ہوئی وہ ایسے تھے کہ ان کی وجہ سے آپ کو کوئی ایسی تعلیم نہ مل سکتی تھی جو اس کام کے لیے آپ کو تیار کر دیتی جس کے کرنے پر آپ نے مبعوث ہونا تھا۔ ہاں اسقدر تعلیم کا نتیجہ ضرور ہوا کہ آپ کو فارسی اور عربی پڑھنی آ گئی اور فارسی میں اچھی طرح سے اور عربی میں قدرے قلیل آپ بولنے بھی لگ گئے تھے۔ اس سے زیادہ آپ نے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی"۔

انگریزی تعلیم کا حصول:

مرزا بشیر الدین ایم اے لکھتا ہے!

"اسی زمانہ میں یعنی جب مرزا صاحب سیالکوٹ کچہری میں ملازم تھے کچہری کے ملازم منشیوں کے لیے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر تھے استاد مقرر ہوئے مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں"۔ (سیرت المہدی ج اول ص ۱۳۷ از مرزا بشیر الدین محمود)

تدریس:

شاید اسی وجہ سے مرزا صاحب کو شعبہ تدریس سے نفرت تھی کہ یہ حضرت خاتم النبیین ﷺ کا بھی شعبہ تھا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے! "**انما بعثت معلما** بے شک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ لہذا مرزا بشیر الدین لکھتا ہے!

"ان دنوں پنجاب یونیورسٹی نئی نئی قائم ہوئی تھی۔اس میں عربی استاد کی ضرورت تھی۔جسکی تنخواہ ایک سو روپیہ ماہوار تھی۔میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ درخواست بھیج دیں۔چونکہ آپ کی لیاقت عربی زبان دانی کی نہایت کامل تھی۔آپ ضرور اس عہدے پر مقرر ہو جائیں گے۔فرمایا!میں درس وتدریس کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اکثر لوگ پڑھ کر بعد ازاں بہت سے شرارت کے کام کرتے ہیں اور علم کو بذریعہ اور آلہ ناجائز کاموں کا کرتے ہیں۔میں اس آیت کی وعید سے بہت ڈرتا ہوں۔احشروالذین ظلموا وازواجهم اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کیسے نیک باطن تھے"۔

قارئین کرام!مقام غور ہے کہ تدریس سے نفرت کا بہانہ یہ کہ پڑھ کر لوگ شرارتی بنتے ہیں اور علم کو ذریعہ اور آلہ ناجائز کاموں کا کرتے ہیں۔مرزا بشیر الدین ہی کے قلم سے اس کا جواب لیجیے۔

ملازمت:

مرزا بشیر الدین راقم ہے!

"اہل ہند اس بات کو اچھی طرح سمجھ چکے تھے کہ اب اس گورنمنٹ (برطانیہ) کی ملازمت ہی میں تمام عزت ہے۔اس لیے مختلف شریف خاندانوں کے نوجوان اس ملازمت میں داخل ہو رہے تھے۔ایسے حالات کے ماتحت اور اس بات کو معلوم کر کے کہ حضرت مرزا صاحب کی طبیعت زمینداری کے کاموں میں بالکل نہیں لگتی تھی اپنے والد صاحب کے مشورے سے سیالکوٹ بحصول ملازمت تشریف لے گئے اور وہاں ڈپٹی کمشنر صاحب کے دفتر میں ملازم ہو گئے"۔(سیرت مسیح موعود ص ۱۶ ضرورۃ الامام ص ۶۹ ،۷۰ از مرزا غلام احمد)

مختاری کا امتحان:

ایک ہندو لالہ بھیم سین اور مرزا غلام احمد، گل علی شاہ (شیعہ) کے پاس پڑھا کرتے تھے۔اس وجہ سے دونوں کا دوستانہ ہو گیا۔دونوں سیالکوٹ ضلع کچہری میں ملازم تھے۔دونوں نے مختاری کا امتحان دینے کا پروگرام بنایا جس

میں لالہ بھیم سین پاس اور مرزا صاحب فیل ہو گئے جیسا کہ مرزا بشیر الدین راقم ہے! "چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیوں کر ہوتے وہ دنیاوی اشغال کے لیے بنائے نہیں گئے تھے"۔

دماغی کیفیت:

مرزا صاحب کے ایک مکتوب کا متن پیش کیا جاتا ہے جس سے مرزا صاحب کی دماغی کیفیت معلوم ہوگی۔

مکرمی اخویم سلمہ!

میرا حافظہ بہت خراب ہے اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں یاددہانی عمدہ طریقہ ہے حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔

خاکسار غلام احمد

از صدر انبالہ احاطہ ناگ پھنی (مکتوبات احمدیہ ج ۵ ص ۲۱ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد)

ڈاکٹر اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹریا کے مریضوں میں بھی اکثر دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہونا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ۔ (سیرت المہدی ص ۵۵ از مرزا بشیر الدین طبع قادیان دسمبر ۱۹۲۷ء)

باقاعدہ دورہ کب پڑنا شروع ہوا:

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو پہلی دفعہ ہسٹریا کا دورہ بشیر اول کی وفات ۱۸۸۸ء کے چند دن بعد ہوا تھا رات کو سوتے ہوئے آپ کو اُتھو (ایک قسم کی ہچکی) آیا پھر اسکے بعد طبیعت خراب ہو گئی مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ عرصے بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لیے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلد پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی ہو گی۔ چنانچہ میں نے

کسی ملازمہ عورت کو کہا اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے؟ شیخ حامد علی نے کہا کہ خراب ہو گئی ہے میں پردہ گرا کر مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے جب میں پاس گئی تو فرمایا! میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اسکے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ (سیرت المہدی ص ۱۳ ح اول از مرزا بشیر الدین محمود قادیانی)

مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے تحت پیدا ہوا تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دردسر کے ذریعہ ہوتا تھا۔ (ریویو آف ریلیجنز ص ۱۰ بابت اگست ۱۹۲۶ء)

اثرات مالیخولیا و مراق اور طبع تحقیق:

غیب دان:

مالیخولیا خیالات وافکار کے طریق طبعی سے متغیر بخوف وفساد ہو جانے کو کہتے ہیں۔ بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور اکثر ہونے والے امور کی خبر پہلے ہی دیدیتا ہے۔

فرشتہ:

اور بعض فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔ اور کبھی بعض میں اس سے بھی زیادہ حد تک پہنچ جاتا ہے وہ گمان کرتا ہے کہ وہ خدا ہے۔ (شرح الاسباب والعلامات ص ۷۵ باب امراض الراس مالیخولیا از علامہ برہان الدین نفیس)

پیغمبری دعویٰ:

اگر مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے خدائی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ (اکسیر اعظم ص ۱۹۰ از حکیم محمد اعظم خان)

کسی کو بادشاہ بننے اور ملک فتح کرنے کے خیالات ہو جاتے ہیں۔ بعض عالم اس مرض میں مبتلا ہو کر دعویٰ پیغمبری کرنے لگتے ہیں اور اپنے بعض اتفاقی صحیح واقعات کو معجزات قرار دینے لگتے ہیں۔ (مخزن حکمت ص ۱۳۶۲ ڈاکٹر غلام جیلانی، کنز العلاج ص ۱۱۴۳ از محمد رفیق حجازی)

معجزات:

ایسے مریض کے خیالات خام ہو جاتے ہیں کوئی اپنے آپ کو بادشاہ، جرنیل قرار دیتا ہے۔ بعض پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے اتفاقیہ صحیح واقعات کو معجزات قرار دیتے ہیں۔ (تشخیص امراض مکمل ص ۲۱ ح دوم از ڈاکٹر فضل کریم ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

علاج مالیخولیا، مراق:

حکیم بو علی سینا لکھتے ہیں! ''مریض مالیخولیا کو لازم ہے کہ کسی دل خوش کن کام میں مشغول رہے اور اسکے پاس وہ لوگ رہیں جو اس کی تعظیم و تکریم کرتے رہیں اور اس کو خوش رکھیں اور شراب تھوڑا تھوڑا پانی ملا کر اعتدال کیساتھ پلائی جائے۔ عمدہ خون پیدا کرنے والی غذائیں استعمال کرائی جائیں مثلاً مچھلی، پرندوں کا زود ہضم گوشت اور کبھی کبھی سفید ہلکی شراب جو تیز اور پرانی نہ ہو اور عمدہ عمدہ خوشبوئیں جیسے مشک، عنبر، نافہ، عود استعمال کرائیں۔ نیز فم معدہ کے لیے مقوی جوارشات کا استعمال کرائیں۔ (قانون شیخ الرئیس بو علی سینا فن اول کتاب ثالث)

امراض مرزا اور علاج مرزا:

بادام روغن:

مرزا صاحب نے حکیم محمد حسین قریشی کو لکھا کہ بادام روغن میری بیماری کے لیے خریدا جائے گا۔ نیا تازہ اور عمدہ ہو۔ یہ آپ کا خاص ذمہ ہے۔ (خطوط امام بنام غلام ص ۷)

مشک:

آپ مہربانی فرما کر ایک تولہ مشک خالص جس میں ریشہ جھلی اور سفوف نہ ہوں اور تازہ خوشبودار ہو بذریعہ ویلیو پے ایبل پارسل ارسال فرمادیں کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے اور باعث دورہ مرض ضرورت رہتی ہے۔ (خطوط بنام غلام ص ۶ مجموعہ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی بنام حکیم محمد حسین قریشی لاہور)

عنبر:

عنبر سفید دراصل بہت نافع معلوم ہوا۔ تھوڑی خوراک سے دل کو قوت دیتا ہے اور دوران خون تیز کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ایسی بیماری دامن گیر ہے کہ ان چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ (مکتوب نمبر ۶۸ مکتوبات احمدیہ ص ۲۶، ۲۷ ح اول)

افیون:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے تحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جزو

افیون تھا۔اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اول (حکیم نورالدین) کو حضور (مرزا) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔(مضمون میاں محمود احمد مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۷ص ۶)

ٹانک وائن:

مجی اخویم حکیم محمد حسین قریشی صاحب سلمہ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خوردنی خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں۔مگر ٹانک وائن چاہیے۔اسکا لحاظ رہے باقی خیر ہے۔

والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

(خطوط بنام غلام ص ۵ مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی)

ٹانک وائن کیا تھی:

ڈاکٹر عزیز احمد صاحب ٹانک وائن کی حقیقت تحریر فرماتے ہیں!"ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے۔اسکی قیمت آٹھ سو ہے۔(۲۱ ستمبر ۱۹۳۳ء سودائے مرزا ص ۳۹ حاشیہ از حکیم محمد علی پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

کسی بھی عہدے کا انحصار شخصیت و کردار پر ہوتا ہے۔نبوت و رسالت وولایت جیسے انعام و اکرام سے اللہ تعالیٰ اسی شخص کو نوازتا ہے جو ان عظیم مراتب و مناصب کا حامل ہوتا ہے۔کتنا بڑا ظالم ہے وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ تو کوئی عہدہ و ذمہ داری نہ سونپے،نبوت و رسالت اور ولایت کے دروازے بھی اس شخص کے لیے بند ہوں مگر وہ خود ایسا دعویٰ کرے جسکا وہ بالکل اہل و حامل ہی نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (سورہ طلاق ۱)

ترجمہ:اور جو اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے تو یقیناً اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

مسئلہ ختم نبوت بھی حدود الٰہیہ میں سے ایک ہے جو کہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔اسکا منکر کافر و مرتد ہے۔

آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی بھی ختم نبوت کا انکار کر کے جھوٹا مدعی نبوت تھا۔درج ذیل سطور میں مرزا کی

ذاتی زندگی کی نقاب کشائی کی گئی ہے تا کہ قارئین اور مرزا کے متبعین اس بات پر غور کریں کہ کیا نبی اور رسول اس قدر بھی رذیل ہوسکتا ہے؟ حالانکہ نبی اور رسول اپنی قوم میں سب سے زیادہ خوبصورت، عقلمند، دانا اور دنیا والوں کا استاد ہوتا ہے۔ جبکہ مرزا صاحب ایک بدصورت، بدکردار، جاہل اور زمانے والوں کے شاگرد تھے۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب کی پہچان ہی مشکل ہے کہ وہ مرد تھا یا عورت جن تھا یا انسان مرتد تھا یا مسلمان ایسے انسان کے متعلق عقل انسانی سوائے مجنون کے کیا فیصلہ کرسکتی ہے؟

چشمان نیم بند:

مولوی شیر علی نے بیان کیا ہے کہ باہر مردوں میں بھی حضرت (مرزا) کی یہ عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں ایک دفعہ خود حضرت مرزا صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور زرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اسکے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کیساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ بھی اسی طرح نیم بند ہوگئیں۔ (سیرت المہدی ح دوم ص ۷۷ از مرزا بشیر احمد قادیانی)

حافظہ کی خرابی:

مرزا صاحب کثرت بول و ذیابیطس کی وجہ سے مٹی کے ڈھیلے (وٹوانی کے لیے) اور گڑ کے ڈھیلے کھانے کے لیے ایک ہی جیب میں رکھتے تھے کیونکہ آپ کو میٹھی چیزوں سے بڑا پیار تھا۔ حافظہ کی خرابی کے باعث وٹوانی کے ڈھیلوں کو گڑ سمجھ کر کھا جاتے تھے۔ (مرزا صاحب کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی تمہ براہین احمدیہ ص ۶۷)

دائیں بائیں کی شناخت نہ رہی:

ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا آپ نے اس کی خاطر اسے پہن لیا مگر اسکے دائیں بائیں کی شناخت نہ کرسکتے تھے دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بایاں دائیں طرف کے بوٹ میں پہن لیتے آخر اس غلطی سے بچنے کیلیے ایک طرف کے بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔ (منکرین خلافت کا انجام ص ۹۴ از جلال الدین شمس قادیانی مرزائی)

معرفت الہیہ کے جھوٹے دعوے کرنے والے مرزا کی معرفت کا یہ عالم تھا کہ انہیں دائیں اور بائیں، اُلٹے وسیدھے گویا کہ سچ اور جھوٹ، دن ورات کی پہچان نہ رہی۔

ہندسے گنتا:

بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سوزی نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ میں دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تو گھڑی نکال کر ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۱۶۲ از مرزا بشیر احمد قادیانی)

اُلٹی سیدھی جرابیں:

جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر تک ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سر آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی والی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی اور کبھی ایک جراب سیدھی، دوسری اُلٹی ہوتی۔ (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۶ از مرزا بشیر احمد قادیانی)

مرزا مرد تھا یا عورت:

مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے اقتباس ہم پیش کرتے ہیں فیصلہ آپ خود کرلیں کہ جس کے مرد یا عورت ہونے میں خود کو ہی شک ہو وہ نبی، رسول، مجدد، مسیح موعود کیسے ہوسکتا ہے؟ کیونکہ جس میں دو علامات پائی جائیں اسے ہیجڑا (خسرا) کہا جاتا ہے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے نبی خاتم النبیین ﷺ تک جتنے بھی انبیاء ظہور فرمانے والے ہوئے وہ اور حضرت امام مہدی بھی مرد ہی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے کسی بھی نبی اور رسول نے عورت ہونے کا دعویٰ نہیں کیا حقیقتاً نہ ہی استعارہ کے رنگ میں۔ جبکہ انگریز کے اس خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد نے نہ صرف یہ کہ عورت ہونے کا دعویٰ کیا بلکہ اس نے عورت کے جملہ لوازمات حیض، حمل، دردزہ وغیرہ کو بھی اپنے لیے ثابت کیا ہے۔

میں مریم ہوں:

اس (خدا) نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا۔ (کشتی نوح ص ۱۲۶ از مرزا غلام احمد، حقیقۃ الوحی ص ۷۵ حاشیہ) میرے سوا تیرہ سو برس میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ خدا نے میرا نام مریم رکھا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۳۸ مرزا غلام احمد)

مرزا کو حمل:

جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۴۹۶،۴۹۷ میں درج ہے کہ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام کے (جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص ۵۵۶ میں درج ہے) مجھے بتایا گیا کہ تیرے شکم میں تیرے حیض کے خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا۔ (اربعین نمبر۴ ص ۱۹)

"مرزا صاحب کہتے ہیں کہ مجھے الہام ہوا کہ تجھ میں حیض نہیں بلکہ بچہ ہو گیا"۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳ تتمہ)

مرزا کو دردزہ:

خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا پھر بعد اسکے یہ الہام ہوا **فاجاء المخاض الی جذع النخلة** یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردزہ تنا کھجور کی طرف لے آئی۔ (کشتی نوح ص ۱۶۹ از مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا کا وضع حمل:

مرزا صاحب لکھتے ہیں! "اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کی طرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔ (حقیقۃ الوحی ج ۲۲ ص ۷۵ حاشیہ از مرزا غلام احمد قادیانی)

"مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا"۔ (کشتی نوح ص ۶۸،۶۹)

قارئین کرام! مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ کا مطلب آپ خود ہی سمجھ لیں کہ مریمیت کا دعویٰ کس نے کیا؟ حمل کس کو ٹھہرا؟ اور مریم سے عیسیٰ بھی کون بنا؟

ذات خداوندی اور مرزا:

مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ مجھ پر وحی اتری۔ **قال لی اللہ انی اصلی واصوم واصحو وانام**۔ ترجمہ: مجھے اللہ نے کہا کہ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزے بھی رکھتا ہوں جاگتا بھی ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ (البشریٰ ج ۲ ص ۹۷)

مرزا کہتا ہے! **قال اللہ انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب انی مع الرسول محیط**۔ ترجمہ: خدا نے کہا کہ میں رسول کے ساتھ ہوں اس کی بات قبول کرتا ہوں، غلطی کرتا ہوں اور صواب کو پہنچتا ہوں میں رسول کا احاطہ کیے ہوئے ہوں۔ نعوذ باللہ۔

مرزا نے کہا! مجھے خدا نے کہا! **انت من ماء نا وهم من فشل** ۔ترجمہ: تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ بزدلی سے۔ (انجام آتھم ص ۵۵ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا ہی کہتا ہے کہ مجھے خدا نے کہا! **اسمع یا ولدی** سن اے میرے بیٹے۔ (البشریٰ ج ۱ ص ۴۹)

مختصراً یہ کہ مرزا نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴ از مرزا غلام احمد قادیانی)

گستاخ بے باک:

مرزا غلام احمد کہتا ہے! نبی کریم ﷺ سے دین کی اشاعت پوری نہ ہوسکی میں نے پوری کی۔نعوذباللہ (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۶۵ از مرزا غلام احمد قادیانی)

سارے رسول میرے کرتے میں:

مرزا نے فارسی اشعار لکھے ہیں ان میں ایک کا ترجمہ یہ ہے کہ "زندہ ہوا ہر نبی میری آمد سے۔تمام رسول میرے کرتے میں چھپے ہوئے ہیں۔نعوذباللہ (نزول المسیح ص ۱۰۰ از غلام احمد قادیانی)

حدیث رسول اور مرزا:

مرزا قادیانی کہتا ہے! "جو حدیث میرے خلاف ہے وہ ردی کی ٹوکری میں ڈال دو"۔اعجاز احمدی ص ۳۰

بیت اللہ اور قادیان:

مرزا غلام احمد کہتا ہے! لوگ معمولی اور نفلی طور پر بھی حج کرنے کو جاتے ہیں۔مگر اس جگہ (قادیان) ثواب زیادہ ہے"۔نعوذباللہ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے (درثمین اردو ص ۴۹، صفحہ ۵۲ ضیا الاسلام پریس لاہور)

مرزائی اور شان صحابہ:

مرزا غلام احمد نے کہا! جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ دراصل صحابہ کرام کی جماعت میں داخل ہوگیا۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷ طبع اول)

مبارک وہ جواب ایمان لایا صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا (درثمین اردو ص ۱۴۹ از مرزا غلام احمد قادیانی)

اہل بیت اور مرزا:

غلام احمد قادیانی کہتا ہے! اور میں محمد ﷺ کے مال کا وارث بنایا گیا ہوں۔بس میں اس کی آل برگزیدہ ہوں

جس کو ورثہ پہنچ گئی۔(اعجاز احمدی ص ۷۰ از مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی اور اولیاء:

مرزا کہتا ہے! میں خاتم الاولیاء ہوں میرے بعد کوئی ولی نہیں۔ مگر وہ مجھ سے ہوگا۔(خطبہ الہامیہ ص ۳۵)

ضمیمہ انجام آتھم:

قادیانیوں کا خود ساختہ نبی کہتا ہے! میرے مخالف جنگلوں کے سور ہوگئے اور انکی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں ہیں۔ نعوذ باللہ(نجم الہدیٰ ص ۱۵۳ از مرزا غلام احمد قادیانی)

بوجھو تو جانیں:

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں، کبھی ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار۔(درثمین اردو ص ۹۵ از مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا کیا تھا:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد　　　ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(درثمین اردو ص ۱۸۸ از قلم مرزا غلام احمد قادیانی، درثمین اردو، مناجات اور تبلیغ حق ص ۱۲۵)

ٹھگ اور دلالی نبی:

پٹیالہ کے ایک رئیس کے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔ مرزا صاحب کے خواص سے دعا کی سفارش کرائی۔ انکو جواب دیا کہ محض رسمی طور پر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دینے سے دعا نہیں ہوتی۔ دو باتیں ضروری ہیں۔ گہرا تعلق ہو یا دینی خدمت۔ رئیس سے کہو ایک لاکھ روپیہ دے پھر ہم دعا کریں گے اور ہم یقین رکھتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ اس کو ضرور لڑکا دے گا۔(سیرت المہدی ج ا ص ۲۵۷ مرزا بشیر احمد قادیانی)

حضرات! جس اُمت کا نبی اتنا لالچی لٹیرا ضمیر فروش بیٹوں کے لیے سودے بازی سے دعا کرنیوالا ہو گویا کہ نعوذ باللہ خالق اور مخلوق کے درمیان دلالی کرنے والا اور ٹھگ قسم کا انسان ہو اس کے امتیوں کا کیا حال ہوگا۔

مرزا صاحب تھیٹر میں:

مرزا غلام احمد قادیانی کا نام نہاد صحابی مفتی محمد صادق قادیانی لکھتا ہے! ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا جو مکان کے قریب ہی تھا اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات واپس آیا۔ صبح مفتی فضل احمد صاحب نے میری

عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات کو تھیٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ (ذکر حبیب ص ۱۸ مفتی محمد صادق قادیانی)

ہمارے نبی ﷺ بیت اللہ میں تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی بیت اللہ میں، نبی مسجد میں تو صحابہ بھی مسجد میں، نبی میدان جہاد میں تو صحابہ بھی میدان جہاد میں۔ مرزا غلام احمد کے کاذب ہونے کے لیے یہی دلیل کافی ہے۔ دیکھو نام نہاد نبی بھی تھیٹر میں اور نام نہاد صحابی بھی تھیٹروں میں۔ آج کل ان کے جماعت خانے بھی تھیٹر و سینما گھر کا منظر پیش کرتے ہیں اور یہ اس لیے کہ شاید اپنے جھوٹے نام نہاد نبی کی سنت ادا کرتے ہیں۔

محمدی بیگم اور عاشق نامراد:

یہ وہ طویل قصہ ہے جس نے عالمگیر شہرت اختیار کر لی تھی۔ مرزا کے محمدی بیگم کے بارے میں عاشقانہ بیانات صرف ایک ہی اقتباس پیش خدمت ہے۔

"اس خدائے مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لیے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مروت تم سے اسی شرط پر کیا جائے گا۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی اس دختر کا والد تین سال تک فوت ہو جائے گا۔ (اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مرزا غلام احمد ازالہ اوہام ص ۳۹۶)

قارئین کرام! حضرت مرزا غلام احمد کی بڑھکوں اور لافوں کے باوجود مرزا احمد بیگ نے اپنی لڑکی (محمدی بیگم) کی شادی مرزا سلطان محمد کیساتھ کر دی اور وہ بدستور مرزا کے فوت ہو جانے کے بعد بھی مرزا سلطان کیساتھ ہی رہی۔ جبکہ مرزا نے کہا! میرے ساتھ شادی نہ کی گئی تو یہ ہوگا وہ ہوگا اپنی بہو کو بھی طلاق دلوا دوں گا بیوی کو بھی بیٹی کو بھی جائیداد سے عاق کر دوں گا مگر مرزا صاحب کی ایک بات بھی پوری نہ ہوسکی۔

تسلسل بول و ذیابیطس کا دائمی مریض:

میں ایک دائم المرض آدمی ہوں ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کیساتھ آتی ہے۔ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے۔ اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ (ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴ ص ۴ از مرزا غلام احمد قادیانی)

دو بیماریاں تیس برس سے:

مجھے دو امراض دامن گیر ہیں ایک جسم کے اوپر حصہ میں کہ سر درد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا نبض کم ہو جانا اور دوسرے جسم کے نیچے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں تقریباً تیس برس سے ہیں۔(نسیم دعوت ص ۶۸ از مرزا غلام احمد قادیانی)

دعائے مرزا قادیانی:

یہ دونوں بیماریاں کبھی دعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دور ہو گئیں مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دور کر دی جائیں تو جواب ملا ایسا نہیں ہوگا کیونکہ مسیح موعود کے لیے یہ بھی ایک علامت ہے کیونکہ لکھا ہے کہ وہ دو زرد چادروں میں اترے گا۔(اخبار پیغام صلح لاہور ج ۳۶ ص ۲۷ مورخہ کم دسمبر ۱۹۸۴ء)

دو چادریں:

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔ تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی کثرت بول۔(ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ماہ جون ۱۹۰۲ء اخبار بدر قادیان ج ۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء)

قارئین کرام! مرزا غلام احمد قادیانی کے اس بیان سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب رفع عیسیٰ علیہ السلام کے خود بھی قائل تھے۔

نامردی وضعف قلب کا یقین:

مرزا صاحب کی طرف سے حکیم نورالدین کی طرف لکھے گئے خط میں مختصر اقتباس

بخدمت جناب اخویم مخدوم مکرم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جس قدر ضعف دماغ کے عارضہ میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ ایسا ہی ہو۔ جب میں نے شادی کی تھی کہ مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں آخر میں نے صبر کیا اور اللہ تعالیٰ سے۔۔۔ دعا کرتا رہا سو اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا اور ضعف قلب تو اب بھی اس قدر ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ خاکسار غلام احمد قادیانی ۲۲ فروری ۱۸۸۷ء(مکتوبات احمدیہ ج ۵ خط نمبر ۱۴ منقول از تو شۂ غیب مؤلف خالد وزیر آبادی)

مرزا صاحب نے اپنی صداقت کے نشانات کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں لکھا ہے!

دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھ پر مقدس وحی نازل ہوئی تو اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر ابھی بالکل دور نہ ہوا تھا۔اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا۔کیونکہ حالت مردی کالعدم تھی ۔(نزول المسیح ص ۲۰۹ حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

میرے بھائیو! سفاک و بیباک مرزا کی شرمناک حرکات لکھنے سے قلم بھی لرزہ براندام ہے ۔ہاتھ اجازت نہیں دیتے اور دل بھی ہلتا ہے۔مگر میرا مطمع نظر بس یہی ہے کہ آپ حضرات بھی قادیانیت کی کارستانیوں سے پوری طرح آگاہ ہو کر دوسرے لوگوں کو بھی اسکے دام فریب میں پھنسنے سے بچا سکیں ۔قارئین کرام! ذرا غور کریں کہ کیا ایسا شخص نبی و رسول ہو سکتا ہے۔فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

قادیانی مذہب نام نہاد جماعت احمدیہ

علامہ پیر محمد افضل قادری

برصغیر میں انگریزی حکومت نے اسلام کے چہرہ کو مسخ کرنے کی غرض سے یہ مذہب ایک انتہائی شاطر و کذاب شخص مرزا غلام احمد قادیانی کے ذریعے قائم کیا۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف احادیث نزول مسیح (قریب قیامت آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمین پر نازل ہونے کے بارے میں احادیث نبویہ) کا انکار کر کے خود مثیل مسیح وامام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا بلکہ شان الوہیت، شان رسالت قرآن وحدیث اور آل واصحاب رسول کی کھلی توہین کی اور اپنے آپ کو مثیل مسیح و نبی نہ ماننے والے دنیا بھر کے مسلمانوں کو انتہائی گندی گالیاں (مثلاً جہنمی، کنجریوں کی اولاد، ولد الحرام، دجال کی نسل، سور، کتے وکتیاں وغیرہ) دیں اور انہیں کافر قرار دیا نیز اس انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی نے کفار کے خلاف جہاد کا تمسخر اڑایا اور اسے سخت حرام قرار دیا اور اپنے ماننے والوں کیلئے انگریزی حکومت کی وفاداری واطاعت کو اپنے مذہب کا رکن قرار دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے مختصر حالات زندگی:

مرزا غلام احمد قادیانی ۴۰/۱۸۳۹ء کو قادیان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب انڈیا میں پیدا ہوا۔ مرزا کے والد کا نام مرزا مرتضیٰ بیگ اور والدہ کا نام چراغ بی بی ہے۔ مرزا کا والد اور خاندان بھی حکومت برطانیہ انگریزیہ کا وفادار اور جانثار تھا۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے!

[[میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی "تاریخ رئیسان پنجاب" میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر (جنگ آزادی) کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ (حوالہ کتاب البریہ اشتہار نمبر ۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی نے فارسی اور عربی کی تعلیم اپنے گھر میں (تنخواہ پر رکھے گئے اساتذہ سے) حاصل کی۔ بعد ازاں ڈی سی دفتر گورداسپور میں منشی کی حیثیت سے ملازمت اختیار کی۔ ۱۸۶۸ء میں مختاری کے امتحان میں فیل ہو گیا اور نوکری چھوڑ دی۔

اب اسلام و دیگر مذاہب کا تقابلی مطالعہ کرنے لگا اور اسلام کا مبلغ بنا۔ غیر مسلموں سے مناظرے کئے اور

ہندوستان میں خوب شہرت حاصل کی۔ براہین احمدیہ نام کی پچاس جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم کتاب لکھنے کا اعلان کیا جس کے لیے بے پناہ چندہ بھی جمع کیا لیکن صرف چار جلدیں لکھیں۔ ۱۸۸۲ء کے بعد مجدد، صاحب کرامات، کلیم، امام زماں، مہدی دوراں، مسیح زماں ہونے کے دعوے کئے اس کے بعد اپنے فرقہ کا نام "فرقہ احمدیہ" تجویز کیا اور ۱۰ اشرائط پر بیعت نامہ شائع کیا اور اپنے ماننے والوں کو اپنی بیعت میں لینے لگا۔

۱۸۹۰ء کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان میں زندہ ہونے کا انکار کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وفات پا جانے کا ایک نیا نظریہ پیش کیا اور اس موضوع پر ایک مستقل کتاب "فتح الاسلام" لکھی اور اپنے بارے میں مثیل مسیح موعود و امام مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

۱۹۰۰ء میں اپنی مسجد کے خطیب مولوی عبدالکریم سے اپنے نبی و رسول ہونے کا اعلان کروایا اور بعد میں شور و غل ہوا تو خطیب کے اعلان کی تائید کی پھر ۱۹۰۱ء میں صاف صاف نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔

۱۹۰۰ء میں قطب الاولیاء حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف نے مرزا کے رد میں ایک معرکۃ الآرا کتاب "شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح" لکھی اور مرزا کی کتاب اعجاز المسیح کے جواب میں ایک شاہکار تصنیف سیف چشتیائی ۱۹۰۲ء میں تصنیف فرمائی جس کو پڑھ کر کثیر تعداد میں مرزائی مسلمان ہوئے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور مرزا قادیانی کے درمیان ۲۵ جولائی ۱۸۹۹ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں ایک مناظرہ بھی طے پایا۔ حضرت پیر صاحب برصغیر کے سینکڑوں علماء اور ہزاروں عوام کی معیت میں لاہور بادشاہی مسجد پہنچے لیکن مرزا بار بار چیلنج مناظرہ کرنے کے باوجود بھاگ گیا۔ اس موقع پر پھر بے شمار مرزائی مسلمان ہوئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے ۱۸۸۲ء میں المقالۃ المفسرۃ فی احکام البدعۃ المکفرۃ لکھی پھر ۱۹۰۰ء میں جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ میں ختم نبوت پر ۱۲۰ نصوص رقم فرمائیں۔ اس تاریخی کتاب کو عرب و عجم کے علماء نے بے حد سراہا پھر ۱۹۰۶ء میں حسام الحرمین میں علماء دیوبند اور مرزا قادیانی کے خلاف کفر و ارتداد کے فتووں کی ۳۹ علماء حرمین سے بھی تائید حاصل کی۔ اس کے علاوہ آپ نے السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (۱۹۰۲ء) قہر الدیان علی مرتد بقادیان (۱۸۹۵ء) رسالہ باب العقائد والکلام (۱۹۱۷ء) المبین ختم نبوت (۱۹۰۸ء) الجراز القادیانی علی مرتد قادیانی (۱۹۲۱ء) اور دیگر کتب بھی تصنیف فرمائیں۔

حیرت ہے کہ مدرسہ دیوبند مرزا قادیانی کے بارے میں مرزا کی زندگی میں (۱۹۰۸ء تک) خاموش رہا اور

اکابر علماء دیوبند نے مرزا کے کافر ہونے کا مرزا کی زندگی میں فتوی نہیں دیا۔ میرا خیال ہے کہ مرزا کی طرح علماء دیوبند بھی انگریز کے ایجنٹ تھے اگر مرزا کی زندگی میں اسے کافر قرار دیتے تو مرزا انہیں معاف نہ کرتا اور انکا ایک ایک راز افشاء کرتا۔ اسی طرح نام نہاد اہل حدیثوں کے اکابر علماء نے بھی مرزا کی تکفیر نہ کی بلکہ سردار اہل حدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ اخبار اہل حدیث امرتسر ۲۱ مئی ۱۹۱۲ء کو شائع ہوا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے اور گجرات کے نام نہاد اہل حدیثوں کے ایک محقق مولوی عنایت اللہ اثری وزیر آبادی نے بھی اپنی تصنیف البحر البلیغ صفحہ ۱۱/۱۲ پر اعتراف کیا ہے کہ اس نے مرزا قادیانی کے بیٹے محمود احمد کی اقتداء میں نماز پڑھی اور مرزائیوں کو مسلمان قرار دیا جبکہ مرزا محمود احمد نے مولوی عنایت اللہ کے پیچھے نماز نہ پڑھی۔ ۱۹۰۴ء میں مرزا قادیانی نے شری کرشن جی، برہمن اوتار، آریاؤں کا بادشاہ اور رودر ہونے کا دعویٰ کیا۔

مرزا کی عبرتناک موت:

مئی ۱۹۰۸ء کو اہل سنت کے مشہور بزرگ حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہی مسجد لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران مرزا کو مباہلہ کا چیلنج کیا جس کا مرزا نے جواب نہ دیا۔ پھر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کو پیش گوئی فرمائی کہ مرزا چند دنوں میں ہلاک ہو جائے گا چنانچہ مرزا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضے کی بیماری میں چوک دالگراں لاہور کی ایک عمارت کے ٹٹی خانہ میں مرا اور قادیان میں مدفون ہوا۔

مرزا کا آنا ملکہ وکٹوریہ کی تحریک سے ہوا:

مرزا لکھتا ہے "اے بابرکت قیصرہ ہند! تجھے یہ عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پہ ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے تاکہ پرہیز گاری اور نیک اخلاقی اور صلحکاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔ (ستارہ قیصرہ ص ۹)

انگریز کا خود کاشتہ پودا:

مرزا اپنی انگریزی سرکار کی خدمت میں عریضہ پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے! [[یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار (حکومت انگلشیہ) ایسے خاندان (مرزا کے خاندان) کی نسبت جسے پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریز کی خیر خواہ اور خدمت گزار ہے۔ اس خود کاشتہ پودے کی

نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت و مہربانی کی نظر سے دیکھیں]]۔(تبلیغ رسالت ج۷ص۱۹)

حکومت برطانیہ کی اطاعت مرزا کا مذہب ھے:

مرزا قمطراز ہے![[سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے]]۔(شہادۃ القرآن کا ضمیمہ گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص۳)

سرکار انگریزی کی خدمت پچاس ہزار کتابوں کی اشاعت:

مرزا تحریر کرتا ہے اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کیے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔لہذا ہر ایک مسلمان کا فرض ہونا چاہیے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو،فارسی،عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئیں۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔(ستارہ قیصرہ ص۳/۴)

قادیانی جماعت کو تین نصیحتوں کی محافظت کا حکم:

پھر لکھتا ہے![[ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق دوم یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی سوم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا تعالیٰ نے ہم کو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان و مال کی محافظ ہے اسکی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں ڈالیں۔یہ اصول ثلثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیے اور جن میں اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں]]۔(حوالہ مذکورہ

ص ۱۳)

مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ

قادیانیوں کا عجیب و غریب خدا:

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے عجیب الخلقت خدا کا تصور پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے! [[قیوم العلمین (خدا تعالیٰ) ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ، بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہاء عرض وطول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں جو صفحۂ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں اور کشش کا کام دے رہی ہیں]]۔(توضیح المرام ص ۳۵)

خطاکار خدا:

بقول مرزا اس کے خدا نے وحی میں کہا کہ! [[**انی مع الرسول أجیب اخطی وأصیب** میں رسول کے ساتھ جواب دوں گا کبھی خطا کروں گا اور کبھی درست بات کہوں گا]]۔((حقیقۃ الوحی ص ۱۰۳)

مرزا کا دعویٰ خدائی:

مرزا لکھتا ہے کہ! [[میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا]]۔(کتاب البریہ ص ۷۸،۷۹، آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴/۵۶۵)

خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ:

بقول مرزا کے خدا نے کہا! [[اے مرزا ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں گویا آسمان سے خدا اترے گا]]۔(حقیقۃ الوحی ص ۹۵)

مرزا کی نسوانیت، نیز خدا کی بیوی ہونے کا دعویٰ:

قاضی یار محمد قادیانی لکھتا ہے کہ! [[کشف کی حالت (مرزا صاحب) پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کا اظہار فرمایا (خدا تعالیٰ نے مرزا سے وہ فعل کیا جو مرد عورت سے کرتا ہے معاذ اللہ) (ٹریکٹ ۳۴ اسلامی قربانی) مرزا کے بقول خدا نے اس سے کہا بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے اور تجھ سے حیض نہیں (رہا) بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے۔ بمنزلہ اطفال اللہ (خدا کی اولاد) ہے]]۔تتمہ حقیقۃ الوحی ۱۴۳، اربعین ۴ ص ۱۹)

قرآن میرے منہ کی باتیں:

مرزا لکھتا ہے! [[مجھے اپنی وحی پر ایسا ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر]]۔ (اربعین ۴ ص ۲۵)

قادیان کا نام قرآن میں :

مرزا کہتا ہے! [[ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کیساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان]]۔ (ازالہ اوہام ج ۱ ص ۳۴)

قرآن کے الفاظ میں تحریف:

مرزا لکھتا ہے! [[**انا انزلنا قریباً من القادیان** فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے]]۔ (ازالہ اوہام ص ۳۴ ج ۱) مرزا کی قرآن میں یہ کھلی تحریف ہے۔

یاسین کا خطاب مرزا کیلیے:

مرزا کو وحی بھیجی گئی کہ **یٰسین انک لمن المرسلین** اے سردار (مرزا قادیانی) تو خدا کا مرسل ہے]]۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۰۷)

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ:

مرزا کے پاس وحی آئی **سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً** وہ پاک ذات وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے (مرزا کو) سیر کرادیا]]۔ (حقیقۃ الوحی ص ۷۸)

رحمۃ اللعلمین ہونے کا دعویٰ:

مرزا اپنی وحی لکھتا ہے! [[**وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین** اور ہم نے تجھ کو (اے مرزا) تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لیے بھیجا ہے]]۔ (حقیقۃ الوحی ص ۸۲)

ہر قادیانی محمد ﷺ سے بڑھ سکتا ھے:

مرزا محمود بن غلام احمد قادیانی کہتا ہے! [[یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی آگے نکل سکتا ہے۔ (ڈائری مرزا محمود اخبار الفضل قادیان ۱۹۲۲ء ماخوذ از قادیانی اُمت ص ۱۹)

معجزے نہیں مسمریزم:

مرزا لکھتا ہے! [[قرآن میں جو بنو اسرائیل کی گائے زندہ کرنے سے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ذکر کیا گیا ہے در حقیقت وہ مسمریزم کا عمل تھا]] ۔(ازالہ اوہام ج ۲ص ۳۰۵،۳۰۶)

[[ابراہیم علیہ السلام کے پرندوں کے زندہ ہو جانے کا معجزہ بھی درست نہیں بلکہ وہ بھی مسمریزم کا عمل تھا]] ۔(ازالہ اوہام ص ۳۰۶)

[[قرآن میں جہاں جہاں مردے زندہ کرنے کے معجزات کا ذکر ہے وہ بھی درست نہیں بلکہ سب مسمریزم کا عمل ہے]] ۔(ازالہ اوہام ص ۳۰۵،۳۰۶)

[[آپ کا مٹی کے پرندوں کو پھونک مار کر زندہ کر کے ہوا میں اڑا دینا جو قرآن میں مذکور ہے صحیح نہیں ۔ در حقیقت وہ کھلونے تھے جو کل یا چابی لگانے سے ذرا سا اڑنے لگتے تھے]] ۔(ازالہ اوہام ج ۱ص ۱۲۷)

[[مردے زندہ کرنے ، اندھے اور کوڑھی کو تندرست کرنے کے آپ کے معجزے بھی در حقیقت معجزے نہ تھے بلکہ مسمریزم کا کرشمہ تھے]] ۔(ازالہ اوہام ج ۱ص ۱۲۸ تا ۱۳۰)

[[حق بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی معجزہ نہیں ہوا]] ۔(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶)

عیسیٰ علیہ السلام پر تہمت:

[[عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے]] ۔(حاشیہ کشتی نوح ص ۶۵)

آپ کی پیشگوئیاں غلط نکلیں:

[[جس قدر مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں]] ۔(ازالہ اوہام ج ۱ص ۶،۵)

عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں:

[[نادان اسرائیلی، شریر مکار، موٹی عقل والا، جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح گالیاں دینے والا، بدزبان، جھوٹ بولنے والا، چوری کرنے والا، علمی و عملی قوئی میں کچے، آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و فریب کے اور کچھ نہیں تھا]] ۔(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴ تا ۷)

مسلمانوں کا جنازہ حرام:

مرزا نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ اس لیے نہیں پڑھا تھا کہ وہ غیر احمدی تھا ۔(الفضل ۱۵،۱۲،۱۹۳۱) [[جس طرح عیسائی بچہ کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا اگر چہ وہ معصوم ہوتا ہے اسی طرح ایک غیر احمدی کے

بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھا جاسکتا]]۔(الفضل ۱۹۳۲ء۔۱۰۔۲۳) اسی لیے چودھری ظفر اللہ خان قادیانی نے وزیر مملکت ہوتے ہوئے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

مسلمانوں کے لیے سڑی ہوئی گالیاں:

مرزالکھتا ہے![[میری ان کتابوں کی ہر شخص تصدیق کرتا ہے سوا کنجریوں کی اولاد کے۔دافع الوساوس ص ۵۴۷)

[[میرا منکر ولد الحلال نہیں، کنجریوں کی اولاد اور دجال کی نسل سے ہے]]۔(نادر الحق ص ۱۲۳)

[[یہ لوگ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح مردار کھا رہے ہیں]]۔(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳)

[[ان کی ناک کٹ جائے گی اور ذات کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں پر بندروں، سوروں کی طرح کر دیں گے]]۔(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳)

[[جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا سو سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام (زنا کی اولاد) بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں]]۔(نور الاسلام ص ۳۰)

[[میرے مخالف (مسلمان) جنگلوں کے سور ہوگئے اور انکی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں]]۔(نجم الہدیٰ ص ۱۵)

پاکستان کیخلاف قادیانی سازشیں

محمد احمد حسن قادری

مسلمان عرصہ دراز تک برصغیر پر حکمران رہے مگر بدقسمتی سے آخر زوال پذیر ہوئے۔انگریز گورنمنٹ نے برصغیر میں اپنا جال بچھایا آخر ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی لڑی گئی ہندو مکار جو آزادی ہند کیلیے مسلمانوں کے ساتھ تھا جب جنگ میں شکست ہوئی تو ہندو بنیا نے ساری کاروائی مسلمانوں کے کھاتہ میں ڈال دی کہ ہم تو لڑنا ہی نہیں چاہتے تھے یہ تو مسلمان انگریز سرکار کے خلاف لڑنے مرنے کو میدان میں آئے تھے۔

اسی جنگ میں فتنہ مرزائیت کے بانی مرزا قادیانی کے باپ مرزا غلام مرتضےٰ نے مسلمانوں کے مقابلے میں انگریز سامراج کو جنگ کے سازو سامان سے تعاون دیا۔جس کا مرزا قادیانی اپنی کتابوں میں ساری عمر ذکر کرتا رہا۔جنگ آزادی ہند ۱۸۵۷ء میں فتح کے بعد انگریز گورنمنٹ ہندوستان پر مکمل قابض ہوگئی تو گورنمنٹ نے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کیا کہ کوئی ایسا حل سوچا جائے کہ اہل ہند گورنمنٹ کے خلاف بغاوت نہ کریں نیز اہل ہند ہمارے یعنی گورنمنٹ کے خلاف بغاوت کیوں کرتے ہیں؟مختصراً گورنمنٹ نے حل نکالا کہ مسلمان قوم کے مذہبی راہنما اپنی عوام کو انگریز گورنمنٹ کے خلاف لڑنے کیلیے اُبھارتے ہیں۔چنانچہ مسلمانوں کو بغاوت یعنی لڑائی سے روکنے کیلیے اور گورنمنٹ کو مضبوط کرنے کیلیے ایک بورڈ بیٹھا جس میں اہل کیسا کے مختلف شعبہ ہائے زندگی کے افراد بیٹھے۔نتیجۃً انہوں نے کہا کہ مسلمان اپنے نبی ﷺ کی محبت میں لڑتے ہیں۔اگر انکی محبت کو ختم کردیا جائے تو ہم عرصہ دراز تک ہندوستان پر قابض رہ سکتے ہیں۔چنانچہ اہل کیسا نے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کے اندر ایک ایسا شخص ڈھونڈا جائے جو نبوت کا دعویٰ کرے انگریز گورنمنٹ کی حمایت کرے اور جذبہ عشق رسول ﷺ اور جذبہ جہاد کو مسلمانوں کے دلوں سے ختم کردے۔بدقسمتی سے ملت اسلامیہ کے اندر سے انگریز سامراج نے اپنے ایک وفادار خاندان کے ایک فرد مرزا غلام احمد قادیانی کو اس کام کیلیے چنا اور اس شخص نے دعویٰ نبوت بھی کیا گورنمنٹ برطانیہ انگریز سامراج کو اپنے لیے رحمت بھی کہا۔عشق رسول عربی ﷺ کو ختم کرنے کیلیے خود محمد احمد اور نبی و رسول ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔جذبہ جہاد کو مٹانے کیلیے جہاد بالسیف کو حرام قرار دیا۔انگریز کے اس خود کاشتہ پودے اور مرزائیوں کے انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے ملت اسلامیہ کے مفادات کے خلاف ہمیشہ اغیار کا ساتھ دیا۔اسلامیان ہند نے جب اپنے حقوق حاصل کرنے کیلیے واحد سیاسی جماعت مسلم لیگ (جس کا قیام ۱۹۰۶ء میں ہوا) بنائی تو مرزا قادیانی نے اس کی مخالفت کی۔قیام پاکستان کا وقت آیا تو دوسرے قادیانی لیڈروں نے مخالفت کی۔قیام پاکستان کے بعد اکھنڈ ہندوستان بننے

اور پاکستان کو دو ٹکڑے کرنے اور پاکستان کو مسائل کا شکار بنانے کیلیے قادیانیوں نے کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

درج ذیل سطور میں قادیانی لیڈروں کی پاکستان دشمنی پر مبنی چند اقتباسات ترتیب دے رہا ہوں تا کہ اسلامیان پاکستان اس بات سے باخبر رہیں کہ دشمن ملت قادیانی وطن عزیز اسلامی جمہوریہ پاکستان کے خلاف کیا سازشیں کر رہے ہیں۔ پڑھیے اور اس آستین کے سانپ سے وطن عزیز کو محفوظ رکھنے کی کوشش کیجیے۔

۔۔۔مرزا قادیانی اور مسلم لیگ۔۔۔

اسلامیان ہند نے اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے ایک سیاسی جماعت مسلم لیگ ۱۹۰۶ء میں قائم کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی ۱۹۰۸ء میں فوت ہوا۔ یعنی مرزا قادیانی کے مرنے کے وقت ابھی مسلم لیگ کی عمر ڈیڑھ دو سال تھی۔ مگر ملت اسلامیہ کی اس کم عمر جماعت مسلم لیگ کے خلاف مرزا قادیانی کا موقف مرزا قادیانی کا ایک خلیفہ میاں محمود احمد یوں لکھتا ہے!

"ایک دفعہ صوبے کے بڑے افسر سے حضرت (مرزا غلام احمد) صاحب ملنے کیلئے تشریف لے گئے۔یوں تو آپ کسی کے پاس نہ جایا کرتے تھے لیکن انھیں اپنا مہمان سمجھ کر چلے گئے۔ان دنوں گورنمنٹ کا یہ خیال تھا کہ مسلم لیگ سے گورنمنٹ کو فائدہ پہنچے گا۔ان افسر صاحب نے حضرت (مرزا) صاحب سے پوچھا کہ آپ کا مسلم لیگ سے متعلق کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں اسے نہیں جانتا خواجہ (کمال الدین) صاحب چونکہ اسکے ممبر تھے۔انہوں نے اسکے حالات عجیب پیرائے میں آپ کو بتائے فرمایا! کہ میں پسند نہیں کرتا کہ لوگ سیاست میں دخل دیں۔صاحب بہادر نے کہا کہ مرزا صاحب مسلم لیگ کوئی بری چیز نہیں بلکہ بہت ۔۔۔ہے آپ نے فرمایا بُری کیوں نہیں ایک دن یہ بھی بڑھتے بڑھتے بڑھ جائے گی۔صاحب بہادر نے کہا مرزا صاحب شاید آپ نے کانگریس کا خیال کیا ہوگا لیگ کا حال کانگریس کی طرح نہیں۔کیونکہ کسی کام کی جیسی بنیاد رکھی جاتی ہے ویسا ہی اسکا نتیجہ نکلتا ہے۔کانگریس کی بنیاد چونکہ خراب رکھی گئی تھی اس لیے وہ مضر ثابت ہوئی۔لیکن مسلم لیگ کے تو ایسے قواعد بنائے گئے ہیں کہ اس میں باغیانہ عنصر پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔حضرت صاحب نے فرمایا آج آپ کا یہ خیال ہے تھوڑے دنوں کے بعد لیگ بھی وہی کرے گی جو آج کانگریس کر رہی ہے"۔(میاں منظور احمد صاحب خلیفہ قادیان کی ۲۷ دسمبر ۱۹۱۳ء والی تقریر مندرجہ ذیل رسالہ ریویو آف ری لیجز بابت جنوری ۱۹۲۰ء بحوالہ کتاب "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ مصنف حضرت پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۲۶ مطبوعہ ملتان)

مسلم لیگ میں شامل نہ ہونے کا حکم:۔

خلیفہ قادیان میاں محمود احمد قادیانیوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ!

"ہمیں یاد ہے کہ مسلمانوں کے مصلح حقیقی (مرزا قادیانی) اور دنیا کے سچے ھادی حضرت مسیح موعود ومہدی آخرالزماں (مرزا غلام احمد قادیانی) کے حضور جب اس مسلم لیگ کا ذکر آیا تو حضور نے اس کی نسبت ناپسندیدگی ظاہر فرمائی تھی۔ پس کیا کوئی ایسا کام جسے خدا کا برگزیدہ مامور ناپسند فرمائے۔ مسلمانوں کے حق میں سازگار وبابرکت ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اب بھی اگر مسلمانوں کو اپنے حقیقی نفع وضرر کی کچھ فکر ہے تو ایسے فضول مشاغل سے باز رہیں۔ جن کے نتائج نہ انکو دنیا کا فائدہ دے سکتے ہیں نہ دین کا۔ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کئی سال سے یہ نیشنل کانگریس کی نقل ہوتی ہے۔ اس سے مسلمانوں نے کیا کچھ حاصل کیا ہے" (قادیانی اخبار الفضل ج ۳ نمبر ۷۸ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۱۶ء)

مرزا قادیانی اور اُس کے خلیفہ مرزا محمود احمد قادیانی کے بیانات مسلم لیگ کی مخالفت میں ہیں حالانکہ مسلم لیگ ہندی مسلمانوں کی واحد سیاسی جماعت تھی جو مسلمانوں کے حقوق حاصل کرنے کی خاطر قائم کی گئی تھی۔ قادیانی لیڈروں نے مسلم لیگ کی مخالفت ہی نہیں کی بلکہ اسکے مقابلے میں ایک علیحدہ سیاسی جماعت نیشنل لیگ قائم کی اور لوگوں کو اس میں شامل ہونے کا کہا چنانچہ قادیانی لیڈر میاں محمود احمد نے اپنی تقریر میں یوں کہا!

"میں نے ایک راستہ بتایا تھا اور وہ نیشنل لیگ کا راستہ ہے جن لوگوں کو قانونی لحاظ سے نیشنل لیگ میں شامل ہونے میں کوئی روکاوٹ نہیں وہ اپنے نام لکھوادیں۔ اسکے بعد اپنے اپنے ہاں سیاسی انجمنیں بنائیں اور مرکزی جماعت سے اُنکا الحاق کریں اور اسکے بعد جو میں پہلے کہہ چکا ہوں ان پر عمل کریں۔ (تقریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ج ۲ نمبر ۲۳ شمارہ ۲۵ ص ۲، ۱۱۶ اگست ۱۹۲۱ء)

درج ذیل چند عبارات بمعہ حوالہ جات ترتیب دی گئی ہیں۔ اِن عبارات سے قادیانیوں کی مسلم دشمنی عیاں ہو جاتی ہے علاوہ ازیں بے شمار عبارات ایسی ہیں جن سے قادیانیوں کی اسلام اور اہل اسلام سے بغض وعناد ظاہر ہوتا ہے۔ مگر ہم جہاں موضوع کے مطابق قادیانیوں کی اُن سازشوں کو درج کریں گے جو پاکستان کے خلاف ہیں۔

۔۔۔پاکستان کیخلاف قادیانی سازش۔۔۔

قیام پاکستان سے قبل قادیانی لیڈر مسلم لیگ کی مخالفت کرتے رہے اور انگریز گورنمنٹ کی حمایت کرتے

رہے مگر جب دیکھا کہ پاکستان بن جائے گا تو قادیانی لیڈر خلیفہ قادیاں میاں محمود احمد نے کہا!

۱) اکھنڈ ہندوستان:۔

"بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے اور ساری قومیں باہم شیر و شکر ہو کر رہیں"۔(قادیانی اخبار الفضل ۵ اپریل ۱۹۴۷ء)

۲) ہندوستان حکومت کے وفادار:۔

مسٹر گاندھی کی موت کا پیغام جو خلیفہ قادیاں نے بھیجا اُس میں پنڈت نہرو کو لکھا اور حلفاً لکھا ہے!

"خدا جانتا ہے کہ باوجود اسکے کہ ہمیں ہمارے مقدس مرکز سے زبردستی نکالا گیا ہے ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیر خواہ ہیں"۔(قادیانی اخبار الفضل ۲ فروری ۱۹۴۸ء)

۳) تقسیم ہند پر غمی کا اظہار:۔

"ہم تقسیم ہند پر بہ امر مجبوری رضامند ہوئے اور کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔ میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے۔ ہم تقسیم ہند پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں"۔(بیان مرزا بشیر الدین محمود اخبار الفضل ۱۷ مئی ۱۹۴۷ء)

پاکستان سے متعلق قادیانی موقف:۔

جسٹس منیر احمد ذاتی طور پر قادیانیوں کے بارے میں نرم رویہ رکھتے تھے۔ تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں انہوں نے پاکستان سے متعلق قادیانی موقف درج ذیل الفاظ میں تحریر کیا ہے!

قادیانی غیر مسلم اقلیت کیوں؟

جسٹس میاں نذیر اختر

مرزا غلام احمد قادیانی کے قادیانی اور لاہوری پیروکار خود کو مسلمان ظاہر کرنے کے لیے شعائر اسلام کا استعمال نہیں کر سکتے۔ قادیانی ایک علیحدہ گروہ ہیں اور انکا اسلام اور اُمت مسلمہ سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ مرزا غلام احمد نے اسلام کی تعلیمات کی واضح خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے نبی ہونے کے بارے میں جھوٹا دعویٰ کیا اور اعلان کیا کہ اس کی نبوت پر یقین نہ رکھنے والے سب کافر ہیں۔ اس نے یہ دعویٰ کر کے تو انتہا کر دی کہ وہ آدم، ابراہیم، موسیٰ عیسیٰ اور حتیٰ کہ محمد ہے (نعوذ باللہ)

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی پاک حضرت محمد ﷺ پر نازل شدہ قرآن مجید کی آیات کو اپنے آپ سے منسوب کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ مرزائی کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے واضح طور پر لفظ محمد سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔ اسی طرح وہ مرزا غلام احمد قادیانی پر درود بھیجتے ہیں۔ گویا جب یہ لوگ (قادیانی) کلمہ طیبہ اور درود پڑھتے ہیں تو انکے قلب و باطن پر مکمل طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کا تصور ہوتا ہے اور اسی طرح کرتے ہوئے وہ نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کے مقدس نام کی تحقیر کر رہے ہوتے ہیں۔

قادیانی اور لاہوری گروہوں سے تعلق رکھنے والے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار آئین پاکستان کی دفعہ (260)(3)(B) کے تحت غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں۔ مرزا غلام احمد نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ احمد اور محمد ہے اور اس میں نبی اکرم حضرت محمد ﷺ اور دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کی خوبیاں موجود ہیں۔ اس نے دعویٰ کیا کہ حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت اس کے دعویٰ نبوت سے متاثر نہیں ہوئی کیونکہ وہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ ظلی اور بروزی شکل میں وہ محمد ہے۔ قادیانی جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات پر ایمان رکھتے ہیں اس کے لیے درود وسلام پڑھتے ہیں جبکہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق یہ درود وسلام نبی پاک ﷺ کا استحقاق ہے۔ قادیانی مرزا غلام احمد کو حضرت محمد ﷺ کے برابر سمجھتے ہوئے اس پر درود بھیجتے ہیں۔ اور اسی طرح نبی پاک حضرت محمد ﷺ کے رتبہ کو گھٹا کر مرزا غلام احمد قادیانی کے برابر قرار دیتے ہیں۔ قادیانیوں کا یہ فعل واضح طور پر نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کے مبارک اور مقدس نام کی تحقیر کے مترادف ہے۔ جو زیر دفعہ C۔295 پی پی سی قابل سزا ہے۔ جرم زیر دفعہ C۔295 پی پی سی کی سزا سزائے موت یا عمر قید اور جرمانہ ہے اور یہ جرم دفعہ 497 سی آر پی سی کی امتناعی تعریف میں آتا ہے جس کے تحت ضمانت نہیں لی جا سکتی۔

اس میں شک نہیں کہ قادیانی یا مرزا قادیانی کے دوسرے پیروکار زیر دفعہ B-298 پی پی سی کے تحت کچھ مخصوص کلمات مثلاً امیر المومنین، خلیفۃ المومنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا اہل بیت وغیرہ استعمال نہیں کر سکتے۔ تاہم یہ مذکورہ ممنوعہ کلمات قادیانیوں کو اس بات کا لائسنس نہیں دے دیتے کہ وہ دیگر اس قسم کے مشابہ کلمات یا شعائر اسلام استعمال کریں جو عام طور پر عام مسلمان استعمال کرتے ہیں کیونکہ اس طرح کرنے سے یہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر رہے ہوں گے جو قانون کے مطابق ممنوع ہے۔

مرزا غلام احمد اور اسکے پیروکار غیر مسلم ہیں اور ایک جداگانہ گروہ سے تعلق رکھتے ہیں وہ اُمت مسلمہ کا جزو نہیں ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کے مطابق جو مرزا غلام احمد کو نبی تسلیم نہیں کرتے وہ کافر اور غیر مسلم ہیں۔ مرزا بشیر احمد نے اپنی کتاب "کلمہ الفصل" کے ابواب ۲، ۳ اور ۴ میں تفصیل سے اس موضوع پر بحث کی ہے۔ مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب "کلمہ الفصل" کی بنیاد پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ! "وہ تمام لوگ جو مرزا غلام احمد کے دعوؤں اور تعلیمات پر یقین نہیں رکھتے غیر مسلم اور کافر ہیں اور قادیانیوں کو ان کی رسومات، شادی و مرگ وغیرہ میں شامل نہیں ہونا چاہیے"۔ مرزا غلام احمد نے اپنے سگے بیٹے فضل احمد کی نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی تھی کیونکہ وہ اس دعوت نبوت پر ایمان نہیں رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ ظفر اللہ خان قادیانی نے بانی پاکستان حضرت قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی تھی۔ اس طرح اب اس بات میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی کہ مذہب اسلام کی رو سے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ایک علیحدہ گروہ سے تعلق رکھتے ہیں اور حقیقی مذہبی رو سے وہ غیر مسلم ہیں۔ آئین پاکستان کے آرٹیکل 260 کی ذیلی شق B-3 کے تحت انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی برطانوی سامراج کا لگایا ہوا پودا تھا۔ انہوں نے اس درخواست کا بھی حوالہ دیا جو مرزا غلام احمد کی طرف سے اس وقت کے لیفٹیننٹ کے گورنر پنجاب کو ارسال کی گئی تھی جس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو برطانوی سامراج کا خودکاشتہ پودا کے الفاظ سے منسوب کیا تھا۔ (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۸۸)

مرزا غلام احمد کی تعلیمات کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ برصغیر کے مسلمان مکمل طور پر برطانوی حکومت کے فرمانبردار اور مطیع ہو جائیں انگریز حکومت کی غلامی اور اطاعت کو اسلام کا ایک حصہ سمجھیں اور آئندہ جہاد کو حرام جانیں اور شرک فی الرسالت کے ذریعے مسلمانوں کا حضور اکرم حضرت محمد ﷺ سے عقیدت ومحبت کا رشتہ ختم کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نبی اکرم حضرت محمد ﷺ عقیدہ ختم نبوت۔ قرآن مجید، کلمہ طیبہ، احادیث مبارکہ، اہل بیت کی عزت واحترام مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے تقدس کے بارے میں مرزا صاحب کی تعلیمات واعتقادات پوری اُمت مسلمہ سے مختلف

ہیں۔

مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید کی درج ذیل آیت کے مطابق درود وسلام صرف حضور اکرم ﷺ کے لیے مختص ہے۔ **ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما** بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر اے ایمان والو تم بھی آپ پر درود بھیجا کرو اور (بڑے ادب و محبت سے) سلام عرض کیا کرو۔ درود وسلام اعلیٰ ترین عبادت ہے جو مسلمانوں کے حضور نبی اکرم حضرت محمد ﷺ سے رشتہ احترام و محبت کو مضبوط کرتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا مرزا غلام احمد نے کبھی یہ دعویٰ کیا کہ وہ نبی یا پیغمبر ہے؟ اور وہ بھی حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کی طرح درود وسلام کا مستحق ہے؟

اُمت مسلمہ اس ایمان و یقین کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہے کہ نبی اکرم حضرت محمد ﷺ نبی آخر الزماں اور خاتم النبیین ہیں۔ اُمت مسلمہ حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کے عقیدے کو نہایت شدت اور حقارت کیساتھ مسترد کرتی ہے۔ قرآن حکیم کے مطابق حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ نے خود اپنی زبان مبارک سے واضح طور پر فرما دیا کہ میرے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ تاہم مرزا صاحب نے اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ نظریہ پیش کیا کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین نہیں ہیں بلکہ وہ خاتم یعنی مہر کے حامل ہیں۔ اور مستقبل میں آنے والے نئے نبیوں کی توثیق کرنے والے ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۷، ۲۸)

مرزا غلام احمد نے ایک دوسرا انیا عجیب و غریب نظریہ حضرت محمد ﷺ کی بعثت ثانیہ کا بھی پیش کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ "میری ذات میں حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کا دوبارہ بروزی شکل میں ظہور ہوا ہے۔ اور مزید یہ دعویٰ کیا کہ پہلا ظہور ملک عرب میں ہلال (پہلی رات کا چاند) کی صورت میں تھا اور انکے دوسرے ظہور میں وہ (مرزا غلام احمد قادیانی کی صورت میں) بدر کامل (پورا چاند) ہیں۔ اس طرح سے مرزا صاحب نے نہ صرف برابری بلکہ اپنے آپ کو حضور اکرم حضرت محمد ﷺ سے برتر ہونے کا دعویٰ کیا۔

اپنے باپ کی تعلیمات کی پیروی کرتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ کوئی بھی شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ حضرت محمد ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (روزنامہ الفضل ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء) پوری اُمت مسلمہ کا پختہ اور کامل یقین و ایمان ہے کہ پوری کائنات میں اللہ رب العزت کے بعد اعلیٰ ترین مقام صرف حضور اکرم ﷺ کو حاصل ہے اور کوئی مسلمان آپ سے ہمسری کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ حضور اکرم ﷺ تو کجا کوئی مسلمان آپ ﷺ کے ایک صحابی کے برابر ہونے کا دعویٰ بھی نہیں کر سکتا۔ تاہم مرزا غلام احمد نے حضور اکرم ﷺ

سے مکمل طور پر ہمسری اور ان کی مشابہت رکھنے کا دعویٰ کرنے کی جسارت کی ہے۔اس نے خطبہ الہامیہ میں اس بات کا پُرزور دعویٰ کیا ہے کہ جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ (یعنی حضرت محمد ﷺ) میں فرق کرتا ہے اس نے نہ تو مجھے دیکھا اور نہ ہی مجھے پہچانا۔نعوذ باللہ من ذالک۔اس نے دعویٰ کیا کہ اس کا نام احمد اور محمد اسے نبوت کے درجے کیساتھ ملا کیونکہ وہ حضرت محمد ﷺ کی محبت میں کھو گیا تھا۔انہوں نے اپنے ایک پمفلٹ "ایک غلطی کا ازالہ" میں تحریر کیا ہے کہ! "نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی رکھی یعنی فنافی الرسول کی"۔انتہائی حیرت انگیز بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی حضور اکرم ﷺ سے محبت انتہائی مثالی اور بے نظیر تھی مگر وہ بھی نبوت کے درجے کو نہ پہنچ سکے۔وجہ صاف ظاہر ہے کہ نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند کر دیا گیا تھا۔اس لیے حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارک سے اعلیٰ درجہ کی محبت بھی نبوت کے مقام پر نہیں پہنچا سکتی۔تاہم مسلمان نبوت کے سوا دیگر روحانی مقام حاصل کر سکتے ہیں۔

رسول مقبول ﷺ کے صحابہ کرام جنہیں آپ ﷺ سے انتہا درجہ کی محبت تھی کو اللہ رب العزت کی طرف سے تنبیہ کی گئی کہ وہ اپنی آوازوں کو حضور نبی اکرم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کریں ورنہ ان کے تمام نیک اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے۔اللہ رب العزت کی طرف سے اس تنبیہ کا مقصد مسلمانوں کو اپنی مقررہ حدود کے اندر رکھنا تھا تا کہ وہ آپ ﷺ کی ہمسری اور برابری کا اظہار نہ کر سکیں۔حضور نبی کریم ﷺ سے محبت کی وجہ سے مسلمان اہل بیت سے بھی محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں حتیٰ کہ ان تمام مقامات سے بھی محبت رکھتے ہیں جہاں وہ مقیم رہے یا چلتے پھرتے رہے۔مسلمان مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ریت، گرد وغبار، کھجوروں حتیٰ کہ گلیوں سے شدید محبت کرتے ہیں۔وہ حضور اکرم ﷺ کی مقدس جائے مدفین (روضہ رسول ﷺ) کو حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ کے مطابق جنت الفردوس کا ایک حصہ سمجھتے ہیں۔جیسا کہ خود حضور اکرم ﷺ نے فرمایا **اما بین بیتی ومنبری روضة من ریاض الجنة** میرے گھر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔(سراج المنیر شرح جامع الصغیر ۲۲۲) تاہم مرزا غلام احمد نے اپنے آپ کو حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمسر ہونے اور ان سے مشابہت رکھنے کا دعویٰ کر کے انتہائی مذموم جسارت کا مظاہرہ کیا ہے انہوں نے قادیان کو مکہ اور مدینہ کی طرح قابل احترام قرار دے کر مکہ اور مدینہ کے مقدس مقامات کی بے حرمتی کی ہے اور اس حد تک دعویٰ کیا ہے کہ قادیان کی ایک زیارت کرنا نفلی حج سے برتر اور اعلیٰ ہے۔وہ مرزا اس حد تک آگے چلا گیا کہ اس نے حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کی مقدس جائے مدفین کا تذکرہ کرتے ہوئے غلیظ زبان کے استعمال کی انتہا کر دی۔ظاہراً اپنے جوش وجذبے میں نبی مکرم ﷺ کی حضرت عیسیٰ

علیہ السلام پر برتری ظاہر کرنے کے لیے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نظریہ نزول آسمانی کو مسترد کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں! ''ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت تک زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اترنے کی جو دی گئی ہے اس کے ہر پہلو سے ہمارے نبی کی توہین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق جس کا کچھ حد وحساب نہیں حضرت مسیح سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً آنحضرت ﷺ کی سو برس تک بھی عمر نہ پہنچی مگر حضرت مسیح اب تقریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت کے چھپانے کے لیے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن تنگ وتاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے بلا لیا۔ اب بتلاؤ محبت کس سے زیادہ کی عزت کس کی زیادہ کی قرب کا مقام کس کو دیا اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا''۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۲)

حضور اکرم حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقابلی مقام ومرتبہ کا نتیجہ اور قدر وقیمت خواہ کچھ بھی ہو مگر ایک بات واضح ہے کہ مرزا صاحب نے نبی اکرم ﷺ کے مقدس مقام تدفین کے متعلق انتہائی تحقیر آمیز الفاظ استعمال کیے ہیں۔ جس کے تصور ہی سے ایک مسلمان لرز جاتا ہے۔ مرزا صاحب نے دعویٰ کیا کہ وہ مقام ومرتبے کے لحاظ سے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین سے بڑھ کر تھے۔ اپنی تحریر کردہ کتب دافع البلاء، نزول مسیح اور درثمین میں ان کی تذلیل واہانت کی ہے۔ (کچھ متعلقہ اقتباسات اور حوالہ جات اس فیصلہ کے آخر میں تتمہ کے طور پر منسلک کر دیئے گئے ہیں) حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ (اپنے دونوں نواسوں) حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے شدید محبت رکھتے تھے۔ مگر مرزا غلام احمد نے حسنین کے لیے توہین اور نفرت کا اظہار کیا ہے۔ مرزا غلام احمد کے مندرجہ بالا عقائد ونظریات جن سے مسلمانوں کو شدید صدمہ پہنچا ہے اور ان کے جذبات مجروح ہوئے ہیں کے بعد مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ درود وسلام کے مستحق ہیں۔ بقول مرزا صاحب اللہ تعالیٰ اس پر درود بھیجتا ہے۔ مرزا غلام احمد کے الہامات اور وحیوں پر مشتمل کتاب ''تذکرہ'' کے صفحہ نمبر ۷۷۷ پر ایک وحی یہ درج ہے صلی اللہ علیک وعلی محمد۔ مرزا غلام احمد نے اپنی کتاب اربعین نمبر ۲ میں مندرجہ ذیل دعویٰ کیا ہے ''بعض بے خبر یہ اعتراض بھی میرے پر کرتے ہیں کہ اس شخص کی جماعت اس پر فقرہ علیہ الصلوۃ والسلام کا اطلاق کرتی ہے اور ایسا کرنا حرام ہے۔ اسکا جواز یہ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور دوسرے کا صلوۃ یا سلام کہنا ایک طرف خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس کو پاوے میرا سلام اسکو کہے اور احادیث اور تمام شروح احادیث میں مسیح موعود کی نسبت صدہا جگہ صلوۃ وسلام کا لفظ لکھا ہوا موجود ہے پھر جب کہ میری نسبت نبی

نے یہ لفظ کہا صحابہ نے کہا بلکہ خدا نے کہا تو میری جماعت کا میری نسبت یہ فقرہ بولنا کیوں حرام ہو گیا۔(اربعین نمبر ۶،۲)

دوبارہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی باب چہارم صفحہ ۷۵ میں دعویٰ کرتا ہے کہ مندرجہ ذیل وحی اس پر اتری ہے۔ **اصحاب الصفة وما ادراك ما اصحاب الصفة ترى اعينهم تفيض من الدمع يصلون عليك** جو صفہ میں رہنے والے ہیں اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہیں صفہ میں رہنے والے۔ تو دیکھے گا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں گے۔ وہ تیرے پر درود بھیجیں گے۔ یہی وحی مرزا صاحب کی کتاب تذکرہ ص ۲۲۲، ۶۳۱ اور ۶۳۲ میں درج ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اصحاب صفہ مرزا صاحب پر درود بھیجتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قادیانی مرزا غلام احمد کے لیے درود و سلام پڑھتے ہیں اور ساتھ ہی مرزا غلام احمد کو حضور اکرم حضرت محمد ﷺ کے مقام و مرتبہ کو اس (مرزا قادیانی) کے مقام و مرتبہ سے پست کیا گیا ہے جس (مرزا قادیانی) نے اپنے آپ کو برطانوی حکومت کا خود کاشتہ پودا قرار دیا۔ جس نے برطانوی گورنمنٹ کی اطاعت اور وفاداری کو اسلام کا ایک حصہ سمجھا اور جہاد کے حرام ہونے کا دعویٰ کیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تذلیل و اہانت کی جس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ تمام مسلمان جو اس (مرزا قادیانی) پر ایمان نہیں لاتے کافر ہیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

”الہامات“ مرزا کی ایک خصوصیت

راجا رشید محمود

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء ورسل علیہ السلام کو وحی کے ذریعے مختلف معاملات میں رہنمائی دی گئی، علوم ومعارف سکھائے گئے، لیکن جب حضور خاتم النبیین ﷺ پر اس نے یہ سلسلہ ختم کر دیا اور ابلیس لعین نے کچھ لعینوں کو ”نبی“ بننے کی راہ دکھائی تو ”تجدد الہام“ کی صورتوں کی رونمائی ہوئی۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضور حبیب کبریا ﷺ پر ہونے والے الہامات کی وہ باثروت اور زریں صورت نہ تھی جو مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی کے بیشتر الہامات نے اختیار کی۔ اگرچہ دعووں کی حد تک اس نے کہا کہ:

”مسیح موعود (؟) کو خدا نے آدم کے رنگ پر پیدا کیا“---[۱]

پھر کہا کہ:

”خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم رکھا“---[۲]

”اور اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے آدم مقرر کر کے بھیجا“---[۳]

۸ فروری ۱۹۰۲ء کو مرزا نے کہا:

”خدا تعالیٰ نے میرا نام بھی نوح رکھا ہے اور وہی الہام جو کشتی کا نوح کو ہوا تھا یہاں بھی ہوا ہے“---[۴]

پھر اپنے ابراہیم [۵]، یوسف [۶]، سلیمان [۷] ہونے کا اعلان بھی کیا، نیز اپنے آپ کو ”احمد مسیح“ [۸]، مسیح موعود [۹]، مسیحائے زمان [۱۰]، مثیلِ مسیح [۱۱]، مسیح سے بڑھ کر [۱۲]، مریم بھی، عیسیٰ بھی [۱۳] قرار دیا۔ ”مورخ احمدیت“ دوست محمد شاہد نے انہیں ”آں حضرت ﷺ کا محبوب ترین فرزند جلیل“ قرار دیا [۱۴] مرزا نے اپنے آپ کو حضور آقا ومولا ﷺ کا بروز اور ظل کہا [۱۵] روزنامہ ”الفضل“ میں انہیں ”عین محمد“ گردانا گیا۔[۱۶]

مرزا صاحب نے یہ دعویٰ بھی کیا:

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار [۱۷]

اس ساری صورت حال کا استعجاب انگیز پہلو یہ ہے کہ خالق ومالکِ حقیقی جل شانہ کے بھیجے ہوئے کسی نبی، کسی رسول کے الہامات کا رخ ارسالِ مال ودولت اور حصولِ زر وثروت کی طرف نہ تھا، لیکن مرزا صاحب کے بہت سے

الہامات اس نشان دہی کے حامل نظر آتے ہیں کہ آج مرزا کو اتنے روپے ملیں گے اور کل اتنی یافت ہوگی۔ دراصل جنہیں رب کریم ﷺ بھیجتا ہے، انہیں دنیا کی طمع اور لالچ ہوتا ہی نہیں۔ البتہ شیطان رجیم تو ہاتھ ہی اسی کی پشت پر رکھتا ہے جو دنیا کمانا چاہتا ہو اور وہ اسے اس راستے کا مستقل راہی بنا دیتا ہے۔ انبیاء کرام f کو وحی بھی تو روح الامین کی وساطت سے آتی تھی، جہاں جبریل امین کے بجائے "ٹیچی" کی خدمات حاصل کی جاتی ہوں وہاں تو گھپلا ہوگا ہی۔

"حقیقۃ الوحی" میں مرزا صاحب نے انکشاف کیا:

"۵/مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا، اس نے کہا، نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا، آخر کچھ تو نام ہو گا، اس نے کہا میرا نام ہے "ٹیچی"" ---[۱۸]

آنکھ کھلنے کے بعد کی کیفیت کے بیان میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعے سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آ گیا" ---[۱۹]

"حقیقۃ الوحی" ہی میں اس سے اگلے صفحے پر ہے:

"البتہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں، ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے" ---[۲۰]

مرزا صاحب کے "ملفوظات" میں ہے، کہا:

"میں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں، جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے تو لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہوگی، ایسا ہی جب میں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے" ---[۲۱]

ہمارے آقا حضور، کائنات کے محسن اعظم، نور مجسم، رحمت عالم ﷺ نے بادشاہوں کو جو خطوط ارسال فرمائے، ان کے متون موجود ہیں، ان میں انہیں حقانیت کو تسلیم کرنے اور اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی گئی۔ لیکن انگریز کے خود کاشتہ پودے، جعلی نبی غلام احمد قادیانی نے "امراء اور رئیسان و منعمان ذی مقدرت و والیان ارباب حکومت و منزلت" کو جو خط بھیجا، اس کا متن ان کی کتاب "برکات الدعا" میں موجود ہے۔ اس میں ہے:

"میں تمام امراء کی خدمت میں بطور عام اعلان کے، لکھتا ہوں کہ اگر ان کو بغیر آزمائش ایسی مدد میں تامل ہو تو وہ

اپنے بعض مقاصد اور مہمات اور مشکلات کو اس غرض سے میری طرف لکھ بھیجیں تا کہ میں ان مقاصد کے پورا ہونے کے لیے دعا کروں۔ مگر اس بات کو تصریح سے لکھ بھیجیں کہ وہ مطلب کے پورا ہونے کے وقت کہاں تک ہمیں اسلام کی راہ میں مالی مدد دیں گے۔.........اگر ایسا خط کسی صاحب کی طرف سے مجھ کو پہنچا تو میں اس کے لیے دعا کروں گا"---

(حاشیہ میں ہے:

"چاہیے کہ وہ خط نہایت احتیاط سے بذریعہ رجسٹری سربمہر آوے اور اس راز کو قبل از وقت فاش نہ کیا جاوے اور اس جگہ بھی پوری امانت کے ساتھ وہ مخفی رکھا جائے گا اور اگر بجائے خط کوئی معتبر کسی امیر کا آوے تو یہ امر بھی زیادہ موثر ہو گا") --- [۲۲]

ادھر انگریز حکومت کے والیان اور امراء و متمولانِ ذی مقدرت سے طلب زر کی درخواست کی جارہی ہے اور ان سے وعدہ کیا جارہا ہے کہ انہیں جس قسم کی حاجت ہو، انہیں جو بھی مشکلات و مہمات درپیش ہوں، ان کے جیسے بھی مقاصد ہوں، اگر وہ مالی مدد کا وعدہ کریں تو "نبی صاحب" ان کے لیے دعا کریں گے۔ دوسری طرف ٹیچی ایسا الہام لانے اور "وحی" پہنچانے میں تیز رو ہے کہ روپیہ "نبی صاحب" کو کہاں کہاں سے ملے گا۔ لکھتے ہیں:

"ایسا اتفاق دو ہزار مرتبہ سے بھی زیادہ گزرا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری حاجت کے وقت مجھے اپنے الہام یا کشف سے یہ خبر دی کہ عنقریب کچھ روپیہ آنے والا ہے اور بعض وقت آنے والے روپیہ کی تعداد سے بھی خبر دے دی اور بعض وقت یہ خبر دی کہ اس قدر روپیہ فلاں تاریخ میں اور فلاں شخص کے بھیجنے سے آنے والا ہے اور اس بات کے گواہ بھی بعض قادیان کے ہندو اور کئی سو مسلمان ہوں گے"---[۲۳]

مرزا کے اسی نسل کے چند اور "الہامات" نقل کیے جاتے ہیں، لیکن ان کی ایک خاص بات یہ ہے کہ مرزا نے ایسے بیش تر الہامات کی اطلاع دو ہندوؤں، لالہ شرمپت کھتری اور لالہ ملاوامل کھتری کو دی تھی اور وہی ان کے گواہ رہے۔ سنیے!

"ایک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا، "عبداللہ خاں، ڈیرہ اسماعیل خاں" چناں چہ چند ہندو جو اتفاقاً اس وقت میرے پاس موجود تھے، جن میں ایک لالہ شرمپت کھتری اور ایک لالہ ملاوامل کھتری بھی ہے، ان کو یہ الہام سنا دیا گیا اور بعض مسلمانوں کو بھی سنا دیا گیا اور صاف طور پر کہہ دیا گیا کہ اس الہام کا یہ مطلب ہے کہ آج عبداللہ خاں نام ایک شخص کا، ہمارے نام کچھ روپیہ آئے گا اور خط بھی آئے گا۔ چناں چہ ان میں سے ایک ہندو بشن داس نام، اس بات کے لیے مستعد ہوا کہ میں اس الہام کو بذات خود آزماؤں۔ اور اتفاقاً ان دنوں میں سب پوسٹ ماسٹر قادیان کا بھی ہندو تھا۔ سو وہ ہندو ڈاکخانہ میں گیا اور آپ ہی سب پوسٹ ماسٹر سے دریافت کر کے یہ خبر لایا کہ عبداللہ خاں نام ایک شخص کا اس ڈاک میں خط آیا

ہے اور کچھ روپیہ آیا ہے"۔۔۔[۲۴]

"ایک دفعہ ایک شخص بہاء الدین نام مدار المہام ریاست جونا گڑھ نے پچاس روپیہ میرے نام بھیجے اور قبل اس کے کہ اس کے روپیہ کی روانگی سے مجھے اطلاع ہو، خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے اطلاع دی کہ پچاس روپیہ آنے والے ہیں۔ میں نے اس غیب محض سے، بہت سے لوگوں کو قبل از وقت بتلادیا کہ عنقریب یہ روپیہ آنے والا ہے اور قادیان کے شرمپت نام ایک آریہ کو بھی اس سے خبر کردی"۔۔۔[۲۵]

"ایک دفعہ سخت ضرورت روپیہ کی پیش آئی، جس کا ہمارے اس جگہ کے آریہ لالہ شرمپت و ملاوامل کو بخوبی علم تھا۔۔۔۔۔۔۔۔دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نشان کے طور پر مالی مدد سے اطلاع بخشے، تب الہام ہوا:

"دس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں۔ الا ان نصر اللّٰہ قریب فی شایل مقیاس (Then will you go to Amritsar)، یعنی دس دن کے بعد روپیہ آئے گا، خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لیے اونٹنی دُم اٹھاتی ہے، تب اس کا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے، ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے۔ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم امرتسر بھی جاؤ گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔گیارہویں روز محمد افضل خان صاحب نے راول پنڈی سے ایک سو دس روپے بھیجے۔ بیس روپے ایک اور جگہ سے آئے اور پھر برابر روپیہ آنے کا سلسلہ ایسا جاری رہا، جس کی امید نہ تھی۔ اور جس دن محمد افضل خاں صاحب وغیرہ کا روپیہ آیا، امرتسر بھی جانا پڑا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نشان کے آریہ مذکورین گواہ ہیں، جو حلفاً بیان کر سکتے ہیں اور کئی اور مسلمان بھی گواہ ہیں"۔۔۔[۲۶]

"ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خاں کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے۔ بدستور لالہ شرمپت و ملاوامل کھتریان ساکنان قادیان کو مطلع کیا گیا اور قرار پایا کہ انہی میں سے کوئی ڈاک کے وقت ڈاکخانہ میں جاوے، چناں چہ ان میں سے ایک آریہ ملاوامل نامی ڈاکخانہ میں گیا اور خبر لایا کہ ہوتی مردان سے دس روپیہ آئے ہیں"۔۔۔[۲۷]

"ایک دفعہ اپریل ۱۸۸۳ء میں صبح کے وقت بیداری میں جہلم سے روپیہ روانہ ہونے کی اطلاع دی گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ابھی پانچ روز نہیں گزرے تھے کہ ۴۵ روپیہ کا منی آرڈر جہلم سے آگیا"۔۔۔

اس کے بارے میں مزید لکھا کہ:

"ان دنوں ایک ہندو الہامی پیش گوئی کے لکھنے کے لیے بطور روزنامہ نویس نوکر رکھا ہوا تھا، اس سے یہ پیش گوئی لکھوا بھی لی گئی تھی"۔۔۔[۲۸]

"ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ حیدر آباد سے نواب اقبال الدولہ صاحب کی طرف سے خط آیا ہے اور اس میں کسی قدر روپیہ

دینے کا وعدہ ہے۔ خواب بدستور لکھا گیا اور منذکور الصدر آریوں کو اطلاع دی گئی۔ پھر تھوڑے دن بعد حیدر آباد سے خط آیا اور سو روپیہ نواب موصوف نے بھیجا، فالحمد للّٰہ ذالک۔ اس نشان کے گواہ وہی آریہ ہیں اور حلفاً بیان کر سکتے ہیں"---[۲۹]

"ایک دفعہ کشفی طور پر..........روپے مجھے دکھائے گئے۔ پھر اردو میں الہام ہوا کہ ماجھے خاں کا بیٹا اور شمس الدین پٹواری ضلع لاہور بھیجنے والے ہیں۔ اور جب یہ الہام اور کشف ہوا تو میں نے حامد علی اور ایک اور شخص کوڑا نام کو جو امرتسر کے علاقہ کا رہنے والا تھا، اطلاع دی..........جب ڈاک کا وقت ہوا تو ایک کارڈ آیا جس میں یہ روپیہ لکھا ہوا تھا اور یہ تفصیل درج تھی کہ چالیس روپے ماجھے خاں کے بیٹے کی طرف سے ہیں اور باقی چار یا چھ روپے شمس الدین پٹواری کی طرف سے بطور امداد ہیں۔ اور ساتھ اس کے روپیہ بھی آگیا"---[۳۰]

"ایک دفعہ اتفاقاً مجھے پچاس روپیہ کی ضرورت پیش آئی..........جب میں دعا کر چکا، تب فی الفور دعا کے ساتھ ہی ایک الہام ہوا، جس کا ترجمہ یہ ہے کہ دیکھ میں تیری دعاؤں کو کیسے جلد قبول کرتا ہوں..........چناں چہ ڈاکخانہ سے بذریعہ ایک خط کے اطلاع ہوئی کہ پچاس روپیہ لدھیانہ سے کسی نے روانہ کیے ہیں..........اس نشان کا گواہ شیخ حامد علی ہے، جو دریافت کے وقت حلفاً بیان کر سکتا ہے"---[۳۱]

"مکتوبات احمدیہ" میں سیٹھ عبدالرحمٰن کے نام اس سلسلے کے کئی خط ہیں، مثلاً:

"کل کی ڈاک میں بذریعہ تار مبلغ پانچ سو روپے مرسلہ آں مکرم مجھ کو پہنچ گیا"---

"کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آں محب مجھ کو پہنچا"---

"پہلے خط کے روانہ کرنے کے بعد آج مبلغ سو روپیہ مرسلہ آں مکرم بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا"---

"آپ کا عنایت نامہ مع مبلغ ایک سو روپیہ آج مجھ کو ملا"---[۳۲]

مرزا صاحب نے ۱۳/اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انہی سیٹھ کو ایک خط میں لکھا:

"چند ہفتے ہوئے ہیں، مجھے الہام ہوا تھا..........اس میں تفہیم یہ ہوئی تھی کہ کوئی شخص کسی مطلب کے حصول پر بہت سا حصہ اپنے مال میں سے بطور نذرانہ بھجوائے گا..........طبیعت نے یہی چاہا کہ اس کے مصداق آپ ہی ہوں اور خدا تعالیٰ ایسا کرے۔ کیا اللہ جل شانہ کے نزدیک لاکھ دو لاکھ روپیہ کچھ بڑی بات ہے"---[۳۳]

پتا نہیں چلتا کہ سیٹھ صاحب، مرزا صاحب کو ایک سو، پانچ سو پر ہی ٹرخاتے رہے یا "الہام" کے زیر اثر لاکھ دو لاکھ بھی پیش کر سکے۔ مگر اس سے "الہامات" کا رخ ضرور متعین ہوتا ہے۔

"ازالہ اوہام" میں مرزا صاحب نے ان مخیّرین کے نام بھی لکھے ہیں اور تعریفی کلمات بھی کہے ہیں جنھوں نے ان کی زیادہ مالی مدد کی۔ ان میں سے حکیم نورالدین بھیروی، حکیم فضل دین بھیروی، عبدالکریم سیالکوٹی، غلام قادر فصیح، حامد شاہ سیالکوٹی، محمد احسن امروہی، عبدالغنی معروف، مولوی غلام نبی خوشابی، نواب محمد خاں رئیس مالیر کوٹلہ، میر عباس علی لودھیانوی، منشی احمد جان، قاضی خواجہ علی، مرزا محمد یوسف بیگ سامانوی، عبداللہ سنوری، حکیم غلام احمد، فضل شاہ لاہوری، منشی محمد اروڑا، میاں محمد خاں، منشی ظفر احمد، عبدالہادی، منشی ظفر احمد، محمد یوسف سنوری، منشی حشمت اللہ، سراج الحق، میر ناصر نواب، منشی رستم علی، شیخ رحمت اللہ، میاں عبدالحکیم بابو کرم الٰہی، عبدالقادر جمال پوری، محمد ابن احمد مکی، محمد عسکری خاں، غلام حسن پشاوری، شیخ حامد علی، شیخ شہاب الدین موحد، میراں بخش، حافظ نور احمد، محمد مبارک علی، محمد تفضّل حسین کے نام اہم ہیں اور ساتھ میں ان کی خصوصیات بھی تحریر کی گئی ہیں۔ ان کے علاوہ ۳۶ [۲۹] مزید نام دیے گئے ہیں، لیکن ان میں سیٹھ عبدالرحمٰن کا نام نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا لاکھ دولاکھ والا الہام سیٹھ مذکور کو متاثر نہیں کر سکا۔

آخر میں صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی نے جو واقعہ بیان کیا، اسے بھی پڑھ لینا چاہیے، اگرچہ اس کا تعلق "الہام" سے نہیں بتایا گیا، لیکن مترشح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو ایک مستقل "الہام" یہ پہنچ چکا تھا کہ پیسہ کہیں سے آیا، کسی طرح کمایا گیا ہو، چھوڑنا نہیں۔ "سیرۃ المہدی" میں بشیر احمد قادیانی صاحبزادہ لکھتا ہے:

"بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت (مرزا صاحب) سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی، اس نے اس حالت میں بہت روپیہ کمایا، پھر وہ مر گئی۔ مجھے اس کا ترکہ ملا۔ مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہو سکتا ہے"---[۳۴]

"سیرۃ المہدی" کے اس اقتباس کو نقل کر کے پروفیسر محمد الیاس برنی نے لکھا:

"اور اسلام کی خدمت خود مرزا صاحب کے سپرد تھی، ان سے زیادہ اس مال کا مستحق اور کون ہو سکتا تھا"---[۳۵]

حواشی و تعلیقات

۱ میرزا غلام احمد قادیانی، لیکچر سیال کوٹ، ناشر نائب محافظ دفتر ضلع سیال کوٹ (راقم السطور کی ذاتی لائبریری میں الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ کا چھپا ہوا نسخہ ہے) س ن، صفحہ ۹، ۱۰

۲ مرزا غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۱۹۵۲ء، صفحہ ۲۵۷

۳　میرزا غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام، حصہ اوّل (راقم کے ذخیرۂ کتب میں جو نسخہ ہے، اس کے اندرونی سرورق کے طور پر "مقفل ٹائٹل بار اوّل، ذی الحجہ ۱۳۰۸ھ" اور "باہتمام و سعی شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند، مطبوعہ گردید" لکھا ہے۔ گتے پر البتہ "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور" درج ہے) س ن، صفحہ ۲۵۶

۴　مرزا غلام احمد قادیانی، ملفوظات جلد سوم نظارت اشاعت ربوہ س ن، صفحہ ۵۴۰ (مرتب کا نام درج نہیں ہے)

۵　تریاق القلوب، صفحہ ۶۷ (میرے پاس ایک ایسا نسخہ ہے، جس پر نہ مرزا صاحب کا نام ہے، نہ ناشر کا، نہ سنہ اشاعت ہے) ایک دوسرے نسخے پر ضیاء الاسلام پریس قادیان لکھا ہے، سنہ اشاعت نہیں، البتہ آخر میں ۴ر نومبر ۱۹۰۰ء درج ہے۔

۶　مرزا غلام احمد قادیانی، براہینِ احمدیہ، حصہ پنجم، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور س ن، صفحہ ۴۹

۷　مرزا غلام احمد قادیانی، دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء، دارالایمان قادیان، اپریل ۱۹۰۲ء، صفحہ ۲۰

۸　ریویو آف ریلیجنز، قادیان، نومبر ۱۹۳۱ء، صفحہ ۵

۹　عبدالقادر (سابق سوداگر مل)، حیات طیبہ، مسجد احمدیہ، بیرون دہلی دروازہ لاہور، ایڈیشن دوم، مارچ ۱۹۶۰ء، صفحہ ۹۸

۱۰　شیخ روشن دین تنویر کی نظم، مطبوعہ روزنامہ "الفضل" ربوہ کا ایک شعر ہے:

بجلی ہے جو رگ رگ میں تو طوفان لہو میں
ہم لوگ غلامانِ مسیحائے زماں ہیں

الفضل (۲۳ر جنوری ۱۹۶۱ء) میں مطبوعہ مصلح الدین احمد راجیکی کی نظم کا شعر ہے:

وہ مہدیٔ دوراں تمنائے ملت
مسیحِ زماں احمدِ قادیانی

[سووینیئر ۲۔ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور ۱۹۲۲ء، صفحہ ۲۶، ۴۲]

۱۱　مرزا غلام احمد قادیانی، آئینہ کمالات اسلام، حصہ اردو، اس کا دوسرا نام "دافع الوساوس" بھی ہے۔ پہلی بار فروری ۱۸۹۳ء میں قادیان سے مطبع ریاض ہند سے چھپی (راقم الحروف کے پاس جو ایڈیشن ہے، یہ ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا)، صفحہ ۸/ مرزا غلام احمد قادیانی، شہادۃ القرآن نظارت اصلاح وارشاد ربوہ، ۱۹۶۸ء (کتاب کا پہلا ایڈیشن "شہادۃ

القرآن علیٰ نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان'' کے پورے نام سے پنجاب پریس سیال کوٹ سے چھپا تھا)، صفحہ ۷

۱۲ دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء، صفحہ ۱۷

۱۳ حقیقۃ الوحی، صفحہ ۳۴۷/ براہین احمدیہ حصہ پنجم، صفحہ ۵۳/ کشتی نوح (از مرزا غلام احمد قادیانی سلطان القلم) نظارت اصلاح وارشاد وصدر انجمن احمدیہ ربوہ، صفحہ ۶۸، س ن (اندرونی سرورق پر پہلے ایڈیشن کا عکس ہے، جو ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے چھپا)

۱۴ دوست محمد شاہد، چودہویں صدی کی غیر معمولی اہمیت، احمد اکیڈمی ربوہ، مارچ ۱۹۸۱ء، صفحہ ۱۱۳

۱۵ کشتی نوح، صفحہ ۲۴/ ملفوظات، جلد سوم، نظارت اشاعت ربوہ، س ن (مرتب کا نام درج نہیں)/ ملفوظات، جلد ششم، الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ، صفحہ ۱۲۲ (اس میں یکم جون ۱۹۰۳ء سے آخر اپریل ۱۹۰۴ء تک کے ملفوظات ہیں۔ پیش لفظ جلال الدین شمس نے ۸ نومبر ۱۹۶۳ء کو لکھا اور کہا کہ اس جلد کی ترتیب وتدوین میری اصولی ہدایات کے مطابق مکرم مولانا محمد اسماعیل صاحب دیال گڑھی کی مساعی کی رہین منت ہے، صفحہ ۳)/ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ ۱۷۸/ روزنامہ ''الفضل'' قادیان، ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء، جلد ۱۴، نمبر ۸۵/ آیتِ خاتم النبیین اور جماعتِ احمدیہ کا مسلک، مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ، س ن، صفحہ ۷

۱۶ الفضل قادیان، ۲۶ جنوری ۱۹۱۶ء/ الفضل قادیان، ۱۲ مارچ ۱۹۲۶ء (جلد ۱۳، شمارہ ۷۲)/ الفضل، ۲۸ اکتوبر ۱۹۱۵ء میں لکھا گیا:

مسیح موعود محمد است وعین محمد است

الفضل (۲۸ مئی ۱۹۲۸ء) میں ''اظہارِ حقیقت'' کے نام پر کہا گیا:

حقیقت کھلی بعثِ ثانی کی ہم پر کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا

مفتی حبیب الرحمٰن قادیانی نے لکھا:

''کیا احمد اور محمد کا میں کچھ فرق ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے پیدا کیا، جس نے محمد اور احمد میں فرق جانا، اس نے ہرگز حضور (؟) میرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں پہچانا''---[الفضل، ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء]

۱۷ (مرزا غلام احمد قادیانی کا منظوم کلام) درِثمین، مکمل اردو (مرتبہ محمد یامین) باہتمام رانا محمد یوسف سنز،

ربوہ، س ن، صفحہ۹۵ (طویل نظم "دلائل صداقتِ مسیح موعود وتبلیغ عام، منقول از براہین احمدیہ، حصہ پنجم، مطبوعہ۱۹۰۸ء، صفحہ۱۰۶)

۱۸ حقیقۃ الوحی، صفحہ۳۳۲

۱۹ ایضاً

۲۰ حقیقۃ الوحی، صفحہ۳۳۳

۲۱ روحانی خزائن۲، جلد اوّل، مشتمل بر ملفوظات حضرت مسیح موعود ۱۸۹۱ء تا ۱۸۹۹ء، ضیاءالاسلام پریس ربوہ (جلال الدین شمس نے ۲۰ راگست ۱۹۶۰ء کو پیش لفظ لکھا)، صفحہ۳۲۵

۲۲ مرزا غلام احمد قادیانی، سلطان القلم، برکات الدعا، نظارت اصلاح وارشاد، صدر انجمن احمدیہ ربوہ، صفحہ۲۳، ۲۴ (قاضی محمد نذیر نے پیش لفظ ۱۲ ردسمبر ۱۹۶۸ء کو لکھا)

۲۳ مرزا غلام احمد قادیانی، تریاق القلوب، ضیاءالاسلام پریس قادیان (مرزا صاحب نے اپنی اس تحریر کے آخر میں ۲۸ رنومبر ۱۹۰۰ء کی تاریخ لکھی ہے) صفحہ۶۴، ۶۵

۲۴ مرزا غلام احمد قادیانی، براہین احمدیہ (ملقب بہ البراہین الاحمدیہ علی حقیقت کتاب اللہ

ا القرآن والنبوۃ المحمدیۃ) حصہ سوم، پہلی فصل، مطبع الجدولاہور، طبع چہارم ۱۹۱۶ء، صفحہ۱۲۹ (طبع اوّل مطبوعہ سفیر ہند امرتسر ۱۸۸۰ء کا صفحہ نمبر ۲۲۶، ۲۲۷) اگرچہ طبع چہارم کے صفحہ ا پر غلط طور پر لکھا ہے کہ ۱۸۸۲ء میں قادیان سے پہلی بار چھپی تھی)/ تریاق القلوب، صفحہ۹۰

۲۵ تریاق القلوب، صفحہ۱۱۲

۲۶ ایضاً، صفحہ۱۱۳، ۱۱۴

۲۷ ایضاً، صفحہ۱۱۵

۲۸ ایضاً، صفحہ۱۱۶

۲۹ ایضاً، صفحہ۱۱۶

۳۰ ایضاً، صفحہ۱۲۶

۳۱ ایضاً، صفحہ۱۲۵، ۱۲۶

۳۲ مرزا غلام احمد قادیانی، مکتوبات احمدیہ، جلد پنجم، حصہ اوّل، صفحہ ۳، ۵، ۲۱، ۲۲ (۶؍مارچ ۱۸۹۵ء، ۱۲؍اکتوبر ۱۸۹۶ء، ۲۱؍اکتوبر ۱۸۹۸ء، ۲۲؍نومبر ۱۸۹۸ء کے مرقومہ خطوط)

۳۳ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم، حصہ اوّل، صفحہ ۲۰

۳۴ بشیر احمد قادیانی، سیرۃ المہدی، حصہ اوّل، صفحہ ۳۲۳ (بحوالہ "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ"، صفحہ ۲۱۵)

۳۵ الیاس برنی، پروفیسر محمد (سابق صدر شعبہ معاشیات، جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن) قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ، اہل حدیث اکیڈمی لاہور، سول ایجنٹ: مہتاب کمپنی لاہور، س ن، صفحہ ۲۱۷
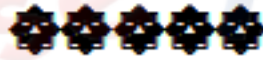
قادیانی فتنہ اور اہل ایمان کی ذمہ داری

علامہ ڈاکٹر کوکب نورانی اوکاڑوی

میرے نبی پاک صاحب لولاک حضور پُر نور سیدنا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب (ﷺ) میرے معبود کریم رب تعالیٰ کے آخری رسول ہیں۔ ان پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوا۔ میرے نبی پاک ﷺ سے میرے رب تعالیٰ کے التفات خاص کی یہ بھی ایک واضح دلیل ہے۔ میرے نبی پاک ﷺ کو اس دنیا سے پردہ فرمائے ہوئے چودہ صدیاں بیت گئیں ہیں اس مدت میں کبھی یہ مسئلہ متنازع نہیں رہا کہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ رسول کریم ﷺ کے ظاہری دینوی زمانے یا ان کے بعد کسی شخص کے لیے نبوت کا منصب یا اس پر وحی کا نزول مانا جائے کوئی بھی ایسا مانے کہ وحی کا نزول کسی پر رسول کریم ﷺ کے بعد ہوا یا ہوگا یا یہ مانے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد کسی کو منصب نبوت عطا ہو گیا ہو تو بھی ماننے والا شخص کافر و مرتد اور خارج از اسلام ہے اور جو کوئی ایسے شخص کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی مومن و مسلم نہیں رہتا۔ نبی کریم ﷺ کے لیے یہ عقیدہ رکھنا ضروری و لازمی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور اس عقیدے کا انکار کرنا بلا شبہ کفر ہے۔

اُنیسویں صدی میں اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے آلہ کار قادیان کے ایک شخص مرزا غلام احمد ابن مرزا غلام مرتضیٰ نے صرف فتنہ و فساد اور اہل ایمان کو منتشر کرنے کے لیے انگریز کی غلامی کا حق ادا کرتے ہوئے خود کو مجدد، مسیح موعود اور نبی و رسول کہا اور اپنے ان جھوٹے دعووں کا انکار کرنے والوں کو جہنمی اور غیر مسلم قرار دیا۔

نبوت کے اس جھوٹے مدعی کے ماننے والے قادیانی، مرزائی، احمدی، لاہوری پارٹی اور دین دار انجمن والے کہلائے۔ ان میں سے لاہوری پارٹی کہلانے والے مرزا قادیانی کو نبی تو نہ مانتے لیکن مسلمان اور ولی مانتے ہیں جب کہ مرتد و کافر کو ولی یا مسلمان ماننا بھی کفر ہے۔ دیندار انجمن والے اسی مرزا قادیانی کے خلیفہ صدیق چن بشویسوار کے پیروکار ہیں انہی کا ایک نمائندہ کراچی کے علاقے کورنگی میں فقیر حبیب بن وحید کے نام سے اپنی کاروائیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔

مرزا قادیانی نے کتنے کفریہ جرم کیے۔ انکا تذکرہ کتابوں میں محفوظ ہے۔ اس کے بڑے بڑے جرم یہ ہیں۔

۱) اس نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں مانے۔

۲) رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کیا۔

۳) اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

۴)اس نے خود پر وحی نازل ہونے کا دعویٰ کیا۔

۵)اس نے نبیوں کی توہین اور شدید گستاخی کی۔

۶)اس نے اللہ تعالیٰ کی توہین کی۔

۷)اس نے اپنے ماننے والوں کے سوا پوری ملت اسلامیہ کو کافر کہا۔

۸)اس نے قرآنی احکام کو بدلا اور آیات قرآنی کا تمسخر کیا اور احادیث نبوی کی توہین کی۔

۹)خود کو محمد (ﷺ) کہا۔

۱۰)اس نے اپنی گڑھی ہوئی باتوں کو نہ صرف وحی کہا بلکہ انہیں قرآن کے برابر کہا۔(معاذ اللہ)

اس شخص نے کیا کیا بکواس کی ان باتوں کو پست ذہن کا عام آدمی بھی سننا گوارا نہیں کرتا۔مرزا قادیانی نے بہت دعوے کیے مگر ہر ایک میں وہ مزید جھوٹا اور رسوا ہوا۔یہاں تک کہ محمدی بیگم نامی خاتون کے لیے بھی اس کے دعوے غلط ثابت ہوئے اور وہ اسے بھی حاصل نہ کر سکا۔اپنے پاس آنے والے فرشتے کا نام اس نے ٹیچی ٹیچی بتایا اور انگریزی میں بیان کو وحی قرار دیا۔اس شخص نے (معاذ اللہ) اتنی شدید بکواس کی کہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے اسے حمل ہو گیا جو دس ماہ رہا اور اس مرزا میں سے خود مرزا پیدا ہوا۔یہ مرزا بالآخر ٹوائلٹ (بیت الخلا) میں بُری موت مرا۔

انگریز نے اسے اس لیے خریدا اور نبوت کا جھوٹا دعویٰ کروایا کہ وہ جہاد کا سلسلہ ختم کروانا چاہتے تھے اور اس کے لیے وحی کے بغیر کام نہیں ہو سکتا تھا۔انگریز نے مسلمانوں کی قوت پارہ پارہ کرنے کے لیے جذبہ جہاد اور عشق رسول ﷺ مسلمانوں سے ختم کرنے کا سازشی منصوبہ بنایا اور قادیانی اور وہابی تحریکیں انہی سازشی منصوبوں کی تکمیل کے لیے معرض وجود میں لائی گئیں۔جہاد اور تعظیم رسول ﷺ کے خلاف یا منافی باتیں کرنے والے انگریز ہی کی سازشوں کو پروان چڑھاتے ہیں۔

صحیح العقیدہ علمائے حق اہل سنت و جماعت نے ہر عہد میں کلمہ حق بلند کرنا اور مرد میداں بننا اپنا شیوہ و شعار رکھا ہے۔قادیانی اور وہابی تحریکوں کی ابتدا ہی سے ان کے خلاف آواز بلند کرنے والے علماء و مشائخ اہل سنت و جماعت ہی تھے۔حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی، خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری اور حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے قادیانی تحریک کے خلاف جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ ذرائع ابلاغ سے لوگوں تک پوری طرح نہیں پہنچائے گئے۔اس دوران وہ لوگ جو "خاتم النبیین" کا معنی آخری نبی نہ مان کر مرزا قادیانی کے ہم نوا تھے وہ خود کو تحفظ ختم نبوت کے تنہا علم بردار بلکہ ٹھیکے

دار کہلانے لگے۔وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں شاید یہ گمان کرتے ہیں کہ اس سے بھی حقائق چھپائے جاسکتے ہیں۔توبہ کی بجائے غلطی پر قائم رہنا ہرگز عزت و کامیابی کا موجب نہیں ہوسکتا۔

وطن عزیز کا شمار جوہری توانائی (ایٹمی پاور) رکھنے والے ممالک میں ہونا دنیا کے لیے اتنی بڑی بات نہیں بلکہ ان کے لیے اہم بات یہ ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ایک اسلامی ملک کا ایٹمی طاقت بن جانا ان کو کھٹک رہا ہے۔انہیں یہ بھی تکلیف ہے کہ اس ملک میں بسنے والے مسلمان دینی جوش و جذبہ بھی بہت رکھتے ہیں۔غیر مسلم مسلمانوں سے جذبہ جہاد اور عشق رسول ﷺ ختم کرنے کے لیے ہمہ دم مشغول ہیں۔وہ کس کس طرح یلغار کر رہے ہیں؟ مسلمان عوام اس سے غافل ہیں۔ضرورت ہے کہ باہوش اور باخبر اہل ایمان ملت اسلامیہ کو غیروں کی سازشوں اور غیروں کے حامیوں سے آگاہ کرتے رہیں۔آج قادیانی گروہ میڈیا اور سرکاری عہدوں پر قابض ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔اہل ایمان کو بے حس بنانے اور ان سے غیرت ایمانی اٹھا دینے کے لیے ناپاک منصوبے بنائے جا رہے ہیں،عریانی،فحاشی،موسیقی وغیرہ کا طوفان ہے یہ تفریح اور لذت کا نہیں عذاب اور ذلت کا سامان ہے۔اس دنیوی چمک دمک میں کھوجانے والے اپنا ایمان گنوا بیٹھے تو اپنی دنیا و آخرت تباہ کرلیں گے۔

مرزائے قادیانی کی زندگی کے ایک ورق کی بازیافت

علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

مرزا غلام احمد قادیانی ابتدا میں درست اسلامی عقائد کا حامل تھا۔ اس نے اسلامی ماحول میں آنکھ کھولی اور اسی میں پرورش پائی۔ اسوقت اسلامی معاشرہ انگریزوں کے زیر اثر بپا ہونے والی اعتزالی تحریک (وہابیت، دیوبندیت، نیچریت وغیرہ) کے اثرات سے محفوظ تھا۔ یہ تحریکیں انگریزوں کے زیر سایہ بپا ہوئیں۔ پروان چڑھیں اور مسلمانوں میں باہمی جنگ و جدال اور افتراق و فساد کا باعث بنیں۔ جنکے برے اثرات آج تک باقی بلکہ روبہ ترقی ہیں۔ ان میں ایک کے بانی خود مرزا غلام احمد آنجہانی تھے۔ مرزا صاحب کے ابتدائی دور میں مسلمانانِ ہند اہل سنت و جماعت کے عقائد کے حامل تھے۔ اور کچھ لوگ شعیہ مذہب کے ماننے والے تھے۔ اسوقت کے اہل سنت و جماعت کہلانے والے لوگ اولیائے کاملین کے عقیدت مند ہوا کرتے تھے۔ وہ کسی نہ کسی سلسلہ طریقت میں بیعت ہوا کرتے تھے۔ جو شخص کسی سلسلہ میں بیعت نہ ہوتا اسے مسلمانوں میں اچھوت کا درجہ دیا جاتا۔

مرزائے قادیانی اگر چہ ازلی ابدی بدبخت تھا لیکن اسلامی معاشرے کے جبر کے تحت ابتدا میں اولیائے کرام کی عقیدت کا دم بھرتا تھا۔ جب سیالکوٹ میں کچہری میں ملازمت کیا کرتا تھا اس نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت اختیار کی لیکن شیخ کامل نے اس کے بے ایمان ہو کر مرنے کی پیشگوئی فرمادی۔ اس امر کا انکشاف حضرت مولانا محمد امام الدین سکنہ چک دولت ضلع جہلم کی یاداشتوں سے ہوتا ہے۔ جو انھوں نے اپنے پیرومرشد شیخ المشائخ حضرت خواجہ غلام محی الدین سجادہ نشین آستانہ عالیہ باوی شریف کے حالات کے سلسلہ میں قلم بند کی تھیں۔ آپ اپنے والد ماجد حضرت خواجہ محمد خان عالم قدس سرہ اور چورہ شریف کے شیخ اجل حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نمایاں ترین خلفائے کرام سے تھے۔ ان یاداشتوں کی ایک نقل خانقاہ سلطانیہ نزد کالا دیو (جہلم) کے ذخیرہ کتب میں موجود ہے۔ اسکا ایک اقتباس ناظرین کی نذر کیا جاتا ہے اس سے مرزائے قادیانی کی زندگی کے ایک پہلو پر روشنی پڑتی ہے۔

"حضرت خواجہ فقیر محمد چورے شریف والے اور حضرت باباجی (حضرت خواجہ محمد خان عالم) باوی شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سیالکوٹ میں ایک دفعہ تشریف لے گئے۔ سیالکوٹ میں اس وقت مرزا غلام احمد جو بعد میں مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے مشہور ہوا، ایک معمولی کلرک تھا۔ حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ مجھے بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا! کل آؤ۔ کل گیا پھر فرمایا! کل آؤ تیسرے دن گیا آپ نے باباجی صاحب (حضرت خواجہ محمد عالم خان) کو فرمایا کہ آپ اسے بیعت فرمالیں آپ نے انکے حکم کے مطابق بیعت کیا مگر فرمانے لگے اس شخص کے سینے میں ایمان کی خوشبو نہیں۔ اسمیں بے دینی کی بو ہے یہ آدمی بیعت کے لائق نہیں تھا۔ باباجی علیہ الرحمہ نے اسے بیعت کے بعد جب توجہ دی تو مرزا نے قے کردی۔ پھر (مرزا کو آپ کے حضور پیش کیا) فرمایا! میں نے تو کوئی فرق نہیں رکھا مگر اسکے اندر رب کا نام نہیں سماتا"۔ (حالات و کرامات حضرت خواجہ غلام محی الدین نقشبندی خطی)

حضرت خواجہ محمد خان عالم قدس سرہ العزیز کی پیشگوئی اس زمانے کی ہے جب مرزا قادیانی نے ابھی اپنے کل پرزے نہیں نکالے تھے۔ لیکن دنیا نے دیکھ لیا کہ آپ کی پیشگوئی کس واضح انداز میں پوری ہوئی۔ پہلے اس نے الہام کا دعویٰ کیا۔ پھر اس پر شیطانی وحی کا نزول شروع ہوا۔ اپنے آپ کو اس نے مہدی موعود قرار دیا۔ عیسیٰ بن مریم بنا۔ بروزی نبی بنا اور پھر مستقل نبی و رسول بن بیٹھا۔ سچ ہے!

لوح محفوظ است پیش اولیاء

قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر ایک نظر

عرفان محمود برق

ہم ہر اک شوخ کا انداز نظر جانتے ہیں ہم نے ایک عمر گزاری ہے صنم خانے میں

کسی نے مجھ سے سوال کیا کہ جناب میں نے سنا ہے کہ قادیانیوں کا جھوٹا نبی مرزا قادیانی شراب پیتا تھا ،گالیاں بکتا تھا، زنا کرتا تھا، جھوٹ بولتا تھا، غیر عورتوں سے رات کی تنہائیوں میں اپنی ٹانگیں دبواتا تھا، جوتی اُلٹی پہنتا تھا، قمیض کے بٹن اُلٹے بند کرتا تھا، آنکھ سے کانا، ہاتھ سے ٹنڈا، عقل سے پیدل، سوچ سے جاہل، حرکات سے پاگل تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ عقل کے اندھے، سوچ کے گندے قادیانی نہ صرف خود اُسے نبی و رسول تسلیم کرتے ہیں بلکہ مسلمانوں میں بھی اسکی بناسپتی نبوت کا ڈھول پیٹتے ہیں جس کے باعث اکثر سننے میں آتا ہے کہ فلاں مسلمان قادیانیت کے گٹر میں گر گیا فلاں گھرانے نے مرزائیت کے تیزاب کو اپنے لبوں کی زینت بنالیا فلاں نوجوان نے اپنے ایمان کی لگامیں ان اندھوں کے سپرد کر دیں۔ یہ بڑی حیران کن اور فکر انگیز بات ہے۔ آخر اسکی کیا وجہ ہے؟ مسلمان کیسے انکے جال میں پھنستے ہیں؟ اور ایک بد اخلاق، کانے ہنڈے کو کیسے نبی مان لیتے ہیں؟ میں نے اسے جواب دیا کہ جب قادیانی شکاری لوگوں کے ایمان کا شکار کرنے کے لیے نکلتا ہے تو وہ اپنے ساتھ ایک شکار والا بیگ رکھتا ہے جسکی مختلف جیبوں میں شکار کرنے کے مختلف آلات ڈالتا ہے۔ وہ ایک جیب میں اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی تصاویر کا البم ڈالتا ہے۔ دوسری جیب میں بلیک چیک کا خمار ڈالتا ہے۔ تیسری جیب میں زمین کی رجسٹری کا خنجر رکھتا ہے۔ چوتھی جیب کو جرمنی اور انگلینڈ کے ویزوں کے سنہری خوابوں کی نذر کرتا ہے۔ پانچویں جیب میں ملازمت کے حسین مواقع کے تیروں کو ٹھونستا ہے۔ چھٹی جیب کو غرباء کی امداد کے جھانسے سے آراستہ کرتا ہے۔ ساتویں جیب میں سماجی بہبود کے ڈھکوسلے سجاتا ہے۔ آٹھویں جیب کو اپنے کفریہ لٹریچر کی نجاست کے لیے مختص کرتا ہے پھر بغل میں چھریاں اور ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹیں بکھیرے مسلمانوں کے ایمانوں کی فصل کاٹنے کیلیے نکل پڑتا ہے۔

اللہ رے دیکھئے اسیری بلبل کا اہتمام صیاد عطر مل کے چلا ہے گلاب کا

وہ اپنا شکار کرنے کے کیلیے ہر وقت چوکس رہتا ہے پھر جہاں کوئی کمزور ایمان مسلمان نظر آتا ہے فوراً اسکی جانب لپکتا ہے اس کی آنکھوں پر ہوس کی تسکین افزائی کی پٹی باندھتا ہے اور اس کے ضمیر کو زوردار دھکا دے کر اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تب برق رفتاری سے اپنے بیگ کی جیبوں میں سے مختلف اوزار نکال کر اُسکی شہ رگ کاٹ دیتا ہے کچھ دیر کے لیے ضمیر تڑپتا ہے پھر پھڑ کتا ہے حب رسول ﷺ کا خون بڑی تیزی سے بہتا ہے حتی کہ آخری قطرہ بھی

ٹپک پڑتا ہے اور یوں اُس بدنصیب کا ایمان موت کی آخری ہچکی لیکر ارتداد کے گہرے پانیوں میں غرق ہو جاتا ہے جہاں سے پھر واپس لوٹ کر کبھی نہیں آتا۔

؎ لٹ رہا ہے دین ایمانوں کے سودے ہو رہے ہیں مگر افسوس ابھی دین محمد ﷺ کے رکھوالے سو رہے ہیں

قادیانی حوریں (چڑیلیں):

تاریخ کا مطالعہ اس بات پر روشنی ڈالتا ہے کہ کفر نے جب بھی مسلمانوں کو زیر کرنے کی کوششیں کیں وہ اپنی مختلف چالوں اور مختلف حربوں کے تیروں سے سینہ مسلم پر مشق کرتا رہا۔ اس کے حربے ان نفوس پر تو اثر انداز نہ ہو سکے جو مشیت ایزدی کے سانچوں میں ڈھلنے والے جادۂ تسلیم و رضا کے پیکر تھے اور جن کے سینوں میں محبت خدا اور رسول ﷺ کی فیاضی، پاکیزگی اور گداز کی شمعیں جل رہی ہوتی تھیں لیکن اس کے برعکس وہ محض نام کے مسلمان جو ان اوصاف جمیلہ کے حامل مسلمانوں کی بستی سے کہیں دور بسیرا کرتے تھے۔ کفر کے یہ تیر ان کے ایمانوں کو اکثر کفن پہننے پر مجبور کر دیتے۔ ان تیروں میں سے ایک تیر جو کامیابی سے اپنے نشانے پر لگتا رہا اور بہت ہی کم خطا گیا وہ تیر جواں عورتوں کی جوانیوں کا تیر ہے۔ ماہرین جنسیات کے مطابق تمام انسانی جبلتوں میں سب سے قوی اعصاب پر گہرے اور دیرپا اثرات ڈالنے والی جبلت جنس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان عورت کے فتنے میں بہت جلد آ کر بہک جاتا ہے۔

مراد رسول ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کا ایک لشکر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی زیر قیادت بیت المقدس کے محاذ پر روانہ کیا۔ کفار نے جب محسوس کیا کہ وہ مسلمانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو انہوں نے ایک چال چلی کہ جس راستے سے مجاہدین نے گزرنا تھا اس راستے میں ایک جگہ لمبی قطار میں اپنی عورتوں کو الف ننگا کر کے کھڑا کر دیا اور سوچا کہ جب مجاہدین کا لشکر اس جگہ سے گزرے گا تو دوشیزگان روم کی شعلہ سامانیاں تیل کا کام کر جائیں گی اور یہ لشکر مچلتے بدن دیکھ کر وہیں ڈھیر ہو جائے گا اور جنس کے ہاتھوں مجبور ہو کر آگے نہیں بڑھ سکے گا۔ (معاذ اللہ) لیکن شاید کفار یہ بھول گئے تھے کہ یہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا لشکر ہے جو رسالت مآب ﷺ کے آغوش تربیت سے فیض یاب ہے۔ جس طرح قطرہ آب آغوشِ صدف میں رہ کر نایاب بن جاتا ہے اسی طرح آفتاب رسالت کی آغوش میں رہ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ضمیر اس قدر نور بن گئے تھے کہ انکی روشنی سے عالم انسانیت شب دیجور کی تاریکیوں سے نکل کر نورانی صبح میں داخل ہوا۔ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ نگاہیں جو مشاہداتی جمال سے روشن ہوں وہ بے حیائی کی غلاظت سے لتھڑے ان گندے چیتھڑوں کی جانب اٹھیں اور راغب ہو جائیں۔ لہذا چشم فلک نے دیکھا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کا لشکر اور ان عورتوں کے

پاس سے گزرا تو تو انکی نگاہیں جھکی ہوئی تھیں اور انکی زبانوں پر قرآن کی یہ آیت جاری تھی۔ترجمہ:"مسلمان مردوں سے فرما دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے بے شک اللہ کو انکے کاموں کی خبر ہے"(سورۃ النور،۳۰)

لہذا اصحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا محبت رسول کی مستی سے سرشار مسلمانوں پر تو کبھی بھی عورت کا حربہ استعمال نہ ہوسکا لیکن جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ کمزور ایمان مسلمان اس طرح کے جال میں بہت جلد پھنس جاتا ہے اور اپنی عاقبت خراب کرلیتا ہے۔لہذا قادیانی جو کہ بدترین کافر ہیں انکا مشن ہے کہ اس طرح کے نام نہاد اور کمزور ایمان مسلمانوں کے دلوں میں جو تھوڑی بہت ایمان کی شمع جل رہی ہوتی ہے وہ عورتوں کے ذریعے گل کردی جائے اور انہیں قادیانی بنالیا جائے۔اس مقصد کے لیے قادیانیوں نے اپنی عورتوں کی ایک تنظیم بنا رکھی ہے جسے **لجنہ اماء اللہ** کہا جاتا ہے۔اس تنظیم میں قادیانی عورتوں کو ٹریننگ کے پیچیدہ عمل سے گزارا جاتا ہے اور مسلمانوں کا ایمان لوٹنے کے لیے تیار کیا جاتا ہے۔یہاں لجنہ اماء اللہ کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

لجنہ اماء اللہ:

قادیانیت کی تعلیم وتربیت اور لوگوں کے ایمانوں پر ڈاکہ زنی کرنے کیلیے قادیانی عورتوں کی یہ تنظیم مرزا قادیانی کے بیٹے اور قادیانیوں کے دوسرے نام نہاد خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے ۲۵ دسمبر ۱۹۲۲ء میں قائم کی۔قادیانیوں کی کتاب "پہچان" کے مطابق احمدی مستورات میں مالی و جانی قربانیوں کی روح پیدا کرنا دین (قادیانیت) کا علم سکھانے دعوۃ الی اللہ خدمت خلق اور آئندہ نسل کی بہترین تعلیم وتربیت کے ذرائع سوچنا لجنہ کے اہم مقاصد ہیں۔(بحوالہ پہچان ص ۴۰)

ہر قادیانی لڑکی جب وہ پندرہ سال کی عمر میں جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ دے اس تنظیم کی رکن بن جاتی ہے۔ہر وہ مقام جہاں پر قادیانیت کا شجر خبیثہ قائم ہے وہاں پر لجنہ کے کام کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور انہیں اپنے مشن کے بارے میں مفید مشورے دینے کے لیے ایک نگران اعلیٰ ہوتی ہے جسے صدر لجنہ کہا جاتا ہے اور صدر لجنہ کی عاملہ کی رکن "سیکرٹری" کہلاتی ہے۔قادیانیوں نے اپنی عورتوں کی اس تنظیم کو مختلف شعبوں میں تقسیم کررکھا ہے ہر شعبے کی ایک عہدیدار ہوتی ہے جنھیں مندرجہ ذیل القابات سے نوازا جاتا ہے۔

۱)نائب صدر اول ۲)نائب صدر دوم

۳)جنرل سیکرٹری ۴)نائب جنرل سیکرٹری

۵)سیکرٹری تعلیم ۶)سیکرٹری تربیت

۷)سیکرٹری خدمت خلق ۸)سیکرٹری مال

۹)سیکرٹری صدارت ۱۰)سیکرٹری دستکاری

۱۱)سیکرٹری اشاعت ۱۲)سیکرٹری اصلاح وارشاد

۱۳)سیکرٹری تجنیہ ۱۴)سیکرٹری ضیافت

۱۵)سیکرٹری تحریک جدید ۱۶)سیکرٹری صحت جسمانی

۱۷)ناظمہ جلسہ سالانہ ۱۸)اعزازی ممبرات

صدر لجنہ مقامی وضلعی کے اوپر بھی ایک نگران ہوتی ہے جسے صدر لجنہ مرکزیہ کہا جاتا ہے۔

ناصرات الاحمدیہ:

قادیانیوں کی بچیوں کی تنظیم جو کہ دراصل لجنہ کی ہی ایک ذیلی تنظیم ہے ۱۹۲۸ء میں قائم کی گئی۔اس تنظیم کا مقصد بچپن میں ہی قادیانیوں کی بچیوں کو راسخ العقیدہ بنانا اور مستقبل میں انہیں اپنے غلیظ مقصد کے لیے تیار کرنا ہے۔قادیانیوں کی کتاب "جماعت احمدیہ کا تعارف" صفحہ ۲۳۳ پر لکھا ہے! "شروع سے بچیوں کی تربیت اس انداز سے کی جاتی ہے کہ بڑی ہو کر جب وہ لجنہ اماء اللہ کی ممبر بنیں تو اپنے تجربہ اور تربیت کی بناء پر بہترین کارکن ثابت ہوں"۔

۵ سے ۱۸ سال کی عمر کی بچیاں اس تنظیم کی رکن ہوتی ہیں۔ناصرات کی نگران اعلیٰ "سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ" کہلاتی ہے جو کہ پہلے سے مرتب شدہ ایک تربیتی لائحہ عمل کے مطابق ان بچیوں کو آئندہ مستقبل میں بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمانوں کی شمع گل کرنے کے لیے تیار کرتی ہے۔آٹھ سے پندرہ سال کی عمر کا حساس عرصہ ہر قادیانی بچی کو مکمل ٹرینڈ کر دیتا ہے اور جب وہ بچپن کے بھولپن کے حصار سے نکل کر جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی ہے تو اس وقت ایک مکمل قادیانی حور(ڈائن) بن چکی ہوتی ہے۔پھر اپنے نفس کی الجھن، رخسار کے شعلوں اور مچلتے بدن کیساتھ قادیانیت کی تبلیغ کی وادی میں اتر جاتی ہیں اور بہت سوں کی توبہ شکنی، ضمیر شکنی اور ایمان شکنی کا باعث بن جاتی ہیں۔

؎ عصمتیں ہیں جس طرح سڑکوں پر ٹوٹے آئینے جانے اس بستی کی بربادی کہاں تک جائے گی

قادیانیوں کے لیے جہاں تبلیغ کے تمام ہتھیار ناکام ہو جائیں، مخالفتوں کے تھپیڑوں سے مشن ناکام ہوتا دکھائی دے۔ہر طرف مایوسیوں کے پہاڑ نظر آنے لگیں تو ایسے حالات میں اپنی خدمات کا لوہا منوانے کے لیے لجنہ کی

حوریں (چڑیلیں) میدان عمل میں آتی ہیں اور اپنی دل موہ لینے والی شوخ وشنگ اداؤں سے کمزور ایمان آدمی کو گھائل کر لیتی ہیں۔ قادیانیوں کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر احمد آنجہانی نے جلسہ سالانہ لجنہ اماءاللہ جرمنی بتاریخ ۱۲ دسمبر ۱۹۹۲ء خطاب کرتے ہوئے کہا تھا! "ایک اکیلی احمدی خاتون نے خدا کے فضل سے ۳۲ بیعتیں کروائی ہیں اور وہ خاتون بھی معمولی پڑھی لکھی ہے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ کیا راز ہے کس طرح بیعتیں کروا رہی ہیں۔ ماحول بڑا مخالف ہے لوگوں کے مزاج ہی دین (مرزائیت) کی طرف نہیں۔ مردوں سے جو کام نہیں ہو رہے وہ آپ کیسے کر رہی ہیں تو انہوں نے کہا! میں بہت کم پڑھی لکھی ہوں۔ لیکن مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی محبت میں سرشار ہوں۔ اس نشے کیساتھ اور اس موج میں تبلیغ کرتی ہوں کہ سننے والے مجبور ہو جاتے ہیں۔ (درحقیقت تمہارے شباب کو دیکھ کر اپنی جوانی سے مجبور ہو جاتے ہیں) جاہل سے جاہل آدمی بھی میرا یہ جذبہ دیکھ کر بات سننے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کے فضل سے کیساتھ جب بھی مجھے موقع ملے اس جذبے کیساتھ تبلیغ کرتی ہوں اور یہ اسی کا پھل ہے"۔ (خطاب ص ۲۸)

قادیانی حوریں (چڑیلیں) قادیانیوں کے لیے سونے کی چڑیا سے کم نہیں۔ انہیں ان کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود بن مرزا قادیانی کی طرف سے یہاں تک حکم ہے کہ تم اپنی تبلیغ کے لیے مردوں کیساتھ چلو۔ خوب تبلیغ کرو۔ یہاں تک کہ اگر کسی ایک علاقے میں جہاں تم رہتی ہو تمہارے عشق اور تبلیغ کی دال نہ گلے تو اس علاقے کو چھوڑ کر دوسری جگہ مکان خرید واور وہاں جا کر اپنے فرائض سرانجام دو۔ مرزا بشیر الدین محمود نے یکم اکتوبر ۱۹۲۶ء جلسہ لجنہ اماءاللہ دہلی میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا!

"اگر تم تبلیغ نہیں کرو گی تو اور کون کرے گا۔۔۔ اگر تم دینی کاموں میں مردوں کیساتھ ساتھ نہیں چلو گی تو تم جماعت کا مفید جزو نہیں بنو گی بلکہ پھوڑے کی طرح ہو گی جو انسان کو اس کے فرائض سرانجام دینے سے روک دیتا ہے۔۔۔ تمہیں تبلیغ کا اس قدر شوخ ہونا چاہیے اگر تمہیں ایک مکان میں رہتے ہوئے دو سال گزر جائیں اور تمہاری تبلیغ موثر ثابت نہ ہو تو تمہیں چاہیے کہ اپنے بھائی یا خاوند سے کہو کہ اب کسی اور محلہ میں مکان لو تا کہ ہم کسی اور جگہ جا کر احمدیت پھیلائیں۔ (بحوالہ الازھار لذوات الخمار "یعنی اوڑھنی والیوں کیلئے پھول مرزا بشیر الدین کے عورتوں سے خطابات کا مجموعہ" ص ۲۳۲، ۲۳۳)

قادیانی "حوریں" کمزور ایمان لوگوں پر اپنی تبلیغ کا بڑی کامیابی کیساتھ ایسا طلسم کرتی ہیں کہ اس سلسلے میں اپنے بڑے بڑے مربیوں (قادیانی پنڈتوں) کو بھی مات کر دیتی ہیں کیونکہ تبلیغ کے جو گُر انکے پاس ہیں مربی ان سے کوسوں دور ہیں۔

قادیانیوں کی تنظیم دعوت الی اللہ:

ہر قادیانی کو ان کے موجودہ خلیفہ مرزا مسرور احمد قادیانی کی طرف سے یہ آرڈر ہے کہ اس نے ایک سال میں کم از کم پانچ یا دس مسلمانوں کو قادیانی بنانا ہے۔ اس بھیانک مشن کو "دعوت الی اللہ" کی تحریک کا نام دیا گیا ہے۔ اور یہ شرط بھی رکھی گئی ہے کہ جو اس تحریک میں حصہ نہیں لے گا اُسے مخلص احمدی (قادیانی) نہیں کہا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قادیانی بچے سے لیکر بوڑھے تک اور بچی سے لیکر بڑھیا تک تمام مرزا مسرور قادیانی کے اس حکم کی پیروی میں جتے ہوئے ہیں۔ قادیانی افسر اپنے ماتحت مسلم حکام کو، قادیانی استاد اپنے شاگردوں کو، قادیانی دوست اپنے ساتھیوں کو، قادیانی ڈاکٹر اپنے مریضوں کو، قادیانی دوکاندار اپنے گاہکوں کو، قادیانی مالک مکان اپنے کرایہ داروں کو اور قادیانی گھرانہ اپنے محلے داروں کو قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے ہر سال ہزاروں مسلمانوں کو مرتد بنا دیا جاتا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق صرف پاکستان میں ہی ایک سال میں دس ہزار مسلمانوں کا تعلق انکے نبی کریم ﷺ سے توڑ کر مرزا قادیانی مردود سے جوڑ دیا جاتا ہے۔

اسلام کی اس متاع کو لوٹنے کے لیے صرف پاکستان میں ہر سال اربوں روپے کی رقم خرچ کی جاتی ہے جبکہ ہندوستان، امریکہ، فرانس، لندن، انگلینڈ، جرمنی، انڈونیشیا، تھائی لینڈ، ملائشیا، سائبیریا، ایتھوپیا، کینیا، اور اریٹریا وغیرہ میں تو کوئی شمار ہی نہیں۔ قادیانی مختلف زبانوں میں اپنے کفریہ لٹریچر مفت تقسیم کرتے ہیں۔ جن پر روزانہ لاکھوں روپے لاگت آتی ہے۔ اب تک تقریباً ۱۳ زبانوں میں مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء کی کتابوں کے تراجم کرائے جا چکے ہیں۔ ان کتابوں میں مرزا قادیانی کو (معاذ اللہ) محمد رسول اللہ، اسکی فاحشہ بیویوں کو امہات المومنین، اسکے بدکار خلفاء کو خلفائے راشدین، اس کے غلیظ ساتھیوں کو صحابہ کرام، اسکی بیہودہ گوئیوں کو وحی من اللہ، اسکی فضول باتوں کو حدیث نبوی، اسکی غلیظ حرکتوں کو سنت رسول، اسکے گمراہ خاندان کو اہل بیت، اسکے گندے شہر قادیان کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ سے بھی افضل لکھا جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

قادیانی مختلف دیہاتوں میں جا کر غرباء کی امداد کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ انہیں قادیانیت کی تبلیغ کرتے ہیں سندھ کے مختلف علاقوں میں یہ بڑی تیزی سے اپنا کام کر رہے ہیں۔ جہاں پر ایک بھینس کے عوض ایک بکری کے عوض ایک مرلہ زمین کے عوض ایک ایک ہزار روپے کے عوض پورا کا پورا خاندان مرزائی کر لیا جاتا ہے اور حد یہ ہے کہ اپنے اس غلیظ کفر کو اسلام کے نام سے پیش کیا جاتا ہے جس سے عام آدمی دھوکہ کھا جاتا ہے۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور اندیشی سے یہی دیکھ کر فرمایا کرتے تھے اور خوب رویا کرتے تھے۔ آپ

فرمایا کرتے تھے کہ! ''آج تو ہم لوگ زندہ ہیں جو لوگوں کے ایمانوں کی دولت قادیانی چوروں، ڈاکوؤں سے بچاتے ہیں اور انہیں انکے کفریات سے آگاہ کرتے ہیں لیکن کل جب ہم لوگ زندہ نہ ہوں گے اور مسلمانوں کو اس فتنے سے آگاہ کرنے والے باغیرت مسلمان بھی نہ ہوں گے تو اس وقت قادیانی غیر ترقی یافتہ علاقوں میں جا کر اور دوسرے ممالک میں جا کر اپنے کفریات کو اسلام کے نام سے پیش کریں گے۔ جب کوئی ایک عیسائی، کوئی ایک ہندو، کوئی ایک سکھ اپنے مذہب کو چھوڑ کر قادیانیت کو اسلام سمجھ کر قبول کرے گا تو اسلام کیساتھ صحیح ہاتھ اس وقت ہوگا۔ درحقیقت وہ کافر اپنے کفر کے چھوٹے گڑھے سے نکل کر کفر کے ایک بہت بڑے گڑھے میں جا گرے گا''۔

قادیانی (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے مقدس کلام قرآن مجید پر بھی اپنے ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔ اب تک انہوں نے اس قرآن پاک کا ۱۴۲ زبانوں میں محرف ترجمہ کروایا ہے۔ یہ تمام محرف تراجم ان کے غلیظ شہر چناب نگر (سابقہ ربوہ) کی خلافت لائبریری میں رکھے ہوئے ہیں جو راقم الحروف نے خود اپنے آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ قرآن پاک میں تحریف و تبدل کے طوفان اس طریقے سے اٹھائے جارہے ہیں کہ ان کے تراجم میں مرزا قادیانی کو ختم نبوت کے تاج کا حقدار ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مردہ لکھا گیا ہے۔ جہاد ختم ہونے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اور حضرت محمد ﷺ کی شان مبارکہ میں اترنے والی آیات کا مصداق مرزا قادیانی کو کہا گیا ہے۔ لہٰذا اس ترجمے سے نہ تو خدا تعالیٰ کی صداقت بچتی ہے اور نہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت۔

لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ ہم بے غیرتی کا مجسمہ بنے ہوئے ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں سوچا کہ ختم نبوت کی ڈوبتی ہوئی ناؤ اور اسلام کی لٹتی ہوئی متاع کو بچانے کے لیے ہم نے کیا کیا؟ وہ دین کہ جسے تاجدار ختم نبوت ﷺ نے اپنا خون جگر دیکر پروان چڑھایا تھا جس کی خاطر پتھر کھائے، بھوک برداشت کی، مصائب و تکالیف کاٹیں، جس کے دفاع کے لیے ہزاروں صحابہ کرام علیہم الرضوان کو شہادت کا جام پینا پڑا اور جس کے تحفظ کی خاطر لاکھوں افراد اُمت کو موت کے گھاٹ اترنا پڑا آج اس دین کو قادیانی درندے بری طرح زخمی کر رہے ہیں اسے مسلم سینوں سے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں اور اس کے سنہری لباس کو تار تار کر رہے ہیں لیکن ہم محض بت بنے بیٹھے ہیں۔ ہم نے اپنی مساجد کے ممبروں سے لیکر نجی محفلوں تک تمام جگہوں پر اسلام کے سب سے اہم مسئلے اور مرکز ختم نبوت کا ڈنکا بجانا چھوڑ دیا ہے۔ ہم فتنہ قادیانیت سے عوام کو آگاہ کرنا بھول چکے ہیں۔ ہم نے وہ قلم توڑ دیا ہے جسکی طاقت سے مرزائیت کچل کر قیمہ بن جاتی ہے اور اسپر طرہ یہ کہ ہمارے اخبارات و جرائد تک اس معاملہ میں شہر خاموش کا روپ دھار چکے ہیں۔

؎ بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلمان نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

اے مسلمانو! یاد رکھنا اگر ہم آج بھی بیدار نہ ہوئے اگر ایسی سنگین صورتحال کے باوجود ہم نے دین محمدی ﷺ کے اردگرد فصیلیں قائم نہ کیں اگر اب بھی ہم لوگ قادیانی مرتدوں کے خلاف محاذ آرا نہ ہوئے اور یونہی خواب خرگوش کے مزے لوٹتے رہے تو قریب ہے کہ قہر خداوندی ہم پر ٹوٹ پڑے ہماری نسلیں برباد کردی جائیں آسمانی بجلیاں ہمیں جلا کر خاکستر کردیں اور ایسی ہوائیں چلیں جو ہم سب کو اس زور سے پٹخ پٹخ کر ماریں کہ ہمارے چیتھڑے اڑ جائیں۔

؎ دیکھنا یہ جس کا عالم تو ایک دن اک بگولا آئے گا سب کچھ اُڑا لے جائے گا

میری دعا ہے کہ اللہ ہم سب کو ایسے برے وقت سے بچائے۔ حضور جان عالم ﷺ کی عزت وناموس اور تاج ختم نبوت کی حفاظت کرنے کی توفیق بخشے شمع اسلام کا پروانہ بنائے اور غیرت صدیقی رضی اللہ عنہ سے نوازتے ہوئے ہمیں ایسا آتش فشاں بنادے جو تمام قادیانیت پر پھٹ کر اسے ریزہ ریزہ کردے۔

؎ خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں میرے مولا! مجھے صاحب جنوں کردے

تاکہ کل ہم بھی مرتے وقت اہل دنیا کے سامنے سربلندی سے یہ کہہ سکیں۔

؎ لحد میں عشق رُخ شاہ کا داغ لیکر چلے اندھیری رات سُنی تھی چراغ لیکر چلے

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

برصغیر پاک و ہند میں فتنۂ قادیانیت کا آغاز

پس منظر اور پیش منظر

محمد احمد ترازی (ایم اے)

برصغیر کے مذہبی حالات

1857ء کی جنگ آزادی سے قبل برصغیر پاک و ہند میں ایک ہی مسلک کے ماننے والوں کی اکثریت تھی۔ جو فقہ حنفی پر عمل کرتے تھے۔ اور حنفی کہلاتے تھے۔ اس وقت بہت ہی قلیل تعداد میں اہل تشیع آباد تھے۔ برصغیر کے لوگ طبیعتاً بہت ہی سادہ مزاج اور دین دار طبیعت کے مالک تھے۔ وہ ذات مصطفی ﷺ سے والہانہ محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔ اور آپ ﷺ کی عصمت و توقیر کی حفاظت میں اپنی جان کو قربان کرنا باعث سعادت سمجھتے تھے۔ اُن کے نزدیک حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ سے محبت و عقیدت تعظیم و توقیر اور بارگاہ رسالت کا ادب ایمان کا لازمی جز تھا۔ اور وہ ان عوامل کی پیروی میں دقیقہ فروگزاشت نہیں رکھتے تھے۔

چونکہ برصغیر پاک و ہند میں دین اسلام کی ترویج و اشاعت میں صوفیائے اکرام کا بہت بڑا کردار رہا ہے۔ اس لیئے یہاں کے عوام صوفیوں اور پیران عظام کا بہت احترام کرتے تھے اور ان کے بے انتہا گرویدہ تھے۔ مسلمانوں کی اس کمزوری اور سادہ لوحی کا سب سے زیادہ فائدہ صوفیائے اکرام کے بھیس میں جعلی صوفیوں اور پیروں نے اٹھایا۔ اور وہ خرق عادات واقعات، کشف و کرامات خواب اور بشارتوں کے ذریعے سیدھے سادھے عوام کو باآسانی اپنے دام فریب میں پھنسا لیتے تھے۔ یہ صورتحال معاشرے پر اس قدر اثر انداز تھی کہ جو جتنا زیادہ اسرار و موز خرق عادات واقعات و کرامات، خواب و پیشن گوئیوں کا اظہار کرتا وہ اتنا ہی بڑا صوفی اور پیر شمار ہوتا۔ اور عوام میں پزیرائی اور مقبولیت حاصل کر لیتا۔ ان حضرات نے مسلمانوں کی بے چینی، ذہنی انتشار، ضعف الاعتقادی اور دینی معاملات سے ناواقفیت کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے عوام کو اپنے سحر میں مبتلا کیا ہوا تھا۔

قادیانیت کے مکروہ سفر کا آغاز

1857ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کی ناکامی کے بعد جب انگریزوں نے برصغیر میں اپنے قدم اچھی طرح جما لیے تو انہوں نے اقتدار پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کیلئے بعض پادریوں کو اس کام پر مامور کیا کہ وہ اس امر کا جائزہ لیں کہ برصغیر کے مسلمانوں کے اندر داخلی طور پر مستقل اور پائدار افتراق و انتشار کس طریقے سے پیدا کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس کام پر مامور پادریوں نے جائزہ لینے کے بعد برٹش گورنمنٹ کو مندرجہ ذیل رپورٹ پیش کی۔ "یہاں

کے باشندوں کی ایک بڑی اکثریت پیری مریدی کے رجحانات کی حامل ہے۔اگر کسی وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہوجائیں جو ظلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہوجائے تو اُس کے حلقۂ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہوجائیں گے۔لیکن مسلمانوں میں اِس قسم کے دعویٰ کیلئے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔یہ مشکل حل ہوجائے تو اُس کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔

ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں۔وہ مرحلہ اور تھا اُس وقت فوجی نقطۂ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی۔لیکن اب ہم جبکہ برصغیر کے چپہ چپہ پر حکمران ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن وامان بحال ہوگیا ہے تو اِن حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبے پر عمل کرنا چاہیے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو" (ہیں بڑے مسلمان۔از عبدالرشید ارشد ص 6)

برٹش گورنمنٹ نے اس رپورٹ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے پادریوں اور عیسائی مشنریوں کو برصغیر کے طول و عرض میں پھیلادیا اور نئی تہذیب وثقافت کی توسیع اور مسیحیت کی تبلیغ واشاعت کا کام پورے زور وشور سے شروع ہوگیا۔عیسائیت کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو دیکھ کر مسلمان علماء ومشائخ دین اسلام کے دفاع اور تحفظ کیلئے میدان میں آگئے۔ہر طرف مناظروں اور مجادلوں کا بازار گرم ہوگیا۔ان مناظروں اور مباحثوں نے طبیعتوں میں بے چینی اور افکار وعقائد میں تزلزل پیدا کردیا تھا۔جس سے ایک طرف برصغیر کے پورے ماحول میں مذہبی خانہ جنگی کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو دوسری طرف برٹش گورنمنٹ اس امر کا اچھی طرح اندازہ لگا چکی تھی کہ مسلمانوں کی جوانمردی، اور جہاں بانی حقیقت میں ان کی قوت ایمانی کے ثمرات ہیں۔اگر کسی طریقے سے اس گنج گرانمایہ جو کہ ان کا سرمایۂ حیات ہے کو ان کے دلوں سے نکال دیا جائے تو مسلمانوں اور دوسری اقوام میں ایسا کوئی امتیاز باقی نہیں رہتا جو دیگر اقوام و ممالک کو ان کے سامنے جھکنے پر مجبور کرے۔اور جس کی بدولت قوموں اور ملکوں کی تقدیریں ان کی نوک سناں سے لکھی جاتی ہیں۔چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے برٹش گورنمنٹ نے ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی تعلیمی رپورٹ پر عمل درآمد کا پروگرام بنایا۔اس رپورٹ کے مطابق "ہم ایسا نظام قائم کریں گے۔جس سے مسلمان عیسائی نہ بھی ہوئے تو وہ مسلمان بھی نہ رہیں گے"

پہلے تو برٹش گورنمنٹ نے کوشش کی کہ مسلمانوں کو عیسائیت کی طرف راغب کیا جائے۔لیکن جب انہیں اس مقصد میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو مسلمانان برصغیر کی آئندہ نسلوں کو اسلامی تعلیمات سے محروم رکھنے اور ان کی جمعیت و قوت کو منتشر کرنے کی غرض سے ان میں فرقہ بازی، لسانیت، اور عصبیت کے بیج بونے کی ٹھان لی۔یہ تخریبی منصوبہ

مسلمانوں کو عیسائی بنانے والے منصوبے سے بھی زیادہ خوفناک اور خطرناک ہونے کے ساتھ دور س نتائج کا حامل تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کی اکثریت اس تخریب کو تعمیر، بگاڑ کو بناؤ بیخ کنی کو رواداری، فساد کو اصلاح اور مداخلت فی الدین کو عدم مداخلت سمجھ رہی تھی۔

حکومت کی زیر سرپرستی اسکولوں اور کالجوں میں اب ان لوگوں کے فضائل و مناقب شامل نصاب تھے۔ جو رہبری کے پردے میں قوم کی جڑیں کاٹنے میں مصروف تھے۔ یہ منصوبہ بڑی ہوشیاری، رازداری اور کمال نمک حرامی سے پروان چڑھ رہا تھا۔ ان تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل ہونے والے حضرات کی اکثریت کا یہ عالم تھا۔ کہ وہ حقیقی اسلام سے نا آشنا، اینگلو انڈین علماء کے معتقد اور مغربی تہذیب کے دلدادہ تھے۔

اسلامی تعلیمات سے دوری اور بے بہرہ روی کی وجہ سے ایمان جیسی متاع عزیز لٹنی شروع ہوگئی۔ جس ایمان کو بچانے کی خاطر مسلمان اپنا سب کچھ لٹا دیا کرتے تھے۔ آج وہ چند روزہ زندگی کے راحت و آرام کے بدلے، ایمان جیسی قیمتی متاع لٹانے پر آمادہ تھے۔ ادھر سرکاری علماء نے اسلام کی بیخ کنی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ دین اسلام میں خودان کے ہاتھوں عمل جراحی اور اصلاح کے نام پر شریعت مطہرہ میں اس قدر ترمیم و اضافہ کروایا گیا کہ دین کی اصل شکل و صورت ہی باقی نہیں رہی۔ سرکاری سرپرستی میں دین اسلام کے موڈرن ایڈیشن پوری آب و تاب کے ساتھ اس طرح پیش کیے گئے کہ ناواقفوں کے سامنے دین کی اصلیت مشکوک ہو کر رہ گئی۔ اور جب عوام کی نظروں سے اصل اور نقل، حقیقی اور جعلی کا فرق اوجھل ہونا شروع ہوا تو ہر ایک نے اپنی اپنی پسند کا اسلام چن کر اس کے پیروکار بن گئے۔ اور یوں انگریز جبہ دستار کی بدولت آسانی سے وہ مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ جسے وہ عام حالات میں حاصل کرنے سے عاجز تھے۔

مسلمانوں کی متحد قوت کو جماعتوں اور فرقوں میں بانٹنے، ان کے درمیان اختلافات کی خلیج وسیع کر دینے اور اسلام کے حقیقی فیوض و برکات سے محروم، کمزور قوت ایمانی والے مسلمان بنا دینے کے بعد بھی سازشوں کا یہ سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے تانے بانے "تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ، اور فتاوی رشیدیہ جیسی متنازع کتابوں تک پھیلے ہوئے ہیں۔

تحریک تجدید احیائے دین کی پس پردہ کہانی

مولوی اسماعیل دہلوی نے برصغیر پاک و ہند میں فرقہ بازی کی سنگ بنیاد اپنی رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان کے ذریعے رکھی۔ تقویۃ الایمان کی اصل بنیاد تو محمد بن الوہاب نجدی کی کتاب التوحید پر رکھی گئی۔ لیکن اس میں

خارجیت کی تبلیغ کے ساتھ فرقہ داؤد ظاہری کے انکار تقلید اور معتزلہ کے عزدار یہ فرقے سے امکان کذب کا عقیدہ لے کر اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں جمع کر دیے تھے۔تقویۃ الایمان کے اندازبیاں نے برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے دل و دماغ ہلا کر رکھ دیے۔جارحانہ اندازبیاں، تشویشناک طرز استدلال اور غیر ضروری مسائل و مباحث سے بھرپور یہ کتاب قادر مطلق کی شان وعظمت ظاہر کرنے کا نہایت ہی لرزہ خیز انداز اختیار کرتے ہوئے مقام نبوت اور رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کو تنقید کا نشانہ بنائے ہوئے تھی۔

مسئلہ امکان النظیر ، کیا حضور اکرم ﷺ کے برابر کوئی اور بھی ہو سکتا ہے؟ رب تعالیٰ آپ ﷺ کے بعد کوئی اور پیغمبر بھی بھیجے گا۔؟ جیسے سوالات شکوک وشبہات اور مسائل نے نئی بحثوں کو جنم دیا۔دینی موضوعات میں بے باکی اور آزادخیالی نے لوگوں کو عقیدہ توحید کے نام پر بارگاہ نبوت کی تعظیم وتوقیر میں بے ادبیوں کا حوصلہ دیا۔اسمٰعیل دہلوی کی دوسری کتاب صراط مستقیم کے ذریعے رفض کی کھل کر اشاعت کی گئی۔شیعہ حضرات جو اپنے آئمہ کی شان بیان کرتے ہیں انہیں صاحب وحی وعصمت اور انبیاء کرام سے بھی افضل بتاتے ہیں۔موصوف نے یہ تمام صفات اپنے پیر جی سیّد احمد میں جمع کر دیں۔بلکہ انہیں اتنا بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔اور وہ وہ زمین آسمان کے قلابے ملائے کہ دعویٰ امامت اور مہدیت کے پردے میں صفات نبوت نظر آنے لگی۔اور اسی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنے ممدوحین کو وحی باطنی سے سرفراز کر کے پیغمبروں کی طرح معصوم بھی بنا دیا۔

"پس وہ ضرور انبیاء کی محافظت جیسی نگہبانی کے ساتھ کامیاب ہوتا ہے جس کو عصمت کہا جاتا ہے"

(صراط مستقیم ص 93)

محمد جعفر تھانیسری حیات سیّد احمد میں لکھتے ہیں "سیّد صاحب کی تعلیمات بھی مثل آنحضرت ﷺ بہت سیدھی سادی تھیں۔جن سے عالم و جاہل دونوں برابر مستفید ہوتے تھے۔"(حیات سیّد احمد ص 177)

دیکھیے کتنی آسانی سے دعویٰ امامت کے پردے میں منصب نبوت کا حصول، وحیٔ باطنی سے سرفرازی، انبیاء علیہ السلام کی معصومیت اور رسول اللہ کی طرح سیدھی سادی تعلیمات تو ثابت کر دی گئیں۔ساتھی اصحاب بدر کی طرح مقبول بارگاہ قرار پائے۔اب رہ گئے اسماعیل دہلوی اور مولوی عبدالحیٔ جیسے ساتھی۔۔۔۔۔۔تو آیئے دیکھتے ہیں کہ ان حضرات کا مقام ومنصب کس طرح بیان ہوتا ہے۔

"آپ کے بڑے ساتھیوں میں مولوی اسماعیل اور مولوی عبدالحیٔ ہیں۔یہ دونوں بزرگ۔بحولہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آپ کے خلفائے راشدین تھے۔مولوی عبدالحیٔ کا مزاج بوجہ بردباری اور وقار

حضرت ابوبکر صدیق سے اور حضرت مولانا شہید کی طبیعت اشدّ آء الکفّار و فجار حضرت عمر سے زیادہ تر مشابہ تھی" (صراط مستقیم۔ص 4)

مولانا عبیداللہ سندھی کہتے ہیں!

"وہ خود (سیّد احمد) امام اور مہدی بن گئے" (افادات و ملفوظات سندھی۔ص 166)

سیّد احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی نے سرحد اور پنجاب کے غیور مسلمانوں کے خلاف جس تحریک کا آغاز کیا۔ اُس کا بظاہر مقصد سرحد اور پنجاب میں حکومت الٰہیہ کا قیام اور اسلام کی تجدید و احیاء بیان کیا گیا۔ لیکن در حقیقت اس کا مقصد نہ تو حکومت الٰہیہ کا قیام اور نہ ہی اسلام کی تجدید و احیاء تھی۔ بلکہ اس تحریک کا اصل مقصد اُس منصوبے کی تکمیل تھی جو انگریزوں سیّد احمد اور امیر خان کے درمیان طے ہوا تھا۔ اس تحریک کے نتیجے میں معاہدے کی رو سے انگریزوں نے امیر خان کو ریاست ٹونک کا نواب بنایا۔ اور خود انگریز بلا شرکت غیرے سارے ہندوستان کے حکمران بن گئے۔ اب رہ گئے سیّد احمد اور اسماعیل دہلوی تو زمین کے ایک انچ ٹکڑے پر بھی ان کی ریاست الٰہیہ قائم نہ ہو سکی۔

امامت سے مہدیت (اور اگر زندگی وفا کرتی تو شاید نبوت) تک کا یہ سفر اور ساری تحریک بالاکوٹ میں غیور اور حریت پسند مسلمانوں کے ہاتھوں دفن ہو کر رہ گئی۔ لیکن جھوٹے مدعیٔ نبوت مرزا غلام احمد قادیانی کیلئے منزل مقصود متعین کر گئی۔ گویا وہ خواب جو سیّد احمد اور اسماعیل دہلوی نے دیکھا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس پر عمل کر کے اُسے حقیقت کا رنگ دے دیا۔

اسماعیل دہلوی وہ پہلا شخص تھا جس نے برصغیر کے سادہ لوح مسلمانوں میں فرقہ واریت اور بغض و عناد کا بیج بویا۔ انگریزوں کی ایماء پر مسلمانوں کو تذبذب و اضطراب میں مبتلا کر کے حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ سے ان کی جذباتی وابستگی کو کمزور کرنے کی سازش کی۔ اسی وجہ سے انگریز گورنمنٹ نے اس کی رسوائے زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" کو لاکھوں کی تعداد میں طبع کرا کر مفت تقسیم کروایا۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی لکھتے ہیں کہ "اِسی بنا پر کمپنی کے زیر تسلط علاقوں میں سیّد احمد اور شاہ اسماعیل کو کئی سہولتیں فراہم کی گئیں۔ انہیں نہ صرف ہر جگہ عوام سے خطاب کرنے کے مواقع فراہم کئے گئے۔ بلکہ ان کی تحریک کیلئے چندے کی فراہمی میں بھی انگریزوں نے تعاون کیا۔ یہاں تک کہ ان مقامی ساہوکاروں پر انگلشی عدالتوں میں مقدمہ چلانے کی اجازت بھی دے دی۔ جو اس روپے کو مجاہدین تک پہنچانے میں کوتاہی برتتے تھے۔ جو انہیں اسی مقصد کیلئے دیا جاتا تھا۔ علاوہ ازیں تیل کے کارخانوں اور دوسرے اداروں کے مقامی مزدوروں کے جہاد میں حصہ لینے کیلئے مختلف

مراعات عطا کی گئیں۔"(برصغیر پاک وہند کی ملت اسلامیہ۔ص 268-260)

انکارِ ختم نبوت مرزائیت کی بنیاد

تاریخی اعتبار سے برصغیر پاک وہند میں اثر ابن عباس مذہبی اختلاف کی پہلی کڑی قرار پاتی ہے۔اور یہیں سے برصغیر میں مسلمانوں کے درمیان مذہبی اختلافات کا آغاز ہوتا ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس کا یہ اثر یوں درج ہے۔

ــــ" اخبر نا احمد بن یعقوب الثقفی حدثنا عبید بن غنام التخفنی انبانا علی بن حکیم حدثناشریك عن عطا بن السائیك عن ابی الفحی عن ابی عباس رضی الله عنهما،قال الذی خلق سبع سموت ومن الارض مثلهن قال سبع ارضین فی کل ارض نبی تنیکم و ادم کادم و نوح و ابراهیم کا ابراهیم و عیسی ،کعسی هذا حدیث صحیح الاسناد ولم یحرجاه"

ترجمہ "حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔زمینیں سات ہیں۔ہر زمین میں نبی اس طرح ہوئے ہیں جس طرح تمہارے ہاں۔آدم کے ساتھ آدم اور نوح کے ساتھ نوح۔ابراہیم کی طرح ابراہیم اور عیسیٰ کی عیسیٰ"

(بحوالہ مستدرک حاکم جلد دوئم صفحہ 493)

یہ کتنی بدقسمتی اور علمی خیانت تھی کہ اثر ابن عباس کی مذکورہ سند قابل اعتراض ہونے کے باوجود اس کی صحت پر بعض علمائے دیوبند اصرار کر رہے تھے۔اور ان علماء کی تائید وحمایت مولانا محمد احسن نانوتوی کر رہے تھے۔لیکن برصغیر کے علمائے حق اہلسنّت وجماعت کی اکثریت اس اثر کو مسئلہ ختم نبوت کی نص قطعی کے بالکل خلاف سمجھتی تھی۔اور ان کی نگاہ میں اس کا قائل ختم نبوت کا منکر اور کافر قرار پاتا تھا۔چنانچہ اس اثر کی تائید کرنے والوں کے خلاف ختم نبوت کے متفقہ اور مسلمہ عقیدے پر کامل یقین رکھنے والے علمائے حق کی طرف سے شدید مخالفت ہوئی۔اس مسئلے کی تائید اور رد میں ہزاروں مناظرے اور بیسیوں کتابیں لکھی گئیں۔

اثر ابن عباس کی حمایت اثر ابن عباس کی اسناد مشتبہ اور مذکورہ حدیث باعتبار فن قطعی الثبوت نہیں تھی۔اور یہ بات اس مسئلے کی تائید کرنے والے بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ اس حدیث کی سند مشتبہ اور باعتبار فن حدیث قطعی الثبوت نہیں ہے۔"یہ صحیح ہے کہ حضرت ابن عباس کی یہ حدیث قطعی الثبوت نہیں ہے"(ڈاکٹر خالد محمود۔مقدمہ تحذیر الناس)

اس کے باوجود اس حدیث کی تائید اور حمایت پر زور لگانا صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس کے پس پردہ محرکات کچھ اور ہی ہیں۔اثر ابن عباس کی حمایت اور مخالفت نے برصغیر میں ایک نئے تنازع کو جنم دیا۔اور ایک ایسا سوال کھڑا کر دیا کہ اگر ہر زمین میں سلسلہ نبوت مان لیا جائے تو کیا خاتم النبیین بھی علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔نامور محقق پروفیسر ایوب قادری کے مطابق علمائے بریلی اور بدایوں نے مولانا محمد احسن نانوتوی کی بڑی شد ومد سے مخالفت کی۔بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خان کر رہے تھے۔اور بدایوں میں مولوی عبد القدیر بدایونی بن مولانا فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے۔یہیں سے بریلی اور دیوبند کی مخالفت کا نقطہ آغاز ہوا۔جو بعد میں ایک بڑی وسیع خلیج کی شکل اختیار کر گیا"(مولانا محمد احسن نانوتوی۔ص 94 مکتبہ عثمانیہ کراچی)

ابھی علمائے اکرام کے درمیان اثر ابن عباس کی سند پر بحث جاری تھی کہ اسی اثر ابن عباس کے مسئلے پر ایک سوال کے جواب میں مولانا قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس نامی کتابچہ لکھا۔اس کتابچے کی تحریر نے امکان نبوت کا ایک نیا دروازہ کھول دیا۔تحذیر الناس کی متنازعہ عبارت نے مرزا غلام احمد قادیانی کو دعویٰ نبوت کیلئے ایک ایسا ثبوت فراہم کیا۔جسے آج بھی قادیانی جماعت اور اس کے حواری مرزا غلام احمد کی نبوت کے حق میں بطور ایک مضبوط دلیل پیش کرتے ہیں۔

یہاں یہ حقیقت بھی پیش نظر رہے کہ ملتِ مرزائیہ نے حلقہ اہلسنّت وجماعت (سنّی حنفی بریلوی) و شیعت میں کوئی خاص فروغ نہیں پایا۔اور متذکرہ حلقہ فکر قادیانی جماعت کے مکر وفریب سے بڑی حد تک محفوظ رہے۔جس کی اصل وجہ اہلسنّت وجماعت (سنّی حنفی بریلوی) میں رسول اکرم ﷺ سے بے انتہا عشق ومحبت اور جذباتی وابستگی میں شدت تھی۔اس وبا کا سب سے زیادہ شکار مکتبہ اہلحدیث سے تعلق رکھنے والے افراد ہوئے۔جیسے کہ مشہور اہلحدیث عالم محمد احسن امروہی، مرزا قادیان کا خلیفہ اول حکیم نورالدین بھیروی وغیرہ قابل ذکر ہیں۔خود مرزا غلام احمد قادیانی کا تعلق بھی ابتداً مسلک اہلحدیث سے تھا۔ان حضرات کے علاوہ بہت سے اہلحدیث اور دیوبندی علماء نے مرزا قادیانی کی شروع میں حمایت کی اور اس کو اچھے لفظوں سے یاد کیا۔مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی اہلحدیث اور مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی وغیرہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں سے بہت متاثر تھے۔اور رشید احمد گنگوہی نے مرزا کو مرد صالح لکھا۔بعد میں مرزا کی تکفیر کرنے والے علماء کے ساتھ شامل ہو گئے۔اسی طرح مولوی محمد حسین بٹالوی نے براہین احمدیہ کی اشاعت پر اپنے رسالہ "اشاعتہ السنہ" کے چھ پرچوں میں مذکورہ کتاب کو اس صدی کا شہکار قرار دیا۔اور مرزا کے دعویٰ نبوت کے بعد بٹالوی صاحب نے مرزا کو مرتد قرار دیا۔

علمائے حق اہلسنّت و جماعت کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ سب سے پہلے مومنانہ فراست سے کام لیتے ہوئے مرزا کے کفر و نفاق اور اس کے مزموم عقائد کا پردہ چاک کر کے اس کا رد کیا۔ جس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی اور رشید احمد گنگوہی جیسے لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کو مرد صالح اور اس کی کتاب براہین احمدیہ کو صدی کا شہکار قرار دے رہے تھے۔ عین اُس وقت علمائے حق اہلسنّت و جماعت کے ایک مشہور عالم عارف کامل علامہ غلام دستگیر قصوری رحمتہ اللہ علیہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ میں کیئے گئے مرزا کے دعوؤں کا بطلان اپنی کتاب ''رجم الشیاطین براغلوطات البراہین'' میں پیش کر کے اس کفر و گمراہی کا پردہ چاک کیا۔ علامہ غلام دستگیر قصوری رحمتہ اللہ علیہ برصغیر کے سب سے پہلے عالم ہیں۔ جنھوں نے مرزغلام احمد قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ پڑھ کر اسکی کفر گمراہی اور فتنے کا رد کر کے اس کے ناپاک عزائم کے بارے میں برصغیر کے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔

ایک محتاط تبصرہ

اس صورتحال پر رائے محمد کمال صاحب کا تبصرہ قابل توجہ ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ''اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو کہا جاسکتا ہے کہ تحذیر الناس میں متعدد ایسے مقامات اور متعدد ایسی عبارات ہیں۔ جنھیں پیش کر کے دشمنان ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈال سکتے ہیں۔ تحذیر الناس کے شارحین اور حاشیہ نگاروں نے پوری ایک صدی ان عبارات کی تشریح اور توضیح میں صرف کردی۔ لیکن اب بھی جب کسی قاری کا ان مقامات سے گزر ہوتا ہے۔ یا کوئی ان عبارات کو پڑھتا ہے تو ایک مرتبہ ضرور ٹھٹھک کر رہ جاتا ہے۔ مولانا قاسم نانوتوی کی اس تشریح و توضیح سے مقصد واضح نہیں ہوتا بلکہ مشکوک و مبہم ہوگیا۔ مدعا سلجھا نہیں بلکہ اس کو سمجھنے کی کوشش کرنے والے خاردار جھاڑیوں میں الجھ کر رہ گئے۔ اور ختم نبوت کے خلاف سازش کرنے والے قادیانیوں کو موقع مل گیا کہ مولانا کی ان عبارات کو اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے استعمال کریں۔ اور سینکڑوں سادہ لوح اہل ایمان کیلئے خطرات پیدا کریں'' (سازشوں کا دیباچہ از۔ رائے محمد کمال ص 19)

درحقیقت مولانا محمد احسن نانوتوی کی طرف سے مسئلہ اثر ابن عباس کی حمایت و توثیق، مولوی اسماعیل دہلوی کا نظریہ امکان النظیر، مولوی قاسم نانوتوی کی تحذیر الناس اور صراط مستقیم وغیرہ کی عبارتوں اور گستاخانہ جسارتوں سے نہ صرف مسلمانوں کے عقائد متزلزل ہوئے بلکہ رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ سے ان کی جذباتی وابستگی بھی کمزور ہوئی۔ لوگ توحید کے نام پر مقام رسالت کا مذاق اڑاتے (معاذاللہ) خدا اور رسول سے مادی اشیاء کا تقابلی جائزہ لیتے۔ امتی اعمال میں اپنے نبی سے بڑھ سکتے ہیں۔ اور رسول پاک ﷺ پر جزوی فضیلت کا حاصل ہوجانا یا

اس دعویٰ کا کرنا نص قطعیٰ سے ثابت ہے وغیرہ جیسے عقائد کا بے باکانہ اظہار کرنے لگے۔گمراہی اور بدعقیدگی اس حد تک بڑھی کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات کا احترام اور تقدس دلوں سے اٹھ گیا۔رسول کی ذات مبارکہ بڑے بھائی کے برابر یا گاؤں کے چوہدری کے مانند سمجھی جانے لگی۔ظاہر ہے تو پھر یہی نتائج برآمد ہونے تھے۔یہیں سے برصغیر پاک و ہند میں مختلف فرقوں مثلاً اہلحدیث، دیوبندیت، نیچریت، منکرین حدیث اور مرزائیت نے جنم لیا۔

اگر قادیانیت کے فکری پس منظر پر غور کیا جائے تو بادی النظر یہ تاثر ابھرتا ہے۔کہ اس خطۂ ارض پر ابتداً تحریک وہابیہ نے جنم لیا۔اور اس کے اثرات یوں پھیلے کہ متاثرہ افراد کے دلوں سے دانائے راز ختم الرسول مولائے کل ﷺ سے والہانہ محبت اور جذباتی تعلق اٹھ گیا۔حسن عقیدت کی جلوہ باری اور بادہ عشق کی کیفیت موجود نہ رہی۔ہزار بار مشک وگلاب سے منہ دھو کر اپنے آقا و مولا کا نام لینے اور پھر بھی بے ادبی خیال کرنے کا رنگ ان کے سینوں سے نکل گیا۔یہ سوال آج بھی جواب طلب ہے کہ قادیانی تحریک احمدیہ، علمائے دیوبند کی صدائے بازگشت تھی۔یا دیوبندی مسلک وہابیوں کے خمیر سے اٹھا۔لیکن یہ امر مسلّمہ ہے کہ جماعت اسلامی، نیچریت، چکڑالویت، پرویزیت اور دہریت ان ہی کا ثمر ہے۔

برطانوی نبوت کیلئے مرزا کی نامزدگی

برٹش گورنمنٹ کی ایماء پر پادریوں کی جانب سے دی گئی رپورٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے تاج برطانیہ کی ہدایت پر مناسب اور موزوں آدمی کی تلاش کا کام شروع ہوا۔اس سے قبل مولوی اسماعیل دہلوی کے زریعے برصغیر میں فرقہ واریت کی بنیاد رکھی جا چکی تھی۔تقویۃ الایمان اور تحذیر الناس نے امکان کذب اور ظلی نبوت کے دروازے تو کھول ہی دیئے تھے۔اب صرف انہیں تلاش تھی تو کسی شخص کی جو برطانوی علمداری کے تحفظات میں کشف والہام کا ڈھونگ رچا سکے۔اور جس کے نزدیک لندن کے مراسلہ جات وحی کا درجہ رکھتے ہوں۔اور جو خفیہ رپورٹ میں بیان کئے گئے مقصد کو باحسن خوبی مکمل کر سکے۔چنانچہ مردم شناس قوم (انگریز) کی نگاہ انتخاب مرزا غلام احمد قادیانی پر ٹھہری۔

مرزا غلام احمد قادیانی ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں معمولی تنخواہ پر ملازم تھا۔اس نے دوران ملازمت سیالکوٹ کے پادری مسٹر ایم۔اے بٹلر سے خصوصی روابط پیدا کئے۔عیسائی پادری بٹلر اکثر ویشتر غلام احمد قادیانی کے پاس ملنے آتا تھا۔اس نے انگلینڈ جانے سے پہلے مرزا سے ایک طویل ملاقات کی تھی۔مرزا محمود قادیانی اس ملاقات کی تفصیل یوں بیان کرتا ہے۔"ریورنڈ بٹلر ایم۔اے جو سیالکوٹ مشن میں کام کرتا تھا۔اور جس سے حضرت صاحب (مرزا محمود قادیانی) کے بہت سے مباحثات ہوتے رہتے تھے۔جب ولایت واپس جانے لگا تو خود کچہری میں آپ

کے پاس ملنے چلے آئے۔ اور جب ڈپٹی کمشنر صاحب نے پوچھا کس طرح تشریف لائے ہیں۔ تو ریورنڈ نے کہا کہ صرف مرزا صاحب کی ملاقات کیلئے آیا ہوں۔ اور جہاں آپ (مرزا) بیٹھے ہوئے تھے وہیں سیدھے چلے گئے۔ اور کچھ دیر بیٹھ کر واپس چلے گئے" (سیرت مسیح موعود ص 15)

دراصل برطانوی پادری ایم اے بٹلر برطانوی انٹیلی جنس کا رکن تھا اور ایک مبلغ کے روپ میں کام کرتا تھا۔ برطانوی انٹیلی جنس کی رپورٹ کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کیلئے طلب کیا اور ان کے انٹرویو کے بعد اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنے مرسوم مقاصد کی تکمیل کیلئے موزوں قرار دے کر نبوت کیلئے نامزد کیا۔ (رپورٹ سینٹرل انٹیلی جنس بحوالہ تحریک ختم نبوت 1953ء ص 23)

مرزا غلام احمد قادیانی کلرکی سے مقام نبوت تک

اس نامزدگی کے بعد 1868ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بغیر کسی معقول وجہ بیان کئے نوکری سے استعفیٰ دے دیا۔ اور قادیان جا کر انگریزی مشن کی تکمیل کیلئے تصنیف وتالیف کے کام میں مصروف ہو گیا۔ مرزا بشیر احمد قادیانی کا کہنا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو ماموریت کا تاریخی الہام مارچ 1882ء میں ہوا۔ اس سے پہلے آپ نے 1880ء میں ملہم من اللہ ہونے کا اعلان کیا۔ اور اپنے مجدد ہونے کا ڈھونگ رچایا۔ 1888ء میں اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بیعت لینے کا حکم فرمایا ہے۔ 1891ء میں اپنے مسیح موعود ہونے کی خبر دی اور ظلی نبوت کا دعویٰ کیا۔ پھر 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور نومبر 1904ء میں کرشن ہونے کا اعلان فرمایا۔ یہی وہ سال تھے جب انگریزی سیاست اپنے استعماری عزائم کو پروان چڑھانے کیلئے پنجاب اور سرحد کے مسلمانوں کا شکار کر رہی تھی۔ اور اس کے سامنے بیرون ہندوستان کے مسلمان ریاستوں کو اپنے دام میں لانے کا منصوبہ بھی تھا۔ مرزا غلام احمد ان چاروں نکات کے جامع ہو کر سامنے آئے۔ جو انگریزوں کے ذہن میں تھے۔ انہوں نے انگریزی سلطنت کے استحکام واطاعت کی بنیاد ہی اپنے الہام پر رکھی اور ایک نبی کا روپ دھار کر انگریزی سلطنت کی وفاداری سے انحراف کو جہنم کا مستحق قرار دیا۔ اور اپنی ربانی سند کے مفروضے پر جہاد کو منسوخ کر ڈالا اور ان لوگوں کو حرامی قرار دیا جو اس کے بعد جہاد کا نام لیتے یا اس کی تلقین کرتے"

(سلسلہ احمدیہ مرزا بشیر احمد بحوالہ تحریک ختم نبوت 1953ء ص 25-24)

قادیانی نبوت کے اغراض و مقاصد

ذیل میں ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں سے اس کے دعویٰ نبوت اور ان اغراض ومقاصد کا جائزہ لے

رہے ہیں جس سے اس کی جھوٹی نبوت اور انگریز دوستی کا اصل حقیقی روپ سامنے آیا ہے۔

ملکہ کی حکومت مرزا کیلئے خدا کی رحمت

مرزا غلام احمد قادیانی کے بقول "اے بابرکت قیصرہ ہند (ملکہ وکٹوریہ) تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک، خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے۔ جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے تا کہ پرہیز گاری اور پاک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں" (ستارہ قیصر ص 15)

مرزا کی نبوت ملکہ کے مقاصد کی تکمیل

"اس نے (خدا) نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا تا کہ میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظمہ (وکٹوریہ) کے نیک اور بابرکت مقاصد کی امانت میں مشغول ہوں۔ اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوڑا اور اپنا مسیح بنایا تا کہ وہ ملکہ معظمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے" (ستارہ قیصر ص 10)

مرزا کی نبوت کیلئے موزوں عہد

"اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے۔ جس سے آسمان کی طرف جھکتا ہے۔ اس لیے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے۔ جو مسیح موعود کے ظہور کیلئے موزوں ہو۔ سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور (مرزا صاحب) نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔" (ستارہ قیصر ص 11)

مرزا انگریز کا تعویز اور قلعہ

"میں اس گورنمنٹ کیلئے بطور ایک تعویز کے ہوں اور بطور ایک پناہ (قلعہ) کے ہوں۔ جو آفتوں سے بچا سکتا ہے۔ اور خدا نے مجھے بشارت دی ہے اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچائے اور تو ان میں ہو۔ پس اس گورنمنٹ کی خیر خواہی اور مدد میں کوئی دوسرا شخص میری نظیر اور مثل نہیں۔ اور عنقریب میں یہ گورنمنٹ جان لے گی۔ اگر مردم شناسی کا اس میں مادہ ہے۔" (انوار الحق جلد اول ص 33-34)

مرزا قادیان انگریز کا شکر گزار کتا

"اگر چہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے۔ مگر خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے

زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے زیر سایۂ حکومت کے سائے کے نیچے انجام پزیر ہورہے ہیں۔ ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایۂ انجام پزیر ہوسکتے اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی" (تحفہ قیصریہ ص 47)

مرزائی گروہ انگریز کا سچا خیر خواہ

"اور میرا گروہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا بن گیا۔ جو برٹش انڈیا میں سے اوّل درجہ پر جوش اطاعت رکھتے ہیں۔ جس سے مجھے بہت خوشی ہے" (ستارہ قیصر ص 20)

انگریزی دور مرزا کیلئے مکہ اور مدینہ سے بھی بہتر (معاذاللہ)

"میں اپنا کام مکہ اور مدینہ میں ٹھیک طور سے نہیں کرسکتا۔ نہ ہی یونان، شام، ایران یا کابل میں۔ لیکن میں اس حکومت کے تحت کرسکتا ہوں۔ جس کی عظمت و نصرت کیلئے ہمیشہ دعا کرتا ہوں" (تبلیغ رسالت جلد چہارم ص 69)

مرزا کی جنت اور ترقی کا راز

درحقیقت انگریزی حکومت ہمارے لیے ایک جنت ہے۔ احمدیہ فرقہ اس کی سرپرستی میں مسلسل ترقی کررہا ہے۔ اگر تم اس جنت کو کچھ عرصے کیلئے الگ کردو تو تمہیں معلوم ہوجائے گا۔ کہ تمہارے سروں پر زہریلے تیروں کی کیسی زبردست بارش ہوتی ہے۔ ہم اس حکومت کے کیوں نہ مشکور ہوں۔ جس کے ساتھ ہمارے مفاد مشترک ہیں۔ جسکی بربادی کا مطلب ہماری بربادی ہے۔ اور جس کی ترقی سے ہمارے مقصد کی ترقی میں مدد ملتی ہے۔ اس لیے جب اس حکومت کا دائرہ اثر وسیع ہوتا ہے۔ ہمارے لیے اپنی دعوت کی تبلیغ کا ایک نیا میدان ظاہر ہوتا ہے" (الفضل قادیان مورخہ 19 اکتوبر 1915)

مرزا کا اقرار جہاد کا انکار

"جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح و مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے" (تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص 17)

ممانعت جہاد اور اطاعت برطانیہ مرزا کے اصول

"میرے پانچ اصول ہیں جن میں دو حرمت جہاد اور اطاعت برطانیہ ہیں۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں۔ کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔" (تریاق القلوب ص 25)

اطاعت برطانیہ فرض اور جہاد حرام

"میں مسلسل سولہ برس سے برابر اپنی تالیفات میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کی مسلمانان ہند پر اطاعت گورنمنٹ برطانیہ فرض اور جہاد حرام"۔(تبلیغ رسالت جلد سوم ص 196)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

مملکت خداداد میں
قادیانی ذریت کی سرگرمیاں اور ہم
ایک مشاہداتی جائزہ

مختار جاوید منہاس

غلط یا صحیح ایک روایت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کیساتھ اس نوع کی منسوب ہے کہ آپ نے فرمایا تھا!

"میری جیب میں کھوٹے سکے ہیں"۔

راوی کا کہنا یہ بھی ہے کہ قائد کا یہ ارشاد اپنے رفقاء کے بارے میں تھا۔ چلئے اسے تو دروغ برگردن راوی کی ٹوکری میں ڈالئے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ تقسیم ہند کی دستاویز ریڈکلف ایوارڈ کے موقع پر مسلم لیگ کی نمائندگی قائداعظم کی آستین کا سانپ ظفر اللہ خان کر رہا تھا۔ جو خیر سے فرنگی سرکار کی خیر خواہی کے عوض "سر" کے خطاب سے نوازا گیا تھا۔

کہنے کو ظفر اللہ خان اسلامیانِ ہند کا ترجمان اور ان کے مفادات کا نگہبان تھا۔ لیکن عملاً وہ صرف اور صرف کشتۂ قادیان تھا۔ اسے ہدایت تھی کہ خبردار سومنات قادیان کسی صورت پاکستان کا حصہ نہ بننے پائے۔ قادیانی قیادت خوب جانتی تھی کہ قرآن کو آئین پاکستان قرار دینے والے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وطن میں کسی جھوٹی نبوت کے پھلنے پھولنے کا کوئی موقع نہ ہوگا۔ ایک اسلامی ریاست کے مقابلہ میں لادین بھارت ان کیلئے بہر حال بہتر چناؤ تھا۔ چنانچہ کہاں تو پورا ضلع گورداس پور پاکستان میں شامل ہو رہا تھا۔ قادیانی سازش کے باعث صرف شکر گڑھ کی ایک تحصیل ہمارے حصے میں آئی اور بھارت کو کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کے لیے زمینی راستہ میسر آ گیا۔

ظفر اللہ خان کو پاکستان کے مقابلے میں قادیان کس قدر عزیز تھا اسکا اندازہ اس تاریخی حقیقت سے لگایا جا سکتا ہے کہ اُس نے اپنے سیاسی قائد اور بانی پاکستان کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا اُس کا کہنا تھا کہ مسلمان قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں اور ہم قادیانی دوسرے مسلمانوں کو غیر مسلم گردانتے ہیں۔ لہذا ہم ایک دوسرے کا جنازہ کیسے پڑھ سکتے ہیں؟ بٹوارے کے وقت مسلم مفادات کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی قادیانی واردات نے گویا آگ اور خون کے اُس دریا کو بنیاد فراہم کر دی جسکی ہولناکیاں تبادلہ آبادی کے موقع پر چشم فلک نے دیکھیں۔ قیام پاکستان کے بعد ظفر اللہ خان کے بے شمار اہم کلیدی اسامیوں پر فائز ہوئے اور ایک منظم منصوبہ کے تحت مرزائیت کے فروغ کیلئے سرگرم عمل ہو گئے۔ ربوہ (اب چناب نگر) کی قادیانی اسٹیٹ انہی ابتدائی ایام میں برائے نام قیمت پر قائم ہوئی اور عالمی سطح پر

قادیانی مذہب کی تبلیغ کیلئے ایک وسیع وعریض سیکرٹریٹ ترتیب پایا۔علماء ومشائخ نے اس بڑھتے ہوئے فتنہ کو روکنے کیلئے عملی جدوجہد کو مہمیز لگائی تو اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانیوں نے ریاستی مشینری کو رائے عامہ کے خلاف استعمال کیا۔نتیجہ ۱۹۵۳ء کے خون آشام مارشل لاء کی صورت میں برآمد ہوا۔لیکن قید وبند،کوڑوں حتیٰ کہ پھانسیوں کے احکام بھی اس سیلاب بلاخیز کو نہ روک سکے۔نسل درنسل ان قربانیوں ہی کا نتیجہ ہے کہ بالآخر پاکستان کی قومی اسمبلی نے قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے رفقاء کی پیش کردہ قرارداد منظور کرتے ہوئے قادیانیوں کے ہر دو فرقوں کو غیر مسلم قرار دیدیا۔

بلاشبہ یہ تاریخ ساز کارنامہ تھا لیکن کیا اسکے بعد قادیانی اُمت تائب ہوگئی؟ان کی تبلیغی سرگرمیاں رُک گئیں؟کلیدی حکومتی عہدوں کو اس گروہ سے پاک کردیا گیا؟جی نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔سب دھندہ اسی طرح چل رہا ہے بس تشہیر نہیں ہورہی ہے۔غیر مسلم قرار پانے کے معاملہ کو بنیاد بنا کر آل قادیان نے مغربی دنیا میں ایک ہمہ گیر پروپیگنڈا مہم شروع کی اور اپنی مظلومیت کا زبردست ڈھول پیٹا۔مغرب کہ ہمیشہ اسلام دشمنی کی ہر کوشش کا ہم نوا بلکہ مربی بن جاتا ہے اس موقع کو کیونکر گنواتا؟چنانچہ مغربی ذرائع ابلاغ نے آزادی رائے اور آزادی عقیدہ ومذہب کے نام پر آسمان سر پر اٹھالیا۔

یہی نہیں نام نہاد مظلوم مرزائیوں کو ترک وطن کیلئے بہت سی آسانیاں بلکہ ترغیبات تک بہم پہنچائیں۔ڈوب مرنے کا مقام اُن ابن الوقت پیٹ کے پجاریوں اور نام کے مسلمانوں کیلئے ہے کہ اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کیلئے بے دریغ آگے بڑھے اور خود کو قادیانی کہہ کر انگریز آقاؤں کے ہاں جھوٹے برتن مانجھنے اور ٹائلٹ صاف کرنے کی اعلیٰ نوکریاں حاصل کرنے پہنچ گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔اب صورت حال یہ ہے کہ قادیان مرکز کے پہلو بہ پہلو قادیانی اُمت کا موجودہ سربراہ اپنے مغربی سرپرستوں کی گود میں بیٹھ کر جدید ترین ٹیکنالوجی سے آراستہ عالمگیر پروپیگنڈا مشن چلا رہا ہے۔جو اسلام کے نام پر کذاب قادیان کی یاوہ گوئیوں کی تبلیغ میں مصروف ہے۔اس سے اگر ایک طرف تاریک افریقہ کے مشرکین قادیانیت کو اسلام جان کر ایک گمراہی سے نکل کر دوسری گمراہی کے گڑھے میں گر رہے ہیں۔تو دوسری طرف یورپ اور امریکہ کے عیسائی اپنی سمجھ کے مطابق حلقہ بگوش اسلام ہورہے ہیں اور نہیں جانتے کہ قادیانی مبلغ ان کے ساتھ کتنا بڑا فراڈ کررہے ہیں۔

بدقسمتی سے قادیانی تبلیغی سرگرمیوں کا مناسب نوٹس نہیں لیا جارہا اور ماسوائے مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اور انکے فرزند ارجمند علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے ورلڈ اسلامک مشن کے کوئی قابل

ذکر تنظیم ایسی نظر نہیں آتی جو قادیانی ذریت کی ان سرگرمیوں کا توڑ کر سکے۔ ہمیں اس تلخ نوائی پر معاف رکھا جائے کہ بستر بند تبلیغی مجاہدین کلمہ گو مسلمانوں کو ہی تبلیغی نصاب پڑھ پڑھ کر سناتے رہتے ہیں جبکہ سنی علماء مشائخ الا ماشاءاللہ خوبصورت محافل سجانے کیلیے اور مال کمانے کو ہی حاصل زندگی سمجھتے ہیں۔ قادیانی عالمی مرکز پاکستان میں موجود قادیانیوں کی دستگیری و رہنمائی کا فریضہ بھی پوری تندہی اور ذمہ داری کیساتھ ادا کر رہا ہے چنانچہ ہمارا ذاتی مشاہدہ ہے کہ ان کے مقامی مراکز میں منعقد ہونے والے اجتماعات میں سے ٹیلی فونک خطابات کا سلسلہ تواتر سے جاری رہتا ہے۔ اگر ایک طرف ہر قادیانی کی آمدنی اور ہر آنجہانی مرزائی کے ترکہ کا دس فیصد مرکز کو بہر حال ارسال ہوتا ہے تو مرکز بھی مالی مشکلات میں مبتلا قادیانیوں کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کا اہتمام کرتا ہے ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ پاکستان میں بسنے والے قادیانی جہاں کہیں اور جس بھی پوزیشن میں ہوں اپنے ہم مذہبوں کی امداد میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ یہاں تک کہ مخصوص انگوٹھی کا نشان دیکھتے ہی انکے چہرے کھل اٹھتے ہیں۔ پھر وہ جی جان سے ایک دوسرے کیساتھ عملی تعاون کرتے ہیں۔ کیا ہم اس سوال کا جواب دینے کی پوزیشن میں ہیں کہ ہم حلقہ بگوشیاں اسلام کے درمیان کوئی ایسا رشتہ محبت کوئی عالمی یا مقامی سطح کا نظم؟ ملت بیضاء کے اجتماعی نفع و نقصان کا کوئی ادراک؟ اور کہیں ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو اسکا ذمہ دار کون ہے؟ اور کیا اب بھی اصلاح احوال کیلیے کوئی قدم اٹھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ کیا ان تلخ سوالوں کے جواب میں محض خاموشی کافی ہے؟ کیا داور محشر کے حضور ہماری یہ خاموشی کسی کام آسکے گی؟۔

قومی اسمبلی نے قادیانی اُمت کو اُمت مسلمہ سے الگ کر کے اپنا فرض ادا کر دیا۔ لیکن اسکے بعد قادیانی سر گرمیوں سے چشم پوشی کس درجہ خطرناک ہو سکتی ہے اسکا شاید صحیح اندازہ نہیں لگایا گیا۔ ختم نبوت کا پرچم لہرانے والے علمائے کرام چند جلسے منعقد کر کے یا کچھ پمفلٹ تقسیم کر کے مطمئن ہو جاتے ہیں حالانکہ جس درجہ کی دشمنان دین کی یلغار ہے اسی درجہ کی بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر جہد مسلسل درکار ہے۔

راقم الحروف کی رہائش گاہ کے قریب ہی لاہور شہر میں قادیانیوں کی مرکزی عبادت گاہ ہے۔ جمعہ، عیدین اور دوسرے اجتماعات کے موقع پر شہر بھر کے قادیانی مرد و زن بچوں سمیت یہاں جوق در جوق کھنچے چلے آتے ہیں۔ کئی فرلانگ تک مین روڈ کیساتھ ساتھ گاڑیوں کی طویل قطاریں نظر آتی ہیں۔ جنگی پارکنگ کا نظام نوعمر قادیانی لڑکے سنبھالتے ہیں۔ پابندی کے باوجود قادیانی امام کی قرآت اور دعا کی آواز باہر سڑک پر واضح طور سے سنی جا سکتی ہے۔ اس عاجز کیلیے تو یہ مناظر کسی تازیانے سے کم نہیں۔ چلئے زیادہ نہ سہی کاش ہم اپنا محاسبہ اس طور سے ہی کر سکیں کہ مساجد میں ہمارا جانا کس درجہ والہانہ اور دیدنی ہوتا ہے۔ وعظ و تبلیغ کی ہماری محفلیں کتنی بھرپور اور پر ہجوم ہوتی

ہیں۔نوحہ وماتم سے کبھی کوئی معرکہ سر نہیں ہوتا۔ہم بھی آپ کو سنگینی حالات کی جانب متوجہ کر کے کف افسوس ملنے کی دعوت نہیں دے رہے بلکہ خواہش اور آرزو یہی ہے کہ کارواں کے دل میں احساس زیاں بیدار ہو اور وہ اپنی متاع گم گشتہ کو پھر سے پا لینے کے عزم صمیم کیساتھ میدان عمل میں اتریں تاکہ بھولے بھالے عامۃ المسلمین کے ایمان کے ڈاکوؤں کا ناطقہ بند کیا جا سکے۔آخر میں ایک انتہائی دردناک کہانی سنتے جایئے۔محض اس خیال سے کہ کوئی ایسی ہی کہانی کہیں آپ کے گرد و پیش میں بھی نہ دھرائی جا رہی ہو۔اگر خدانخواستہ ایسا ہے اور آپ اسکو روکنے کی قدرت رکھتے ہیں تو خدارا اپنا فرض ادا کر کے رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کا خزانہ بے بہا پایئے۔

اور پھر ہم نے جس مرزائی عبادت گاہ کا ذکر کیا ہے اسکے عقب میں ایک معروف میرج سینٹر تھا جس کے پاس تین وسیع و عریض ہال اور ملحقہ عمارتیں تھیں۔اس میرج سینٹر کے مالک مذہبی اعتبار سے اچھی شہرت رکھتے تھے اور اکثر اپنے ہاں محافل منعقد کرایا کرتے تھے۔غضب خدا کا ان صاحب نے مال کی حرص میں اپنا میرج سینٹر مرزائیوں کے ہاتھ بیچ ڈالا۔اور آج وہ جگہ جہاں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی عظمت کے ترانے گونجتے تھے کذاب قادیانی کے پیروکاروں کے کناپاک قدموں سے آلودہ ہو رہی ہے اور وہاں مرزا قادیانی کی جے پکاری جا رہی ہے۔

ایماں فروختند و چہ ارزاں فروختند

قدرتی طور پر قارئین کے اذہان میں یہ سوال سر اٹھا سکتا ہے کہ ہم جو آپ کو یہ قصہ درد سنانے بیٹھے ہیں تو ہمارا اپنا کردار اس معاملہ میں کیا رہا؟ اور ہماری حرارت ایمانی کس درجہ تک بلند ہوئی؟ سو جناب گزارش یہ ہے کہ یہ سیاہ کارنامہ انتہائی رازداری کیساتھ تاریک راتوں میں انجام پایا جس کی کسی کو کان وکان خبر نہ ہو سکی۔لوگوں کو تب پتہ چلا جب فروخت کنندہ دام کھرے اور قسمت کھوٹی کر چکے تھے اور خریدار بالفعل قابض اور مالک بن چکے تھے۔ہم اور ہماری طرح کے بہت سے دوسرے کلمہ گو بھونچکے رہ گئے۔لیکن سانپ نکل چکا تھا اب لکیر پیٹنے سے کیا حاصل ہوتا؟ مال بنانے والے وہ صاحب اب بھی کرائے کی جگہ پر محافل کا اہتمام کرتے ہیں۔اللہ جانے کس منہ کیساتھ لیکن غیرت ایمانی کا تقاضا ہے کہ ان سے کوئی راہ و رسم رکھی جائے نہ اُنکی نام نہاد محفلوں کی رونق بڑھائی جائے۔

حرف آخر یہ کہ پیمانہ صرف ایک ہے۔الحب للہ والبغض للہ۔جناب ختمی مرتبت ﷺ کے دشمنوں کیساتھ معاشرتی تعلقات کا مقاطعہ ازبس ضروری ہے۔خواہ وہ دنیاوی لحاظ سے کیسے ہی اعلیٰ منصب پر فائز کیوں نہ ہوں۔اپنے الخانہ قریبی عزیزوں اور دوست احباب کو اس فتنہ سے کماحقہ آگاہ کرنے کیلئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہیے۔کہ یہ کار خیر ہماری نجات کا ضامن بن سکتا ہے۔**وما علینا الا البلاغ۔**

قادیانیت یعنی شیطانیت

مولانا محمد شہزاد قادری ترابی

قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف کا آغاز بیسویں صدی کی ابتداء سے ہوا۔ انیسویں صدی کے اختتام تک اگرچہ مرزا غلام احمد قادیانی مختلف قسم کے دعوے کرتا رہتا تھا جنکی بنا پر مسلمانوں میں قادیانیوں کے خلاف بے چینی پیدا ہو چکی تھی۔ مگر اس وقت تک مرزا غلام احمد قادیانی نے کوئی صریح دعویٰ نہیں کیا تھا۔ مگر ۱۹۰۲ء میں یہود نصاریٰ کی سرپرستی سے مرزا غلام قادیانی نے صریح نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ دعویٰ کرنے کے بعد برٹش حکومت نے اس خبیث کے جھوٹے دعووں کو خوب پانی دے کر مضبوط کیا۔ جس کی وجہ سے عام مسلمانوں اور قادیانیوں میں اختلافات شدید ہو گئے۔

قادیانیوں کا مؤقف ذرا دل تھام کر پڑھیے:

۱) کُل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کر لی ہے مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔ (بحوالہ آئینہ کمالات ص ۵۴)

۲) جو شخص میرا مخالف ہے وہ عیسائی، یہودی، مشرک اور جہنمی ہے۔ (بحوالہ نزول المسیح ص ۴ تذکرہ ص ۲۲۷)

۳) جو شخص ہماری فتح کو نہیں مانے گا (یعنی نبوت کے دعووں کو تسلیم نہیں کرے گا) تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ (بحوالہ انوار الاسلام ص ۳۰)

قادیانیوں کے خلاف سب سے پہلے کفر کا فتویٰ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا۔ جس کی تمام علماء کرام اور مفتیان کرام نے تائید کی۔ اعلیٰ حضرت نے تن تنہا یہ قدم اٹھایا جو یہ ثابت کرتا ہے کہ آپ ہمیشہ حضور ﷺ کی محبت میں فتوے دیا کرتے تھے الغرض کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی جیسے فتنے کو بے نقاب کیا۔

علماء اہلسنت خصوصاً شاہ احمد نورانی صدیقی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، حضرت علامہ عبدالستار خان نیازی سید شاہ تراب الحق قادری صاحب کی دن رات کی محنتوں سے آخر کار حکومت مملکت خداداد پاکستان نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے مبارک دن قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

قادیانیوں کے ناپاک عزائم:

شہر کراچی اپنی جغرافیائی اہمیت کے حوالے سے بین الاقوامی طاقتوں کی دلچسپی کا مرکز بن چکا ہے۔ اور اسکے

اسلامی تشخص کو مجروح کرنے کی سازشیں اپنے عروج پر ہیں۔ ایک طرف این جی اوز فلاح و بہبود کی آڑ میں گمراہی کا جال بچھائے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف آغا خانی اپنی کمیونٹی کو مضبوط کرنے میں لگے ہوئے ہیں تیسری طرف عیسائی مشنری کی سرگرمیاں پورے زور و شور سے جاری ہیں اور پچھلے چند ماہ سے قادیانی بھی کھل کر سامنے آگئے ہیں اور ان کی خفیہ و اعلانیہ سرگرمیاں پورے شہر بالخصوص ضلع وسطی میں اپنے عروج پر ہیں۔ بدقسمتی سے شہر کے حالات اور ناسور کی طرح پھیلتی ہوئی بے روزگاری ان سرگرمیوں میں بے حد مددگار ثابت ہو رہی ہے اور لوگ روٹی کے چند ٹکڑوں اور تھوڑے روپوں کی خاطر ایمان جیسی بیش بہا اور انمول دولت مجبوراً بیچنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔ قادیانی غریب اور سادہ لوح عوام کو بہکا کر اور پیسوں کا لالچ دے کر قادیانی بنانے میں مصروف عمل ہیں۔

شہر کراچی میں قادیانیوں کے مراکز:

اسوقت شہر کے مختلف علاقوں شاہ فیصل کالونی، گلستان جوہر، گلشن اقبال، بی ایریا، لانڈھی، اورنگی، بلدیہ، صدر اور دوسرے مصروف علاقے قادیانیوں کی سرگرمیوں کے مراکز کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ ذرائع کے مطابق یہ تمام مراکز ایف بی ایریا بلاک نمبر ۱ میں واقع خورشید میموریل ہال سے متصل قادیانی مرکز مجلس خدام الاحمدیہ عزیز آباد سے کنٹرول کیے جاتے ہیں۔

عام مسلمانوں کو بہکانے کا طریقہ:

قادیانیوں نے عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے اسلامی اصطلاحوں کے استعمال کو اپنا شعار بنا رکھا ہے جبکہ شہر میں قائم اکثر قادیانی عبادت گاہوں میں باقاعدہ محراب و منبر اور گنبد و مینار تعمیر کر کے انہیں مساجد کے مشابہ بنا دیا گیا ہے تاکہ عام مسلمان اسے مسجد سمجھ کر نماز کے لیے اس میں داخل ہو جائے اور اس طرح اپنے ایمان اور نماز کو نادانستگی میں ضائع کر بیٹھے۔

قادیانیوں کو یہودیوں کی سرپرستی حاصل ہے:

ذرائع کے مطابق جماعت الاحمدیہ کا مرکز ۱۸ گریس ہال ایس ڈبلیو 5.18 کیوایل میں قائم ہے اور اسکا ٹیلی فون نمبر 10.8708517 ہے۔ جماعت الاحمدیہ کا مرکزی امیر طاہر احمد قادیانی جو کہ اس وقت قادیانیوں کا سربراہ ہے اور یہ لندن میں ہی رہتا ہے اور وہیں سے دنیا بھر میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کو کنٹرول کیا جاتا ہے۔ لندن ہی سے ایم ٹی اے چینل بھی نشر کیا جاتا ہے جس میں ملعون مرزا طاہر احمد قادیانی کا خطاب، مردود غلام احمد قادیانی کے حالات زندگی اور اسکی گمراہ کن تعلیمات چوبیس گھنٹے دنیا بھر میں نشر کی جاتی ہیں۔ ذرائع کے مطابق مرزا طاہر نے قادیانیوں کو

اس سال کے آخر تک کے لیے دو کروڑ لوگوں کو بیعت (گمراہ) کرنے کا ٹارگٹ دیا ہے (مرزا طاہر چند سال پہلے واصل جہنم ہو چکا ہے آج کل قادیانیوں کا امیر جماعت مرزا مسرور احمد ہے ظفر سلطانی)

قادیانیت کی تعلیم کے لیے دفاتر:

ربوہ کی انتظامیہ کے زیر اہتمام دفاتر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان 212685 دفتر مجلس انصار اللہ پاکستان 212982 دفتر لجنہ اماء اللہ پاکستان (خواتین ونگ) 21260 روزنامہ الفضل (قادیانیت کا پرچار) 213029 فضل عمر (ملعون مرزا غلام احمد کا الہامی نام) ہسپتال 970.115 جامعہ احمدیہ (جہاں ملک بھر سے قادیانی اور مسلمان بچوں کو قادیانیت کی تعلیم دی جاتی ہے) 21317 کے دفاتر چلائے جاتے ہیں۔

قادیانی عقائد کا پرچار:

ذرائع کے مطابق شاہ فیصل کالونی میں قادیانیہ بیت المبارک، قادیانی سرگرمیوں کا فعال مرکز ہے۔اس مرزا واڑے کا انتظام وہاں کے صدر اسحاق کی ذمہ داری ہے جو اس مرزا واڑے کے بالکل سامنے ہی رہائش پذیر ہے اور اسکے گھر سے متصل ایک قادیانی گیسٹ ہاؤس قائم ہے جس میں اندرون سندھ سے پسماندہ اور غریب سندھی مرد و خواتین کو علاج و معالجے اور نوکریوں کا لالچ دے کر لایا جاتا ہے اور انھیں شہر کے مختلف مرزا واڑوں میں جا کر قادیانی عقائد سے متعلق تعلیم و تربیت دی جاتی ہے اور مسلمانوں سے ایمان کی دولت چھین لی جاتی ہے۔

جہاد منسوخ کر دیا گیا:

مرزا غلام احمد قادیانی نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اسکے بعد سب سے پہلے اس نے یہ اعلان کیا کہ اے مسلمانوں! تم سے جہاد منسوخ کر دیا گیا یہ تو اُس وقت تھا اب اسکی کیا ضرورت ہے؟ پس خاموشی کے ساتھ انگریز سرکار کی پیروی کرو۔

لمحہ فکریہ:

اے میرے محترم عزیز مسلمانو!

قادیانی فتنہ دیمک کی طرح اسلام کی جڑوں کو کھوکھلا کر رہا ہے۔یہ لوگ اسلام کے ساتھ ساتھ پاکستان کے بھی سخت دشمن ہیں۔قادیانی لندن اور امریکہ میں بیٹھ کر اسلام مسلمانوں اور پاکستان کے خلاف پلان بناتے ہیں۔حکومت وقت کو بھی ہوش کے ناخن لینا چاہئیں کہ ان بدمذہبوں کو اتنی ڈھیل دی ہوئی ہے کہ وہ کھلے عام اپنے باطل مذہب کا پرچار کرتے پھر رہے ہیں۔

اے میرے بھائیو!

آج ہم چین کی نیند سو رہے ہیں تعیشات کا شکار ہو گئے ہیں اور یہ لوگ ہمارے سیدھے سادھے مسلمانوں کو مال و دولت دے کر خرید لیتے ہیں۔آج آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں کہ کراچی کے سب سے مہنگے علاقے ڈیفنس میں قادیانیوں کے بنگلوں کی اکثریت ہے۔یہ لوگ مال و دولت اور جوان لڑکیاں دے کر مسلمانوں کے ایمان کو لوٹتے ہیں۔حال ہی میں اس وقت کے قادیانیوں کے سربراہ نے انٹرنیٹ پر یہ اعلان کیا کہ اس وقت دنیا میں قادیانیوں کی تعداد ایک کروڑ تک پہنچ چکی ہے۔

اے میرے بھائیو!

یہ سب کے سب کون تھے؟ یہ سب صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔مگر ہماری غفلت کی وجہ سے قادیانی ہو گئے۔قادیانیوں نے انٹرنیٹ پر حضورﷺ کے خلاف،اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر رکھا ہے۔جس نے ہزاروں مسلمانوں کے ایمان کو متزلزل کر دیا ہے۔اب ہمیں غفلت کی نیند سے بیدار ہونا ہوگا اور اپنے دین کو بچانے کے لیے جدوجہد کرنی ہوگی ورنہ اس کے نقصان بہت زیادہ ہو سکتے ہیں۔

اے میرے اللہ عزوجل! اپنے پیارے حبیبﷺ کے صدقے ہم سب مسلمانوں کی جان مال عزت و آبرو بالخصوص عقیدے و ایمان کی حفاظت فرما۔آمین ثم آمین بجاہ حبیبک سید المرسلینﷺ

اپنے شہزادکو یہ قوت دو کہ بدعقیدگی کی کرے روک تھام
اس ناتوا پر رکھ دو اپنا دست شفقت یا رسول اللہ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

قادیانیت کا وجود اُمت مسلمہ کے لیے ناسور

علامہ جمیل احمد نعیمی

تاریخ کے ابواب تاباں اس بات پر شاہد ہیں کہ برصغیر میں انگریز کے منحوس قدم رکھنے سے پہلے یہ قطعہ زمین مسلمانوں کے ہر قسم کے اختلافات وانتشار سے پاک تھا۔ نیز اس برصغیر کے مسلمانوں کی غالب اکثریت سنی، حنفی مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ لیکن جب سے اس سرزمین پر فرنگیوں نے اپنے ناپاک قدم رکھے اس وقت سے آج تک یہ سرزمین فتنہ وفساد کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے۔ کبھی وہابیت ونجدیت کا فتنہ ہے تو کبھی رافضیت وخارجیت کا طوفان۔ اسکے علاوہ انکار حدیث وانکار تقلید کا سیلاب بھی موجزن ہے۔ ان فتنوں اور سازشوں میں سب سے بڑا فتنہ اور سازش انکار ختم نبوت کا ہے۔ مگر وقت کی کمی اور مضمون کا اختصار اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ احقر اس موقع پر کوئی تاریخی اور تحقیقی مضمون سپرد قلم کرے ایسے ہی وقت کے لیے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دامانِ نگاہ وگل حسن تو بسیار

لہٰذا احقر اس مختصر مضمون میں قادیانیت ومرزائیت کا پردہ چاک کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا اور بتائے گا کہ انگریز کے اس خود ساختہ اور خود کاشتہ پودے کے سیاسی، دینی اعتبار سے اُمت مسلمہ کے لیے کیا نقصانات ہیں۔ اگرچہ ہمارے علماء کرام مشائخ عظام نے ہر دور میں اس فتنہ کا بھرپور تعاقب کیا اور اس کی سازشوں اور فتنہ سامانیوں سے ہر قدم اور ہر اگام پر اُمت مسلمہ کو بروقت باخبر کیا۔ حتیٰ کہ وطن عزیز کے ارباب بسط وکشاد کو بھی اس ٹولے کی ریشہ دوانیوں اور زہرافشانیوں سے مسلسل آگاہ کرتے رہے ہیں۔ صرف آج ہی نہیں بلکہ انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں انگریز کے ان ایجنٹوں اور لے پالکوں نے مسلمانوں کے اجماعی عقیدے یعنی ختم نبوت اور ناموس رسالت پر ڈاکہ ڈالنے کی ناپاک کوشش کی تو فوری طور پر علماء ومشائخ اہلسنت نے قرآن عظیم وحدیث رسول کریم ﷺ اور اجماع اُمت کی روشنی میں مقام مصطفیٰ ﷺ اور ناموس رسالت ﷺ کی اہمیت سے مسلمانانِ برصغیر کو بالخصوص اور مسلمانانِ عالم کو بالعموم آگاہ کرنے کی سرتوڑ کوشش کی۔ دینی نقصان تو اس تحریک قادیانیت کا یہ ہوا کہ بعض نام نہاد دین سے ناواقف مسلمان نوکری اور چھوکری کے چکر میں آکر مرتد ہوگئے۔ اور سیاسی نقصان یہ ہوا کہ انگریزوں کے ان ایجنٹوں نے اپنے محسن ومربی کی سرپرستی میں تقسیم ہند سے پہلے قادیان اور تقسیم کے بعد ریاست میں ریاست قائم کرنے کا جرم وجرأت کی۔ بلکہ مسٹر ظفر اللہ قادیانی جو کہ اس زمانے میں بدقسمتی سے وزیر خارجہ اور عالمی عدالت کا جج بھی تھا۔ صوبہ بلوچستان کی پسماندگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس صوبہ کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی ناپاک

دنا کام کوشش کی۔اس کے علاوہ بعض دیگر چیزیں تھیں جن کی وجہ سے ۱۹۵۳ء میں ملک گیر تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا اور بے شمار علماء و مشائخ اہلسنت کے علاوہ مختلف طبقہائے زندگی کے مسلمانوں نے تحفظ ناموس رسالت ﷺ کے لیے بیش بہا قربانیاں دیں۔ہم نے اپنی آنکھوں سے کراچی کے آرام باغ میں یہ منظر دیکھا ہے کہ شمع رسالت کے پروانے جب نعرہائے تکبیر اور رسالت بلند کرتے ہوئے نکلتے تھے تو کراچی کی سرزمین لرز جایا کرتی تھی اور کراچی کے درو دیوار نعرہائے تکبیر و رسالت سے گونج جایا کرتے تھے اور یہی حال لاہور کی مسجد وزیر خان کا تھا نیز پاکستان کے مختلف شہروں کا یہ حال تھا اور اس تحریک تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں پورے ملک اور بالخصوص صوبہ سندھ و پنجاب میں بے شمار شمع رسالت کے پروانوں اور ختمی مرتبت ﷺ کے دیوانوں نے اپنی جانوں کو نثار و نچھاور کیا۔اسی لیے مسلمانانِ پاکستان کی عظیم قربانیوں کا یہ ایک حسین باب ہے جس کے حسین و جمیل نقوش کو نہ تاریخ کبھی فراموش کر سکی ہے اور نہ کبھی فراموش کر سکے گی۔نہایت افسوس کا مقام ہے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں جب تمام مکاتب فکر کے علماء شریک تھے ایسے میں دیوبندی مکتب فکر کے مشہور خطیب مولوی احتشام الحق تھانوی دن میں علماء کیساتھ مختلف اجلاس میں شریک ہوتے اور رات میں حکام وقت کو پورے دن کی جاسوسی کرتے تھے۔ویسے تو ختم نبوت ﷺ کے موضوع پر متعدد آیات شریفہ اور مختلف احادیث کریمہ نیز اقوال اسلاف موجود ہیں جس کو تفصیل کیساتھ علماء اہلسنت کی کتابوں میں ملاحظہ فرمایا جا سکتا ہے مگر اس موقع پر احقر چند کتابوں کا نام پیش کرنے کیساتھ ساتھ ان علماء کرام و مشائخ عظام کا تذکرہ کرنا بھی ضروری خیال کرتا ہے کہ جنہوں نے اس فتنہ قادیانیت و مرزائیت کی سرکوبی اور بیخ کنی کے سلسلے میں خدمات سرانجام دیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

السوء والعقاب علی المسیح الکذاب

جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ

الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی

قہر الدیان علی مرتد القادیان

المبین ختم النبیین

اعلیٰ حضرت کے فرزند ارجمند حجۃ الاسلام محدث الانام علامہ حامد رضا خان قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ

الصارم الربانی علی الاسراف القادیانی

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین پیر سید مہر علی شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

سیف چشتیائی

شمس الہدایت

مناظر اسلام علامہ محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ

مقیاس نبوت

ان مندرجہ بالا افاضل علماء کے علاوہ جو اکابر اس فتنہ قادیانیت پر شروع ہی سے کمر بستہ نظر آتے ہیں وہ مندرجہ ذیل حضرات ہیں۔

حضرت مبلغ اسلام سیاح عالم مولانا الشاہ محمد عبدالعلیم صدیقی قادری رضوی مدنی علیہ الرحمہ

رہبر شریعت پیر طریقت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ

محدث وقت فقیہ ملت، ابو یوسف علامہ محمد شریف نقشبندی علیہ الرحمہ (والد ماجد سلطان الواعظین ابو النور مولانا محمد بشیر صاحب سیالکوٹی)

عظیم سیاست داں مفسر قرآن غازی کشمیر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ (خطیب جامع مسجد وزیر خان لاہور)

امام المناظرین محدث کبیر علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی علیہ الرحمہ

تاج العلماء رئیس الاتقیا حضرت مفتی محمد عمر نعیمی اشرفی محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ

رئیس دارالافتاء حضرت علامہ مفتی مظفر احمد نقشبندی دہلوی علیہ الرحمہ (ابن مفتی محمد مظہر اللہ نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ امام مسجد فتح پوری دہلی)

غزالی دوراں جنید وقت محدث شہیر علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمہ

سراپا خلوص ومحبت مفتی سید مسعود علی صاحب قادری علیہ الرحمہ

شارح بخاری فاضل ابن فاضل علامہ سید محمود احمد رضوی الوری علیہ الرحمہ

خطیب شیریں بیاں خلیل العلماء مولانا خلیل احمد قادری ضیائی خطیب جامع مسجد وزیر خان (ابن غازی کشمیر سید ابوالحسنات علیہ الرحمہ)

رئیس الاتقیا محدث شہیر علامہ محمد سردار احمد رضوی چشتی علیہ الرحمہ

رئیس المنطق والفلسفہ شیخ القرآن علامہ مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی وزیر آبادی علیہ الرحمہ

امام المتکلمین رئیس الصوفیاء علامہ غلام علی اوکاڑوی رضوی علیہ الرحمہ

فاضل جلیل علامہ حافظ محمد مسعود احمد چشتی صابری نعیمی دہلوی علیہ الرحمہ

مجاہد ملت فاتح سرحد علامہ مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی علیہ الرحمہ

واعظ شیریں بیاں حضرت مولانا الشاہ محمد عارف اللہ قادری رضوی علیہ الرحمہ (خطیب جامع مسجد راولپنڈی)

خطابت کے شہسوار مقرر شعلہ بار مجاہد ختم نبوت مولانا محمد عبد الستار خان نیازی علیہ الرحمہ

مقرر شعلہ بیاں خطیب ذیشان صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ صاحب علیہ الرحمہ

فاضل جامعہ الازہر علامہ ابن علامہ شیخ الحدیث علامہ عبد المصطفیٰ الازہری

فاضل نوجوان مقرر فصیح البیان خطیب پاکستان علامہ محمد شفیع صاحب نقشبندی ضیائی اوکاڑوی علیہ الرحمہ

فاضل اجل عالم بے بدل مفتی کشمیر مفتی غلام قادر صاحب کشمیری رضوی ضیائی علیہ الرحمہ

شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمہ (زیب سجادہ سیال شریف)

شیخ الحدیث فقیہ ملت علامہ مفتی وقار الدین صاحب رضوی علیہ الرحمہ

امین العلماء مفتی محمد ظفر علی نعمانی علیہ الرحمہ (بانی و مہتمم دار العلوم امجدیہ)

فاضل جلیل عالم نبیل شیخ التفسیر والحدیث علامہ مفتی محمد حیات صاحب مد ظلہ العالی (مفتی اعظم آزاد کشمیر)

فاضل جلیل عالم نبیل رئیس الاتقیاء علامہ شیخ الحدیث محمد عبد اللہ نعیمی نقشبندی علیہ الرحمہ (مفتی اعظم سندھ بانی و مہتمم دار العلوم مجددیہ نعیمیہ)

عالم باعمل صوفی باصفا مجاہد ختم نبوت محترم صوفی محمد ایاز خاں صاحب نیازی علیہ الرحمہ

واعظ شیریں بیاں مولانا محمد عمر دہلوی اشرفی علیہ الرحمہ

مقرر فصیح البیان مبلغ شیریں زباں طوطی ہند مولانا امیر احمد جودھ پوری علیہ الرحمہ

عالم باعمل خطیب شریں بیاں مولانا محمد اقبال حسین نعیمی علیہ الرحمہ

فاضل جلیل عالم نبیل جسٹس وفاقی شرعی عدالت علامہ مفتی پروفیسر ڈاکٹر سید شجاعت علی صاحب قادری علیہ الرحمہ

فاضل جلیل عالم نبیل مبلغ اسلام برادر محترم علامہ سید سعادت علی قادری مد ظلہ العالی

عالم باعمل صوفی باصفا سید شاہ تراب الحق قادری مد ظلہ العالی (خطیب کھوڑی گارڈن کراچی)

فقیر کے استاذ زادے حضرت تاج العلماء کے لخت جگر حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی اشرفی (سابق چیرمین رویت ہلال کمیٹی وخطیب اعزازیہ جامع مسجد آرام باغ کراچی)

مفکر اسلام فقیہ ملت ماہر علوم دینیہ وعصریہ چیرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب مدظلہ العالی

احقر جمیل احمد نعیمی۔

اسکے علاوہ سفیر اسلام قائد ملت اسلامیہ الحافظ القاری الشاہ احمد نورانی صدیقی قادری علیہ الرحمہ نے ۱۹۷۳ء کے آئین میں مسلمان کی تعریف اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے موقع پر اسمبلی میں قادیانیت اور مرزائیت کے خلاف جس انداز میں تحریک چلائی بلکہ اسمبلی کے فورم پر قائد ملت اسلامیہ کو قرارداد پیش کرنے کا شرف بھی حاصل ہوا نیز بھر پورا جلاس میں مرزا ناصر قادیانی کو لاجواب کر کے قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل لگائی وہ صرف اور صرف قائد اہلسنت امام انقلاب علیہ الرحمہ کی خداداصلاحیت جرأت اور ایمان کی پختگی کی روشن دلیل ہے۔موصوف نے لاکھوں روپے کی قادیانیت کی طرف سے پیش کش کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔مولائے کریم اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ موصوف کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے ان چند بنیادی عقائد میں سے ہے جس پر علماء ملت سلفا وخلفا کا اجماع رہا ہے تاریخ شاہد ہے کہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں اگر کسی بدبخت شخص نے دعویٰ نبوت کیا تو اس کو مرتد اور کافر قرار دے دیا گیا اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کر کے اسکو کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔رسول کریم ﷺ کے نائب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور اقدس میں جب مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا تو آپ نے تمام وسائل کے ذریعے اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا اور اسے اسکے انجام تک پہنچایا اور ہمیں سبق دیا کہ اگر آئندہ کوئی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرے تو اس فتنے کی سرکوبی کے لیے بھر پور کوششیں کی جائیں۔برصغیر پاک وہند جو کہ اولیاء اور صوفیاء کی سرزمین کہلاتی ہے اور مغلیہ دور حکومت کے بادشاہوں کے علاوہ کئی سلاطین نے اسلام کی سربلندی کیلیے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔لیکن جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے مسلم قوم کے حقوق سلب کئے اور اپنے بنائے ہوئے اسلام دشمن قوانین کولاگو کیا اور ملت اسلامیہ پر جس طرح مصائب ڈھائے گئے وہ بیان سے باہر ہیں۔نیز عالم اسلام میں انتشار پھیلانے کیلیے جو سازشیں تیار کیں ان میں سب سے ذلیل سازش جھوٹے مدعی نبوت کو کھڑا کرنا ہے کہ اسکے ذریعے ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک جسارت کی گئی۔فتنہ قادیانیت اور ان کے عقائد بیان کرنے سے پہلے عقیدہ ختم نبوت سے متعلق آیات مبارکہ اور ان کی تفاسیر کے ساتھ چند احادیث شریفہ پیش کی جارہی ہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب:۴۰)

محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں سے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

حضرت زید کے بھی آپ حقیقت میں باپ نہیں کہ ان کی منکوحہ آپ کے لیے حلال نہ ہوتی قاسم وطیب و طاہر وابراہیم حضور کے فرزند تھے مگر وہ اس عمر کو نہ پہنچے کہ انکو مرد کہا جائے انہوں نے بچپن میں وفات پائی اور سب رسول ناصح شفیق اور واجب التوقیر اور لازم الطاعۃ ہونے کے لحاظ سے اپنی اُمت کے باپ کہلاتے ہیں بلکہ ان کے حقوق باہ کے حقوق سے بہت زیادہ ہیں لیکن اس سے اُمت حقیقی اولاد نہیں ہوجاتی اور حقیقی اولاد کے تمام احکام وراثت وغیرہ اس کے لیے ثابت نہیں ہوتے۔ آخر الانبیاء کہ نبوت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگر چہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظمہ کی طرف نماز پڑھیں گے حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث جو حد تواتر کو پہنچتی ہیں ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی ہونیوالا نہیں جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم نبوت کا منکر، کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (صدر الا فاضل ص ۵۰۳ مکتبہ رضویہ)

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں!

اللہ کا یہ فرمان

وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا و نذيرا۔ (سبا:۲۸)

اور (اے رسول مکرم) ہم نے آپ کو دنیاء کے تمام لوگوں کے لیے (جنت کی) بشارت دینے والا اور (دوزخ سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے آپ رسول ہیں اگر آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ آپ تمام لوگوں کے لیے رسول نہیں بلکہ بعض لوگوں کے لیے کوئی اور رسول آئے گا اور اس سے یہ آیت کاذب ہوجائے گی اور قرآن مجید کا کاذب ہونا محال ہے اس سے لازم آیا کہ آپ کے بعد

کسی اور نبی کا آنا محال ہے (تبیان القرآن ج ۹ ص ۶۱ ۳ فرید بک سٹال لاہور)

اولم یکفھم انا انزلنا علیک	اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب
الکتاب یتلی	اتاری جو اُن پر پڑھی جاتی ہے۔
علیھم۔(العنکبوت ۵۱)	

معنی یہ ہیں کہ قرآن مجید معجزہ ہے انبیاء کے معجزات سے اتم و اکمل اور تمام نشانیوں سے طالب حق بے نیاز کرنیوالا کیونکہ جب تک زمانہ وہ قرآن کریم باقی و ثابت رہے گا اور دوسرے معجزات کی طرح ختم نہ ہوگا (صدر الافاضل ص ۷۴۸ مکتبہ رضویہ)

واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ ۔(الانعام:۱۹)

یعنی اللہ تعالیٰ میری نبوت کی شہادت دیتا ہے اس لیے کہ اس نے میری طرف اس قرآن کی وحی فرمائی اور یہ ایسا معجزہ ہے کہ باوجود فصیح بلیغ صاحب زبان ہونے کے اس مقابلے سے عاجز رہے۔

یعنی میرے بعد قیامت تک آنیوالے جنھیں یہ قرآن پاک پہنچے خواہ وہ انسان ہوں یا جن ان سب کو میں حکم الٰہی کی مخالفت سے ڈراؤں ۔(صدر الافاضل ص ۱۵۲ مکتبہ رضویہ)

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں!

اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے کیونکہ سب سے بڑی گواہی اللہ سبحانہ کی ہے اور جب وہ اس کو مان لیں تو آپ بتا دیں کہ میری نبوت پر اللہ گواہ ہے کیونکہ مجھ پر اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تا کہ میں تم کو اس قرآن سے ڈراؤں اور ان کو جن تک یہ پہنچے (تبیان القرآن ج ۳ ص ۴۱۶ فرید بک سٹال لاہور)

وما ارسلنک الا رحمۃ	اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے
للعالمین ۔(الانبیاء:۱۰۷)	جہان کے لیے۔

کوئی ہو جن ہو یا انس مومن ہو یا کافر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حضور کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کے لیے بھی اور اس کے لیے بھی جو ایمان نہ لایا مومن کے لیے تو آپ دنیا اور آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا سکے لیے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیر عذاب ہوئی ۔ اور فسق اور مسخ اور استیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے تفسیر روح البیان میں اکابر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کے معنی یہ ہین کہ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت مطلقہ تامہ کاملہ شاملہ جامعہ محیطہ جمیع مقیدات رحمت غیبیہ و شہادت علمیہ وعینیہ و وجود یہ وشھو دیہ وسابقہ ولاحقہ وغیرہ

ذالک تمام جہانوں کے لیے عالم ارواح ہوں یا عالم اجسام ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام جہانوں کے لیے رحمت ہو لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل ہو(صدر الافاضل ص ۹۳۵ مکتبہ رضویہ) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن۔

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں!

> [[ہمارے نزدیک اس آیت کا مصداق رسول اللہ ﷺ ہی کی ذات گرامی ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراپا اور مجسم رحمت بنا کر بھیجا ہے کہ سیدنا محمد ﷺ ہر عالم کے لیے رحمت ہیں خواہ فرشتوں کا عالم ہو، جنات کا عالم ہو، انسانوں کا عالم ہو، انسانوں میں سے کافر ہوں ،مسلمان ہوں ،اولیاء ہوں، انبیاء ہوں آپ سب کے لیے رحمت ہیں]] ۔(تبیان القرآن ج ۷ ص ۶۸۲ فرید بک سٹال لاہور)

تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا۔(الفرقان:۱)

بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن مجید اپنے بندہ پر جو سارے جہان کا ڈر سنانے والا ہے۔

یعنی سید الانبیاء محمد ﷺ اس میں حضور سید عالم کے عموم رسالت کا بیان ہے کہ آپ تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں جن ہو یا بشر یا فرشتے یا دیگر مخلوقات سب آپ کے اُمتی ہیں کیونکہ عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں اس میں یہ سب داخل ہیں ملائکہ کو اس سے خارج کرنا جیسا کہ جلالین شیخ محلی سے اور کبیر میں امام رازی سے اور شعب الایمان میں بیہقی سے صادر ہوا ہے بے دلیل ہے اور دعویٰ اجماع غیر ثابت چنانچہ امام سبکی و بارزی و ابن حزم و سیوطی نے اسکا تعاقب کیا اور خود امام رازی کو تسلیم ہے کہ عالم ماسوی اللہ کو کہتے ہیں پس وہ تمام خلق کو شامل ہے ملائکہ کو اس سے خارج کرنے پر کوئی دلیل نہیں علاوہ بریں مسلم شریف کی حدیث میں ہے ارسلت الی الخلق کافۃ یعنی میں تمام خلق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔علامہ علی قاری نے مرقات میں اسکی شرح میں فرمایا! یعنی تمام موجودات کی طرف جن ہو یا انسان یا فرشتے یا حیوانات یا جمادات اس مسئلہ کی کامل تنقیح و تحقیق شرح و بسط کیساتھ امام قسطلانی کی مواہب اللدنیہ میں ہے۔(صدر الافاضل ص ۶۴۸ مکتبہ رضویہ)

علامہ غلام رسول سعیدی بیان کرتے ہیں کہ مجھے چھ وجوہ سے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے اور جب سے میری مدد کی گئی اور غنیمتوں کو میرے لیے حلال کر دیا گیا اور تمام روئے زمین کو میرے لیے آلہ طہارت اور مسجد بنا دیا گیا اور مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبیوں کو ختم کر دیا گیا۔(تبیان القرآن ج ۸ ص

۲۱۲ فرید بک سٹال لاہور)

عن ابی هريرة عن النبي قال كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لانبي بعدي۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا بنو اسرائیل کے انبیاء ان کا سیاسی نظام چلاتے تھے جب بھی کوئی نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کا خلیفہ ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔(بخاری رقم الحدیث ۳۴۵۵ دار الکتب العلمیہ)

حدثنا اسماعيل قلت لابن ابي اوفي ارأيت ابراهيم بن النبي ﷺ قال مات صغيرا ولو قضى ان يكون بعد النبي نبي عاش ابنه ولكن لانبي بعده۔

اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن ابی اوفی سے پوچھا کیا آپ نے نبی کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا انہوں نے کہا کہ وہ بچپن میں فوت ہو گئے اگر آپ کے بعد کسی کو آنا مقدر ہوتا تو آپ کے صاحبزادے زندہ رہتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔(بخاری رقم الحدیث ۶۱۹۴)

عن انس بن مالك قال قال رسول الله ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولانبي۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد رسالت و نبوت منقطع ہو گئی ہے پس میرے بعد کوئی رسول مبعوث ہوگا نہ نبی ۔(ترمذی ص ۳۳۱ مطبوعہ نور محمد)

عن عبد اللہ بن عمرو بن عاص بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہمارے پاس رسول اللہ الوداع ہونیوالے شخص کی طرح تشریف لائے اور آپ نے تین بار فرمایا کہ میں محمد نبی اُمی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔(مسند احمد ج ۲ ص ۲۱۲ مکتبہ اسلامی)

عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال مثلي و مثل الانبياء من قبلي كمثل رجل بني بنيانا فاحسنه واجمله الا موضع لبنة م زاوية من زاوياه فجعل الناس يطوفون به ويعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبين۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے کے انبیاء کی مثال

اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک مکان بنایا اور کیا ہی حسین وجمیل مکان بنایا مگر اس کے کونوں میں سے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ تھی لوگ اسکے گرد گھومتے اور خوش ہورہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی آپ نے فرمایا! میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۵۸۵۵ مکتبہ دار الفکر للطباعۃ والنشر بیروت)

خلاصہ کلام

اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے طور پر جس طرح اور جہاں تک ہو سکے اس باطل فتنے کی حقیقت بیان کریں اور عوام الناس کے سامنے صحیح معنوں میں پیش کریں اور ہر وقت ہر مقام پر جب بھی کبھی گستاخانِ رسول ﷺ کی سرکوبی اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے ہمیں آواز دی جائے ہم اس پر لبیک کہیں اور تین چیزوں سے اختلاف اپنے ایمان کا حصہ بنالیں شیطان، قادیان، شیزان۔ شیطان اور قادیان کے متعلق تو آپ کو معلوم ہے اور شیزان جوس بنانے والے بھی مرزائی ہیں لہذا اس مشروب کو پینے سے بچیں۔ خلفاء راشدین کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے اس فتنے کو کچل دیں بذریعہ تحریر وتقریر لوگوں کو ان کے ناپاک عزائم سے آگاہ کریں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے حبیب ﷺ کے غلاموں میں قبول فرمائے (آمین)

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً قادیاں کی بخت دعا سے

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

مرزا قادیانی کا مختصر تعارف

پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

تمہید

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ آخری رسول اور آخری نبی ہیں۔ آپ کی ختم نبوت پر ایمان اتنا ہی ضروری ہے جتنا آپ کی نبوت و رسالت پر۔ آپ کو نبی و رسول مان کر آپ کی خاتمیت کا انکار کرنے والا سخت مکار اور اسلام کا دشمن ہے۔ عقیدہ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے اور کثیر آیاتِ کریمہ، متعدد احادیث شریفہ اور اجماع اُمت سے ثابت ہے۔ حضور پُرنور شافع یوم النشور ﷺ کے وصال کے قریب جب کچھ لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ اول سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر ان کا بروقت قلع قمع ضروری سمجھا۔ اور اس حقیقت کو پوری طرح واضح کر دیا کہ اہل ایمان منکرین ختم نبوت کو کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے۔ حدیث پاک کی رو سے سرکار ابد قرار ﷺ کی بعثت کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کاذب (جھوٹا) ہی نہیں کذاب (بہت بڑا جھوٹا) اور داجل (دھوکہ دینے والا۔ حق کو چھپانے والا) ہی نہیں، دجال (بہت زیادہ دھوکہ دینے والا) ہے چنانچہ بخاری شریف میں ہے!

لا تقوم الساعة حتىٰ يبعث	قیامت قائم نہ ہو گی۔ حتیٰ کہ تیس کے
دجالون كذابون قريباً من ثلثين	قریب جھوٹ بولنے والے کذاب پیدا نہ
كلهم يزعم انه رسول الله	ہوں ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا
	کہ وہ اللہ کا رسول ہے

کذاب اس لیے نہیں کہ اس نے مخلوق پر نہیں بلکہ خالق پر جھوٹ باندھا اور وہ بھی ایسا جس سے محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کی فضیلت خاصہ کا انکار لازم آتا ہے۔ اور دجال اس لیے کہ ولایت و قطبیت کا دعویٰ کر کے کوئی عام دھوکہ نہیں بلکہ نبوت و رسالت کا دعویٰ کر کے بہت بڑا دھوکہ دیا ہے۔ اس دعویٰ کے بعد پھر ظلی و بروزی وغیرہ کے الفاظ سے اپنے دجال ہونے کو مزید واضح کر رہا ہے۔ یاد رہے کائنات کی ہر چیز حضور خواجہ کونین ﷺ کی عظمت شان اجاگر کرنے کیلیے پیدا کی گئی ہے۔ چنانچہ مواہب الدنیہ شریف کی ایک روایت کا آخری حصہ ملاحظہ ہو۔ خدا تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ سے فرماتا ہے!

وَلَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَأَهْلَهَا لِأُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزِلَتَكَ عِنْدِي وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا	اور یقین جانئے کہ میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اسی لیے پیدا فرمایا کہ انہیں پہچان کراؤں اس عزت و مرتبہ کی جو تمہارا میرے نزدیک ہے اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا پیدا نہ فرماتا۔

چنانچہ حضور خاتم الانبیاء علیہم التحیۃ والثناء کے بعد نبوت کا مدعی جہاں اپنے دجال و کذاب ہونے کا ثبوت دے رہا ہے وہاں اُس کا یہ دعویٰ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی مندرجہ بالا پیشگوئی کی تصدیق بھی کر رہا ہے۔ نبوت کے جھوٹے مدعیوں کے گھٹیا کردار سے خدا کے سچے نبیوں اور رسولوں کی عظمت کا نقش بھی دلوں میں بیٹھتا ہے جیسا کہ "تعرف الاشیاء باضدادھا" چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ کے مطابق سیاہ راتوں کی وجہ سے چاندنی راتوں کی قدر معلوم ہوتی ہے نبوت کے جھوٹے مدعی کو قدم قدم پر ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جبکہ قدرت خداوندی ہر حال میں اپنے سچے نبی و رسول کی امداد فرماتی ہے اور اسکے دشمنوں کو ہر رنگ میں ذلیل و خوار کرتی ہے۔

مرزا قادیانی:

حدیث مذکور تیس دجالوں میں مرزا غلام احمد قادیانی بہت نمایاں حیثیت کا حامل ہے اس لیے کہ عملاً جتنا اس نے ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچایا شاید آج تک کوئی دجال بھی نہیں پہنچا سکا۔ دنیا کی ایک بہت بڑی حکومت جو اسلام دشمنی میں بھی سب سے آگے تھی، اسکی سرپرستی کر رہی تھی۔ لہذا اپنے دجل و فریب میں مرزا ئی دجالوں سے آگے نکل گیا۔ زیر نظر مضمون میں اس کی سیرت کے مختلف پہلو نہایت ہی اختصار کیساتھ قارئین کے سامنے لائے جا رہے ہیں۔ تا کہ وہ خود کسی حد تک اندازہ کر سکیں کہ دعویٰ نبوت تو کجا، وہ دعویٰ ایمان کے بھی قابل نہیں تھا۔ وہ یقیناً کذاب و دجال ہے۔ ہاں اگر اُس کا کوئی دعویٰ قابل قبول ہے تو وہی جو اس نے درج ذیل شعر میں کیا ہے۔

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

خاندانی پس منظر:

مرزا قادیانی کی قوم مغل اور گوت برلاس تھی باپ کا نام غلام مرتضی، دادا کا عطا محمد اور پڑدادا کا گل محمد تھا۔ طبیعت میں ملت دشمنی رچ بس گئی تھی اس لیے سکھوں کے زمانہ میں مسلمانوں کی بجائے انہی کا ساتھ دیتے

تھے۔۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں غلام مرتضیٰ نے سیالکوٹ کے محاذ پر انگریزوں کی حمایت میں اپنی گرہ سے پچاس گھوڑے خرید کر اور پچاس جوان جنگجو بھیج دیئے۔اس غداری کے نتیجے میں اُسے دربار گورنری میں کرسی ملی تھی۔(مرزا قادیانی نے اس کرسی پر بڑا فخر کیا ہے۔جیسا کہ اُس کی کتاب "تحفہ قیصریہ" ص ۱۶ پر مذکور ہے)

ولادت:

مرزا کے بقول سن ولادت ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء (تریاق القلوب) بعض کے نزدیک ۱۸۳۶ء (مرزا محمود کا سپاسنامہ) یا ۱۸۳۷ء ہے (موج کوثر) نام مرزا غلام احمد ہے (قرآن حکیم یا حدیث پاک میں کسی نبی کا نام مرکب نہیں ملتا شاید قدرت نام سے بھی اس کے دعوٰی کی تردید کرانا چاہتی تھی۔نیز اسکا لغوی معنی بھی اسکے دعوٰی کی تائید نہیں کرتا)

بچپن اور تعلیم:

بقول مرزا چھ سات سال کی عمر میں قرآن حکیم اور چند فارسی کتابیں پڑھ لیں پھر کچھ عربی سیکھی۔بعد میں ایک شیعہ عالم گل علی شاہ نامی سے ستر ہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں کچھ نحو، منطق وحکمت کی تعلیم لی۔طب کی بعض کتابیں اپنے باپ سے پڑھیں۔بقول مرزا تعلیم کا شوق تو بہت تھا۔مگر باپ حفظان صحت کے پیش نظر زیادہ مطالعے سے روکتا تھا۔ضبط شدہ دیہات کی واگزاری کیلیے مقدمات کی پیروی بھی خاطر خواہ حد تک علم حاصل کرنے میں حائل رہی۔(اللہ کے نبی دنیا کو سکھانے آتے ہیں۔دنیا میں کسی سے سیکھتے نہیں۔وہ اپنے بھیجنے والے کے شاگرد اور اُمت کے استاد ہوتے ہیں۔مگر اسکے برعکس مرزا لوگوں سے پڑھا اور پھر وہ بھی بہت محدود۔نہ تفسیر نہ حدیث، پڑھیں تو عربی اور فارسی اور علم وحکمت کی ابتدائی کتابیں۔اتنا ناقص علم اکثر خطرہ ایمان بن جاتا ہے۔یونہی طب کا علم بھی پورا حاصل نہ کیا گویا خطرہ ایمان ہی نہیں خطرہ جان بھی۔یہ اسی ناقص علم کا اثر ہے کہ عربی، فارسی اور اردو کی تحریریں فصاحت وبلاغت سے خالی اور اغلاط سے پُر ہیں) یہ بچپن کا زمانہ کسی روشن مستقبل کی جھلک نہیں دکھا رہا۔علم کے ناقص رہنے کی ایک وجہ مرزا کا مخصوص آوارہ مزاج بھی تھا۔جن عظیم لوگوں کو دنیا میں انقلاب لانا ہوتا ہے۔انکا بچپن بھی ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کی تفسیر ہوتا ہے۔سیدی حضور شہنشاہ ولا تانی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضرت قائد اعظم کے بچپن کا دور اُنکی آئندہ عظمتوں کا پیش خیمہ نظر آتا ہے۔اسکے برعکس مرزا قادیانی چڑیاں مار کر وقت ضائع کرتا رہا۔(سیرۃ المہدی) اور لوگ اسے سندھی کے نام سے پکارتے تھے۔تربیت ایسی ناقص تھی کہ لڑکوں کے کہنے پر ایک دفعہ گھر میں مٹھائی لینے آیا تو بغیر کسی سے پوچھنے کے (یعنی چوری) ایک برتن میں سے سفید بورا جیبوں میں بھر کر باہر لے گئے۔راستے میں مٹھی بھر کر منہ میں ڈالا تو پِسا ہوا نمک تھا۔(سیرۃ المہدی)

دور شباب اور ملازمت:

جوانی میں آوارگی اور بھی جوان ہوگئی۔ چنانچہ ایک دفعہ مرزا کو اپنے دادے کی پنشن مبلغ سات سو روپے لینے گورداسپور بھیجا گیا تو اسکا چچازاد بھائی مرزا امام الدین بھی پیچھے ہولیا۔ پنشن کی وصولی کی تو دونوں ادھر اُدھر پھرتے رہے حتیٰ کہ چند دنوں میں ساری رقم ضائع کردی۔ گھر جاتے ڈر آتا تھا اس لیے مرزا سیالکوٹ کچہری میں پندرہ روپے پر ملازم ہوگیا۔ یہیں پادریوں سے مناظرے اور خفیہ ملاقاتیں بھی ہوتی رہیں (دوسرا ساتھی مرزا امام الدین ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اُس نے چارے کے ایک قافلے پر ڈاکہ مارا) یہیں ملازمت کے دوران ڈاکٹر امیر شاہ صاحب سے انگریزی کی ایک دو کتابیں پڑھیں (جن سے انگریزی الہامات میں مدد ملی) یہیں قانونی کتابوں کا مطالعہ کیا اور مختاری کا امتحان دیا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ ساں بیمار ہوئی تو باپ کے کہنے پر چار سال (۱۸۶۴ تا ۱۸۶۸ء) کیملازمت کے بعد گھر واپس ہوگئی۔ سیالکوٹ میں پادری بٹلر کیساتھ بہت روابط تھے انگریز اپنی حمایت کیلیے کسی کو نبوت کا مدعی بنانا چاہتے تھے۔ برطانوی ہند کی سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لیے طلب کیا۔ ان میں سے مرزا نبوت کے لیے نامزد ہوا (تاریخ محاسبہ قادیانیت) دور جوانی کی فکری آوارگی کا اندازہ کرنے کے لیے مرزا قادیانی کے اشعار ملاحظہ فرمایئے (اور سوچئے کیا ایسے کردار کو منصب نبوت سے کوئی نسبت ہوسکتی ہے)

کرم فرما کے آ او میرے جانی
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر
لا اک بار شور و غل مچا دے

میرے بت اب سے پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

نہیں منظور تھی اگر تم کو الفت

تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا

مری دلسوزیوں سے بے خبر ہو

مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا

(مقام نبوت تو بہت بلند ہے۔کیا کسی غوث،قطب بلکہ صالح آدمی کے متعلق بھی ایسے شعروں کی توقع ہو سکتی ہے؟قرآن حکیم کی رو سے تو نبوت ورسالت شاعری کی حدود سے ہی بالاتر ہے۔یعنی جو نبی ہے شاعر نہیں۔جو شاعر ہے نبی نہیں۔اوران آوارہ مزاج شاعروں کی پیروی کرنے والے بھٹکے ہوئے لوگ ہوتے ہیں۔اَلشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُهُم (سورۃ الشعرا)

سارے گھر کا ماحول غیر اسلامی تھا۔چنانچہ مرزا کے بڑے بھائی کی شادی ہوئی تو بائیس طائفے ارباب نشاط کے بلائے گئے اور کئی دن تک جشن رہا(سیرۃ المہدی)اس دور میں مرزا کے سب سے گہرے یار دو چچا زاد بھائی مرزا امام الدین(جس کا ذکر پہلے گذرا)اور مرزا نظام الدین تھے اور سیرۃ المہدی کے مطابق ان میں تمام دنیا کے عیب تھے۔

مولانا محمد حسین بٹالوی سے ملاقات:

مرزا گھر آ کر پھر مقدمات میں الجھ گیا اور آٹھ سال تک کی اس مقدمہ بازی سے کچھ حاصل نہ ہوا تو مال و دولت کے حصول کی سکیمیں سوچنے لگا۔اب اس نے مذہب کا لبادہ اوڑھنے کو ہی کامیابی کا ذریعہ جانا(پھر سیالکوٹ میں طے شدہ پروگرام بھی اس کے سامنے تھا)مولانا محمد حسین بٹالوی اس کے پرانے ہم مکتب تھے۔مرزا نے سنا کہ دلی سے فارغ التحصیل ہو کر بٹالہ آئے ہوئے ہیں اُن سے مل کر اسلام کی حمایت میں کتاب لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔مولانا نے بتایا کہ کتاب لکھنے کی مقبولیت کا دارومدار مصنف کی شہرت پر ہے اور اسکے لیے کسی بڑے شہر مثلاً لاہور میں قیام ضروری ہے۔مولانا مذکور اہل حدیث کے عالم تھے اور مسجد چینیاں والی(لاہور)میں خطیب تھے۔مرزا انہی کے ہاں جارہا۔اُن دنوں لوہاری دروازہ کے باہر کوئی نہ کوئی ہندو یا عیسائی مناظر ہر روز آتا اور پرچار شروع کر دیتا۔مرزا نے چند کتابیں رٹ کر اُن کے مقابلے کی تیاریاں شروع کر دیں۔خود کو نمائندہ اسلام ظاہر کر کے غیر مسلم مناظرین سے نوک جھونک کرنے لگا۔اس میدان میں کافی شہرت حاصل کر لی تو واپس قادیان آ کر آریہ لوگوں کے خلاف مناظرے کے اشتہار چھپوانے شروع کر دیے۔مناظرے کا چیلنج ملتا تو عجیب قسم کی ناقابل عمل شرائط ڈال دیتا(تاہم شہرت میں جو

اصل مقصود تھی۔اضافہ ہوتا رہا)

بارش الہام:

اس نے اب یہ تاثر دیا کہ مجھے الہام ہوتا ہے اور میری دعائیں قبول ہوتی ہیں۔جس بالا خانے میں الہام سوچتا تھا۔اُس کا نام بیت الفکر رکھا۔الہام نویسی کے لیے ایک سادہ سا بارہ سالہ ہندو لڑکا شام لال ملازم رکھ لیا۔لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل قادیان کے دو ہندو خاص مشیر تھے۔مقبول الدعا ہونے کے اشتہار بھی شہروں میں پھیل گئے تو نذر و نیاز اور لنگر کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔لوگ بیعت کی درخواست کرتے تو کہتا کہ ابھی خدا کا حکم نہیں آیا۔

براہین احمدیہ کی اشاعت:

اشتہاروں کے ذریعے وسیع پیمانے پر پروپیگنڈا کیا گیا کہ اسلام کی حمایت میں تین سو جزو (یعنی ۴۸۰۰ صفحات) پر مشتمل ایسی کتاب لکھ رہا ہوں جس کا جواب لکھنے والے کو دس ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔مگر پانچ سال میں ۵۶۲ صفحات کی ایک کتاب لکھ کر اعلان کر دیا کہ باقی ماندہ ۴۲۳۸ صفحات کا ذمہ دار نہیں ہوں۔کیونکہ مجھے خدا نے روک دیا ہے (یہی تو شان دجالی ہے) کتاب کی قیمت پہلے ۵ روپے تھی۔دھڑا دھڑ روپیہ آنے لگا تو دس روپے کر دی۔یہ ساری رقم پیشگی وصول کی جاتی تھی۔مسلم ریاستوں کے سربراہوں سے امداد کے الگ وعدے لیے۔کتاب کے پہلے دو حصے شائع ہو گئے تو قیمت ۲۵ روپے کر دی گئی۔اور پھر اہل استطاعت کے لیے مبلغ سو روپے تک بڑھا دی گئی۔عوام و خواص اسے صریح دھوکہ سمجھتے تھے اور خطوں کے ذریعے گالیاں لکھ بھیجتے تھے۔پھر اس کتاب کی تحریر اتنی اشتعال انگیز ہے کہ جواب لکھنے والوں نے محبوبانِ خدا علیہم التحیۃ والثناء کو جی بھر کر گالیاں بکی ہیں۔زبان کے علاوہ براہین احمدیہ کے مضامین بھی سخت قابل اعتراض اور خلاف تھے۔

مجددیت کا اعلان:

حکیم محمد شریف کلانوری جس کے پاس مرزا امرتسر جا کر رہتا تھا نے مجددیت کے اعلان کا مشورہ دیا تو مرزا نے ہزاروں کی تعداد میں اشتہار چھپوا کر یورپ، امریکہ و افریقہ تک کے وزراء وغیرہ کو بھیجے مگر ایک بھی مسلمان نہ ہوا۔حکیم نور الدین نیچری تھا۔مرزا کا ہم مذاق تھا۔جموں میں مقیم تھا۔مرزا گیا اور اس سے یاری گانٹھ لی۔مرزا کے مختلف دعووں میں اسکا مشورہ بھی شامل رہا۔مجددیت کا اعلان ۱۸۸۹ء میں کیا۔

ہوشیار پور میں چلہ:

زہد و ریاضت کی شہرت کے لیے تین مریدوں کو ساتھ لے کر ہوشیار پور گیا اور چلہ کشی کے دستی اشتہارات

تقسیم کر کے چلے میں بیٹھ گیا۔ یہاں الہام ہوا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک عالمگیر برکت لڑکا پیدا ہوگا۔ اسکا نام عمنوائیل رکھنا۔ ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء اور ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کو پھر اسی مضمون کے اشتہار شائع کئے۔ چونکہ خدا اپنے دشمن کو ذلیل کرنا چاہتا تھا۔ لہذا لڑکی پیدا ہوئی۔ اگلے حمل پر پھر وہی رٹ شروع ہوئی تو ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو لڑکا پیدا ہوا۔ جسے عمنوائیل کہا گیا۔ مگر وہ سوا سال کا ہو کر مر گیا۔ ساڑھے سات سال بعد پھر میں پیدا ہوا۔ مرزا نے اُسی کو عمنوائیل قرار دیا مگر وہ بھی مر گیا۔

مسیح موعود ہونے کا دعویٰ:

مجددیت میں زیادہ عظمت نظر نہ آئی تو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور کشتی نوح (۱۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء) میں لکھ دیا کہ خدا نے میرا نام مریم رکھا۔ دو سال صفت مریمیت میں پرورش پائی۔ عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی۔ اور استعارہ کے رنگ میں حاملہ ہوا۔ پھر مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ تو یوں میں ابن مریم بن گیا یہ جواب ۱۱ سال کی سوچ بچار کا نتیجہ تھا۔ ورنہ پہلے مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود ہونے کے دونوں دعوے اس نے باری باری ۱۸۹۱ء میں ہی کر دیئے تھے۔ اس کے بعد لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں مناظروں میں بری طرح شکست کھائی۔

آسمانی منکوحہ کے حصول میں ناکامی:

مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری مرزا قادیانی کے بہنوئی کا حقیقی بھائی اور اسکی چچازاد بہن کا خاوند تھا۔ اسکی بیٹی محمدی بیگم خوش جمال تھی۔ مرزا نے اس کے حصول کے لیے الہامات گھڑ لیے۔ اور کہا کہ اگر میرے بجائے کسی اور سے نکاح کیا تو خاوند ڈھائی سال میں اور (لڑکی) کا باپ تین سال میں مر جائے گا۔ اور اس لڑکی کو میرے ہی نکاح میں آنا پڑے گا۔ کیونکہ خدا کا فیصلہ یہی ہے۔ مگر اس پیشگوئی کا بھی وہی حشر ہوا جو کذاب و دجال کی پیشگوئیوں کا ہوا کرتا ہے۔

مہدی ہونے کا دعویٰ:

۱۸۹۲ء میں کسی نے پوچھا کہ "اگر تم مسیح ہو تو مہدی کہاں ہیں؟" بولا! میں ہی مہدی ہوں۔ مگر اسکا اظہار زیادہ کھل کر نہیں کرتا تھا۔ تا کہ انگریز مہدی سوڈانی کی طرح اسے بھی خطرناک نہ سمجھ لیں۔

آتھم عیسائی سے مناظرہ:

جنڈیالہ ضلع امرتسر کے مسلمانوں نے عیسائی پادریوں سے مرزا قادیانی کو مناظر ٹھہرا لیا۔ مقابلے میں عیسائی پادری آتھم تھا۔ پندرہ دن تک مناظرے کا نتیجہ نہ نکلا تو مرزا نے مباہلے کے انداز میں بتایا کہ آتھم پندرہ ماہ تک ہاویے میں گر جائے گا (یعنی مر جائے گا) مگر اس پیشگوئی کا انجام بھی مختلف نہ رہا۔ اور مرزا کو بہت ذلیل ہونا پڑا۔

دعویٰ نبوت:

مرزا کو مجدد، مثیل مسیح، مسیح موعود ہونے کے دعووں کے بعد اپنی اصل منزل پر پہنچنے کا خیال آیا۔ چنانچہ ۱۹۰۰ء میں اُس نے دعویٰ نبوت بھی داغ ڈالا (بقول محمود مردود) جمعہ کے خطیب مُلا عبدالکریم نے دوران خطبہ کئی بار مرزا کے لیے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کیے۔ احسن امروہی نے برا منایا تو مرزا نے خطیب کی تائید کی۔ پھر کھلم کھلا تحریر میں بھی خود اس کافرانہ عقیدے کا پرچار کیا۔ مثلاً

۱) سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء)

۲) ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں (معاذ اللہ) (بدر ۵ مارچ ۱۹۰۵ء) مگر یہ نبوت کا دعویٰ بھی مختلف مرحلوں میں طے ہوا۔ پہلے ظلی و بروزی نبی، پھر اصلی و حقیقی نبی اور پھر خاتم الانبیاء وغیرہ (معاذ اللہ) پھر جامع الصفات اور افضل الانبیاء۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے چھیڑ چھاڑ:

مرزائیت کا فتنہ اٹھا تو اہل دل تلملا اٹھے۔ قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔ "خواب میں آنحضرت ﷺ نے مجھے مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا! کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ چنانچہ آپ نے ۱۸۹۹ء میں نزول مسیح اور حیات مسیح کے موضوع پر شمس الہدایت لکھی اور تمام ہندوستان بشمول قادیان تک پھیلا دی۔ مرزا قادیانی نے اس کے دلائل کا جواب تو نہ دیا البتہ حضرت پیر مہر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تفسیر نویسی کے مقابلے کا چیلنج دیدیا۔ صورت یہ تجویز کی کہ دونوں (یعنی حضرت گولڑوی علیہ الرحمہ اور مرزا لعنت اللہ علیہ) لاہور میں جلسہ منعقد کرکے قرعہ اندازی کے ذریعے قرآن حکیم کی کوئی سورت یا اس سورت کی چالیس آیات لے کر دعا کریں کہ خداوند کریم سچے کو فصیح و بلیغ عربی میں بہترین معارف کے ساتھ تفسیر لکھنے کی توفیق دے اور جھوٹے سے یہ توفیق چھین لے۔ دونوں سات سات گھنٹے روبرو بیٹھ کر خاموشی سے لکھیں اور پھر ثالث فیصلہ دیں۔ پیر صاحب تاریخ طے کرکے اعلان دیں۔ چنانچہ ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء کا دن مقرر ہوا۔ پیر صاحب ایک جم غفیر کے ساتھ ایک دن پہلے ہی لاہور پہنچ گئے اگلے دن جب بادشاہی مسجد کو یہ جلوس روانہ ہو رہا تھا راستے میں مرزائیوں کے بڑے بڑے اشتہار لگے ہوئے تھے۔ "پیر مہر علی کا فرار" اہل لاہور حیران تھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ مرزا قادیان کا انتظار ہو رہا ہے کہ آخر قادیان سے آخری وفد نے آکر اطلاع دی کہ مرزا نہیں آرہا۔ وہ بات جو مرزا نے خط میں لکھی تھی کہ اگر میں حاضر نہ ہوا تو اس صورت میں بھی کاذب سمجھا جاؤں گا۔ عوام و

خواص نے آنکھوں سے دیکھ لی۔اعلیٰ حضرت گولڑوی کے متعلق اس نے دوسری پیشگوئی کی ہوئی تھی کہ ۱۹۰۸ء میں جو جیٹھ کا مہینہ آئے گا اس میں آپ کا انتقال ہو جائے گا۔مگر اس میں مرزا خود مر گیا۔پیر صاحب نے فرمایا الجیٹھ با لجیٹھ یعنی جیٹھ جیٹھ سے بدل گیا۔

مرزائی مقدمات:

۱۴ نومبر ۱۹۰۲ء کو مرزا قادیانی کے مرید خاص حکیم فضل الدین بھیروی نے مولانا کرم دین دبیر کے خلاف گورداسپور میں مقدمہ دائر کر دیا۔مرزا خود بطور گواہ پیش ہوا۔مگر آخر کار اسکے الہامات کے برعکس مولانا کرم دین دبیر رحمۃ اللہ علیہ کو فتح حاصل ہوئی۔

دوسرا مقدمہ مرزا قادیانی شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر اخبار الحکم سے مولانا کرم الدین دبیر اور مولانا فقیر محمد رحمہما اللہ تعالیٰ علیہ کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کے عنوان سے کرایا۔مگر دونوں حضرات کو معمولی سا جرمانہ ہوا۔اور قادیانیوں کا مقصد پورا نہ ہو سکا۔چوتھا مقدمہ مولانا کرم دین دبیر صاحب نے مرزا قادیانی اور حکیم فضل دین کے خلاف جہلم میں دائر کیا۔مگر بعد میں گورداسپور منتقل ہو گیا۔اس میں مرزا قادیانی کو ۵۰۰ روپے جرمانہ یا چھ ماہ کی قید سنائی گئی۔اس نے رحم کی اپیل کی تو سزا منسوخ ہو گئی (فیصلہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو ہوا)

مرزا کے دعوے:

مرزا قادیانی کے متعلق عموماً اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس نے مامور من اللہ مجدد محدث، مثیل مسیح، مسیح موعود اور نبی ہونے کے دعوے کیے، حقیقت یہ ہے کہ اس کے دعوؤں کی تعداد اس کی عمر کے برسوں سے بھی زیادہ ہے۔جناب رفیق دلاوری صاحب نے بڑی تحقیق سے کام لیکر ان کی تعداد چھیاسی بتائی۔جبکہ مناظر اسلام مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو ایک تک شمار کیا۔کوئی شخص صرف ان دعوؤں کو پڑھ کر آسانی سے اس کی دماغی خرابی کا اندازہ کر سکتا ہے وہ کذاب کہیں خدا، کہیں خدا کا بیٹا اور کہیں خدا کا باپ ہونے کا بھی مدعی ہے۔(معاذ اللہ) صرف توحید کے سلسلے میں مولانا اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے اسکے پندرہ دعاوی بیان کیے۔انبیاء علیہ السلام میں سے جس کا نام آتا تھا وہی بننے کا اعلان کر دیا۔بلکہ وہ خود کو سب کے خصائص و کمالات کا جامع بھی ظاہر کرتا ہے۔یہ سب کچھ غیر معقول ہونے کے علاوہ دلخراش بھی ہے۔

مرزا کی بیماریاں:

ضعفِ قلب، ذیابیطس، دردِ سر، دورانِ سر، تشنج قلب، سل، اور دق، ہسٹریا، مراق (مالیخولیا کی ایک قسم) قولنج

زحیری، کثرت پیشاب (دن میں پندرہ بیس بار بلکہ بعض دفعہ سو سو بار) دستوں کی بیماری۔مرزا کی وضاحت کے مطابق ذیابیطس اور دورانِ سر مستقل تھیں۔ان بیماریوں کی موجودگی میں کیا نبوت کا دعویٰ حقائق پر مبنی ہو سکتا ہے۔بقول حضرت برنی! "عیسیٰ مسیح کا معجزہ تھا کہ بیماروں کو تندرست بلکہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔اور مسیح موعود یعنی بزعم خود مرزا قادیانی کی نشانی خود امراض ہیں۔خاص کر سر کی بیماری اور پیشاب اور دستوں کی بیماری۔(قادیانی مذہب ص ۱۰۸) مالیخولیا جو مرزا قادیانی کا اہم مرض تھا، کے اثرات سنو!

۱) مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو۔مثلاً مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اسکی تبلیغ کرتا ہے۔(قادیانی مذہب بحوالہ اکسیر اعظم از حکیم محمد اعظم خان)

۲) ڈاکٹر شاہنواز قادیانی کا فیصلہ)

ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اسے ہسٹریا، مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لیے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔(قادیانی مذہب بحوالہ ریویو آف ریلیجز قادیان)

مرزا کی بدحواسیاں:

سیرۃ المہدی حصہ دوم کی ایک عبارت ملاحظہ ہو۔"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کو ہو جاتی تھی۔اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگابی (جوتا) ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتا پہنتے تھے۔اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔(قادیانی مذہب بحوالہ سیرۃ المہدی)

آپ کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصے سے لگی ہوئی ہے۔اسی زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گُڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے (یعنی مرزا بھول جاتا تھا کہ گُڑ کے ڈھیلوں کے لیے کون سی جیب ہے۔(قادیانی مذہب بحوالہ تتمہ براہین احمدیہ) سوچو! کیا یہ بدحواسی شان

نبوت کے لائق ہے۔

کھانے کی پسندیدہ چیزیں:

کرارے پکوڑے، سالم مرغ کا کباب، گوشت کی خوب بُھنی ہوئی بوٹیاں، مرغ اور بٹیروں کا گوشت، انگور، ممبئی کا کیلا، ناگپوری سنگترہ، سیب، سردے، سرولی آم، برف اور سوڈا لیمنڈ جنجر، بازاری مٹھائیاں (ہندو کی دوکان سے ہوں یا مسلمان کی دوکان سے) ولایتی بسکٹ، مشک، عنبر، مفرح عنبری، افیون، ٹانک وائن (طاقت اور نشہ دینے والی شراب اور برانڈی حالت مرض میں جائز سمجھتے تھے اور مرض دائمی تھا) ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی۔

لباس:

مختلف روایات کا خلاصہ کرتے ہوئے مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

"مرزا صاحب کے سر پر روی ٹوپی اوپر دس گز کی پگڑی بندھی ہوئی، سرین کے نیچے تک شملہ لٹکتا ہوا۔ منہ میں پان چست پاجامہ یا غرارہ پہنا ہوا ریشمی ازار بند، ایک پلے میں کنجیوں کا گچھا، پاؤں میں الٹی گرگابی پہنے ہوئے (جس پر نشان لگے ہوں) اوپر پہنا ہوا سفید چوغہ دایاں بازو خشک لکڑی کی طرح ہلتا ہوا"۔

یہ ہے اُمت مرزائیہ کا پیشوا۔ اگر اسکے ساتھ چہرے کا لفظی حلیہ بھی شامل کرلیا جائے تو۔۔۔

تحریر اور زبان:

انبیائے کرام علیہم السلام فصاحت و بلاغت اور شائستگی و لطافت کا مرکز و منبع رہے ہیں۔ لیکن حیرت ہوتی ہے مرزا قادیانی کی عربی، فارسی اور اردو تحریریں پڑھ کر کہ کہیں بھی حسن زبان و بیان نظر نہیں آتا۔ صرف و نحو کی بے شمار اغلاط عربی و فارسی میں ہی نہیں اردو تحریروں میں بھی موجود ہیں۔ تذکرو تانیث اور وحدت و جمع کے استعمال میں بھی ایسے گل کھلاتا ہے کہ شاید آٹھویں جماعت کے ذہین طالب علم کو بھی عار آئے۔ چند فقرے ملاحظہ ہوں۔

۱) اور جیسی موسوی شریعت کا ابتداء موسیٰ سے ہوا۔ (ازالہ اوہام)

تبصرہ: ابتداء مونث ہے۔

۲) اسکی مرض انتہا کو پہنچ گئی۔ (براہین)

تبصرہ: مرض مذکر ہے۔

۳) یہ ایک ایسا قرارداد ہے۔ (چشمہ معرفت)

تبصرہ: قرارداد مونث ہے۔

یونہی وہ قیمت، حد، چراگاہ کو مذکر اور انتظار، درد کو مونث لکھتا ہے۔

(ازالہ اوہام) میں پیشگوئیاں ۔۔۔ کافی ہے۔ خواص اور عجائبات ۔۔۔ ختم نہیں ہوسکتی وغیرہ میں واحد و جمع کا غلط استعمال کیا ہے۔ پروفیسر برق مرحوم نے "حرفِ محرمانہ" میں اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے۔ جہاں تک قادیانی کی شائستگی تحریر کا تعلق ہے ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ مقام نبوت کی عظمتیں تو ہمارے تصور سے بھی بالاتر ہیں، کوئی شریف یا صالح آدمی بھی یہ طرز بیاں اختیار نہیں کرسکتا جو مرزا کی تحریروں کا طرہ امتیاز ہے۔ صرف چند مثالیں حاضر ہیں!

۱) یہ مولوی جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھاتے ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم)

مجاہدین جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے بارے میں مرزا کہتا ہے!

۲) ان لوگوں نے چوروں قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کردیا۔

مولانا سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق!

۳) غول، لئیم، شیطان، ملعون، خبیث، مفسد، کنجری کا بیٹا۔

تاریخی معلومات:

مرزا قادیانی تاریخ سے کتنا نابلد تھا۔ اس سلسلے میں اُس سے کیا افسوس ناک غلطیاں ہوئیں ایک طویل قصہ ہے میں یہاں ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ حضور سید عالم ﷺ کے والد ماجد سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی ولادت باسعادت سے چند ماہ قبل اور والدہ ماجدہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ عنہما نے اس سے چھ سال بعد وصال فرمایا۔ مگر مرزا کہتا ہے!

"تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلعم (ﷺ) وہی ایک یتیم لڑکا تھا۔ جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہوگیا اور ماں صرف چند ماہ کا بچہ چھوڑ کر مرگئی تھی"

اتنی جہالت اور پھر دعویٰ نبوت یقیناً یہ کسی دجال اور کذاب کا ہی کام ہے۔ (مزید مثالیں کتاب حرف محرمانہ میں دیکھیں)

مرزا کے فرشتے:

۱) خیراتی (مکاشفات، تریاق القلوب)

۲) شیر علی (= =)

۳) ٹیچی ٹیچی (مکاشفات، البشریٰ، ضمیمہ حقیقۃ الوحی)

مرزا کے الہامات:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

۱) تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ بزدلی سے ہیں۔ (انجام آتھم)

۲) بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی)

۳) "رَبُّنَا عَاج" ہمارا رب عاجی ہے۔ (براہین وغیرہ)

۴) انت منی بمنزلة ولدی تو مجھ سے بمنزلہ فرزند کے ہے۔ (حقیقۃ الوحی)

۵) اسمع ولدی اے میرے بیٹے سن۔ (البشریٰ)

الہام عربی، فارسی، اردو، انگریزی اور پنجابی ہوئے۔ بعض الہام بالکل مہمل ہیں۔

۱) ضبی شائل مقیاس (حقیقۃ الوحی)

۲) ہوشعنا نعسا (براہین)

انگریزی حکومت کا غلام:

صرف ایک دو مقامات سے ضروری اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔

۱) میں نے برابر سولہ برس سے اپنے پر حق واجب ٹھہرالیا ہے کہ اپنی گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں۔ اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں۔ چنانچہ میں نے اس مقصد کے انجام کے لیے اپنی ہر ایک تالیف میں لکھنا شروع کیا۔ (مثلاً) دیکھو براہین احمدیہ، شہادت القرآن، سرمہ چشم آریہ، آئینہ کمالات اسلام، حمامۃ البشریٰ وغیرہ) کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح سے مسلمانوں کو جہاد درست نہیں (قادیانی مذہب بحوالہ تبلیغ رسالت)

۲) میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر لکھا ہے کہ کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب مصر شام کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ (قادیانی مذہب بحوالہ تریاق القلوب)

۳) درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ میں خاکسار مرزا غلام احمد از قادیاں مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء میں

لکھتا ہے!

"میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہے۔ عنایت خاص کا مستحق ہوں۔۔۔ اس خود کاشتہ پودا کی نسبت خرم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے۔ (قادیانی مذہب بحوالہ تبلیغ رسالت از میر قاسم علی قادیانی)

خدارا سوچیے اور انصاف کیجیے دشمنان اسلام کی چاپلوسی کس حد تک جائز ہے۔ اور کیا شان نبوت کے لائق ہو سکتی ہے نہیں بلکہ ایک ادنیٰ اور گنہگار مسلمان بھی جب تک مسلمان ہے اسلام کے خلاف ایسی سازش نہیں کرسکتا اور اتنا ضمیر فروش

نہیں ہوسکتا۔

حرف آخر:

اس سارے مضمون کو جو نہایت عجلت میں لکھا گیا ہے۔ بغور پڑھیں اور جائزہ لیں کیا مرزا قادیانی نبی، مسیح، مجدد، مامور من اللہ بلکہ ایک صالح مسلمان یا ایک شریف وباغیرت انسان بھی کہلانے کا مستحق ہے۔ وہ خدا و رسول ﷺ کا باغی اور اسلام کا غدار تھا۔ مرزائیت مذہب کا نام نہیں بلکہ دین حق کے خلاف اسلام دشمنوں کی بدترین گھناؤنی سازش ہے۔ افسوس عالم اسلام بلکہ مسلمانان پاکستان بھی اس کے خطرناک عزائم سے واقف نہیں۔ صرف ہمارے وطن عزیز میں نہیں دوسرے اسلامی ممالک میں بھی قادیانی مسلمانی کے بھیس میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ سوچیے کیا یہ ملک وملت کیلیے اچھا شگون ہے۔ حکومت کا علماء ومشائخ کا وفادار سیاستدانوں کا اساتذہ وطلبہ کا اور ملت کے تمام بہی خواہوں کا اولین فرض یہی ہے کہ اپنے دین ومذہب اور ملک وملت کو بچانا چاہتے ہیں تو دشمنوں کے اس خود کاشتہ پودے کو جڑ سے کاٹ پھینکیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

اسلام کی عدالت میں فتنہ قادیانیت

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر قیوم نقشبندی

قال اللّٰہ تبارک وتعالٰی جلّ شانہ'

اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍمِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب ۴۰)

محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلہ نبوت ختم کرنے والے) ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

أنا خاتم النبیین ولانبی بعدی (الحدیث)

میں (سلسلہ نبوت میں) آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

عقیدہ ختم نبوت:

رب کائنات نے جب گلشن ہستی کو آباد کیا تو اس میں ہنگامہ زندگی برپا کرنے کے لئے اپنی سب سے احسن تخلیق انسان کو اس میں بسایا اور اس کے ساتھ ساتھ انسانوں کی تعلیم وتربیت اور رشد وہدایت کے لئے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا۔ یہ گراں قدر ہستیاں مختلف اوقات میں مختلف ادوار میں مختلف مقامات پر تشریف لاتی رہیں اور انسانیت کی رہبری کا فریضہ سرانجام دیتی رہیں۔ نبوت کا یہ سلسلہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور سیدالبشر جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگیا۔ اس بزم گیتی میں سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی نبی نہیں اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ دین اسلام میں اس عقیدہ کو عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ دین اسلام کی رفیع الشان عمارت اسی عقیدہ کی بنیاد پر کھڑی ہے۔ دین اسلام کا مرکز ومحور یہی عقیدہ ہے اور دین اسلام کی روح وجان یہی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ میں معمولی سی لچک یا جھول انسان کو ایمان کی رفعتوں سے گرا کر کفر کی پستیوں میں پھینک دیتی ہے۔ عقیدہ ختم نبوت اس اہمیت وحیثیت کا حامل ہے کہ قرآن مجید ایک سو مرتبہ خاتم

النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا اعلان کر رہا ہے اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو سو دس مرتبہ سے زائد اپنی زبانِ نبوت سے اس عقیدہ کی حقانیت پر گواہی دے رہے ہیں۔

اب ہم قرآن پاک کی چند آیات بینات سے مسئلہ نبوت ثابت کرتے ہیں۔

اعلان ختم نبوت:

اللہ رب العزت اپنے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تخت ختم نبوت پر بٹھا کر آپ کے سر اقدس پر تاج ختم نبوت سجا کر اور کائنات کی فضاؤں میں ''لا نبی بعدی'' کا پرچم لہرا کر آپ کی ختم نبوت کا اعلان یوں کر رہے ہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب ۴۰)

نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا۔

جب ہم مندرجہ بالا آیت کے الفاظ کی گہرائی میں جاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ زبان عرب میں خاتَم یا خاتِم کا لفظ جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخری اور ختم کرنے والا ہی ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی معنی نہیں ملتے۔ جیسا کہ عربی زبان کی سب سے ضخیم اور سب سے مستند لغت کی کتاب ''لسان العرب'' میں لکھا ہے۔

فتام القوم و خاتمهم و خاتمهم ختام القوم خاتم القوم

(ت کے زیر سے) اور خاتم القوم آخرهم

لغت کی مشہور کتاب ''تاج العروس'' میں ہے کہ

ومن اسمائه عليه السلام الخاتمه والخاتم وهوالذی ختم النبوة بمجئيه اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے خاتَم اور خاتِم ہے۔ اور وہ ذات اقدس جس نے آ کر نبوت ختم کر دی۔

خاتم کا مادہ ختم ہے۔ ختم کے لغوی معنی کسی چیز کو اس طرح بند کرنے کے ہیں کہ نہ اس کے اندر کی چیز باہر

نکل سکے اور نہ باہر کی چیز اس کے اندر جا سکے۔ اس کے دوسرے معنی کسی چیز کو بند کر کے اس پر مہر لگانے کے ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ اس کے اندر سے نہ کوئی چیز باہر نکل سکتی ہے اور نہ کوئی باہر کی چیز اس کے اندر جا سکتی ہے۔ حضور خاتم الانبیاء ﷺ صحابہ کرام محدثین مفسرین اور اکابرین امت نے خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے کیے ہیں کہ جن کے بعد اور کوئی نبی پیدا نہ ہو۔

تکمیل دین:

عرفات کا وسیع و عریض میدان تھا حجۃ الوداع کا مبارک موقعہ تھا جمعہ کا دن تھا ختم نبوت کے تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار پروانے جمع تھے۔ نبیوں کے سردار ختم نبوت کے تاجدار جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ان پروانوں کے جھرمٹ میں جلوہ افروز تھے اور تاریخ میں انقلاب برپا کر دینے والا خطاب فرما رہے تھے۔ انسانیت کو دستور حیات عطا کر رہے تھے کہ ملائکہ کے سردار اور وحی کے پیامبر جناب جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر حاضر ہو جاتے ہیں۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی
ورضیت لکم الاسلام دیناہ

یہ آیت کریمہ اس بات کا اعلان تھا کہ دین اسلام ظاہری' باطنی' صوری' معنوی ہر لحاظ سے مکمل ہو چکا نبوت کی نعمت پوری ہو چکی قانون و شریعت کے معاملات طے ہو چکے عقائد' اعمال' اخلاق' حکومت سیاست' مکروہات و مستحبات اور حرام و حلال کے اصول بن چکے۔ تاریخ انبیاء شاہد ہے کہ جب بھی کوئی نیا دین آیا اسے کوئی نیا نبی لے کر آیا۔ اب تکمیل دین کی وجہ سے کوئی نیا دین نہیں آتا تو کوئی نیا نبی بھی نہیں آئے گا۔ اس لئے تکمیل نبوت کے ساتھ تکمیل دین بھی ہو گئی' لہٰذا نبوت و رسالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ختم' دین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم' شریعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ختم' سلسلہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ختم' آسمانی کتب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ختم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین خاتم الادیان' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت خاتم الشرائع' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب خاتم الکتب' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد خاتم المساجد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ختم نبوت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

عالمگیر نبوت:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل تشریف لانے والے سارے نبیوں کی نبوتیں محدود علاقے‘ محدود وقت اور محدود انسانوں کے لئے تھیں۔ کوئی نبی ایک گاؤں کے لئے نبی بن کر آیا‘ کوئی ایک قصبہ کے لئے بن کر آیا‘ کوئی ایک شہر کے لئے نبی بن کر آیا اور کوئی ایک ملک کے لئے نبی بن کر آیا۔ لیکن جب آمنہ رضی اللہ عنہا کے لال اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دریتیم جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باری آئی تو رب کائنات نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کائنات کا تعارف یوں کرایا۔

قل یایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً۔	آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

نبوت محمدی کا دامن ساری کائنات کی وسعتوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔ نبوت محمدی کا بحر بیکراں زمان و مکان کی قیود سے بالاتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ہر زماں کے لئے‘ ہر مکاں کے لئے‘ ہر جہاں کے لئے اور ہر انسان کے لئے! کوئی رنگت کوئی زبان‘ کوئی قومیت اور کوئی وطن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالمگیر نبوت سے مستثنیٰ نہیں۔ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں ہر گورے کے لئے‘ ہر کالے کے لئے‘ ہر عجمی کے لئے‘ ہر عربی کے لئے‘ مشرق سے مغرب تک‘ شمال سے جنوب تک‘ تحت الثریٰ سے ثریا تک اور فرش سے عرش تک۔ غرضیکہ جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصطفائی ہے۔

نبوت محمدی کا آفتاب عالمتاب:

یایھا النبی انا ارسلنک شاھداً ومبشراً ونذیرا وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراo

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سراجاً منیرا کے دلنواز نام سے پکارا ہے‘ یعنی روشنی دینے والا سورج۔ اس دلکش اور روح پرور نام سے مندرجہ ذیل دلنشیں حقائق ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ جس طرح مادی سورج اپنے خالق کے بتائے ہوئے مقررہ راستہ پر حرکت کرتا ہے اور اپنی راہ سے نہیں بھٹکتا ورنہ کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے۔ اسی طرح ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مالک کے بتائے ہوئے صراط مستقیم پر گامزن رہے اور حق کا نور بکھیرتے رہے۔ نعوذ باللہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذرا بھی اپنے راستہ سے ہٹ جاتے تو کائنات میں مایوسی ہولناکی اور کفر و ضلالت کے سائے پھیل جاتے۔

۲۔ جس طرح سورج یوم آخر تک اس کائنات کو اپنی نورانی شعاعوں سے منور کرتا رہے گا اسی طرح نبوت

کا آفتاب بھی قیامت تک اپنی ضیاء پاشیاں کرتا رہے گا اور منزل کی تلاش میں سرگرداں مسافروں کو منزل تک پہنچاتا رہے گا اور ان کے قلب ونظر کو نور ایمان بخشتا رہے گا۔

۳۔ اگر سورج نہ ہوتا تو نہ قوس وقزح کے رنگ ہوتے نہ چمکتے ہوئے ستارے اور دمکتا ہوا مہتاب ہوتا نہ آسمان سے بارش کا مصفا پانی برستا' نہ گلستان میں بہار آتی' نہ پھل ہوتے نہ سبزیاں نہ درخت ہوتے نہ مہکتے پھول نہ ہی حیوانات ہوتے اور نہ ہی انسانات۔ المختصر ثابت یہ ہوا کہ سورج پر انسانی حیات کا دارومدار ہے۔ اگر سورج کا وجود نہ ہو تو انسانی زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

آؤ' اہل دنیا! اپنے خالق ومالک کی بات بھی سن لو کہ مادی سورج کا مالک اپنے ''سراجاً منیرا'' کے بارے میں کسی اہم بات سے تمہارے کانوں کو نواز رہا ہے۔

حدیث قدسی ہے!

> لولاك لما خلقت الافلاك' لولاك لما خلقت الجنة لولاك خلقت النار۔ (اے میرے چہیتے اور لاڈلے رسول) اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو نہ زمین وآسمان ہوتے اور نہ کوئی مخلوق نہ جنت وجہنم پیدا ہوتے۔

ذرا ایک فرق ذہن نشین کر لیجئے کہ رب العزت نے فرمادیا کہ اگر یہ ''سراجاً منیرا'' نہ ہوتا تو یہ مادی سورج بھی نہ ہوتا یہ مادی سورج جس کی روشنی میں ہم اپنی زندگی کا سفر طے کر رہے ہیں اس سورج کو بھی روشنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات کے طفیل ملی ہے۔ جس طرح ہندوستان' پاکستان' افغانستان' ایران' یونان' جاپان' مصر' روس' امریکہ' افریقہ' مشرق' مغرب' شمال' جنوب کو روشن کرنے کے لئے صرف ایک ہی سراجاً منیرا ہے۔ جس کی روشنی سے دلوں سے کفر وضلالت کے اندھیرے کافور ہو جاتے ہیں۔ مادی سورج اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے سورج میں ایک نمایاں فرق ہے۔ مادی سورج طلوع ہوتا ہے اور چند گھنٹے روشن رہنے کے بعد شام کو غروب ہو جاتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا سورج قیامت تک غروب نہیں ہوگا۔ مادی سورج کو گرہن لگ جاتا ہے اور اس کی روشنی میں کمی واقع ہو جاتی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سورج کو نہ کبھی گرہن لگا ہے اور نہ قیامت تک لگے گا اور نہ ہی اس کی رخشندگی میں فرق پڑے گا۔

معیار حق:

قد جاء کم من اللہ نورٌ وکِتبٌ مبین ہ	تمہارے پاس آئی اللہ کی طرف سے روشنی (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور کتاب مبین (یعنی قرآن مجید)

یہاں روشنی سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن شخصیت اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

نبی خاتم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل جن انبیائے کرام پر آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل ہوئے ان میں سے آج کوئی بھی آسمانی کتاب اور صحیفہ اپنی اصلی حالت میں موجود نہیں۔ ساری کتب اور صحائف دشمنان اسلام کے سفاک ہاتھوں سے تحریف وتبدیل کا شکار ہو گئے۔ لیکن آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری کتاب کی حفاظت کا ذمہ رب ذوالجلال نے خود اُٹھالیا اور انسانیت کی راہنمائی کے لئے یہ کتاب قیامت تک اپنی حقیقی حالت میں موجود رہے گی۔ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے مبعوث ہونے والے سارے نبیوں میں سے کسی بھی نبی کی تعلیمات اور سیرت مکمل طور پر موجود اور دستیاب نہیں۔ اکثریت کا تو نام ہی معلوم نہیں صرف چند مشہور انبیائے کرام کی زندگی کے بارے میں چند اوراق مطالعہ کے لئے مل جاتے ہیں۔ لیکن خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ اور تعلیمات کا ہر جز اور ہر پہلو اپنی پوری درخشانی اور دلکشی کے ساتھ زندہ وتابندہ ہے اور روز آخر تک انسانیت کے مطلع حیات پر سیرت مصطفیٰ کا آفتاب اپنی ضوفشانیاں کرتا رہے گا اور انسانیت کے چہرے کو ضیاء بخشتا رہے گا۔ کیونکہ قرآن آخری کتاب اور صاحب قرآن آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اس لئے خدائے رحیم وکریم نے قرآن مجید اور صاحب قرآن کی سیرت کی محفوظ ومامون کرلیا اور رہتی دنیا تک آنے والے جن وانس کو مخاطب کر کے یہ اعلان کر دیا۔

قد جاء کم من اللہ نورٌ وکِتبٌ مبین ہ (القرآن)

اور خود خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات کے میدان میں موجود اور آئندہ آنے والے انسانوں کو مخاطب کر کے رشد وہدایت کا یہ سرٹیفکیٹ عطا کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

’’میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک ان کو تھام رکھو گے کبھی گمراہ نہیں ہو گے وہ دو چیزیں اللہ کا قرآن اور میری سنت ہے‘‘

الحمدللہ آج انسانیت کے پاس اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب اللہ کے نبی خاتم کی سنت مطہرہ اور اللہ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ رہبری اور راہنمائی کے لئے موجود ہے۔اس لئے انسانیت کو قطعاً کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں۔

کتاب اللہ کے ساتھ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر دم ہر وقت ہماری رہبری و راہنمائی کے لئے چراغ فروزاں کئے ہوئے ہیں۔آیئے اب ہم احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت ثابت کرتے ہیں۔یوں تو سینکڑوں احادیث مسئلہ ختم نبوت پر دلالت کرتے ہوئے سورج سے بڑھ کر روشن وجود لئے ہوئے موجود ہیں۔لیکن اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے بطور نمونہ چند احادیث پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

آخری نبی ﷺ آخری اُمت:

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخر الانبیاء ہوں اور تم سب سے آخری امت ہو۔(ابن ماجہ)

پیدائش میں اول بعثت میں آخر:

میں پیدائش میں سب سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے آخری ہوں (کنزالعمال جلد (6) ص (113) ابن کثیر جلد (8) ص (89)

ازلی فیصلہ:

فرمایا رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت آخری نبی لکھا ہوا تھا جب کہ آدم علیہ السلام گندھی ہوئی مٹی کی حالت میں تھے (مشکوۃ شریف باب فضائل سید المرسلین)

آخری نبی ﷺ آخری مسجد:

میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد خاتم المساجد (مسلم)

نبوت کے آخری تاجدار:

آدم علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا انبیاء میں سے آپ کے آخر الاولاد ہیں (رواہ ابن عساکر)

تکمیل نبوت:

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں محمد ہوں اور احمد ہوں اور ماحی ہوں یعنی میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر ہوں یعنی میرے بعد ہی قیامت آجائے گی اور حشر برپا ہوگا (اور کوئی نیا نبی میرے اور قیامت کے درمیان نہ آئے گا) اور میں عاقب ہوں اور عاقب اس شخص کو کہا جاتا ہے جس کے بعد اور کوئی نبی نہ ہو (بخاری و مسلم)

ابتدائے نبوت وانتہائے نبوت:

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب انبیاء میں پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں (ابن عساکر)

نبوت کے محل کی آخری اینٹ:

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال اور انبیاء کی مثال ایک ایسے محل کی سی ہے کہ جس طرح ایک عمارت نہایت خوبصورتی سے بنائی گئی ہو مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہو۔ لوگ اس محل کے گرد گھومتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر تعجب کرتے ہیں اور حیران ہیں کہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی گئی۔ سو میں وہ اینٹ ہوں جس نے اس خالی جگہ کو پر کر دیا۔ پورا ہوگیا میری ذات کے ساتھ نبوت کا محل اور اسی طرح ختم ہوگیا میری ذات پر رسولوں کا سلسلہ ایک اور روایت میں ہے کہ نبوت کے محل کی آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں (بخاری، مسلم مشکوۃ)

دین اسلام اور نبی محمد ﷺ:

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے ذیل میں سوال قبر کے بارے میں روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (منکر نکیر کے جواب میں) مسلمان کہے گا کہ میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور خاتم النبیین ہیں۔ منکر نکیر یہ سن کر کہیں گے کہ تو نے سچ کہا (منقول از در منثور ص (165) جلد 4)

ہر زمان اور ہر انسان کا نبی ﷺ:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس شخص کا بھی رسول ہوں جس کو میں زندگی میں پالوں اور اس شخص کا بھی جو میرے بعد پیدا ہوگا (کنز العمال خصائص کبریٰ)

تیس جھوٹے دجال:

حضرت ثوبانؓ روایت کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قریب ہے میری امت میں تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں۔ حالانکہ میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ (صحیح مسلم)

کلمہ طیبہ اور دلیل ختم نبوت:

لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ اس کلمہ طیبہ کے دو حصے ہیں۔

۱) لاالہ الااللہ ۲) محمد رسول اللہ

پہلے حصہ میں اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کی گئی ہے اور دوسرے حصہ میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالمگیر نبوت ورسالت کا ذکر ہے۔

پہلے حصہ کے حروف بارہ ہیں۔ اور دوسرے حصہ کے حروف بھی بارہ۔ پہلے حصہ میں کوئی لفظ نہیں اور دوسرے حصہ میں بھی کوئی نقطہ نہیں۔ جو پہلے حصہ کے حروف میں تبدیلی کرے وہ بھی کافر اور جو دوسرے حصہ میں کوئی نقطہ لگائے وہ بھی کافر۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو حکم دینا ہوتا تو ''یا'' جو عربی زبان میں خطاب کے لئے آتا ہے سے خطاب کرکے نبی کا نام لے کر حکم دیا جاتا تھا۔ مثلاً قرآن مجید میں یا آدم' یا نوح' یا ابراہیم' یا موسیٰ' یا عیسیٰ۔ مالک کائنات اپنے بھیجے ہوئے انبیائے کرام سے اسی طرح خطاب فرماتے رہے لیکن جب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو سارے قرآن مجید میں تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہیں بھی ''یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کہہ کر خطاب نہیں فرمایا۔ بلکہ سید المرسلین کو **یا ایھا النبی** اور **یا ایھا الرسول** سے خطاب فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل حضرت آدم' حضرت نوح' حضرت ابراہیم' حضرت موسیٰ' حضرت داؤد' حضرت یحییٰ' حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں کہیں بھی **یا ایھا النبی** اور **یا ایھا الرسول** نہیں فرمایا کہ ان کے بعد نبی اور رسول آنے تھے۔ لیکن جس ذات اقدس کے بعد کوئی اور نبی ورسول پیدا نہیں ہونا تھا اسے **یا ایھا النبی** اور **یا ایھا الرسول** کے خطاب سے نوازا گیا۔ لہٰذا کلمہ طیبہ سے ثابت ہوا کہ جس طرح اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں۔ ربوبیت اللہ

پر ختم ہے اور نبوت و رسالت رسول اللہ پہ ختم ہے۔ خدا کے سوا جو خدائی کا دعویٰ کرے وہ فرعون' نمرود اور شداد ہے اور جو انہیں رب مانے وہ مشرک فی الربوبیت ہے۔

اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت و رسالت کرے وہ اسود عنسی مسیلمہ کذاب اور مرزا قادیانی ہے اور جو انہیں نبی مانیں وہ مشرک فی النبوت ہیں۔ دونوں قسم کے مشرکین اپنے جعلی خداؤں اور جعلی نبیوں سمیت جہنمی ہیں۔

اب ہم مسئلہ ختم نبوت کی حقانیت پر بارگاہ ختم نبوت سے تربیت یافتہ طبقہ (صحابہ کرام) کے اقوال پیش کرتے ہیں۔ یوں تو اس عظیم مسئلہ پر دلالت کرتے ہوئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سینکڑوں اقوال موجود ہیں۔ لیکن طوالت کے خوف سے چند اقوال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اسلام میں صحابہ رضی اللہ عنہ کا جو سب سے پہلا اجماع ہوا وہ مسئلہ ختم نبوت پر تھا۔ جب بدبخت مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو صحابہ رضی اللہ عنہ کی جماعت نے اس روسیاہ کو متفقہ طور کافر اور مرتد قرار دیا۔ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس ملعون کی سرکوبی کے لئے فوراً ایک لشکر روانہ کیا اور یمامہ کے میدان میں اس مرتد کو واصل جہنم کیا اور بعد میں آنے والے مسلمان حکمرانوں نے نبوت کے دعویٰ داروں کے ساتھ یہی سلوک روا رکھا۔ اب ہم صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

یارِ غار صدیق اکبر:

اب وحی منقطع ہو چکی اور دین الٰہی تمام ہو چکا۔ کیا میری زندگی میں ہی اس کا نقصان شروع ہو جائے گا (تاریخ الخلفاء للسیوطی ص 94)

مرادِ رسول ﷺ عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے ایک طویل کلام کے ذیل میں فرمایا۔ "یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت اللہ کے نزدیک اس درجہ کو پہنچی ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب انبیاء کے بعد بھیجا اور آپ کا ذکر سب سے پہلے فرمایا۔ (مواہب ص 494 ج 2)

دامادِ رسول ﷺ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے ابن ماجہ اور بیہقی نے الفاظ ذیل روایت کئے ہیں "اے اللہ! اپنے درود اور برکتیں اور رحمت رسولوں کے سردار اور متقیوں کے امام اور انبیاء کے ختم کرنے والے پر نازل فرما" (شرح شفاء ص 350 ج3)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم ہو گیا۔ (مشکوۃ)

اب ختم نبوت کے عظیم الشان مسئلہ پر محدثین' مفسرین' فقہا' صوفیائے کرام اور اولیائے کرام کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔ صرف چند اقوال پیش خدمت ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:

ایک شخص نے امام ابو حنیفہ کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ مجھے موقعہ دو کہ میں اپنی نبوت کی علامات پیش کروں اس پر امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ جو شخص اس کی نبوت کی دلیل طلب کرے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں (تفسیر روح البیان مصنف الشیخ اسماعیلؒ حقی)

علامہ ابو زرعہ عراقی:

مہر نبوت سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں (کذافی شرح الشمائل)

محدث عبدالروف مناوی:

آپ اپنی شرح شمائل میں فرماتے ہیں۔ "مہر نبوت کی اضافت کی طرح اس لئے ہے کہ وہ اختتام نبوت کی علامت ہے۔ کیونکہ مہر کسی شے پر جب ہی ہوتی ہے جب وہ ختم ہو چکے۔"

علامہ قرطبی:

اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو چکی ہے (مواہب لدینہ ص 259)

امام طحاوی:

اپنے رسالے ''عقیدہ طحاویہ'' میں تحریر فرماتے ہیں ''اور ہر دعویٰ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بغاوت اور گمراہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تمام مخلوق جن وانس کے لئے رسول ہیں''۔(عقیدہ ص 14)

علامہ قسطلانی:

مشہور محدث علامہ قسطلانی ؒفرماتے ہیں کہ جب کوئی روضہ اقدس کی زیارت کرے تو یہ دعا پڑھنا چاہئے۔

السلام علیک یاسید المرسلین وخاتم النبین (مواہب ص 509 ج2)

ترجمہ: اے رسولوں کے سرداراور انبیاء کے ختم کرنے والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام

ترجمہ: اے رسولوں کے سرداراور انبیاء کے ختم کرنے والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام

علامہ ابن حبان:

ابن حبانؒ فرماتے ہیں ''اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ نبوت کسب کرکے حاصل کی جاسکتی ہے اور وہ منقطع نہیں ہوئی یا یہ عقیدہ رکھے کہ ولی نبی سے افضل ہے تو یہ شخص زندیق ہے۔اور اس کا قتل کرنا واجب ہے۔ (زرقانی ص 188 جلد 4)

علامہ ابن حجر:

اپنے فتاوی میں تحریر فرماتے ہیں جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی وحی کا اعتقاد رکھے باجماع مسلمین کافر ہوگیا۔

ملا علی قاری:

شرح شمائل میں مہر نبوت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔مہر نبوت کی نسبت نبوت کی طرف اس لئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے مہر نبوت سے مہر لگ چکی ہے۔یہاں تک کہ اس کے بعد کوئی اس میں داخل نہ ہوگا۔

علامہ سید محمود آلوسی:

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نبی ہونا ان مسائل میں سے ہے جن پر تمام آسمانی کتابیں ناطق ہیں اور جن کو احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت وضاحت سے بیان کردیا ہے۔اور جن پر

امت نے اجماع کیا ہے۔اس لئے اس کے خلاف کا مدعی کافر سمجھا جائے گا اور اگر اصرار کرے گا تو قتل کر دیا جائے گا(روح المعانی ص 65 جلد 1)

امام غزالی:

بیشک امت نے اس لفظ (یعنی خاتم النبین اور لا نبی بعدی) سے اور قرائن احوال سے بالاجماع یہی سمجھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ابد تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے۔نہ تخصیص۔(الاقتعاد ،طبع مصر ص 128)

شاہ عبدالعزیز:

آپ میزان العقائد میں تحریر فرماتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہیں اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔

ختم نبوت کے تقاضے:

"اگر بعد میں کوئی نبی آنے والا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کھلا کھلا اعلان ضرور کرتے"

ایک گروہ جس نے اس دور میں نئی نبوت کا فتنہ عظیم کھڑا کیا ہے۔لفظ خاتم النبیین کے معنی "نبیوں کی مہر" کرتا ہے اور اس کا یہ مطلب یہ لیتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو انبیاء بھی آئیں گے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر لگنے سے نبی بنیں گے یا بالفاظ دیگر جب تک کسی کی نبوت پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر نہ لگے وہ نبی نہ ہو سکے گا۔

جس آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۝ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا"

لیکن جس سلسلہ بیان میں یہ آیت وارد ہوئی ہے اس کے اندر رکھ کر اسے دیکھا جائے تو اس لفظ کا یہ مفہوم لینے کی قطعاً کوئی گنجائش نظر نہیں آتی' بلکہ اگر یہی اس کے معنی ہوں تو یہاں یہ لفظ بے محل ہی نہیں' مقصودِ کلام کے خلاف بھی ہو جاتا ہے۔آخر اس بات کی کیا تُک ہے کہ اوپر سے تو نکاحِ زینب رضی اللہ عنہا پر معترضین کے اعتراضات اور اِن کے پیدا کیے ہوئے شکوک وشبہات کا جواب دیا جارہا ہو اور یکا یک یہ بات کہہ ڈالی جائے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبیوں کی مہر ہیں۔آئندہ جو نبی بھی بنے گا' ان کی مہر لگ کر بنے گا۔اس سیاق و

سباق میں یہ سمجھا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ لیکن یہ صرف سیاق ہی کا تقاضا نہیں ہے۔ لغت بھی اسی معنی کی متقضی ہے۔ عربی لغت اور محاورے کی رو سے ''ختم'' کے معنی مہر لگانے' بند کرنے' آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کر کے فارغ ہو جانے کے ہیں۔

خَتَمَ الْعَمَلَ کے معنی ہیں **فَرَغَ مَنَ الْعَمَلِ** ''کام سے فارغ ہوگیا''۔ **خَتَمَ الْاَنَاءَ** کے معنی ہیں ''برتن کا منہ بند کر دیا اور اس پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی چیز اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس کے اندر داخل ہو۔''

خَتَمَ الْکِتَابَ کے معنی ہیں ''خط بند کر کے اس پر مہر لگا دی تا کہ خط محفوظ ہو جائے۔''

خَتَمَ عَلَی الْقَلْبِ ''دل پر مہر لگا دی کہ نہ کوئی بات اس کی سمجھ میں آئے' نہ پہلے سے جمی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل سکے۔'' **خِتَامُ کُلِّ مَشْرُوبٍ** ''وہ مزا جو کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے۔''

خَاتِمَۃُ کُلِّ شَیءٍ عاقبۃ واخرتہ ''ہر چیز کے خاتمہ سے مراد ہے' اس کی عاقبت اور آخرت۔''

خَتَمَ الشّیء بلغ اٰخرہ ''کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے اس کے آخر تک پہنچ جانا۔'' اسی معنی میں ختم قرآن بولتے ہیں اور اسی معنی میں سورتوں کی آخری آیات کو خواتم کہا جاتا ہے۔

خَاتَمُ الْقَومِ اٰخرھم ''خاتم القوم سے مراد ہے' قبیلے کا آخری آدمی (ملاحظہ ہو لسان العرب' قاموس) اسی بناء پر تمام اہل لغت اور اہل تفسیر نے بالاتفاق خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے لیے ہیں۔ عربی لغت ومحاورے کی رو سے خاتم کے معنی ڈاک خانے کی مہر کے نہیں ہیں' جسے لگا لگا کر خطوط جاری کیے جاتے ہیں بلکہ اس سے مراد وہ مہر ہے' جو لفافے پر اس لیے لگائی جاتی ہے کہ نہ اس کے اندر سے کوئی چیز باہر نکلے' نہ باہر کی کوئی چیز اندر جائے۔

ختم نبوت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کے ارشادات:

قرآن کے سیاق وسباق اور لغت کے لحاظ سے اس لفظ کا جو مفہوم ہے' اس کی تائید نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریحات کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر چند صحیح ترین احادیث ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء علیہ السلام کیا کرتے تھے۔ جب کوئی نبی مر جاتا تو دوسرا نبی اُس کا جانشین ہوتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا' بلکہ خلفاء ہوں گے۔ (بخاری کتاب

المناقب'باب ماذکرعن بنی اسرائیل)

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء علیہ السلام کی مثال ایسی ہے۔جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنوائی اور خوب حسین وجمیل بنائی' مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔لوگ اس کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہارِ حیرت کرتے تھے' مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔(یعنی میرے آنے پر نبوت کی عمارت مکمل ہوچکی ہے' اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے' جسے پُر کرنے کے لئے کوئی آئے)(بخاری کتاب المناقب' باب خاتم النبیین)۔

اسی مضمون کی چار حدیثیں مسلم' کتاب الفضائل' باب خاتم النبیین میں ہیں اور آخری حدیث میں یہ الفاظ زائد ہیں۔فَجِئتُ فَخَتَمتُ الانبیاء''پس میں آیا اور میں نے انبیاء علیہ السلام کا سلسلہ ختم کردیا۔

یہی حدیث انہی الفاظ میں ترمذی' کتاب المناقب' باب فضل النبی اور کتاب الاداب' باب الامثال میں ہے۔

مسند ابوداؤد طیالسی میں یہ حدیث جابرؓ بن عبداللہ کی روایت کردہ احادیث کے سلسلے میں آئی ہے اور اس کے آخری الفاظ یہ ہیں: ختم بی الانبیاء''میرے ذریعہ سے انبیاء کا سلسلہ ختم کیا گیا''۔

مسند احمد میں تھوڑے تھوڑے لفظی فرق کے ساتھ اس مضمون کی احادیث حضرت ابی بن کعبؓ' حضرت ابوسعید خدریؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کی گئی ہیں۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔

۱۔مجھے جامع ومختصر بات کہنے کی صلاحیت دی گئی۔

۲۔مجھے رعب کے ذریعہ سے نصرت بخشی گئی۔

۳۔میرے لئے اموال غنیمت حلال کیے گئے۔

۴۔میرے لئے زمین کو مسجد بنا دیا گیا اور پاکیزگی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی(یعنی میری شریعت میں نماز صرف مخصوص عبادت گاہوں میں ہی نہیں' بلکہ روئے زمین پر ہر جگہ پڑھی جاسکتی ہے اور پانی نہ ملے تو میری شریعت میں تیمم کرکے وضو کی حاجت بھی پوری کی جاسکتی ہے اور غسل کی حاجت بھی۔

۵۔ مجھے دنیا کے لئے رسول بنایا گیا۔

۲۔ اور میرے اوپر انبیاء علیہ السلام کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میرے بعد اب نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔ (ترمذی' کتاب الرؤیا' باب ذہاب النبوۃ' مسند احمد' مرویات' انس بن مالکؓ)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعے سے کفر محو کیا جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کئے جائیں گے (یعنی میرے بعد میں اب قیامت ہی آئے گی) اور میں عاقب ہوں' اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (بخاری و مسلم' کتاب الفضائل' باب اسماء النبی' ترمذی' کتاب الآداب' باب اسماء نبی' المستدرک للحاکم' کتاب التاریخ' باب اسماء النبی)

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا۔ جس نے اپنی اُمت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو (مگر اُن کے زمانے میں وہ نہ آیا)۔ اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔ لامحالہ اب اس کو تمہارے اندر ہی نکلنا ہے۔ (ابن ماجہ کتاب الفتن' باب الدجال)

(۷) عبدالرحمٰن بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص کو یہ کہتے سنا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مکان سے نکل کر ہمارے درمیان تشریف لائے' اس انداز سے کہ گویا آپ ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: ''میں محمد نبی اُمی ہوں''۔ پھر فرمایا: اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' (مسند احمد' مرویات عبداللہ عمرو بن العاص)

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے' صرف بشارت دینے والی باتیں ہیں۔'' عرض کیا گیا وہ بشارت دینے والی باتیں کیا ہیں' یا رسول اللہ؟ فرمایا اچھا خواب یا فرمایا صالح خواب' (یعنی وحی کا اب کوئی امکان نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے کوئی اشارہ دیا تو بس اچھے خواب کے ذریعے سے مل جائے گا۔) (مسند احمد' مرویات ابوالطفیل' نسائی' ابوداؤد)

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتے۔ (بخاری و مسلم' کتاب فضائل الصحابہ)۔

(۱۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے ساتھ تمہاری نسبت وہی ہے' جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام کی تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ بخاری و مسلم نے یہ

حدیث غزوہ تبوک کے ذکر میں بھی نقل کیا ہے۔مسند احمد میں اس مضمون کی دو حدیثیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہیں۔جن میں سے ایک کا آخری فقرہ یوں ہے۔''الا انہ لا نبوۃ بعدی'' مگر میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے۔ابو داؤد طیالسی' امام احمد اور محمد بن اسحاق نے اِس سلسلے میں جو تفصیلی روایات نقل کی ہیں' ان سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے جاتے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مدینہ طیبہ کی حفاظت و نگرانی کے لئے اپنے پیچھے چھوڑنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔منافقین نے اس پر طرح طرح کی باتیں ان کے بارے میں کہنی شروع کردیں۔انہوں نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' کیا آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟'' اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ''تم میرے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہو' جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام رکھتے ہیں۔'' یعنی جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جاتے ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی نگرانی کے لئے پیچھے چھوڑا تھا' اس طرح میں تم کو مدینے کی حفاظت کے لئے چھوڑے جا رہا ہوں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اندیشہ ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ یہ تشبیہ کہیں بعد میں کسی فتنے کا موجب نہ بن جائے' اس لئے فوراً آپ نے یہ تصریح فرما دی کہ میرے بعد کوئی شخص نبی ہونے والا نہیں ہے۔

(۱۱) ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا..... اور یہ کہ میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے۔جن میں سے ہر ایک نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا' حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(ابو داؤد' کتاب الفتن)

اسی مضمون کی ایک اور حدیث ابو داؤد نے کتاب الملاحم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ترمذی نے بھی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دونوں روایتیں نقل کی ہیں اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: **حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ** ۔''یہاں تک کہ اٹھیں گے تیس کے قریب جھوٹے فریبی' جن میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔''

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے جو بنی اسرائیل گزرے ہیں' اُن میں ایسے لوگ ہوئے ہیں' جن سے کلام کیا جاتا تھا' بغیر اس کے کہ وہ نبی ہوں۔میرے اُمت میں اگر کوئی ہوا' تو وہ عمر رضی اللہ عنہ

ہوگا۔(بخاری' کتاب المناقب)۔

مسلم میں اس مضمون کی جو حدیث ہے۔اس میں **یکلمون** کے بجائے **محدثون** کا لفظ ہے۔لیکن مکلم اور محدث' دونوں کے معنی ایک ہی ہیں' یعنی ایسا شخص جو مکالمہ الٰہی سے سرفراز ہوئیا جس کے ساتھ پردۂ غیب سے بات کی جائے۔اس سے معلوم ہوا کہ نبوت کے بغیر مخاطبہ الٰہی سے سرفراز ہونے والے بھی اس اُمت میں اگر کوئی ہوتے تو وہ عمر ہوتے۔

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری اُمت کے بعد کوئی اُمت نہیں۔(کتاب لرؤیا' طبرانی' بیہقی)۔

(۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد آخری مسجد (یعنی مسجد نبوی ﷺ ہے) ہے۔

منکرین ختم نبوت اس حدیث سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ ''جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد کو آخرالمساجد فرمایا' حالانکہ وہ آخری مسجد نہیں ہے' بلکہ اس کے بعد بھی بے شمار مسجدیں دنیا میں بنی ہیں' اس طرح جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخرالانبیاء ہوں تو اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی آتے رہیں گے' البتہ فضیلت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد آخری مسجد ہے۔'' لیکن درحقیقت اس طرح کی تاویلیں یہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ لوگ خدا اور رسول کے کلام کو سمجھنے کی اہلیت سے محروم ہو چکے ہیں۔صحیح مسلم کے جس مقام پر یہ حدیث وارد ہوئی ہے۔اس کے سلسلے کی تمام احادیث کو ایک نظر ہی آدمی دیکھ لے تو اُسے معلوم ہو جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مسجد کو آخری مسجد کس معنی میں فرمایا۔اس مقام پر حضرت ابوہریرہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور اُم المومنین حضرت میمونہؓ کے حوالے سے جو روایات امام مسلم نے نقل کی ہیں' ان میں بتایا گیا ہے کہ دنیا میں صرف تین مساجد ایسی ہیں جن کو عام مساجد پر فضیلت حاصل ہے' جن میں نماز پڑھنا دوسری مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ثواب رکھتا ہے۔اور اِسی بناء پر صرف انہی تین مسجدوں میں نماز پڑھنے کے لئے سفر کر کے جانا جائز ہے۔باقی کسی مسجد کا یہ حق نہیں ہے کہ آدمی دوسری مسجدوں کو چھوڑ کر خاص طور پر اُس میں نماز پڑھنے کے لئے سفر کرے۔ان میں سے پہلی مسجد' مسجد الحرام ہے' جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا' دوسری مسجد اقصیٰ ہے' جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کیا اور تیسری مسجد مدینہ طیبہ کی مسجد نبوی ہے۔

جس کی بنیاد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا منشا یہ ہے کہ اب چونکہ میرے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے' اس لئے میری مسجد کے بعد دنیا میں کوئی چوتھی مسجد ایسی بننے والی نہیں ہے' جس میں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں سے زیادہ ہو۔ اور جس کی طرف نماز کی غرض سے سفر کر کے جانا درست ہو۔ (مسلم' کتاب الحج' باب فضل الصلوۃ' مسجد مکہ والمدینہ)

یہ احادیث بکثرت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہیں اور بکثرت محدثین نے ان کو بہت سی قوی سندوں سے نقل کیا ہے' ان کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر' مختلف طریقوں سے' مختلف الفاظ میں اس امر کی تصریح فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔ نبوت کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے اور آپ کے بعد جو لوگ بھی رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کریں' وہ دجال وکذاب ہیں۔ قرآن کے الفاظ ''خاتم النبین'' کی اس سے زیادہ مستند و معتبر اور قطعی الثبوت تشریح اور کیا ہو سکتی ہے۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد تو بجائے خود سند و حجت ہے۔ مگر جب وہ قرآن کی ایک نص کی شرح کر رہا ہو۔

تب تو وہ اور بھی زیادہ قوی حجت بن جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر قرآن کو سمجھنے والا اور اس کی تفسیر کا حقدار کون ہو سکتا ہے کہ وہ ختم نبوت کا دوسرا مفہوم بیان کرے اور ہم اُسے قبول کرنا کیا معنی' قابل التفات بھی سمجھیں۔

صحابہ کرام کا اجماع:

قرآن وسنت کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابہ کرامؓ کے اجماع کی ہے۔ یہ بات تمام معتبر تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد فوراً جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی' اُن سب کے خلاف صحابہ کرام نے بالاتفاق جنگ کی تھی۔

اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ مسیلمہ کذاب کا معاملہ قابل ذکر ہے۔ یہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر نہ تھا' بلکہ اُس کا دعویٰ یہ تھا کہ اُسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نبوت بنایا گیا ہے۔ اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے جو عریضہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا تھا' اُس کے الفاظ یہ ہیں:

مسیلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ۔آپ پر سلام ہو۔آپ کو معلوم ہے کہ میں آپ کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہوں ۔(طبری' جلد دوم' ص 399' طبع مصر)

علاوہ بریں مورخ طبری نے یہ بھی روایت بیان کی ہے مسیلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی' اس میں **اشھد ان محمداً رسول اللہ** کے الفاظ کہے جاتے تھے ۔اس صریح اقرار رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اسے کافر اور خارج از ملتِ قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی ۔تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ بنو حنیفہ نیک نیتی کے ساتھ (IN GOOD FAITH) اُس پر ایمان لائے تھے اور انہیں واقعی اس غلط فہمی میں ڈالا گیا تھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خود شریک رسالت کیا ہے ۔نیز قرآن کی آیات کو اُس کے سامنے مسیلمہ پر نازل شدہ آیات کی حیثیت سے ایک ایسے شخص نے پیش کیا تھا' جو مدینہ طیبہ سے قرآن کی تعلیم حاصل کر کے گیا تھا مگر اُس کے باوجود صحابہ کرامؓ نے ان کو مسلمان تسلیم نہیں کیا اور اُن پر فوج کشی کی پھر یہ کہنے کی بھی گنجائش نہیں کہ صحابہ نے ان کے خلاف ارتداء کی بناء پر نہیں' بلکہ بغاوت کے جرم میں جنگ کی تھی ۔اسلامی قانون کی رو سے باغی مسلمانوں کے خلاف اگر جنگ کی نوبت آئے تو ان کے اسیران جنگ غلام نہیں بنائے جاسکتے بلکہ مسلمان تو درکنار ذمی بھی اگر باغی ہوں تو گرفتار ہونے کے بعد اُن کو غلام بنانا جائز نہیں ہے ۔لیکن مسیلمہ اور اُس کے پیرووں پر جب چڑھائی کی گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے اعلان فرمایا کہ اُن کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا جائے ۔اور جب وہ لوگ اسیر ہوئے تو فی الواقع اُن کو غلام بنایا گیا ۔چنانچہ انہی میں سے ایک لونڈی حضرت علیؓ کے حصے میں آئی' جس کے بطن سے اسلام تاریخ کی مشہور شخصیت محمد بن (حنفیہ سے مراد ہے قبیلہ بنو حنیفہ کی عورت) حنفیہ نے جنم لیا ۔(البدایہ والنہایہ جلد 6' ص 316' 325) ۔اس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ صحابہؓ نے جس جرم کی بناء پر اس سے جنگ کی تھی' وہ بغاوت کا جرم نہ تھا بلکہ یہ جرم تھا کہ ایک شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لائے ۔یہ کاروائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد ہوئی' ابوبکرؓ کی قیادت میں ہوئی اور صحابہؓ کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی ہے ۔اجماع صحابہؓ کی اس سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

تمام علمائے اُمت کا اجماع:

اجماع صحابہ کے بعد چوتھے نمبر پر مسائل دین میں جس چیز کو حجت کی حیثیت حاصل ہے' وہ دور صحابہ

کے بعد کے علمائے اُمت کا اجماع ہے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدی سے لے کر آج تک ہر زمانے کے' اور پوری دنیائے اسلام میں ہر مسلک کے علماء اس عقیدے پر متفق ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا اور یہ کہ جو بھی آپکے بعد اس منصب کا دعویٰ کرے یا اس کو مانے' وہ کافر' خارج از ملتِ اسلام ہے۔

اس سلسلہ کے بھی چند شواہد ملاحظہ ہوں:

(۱) امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۸۰ھ - ۱۵۰ھ) کے زمانے میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا: "مجھے موقع دو کہ میں اپنی نبوت کی علامت پیش کروں۔" اس پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "جو شخص اس سے نبوت کی کوئی علامت طلب کرے گا' وہ بھی کافر ہو جائے گا' کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں کہ لا نبی بعدی۔" (مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ لابن احمد المکی ج 1 ص 141 مطبوعہ حیدر آباد 1321ھ)

(۲) علامہ ابن جریر طبری (۲۲۴ھ-۳۱۰ھ) اپنی مشہور تفسیر قرآن میں آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا مطلب بیان کرتے ہیں۔ "جس نے نبوت کو ختم کر دیا اور اس پر مہر لگا دی' اب قیامت تک یہ دروازہ کسی کے لئے نہیں کھلے گا۔ (تفسیر ابن جریر' جلد 22 صفحہ 12)

(۳) امام طحاوی (۲۳۹ھ - ۳۲۱ھ) اپنی کتاب "عقیدہ سلفیہ" میں سلفِ صالحین اور خصوصاً امام ابوحنیفہ' امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے عقائد بیان کرتے ہوئے نبوت کے بارے میں یہ عقیدہ تحریر فرماتے ہیں اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ بندے چیدہ نبی اور پسندیدہ رسول ہیں اور وہ خاتم الانبیاء' امام الاتقیا' سید المرسلین اور حبیب رب العالمین ہیں اور ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی بندگی ہے۔"

(شرح الطحاویہ فی العقیدۃ السلفیہ' دار المعارف مصر' صفحات ۱۵' ۸۷' ۹۶' ۹۷' ۱۰۰' ۱۰۲)

(۴) علامہ ابن حزم اندلسی (۳۸۴ھ - ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں: "یقیناً وحی کا سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد منقطع ہو چکا ہے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ وحی نہیں ہوتی مگر ایک نبی کی طرف اور اللہ عزوجل فرما چکا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں' تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ' مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں۔" (المحلیٰ ج ۱ ص ۲۶)۔

(۵) امام غزالیؒ (۴۵۰ھ- ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں: اگر یہ دروازہ (یعنی اجماع کو حجت ماننے سے انکار

کا دروازہ) کھول دیا جائے تو بڑی قبیح باتوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ مثلاً اگر کہنے والا کہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی رسول کی بعثت ممکن ہے تو اس کی تکفیر میں تامل نہیں کیا جا سکتا' لیکن بحث کے موقع پر' جو شخص اس کی تکفیر میں تامل کو ناجائز ثابت کرنا چاہتا ہو' اُسے لامحالہ اجماع سے مدد لینی پڑے گی' کیونکہ عقل اس کے عدم جواز کا فیصلہ نہیں کرتی اور جہاں تک نقل کا تعلق ہے' اس عقیدے کا قائل لا نبی بعدی اور خاتم النبیین کی تاویل کرنے سے عاجز نہ ہوگا۔ وہ کہے گا کہ خاتم النبیین سے مراد اولوالعزم رسولوں کا خاتم ہونا ہے اور اگر کہا جائے کہ نبیین کا لفظ عام ہے تو عام کو خاص قرار دے دینا اس کے لئے کچھ مشکل نہ ہوگا اور لا نبی بعدی کے متعلق وہ کہہ دے گا کہ لا رسول بعدی تو نہیں کہا گیا ہے' رسول اور نبی میں فرق ہے اور نبی کا مرتبہ رسول سے بلند تر ہے۔ غرض اس طرح کی بکواس بہت کی جا سکتی ہے اور محض لفظ کے اعتبار سے ایسی تاویلات کو ہم محال نہیں سمجھتے' بلکہ ظواہر تشبیہ کی تاویل میں ہم اس سے بھی زیادہ بعید احتمالات کی گنجائش مانتے ہیں اور اس طرح کی تاویلیں کرنے والے کے متعلق ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ نصوص کا انکار ہے۔ لیکن اس قول کے قائل کی تردید میں یہ کہیں گے کہ اُمت نے بالاتفاق اس لفظ (یعنی لا نبی بعدی) سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرائن احوال سے یہ سمجھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے بعد کبھی نہ کوئی نبی آئے گا نہ رسول۔ نیز اُمت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ اس میں کسی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو منکر اجماع کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد المطبعۃ الادبیہ مصر۔ ص ۱۱۴)

محی السنہ بغوی (متوفی ۵۱۰ھ) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: "اللہ نے آپ کے ذریعے سے نبوت کو ختم کیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے خاتم ہیں...... اور ابن عباس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (اس آیت میں) یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔" (جلد ۳ ص ۱۵۸)۔

(۷) علامہ زمخشری (۴۶۷ھ - ۵۳۸ھ) تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں: "اگر تم کہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ------ ہوئے' جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے میں نازل ہوں گے؟ تو میں کہوں گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اس معنی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام اُن لوگوں میں سے ہیں' جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے۔ اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے کی طرف نماز پڑھنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے' گویا کہ وہ آپ کی اُمت کے ایک فرد ہیں۔" (جلد

۲'ص ۲۱۵)۔

(۸) قاضی عیاض (متوفی ۵۴۴ھ) لکھتے ہیں' جو شخص خود اپنے حق میں نبوت کا دعویٰ کرے یا اس بات کو جائز رکھے کہ آدمی نبوت کا اکتساب کر سکتا ہے اور صفائی قلب کے ذریعے سے مرتبۂ نبوت کو پہنچ سکتا ہے' جیسا کہ بعض فلسفی اور عالی صوفی کہتے ہیں اور اسی طرح جو شخص نبوت کا دعویٰ تو نہ کرے مگر یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے ---- ایسے لوگ سب کافر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلانے والے ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر پہنچائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے ختم کرنے والے ہیں اور تمام انسانوں کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا ہے اور تمام اُمت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر مفہوم پر محمول ہے۔ اس کے معنی و مفہوم میں کسی تاویل و تخصیص کی گنجائش نہیں ہے۔ لہٰذا ان تمام گروہوں کے کافر ہونے میں قطعاً کوئی شک نہیں' بر بنائے اجماع بھی' بر بنائے نقل بھی۔" (شفاء جلد ۲ ص ۲۷۰۔۲۷۱)۔

(۹) علامہ شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) اپنی مشہور کتاب الملل والنحل میں لکھتے ہیں: "اور اسی طرح جو کہے ---- کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا ہے' (بجز عیسیٰ علیہ السلام کے) تو اس کا فر ہونے میں دو آدمیوں کے درمیان بھی اختلاف ہے۔" (جلد ۳ ص ۲۴۹)۔

(۱۰) امام رازی (۵۴۳ھ۔۶۰۶ھ) اپنی تفسیر کبیر میں آیت خاتم النبیین کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اس سلسلہ بیان میں خاتم النبیین اس لئے فرمایا کہ جس نبی کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو' وہ اگر نصیحت اور توضیح احکام میں کوئی کسر چھوڑ جاتے تو اس کے بعد آنے والا نبی اُسے پورا کر سکتا ہے' مگر جس کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ ہو' وہ اپنی اُمت پر زیادہ شفیق ہوتا ہے اور اُس کو زیادہ واضح رہنمائی دیتا ہے کیونکہ اُس کی مثال اُس باپ کی ہوتی ہے' جو جانتا ہے اُس کے بیٹے کا کوئی ولی و سرپرست اُس کے بعد نہیں ہے۔" (جلد ۶' ص ۵۸۱)۔

(۱۱) علامہ بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) اپنی تفسیر انوار التنزیل میں لکھتے ہیں: "یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں' جس نے ان کا سلسلہ ختم کر دیا' یا جس سے انبیاء کے سلسلے پر مہر لگا دی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نازل ہونا اس ختم نبوت میں قارح نہیں ہے کیونکہ جب وہ نازل ہوں گے تو آپ ہی کے دین پر ہوں گے۔" (جلد ۴' ص ۱۶۴)۔

(۱۲) علامہ حافظ الدین النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) اپنی تفسیر "مدارک التنزیل" میں لکھتے ہیں: اور آپ صلی اللہ

علیہ وسلم خاتم النبین ہیں ...... یعنی نبیوں میں سب سے آخری۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا۔ رہے عیسیٰ علیہ السلام تو وہ اُن انبیاء میں سے ہیں جو آپ سے پہلے نبی بنائے جا چکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدؐ پر عمل کرنے والے کی حیثیت سے نازل ہوں گے' گویا کہ وہ آپ کی اُمت کے افراد میں سے ہیں۔" (ص ۴۷۱)۔

(۱۳) علامہ علاؤالدین بغدادی (متوفی ۷۲۵ھ) اپنی تفسیر "خازن" میں لکھتے ہیں: "خاتم النبین یعنی اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کردی۔ اب نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت ہے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی اس میں شریک ...... وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا یعنی یہ بات اللہ کے علم میں ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔" (ص ۴۷۱-۴۷۲)۔

(۱۴) علامہ ابن کثیر (۷۷۴ھ) اپنی مشہور و معروف تفسیر میں لکھتے ہیں: "پس یہ آیت اس باب میں نص صریح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کوئی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہے' کیونکہ رسالت کا منصب خاص ہے اور نبوت کا منصب عام' ہر رسول نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص بھی اس مقام کا دعویٰ کرے' وہ جھوٹا' مفتری' دجال' گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے' خواہ وہ کیسے ہی خرق عادت اور شعبدے اور جادو اور طلسم اور کرشمے بنا کر لے آئے یہی حیثیت ہر اُس شخص کی ہے' جو قیامت تک اس منصب کا مدعی ہو۔ (جلد ۳ ص ۴۹۳-۴۹۴)۔

(۱۵) علامہ جلال سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) تفسیر جلالین میں لکھتے ہیں: وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا یعنی اللہ اس بات کو جانتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت ہی کے مطابق عمل کریں گے۔" (ص ۷۶۸)۔

(۱۶) علامہ ابن نجیم (متوفی ۹۷۰ھ) اُصول فقہ کی مشہور کتاب الاشباہ والنظائر' کتاب السیر باب الردہ میں لکھتے ہیں: "اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے کیونکہ یہ اُن باتوں میں سے ہے' جن کا جاننا اور ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔" (ص ۱۷۹)۔

(۱۷) ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۶ھ) شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں: "ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔" (ص ۲۰۲)۔

(۱۸) شیخ اسماعیل حقی (متوفی ۱۱۳۷ھ) تفسیر روح البیان میں اس آیت کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عاصم نے لفظ خاتم ت کے زبر کے ساتھ پڑھا ہے' جس کے معنی ہیں آلہ ءختم کے ہیں' جس سے مہر کی جاتی ہے۔ جیسے طابع اس چیز کو کہتے ہیں' جس سے ٹھپا لگایا جائے۔ مراد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں سب سے آخر تھے' جن کے ذریعہ سے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگادی گئی۔ فارسی میں اِسے ''مہر پیغمبراں'' کہیں گے' یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نبوت کا دروازہ سربمہر کردیا گیا اور پیغمبروں کا سلسلہ ختم کردیا گیا۔ باقی قاریوں نے اسے ت کے زیر کے ساتھ خاتم پڑھا ہے' یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہر کرنے والے تھے۔ فارسی میں اس کو ''مہر کنندہ پیغمبراں'' کہیں گے۔ اس طرح یہ لفظ بھی کاتم کا ہم معنی ہی ہے------ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے علماء آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ولادیت ہی کی میراث پائیں گے' نبوت کی میراث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمیت کے باعث ختم ہوچکی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے بعد نازل ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں قارح نہیں ہے' کیونکہ خاتم النبیین ہونے کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائے گا---------- اور عیسیٰ علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی بنائے جاچکے تھے اور جب وہ نازل ہوں گے تو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروی کی حیثیت سے نازل ہوں گے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلے کی طرف رُخ کرکے نماز پڑھیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمت کے ایک فرد کی طرح ہوں گے۔ نہ اُن کی طرف وحی آئے گی اور نہ وہ نئے احکام دیں گے۔ بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے---------- اور اہل سنت والجماعت اس بات کے قائل ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا۔ **ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین** اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا: نبی بعدی رب جو کوئی کہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہے تو اس کو کافر قرار دیا جائے گا' کیونکہ اُس نے نص کا انکار کیا۔ اور اسی طرح اُس شخص کی بھی تکفیر کی جائے گی جو اس میں شک کرے' کیونکہ حجت نے حق کو باطل سے ممیّز کردیا ہے اور جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے' اس کا دعویٰ باطل کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا۔'' (جلد۲۲ص ۱۸۸)۔

(۱۹) فتاویٰ عالمگیر' جسے بارھویں صدی ہجری میں اورنگزیب عالمگیری کے حکم سے ہندوستان کے بہت سے اکابر علماء نے مرتب کیا تھا' میں لکھا ہے: ''اگر آدمی یہ نہ سمجھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلم نہیں ہے اور اگر وہ کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا میں پیغمبر ہوں تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔'' (جلد۲ص ۲۶۳)۔

(۲۰) علامہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) اپنی تفسیر فتح القدیر میں لکھتے ہیں: ''مجموعہ نے لفظ خاتم کو ت کے زیر

کے ساتھ پڑھا ہے اور عاصم نے زبر کے ساتھ۔ پہلی قرات کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کو ختم کیا ہے یعنی سب کے آخر میں آئے اور دوسری قرات کے معنی یہ ہیں کہ آپ اُن کے لئے مہر کی طرح ہو گئے جس کے ذریعہ سے ان کا سلسلہ سر بمہر ہو گیا اور جس کے شمول سے ان کا گروہ مزین ہوا۔" (جلد ۲ ص ۱۷۵)۔

(۲۱)　علامہ آلوسی (متوفی ۱۲۷۵ھ) تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں "نبی کا لفظ رسول کی بہ نسبت عام ہے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے خود بخود لازم آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین بھی ہوں اور آپ کے خاتم انبیاء ورُسل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس دُنیا میں وصف نبوت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متصف ہونے کے بعد اب جن وانس میں سے ہر ایک کے لئے نبوت کا وصف منقطع ہو گیا۔" (جلد ۲۲ ص ۳۲)۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص وحی نبوت کا مدعی ہو۔ اُسے کافر قرار دیا جائے گا۔ اس امر میں مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔" (جلد ۲۲ ص ۳۸)۔ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایک ایسی بات ہے جسے کتاب اللہ نے صاف صاف بیان کیا' سنت نے واضح طور پر اس کی تصریح کی' اور اُمت نے اس پر اجماع کیا۔ لہٰذا جو اس کے خلاف کوئی دعویٰ کرے' اسے کافر قرار دیا جائے گا۔" (جلد ۲۲ ص ۳۹)۔

یہ ہندوستان سے لے کر مراکش اور اُندلس تک اور ترکی سے لے کر یمن تک ہر مسلمان ملک کے اکابر علماء وفقہاء اور محدثین ومفسرین کی تصریحات ہیں۔ ہم نے ان کے ناموں کے ساتھ ان کے سنین ولادت و وفات بھی دے دیئے ہیں' جن سے ہر شخص بیک نظر معلوم کر سکتا ہے کہ پہلی صدی سے تیرھویں صدی تک تاریخ اسلام کی ہر صدی کے اکابر اُن میں شامل ہیں۔ اگرچہ ہم چودھویں صدی کے علمائے اسلام کی تصریحات بھی نقل کر سکتے ہیں۔ مگر ہم نے قصداً انہیں اس لئے چھوڑ دیا کہ اُن کی تفسیر کے جواب میں ایک شخص یہ حیلہ کر سکتا ہے کہ اُن لوگوں نے اِس دور کے مدعی نبوت کی ضد میں ختم نبوت کے یہ معنی بیان کئے ہیں' اس لئے ہم نے پہلے علماء کی تحریریں نقل کی ہیں' جو ظاہر ہے کہ آج کے کسی شخص سے کوئی ضد نہ رکھ سکتے تھے۔ اِن تحریروں سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ پہلی صدی سے آج تک پوری دنیائے اسلام متفقہ طور پر "خاتم النبیین" کے معنی "آخری نبی" ہی سمجھتی رہی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ کے لئے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا کہ جو شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول یا نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور جو اس کے دعویٰ کو مانے' وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اب یہ دیکھنا ہر صاحبِ عقل آدمی کا اپنا کام ہے کہ لفظ خاتم النبیین کا جو مفہوم لغت سے ثابت ہے' جو قرآن کی عبارت کے سیاق وسباق سے ظاہر ہے' جس کی تصریح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمادی ہے' جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا اجماع ہے اور جسے صحابہ کرام کے زمانے سے لے کر آج تک تمام دنیا کے مسلمان بلا اختلاف مانتے رہے ہیں۔ اس کے خلاف کوئی دوسرا مفہوم لینے اور کسی نئے مدعی کے لیے نبوت کا دروازہ کھولنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے ایسے لوگوں کو کیسے مسلمان تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ جنہوں نے باب نبوت کے مفتوح ہونے کا محض خیال ہی ظاہر نہیں کیا ہے' بلکہ اس دروازے سے ایک صاحب حریم نبوت میں داخل بھی ہوگئے ہیں اور یہ لوگ ان کی نبوت پر ایمان بھی لے آئے ہیں۔

اس سلسلے میں تین باتیں اور قابل غور ہیں:

کیا اللہ کو ہمارے ایمان سے کوئی دشمنی ہے؟

پہلی بات یہ ہے کہ نبوت کا معاملہ ایک بڑا ہی نازک معاملہ ہے۔ قرآن مجید کی رو سے یہ اسلام کے اُن بنیادی عقائد میں سے ہے' جن کے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر و ایمان کا انحصار ہے۔ ایک شخص نبی ہو اور اُس کو آدمی نہ مانے تو کافر اور وہ نبی نہ ہو اور آدمی اُس کو مان لے تو کافر۔ ایسے ایک نازک معاملے میں اللہ تعالیٰ سے کسی بے احتیاطی کی بدرجہ اولیٰ توقع نہیں کی جاسکتی۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود قرآن میں صاف صاف اس کی تصریح فرماتا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے اس کا کھلا کھلا اعلان کراتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے کبھی تشریف نہ لے جاتے' جب تک اپنی اُمت کو اچھی طرح خبردار نہ کردیتے کہ میرے بعد بھی انبیاء علیہ السلام آئیں گے اور تمہیں اُن کو ماننا ہوگا۔ آخر اللہ اور اس کے رسول کو ہمارے دین و ایمان سے کیا دشمنی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ تو کھلا ہوتا اور کوئی نبی آنے والا بھی ہوتا' جس پر ایمان لائے بغیر ہم مسلمان نہ ہوسکتے' مگر ہم کو نہ صرف یہ کہ اس سے بے خبر رکھا جاتا' بلکہ اس کے برعکس اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایسی باتیں فرمادیتے' جن سے تیرہ سو برس تک ساری اُمت یہی سمجھتی رہی اور آج بھی سمجھ رہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

اب اگر بفرضِ محال نبوت کا دروازہ واقعی کھلا بھی ہو اور کوئی نبی آ بھی جائے تو ہم بے خوف خطر اس کا انکار کردیں گے۔ خطرہ ہوسکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی بازپرس ہی کا تو سکتا ہے۔ وہ قیامت کے روز ہم سے پوچھے گا تو

ہم یہ سارا ریکارڈ بر سر عدالت لا کر رکھ دیں گے' جس سے ثابت ہو جائے گا کہ معاذ اللہ اس کفر کے خطرے میں تو اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہی نے ہمیں ڈالا تھا۔ ہمیں قطعاً کوئی اندیشہ نہیں ہے کہ اس ریکارڈ کو دیکھ کر بھی اللہ تعالیٰ ہمیں کسی نئے نبی پر ایمان نہ لانے کی سزا دے ڈالے گا۔ لیکن اگر نبوت کا دروازہ فی الواقع بند ہے اور کوئی نبی آنے والا نہیں ہے' اور اس کے باوجود کوئی شخص کسی مدعی کی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اُسے سوچ لینا چاہئے کہ اُس کفر کی پاداش سے بچنے کے لئے وہ کونسا ریکارڈ خدا کی عدالت میں پیش کر سکتا ہے' جس سے وہ رہائی کی توقع رکھتا ہو۔ عدالت میں پیش ہونے سے پہلے اسے اپنی صفائی کے مواد کا یہیں جائزہ لے لینا چاہئے اور ہمارے پیش کردہ مواد سے مقابلہ کر کے خود ہی دیکھ لینا چاہئے کہ جس صفائی کے بھروسے پر وہ یہ کام کر رہا ہے' کیا ایک عقلمند آدمی اس پر اعتماد کر کے کفر کی سزا کا خطرہ مول لے سکتا ہے؟

اب نبی کی آخر ضرورت کیا ہے؟

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ نبوت کوئی ایسی صفت نہیں ہے' جو ہر اُس شخص میں پیدا ہو جایا کرے' جس نے عبادت اور عمل صالح میں ترقی کر کے اپنے آپ کو اس کا اہل بنا لیا ہو۔ نہ کوئی ایسا انعام ہے' جو کچھ خدمات کے صلے میں عطا کیا جاتا ہو۔ بلکہ یہ ایک منصب ہے' جس پر ایک خاص ضرورت کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مقرر کرتا ہے۔ وہ ضرورت جب داعی ہوتی ہے تو ایک نبی اُس کے لئے مامور کیا جاتا ہے اور جب ضرورت نہیں ہوتی یا باقی نہیں رہتی تو خواہ مخواہ انبیاء پر انبیاء نہیں بھیجے جاتے۔

قرآن مجید سے ہم جب یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن کن حالات میں پیش آئی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف چار باتیں ایسی ہیں' جن میں انبیاء مبعوث ہوئے ہیں:

اوّل یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لئے ہو کہ اس میں پہلے کبھی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اُس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

دوم یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو یا اس میں تحریف ہو گئی ہو اور اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعہ مکمل تعلیم وہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو اور تکمیل دین کے لئے مزید انبیاء علیہ السلام کی ضرورت ہو۔

چہارم یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لئے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔

اب یہ ظاہر ہے کہ اِن میں سے کوئی ضرورت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہی ہے۔

قرآن خود کہہ رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دنیا کی تمدنی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی ہے۔اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔

قرآن اس پر بھی گواہ ہے اور اس کے ساتھ حدیث و سیرت کا پورا ذخیرہ اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم بالکل درست صورت میں محفوظ ہے۔اس میں مسخ و تحریف کا عمل نہیں ہوا۔جو کتاب آپ لائے تھے اس میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی آج تک نہیں ہوئی نہ قیامت تک ہو سکتی ہے۔جو ہدایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و عمل سے دی اس کے تمام آثار آج بھی اسی طرح ہمیں مل جاتے ہیں کہ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود ہیں۔اسلئے دوسری ضرورت بھی ختم ہو گئی۔

پھر قرآن مجید یہ بات بھی صاف صاف کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے دین کی تکمیل کر دی گئی لہٰذا تکمیل دین کے لئے اب کوئی نبی درکار نہیں رہا۔

اب رہ جاتی ہے چوتھی ضرورت تو اگر اُس کے لئے نبی درکار ہوتا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقرر کر دیا جاتا۔ظاہر ہے جب وہ مقرر نہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہو گئی۔

اب ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ پانچویں وجہ کون سی ہے' جس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی کی ضرورت ہو؟۔اگر کوئی ہے کہ قوم بگڑ گئی ہے' اس کے لئے اصلاح کی خاطر ایک نبی کی ضرورت ہے' تو ہم اُس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لئے نبی دنیا میں کب آیا ہے کہ آج صرف اِس کام کے لئے وہ آئے؟۔نبی تو اس لئے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے اور وحی کی ضرورت یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لئے ہوتی ہے' یا پچھلے پیغام کی تکمیل کرنے کے لئے' یا اس کی تحریفات سے پاک کرنے کے لئے۔قرآن اور سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے محفوظ ہو جانے اور دین کے مکمل ہو جانے کے بعد جب وحی کی سب ممکن ضرورتیں ختم ہو چکی ہیں تو اب اصلاح کے لئے صرف مصلحین کی حاجت باقی ہے نہ کہ انبیاء علیہ السلام کی۔

نئی نبوت اب اُمت کے لئے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے:

تیسری بات جو قابل توجہ ہے کہ نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا' فوراً اس میں کفر و ایمان کا سوال اُٹھ

کھڑا ہوگا جو اُس کو مانیں گے وہ ایک اُمت قرار پائیں گے اور جو اُس کو نہ مانیں گے وہ لامحالہ دوسری اُمت قرار پائیں گے۔ اِن دونوں اُمتوں کا اختلاف محض فروعی اختلاف نہ ہوگا' بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ایسا بنیادی اختلاف ہوگا جو انہیں اس وقت تک جمع نہ ہونے دے گا' جب تک اُن میں سے کوئی اپنا عقیدہ نہ چھوڑ دے۔ پھر اُن کے لئے عملاً بھی ہدایت اور قانون کے ماخذ الگ الگ ہوں گے۔ کیونکہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اُس کی سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے قانون ماخذ ہونے کا سرے سے منکر ہوگا۔

اس بناء پر ایک مشترک معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا۔ ان حقائق کو اگر کوئی شخص نگاہ میں رکھے تو اُس پر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ ختم نبوت اُمت مسلمہ کے لئے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے' جس کی بدولت ہی اُس اُمت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادری بننا ممکن ہوا ہے۔ اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے۔ جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا ہے۔ اب جو شخص بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی و رہبر مانے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور ماخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو' وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہو سکتا ہے۔ یہ وحدت اس اُمت کو بھی نصیب نہ ہو سکتی تھی۔ اگر نبوت کا دروازہ بند ہو جاتا' کیونکہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہے گی کہ جب تمام دنیا کے لئے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعہ سے دین کی تکمیل بھی مکمل کر دی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے۔ تو نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہئے تا کہ اُس آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لئے اہل ایمان کی ایک ہی اُمت بن سکے اور بلا ضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اُس اُمت میں بار بار تفرقہ نہ برپا ہوتا رہے۔ نبی خواہ ''ظلی'' ہو یا ''بروزی'' اُمتی ہو یا صاحب شریعت اور صاحب کتاب۔ بہر حال جو شخص نبی ہوگا اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوگا' اُس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے ماننے والے ایک اُمت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اُس حالت میں تو ناگزیر ہے جبکہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو۔ مگر جب اس کے آنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک اُمت نہ بننے دے' لہٰذا قرآن سے جو کچھ ثابت ہوا ہے اور جو کچھ سنت اور اجماع سے ثابت ہے عقل بھی

اسی کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہی رہنا چاہئے۔

مسیح موعود کی حقیقت

نئی نبوت کی طرف بلانے والے حضرات عام طور پر ناواقف مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ احادیث میں "مسیح موعود" کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور مسیح نبی تھے اس لئے اُن کے آنے سے ختم نبوت میں کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی' بلکہ ختم نبوت بھی برحق اور اُس کے باوجود مسیح موعود کا آنا بھی برحق۔ اسی سلسلے میں وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ "مسیح موعود" سے مراد عیسیٰ ابن مریم نہیں ہیں۔ انکا تو انتقال ہو چکا۔ اب جس کے آنے کی خبر احادیث میں دی گئی ہے۔ وہ مثیل مسیح' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مانند ایک مسیح ہے اور وہ فلاں شخص ہے' جو آ چکا ہے۔ اُس کا ماننا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

اس فریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے ہم یہاں پورے حوالوں کے ساتھ وہ مستند روایات نقل کئے دیتے ہیں' جو اس مسئلے کے متعلق حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ ان احادیث کو دیکھ کر ہر شخص خود معلوم کر سکتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا اور آج اس کو کیا بنایا جا رہا ہے۔

احادیث درباب نزول عیسیٰ علیہ السلام مریم

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی' جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' ضرور اُتریں گے تمہارے درمیان ابن مریم حاکم عادل بن کر پھر وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے اور خنزیر کو ہلاک کر دیں گے (صلیب کو توڑ ڈالنے اور خنزیر کو ہلاک کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ عیسائیت ایک الگ دین کی حیثیت سے ختم ہو جائے گی' دین عیسوی کی پوری عمارت اس عقیدے پر قائم ہے کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو صلیب پر "۔۔۔۔۔" کی موت دی' جس سے وہ انسان کے گناہ کا کفارہ بن گیا۔ اور انبیاء کی اُمتوں کے درمیان عیسائیوں کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے صرف عقیدے کو لے کر خدا کی پوری شریعت رد کر دی' حتیٰ کہ خنزیر تک کو حلال کر لیا' جو تمام انبیاء کی شریعتوں میں حرام رہا ہے۔ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آ کر خود اعلان کر دیں گے کہ نہ میں خدا کا بیٹا ہوں' نہ میں نے صلیب پر جان دی' نہ میں کسی کے گناہ کا کفارہ بنا تو عیسائی عقیدے کے لئے سرے سے کوئی بنیاد ہی باقی رہے گی۔ اس طرح جب وہ بتائیں گے کہ میں نے تو نہ اپنے پیرووں کے لئے سور حلال کیا تھا اور نہ ان کو شریعت کی پابندی سے آزاد ٹھہرایا تھا تو عیسائیت کی دوسری امتیازی خصوصیت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔) اور

جنگ کا خاتمہ کردیں گے (دوسری روایت میں حرب کے بجائے جزیہ کا لفظ ہے' یعنی جزیہ ختم کردیں گے) (دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس وقت ملتوں کے اختلافات ختم ہوکر سب لوگ ایک ملت اسلام میں شامل ہوجائیں گے اور اس طرح نہ جنگ ہوگی اور نہ کسی پر جزیہ عائد کیا جائے گا۔ اسی بات پر آگے احادیث نمبر ۵' ۱۵ دلالت کررہی ہیں) اور مال کی وہ کثرت ہوگی کہ اُس کا قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا اور (حالت یہ ہوجائے گی کہ لوگوں کے نزدیک خدا کے حضور) ایک سجدہ کرلینا دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔'' (بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم' مسلم' باب بیان نزول عیسیٰ علیہ السلام' ترمذی ابواب الفتن۔ باب فی نزول عیسیٰ' مسند احمد' مرویات ابوہریرہ)

۲۔ ایک اور روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ میں ہے کہ **لاتقوم الساعته حتی ینزل عیسی ابن مریم** ...... ''قیامت قائم نہ ہوگی جب تک نازل نہ ہولیں عیسیٰ ابن مریم ......'' اور اس کے بعد وہی مضمون ہے' جو اوپر کی حدیث میں بیان ہوا ہے (بخاری' کتاب المظالم' باب کسر الصلیب' ابن ماجۃ' کتاب الفتن' باب فتنۃ الدجال)۔

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیسے ہوگے تم جب کہ تمہارے درمیان ابن مریم اُتریں گے اور تمہارا امام اس وقت خودتم میں سے ہوگا۔ (یعنی نماز میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام امامت نہیں کرائیں گے بلکہ مسلمانوں کا جو امام پہلے سے ہوگا۔ اسی کے پیچھے وہ نماز پڑھیں گے) (بخاری کتاب احادیث الانبیاء علیہ السلام باب نزول عیسیٰ علیہ السلام' مسلم' بیان نزول عیسیٰ علیہ السلام مسند احمد مرویات ابوہریرہ)۔

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم نازل ہوں گے پھر وہ خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو مٹادیں گے اور اِن کے لئے نماز جمع کی جائے گی اور وہ اتنا مال تقسیم کریں گے کہ اسے قبول کرنے والا کوئی نہ ہوگا اور وہ خراج ساقط کردیں گے اور روحا (مدینہ سے ۳۵ میل کے فاصلے پر ایک مقام) کے مقام پر منزل کرکے وہاں سے حج یا عمرہ کریں گے' یا دونوں کو جمع کریں گے۔ ۳ (۳ واضح رہے کہ اس زمانے میں جن صاحب کو مثیل مسیح قرار دیا گیا ہے' انہوں نے اپنی زندگی میں نہ حج کیا اور نہ عمرہ۔

راوی کو شک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کونسی بات فرمائی تھی۔ (مسند احمد' بسلسلہ

مرویات ابوہریرہ مسلم کتاب الحج باب جواز التمتع فی الحج والقرآن)۔

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (دجال کے خروج کا ذکر کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا)۔اس اثناء میں کہ مسلمان اِس سے لڑنے کی تیاری کر رہے ہوں گے۔ صفیں باندھ رہے ہوں گے اور نماز کے لئے تکبیر اقامت کہی جا چکی ہو گی کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں گے اور نماز میں مسلمانوں کی امامت کریں گے اور اللہ کا دشمن (یعنی دجال) ان کو دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا' جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔اگر عیسیٰ علیہ السلام اس کو اُس کے حال ہی پر چھوڑ دیں تو وہ آپ ہی گھل کر مر جائے مگر اللہ کو اُن کے ہاتھ سے قتل کرائے گا اور وہ اپنے نیزے میں اُس کا خون مسلمانوں کو دکھائیں گے۔(مشکوٰۃ کتاب الفتن' باب الملاحم' بحوالہ مسلم)۔

۶۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اور اُن (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور یہ کہ وہ اُترنے والے ہیں جب تم اُن کو دیکھو تو پہچان لینا' وہ ایک میانہ قد آدمی ہیں۔رنگ مائل بسُرخی و سفیدی ہے' دو زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے' ان کے سر کے بال ایسے ہوں گے گویا اب ان سے پانی ٹپکنے والا ہے حالانکہ وہ بھیگے ہوئے نہ ہوں گے' وہ اسلام پر لوگوں سے جنگ کریں گے' صلیب کو پاش پاش کر دیں گے' خنزیر کو قتل کر دیں گے۔جزیہ ختم کر دیں گے اور اللہ ان کے زمانے میں اسلام کے سوا تمام ملتوں کو مٹا دے گا اور وہ مسیح دجال کو ہلاک کر دیں گے اور زمین میں چالیس سال وہ ٹھہریں گے۔پھر ان کا انتقال ہو جائے گا اور مسلمان وان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔"(ابوداؤد' کتاب الملاحم' باب خروج الدجال' مسند احمد' مرویات ابوہریرہؓ)

۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ...... پھر عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہوں گے' مسلمانوں کا امیر اُن سے کہے گا کہ آیئے آپ نماز پڑھایئے' مگر وہ کہیں گے نہیں' تم لوگ خود ہی ایک دوسرے کے امیر ہو (یعنی تمہارا امیر تم ہی میں سے ہونا چاہئے)۔یہ وہ اُس عزت کا لحاظ کرتے ہوئے کہیں گے' جو اللہ نے اُس اُمت کو دی ہے۔"(مسلم' بیان نزول عیسیٰ ابن مریم' مسند احمد' بسلسلہ مرویات جابر بن عبداللہؓ)۔

۸۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ (قصہ ابن صیاد کے سلسلہ میں) روایت کرتے ہیں کہ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیجئے کہ میں اُسے قتل کر دوں۔اس پر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ وہی شخص (دجال) ہے تو اس کے قتل کرنے والے تم نہیں ہو بلکہ اسے تو عیسیٰ ابن مریم ہی قتل کریں گے اور اگر یہ وہ شخص نہیں ہے تو تمہیں اہل عہد (یعنی ذمیوں) میں سے ایک آدمی کو قتل کر دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔" (مشکوٰۃ' کتاب الفتن' باب قصہ ابن صیاد' بحوالہ شرح السنہ للبغوی)۔

۹۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (دجال کا قصہ بیان کرتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اُس وقت یکا یک عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام مسلمانوں کے درمیان آ جائیں گے۔ پھر نماز کھڑی ہوگی۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ اے روح اللہ! آگے بڑھیے' مگر وہ کہیں گے کہ نہیں' تمہارے امام ہی کو آگے بڑھنا چاہیے' وہی نماز پڑھائے' پھر صبح کی نماز سے فارغ ہو کر مسلمان دجال کے مقابلے پر نکلیں گے' فرمایا: جب وہ کذاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو گھلنے لگے گا' جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ پھر وہ اس کی طرف بڑھیں گے اور اسے قتل کر دیں گے اور حالت یہ ہوگی کہ درخت اور پتھر پکار اُٹھیں گے کہ اے روح اللہ! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ دجال کے پیروؤں میں سے کوئی نہ بچے گا' جسے وہ (یعنی عیسیٰ علیہ السلام) قتل نہ کر دیں۔ (مسند احمد' بسلسلہ روایات جابر بن عبداللہ)۔

۱۰۔ حضرت نواس بن سمعان کلابی (قصہ دجال بیان کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں: اس اثناء میں کہ دجال یہ کچھ کر رہا ہوگا' اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السلام ابن مریم کو بھیج دے گا اور وہ دمشق کے مشرقی حصے میں' سفید مینار کے پاس' زرد رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے بازوؤں پر اپنے ہاتھ رکھے ہوئے اُتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو ایسا محسوس ہوگا کہ قطرے ٹپک رہے ہیں اور جب وہ سر اُٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ڈھلکتے نظر آئیں گے۔ ان کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی اور وہ ان کی حد نظر تک جائے گا ...... وہ زندہ نہ بچے گا۔ پھر ابن مریم دجال کا پیچھا کریں گے اور لد (واضح رہے کہ لد (LYDDA) فلسطین میں ریاست اسرائیل کے دارالسلطنت تل ابیب سے چند میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اور یہودیوں نے وہاں بہت بڑا ہوائی اڈہ بنا رکھا ہے) کے دروازے پر اسے جا پکڑیں گے اور قتل کر دیں گے۔ (مسلم' ذکر الدجال' ابوداؤد' کتاب الملاحم' باب خروج الدجال' ترمذی' ابواب الفتن' باب فی فتنۃ الدجال' ابن ماجہ' کتاب الفتن' باب فتنۃ الدجال)۔

۱۱۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال میری اُمت میں نکلے گا اور چالیس (میں نہیں جانتا چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس سال)۔ ۲۔(۲۔ حضرت

عبداللہ بن عمرو بن عاص کا اپنا قول ہے) رہے گا۔ پھر اللہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کو بھیجے گا۔ ان کا حلیہ عروہ بن مسعود (ایک صحابی) سے مشابہ ہوگا۔ وہ اس کا پیچھا کریں گے اور اُسے ہلاک کر دیں گے کہ دو آدمیوں کے درمیان بھی عداوت نہ ہوگی۔ (مسلم ذکر الدجال)۔

۱۲۔ حذیفہ بن اسید الغفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلس میں تشریف لائے اور ہم آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہو رہی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہم قیامت کا ذکر کر رہے تھے۔ فرمایا وہ ہرگز قائم نہ ہوگی' جب تک اس سے پہلے دس نشانیاں ظاہر نہ ہو جائیں۔ پھر آپ نے وہ دس نشانیاں یہ بتائیں: ۱۔ دھواں' ۲۔ دجال' ۳۔ دابۃ الارض' ۴۔ سورج کا مغرب سے طلوع ہونا' ۵۔ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کا نزول' ۶۔ یاجوج و ماجوج' ۷۔ تین بڑے خسف (زمین دھنس جانا)' ایک مشرق میں' ۸۔ دوسرا مغرب میں' ۹۔ تیسرا جزیرۃ العرب میں' ۱۰۔ سب سے آخر میں ایک زبردست آگ' جو یمن سے اُٹھے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی محشر کی طرف لے جائے گی۔ (مسلم کتاب الفتن و اشراط الساعہ۔ ابوداؤد کتاب الملاحم' باب امارت الساعہ)۔

۱۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اُمت کے دو لشکر ایسے ہیں' جن کو اللہ نے دوزخ کی آگ سے بچالیا' ایک وہ لشکر جو ہندوستان پر حملہ کرے گا' دوسرا وہ جو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوگا۔'' (نسائی' کتاب الجہاد مسند احمد' بسلسلہ روایات ثوبان)۔

۱۴۔ مجمع بن جاریہ انصاری کہتے ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ابن مریم علیہ السلام دجال کو لد کے دروازے پر قتل کریں گے (مسند احمد' ترمذی' ابواب الفتن)۔

۱۵۔ ابو اُمامہ باہلی (ایک طویل حدیث میں دجال کا ذکر کرتے ہوئے) روایت کرتے ہیں کہ عین اُس وقت جب مسلمانوں کا امام صبح کی نماز پڑھنے کے لئے آگے بڑھ چکا ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم اُن پر اُتر آئیں گے۔ امام پیچھے پلٹے گا تاکہ عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھیں' مگر عیسیٰ علیہ السلام اس کے شانوں کے درمیان ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ نہیں۔ تم ہی نماز پڑھاؤ۔ کیونکہ یہ تمہارے لئے ہی کھڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ وہی نماز پڑھائے گا۔ سلام پھیرنے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے دروازہ کھولو چنانچہ وہ کھولا جائے گا۔ باہر دجال ۷۰ ہزار مسلح یہودیوں کے ساتھ موجود ہوگا۔ جونہی کہ عیسیٰ علیہ السلام پر اس کی نظر پڑے گی وہ اس طرح گھلنے لگے گا'

جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے اور وہ بھاگ نکلے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میرے پاس تیرے لئے ایک ایسی ضرب ہے جس سے تو بچ کر نہ جا سکے گا۔ پھر وہ اُسے لدے کے مشرقی دروازے پر جالیں گے اور اللہ یہودیوں کو ہرادے گا۔۔۔۔۔ اور زمین مسلمانوں سے اس طرح بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جائے' سب دنیا کا کلمہ ایک ہو جائے گا اور اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ ہوگی۔ (ابن ماجہ' کتاب الفتن' باب فتنہ الدجال)۔

۱۶۔ عثمان بن ابی العاص کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے۔۔۔۔۔ اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام فجر کی نماز کے وقت اُتر آئیں گے۔ مسلمانوں کا امیر اُن سے کہے گا کہ اے روح اللہ! آپ نماز پڑھائیے۔ وہ جواب دیں گے کہ اِس اُمت کے لوگ خود ہی ایک دوسرے پر امیر ہیں۔ تب مسلمانوں کا امیر آگے بڑھ کر نماز پڑھائے گا۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر عیسیٰ علیہ السلام اپنا حربہ لے کر دجال کی طرف چلیں گے۔ وہ جب ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلے گا جیسے سیسہ پگھلتا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اپنے حربے سے اس کو ہلاک کر دیں گے اور اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگیں گے' مگر کہیں انہیں چھپنے کو جگہ نہ ملے گی۔ حتیٰ کہ درخت پکاریں گے اے مومن' یہ کافر یہاں موجود ہے اور پتھر پکاریں گے کہ اے مومن' یہ کافر یہاں موجود ہے۔ (مسند احمد طبرانی۔ حاکم)۔

۱۷۔ سمرہ بن جندب (ایک طویل حدیث میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: پھر صبح کے وقت مسلمانوں کے درمیان عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام آجائیں گے اور اللہ' دجال اور اس کے لشکروں کو شکست دے گا۔ یہاں تک کہ دیواریں اور درختوں کی جڑیں پکار اُٹھیں گی کہ اے مومن' یہ کافر میرے پیچھے چھپا ہوا ہے آ اور اسے قتل کر۔ (مسند احمد۔ حاکم)۔

۱۸۔ عمران بن حصین سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں ہمیشہ ایک ایسا گروہ موجود رہے گا' جو حق پر قائم اور مخالفین پر بھاری ہوگا' یہاں تک کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فیصلہ آ جائے اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں۔ (مسند احمد)۔

۱۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ (دجال کے قصے میں) روایت کرتی ہیں: پھر عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال تک زمین میں ایک امام عادل اور حاکم منصف کی حیثیت سے رہیں گے۔" (مسند احمد)۔

۲۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام سفینہ (دجال کے قصے میں) روایت کرتے ہیں: پھر عیسیٰ

علیہ السلام نازل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ دجال کو افیق (افیق' جسے آج کل افیق کہتے ہیں' شام اور اسرائیل کی سرحد پر موجود ریاست شام کا آخری شہر ہے۔ اس کے آگے مغرب کی جانب چند میل کے فاصلہ پر طبریہ نامی جھیل ہے' جس میں سے دریائے اُردن نکلتا ہے اور اس کے جنوب مغرب کی پہاڑوں کے درمیان ایک نشیبی راستہ ہے' جو تقریباً ڈیڑھ دو ہزار فٹ تک گہرائی میں اُتر کر اس مقام پر پہنچتا ہے' جہاں سے دریائے اُردن طبریہ میں سے نکلتا ہے۔ اسی پہاڑی راستے کو عقبہ افیق (افیق کی گھاٹی) کہتے ہیں۔ کی گھاٹی کے قریب آ کر ہلاک کر دے گا۔ (مسند احمد)

۲۱۔ حضرت حذیفہ بن یمان (دجال کا ذکر کرتے ہوئے) بیان کرتے ہیں: "پھر جب مسلمان نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوں گے تو اُن کی آنکھوں کے سامنے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم اُتریں گے۔ اور وہ مسلمانوں کو نماز پڑھائیں گے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد لوگوں سے کہیں گے کہ میرے اور اس دشمن خدا کے درمیان سے ہٹ جاؤ...... اور اللہ دجال کے ساتھیوں پر مسلمانوں کو مسلط کر دے گا اور مسلمان انہیں خوب ماریں گے' یہاں تک کہ درخت اور پتھر پکار اُٹھیں گے۔ اے عبداللہ' اے عبدالرحمٰن' اے مسلمان' یہ رہا ایک یہودی' مار اسے۔ اس طرح اللہ ان کو فنا کر دے گا اور مسلمان غالب ہوں گے اور صلیب توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کر دیں گے اور جزیہ ساقط کر دیں گے۔ (مستدرک حاکم' مسلم میں بھی یہ روایت اختصار کے ساتھ آئی ہے اور حافظ ابن حجر نے فتح الباری جلد ۶ ص ۴۵۰ میں اُسے درست قرار دیا ہے)۔

یہ جملہ ۲۱ روایات ہیں جو ۱۴ صحابیوں سے سندوں کے ساتھ حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں وارد ہوئی ہیں۔ اگرچہ ان کے علاوہ دوسری بہت سی احادیث میں بھی یہ ذکر آیا ہے' لیکن طول کلام سے بچنے کے لئے ہم نے اُن سب کو نقل نہیں کیا ہے بلکہ وہ روایتیں لے لی ہیں' جو سند کے لحاظ سے قوی تر ہیں۔

ان احادیث سے کیا ثابت ہوتا ہے؟

جو شخص بھی ان احادیث کو پڑھے گا وہ خود دیکھ لے گا کہ اِن میں کسی "مسیح موعود یا مثیل مسیح" یا "بروز مسیح" کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں ہے' نہ ان میں اس امر کی کوئی گنجائش ہے کہ کوئی شخص اس زمانے میں کسی ماں کے پیٹ اور کسی باپ کے نطفے سے پیدا ہو کر یہ دعویٰ کرے کہ میں ہی وہ مسیح ہوں۔ جس کے آنے کی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی۔ یہ تمام حدیثیں صاف اور صریح الفاظ میں اُن عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کی خبر دے رہی ہے' جو اب سے دو ہزار سال پہلے باپ کے بغیر حضرت مریم علیہا السلام کے بطن

سے پیدا ہوئے تھے' اس مقام پر یہ بحث چھیڑنا بالکل لاحاصل ہے کہ وہ وفات پا چکے ہیں یا زندہ کہیں موجود ہیں۔ بالفرض وہ وفات ہی پا چکے ہوں تو اللہ انہیں زندہ کر کے اٹھا لانے پر قادر ہے (۱۔ جو لوگ اس بات کا انکار کرتے ہیں' انہیں سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۵۹ ملاحظہ فرما لینی چاہیے' جس میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ اس نے اپنے ایک بندے کو ۱۰۰ برس تک مردہ رکھا اور پھر زندہ کر دیا۔ (**فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ**) ورگرنہ یہ بات بھی اللہ کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو اپنی کائنات میں کہیں ہزارہا سال تک زندہ رکھے اور جب وہ چاہے دنیا میں واپس لے آئے۔ بہر حال اگر کوئی شخص حدیث کو نہ مانتا ہو تو وہ سرے سے کسی آنے والے کی آمد کا قائل ہی نہیں ہو سکتا' کیونکہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ احادیث کے سوا کسی اور چیز پر مبنی نہیں ہے۔ لیکن یہ ایک عجیب مذاق ہے کہ آنے والے کی آمد کا عقیدہ تو لے لیا جائے' احادیث سے' اور پھر انہی احادیث کی اس تصریح کو نظر انداز کر دیا جائے کہ وہ آنے والے عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم ہوں گے نہ کہ کوئی مثل مسیح۔ دوسری بات جو اتنی ہی وضاحت کے ساتھ ان احادیث سے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا یہ دوبارہ نزول نبی ہو کر آنے والے شخص کی حیثیت سے نہیں ہوگا۔ نہ اُن پر وحی نازل ہوگی' نہ وہ خدا کی طرف سے کوئی نیا پیغام یا نئے احکام لائیں گے' نہ وہ شریعت محمدیؐ میں کوئی اضافہ یا کوئی کمی کریں گے' نہ اُن کو تجدید دین کے لئے دنیا میں لایا جائے گا۔ نہ وہ آ کر لوگوں کو اپنے اوپر ایمان لانے کی دعوت دیں گے اور نہ وہ اپنے ماننے والوں کی ایک الگ اُمت بنائیں گے' وہ صرف ایک کارِ خاص کے لئے بھیجے جائیں گے' اور وہ یہ ہوگا کہ دجال کے فتنے کا استیصال کر دیں۔ اس غرض کے لئے وہ ایسے طریقے سے نازل ہوں گے کہ جن مسلمانوں کے درمیان کا نزول ہوگا۔ انہیں اس امر میں کوئی شک نہ رہے گا کہ یہ عیسیٰ علیہ والسلام ابن مریم ہی ہیں' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ٹھیک وقت پر تشریف لائے ہیں۔ وہ آ کر مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔ جو بھی مسلمانوں کا امام اس وقت ہوگا' اُسی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔۲ (۲۔ علماء اسلام نے اس مسئلے کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ علامہ تفتازانی (۷۲۲ھ ۔ ۷۹۲ھ) شرح عقائد نسفی میں لکھتے ہیں: ۔ یہ ثابت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اگر کہا جائے کہ آپ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا ذکر احادیث میں آیا ہے تو ہم کہیں گے کہ ہاں آیا ہے' مگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے' کیونکہ ان کی شریعت تو منسوخ ہو چکی ہے۔ اس لئے نہ اُن کی طرف وحی ہوگی اور نہ وہ احکام مقرر کریں گے۔ بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

نائب کی حیثیت سے کام کریں گے اور یہی بات علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ اپنی سابق نبوت پر باقی ہوں گے بہر حال اس سے معزول تو نہ ہو جائیں گے مگر وہ پچھلی شریعت کے پیرو نہ ہوں گے کیونکہ وہ ان کے اور دوسرے سب لوگوں کے حق میں منسوخ ہو چکی ہے اور اب وہ اصول اور فروغ میں اس شریعت کی پیروی پر مکلف ہوں گے۔ لہٰذا ان پر نہ اب وحی آئے گی اور نہ انہیں احکام مقرر کرنے کا اختیار ہوگا۔ بلکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب اور آپ کی اُمت میں اُمت محمدیہ کے حاکموں میں سے ایک حاکم کی حیثیت سے کام کریں گے۔ (جلد ۲۲ ص ۳۲)۔

امام رازی اس بات کو اور زیادہ وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔

انبیاء کا دور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے تو انبیاء کی آمد کا زمانہ ختم ہو گیا۔ اب یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہوں گے۔ (تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۴۳) اور جو بھی مسلمانوں کا امیر ہوگا' اُسی کو آگے رکھیں گے' تاکہ اس شبہ کی کوئی ادنیٰ سی گنجائش بھی نہ رہے کہ وہ اپنی سابق پیغمبرانہ حیثیت کی طرف اب پھر پیغمبری کے فرائض انجام دینے کے لئے واپس آئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی جماعت میں اگر خدا کا پیغمبر موجود ہو تو نہ اس کا کوئی دوسرا امام دوسرا شخص ہو سکتا ہے اور نہ امیر۔ پس جب مسلمانوں کی جماعت میں آکر محض ایک فرد کی حیثیت سے شامل ہوں گے تو یہ گویا خود بخود اس طرح ہوگا کہ وہ پیغمبر کی حیثیت سے تشریف نہیں لائے ہیں اور اس بناء پر ان کی آمد سے مہر نبوت کے ٹوٹنے کا قطعاً کوئی سوال پیدا نہ ہوگا۔

اُن کا آنا بلاشبہ اسی نوعیت کا ہوگا' جیسے ایک صدر ریاست کے دور میں کوئی سابق صدر آئے اور وقت کے صدر کی ماتحتی میں مملکت کی کوئی خدمت انجام دے ایک معمولی سمجھ بوجھ کا آدمی بھی یہ بات بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ ایک صدر کے دور میں کسی سابق صدر کے محض آجانے سے آئین نہیں ٹوٹتا۔ البتہ دونوں صورتوں میں آئین کی خلاف ورزی لازم آتی ہے۔ ایک یہ کہ سابق صدر آکر پھر سے فرائض صدارت سنبھالنے کی کوشش کرے۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص اس کی سابق صدارت کا بھی انکار کردے کیونکہ یہ اُن تمام کاموں کے لئے جواز کو چیلنج کرنے کا ہم معنی ہوگا' جو اس کے دور صدارت میں انجام پائے تھے۔ ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو بجائے خود سابق صدر کی آمد آئینی پوزیشن میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتی یہی معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام آمدِ ثانی کا بھی ہے کہ ان کے محض آ جانے سے ختم نبوت نہیں ٹوٹتی۔ البتہ اگر وہ آ کر پھر نبوت کا منصب سنبھال لیں اور فرائض نبوت انجام دینے کی کوشش کرے یا انجام دینے شروع کر دیں' یا کوئی شخص ان کی سابق نبوت کا بھی انکار کر دے تو اس سے اللہ تعالیٰ کے آئین نبوت کی خلاف ورازی لازم آئے گی۔ احادیث نے پوری وضاحت کے ساتھ دونوں صورتوں کا سدباب کر دیا ہے۔ ایک طرف وہ تصریح کرتی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبوت نہیں ہے اور دوسری طرف وہ خبر دیتی ہیں کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام دوبارہ نازل ہوں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ ان کی یہ آمدِ ثانی منصب نبوت کے فرائض انجام دینے کے لئے نہ ہوگی۔ اس طرح ان کی آمد سے مسلمانوں کے اندر کفر و ایمان کا بھی کوئی نیا سوال پیدا نہ ہوگا۔ اُن کی سابقہ نبوت پر ایمان رکھتے تھے اور آپ کی ساری اُمت ابتداء سے اُن کی مومن ہے۔ یہی حیثیت اُس وقت ہوگی۔ مسلمان کسی تازہ نبوت پر ایمان نہ لائیں گے' بلکہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی سابقہ نبوت پر ایمان رکھیں گے' جس طرح آج رکھتے ہیں' یہ چیز کہ آج ختم نبوت کے خلاف ہے نہ اُس وقت ہوگی۔

آخری بات جو ان احادیث سے' اور بکثرت دوسری احادیث سے معلوم ہوتی ہے' وہ یہ کہ دجال جس کے فتنہ عظیم کا استحصال کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھیجا جائے گا' یہودیوں میں سے ہوگا' اور اپنے آپ کو "مسیح" کی حیثیت سے پیش کرے گا۔ اس معاملے کی حقیقت کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا' جب تک وہ یہودیوں کی تاریخ اور ان کے مذہبی تصورات سے واقف نہ ہو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد جب بنی اسرائیل پے در پے تنزل کی حالت میں مبتلا ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ آخر کار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں تتر بتر کر دیا تو انبیائے بنی اسرائیل نے ان کو خوشخبری دینی شروع کی کہ خدا کی طرف سے ایک "مسیح" آنے والا ہے' جو ان کو اس ذلت سے نجات دلائے گا۔ ان پیشگوئیوں کی بنا پر یہودی ایک مسیح کی آمد کے متوقع تھے جو بادشاہ ہو' لڑ کر ملک فتح کرے' بنی اسرائیل کو ملک ملک سے لاکر فلسطین میں جمع کر دے اور ان کی ایک زبردست سلطنت قائم کر دے لیکن ان کی توقعات کے خلاف جب حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام خدا کی طرف سے مسیح ہو کر آئے اور کوئی لشکر ساتھ نہ لائے تو یہودیوں نے ان کی مسیحیت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں ہلاک کرنے کے درپے ہو گئے' اُس وقت آج تک دنیا بھر کے یہودی اُس مسیح موعود کو (Promised Messian) منتظر ہیں' جس کے آنے کی خوش خبریاں اُن کو دی گئی تھیں۔ اُن کا لیٹریچر اس آنے والے دور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے۔ تیمود اور ربیوں کے ادبیات میں

اُس کو جو نقشہ کھینچا گیا ہے' اُس کی خیالی لذت کے سہارے صدیوں سے یہودی جی رہے ہیں اور یہ اُمید لئے بیٹھے ہیں کہ یہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی و سیاسی لیڈر ہوگا' جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا علاقہ (جسے یہودی اپنی میراث کا ملک سمجھتے ہیں) انہیں واپس دلائے گا اور دنیا کے گوشے گوشے سے یہودیوں کو لا کر اس ملک میں پھر سے جمع کر دے گا۔

اب اگر کوئی شخص مشرق وسطیٰ کے حالات پر ایک نگاہ ڈالے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشنگوئیوں کے پس منظر میں ان کو دیکھے تو فوراً یہ محسوس کرے گا کہ اُس دجال اکبر کے ظہور کے لئے اسٹیج بالکل تیار ہو چکا ہے' جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبروں کے مطابق یہودیوں کا مسیح موعود بن کر اُٹھے گا۔ فلسطین کے بڑے حصے سے مسلمان بے دخل کئے جا چکے ہیں اور وہاں اسرائیل کے نام سے ایک یہودی ریاست قائم کر دی گئی ہے۔ اس ریاست میں دنیا بھر کے یہودی کھینچ کھینچ کر چلے آ رہے ہیں' امریکہ' برطانیہ اور فرانس نے اس کو ایک زبردست جنگی طاقت بنا دیا ہے۔ یہودی سرمائے کی بے پایاں امداد سے یہودی سائنسدان اور ماہرین فنون اُس کو روز افزوں ترقی دیتے چلے آ رہے ہیں اور اُس کی یہ طاقت گرد و پیش کی' مسلمان قوموں کے لئے ایک خطرہ عظیم بن گئی ہے۔ اس ریاست کے لیڈروں نے اپنی اس تمنا کو کچھ چھپا کر نہیں رکھا ہے کہ وہ اپنی ''میراث کا ملک'' حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ مستقبل کی یہودی سلطنت کا جو نقشہ وہ ایک مدت سے کھلم کھلا شائع کر رہے ہیں۔ اُسے مقابل کے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پورا شام' پورا لبنان' پورا اُردن اور تقریباً سارا عراق لینے کے علاوہ ترکی سے اسکندرون' مصر سے سینا اور ڈیلٹا کا علاقہ اور سعودی عرب سے بالائی حجاز و نجد کا علاقہ لینا چاہتے ہیں' جس میں مدینہ منورہ بھی شامل ہے۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے صاف محسوس ہوتا ہے کہ آئندہ کسی عالمگیر جنگ کی ہڑبونگ سے فائدہ اُٹھا کر وہ ان علاقوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گے اور ٹھیک اس موقع پر وہ دجال اکبر اُن کا مسیح موعود بن کر اُٹھے گا' جس کے ظہور کی خبر دینے ہی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اکتفا نہیں فرمایا ہے' بلکہ یہ بھی بتا دیا ہے کہ اُس زمانے میں مسلمانوں پر مصائب کے ایسے پہاڑ ٹوٹیں گے کہ ایک دن سال کے برابر محسوس ہوگا' اسی بناء پر آپ فتنہء دجال و مسیح سے خود بھی پناہ مانگتے تھے اور اپنی اُمت کو بھی پناہ مانگنے کی تلقین فرماتے تھے۔

اس مسیح دجال کا مقابلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کسی مثیل کو نہیں' بلکہ اُس اصلی مسیح کو نازل فرمائے گا' جسے دو ہزار برس پہلے یہودیوں نے ماننے سے انکار کر دیا تھا اور جسے وہ اپنی درست میں صلیب پر چڑھا کر

ٹھکانے لگا چکے تھے۔ اس حقیقی مسیح کے نزول کی جگہ ہندوستان یا افریقہ یا امریکہ میں نہیں بلکہ دمشق میں ہوگی' کیونکہ یہی مقام اُس وقت عین محاذِ جنگ پر ہوگا۔ براہ کرم دوسرے صفحے پر نقشہ ملاحظہ فرمایئے۔ اس میں آپ دیکھیں گے کہ اسرائیل کی سرحد سے دمشق بمشکل ۵۰' ۴۰ میل کے فاصلے پر ہے' پہلے جو احادیث ہم نقل کر آئے ہیں اُن کا مضمون اگر آپ کو یاد ہے تو آپ کو یہ سمجھنے میں کوئی زحمت نہ ہوگی کہ مسیح دجال ۷۰ ہزار یہودیوں کا لشکر لے کر شام میں گھسے گا اور دمشق کے سامنے جا پہنچے گا۔ ٹھیک اس نازک موقع پر دمشق کے مشرقی حصے میں ایک سفید مینار کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم صبحدم نازل ہوں گے اور نمازِ فجر کے بعد مسلمانوں کو اس کے مقابلے پر لے کر نکلیں گے۔ اُن کے حملے سے دجال پسپا ہو کر افیق کی گھاٹی سے (ملاحظہ ہو حدیث نمبر ۲۱) اسرائیل کی طرف پلٹے گا اور وہ اُس کا تعاقب کریں گے' آخر کار لد کے ہوائی اڈے پر پہنچ کر وہ اُن کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ (حدیث نمبر ۱۰' ۱۴' ۱۵) اُس کے بعد یہودی چن چن کر قتل کئے جائیں گے اور ملت یہود کا خاتمہ ہو جائے گا (حدیث ۹' ۱۵' ۲۱)۔

عیسائیت بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اظہار حقیقت ہو جانے کے بعد ختم ہو جائے گی (حدیث نمبر ۱' ۲' ۴' ۶)۔

اور تمام ملتیں ایک ہی ملت مسلمہ میں ضم ہو جائیں گی۔ (حدیث نمبر ۶' ۱۵)

یہ وہ حقیقت ہے جو کسی اشتباہ کے بغیر احادیث میں صاف نظر آتی ہے۔ اس کے بعد اس امر میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے کہ "مسیح موعود" کے نام سے جو کاروبار ہمارے ملک میں پھیلایا گیا ہے وہ ایک جعل سازی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔

اس جعل سازی کا سب سے زیادہ مضحکہ انگیز پہلو یہ ہے کہ جو صاحب اپنے آپ کو ان پیشگوئیوں کا مصداق قرار دیتے ہیں' انہوں نے خود عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم بننے کے لئے دلچسپ ناول فرمائی ہے: "اُس نے (یعنی اللہ تعالیٰ) نے براہین احمدیہ کے تیسرے میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے' دو برس تک صفت مریمیت میں' میں نے پرورش پائی ----- پھر ----- مریم علیہ السلام کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد' جو دس مہینے سے زیادہ نہیں' بذریعہ اُس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے' مجھے مریم سے عیسیٰ علیہ السلام بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔" (کشتی نوح ص ۸۷' ۸۸' ۸۹)۔

یعنی پہلے مریم بنے' پھر خود ہی حاملہ ہوئے۔ پھر اپنے پیٹ سے آپ عیسیٰ ابن مریم بن کر تولد ہوگئے!

اس کے بعد یہ مشکل پیش آئی کہ عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کا نزول تو احادیث کی رو سے دمشق میں ہونا تھا' جو کئی ہزار برس سے شام کا ایک مشہور معروف مقام ہے اور آج بھی دنیا کے نقشے پر اسی نام سے موجود ہے۔ یہ مشکل ایک دوسری پر لطف تاویل سے یوں رفع کی گئی۔

"واضح ہو کہ دمشق کے لفظ تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے' جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں' جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں..... یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں' دمشق سے ایک مشابہت اور مناسبت رکھتا ہے۔" (حاشیہ ازالہ اوہام ص ۶۳ تا ۷۳)۔

پھر ایک اور الجھن یہ باقی رہ گئی کہ احادیث کی رو سے ابن مریم کو ایک سفید منارہ کے پاس اُترنا تھا۔ چنانچہ اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مسیح صاحب نے آکر اپنا منارہ خود بنوالیا۔ اب اسے کون دیکھتا ہے کہ احادیث کی رو سے منارہ وہاں ابن مریم علیہ السلام کے نزول سے پہلے موجود ہونا چاہئے تھا اور یہاں وہ مسیح موعود صاحب کی تشریف آوری کے بعد تعمیر کیا گیا۔

آخری اور زبردست الجھن یہ تھی کہ احادیث کی رو سے تو عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو لد کے دروازے پر دجال کو قتل کرنا تھا۔ اس مشکل کو رفع کرنے کی فکر میں پہلے طرح طرح کی تاویلیں کی گئیں۔ کبھی تسلیم کیا گیا کہ لد بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا نام ہے۔ پھر کہا گیا کہ لد اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو بے جا جھگڑا کرنے والے ہوں۔ جب دجال کے بے جا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے' تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دیگا۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۳۵)۔ لیکن جب اس سے بھی بات نہ بنی تو صاف کہہ دیا گیا کہ لد سے مراد لدھیانہ ہے اور اس کے دروازے پر دجال کے قتل سے مراد یہ ہے کہ اشرار کے مخالفت کے باوجود یں سب سے پہلے مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت ہوئی (الہدیٰ ص ۹۱)۔ ان تاویلات کو جو شخص بھی کھلی آنکھوں سے دیکھے گا' اُسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ جھوٹے بہروپ (Flase inpersonation) کا صریح ارتکاب ہے' جو علی الاعلان کیا گیا ہے۔

دینِ اسلام کو مسخ کرنیوالے

اگر ہم تاریخ اسلام کے جھروکوں میں لمحہ بھر کے لئے جھانکیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ بدقسمتی سے ملت

اسلامیہ کئی فرقوں میں تقسیم ہوئی' باہمی تعصب نے بارہا اُمت مسلمہ کے امن وسکون کو درہم برہم کیا۔ فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے المناک حوادث کو جنم دیا اور گردش دوراں نے امت مسلمہ کے اتحاد واتفاق کو انتشار و افتراق میں بدل دیا۔ لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود تمام مکاتب فکر کے علماء اس امر پر متفق رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ ہی اسلامی نظام کی شکل کوئی نیا نظام آئے گا۔ چنانچہ گزشتہ چودہ صدیوں میں جس نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا اُس لعین کو مرتد قرار دیا گیا۔ اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کر کے اس کی جھوٹی عظمت کو خاک میں ملا دیا گیا۔ اور جس نے بھی اسلام کی شکل کوئی نیا نظام رائج کرنے کی کوشش کی وہ اپنے عبرتناک انجام سے دوچار ہوا۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی شہادت رب لم یزل نے کتاب انقلاب میں دی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "محمد تم میں سے کسی بالغ مرد کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں" اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی تائید وتصدیق خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درج ذیل فرمان عالیشان سے بھی ہوتی ہے کہ "انا خاتم النبین لا نبی بعدی" میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے ان چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جس پر ہمیشہ ملت اسلامی کا اجماع رہا ہے اگر ہم ہندوستان کی تاریخ کو بنظر عمیق دیکھیں تو یہ طشت ازبام ہے کہ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمان اپنی سیاسی ومذہبی بالادستی کھودینے کی وجہ سے سخت ذہنی پریشانی اور یاس وقنوط کا شکار ہو چکے تھے اور اپنے اس اضمحلال واضطراب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ہر طرف منتظر آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ کوئی مردِ خدا آکر انہیں اس کرب وبلا سے نجات دلائے اس دور کے مسلم دانشور بھی احیاءِ اسلام کے درد سے مضطرب و بے چین تھے مگر انہیں دوہری دشواری کا سامنا تھا ایک تو انقلاب زمانہ نے ان کی دینوی حکومت اور جاہ وجلال چھین لیا تھا دوسری طرف یورپ کا مادی انقلاب ان کی دینی اقدار کو پامال اور جذبہ جہاد کو سبوتاژ کر رہا تھا۔ ادھر انگریزوں کے ناپاک عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے میر جعفر اور میر صادق سے بھی بڑے غدار ضمیر فروش' ابن الوقت اور ایسے دین فروشوں کی ضرورت تھی جو ملکہ برطانیہ کا وفادار اور انگریز سرکار کے ایجنٹ ہوں۔ چنانچہ 1857ء کی تحریک آزادی کے بعد اُمت مسلمہ کے دلوں سے جذبہ جہاد نکالنے کے لئے اور مسلمانوں کے دینی عقائد کو مسخ کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا گیا۔ بھارت کے صوبہ پنجاب کے ضلع گورداسپور کے تحصیل بٹالہ کے ایک غیر معروف گاؤں قادیان

کے رہنے والے اس شخص نے ایک ہی جست میں صرف نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ کبھی عالم کے روپ میں سامنے آیا کبھی سازش کے تحت عیسائیوں سے مناظرہ کر کے ایک مناظر کی شکل میں روشناس ہوتا رہا۔اور سادہ لوح مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہا' کبھی دجل وفریب پر مبنی کتابیں لکھ کر خود کو ایک مصنف کی حیثیت سے متعارف کرواتا رہا تو کبھی اپنی جھوٹی تعلیمات کے اشتہارات شائع کر کے سستی شہرت حاصل کرتا رہا۔کبھی اپنے آپ کو مجدد کہا تو کبھی مامور من اللہ بنا۔کبھی خود کو محدث کہا تو کبھی اپنے آپ کو امام زماں لکھا۔کہیں مہدی اور مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا تو کبھی ظلی بروزی نبی بنا مختصر یہ کہ بالآخر 1901ء میں تمام حدود کو پھلانگ کر اپنی جھوٹی نبوت و رسالت کا اعلان کردیا اور لوگوں کے سامنے اسلام کے متوازی ایک نیا دین پیش کر دیا یہی وجہ ہے کہ 1901ء سے لے کر آج تک جید علماء و مفکرین اور دانشور حضرات امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کرتے رہے اور اس فتنے کی سرکوبی کے لئے شب و روز کوشاں رہے اور ملت اسلامیہ کے ہزاروں نوجوانوں نے اسی مقدس مشن کی خاطر اپنی متاع زیست کو نذرانے کے طور پر ہتھیلیوں پر نقد پیش کیا امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ قادیانیت کے متعلق فرمایا تھا کہ ''مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور اُن سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے'' مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کے متعلق وسیع معلومات ٹھوس حقائق اور ناقابل تردید دستاویزی ثبوت کے پیش نظر فرمایا تھا کہ ''قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں''۔

جب عالم ارواح میں حق تعالیٰ جل شانہٗ نے سوال فرمایا **اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ** (کیا نہیں ہوں میں تمہارا رب) اس وقت چونکہ روحوں کو مشاہدہ حاصل تھا۔ہر طرف سے صدا گونجی ''**قَالُوْا بَلٰی**'' (بے شک تو ہے) لیکن اس امکان کو رفع کرنے کی خاطر کہ عالم اجسام میں حجاب کے حائل ہونے کی وجہ سے اس عہد کو فراموش نہ کر دیں اللہ تعالیٰ نے جنت سے آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام اور ابلیس علیہ اللعنۃ کو زمین پر اتارتے وقت یہ ارشاد فرمایا۔

(آیت) قلنا اھبطوا منھا جمیعًا فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدی فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ (البقرہ ۳۸)

ترجمہ: ''کہا ہم نے اترو یہاں سے سب کے سب پھر اگر آوے میری طرف سے ہدایت سو جو کوئی پیروی کرے گا میری اس ہدایت کی تو نہ کچھ اندیشہ اُن پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے''۔

اس ارشاد کے مطابق انبیاء مبعوث ہوتے رہے جن کے ذریعہ ہدایت کا سلسلہ جاری ہوا۔ ربانی احکام کا پودا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام نے لگایا جو اول الانبیاء بھی تھے اور اس کی آبیاری سب انبیاء کرتے رہے تا آنکہ وہ خاتم الانبیاء حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں کامل برگ وبا دیتا۔ شجر دین کی آبیاری کی دعوت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس پیغام سے دی۔

(آیت) یبنی آدم اِمّا یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایٰ فمن اتقی واصلح فلا خوف علیهم ولاهم یحزنون (الاعراف ۳۵)

ترجمہ: ''اے اولاد آدم! اگر تمہارے پاس پیغمبر آئیں وہ تم ہی میں سے ہوں گے اور میرے احکام تم کو پہنچائیں سو جو ان کی ہدایت پر عمل کرتے ہوگے پرہیز گار بنیں اور اپنی اصلاح کریں تو وہ لوگ آخرت کے اندیشہ سے بے خوف رہیں ان کو وہاں کوئی غم نہ ہوگا۔

لہٰذا اس درخت کی آبیاری حکم خداوندی **یَقُصُّوْنَ عَلَیْکُمْ اٰیٰتِی** جو تم کو میرے احکام پہنچاتے رہیں گے کے تحت بلا کم وکاست کی۔

تمام احکام جو حالات اور ضروریات کے مطابق ملتے رہے۔ پہنچاتے رہے۔ نبوت کا سلسلہ نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام اور ان کی ذریت میں جاری رہا جیسا کہ فرمان ہے۔

(آیت) ولقد ارسلان نوحاً و ابراهیم و جعلنا فی ذریتهما النبوة والکتاب (الحدید ۲۶)

ترجمہ: اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور ہم نے ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب کا سلسلہ جاری رکھا۔

پھر اس آیت کریمہ سے:

(آیت) ولقد اتینا موسیٰ الکتاب وقفینا من بعده بالرسل (البقرہ ۸۷)

ترجمہ: اور ہم نے موسیٰ کو کتاب (توریت) دی پھر ان کے بعد یکے بعد دیگرے پیغمبروں کو بھیجتے رہے۔

جس میں ''بالرسل'' جو جمع کا لفظ ہے یہ اطلاع ملتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد رسولوں کا سلسلہ جاری ہے اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کا دور آتا ہے تو وہ اپنے بعد ایک رسول کی بشارت سناتے ہیں اور ان آنے والے رسول کے نام سے بھی مطلع کرتے ہیں۔ اس بشارت میں کھلا اعلان ہے کہ اب رسول سارے آچکے ہیں

اور صرف یہ ایک باقی رہ گئے ہیں۔ آنحضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ختم نبوت اور انقطاع وحی رسالت پر یہ بھی ایک روشن دلیل ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے تمام انبیاء کی معرفت رسولوں کے آنے کا اعلان ہوتا تھا۔ اسرائیلی سلسلہ کے آخری رسول نے اسماعیل سلسلہ کے رسول کی بشارت سنائی۔

(آیت) واذقال عیسیٰ ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللّٰہ الیکم مصدقالما بین یدی من التوارۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اِسمہ' احمد (الصف ۶)

ترجمہ: ''وہ وقت قابل ذکر ہے جب کہ عیسیٰ ابن مریم نے اعلان کیا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف رسول بن کر آیا ہوں اور میں مصدق ہوں تو ریت کا جو مجھ سے قبل نازل ہوئی ہے اور اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت دینے والا ہوں جس کا نام احمد ہوگا۔''

یعنی نبوت اب بنی اسرائیل سے ختم ہو کر بنی اسمٰعیل میں منتقل ہوگئی اور دنیا نے دیکھ بھی لیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں جہاں موقعہ بموقعہ نبی آتے رہتے تھے آنے بند ہوگئے۔

☆ آمد مصطفی ﷺ

انبیاء و مرسلین علیہم السلام کی آمد و رفت کا سلسلہ دراز حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی رفع آسمانی تک جاری رہا۔ پھر ایک عظیم الشان تاریخ ساز ہستی کے ظہور کے لئے چھ سو سال تک معطل رہا کہ اب تک انبیاء آتے رہے اب امام الانبیاء کی باری ہے۔

چھ سو سال کی طویل مدت میں اس ربع مسکون میں بڑے مدو جزر آئے عظیم انقلاب رونما ہوئے بہت سی ارتقائی منزلیں طے ہوئیں۔ دنیا باوجود اپنی وسعت کے سمٹ کر قریب تر ہوگئی۔ بحری و بری راہیں کھلتی رہیں۔ مسافت کی طوالت میں کمی ہوتی رہی۔ ایک ملک سے دوسرے ملک ایک براعظم سے دوسرے براعظم تک کا سفر آسان ہوتا گیا۔ ایک قوم دوسری قوم کے گرد و پیش سے آگاہ اور ایک دوسرے کے اثرات قبول کرنے لگی۔ غرض ایسی صورتیں پیدا ہوگئیں اور ایسا وقت آ گیا کہ اب اللہ کا ایسا رسول آئے جس کا دائرہ رسالت ایک قوم یا ایک ملک تک محدود نہ رہے بلکہ سارے کرہ ارض کے لئے ہو۔ جس کی مساعی سے رنگ و نسل قوم وطن کے امتیازات مٹ سکیں اور اس کا لایا ہوا آئین ایسا مکمل جامع ہو جو نہ صرف سابقہ آئینوں کا نچوڑ ہو بلکہ رہتی دنیا تک کی انسانی ضروریات کا مکفل اور حرف آخر ہو جو زمان و مکان کی قید سے آزاد ہو۔ آنے والا

اسم با مسمّٰی محمد و احمد یعنی ستودہ صفات اور جملہ کمالات سے متصف ہو۔ حامد بھی ہو محمود بھی ہو۔ اور نبوت کی دولت بھی اس پر ختم ہوتا کہ وحدت ملت اور مرکزیت قائم و دائم رہے۔ وہ نبوت اور رسالت کے تمام مخصوص علوم و کمالات کے علاوہ ہر سابقہ نبی کی خصوصی شان اور طغرائے امتیاز کا بھی وارث ہو۔ دعائے خلیل ' نوید عیسیٰ جس کی دنیا منتظر تھی بالآخر آیا۔ اس شان کا آیا اس آن بان کے ساتھ آیا جیسا کہ آنا چاہئے تھا۔

صفات الٰہیہ کے مظہر جامع ' سرچشمہ خلافت و نبوت مصدر جود و عطا صاحب خلق عظیم ' تفسیر کتاب لم یزل پیغامبر حیات ' شہنشاہ کونین ' عالم قدس سے عالم امکاں میں تشریف فرمائے عزت و جلال ہوئے۔

توحید کا غلغلہ اُٹھا چمنستان سعادت میں بہار آ گئی آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں۔

اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(آیت) لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم یتلوا علیھم ایتہٖ ویزکیھم و یعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ٥ (ال عمران ۱۶۴)

ترجمہ: ''درحقیقت ایمان لانے والوں پر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اللہ کی آیات سناتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں ورنہ اُن سے پہلے تو وہ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔''

فی الحقیقت محسن انسانیت کو بھیج کر ایک احسان عظیم فرمایا۔ اُس ذی شان رسول کو بھیجا جن کی توصیف سابقہ صحیفوں میں ہوتی رہی یعنی۔

(آیت) یجدونہ' مکتوباً عندھم فی التوراۃ والانجیل (اعراف ۱۵۷)

ترجمہ: ''پاتے ہیں ان کی تعریف لکھی ہوئی توریت میں اور انجیل میں۔''

اور خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے باپ ابراہیم (واسمٰعیل) کی دُعا ہوں۔

(آیت) ربنا و ابعث فیھم رسولاً منھم (البقرہ ۱۲۹)

ترجمہ: ''اے رب ہمارے اور بھیج ان میں پیغمبر انہی کی جنس میں سے اور عیسیٰ کی بشارت ہوں۔''

(آیت) مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ' احمد (الصف ٦)

ترجمہ: ''میں بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جن کا نام احمد ہوگا۔''

(احمد اور بزار اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی نے عرباض بن ساریہ سے روایت کی ہے)

اور یہ پیغام ربانی سنایا:۔

(آیت) قل یاایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعًا (اعراف ۱۵۸)

ترجمہ: ''آپ اعلان کر دیجئے کہ اے دنیا جہاں کے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔''

اس کے بعد یہ فرمان خداوندی سنایا گیا کہ جب یہ رسول تمام جہان کے لئے تشریف لے آئے تو اب اُن رسول کی ذات پر سلسلہ نبوت بھی ختم کیا جاتا ہے۔

(آیت) ما کان محمد ابآ احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبین ہ

(الاحزاب ۴۰)

ترجمہ: ''محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔''

اور یہ اعلان کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں کون کر رہا ہے۔

(آیت) وکان اللہ بکل شیءٍ علیما

ترجمہ: اور اللہ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے''

وہ ذات جو ہر شے پر قادر ہے۔ جسے ہر بات کا علم ہے جو مستقبل اور غیب کا جاننے والا ہے۔ نظر حقیقت سے دیکھا جائے تو بعثت عام اور ختم نبوت دونوں لازم وملزوم امر ہیں۔ اگر رسالت عام نہ ہوتی اور نبوت ختم ہو جاتی تو آنے والی امت بلا رسول رہ جاتی اس لئے جب نبوت کا ختم ہونا مقدر ہوا تو ساتھ ہی رسالت کا دامن بھی قیامت تک پھیلایا گیا لہٰذا نئے رسول کی ضرورت نہ رہی۔ افضل الرسل خاتم الانبیاء کی دعوت بھی کس شان سے دی گئی۔

(آیت) وابتغوا احسن مآانزل الیکم من ربکم (الزمر ۵۵)

ترجمہ: ''اور اتباع کرو سب سے بہتر کا جو تمہارے رب نے تمہاری طرف بھیجے ہیں۔''

یعنی اب تک جتنے رسول اور کتابیں آئیں سب اچھی تھیں لیکن اب یہ رسول اور کتاب سب سے اچھے ہیں لہٰذا افضل کے ہوتے ہوئے فضول کا اتباع بے معنی ہوگیا۔ اور یہ ذی شان اعلان بھی سنایا۔

(آیت)قد جاء کم من اللّٰہ نور و کتب مبین ٥ یھدی بہ اللّٰہ من اتبع رضوانہ' سبل السلٰم ویخرجھم من الظلمت الی النور باذنہٖ ویھدیھم الی صراط مستقیم ٥(المائدہ ١٥_١٦)

ترجمہ: ''تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی رسول اللہ اور ایک واضح کتاب آ گئی اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ رضائے حق کے طالبوں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے اور تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا یوں تو ایک سے ایک بڑھ کر احسان ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن سے بڑھ کر کوئی احسان نہیں۔ رسول اور کتاب دونوں لازم وملزوم ہیں کلام اللہ سے ہدایت حال کرنے کے لئے نور یعنی کہ رسول کی روشنی ناگزیر ہے۔ اس نور کی ضرورت اس مثال سے سمجھے کہ اگر خارجی روشنی یعنی سورج' چاند' چراغ کی روشنی نہ ہوتی تاریکی میں آنکھوں کی بینائی کام نہیں آتی اس طرح سے کتاب اللہ سے ہدایت کے لئے نور یعنی رسول اللہ کی روشنی کی ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کے ساتھ رسول اللہ کے اسوۂ حسنہ کو مثالی قرار دیا ہے۔ اس دین کو قیامت تک باقی رہنا ہے۔ لہٰذا ایک قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے تو دوسری طرف سنتِ رسول کی حفاظت کی توفیق محدثین رحمہم اللہ اجمعین کو بخشی قرآن کریم میں ہے کہ سابقہ کتب کی حفاظت ان کے علماء کے سپرد کی گئی ہے لیکن حق ادا نہ کیا۔ اس لئے قرآن کی نسبت فرماتے ہیں۔

(آیت)انا نحن نزلنا الذکر وانالہ' لحفظون (الحجر ٩)

ترجمہ: ''تحقیق یہ ذکر (قرآن) ہم نے اتارا ہے اور ہم اس کے نگہبان ہیں۔''

یعنی زمان مستقبل میں خود اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا۔ حفاظت کے لئے پہلی صورت تو یہ اختیار کی کہ

(آیت)سنقرئک فلاتنسی (الاعلیٰ ٦)

ترجمہ: ''ہم آپ کو یاد کرا دیں گے اور آپ نہیں بھولیں گے۔''

آپ بھولیں گے نہیں اور قرآن کے جمع کرنے اور بیان کرنے کا بھی ذمہ لیتے ہیں۔ اور یہ بھی اطمینان دلا دیا کہ ایک جماعت ایسی بھی باقی رہے گی جس کے سینے میں قرآن محفوظ رہے گا۔

(آیت)بل ھوایت بینت فی صدور الذین اوتوا العلم (عنکبوت ٤٩)

ترجمہ: ''بلکہ وہ آیتیں ہیں روشن بیچ سینوں ان لوگوں کے کر دیے گئے علم۔''

اور آخری وعدہ یہ وعدہ فرمایا:۔

(آیت)وانه' لکتاب عزیز ٥لایاتیه الباطل من بین یدیه ولامن خلفه (الغافر۴۲)

ترجمہ: ''اور یہ قرآن بڑی باوقعت کتاب ہے جس میں باطل بات نہ اس کے آگے سے آسکتی ہے اور نہ اس کے پیچھے سے داخل ہوسکتی ہے۔''

یعنی قرآن لوگوں کی تحریف سے محفوظ رہے گا۔قرآن مجید میں رسول ہاشمی کے اتباع اور قرآن پر عمل کی ہر مقام پر تاکید ملتی ہے۔اشارتاً کنایتاً بھی کسی آئندہ نبی یا کتاب کا کوئی ذکر نہیں ہے ماضی میں انبیاء کے بھیجنے کا تو ذکر ہے لیکن یہ کہیں نہیں ہے کہ آئندہ بھی نبی آیا کریں گے۔مثلاً۔

(آیت)ومامحمد الارسول قدخلت من قبله الرسل (العمران ۱۴۴)

ترجمہ: ''محمد اللہ کے رسول ہی تو ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور بھی رسول گزرے ہیں۔''

یہاں یہ نہیں فرمایا کہ رسول آتے رہیں گے۔دوسری جگہ دیکھئے۔

(آیت)وما ارسلان من رسول الیطاع باذن اللّٰه (النساء)

ترجمہ: ''اور ہم نے ہر ایک رسول کو اس لئے بھیجا تھا کہ اس کی طاعت ہمارے حکم کے مطابق کی جائے۔''

یہاں بھی یہی کہ رسول بھیجے ہیں' مگر اتنا اشارہ بھی نہیں ہے کہ رسول بھیجا کرتے ہیں قرآن مجید میں سب سے اہم مقام جہاں کسی نئے نبی کے آنے کا ذکر مل سکتا ہے یہ ہے۔

(آیت)یاایھاالذین امنوا اطیعوا اللّٰه واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (النساء۵۹)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور اطاعت کرو رسول کی اور کہا مانو اپنے مسلمان حاکموں کا۔''

یہاں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی آئندہ ہونے والے نبی کی اطاعت کا ذکر نہیں ہے اللہ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مسلم حاکموں کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔مسلم راعی یا رعایہ کے مابین اگر تنازعہ پیدا ہو تو یہ ہدایت ہوتی ہے۔

(آیت)فان تنازعتم فی شیءٍ فردوه' الی اللّٰه والرسول ان کنتم تومنون باللّٰه والیوم الاخر (النساء ۵۹)

ترجمہ: ''پھر اگر کسی امر میں تم باہم (امراور رعیت) اختلاف کرنے لگو تو اس امر کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا

دو (یعنی کتاب وسنت کی روشنی میں طے کرو) اگر حقیقی ایمان تمہارا اللہ اور آخری دن پر ہے۔"

کتاب وسنت اس قدر جامع ہیں جو جادہ حق سے بھٹکنے نہیں دیں گے اور اگر نبوت کا سلسلہ جاری ہوتا تو یہ خطاب ہوتا کہ جو نبی تمہارے زمانہ میں موجود ہو اس کی طرف رجوع کرنا۔ اور کیسی پیارے انداز سے نصیحت فرمائی ہے۔

(آیت) **ذلك خيرٌ وَ احسن تاويلا** (النساء ۵۹)

ترجمہ: "یہ رجوع (کتاب وسنت کی طرف کرنا خیر کی بات بھی ہے اور اس کا انجام خوشتر ہے۔"

اسلام مکمل آئین حیات ہے

اللہ اللہ کس قدر واضح ہدایت ہے قرآن واحادیث کے لئے وہ مکمل آئین حیات ہے جس سے اخذ کردہ فیصلہ کا انجام خیر ہی خیر ہے اور باہمی نزاع کا بہترین حل ہے سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اس کی کیا ضمانت ہے کہ قرآن اور احادیث دینی اور دنیوی حیات کے لئے جامع ضابطہ حیات ہے تو اس خالق نے جو مخلوق سے زیادہ ان کی اچھائی اور برائی سے واقف ہے خود یہ کھلی ضمانت عطا فرمائی ہے۔ اور اے اُمت محمدیہ میں نے

(آیت) **اليوم اكملتُ لكم دينكم** (کیالمائدہ ۳)

ترجمہ: "آج کے دن تمہارے لئے میں نے دین کو کامل کر دیا۔"

یعنی دین حد کمال کو پہنچ گیا جہاں گمان نقص نہ رہا۔ اور

(آیت) **واتممتُ عليكم نعمتى**

ترجمہ: "اور اے امت محمد میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا۔"

اللہ اکبر! جس نعمت کی نسبت اللہ تعالیٰ فرمائے کہ تمام کر دی گئی پھر اس زائد کی کیا توقع اور تمنا ہی غلط ساتھ ساتھ یہ بشارت بھی سنا دی۔

(آیت) **ورضيتُ لكم الاسلام ديناً**

ترجمہ: "اور میں نے اسلام کو تمہارے لئے ضابطہ حیات پسند کر لیا۔"

تاکہ اُمت محمدیہ بے فکر رہے کہ نہ اس کا ناسخ کوئی نیا دین آئے گا اور جب ہم ضمانت دے رہے ہیں کہ دین کی تکمیل ہو گئی تو یہ اندیشہ بھی رکھیں کہ آئندہ اس دین میں کوئی کمی بیشی ہو گی اور تم کو ہم یہاں تک مطمئن کرتے ہیں کہ:

(آیت)ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منه‘(ال عمران ۸۵)

ترجمہ: ’’اور کوئی شخص اسلام کے سوا جس میں ایک شوشہ کی کمی بیشی بھی ناممکن ہے کوئی اور دین اختیار کرے گا تو وہ سن لے کہ بارگاہ رب العزت میں ہرگز قابل قبول نہ ہوگا۔‘‘

کس قدر کھلا اعلان عالیہ ہے کہ اس کی اتباع عین رضائے الٰہی ہے جس میں ناراضگی کا قطعاً خطرہ نہیں

اور

جب اللہ نے تمہارے دین کا نام اسلام تجویز کردیا تو یہ وہی تمہارا نام مسلمان رکھتا ہے۔

(آیت)هوسمّٰکم المسلمین (الحج ۷۸)

ترجمہ: ’’اس نے تمہارا نام مسلمان تجویز کردیا ہے۔‘‘

پس معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کے بعد کوئی دین اور اُمت کے بعد کوئی اور اُمت اور اس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بھیجنا اگر ایسا ہوتا تو یہ تمام احکامات نہ فرمائے جاتے۔ آخر میں خاتم کے معنی پر ایک بار پھر غور کریں۔ جو خوش نصیب اُمتی اپنے دلوں میں حب مصطفیٰ کے ساتھ مقام مصطفیٰ کا شعور بھی رکھتے ہیں وہ بلاشبہ کامل ایمان کے مالک ہیں۔ مقام مصطفیٰ بظاہر تو دو لفظوں سے ترکیب یافتہ ایک جملہ ہے، مگر اس کا معنوی پھیلاؤ اپنے اندر ایک کائنات حقائق لئے ہوئے ہے جس کا احاطہ تقریر وتحریر سے نہیں کیا جاسکتا مقام مصطفیٰ کی بے شمار خصوصیات ہیں مہتم بالشان خصوصیت آپ کی شانِ ختم نبوت ہے جس کا آسان ترین الفاظ میں مفہوم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ماں کے پیٹ سے کوئی انسان پیدا ہوکر دعویٰ نبوت کرنے کا حق نہیں رکھتا چنانچہ قرآن مجید میں آپ کے دیگر خصائص کے تذکرے میں اس مقام ومرتبہ کو ’’خاتم النبیین‘‘ کے الفاظ سے ذکر فرمایا گیا۔ لفظ ختم پر علمائے لغت نے تفصیلی بحث کی ہے۔

لفظ ختم

یہ مصدر کا صیغہ ہے باب ضرب یضرب کے دوران وزن پر آتا ہے خَتَمَ‘ یختِمُ خَتمَ لغت کے امام علامہ امام راغب اصفہانی اپنی مشہور کتاب مہتم بالشان میں فرماتے ہیں کہ مہم بالشان خصوصیت آپ کی شانِ ختم نبوت ہے جس کا آسان ترین الفاظ میں مفہوم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ماں کے پیٹ سے کوئی انسان پیدا ہوکر دعویٰ نبوت کرنے کا حق نہیں رکھتا‘‘المفردات فی غرائب القرآن۔‘‘ص 142 مطبوعہ بیروت میں اس لفظ کی تفصیلی بحث فرماتے ہیں۔ ختم الختم الطبع یقال علی وجھین مصدر وطبعت وھوتا ثیرالشئی

کنقش الخاتم والطابع والثانی الاثر الحاصل عن النقش ختم اور طبع یہ مصدر ہیں دو وجوں سے استعمال ہوتے ہیں یا تو کسی شے کی تاثیر کا معنی دے کر جیسے خَتَمْتُ میں نے اُسے ختم یا بند کیا اس شے پر جو اس فعل کی تاثیر واقع ہوئی یا پھر نقش کرنے کا جو اثر حاصل ہوا ہے وہ یعنی مصدر بھی اور حاصل مصدر بھی اس بحث کو سمیٹتے ہوئے امام راغب آخر میں فرماتے ہیں۔(وخاتم النبین) لازہ ختم النبوۃ ای تممھابمجئیۃ

اور خاتم النبین آتا ہے کیونکہ آپ نے سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا ہے یعنی اپنی تشریف آوری سے آپ نے اس سلسلہ نبوت کو مکمل کر دیا اس لغت کے جلیل القدر امام کی تحقیق سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ خاتم النبین کا یہ معنی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم و مکمل ہوگئی اب اور کسی شخصیت کو نبی بن کر نبوت کا اعلان کرنے کے لئے ہرگز نہیں آنا۔اور جو کوئی آئے وہ لعین اور کذاب اور مرتد ہے۔

اسلام اور مدعی نبوت

مدعی نبوت اسلام کی رو سے واجب القتل ہے

سید البشر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل انبیاء علیہم السلام اور ان پر نازل شدہ کتابیں اور صحائف اپنے بعد آنے والے نبی کی بشارت سناتے رہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اور قرآن کریم نے بھی یہی اعلان کیا کہ اب تک آنے والے صرف نبی اور رسول تھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول اللہ ہونے کے علاوہ خاتم النبین کے امتیازی وصف سے بھی متصف ہیں۔اور آئندہ جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ مفتری کذاب اور دجال ہے اور اس بارے میں کج بحثی اور شبہات پیدا کرنے کی کوشش وہی کرے گا جس کے دل میں چور ہو یا مفاد وابستہ ہو۔تاریخ سے ثابت ہے کہ مسلمہ کذاب سے لے کر اس وقت تک نبوت کے جتنے دعویدار پیدا ہوئے ان کو مفتری ہی سمجھا گیا اور ان کے افتراء کا پردہ چاک ہوتا رہا ہے۔انشاء اللہ تا قیامت ہوتا رہے گا۔

پھر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والی جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھی جن کی پیروی آثار صحابہ کے نام سے قرآن وسنت کے بعد آج بھی مسلمانوں میں قابل تقلید ہے۔ان کے متفقہ فیصلے اور تعامل سے یہی ثابت ہے کہ مدعی نبوت اور اس کے پیرو مرتد ہیں اور غدار تو ہر معاشرے اور حکومت میں واجب القتل ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ کے سامنے بیک وقت تین اہم مسئلے درپیش ہوئے۔پہلا مسئلہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں شام کی مہم پر جانے والی فوج کا تھا کہ روانہ کی جائے یا روک دی جائے۔دوسرا مسئلہ یہ کہ منکرین زکوۃ سے لڑائی کی جائے یا فی الحال

خاموشی اختیار کی جائے۔ تیسرا مسئلہ مدعیان نبوت کی سرکوبی تھا۔ پہلے دو مسئلوں پر اختلاف رائے ہونے کے بعد سب متفق ہوئے مگر مدعیان نبوت کے خلاف جنگ کرنے میں اختلاف تو کیا تاخیر تک کا سوال نہیں اُٹھا اور سر خیل فقیہان عظام امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہمارے سامنے ہے کہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے صرف وہی کافر نہیں ہوتا بلکہ وہ بھی کافر ہو جاتا ہے جو اِس مدعی سے اس کے دعویٰ پر کوئی دلیل طلب کرے خفاجی نے شرح شفا میں تو اس مسئلے کو یہاں تک صاف کیا ہے کہ مدعی کی تکفیر میں شک تو قف تر دد کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔

مدعی نبوت کے کفر کی نسبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پہلا اجماع مسلمہ کذاب اور اس کی اُمت سے جنگ پر ہوا تھا۔ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا منکر نہیں تھا بلکہ اس کا یہ دعویٰ تھا کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک نبوت بنایا گیا ہے یہاں تک روایت ہے کہ اس کے یہاں اذان میں اشھدُ انّ محمد رسول اللہ کے الفاظ بھی داخل تھے۔ باوجود صریح اقرار رسالت محمدی کے اس سے قتال کیا گیا۔ تاریخ سے یہ بھی ثابت ہے کہ اس کے ساتھی اس پر اس غلط فہمی میں ایمان لائے تھے کہ مسیلمہ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود شریک نبوت کیا ہے۔ یہ خیال بھی غلط ہے کہ اس کے ساتھ جنگ ارتداد کی وجہ سے نہیں بلکہ بغاوت کے جرم میں کی گئی تھی۔ اس لئے کہ باغی مسلمان تو کیا باغی ذمی کے اسیران جنگ بھی لونڈی غلام نہیں بنائے جاتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اعلان کے مطابق مسیلمہ کے ساتھی جو اسیر ہوئے ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنایا گیا۔ ساری کارروائی صحابہ کی پوری جماعت کے اتفاق اور مثالی اجماع سے ہوئی۔ مدعیان نبوت اور ان کی اُمتوں کا کفر عام کفار سے زیادہ اشد ہے اس لئے کہ ان سے جزیہ بھی قبول نہیں کیا جاتا۔ نہ صلح کی جاتی ہے۔ مسیلمہ کے علاوہ اسود عنسی۔ سجاح اور طلیحہ نے دعوے کئے جن کا ازالہ بھی صحابہ نے ہم دست و ہم زبان ہو کر کیا۔

اسلامی حکومتوں میں ہر دور میں مدعی نبوت اور پیرو قتل کئے جاتے رہے۔ جہاد بالسیف اور سنان تو اسلامی مملکت میں ارباب اقتدار نے کیا ہے لیکن قلمی اور لسانی جہاد علماء حق کرتے رہے ہیں اور آج بھی اللہ کی توفیق سے یہ سلسلہ جاری ہے دعوئے نبوت اسلام سے کھلی بغاوت ہے اور باغی کو کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی ملکی قانون یا سیاسی معاشرہ پہلو تہی نہیں کرتا۔ کافر و مشرک کا کفر تو لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن ان کا کفر یا بغاوت دانستہ ہوتی ہے۔ سلسلہء نبوت کو جاری کہنا یا سمجھنا ایسا ہی فاسد عقیدہ ہے جیسا کہ عیسائی تثلیث کو توحید مانتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ انبیاء سابقین نے اپنی ذریت کیلئے نبوت کی دعائیں کیں جو قبول بھی

ہوئیں اور بشارتیں بھی ملیں۔ مثلاً

(آیت) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّاِبْرٰهِیْمَ وَجَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْکِتٰبَ (الحدید۔آیت ۲۶)

ترجمہ: اور تحقیق بھیجا ہے ہم نے نوح اور ابراہیم کو ہم نے ان کی ذریت میں پیغمبری اور کتاب کا سلسلہ جاری رکھا۔

اس کے برعکس ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آئندہ نبی ہونے والے کا ذکر کیا اور نہ اپنی اولاد یا کسی کے لئے بھی نبوت کی دعا مانگی یا بشارت سنائی۔ جب کہ آیت خاتم النبیین نے ختم نبوت کے اعلان کے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد کی بھی نفی کی ہے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہی نتیجہ نکالا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ چونکہ خاتمیت مقرر ہو چکی تھی لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاجزادوں کو عمریں نہیں ملیں تا کہ یہ احتمال بھی نہ رہے کہ بعد میں کوئی وراثت کی بنیاد پر مدعی نبوت ہو سکے۔

انبیاء کے تسلسل کا سلسلہ تو عیسیٰ علیہ السلام کے دور سے ختم ہوا جبکہ انہوں نے اپنے بعد صرف ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے رسالت کی بشارت سنائی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت سلسلہ نبوت کے انقطاع کا اعلان کیا گیا۔

''بنی اسرائیل کی سیاست اور نظامت خود ان کے انبیاء کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کا انتقال ہو جاتا تو دوسرا اس کا قائم مقام بن جاتا تھا۔ تحقیق میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء اور امراء ہوں گے جو مسلمانوں کی سیاست اور انتظام کریں گے۔''

(آیت) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (النور۔آیت ۵۵)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے بے شک اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ان کو خلیفہ اور زمین پر حاکم بنائیں گے۔ جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔''

خلافت کا ہی وعدہ ہے نبوت کا اشارہ تک نہیں اسی طرح قرآن کریم میں والی الامر یعنی حکام اگر خدا اور رسول کے احکام کی مطابقت کریں تو ان کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ دعا کہ اگر اُمت میں نبوت جاری رکھنی مقصود نہیں تھی تو!

(آیت) اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا' رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام فرمایا۔

کیوں سکھائی۔ مضحکہ خیز ہے اول تو اس کی بنوت مدعی (غلام احمد قادیانی) اور اس کے ہم نواؤں کے اپنے قول سے ثابت ہے کہ تیرہ سو سال کے عرصے میں یہ دعا صرف غلام احمد کے حق میں قبول ہوئی اُسے نبوت ملی اور پھر باب جابت بند ہوگا آئندہ کوئی نبی بنے گا دوسرے یہ کہ ہر نماز میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے کیا وہ نبی نہیں تھے؟ یا نبوت کے متمنی؟ پھر عورتیں بھی دعا مانگتی ہیں لیکن عورت نبی نہیں بنتی۔ اللہ تعالی احمقوں کو سمجھ دے۔ اسی طرح حصول نبوت کے سلسلہ میں قادیانی یہ آیت!

(آیت) وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (النساء آیت ۶۸)

ترجمہ: اور جو اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو ایسے لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی انبیاء صدیقین شہدا اور صالحین اور یہ کیسے اچھے ساتھی ہیں۔

تعارف بھی پیش کرتے ہیں کہ صراط مستقیم پر چل کر ہم جب صدیقین' شہدا اور صالحین میں داخل ہو سکتے ہیں تو نبیین کے زمرے میں کیوں نہیں آ سکتے اور نبی کیوں نہیں بن سکتے؟

مع عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ساتھ یا رفاقت کے ہیں اتنا عام ہے کہ اُردو زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے جب ہم کسی کو دعوت دیتے ہیں کہ مع بیوی بچوں کے تشریف لائیں یا مع اپنے احباب آئیں تو مطلب صاف ہے کہ بیوی بچوں کو یا احباب کو ساتھ لائیں۔ مع کے معنی من یعنی سے کرنا ایسا ہی لغو ہے جیسا کہ بیوی بچوں میں سے آئیے۔ سچ یہ ہے کہ جب انسان گمراہ ہوتا ہے تو عقل بھی ساتھ چھوڑ دیتی ہے۔

یہ طعنہ بھی شر انگیز ہے کہ اگر اس امت میں بھی کوئی نبی مبعوث نہیں ہوتا تو یہ اُمت خیر الامم نہیں شر الامم ہوتی حالانکہ اُن میں انبیاء کثرت سے آتے رہے خیر الامم ہونے کا شرف تو صرف اُمت محمدیہ علیہ التحیہ والثناء کو عطا ہوا ہے اللہ فرماتے ہیں:۔

(آیت) كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران ۱۱۰)

ترجمہ: (مسلمانوں) تم بہترین اُمت نوع انسانی کی ہدایت کے لئے بنائے گئے ہو اچھے کاموں کے کرنے کا

حکم کرتے ہو۔ برے کاموں سے منع کرتے ہو بڑی بات یہ کہ مخلصانہ اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

خدائے علیم وخبیر کے علم ازلی میں مقدر تھا کہ نبوت رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم اور دین مکمل ہوگا۔

اس

لئے خوشخبری سنا دی کہ نبوت کا منصب پائے بغیر یہ اُمت کارہائے نبوت کی ذمہ داریاں سنبھال لے گی۔ الحمدللہ جب بشارت ہر دور میں ایسے افراد اور گروہ پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے جان ومال سے دعوت حق دی اور دین کو ہر مفسد کی تحریک اور غلط تاویلوں سے بچاتے رہے۔ چونکہ تکوینی اُمور میں منصب ولایت کو بڑا دخل ہے اسی لئے اُمت میں اہل اللہ ہمیشہ پیدا ہوتے رہے اور یہ منصب ولایت قیامت تک جاری وساری رہے گا۔

اُمت محمد یہ علیہ التحیہ والثناء کا دوسری اُمتوں پر برتری کا باعث ان کا ایمان وعمل ہے اس آیت سے باب نبوت کھلتا نہیں بلکہ بند ہوتا ہے۔ اصلاحِ انسانیت کا فرض جس کے لئے انبیاء مبعوث ہوتے تھے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس اُمت کو انجام دینا ہے بڑے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو خیر الامت سے کٹ کر کسی کذاب ودجال کا دامن تھامے۔

اس خیر الامم کی دنیا اور آخرت میں بزرگی اور امامت کا ایک اور تمغہ امتیاز جو ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم النبیین کی وجہ سے حاصل ہوا اللہ فرماتے ہیں۔

(آیت) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (البقرہ۔ آیت ۱۴۳)

ترجمہ: یعنی اُمت مسلمہ مقام وسط کی حاصل ہے اور اقوام عالم کو حق کی طرف بلانے کی رہنمائی کی خدمت اس کے سپرد ہے۔ ہم کو امم عالم پر گواہ بننا ہے جب وہ اپنے پیغمبروں کو جھٹلائیں گے اور ہمارے آقا صلی اللہ عیہ وسلم ہمارے ہادی قیامت میں ہمارے گواہ بنیں گے۔

یہ کہنا کہ مستقل نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی لیکن ظلی بروزی بغیر شریعت والی نبوت کھلی ہے یہ ایسا مذاق ہے کہ شراب کی بوتل پر اسلامی شراب کا لیبل لگا کر فتویٰ دیا جائے کہ اس کا پینا حلال ہے ساری کتب ساویہ دیکھ لیں ایک مثال بھی نہیں ملے گی کہ فلاں نبی کسی نبی کا ظل تھا بروز۔

اُمتی نبی یا فدائی

کا لیبل لگا کر ۔۔۔ نبوت میں داخلے کا امکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی نے ختم

کر دیا۔ "(علی) تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام تھے لیکن تم نبی نہیں میرے بعد کوئی نبوت نہیں (مسلم)" یہ ارشاد کن سے ہے؟ اولین ایمان والوں میں ہیں فدائی ایسے کہ قربان کرنے کے لئے جان عزیز ہر وقت ہتھیلی پر رہتی تھی۔ صحبت اور قرابت میں سب سے اقرب ہیں کام اور منزلت کے اعتبار سے ہارون علیہ السلام کی طرح ہیں لیکن نبی نہ بن سکے کیونکہ نبوت اللہ تعالیٰ ختم کر چکا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اعلان نے کسی قسم کی نبوت کی گنجائش نہیں چھوڑی میرے بعد کوئی نبی نہیں صرف بشارات ہیں کسی نے سوال کیا یہ بشارت کیا ہیں؟ فرمایا اچھے خواب "متفق علیہ" یعنی ایسے خواب جن میں قرآن وسنت کے مطابق نیک اعمال کی ترغیب وترہیب پائی جائے اور یہ قول کہ اتباع سے یا دعا سے رسالت مل سکتی ہے یا پیروی سے کسی نبی کا عین ہو سکتا ہے اولاً

تو سرے سے ہی لغو ہے اور آیت نے :۔

(آیت) وَمَآ اَرسلنَا مِن رَّسُولٍ اِلَّا لِیطَاع بِاذنِ اللّٰہ (نسا ۶۴)

ترجمہ: ہم نے جو رسول بھیجا اس لئے بھیجا کہ اللہ کے حکم کے تحت اس کی اطاعت کی جائے۔

یعنی ہر رسول مطیع نہیں مطاع بن کر آیا ہے اطاعت کے لئے نہیں آیا بلکہ اس کی اطاعت فرض کی گئی اگر کسی رسول کی۔ پیروی سے رسول بن سکتا ہے تو کیا خدا کے راستہ کی پیروی سے خدا بھی بن سکتا ہے اب آیت میں :۔

(آیت) وَاَنَّ ھٰذا صِرَاطِنی ــــــ فَاتَّبِعُوہ (انعام ۱۵۳)

ترجمہ: اور یہ میرا سیدھا راستہ ہے اس کی پیروی کرو۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے راستہ کی پیروی کی دعوت دی جب اللہ کے راستہ کی پیروی سے کوئی شخص اللہ نہیں بن سکتا تو رسول کے بتائے راستہ کی پیروی سے کس طرح رسول بن جائے گا؟۔

ختم نبوت پر قرآنی دلیل اور اولیاء امت

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ!

(آیت) مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍمِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْ ءٍ عَلِیْماً (الاحزاب ۴۰)

ترجمہ: "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین

ہیں اور اللہ تعالیٰ سب چیزوں کو جاننے والا ہے۔"

خاتم النبین کا معنی و مفہوم

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبین کہہ کر یہ اعلان فرما دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس جہاں میں تشریف آوری کے ساتھ سلسلہ نبوت و رسالت ختم ہو چکا ہے اب قیامت تک کسی کو نہ منصب نبوت پر فائز کیا جائے گا اور نہ ہی منصب رسالت پر۔

خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی متعدد اور متواتر احادیث میں خاتم النبین کا ہی معنی متعین فرمایا ہے اس کے بعد اب خاتم النبین کے معنی و مفہوم میں کسی قسم کا نہ تو کوئی ابہام باقی رہتا ہے اور نہ ہی اب مزید کسی لغوی تحقیق کی گنجائش یا ضرورت ہے۔

چنانچہ اس تصور کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ!

(آیت)**ومما ینبغی ان یعلم ان الالفاظ ایموجودہ فی القرآن والحدیث اذاعرف تفسیرھا وما اریدبھا من جھہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یجتبح فی ذالک الی استدلال باقوال اھل اللغہ ولا غیر ھم** (الایمان ۲۷۱)

ترجمہ: "یہ جان لینا چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کی جانب سے قرآن اور سنت کے الفاظ کی تشریح و توضیح معلوم ہو جائے تو پھر ایسی صورت میں ماہرین لغت یا ان کے علاوہ دوسروں کے اقوال کی ضرورت نہیں رہتی"

احادیث مبارکہ تو الگ باب کے طور پر آئندہ آ رہی ہے لیکن اتمام حجت کے پیش نظر ہم آئمہ لغت' مفسرین' محدثین' فقہا اور چند اکابرین امت کی تصریحات پیش کریں گے تاکہ یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے کہ دور صحابہ سے لے کر آج تک امت مسلمہ کے جمیع افراد خواہ وہ آئمہ لغت میں سے ہوں یا مفسرین میں سے اسلاف میں سے ہوں یا اخلاف میں سے اکابرین سے ہوں یا اصاغرین سے عوام الناس سے ہوں یا خواص سے ان سب کا خاتم النبین کے معنی و مفہوم کی تعین میں اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی و رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ کے ساتھ سلسلہ نبوت و رسالت اپنے اختتام کو پہنچ چکا ہے اب قیامت تک نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ ہی رسول۔ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد نبوت یا رسالت کا دعویٰ کرے خواہ کسی معنی میں ہو وہ کافر مرتد خارج از اسلام ہے۔ جو شخص اس کے کفر و ارتداد میں شک کرے وہ بھی کافر و مرتد اور جہنمی ہے۔

اولیائے امت اور قادیانیت کا بھیانک چہرہ

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم حجاز کے مبارک سفر مکہ میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی جو ایک صحیح صاحب کشف انسان تھے جب ان کو میری آزاد اور بے باک طبیعت کا علم ہوا تو شدید تاکید اور اسرار سے حکم دیا کہ چونکہ عنقریب ہندوستان میں ایک فتنہ (قادیانی) ظاہر ہونے والا ہے لہٰذا تم واپس چلے جاؤ اگر تم بالفرض خاموش بھی رہو گے تو بھی یہ فتنہ ترقی نہیں کر سکے گا اور اس طرح ملک میں امن ہو گا چنانچہ میں پورے وثوق کے ساتھ حاجی صاحب کے اس کشف کو مرزا قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ یہ مرزا قادیانی غلط تاویل کی قینچی سے میری احادیث کے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تو خاموش ہے۔ اس کے بعد جو کچھ لکھا گیا وہ عام لوگوں کی خیر خواہی کے لئے لکھا گیا اس لئے فاسد عقائد لوگوں کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کتاب وسنت ائمہ کرام اور امت مرحومہ کے علماء کے صحیح عقائد کی بنیاد پر اس کی حقیقت کو آشکار کیا۔ (ملفوظات ص ۱۲۳۔۱۲۷)

پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حجرے میں آنکھیں بند کیں اور دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قعدہ کی حالت میں جلوہ فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چار بالشت کے فاصلے پر پیر صاحب بیٹھے ہیں لیکن مرزا غلام احمد اس جگہ سے دور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پیٹھ کئے بیٹھا ہے (تحریک ختم نبوت ص ۵۰۔۔۔۔۔)

حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کا مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت پر پانچ نکاتی بیان۔

۱۔ سچا نبی کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوتا' اس کا علم لدنی ہوتا ہے وہ روح قدس سے تعلیم پاتا ہے۔ بلا واسطہ اس کی تعلیم و تعلم خداوند قدوس سے ہوتی ہے۔ جھوٹا نبی اس کے برخلاف ہوتا ہے۔

۲۔ ہر سچا نبی اپنی عمر کے چالیس سال گزرنے کے بعد یکدم اپنے رب العالمین کی مخلوق کے روبرو دعویٰ نبوت کر دیتا ہے اور بتدریج آہستہ آہستہ اس کو درجہ نبوت ملتا ہے وہ نبی ہوتا ہے۔ وہ پیدائش ہی سے نبی ہوتا ہے

جھوٹا نبی برخلاف اس کے آہستہ آہستہ دعاؤں کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ پہلے محدث ۔۔۔ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

۳۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء تک جتنے نبی ہوئے تمام کے نام منفرد تھے کسی سچے نبی کا نام مرکب نہ تھا۔ برعکس اس کے جھوٹے نبی کا نام مرکب تھا۔

۴۔ سچا نبی کوئی ترکہ نہیں چھوڑتا اور جھوٹا نبی ترکہ چھوڑ کر مرتا ہے اور اولاد کو محروم الارث کرتا ہے۔

۵۔ مرزائی جو غلام احمد کے پیرو ہیں وہ ختم نبوت کے قائل نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت و نبوت میں کمی کرنے والے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدارج کو مرزا غلام احمد کے لئے مانتے ہیں

(بحوالہ ماہنامہ انوار الصوفیہ۔۔۔۔اپریل مئی ۱۹۲۱ء ص ۳۳)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

آپ فرماتے ہیں کہ قادیانی مرتد و منافق ہیں۔ مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضرورت دین میں سے کسی شے کا منکر ہے اس کا ذبح محض نجس مردار حرام قطعی ہے مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور جس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم اور ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے (احکام شریعت)

اور فرمایا کہ اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے اس سے قطع کرلیں۔ بیمار پڑ جانے پر پوچھنے کو حرام مرجائے تو جنازے پر جانا حرام ہے۔ اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام ہے اس کی قبر پر جانا حرام ہے (فتاویٰ رضویہ)

جسٹس پیر کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

قادیانیت منکرین ختم نبوت کا ایسا گروہ ہے جسے انگریز نے عالم اسلام کی بیخ کنی کے لئے خود کاشت کیا اور پھر اس کے تمام مفادات کا تحفظ کیا یہ لوگ اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کے باعث دن رات پوری امت مسلمہ اسلام اور وطن عزیز کے خلاف تباہ کن ریشہ دانیوں میں مصروف ہے یہ مار آستین ہے۔ یہ لوگ بیرونی ممالک میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام دشمن طاقتوں کی جاسوسی اسلام کے تخریب اور پاکستان کی جڑیں کاٹنے کا کام کرتے ہیں۔ عالم اسلام کے اول دشمن اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب میں ان کا مشن پوری سرگرمی سے کام

کر رہا ہے اسرائیل کی فوج میں با قاعدہ قادیانی موجود ہیں ۔ان حالات میں اس فتنہ کے تدارک کی ذمہ داری امت محمدیہ کے ہر فرد پر عائد ہوتی ہے ۔قادیانیت کے خلاف خواص وعوام میں ایک نیا شعور پیدا ہو رہا ہے جس سے قادیانیت کی زہرناکیوں اور ریشہ دانیوں کے خلاف نفرت کا احساس عام ہو رہا ہے ۔(سابقہ جج سپریم کورٹ آف پاکستان سجادہ نشین عالیہ بھیرہ شریف سرگودھا)

خاتم النبیین

الیوم اکملت لکم دینکم ۔آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین کی حیثیت سے اسلام کو پسند کیا (سورۂ مائدہ) یہ آیت ۹ ذوالحجہ کو نازل ہوئی ۔اس بشارت میں یہ اشارہ تھا کہ دین کی عمارت میں کسی نہ کسی اینٹ کی ضرورت تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود سے کامل ومکمل ہو گئی ۔ایسی کہ اب اس میں کوئی جگہ باقی نہ رہی قرآن نے اعلان کیا **ولکن رسول اللہ و خاتم النبین** (احزاب)

کہ حضور نبیوں کے خاتم ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتم کے معنی خود متعدد احادیث میں بیان فرما دیئے۔

نگاہ ولایت اور قادیانی کذاب کا دعویٰ نبوت

مرزا غلام احمد قادیانی ایک روز مولانا پیر سید حسن شاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت نے اسے ہدایت فرمائی کہ عقیدہ اہل سنت والجماعت پر ثابت قدم رہے اور خواہشات نفسانیہ اور ہوائے شیطانیہ کا غلام نہ بن جائے ۔ جب یہ کلام حافظ عبدالوہاب (جو حضرت کے شاگرد اور مرید اور یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر تھے) نے سنا تو عرض کیا حضور آپ نے اسے اس طرح ہدایت فرمائی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا کچھ مدت کے بعد اس شخص (غلام احمد) کا دماغ خراب ہو جائے گا اور یہ نبوت کا دعویٰ کریگا کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کی عطا سے معلوم ہوا ہے کہ قادیان سے قرن شیطان کا ظہور ہوگا اور وہ نبوت کا دعویٰ کریگا ۔(ارشاد ص ۱۶۱)

اس پیشگوئی کے چھتیس سال بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیحیت ونبوت کا دعویٰ اگل دیا (ضیائے حرم ۔ دسمبر ۷۴ء)

شیخ الاسلام والمسلمین حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کے خطاب سے اقتباس

قادیانی مسئلہ میں کہا جاتا ہے کہ قادیانوں کو اقلیت قرار دو ۔اقلیت تو ذمیوں کو کہا جاتا ہے جو شخص اسلام

کو چھوڑ کر دوسرا دین اختیار کرے وہ کافر نہیں وہ مرتد ہے۔اور مرتد کی سزا شریعت میں قتل ہے۔اگر میرے ہاتھ میں حکومت ہوتی تو میں قادیانیوں کا فیصلہ شریعت کے مطابق کرتا جس کی نظیر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قائم کی تھی (ضیائے حرم دسمبر ۷۴ء)

امیر شریعت جانشین شیخ الاسلام خواجہ محمد حمید الدین سیالوی مدظلہ صدر مرکزی الدعوۃ الاسلامیہ

اسلام کا وجود خطرے میں ہے قادیانیت اسلام دشمن طاقتوں کی گہری سازش ہے اس بدترین ناسور کے خلاف جہاد مسلمانوں کا اہم ترین فریضہ ہے۔(بحوالہ قادیانیوں کو اسلام کی دعوت شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سیدی صاحب ص ۷ ختم نبوت کونسل یونائیٹڈ کنگڈم UK)

انا خاتم النبین لا نبی بعدی میں انبیاء کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

تکمیل دین اور ختم نبوت کو بطور تمثیل بیان کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اور دیگر انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے کوئی عمدہ محل بنایا ہو جسے دیکھ کر لوگ اس کی عمدگی خوبصورتی کی تعریف کریں لیکن اس محل کے ایک گوشہ میں ایک میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو جسے دیکھ کر لوگ یہ کہیں اگر اس جگہ کو بھی پورا کر دیا جاتا تو خوب ہوتا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو میں وہی آخری اینٹ ہوں۔ وانا خاتم النبین۔میں پیغمبر کا خاتم ہوں

فختمت لانبیاء۔تو پیغمبری کا سلسلہ ختم ہو گیا (بخاری' مسلم)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیگر انبیاء کے مقابلے میں اپنے مخصوص فضائل میں ختم نبوت کا ذکر نمایاں طور پر فرمایا ہے نبوت مجھ پر ختم کر دی گئی (مسلم) میں پیغمبروں کا اس وقت بھی خاتم تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی میں پڑے

ہوئے تھے (کنز العمال ص ۱۰۲ جلد ۶)

لفظ خاتم کے معنی آپ نے خود فرما دیئے (آخری نبی) اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی کے پیدا ہونے کے امکان کو خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختم فرما دیا۔اے علی تم اس بات پر خوش نہیں کہ تم اور مجھ میں وہ نسبت ہے جو ہارون اور موسیٰ میں تھی۔

الا انه لیس نبی بعدی (بخاری)

مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین نے فرمایا بنی اسرائیل کی نگرانی اور سیاست انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی وصال فرماتا دوسرا نبی پیدا ہو جاتا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوسکتے تھے۔ اس حدیث میں لوکان کالفظ ہے لوامر محال کے لئے آتا ہے جس سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا محال ہے۔ میرے پانچ نام ہیں محمد۔ احمد۔ ماحی۔ خدا میرے ذریعے کفر کو مٹائے گا۔ حاشر خدا میرے جھنڈے تلے بروز محشر ساری مخلوق کو جمع فرمائے گا اور میں عاقب بنوں۔

الذی لیس بعدہ نبی (آخری) ہوں جس کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ رسالت نبوت کا سلسلہ منقطع ہوگیا میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔ اس لئے جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی بھی تاویل سے نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ جیسے مرزا قادیانی اور اس نبی کو ماننے والے جیسے احمدی اور اس کے مسیح بزرگ یا مسلمان ماننے والے۔ جیسے لاہوری مرزائی یہ سب کافر مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہیں ان سے میل جول' کلام' محبت نکاح وغیرہ سب حرام ہے۔ ان کا ذبح کیا ہوا جانور حرام مردار ہے۔ معاذ اللہ کسی مسلمان لڑکی کا مرزائی سے نکاح خالص زنا ہے۔ اسی طرح مرزائی لڑکی سے کسی مسلمان لڑکے کا نکاح فاسد وباطل ہے مرزائی احمدی ہوں یا لاہوری ان کے ہوٹلوں میں پکا ہوا گوشت مردار حرام ناپاک ہے اور گوشت کے علاوہ دیگر اشیاء مکروہ ہیں۔ (دین مصطفیٰ۔ ص ۵۶۔ ۵۸)

قادیانیت کیا ہے؟

قادیانیت ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کا نام ہے۔

قادیانیت ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بغض وعناد کا نام ہے۔

قادیانیت ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کا نام ہے۔

قادیانیت ۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی اور اعلیٰ نبوت کے متوازی انگریزی نبوت کا نام ہے۔

قادیانیت ۔ مسیلمہ کذاب کے غلیظ اور پلید مشن کا نام ہے۔

قادیانی دجال نے انگریزوں کے اشارے پر دعویٰ نبوت کیا۔ بابائے غلط بیانی' انگریزی نبوت کے بانی' مرزا غلام احمد قادیانی جہنم مکانی اور نسل شیطانی نے 1901ء میں انگریزوں کے اشارے پر نبوت کا دعویٰ کیا۔

کبھی یہ قادیانی دجال ایک سوچے سمجھے طے شدہ منصوبے کے تحت عیسائیوں سے مناظرے کر کے ایک

مناظر کی شکل میں اپنے آپ کو متعارف کراتا رہا۔کبھی یہ مکروفریب سے پر کتابیں لکھ کر ایک مصنف ومولف کی حیثیت سے اپنے آپ کو منواتا رہا۔

کبھی یہ اپنی جھوٹی اور مکارانہ تعلیمات کے اشتہارات شائع کرکے سستی شہرت حاصل کرتا رہا۔اوراسی طرح سادہ لوح مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہا۔یہ ظالم مختلف بہروپ میں اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کرتا رہا۔

قادیانی دجال کے مختلف ادوار میں مختلف دعوے

قادیانی دجال نے مختلف وقتوں میں مختلف دعاوی کیے:

کبھی اپنے آپ کو آریوں کا بادشاہ کہا کبھی اپنے آپ کو برطانوی مورچہ کہا کبھی اپنے آپ کو معجون مرکب کہا

کبھی اپنے آپ کو پہرہ دار کہا کبھی اپنے آپ کو سپہ سالار کہا کبھی اپنے آپ کو سورما کہا

کبھی اپنے آپ کو زمیندار کہا کبھی اپنے آپ کو غازی کہا کبھی اپنے آپ کو چابک کہا

کبھی اپنے آپ کو موتی کہا کبھی اپنے آپ کو چاند کہا کبھی اپنے آپ کو سورج کہا

کبھی اپنے آپ کو مجدد کہا کبھی اپنے آپ کو محدث کہا کبھی اپنے آپ کو مہدی کہا

کبھی اپنے آپ کو مسیح موعود کہا کبھی اپنے آپ کو امام زماں کہا کبھی اپنے آپ کو مدینۃ العلم کہا

کبھی اپنے آپ کو میکائیل کہا کبھی اپنے آپ کو بیت اللہ کہا کبھی اپنے آپ کو مامور من اللہ کہا

کبھی اپنے آپ کو ظلی و بروزی نبی کہا کبھی اپنے آپ کو ظلی طور پر محمد رسول اللہ کہا (نعوذ باللہ)

آخرکار 1901ء میں قادیانی کذاب فرقہ غلامیہ کے سربراہ نے اسلام دین اور قرآن وحدیث کی تمام حدود وقیود کو پھلانگتے ہوئے اپنی جعلی اور جھوٹی نبوت کا اعلان کردیا۔

میں حکومت پاکستان کو اختیار دیتا ہوں کہ میرے تحریر کردہ حوالہ جات اگر غلط ہوں تو حکومت مجھے تختہ دار پر لٹکا دے اگر میرے حوالہ جات درست اور صحیح ہوں تو پھر ان قادیانیوں کا سنجیدگی سے محاسبہ کرنا چاہئے۔اور اس امت خبیثہ کو پابند کرنا چاہئے کہ یہ مسلمانوں کی اسلامی اصلاحات کو مسخ کرنے کی ناپاک جسارت سے باز رہیں۔کیونکہ ان قادیانیوں کا مذموم عقیدہ یہ ہے کہ۔

مرزا قادیانی خدا کا برگزیدہ نبی اور رسول ہے (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی کی باتیں احادیث ہیں (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کا خاندان اہل بیت ہے (نعوذباللہ)

نقاب پوشوں کو پہچانو

اے متلاشیان حق وصداقت ہم دجال قادیانی اور اس کی ذریت کی کتابوں کے حوالے سے اُن کے مکروہ چہروں پر پڑے بتولے چالاکی اور عیاری کے ایک ایک پردہ کو اتار کر اصل حقائق آپ کے سامنے لا رہے ہیں۔ آپ بھی ان چہروں کو پہچاننے کی کوشش کریں۔

مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر الدین قمر الانبیاء اور فخر المرسلین ہے۔ (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کی بیویاں اُمہات المومنین ہے (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کی بیٹی سیدۃ النساء ہے (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کی امت مسلمان ہے (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کی عبادت گاہ مسجد اقصیٰ ہے (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کا شہر مدینۃ المسیح ہے (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کا قبرستان جنت البقیع کے مقابلے میں بہشتی مقبرہ ہے (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کے ساتھ صحابہ کرام ہیں (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کے جانشین خلفائے راشدین کی طرز پر خلفاء ہیں۔ (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کے ۳۱۳ گماشتے اصحاب بدر ہیں (نعوذباللہ)

ان سب باتوں کے حوالے ان کی کتابوں میں موجود ہیں بلکہ انہوں نے بار بار پڑھے ہوئے ہیں مگر ان کی بدقسمتی یہ ہے کہ ایک ایسے کذاب ودجال کی باتوں کو سچ جان رہے ہیں جس کی پیش کردہ سینکڑوں پیشگوئیوں سے ایک بھی پیشگوئی کبھی بھی درست نہیں نکلی۔ قادیانیوں نے خلافت عثمانیہ کی تباہی پر قادیان میں چراغاں کیا قادیانیوں نے مشرقی پاکستان کے سقوط پر بھنگڑہ ڈالا اور خوشیاں منائی قادیانیوں نے کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کا ماڈل امریکہ پہنچایا اور پاکستان کو تباہ کرنا ان کا مذہبی عقیدہ ہے۔

مرزائیت اور مرزا قادیانی

یہی حال مرزا قادیانی کا ہے اس دجال پرفتن نے محض دنیاوی شہرت کے حصول کے لئے رحمۃ العالمین

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن رحمت کو اس لئے جھٹک دیا کہ اسے گورنمنٹ برطانیہ (انگریزوں) کا سایہ نصیب ہو جائے۔

قارئین محترم

یوں تو تمام کفار "ملت واحدہ" ہیں مگر قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن یہود ونصاریٰ کو قرار دیا ہے۔ اس لئے اس قوم کے اکابرین میں سے اکثر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تکذیب کرنے والے اور آپ کے جانی دشمن تھے وہ ہرگز نہیں چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لایا ہوا دین دنیا میں پھلے پھولے

مگر آپ کے دین کو پھلنا پھولنا تھا جو تا حال پھل پھول رہا ہے۔ اور انشاء اللہ پھلتا پھولتا رہے گا۔ حالانکہ کہ یہود ونصاریٰ کا ہر فرد اب بھی دین اسلام میں رخنہ اندازی کر رہا ہے ان دونوں گروہوں کی منافقت اور بدیانتی کا ذکر قرآن کریم میں متعدد مقامات پر بالوضاحت موجود ہے۔ اور یہ منافقت اب تک بھی ان کے دلوں سے نہیں نکل سکی۔ یہ لوگ جہاں بھی نرم گوشہ دیکھتے ہیں وہاں بڑی چالاکی اور ہوشیاری سے حملہ آور ہو جاتے ہیں۔

یہود و نصاریٰ کی تلاش

قادیان کا کذاب اور جھوٹا نبی ان ہی یہود ونصاریٰ کی تلاش تھی جس پر اندھا دھند خرچ کر کے اس کی زندگی میں بھی خاطر خواہ فائدہ اٹھایا اور اس کے مرنے کے بعد اس کی ذریت کو بھی سینے سے لگائے ہوئے ہے۔

مرزا قادیانی کی بدنصیبی اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے؟ کہ اس بدبخت اور بدنصیب نے رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن رحمت کو جھٹک کر انگریزوں کے دامن میں پناہ لے لی اور اس کو محض اپنی ذات اور اپنے مشن کی وضاحت کے لئے سینکڑوں نہیں ہزاروں جھوٹ بولنے پڑے اور اس کے جھوٹ پر قرآن مجید سے اس کے لئے مسلسل اعلان ہوتا رہا کہ!

لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (پارہ نمبر ۳ سورۂ آل عمران آیت نمبر ۶۱)

انگریزوں کی تلاش کا ثمر

انگریزوں نے برصغیر میں پھیلتے ہوئے اپنے ہندو، مسلم اور عیسائی جاسوسوں سے اپنی اسلام دشمنی کی ناپاک خواہش کو پورا کرنے کے لئے جو کام لیا وہ یہ تھا کہ علمائے اسلام سے چند ایسے افراد کو تلاش کرے جو علم و فضل میں جید بھی ہوں اور قابل فروخت بھی۔ چنانچہ ان کا مقصد پورا کرنے کے لئے یکے بعد دیگرے انہیں چند

ایسے علمائے سو دستیاب ہو گئے جنہیں ایک جگہ جمع کر کے اپنے مشن کی تکمیل کروالینا ان کے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔ سب سے پہلے انہوں نے خواہشات نفسانیہ کے مارے ہوئے ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو تلاش کیا اور پھر جہاں جہاں سے بھی اس کی معاونت کرنے والے لوگ دستیاب ہوئے انہیں وہ اس کے ساتھ منسلک کرتے رہے۔ یہاں تک کہ قادیان کا یہ سر پھرا 'سرکاری' چمچہ 'درباری کڑچھا' بکاؤ مال مسیلمہ کذاب کا روپ دھار کر میدان میں آ گیا تا کہ اپنے آقاؤں (انگریزوں) برٹش گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کر سکے۔

بہر کیف اِس ملعون کو روشنی کہاں سے ملتی اس نے اپنا گھر جلانا تھا جلا دیا اور پھر اس جلے ہوئے گھر کی راکھ مرزا طاہر کی صورت بن کر جہنم کی تہوں میں بہنے کے لئے برطانیہ پہنچ گئی۔

غیرت ایمانی کا تقاضا

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ نبی اکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی خاطر ہر طرح کی قربانی پیش کرے جو خدا تعالیٰ کا محبوب ہونے کے باوجود تنگ و تاریک غاروں میں رو رو کر امت کی نجات اور بخشش کے لئے دعائیں مانگتے رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری دنیا کے مالک و مختار ہونے کے باوجود جَو کے ان چھنے آٹے کی روٹی کے چند لقموں پر اکتفا فرماتے رہے تا کہ ان کی اُمت کو انواع اقسام کی نعمتیں میسر آ سکیں۔

مسلمانو! ذرا غور کرو! وہ رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسے خالق کائنات لامکاں پر بلاتا ہے اور آپ خدا کے جلووں میں گم ہونے دنٰی فتدلّٰی اور قاب قوسین کی۔۔۔اور لحات وصال کی لذت اندوز کیفیتوں میں سرشار ہونے کے وقت بھی تمہیں نہیں بھولے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں رو رو کر تمہاری بخشش کا سوال کرتے رہے اور کوئی نبی ہوتا تو تجلیات الٰہی کے انوار میں کھو جاتا اور اپنی ذات کے سوا سب کچھ بھول جاتا مگر یہ وہ محبوب ہیں جن کی رحمت نے دونوں جہانوں کا احاطہ کر رکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم گنہگاروں سے اس قدر تعلق خاطر تھا۔

اُمت میں اضافے کی خواہش

اس قدر شفیق اور مہربان رسول نہ کسی امت کو ملا اور نہ ہی مل سکتا تھا یہ وہ رسول ہیں جنہیں اپنی امت میں اضافے کی اس قدر خواہش تھی کہ خالق کائنات کو حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ (پارہ ۱۱ سورۃ توبہ آیت ۱۲۸) فرمانا پڑا۔ ایسے رحیم و کریم رسول سے بے وفائی کرنا بد نصیبی کی انتہا ہے۔ ایسے پیکر رحمت نبی سے روگردانی کرنا

شقاوت وبدبختی نہیں تو اور کیا ہے؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ لوگوں پر والہانہ شفقت آپ سے بھی والہانہ محبت ووفاداری کا تقاضا کرتی ہے۔ اس لئے کہ پھر آپ کی ذات تو ایسی محبوب ذات ہے کہ آپ سے از خود ٹوٹ کر محبت کرنی چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بھی مسلمانوں سے آپ کی محبت ومودت طلب کرتا ہے اور حضور خود بھی فرماتے ہیں کہ میرے ساتھ اپنے والدین اور اولاد یہاں تک کہ تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت کرو ورنہ تم ایماندار نہیں ہوسکتے اور اگر آپ سے والہانہ محبت اور وفاداری کا ثبوت دیں گے تو پھر علامہ اقبالؒ کی زبان سے یہ مژدہ اور بشارت ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

قادیانیت کا اصل روپ!

قادیانیت کیا ہے؟ قادیانیت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کا نام ہے۔ قادیانیت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف بغض وعناد کا ایک دہکتا ہوا آتش فشاں ہے۔ قادیانیت شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی اور قزاقی کا نام ہے۔ قادیانیت جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی اور سُچی نبوت کے متوازی مرزا قادیانی کی مکروہ انگریزی نبوت کا نام ہے۔ قادیانیت یہودیت کا دوسرا نام ہے اور بقول علامہ اقبالؒ قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔ قادیانیت مسلیمہ کذاب کے غلیظ اور پلید مشن کا نجس اور منحوس نام ہے۔

فتنہ قادیانیت کے بانی مرزا قادیانی' جہنم مکانی' نسل شیطانی نے 1901ء میں اشارہ فرنگی پر نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا۔ بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے ایک چھوٹے اور غیر معروف گاؤں ''قادیان'' کے رہنے والے اس کذاب نے ایک ہی جست میں صرف نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ یہ بدبخت کبھی عالم کے روپ میں سامنے آیا۔ کبھی ایک سازش کے تحت عیسائیوں سے مناظرے کرکے ایک مناظر کی شکل میں روشناس ہوتا رہا۔ اور سادہ لوح مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہا۔ کبھی دجل وفریب سے پر کتابیں لکھ کر خود کو ایک مصنف کی حیثیت سے متعارف کرواتا رہا۔ کبھی اپنی تعلیمات کے اشتہارات شائع کرکے سستی شہرت حاصل کرتا رہا۔ کبھی اپنے آپ کو مجدد کہا۔ کبھی مامور من اللہ بنا۔ کبھی ملہم بنا۔ کبھی خود کو محدث کہا۔ کبھی اپنے آپ کو امام زماں لکھا۔ کہیں مہدی کا بہروپ اختیار کیا۔ کبھی مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا۔ کبھی ظلی وبروزی

نبی بنای۔کبھی ظلی طور پر محمد رسول اللہ بنا اور آخر 1901ء میں تمام حدود پھلانگتے ہوئے اپنی نبوت ورسالت کا اعلان کر دیا۔

مرزا قادیانی اور اس کی امت خبیثہ کے عقائد باطلہ ملاحظہ فرمائیں کہ ان قزاقوں نے کس طرح شعائر اور اصطلاحات اسلامی کو مسخ کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے ان کے نزدیک

مرزا قادیانی "خدا کا برگزیدہ نبی اور رسول" (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کی باتیں "احادیث" (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی "اہل بیت" (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کا بیٹا بشیر الدین "قمر الانبیاء اور فخر المرسلین" (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کی بیٹی "سیدۃ النساء" (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کی بیویاں "اُمہات المومنین" (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کا شہر "مدینۃ المسیح ہے" (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کی اُمت "مسلمان" (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کے جانشین "خلفائے راشدین کی طرز پر خلفاء (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کی عبادت گاہ "مسجد اقصیٰ ہے" (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کا قبرستان "جنت البقیع کے مقابلے میں بہشتی مقبرہ" (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کے ساتھ "اصحاب بدر" (نعوذباللہ)

قادیانی کلمہ

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے!۔"مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی خود محمد رسول اللہ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ تشریف لائے۔اس لئے ہم مرزائیوں کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں۔ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی" (نعوذباللہ) (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸ مندرجہ ریویو آف ریلیجز بابت مارچ/اپریل ۱۹۱۵ء)

مرزاقادیانی کی شان

قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کی ٹھیک وہی شان وہی نام وہی رتبہ ہے جو آنحضرت کا تھا۔ (نعوذ باللہ)(اخبار الفضل ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء قادیانی مذہب ص ۲۷۵)

تمام انسانوں کے لئے نبی اور رسول

قادیانیوں کا عقید ہے کہ چودھویں صدی کے تمام انسانوں کے لئے نبی اور رسول مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔(نعوذ باللہ)(تذکرہ ص ۳۶۰)(طبع دوم)

مرزا رحمۃ للعالمین ھے

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ رحمۃ للعالمین مرزا غلام احمد ہے۔(نعوذ باللہ)(تذکرہ ص ۸۳)طبع دوم)

مرزا سید الاولین اور آخرین ھے

مرزائی اخبار الفضل مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ وہ مرزا وہی ختم المرسلین تھا وہی فخر الاولین و آخرین ہے۔ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آ تھا۔(نعوذ باللہ)(قادیانی مذہب ص ۲۶۴)

مرزا قادیانی باعث تخلیق کائنات ھے

قادیانی عقیدہ ہے کہ آسمانی وزمین اور تمام کائنات کو صرف اور صرف مرزا قادیانی کی خاطر پیدا کیا گیا ہے۔(نعوذ باللہ)(حقیقۃ الوحی ص ۹۹)

مرزاقادیانی کی روحانیت آنحضرت سے زیادہ تھی

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت کا زمانہ روحانی ترقیات کی طرف پہلا قدم تھا اور مرزا قادیانی کے زمانے میں روحانیت کی پوری تجلی ہوئی۔(نعوذ باللہ)(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷)(طبع اول)

مرزا قادیانی کا تخت سب سے اونچاتھا

قادیانی عقید ہے کہ آسمان سے بہت تخت اترے لیکن مرزا قادیانی کا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔ (نعوذ باللہ)(حقیقۃ الوحی ص ۸۹)

مرزا قادیانی کو بڑی فتح نصیب ھوئی

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرتؐ کو چھوٹی فتح نصیب ہوئی تھی اور بڑی یعنی فتح مبین مرزا قادیانی کو ہوئی۔

(نعوذ باللہ) (خطبہ الہامیہ ص ۱۹۳)

مرزا قادیانی کا اسلام افضل ہے

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانے کا اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح ناقص اور بے نور تھا اور مرزا قادیانی کے زمانے کا اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں اور درخشاں ہے۔ (نعوذ باللہ) (خطبہ الہامیہ ص ۹۳ طبع اول)

مرزا قادیانی کے معجزے آنحضرتؐ سے زیادہ ہیں

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرتؐ کے معجزات تین ہزار تھے (تحفہ گولڑیہ ص ۶۳) اور مرزا قادیانی کے معجزے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ (حقیقۃ الوحی ص ۶۷) (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی ذہنی طور پر آنحضرتؐ سے افضل ہے

قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء آنحضرتؐ سے زیادہ ہے (نعوذ باللہ) (ریویو مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۲۱)

مرزا قادیانی کی روحانیت آنحضرت ﷺ سے اعلیٰ ہے۔ (نعوذ باللہ) قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کی روحانیت آنحضرت سے قوی۔ اکمل اور اشد ہے (نعوذ باللہ) خطبہ الہامیہ) ص ۱۸۱)

آنحضرت ﷺ مرزا قادیانی کی شکل میں دوبارہ تشریف لائے ہیں

قادیانی عقیدہ ہے کہ

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں ۔۔۔۔اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل ۔۔۔۔غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں (نعوذ باللہ)

(اخبار بدر قادیان جلد نمبر ۴۲ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء) (نعوذ باللہ)

نبیوں سے مرزا قادیانی کی بیعت کا عہد

قادیانی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ تک ہر ایک نبی سے مرزا قادیانی پر ایمان لانے اور اس کی بیعت و نصرت کرنے کا عہد لیا تھا۔ (نعوذ باللہ) (اخبار الفضل ۲۶ فروری ۱۹۲۴ء قادیانی مذہب ص ۳۴۰)

آنحضرتؐ کی پیروی باعث نجات نہیں (نعوذباللہ)

قادیانی عقیدہ ہے کہ اس زمانے میں آنحضرتؐ کی پیروی باعث نجات نہیں بلکہ صرف مرزا قادیانی کی پیروی سے نجات ہوگی۔(نعوذباللہ)(اربعین نمبر۴ص۷حاشیہ)

ہر انسان محمد رسول اللہؐ سے بھی بڑھ سکتا ہے

قادیانی عقیدہ ہے کہ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔حتیٰ کہ محمد رسول اللہؐ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔(نعوذباللہ)(ڈائری مرزا محمود ابن مرزا قادیانی۔اخبار الفضل ۱۷جولائی ۱۹۲۲ء)نعوذباللہ

مرزا قادیانی جو چاہے کرسکتا ہے

قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ مرزا قادیانی کے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔(تذکرہ ص۵۲۵،۶۵۲،۵۲۲۔حقیقۃ الوحی ص۱۰۵)نعوذباللہ

قادیان کی برکتیں

قادیانی عقیدہ ہے کہ قادیان کی زمین پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔(نعوذ باللہ)(بیان میاں محمود احمد ابن مرزا قادیانی۔اخبار الفضل ۱۱ستمبر۱۹۳۲ء)

قادیان کا حج

قادیانی عقیدہ ہے کہ قادیان آنا ظلی حج ہے اور اب مکے والا خشک ہوگیا ہے۔کیونکہ آج مکہ میں حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے۔(قادیانی مذہب ص۳۶۲)(پیغام صلح ۱۹اپریل ۱۹۳۳ء)نعوذباللہ

مرزا قادیانی نے تمام کمالات محمدی حاصل کرلئے

قادیانی عقیدہ ہے کہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات حاصل ہوتے تھے کسی کو زیادہ کسی کو کم۔مگر مسیح موعود کو اس وقت نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کرلیا۔(نعوذ باللہ)(کلمۃ الفصل ص۱۱۳مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

نبی پاک نے مرزا قادیانی کو نبی اللہ کے نام سے پکارا

یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعود اللہ تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا اور وہی نبی تھا جس کو نبی کریم نے نبی اللہ کے نام سے پکارا اور وہی نبی تھا جس کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں یاایھا النبی کے الفاظ سے مخاطب

کیا۔(معاذ اللہ)کلمۃ الفضل ص ۱۱۴ مصنف مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

یہ ہیں قادیانیوں کے وہ کفریہ عقائد جنہیں پڑھ کر رگوں میں خون کھولنے لگتا ہے اور ہر پڑھنے والا مسلمان غم وغصہ کا ایک مجسم طوفان بن جاتا ہے اور اس کے دل میں قادیانیت کا سر کچلنے کا جذبہ جہاد جوش مارنے لگتا ہے۔

مسلمانو! اٹھو! خواب غفلت سے اٹھو!!

مرزا قادیانی کی اسلام دشمن اولاد اپنے مرتد باپ کی فتنۂ ارتداد کی بھڑکائی ہوئی آگ کو پھر ہوا دے رہی ہے۔قادیانیت کی ارتداد شجر اسلام کو (معاذ اللہ) جڑوں سے اکھاڑ دینا چاہتا ہے۔جھوٹی نبوت کا اژدھا ہماری نئی نسل کے ایمانوں کو نگلنے کے لئے بڑھا چلا آرہا ہے۔دنیا کے مختلف حصوں میں مرزا قادیانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ متعارف کروایا جارہا ہے۔کلمہ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جگہ مرزا قادیانی کا نام استعمال کیا جارہا ہے۔

اب سوچنے کا مقام ہے کہ وہ کون سا مسلمان ہے جو روح کو تڑپا دینے اور دل کو ہلا دینے والے ان حالات میں آنکھیں بند کر کے بیٹھا رہے۔وہ کون سا مسلمان ہے جو رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین تو سنے لیکن ہاتھ پاؤں توڑ کر اور لبوں پر مہر سکوت لگا کر بیٹھا رہے؟

مسلمانو اٹھو۔۔۔رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسم کا کلمہ پڑھنے والو اٹھو! ناموس محبوب رب العالمین کا تحفظ کرو۔تاج وتخت ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چوکیداری کرو۔قادیانیوں کی زبانِ بے لگام دو۔ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم گیر پیغام عالم میں پہنچا دو اپنے بچوں کو زیور تعلیم ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آراستہ کرو۔اپنے حلقہ احباب میں مسئلہ ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچھی طرح متعارف کراؤ تا کہ کسی کی متاع ایمان نہ لٹ سکے اور کوئی بھی قادیانیوں کے دام ہم رنگ زمین میں نہ پھنس سکے۔

اے اہل اسلام! سنو اور گوشِ ہوش سے سنو! قادیانیوں کا ڈائریکٹ ٹکراؤ ہماری آنکھوں کے نور دلوں کے سرور جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے ہے۔ان کا واحد مقصد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مٹا کر مرزا قادیانی کی نبوت کو چلانا ہے (نعوذ باللہ) اور تاج ختم نبوت مرزا قادیانی کے سر پر رکھنا ہے (استغفر اللہ۔العیاذ باللہ) اور کوئی بھی گنہگار سے گنگار مسلمان اس ناپاک جسارت کو برداشت نہیں کرسکتا۔اور جو بھی مسلمان ختم نبوت کے اس جہاد میں شریک ہے وہ جناب خاتم النبین صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا سپاہی ہے اور ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''دنیا میں جو شخص جس کے ساتھ محبت کرتا ہوگا قیامت کے روز اسی کے ساتھ ہوگا۔''

اس حدیث کو مدار نجات سمجھتے ہوئے چاہیے کہ ہم اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا دفاع کر کے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کا تعلق پیدا کرلیں۔ تاکہ حشر کے روز ہم آمنہؓ کے لال سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے تلے ہوں (آمین)

مسلمانو! زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ معلوم نہیں یہ کاروان زیست کب لٹ جائے پتہ نہیں یہ سفینہ حیات کب موت کے گہرے پانیوں میں غرق ہو جائے۔ کون جانتا ہے کب عزرائیل کی آمد ہو اور ہمارا یہ گلشن ہستی اجڑ جائے اور دنیا کی محبت ہمارے دلوں میں آباد آرزوؤں اور تمناؤں کے سینکڑوں تاج محل منہدم ہو جائیں۔

اے فرزندان توحید! اگر قبر کی تاریک کوٹھڑی میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہچان چاہتے تو ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کام کرو۔

اگر حشر کی ہولناک وخوفناک گھڑیوں میں شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت چاہتے ہو تو تاج و تخت نبوت کی نگہبانی کرو۔

اگر ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں جام کوثر پینا چاہتے ہو تو ناموس رسالت کی پاسبانی کرو۔ اگر حشر کی وحشت ناک گرمی میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کالی کملی کا ٹھنڈا سایہ چاہتے ہو تو ختم نبوت کے کام کو سنبھالو۔ (آمین ثم آمین)

قادیانی مسلمانوں کو کیا سمجھتے ہیں؟

قادیانی ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر' مرتد' زندیق اور توہین رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرتکب ہیں۔ پوری ملت اسلامیہ انہیں کافر قرار دے چکی ہے۔ لیکن کمال ڈھٹائی کی بات یہ ہے کہ قادیانی اپنے آپ کو راسخ العقیدہ سچا اور سچا مسلمان کہتے ہیں اور دیگر مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک مسلمان صرف وہ ہے جو مرزا قادیانی پر ایمان لاتا ہے اور اسے اللہ کا سچا نبی اور رسول مانتا ہے۔ مسلمانوں کے بارے میں قادیانیوں کے جو مذہبی عقائد ہیں وہ کچھ یوں ہیں۔

خدا کے نافرمان اور جہنمی

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری جماعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی

کرنے والا جہنمی ہے۔" (اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نمبر ۹ ص ۲۷)

رنڈیوں کی اولاد

"میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔ مگر رنڈیوں (بدکار عورتو) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷ مصنف مرزا قادیانی)

مرد سؤر عورتیں کتیاں

"میرے مخالف جنگلوں کے سور ہوگئے اور ان کی کتیوں سے بڑھ گئیں" (نجم الہدیٰ ص ۱۵ مصنف مرزا قادیانی)

حرام زادے

"جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔" (انوار اسلام ص ۳۰ مصنف مرزا قادیانی)

پوری ملت اسلامی کافر

۱۔ "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵ مصنف مرزا محمود احمد ابن مرزا قادیانی)

۲۔ "ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

ابوجھل کی پارٹی

قادیانیوں کا اخبار الفضل ۳ جنوری ۱۹۵۲ء کی اشاعت میں پوری ملت اسلامیہ کی تضحیک کرتا اور چیلنج کرتا ہوا لکھتا ہے "ہم فتح یاب ہوں گے۔ ضرور تم مجرموں کی طرح ہمارے سامنے پیش ہوگے اس وقت تمہارا حشر بھی وہی ہوگا جو فتح مکہ کے دن ابوجہل اور اس کی پارٹی کا ہوا۔"

قادیانیوں کے کفریہ عقائد و نظریا کا جائزہ

توہین عقیدۂ توحیدوذات باری تعالیٰ مرزائیوں کا کلمہ توحیداور دورنگی و بے ڈھنگی چال:

لاالہ الااللہ احمد رسول اللہ　(نعوذباللہ)

(بحوالہ روزنامہ مشرق لاہور ۲۲جون ۱۹۷۴ء روزنامہ تعمیر راولپنڈی ۲۵ جون ۱۹۷۴ء صفحہ۲ پر نائجیریا کے شہر عجبو کی مسجد پر اس تحریر شدہ کلمہ کا عکس شائع کیا)

کلمہ میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے (نعوذباللہ)

مرزا بشیرالدین محمود کهتا هے که

اگر ہم بفرض محال یہ بات مان لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے لکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمے کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ چیز نہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہیں۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دنیا میں دوبارہ تشریف لائے۔ اس لئے ہمیں دوسرے کلمے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرور پیش آتی۔ (کلمۃ الفضل صفحہ ۱۵۸مندرجہ ریویو آف ریلیج ـــــ بابت مارچ ۱۹۱۵ء)

خداتعالیٰ مرزا غلام احمد قادیانی دجال کی نظر میں

قادیانی دجال کہتا ہے کہ میں خود خدا ہوں (نعوذباللہ)

میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں پھر میں نے نیا نظام بنایا پہلے آسمان پھر زمین بنائی۔ پس میں نے آدم کو بنایا اور انسانوں کو بہترین صورت میں پیدا کیا اور اس طرح میں خالق ہوگیا۔ (ملخص از کتاب البریہ صفحہ ۷۸تا۷۹ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۲۵)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں خدا کا باپ ہوں (نعوذباللہ)

میرا پیدا ہونیوالا بیٹا گرامی ارجمند ہوگا اول اور آخر کا مظہر ہوگا اور حق اور غلبہ کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اترے گا۔ (البشریٰ جلد۲ صفحہ ۲۱،۲۲ دافع البلا صفحہ ۶)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں (نعوذباللہ)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سن تو میرا بیٹا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴۔۵۶۵ البشریٰ جلد اول صفحہ ۴۹ا اربعین نمبر ۳، صفحہ ۴۲)

وہ کہتا ہے کہ میں خدا کا نطفہ ہوں (نعوذ باللہ)

خدا کا نطفہ ہوں (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۳۶)

کہتا ہے کہ میں خدا کی بیوی ہوں

حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہے اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی یعنی (Sexual) قربت کا اظہار فرمایا۔ (اسلامی قربانی ٹریکٹ مصنفہ قاضی یار محمد قادیانی)

وہ کہتا ہے کہ میں خدا کا کان ہوں (نعوذ باللہ)

اے تو مجھ سے ایسا ہے جیسے میرے کان (اخبار البدر قادیان ۲۶ فروری ۱۹۰۸ء)

وہ کہتا ہے کہ میں خدا کی روح ہوں (نعوذ باللہ)

تو مجھ سے بمنزلہ میری روح کے ہے (البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۷۔ ۲ دسمبر ۱۹۰۱ء)

وہ کہتا ہے کہ میں خدا کی توحید ہوں (نعوذ باللہ)

اے مرزا تو میرے نزدیک بمنزلہ میری توحید اور تفرید کے ہے (حقیقت الوحی صفحہ ۱۸۶)

وہ کہتا ہے ہمارا پروردگار ہاتھی دانت ہے (توضیح المرام صفحہ ۷۵)

وہ کہتا ہے تیندوے کی طرح اس وجود اعظم (خدا) کی بھی ہے (توضیح المرام صفحہ ۷۵)

وہ کہتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا کبھی خطا کروں گا اور کبھی ثواب

وہ کہتا ہے خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نماز پڑھتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں جاگتا ہوں اور سوتا بھی ہوں

وہ کہتا ہے (اے مرزا) تیرا نام مکمل ہے اور میرا نام نامکمل ہے (اربعین صفحہ ۶)

توہین رسالت مآب ﷺ و عقیدہ رسالت

قادیانی دجال کے آنے سے رسول اللہ کی نبوت ختم ہو گی (نعوذ باللہ)

دجال ثانی ۔۔۔ محمود احمد قادیانی کہتا ہے۔

پھر بھی یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب کوئی نبی آ جائے تو پہلے نبی کا علم بھی اسی کے ذریعے ملتا ہے۔ یوں اپنے طور پر نہیں مل سکتا اور ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کے لئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے پہلے نبی کے آگے دیوار

کھینچ دی جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے دیکھنے کے۔ یہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اُس کے جو کوئی مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے۔

اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اسی ذریعے سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے گا۔ اگر کوئی چاہے کہ آپ سے الگ ہو کر دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئیگا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن کو بھی دیکھے گا تو وہ اس کے لئے

یھدی من یشاء والا قرآن نہ ہوگا

بلکہ یضل من یشاء والا قرآن ہوگا

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

میرا نام محمد واحمد ہے۔ پس نبوت و رسالت کبھی دوسرے کے پاس نہیں محمد کی چیز محمد کے پاس رہی ۔(پمفلٹ ایک غلطی کا ازالہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء)

وہ کہتا ہے کہ یہ دونام اور خطاب خاص آنحضرت کو قرآن میں دیئے گئے ہیں یعنی سید الانبیاء اور رحمۃ اللعالمین پھر وہی خطاب الہام مجھے دیئے گئے ہیں (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۴)

دجال ثانی کہتا ہے کہ میں ختم المرسلین فخر اولین والاخرین ہوں (نعوذ باللہ)

مرزائی اخبار الفضل مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں ہے کہ وہ مرزا وہی ختم المرسلین تھا وہی فخر الاولین والاخرین جو آج سے ۱۳۰۰ برس پہلے رحمۃ اللعالمین بن کر آیا تھا۔ (قادیانی مذہب صفحہ ۲۶۴)

وہ کہتا ہے کہ میری روحانیت حضور سے زیادہ ہے (نعوذ باللہ)

آنحضرت کا زمانہ روحانی ترقیات کی طرف پہلا قدم تھا اور میرے زمانے میں روحانیت کی پوری تجلی ہوئی۔

توہین صحابہ کرام اور علماء کرام

کہتا ہے کہ علمائے اسلام بے ایمان اور عیسائی ہیں (نعوذ باللہ)

اے بے ایمانوں نیم عیسائیوں دجال کے ہمراہوں اسلام کے دشمنوں تمہاری ایسی تیسی! (اشتہار انعامی تین ہزار حاشیہ صفحہ ۵)

کہتا ہے کہ پس جو میری جماعت میں داخل ہوا اس نے سید المرسلین حضرت محمد کے صحابی کا درجہ پایا (خطبہ الہامیہ صفحہ ۲۵)

کہتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو بھی جد صدیق تھے تجدید کا کام کرنا پڑا اور یہ ہر محدث کا آخری درجہ ہوتا ہے۔اور یہ درجہ امت محمدیہ میں سینکڑوں لوگوں نے پایا (حقیقت النبوت میاں محمود قادیانی) صفحہ ۱۶۲

حضرت ابوبکر حضرت عمر کیا تھے؟

وہ تو غلام احمد قادیانی کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے قابل نہ تھے۔(المہدی صفحہ ۵۷ چیلا قادیانی کذاب حکیم محمد حسین لاہوری)

وہ کہتا ہے کہ آج تمہارے لئے ابوبکر اور عمر کی سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا المسیح موعود (قادیانی دجال) کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو (بہشتی مقبرہ کا اعلان الفضل قادیان ۲ فروری ۱۹۱۵ء)

کہتا ہے حقیقت یہ ہے کہ محمد رسول کے صحابہ اللہ تعالی کے قرب کے جس مقام پر پہنچے ہیں اس مقام پر آج ہم پہنچ سکتے ہیں بلکہ اگر ہم کوشش کریں تو صحابہ سے آگے نکل سکتے ہیں۔(اخبار الفضل ۱۶ جون ۱۹۴۳ء صفحہ ۔۔۔۔)

کہتا ہے جھوٹے آدمی کی نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بڑی لاف وگزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہی داخل ہو جاتے ہیں۔(حوالہ حیات احمدیہ جلد ا صفحہ ۲۵)

توھین حرمین شریفین و مسلمانان عالم

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میرا چوبارہ عبادت خانہ امن کا گہوارہ ہے (نعوذباللہ) (براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ قادیان کا جلسہ حج کی طرح ہے (نعوذباللہ) (ملخص از برکات خلافت صفحہ ۵)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ حرمین شریفین جیسی برکات قادیان میں نازل ہوتی ہے (نعوذباللہ) (اخبار الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۳۲ء بیان میاں محمود احمد)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ قادیان تمام بستیوں کی ماں ہے (نعوذباللہ) (حقیقت رویا صفحہ ۴۶)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میرے مخالف سور اور کتے ہیں (نعوذباللہ) (نجم الہدی صفحہ ۵۳)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ جو عورتیں مجھے نہیں مانتی وہ بدکار ہے (نعوذباللہ)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میری فتح کا قائل نہیں وہ ولد الحرام ہے (نعوذ باللہ) (انوار الاسلام صفحہ ۳۰)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ کنجری کی اولاد ہے (نعوذ باللہ) (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۷)

کہتا ہے کہ میں مہدی ہوں اور کئی نبیوں سے بہتر ہوں (نعوذ باللہ) (میعاد الاخبار صفحہ ۱۱)

یہ میں کہتا ہوں کہ میں بشارتوں کے مطابق آیا ہوں عیسیٰ کو یہ مقام کہاں کہ وہ میرے منبر پر پاؤں رکھے (نعوذ باللہ) (براہین احمدیہ صفحہ ۳۹)

انبیاء کو تو شیطانی الہام ہوتے ہیں (نعوذ باللہ) (ضرورت آلام صفحہ ۱۸ تا ۱۹)

ساتھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم سے لے کر حضرت محمد تک ہر ایک نبی سے مجھ (مرزا قادیانی) پر ایمان لانے اور میری بیعت و نصرف کرنے کا عہد لیا تھا۔ (نعوذ باللہ) (اخبار الفضل ۲۶ فروری ۱۹۲۲ء)

توہین اہل بیت رسول ﷺ

کہتا ہے پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی شیر خدا کو تلاش کرتے ہو۔ (نعوذ باللہ) (اخبار الحکم قادیان نومبر ۱۹۰۲ء ملفوظات احمدیہ جلد ا صفحہ ۱۳۱)

کہتا ہے کہ حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا (نعوذ باللہ) اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۱)

کہتا ہے کہ میں اولاد بنو فاطمہ ہوں (نعوذ باللہ)

اس عاجز (مرزا قادیانی) کے خون کی نبی فاطمہ کے خون سے آمیزش ہے (نعوذ باللہ) (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۱۱)

کہتا ہے کہ میں حسین سے بڑھ کر ہوں (نعوذ باللہ)

اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی (نجات دہندہ ہے) کہ میں سچ سچ کہتا ہوں آج تم میں ایک ہے جو حسین سے بڑھ کر ہے (نعوذ باللہ) (دافع البلا صفحہ ۱۳)

میں حسین سے برتر ہوں مجھ میں اور تمہارے حسین میں بڑا فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر وقت خدا کی تائید مل رہی ہے (لیکن حسین کو نہیں) (نعوذ باللہ)

کہتا ہے کہ حسین دشمنوں کا کشتہ ہے (نعوذ باللہ)

اور میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارے حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔ (نعوذ باللہ) (اعجاز

احمدی صفحہ ۸۱)

کہتا ہے کہ ایسے سو حسین میری جیب میں ہے (نعوذ باللہ)

میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے ایسے سو حسین میری جیب میں پڑے ہوئے ہیں (نعوذ باللہ) (اخبار الحکم قادیان ۱۴ جون ۱۹۰۴ء دافع البلا ۱۳)

کہتا ہے کہ حسین کستوری کے پاس گوہ ہے (نعوذ باللہ)

تم نے خدا کے جلال اور مجھ کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسین ہے کیا تو انکار کرتا پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔ (نعوذ باللہ) (اعجاز احمدی صفحہ ۸۶)

کہتا ہے کہ زید حسین سے اچھا ہے (نعوذ باللہ)

افسوس یہ شیعہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے حسین کی نسبت (نبی ہونے کا رتبہ) نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں حسین سے تو زید ہی اچھا ہے کہ جس کا ذکر قرآن میں موجود ہے (نعوذ باللہ) (نزول مسیح صفحہ ۴۵)

کہتا ہے حضور اجتہادی غلطیوں سے محفوظ نہیں رہے۔ (نعوذ باللہ)

کیا حدیبیہ کا سفر اجتہادی غلطی نہ تھا۔ (نعوذ باللہ)

کیا یمامہ کو ہجرت کا قیام کرنا اجتہادی غلطی نہ تھا۔ (نعوذ باللہ)

کیا اور بھی اجتہادی غلطیاں نہ تھیں جن کا لکھنا طویل ہے۔ (نعوذ باللہ) (حقیقت الوحی صفحہ ۲۹۰ آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۲۔۲۵۳)

کہتا ہے کہ آنحضرت عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیا کرتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔ (نعوذ باللہ) (مکتوب مرزا غلام قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

کہتا ہے کہ حضور کا جسم کثیف تھا (نعوذ باللہ)

سیر معراج النبی کے اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا (نعوذ باللہ) (ازالہ اوہام صفحہ ۴۷)

کہتا ہے کہ مصطفیٰ کئی ہزار یہودیوں کو قتل کر کے فصل حرام کے مرتکب ہوئے (نعوذ باللہ) (حقیقت الوحی صفحہ ۱۱۱)

کہتا ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ اس کے مستحق نہیں (نعوذ باللہ) (حقیقت الوحی صفحہ ۱۹۱)

کہتا ہے کہ نبی سے دین کی اشاعت مکمل نہ ہو سکی (نعوذ باللہ) (حاشیہ تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۶۵)

کہتا ہے میں نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا (نعوذ باللہ) (حقیقت الوحی صفحہ ۹۲)

دجال ثانی کہتا ہے کہ ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات حاصل ہوتے تھے کسی کو زیادہ کسی کو کم مگر مسیح موعود کو اس وقت نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لئے۔ (نعوذ باللہ) (کلمۃ الفصل صفحہ ۱۱۳ مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

دجال ثانی کہتا ہے کہ اللہ نے رسول کو قادیان میں اُتارا تا کہ وہ اپنے وعدے پورے کرے (نعوذ باللہ) (کلمۃ الفصل صفحہ ۱۰۵)

توہین کتاب اللہ

کہتا ہے کہ قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں (نعوذ باللہ) (حقیقت الوحی صفحہ ۸۴)

کہتا ہے کہ قرآنی معجزات جادو ہیں (نعوذ باللہ)

قرآن مجید میں جو معجزات ہیں وہ سب مسمریزم (جادو) ہیں۔ (نعوذ باللہ) (ازالہ اوہام صفحہ ۲۲۸)

کہتا ہے کہ قرآن گالیوں سے پر ہے (نعوذ باللہ)

اقرار کرنا پڑے گا سارا قرآن گالیوں سے پر ہے۔ (نعوذ باللہ) (ازالہ اوہام صفحہ ۱۴)

قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور عظیم سخت زبانی کے طریقے استعمال کر رہا ہے (نعوذ باللہ) (ازالہ اوہام صفحہ ۲۹، ۲۸)

کہتا ہے کہ قرآن میں ـــــ غلطیاں ہیں (نعوذ باللہ)

قرآن میں صرفی اور نحوی غلطیاں ہیں (نعوذ باللہ) (حقیقت الوحی صفحہ ۳۰۴)

کہتا ہے کہ قرآن بیہودگیوں کے قصے اور کہانیاں ہے (نعوذ باللہ) (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۹۴)

کہتا ہے کہ ہم نے یعنی خدا نے قادیان میں قرآن کو نازل کیا (نعوذ باللہ) (براہین احمدیہ صفحہ ۳۱۳)

کہتا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ تین شہروں کا ذکر قرآن میں ہے مکہ مدینہ اور قادیان (نعوذ باللہ) (ازالہ اوہام صفحہ ۷۷)

کہتا ہے کہ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے اوپر درود بھیجتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) (حقیقت الوحی صفحہ ۹۴)

کہتا ہے کہ قرآن کریم اور میری وحی میں کوئی فرق نہیں۔ (نعوذ باللہ) (نزول مسیح صفحہ ۹۹)

توہین حدیث رسول اللہ

کہتا ہے کہ میری وحی کے مقابلے میں حدیث مصطفیٰ کوئی شے نہیں (نعوذ باللہ)(اعجاز احمدی صفحہ ۵۶)

میرے خلاف حدیث ہے وہ ردی کی ٹوکری ہے (نعوذ باللہ)

جو حدیث میرے خلاف ہے اسے ردی کی ٹوکری میں ڈال دو کہتا ہے کہ مسلم اور بخاری بے مغز ہڈیاں ہیں (نعوذ باللہ)

مسلم شریف پر ایمان لانے والا کمینہ اور بخاری شریف سے مانجو لیا ہوتا ہے یہ محض ہڈیاں بے مغز ہیں (نعوذ باللہ) (نزول مسیح صفحہ ۱۰۲)

توہین انبیاء کرام

کہتا ہے کہ میرے معجزات اور پیشگوئیاں نبیوں سے زیادہ ہیں۔(نعوذ باللہ)

صدہا نبیوں کی نسبت ہمارے معجزات اور پیشگوئیاں سبقت لے گئے (نعوذ باللہ) (ریویو جلد اول صفحہ ۲۹۲)

کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء کرام کا مظہر ٹھہرایا اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے۔ (نعوذ باللہ)

میں آدم ہوں۔ میں شیث ہوں۔ میں نوح ہوں۔ میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں۔ میں اسماعیل ہوں۔ میں یعقوب ہوں میں یوسف ہوں۔ میں موسیٰ ہوں۔ میں داؤد ہوں۔ میں عیسیٰ ہوں۔

اور آنحضرت کا مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں (نعوذ باللہ) (حاشیہ حقیقت الوحی)

اس زمانے میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے سو وہ میں ہوں۔(نعوذ باللہ) (براہین احمدیہ حصہ ۵ صفحہ ۹۰)

کہتا ہے کہ میری آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہوگیا اور ہر رسول میرے پیراہن یعنی کرتے پوشیدہ ہے (نعوذ باللہ) (۔۔۔فارسی صفحہ ۱۶۵)

کہتا ہے کہ مرزا تمام انبیاء کا چاند ہے۔(نعوذ باللہ) (انجام آتھم صفحہ ۵۸)

وہ کہتا ہے کہ آنحضرت کے زمانے کا اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح ناقص اور بے نور تھا اور میرے زمانے کا اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں اور درخشاں ہے۔ دجال ثانی کہتا ہے کہ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء آنحضرت سے زیادہ ہے (نعوذ باللہ)(ریویو مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب صفحہ ۲۲۱)

وہ کہتا ہے کہ آنحضرت کو چھوٹی فتح ہوئی اور بڑی فتح مبین مجھ کو ہوئی۔(نعوذ باللہ) (خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۹۳)

وہ کہتا ہے کہ میری روحانیت آنحضرت سے اقویٰ اکمل اورارشد ہے(نعوذباللہ)(خطبہ الہامیہ صفحہ ۱۸۱)

قادیانی دجال کے ساتھی کہتے ہیں کہ مرزا حضور کی شکل میں دوبارہ آیا ہے(نعوذباللہ)(اخبار البدر قادیان جلد۲شمارہ۲۴۱۲اکتوبر۱۹۰۹ء)

وہ کہتا ہے کہ اس زمانے میں آنحضرت کی پیروی میں نجات نہیں صرف میری پیروی میں نجات ہوگی۔(نعوذباللہ) (اربعین صفحہ۴تا۷)

وہ کہتا ہے کہ میں بات کاارادہ کرتا ہوں وہ میرے حکم سے فی الفور ہوجاتی ہے(نعوذباللہ) (حقیقت الوحی ۱۰۵)

مرزا قادیانی کی ٹھیک وہی شان' وہی نام' وہی مرتبہ ہے جو آنحضرت کا تھا(نعوذباللہ)(اخبار الفضل ۱۶ستمبر قادیانی مذہب۲۷۵)

دجال ثانی کہتا ہے کہ چودہویں صدی کے تمام انسانوں کے لئے نبی اور رسول مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔(نعوذباللہ) (تذکرہ صفحہ۳۶۰)

دجال ثانی کہتا ہے کہ آسمان وزمین اور تمام کائنات کوصرف اورصرف مرزا قادیانی کی خاطر پیدا کیا گیا ہے(نعوذباللہ) (حقیقت الوحی صفحہ۹۹)

دجال ثانی کہتا ہے کہ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہےاور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد سے بھی بڑھ سکتا ہے۔(نعوذباللہ) (ڈائری مرزا محمود ابن مرزا قادیانی اخبار الفضل ۱۷جولائی ۱۹۲۲ء)

دجال ثانی کہتا ہے کہ(یہ ثابت شدہ امر ہے کہ) مسیح موعود اللہ تعالیٰ کاایک رسول اور نبی تھااوروہی نبی تھا جس کو نبی کریم نے نبی اللہ کےنام سے پکارااوروہی نبی تھا جس کوخدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں یاایھاالنبی کےالفاظ سے مخاطب کیا۔(نعوذباللہ) (کلمۃ الفضل صفحہ۱۱۲مصنفہ مرزابشیر احمد قادیانی)

کہتا ہے کہ میرے معجزے حضور سے زیادہ ہے(نعوذباللہ)

آنحضرت کےمعجزات تین ہزار ہے(تحفہ گولڑویہ صفحہ۴۳)

میرے معجزے تین لاکھ سے زیادہ ہیں(نعوذباللہ) حقیقت الوحی صفحہ۶۷)

بلکہ میرے معجزے دس لاکھ ہیں(تذکرۃ الشھادتین صفحہ۴۱)

کہتا ہے کہ حضور کے دو الہام غلط نکلے (نعوذ باللہ)

حضرت رسول خدا کے دو الہام و وحی غلط نکلے (نعوذ باللہ) (ازالہ اوہام صفحہ ۶۸۸، ۶۸۹)

کہتا ہے کہ خدا نے مجھے مثل آدم صفی اللہ، مثل نوح، مثل یوسف، مثل داؤد، مثل موسیٰ مثل ابراہیم کہا احمد کے نام سے بار بار پکارا (نعوذ باللہ) (ازالہ اوہام صفحہ ۲۵۳)

کہتا ہے کہ آدم نامکمل تھے (نعوذ باللہ) (۔۔۔۔صفحہ ۱۳۵)

کہتا ہے کہ میں حضرت یوسف سے بڑھ کر ہوں (نعوذ باللہ)

اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیل یوسف سے بڑھ کر ہے یہ عاجز قید سے دعا کر کے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔ (نعوذ باللہ) (براہین احمدیہ جلد ۵ صفحہ ۸۳، ۸۴)

کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی دادیاں اور نانیاں زنا کار تھیں (نعوذ باللہ)

تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا یعنی عیسیٰ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (نعوذ باللہ) (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۷)

یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب یہ تھا کہ عیسیٰ شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے (نعوذ باللہ) (کشتی نوح صفحہ ۷۸)

خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح (حضرت عیسیٰ) سے اپنی تمام شان میں بڑھ کر ہے اور اس کا نام غلام احمد رکھا۔ (نعوذ باللہ) (دافع البلا صفحہ ۲۰)

آپ کے (حضرت عیسیٰ) کے ہاتھ میں سوائے مکر وفریب کے کچھ بھی نہیں تھا (انجام آتھم صفحہ ۲۷۶)

کہتا ہے کہ عیسیٰ حضرت عیسیٰ کو گالی دینے، بدزبانی کرنے اور جھوٹ بولنے کی عادت تھی اور چور بھی تھے (نعوذ باللہ) (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵، ۶)

کہتا ہے کہ یسوع اس لئے اپنے ۔۔۔۔نیک نہیں کر سکتا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی اور خراب چلن ہے نہ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب نوشی کا ایک نتیجہ ہیں۔ (نعوذ باللہ) (۔۔۔۔حاشیہ صفحہ ۷۲)

کہتا ہے کہ مسیح (حضرت عیسیٰ) ایک لڑکی پر عاشق تھا جب استاد کے سامنے اس کے حسن و جمال کا تذکرہ کرنے لگا تو استاد نے اسے عاق کر دیا۔ (نعوذ باللہ) (اشتہار الحکم ۲۱ فروری ۱۹۰۲ء)

کہتا ہے کہ (حضرت عیسیٰ) نے ایک کنجری کو بغل میں لے لیا۔(نعوذباللہ) (نور القرآن صفحہ ۳۶ تا ۳۹)

عیسائیوں نے یسوع (حضرت عیسیٰ) کے بہت معجزے لکھے ہیں مگر حق کی بات یہ ہے کہ کوئی معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔(نعوذباللہ) (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶)

کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تو یہ کونسی خصوصیت ہے برسات میں ہزارہا کیڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہوتے ہیں۔(نعوذباللہ) (براہین احمدیہ صفحہ ۳۹)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میرے مخالف مشرک اور جہنمی ہے(نعوذباللہ) (نزول مسیح صفحہ ۴ تذکرہ ۲۲۷)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ جو مرزا کو نہیں مانتا وہ کافر ہے(نعوذباللہ) (آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

ثانی مرزا قادیانی کہتا ہے کہ جو مرزا کو نہیں مانتا وہ ابوجہل کی پارٹی ہے(نعوذباللہ) (اخبار الفضل ۳ جنوری ۱۹۵۲ء)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ جو قادیانی نہ ہوا سے امام نہ بناؤ(نعوذباللہ) (انوار خلافت صفحہ ۹۰)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ جو قادیانی نہ ہو اُس کا جنازہ نہ پڑھا جائے(نعوذباللہ) (انوار خلافت صفحہ ۹۳)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ غیر احمدیوں سے عیسائیوں جیسا سلوک کرو(نعوذباللہ) (کلمۃ الفضل صفحہ ۱۶۹)

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ جو قادیانی نہ ہو اس سے نکاح نہیں ہوتا اور جو غیر احمدیوں کو لڑکی دے اُس کا جنازہ نہیں ہوتا(نعوذباللہ) (فتویٰ احمدیہ جلد ۲ صفحہ ۷)

مسلمانوں سے معاشرتی بائیکاٹ

مرزائیوں کا عجب معاملہ ہے کہ وہ ایک طرف مسلمانوں سے یہ تقاضا کرتے ہیں کہ انہیں اپنا حصہ سمجھا جائے' انہیں برابر کے حقوق ملیں اور مسلمان معاشرتی زندگی میں ان سے مل جل کر رہیں۔اس کو آپ حقیقت کا نام دیں گے یا منافقت کا کہ ان کی یہ جملہ خواہش اور جملہ تقاضے ان کے گرو اور ان پسماندگان کی تعلیمات کے خلاف ہیں۔

مرزائی دنیا کی تحریرات میں شادی بیاہ سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں بائیکاٹ اور ــــــــ کی تعلیم ہے اور اس پر بھرپور زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں سے کسی قسم کا معاملہ نہ رکھیں حتیٰ کہ ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک نہ پڑھیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے سلسلہ کے تمام لوازم اور مناسبات کو دیکھتے ہوئے اس امر کا فیصلہ کرنے میں

کوئی دقت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے پیروؤں کو تمام مسلمانوں سے الگ امت بنانے میں کس درجہ ساعی و کوشاں ہیں۔

سوال یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی اور اس کے ''خلفا'' کی تعلیمات یہ ہیں تو پھر وہ مسلمانوں سے باہمی روابط کا کیوں مطالبہ اور تقاضا کرتے ہیں۔

ان دوغلے اور منافقانہ رول کا اندازہ کرنے کے لئے درج ذیل تحریرات سب سے بڑا ثبوت ہیں۔

حسب ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں۔

1۔ مسلمانوں سے تعلقات حرام

''ہم تو دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر احمدیوں کے ساتھ وہی سلوک جائز رکھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں' ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا' ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا' اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔دو قسم کے تعلقات ہیں' ایک دینی' دوسرے دینوی' دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دینوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار کر دیئے گئے۔اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں ۔۔۔کہ لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود تک کا سلام کا جواب دیا ہے۔''(کلمۃ الفصل ۱۶۹' ۱۷۰ ازمرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

۲۔ مسلمانوں کے پیچھے نماز قطعی حرام

''خدا نے مجھے عطا دی ہے' تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم سے ہو''(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۴۰۱ طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

۳۔ غیروں کے پیچھے نماز

''کسی نے سوال کیا کہ جو لوگ آپ کے مرید نہیں' ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے آپ نے اپنے مریدوں کو کیوں منع فرمایا ہے۔حضرت نے فرمایا ''جن لوگوں نے جلد بازی کے ساتھ بدظنی کر کے اس سلسلہ کو جو اللہ تعالیٰ نے

قائم کیا ہے رد کر دیا ہے اور اس قدر نشانوں کی پروا نہیں کی اور اسلام پر جو مصائب ہیں اس سے لاپرواپڑے ہیں ان لوگوں نے تقویٰ سے کام نہیں لیا اور اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے۔ انما یتقبل اللہ من المتقین (المائدہ:۲۸) خدا صرف متقی لوگوں کی نماز قبول کرتا ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایسے آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھو جس کی نماز خود قبولیت کے درجہ تک پہنچنے والی نہیں" (ملفوظات احمدیہ جلد اول ص ۲۴۹ از مرزا غلام احمد قادیانی)

۴۔ غیروں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی حکمت

"صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے۔ دیکھو دنیا میں روٹھے ہوئے اور ایک دوسرے سے ناراض ہونے والے بھی اپنے دشمن کو چار دن منہ نہیں لگاتے اور تمہاری ناراضگی اور روٹھنا تو خدا کے لئے ہے۔ تم اگر ان میں ملے رہے تو خدا تعالیٰ جو خاص نظر تم پر رکھتا ہے وہ نہیں رکھے گا۔ پاک جماعت جب الگ ہو تو پھر اس میں ترقی ہوتی

ہے۔" (ملفوظات احمدیہ جلد اول ص ۵۲۵ از مرزا غلام احمد قادیانی)

۵۔ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے اور انہیں احمدی لڑکیوں کا رشتہ نہ دینے کے متعلق احکامات

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس سال میں خدا سے علم پا کر جماعت کی تنظیم و تربیت کے متعلق دو مزید احکامات جاری فرمائے یعنی اول تو آپ نے اس بات کا اعلان فرمایا کہ آئندہ کوئی احمدی کسی غیر احمدی کی امامت میں نہ نماز ادا کرے بلکہ صرف احمدی امام کی اقتداء میں نماز ادا کی جائے۔ یہ حکم ابتداء ۱۸۹۸ء میں زبانی طور پر جاری ہوا تھا مگر بعد میں ۱۹۰۰ء میں تحریری طور پر اس کا اعلان کیا گیا۔ آپ کا یہ فرمان خو خدائی منشا کے تحت تھا اس حکمت پر مبنی تھا کہ جب غیر احمدی مسلمانوں نے آپ کے دعویٰ کو رد کر کے اور آپ کو جھوٹا اور مفتری قرار دے کر اس خدائی سلسلہ کی مخالفت پر کمر باندھی ہے جو خدا نے اس زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے جاری کیا ہے اور جس سے دنیا میں اسلام اور روحانی صداقت کی زندگی وابستہ ہے تو اب وہ اس بات کے مستحق نہیں رہے کہ کوئی شخص جو حضرت مسیح موعود پر ایمان لاتا ہے وہ آپ کے منکر کی امامت میں نماز ادا کرے۔ نماز ایک اعلیٰ درجہ کی روحانی عبادت ہے اور اس کا امام گویا خدا کے دربار میں اپنے مقتدیوں کا لیڈر اور زعیم ہوتا

ہے۔پس جو شخص خدا کے مامور کو رد کر کے اس کے غضب کا مورد بنتا ہے۔وہ ان لوگوں کا پیش رو نہیں ہو سکتا جو اس کے مامور کو مان کر اس کی زحمت کے ہاتھ کو قبول کرتے ہیں۔اس میں کسی کے برا ماننے کی بات نہیں بلکہ یہ سلسلہ احمدیہ ہے کہ قیام کا ایک طبعی اور قدرتی نتیجہ تھا جو جلد یا بدیر ضرور ظاہر ہوتا تھا۔چنانچہ حدیث میں بھی اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ جب مسیح موعود آئے گا تو اس کا متبعین کا امام انہی میں سے ہوا کرے گا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود اپنی جماعت کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

''یادرکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے' تمہارے پر حرام قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔بلکہ چاہیے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تمہیں میں سے ہو۔اسی کی طرف حدیث بخاری کا ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ امامکم منکم یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں'بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔''

دوسری ہدایت جو آپ نے اپنی جماعت کے لئے جاری فرمائی وہ احمدیوں کے رشتہ ناطہ کے متعلق تھی۔ اس۔۔۔تک جیسا کہ احمدیوں اور غیر احمد مسلمانوں کی نماز مشترک تھی یعنی احمدی لوگ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔اسی طرح باہمی رشتہ ناطہ کی بھی اجازت تھی یعنی احمدی لڑکیاں غیر احمدی لڑکوں کے ساتھ بیاہ دی جاتی تھیں مگر ۱۸۹۸ء میں حضرت مسیح موعود نے اس کی بھی ممانعت فرمادی اور آئندہ کے لئے ارشاد فرمایا کہ کوئی احمدی لڑکی غیر احمدی مرد کے ساتھ نہ بیاہی جائے۔یہ اس حکم کی ابتدائی صورت تھی جس کے بعد اس میں مزید وضاحت ہوتی گئی اور اس حکم میں حکمت یہ تھی کہ طبعاً اور قانوناً ازدواجی زندگی میں مرد کو عورت پر انتظامی لحاظ سے غلبہ حاصل ہوتا ہے پس اگر ایک احمدی لڑکی غیر احمدی کے ساتھ بیاہی جائے تو اس بات کا قوی اندیشہ ہو سکتا ہے کہ مرد عورت کے دین کو خراب کرنے کی کوشش کرے گا اور خواہ اس میں کامیابی نہ ہو لیکن بہر حال یہ ایک خطرہ کا پہلو ہے جس سے احمدی لڑکیوں کو محفوظ رکھنا ضروری تھا۔علاوہ ازیں چونکہ اولاد عموماً باپ کی تابع ہوتی ہے اس لئے اس قسم کے رشتوں کی اجازت دینے کے یہ معنی بھی بنتے ہیں کہ ایک احمدی لڑکی کو اس غرض سے غیر احمدیوں کے سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس کے ذریعہ غیر احمدی اولاد پیدا کریں۔اس قسم کی وجوہات کی بنا پر آپ نے آئندہ کے لئے یہ ہدایت جاری فرمائی کہ گو حسب ضرورت غیر احمدی لڑکی کا رشتہ لیا جا سکتا ہے مگر کوئی احمدی لڑکی غیر احمدی کے ساتھ نہ بیاہی جائے بلکہ احمدیوں کے رشتے صرف آپس میں ہوں۔''(سلسلہ احمدیہ ص ۱۸۵'۸۴ از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

۶۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ (انوار خلافت ص ۹۰ از مرزا بشیر الدین محمود)

۷۔ مرزا نے اپنے مسلمان بیٹے کا جنازہ نہ پڑھا

''آپ (مرزا قادیانی) کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا' جب وہ مرا تو مجھے یاد ہے' آپ ٹہلتے جاتے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شرارت نہ کی تھی۔ بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا ہے۔ ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا اور شدت مرض میں مجھے غش آ گیا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت درد سے رو رہا تھا۔ آپ یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا۔ لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے۔ محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق لکھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے اس طرح کریں۔ لیکن باوجود اس کے جب وہ مرا تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔'' (انوار خلافت ص ۹۱' از مرزا بشیر الدین محمود)

مرزا قادیانی کا بیٹا فضل احمد سمجھتا تھا کہ اس کے والد نے نبوت کا دعویٰ کر کے امت مسلمہ سے غداری کی ہے۔ اس لئے اس نے اپنے باپ کے ''دعویٰ نبوت'' کو کبھی تسلیم نہیں کیا جس کی بناء پر مرزا قادیانی نے اپنے فرمانبردار بیٹے کا نماز جنازہ نہ پڑھا کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو غیر مسلم سمجھتا تھا۔

۸۔ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا

''ایک اور بھی سوال ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو لیکن غیر احمدیوں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا۔ اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔'' (انوار خلافت ص ۹۳' ۹۴' از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی)

آخر میں قادیانیوں کو دعوت اسلام

کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لئے جس قدر باتوں کو ماننا ضروری ہے وہ سب امور قرآن پاک نے

بیان کر دیے ہیں اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کی بعثت بھی ہوتی تو قرآن میں اس کا بھی ذکر ہوتا اور جب قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کی بعثت کا ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔ آخر میں جن چیزوں کے ماننے سے صحابہ کرام اور خیر القرون کے اخیار مومن ہو گئے ان چیزوں کا ماننا آج کیسے ناکافی ہو گیا کیا ان کا اسلام اور تھا اور اب کوئی اور اسلام ہے؟ اگر ہم قرآن کو ناقص اور اسلام کو ناتمام دین نہیں مانتے تو ہمیں ماننا ہو گا کہ قرآن کریم نے جن چیزوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے ان کے سوا کسی اور پر ایمان لانا جائز نہیں ہو گا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت چونکہ قرآن کا مامور نہیں ہے' اس لئے ان کو نبی ماننا قرآن' ایمان اور اسلام سب کے مخالف ہے۔ یاد رکھئے نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے اگر مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہوتا تو صحابہ کرام سے افضل ہوتا کیونکہ وہ نبی نہ تھے اور قرآن بتلاتا ہے کہ صحابہ کرام کے بعد آنے والے لوگ ان سے افضل تو کجا کہ برابر بھی نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ فرمایا!

لایستوی منکم من انفق	جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے صدقہ دیا
من ابل الفتح وقاتل اولئك	اور قتال کیا تم لوگ ان کے برابر نہیں
اعلم (درجۃ الحدید: ۱۰)	ہو سکتے ان کے درجات بہت بلند ہیں۔

عموماً نبی کی اولاد نبی ہوتی ہے لیکن چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کو ختم کرنا تھا اس لئے اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادگان کو زندگی نہیں دی بلکہ انہیں بچپن میں فوت کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی وفات پر صدمہ ہوا کفار نے آپ کو لاولد اور ابتر کے طعنے دیئے اور اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر کر دیا کہ یہ سب کچھ برداشت کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ختم نبوت کے فیصلے میں تبدیلی گوارہ نہیں ہو سکتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولاد اور آپ سے براہ راست فیض لینے والے صحابہ کرام جب نبی نہیں ہو سکتے تو وہ شخص کیسے نبی ہو سکتا ہے جو آپ سے چودہ سو سال دور کی نسبت رکھتا ہے جس کے نہ ایمان کی ضمانت ہے نہ اخلاق کی گارنٹی۔ اگر قادیانی حضرات نے واقعی ایک نئی اور الگ ملت کی بنیاد نہیں ڈالی ہے تو انہیں چاہئے کہ وہ اس دین اور ملت کی طرف لوٹ جائیں۔ جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر آئے ہیں۔ جس دین میں حضور اکرم نور مجسم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کی بعثت کا تصور نہیں ہے۔ ایک ایسے شخص کی خاطر جس کا کلام متناقض اور متضاد جس کی ہر پیش گوئی غلط اور جھوٹی' جس کی زندگی کفار کی چاپلوسی' بزدلی اور جھوٹ کا مرقع

اور جس کی باتیں جوامع الکلم اور پیش گوئی حق وصداقت' جس کی زندگی افتخار رسل اور جس کا وصال اللہ کے اشتیاق سے عبادت ہے۔ہم انتہائی درد کے ساتھ قادیانی حضرات سے یہ کہتے ہیں کہ ایمان ایک قیمتی دولت ہے اس دولت کو اس شخص پر لٹا کر ضائع نہ کریں جس کی نبوت تو کجا ایمان بھی ثابت نہیں ہے۔آؤ جعلی اور وضعی نبوت کو چھوڑ کر صرف اس کی نبوت پر قناعت کر لو جس کی نبوت ہر قسم کے شک وشبہ سے بالا دلائل سے مبرین اور آئندہ بعثت کے ختم ہونے کی علامت ہے۔وہ نبی جو کوثر کا مالک لوامہ کا حامل اور انبیاء کا خاتم ہے اسے چھوڑ کر کسی کذاب'مفتری اور کفر رسیدہ شخص کو نبی مان لینا ہرگز نجات کا راستہ نہیں ہے پس اے راہ نوروان شوق' اگر تم واقعی حق کی تلاش رکھتے ہو تو آؤ قادیان کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ آؤ۔

معزز قارئین کرام :اللہ رب تبارک وتعالیٰ کا بڑا لطف واحسان ہے اور حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص نظر عنایت کہ مجھ جیسے حقیر انسان نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر قلم اُٹھایا اور جو حق جانا وہ تحریر کیا اب فیصلہ آپ کو فرمانا ہے کہ میں اس کاوش میں کس حد تک کامیاب رہا ہوں۔اللہ رب العزت میری اس کاوش کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں قبول فرما کر مجھے دنیا وآخرت کی بھلائیاں عطا فرمائے اور آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔آمین یارب العلمین

﴿مصادر و مراجع﴾

۱۔ القرآن الکریم + کتب تفاسیر (البحر المحیط، فتح القدیر،ضیاءالقرآن، تفہیم القرآن، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابن کثیر، تبیان القران، تفسیر القرطبی، تفسیر مظہری)

۲۔ کتب احادیث نبویہ۔(بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، مسند احمد، کنز العمال)

۳۔ فتح الباری ،عمدۃ القاری
۴۔ زرقانی جلد ۵
۵۔ تحریک ختم نبوت
۶۔ احکام شریعت
۷۔ فتاویٰ عالمگیری
۸۔ فتاویٰ رضویہ
۹۔ ضیائے حرم دسمبر ۷۴ء
۱۰۔ دین مصطفےٰ
۱۱۔ الصارم المسلول
۱۲۔ خاتم النبیین
۱۳۔ المفردات فی غرائب القران
۱۴۔ لسان العرب
۱۵۔ کتاب الشفاء
۱۶۔ سیف چشتیائی
۱۷۔ ختم نبوت کے تقاضے

۱۸۔ اسلام اور قادیانیت ۱۹۔ عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت

۲۰۔ روزنامہ نوائے وقت ۱۰ جولائی ۱۹۹۰ ء پندرہ روزہ لاہور ۲۳ جون ۱۹۹۰

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

جہنم کا دولھا اور اسکے باراتی

حافظ غلام یاسین قادری رضوی

قادیانی آجکل یورپ و امریکہ میں آئے دن صد سالہ جشن منانے کے اشتہارات دے کر اپنی ندامت کا اظہار کر رہے ہیں اور نیو یارک کی چند اخبارات میں اپنے عقیدہ کو چھپا کر غلط عقیدہ کا اشتہار دے رہے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں پر یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی حضور ﷺ کو آخری نبی سمجھتا تھا اور ہم بھی نبی اکرم ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں نیو یارک عوام اور پاکستان ایکسپریس اور دیگر اخبارات میں آئے دن یہ اشتہارات شائع کئے جا رہے ہیں۔ قادیانیوں کی یہ کذب بیانی جھوٹ ہے دجل ہے مکاری ہے فریب ہے مسلمانوں کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔

بندہ ناچیز نے اپنے اس مختصر مضمون میں قادیانیوں مرزائیوں کے عقائد ان کی کتب سے ان کی اصل عبارات کیساتھ بیان کر دیے ہیں اور قادیانیوں کا دوغلا پن واضح کر دیا ہے اور مرزائیوں قادیانیوں کے کفر کو اظہر من الشمس کر دیا ہے۔

قادیانیوں کے مذموم ارادے:

قادیانیوں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ ملک کے کسی نہ کسی حصے پر قبضہ کر لیا جائے تا کہ وہاں قادیانیوں کی اپنی حکومت ہو اور ایک دفعہ ایسا ہو گیا تو اپنا مقصد پورا کرنے میں آسانی ہو گی یعنی اسرائیل کی طرح اپنی اسٹیٹ ہو گی اور پھر وہاں اپنا نظام نافذ ہو جائے گا۔

قادیانیوں کی دیرینہ خواہش:

ملک پر قبضہ کرنے کے خواب قادیانی کب سے دیکھ رہے ہیں چنانچہ ان کے خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں!

[[ہماری بھلائی کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں تا کہ ان پر غالب آنے کی کوشش میں مصروف رہیں کیونکہ جب تک مخالفت نہ ہو ترقی نہیں ہو سکتی ابھی تک احمدیوں کے پاس ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی نہیں جہاں احمدی ہی احمدی ہوں کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنا لو اور جب تک ایسا مرکز نہ ہو جس میں کوئی غیر احمدی نہ ہو اس وقت تک تم مطلب کے مطابق امور جاری نہیں کر سکتے جب تک تمہاری بادشاہت قائم نہ ہو جائے یہ راستے کے کانٹے (غیر احمدی) دور نہیں ہو سکتے]]۔ (الفضل ۱۹۳۰ء ۔ ۱۹۲۲ء)

یہی وجہ تھی کہ قیام پاکستان کے فوراً بعد قادیانیوں نے حالات خراب کیے اور تحریک ۱۹۵۳ء شروع ہوگئی اور بلوچستان پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔اس سے قبل کشمیر سے حکیم نورالدین قادیانیوں کے خلیفہ اول کو کیوں نکالا گیا اس پر بھی یہی الزام تھا کہ وہ اپنی جماعت کیساتھ کشمیر پر قبضہ کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے اس لیے کشمیر کے مہاراجہ نے حکیم نورالدین کو کشمیر سے نکال دیا پاکستان بننے کے بعد قادیانیوں نے بڑی بڑی پوسٹوں پر قبضہ جمالیا اور اپنے منصوبے پر عمل پیرا رہے لیکن خدا تعالیٰ کو ان کی ذلت منظور تھی اور وہ دن آگیا جب رب تعالیٰ نے ان کو ذلیل کیا اور ان کے منصوبے خاک میں مل گئے۔

صد سالہ جشن قادیانیت:

اصل میں قادیانیوں کا دیرینہ پروگرام تھا کہ سرزمین پاکستان پر نہایت شان وشوکت سے قادیانیت کا جشن صد سالہ منائیں گے اور اس وقت تک ملک پاکستان پر ہمارا قبضہ ہو چکا ہوگا اور ہماری حکومت ہوگی مگر ایسا نہ ہوسکا اور ان کی چھوٹی سی غلطی نے جو کہ ایک سوچی سمجھی سازش تھی اس نے قادیانیت کے تابوت میں آخری میخ ٹھونک دی۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء:

ربوہ سٹیشن پر ملتان نشتر میڈیکل کالج کے غیور طلباء نے جب اپنے پیارے رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کا نعرہ لگایا تو وہاں کے قادیانیوں نے چناب ایکسپریس کو روک کر ان طلباء کو اتنا مارا کہ ربوہ اسٹیشن مسلمان طلباء کے خون سے رنگین ہوگیا پھر یہ خبر آناً فاناً پورے ملک میں پہنچ گئی اور بیس سال پرانی ۱۹۵۳ء کی تحریک پھر اُبھر پڑی اگرچہ قادیانیوں کو یقین تھا کہ وہ اس تحریک سے متاثر نہیں ہوں گے مگر شمع رسالت کے پروانوں نے اس تحریک میں ایسا جوش اور ولولہ دکھایا اور ملک کے ہر طبقہ فکر نے ایسا مؤثر کردار ادا کیا اور علماء ومشائخ نے اپنی قائدانہ صلاحیت سے تحریک کو ایسا منظم کیا اور صبر وتحمل سے کام لیا کہ حکومت کی سختی کے باوجود یہ تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی ملک بھر میں جلسے اور جلوسوں سے قادیانی پریشان ہوگئے اپنے پرانے ہتھکنڈے استعمال کیے ایسے حربے استعمال کیے گئے جس سے تحریک کو نقصان پہنچے لا اینڈ آرڈر کے مسائل پیدا ہوں اتنا تشدد ہوا کہ نہتے شہریوں پر لاٹھی چارج ہوا گرفتاریاں ہوئیں بے پناہ آنسو گیس کا استعمال کیا گیا مساجد میں پولیس جوتوں سمیت گھس گئی جیلیں عاشقان رسول سے بھر گئیں۔

چشم دید گواہی:

جس دن ربوہ اسٹیشن پر طلباء کو زدوکوب کیا گیا اس دن یہ خبر ملک میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی ان دنوں یہ فقیر رضوی غفرلہ المولی القدیر طالب علمی کے آخری مراحل میں فیصل آباد میں دورہ حدیث کا طالب علم تھا سب

سے پہلے اس تحریک کا آغاز فیصل آباد سے ہوا جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان شمس المشائخ صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی قادری مہتمم مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد نے میٹنگ کال کی اس میں غور خوض کیا گیا پورے ملک میں علماء کرام اور مشائخ عظام کو اس صورت حال سے آگاہ کیا گیا مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں اہم کردار ادا کر چکے تھے جن کو پھانسی کی سزا سنائی جا چکی تھی انکو بھی یقین نہیں تھا کہ اس دفعہ اتنی کامیابی حاصل ہو سکے گی مگر حضرت صاحبزادہ صاحب کی ان سے تفصیل سے بات ہوئی اسکے بعد دیگر مشائخ سے رابطہ فرمایا اور تحریک کا آغاز فرمایا۔ ان دنوں فقیر پُر تقصیر بھی اپنے اساتذہ کرام اور اپنے شیخ طریقت کے ساتھ اس تحریک ختم نبوت میں آخر دم تک ساتھ رہا اور فیصل آباد کچہری بازار میں آنسو گیس کے گولوں کو علماء و مشائخ کے قدموں میں پھٹتے دیکھا پولیس کے لاٹھی چارج کو دیکھا جامع مسجد کچہری بازار میں عاشقان رسول مقبول ﷺ کا اتنا ہجوم تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی نوجوان طلباء کرام کی قیادت جرأت و بے باکی کا ترجمان صاحبزادہ والا شان جناب حاجی محمد فضل کریم صاحب (سابق وزیر اوقاف و موجودہ ممبر قومی اسمبلی) کر رہے تھے اور شہر فیصل آباد میں جو کہ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا شہر ہے جس میں آپ نے ساری زندگی عشق رسول ﷺ کا درس دیا لوگوں کے دلوں میں آپ نے عشق رسول ﷺ کی شمع کو روشن کیا آج وہ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ فیصل آباد کا ہر شہری رسول اللہ ﷺ کے نام پر جان قربان کرنے کو تیار ہے۔ فقیر نے جو جذبہ ان دنوں ختم نبوت تحریک کے جلسوں اور جلوسوں میں دیکھا وہ کہیں اور دیکھنے میں نہیں آیا علمائے کرام آگے آگے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر قیادت فرما رہے ہیں اور عوام الناس کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر پیچھے ہے اسی طرح پورے ملک میں ہر شہر میں جلسے جلوس علمائے کرام کی قیادت میں ہو رہے ہیں ۱۳ جولائی ۱۹۷۴ء کو حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے راولپنڈی میں مشائخ کانفرنس بلائی جس میں سینکڑوں علما و مشائخ شریک ہوئے حضرت خواجہ صاحب کی قیادت نے اس تحریک میں نئی روح پھونک دی۔

اہل سنت و جماعت کی قیادت:

بالآخر پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ میں جہاں اس وقت اہل سنت و جماعت کے علمائے کرام اسمبلی میں موجود تھے قائد اہل سنت مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی، شیخ الحدیث علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، نمونہ اسلاف مولانا محمد ذاکر صاحب محمدی شریف اور دیگر علمائے کرام نے تاریخی قرارداد کو پارلیمنٹ میں پیش کیا۔ ادھر ۱۶ اپریل ۱۹۷۴ء کو مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام عالم اسلام کی ۱۴۴ تنظیموں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس نے متفقہ طور پر

یہ منظور کیا کہ قادیانیت ایک گمراہ فرقہ ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

مگر افسوس اس بات کا ہے کہ جہاں قومی اسمبلی اور سینٹ میں تمام اراکین نے بحث میں حصہ لیا اور اکثریت نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر دستخط کیے مگر دو مولوی حضرات جنکا تعلق دیوبندی جماعت سے تھا مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحق ان دونوں نے دستخط نہیں کیے اور اپنے پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی مصنف تحذیر الناس کے عقیدے پر قائم رہتے ہوئے قادیانیوں کے خلاف کسی تحریک میں حصہ نہ لیا۔

مرزائی قادیانی مولوی قاسم نانوتوی کے عقیدت مند ہیں:

مرزائی قادیانی جب بھی مسلمانوں سے ختم نبوت پر گفتگو کرتے ہیں تو سب سے پہلے مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کھول کر سامنے رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں جناب یہ دیکھو یہ کتنے بڑے عالم ہیں بڑے بڑے دیوبندی علماء ان کے عقیدت مند ہیں انہوں نے صاف صاف لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد نبی آجائے تو آپ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور وہ قادیانی جب بھی مولوی قاسم نانوتوی کا نام لیتے ہیں تو ساتھ کہتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ۔(نعوذباللہ)

تمام دیوبندی علماء سے سوال:

تحریک ختم نبوت میں علمائے دیوبند نے بھی حصہ لیا تھا لیکن سوال یہ ہے کہ اگر آپ لوگ ختم نبوت کو ایمان کا حصہ سمجھتے ہو اور اس کے بغیر ایمان نامکمل سمجھتے ہو تو پھر مولوی قاسم نانوتوی کی طرفداری کیوں کرتے ہو اگر مولوی قاسم نانوتوی سے غلطی ہوئی ہے تو اسکو تسلیم کرو اسکی کتاب کو جلا دو اور اسکی تردید کرو مولوی صاحب پر فتویٰ لگاؤ تاکہ کسی قادیانی مرزائی کو حوالہ دینے کی جرأت نہ ہو اور اگر تم مولوی قاسم نانوتوی کو اپنا پیشوا اور استاد بنا کر طرفداری کرو اور قادیانیوں کے حوالہ دینے پر خاموش ہو جاؤ تو یاد رکھو جو فتویٰ قادیانیوں کیلیے ہو گا وہی فتویٰ دیوبندیوں کے لیے ہو گا۔

۱۵ ستمبر ۲۰۰۸ء کو مجھے میرے ای میل ایڈریس پر ایک میل موصول ہوئی جس کو کھولا تو رمضان المبارک ۱۴۲۹ ہجری کا ایک انٹرویو تھا جو کہ یورپ میں جناب نصیر احمد انجم نے ایک قادیانی مولوی مبشر احمد کاہلوں سے لیا تھا اس میں کئی گھنٹے کی ویڈیو تھی اور موضوع تھا عقیدہ ختم نبوت اور جماعت احمدیہ کا موقف اس موضوع پر کاہلوں صاحب نے کافی ہاتھ پیر مارے اور قادیانیت کو ثابت کرنے کی کوشش کی ایک حوالہ جو بار بار کاہلوں صاحب نے دیا اور بار بار مولوی قاسم نانوتوی کی تعریف کی ان کو رحمۃ اللہ علیہ کہا انکی کتاب تحذیر الناس ویڈیو پر دکھائی اسکو اپنی تائید میں پیش کیا اور برملا کہا کہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور ﷺ کے بعد نبی آسکتا ہے اور یہ بات نئی

نہیں اس سے قبل بھی قادیانی حضرات یہ حوالہ پیش کرتے آئے ہیں۔

مرزائی قادیانی اور دیوبندی:

بہت سارے مسائل میں قادیانیوں اور دیوبندیوں وہابیوں میں اتفاق اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے طوالت کے خوف سے ہم چند ایک عرض کرتے ہیں زیادہ کی گنجائش نہیں۔

خاتم النبیین کے بعد ایک ہزار نبی پیدا ہو سکتا ہے۔(ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ مرزا قادیانی)

اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ان میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتہ جبریل اور محمد رسول اللہ ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے۔(تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی دیوبندی)

قادیانیوں کا خواب جو پورا نہ ہو سکا:

قادیانیوں نے صد سالہ جشن منانے کا پروگرام بنایا تھا وہ پاکستان کی سر زمین پر شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا اور پھر آخر کار مئی ۲۰۰۸ء میں جشن صد سالہ ان ممالک میں منایا گیا جہاں سے ان کی ابتداء ہوئی تھی۔یعنی برطانیہ، یورپ و امریکہ میں اپنے انگریز محسن کی گود میں بیٹھ کر اس صد سالہ ناکامی پر ماتم کیا گیا اور۔

پہنچا وہیں جہاں کا خمیر تھا

اور اب بھی ان ممالک میں یہ جھوٹ بول کر سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلا رہے ہیں۔اسلامی ممالک میں تو ان کو کوئی گھسنے نہیں دیتا اور ان شاءاللہ یورپی ممالک میں بھی یہ ذلیل و خوار ہوں گے اور منہ کی کھائیں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے دین کو تمام ادیان پر غلبہ عطا فرمائے گا اور یہ اسکا وعدہ ہے۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حضور نبی اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر قرآنی آیات:

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ	محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط	نہیں لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ	نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے
عَلِيْمًا (الاحزاب:۴۰)	والا ہے۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ذاتی نام لیکر ان کو رسول اور آخری نبی فرمایا اور واضح فرمادیا کہ محمد ﷺ ہی آخری نبی ہیں اور ہر قسم کے شک و شبہ کو دور فرمادیا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے مقدس قرآن میں ارشاد فرماتا ہے!

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔(سورہ سبا:۲۸)

اور ہم نے آپ کو (اے رسول ﷺ) دنیا کے تمام لوگوں کے لیے (جنت کی) بشارت دینے والا اور (دوزخ سے) ڈرانیوالا بنا کر بھیجا ہے۔

یہ آیہ کریمہ واضح طور پر فرما رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے اور آپ کے بعد کسی نبی اور رسول کے آنے کا امکان نہیں ہے۔ اگر آپ ﷺ کے بعد کسی انسان کو نبی یا رسول مانا جائے تو لازم آتا ہے کہ آپ ﷺ تمام انسانوں کے رسول نہیں ہیں کیونکہ جو لوگ اس نئے نبی کے اُمتی ہوں گے وہ حضور ﷺ کے اُمتی نہیں ہوسکتے اور نہ ہی حضور ﷺ ان کے نبی ہوں گے۔ علاوہ ازیں قرآن کریم کی یہ آیہ کریمہ سچی نہیں رہے گی کیونکہ آیہ کریمہ فرما رہی ہے کہ آپ سب کے رسول ہیں اگر آپ کے علاوہ کوئی اور نبی یا رسول مانا جائے تو پھر آپ سب کے رسول نہیں ہوں گے لہذا آپ کے بعد کسی بھی نبی کا آنا ناممکن ہے۔ اور آپ ہی آخری رسول ہیں۔

رب ذوالجلال وحدہ لاشریک قرآن مجید فرقان حمید برہان رشید میں ارشاد فرماتا ہے!

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ O (سورة ال عمران:۸۱)

اور یاد کیجئے جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے یہ پختہ عہد لیا کہ میں تمہیں جو کتاب اور حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس وہ عظیم رسول آجائے جوان (چیزوں) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہیں تو تم اس پر ضرور ایمان لانا اور تم سب ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کرلیا اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کرلیا انہوں نے کہا ہم نے اقرار کرلیا فرمایا تم سب (ایک دوسرے) پر گواہ ہوجاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں

معزز ین قارئین کرام! یہ آیہ کریمہ اعلان فرمارہی ہے کہ جس عظیم رسول کے لیے تمام انبیاء ورسل سے عہدو پیمان لیا جارہا ہے اور جس پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کی تاکید کی جارہی ہے وہی آخری رسول اور نبی ہے اسکے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آسکتا اگر ان کے بعد کسی اور نبی یا رسول کو تسلیم کیا جائے تو پھر یہ آخری نبی ہوگا اور اس کیلیے عہد اور پیمان لیا جانا سمجھا جائے گا اور حضور محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ ہی کوئی نبی ہے اور نہ ہی کوئی رسول ہے۔

خالق کائنات رب ذوالجلال قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے!

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔ (سورۃ الاعراف:۱۵۸)

آپ فرمادیجئے اے لوگو بے شک میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں

اس آیہ کریمہ میں واضح ارشاد باری ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کیلیے رسول بنا کر بھیجا ہے جو بھی انسان ہے حضرت محمد ﷺ اس کے رسول ہیں گویا کہ تمام نسل انسانی کی طرف رسول اللہ ﷺ کو ہدایت کیلیے بھیجا گیا ہے لہذا حضور ﷺ کی بعثت عامہ کے بعد اب کسی نبی اور رسول کی ضرورت قطعاً نہیں ہے۔

خالق ارض وسما اپنے مقدس قرآن میں ارشاد فرماتا ہے!

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ	اور یاد کرو جب عیسٰی ابن مریم نے کہا اے
اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ	بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول
مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰۃِ	ہوں اپنے سے پہلی کتاب تورات کی
وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی	تصدیق کرتا ہوں اور اس رسول کی بشارت
اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ۔(سورۃ الصف:۶)	سناتا ہوں جو میرے بعد تشریف لائے گا
	ان کا نام احمد ہے۔

حضور ﷺ کی ولادت شریف حضرت عیسٰی علیہ السلام سے پانچ سو ستر برس بعد ہوئی اور آپ کی ولادت کی خوشخبری حضرت عیسٰی علیہ السلام نے دی اس آیت کریمہ میں اللہ تعالٰی نے عیسٰی علیہ السلام کے اس اعلان کو بیان فرمایا جو عیسٰی بن مریم نے اپنی قوم میں علی الاعلان کیا کہ اے بنی اسرائیل میرے بعد ایک عظیم الشان رسول تشریف لانے والا ہے جس کا اسم گرامی احمد ہے حضور ﷺ کو احمد اس لیے نام عطا فرمایا گیا کہ قیامت کے دن لواء الحمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا اور آپ کا نام احمد اسلیے بھی ہے کہ آپ مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ تعالٰی کی حمد بیان فرمانے والے ہیں اور عالم ارواح میں حضور ﷺ احمد کے نام سے مشہور ہیں اور اس آیہ کریمہ نے واضح کردیا کہ عیسٰی علیہ السلام کے بعد صرف ایک رسول آنے والا ہے جو اللہ تعالٰی کی سب سے زیادہ حمد کرنے والا ہے اور اسکا نام احمد ہے اس آیہ کریمہ میں رسول ذکر کیا گیا ہے جو کہ واحد ہے **رُسُل** یعنی جمع کا صیغہ ذکر نہیں کیا گیا۔ لہذا حضور ﷺ کے بعد اور کوئی نبی اور رسول نہیں آسکتا۔

اللہ تعالٰی جل شانہ کا ارشاد گرامی ہے!

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ	آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل
عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ	کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور
الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔(سورۃ المائدہ:۳)	تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔

حضور ﷺ کے حجۃ الوداع کے موقع پر یوم عرفہ کو جمعۃ المبارک کے دن یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اس کے نزول کے بعد اکیاسی دن آپ اس دنیا میں رہے ایک قول کے مطابق یہ آخری آیہ کریمہ تھی جو نازل ہوئی اور بعض کے نزدیک دو تین آیات اور نازل ہوئیں لیکن اس میں شک نہیں کہ اس آیہ کریمہ کے نزول کیساتھ دین کی تکمیل ہوگئی تھی اور حضور ﷺ کے بعد نہ کسی دین کی نہ کسی نبی کی اور نہ ہی کسی نئی کتاب کی ضرورت باقی رہی۔ اور کمال دین سے مراد

ہے کہ فرائض، واجبات، سنن اور حلال حرام اور حدود و احکام کو مکمل فرمادیا گیا اور حضور ﷺ کے بعد قیامت تک کسی نبی اور دین کی ضرورت باقی ہرگز ہرگز نہ رہی اور سارے اسلامی قوانین مکمل ہو گئے اور قیامت تک حضور ﷺ کا دین منسوخ نہ ہوگا اور دین اسلام ہی اللہ تعالیٰ کو پسند اور پیارا ہے اسکے علاوہ کوئی دین قبول نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے ضمانت دی کہ دین اسلام اب کسی قطع و برید کا محتاج نہیں ہے اور اس کو کسی کی بیشی کی ضرورت نہیں ہے اور اس دین کامل و اکمل کا نام اسلام ہے اور اس دین اسلام کے ماننے والوں کا نام مسلمان ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے!

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (سورۃ الحج: ۷۸)

اس ذات باری نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔

مسلمانو! غور کرو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے دین کا نام اسلام رکھا اور حضور ﷺ کے دین کے ماننے والوں کا نام مسلمان رکھا مگر قادیانیوں نے جو اشتہارات نیویارک کے اخبارات میں دیئے ان اخبارات میں اپنا نام مسلمان نہیں بلکہ یہ لکھا!

"جماعت احمدیہ کے سو سال اور جلسے میں دس ہزار احمدی"

اس طرح اپنا نام مسلمان نہ رکھنا اور جماعت مسلمین کی بجائے جماعت احمدیہ لکھنا یہ صاف بتلاتا ہے کہ قادیانی جماعت مسلمان نہیں ہے اور اسلام سے ان کا کوئی رشتہ اور تعلق نہیں ہے اور تعلق ہو بھی کیسے سکتا ہے جو اپنے آپ کو احمدی کہیں اپنی شناخت جماعت احمدیہ سے کرائیں مرزا غلام احمد کو نبی اور رسول مانیں قادیاں کو اسکی تخت گاہ اور وحی کے نزول کی جگہ یقین کریں اور قرآن کریم کی بجائے براہین احمدیہ کو وحی الٰہی یقین کریں اور مرزا قادیانی کو تمام رسولوں اور نبیوں سے افضل اور اکمل سمجھیں اور کلمہ پڑھتے وقت محمد رسول اللہ سے مرزا قادیانی مراد لیں قادیاں کی مسجد کو بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ سے افضل سمجھیں حرم کعبہ کے بجائے ارض قادیاں پر فخر کریں اور اس طرح رسول عربی ﷺ سے بغض ظاہر کریں۔

شاعر اسلام مصور پاکستان علامہ اقبال کا قادیانیوں کو مشورہ:

علامہ اقبال شاعر مشرق نے قادیانیوں کو کہا تھا کہ تم اسلام اور مسلم الفاظ سے دستبردار ہو جاؤ اور مسلمان کہلانا بند کر دو تا کہ تمہارے اور مسلمانوں کے درمیان کوئی تنازعہ نہ رہے اور تم اپنی مرضی سے اسلام کے علاوہ جو نام چاہو اپنے مذہب کو دو جہاں اتنے مذاہب اسلام کے علاوہ موجود ہیں ایک تمہارا مذہب بھی ان مذاہب باطلہ میں شامل ہو گیا تو

کسی مسلمان کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔مگر یہ دو نام اسلام اور مسلم ان کو ہمارے لیے رہنے دو۔اگر کوئی شخص قادیانی نہیں تو قادیانی کبھی اس کو قادیان کے استعمال کا حق نہیں دیتے جب لاہوری پارٹی کے امیر نے اپنے نام کیساتھ"قادیانی"لکھا تھا تو خلیفہ قادیان نے کہا تھا کہ مولوی محمد علی لاہوری کو اپنے نام کیساتھ قادیانی لکھنے کا کوئی حق نہیں ہے کیونکہ نہ وہ قادیان کے رہنے والے ہیں اور نہ ہی ان کے عقائد قادیانیوں سے ملتے ہیں۔ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح قادیانیوں کو بھی مسلمان کہلانے کا اور اسلام کیساتھ رشتہ جوڑنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ انکا بھی عقیدہ مسلمانوں سے نہیں ملتا۔

نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر احادیث مبارکہ:

۱)حضرت مصعب بن سعد بن مالک حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں!

انہ قال اول من یا خذ حلقة باب الجنة فیفتح له محمد ﷺ ثم قرء ایة من التورٰة اخرا یا قدما یا الاولون والاخرون ۔(مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت کعب احبار نے کہا سب سے پہلے جو شخص دروازہ جنت کی زنجیر پر ہاتھ رکھے گا پھر اس کے لیے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا وہ محمد ﷺ ہیں۔پھر انہوں نے تورات مقدس کی آیت پڑھی کہ سب سے پچھلے اور سب سے پہلے مرتبے میں سبقت لے جانے والے اور زمانے میں لاحق یعنی اُمت محمدیہ ﷺ

۲)حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

نزل أدم بالهند واستوحش فنزل جبريل فنادى بالاذن الله اكبر الله اكبر اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان محمد رسول الله قال أدم من محمد قال أخر ولدك من الانبياء ۔(ابو نعیم حلیۃ الاولیاء۔ابن عساکر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام بہشت سے ہندوستان میں اترے تو آپ کو گھبراہٹ ہوئی حضرت جبریل علیہ السلام نے اتر کر اذان دی جب نام پاک ﷺ آیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا محمد کون ہیں؟ کہا آپ کی اولاد میں سب سے پچھلے نبی ﷺ۔

۳)حضرت ابو ہریرہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے یہ حدیث پاک ملتے جلتے الفاظ کیساتھ اور ملتے جلتے مفہوم و معانی کیساتھ ان تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا!

مثلي و مثل الانبياء كمثل من حسن بنيانه الا موضع تلك اللبنة فكنت انا سلدت موضع اللبنة ختم بى البنيان و ختم بى الرسل و فى لفظ للشيخين فانا اللبنة وانا خاتم النبيين (بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، مسند امام احمد)

میری اور تمام دیگر انبیاء کرام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک محل نہایت خوبصورت عمدہ بنایا گیا ہو اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہو دیکھنے والے اس کے ارد گرد پھرتے اور اس کی خوبصورتی پر تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کھٹکتی ہے میں نے مبعوث ہو کر وہ جگہ بند کی مجھ سے یہ عمارت مکمل ہو گئی مجھ سے رسولوں کی تکمیل ہو گئی میں عمارت نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں ۔میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں ﷺ۔

۴) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر وانا شافع و مشفع ولا فخر (دارمی شریف، بیہقی شریف، ابونعیم)

میں تمام پیغمبروں کا پیشوا ہوں اور اس پر کوئی فخر نہیں فرماتا اور میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور اس پر فخر نہیں فرماتا اور میں سب سے پہلے شفاعت فرمانے والا اور سب سے پہلے شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور اس پر فخر نہیں فرماتا ﷺ۔

۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدًا و طھوراً وارسلت الی الخلق کافۃ و ختم بی النبیون (مسلم شریف)

مجھے تمام انبیاء پر چھ وجہ سے فضیلت دی گئی ہے ۱) مجھے جامع باتیں عطا کی گئیں (یعنی میرے ایک ایک جملے اور کلمے کے کئی معانی اور مفہوم ہوتے ہیں ۔۲) اور میرے دشمنوں کے دلوں میں میرا رعب ڈال کر میری مدد فرمائی گئی ہے ۔۳) اور میرے لیے مال غنیمت حلال فرمایا گیا ہے ۔۴) اور میرے لیے زمین پاک کرنے والی نماز کی جگہ بنا دی

گئی ہے (یعنی پانی نہ ملنے سے آپ مٹی
سے تیمم کرسکتے ہیں اور جہاں چاہیں پوری
روئے زمین پر نماز پڑھ سکتے
ہیں)۔۵)اور میں تمام مخلوق کے لیے
رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں ۶)اور میرے پر
نبوت ختم کی گئی ہے اور میں آخری نبی بنایا
گیا ہوں۔

اگر حضورﷺ کو آخری نبی نہ مانا جائے تو آپ کی خصوصیت ختم ہو جاتی ہے اور پھر دیگر انبیاء اور حضورﷺ میں فرق ختم ہو جاتا ہے لہذا دیگر خصائص کی طرح ختم نبوت بھی آپ کا خاصہ ہے اور یہ قاعدہ ہے **خاصة الشئی یوجد فیه ولا یوجد فی غیره** یعنی **خاصه شئی** کا وہی ہوتا ہے جو اسی میں پایا جائے اور اس کے غیر میں نہ پایا جائے ختم نبوت حضورﷺ کا خاصہ ہے لہذا یہ وصف کسی اور میں قطعاً نہیں پایا جائے گا اور آپ ہی خاتم النبیین ہوں گے۔

۲)حضرت سیدنا عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ!

[[ایک دن رسول اللہ ﷺ مجمع اصحاب میں تشریف فرما تھے کہ ایک بادیانشین اعرابی جو قبیلہ بنی سلیم سے تھا سوسمار (گوہ) کا شکار کر کے لایا اور اس سوسمار کو بھرے مجمع میں حضور ﷺ کے سامنے ڈال دیا اور کہنے لگا قسم ہے لات اور عزیٰ کی وہ آپ پر ایمان نہ لائے گا جب تک یہ سوسمار (Lizard) ایمان نہ لائے حضور پر نور ﷺ نے اسے پکارا اس جانور سوسمار نے فصیح عربی میں جواب دیا۔ جسے سب حاضرین نے اچھی طرح سنا اور سمجھا اس نے کہا لبیک و

سعدیک یا زین من وافی یوم القیامۃ اے مجمع محشر کے تمام حاضرین کی زیب وزینت آپ کی خدمت اور بندگی میں حاضر ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! من تعبد تیرا معبود کون ہے؟ کس کی بندگی کرتی ہے؟ اس نے عرض کیا الذی فی السماء عرشہ وفی الارض سلطانہ و فی البحر سبیلہ وفی الجنۃ رحمتہ و فی النار عذابہ یعنی میں اس رب الاعلیٰ کی عبادت کرتی ہوں جس کا عرش آسمانوں میں ہے جس کی بادشاہی زمینوں میں ہے جس کا حکم سمندروں پر ہے جس کی رحمت کا ظہور جنت میں ہے اور جس کے غضب کا ظہور جہنم ہے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! یہ بتا من انا میں کون ہوں اس نے عرض کیا انت رسول رب العالمین وخاتم النبین قد افلح من صدقک وقد

خاب من کذبک۔یعنی حضور پروردگار عالم کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم فرمانے والے ہیں۔جس نے آپ کی تصدیق کی وہ کامیاب او کامران ہوا اور جس نے تکذیب کی وہ ناکام ونامراد رہا۔اعرابی نے اس جانور کی زبان سے فصیح عربی زبان میں اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی حمد وثنا سننے کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم جب میں آیا تھا تو حضور سے زیادہ میرے نزدیک کوئی دشمن نہ تھا اور اب آپ میرے ماں باپ اور جان سے مجھے زیادہ محبوب ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اور زبان سے کلمہ شہادت اشھد ان لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا]]۔(حاکم کتاب المعجزات،بیہقی،ابونعیم دلائل النبوۃ)

قارئین حضرات! آپ نے غور فرمایا کہ جنگل کے جانور اور حشرات الارض بھی نبی امی ﷺ کو میدان حشر کی زینت اور آخری نبی سمجھتے ہیں اور آپ کے مرتبہ اور مقام سے واقف ہیں۔

۷)حضور ﷺ کے مشہور صحابی حضرت حسان بن ثابت روایت فرماتے ہیں کہ!

[[میں سات برس کی عمر کا تھا ہم نے ایک رات تقریباً پچھلی رات کو ایک ایسی سخت اور تیز آواز سنی کہ اس جیسی آواز پہلے کبھی نہ سنی تھی سب لوگ باہر نکل کر اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے میں کیا دیکھتا ہوں کہ مدینہ منورہ کے ایک بلند ٹیلے پر ایک یہودی ہاتھ میں مشعل لیے ہوئے بلند آواز سے چیخ رہا ہے لوگ اس کی آواز پر جمع ہو گئے اور وہ کہتا ہے ھذا کوکب احمد قد طلع ھذا کوکب لایطلع الا بالنبوۃ ولم یبق من الانبیاء الا احمد ۔دیکھو احمد کے ستارے نے طلوع کیا ہے یہ ستارہ کسی نبی کی پیدائش پر طلوع کرتا ہے اور اب انبیاء میں سوائے احمد کے کوئی باقی نہیں ہے ﷺ (ابو نعیم)

اللہ تعالیٰ کے محبوب اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت کے چرچے آسمانوں میں زمینوں میں جنگلوں میں سمندروں میں ہر جگہ پہ ہیں جانور گواہی دیتے ہیں ستارے طلوع ہو کر پکار رہے ہیں کتب سابقہ کے عالم اور راہب ان نشانیوں کا اظہار برملا کر رہے ہیں کائنات کا ذرہ ذرہ سید عالم ﷺ کو آخری نبی کہہ کر گواہی دے رہا

ہے مگر کچھ بد قسمت انسان ایسے عظیم رسول کی اطاعت چھوڑ کر شیطان کی پیروی کر رہے ہیں اور ایسے گمراہ لوگوں کو نبی تسلیم کر رہے ہیں جن کو نبی اور مسیح و مجدد کہنا تو در کنار وہ انسان کہلانے کے بھی لائق نہیں ہیں کہاں لامکاں اور عرش و کرسی اور سدرۃ المنتہی کی سیر فرمانے والا شب معراج تمام انبیاء کا امام اور خطیب جبریل علیہ السلام جس کی رکاب تھامنے والا ہو۔ میکائیل علیہ السلام جس کی لگام پکڑنے والا ہو۔ اسرافیل علیہ السلام جس کی زین رکھنے والا ہو۔ کہاں اس اللہ کے محبوب کا مقام اور کہاں قادیاں کے دجال اور کذاب کا مقام جو صرف پیٹ پرستی کی خاطر اور گذر اوقات کے لیے اتنا بڑا جھوٹ بول کر اور ڈرامہ رچا کر گمراہ ہوا اور بے چارے بے علم لوگوں کو بھی گمراہ کیا خود بھی جہنمی ہوا اور اپنے پیروکاروں کو بھی جہنم کا ایندھن بنایا۔ کاش یہ سادہ لوح لوگ مرزا قادیانی کے دجل اور فریب پر مطلع ہو جاتے اور اس کی کتب کا مطالعہ کرکے اور اس کی زندگی کا مطالعہ کر کے اس پر لعنت بھیجتے اور تائب ہو کر اپنا ایمان بچا لیتے اور جہنم کی آگ سے محفوظ رہتے۔

۸) حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

[[میرے والد تورات کے سب سے بڑے عالم تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کچھ نازل فرمایا اسکا علم میرے باپ کے برابر اس دور میں کسی کو نہ تھا اور میرے والد اس علم میں سے کسی شے کو مجھ سے نہیں چھپاتے تھے جب مرنے لگے تو مجھے بلا کر کہا اے میرے بیٹے تجھے معلوم ہے میں نے تجھ سے کبھی کوئی چیز نہیں چھپائی مگر ایک دو کاغذ تم سے چھپا رکھے ہیں ان میں ایک عظیم نبی کا بیان ہے جس کی تشریف آوری کا زمانہ قریب آپہنچا ہے میں نے اس اندیشے سے تمہیں ان دو اوراق کے بارے میں نہیں بتایا کہ کسی جھوٹے مدعی نبوت کے مکر میں پھنس جاؤ۔ یہ دیکھو اس دیوار میں ایک طاق اور جالا ہے میں نے اس میں وہ اوراق رکھ کر اوپر سے مٹی لگا دی ہے ابھی ان کو مت نکالنا اور نہ اسے دیکھنے کی کوشش کرنا جب وہ نبی جلوہ افروز ہوگا اگر اللہ تعالیٰ تیرا بھلا چاہے گا تو تو خود ہی ان کا پیروکار ہو جائے گا یہ کہہ کر میرے والد فوت ہو گئے ہم ان کے دفن سے فارغ ہوئے مجھے سب سے زیادہ شوق تھا تو صرف یہ کہ میں ان دو کاغذوں کو دیکھوں ان میں میرے والد نے کیا چھپایا ہے میں نے طاق کھولا اوراق نکالے اور پڑھا ان میں لکھا تھا! **محمد رسول الله خاتم النبین لا نبی بعده مولده بمكة ومها جره بطيبة الحديث**۔ یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں سب انبیاء کے خاتم ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کی پیدائش مکے میں اور ہجرت مدینہ طیبہ کی طرف ہوگی]]۔ (ابو نعیم)

حضرت کعب احبار کبار تابعین میں سے ہیں علمائے یہود میں بھی اور اسلام لانے کے بعد علمائے اسلام میں بھی ان کا ایک بلند مقام ہے ان کی اس روایت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تورات میں اور دیگر کتب سابقہ میں بھی حضور ﷺ کی عظمت اور آپ کی ختم نبوت کے چرچے تھے اور ایک اہم اور خاص بات یہ ہے کہ حضرت کعب احبار کے والد گرامی کو اس بات کی بڑی فکر تھی کہ میرا لخت جگر کہیں جھوٹے اور کذاب نبی کے ہاتھ نہ چڑھ جائے اس لیے اس کو نصیحت بھی کی اور وصیت بھی کی کہ میں نے سب سے اہم بات جو میری زندگی کا خلاصہ اور لب لباب ہے وہ میں نے چھپا کر رکھا ہے اور ساری زندگی اس نبی امی خیر البشر ختم المرسلین کے انتظار میں گزار دی ہے لیکن ان کی زیارت کا شرف حاصل نہ کر سکا لیکن اب میری زندگی کا اہم مقصد یہ ہے کہ تو ان کے دامن رحمت سے ضرور وابستہ ہو جانا اور ان پر

ایمان لانا اور کسی اور جھوٹے مدعی نبوت کے جال میں مت پھنسنا اس سچے نبی کی نشانی یہ ہے کہ وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوں گے اور ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لے جائیں گے۔

کیا ایمان اتنا سستا بیچ دیا:

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ!

[[ایک شخص اپنے بیٹے کو میلے پر لے گیا اور اس کو ایک اشرفی دی کچھ دیر کے بعد بچہ کسی طرح اپنے باپ سے جدا ہو گیا۔ ایک ٹھگ نے بچے کو اکیلا دیکھا اور اس کے ہاتھ میں اشرفی دیکھی تو ایک دانہ مٹھائی کا لے کر اسکے پاس آیا اور پوچھا بیٹے یہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ اس نے کہا یہ اشرفی ہے۔ کہا! اسے ذرا چکھو تو جب بچے نے اشرفی کو منہ میں ڈالا اور چکھنے کی کوشش کی تو بچے کو اس کا مزہ اور (Taste) اچھا نہ لگا اور کہا مجھے اچھا نہیں لگا ٹھگ نے اس کو وہ مٹھائی دی اور کہا اسکو چکھو۔ جب بچے نے مٹھائی چکھی تو ظاہر ہے اسکو پسند آ ہی گئی ہو گی کہنے لگا انکل یہ تو بہت اچھی ہے تو اس ٹھگ نے کہا کہ پھر یہ اشرفی مجھے دے دو اور مٹھائی تم لے لو چنانچہ بچے نے اشرفی دے دی اور ایک دو دانہ مٹھائی لے لی اور ٹھگ غائب ہو گیا اتنے میں باپ بھی بیٹے کو تلاش کرتے کرتے اس کے پاس پہنچ گیا بیٹے نے جب باپ کو دیکھا تو خوشی سے کہنے لگا! ابا جان یہ دیکھو میں نے کتنا اچھا سودا کیا ہے ایک بدمزہ چیز دیکر میٹھی چیز خرید لی ہے ذرا دیکھیں تو باپ نے جوں ہی دیکھا کہ اشرفی غائب ہے کہا! تیرا ستیاناس ہو یہ تو نے کیا کیا اس ایک اشرفی سے تو کئی من مٹھائی آسکتی تھی تو نے اس اشرفی کو بدمزہ کہہ کر ضائع کر دیا ہے اور ایک دانہ مٹھائی کا لے کر خوش ہو گیا ہے۔ بیٹے تم تو اشرفی کی حقیقت اور اس کی مٹھاس سے غافل رہے اور سب کچھ برباد کر دیا]]۔

میرے عزیز دوستو! ایمان ایک موتی اور ہیرا ہے بلکہ کوہ نور ہیرا سے بہتر اور کئی درجہ بہتر ہیرا ہے بلکہ اتنا قیمتی سرمایہ ہے کہ کوہ نور ہیرا کو ایمان کیساتھ کوئی نسبت نہیں ہو سکتی ایمان ایک عظیم دولت اور سرمایہ ہے جس کی قیمت کا کوئی شخص اندازہ نہیں لگا سکتا لیکن ہم بچے ہیں اور ایمان کے مزے اور مٹھاس کی ہمیں کوئی قدر نہیں ہے جیسے اس بچے کو اشرفی کی قدر نہیں تھی اسی لیے اگر ہمیں کوئی ذرا سا لالچ دیتا ہے تو ہم وہیں ایمان بیچنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور وہ بھی

سستے داموں بیچ دیتے ہیں اور جیسے موتی اور ہیرے کی قیمت کا اندازہ جوہری کو ہوتا ہے سونے کی قدر صراف اور زرگر جانتا ہے اسی طرح مومن کے ایمان کی قدر و منزلت آخرت کو معلوم ہوگی ایمان کی قیمت تو بہت بڑی بات ہے حدیث پاک میں ہے!الغدوة او روحة فی سبیل الله خیر من الدنیا و ما فیھا۔یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبح اور شام تھوڑا سا وقت صرف کر دینا اس دنیا اور اسکی نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔اور ایک ہم ہیں کہ اپنے دنیاوی مفاد کی خاطر ایمان بیچ دیتے ہیں شادی کی خاطر مذہب قربان کر دیتے ہیں اور گرین کارڈ یا ویزہ کی خاطر ایمان چھوڑ کر قادیانیت اور دیگر مذاہب باطلہ اختیار کر لیتے ہیں ہمارے نزدیک ایمان کی کوئی وقعت اور (Value) نہیں ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس ایمان کو بچانے کی خاطر اپنا ملک وطن، شہر چھوڑا اپنے بیوی بچوں کو چھوڑا اپنے ماں باپ عزیز و اقارب کو چھوڑا اپنے کاروبار اور اپنی جائیداد کو چھوڑا مگر دین اور ایمان نہ چھوڑا ہر قسم کی تکلیف برداشت کی ہر مصیبت اٹھائی دکھ سہے دشمن سے ٹکرائے جان کے نذرانے پیش کیے لیکن آخری سانس تک اسلام اور ایمان پر قائم رہے۔

عزیزان من دولت ایمان ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی وہ بہت خوش قسمت انسان ہے جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہے اس ایمان کو حاصل کرنے کیلیے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کتنے جتن کیے کتنی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کیں غلامی کی زنجیروں میں جکڑے گئے ماں باپ اور جائیداد سب کچھ قربان کیا بالآخر ایمان کا اعلیٰ مرتبہ پالیا اور ایک عظیم صحابی بن کر آخری سانس تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے رہے اور مشقت سے حاصل کیے ہوئے ایمان کا حق ادا کیا۔حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے حالات سے کون واقف نہیں انہوں نے ایمان کی کتنی قیمت ادا کی ہے مکہ مکرمہ کے تپتے ہوئے پتھروں پر لٹا کر گرم بھاری بھرکم پتھر آپ کے سینے پر رکھ کر کئی کئی گھنٹے سزا دی جاتی تپتے ہوئے انگاروں پر لٹا کر جسم کو جلایا جاتا گلے میں رسی ڈال کر گھسیٹا جاتا لیکن ان تکالیف کو برداشت کیا مگر رسول عربی ﷺ کا دامن رحمت ہاتھ سے نہ چھوڑا غرضیکہ حضرت خباب بن ارت، حضرت زید، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم اجمعین ان تمام صحابہ کرام نے بڑے مشکل حالات میں ایمان قبول کیا اور اسی پر قائم و دائم رہے اور رب تعالیٰ کی طرف سے رضی اللہ عنھم و رضو عنه کا مژدہ حاصل کیا۔

ہمیں اس اسلام اور ایمان کی قدر کیسے ہو ہمارا اس اسلام کیلیے کیا حرج ہوا ہے ہم کو تو اسلام ورثے میں ملا ہے ہم تو مسلمان کے گھر پیدا ہو گئے اور پیدا ہوتے ہی مسلمان کہلائے اگر حضرت یاسر اور حضرت سمیہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کی طرح ہمیں بھی محنت و مشقت اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا تو پھر ہمیں بھی ایمان کی قدر و قیمت معلوم

ہوتی۔

قادیانیوں کا کلمہ اور ایمان:

اس فقیر پر تقصیر نے گذشتہ صفحات پر مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب سے کئی حوالے نقل کیے ہیں کہ قرآن کریم اور احادیث مقدسہ میں جہاں کہیں محمد اور احمد اور نبی اور رسول اور رحمۃ للعالمین کے الفاظ آئے ہیں اس سے مراد مرزا غلام احمد ہے اور مرزا وہ تمام نام جو حضور ﷺ کی تعریف میں آئے ہیں انکا مصداق اپنے آپ کو ٹھہراتا ہے اور مرزا کے تمام ماننے والے قادیانی بھی مرزا غلام احمد ہی کو ان ذاتی اور صفاتی ناموں کا مصداق ٹھہراتے ہیں۔

مسلمان اور قادیانی کے کلمہ پڑھنے میں فرق:

مسلمان جب کلمہ پڑھتا ہے تو لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ محمد رسول اللہ سے مراد حضرت محمد ﷺ ابن عبداللہ اور سیدہ آمنہ خاتون کے لخت جگر سیدہ خاتون جنت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی حضرات حسنین کریمین کے نانا پاک مراد لیتا ہے اور قادیانی جب کلمہ پڑھتا ہے تو محمد رسول اللہ زبان سے تو کہتا ہے مگر محمد اور رسول سے مراد مرزا غلام احمد لیتا ہے اور جب درود پڑھتا ہے تو صلی علی محمد زبان سے تو کہتا ہے مگر محمد سے مراد مرزا غلام احمد لیتا ہے۔ ہم نے بے شمار حوالے دیے ہیں کہ مرزا غلام احمد کہتا ہے!

[[اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی]]۔ (ایک غلطی کا ازالہ مصنفہ غلام احمد قادیانی)

(تفصیل کیلیے اس کتاب کا مطالعہ کریں) اور پھر مرزا کے باراتی اُمتی دو قدم آگے چلتے ہیں۔

محمد ﷺ سے افضل:

چنانچہ مرزا غلام احمد کا ایک اُمتی شاعر قاضی ظہور الدین اکمل اپنی نظم میں لکھتا ہے! جو قادیانی اخبار "البدر" کی اشاعت ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء میں چھپی اس نظم کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں!

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں   اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل   غلام احمد کو دیکھے قادیاں میں

استغفر اللہ العظیم

مسلمانو! آنکھیں کھولو اور یاد رکھو قادیانی ننگ دین مسلمانوں کو بہت بڑا دھوکہ دے رہے ہیں اور نیو یارک عوام اور پاکستان ایکسپریس پاکستان پوسٹ اور دیگر نیو یارک کے اخبارات میں اپنا عقیدہ جو لکھ رہے ہیں وہ تصویر کا ایک رخ ہے لیکن اپنا اصلی چہرہ چھپا رہے ہیں مسلمان اگر اسکے اصلی چہرہ سے واقف ہو جائیں تو کبھی ان جہنمیوں کے

قریب نہ جائیں۔

قرآن کریم نے کس کو مسلمان کہا؟:

آج لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اگر کسی نے کلمہ طیبہ پڑھ لیا اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ زبان سے کہہ دیا تو بس ہمیشہ کیلیے پکا مسلمان ہوگیا اور جنت کا حق دار بن گیا اب کلمہ طیبہ پڑھ لینے کے بعد اسکو کوئی فکر نہیں چاہے جو عقیدہ رکھے جو مرضی عمل کرے وہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے کہ بس یہی کافی ہے۔

مسلمان کون ہے؟ قرآن کریم نے مسلمان کس کو کہا ہے؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ۔ (سورۃ محمد:۲)	اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کیے اور اس کتاب پر ایمان لائے جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی ہے اور وہی ان کے رب کی طرف سے سراسر حق ہے۔

اس آیہ کریمہ میں صاف اور واضح طور پر فرمایا گیا کہ مسلمان وہ ہے جو اس قرآن اور وحی الٰہی پر ایمان لائے جو محمد ﷺ پر نازل فرمایا گیا ہے۔ یعنی ایمان لاتے وقت حضور محمد رسول اللہ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لینا ضروری ہے صرف حضور ﷺ کو وصف سے یاد کر لینا کافی نہیں ہے کیا آپ نے غور نہیں کیا کہ کلمہ طیبہ میں حضور ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لیکر محمد رسول اللہ کہنا لازمی ہے اسی طرح یہاں بھی حضور ﷺ کا نام لیکر فرمایا مسلمان وہ ہے جو ایمان لائے اس پر جو محمد ﷺ پر نازل ہوا کیونکہ ہوسکتا ہے کوئی کہہ دیتا کہ قرآن محمد ﷺ پر نازل نہیں ہوا کسی اور نبی پر نازل ہوا ہے ان وجوہ کی بنا پر اور ہمیشہ کیلیے اس وہم کو دور کرنے کیلیے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا نام لیکر فرمایا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ یعنی قرآن محمد ﷺ پر نازل کیا گیا۔

محمد حضور ﷺ کا ذاتی اسم شریف ہے:

حضور ﷺ کے اسمائے گرامی بہت ہیں۔ علامہ ابی مالکی نے بعض علماء کرام سے نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار اسماء ہیں اور نبی کریم ﷺ کے بھی اتنے ہی اسماء ہیں اور ساٹھ سے زیادہ اسماء گرامی کا انہوں نے بالتفصیل ذکر بھی کیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا ذات باری تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ

مرزا غلام احمد قادیانی خود اپنے کتب میں لکھتا ہے!

[[میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ خدا ہوں پس میں نے یقین کرلیا کہ میں خدا ہوں]]۔(آئینہ کمالات اسلام)

دوسری جگہ لکھتا ہے!

رب تعالیٰ نے مجھے فرمایا! انت منی بمنزلة ولدی تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔(حقیقۃ الوحی ص ۸۶)

[[مرزائیوں کا خدا روزہ بھی رکھتا ہے اور افطار بھی کرتا ہے۔انی مع الرسول اقوم وافطر واصوم میں اپنے رسول کیساتھ کھڑا ہوں گا میں افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا]]۔(حقیقۃ الوحی ص ۱۰۶)

مرزا غلام احمد کے احکام قضا وقدر پر خدا تعالیٰ نے سرخ سیاہی سے دستخط کیے:

مرزا غلام احمد لکھتا ہے!

[[ایک میرے مخلص عبداللہ نام پٹواری غوث گڑھ علاقہ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے اور انکی نظر کے سامنے یہ نشان الہی ظاہر ہوا کہ اول مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضا وقدر کے اہل دنیا کی نیکی بدی کے متعلق اور نیز اپنے لیے اور اپنے دوستوں کیلیے لکھے ہیں اور پھر تمثیل کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ اس پر دستخط کردیں۔۔۔سو خدا تعالیٰ نے سرخ سیاہی سے دستخط کردیئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑنے کیساتھ ہی اس سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ پٹواری کے کپڑوں پر پڑے۔۔۔اب تک بعض کپڑے یہاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی اور میاں عبداللہ زندہ موجود ہیں اور اس کیفیت کو حلفاً بیان کرسکتے ہیں]]۔

جھوٹا شخص کب تک جھوٹ چھپائے گا:

مولوی ثناءاللہ امرتسری اپنے اخبار اہلحدیث ۸ دسمبر ۱۹۱۶ء کے صفحہ اول پر لکھتے ہیں کہ![[۷ نومبر ۱۹۱۶ء کو جب یہاں عبداللہ سے اس بیان کے بارے میں حلفیہ بیان لیا گیا تو میاں عبداللہ نے مرزا کے اس کشف پر قسم کھانے سے انکار کردیا]]۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا جو دستخط کرنیوالا ہے وہ کیسا خدا ہوسکتا ہے خود مرزا کی زبانی!

[[اسکا لہجہ اور تلفظ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ انگریز بول رہا ہے]]۔(براہین احمدیہ مصنفہ مرزا غلام احمد)

[[میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ میں کچہری میں گیا ہوں تو خدا ایک حاکم کی صورت میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور ایک طرف سر رشتہ دار ہے جو ہاتھ میں ایک مسل لیے ہوئے پیش کر رہا ہے حاکم خدا نے مسل اٹھا کر کہا کہ مرزا حاضر ہے]]۔(مکاشفات مرزا)

معلوم اہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا سرکاری عدالت و کچہری کا افسر انگریز بہادر ہے جس کی عدالت میں مرزا صاحب اپنے پسندیدہ خدا کیلیے بڑے خوشامدی بندے تھے تو انگریز خدا نے ان کو ہمیشہ کیلیے خاص بندہ بنا لیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی مبخوط الحواس شخص تھا:

مرزا غلام احمد قادیانی ایک ایسا شخص تھا جس کی کتب پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے کلام میں اور اسکی گفتار میں سچائی کی کوئی قدر و منزلت نہیں تھی اور اس کے اپنے بیان کردہ الہامات میں تضاد موجود ہے۔آج کچھ کہا کل کچھ کہا اور جس شخص کے کلام میں اور تحریروں میں تضاد ہو وہ مخبوط الحواس ہی ہوتا ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے اور اپنی کتاب حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴ مطبع میگزین قادیان کی چھپی ہوئی ہیں عبد الحکیم خان کے رسالہ ذکر الحکیم پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ لکھا کہ![[ہر ایک کو سوچنا چاہیے کہ اس شخص کی حالت ایک مجبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقص اپنے کلام میں رکھتا ہے ایک طرف تو مجھے سچا مسیح قرار دیتا ہے بلکہ میری تصدیق میں ایک سچی خواب پیش کرتا ہے جو پوری ہوگئی اور دوسری طرف مجھے سب کافروں سے بدتر سمجھتا ہے کیا اس سے بڑھ کر کوئی اور تناقص ہو گا]]۔(حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴ مطبوعہ قادیان)

اگر کوئی شخص بقول مرزا صاحب کے اگر ان کو مسیح بھی سمجھے اور کذاب بھی سمجھے تو وہ مجوط الحواس شخص ہے اور اگر خود مرزا غلام احمد قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح موعود بھی لکھیں ان کے تشریف لانے سے دین اسلام کا غلبہ بھی تسلیم کریں اور نہایت جلالیت کیساتھ زمین پر اترنا بھی تسلیم کریں اور حیات مسیح اور نزول مسیح سب کچھ تسلیم کریں اور پھر ان تمام چیزوں کا انکار بھی کریں اور کہیں کہ مسیح زندہ نہیں ہے وہ کشمیر میں مدفون ہے آسمانوں پر جانے کا بھی انکار کردیں ان کی دوبارہ تشریف آوری کا بھی انکار کردیں تو پھر خود مرزا صاحب کے قول کے مطابق مرزا صاحب سب سے بڑے مجوط الحواس کذاب اور فضول گو انسان ہوئے۔اب ہم چند حوالے مرزا صاحب کی کتب سے پیش کرتے

ہیں کہ ان کے کلام میں اور ان کی تحریروں میں کتنا تناقص اور اختلاف پایا جاتا ہے۔

قادیانیوں کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوششیں:

گذشتہ چند ہفتوں سے نیویارک کے چند اخبارات میں قادیانیوں کے اشتہارات مسلسل آرہے ہیں جن میں وہ اپنے عقائد مرزا غلام کی کتب سے نقل کرکے شائع کررہے ہیں اور ان اخبارات میں وہ ایسے عقائد لکھ رہے ہیں جو مسلمانوں کے عقائد ہیں جبکہ قادیانی اپنے اصلی عقائد چھپا رہے ہیں اور تصویر کا ایک رخ دکھا کر عوام الناس کو دھوکہ دے رہے ہیں جبکہ تصویر کا دوسرا رخ دکھانے سے گریز کررہے ہیں اور اخبارات والے بھی دنیا کے چند ٹکوں کی خاطر اور چند ڈالروں کی خاطر قادیانیوں کے اشتہارات مسلسل دے کر اپنی آخرت خراب کررہے ہیں یہ ڈالرز کب تک حرص اور لالچ کی پیاس بجھائیں گے آخر قیامت کے دن جب شافع محشر ﷺ کے سامنے جائیں گے تو ان کو کیا منہ دکھائیں گے اور رب تعالیٰ کے حضور کیا جواب دیں گے بقول شاعر!

؎ کیا جواب جرم دو گے خود خدا کے سامنے

محمد اور احمد حضور ﷺ کے ذاتی نام ہیں:

نبی اُمی ﷺ کے دو ذاتی نام ہیں محمد اور احمد ﷺ اس کا اقرار خود مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی کیا ہے چنانچہ مرزا غلام احمد لکھتا ہے!

[[ہمارے نبی ﷺ کے دو نام ہیں ایک محمد ﷺ اور یہ نام توارت میں لکھا ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے محمد رسول اللہ ﷺ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ دوسرا نام احمد ﷺ ہے اور یہ نام انجیل میں ہے جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔(اربعین نمبر ۴ ص ۱۳)

یہاں اس تحریر میں مرزا صاحب نے یہ دونوں نام اقدس حضور ﷺ کیلئے تسلیم کیے ہیں لیکن دوسری جگہ پر خیانت کرتے ہوئے یہ دونوں نام اپنے لیے ثابت کیے ہیں چنانچہ مرزا اپنی کئی کتابوں میں برملا اپنے آپ کو محمد اور احمد قرار دیتا ہے بلکہ اپنے آپ کو حضور ﷺ سے افضل و اعلیٰ لکھتا ہے چند حوالے ملاحظہ فرمائیں!

[[مجھے بروزی صورت نبی اور رسول بنایا ہے اور اس بناء پر خدا نے میرا نام بار بار نبی یا رسول رکھا ہے مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہے اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہے پس نبوت و رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہے۔(نزول المسیح)

مرزا کی دوسری خیانت:

مرزا قادیانی اعلان کرتا ہے!

[[ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نہ پرانا بلکہ خود محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی۔(اخبار الحکم ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء)

مرزا کی تیسری خیانت:

[[فانا احمد وانا محمد۔پس میں احمد اور محمد ہوں]]۔(حجۃ اللہ)

مرزا کی چوتھی خیانت:

[["منم مسیح زماں منم کلیم خدا منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد" میں ہی مسیح موعود ہوں اور میں ہی موسیٰ کلیم ہوں اور میں ہی محمد مصطفیٰ اور میں ہی احمد مجتبیٰ ہوں]]۔(تریاق القلوب ص ۶)

مرزا کی پانچویں خیانت:

[[یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ اے احمد تو اور تیری بیوی جنت میں داخل ہو]]۔(حقیقۃ الوحی ص ۷۷)

مرزا کی چھٹی خیانت:

[[محمد اور احمد سے مسمّی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی اور اس طرح خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی]]۔(ایک غلطی کا ازالہ)

مرزا کی ساتویں خیانت:

اس میں اس نے نظم میں اپنے آپ کو انبیاء کے برابر ثابت کر کے اولوالعزم رسول ثابت کرنے کی کوشش کی ہے چنانچہ

لکھتا ہے!

[[میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں۔نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار]]۔(درثمین)

مرزا کی آٹھویں خیانت:

[[اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی ۔(ایک غلطی کا ازالہ)

یہاں اپنے آپ کو صراحۃً محمد اور رسول کہا۔

مرزا قادیانی کی نویں خیانت:

[[اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس سال پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت ﷺ کا بروز مجھے قرار دیا ہے اسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کرکے فرمادیا ہے [[قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ]]۔(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸،۶۷)

مرزا کی دسویں خیانت:

[[اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کیلیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں]]۔(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸)

میں مرزا قادیانی کی کتنی خیانتیں شمار کروں اس کی خرافات کیلیے تو دفتر درکار ہیں،اس نے ہر نبی اور رسول کی توہین کی ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور محمد رسول اللہ ﷺ تک ہر ایک نبی کی گستاخی کی ہے اور انبیاء کرام کیلیے ایسے نازیبا اور گستاخانہ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ ایسے الفاظ تو کوئی مہذب انسان کسی عام انسان کے لیے بھی استعمال نہیں کرتا جو الفاظ اس قادیانی دجال نے حضرات انبیاء علیہم السلام کیلیے استعمال کئے ہیں ۔ملاحظہ کیجئے۔

مرزا غلام احمد قادیانی سب کچھ تھا، مرزا صاحب کی مکمل تصویر:

مرزا صاحب خدا ھیں:

[[میں نے اپنے کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں]]۔(آئینہ کمالات

اسلام)

مرزا خدا کا بیٹا ھے:

انت منی بمنزلة ولدی ۔تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔(حقیقۃ الوحی ص ۸۶)

مرزا خدا کی بیوی ھے:

حضرت مسیح موعود(مرزا غلام احمد) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار کیا۔(استغفر اللہ العظیم)(اسلامی ٹریکٹ از قاضی یار محمد قادیانی)

مرزا کو خدا نے بیٹا کھا:

اسمع ولدی سن میرے بیٹے(البشریٰ ج اول)

مرزا خدا کا نطفه ھے:

انت من مادنا تو ہمارے پانی سے ہے۔(انجام آتھم)

مرزا آدم بھی ھے موسیٰ بھی ھے یعقوب و ابراھیم بھی ھے:

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار۔(درثمین)

مرزا نوح علیه السلام سے افضل ھے:

اللہ تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۳۷)

مرزا حضرت یوسف علیه السلام سے افضل ھے:

پس اس اُمت کا یوسف یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔(براہین احمدیہ ج ۵)

مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیه السلام سے بڑھ کر ھے:

خدا نے اس اُمت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا(حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸)

پھر اسی زمانہ میں خدا نے میرا نام عیسیٰ بھی رکھا۔(تریاق القلوب ص ۱۵۹)

مرزا قادیانی عیسیٰ و موسیٰ اور محمد و احمد ھے:

منم مسیح زماں منم کلیم خدا منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد (تریاق القلوب ص ۶)

آدم علیہ السلام سے محمد مصطفی ﷺ تک تمام انبیاء کرام کے خصائص کا مجموعہ میں ہوں:

آدم نیز احمد مختار در برم جامۂ ہمہ ابرار

آنچہ داد است ہر نبی راجام داد آں جام رامرابہ تمام

یعنی میں آدم ہوں احمد مختار بھی ہوں جملہ نیکوں کے لباس میں ہوں میں جو جام خدا تعالیٰ نے ہر نبی کو دیا ان تمام جاموں کا مجموعہ مجھے دیا۔(نزول المسیح)

مرزا غلام احمد قادیانی کیا تھا اگر کسی کو معلوم ہو تو ضرور بتائے؟

مرزا مرد تھا یا عورت:

حضرت مرزا صاحب نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا ہے۔(اسلامی قربانی ٹریکٹ)

معلوم ہوتا ہے جس خدا نے مرزا صاحب سے رجولیت کا مکمل اظہار کیا ہے وہ وہی خدا ہو سکتا ہے جس کی عدالت میں حاضر ہو کر مرزا صاحب نوٹوں کی پٹیاں حاصل کرتے تھے۔ اور اپنے انگریزی خدا سے احکامات بھی حاصل کرتے اور اس کی ہوس کو پورا کر کے دلی تسکین بھی پاتے تھے۔

[[مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اسی طور سے میں ابن مریم ٹھہرا]]۔(کشتی نوح مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کو حیض آتا تھا:

یریدون ان یروا طمثک واللہ یرید ان یریک انعامہ۔ یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں وہ بچہ ہو گیا ہے۔(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۴۳)

اور یہ حقیقت ہے کہ جب قادیانی کو حمل ہو گیا تو حیض ختم ہو گیا اور معلوم نہیں بابو الہی بخش کو مرزا کے حیض دیکھنے کا شوق کیوں تھا؟ یہ سارے سوال مرزا کے اُمتی ہی بتا سکتے ہیں۔

مرزا قادیانی نامرد تھا:

جس قدر ضعف دماغ میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی ہو جب میں نے شادی کی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۵)

یہ وہ خط ہے جو مرزا قادیانی نے ۲۲ جنوری ۱۸۸۷ء کو اپنے پیارے ساتھی حکیم نور الدین بھیروی کو لکھا تھا شاید اس سے کوئی نامردی کا علاج کرانا چاہتے ہوں۔ اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں!

[[اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا کیونکہ میری حالت مردی کالعدم تھی]]۔ (نزول المسیح از مرزا قادیانی)

ان خصوصیات کا جو مرزا صاحب میں موجود تھیں انکا جواب بھی انکے اُمتی ہی دے سکتے ہیں کہ مرزا صاحب مخنث تھے یا نامرد تھے اب ہم اس پر کیا تبصرہ کریں اگر مرزا صاحب کی طرح شرم وحیا سے عاری ہوتے تو تبصرہ کرتے اگر بھولے بھالے حضرات کے ایمان بچانے کا خیال نہ ہوتا تو کبھی اس بے حیا کی کتب کی طرف نظر نہ کرتے کیونکہ سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا آپ حضرات نے مرزا کی کتب کے حوالے دیکھے ہیں ابھی دیکھتے جائیں اور لاحول پڑھتے جائیں۔

مرزا صاحب کا نسل انسانی سے کوئی تعلق نہیں:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے اور ولقد کرمنا بنی آدم کا تاج اس کے سر پر رکھا ہے اور انسان کو تمام مخلوقات پر فضیلت عطا فرمائی ہے مگر جو انسان ہو کر انسانیت سے عاری ہو وہ انسان نہیں رہتا خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے بلعم باعورا کی مثال بیان فرمائی ہے۔ بلعم باعورا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف صرف بد دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے اس سے اسم اعظم اور اس کی برکات واپس لے لیں اور اس کو کتے کی مثال دی اور کتے کی شکل میں جہنم میں بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ مرزا صاحب نے آدم علیہ السلام سے لیکر حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ تک کسی کو معاف نہیں کیا یہ انسان کیسے رہ سکتا ہے اس کی اپنی زبان سے سنیئے۔ آپ گوہر فشانی فرماتے ہیں!

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار (درثمین)

اُمت قادیاں کا دولہا کہتا ہے میں ایک کیڑا ہوں جو گندگی کے ڈھیر میں رہتا ہے اور نسل انسانی سے میرا کوئی

تعلق نہیں ہے۔ہاں دوسری بات میں بشر کی جائے نفرت ہوں اور انسانیت کے لیے عار ہوں آخر زبان پر ایک نہ ایک سچ آہی گیا کہ میں انسانیت کے نام پر سیاہ دھبہ ہوں اور انسان کہلانے کے لائق نہیں ہوں مجھ میں انسانوں والی کوئی بات ہے ہی نہیں۔

قادیانی مہربانی فرمائیں:

اس جملہ کی زرا تشریح فرمائیں اور ظاہر ہے اپنے نبی کے الہامات کی وضاحت وہ ہم سے زیادہ جانتے ہوں گے یہ جملہ "ہوں بشر کی جائے نفرت" اسکی زرا وضاحت فرمادیں تو بہتر ہوگا۔اور پھر یہ بھی دیکھیں کہ اسکا حشر کیسے ہوگا جس کی ابتداء پاخانے میں مرنے سے ہوچکی ہے۔اللہ تعالیٰ ایسی سزا سے ہر مسلمان کو بچائے۔آمین!

کیا آپ کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب شاعر بھی تھے؟

قرآن کریم نے فضول اشعار اور فضول شعراء کی مذمت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ شعراء ہر وادی میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اگر تم میں سے کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ اشعار سے بھر جائے۔(صحیح البخاری)

آپ نے اس مضمون میں مرزا کا خوبصورت شعر سنا جو اوپر گزرا ہے جس میں انہوں نے اپنا تعارف کرایا ہے دوسرے اشعار بھی سنیئے اور انکے ذوق کی داد دیجئے۔

کرم فرما کہ آ میرے جانی — بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر — دلا اک بار شور و غل مچا دے

(سیرۃ المہدی ج اول)

مرزا غلام احمد قادیانی کا قرآن کریم سے مذاق:

مرزا غلام احمد قادیانی جیسے مقام نبوت اور مقام رسالت سے کھیلتا رہا ہے اسی طرح اس نے قرآن کریم سے بھی مذاق کیا ہے اور اس کی لفظی اور معنوی تحریف کا مرتکب ہوا ہے اور آیات قرآنی کو اپنے مطلب کیلیے استعمال کیا ہے بلکہ اپنی طرف سے آیات گھڑ کر کفر کا مرتکب ہو کر عذاب خداوندی کو دعوت دی ہے وہ قرآن کریم جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے اور فرمایا ہے!

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (سورۃ الحجر آیۃ ۹) — بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن اور بے شک ہم خود اسکے نگہبان ہیں۔

مرزا قادیانی کی جسارت دیکھئے!

مدت ہوئی الہام ہوا اِنَّـا اَنۡزَلۡنَا قَرِیۡبًامِّنَ الۡقَادِیَانِ اسی روز کشفی طور پر دیکھا میرا بھائی غلام قادر قرآن پڑھ رہا ہے اور پڑھتے پڑھتے ان فقرات کو پڑھا اِنَّـا اَنۡزَلۡنَاہُ قَرِیۡبًا مِّنَ الۡقَادِیَانِ میں نے سن کر تعجب سے پوچھا کیا قرآن میں قادیان لکھا ہوا ہے؟ تو اس نے قرآن دکھایا دیکھو یہ لکھا ہوا ہے میں نے دیکھ کر کہا واقعی طور پر قادیان کا نام لکھا ہوا ہے۔ دیکھا کہ قرآن میں مکہ، مدینہ اور قادیان کا نام اعزاز کیساتھ لکھا ہوا ہے۔ العیاذ باللہ (ازالہ اوہام مصنفہ مرزا قادیانی)

حضرات گرامی قدر آپ نے پوری زندگی قرآن پڑھا پڑھایا ہے آج تک قرآن میں قادیان کا لفظ کہیں دیکھنے میں نہیں آیا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں مرزائیوں نے تبدیلی کر رکھی ہے اور وقت آنے پر اپنے حواریوں کو قادیانی قرآن دیا جائے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور قرآن کی من مانی تفسیر:

جہاں مرزا قادیانی نے قرآن کریم میں نئی آیات داخل کی ہیں وہاں اس نے قرآن کریم کی عجیب وغریب تفسیریں بھی کی ہیں چونکہ اس کو کوئی پوچھنے والا نہیں تھا اور اپنے انگریز آقا کی سرپرستی میں وہ دین اسلام اور قرآن کریم سے کھیل کھیلتا رہا مگر حیرت ہے کہ اس کو ماننے والے دین اسلام سے اس قدر دور نکل چکے ہیں کہ اس کی ان واضح کفریہ عبارات پر بالکل غور نہیں کرتے اور آنکھیں بند کر کے اس کو اپنا امام ومقتدا اور نبی اور رسول مانتے ہیں چنانچہ ایک آیت کی تفسیر ملاحظہ کیجئے۔

وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ (آل عمران: ۱۲۳) اور بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔

یہ آیت غزوہ بدر کے بارے میں نازل ہوئی اور اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی مدد اور ان کی فتح ونصرت کا ذکر فرمایا ہے۔ مگر دجال قادیانی کی جرأت دیکھئے کہ وہ کس طرح آیت کریمہ کو اپنی ذات پر چسپاں کرتا ہے اور اپنی جہالت کو نمایاں کر کے اس پر فخر کرتا ہے۔ اس آیت میں ایک آئندہ کی خبر ہے یہ کہ بدر کہتے ہیں چودھویں رات کے روشن چاند کو۔ چودھویں رات کے چاند سے مراد ہے چودھویں صدی کے میں اللہ کی نصرت آئے گی اور چودھویں وہی صدی ہے جس کے متعلق عورتیں کہا کرتی تھیں کہ بڑی برکت والی ہوگی۔ لہذا خدا کی باتیں پوری ہو کر رہیں کہ چودھویں صدی میں میرا ظہور ہو گیا یعنی چودھویں رات کا

چاند میں نکل آیا۔افسوس (یعنی مرزا قادیانی) کہ چاند چڑھ گیا تو لوگ مانتے ہی نہیں۔کہتے ہیں جھوٹا دُکاندار ہے۔(ملفوظات احمدیہ از مرزا قادیانی)

چودھویں صدی کا بھیڑیا:

دیکھا آپ نے کیسی خوبصورت تفسیر فرمائی مرزا صاحب نے کہ قرآن کریم میں ذکر ہے میدان بدر کا مرزا صاحب نے نکالا وہاں سے چودھویں صدی کا بھیڑیا مرزا غلام احمد اور اب عورتوں کی باتیں پوری ہوگئیں کہ مرزا کے آنے سے چودھویں صدی بابرکت ہوگئی۔

مرزا کی شکل و صورت:

اتفاق سے آجکل نیویارک عوام اور پاکستان ایکسپریس میں مرزا غلام احمد کی تصویر چھپ رہی ہے۔آپ حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس تصویر کو ایک طرف رکھیں اور چودھویں کے چاند کو دوسری طرف ملاحظہ فرمائیں اور پھر خود فیصلہ فرمائیں کہ یہ بدر منیر کیسا ہے اور آپ اس کو ایسا پائیں گے جیسا کہ کسی نے مرزا صاحب کی تصویر کھینچی ہے۔ملاحظہ ہو۔

مرزا قادیاں کی تصویر دیکھئے انسان کی شکل میں خنزیر دیکھئے
دیکھ کر شیطاں مردود کہنے لگا یہ مجھ سے بھی بڑھ گیا تقدیر دیکھئے

ضمیمہ حقیقۃ الوحی اور الاستفتاء کے ص ۷۲ پر بھی آپ مرزا آنجہانی کی منحوس تصویر دیکھ سکتے ہیں۔دل قابو میں رکھیں ممکن ہے قادیانی حضرات کو سچ کڑوا لگا ہو ویسے میں نہیں کہتا حق بات واقعی کڑوی ہوتی ہے۔الحق مر ولو کان در حق کڑوا ہوتا ہے اگرچہ عدن کے موتی ہی کیوں نہ ہوں مرزا صاحب خود بھی ایسی گوہر افشانی کرتے رہے ہیں۔فرماتے ہیں!

[[ہمارے دشمن (مسلمان) جنگلوں کے سور ہیں اور انکی عورتیں جنگل کی کتیاں ہیں]]۔(نجم الہدیٰ)

[[وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں]]۔(شحنۂ حق از مرزا قادیانی لعین)

ہم کتنا کچھ لکھیں! حضرات ہم مرزا کے بارے میں ان کی کتابوں سے اتنا کچھ لکھ سکتے ہیں جو کچھ انہوں نے اپنی کتابوں میں زہر اگلا ہوا ہے کہ آپ پڑھتے پڑھتے تھک جائیں گے اس نے خدا تعالیٰ انبیاء و رسل قرآن کریم صحابہ کرام اہلبیت

اطہار اولیاء کاملین غرضیکہ کسی کو بھی معاف نہیں کیا ہم نے تو صرف مشت نمونہ از خروارے پیش کیا ہے۔

مرزا ئیوں کا امہات المومنین اور صحابہ کرام کی توہین کرنا:

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور ازواج مطہرات امہات المومنین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو پوری اُمت میں ممتاز درجہ عطا فرمایا ہے۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو مومنوں کی مائیں فرمایا ہے قرآن اس پر گواہ ہے وازواجہ امھاتھم فرما کر ان کی شان کو بلند فرمادیا ہے اور نبی کریم ﷺ کے تمام اصحاب کی مغفرت فرمادی اور انکے لیے جنت واجب فرمادی اور ان کی خطاؤں کو معاف فرمادیا اور قرآن کریم نے کلا وعد اللہ الحسنیٰ کا مژدہ سنا کر ان کے جنتی ہونے کا اعلان فرمایا اور ان کو رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کہہ کر ان پر راضی ہونے کی مہر لگادی۔

چودھویں صدی میں نئے صحابی اور وہ بھی بدری:

مرزائیوں قادیانیوں کی زبان سے آپ یہ بار بار سن رہے ہوں گے جی نہیں مرزا صاحب تو حضور ﷺ کے اُمتی ہیں وہ تو حضور ﷺ کی ہی شریعت پر عمل کرتے ہیں وہ کوئی نیا قانون اور نئی شریعت نہیں لائے سب کچھ وہی ہے۔

زرا کھل کر بتائیے! اگر نبی وہی ہے دین اسلام وہی ہے قرآن وہی ہے شریعت وہی ہے کلمہ وہی ہے تو پھر یہ بتائیے کہ یہ نئے صحابہ اور نئی امہات المومنین کہاں سے آگئیں؟۔

اسلام میں اصحاب بدر کا مقام:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اصحاب بدر کا اور رسول اللہ ﷺ نے احادیث مقدسہ میں اصحاب بدر کی بڑی عظمت بیان فرمائی ہے بلکہ قرآن کریم نے سورۃ البقرۃ میں اصحاب طالوت اور اصحاب بدر دونوں کی تعداد تین سو تیرہ بتائی ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس بات پر فخر کرتے تھے جیسا کہ امام بخاری نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہم اصحاب محمد ﷺ یہ باتیں کیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اصحاب بدر اور اصحاب طالوت کی تعداد برابر ہے جو طالوت کیساتھ نہر میں اتر گئے تھے اور جنہوں نے نہر سے چلو بھر پانی لیکر پی لیا تھا اور انکی پیاس بجھ گئی تھی اور دل قوی بھی ہو گئے تھے ان کی تعداد تین سو تیرہ تھی اور ان کو اللہ تعالیٰ نے جالوت پر فتح عطا فرمائی اسی طرح اصحاب بدر ان کے دل بھی اللہ تعالیٰ نے قوی فرمادیئے انہوں نے بھی کفار پر واضح فتح پائی اور ایسی شاندار فتح پائی کہ قیامت تک اسکا ذکر اور شہرت باقی رہے گی اور اصحاب بدر کا نام اسلام کی تاریخ میں ہمیشہ چمکتا اور دمکتا رہے گا۔ رضی اللہ عنہم (تفسیر مظہری ج ا ص ۳۴۲)

قادیان اور پنجاب کے صحابی:

مگر کیا کیجیے مرزا صاحب نے جب خدا تعالیٰ کا درجہ اور مقام پانے میں اور رسول اور نبی بننے میں کوئی جھجک یا شرم محسوس نہیں کی تو بھلا ان کے چیلے صحابی بننے میں پیچھے کیسے رہتے۔

قادیانیوں کے تین سو تیرہ صحابی:

فقیر کو ان ملعونوں کے ذکر کرنے کا کوئی شوق نہیں تھا ان کے نام اور حالات ذکر کرنے کا مقصد صرف اور صرف سادہ لوح مسلمان عوام الناس کو قادیانیوں کی مکاری ان کا دجل اور توہین بتانا مقصود ہے کہ قادیانیوں نے اسلام کا کوئی درجہ اور مرتبہ نہیں چھوڑا جس پر پرحملہ نہ کیا ہو چنانچہ تین سو تیرہ صحابہ کا ذکر مرزائی قادیانی اپنی کتب میں اس طرح کرتے ہیں!

۱) حضرت مفتی محمد افضل صاحب لاہو: یہ وہی ہیں جن کے رسالہ "البدر" کا حوالہ آپ میرے اس مقالہ میں پڑھیں گے۔ انکو صحابی لکھا گیا ہے مارچ ۱۹۰۵ء میں وفات پا گئے۔ ۳۱۳ اصحاب کی فہرست مندرجہ انجام آتھم میں ان کا نام ۶۷ نمبر پر ہے۔ (لاہور تاریخ احمدیت ص ۱۳۸)

۲) حضرت مولوی رحیم اللہ: وہ صحابی ہیں جن کو مرزا غلام احمد قادیانی پر سب سے پہلے ایمان کھو بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا اور یہ پہلا بد بخت ہے جس نے مرزا قادیانی کے ہاتھ پر اپنا ایمان بیچا اور بے دین ہوا۔ ۳۱۳ اصحاب کی فہرست میں آپ کا نام ۳۱۲ نمبر پر ہے۔

۳) مفتی محمد صادق صاحب: یہ وہ مفتی صاحب اس وجہ سے مفتی نہیں کہ فتویٰ دیا کرتے تھے بلکہ مفت خورہ ہونے کی وجہ سے مفتی کہلائے وہ مشہور ہے کہ ایک اسی طرح کے مولوی صاحب گھر آئے بیگم صاحبہ نے دیکھا کہ آج نیا شلوار قمیض پہنا ہوا ہے تو پوچھا یہ کہاں سے آیا فرمایا بس مفت مل گیا تھا۔ دوسرے دن دیکھا تو جوتا نیا۔ پوچھنے پر کہا کہ کسی صاحب نے مہربانی فرمائی تب نئے جوتے نصیب ہوئے ہیں تیسرے دن پگڑی نئی تھی بیگم صاحبہ نے پوچھا بات کیا ہے ہر روز نیا لباس اور نیا جوتا اور آج نئی پگڑی کہا! بس مفت مل گئی تھی۔ بیگم صاحبہ نے کہا "واہ مفتی جی" اسی طرح آجکل بھی بہت سارے مفت خورے مفتی بن گئے ہیں۔ تو یہ صاحب بھی اسی طرح کے مفتی لگتے ہیں اگر علم پڑھا ہوتا تو دین سے فارغ کیوں ہوتے اور غالباً صادق بھی اس لیے نہیں کہلائے کہ سچ بولتے تھے جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ہی سچ نہیں بولتا وہ صادق کیونکر ہوگا پھر آپ صادق کیوں کہلائے اسکی وجہ یہ تھی کہ آپ حضرت مسیح موعود کے عاشق صادق تھے۔ (لاہور تاریخ احمدیت ص ۸۳)

یہ حضرت بھی تین سو تیرہ اصحاب کی فہرست مندرجہ "انجام آتھم" میں آپ کا نام ۱۵ نمبر پر ہے۔

۴)مرزا خدا بخش: یہ ابتدائی صحابی ہیں اور جھنگ کے رہنے والے ہیں اور کتاب عسل مصفی کے مصنف بھی ہیں اصحاب میں انکا نمبر ۴۲ ہے۔

۵) شیخ رحمت اللہ: (انگلش ویئر ہاؤس لاہور) یہ بھی اصحاب تین سو تیرہ کی فہرست مندرجہ انجام آتھم میں ۲۷ نمبر پر ہیں۔

ان تین سو تیرہ صحابہ کے علاوہ اور regular صحابی بھی بہت تعداد میں قادیانیوں کی کتب میں مذکور ہیں بلکہ بسا اوقات تعداد کو بڑھانے کیلیے ایسے آدمیوں کا نام بھی اپنی جماعت میں لکھ دیا جاتا ہے جو اس محلّہ یا راستہ سے گذر رہے ہوں جیسے ملاحظہ فرمائیں!

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال شاعر مشرق:

اس رسالہ عجالہ نافعہ میں آپ نے پڑھا ہوگا اس فقیر قادری نے ذکر کیا ہے کہ شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے قادیانیوں کو مشورہ دیا تھا کہ ہمارے لیے یہ دو نام اسلام اور مسلمان چھوڑ دیں اس کے علاوہ آپ حضرات جو بھی اپنا نام رکھنا چاہیں رکھ لیں۔ مگر حیرت ہے کہ قادیانی حضرات لکھتے ہیں کہ علامہ سر محمد اقبال نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کر لی تھی اتنا بڑا جھوٹ لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ بول سکتا ہے علامہ اقبال اسکے سامنے کیا چیز ہے۔ چنانچہ حوالہ ملاحظہ ہو!

[[یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ مشہور شاعر ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب جناب چودھری سر شہاب الدین صاحب اور مولوی غلام محی الدین صاحب قصوری اکٹھے قادیان گئے تھے اور ایک ہی روز انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی]]۔(لاہور تاریخ احمدیت ص ۲۲۹)

مولوی غلام محی الدین قصوری کا نام تین سو تیرہ صحابہ میں لکھا ہوا ہے حالانکہ مولوی صاحب احمدی نہیں تھے اسی طرح غالباً علامہ اقبال کا نام بھی لکھ دیا گیا ہوگا تاکہ شہرت ملے۔

امہات المومنین کی توہین:

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کا درجہ بہت بلند و بالا ہے ان کی پاکدامنی اور عفت کی گواہی قرآن نے دی ہے کتنی بڑی دلیری اور جرأت ہے کہ مرزا قادیانی کی بیوی کو امہات المومنین کا درجہ دے دیا جائے جیسا کہ قادیانی جگہ

جگہ اُم المومنین کا لفظ استعمال کرتے ہیں مثلاً قاضی محبوب عالم صاحب بیان کرتے ہیں!

[[ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں قادیان میں تھا ۴ اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کے بعد ان ایام میں حضور قادیان سے باہر قیام پذیر تھے حضرت ام المومنین نے میر مہدی حسین صاحب کو شیشے کا ایک مرتبان دے کر فرمایا کہ شہر جا کر عرق لے آؤ]]۔(لاہور تاریخ احمدیت ص ۲۳۹)

[[ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بھی تھیں حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو عجائب گھر چھوڑ کر حضور ہماری دکان پر تشریف لائے]]۔(لاہور تاریخ احمدیت ص ۲۳۸)

مرزا قادیانی کیلیے لفظ حضور علیہ السلام:

چوھدری ظفر اللہ خان سابق وزیر خارجہ پاکستان لکھتا ہے!

[[مجھے حضور علیہ السلام کی زیارت کی سعادت پہلی مرتبہ ۳ ستمبر ۱۹۰۴ء کو نصیب ہوئی تھی جس دن حضور کی موجودگی میں حضور کا لیکچر مولوی عبد الکریم نے پڑھ کر سنایا تھا]]۔(تحدیث نعمت ص ۵)

مرزا قادیانی کے مریدین دیگر برساتی نبی:

جس طرح موسم برسات میں بارش آتے ہی گندے تالابوں پر ہر طرف مینڈک اپنی سریلی آواز سے مخلوق خدا کے کانوں میں رس گھولتے ہیں اور اپنی راگنی الاپتے ہیں بالکل اسی طرح جب قادیان کے گندے تالاب پر لعنت کی بارش برسی تو ہر طرف سے مرزا قادیانی کے Followers ہر قسم کی راگنی الاپنے لگے اور اپنی اپنی ڈفلی بجانے لگے چونکہ ان کے استاذ اور مربی نے ایک بہت بڑا دعویٰ کر کے اُمت مسلمہ میں ایک بہت بڑا فتنہ ڈالا اور انگریز سے بہت کچھ وصول کیا تو شاگردوں نے بھی اسی راستہ پر چل کر اپنے گرو کی طرح مسیح موعود، مہدی موعود، یوسف موعود، روحانی سورج، رجل یسمی احمد رسول اور نہ جانے کتنے قسم کے دعوے کر کے مغضوب علیھم بنے اور یہ تمام مرزا غلام احمد قادیانی کے Followers تھے جو اس کے فیض سے مستفیض ہو کر برساتی نبی کہلائے لیکن ان کے دل کی حسرت اور خواہش پوری نہ ہو سکی جیسے غلام احمد قادیانی کی دیرینہ خواہش "محمدی بیگم" کے اپنانے کی پوری نہ ہو سکی۔

جن لوگوں نے مرزا غلام احمد کی اقتداء میں یہ دعوے کیے ہیں ان میں کچھ لوگ وہ بھی ہیں جنہوں نے مرزا

قادیانی کی زندگی میں دعویٰ کر دیا جو کہ مرزا کو اچھا نہ لگا کیونکہ کون چاہتا ہے کہ اس کا کاروبار تقسیم ہو جائے لہذا مرزا نے انکو جماعت سے خارج قرار دیا اور ان کو جھوٹا اور مکار و کذاب کہا اور باغی قرار دے کر ان پر لعنت بھیجی اب ہم ان تمام کا مختصر تعارف کراتے ہیں جنھوں نے مرزا کی اتباع میں جہنم میں جانے کی کوشش کی ہے۔

۱)چراغ دین:

یہ بد بخت جموں کشمیر کا باسی مرزائی تھا جس نے اپنے پیشوا اور رہبر غلام احمد قادیانی کی زندگی میں ہی نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کر دیا تھا اور جب مرزا صاحب نے دیکھا کہ میرے اڑوس پڑوس میں میرا ہی پالتو میرے ہی راستے پر چل پڑا ہے تو مرزا صاحب نے اس کا سخت نوٹس لیا اور اپنی کتاب "دافع البلاء" میں اس کو بے عقل اور کم فہم لکھا اور اسکے اس اقدام کو توہین آمیز قرار دیا اور نفس پرستی قرار دیا اور لکھا کہ جب تک وہ توبہ نامہ شائع نہ کرے ہماری جماعت سے خارج ہے کیونکہ اس نے نبوت و رسالت کے مقدس سلسلہ کی ہتک عزت کی ہے ہماری جماعت کو چاہیے کہ ایسے انسان سے قطع تعلق کرے۔

۲)محمد بخش قادیانی:

یہ شخص قادیان کا رہنے والا تھا ابتداء میں اس نے مرزائیت کو اختیار نہیں کیا تھا لیکن اس نے بہت سارے الہامات کا دعویٰ کیا ہے اور بڑھاپے میں مرزا غلام احمد کے مذہب کو قبول کر کے مرزائی بن گیا اس کے الہامات میں سے ایک الہام یہ بھی ہے۔

I AM WHAT WHAT

سبحان اللہ کیسا نورانی اور ایمان افروز الہام ہے۔

۳)احمد نور کابلی:

قادیان میں یہ شخص سرمہ فروش تھا اور سرمہ سے لوگوں کی بصارت کا علاج کرتا تھا لیکن نور بصیرت سے خالی تھا کیونکہ

بد قسمتی سے یہ مرزا غلام احمد کا معتقد تھا اسکی ناک پر پھوڑا نکلا جب کسی طرح اچھا نہ ہوا تو Operation کرایا جس سے ناک کاٹ دی گئی جوں ہی ناک کٹی تو نبوت کا اعلان کر دیا اور لا الہ الا اللہ احمد نور رسول اللہ (نعوذ باللہ) کا حکم دیا اسکے علاوہ دعویٰ کیا میں روحانی سورج ہوں میں رحمۃ للعالمین ہوں۔

دعویٔ نبوت کرنے والوں پر قہر خداوندی:

احمد نور کابلی کا ناک کٹ جانا کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ جس نے بھی حضور سرورکائنات ﷺ کی گستاخی کی ہے رب تعالیٰ نے اسکو دنیا میں بھی ذلیل کیا ہے اور آخرت کا عذاب ابھی باقی ہے وہاں بھی عذاب علیم ہوگا۔

ولید بن مغیرہ کی ناک پر داغ:

مکہ معظّمہ کا بڑا امیر اور مشہور ترین شخص ولید بن مغیرہ اعلان کرتا ہے کہ اگر نبوت حق ہوتی تو محمد ﷺ سے زیادہ میں نبوت کا حق دار تھا کیونکہ میں عمر سے بھی اور مال کے لحاظ سے بھی محمد رسول اللہ ﷺ پر فوقیت رکھتا ہوں چونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی نبوت کو چیلنج کیا تھا رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

[[اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ط]] اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ کس جگہ اپنی رسالت کو رکھے گا۔(سورۃ الانعام :۱۲۵)

اور پھر سورۃ القلم میں اسی ولید بن مغیرہ کی ناک کو سونڈ فرما کر اس پر داغ لگانے کا ذکر فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

[[سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِO]] ہم عنقریب اس کی سونڈ پر داغ لگادیں گے۔(سورۃ القلم:۱۶)

یہاں بھی گستاخ نبوت کے ناک کو جانور کا سونڈ فرمایا جب کسی انسان کے اعضاء کو جانوروں کیساتھ تشبیہ دی جاتی ہے تو وہاں اس انسان کی تذلیل مقصود ہوتی ہے اور انسان کے اعضاء میں چہرہ ہی سب سے زیادہ اشرف اور معزز ہوتا ہے اور ناک کا ذکر کرنا انسان کی عزت یا بے عزتی سے کنایہ ہوتا ہے مثلاً اگر کہا جائے کہ فلاں کی ناک رہ گئی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی عزت برقرار رہی اور اگر کہا جائے کہ فلاں کی ناک کٹ گئی تو اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسکی عزت خاک میں مل گئی اور وہ ذلیل وخوار ہوا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ولید بن مغیرہ گستاخ نبوت کی ناک پر تلوار سے نشان لگایا جائے اور تا حیات اس کا یہ نشان باقی رہے گا اور ایسا ہی ہوا کیونکہ غزوہ بدر میں اسکے ناک پر تلوار سے نشان لگا اور جیسا قرآن کریم نے فرمایا تھا ویسا ہو کر رہا۔ یہ تو تھی دنیا میں گستاخ نبوت کی نشانی اور آخرت میں بھی اس کے ناک پر نشان ہوگا جیسا کہ ابو العالیہ اور حضرت مقاتل نے ذکر کیا کہ ولید بن مغیرہ کو لوگ اس کے ناک پر تلوار کے نشان کی وجہ سے پہچان لیں گے کہ یہ ناک کٹا گستاخ نبوت ہے جیسا کہ مرزا قادیانی کا شاگرد احمد نور کابلی ناک کٹا گستاخ نبوت ہے۔

خود مرزا غلام احمد قادیانی پر غضب الہی:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ ۝ (سورۃ الحاقۃ: ۴۴۔۴۷)

اور اگر وہ رسول اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر ہماری طرف منسوب کرتے ہم انکا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے پھر ہم ضرور ان کی شہ رگ کاٹ دیتے پھر تم میں سے کوئی بھی ان کو بچانے والا نہ ہوتا۔

ان آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ رسول اپنی طرف سے باتیں بنا کر ہماری طرف ان کو منسوب کرتے یعنی بغیر وحی کے کسی کلام کو ہمارا کلام کہہ کر لوگوں میں مشہور کرتے کہ یہ الہام یا وحی ہوئی ہے تو ہم ان کا دایاں ہاتھ بے کار کر دیتے اور اس کو تصرف کرنے سے روک دیتے اور پھر ان کی شہ رگ کاٹ کر ہلاک کر دیتے اور تم میں سے کوئی بھی پھر ان کو بچانے والا نہ ہوتا اس سورۃ پاک میں کتنا واضح فیصلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جو شخص جھوٹ اور افترا کرے گا اللہ تعالیٰ اسکو سزا کے طور پر اسکا دایاں حصہ اور دایاں بازو بے کار کر کے اسکو عذاب میں مبتلا رکھے گا اور پھر اسی عذاب میں وہ ہلاک ہو جائے گا اور کوئی بھی اسکو عذاب سے نجات نہیں دلائے گا۔ حضور محمد رسول اللہ ﷺ نے تو اپنے رب کی اطاعت کی اور کبھی بھی اپنے رب تعالیٰ پر جھوٹ اور افتراء نہ باندھا لہذا کبھی آپ کو اس طرح کی مرض اور تکلیف نہ ہوئی۔

مرزا غلام احمد کے دائیں ہاتھ کو رب نے بیکار کر دیا:

البتہ کذاب قادیانی نے اللہ تعالیٰ پر ہزاروں جھوٹ بولے اور من گھڑت الہامات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق مرزا غلام احمد کا دایاں ہاتھ بیکار کر دیا جس کی وضاحت خود مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے کی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے!

[[والدہ صاحبہ نے فرمایا! مرزا صاحب کھڑکی سے اترنے لگے تو اسٹول الٹ گیا اور آپ گر گئے جس سے دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ ہمیشہ کیلئے بیکار ہو گیا]]۔ (سیرۃ المہدی ج ۱)

مرزائیوں سے یہ سوال بھی ادھار ہے کہ مرزا صاحب کھڑکی سے کیوں کودے؟۔ قرآن کریم کی اس وارننگ کے باوجود جب مرزا صاحب باز نہ آئے انکا ہاتھ بیکار ہوا اسکے بعد ان کو موذی امراض لاحق ہوئے جو کہ رب تعالیٰ کی طرف سے عذاب تھا جس کا وہ خود اقرار کرتے اور کہتے ہیں کہ جس دن سے میں نے پہلا دعویٰ ماموریت من اللہ کیا اسی دن

سے میں ابتلاء میں آ گیا ہوں۔ مرزا صاحب کے اپنے الفاظ پڑھیے!

[[دو مرض میرے ساتھ وابستہ ہیں ایک اوپر کے حصے میں دوران سر اور دوسرا نیچے کے حصے میں کثرت پیشاب اور یہ دونوں امراض اس زمانہ سے ہیں جس دن سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے]]۔(حقیقۃ الوحی ص ۳۰۷)

۴)فضل احمد چنگا بنگیالی:

مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اور فیض یافتہ مرید جو ضلع راولپنڈی کے موضع چنگا بنگیال کا رہائش پذیر تھا اس نے بھی اپنے پیشوا کی طرح اپنی دکان چمکانے کے لیے ملحدانہ مضامین اور کفریہ کلمات بکنے میں انتہاء کر دی اور لکھا کہ!

[[حقیقی مرزا غلام احمد میں ہوں کیونکہ مرزا صاحب نے اپنی عمر کے بیس سال مجھے تفویض کر
دیئے تھے اور خود اسی سال کے بجائے ساٹھ سال عمر گذار کر ملک عدم کے راہی ہو گئے لہذا اصل مرزا میں ہوں اور اسکا ظہور ہوں]]۔

۵)عبد اللطیف گناچوری:

شیطان سے اسکا چیلا بڑھ گیا۔ یہ عبد اللطیف مرزا غلام احمد قادیانی کا پیروکار ہو کر لکھتا ہے کہ!

[[میری پیشگوئیاں مرزا صاحب سے بڑھ کر صادق ہوئی ہیں اور میرے نوے معجزے موجود ہو چکے ہیں اور ہندوستان میں جتنی وبائیں زلزلے اور سیاسی جوڑ توڑ ہوئی ہیں یہ تمام میری پیشگوئیوں کے مطابق ہوئے ہیں اور مرزا صاحب کی پیشگوئیاں درست نہیں نکلیں۔ میری پیشگوئیاں درست ثابت ہوئی ہیں کیونکہ میں قمر الانبیاء ہوں (استغفر اللہ) میرا نام زمین پر عبد اللطیف لیکن آسمانوں پر محمد بن عبد اللہ موعود ہے اور مرزا صاحب کا نام زمین پر غلام احمد اور آسمانوں پر مسیح بن مریم ہے اور احمدی قادیانیوں کا یہ عقیدہ درست نہیں کہ مہدی اور مسیح ایک ہی شخص ہے بلکہ مہدی اور ہوتا ہے اور مسیح اور ہوتا ہے اب اس دور میں چونکہ کوئی مہدی موجود نہیں ہے اس لیے میں ہی مہدی آخر الزماں ہوں اور احادیث کی رو سے میں ہی مہدی ہوں]]۔(لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم استغفر اللہ العظیم)

٦)عبد الله تیما پوری:

یہ شخص بھی قادیان کے گندے تالاب کا ایک غوطہ زن تھا اور جیسے قادیان کے چوہے نے دین مصطفیٰ ﷺ کو کتر کتر کر چھوٹا کرنے کی کوشش کی اور جہاد جیسے اہم حکم کو منسوخ کرنے کا دعویٰ کیا اور اپنے انگریز آقا کو خوش کر کے آج بھی اسکے نمک خواران کی گود میں پل رہے ہیں اور انکے ساتھ مل کر اسلام کے خلاف زہر اگل رہے ہیں اسی طرح اس عبداللہ تیماپوری لعین نے بھی اسلام کے مقدس اصولوں اور قوانین اسلامی پر حملہ کر کے مسلمانوں کا ایمان کمزور کرنے کی ناکام کوشش کی ہے چنانچہ لکھتا ہے کہ!

[[میں نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کی یا اللہ مسلمان بہت غریب اور نادار ہو چکے ہیں ان کے لیے قرآن میں ترمیم فرما کر سود حلال فرما دے تو رب تعالیٰ نے میری درخواست کو قبول فرما کر ساڑھے بارہ پرسنٹ پر سود حلال فرما دیا۔ اسی طرح رب تعالیٰ نے میری التجا کو درجہ قبولیت عطا فرما کر رمضان المبارک کے تیس روزوں کے بجائے صرف تین دن کے روزے کافی قرار دیئے اور عورتوں کے باپردہ رہنے کا حکم منسوخ فرما کر رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب عورتیں بے پردہ رہ سکتی ہیں چونکہ میں محمد ﷺ کا ظل اور بروز ہوں لہذا مجھے رب تعالیٰ نے اختیار دیا ہے کہ میں شریعت محمدی میں تغیر و تبدل کر سکوں]]۔

اپنے محسن کو بھی نہ بخشا:

جیسے مرزا غلام احمد نے جناب رسالت مآب ﷺ کا ذرہ برابر بھی احترام ملحوظ نہ رکھا اور آپ کی شان میں بے حد گستاخیاں کیں اسی طرح یہ عبداللہ تیماپوری بھی اسلام سے تو خارج تھا ہی۔ اس نے اپنے محسن غلام احمد قادیانی کا بھی خیال نہ کیا نمک حرام بنا اور لکھتا ہے![[میں اور مرزا غلام احمد قادیانی درجہ رسالت میں دونوں بھائی ہیں لیکن مرزا صاحب کو صرف مقام شہودی حاصل تھا وہ مقام وجودی سے بالکل جاہل اور عاری تھے لیکن مجھے دونوں مقام یعنی مقام شہودی اور مقام وجودی دونوں حاصل تھے کیونکہ میں ظل محمد بھی ہوں اور ظل احمد بھی ہوں اس نے چند کتب بھی لکھی ہیں جن میں اس بدبخت نے انبیاء کرام علیہم السلام پر سخت الزامات لگائے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کی ہے روح القدس کے نزول کا دعویٰ کیا وحی کے نزول کے دعوے کیے انجیل قدسی اور قدسی فیصلہ جیسی کتب میں اپنے گرو سے سبقت لے گیا اور جیسے اس کے گرو غلام احمد قادیانی نے انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین کی اس نے بھی کوئی کمی نہ چھوڑی

اور جیسے مرزا نے ہر زبان کے الہامات اور وحی کے اقسام گھڑ لیے تھے کہ نبی پنجابی لیکن الہام انگریزی اردو ہندی فرشتے قصابوں کی شکل میں فرشتوں کے نام شیر علی اور ٹیچی ٹیچی (حقیقۃ الوحی اور تریاق القلوب) اسی طرح اس چیلے کی پہلی وحی بھی یہ تھی! (یاایھا النبی تیماپور میں رہو)۔

۷)منشی ظہیر الدین اروپی:

جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ اس دجال قادیانی کا ہر شاگرد اور مرید اس سے بڑھ کر دجال ثابت ہوا اور ان میں سے ہر ایک نے اسلام کی شہ رگ پر حملہ کیا دوسرے دجالوں سے یہ دجال منشی ظہیر الدین بھی پیچھے نہیں رہا یہ لکھتا ہے کہ!

[[قادیاں کی مسجد ہی بیت اللہ شریف ہے اور وہی خدا کے نبی کی جائے پیدائش ہے
لہذا مسلمانوں کو مکہ مکرمہ کی بجائے قادیاں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنی چاہیے]]۔

یہ تو ابتداء ہے ان کی دریدہ ذہنی اور ذہنی شیطنیت غور سے دیکھئے اور پڑھیے۔

قادیان مکہ مکرمہ مدینہ منورہ اور مسجد اقصیٰ کے مقابلے میں:

گرو غلام احمد کے دل میں جو بات تھی کہ قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے وہ بات چیلے نے اگل دی لیکن یہ حقیقت ہے کہ ان قادیانیوں کے دل میں کعبۃ اللہ، مدینہ منورہ اور مسجد اقصیٰ اور حرم پاک کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے یہ قادیاں میں حج چاہتے ہیں یہ قادیاں کے فضائل قرآن سے ثابت کرتے ہیں قادیاں کو قبلہ و کعبہ مانتے ہیں قادیانیوں کا خدا الگ، رسول الگ، قرآن الگ اور اب ان کا قبلہ و کعبہ بھی الگ جس کا یہ حج کرنا چاہتے ہیں اگر مرزا غلام احمد قادیانی کو سر زمین حرم سے کوئی تعلق ہوتا، کسی بھی شعائر اسلامی سے تعلق ہوتا تو اس کی حاضری ضرور ہوتی لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بیت المقدس جانے کا سوچا بھی نہیں بلکہ لوگوں کو وہاں جانے سے روکا ہے اور ان مقدس شہروں کے مقابلہ میں قادیاں کی تعریف کر کے مقدس شہروں کی توہین کی ہے۔

ابرہہ اشرم اور اسکا بھائی غلام احمد قادیانی:

ابرہہ اشرم نے کعبۃ اللہ کو گرانے کی مذموم کوشش کی تھی اسکا انجام تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہے قہر خداوندی ابابیل کی شکل میں آیا اور اصحاب فیل کو عبرت کا نشان بنایا گیا۔ ابرہہ اشرم کے سر پر وہ کنکری لگی جس سے اسکی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی اسکو اٹھا کر لے گئے لیکن راستے میں اسکا انگ انگ گل سڑ کر گرنے لگا اس کے جسم سے پیپ اور خون بہنے لگا جس سے اللہ تعالیٰ کے غضب کی بو آتی تھی جب اس کو صنعاء یمن پہنچایا گیا تو وہ کمزور چوزے کی طرح تھا مرنے

سے پہلے اسکا سینہ پھٹا دل باہر آگیا اور کعبۃ اللہ کی توہین کرنے والا اذیت ناک موت سے دوچار ہوا۔

مرزا غلام احمد نے بھی کعبۃ اللہ اور بیت المقدس اور مدینہ منورہ کی توہین کی ہے مرزا غلام احمد لکھتا ہے!

[[مسجد اقصیٰ جس کا آنحضرت ﷺ کو معراج ہوا وہ میری مسجد اقصیٰ قادیاں والی ہے]]۔(تذکرہ)

اسی طرح واقعہ معراج میں قرآن کریم کی مشہور و معروف آیۃ کریمہ سبحان اللہ اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔(سورۃ بنی اسرائیل:۱) پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندہ خاص کو مسجد حرام (مکہ مکرمہ) سے مسجد اقصیٰ تک (جو واقع ہے فلسطین میں) مسجد حرام مکہ مکرمہ میں ہے اور مسجد اقصیٰ فلسطین میں ہے مگر قادیانی یہودیوں کی طرح قرآن کریم میں تحریف کرنے میں بڑے ماہر ہیں وہ تورات میں کرتے تھے اور یہ قرآن کریم میں کرتے ہیں۔چنانچہ ترجمہ ملاحظہ کریں۔

[[اس آیت میں ارشاد ہے آں حضرت ﷺ کی سیر کشفی کا کہ مسجد الحرام (مکہ مکرمہ) سے آپ قادیان مسجد اقصیٰ کو دیکھنے آئے جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کی مسجد ہے]]۔(الفضل اگست ۱۹۳۳ء)

ہر آدمی اس بات سے اچھی طرح واقف ہے کہ مسجد اقصیٰ فلسطین میں واقع ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے بعد آپ کے جہاد کا دائرہ کار فلسطین و اسرائیل اور شام تک وسیع ہوگا اب مرزا غلام احمد فلسطین تو گئے نہیں نہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گئے تو کوشش کی کہ اپنے شہر قادیاں کو مکہ مکرمہ مدینہ منورہ اور فلسطین بنا دیں اور پھر یہیں رہ کر رسول، نبی، مہدی، مسیح اور دیگر تمام خواہشات پوری کر کے لوگوں کو اس طرف متوجہ کریں بلکہ حج بھی یہیں کرایا کریں جیسے کہ قادیانی حضرات برملا اسکا اظہار کر رہے ہیں چنانچہ ملاحظہ فرمائیں!

قادیان کا حج:

[[مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو گیا اور قادیاں میں یہ جاری ہے]] قادیاں کا ظلی حج بھی مقرر ہو گیا (خطبہ خلیفہ الفضل)

[[جلسہ گاہ شعائر اللہ مسجد مبارک شعائر اللہ، منارۃ المسیح شعائر اللہ، حرم کی زمین ہے یہاں آنے والا شعائر اللہ]] (خطبہ خلیفہ الفضل)

[[اللہ تعالیٰ نے ایک اور ظلی حج مقرر کیا وہ قوم جس سے اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے تاکہ وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس ظلی حج میں شامل ہو سکیں]]۔ (الفضل)

قادیان کا حج حجِ اکبر ہے:

[[اور کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں حاضر نہ ہو اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے جس پر مدینہ منورہ کے گنبد خضراء کے انوار کا پرتو اس گنبد بیضاء (یعنی مرزا غلام احمد کی قبر) پر پڑ رہا ہے اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے مرقد انور سے مخصوص ہیں کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حج اکبر میں اس تمتع سے محروم رہے]]۔ (الفضل ۱۹۳۵ء)

؎ میں قبلہ و کعبہ کہوں یا سجدہ گاہِ قدسیاں اے تخت گاہِ مرسلاں اے قادیاں اے قادیاں

حضرات آپ نے دیکھا قادیاں کی تعریف اور دیگر مقامات مقدسہ کی توہین اور یہی تمام قادیانیوں کا عقیدہ ہے۔

۸) یار محمد پلیڈر:

جب کوئی انسان شیطان کی کمپنی join کر لیتا ہے تو پھر شیطان اس کو بڑے بڑے داؤ پیچ سکھاتا ہے اور اس کو دین سے اتنا دور کر دیتا ہے کہ پھر کبھی یہ شخص دین کے قریب نہیں آسکتا رب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓـئِہِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ ۔ (سورۃ الانعام:۱۲۱)

اور یقیناً شیاطین اپنے دوستوں کے دلوں میں وحی کرتے ہیں یعنی وسوسے ڈالتے ہیں تاکہ تمہارے ساتھ جھگڑا کریں الجھیں۔

اس شیطانی گروہ کا ایک ممبر یار محمد پلیڈر بھی تھا جو ہوشیار پور کا وکیل تھا اس نے دعویٰ کیا کہ!

[[میں ہی حقیقت میں مرزا غلام احمد قادیانی کا خلیفہ برحق ہوں اور مرزا صاحب کو جو الہام ہوا تھا کہ ان کا نکاح آسمانوں پر محمدی بیگم سے ہوا ہے وہ محمدی بیگم میں ہی ہوں اور نکاح سے مراد ہے کہ میں یار محمد پلیڈر ان کی بیعت کر کے ان کے سلسلہ میں داخل ہو جاؤں گا اور پھر مرزا صاحب کا خلیفہ بن جاؤں گا]]۔

لیکن مسٹر یار محمد پلیڈر کا یہ خواب کبھی پورا نہ ہو سکا اس لیے کہ خلافت کی لائن میں کتنے اور پیٹ پرست موجود تھے اور ایک سے بڑھ کر ایک جھوٹے الہام اور کشف سنانے کو تیار تھا اور پھر مرزا غلام احمد قادیانی کا سب سے بڑا محسن جس نے مرزا کو نبوت اور رسالت اور مہدی اور مسیح بننے کیلیے تیار کیا اس کے لیے کتابیں لکھیں اسکے لیے الہامات اور مکاشفات تیار کیے اور وہ شخص مولوی حکیم نور الدین بھیروی تھا جو کہ ایک لا مذہب اور نہایت شاطر انسان تھا۔ سر سید احمد خان سے ان دنوں حکیم نور الدین کی خط و کتابت چل رہی تھی کیونکہ حکیم نور الدین بھی سر سید کا ہم مذہب نیچری تھا جب مرزا غلام احمد کو علم ہوا کہ حکیم نور الدین میرا ہم پیالہ ہم نوالہ بن سکتا ہے تو مرزا غلام احمد جموں جا کر حکیم سے ملا اور دس بارہ دن دونوں اکٹھے رہے اور آئندہ کا پروگرام طے کیا حکیم نور الدین سے میٹنگ کرنے کے بعد مرزا غلام احمد لدھیانہ گیا وہاں سے کام کی ابتداء کی سب سے پہلے مجددیت کا دعویٰ کیا کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں اور مرزا غلام احمد جب کہیں مشکل میں ہوتا تو حکیم نور الدین بھیروی کا سہارا لیتا اسی لیے جماعت احمدیہ نے مرزا غلام احمد کے جہنم رسید ہونے کے بعد ۱۹۰۸ء میں پہلا خلیفہ حکیم نور الدین کو بنایا کیونکہ اسکے احمدیوں پر بہت احسانات تھے لہذا یار محمد پلیڈر اور دیگر بر ساتی نبی جو مرزا غلام احمد کے متبعین میں سے تھے تمام مرزا کے نزدیک مردود ٹھہرے کیونکہ انہوں نے بھی نبوت یا مہدویت اور مسیحیت کے دعاوی کیے تھے ان دعویٰ کرنے والوں میں ان مذکورہ آٹھ مردودوں کے علاوہ سید عابد علی ساکن قصبہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ، ڈاکٹر محمد صدیق بہاری، نبی بخش تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ، احمد سعید ساکن سنبھو یال ضلع سیالکوٹ اور عبداللہ پٹواری ضلع ساہیوال کے علاوہ بہت کو مرزا قادیانی کی طرح نبی مہدی اور مسیح بننے کا شوق پیدا ہوا لیکن نامراد رہے۔

مسیح قادیان کی زبان سے پھول جھڑتے ہیں:

☆ ہمارے دشمن (مسلمان) جنگلوں کے سور ہیں اور انکی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ (نجم الھدیٰ)

☆ جو شخص میرے مخالف ہیں انکا نام عیسائی یہودی اور مشرک رکھا گیا۔ (نزول المسیح حقیقۃ الوحی)

☆ تو میرے پانی یعنی نطفہ سے ہے اور دوسرے گندی مٹی سے بنے ہیں انت من ماءنا واھم من فشل ۔(اربعین)

☆ رب تعالیٰ مجھے الہام کرتا ہے انت منی بمنزلة ولدی تو میرے بیٹے کی طرح ہے۔(حقیقۃ الوحی ص ۸۶)

☆ وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔(شحنۂ حق)

☆ خدا نے مجھ سے رجولیت کا اظہار کیا۔(ٹریکٹ ص ۳۴)

☆ رب لنگڑاتا ہوا آیا۔رب چوروں کی طرح آیا۔(چشمہ معرفت وتجلیات الہیہ)

مرزا صاحب عالم رویا کا ایک حال تحریر فرماتے ہیں!

☆ میں نے دیکھا کہ میں جنگل میں ہوں اور میرے اردگرد بہت سے بندر اور سور وغیرہ ہیں اور اس سے میں نے استدلال یہ کیا کہ یہ احمدیہ جماعت کے لوگ ہیں۔(نزول المسیح ماخوذ از پیغام صلح ۱۹۳۴ء)

نوٹ: ظاہر ہے آدمی جتنا بھی جھوٹا کیوں نہ ہو کبھی نہ کبھی سچ بات اگل ہی دیتا ہے جیسا کہ مرزا صاحب نے اپنی جماعت کا صحیح نقشہ کھینچا ہے اور ان سے بہتر انکی جماعت کو اور کون جانتا ہے۔

☆ ہمارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار ہا درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں۔(جماعت کے لیے نصیحت مندرجہ تبلیغ رسالت ج دہم)

☆ یسوع مسیح کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔آپ کا خاندان نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور تین نانیاں آپکی زنا کار تھیں (نعوذ باللہ) جو کہ عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا آپکا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شائد اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔(ضمیمہ انجام آتھم)

☆ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔علاوہ اسکے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

☆ ان لوگوں کے پیچھے نماز مت پڑھو جو مجھ پر ایمان نہیں رکھتے۔(فتاویٰ احمدیہ ج ۱)

☆ اپنی بیٹیاں ان لوگوں کے نکاح میں نہ دو جو مجھ پر ایمان نہیں رکھتے۔(فتاویٰ احمدیہ ج ۲)

☆ کسی ایسے شخص کی نماز جنازہ مت پڑھو جو مسیح موعود پر ایمان نہیں رکھتے۔(انوار خلافت)

☆ یسوع مسیح کی تین نانیاں اور تین دادیاں طوائف تھیں (نعوذ باللہ) (انجام آتھم)

☆ تمہارے درمیان ایک زندہ علی موجود ہے اور تم اسے چھوڑ کر مردہ علی کو تلاش کر رہے ہو۔ (ملفوظات احمدیہ)

☆ میں امام حسین سے برتر ہوں۔ (دافع البلاء)

مرزا غلام احمد قادیانی کی موت:

انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کی وفات وبائی امراض سے نہیں ہوئی بعض نبی شہید ہوئے بعض انبیاء علیہم السلام اپنی مرضی سے اس دنیا سے رخصت ہوئے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام اور خود حضور نبی اکرم ﷺ اور نبی اکرم ﷺ آخری ایام میں بخار کی حالت میں تھے اور آپ کی زبان مبارک پر آخری الفاظ **اللھم فی الرفیق الاعلی** ' تھے بلکہ اکثر مسلمان بھی جب فوت ہوتے ہیں تو وہ بڑی تسلی سے کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت پڑھتے ہیں مگر آیئے دیکھئے مرزا غلام احمد قادیانی کی موت کیسے واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب اپنے آخری وقت میں اپنے خسر میر ناصر کو مخاطب کر کے کہتا ہے!

[[میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے]]

یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے مرنے سے پہلے الفاظ تھے اسکے بعد آپ (یعنی مرزا صاحب) نے کوئی صاف بات نہیں فرمائی۔ (خود نوشتہ حالات میر ناصر مندرجہ حیات ناصر)

زندگی میں جو شخص غلیظ کلمات بکتا رہا ہو اور انبیاء کرام اور اولیاء کرام کو گالیاں دیتا رہا ہو ظاہر ہے مرتے وقت بھی اس کے منہ سے غلاظت ہی نکلے گی اور اگر آپ مرزا کی موت کی پوری تفصیل پڑھیں جو انکے صاحبزادے اور بیگم صاحبہ نے بیان کی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی سزا ابھی سے ہی شروع ہو چکی ہے اور موت کی کیفیت بڑی عبرتناک تھی کہ منہ سے برابر قے آ رہی تھی اور مقعد سے دست اور غلاظت نکل رہی تھی اور مرزا صاحب کا اپنے خسر کو یہ کہنا "میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے" یہ اس بات پر شاہد ہے کہ مرزا صاحب کا انجام بہت برا تھا۔ (سیرۃ المہدی ج ۱)

مرزا صاحب مرنے سے چند گھنٹے قبل:

مرزا غلام احمد کا انتقال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرض ہیضہ سے ہوا جس کی تفصیل میں ان کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں!

[[حضرت مسیح موعود ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام بالکل اچھے تھے رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کیساتھ پلنگ پر بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں میں بستر پر لیٹ گیا اور سو گیا۔ والدہ صاحبہ نے علالت کی تفصیل یہ بتلائی کہ مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھاتے کھاتے آ گیا اسکے بعد آپ آرام سے لیٹ گئے کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی غالباً آپ دو دفعہ حاجت کیلئے تشریف لے گئے اسکے بعد لیٹے۔ میں سو گئی تو مجھے ہاتھ سے جگایا میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر لیٹ گئے اسکے بعد ایک دست اور آیا مگر اتنا ضعف ہو گیا تھا کہ آپ پاخانہ تک نہ جا سکے اور چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر فارغ ہو گئے اسکے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو قے آئی قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف بڑھ گیا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور آپ کی حالت دگرگوں ہو گئی اس پر میں نے گھبرا کر کہا! ''اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے'' تو آپ نے کہا وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ آپ سمجھ گئیں تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشا ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ہاں]]۔ (سیرۃ المہدی ج اول)

مندرجہ بالا عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے آخری اوقات میں ان کے پاس ان کی اولاد بھی نہیں ہوتی تھی اور خاص کر بیٹا ماں سے پوچھ رہا ہے اور ماں سوائے دستوں اور قے جیسی بدبودار چیزوں کے ذکر کے مرزا صاحب کے کسی الہام یا وحی کا ذکر نہیں کرتیں ہاں ایک چیز کو چھپایا ہے نہ ماں نے اس راز کھولا ہے اور نہ بیٹے نے اور وہ ہے جس کو ہم نے انڈر لائن کیا ہے۔ ''وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا'' یعنی اگر میں طاعون یا ہیضہ سے مروں تو کذاب اور جھوٹا ہوں۔

ہم نے مرزا صاحب کے خسر میر ناصر کی کتاب ''حیات ناصر'' کا حوالہ دیا ہے کہ مرزا صاحب نے خود میر ناصر کو کہا! ''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے'' یہی آخری الفاظ تھے اور پھر اسکے بعد کوئی بات نہ کر سکے اور اس طرح دست پر دست کرتے ہوئے قے پر قے کرتے ہوئے چاروں طرف بکھرے ہوئے دستوں کے درمیان یہ دجال کذاب اپنے انجام کو پہنچا۔ اور آپ گزشتہ صفحات میں پڑھ آئے ہیں کہ کعبۃ اللہ کا دشمن ابرہہ اشرم اور اصحاب فیل

عذاب الٰہی سے نہ بچ سکے اسی طرح ابرہہ کا بھائی مرزا غلام احمد قادیانی جو کہ مقامات مقدسہ کا دشمن تھا اور روضۂ اطہر کو متعفن اور حشرات الارض کی جگہ لکھتا تھا اسکا انجام مردود ابرہہ سے بھی برا ہوا ابرہہ کے جسم سے پیپ اور خون نکلا لیکن قادیانی کذاب کے منہ، ناک سے غلاظت تعفن اور معلوم نہیں کیا کیا نکلا اور ظاہر ہے وہی نکلا ہوگا جس کا وہ مستحق تھا اور اسکی بیوی، خسر اور بیٹے کی گواہی موجود ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں سے مخلصانہ التماس:

قارئین حضرات! اس فقیر پُر تقصیر نے اس مضمون میں سب سے پہلے قرآن کریم اور احادیث رسول ﷺ سے حضور ختمی مرتبت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ختم نبوت پر دلائل ذکر کئے ہیں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق کی طرف آپ نبی اور رسول بن کر تشریف لائے ہیں آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول ظلی یا بروزی نہیں آئے گا حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ کے اُمتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے وہ اپنی نبوت اور رسالت کا اعلان نہیں فرمائیں گے حضرت امام مہدی محمد بن عبداللہ جو حضور ﷺ کی اولاد سے ہوں گے اور اُمت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے آخری خلیفہ ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام انکی اقتداء میں نماز ادا کریں گے اور شادی کریں گے صاحب اولاد ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے اور وصال شریف کے بعد گنبد خضریٰ میں حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کیساتھ دفن ہوں گے قرآن و حدیث کے بعد فقیر نے دیگر کتب سے ختم نبوت پر آپ حضرات کو سمجھانے کیلیے دلائل ذکر کیے ہیں اور مرزا غلام احمد اور اسکے حواریوں کی کتب سے عبارات اور صفحات کیساتھ حوالہ جات ذکر کیے ہیں چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں میں اللہ تعالیٰ جل شانہ اور انبیائے کرام علیہم السلام اور خصوصاً حضور ﷺ کی شان اقدس میں بہت گستاخیاں تھیں اور وہ بھی ایسی عظیم گستاخیاں اور توہین آمیز عبارات تھیں کہ ایک مسلمان بلکہ ایک عام شریف انسان بھی ایسی گستاخیاں نہیں برداشت کرسکتا اس لیے ہوسکتا ہے کوئی صاحب فقیر کے تحریر کردہ سخت الفاظ پر اعتراض کرے اور کہے یہ طریقہ تبلیغ درست نہیں اور کسی کو اس طرح برا بھلا کہنا درست نہیں۔ تو حضرات گرامی قدر! آپ کو مرزا صاحب کے عقائد اور اس کی عبارات کو بھی دیکھنا چاہیے اور پھر غیرت ایمانی پر بھی نظر ڈالنی چاہیے کہ ایک مسلمان کے جذبات کو مرزا صاحب نے کتنا مجروح کیا ہے اور کیسے توہین آمیز کلمات استعمال کیے ہیں اگر آپ غور سے اس رسالہ نافعہ کو پڑھیں گے تو ان شاء اللہ آپ حقیقت کو پالیں گے اور اسلام اور قادیانیت میں آپ عظیم فرق پائیں گے۔ ہماری اس کوشش کا مقصد کسی شخص کی دل آزاری نہیں ہے بلکہ غلط فہمی کا شکار ہونے والوں سے ہمدردی ہے۔

فقیر عاجز پُر تقصیر ہر قاری کو دعوت عام دیتا ہے کہ وہ ہمارے حوالہ جات کو پڑھے اور پھر مرزا صاحب کی اصل کتب کو پڑھے اگر ہمارے حوالہ جات کو درست پائے اور مرزا صاحب کی کتابوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک بندوں کی توہین پائے اور اس پر مرزا صاحب کے جھوٹ اور خیانتیں اگر ظاہر ہو جائیں تو پھر توبہ کر کے واپس اسلام میں لوٹ آئیں اور مرزا صاحب کے دجل اور فریب سے بچ جائیں مرزا صاحب نے اسلام کے کسی محاذ کو فتح نہیں کیا اور نہ ہی اسلام کی کسی گرتی ہوئی دیوار کو کندھا دیا ہے البتہ اسلام کو نقصان ضرور پہنچانے کی کوشش کی ہے اور انگریز جو کہ دشمن اسلام ہے اسکی مدد کی ہے اور انگریز نے مرزا صاحب اور اس کے نظریات کو تحفظ دیا ہے جیسا کہ مرزا صاحب فرماتے ہیں!

[[ملکہ وکٹوریہ ایسی ہے جو ہم پر رحم کرتی ہے اور احسان کی بارش سے مہربانی کے مینہ سے ہماری پرورش فرماتی ہے اور ہمیں ذلت اور کمزوری کی پستی سے اوپر کی طرف اٹھاتی ہے]] ۔ (انوار الحق حصہ اول)

جو شخص ایسی حکومت کی ثنا خوانی کرے جس نے ہمیشہ اسلام دشمنی میں اہم کردار ادا کیا ہو ایسے شخص سے اسلام کی خدمات کی کیا توقعات ہو سکتی ہیں بلکہ اس حکومت نے قادیانی فرقہ کو جنم دیا اس کو پالا پوسا اور آج تک اس کی سرپرستی کر رہی ہے چنانچہ مرزا صاحب خود فرماتے ہیں!

[[خدا کی مصلحت ہے کہ اس نے گورنمنٹ کو چن لیا تا کہ اس کے زیر سایہ فرقہ احمدیہ ترقی کرے]] ۔ (تبلیغ رسالت ج ۱۰)

دوسری جگہ فرماتے ہیں!

[[اس پاک جماعت کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کیلئے انواع واقسام کے فوائد متصور ہوں گے]] ۔ (ازالہ اوہام)

اور مرزا صاحب نے ایک دل کی گہرائیوں سے بات کہہ کر اپنے نمک حلال ہونے کا حق ادا کر دیا اور فرمایا!

[[ہمارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزارہا درجہ ان سے انگریز بہتر ہیں]] ۔ (جماعت کے لیے نصیحت مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۱۰)

ہمارے آباؤ اجداد انگریز کی غلامی سے نجات پانے کیلئے کتنی قربانیاں دیتے رہے اور قرآن وحدیث نے انکی

دوستی کو زہر قاتل اور سراسر نقصان بتایا مگر مرزا صاحب ان کو سایہ رحمت اور فضل ربانی سے تعبیر کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ![[جب تک میں ان میں ہوں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا]] ۔(رسالہ نور الحق)

اسلام کے خلاف بڑی بڑی سازشیں کی گئیں ان تمام سازشوں میں سے ایک بڑی سازش یہ تیار کی گئی کہ کسی شخص کو محمد ﷺ کا لباس پہنا کر اعلان عام کر دو یہ محمد ہے بلکہ بہتر ہے اور پھر ہر طرح سے اس کو sport کرو اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر اتنا کمزور کر دو کہ ان کی طاقت ختم ہو جائے اور وہ آپس میں دست و گریباں رہیں اور ہم اپنے مقاصد پورے کرتے رہیں۔

اسکام کیلیے انگریز کو مرزا غلام احمد قادیانی ہی نظر آیا جس کے مالی حالات بہت خراب تھے جیسا کہ اسکی ابتدائی زندگی کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ نوکری کیلیے دربدر دھکے کھاتا پھرا اور پھر اپنے ساتھیوں سے ملا آخر کار ۱۸۶۴ء میں کلرک کی حیثیت سے ڈسٹرکٹ کورٹ سیالکوٹ میں ملازم ہوا چار سال تک یہ خدمات سرانجام دیں اس ملازمت کو چھوڑنے کے بعد مذہبی کتب کے مطالعے اور تصنیفات اور مناظرے وغیرہ کی طرف توجہ دی انہی دنوں برطانیہ سے خصوصی نوازشات کا سلسلہ شروع ہوا جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے اور سرکار برطانیہ کے معیار پر پورا اترنے پر ٹیچی ٹیچی اور شیر علی اور دیگر فرشتوں جو کہ قصابوں کی شکل میں بھی ہوتے تھے ان کا نزول انگلش وحی اور برطانوی پونڈز کیساتھ شروع ہو گیا اور کئی صدیوں سے انگریز اور دشمنان اسلام جس محبت رسول کو مسلمانوں کے دلوں سے دور کرنے سے مایوس تھے اور ان کا کوئی بس نہیں چلتا تھا اور وہ بے تاب تھے کہ کس طرح اسلام کی روح کو رسول اللہ ﷺ کے عشق کو مسلمانوں کے سینوں سے نکال لیا جائے اور ان کو کھوکھلا مسلمان بنا دیا جائے جیسا کہ علامہ اقبال بھی فرماتے ہیں!

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا	روح محمد اسکے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کر فرنگی خیالات	اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو
افغانیوں کی غیرتِ دیں کا ہے یہ علاج	مُلا کو ان کے کوہ و دمن سے نکال دو
اہل حرم سے ان کی روایات چھین لو	آہو کو مرغزار ختن سے نکال دو (ضرب کلیم)

اور یہ کام مرزا غلام احمد نے کرنے کی حامی بھر لی:

۱۸۸۰ء کے بعد سے الہامات اور وحی کا سلسلہ شروع ہو گیا اور اس طرح وہ ایک ایک سیڑھی چڑھتے گئے پہلے

کہا کہ میں مجدد ہوں پھر کہا کہ میں محدث ہوں پھر مامور من اللہ ہوں، مثیل مسیح ہوں، مسیح ابن مریم ہوں، مسیح موعود ہوں، نبی ہوں، رسول ہوں، محمد ہوں، احمد ہوں، خاتم الانبیاء ہوں، جمیع انبیاء کا مجموعہ ہوں، بلکہ افضل الانبیاء ہوں۔نبوت ورسالت کے تمام منازل طے کرنے کے بعد بھی شوق پورا نہ ہوا تو اور بلندی پر چڑھنے لگا۔

دعویٰ الوہیت اور ابنیت:

پھر کہنے لگا کہ میں تو خدا کی مانند ہوں، وحدہ لاشریک کا شریک ہوں خدا کا ظہور ہوں، خدا کا اسم اعظم ہوں، بلکہ خدا تعالیٰ کی مخصوص صفات کا حامل ہوں مثلاً جہان کا خالق ہوں موت وحیات پر قادر ہوں آسمانوں اور زمینوں کو اور اس کے اندر کی مخلوق کو پیدا کرنے والا ہوں۔

اچانک سیڑھی کا ڈنڈا ٹوٹا:

مرزا قادیانی جو کہ ایک بلند سیڑھی پر چڑھتا جا رہا تھا نبوت ورسالت کی منزلیں طے کر گیا خدائی صفات بھی کراس کر کے خدا کا بیٹا اور خدا بنا کہ اچانک سیڑھی کا ڈنڈا ٹوٹ گیا جب اسفل السافلین میں گرا تو اب سجین کے منازل طے کرنے لگا اور اعلان کیا کہ میں تو جے سنگھ بہادر ہوں، کورنر جرنل ہوں، کوروناتک ہوں، کرشن جی ہوں، میں رودگوپال ہوں یعنی آریوں کا بادشاہ ہوں، کلنکی اوتار ہوں، برہمن اوتار ہوں، معجون مرکب ہوں، چینی الاصل موعود ہوں، کرم خاکی ہوں، یا روقصہ ختم کروں میں ذلیل انسان بشر کی جائے نفرت ہوں (یہ تمام القاب مرزا صاحب کی کتب میں موجود ہیں) مرزا صاحب نے کوئی دعویٰ ایسا نہیں جو نہ کیا ہو ہم مرزا صاحب اور انکے باراتیوں سے پوچھتے ہیں!

یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی ہو سلمان بھی ہو تم سبھی کچھ ہو بتلاؤ تو مسلمان بھی ہو

بلکہ یوں کہو!

یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی ہو سلمان بھی ہو تم سبھی کچھ ہو بتلاؤ تو انسان بھی ہو

قارئین کی خدمت میں آخری اپیل:

قارئین سے فقیر قادری رضوی غفرلہ المولی القدیر سوال کرتا ہے کہ اگر کوئی اہل اسلام میں سے نعوذ باللہ کفر بکے جیسے مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکی مثل دیگر گمراہ لوگوں نے کفر بکے ہیں یعنی توحید، رسالت، قیامت اور ضروریات

دین سے کسی کا انکار کرے تو کیا وہ کافر نہیں ہوگا؟ ضرور ہوگا اور ضرور ہوگا اور اس کو بغیر توبہ کرنے کے اسکا کلمہ پڑھنا ، روزہ رکھنا، نماز پڑھنا، زکوۃ دینا، حج کرنا اس کو مسلمان نہیں بنا سکتا جب تک اس جملہ سے توبہ در جوع نہ کرے جس کی بنا پر اس پر حکم کفر ہوا ہے۔ ایسے ہی تمام باطل فرقے جب تک اپنے عقائد کفریہ سے توبہ نہیں کریں گے ہرگز مسلمان نہ ہوں گے چاہے عمر بھر مسجد میں پڑے رہیں ان کا ایک سجدہ بھی قبول نہ ہوگا یہ شریعت کا فیصلہ ہے حکم خداوندی ہے فقیر اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا قرآن وحدیث میں یہ حکم اظہر من الشمس ہے۔

صلح کلی مت بنو:

اکثر صلح کلی عوام کو بہکانے کیلیے یہ کہتے ہیں کہ کافر کو کافر نہ کہنا چاہیے ممکن ہے وہ مسلمان ہو جائے صلح کلی کا یہ کہنا درست نہیں ہے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کا حکم ہے کہ جو شخص جس حالت پر ہو اس کو ویسا ہی سمجھنا چاہیے۔ یعنی مومن کو مومن اور کافر کو کافر اور اگر اسکے خلاف کرے گا یعنی اگر مسلمان کو کافر اور کافر کو مسلمان کہے گا تو خود کافر ہو جائے گا۔ جب تک حق کی حرمت اور باطل کی مذمت نہیں کی جائے گی اس وقت تک حق کی قدر اور باطل سے نفرت نہیں ہو سکتی۔ فقہاء کرام نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ کافر کو کافر کہنا واجب ہے۔ (ردالرفضہ از امام اہلسنت)

قادیانیوں پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ:

مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے متبعین پر سب سے پہلے کفر کا فتویٰ تاجدار اہلسنت مجدد دین وملت امام الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی نے لگایا اور مرزا کے عقائد پر سخت گرفت فرمائی اسی طرح حضرت حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا خان صاحب بریلوی نے بھی ایک مدلل فتویٰ بنام تاریخی " الصارم الربانی علی اسراف القادیانی " لکھ کر قادیانیوں کو کیفر کردار تک پہنچایا علمائے اہل سنت والجماعت نے ہر میدان میں قادیانیوں اور دیگر باطل فرقوں کا رد کر کے اپنا فرض ادا کیا ہے اور فاتح قادیانیت سیدنا پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تو مرزا قادیانی کا ایسا ناطقہ بند کیا کہ وہ لاہور کا راستہ بھول گیا اور آپ نے مرزا کے رد میں "شمس الہدایت" اور "سیف چشتیائی" لکھ کر مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے۔ امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے اور ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء کی شب مسلمانوں کے جم غفیر میں فرمایا!

[[ہم کئی روز سے مرزا کے مقابلہ میں آئے ہوئے ہیں پانچ ہزار روپے انعام بھی مقرر کیا ہے کہ جس طرح چاہے وہ ہم سے مناظرہ یا مباہلہ کرے اپنی کرامات اور معجزے دکھائے لیکن وہ نہ آیا لہذا آج میں مجبوراً کہتا ہوں کہ آپ سب صاحبان دیکھیں گے کہ چوبیس گھنٹے میں کیا ہوتا ہے]]۔ آپ اتنے الفاظ کہہ کر بیٹھ گئے رات کو مرزا بیمار ہوا اور دوپہر تک مر گیا۔ (انکاولہ علی مخاویہ ج ۳)

تمام علمائے کرام نے اپنے اپنے حلقے میں اپنی استعداد کے مطابق مرزائیت کے خلاف مجاہدانہ کردار ادا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام کی سعی کو قبول و منظور فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

فقیر نے حسن نیت کیساتھ یہ چند اوراق آپ حضرات کیلئے تحریر کیے ہیں کسی صاحب کی دل شکنی اور بے عزتی مقصود نہیں تھی صرف اصلاح مقصود تھی قارئین کرام اگر حسن نیت کیساتھ ٹھنڈے دل سے اس رسالہ نافعہ پر غور فرمائیں گے تو ان شاء اللہ توفیق الٰہی ان کی رفیق بنے گی اور مسئلہ قادیانیت سے متعلق مزید نئے اعتراضات تراشنے کے بجائے ختم نبوت کی حقیقت کو آپ اگر تسلیم کرلیں گے تو ان شاء اللہ دربار خداوندی اور بارگاہ مصطفوی ﷺ میں اجر عظیم پائیں گے اس لیے کہ اس کی مخالفت کے بجائے موافقت میں سعادت دارین مضمر ہے اور مغفرت کی اُمید ہے کیونکہ

رحمٰن و مستعان و رؤف و رحیم ہے — اس کے سوا بھلا کوئی ایسا کریم ہے

ایمان بھی دے مراد بھی دے عزو جاہ بھی — روزی بھی بخشے خلد بھی بخشے گناہ بھی

ماخذ و مراجع

۱) قرآن مجید ۲) بخاری شریف (امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری)

۳) مسلم شریف (امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری) ۴) ترمذی شریف (امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی)

۵) مصنف ابن ابی شیبہ (امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ) ۶) المسند احمد (امام احمد بن حنبل)

۷) المستدرک (امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری) ۸) حلیۃ الاولیاء (امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی)

۹) دلائل النبوۃ (امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری) ۱۰) سنن کبریٰ (امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی)

۱۱) سنن داری (امام ابوعبداللہ عبدالرحمٰن داری) ۱۲) ابن عساکر تاریخ دمشق (امام ابو القاسم علی بن حسن ابن عساکر)

۱۳) مشکوۃ المصابیح (امام ولی الدین تبریزی) ۱۴) تفسیر صاوی (علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی)

۱۵)تفسیر ابن کثیر(علامہ حافظ عماد الدین ابن کثیر) ۱۶)تبیان القرآن(علامہ غلام رسول سعیدی)
۱۷)فتاویٰ حدیثیہ(علامہ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی) ۱۸)تذکرۃ الحفاظ(امام ابو عبداللہ شمس الدین محمد الذہبی)
۱۹)شرح شفاء(علامہ علی بن سلطان ملا علی قاری) ۲۰)فتاویٰ کبریٰ(شیخ ابو العباس تقی الدین ابن تیمیہ)
۲۱)رد المحتار(سید محمد امین ابن عابدین شامی) ۲۲)سفرنامہ ابن بطوطہ(ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد ابراہیم ابن بطوطہ)
۲۳)خاتم النبیین(مصباح الدین) ۲۴)ائمہ تلبیس(علامہ ابو القاسم رفیق دلاوری)
۲۵)سیرت رسول عربی(علامہ نور بخش توکلی) ۲۶)دیوبندی مذہب(علامہ غلام مہر علی صاحب گولڑوی)
۲۷)رد الرفضہ(اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی) ۲۸)ضرب کلیم(علامہ ڈاکٹر محمد اقبال شاعر مشرق)
۲۹)احمدیت کے نام پر دھوکہ(علامہ مشتاق احمد چشتی) ۳۰)شرح مواہب اللدنیہ(علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی)
۳۱)کتاب امام اعظم ابو حنیفہ(مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی) ۳۲)الافاضات الیومیہ(اشرف علی تھانوی)
۳۳)فتاویٰ رشیدیہ(رشید احمد گنگوہی) ۳۴)تقویۃ الایمان(اسماعیل دہلوی)
۳۵)الدرر الکامنہ(شیخ ابن حجر عسقلانی) ۳۶)تفسیر مظہری(علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی)

مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر مرزائیوں کی کتب کے حوالہ جات

۱)حقیقۃ الوحی ۲)تریاق القلوب
۳)ضمیمہ انجام آتھم ۴)ایک غلطی کا ازالہ
۵)اربعین ۶)نزول المسیح
۷)حجۃ اللہ ۸)اخبار الحکم
۹)تحفہ حق ۱۰)انوار خلافت
۱۱)براہین احمدیہ ۱۲)دافع البلاء
۱۳)نجم الہدیٰ ۱۴)چشمہ معرفت و تجلیات الٰہیہ
۱۵)جماعت کیلئے نصیحت ۱۶)مکاشفات مرزا
۱۷)ملفوظات احمدیہ ۱۸)اسلامی ٹریکٹ

۱۹)الفضل	۲۰)سیرۃ المہدی
۲۱)فتاویٰ احمدیہ	۲۲)خودنوشتہ حالات میر ناصر
۲۳)درثمین	۲۴)تذکرہ
۲۵)البشریٰ	۲۶)کشتی نوح
۲۷)تبلیغ رسالت	۲۸)اعجاز احمدی
۲۹)خطبہ خلیفہ الفضل	۳۰)انوار الحق
۳۱)پیغام صلح	۳۲)تبلیغ رسالت
۳۳)اخبار البدر ۱۹۰۶ء	۳۴)مکتوبات احمدیہ
۳۵)آئینہ کمالات اسلام	۳۶)ازالہ اوہام
۳۷)تاریخ احمدیت لاہور	۳۸)تحدیث نعمت

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆